نہج الفصاحت

حصہ اوّل

خطباتِ رسولِ کریمؐ

خطیب اعظمِ رسالت کی "جاہلیت شکن" اور "اسلام افروز"

تقریروں کا ہدایت آموز مجموعہ

تالیف و ترجمۂ تہذیب

مولانا سید نصیر الاجتہادی

مکالمات رسول کریمؐ

حصہ سوم

مناظرے

حصہ چہارم

فیصلے

حصہ پنجم

جوامع الکلم

یعنی

اقوال رسول کریمؐ

حصہ ششم

رسول کریمؐ

کی دعاؤں کا نادر و نایاب مجموعہ

حصہ ہفتم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲	دعائیں	۴۸۱

سیرت پاک

تالیف محمد رضا (مصر)

حصہ ہشتم

نہج الفصاحت

حصہ اوّل

خطباتِ رسولِ کریمؐ

خطیبِ اعظمِ رسالت کی "جاہلیت شکن" اور "اسلام افروز"

تقریروں کا ہدایت آموز مجموعہ

تالیف و ترجمہ تہذیب

مولانا سید نصیر الاجتہادی

کس طرح ممکن ہے کہ ایک مذہبی شعلہ جو
اگرچہ بیابان سے اٹھا تھا مگر جس نے اس قدر
حیرت انگیز قلیل مدت میں سارے ایشیا میں
آگ بھڑکا دی وہ ایسے دل سے نکلا ہو، جس
میں اس کی کچھ بھی گرمی موجود نہ ہو۔

(مشہور یورپین مورخ ہٹلر)

حرفِ اوّل

فصاحت نے جب مجسم ہونا چاہا تو وہ رسول کریمؐ کی زبان بن گئی بلاغت نے جب گفتگو کرنا چاہی تو اس نے نبی امی کا لہجہ اختیار کیا۔

ہدایت نے اگر کبھی قرآن کی "سورت" کی جلوہ نمائی کی تو وہ حدیث کی صورت میں نمودار ہوئی۔

رسولؐ کا کردار قرآن میں نظر آئے گا اور آیات قرآنی کے توضیحات و تشریحات رسول کریمؐ کے فرمودات وارشادات میں پائے جائیں گے اور ہم نے انہیں فرمودات وارشادات یعنی رسول کریم کے خطبات، مکاتیب، مکالمات، اقوال، ادعیہ، قضایا اور مناظروں کو کتاب "نہج الفصاحت" میں جمع کردیا ہے۔

بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ اُردو ادب نے آج تک ایسی کتاب نہیں پیش کی جس میں رسول کریمؐ کے تمام خطبے، خطوط، مناظرے، فیصلے، مکالمات، دعائیں اور اقوال یکجا نظر آئیں یہ شرف صرف نہج الفصاحت کو حاصل ہو رہا ہے جس میں تمام خطباتِ رسولؐ کو جمع کردیا ہے۔ اگر کسی کو یہ دیکھنا ہو کہ اعجاز کی وادی میں نطق کا آبشار کس طرح سے گرتا ہے تو وہ محمد عربیؐ کے خطبے دیکھے۔ ان خطبوں کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "لوح محفوظ" کے جزیرے میں جلال نطق الہیٰ نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ کر کائنات کو ہمہ تن غرق نُور وسرور کردیا ہے۔ یہ وہ خطبے ہیں جنھوں نے عرب ہی کو نہیں بلکہ تمام نوعِ انسانی کو "ظلمات" سے نکال کر "آب حیوان" تک پہنچادیا۔ مجلس شرک و نخوی سے گرمیاں چھین لیں۔ محرابِ کافری، اصنام آذری کو لرزہ براندام کردیا۔

یہ وہ خطبے ہیں جو موعظت و نصیحت سے لبریز اور ہیبت سے معمور ہیں جنھوں نے انسانیت کو جگایا، اندھیروں کو مٹایا، اجالوں کی تخلیق کی۔ ان کی الہامی زبان نے موت کو شہادت، شہادت کو زندگی، اور زندگی کو پائندگی دی۔ کافر کو مسلمان اور مسلمان کو شکوہِ سلیمانی عطا کیا۔ زمینِ فتنہ، دیارِ شورش کو سفیرِ امن وامان بنادیا۔

مکاتیبِ رسولؐ۔ وہ خطوط جنھوں نے عرب کے نوشتۂ تقدیر کو بدل دیا۔ انسانیت کے خط وخال کو اجاگر کردیا قیصر سے طبل وعلم کسریٰ سے افسر واورنگ چھین لیا۔ یہ وہ مکاتیب ہیں جن کی سطریں ملوکیت کے لیے دار ورسن اور جن کا کاغذ سلاطین زمن کا کفن بن گیا جن کی عبارت نے تاج کیانی کو تاراج اور سلطانیٔ جمہور کو سرتاج کردیا۔ یہ وہ خطوط ہیں جنھوں نے دنیا سے "خطِ غلامی" کو مٹا کر "نقش حریت" قائم کردیا۔

مکالماتِ رسولؐ۔ یعنی وہ علمی مکالمے جن سے حقائق افکار اور معارف بے نقاب ہوتے ہیں۔ یہ وہ کلمات ہیں جن سے ایمان کی تعمیر، اصولِ اسلام کی تشریح، مسائل زندگی کی توضیح، حیات بعد الموت کے رموز کی تصریح، حشر ونشر کے مباحث، رزم وبزم کے مسائل، جنگ وصلح کے دلائل اور حریت وغلامی کے سارے تفصیلات اس طرح سامنے آجاتے ہیں جن سے شرح صدر وسکینۂ خاطر کے تمام ساز وسامان مہیا ہوجاتے ہیں۔

مناظرے۔ یعنی کافرین ومشرکین، ملحدین وصابئین سے رسولؐ کریم کے وہ عظیم الشان مناظرے جنھوں نے ہمیشہ کے لیے

کفر کو مہر بلب اور شرک کو سر در گریبان کر دیا، ان سے رسولِ کریم کے استدلال کا استحکام، پیرایۂ بیان کی دلکشی، دلائل کا زور علم و خطابت کے جوش کا نقشہ نظر آجائے گا۔ یہ وہ مناظرے تھے جن سے کفر ہمیشہ کے لیے تہ و بالا اور حق کا بول بالا ہو گیا۔

قضایا ۔ یعنی رسولِ کریم کے انصاف و عدالت سے وہ بھرپور فیصلے جنھوں نے نہ صرف اپنے دور بلکہ ہر دور کی "عدالت" کے لیے میزان قائم کر دی۔

بلاشبہ دورِ حیاتِ رسولِ کریم کے "دورِ قضا" کے بعد آیا اور انصاف و عدالت کو زندہ کر گیا۔ یہ وہ فیصلے ہیں جن سے حلال و حرام، سنت و مکروہ کی وضاحت، بیع و شریٰ، طلاق و نکاح کے قوانین، فرائض و حقوق کی حد بندی، حدود و تعزیرات الٰہیہ کی تشکیل، حلف و قسم اور دعویٰ و شہادت کے ضابطوں کی تشریح کامل ہو جاتی ہے۔

یہ وہ فیصلے ہیں جنھوں نے معصیت کے صنم خانوں میں قفل ڈال دیے اور انسانیت کے جیل خانوں کو توڑ دیا اور ابد تک انصاف کو ارجمند، عدالت کو سربلند کر گئے۔

اقوال ۔ رسولِ کریم کے یہ وہ مختصر جملے اور اقوال ہیں جو علوم کا خزینہ اور حقائق کا سفینہ ہیں۔ ہر فقرہ مکارم اخلاق کی کتاب، ہر جملہ معرفت کا رسالہ، ہر کلمہ عقل کا دل اور حکمت کا دماغ ہے۔ یہ وہ اقوال ہیں جن سے کردار کی تعمیر، اعمال کی تطہیر، دین کی بقا اور انسانیت کا ارتقا وابستہ ہے۔ جن سے زندگی کے فرائض، انسانوں کے حقوق، حکومت کے آئین، معاشرے کے قوانین، راعی کے رعایا سے رابطے، عدلیہ اور انتظامیہ کے ضابطے، رہنے کا سلیقہ اور جینے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے جن میں مہد سے لیکر لحد تک اور لحد سے لیکر قیامت تک کے لیے واضح اشارے ہیں اور چوراہوں سے لیکر چوراہوں تک اور بازاروں سے لیکر جلوہ گاہوں تک کوئے عمل ہو یا شہرِ اخلاق، صحن خانہ ہو یا وسعت آفاق، ہر جگہ روشن ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔

دعائیں ۔ داعیِ حق کے ذہن اقدس سے نکلے ہوئے وہ جملے جو دعا بن کر نکلے اور مدعا بن کر آئے۔ جن سے مانگنے کے طریقے اور سوال کرنے کا انداز، طلب کا لہجہ اور فریاد کے اسلوب معلوم ہوتے ہیں۔ ان دعاؤں نے عبد و معبود میں ضبط مربوط اور ربط منضبط پیدا کیا۔ ان دعاؤں نے بندے کو خدا سے گفتگو کرنے کا طریقہ اور بات کرنے کا سلیقہ بتایا۔ مقامِ عبدہ کی وضاحت اور نیاز و بندگی کے رموز کی تفسیر کی۔

یہ وہ مقبول دعائیں ہیں جن کی وساطت سے دل کی آرزوئیں پوری اور مرادیں بر ومند ہوتی ہیں۔

تذکرہ رسالتمآب ۔ آخر میں مصر کے مشہور مؤرخ اور جید عالم محمد رضا مصری کی کتاب "محمدؐ" کا سلیس اردو ترجمہ شریک ہے، تاکہ یہ کتاب گفتار و کردار نبوی کا مکمل مرقع بن جائے۔ علامہ محمد رضا مصری کی یہ سیرۃ النبیؐ استناد و تفصیل کے لحاظ سے بے مثال اور بے عدیل ہے۔ سیرۃ کا یہ مرقع انتہائی تحقیق و تدقیق اور متبحرانہ کاوش سے منفرد اسلوب نگارش سے مزین ہے۔ اس شاہکارِ عظیم کا اردو ترجمہ بھی انتہائی فصیح ہے۔ یہ اردو ادب میں نہایت قابل قدر اضافہ ہے۔

آج کی دنیا الحاد و انکار کے سیلاب میں بہہ رہی ہے۔ کمیونزم اور مادہ پرستی کے اندھیروں نے چاروں طرف تاریکیوں کے

حصار کھینچ دیے ہیں، انسانیت کا مجد و شرف ماضی کا افسانہ اور اخلاقی اقدار غریبوں کا بہانہ بن گئے ہیں۔ انسانیت شہروں سے نکل کر غاروں میں اور درندگی بھٹوں سے نکل کر شہروں میں آگئی ہے۔ تاریخ اپنے کو دہرا رہی ہے اور آج کا زمانہ ماضی کے دورِ جاہلیت کی شبیہ بنا ہوا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے نادانی اور جہالت کے ہاتھوں انسانیت کو مٹایا جا رہا تھا اور آج علم و تمدن کے ہتھیاروں سے انسانیت کو تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

انسانیت بہرحال ہر دور میں بوجہلانِ اغراض و بولہبانِ ہوس کی ستم رانیوں سے پامال و مجروح رہی ہے کبھی نادانیوں نے سینہ چاک کیا تو کبھی دانائیوں نے گلے کاٹے۔ کبھی "شرک" نے آفت برپا کی تو کبھی "الحاد" نے قیامت ڈھائی۔

"انسان" ایک طویل عرصے سے "اپنی گمشدہ جنت" کی تلاش میں آوارہ پھر رہا ہے لیکن وہ جہاں بھی جاتا ہے اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ وہ جس جنت کی تلاش میں ہے وہ زمین کے کسی جزیرے اور آسمان کے کسی ستارے میں نہیں، خود اسی کے اندر دل کے عرش و فرش میں ہے، لیکن وہ اپنے سے دور بحر و بر میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ ہر غبار کا دامن منزل سمجھ کر ہر موج کا آنچل ساحل سمجھ کر پکڑتا ہے، پیر تھک جاتے ہیں ہاتھ شل ہو جاتے ہیں، مگر نہ منزل ملتی ہے اور نہ ساحل۔ اور پھر وہ چیخ اٹھتا ہے "مجھے میری جنت کیوں نہیں ملتی" مگر کون ہے جو اس سے کہے کہ نادان! تیری جنت خود تجھی میں ہے اس کے قبل جب تو عناصر کے دربار میں لرزہ براندام قیدی کی طرح سجدہ ہائے عبودیت کر رہا تھا اور آج جب تو شہسوارِ برق و افلاک بنا ہوا ماہ و پروین کا مذاق اڑا رہا ہے، تیرے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ پہلے تیری بندگی نے ہر پتھر کو مندر اور ہر طاقت کو سجدہ گاہ بنا دیا تھا۔ آج تیری خودی نے "مسجودِ عالم" سے بھی بغاوت کر دی ہے۔ نہ تیرے کل کے نیاز و انکسار میں انسانیت تھی اور نہ آج کے طنطنے اور جلال میں شرافت کل بھی تو مادے کا غلام تھا اور آج بھی تو مادے کا غلام ہے۔ کل تو اوہام کا غلام تھا اور آج سائنس کا عبدِ ذلیل۔ کبھی الحاد کا اسیر تو کبھی "ایجاد" کا نخچیر۔ دنیا کہہ رہی ہے کہ زمانے نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ عناصر مسخر ہو رہے ہیں۔ ماہ و انجم انسانی قافلوں سے پامال ہونے والے ہیں۔ اسرارِ کائنات کو انسان نے الم نشرح کر دیا اور عرش و فرش اس کے حملوں سے کانپ رہے ہیں۔ ہاں، ہاں، یہ سب صحیح ہے کہ انسانوں نے پرندوں کی طرح فضا میں اڑنا سیکھ لیا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ سمندروں میں مچھلیوں کی طرح تیرتا ہے لیکن آہ انسان تجھے زمین پر انسانوں کی طرح چلنا بھی آیا؟ یہ ٹھیک ہے کہ تو نے شہروں کے شہر بجلی کے قمقموں سے جگمگا دیے۔ لیکن یہ بتا کہ حیوانیت کی تاریکی دور ہوئی؟ یہ بھی مانا کہ تو نے ملکوں کے فاصلے راکٹوں کے ذریعے سے کم کر دیے، مگر یہ بتا کہ دلوں کو قریب کرنے کا طریقہ بھی آیا؟ جسم کی بیماریوں کو مٹانے کے لیے ہزار دوائیں نکالیں، لیکن روح کی امراض کے لیے بھی کوئی شافی نسخہ ہاتھ آیا؟ ہیر پھر کے وہی مادہ پرستی، وہی تن پروری اور وہی حیوان نوازی۔

روح اسی طرح بے قرار ہے۔ انسانیت اسی طرح چیخ رہی ہے اور انسان اسی طرح اپنی گمشدہ جنت کی تلاش میں دیار دیار پھر رہا ہے۔

وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی
مرے کام کچھ نہ آیا یہ کمالِ نے نوازی

آج سے چودہ سو سال قبل بھی اسی طرح انسانیت ہاتھ بڑھائے، دامن پھیلائے، اپنے درد کے درماں اور اپنی روح کے سکینہ وقرار کو مانگ رہی تھی کہ پھر اس نے جو صرف مادے ہی کا خالق نہیں بلکہ روح کا بھی پروردگار ہے، اپنی رحمت تمام کو "محمد عربی" کے پیکر" میں بھیجا اور پھر جس کی جاں بخشی نے مردوں کو مسیحا کر دیا۔

وہ رحمۃ للعالمین طٰہٰ کا تاج رکھے یٰسین کی قبا پہنے، یاایہا المدثر کا دوشالہ اوڑھے، ہدایت کا عصا اٹھائے، شریعت کا چراغ جلائے خدا سے لو لگائے ہوئے حظیرۃ القدس کی وادیوں سے اُترا۔ قاب قوسین کی سرحد کو طے کرتا ہوا اجلال و جمال کو لیے ہوئے وسعت آباد عالم میں نزول فرمائے اجلال ہوا۔ "سراج منیر" کے آتے ہی اندھیرا دور ہو گیا۔ "رحمۃ للعالمین" کے آتے ہی زمین کی خشک سالی مٹ گئی۔ "حکیم" کے پہنچتے ہی سارے امراض دُور ہو گئے۔ شاہ لولاک نے افلاک کے دروازے کھول دیئے اور آقائے ابوتراب کے لیے زمین نے اپنے خزانے اُگل دیے۔ "بشیر و نذیر" نے آتے ہی جنت کے دروازوں کو انسانیت پر کھول دیا۔ حیوانیت کا جہنم آتش کدۂ فارس کی طرح گُل ہو گیا اور انسان کو اس کی گمشدہ جنت مل گئی۔

آج بھی انسان کو اپنی گمشدہ جنت اسی ذاتِ والا صفات کے "گفتار و کردار" میں ملے گی۔ آج بھی روح کا قرار اور دلوں کا سکون اسی کی سنت و اسوہ پر کاربند ہونے سے حاصل ہوگا اور آج بھی اگر انسانیت چاہتی ہے کہ اس کی کھوئی ہوئی سلطنت اور روٹھی ہوئی خوشی اس کو ملے تو وہ "یثرب" کی مقدس وادیوں میں اسے تلاش کرے۔ "سراج منیر" روشن ہے، اس سے کرنیں لیکر عمل کی راہوں میں بچھا دو تاکہ زندگی کی ہر تاریکی دُور ہو جائے اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے۔ اشرقت الارض بنور ربھا۔

نہج الفصاحت میں انہی بکھری ہوئی کرنوں کو سمیٹا گیا ہے جو آپ کے لیے زندگی میں "چراغ راہ" اور آخرت میں "پروانۂ نجات" ہوں گی۔

نصیر الاجتہادی

۶ میکلوڈ روڈ
لاہور

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ
مطابق
۱۱۔ مارچ ۱۹۶۱ء

عرض ناشر

یہ ادارہ جس طرح ..... علم و اسلام، ادب و انسانیت کی خدمت کر رہا ہے، وہ اصحاب نظر سے مخفی نہیں۔ اب تک قرآن، تفسیر، حدیث، کلام، تاریخ و سوانح پر ضخیم و عظیم قابل فخر تصانیف پیش کر چکا ہے، جس پر بحمد اللہ ملک کے گوشے گوشے سے صدائے تحسین و ستائش بلند ہو چکی ہے۔

بلا فکر سود و زیاں اس ادارے کی یہی روش رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایسی کتابیں پیش کی جائیں، جو ایک طرف اسلام و انسانیت کی سربلندی کا سبب بنیں، دوسری طرف اپنی ندرت و طرفگی کے سبب اردو ادب میں گرانقدر اضافہ بن سکیں۔ اس روش کے پیش نظر ہم آج فخر کے ساتھ "نہج الفصاحت" پیش کر رہے ہیں، جو بلاشک و ریب اس دعوے کے ساتھ پیش کی جاسکتی ہے کہ نہ صرف اردو زبان میں بلکہ کسی بھی زبان اور ملک میں اس موضوع پر کتاب نہیں تحریر ہوئی۔

اس گرانمایہ کتاب کو علامہ سید نصیر الاجتہادی نے ایک طویل مدت کی انتہائی تلاش و تحقیق کے بعد عربی ماخذ سے براہ راست عالمانہ سلیقہ مندی کے ساتھ تالیف کیا ہے۔

علامہ کے "علم و قلم" کے متعلق کچھ کہنا غیر ضروری ہے ساری کتاب آپ کے سامنے ہے۔ بلاشبہ "نہج الفصاحت" اردو ادب میں ایک لاثانی اور غیر فانی اضافہ ہے۔

نیاز احمد

مبشرِ اعظم

سبحان اللہ خوشا محبوب پاک اور زیبندہ خلعت "لولاک لما خلقت الافلاک" کہ جس نے اپنے انوارِ فیض سے ہر ایک چراغ بے نور کو رشک مشعل طور بنا دیا اور اپنے جسم مطہر تجلی مظہر پر قبائے توحید زیب فرما کر آدم ضعیف البنیان کو لباس فضلیت پہنا دیا۔

ایک نبی محترم اور مبشرِ اعظم کہ جس کے واسطے عرش و کرسی اور آسمان و زمین بلکہ جملہ مکونات پردۂ غیب سے عرصۂ امکان میں آئے:

اور اس کے ظہور نے کیا کیا جلوے وجود کے دکھلائے حتیٰ کہ اس خلقت اولی نے پیشتر قندیل "اول ما خلق اللہ نوری" کو پرتو مفاخرت سے مشرف کر کے مطلع غیب سے متجلی ہو کر ساحت دنیا کو جلوہ نور عالم افروز سے مطرح انوار وحدانیت فرمایا اور ایک ایک آئینہ جمال حیرت افزا دکھایا۔ مہر سپہرِ والشمس و الضحیٰ، شمعِ انجمنِ واللیل اذا یغشیٰ، سیاح منزل سبحان الذی اسریٰ، شاہد خلوت قاب قوسین او ادنیٰ۔ ہمائے اوج دنیٰ فتدلیٰ، مفتاح گنجینۂ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ، کحل البصر ما زاغ البصر و ما طغیٰ، طوطی خوش بیان و ما ینطق عن الھویٰ، بلبل ہزار داستان ان ھو الا وحی یوحیٰ، قبہ قصر اجتباء، شمسۂ ایوانِ اصطفا، گل گلزارِ توحید، عندلیب شاخسارِ تفرید، شمع شبستان ابدیت پروانہ چراغ احدیت، رنگ حدیقۂ یکتائی بہار، بہارستان کبریائی، مظہر انوارِ لم یزلی، مظہر رموز خفی و جلی، نونہال چمن اقتدار نورس ریاض افتخار، آئینہ جمال معرفت، تجلی طور مکرمت، آرائش بزم ارتضاء، زینت مسند ابتداء، سرورِ عرب، سید عالی نسب، فخر رسل، ہادی سبل، خضر راہ گمرہاں، شعلہ منازل طالبان، گوہر درج وحدت، اختر برجِ حقیقت، دواءِ درد غمناکاں، مرہم جراحت سینہ چاکاں، مونس اہل الم، عیسیٰ بیمارانِ غم، سخنگوئے عرصاتِ قیامت، شفیع عاصیانِ امت، انیس اہل عزا، چارہ ساز بینوا، دستگیر بیدست و پا، محبوب خدا مطلوب کبریا، خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

(قاضی سید سرور علی)

طلوع

وجدان نے چودہ سو سال کی اُلٹی زقند لگا کر پہلے زمانے کے واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا۔ دنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تُلی کھڑی ہوئی تھی، عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں، نیکی نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ وہ راہ سے بھٹکی ہوئی [illegible]ں اور یاس کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے۔ وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اُٹھا رہی تھی۔ دیکھو! وہ چند قدم چل کر رک گئی، سرِراہ دو زانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے گردن جھکائے مصروف دعا ہو گئی اور نہایت عجز و انکساری سے کہا اے نور و ظلمت کے پروردگار میں غریب اس بھول بھلیاں اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں۔ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر جو ظلمت کدۂ دہر کو منور کر دے۔ نور پیدا کر جو بے بصر

کو طاقتِ دید بخشے۔ اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا یکبہ یک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار نو شگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے کیونکہ اسے قبولیتِ دعا کا القاء ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں افق مشرق پر محبت کی کمانی سے زائد دلکش پو پھوٹ رہی تھی آفتابِ ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء دوشنبہ کی مبارک صبح کو قدسی آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا مجسّم بن کر دنیا میں ظاہر ہوگی۔ حوریں جنت میں تزئینِ حسن کیے بیٹھی تھیں کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہوگا جس کے عالمِ وجود میں آتے ہی شرک اور کفر کی ظلمتیں کافور ہو جائیں گی۔ لوگ اپنے پروردگار کو پہچاننے لگیں گے نسل و خون کے امتیاز کی لعنت مٹ جائے گی غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے۔ شبنم نے عالمِ ملکوت کی ان باتوں کو سنا اور یہ پیامِ مسرت کرۂ ارض کے کانوں تک پہنچا دیا۔ وہ خوشی سے کھل گئے، کلیاں مسکرانے لگیں۔ دن کے دس بجے بی بی آمنہؓ کے بطن سے وہ لعلِ جہاں تاب پیدا ہوا جس کے لیے تعرِ ذلت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا غریب اور غلام کو بڑھانا عورت کو مرد کے برابر دکھانا ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

وہ نومولود زچہ خانہ میں مسکرایا اس کائنات ارضی کا ذکر کیا ہے؟ فضاءِ ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا۔ کفر سجدے میں گر گیا اور ادیانِ باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا آمنہ کا جایا دنیا میں کیا آیا دنیا میں مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروفِ عمل ہو گئیں۔ انسانیت کی تعمیر اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی۔ متلاشیانِ حق کو ایسا عرفانِ الٰہی عطا ہوا کہ ماسواء اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

(چوہدری افضل حق)

ظہورِ قدسی

چمنستانِ دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آ چکی ہیں، چرخِ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزمِ عالم اس سر و سامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو گئیں۔ لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیرِ کہن سالِ دہر نے کروڑوں برس صرف کیے۔ بیارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے چرخِ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبحِ جاں نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنانِ قضا و قدر کی بزم آرائیاں عناصر کی جدت طرازیاں ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں ابر و باد کی تردستیاں عالمِ قدس کے انفاسِ پاک توحیدِ ابراہیم، جمالِ یوسف، معجز طرازیٔ موسیٰ، جاں نوازیٔ مسیح سب اسی لیے تھا کہ یہ متاع ہائے گراں ارز شہنشاہِ کونین کے دربار میں کام آئیں۔

آج کی صبح وہی صبحِ جاں نواز وہی ساعتِ ہمایوں وہی دورِ فرخ فال ہے۔ اربابِ سیر اپنے محدود پیرایۂ بیان میں کہتے ہیں کہ آج آتشکدۂ فارس بجھ گیا۔ دریائے سادہ خشک ہو گیا، لیکن سچ یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ نہیں بلکہ شانِ عجم شوکتِ روم اوجِ چین

کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے، آتشِ فارس نہیں بلکہ جحیمِ شر، آتشکدۂ کفر، آذر کدۂ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بتکدے خاک میں مل گئے۔ شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا۔ نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔

توحید کا غلغلہ اٹھا، چمنستانِ سعادت میں بہار آگئی۔ آفتابِ ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اخلاقِ انسانی کا آئینہ پرتوِ قدس سے چمک اٹھا یعنی یتیمِ عبداللہ، جگر گوشۂ آمنہؓ، شاہِ حرم، حکمرانِ عرب، فرماں روائے عالم، شہنشاہِ کونین، عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرمائے عزت و اجلال ہوئے۔ اللّٰھم صلِّ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم

(شبلی نعمانی)

نور

اوّل بھی نور ہے، آخر بھی نور ہے، ظاہر بھی نور ہے، باطن بھی نور ہے، اوپر بھی نور ہے، نیچے بھی نور ہے۔ ازل بھی اس سے نورانی، ابد بھی اس سے روشن۔ صلی اللہ علیٰ نورہٖ وسلم وصلی اللہ علیٰ ظہورہٖ وسلم صلی اللہ علیٰ جمالہٖ وسلم صلی اللہ علیٰ کمالہٖ وسلم۔

ایک نور کا بیان ہے جو ازل میں بھی نور تھا اور ابد تک نور رہیگا یہ اسی نور کا ذکر ہے جس کو اللہ نے سورۂ نور میں بیان کیا ہے۔ یعنی وہ نورِ الٰہی جو بندوں کے الفاظ میں توحید کہلاتا ہے، اور ابنِ آدم کے پیکر میں ابتک جلوہ گر ہوتا آیا ہے کہیں پہلی رات کے چاند کی طرح ذرا سی چمک دکھا کر پردے میں ہٹ گیا کہیں دوسری رات کے چاند تک بڑھا تیسری تک آیا۔ یہاں تک کہ تیرھویں تاریخ کے چاند کی روشنی بھی اس نے دکھائی۔ اب اس نورِ محمدؐ کو پورا نمودار ہونا منظور ہوا، اپنی کامل جلوہ آرائی مدنظر ہوئی تو اس نے ایک سراپا حمد ہستی کو اپنا آئینہ بنایا۔ وہ مجسم حمد و حمد جو ازل میں حمد کردار تھا، درمیان میں حمد شعار رہا اور ابد تک حمد حمد پوری حمد بنا ہوا قائم ہے اور رہیگا چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکا اور بدرِ کامل بنا وہ پیکرِ حمد، وہ حمد کا پتلا، جس کے اندر وحدت کی روح تھی محمدؐ تھے محمدؐ ہیں۔ محمدؐ کے معنی حمد کیا گیا۔ سراپا حمد، حامد بھی وہی محمود بھی وہی احمد بھی وہی محمد بھی وہی اور پھر مرکزِ حمد بھی۔ نورِ وحدت نے کہیں آدمؑ میں شان دکھائی کہیں نوحؑ میں موج مارتا نظر آیا۔ کہیں ابراہیمؑ میں نمودار ہوا کہیں موسیٰؑ وعیسیٰؑ میں لن ترانیاں اور قم باذنی یاں عیاں کیں۔ ہر زمانہ اور وقت میں ایک ہستی کو قبول کر کے دوسرے موجودات کی ہستیوں کو اپنے جلوے دکھائے۔ پھر جزو جزو کا پھیلاؤ ختم کیا، کل کے ظہور کی ٹھانی اور ایک کامل کو اپنی ملکیت دے کر کامل بنایا۔ ناقصوں کی بھیڑ بھاڑ زیادہ دیکھی تو دنیٰ (نزدیک ہوا) کہ کر قاب قوسین او ادنیٰ (دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم) کے نقطے سے کھول کھول کر سمجھا دیا۔

وہ نور مرکزِ حمد محمدؐ میں آج سے تیرہ سو برس پہلے نہیں بہت پہلے اور بہت ہی پہلے سما چکا تھا اس وقت کہ نہ زمین تھی نہ آسمان نہ مکان تھا نہ زمان، فرش تھا نہ عرش اور پھر اس کے بعد اس وقت کہ آدم تھے نہ حوا، شیطان تھا نہ حیوان اور پھر کچھ بعد جبکہ آدم کی مٹی پانی میں مل رہی تھی اور پتلا سانچے میں ڈھل رہا تھا اور پھر اس وقت کہ فرزندانِ آدم ہابیل و قابیل آپس میں موت کا بازار گرم کر رہے تھے اور نوحؑ کی کشتی دنیا کو ڈبکیاں کھاتے دیکھتی تھی اور ابراہیمؑ چاند سورج سے سبق پڑھ رہے تھے اور موسیٰؑ لن ترانی

پکارتے تھے اور عیسیٰ قم باذن اللہ کے نعرے لگاتے تھے، ان سب اوقات میں ان تمام زمانوں میں ان کل حالتوں میں وہ نور السّمٰوٰت والارض وجود اکمل محمدؐ میں موجود تھا اور محمد اس میں موجود تھے اور اس وقت سے اس وقت تک سراپا وحدت اور حمد اس زمانے سے اس زمانے تک دائمی وحدت تھے اس نور نے اوّل سے جس رسالت و ہدایت کامل کا تاج اس شاہ احمد کے سر پر رکھا تھا وہ دورِ ایام کے کسی زمانے میں بھی اس سر سے جدا نہ ہوا گو دیکھنے میں اس کا ظہور نوشیروانِ عادل کے وقت نظر آیا مگر نظروں سے مخفی وہ ہمیشہ موجود رہا اور نظرِ عالم الغیوب اس کو دیکھتی رہی۔ بالآخر ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو دوشنبہ کے دن آدمؑ کی پیشانی کا نور، نوحؑ و ابراہیمؑ کے دل کا سرور، اسمٰعیلؑ کی راحتِ جان، ہاشم و عبداللہ کے گھرانے کی شان، غریبوں کا حامی، بیکسوں کا سہارا، بی بی آمنہؓ کے بطن سے تولد ہوا۔

(خواجہ حسن نظامی)

تکمیلِ ہدایت

اس کی ربوبیت نے جس طرح جسم کے لیے زمین کے اندر طرح طرح کے خزانے رکھے ہیں اسی طرح روح کی غذا کے لیے بھی اس کے آسمانوں کی وسعت معمور ہے جس طرح جسم کی غذا اور زمین کی مادی حیات و نمو کے لیے آسمانوں پر بدلیاں پھیلتی بجلیاں چمکتی ہیں اور موسلادھار پانی برستا ہے ٹھیک اسی طرح اقلیمِ روح و قلب کی فضا میں بھی تغیرات ہوتے ہیں۔ یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کے لیے ترستی ہے تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی رحمت کے لیے تڑپنے لگتی ہے۔ یہاں پتے جھڑتے ہیں ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہیے۔ وہاں بھی جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں عدالت کا باغ ویران ہو جاتا ہے اور خدا کے کلمۂ حق و صدق کا شجرِ طیبہ دنیا کے ہر گوشے اور حصے میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے تو اس وقت روحِ انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہیے۔ یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے تو خدا کی بارش آ کے زندگی بخشتی ہے وہاں انسانیت ہلاک ہو جاتی ہے تو خدا کی ہدایت اسے پھر اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

اور وہ پروردگارِ عالم ہی تو ہے کہ بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے جو بارانِ رحمت کے آنے کی خوشخبری سنا دیتی ہیں، یہاں تک کہ جب اس کا وقت آ جاتا ہے تو وہ وزنی بادلوں کو حرکت دیتی ہیں اور ہم انھیں ایک ایسے شہر کے اوپر لے جا کر پھیلا دیتے ہیں جو ہلاک ہو چکا ہے اور زندگی کے لیے پیاسا ہے۔ پھر پانی برستا ہے اور زمین کی موت کو زندگی سے بدل دیتا ہے اس کی نموبخشی سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں اور مخلوقات اپنی غذا حاصل کر لیتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہم مردوں کو بھی اُٹھاتے ہیں اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے تو دراصل ایک مثال ہے تاکہ تم دانائی اور سمجھ حاصل کرو۔

عالمِ انسانیت کی فضائے روحانی کا ایک ایسا ہی انقلابِ عظیم تھا جو چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ظاہر ہوا۔ وہ رحمتِ الٰہی کی بدلیوں کی ایک عالمگیر نمود تھی جس کے فیضانِ عام نے تمام کائناتِ ہستی کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سنائی اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں

کی بدحالی کا دور ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا وہ خداوند قدوس جس نے سینا کی چوٹیوں پر کہا تھا کہ میں اپنی قدرت کی بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتھ آؤں گا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرے جاہ و جلال الٰہی کی نمود ہوگی ہو بالآخر وہ آگیا اور سعیر و فاران کی چوٹیوں پر اس کے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں۔

یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی۔ یہ شریعت ربانی کے ارتقا کا مرتبہ آخری تھا یہ سلسلہ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا۔ یہ سعادت بشری کا آخری پیام تھا یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی یہ امت مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا اور اس لیے یہ حضرت ختم المرسلین رحمۃ للعالمین محمدؐ بن عبداللہ کی ولادت باسعادت تھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(مولانا آزاد (ابوالکلام)

"آنے والے سو سال میں ہماری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا مگر یہ موجودہ زمانے کے مسلمانوں کا اسلام نہ ہوگا بلکہ وہ اسلام ہوگا، جو محمدؐ رسول اللہ کے زمانے میں دلوں، دماغوں اور روحوں میں جاگزیں تھا۔"

(برناڈ شا)

"حضرت محمدؐ کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمدؐ کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی۔"

(کاؤنٹ ٹالسٹائی)

"آپؐ کا وہ کمال جو آپ نے فتح مکہ کے بعد منافقوں کے حق میں ظاہر کیا، اخلاق انسانی کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔"

(ولیم ڈ اٹ)

"اگر آپؐ کی تعلیم پر انصاف و ایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل و مامور من اللہ تھے۔"

(ڈیلو رنڈ آر میکو ئل)

"دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے۔"

(ڈاکٹر کے ایس سیتارام)

"میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے حضرت محمدؐ صاحب کے دعویٰ رسالت میں شبہ ہو سکے یا آپؐ کی مقدس ذات پر مکر و فریب کا الزام لگایا جا سکے۔"

(مسٹر سیل)

بِسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(مولانا روم)

یوں تو ہر انسان کو "مبدأ فیاض" نے دولتِ نطق سے نوازا ہے۔ ہر آدمی بولنا بات چیت کرنا جانتا ہے اور اظہار مافی الضمیر پر تھوڑی بہت قدرت رکھتا ہے اور اگر اس گویائی اور قوتِ بیان کو ترقی دے کر "خطاب" کی صورت دے دی جائے، تو دائرہ اگرچہ تنگ ہو جائے گا پھر بھی اس حلقے میں سیکڑوں جادو گر مقررین اور ہزاروں سحر بیان خطیب دکھائی دیں گے جو اپنے ہاتھوں میں فصاحت و بلاغت کے پرچم لیے اور نطق و بیان کے علم اٹھائے سامعے کی وادیوں میں اُترتے اور دلوں کی زمینوں کو مفتوح بنائے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

لیکن جب اس سیلِ نطق کا رخ عرب کی ارضِ غیر "ذی زرع" کی طرف کر دیا جائے تو اس کے تموج و تلاطم، لطافت و صفا، ندو و آمد کا عالم اور ہو جاتا ہے اور چشم سامعہ ہمہ تن نقشِ حیرت بن جاتی ہے۔

لیکن اگر فیضِ یداللّٰہی کی کرم بخشیاں کچھ اور بڑھ جائیں اور اس جوئے تند و تیز کو "وادی قریش" کی طرف اور پھر وادی قریش سے "شعب ہاشمی" کی طرف اور شعب ہاشمی سے "محمدی غارِ حرا" کی جانب موڑ دیا جائے تو اس کا تموج و ہیجان، جوش و خروش، ترنم و تلاطم، پاکیزگی و نغمگی، سیماب تابی و آئینہ وشی کی تصویر کون کھینچ سکتا ہے جبکہ سماعت "نغمۂ صدا" میں اور بصارت "اسلوب و ادا میں" غرق ہو چکی ہو۔

دنیا جانتی ہے کہ عرب طلاقت و خطابت میں اپنے مقابلے پر ہر قوم کو عجم (گونگا) سمجھتے تھے اور پھر عرب میں سب سے زیادہ جن کو فصیح و بلیغ سمجھا جاتا تھا وہ قریش تھے۔ جیسا کہ علامہ سیوطی اپنی کتاب "المزہر فی علوم اللغت" میں قریش کی فصاحت کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس کے اسباب و عوامل پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

اجمع علماءنا بِکلام العرب والرواۃ لاشعارھم والعلماء بلغاتھم وایامھم ومحالھم ان قریشًا اَنصح العرب السنۃ واصفاھم لغتہ و ذٰلک ان اللہ تعالیٰ اختارھم من جمیع العَرَب وَاختَارَ مِنہُمْ محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہمارے سارے علماءِ لغت و راویانِ اشعار اور ناقدینِ لغت اور مورخینِ عرب اس امر پر متفق ہیں کہ قریش اپنی شیریں زبانی اور لطافتِ بیان کے لحاظ سے افصح العرب ہیں۔ خداوندِ عالم نے تمام قبائلِ عرب میں اس نعمت خاص کے لیے ان ہی کو چنا ہے اور پھر قریش میں سب سے زائد برگزیدہ اور منتخب ذات محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

فجعل قریشا قطان حرمہ و ولاۃ بیتہٖ فکانت وفود العَرَبِ مِن حجاجھا

حقیقت یہ ہے کہ قریش ہی حرم کعبہ اور خانہ خدا کے ساکن و مقیم، والی و محافظ تھے۔ تمام قبائل عرب گروہ در گروہ مکہ میں حج کے

وغیرھم یفدون الی مکۃ للحج یتحاکمون الی قریش وکانت قریش مع فصاحتھا وحسن لغاتھا ورقتہ السنتھا اذا اتتھم الوفود من العرب تخیر ومن اشعارھم احسن لغاتھم واصفی کلامھم فاجتمع ما تخیر ومن تلک اللغات الی سلائقھم اللتی طبعو علیھا فصار وبذالک افصح العرب وقال ابو نصر الفارابی فی اول کتابہ المسمی بالالفاظ والحروف کانت قریش اجود العرب انتقاداً للافصح من الالفاظ واسھلھا علی اللسان عند النطق واحسنھا مسموعاً وابینھا ابانتہ عما فی النفس والذین عنھم نقلت اللغتہ العربیتہ وبھم اقتدی وعنھم اخذ اللسان العربی من بین قبائل العرب ۔ (المزہر فی علوم اللغتہ)

یہ آتے رہتے تھے اور اپنے اختلافات اور جھگڑے، معاملات و تنازعات کے فیصلے قریش ہی سے کرایا کرتے تھے۔

قریش باوجود اپنی خداداد فصاحت اور زبان کی لطافت کے آنے والے قبائل کی پاکیزہ گفتگو، عمدہ الفاظ اور خاص خاص اشعار و کلام کو محفوظ کر لیا کرتے اور پھر اپنی وہبی سلیقہ مندیوں اور طبعی صلاحیتوں سے اس کو اپنا لیتے جس کی وجہ سے وہ فصیح ترین عرب ہو گئے۔

ابو نصر فارابی اپنی کتاب "الفاظ و حروف" میں لکھتے ہیں کہ تمام قبائل عرب میں قریش الفاظ کے پرکھنے اور روزمرہ میں خوش نما الفاظ لانے اور ادائیگی میں طرفگی پیدا کرنے میں سب سے زائد قادر تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جن سے لغت عرب نقل کی گئی اور انھیں کی زبان کو "اسوہ حسنہ" بنایا جاتا تھا۔ تمام قبائل عرب میں "زبان" قریش ہی سے حاصل کی گئی۔

(علامہ سیوطی)

اور اسی لیے امام الخطیب کو "شرح قصائد العشر" میں کہنا پڑا کہ "فان استحسنوہ روی وکان فخراً لقائلہ وعلقوہ علی رکن من ارکان الکعبہ حتی ینظر الیہ" عرب کے صاحبان کمال شعراء اس وقت تک اپنے اشعار الم نشرح نہیں کرتے تھے جب تک وہ قریش کو سنا نہ لیتے تھے اور جب قریش انھیں سن کر پسند کرتے تھے تو اس وقت [illegible] اپنے کلام کو منظر عام پر لانے کے لیے کعبہ میں آویزاں کر دیتے۔

وان لم یستحسنوہ طرح ولم یعبابہ

اور اگر قریش کی نگاہ تحسین نہ اٹھتی تو وہ اپنے کلام کو ضائع کر دیتے اور ظاہر نہ کرتے۔

سارے عرب میں قریش اور پھر قریش میں وہ ذات جو وارث سرمایۂ ہاشمی بھی اور حامل کتاب گرامی بھی، مرکز وحی و الہام بھی اور ضبط انوار یزدانی بھی مسند آرائے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ بھی اور خلوتی دَنٰی فَتَدَلّٰی بھی، ہم راز اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی بھی اور صدر محفل اَلَمْ نَشْرَحْ بھی، خطیب ممبر مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی بھی اور شہر یار عَلَّمَهُ الْبَيَانَ بھی۔ تو پھر جو ذات اس مقام رفیع پر فائز ہو اس کی نطق فرمائی اور اعجاز بیانی کا کیا عالم ہو گا۔ ہم اعتقادی نقطۂ نگاہ سے رسول عربی کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف و اعلان نہیں کرتے، بلکہ واقعہ یہی ہے اور تمام علمائے عرب اور ماہرین فن خطابت اس امر پر متفق ہیں۔ خود وہ شخص جو فصاحت و بلاغت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا اور جس کے "معجزات بیان" آج بھی نہج البلاغت کی شکل میں موجود ہیں، معترف ہیں۔

قال علی علیہ السلام ما سمعت کلمۃ عربیتہ من العرب الاوقد سمعتھا من النبی وسمعتہ یقول مات حتف انفہ وما سمعتھا من عربی قبلہ ۔ (کتاب المزہر فی علوم اللغتہ)

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ کوئی کلمہ عربیہ ایسا نہ تھا جو مَیں نے رسُولِ کریمؐ سے نہ سُنا ہو اور مَیں نے آپؐ سے ایک ایسا فقرہ سُنا جو آپؐ کے تبل کسی عرب کی زبان پر جاری نہ ہُوا تھا اور وہ فقرہ مات حتف انفہ ہے۔

خود رسُولِ کریمؐ دعویٰ کرتے ہیں انا افصح من نطق بالضاد (مَیں ہر عربی بولنے والے سے زائد فصیح ہوں) انا افصح العرب (مَیں فصیح ترین عرب ہوں۔

اور پھر خود ہی اپنے اسباب فصاحت کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں (قال له مرة ابوبکر ما رأیت افصح منك فقال رسول الله وما یَمْنَعُنی (اَنَا) من قریش وارضعت فی بنی سعد (کان یقول لاصحابه انا اعربکم انا قرشی (وَاسترضعت فی بنی سعد).

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ آپؐ سے بہتر مَیں نے کسی کو فصیح نہیں پایا۔ یہ سُن کر حضرتؐ نے ارشاد کیا میرے لیے فصیح بننے میں کون سی چیز مانع تھی اولاً تو مَیں قریشی ہوں، دوسرے میرا بچپن بنی سعد کی (فصیح اور لطیف زبان کی آغوش میں گزرا ہے۔

جب فصاحت خون میں رچی ہوئی ہو، بلاغت گھٹی میں پڑی ہوئی ہو اور پھر ایک داعی کا سوز و گداز بھی ہو تو خود بتائیے کہ اس کی تقاریر کی تاثیر کا رنگ کیا ہوگا؟

چونکہ آپؐ متنوع حیثیات کے مالک اور متعدد مناصب کے حامل تھے۔ مبلغ بھی تھے اور داعی بھی، بشیر بھی اور نذیر بھی، فاتح ارض بھی اور مفتی اعظم ایمان بھی، ناسخِ رسم بندگی بھی اور واضع قانونِ زندگی بھی، قافلہ سالار بھی اور میرِ لشکر بھی، سید اقوام و شعوب بھی اور امام قلوب بھی، پیغمبر امن و امان بھی اور خطیب رزم و جہاد بھی، عارفِ خفا و وجود بھی اور کاشفِ غیب و شہود بھی، رحمۃ تمام بھی اور حاکم قصاص بھی، دنیا کے سنوارنے والے بھی اور آخرت کے بنانے والے بھی، اس لیے موقع و محل کے اختلافات کے لحاظ سے آپؐ کے خطبوں کا موضوع بدلتا رہتا تھا اور آپؐ جیسا کہ زاد المعاد میں علامہ ابن القیم نے لکھا ہے کہ

کان یخطب فی کل وقت بما تقتضیه حاجته المخاطبین ومصلحتهم

آپؐ وقت کی مناسبت اور سامعین کے لحاظ سے خطبہ دیا کرتے تھے۔

خُطبہ جمعہ:

یوں تو آپؐ جیسا کہ ذکر ہُوا کہ ہر تقاضائے وقت پر خطبہ ارشاد کرتے لیکن جمعہ کے دن کا خطبہ خاص طور پر ضروری تھا۔ اس لیے کہ فقہاء کے نزدیک جمعہ کا خطبہ داخلِ نماز ہے۔ خطبہ جمعہ کے لیے آپؐ کا یہ معمول تھا کہ جب لوگ جمعہ کی نماز کی غرض سے جمع ہو جاتے تو آپؐ ظاہری تزک و احتشام سے مبرا بیت الشرف سے مسجد میں تشریف لاتے۔ پہلے خود تمام مجمع کو سلام کرتے اور پھر بیٹھ جاتے۔ اذان تمام ہوتے ہی منبر پر آتے پہلے سلام علیکم کہتے (جب تک منبر نہیں بنا تھا ہاتھ میں عصا لیا جاتا اور جب منبر بن گیا تو کبھی عصا لیتے اور کبھی نہیں) پھر خطبہ مختصر مگر معنی خیز و پُر اثر ارشاد کرتے۔ خود فرماتے ہیں کہ نماز کا طول اور خطبے کا اختصار آدمی کی ذہانت کی علامت ہے۔ خطبے کی ابتدا ہمیشہ حمدِ خدا سے کرتے اور پھر ارشاد و ہدایت کی عام تعلیم و احکام پر اختتام فرماتے۔

مقام خطبہ۔ عرب میں عام طور پر جیسا کہ جاحظؔ نے لکھا ہے: (کان من عادۃ الخطیب فی غیر خطب الاملاک و التزویج ان یخطب) قائماً اور علی نشز و مرتفع من الارض او علی ظہر راحلتہ لابعاد مدی الصوت والتاثیر بشخصہ واظہار ملامح وجہہ وحرکات جوارحہ

کہ خطبائے عرب عام طور پر خریداری اور عقد نکاح کے سوا کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے اور وہ اس کے لیے کسی اونچی جگہ یا پشتِ مرکب کو استعمال کرتے تھے تاکہ ان کی آواز دُور تک پہنچ سکے، ان کی شخصیت اُبھر سکے، چہرے کے ملاطم جذبات اور اعضاء کے حرکات و سکنات لوگوں کی نگاہوں کے سامنے آسکیں تاکہ تقریر مؤثر ہو۔ چونکہ عرب کی زندگی رواں دواں تھی کبھی سفر میں کبھی حضر میں، کبھی وادیوں میں تو کبھی چوٹیوں پر، اس لیے جہاں جس طرح کا موقع ہُوا "مقام خطابت" چُن لیا۔ رسول کریمؐ کی بھی زندگی کچھ اسی رنگ کی تھی کبھی سفر میں، کبھی وطن میں، میدانِ جنگ میں تو کبھی بزم صلح میں، کبھی مسجد میں تو کبھی بازار میں، کبھی اندر کبھی باہر، اس لیے خطبہ دینے کے لیے کوئی خاص جگہ معین نہ تھی کبھی پہاڑ پر خطبہ دیا گیا کبھی اونٹ کی پشت پر، کبھی منبرِ مسجد پر اور کبھی پالانِ شتر پر[1]۔ ہاں مدینہ کے آخری مطمئن دَور میں مسجد نبوی میں ایک منبر بنایا گیا تھا اور جمعہ کے خطبات بالخصوص اسی پر دیے جاتے۔

تاثیرِ تقریر

بلاشبہ ایسے بہت جادو بیان مقرر اور آتش نوا خطیب گزرے ہیں جنھوں نے سوتے ہوؤں کو جگا دیا، جگا کر اٹھا دیا اور اُٹھا کر لڑا دیا۔ ان کی تقریروں نے اپنی قوم و ملک کی قسمت بدل دی اور ان کے دامن کو زندگی، رخشندگی، جوش و خروش سے مالا مال کر دیا۔ ہر ملک و قوم میں یقیناً کچھ ایسی تقریریں پائی جاتی ہیں جو آثارِ قدیمہ کے ذخیرے میں شریک ہونے کے قابل ہیں اور اس ملک و قوم کا وہ سرمایۂ افتخار ہوتی ہیں۔

لیکن خدارا سچ سچ بتاؤ کیا ان کی تاثیر و نفوذ کا آج بھی وہی عالم ہے جو اُس زمانے میں تھا جب وہ ظاہر ہوئیں، اگرچہ ان کے الفاظ بجنسہٖ موجود ہیں مگر اب وہ تقریریں ایک "ممی بائی لاش" کی طرح رہ گئی ہیں کہ اعضاء جوارح کے خطوط تو ظاہر ہیں مگر روحِ تازہ کی تڑپ اور حرارت، فنا کے نیل میں غرق ہو چکی ہے۔

تاثیر کے قافلے کچھ دُور چل کر تھک گئے، کوئی ماہ و سال کی سرحد تک پہنچ سکا، کوئی قرنوں کی منزل سے متجاوز نہ ہو سکا اور کوئی صدیوں کی خندق طے کرنے سے پہلے ہی گر پڑا مگر آہ آہ وہ کون سا خطیب و امامِ خطابت ہے جس کے کلام کی تاثیریں تداولِ ایام و لیالی، تحولِ لیل و نہار، طلوع و غروب شمس و قمر، ایاب و ذہاب لیل و سحر نہ مٹا سکا۔ جہاں تغیرات اپنی تمام تر تباہ کن گردشوں کے ساتھ بڑھے اور ناکام ہو گئے۔

۱۴ صدیوں کے انقلابات کی انگلیاں آپ کی تقاریر کے صفحات کو اُلٹتی رہیں اور ان میں رنگ و تازگی دیکھ کر اس سوچ میں پڑ گئیں کہ کہیں ہم نے چلنا تو نہیں چھوڑ دیا۔

---

[1] غدیر خم میں رسول کریمؐ نے جو خطبہ حضرت علیؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا اس میں پالانِ شتر کا منبر بنایا گیا تھا۔

لہریں اُٹھیں مگر اس کے ساحلِ ابدیت کو چوم کر چلی گئیں۔

حجازی نے، قرشی لہجہ، سعدیہ محاورات اور پھر دہانِ نبیؐ کی جنبشوں نے قرآن کو مقامِ غیب سے لا کر فضاءِ وجود میں قائم کر دیا اور جس کے خطبات کی تاثیر آج بھی کم نہ ہوئی ہو، وہ بھلا اس زمانے میں اور پھر رسول کی زبان سے ہم تاثیر کا کیا حال پوچھتے ہو، سامعین سے پوچھو۔ حضرت ابوہریرہ ؓ ابوسعید اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ دورانِ خطبہ میں آپؐ کی زبان سے والذی نفسی بیدہ (قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے) کے الفاظ نکلے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ شدتِ تاثر سے ہمیں یہ ہوش نہ تھا کہ رسول کریمؐ کس بات پر قسم کھا رہے ہیں۔

اندازِ خطابت:

دورانِ بیان میں حضرتؐ پر مختلف کیفیات طاری ہوتے تھے۔ تخویف و تنذیر مقصود ہوتی تو آواز معمول سے زیادہ بلند ہو جاتی، چہرہ سرخ ہو جاتا، آنکھیں گلنار ہو جاتیں، انگشتِ مبارک متحرک ہو جاتی، ہاتھ اٹھنے لگتے، گرنے لگتے، کبھی دائیں طرف جھکتے اور کبھی بائیں طرف، جسم پر رعشہ کی کیفیت طاری ہو جاتی، عظمتِ الٰہی کے باعث کبھی سینے پر ہاتھ رکھتے اور کبھی تصورِ جزا و سزا میں آنکھیں بند کر لیتے۔

اس کی کچھ مختصر سی تصویر کشی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کی ہے۔ سمعت رسول اللّٰہ علی المنبر (یاخذُ الجبارُ سمواتِہ ودلا فیہ بیدہ) وقبض یدیہ فجعل یقبضہا و یبسطہا یتمایل رسول اللہ عن یمینہ و عن شمالہ حتی نظرت الی المنبر یتحرک من اسفل شیٔ منہ حتی انّی لَاَقول اساقط ھو برسول اللہ۔

میں نے ایک دن رسول کریمؐ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ خدا سموات کو اپنی گرفت میں لیگا اور اس میں دستِ قدرت کی جلوہ نمائی کرے گا) جب آپؐ یہ جملے کہہ رہے تھے تو کبھی ہاتھ بند کرتے تھے اور کبھی ہاتھ کھولتے تھے، کبھی دائیں طرف جھکتے تھے اور کبھی بائیں طرف جھکتے اور یہ جھکاؤ کچھ اتنا مؤثر ہوتا تھا کہ میں نے دیکھا کہ منبر کی نچلی سطح بے تحاشا ہل رہی ہے میں خیال کرنے لگا کہ کہیں رسول کریمؐ اس منبر سے جدا نہ ہو جائیں۔

لہجہ:

آپ کا انداز انتہائی دل نشیں اور شیریں، مؤثر اور دل گداز ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ نے سورہ والنجم کی آیات تلاوت فرمائیں۔ سامعین کے قلوب اس درجہ متاثر ہوئے کہ مسلمان تو مسلمان کافرین بھی سجدے میں گر پڑے۔

زبانِ خطبہ:

آپؐ کی تقریر بے حد سادہ ہوتی تھی۔ عام فہم الفاظ، روزمرہ کی زبان استعمال فرماتے۔ کلام میں نہ ابہام ہوتا تھا نہ ایہام، نہ مغلق الفاظ ہوتے تھے نہ بھاری بھرکم تراکیب، نہ استعارات کی پیچیدگیاں تھیں، نہ کنایات کی ژولیدگی، نہ تشبیہات کا وفور تھا، نہ اشارات کا ہجوم تاکہ ہر شخص آسانی سے سمجھ سکے اور کسی کند ذہن سے کند ذہن کو بھی شکوہ نافہمی نہ ہو۔

ایک داعی کی خطابت میں سجاد اور بناؤ کے بجائے مخاطبین کی استعداد و ظرف کا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ ؎

دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

یوں تو ہر خطیب و مقرر اپنی ایک انفرادیت اور خصوصیت رکھتا ہے لیکن رسول کریمؐ اپنی خصوصیت میں مشرق و مغرب عالم کے تمام مقررین

سے منفرد ہیں۔ اور درحقیقت یہی وہ انفرادیت ہے جو آنحضرتؐ کا طرۂ امتیاز ہے۔ تاریخ عالم میں بلا استثناد کوئی ایسا خطیب نہیں گزرا جس کا ہر جملہ ہر فقرہ ایک "مستقل دنیائے معانی" اور کائنات ہدایت، مفہوم کامل رکھتا ہو۔ اگر لوگوں کی تقریروں کے فقروں کو اور جملوں کو علیحدہ علیحدہ کردیا جائے تو وہ "بامعنی" مگر "بے ربط" فقرے ہوں گے مگر ایسا کہیں نہیں ہُوا کہ ایک تقریر کو مسلسل دیکھا جائے تو وہ "گوہرین ہار" ہو اور اگر اسے منتشر کردیا جائے تو بھی اس کا ہر ہر موتی اپنی دیدہ زیبی اور دلکشی میں اپنی آپ مثال ہو۔

رسول کریمؐ کا خطبہ بعنوان "ہدایت کی کہکشاں" پڑھیے۔ آپ کو میرے دعوے کا ثبوت مل جائے گا۔ آپ دیکھیے گا کہ تقریر مسلسل موتیوں کی لڑی ہے مگر علیحدہ کردیا جائے تو ہر فقرہ ہدایت کا آئینہ معانی کا گنجینہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ، مقرر کو خیال تھا کہ اگر ساری تقریر یاد نہ بھی رہ سکے تو بھی جہاں جہاں سے یاد آئے وہیں وہیں سے ہدایت کی تجلیاں اپنا سر اٹھائیں۔

میں نے سارے عالم میں کسی خطیب و مقرر کو نہیں دیکھا جس کی تقریر اپنے تجزیے کے بعد بھی کامل اور مؤثر رہی ہو اور یہی وجہ ہے کہ حضرتؐ کے خطبے جو ہزاروں کی تعداد میں ہونا چاہیے ہمیں نہیں ملتے کیونکہ حضرتؐ کے خطبے لوگ مکمل تو محفوظ نہ کرسکے مگر جستہ جستہ فقروں اور کلموں کی شکل میں وہ بہرصورت موجود ہیں اور اس کتاب میں "کلمات قصار" تقریباً ان ہی خطبوں کے بکھرے ہوئے جواہر ریزے ہیں کہ اگر ہاتھ کہکشاں نہ آسکی تو نہ سہی، ستارے تو ہیں، ان ہی سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کس طرح ممکن ہے کہ ایک مذہبی شعلہ جو اگرچہ بیابان سے اُٹھا تھا مگر جس نے اس قدر حیرت انگیز قلیل مُدت میں سارے ایشیا میں آگ بھڑکا دی وہ ایسے دل سے نکلا ہو، جس میں اس کی کچھ بھی گرمی موجود نہ ہو۔

(مشہور یورپین مورخ مہلر)

خطبہ (۱)

قافلہ سالار

إِنَّ الرَّائِدَ لَا يَكْذِبُ أَهْلَهُ ۔

لوگو! (یاد رکھو کہ) قافلہ سالار اپنے ساتھیوں سے کبھی جھوٹ نہ بولے گا۔

وَاللّٰهِ لَوْ كَذَبْتُ النَّاسَ جَمِيعًا مَا كَذَبْتُكُمْ وَلَوْ غَرَرْتُ النَّاسَ جَمِيعًا مَا غَرَرْتُكُمْ ۔

خدا کی قسم اگر میں دوسروں سے (بفرض محال) جھوٹ بولنے پر آمادہ بھی ہو جاتا تو تم سے پھر بھی جھوٹ نہ بولتا اور اگر میں دوسروں کو دھوکا بھی دیتا تو تم کو پھر بھی دھوکا نہ دیتا۔

وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ خَاصَّةً وَإِلَى النَّاسِ كَافَّةً ۔

خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں تمہاری طرف خاص طور پر رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور یوں تو میری رسالت تمام عالم انسانیت کو محیط ہے۔

وَاللّٰهِ لَتَمُوتُنَّ كَمَا تَنَامُونَ وَلَتُبْعَثُنَّ كَمَا تَسْتَيْقِظُونَ وَلَتُحَاسَبُنَّ بِمَا تَعْمَلُونَ وَلَتُجْزَوُنَّ بِالْإِحْسَانِ إِحْسَانًا وَبِالسُّوءِ سُوءً وَإِنَّهَا لَجَنَّةٌ أَبَدًا أَوْ لَنَارٌ أَبَدًا

بخدا تم کو ایک دن مرنا ہے جس طرح تم روز سوتے ہو اور پھر زندہ ہونا ہے جیسا کہ ہر روز خواب سے بیدار ہوتے ہو اور یاد رکھو کہ تمہارے اعمال کا ضرور محاسبہ کیا جائے گا پھر اُس وقت نیکی کا بدلہ نیکی کے ساتھ اور بُرائی کا عوض بُرائی کے ساتھ دیا جائے گا۔

اس وقت یا تو جنت ابدی کے مالک ہو گے یا ہمیشہ کے لیے جہنم میں جلتے رہو گے۔

خطبہ (۲)

گراں قدر تحفہ

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ ۔

اے نسل مُطّلبی اے خاندانِ عبد مناف اگر میں تم سے یہ کہوں کہ ایک لشکر جرار اس پہاڑ کے پیچھے مخفی ہے تو میری بات کا تم یقین کرو گے؟ (حاضرین محفل نے کہا یقیناً کیوں کہ آپ نے جھوٹ کبھی نہیں

قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كِذْبًا۔

فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ۔

یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ شَابًّا فِی الْعَرَبِ جَآءَ قَوْمَهٗ بِاَفْضَلَ مِمَّا قَدْ جِئْتُکُمْ بِهٖ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ قَدْ اَمَرَنِیَ اللّٰهُ اَنْ اَدْعُوْکُمْ اِلَیْهِ فَاَیُّکُمْ یُوَازِرُنِیْ عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ عَلٰی اَنْ یَّکُوْنَ اَخِیْ وَ وَصِیِّیْ وَ خَلِیْفَتِیْ فِیْکُمْ

"قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ عَنْهَا جَمِیْعًا وَ قُلْتُ وَاِنِّیْ لَاَحْدَثُهُمْ سِنًّا وَّاَرْمَصُهُمْ عَیْنًا وَ اَعْظَمُهُمْ بَطْنًا وَّاَحْمَشُهُمْ سَاقًا اَنَا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَکُوْنُ وَزِیْرَكَ عَلَیْهِ فَاَخَذَ رَقَبَتِیْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَخِیْ وَوَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْکُمْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَ اَطِیْعُوْا۔

بولا) تو پھر سنو میں تمھیں اس ہولناک عذاب سے ڈرانا چاہتا ہوں جو بالکل تمھارے سر پر آ چکا ہے۔

اے نسلِ مُطلب! آج تک کسی مردِ عربی نے اپنی قوم کو ایسا بیش بہا تحفہ نہ دیا ہوگا جیسا کہ مَیں تمھیں پیش کر رہا ہوں۔

مَیں تم کو دُنیا اور آخرت کی ساری خوبیاں ساری نعمتیں دینا چاہتا ہوں۔

میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں تم کو حق و صداقت کی دعوت دوں تو پھر کون ہے تم میں سے جو اس "امرِ عظیم" میں مجھ سے اشتراکِ عمل اور تعاون کرے اور پھر میرا برادر دینی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ بنے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مَیں آگے بڑھا اور مَیں نے کہا کہ اگرچہ مَیں کمسن ہوں، آشوبِ چشم میں اسیر ہوں بطین ہوں اور ساقِ نحیف رکھتا ہوں پھر بھی اے اللہ کے رسُول میں یہ بار اُٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ یہ سُن کر رسولِ کریمؐ نے فرمایا کہ لوگو یہی میرا بھائی ہے، میرا وصی اور خلیفہ ہے اس کی بات سُننا اور اس کی اطاعت کرنا

خطبہ (۳)

قرآن کریم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاسْتَعِیْنُهٗ وَ نَعُوْذُ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ،

اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَیَّنَهُ اللّٰهُ فِیْ قَلْبِهٖ وَاَدْخَلَهٗ فِی الْاِسْلَامِ

حمد اللہ ہی سے مخصوص ہے میں اسی کی حمد کرتا ہوں، اُسی سے طالبِ امداد ہوں اور اپنے نفس کی سرکشی اور اپنے اعمال کی کجروی سے پناہ مانگتا ہوں۔ جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس سے وہ ہدایت سلب کرلے اس کی کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

بہترین کلام قرآن مجید ہے جس کے دل کو اللہ نے قرآن سے سرفراز کیا اور جس کو کفر کی گمراہی سے نکال کر اسلام کے محل میں داخل

بَعْدَ الْكُفْرِ وَ اخْتَارَهُ عَلٰى مَآ سِوَاهُ مِنْ اَحَادِيْثِ
وَبَلِّغَهُ اَحِبُّوْا مَنْ اَحَبَّ اللّٰهُ وَ اَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ
كُلِّ قُلُوْبِكُمْ وَ لَا تَمَلُّوْا كَلَامَ اللّٰهِ وَذِكْرَهُ وَلَا
تَقْسُوْا عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا
بِهٖ شَيْئًا اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَصَدِّقُوْا
صَالِحَ مَا تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ وَ تَحَابُّوْا
بِرُوْحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ
رَحْمَةُ اللّٰهِ ؕ

گیا اور اس نے انسانی باتوں سے ہٹ کر قرآن کو اپنے لیے چن لیا وہ یقیناً کامیاب ہوا۔ جس کو اللہ پسند کرے اُس کو تم بھی پسند کرو اور اپنے دل کی گہرائیوں میں اس کی محبت کو جاگزیں کرو۔ کلام الٰہی پڑھنے میں کبیدگی اور اس کے ذکر سے کشیدگی اختیار نہ کرو۔ اپنے دلوں کو اس کے لیے سخت کرو۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ قرار دو۔ خدا سے بہت ڈرو، جو زبان سے نکالو اس کو کر دکھاؤ اور رحمت الٰہی کے زیر سایہ تم آپس میں ایک دوسرے سے خلوص و محبت رکھو۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

خطبہ (۴)

ہدایت کی کہکشاں

اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ
وَ اَوْثَقَ الْعُرٰى كَلِمَةُ التَّقْوٰى
وَخَيْرُ الْمِلَلِ مِلَّةُ اِبْرَاهِيْمَ
وَخَيْرُ السُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ
وَ اَشْرَفُ الْحَدِيْثِ ذِكْرُ اللّٰهِ
وَ اَحْسَنُ الْقَصَصِ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
وَخَيْرُ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُهَا
وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا
وَ اَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ الْاَنْبِيَاءِ
وَ اَشْرَفُ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَآءِ
وَاَعْمَى الْعَمٰى اَلضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدٰى
وَ خَيْرُ الْاَعْمَالِ مَا نَفَعَ
وَخَيْرُ الْهُدٰى مَا اتُّبِعَ

اما بعد۔ خدا کے کلام سے سچا کوئی کلام نہیں۔
کلمۂ تقویٰ سے بہتر کوئی "مضبوط رشتہ" نہیں
ابراہیمؑ کی ملت سے بہتر کوئی ملت نہیں۔
محمدؐ کی سنت سے بہتر کوئی سنت نہیں۔
"اللہ کا ذکر" سارے اذکار پر شرف رکھتا ہے۔
بہترین حکایت قرآن ہے۔
بہترین کام اولوالعزمی کے کام ہیں۔
بدعات سے بدتر کوئی چیز نہیں۔
انبیاء کے راستہ سے بہتر کوئی راستہ نہیں۔
شہید کی موت سب سے بہتر ہے۔
ہدایت کے بعد گمراہی پرلے درجہ کی نابینائی ہے۔
بہترین کام وہ ہیں جو نفع بخش ہوں۔
بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔

وَشَرُّ الْعَمٰى عَمَى الْقَلْبِ
بدترین کوری دل کا اندھاپن ہے۔

وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَمَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَأَلْهٰى
اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے، تھوڑا اور کافی مال غفلت میں ڈالنے والی تونگری سے بہتر ہے۔

وَشَرُّ الْمَعْذِرَةِ حِيْنَ يَحْضُرُ الْمَوْتُ
بدترین معذرت وہ ہے جو ہنگامِ نزع کی جائے

وَشَرُّ النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
اور سب سے بُری ندامت قیامت کی ندامت ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يَأْتِي الْجُمُعَةَ إِلَّا دُبُرًا
بعض لوگ جمعہ میں "حاضر" ہوتے ہیں مگر ان کے دل "غائب" ہوتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ إِلَّا هُجْرًا
بعض لوگ بہت کم ذکرِ خدا کرتے ہیں۔

وَمِنْ أَعْظَمِ الْخَطَايَا اللِّسَانُ الْكَذُوْبُ
سب سے بڑی مجرم جھوٹی زبان ہے۔

وَخَيْرُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ
بہترین دولت بے نیازی ہے۔

وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى وَرَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ — وَخَيْرُ مَا وُقِرَ فِي الْقُلُوْبِ الْيَقِيْنُ
بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے خوفِ الٰہی حکمت کا سرچشمہ ہے۔
سچی بات دل میں بیٹھ جاتی ہے۔

وَالْاِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْغُلُوْلُ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ
شک کفر کی علامت ہے، نوحہ کرنا جاہلیت کی یادگار ہے، خیانت جہنم کا سامان کرتا ہے۔

وَالسُّكْرُ كَيٌّ مِّنَ النَّارِ
بدمست ہونا آگ میں جھلسنا ہے۔

وَالشِّعْرُ مِنْ إِبْلِيْسَ۔
شعر گوئی شیطانی شغل ہے۔

وَالْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ
شراب گناہوں کو محیط ہے۔

وَشَرُّ الْمَاٰكِلِ مَاٰكِلُ مَالِ الْيَتِيْمِ
مالِ یتیم کھانے سے بدتر کوئی کھانا نہیں۔

وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ
سعید دوسروں سے عبرت حاصل کرتا ہے۔

وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ
شقی ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہوتا ہے

وَإِنَّمَا يَصِيْرُ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَوْضِعِ أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ — وَالْأَمْرُ إِلَى الْآخِرَةِ
ہر ایک کو زمین سے ۴ ہاتھ حصہ ملے گا۔
کام کے انجام پر نظر ہونا چاہیے۔

وَمِلَاكُ الْعَمَلِ خَوَاتِمُهٗ
عمل کا انحصار نتیجہ پر ہے۔

وَشَرُّ الرُّؤْيَا رُؤْيَا الْكَذِبِ
جھوٹا خواب بدترین خواب ہے۔

وَكُلُّ مَا هُوَ اٰتٍ قَرِيْبٌ
ہر آنے والی چیز قریب کہلائے گی۔

وَ سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ
مومن کو گالی دینا فسق ہے۔

وَ قِتَالُہٗ کُفْرٌ
مومن سے لڑائی کفر ہے۔

وَ اَکْلُ لَحْمِہٖ مِنْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ
مومن کا گوشت کھانا (غیبت) اللہ کی سب سے بڑی معصیت ہے۔

وَحُرْمَۃُ مَالِہٖ کَحُرْمَۃِ دَمِہٖ
مومن کا مال اس کی جان کے برابر محترم ہے۔

وَمَنْ یَتَاَلَّ عَلَی اللّٰہِ یُکَذِّبْہُ
جو خدا سے بے نیاز بنتا ہے خدا اسے جھٹلاتا ہے۔

وَمَنْ یَّغْفِرْ یُغْفَرْ لَہٗ۔ وَمَنْ یَّکْظِمِ الْغَیْظَ یَاْجُرْہُ اللّٰہُ
جو غصہ ضبط کرتا ہے خدا اُس کو اجر دیتا ہے۔

وَمَنْ یَّصْبِرْ عَلَی الرَّزِیَّۃِ یُعَوِّضْہُ اللّٰہُ
جو نقصان پر صبر کرتا ہے خدا اُس کو عوض دیتا ہے۔

وَمَنْ یَّتَّبِعِ السُّمْعَۃَ یُسَمِّعِ اللّٰہُ بِہٖ
جو لوگوں کے عیوب پھیلاتا ہے خدا اُس کو ذلیل کرتا ہے۔

وَمَنْ یَّصْبِرْ یُضَاعِفِ اللّٰہُ لَہٗ
صابر کو خدا دُگنا اجر دیتا ہے۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ یُعَذِّبْہُ اللّٰہُ
نافرمان کو خدا عذاب دیتا ہے۔

خطبہ (۵)

دورِ فتنہ وابتلا

اِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَیْہِ اَنْ یَدُلَّ اُمَّتَہٗ عَلٰی خَیْرِ مَا یَعْلَمُہٗ لَھُمْ وَ یُنْذِرُھُمْ شَرَّ مَا یَعْلَمُہٗ لَھُمْ وَاِنَّ اُمَّتَکُمْ ھٰذِہٖ جُعِلَ عَافِیَتُھَا فِیْ اَوَّلِھَا وَ سَیُصِیْبُ اٰخِرَھَا بَلَآءٌ وَ اُمُوْرٌ تُنْکِرُوْنَھَا وَ تَجِیْئُ فِتْنَۃٌ فَیُرَقِّقُ بَعْضُھَا بَعْضًا وَتَجِیْئُ الْفِتْنَۃُ فَیَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ ھٰذِہٖ مُھْلِکَتِیْ ثُمَّ تَنْکَشِفُ وَ تَجِیْئُ الْفِتْنَۃُ فَیَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ ھٰذِہٖ ھٰذِہٖ۔

مجھ سے پہلے بھی ہر نبی کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنی اُمّت کو خیر کی طرف دعوت دے اور شر سے بچنے کی نصیحت کرے۔ میری اُمّت کے لیے ابتدائی دَور سکون و اطمینان کا ہوگا لیکن آخری دَور فتنہ و ابتلا کا زمانہ ہوگا۔ ہر آنے والا فتنہ اور حادثہ سابق فتنوں سے زائد تباہ کن ہوگا۔ جب ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ یہ فتنہ تو تباہ کر کے ہی دم لے گا جب وہ فتنہ چھٹ جائے گا اور دوسرا فتنہ آئے گا تو مومنین سمجھیں گے کہ اب اس سے بڑا فتنہ کوئی نہیں۔

فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَیُدْخَلَ الْجَنَّۃَ فَلْتَاْتِہٖ مَنِیَّتُہٗ وَھُوَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَاْتِ اِلَی النَّاسِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّؤْتٰی اِلَیْہِ وَمَنْ بَایَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاہُ صَفْقَۃَ یَدِہٖ وَ

پس جو یہ چاہتا ہے کہ وہ دوزخ سے محفوظ رہے اور جنّت کا مستحق رہے تو وہ ہر وقت اپنے ایمان پر نظر رکھے اور لوگوں سے وہی رویّہ رکھے جس کی وہ ان سے امید رکھتا ہے اور جس نے ایک امام کی بیعت کی، اُس نے گویا اپنا جان و مال اس کے حوالے کر دیا۔ پس

ثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ فَاِنْ جَآءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝

اَطِعْهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَاعْصِهٖ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۝

حتی الوسع اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور جب کوئی دوسرا اس امام کے مقابلہ پر باغیانہ طور سے آجائے تو باغی کی گردن مار دو۔

اے مسلمانو! دوسروں کا مال حرام طریقہ سے نہ کھاؤ اور مال کا لین دین باہمی رضامندی سے کرو اور اپنے کو تباہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔

اور یاد رکھو امام کی اطاعت جائز امور میں ہے اور جب اس کی اطاعت اللہ کی معصیت کی طرف لے جائے تو پھر امام کی اطاعت ختم ہو جاتی ہے۔

خطبہ (۶)

دعوتِ تقویٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَاَسْتَهْدِيْهِ وَاُؤْمِنُ بِهٖ وَلَا اَكْفُرُهٗ وَاُعَادِيْ مَنْ يَّكْفُرُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَةِ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَقِلَّةٍ مِّنَ الْعِلْمِ وَضَلَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ وَانْقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ وَدُنُوٍّ مِّنَ السَّاعَةِ وَقُرْبٍ مِّنَ الْاَجَلِ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى وَفَرَّطَ وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ خَيْرُ مَا اَوْصٰى بِهِ الْمُسْلِمُ اَنْ يَّحُضَّهٗ عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنْ يَّاْمُرَهٗ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَكُمُ اللّٰهُ مِنْ نَّفْسِهٖ وَلَا اَفْضَلَ مِنْ

حمد مخصوص ہے اللہ کے ساتھ میں اسی کی مدح کرتا ہوں اور اسی سے طالب ہدایت و مغفرت ہوں میں اسی پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے کسی حکم سے انکار نہیں کر سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے جس کو اس نے ہدایت و نور کے ساتھ ایسے دور میں بھیجا جب انبیاء کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا علم نابود ہو رہا تھا لوگ گمراہ تھے زمانہ درہم برہم تھا، ہر طرف قیامت برپا تھی اور موت کا فرشتہ سر پہ منڈلا رہا تھا پس جس نے خدا کے بھیجے ہوئے رسول کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس کی نافرمانی کی وہ ضلالت و گمراہی کے غار میں گر پڑا۔

میں تم کو پرہیزگار بننے کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کو اس سے بہتر وصیت نہیں ہو سکتی کہ وہ اسے زادِ راہِ آخرت مہیا کرنے کی تلقین کرے اور خدا سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرے۔ خدا سے ڈرو جیسا کہ خود اس نے اپنی ذات سے تم کو ڈرنے کا

ذٰلِكَ نَصِيحَةً وَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ
ذِكْرًا ۝
وَإِنَّ تَقْوَى اللهِ لِمَنْ عَمِلَ بِهِ عَلَى
وَجَلٍ وَ مَخَافَةٍ مِنْ رَبِّهِ عَوْنُ صِدْقٍ عَلَى
مَا تَبْغُونَ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ وَمَنْ يُصْلِحِ الَّذِي
بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اللهِ مِنْ أَمْرِهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ
لَا يَنْوِي بِذٰلِكَ إِلَّا وَجْهَ اللهِ يَكُنْ لَهُ ذِكْرًا
فِي عَاجِلِ أَمْرِهِ وَ ذُخْرًا فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِينَ
يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ إِلَى مَا قَدَّمَ وَ مَا كَانَ مِنْ سِوَى
ذٰلِكَ يَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَ
يُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ وَاللهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝
وَ الَّذِي صَدَقَ قَوْلَهُ وَ أَنْجَزَ وَعْدَهُ لَا
خُلْفَ لِذٰلِكَ فَإِنَّهُ يَقُولُ عَزَّ وَجَلَّ مَا تَبَدَّلَ
الْقَوْلُ لَدَيَّ وَ مَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ فَاتَّقُوا اللهَ
فِي عَاجِلِ أَمْرِكُمْ وَ آجِلِهِ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ
فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ اللهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ
لَهُ أَجْرًا، وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا
عَظِيمًا ۝ وَإِنَّ تَقْوَى اللهِ يُوَقِّي مَقْتَهُ وَيُوَقِّي
عُقُوبَتَهُ وَيُوَقِّي سَخَطَهُ وَإِنَّ تَقْوَى اللهِ يُبَيِّضُ
الْوُجُوهَ وَ يُرْضِي الرَّبَّ وَ يَرْفَعُ الدَّرَجَةَ خُذُوا
بِحَظِّكُمْ وَ لَا تُفَرِّطُوا فِي جَنْبِ اللهِ وَ قَدْ عَلَّمَكُمُ
اللهُ كِتَابَهُ وَ نَهَجَ لَكُمْ سَبِيلَهُ لِيَعْلَمَ الَّذِينَ
صَدَقُوا وَ يَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ـ فَأَحْسِنُوا كَمَا أَحْسَنَ
اللهُ إِلَيْكُمْ وَ عَادُوا أَعْدَاءَهُ وَ جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ
اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ

حکم دیا ہے۔

اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں اور نہ اس سے بہتر کوئی وعظ ہو سکتا ہے۔

یاد رکھو کہ جو خوفِ خدا کی وجہ سے تقویٰ اختیار کرے گا، وہی اخروی نعمتیں زائد حاصل کر سکے گا اور جو اپنا معاملہ خلوص کے ساتھ خدا سے استوار کرے گا وہی دنیا میں نیک نام اور آخرت کے دن کٹھن مرحلوں میں فائز المرام ہوگا جب کہ ہر شخص کو اپنے اعمال حسنہ کی سخت ضرورت ہوگی اور برے اعمال سے سخت نفرت ہوگی جب وہ اپنے سیاہ اعمال کو دیکھے گا تو ان کی ہولناک مضرتوں کو دیکھ کر کہے گا کاش یہ اعمال مجھ سے بہت دور کے فاصلہ پر ہوتے۔ اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کی بات سچی اور وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے کہ یہ بات اٹل ہے کیونکہ خود اس کا ارشاد ہے کہ میرے حضور بات نہیں بدلی جاتی اور نہ میں بندوں پر ظلم کرتا ہوں پس تم اپنے دینی اور دنیاوی امور میں ظاہر و باطن میں اللہ کی برہمی سے ڈرو کیونکہ جو خدا کے غصہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کو بڑھا کر اجر دیتا ہے اور جس نے خدا سے خوف کیا وہ پورا پورا کامیاب ہوا اور یاد رکھو کہ تقویٰ انسان کو اس کی برہمی، عتاب، ناراضگی سے بچاتا ہے۔ پرہیزگاری چہرہ کو روشن، اللہ کو خوش اور مرتبہ کو بلند کرتی ہے۔ احکام خدا پر عمل کرو، اپنا مفسوم حاصل کرو اور اس کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرو۔ اللہ تم کو کتاب کی تعلیم دے چکا ہے اور تم پر راہِ حق واضح کر چکا ہے۔ اب وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم میں جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے۔

لوگو! دوسروں پر تم احسان کیا کرو جس طرح اس نے تم پر احسان کیا۔ اس کے دشمنوں سے نفرت کرو اور اس کی راہ میں اچھی طرح جہاد کرو۔ اس نے تم کو منتخب کیا اور مسلمان بنایا۔ اب ہلاکت ہوگی تو وہ

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَا مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللهِ وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ۔ فَاِنَّهٗ مَنْ يُّصْلِحْ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللهِ يَكْفِهِ اللهُ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللهَ يَقْضِيْ عَلَى النَّاسِ وَلَا يَقْضُوْنَ عَلَيْهِ وَيَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ اللهُ اَكْبَرُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَظِيْمِ

بھی دلیل کے ساتھ اور زندگی ہوگی تو وہ بھی دلیل کے ساتھ اور خدا کے سوا کوئی قوت نہیں
اللہ کا ذکر بہت کیا کرو اور آنے والے دن کے لیے اعمال کا ذخیرہ کرلو اور جس نے خدا کے دامن سے اپنے کو وابستہ کیا اور اپنا معاملہ صاف رکھا تو اللہ ہر معاملہ میں اس کی دستگیری کرے گا۔
خدا جو چاہے فیصلہ کرے لوگ اس کے خلاف فیصلہ نہیں کرسکتے۔ وہ سب کا مالک ہے کسی کا زر خرید نہیں۔ وہ سب سے بڑا ہے اور ہر قسم کی طاقت و قوت کا تاجدار ہے۔

خطبہ (۷)

نشانِ راہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔
وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى نَسْاَلُ اللهَ۔

حمد خدا ہی کے لیے ہے ہم اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت اور اسی کے دامن کرم میں اپنے نفس کی شرارتوں سے پناہ کے طالب ہیں۔
یاد رکھو جس کا خدا ہادی ہو اُس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو خدا چھوڑ دے اُس کو کوئی راہِ راست نہیں دکھا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں اور اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کا بندہ اور رسولِ برحق ہے اور قیامت سے پہلے اس کو بشیر (بشارت دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی اُس نے منزل پالی جس نے نافرمانی کی، وہ گمراہ ہوا۔

رَبَّنَا اَنْ يَّجْعَلَنَا مَنْ يُّطِعْهُ وَيُطِعْ رَسُوْلَهٗ وَيَتَّبِعْ رِضْوَانَهٗ
يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ لَكُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوْا اِلٰى مَعَالِمِكُمْ وَاِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوْا اِلٰى نِهَايَتِهٖ

بارِ الٰہا ہمیں اپنا اور اپنے رسول کا مطیع بنا اور اُس کی رضا کا طلب گار بنا۔
لوگو! تمھارے سامنے "نشانِ راہ" ہیں تم ان کی طرف بڑھو۔ تمھاری ایک منزل ہے تم اس تک پہنچنے کی کوشش کرو۔

فَاِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ بَيْنَ
اَجَلٍ قَدْ مَضٰى لَا يَدْرِىْ مَا اللّٰهُ صَانِعٌ بِهٖ
وَ بَيْنَ اَجَلٍ قَدْ مَا بَقِىَ لَا يَدْرِىْ مَا اللّٰهُ
قَاضٍ فِيْهِ فَلْيَتَزَوَّدِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِهٖ لِنَفْسِهٖ
وَ مِنْ حَيٰوتِهٖ لِمَوْتِهٖ وَ مِنْ شَبَابِهٖ بِكِبَرِهٖ
وَمِنْ دُنْيَاهُ لِاٰخِرَتِهٖ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ
مُسْتَعْتَبٍ وَ بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّةَ اَوِ النَّارَ
اَقُوْلُ قَوْلِىْ هٰذَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِىْ وَ لَكُمْ۔

ط

بندہ مومن "دو اندیشوں" میں گھرا ہوا ہے۔ ایک اندیشہ اور ڈر تو اُس مدّت کا ہے جو گزر چکی، خدا جانے اللہ نے بندہ کے لیے اس زمانہ میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ دُوسرا خوف اُس مدّت کا ہے جو باقی ہے۔ نہیں معلوم اللہ کا فیصلہ اُس مدّت میں کیا ہوگا۔ لہٰذا بندے کو چاہیئے کہ وہ "زادِ راہ" فراہم کرے۔ موت کے لیے زندگی سے زادِ راہ لے اور بڑھاپے کے لیے جوانی سے اور آخرت کے لیے دنیا سے سامانِ سفر حاصل کرے۔

اور یاد رکھو کہ موت کے بعد کوئی عذر نہیں سنا جائے گا اور دنیا کے بعد دو ہی منزلیں ہیں، جنت یا دوزخ۔ میں اللہ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

خطبہ (۸)

دعوتِ عمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ
وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ
شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ
اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ
وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ۔

"آیاتِ قرآنی"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ
لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا
قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ

حمد مخصوص ہے ذات باری کے ساتھ ہم اس کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں، اسی سے طلب گارِ مغفرت ہیں۔ اسی پر ایمان لاتے ہیں۔ اسی پر توکل کرتے ہیں اور اسی کے دامنِ عاطفت میں اپنے نفس کی شرارت اور قدم کی لغزشوں سے پناہ چاہتے ہیں۔ جس کا خدا رہنما ہو اُس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ چھوڑ دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے

اے لوگو! اللہ سے بہت ڈرو اور مسلمان ہو کر مرو۔

اے مومنو! اُس خدا سے ڈرتے رہو جس کے ذریعہ تم ایک دوسرے سے حق مانگتے ہو اور صلۂ رحم کا خیال کرتے رہو۔ بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور صحیح بات کیا کرو۔ اللہ تمھارے اعمال کو درست کرے گا، تمھاری بدعملی کو معاف کردے گا تمھارے گناہوں

لَکُمْ ذُنُوبَکُمْ وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ بخش دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا۔

خطبہ (۹)

بدعت ضلالت ہے

اِنَّمَا ھُمَا اِثْنَتَانِ اَلْکَلَامُ وَالْھَدْیُ فَاَحْسَنُ الْکَلَامِ کَلَامُ اللّٰہِ وَاَحْسَنُ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کامیابی کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہے قول کی اور راہ عمل کی تو سب سے بہتر کلام "قرآن" ہے اور سب سے بہترین راستہ "سنتِ رسول" ہے۔

اَلَا وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ

خبردار! دین میں نئی نئی باتیں پیدا نہ کرو کیوں کہ دین میں "محدثات و بدعات" بدترین چیزیں ہیں۔ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت۔

اَلَا لَا یَطُوْلَنَّ عَلَیْکُمُ الْاَمَدُ فَیَقْسُوْا قُلُوْبُکُمْ

خبردار! ایسا نہ ہو کہ امتدادِ زمانہ سے تمہارے دل حق کے لیے سخت ہو جائیں۔

اَلَا اِنَّ مَا ھُوَ اٰتٍ قَرِیْبٌ وَاِنَّ الْبَعِیْدَ مَا لَیْسَ بِاٰتٍ

اور یاد رکھو کہ جو چیز آنے والی ہے اس کو قریب ہی سمجھنا چاہیے۔ دور وہ چیز ہوتی ہے جو آنے والی نہ ہو۔

اَلَا اِنَّمَا الشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ اَلَا اِنَّ قِتَالَ الْمُؤْمِنِ کُفْرٌ وَّسِبَابَہٗ فُسُوْقٌ وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ

اَلَا وَاِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ

اور دیکھو شقی شکم مادر ہی میں شقی ہوتا ہے اور خوش نصیب وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت و عبرت حاصل کرے۔ یاد رکھو کہ مسلمان سے جنگ کفر ہے اور اس کو گالی دینا فسق ہے۔ مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے رنجیدہ رہے اور دیکھو جھوٹ سے بچتے رہنا۔

خطبہ (۱۰)

دنیا

اَلَا وَاِنَّ الدُّنْیَا خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ اَلَا اِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوا النِّسَآءَ اَلَا لَا یَمْنَعَنَّ رَجُلًا مَخَافَۃُ النَّاسِ

آگاہ ہو کہ یہ دنیا بہت دلفریب و شیریں ہے۔ اللہ تمہیں اس پر تمکن بخشے گا پھر تمہیں آزمائے گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور عورتوں کے حقوق کو تلف نہ کرو اور دیکھو جب کوئی شخص

اَنْ يَّقُوْلَ الْحَقَّ اِذَا عَلِمَہٗ۔

"حق" سے واقف ہو جائے تو وہ لوگوں کے ڈر سے اس کو چھپانے کی کوشش نہ کرے۔

خطبہ (۱۱)

صالح افراد

اِنَّ اَطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ الَّذِيْنَ اِذَا حَدَّثُوْا لَمْ يَكْذِبُوْا وَ اِذَا ائْتُمِنُوْا لَمْ يَخُوْنُوْا وَ اِذَا وَعَدُوْا لَمْ يُخْلِفُوْا وَ اِذَا كَانَ عَلَيْهِمْ دَيْنٌ لَمْ يَمْطُلُوْا وَ اِذَا كَانَ لَهُمْ لَمْ يُعَسِّرُوْا وَ اِذَا بَاعُوْا لَمْ يُطْرُوْا وَ اِذَا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوْا ؕ

بہترین پیشہ تجارت ہے اور بہترین تجار وہ ہیں، جو گفتگو میں جھوٹ نہیں بولتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے، وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے، قرضہ دینے میں ٹال مٹول نہیں کرتے اور قرضہ لینے میں سخت گیری نہیں کرتے۔ جب کوئی شے بیچتے ہیں تو اس کی مدح و ثنا میں زمین آسمان کے قلابے نہیں ملاتے۔ جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس کی مذمت نہیں کرتے۔

خطبہ (۱۲)

تنوع اعمال

اِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ ؕ

ایک شخص اہل جنت کا سا عمل کرتا۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس کی تقدیر آڑے آتی ہے اور وہ جہنمیوں کا سا رویہ اختیار کر لیتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ دوسرا شخص جو دوزخی چال چلن رکھتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس کا نوشتہ تقدیر کروٹ لیتا ہے اور اس سے اہل جنت کے اعمال ظاہر ہونے لگتے ہیں پھر وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

خطبہ (۱۳)

شیطان کا محبوب نمائندہ

اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ فَاَدْنَاھُمْ مِنْہُ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَفَعَلْتُ کَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا وَ یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُہٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اَھْلِہٖ فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ وَ یَقُوْلُ نَعَمْ اَنْتَ ۔

آگاہ ہو کہ شیطان نے اپنا تختِ مکر و دغا سطحِ آب پر قائم کیا ہے وہ اپنے گماشتوں کو چاروں طرف بھیجتا ہے اور جو جتنی زیادہ گمراہی پھیلاتا ہے اس کو اتنا ہی اپنا مقرب بناتا ہے۔ اس کے کارکن جب واپس آتے ہیں تو وہ ان سے کارنامے سنتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے یہ کیا، ہم نے یہ کیا۔ شیطان کہتا ہے کہ تم نے خاک نہیں کیا۔ ایک کارکن کہتا ہے کہ حضور میں نہیں واپس آیا مگر میں نے میاں بیوی میں عداوت کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ اُس وقت شیطان اُس کو نزدیک بلاتا ہے اور کہتا ہے ہاں یہ کام کیا ہے تم نے ۔

خطبہ (۱۴)

شکم مادر

اِنَّ اَحَدَکُمْ یَجْمَعُ خَلْقَہٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُطْفَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ اِلَیْہِ مَلَکًا وَ یُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ وَ یُقَالُ لَہٗ اُکْتُبْ عَمَلَہٗ وَرِزْقَہٗ وَ اَجَلَہٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحُ ۔

ہر شخص تم میں سے شکم مادر میں ۴۰ دن تک نطفہ کی شکل میں رہتا ہے پھر وہ علقہ (خون بستہ) ہو جاتا ہے۔ پھر وہ گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے اس وقت اللہ ملک کو بھیجتا ہے اور اس کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کے عمل، رزق، اجل اور شقی یا سعید ہونے کی بابت تحریر کرے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

خطبہ (۱۵)

اخفائے معاصی

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُدْنِی الْمُؤْمِنَ فَیَضَعُ عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَ سَتَرَہٗ مِنَ النَّاسِ وَ یُقَرِّرُہٗ بِذُنُوْبِہٖ فَیَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ یَا رَبِّ حَتّٰی اِذَا اَقَرَّہٗ بِذُنُوْبِہٖ وَرَاٰی فِیْ نَفْسِہٖ اَنَّہٗ قَدْ ھَلَکَ قَالَ اللّٰہُ فَاِنِّیْ قَدْ سَتَرْتُھَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَ اَغْفِرُھَا لَکَ الْیَوْمَ ثُمَّ یُعْطٰی کِتَابَ حَسَنَاتِہٖ بِیَمِیْنِہٖ

وَ اَمَّا الْکَافِرُ وَ الْمُنَافِقُ فَیَقُوْلُ عَلَی الْاَشْھَادِ ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظَّالِمِیْنَ ۝

اللہ تعالےٰ قیامت کے دن مومن کو اپنے قریب سب سے پوشیدہ کرکے بلائے گا اور اس سے گناہوں کا اقرار کرائے گا۔ ارشاد ہوگا کہ آیا تم نے فلاں گناہ کیا اور ہاں فلاں گناہ بھی تم کو یاد ہے۔ بندہ گنہگار کہے گا کہ ہاں مالک مجھے یاد ہے۔ جب وہ گناہوں کا اعتراف کر چکے گا اور یہ محسوس کرنے لگے گا کہ میری تباہی یقینی ہے۔ اُس وقت ارشاد ایزدی ہوگا کہ (گھبراؤ نہیں) جس طرح ہم نے دنیا میں تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی کی اُسی طرح آج بھی کریں گے اور پھر اُس کے داہنے ہاتھ میں اس کا اعمال نامۂ خیر دے دیا جائے گا۔

اور جب کافرین و منافقین اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو خدا علی الاعلان فرمائے گا یہی لوگ وہ تھے جنھوں نے اپنے رب کی تکذیب کی اور ظالمین ہی اللہ کی لعنت کے سزاوار ہیں۔

خطبہ (۱۶)

اطاعت

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَ السَّمْعِ وَ الطَّاعَۃِ وَ اِنْ تَاَمَّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَ اِیَّاکُمْ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ۔

میں تمھیں زہد و تقویٰ کی دعوت دیتا ہوں اور تم میں اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ دیکھنا چاہتا ہوں اگر تم پر غلام حبشی بھی حاکم ہو جائے تو اس کی بھی اطاعت کرو۔ تم میں جو زندہ رہے گا وہ "عظیم اختلافات" کا مشاہدہ کرے گا۔ تمھارا اُس وقت فرض ہوگا کہ میری سنت اور صالح خلفاء کی سیرت پر عمل درآمد کرتے رہو اور دیکھو دین میں "ایجاد" کرنے سے پرہیز کرنا کیونکہ ہر بدعت (ایجاد بندہ) گمراہی اور تباہی کے سوا کچھ نہیں

خطبہ (۱۷)

جنّتی اور جہنّمی

وَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلٰثَةٌ

(۱) سُلْطَانٌ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ وَ مُوَفَّقٌ

(۲) وَ رَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبٰى ۔

(۳) وَ مُسْلِمٌ وَ عَفِيْفٌ ذُوْ عِيَالٍ

(وَ اَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ) اَلضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَا زَبْرَ لَهٗ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعًا۔ لَا يَتْبَعُوْنَ اَهْلًا وَّلَا مَالًا وَ الْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَ اِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ وَ رَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَ لَا يُمْسِيْ اِلَّا وَ هُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَ مَالِكَ وَ ذَكَرَ الْبُخْلَ وَ الْكِذْبَ وَ الشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ

تین شخص جنت میں ضرور جائیں گے:

(۱) وہ حاکم جو عادل، سخی، نرم مزاج ہو۔

(۲) رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آنے والا۔

(۳) عیال دار، پاک دامن مسلمان۔

اور پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہوں گے:

(۱) وہ کمزور و بیوقوف شخص جو دوسروں پر بار ہے اور خود اہل و عیال کے جھمیلوں سے دُور رہے (۲) وہ خائن جو کسی وقت بھی خیانت سے باز نہیں آتا (۳) وہ شخص جو دن رات تم کو تمھارے اہل و عیال کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے اور بخل و کذب کا تذکرہ کرتا رہتا ہے (۴) بدزبان اور (۵) فحش گو۔

خطبہ (۱۸)

قریش کی تباہی

اَلَا اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ وَ اِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَ اِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَ حَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَ اَمَرَتْهُمْ اَنْ يُّشْرِكُوْا بِيْ مَا لَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا ۔

اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَ عَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ

آگاہ ہو جاؤ، میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو باتیں مجھے آج معلوم ہوئی ہیں اور تم ان سے ناواقف ہو وہ میں تمھیں بتا دوں۔ (خدا فرماتا ہے) کہ جو مال میں نے بندے کو دیا ہے وہ اس پر حلال ہے۔ میں نے اپنے بندوں کو دینِ حنیف (اسلام) پر پیدا کیا مگر شیطان نے انھیں راہِ حق سے ہٹا دیا اور میرے حلال کو حرام کر دیا اور ان کو شرک کرنے پر مجبور کیا حالانکہ "شرک" سے پہلے ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔

اللہ نے زمین والوں پر نظر ڈالی تو چند اہلِ کتاب کے سوا

وَ قَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَ اَبْتَلِيَ بِكَ وَ اَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَآءُ تَقْرَءُهُ نَآئِمًا وَ يَقْظَانَ وَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَّثْلَغُوْا رَاْسِيْ فَيَدَعُوْهُ لَا خُبْزَةً قَالَ اِسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اَخْرَجُوْكَ وَ اغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَ اَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَ ابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ

ہر ایک کو خواہ وہ عجمی تھا یا عربی ناپسند کیا۔ اس وقت اس نے فرمایا کہ اے انسان میں نے تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تیری آزمائش کروں اور تیرے ذریعہ دوسری مخلوق کو بھی آزماؤں۔ میں نے تجھ پر ایسی کتاب اتاری ہے جس کو پانی کا ہاتھ مٹا نہیں سکتا اور تم اس کو حالتِ خواب و عالمِ بیداری دونوں کیفیتوں میں پڑھ سکتے ہو۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو خاک سیاہ کر دوں۔ میں نے کہا مالک وہ بہت طاقت ور ہیں مجھے تباہ کر دیں گے۔ خدا نے فرمایا کہ جس طرح انھوں نے تم کو شہر بدر کیا ہے تم بھی ان کو نکال دو۔

تم ان سے لڑو ہم تمھارا ساتھ دیں گے تم خرچ کرو ہم بندوبست کریں گے تم لشکرکشی کرو ہم تم کو پانچ گنی قوت و ہیبت دیں گے اور اپنے دوستوں کی قوت سے باغیوں کو کچل دو۔

خطبہ (۱۹)

دعوتِ جہاد

اُغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ

اللہ کا نام لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑو اور کافروں سے گھمسان کی جنگ لڑو۔

اُغْزُوْا وَ لَا تَغْدِرُوْا وَ لَا تَغُلُّوْا وَ لَا تُمَثِّلُوْا وَ لَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَ اِذَا اَنْتَ لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى اِحْدٰى ثَلَاثِ خِلَالٍ (اَوْ قَالَ خِصَالٍ)

لڑو مگر دھوکا نہ دینا حد سے نہ بڑھنا، اعضاء کو جدا نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا اور جب تمھاری مشرکوں سے مڈبھیڑ ہو تو ان کے سامنے تین باتیں رکھنا اگر وہ ان میں سے ایک بات بھی مان جائیں تو پھر ان سے جنگ نہ کرنا۔

فَاَيَّتُهُنَّ اَجَابُوْكَ اِلَيْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَ كُفَّ عَنْهُمْ اُدْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَ كُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ اَخْبِرْهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ اَنَّ

پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ قبول کر لیں تو ان سے ہاتھ روک لو اور ان سے کہو کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کے مہاجرین کے شہر چلے جائیں اور ان کو بتا دینا کہ اگر وہ ہجرت کریں گے تو ان کے ساتھ مہاجرین جیسا سلوک کیا جائے گا اور اگر وہ اس پر تیار نہ ہوں تو ان کو بتا دو کہ بدوی مسلمانوں کی طرح سمجھے جائیں گے اور جس

لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَاِنْ اَبَوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِىْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِىْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِى الْفَيْئِ وَالْغَنِيْمَةِ شَيْئٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ — فَاِنْ هُمْ اَبَوْا اَنْ يَّدْخُلُوْا فِى الْاِسْلَامِ فَسَلْهُمْ اِعْطَاءَ الْجِزْيَةِ فَاِنْ فَعَلُوْا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَقَاتِلْهُمْ فَاِنْ حَاصَرْتَ حِصْنًا فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ نَبِيِّكَ وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ اَبِيْكَ وَذِمَّةَ اَصْحَابِكَ فَاِنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ اٰبَاءِكُمْ اَهْوَنُ عَلَيْكُمْ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهِ وَاِنْ حَاصَرْتَ حِصْنًا فَاَرَادُوْكَ اَنْ يَّنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِىْ اَتُصِيْبُ فِيْهِمْ حُكْمَ اللّٰهِ اَمْ لَا۔

طرح مسلمانوں پر اللہ کے احکام جاری ہوں گے اسی طرح اُن پر بھی ہوں گے لیکن مالِ غنیمت میں وہ اسی وقت حصہ بٹا سکیں گے جب وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شرکت کریں۔

اور اگر وہ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو اُن سے جزیہ طلب کرو اگر وہ جزیہ دینے پر تیار ہوں تو ان سے ہاتھ روک لو۔ ورنہ اللہ پر توکل کر کے ان پر حملہ کر دو۔ اور اگر کسی قلعہ کا تم محاصرہ کر لو اور وہ لوگ اللہ یا اس کے رسول کی ذمہ داری پر پناہ مانگیں تو اس بات پر تم ان کو ہرگز امان نہ دینا بلکہ اپنے اپنے باپ دادا اور دوستوں کی ذمہ داری پر پناہ دینا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عہد شکنی ہو جائے تو آباؤ اجداد اور دوستوں کی عہد شکنی اللہ اور اُس کے رسول کا ذمہ توڑ دینے سے سہل ہے۔

اور اسی طرح اگر تم کسی قلعہ کو محصور کر لو اور وہاں کے لوگ "حکم الٰہی" کی شرط پر صلح کرنا چاہیں تو راضی نہ ہو بلکہ اپنی شرائط پر انھیں امان دینا کیونکہ معلوم نہیں، تم ان کے متعلق خدائی فیصلہ معلوم کر بھی سکو گے یا نہیں۔

خطبہ ۲۰

آدابِ جنگ

اُغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْا عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ بِالشَّامِ وَسَتَجِدُوْنَ فِيْهَا رِجَالًا فِى الصَّوَامِعِ مُعْتَزِلِيْنَ النَّاسَ فَلَا تَتَعَرَّضُوْا لَهُمْ وَسَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ لِلشَّيْطٰنِ فِىْ رُءُوْسِهِمْ مَفَاحِصُ فَاقْلَعُوْهَا بِالسُّيُوْفِ لَا تَقْتُلُنَّ امْرَاَةً وَلَا صَغِيْرًا ضَرَعًا وَلَا كَبِيْرًا وَلَا تَقْطَعُنَّ نَخْلًا وَ

اللہ کا نام لے کر اپنے اور خدا کے دشمنوں سے شام کے میدان میں جنگ چھیڑ دو۔ وہاں تم کو خانقاہوں میں گوشہ نشین راہب ملیں گے ان سے دیکھو کوئی تعرض نہ کرنا اور بعض تمھیں وہاں ایسے لوگ ملیں گے جن کے سروں میں شیطنت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوگی، ان کو کاٹ کے ڈال دینا۔

اور دیکھو عورت، شیر خوار بچہ اور بُوڑھے کو نہ قتل کرنا کھجور

لَا شَجَرًا وَلَا تَهْدِمُنَّ بِنَآءً ۔
اور نہ ہی کوئی دو سرا درخت کاٹنا اور نہ ہی کسی عمارت کو تباہ کرنا۔

خطبہ (۲۱)

آیاتِ قرآنی ⊙

إِنَّ اللهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔

بلاشبہ اللہ نے مؤمنین سے ان کی جانوں کو اور ان کے اموال کو خرید لیا ہے اور اس کے عوض انہیں جنت دے دی ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔

اور یہ وعدہ برحق توریت انجیل اور قرآن میں مرقوم ہو چکا ہے اور جس نے اپنا وعدہ اللہ سے پورا کر لیا تو اُس کو اِس سودے کی مبارک باد پیش کر دو اور یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

خطبہ (۲۲)

تمنّائے شہادت

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ ۔

قسم کھاتا ہوں اُس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ مجھے بے حد پسند ہے، میں خدا کی راہ میں لڑوں اور شہید ہوں اور پھر لڑوں پھر شہید کیا جاؤں اور پھر لڑوں اور پھر شہید کیا جاؤں۔

⊙ خطبہ کے طور پر یہ آیاتِ قرآنی تلاوت فرمائیں۔

خطبہ (۲۳)

تعلیم ہمسایہ

مَا بَالُ اَقْوَامٍ لَا یُفَقِّهُوْنَ جِیْرَانَهُمْ وَلَا یَنْهَوْنَهُمْ وَمَا بَالُ اَقْوَامٍ لَا یَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ جِیْرَانِهِمْ وَلَا یَتَفَقَّهُوْنَ وَلَا یَتَفَطَّنُوْنَ وَاللّٰهِ لَیُعَلِّمَنَّ اَقْوَامٌ جِیْرَانَهُمْ وَیُفَقِّهُوْنَهُمْ وَیَاْمُرُوْنَهُمْ وَیَنْهَوْنَهُمْ وَلَیَتَعَلَّمَنَّ قَوْمٌ مِنْ جِیْرَانِهِمْ وَیَتَفَطَّنُوْنَ وَیَتَفَقَّهُوْنَ اَوْ لَاُعَاجِلَنَّهُمْ بِالْعُقُوْبَةِ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا۔

ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے ہمسایہ کو دینیات کی تعلیم نہیں دیتے اور برائیوں سے منع نہیں کرتے۔

اور ان جاہلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے ہمسایے سے علم اور فقہ دین نہیں حاصل کرتے۔

خدا کی قسم یا تو یہ اپنے ہمسایوں کو علم دین کی تعلیم دیا کریں، خیر کا حکم دیں شر سے روکیں۔ اور ہمسایہ ان سے دینیات اور فقہ کا علم حاصل کریں ورنہ میں اسی دنیا میں اُن پر عذاب مسلط کر دوں گا۔

خطبہ (۲۴)

اطلاع

اُخْبِرُکُمْ عَنْ جَیْشِکُمْ هٰذَا الْغَازِیْ اِنَّهُمْ انْطَلَقُوْا فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَقُتِلَ زَیْدٌ شَهِیْدًا ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَاءَ جَعْفَرٌ فَشَدَّ عَلَى الْقَوْمِ حَتّٰى قُتِلَ شَهِیْدًا ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاَثْبَتَ قَدَمَیْهِ حَتّٰى قُتِلَ شَهِیْدًا ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدٌ وَلَمْ یَکُنْ مِنَ الْاُمَرَاءِ هُوَ اَمَّرَ نَفْسَهٗ

میں تمہیں تمہارے مجاہدین کے متعلق بتاتا ہوں انھوں نے دشمن سے مقابلہ کیا اور زید شہید ہو گئے پھر جعفر نے علم تھاما اور شدید حملہ کیا جب وہ بھی شہید ہو گئے تو عبداللہ ابن رواحہ نے علم لیا اور انتہائی ثابت قدمی سے جنگ کی پھر وہ بھی شہید ہو گئے۔ آخر میں خالد نے جھنڈا سنبھالا اور وہ قتل نہ ہوئے اور انھوں نے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا۔

خطبہ (۲۵)

دُنیا طلبی کے نتائج

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

بلاشبہ حمد اسی کے ساتھ مخصوص ہے، میں اسی کی ثنا کرتا ہوں اور اُسی سے مدد چاہتا ہوں اور اپنے نفس کی شرارت اور اپنے

مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ

ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَمَعَ اللهُ قَلْبَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ اَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللهُ شَمْلَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَاْتِهَا مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ ۔

اعمال کی خرابیوں سے بچنے کے لیے اسی کے دامن کرم کی تلاش ہے۔ جس کا وہ ہادی ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ چھوڑ دے اُس کو کوئی راہِ راست پر نہیں لا سکتا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے پیش نظر آخرت ہوگی اللہ اُس کے قلب کو سکون دے گا اور اس کو سیر چشم کرے گا اور دنیا ناک رگڑتی اس کی چوکھٹ پر آئے گی اور جس شخص کے پیش نظر دنیا ہوگی اللہ اس کو پراگندہ خاطر کر دے گا اور ہر وقت اُس کو فقیری کا دھڑکا لگا رہے گا اور یاد رکھو کہ ملتا اتنا ہی ہے جتنا تقدیر میں لکھا جا چکا۔

خطبہ (۲۶)

خیرات

اَمَّا بَعْدُ ۔ اَيُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللهِ لَيُصْعَقَنَّ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لَيَدَعَنَّ غَنَمَهُ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهُ رَبُّهُ وَلَيْسَ لَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجُبُهُ دُوْنَهُ اَلَمْ يَاْتِكَ رَسُوْلِيْ فَبَلَّغَكَ وَاٰتَيْتُكَ مَالًا وَّاَفْضَلْتُ عَلَيْكَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلْيَنْظُرَنَّ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَلَا يَرٰى شَيْئًا ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قُدَّامَهُ فَلَا يَرٰى غَيْرَ جَهَنَّمَ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ بِشِقٍّ مِّنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ وَطَيِّبَةٍ فَاِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرَ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ۔

لوگو! مرنے سے پہلے سامانِ سفر فراہم کر و خدا کی قسم! ایک دن تم پر موت کی بے ہوشی ضرور طاری ہوگی اور پھر تم اپنی بھیڑوں کو بغیر کسی نگہبان کے چھوڑ کر چلے جاؤ گے پھر خدا سوال کرے گا اور وہ خدا جس کو نہ کسی ترجمان کی حاجت ہے اور نہ کسی دربان کی ضرورت ہے۔ کیا تمہارے پاس میرا رسول تبلیغ احکام کرتا ہوا آیا تھا اور کیا میں نے تم کو دولت سے نہیں نوازا؟ پس بتاؤ کہ تم نے کیا کام کیے ہیں؟ اس وقت انسان حیران اور پریشان دائیں بائیں دیکھے گا تو اس کو کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ سامنے کی طرف نظر دوڑائے گا تو اس کو جہنم کے شعلوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔ تو جو شخص آگ سے بچنا چاہتا ہو اور وہ ایک کھجور کا ٹکڑا بھی دینے کی قدرت رکھتا ہے تو وہ کھجور کا ٹکڑا راہِ خدا میں دے دے اور جو اتنی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ "کلمہ طیبہ" کے ذریعے سے بھی اپنے کو عذاب سے محفوظ کر سکتا ہے کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جائے گا۔

والسلام علیکم۔

خطبہ (۲۷)

محبوب و معتوب

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اَبْغَضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْہُ فَیُبْغِضُہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْہُ فَیُبْغِضُوْنَہٗ ثُمَّ تُوْضَعُ لَہُ الْبَغْضَآءُ فِی الْاَرْضِ ط

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو جبرئیلؑ کو بُلاکر بتادیتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو اپنا محبوب بنایا ہے تم بھی اس کو دوست رکھو۔ یہ سُن کر جبرئیل بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ خدا فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔ اے اہلِ سموات تم بھی اُس کو دوست رکھو تو تمام ساکنانِ سماوی اس کو چاہنے لگتے ہیں اور پھر اس کی قبولیت زمین پر بھی شروع ہونے لگتی ہے اور جس بندے پر اللہ غضب ناک ہوتا ہے جبرئیل کو بُلاکر کہتا ہے کہ میں فلاں بندے سے نفرت کرتا ہوں تم بھی نفرت کرو جبرئیل بھی نفرت کرنے لگتے ہیں پھر اُس کے معتوب ہونے کا اعلان آسمان پر ہوتا ہے اور تمام آسمانی مخلوق اُس کی دشمن ہوجاتی ہے اور پھر زمین والے بھی اُس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

خطبہ (۲۸)

کسبِ حلال

اَیُّھَا النَّاسُ لَیْسَ مِنْ شَیْءٍ یُقَرِّبُکُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ یُبَاعِدُکُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُکُمْ بِہٖ وَ لَیْسَ مِنْ شَیْءٍ یُقَرِّبُکُمْ مِنَ النَّارِ وَیُبَاعِدُکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ اِلَّا قَدْ نَھَیْتُکُمْ عَنْہُ وَاَنَّ الرُّوْحَ الْاَمِیْنَ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ اَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَھَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ وَلَا یَحْمِلَنَّکُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْہُ بِمَعَاصِی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ لَا یُدْرَکُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ اِلَّا بِطَاعَتِہٖ ط

اے لوگو! جو چیزیں جنت سے قریب اور دوزخ سے دُور کرنے والی ہیں وہ بھی میں تم کو بتا چکا اور جن چیزوں سے جنت دُور اور دوزخ قریب ہوتی ہے اُن امور کی بھی میں نشان دہی کرچکا ہوں جبرئیل امین نے مجھے بتایا ہے کہ انسان اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا مقرر شدہ رزق نہ کھالے۔

تو تم اللہ سے ڈرو اور طلبِ رزق میں غلط ذرائع کو استعمال نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ رزق کی تاخیر سے تم گناہوں میں مبتلا ہوجاؤ اور یاد رکھو کہ خدا کے یہاں کی چیزیں صرف "اطاعتِ خدا" ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔

خطبہ (۲۹)

عملِ صالح

اَیُّهَا النَّاسُ حَلُّوْا اَنْفُسَكُمْ بِالطَّاعَةِ وَالْبِسُوْا قِنَاعَةَ الْمَخَافَةِ وَاجْعَلُوْا اٰخِرَتَكُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ عَنْ قَلِیْلٍ رَاحِلُوْنَ وَاِلَی اللّٰهِ صَائِرُوْنَ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكُمْ هُنَالِكَ اِلَّا صَالِحُ عَمَلٍ قَدَّمْتُمُوْهُ اِنَّكُمْ اِنَّمَا تَقْدِمُوْنَ عَلٰی مَا قَدَّمْتُمْ تُجَازُوْنَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتُمْ فَلَا تَخْدَعُكُمْ زَخَارِفُ دُنْیَاءَ دَنِیَّةٍ عَنْ مَرَاتِبِ جَنَّاتٍ عَلِیَّةٍ فَكَاَنَّ قَدْ كُشِفَ الْقِنَاعُ وَارْتَفَعَ الْاِرْتِیَابُ وَلَاقٰی كُلُّ امْرِئٍ مُسْتَقَرَّهٗ وَعَرَفَ مَثْوَاهُ وَمُنْقَلَبَهٗ۔

لوگو! اطاعت سے اپنے کو آراستہ کرو، قناعت کی شال اوڑھ لو اور آخرت کو اپنا لو۔

تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم عنقریب اللہ کی طرف جانے والے ہو اور وہاں سوا عمل صالح کے اور کوئی شے کام نہ آئے گی یقیناً تم اپنے اعمال کے پاس پہنچو گے اور ان کا بدلہ پاؤ گے۔

(اور دیکھو) کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی چمک دمک تمھیں جنت کی بلندیوں سے محروم کر دے۔ جمالِ حق سے نقاب اُٹھ چکی ہے، شک کے بادل چھٹ چکے ہیں۔ ہر شخص اپنا ٹھکانا اور مقام اچھی طرح دیکھ سکتا ہے۔

خطبہ (۳۰)

ناقابلِ اعتماد دنیا

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا خَلَفُ مَاضِیْنَ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْكُمْ بَسْطَةً وَاَعْظَمَ سَطْوَةً اُزْعِجُوْا عَنْهَا اَسْكَنَ مَا كَانُوْا اِلَیْهَا فَغَدَرَتْ بِهِمْ اَوْثَقَ مَا كَانُوْا بِهَا فَلَمْ تُغْنِ عَنْهُمْ قُوَّةُ عَشِیْرَةٍ وَلَا قُبِلَ مِنْهُمْ بَذْلُ فِدْیَتِهٖ۔ فَارْحَلُوْا نُفُوْسَكُمْ بِزَادٍ مُبَلِّغٍ قَبْلَ اَنْ تُؤْخَذُوْا عَلٰی فُجَاءَةٍ فَقَدْ غَفَلْتُمْ عَنِ الْاِسْتِعْدَادِ فَقَدْ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ ط

لوگو! تم گزشتہ قوموں کے جانشین ہو (اور اُن کے پسماندوں میں سے ہو)۔

تمھارے اسلاف تم سے قوت و طاقت میں زائد تھے اور وہ بالکل مطمئن تھے کہ اچانک اُٹھا لیے گئے۔ زمانے نے ان کے ساتھ اس وقت غداری کی جب اس پر پورا بھروسا کر چکے تھے اس وقت قبیلے کی قوت اور دولت ان کو فائدہ نہ پہنچا سکی اور نہ ان کی جگہ کوئی فدیہ ہی قبول کیا جا سکا۔ اچانک پکڑے جانے سے پہلے زادِ راہ کا انتظام کر لو مگر تمھیں کیا ہو گیا کہ تم تیار نہیں ہوتے اور کاتبِ تقدیر نے جو چاہا وہ لکھ دیا۔

خطبہ (۱۳۱)

بانگِ درا

اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَكُونُوا مِمَّنْ خَدَعَتْهُ الْعَاجِلَةُ وَغَرَّتْهُ الْاُمْنِيَّةُ وَاسْتَهْوَتْهُ الْبِدْعَةُ فَرَكَنَ اِلٰى دَارٍ سَرِيْعَةِ الزَّوَالِ وَشِيْكَةِ الْاِنْتِقَالِ اِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنْ دُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ فِيْ جَنْبِ مَا مَضٰى اِلَّا كَاِنَاخَةِ رَاكِبٍ اَوْ صَرَّةِ حَالِبٍ فَعَلٰى مَا تَعْرُجُوْنَ وَ مَا تَنْتَظِرُوْنَ فَكَاَنَّكُمْ وَاللّٰهِ بِمَا اَصْبَحْتُمْ فِيْهِ مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ وَبِمَا تَصِيْرُوْنَ اِلَيْهِ مِنَ الْاٰخِرَةِ لَمْ يَزَلْ فَخُذُوا الْاُهْبَةَ لِاٰزُوْفِ النُّقْلَةِ وَاَعِدُّوا الزَّادَ لِقُرْبِ الرِّحْلَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ كُلَّ امْرِئٍ عَلٰى مَا قَدَّمَ قَادِمٌ وَعَلٰى مَا خَلَّفَ نَادِمٌ

ط

لوگو! ان انسانوں کی طرح نہ ہو جاؤ جن کو دنیا کی زلف نے اسیر کر لیا ہے آرزوؤں کے طلسم میں جو پھنس چکے ہیں اور بدعتوں میں ڈوب گئے ہیں انھوں نے اس سرائے فانی سے دل لگایا اور ہر آن بدلتی ہوئی دنیا سے رشتۂ استوار کیا۔ گزرے ہوئے زمانے کے مقابلے پر دنیا کا اتنا مختصر حصّہ رہ گیا جتنا اونٹنی کو بٹھانے یا دودھ کی ایک دھار لینے میں لگتا ہے۔ تم کدھر جا رہے ہو اور کیا دیکھ رہے ہو؟ خدا کی قسم دنیا کا یہ موجودہ وقت اس طرح گزر جائے گا گویا کبھی تھا ہی نہیں۔

اور جس منزل آخرت کی طرف تمھیں جانا ہے وہ لازوال ہے۔

سو سامانِ حمل و نقل فراہم کر لو اور زادِ راہ مہیا کر لو۔

اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو آگے بھیج دیا جاتا ہے اُس کا اجر ملتا ہے اور جو پیچھے چھوڑ دیا جائے اُس پر ندامت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

خطبہ (۱۳۲)

بے ثباتِ دُنیا

اَلدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ وَمَنْزِلُ قُلْعَةٍ وَعَنَاءٍ قَدْ نَزَعَتْ عَنْهَا نُفُوْسُ السُّعَدَاءِ وَانْتَزَعَتْ بِالْكُرْهِ مِنْ اَيْدِي الْاَشْقِيَاءِ فَاَسْعَدُ النَّاسِ فِيْهَا اَرْغَبُهُمْ عَنْهَا وَاَشْقَاهُمْ بِهَا اَرْغَبُهُمْ فِيْهَا هِيَ الْغَاشَّةُ لِمَنِ انْتَصَحَهَا وَالْمُغْوِيَةُ لِمَنْ اَطَاعَهَا وَالْجَائِرَةُ لِمَنِ انْقَادَ لَهَا وَالْفَائِزُ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهَا وَالْهَالِكُ مَنْ هَوٰى فِيْهَا طُوْبٰى لِعَبْدٍ اتَّقٰى فِيْهَا رَبَّهٗ وَنَصَحَ نَفْسَهٗ وَقَدَّمَ

دُنیا دارِ فانی اور مقامِ تکلیف ہے۔ نیک اس کی طرف مائل نہیں ہوتے اور بُروں سے زبردستی چھین لی جاتی ہے۔ سعید وہ ہے جو اس سے بے نیاز ہو شقی وہ ہے جو اس میں کھو جائے۔

جو دنیا سے محبت کرے گا اس کو وہ دھوکا دے گی جو اس کی اطاعت کرے گا اُس کو وہ گمراہ کرے گی جو اس کا حلقہ بگوش ہو گا اس پر ظلم و ستم ڈھائے گی۔ مبارک باد کے قابل وہ ہے جو اس سے الگ رہا اور تباہ ہوا جو اُس کی طرف جھکا اُس کے لیے خوش خبری ہے جو اللہ

تَوْبَتَهُ وَاٰخَرَ شَهْوَتَهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَلْفِظَهُ الدُّنْيَاءِ اِلَى الْاٰخِرَةِ فَيُصْبِحَ فِيْ بَطْنِ غَبْرَاءَ مُدْلَهِمَّةٍ ظَلْمَاءَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَزِيْدَ فِيْ حَسَنَةٍ وَلَا اَنْ يَنْقُصَ مِنْ سَيِّئَةٍ ثُمَّ يُنْشَرُ وَيُحْشَرُ اِمَّا اِلٰى جَنَّةٍ يَدُوْمُ نَعِيْمُهَا اَوْ نَارٍ لَا يَنْفَدُ عَذَابُهَا۔

سے ڈرے اپنے نفس کو نصیحت کرے، توبہ کرے اور دنیا سے جانے سے پہلے اپنی خواہشوں کو ترک کر دے۔

پھر تو تنگ و تاریک قبر میں چلا جاتا ہے جہاں نہ نیکیوں میں زیادتی ہو سکے گی اور نہ برائیوں میں کمی اس کے بعد پھر زندگی یا تو ابدی جنت میں گزرے گی یا دائمی دوزخ میں۔

خطبہ (۳۴۳)

امانت

لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ۔

میں نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن تم میں سے کوئی آئے اور اس کی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ ہو اور وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجیے اور میں کہوں کہ میں کیا کر سکتا ہوں، جو کچھ مجھے تبلیغ کرنا تھی، میں کر چکا۔

لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ۔

پھر میں دیکھوں کہ دوسرا چلا آ رہا ہے اور اس کی گردن پر بکری چیخ رہی ہے اور وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجیے اور میں کہوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھ کو جو تبلیغ کرنا تھی وہ میں کر چکا۔

لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ

پھر میں دیکھوں کہ ایک شخص چلا آ رہا ہے اور اس کی گردن پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہنکار رہا ہے وہ مجھ سے کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجیے اور میں کہوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا مجھ کو جو کہنا سننا تھا وہ میں کہہ چکا۔

لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ وَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ

پھر ایک شخص دکھائی دے اور اس کی گردن پر پارچہ جات لہراتے ہوئے نظر آئیں اور وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجیے اور میں یہی کہوں کہ میں معذور ہوں مجھے جو تبلیغ کرنا تھی وہ کر دی۔

لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ

پھر میری نظر کسی پر پڑے اور اس کی گردن پر مجھے مالِ خیانت لدا ہوا نظر آئے اور وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجیے تو میں پھر وہی جواب دوں گا کہ میرے بس میں کچھ نہیں ہے، یا میرے ذمے

اَبْلَغْتُكَ ۔

جو تبلیغ تھی وہ ادا کر دی اب تم جانو اور تمہارا کام۔

خطبہ (۳۴)

قبیلہ نہد

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْ مَحْضِھَا وَلَا مَخْضِھَا وَمَذْقِھَا وَابْعَثْ رَاعِیَھَا فِی الدَّثْرِ وَافْجُرْلَہُ الثَّمَدَ وَبَارِكْ لَھُمْ فِی الْمَالِ وَالْوَلَدِ مَنْ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ کَانَ مُسْلِمًا وَّمَنْ اٰتَی الزَّکٰوۃَ کَانَ مُحْسِنًا وَ شَھِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَانَ مُخْلِصًا لَکُمْ یَا بَنِیْ نَھْدٍ وَدَائِعُ الشِّرْكِ وَ وَضَائِعُ الْمُلْكِ لَا یُلْطَطُ فِی الزَّکٰوۃِ وَلَا یُلْحَدُ فِی الْحَیٰوۃِ وَلَا یُتَثَاقَلُ عَنِ الصَّلٰوۃِ ۃ

یا الٰہا! بنی نہد کے دودھ، چھاچھ اور لسی میں برکت دینا۔ ان کو بہت سے مویشی عطا کر جن کو ان کا چرواہا جلدی سے چرایا کرے اور ان کو سیراب کرے۔

اے خدا ان کے مال و دولت میں بھی خیر و برکت پیدا کر۔ جس نے نماز پڑھی وہ مسلمان ہوا جس نے زکوٰۃ دی وہ نیکوکار ہوا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اُس کو نجات حاصل ہوئی۔

اے بنی نہد! زمانۂ جاہلیت کی امانتیں اب تمہاری ہو گئیں پچھلے تمام ٹیکس تم کو معاف کر دیے گئے ہیں اور دیکھو، ادائے زکوٰۃ میں دیر نہ کرنا۔ زندگی میں الحاد نہ کرنا اور نماز کو کبھی بارِ گراں نہ سمجھنا۔

خطبہ (۳۵)

حقیر دُنیا

اِنَّ نَعِیْمَ الدُّنْیَا اَقَلُّ وَاَصْغَرُ مِنْ خُرْبَصِیْصَۃٍ وَلَوْ عَدَلَتْ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ جَنَاحَ ذُبَابٍ لَمْ یَکُنْ لِمُسْلِمٍ لَاجٍ وَ لَا بِکَافِرٍ بِھَا بَرَاحٌ وَلَوْ عَلِمَ الْمَخْلُوْقُ مِقْدَارَ یَوْمِہٖ لَضَاقَتْ عَلَیْہِ بَرَجُھَا وَلَمْ یَنْفَعْہُ حُبُوْرٌ وَّلَا حَفْضٌ وَّلٰکِنَّہٗ غُمَّ عَلَیْہِ الْاَجَلُ وَمُدَّ لَہُ الْاَمَلُ وَاِنَّمَا سُمِّیَتِ الْجَاھِلِیَّۃَ لِضُعْفِ اَعْمَالِھَا وَجَھَالَۃِ اَھْلِھَا فَمَنْ اَدْرَکَہُ الْاِسْلَامُ وَ فِیْ یَدِہٖ خَرَابٌ وَّعِمْرَانٌ فَھُوَ لَہٗ وَظُعْفٌ

دُنیا کی نعمتیں خدا کے نزدیک ریت کے ذرّے سے بھی کم تر ہیں اور اگر وہ دنیا کی نعمتوں کو مکھی کے پر کے برابر بھی سمجھتا تو کوئی مسلمان محتاج نہ ہوتا اور نہ کوئی کافر آرام پاتا۔

اگر لوگوں کو اپنی عمر کی مقدار معلوم ہوتی تو زندگی ضیق ہو جاتی اور عیش و آرام حرام ہو جاتا۔

اجل کو مخفی رکھا اور امیدوں نے پیر پھیلا دیے۔

زمانۂ جاہلیت کو جاہلیت کا زمانہ اسی لیے کہا گیا ہے کہ ان کے اعمال پادر ہوا تھے اور لوگ سراپا جہالت میں ڈوبے ہوئے۔

اور جس نے اسلام کا عہد پایا اور اس کے قبضے میں جو بنجر اور

زَكَاتِهٖ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ خِلْصِيّ وَمُعَاهِدٍ ذِمِّيّ۔
اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ عَبَدُوْا غَيْرَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَهُمْ اَعْمَالٌ يَنْتَهُوْنَ اِلٰى مُدَّتِهَا وَيَصِيْرُوْنَ اِلٰى نِهَايَتِهَا مُؤَخَّرٌ عَنْهُمُ الْعِقَابُ اِلٰى يَوْمِ الْحِسَابِ اَمْهَلَهُمْ بِقُدْرَتِهٖ وَعِزَّتِهٖ نُغْلَبَ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَاَكَلَ الْكَثِيْرُ مِنْهَا الْاَقَلَّ وَاللّٰهُ الْاَعْلٰى الْاَجَلُّ فَمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ مِنْ سَفْكِ دَمٍ وَانْتِهَاكِ مُحَرَّمٍ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوْ انْتِقَامٍ ط

زرخیز زمین ہو تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد وہ زمین اسی کی سمجھی جائے گی اور یہ ٹیکس ہر مسلمان اور معاہد ذمی پر فرض ہوگا۔ دورِ جاہلیت میں غیر اللہ کی عبادت ہوتی تھی۔ ان کو ان کے اعمال کی سزا ضرور ملے گی اور ان کو یوم قیامت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اللہ نے قدرت و طاقت کے باوجود ان کو مہلت دی لیکن ہوا یہ کہ طاقت ور لوگ کمزوروں پر مسلط ہو گئے اور بڑوں نے چھوٹوں کو نگلنا شروع کر دیا۔ مگر یاد رکھو کہ خدا بہت بڑا اور بزرگ ہے۔

زمانہ جاہلیت میں جو خونریزی اور حرام کاری ہوئی ان سب کو نظر انداز کیا جا چکا ہے، مگر جو آئندہ ان اعمال کو پھر زندہ کرے گا تو اللہ اس کی سزا ضرور دے گا۔

خطبہ (۳۶)

خشک سالی

اِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْكُمْ وَقَدْ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَدْعُوْهُ وَوَعَدَكُمْ اَنْ يَسْتَجِيْبَ لَكُمْ ط
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ط
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ

تم لوگوں نے مجھ سے خشک سالی کی شکایت کی اور اس بات کا شکوہ کیا کہ اس سال وقت پر بارش نہیں ہوئی۔ ایسے موقعوں پر اللہ نے تمھیں دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ تمھاری دعا سُنے گا (تو آؤ دعا کریں)۔

تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے، روزِ جزا کا مالک ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔

بار الٰہا! تو غنی ہے ہم فقیر ہیں تو بے نیاز ہے ہم حاجت مند۔ ہم پر بارش بھیج اور اُسے ہمارے لیے قوت اور رزق کا وسیلہ بنا۔

خطبہ (۳۷)

ناروا شرائط

مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ معاملات میں ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو قرآن کے مخالف ہوتی ہیں۔

كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ كِتَابُ اللهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ۔

یاد رکھو کہ جو شرطیں قرآن میں موجود نہ ہوں وہ سب باطل ہیں چاہے سو شرطیں کیوں نہ ہوں خدا کی کتاب کا حکم سب پر مقدم ہے اور اس کی مقرر کی ہوئی شرطیں زیادہ درست ہیں اور یاد رکھو کہ آزاد کرنے والے کو ولایت کا حق دوسروں کے مقابلے پر زائد حاصل ہوگا۔

خطبہ (۳۸)

سفارش

أَتَشْفَعُ إِلَيَّ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ ۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ فِيهِمْ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقُطِعَتْ يَدُهَا ۔

تم حد شرعی کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ پچھلی اُمتیں اسی لیے تباہ ہوگئیں کہ جب ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو سزا دیتے تھے خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر (خدانخواستہ) فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے۔

خطبہ (۳۹)

انصار

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِي ۔

اے گروہ انصار! کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم پہلے گمراہ تھے پھر میری وجہ سے ہدایت پائی۔ تم منتشر اور پراگندہ تھے میری وجہ سے جمع ہوئے تم مفلس تھے خدا نے میری وجہ سے تم کو غنی کر دیا۔

أَمَا وَاللهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَصَدَقْتُمْ أَتَيْتَنَا

ہاں ہاں تم بھی بخدا یہ کہہ سکتے ہو اور یہ کہنا تمہارا سچ ہوگا کہ

مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ وَ مَخْذُولًا فَنَصَرْنَاكَ وَ طَرِيْدًا فَآوَيْنَاكَ وَعَائِلًا فَوَاسَيْنَاكَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ رِحَالِكُمْ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُوْنَ ؕ

اے محمد! تم ہمارے پاس اُس وقت آئے جب ساری دنیا تمھاری تکذیب کر رہی تھی۔ اُس وقت ہم ہی تھے جنھوں نے تیری تصدیق کی سب نے تم کو چھوڑ دیا تھا لیکن ہم نے مدد کی۔ دوسروں نے تم کو نکال دیا تھا، ہم نے تمھیں پناہ دی تم غریب تھے ہم نے تمھاری مدد کی۔

لیکن اے انصار کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر گھر جائیں اور تم پیغمبر کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔ خدا کی قسم تم لوگ جس چیز کو لے کر واپس جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جس کو دوسرے لوگ لے کر جا رہے ہیں۔

خطبہ (۴۰)

ناجائز تحفے

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَأْتِيْنِيْ فَيَقُوْلُ هٰذَا مَالُكُمْ وَ هٰذَا هَدِيَّةٌ اِنْ كَانَ صَادِقًا۔

وَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ اَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَا عَرِفَنَّ اَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهُ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعِرُ

اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ

ط

لوگو! جب میں کسی کو محصلِ زکوٰۃ بنا کر بھیجتا ہوں تو وہ واپسی پر آکر یہ کہتا ہے کہ یہ تو رہا سرکاری ٹیکس اور یہ حضور وہ تحفے اور سوغاتیں ہیں جو مجھے ان لوگوں نے دی ہیں تو اگر واقعی وہ ہدیے اور تحفے اس کو دیے ہیں تو ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ وہ اپنے والدین کے گھر میں رہے اور لوگ اس کو تحفے ارسال کریں۔

خدا کی قسم جو شخص بھی ناجائز طور پر کچھ حاصل کرے گا تو اس کا بوجھ اٹھائے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا اور میں اس کو پہچان لوں گا۔ جب اس کی گردن پر شور کرتی ہوئی گائے، بلبلاتا ہوا اونٹ اور چیختی ہوئی بکری دیکھوں گا۔

بار الہا! کیا میں نے تبلیغ کر دی۔

خطبہ (۴۱)

مہاجرین

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَمْسٌ اِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ ۔

لَمْ يَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنَ وَ الْاَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ يَكُنْ مَضَتْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا ۔

وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَ شِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ

وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا ۔

وَلَمْ يَنْقُضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ الرَّسُوْلِ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَاَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ يَتَخَيَّرُوْا مِنْهَا اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ ط

اے مہاجرین میں خدا سے تمہارے لیے پانچ باتوں میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۱) جب کسی قوم میں علانیہ فحش ہونے لگے تو وہ لگ طاعون اور دوسری ایسی دردناک بیماریوں میں مبتلا ہونے لگتے ہیں جن سے ان کے اسلاف ناآشنا ہوتے ہیں (۲) اور جب کوئی قوم ناپ اور تول میں کمی کرنے لگے تو وہ قحط سالی، تنگ حالی، اور مظالم والی میں مبتلا ہو جاتی ہے (۳) اور جب کوئی قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو ان پر بارش موقوف ہو جاتی ہے۔ اگر چوپایے نہ ہوں، تو ایک قطرہ بھی نہ برسے۔

(۴) اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ ان پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے جو ان سے ہر چیز چھین لیتا ہے۔

(۵) اور جب حاکمانِ ملک خداوندی احکام کے مطابق حکم دینا ترک کر دیں تو اللہ اس قوم میں پھوٹ ڈال دیتا ہے۔

خطبہ (۴۲)

خطبہ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهِ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهِ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهِ الْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهِ وَ سَطْوَتِهِ النَّافِذِ اَمْرُهُ فِيْ سَمَآئِهِ وَ اَرْضِهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهِ وَمَيَّزَهُمْ بِدِيْنِهِ وَ اَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

تمام تعریفیں اس خدا کے ساتھ مخصوص ہیں جو نعمتیں دینے والا ہے اور ہر شے جس کی قدرت و ہیبت کی وجہ سے اس کے سامنے سرنگوں ہے اور جس کے عذاب و سطوت سے ہر وقت خوف زدہ رہنا چاہیے۔

اس کا حکم زمین اور آسمان پر جاری ہے اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا ان کو حلال و حرام کی تمیز عطا کی دینِ اسلام کے ذریعے سے ان کو عزت دی اور اپنے نبی محمد کے واسطے سے ان کو کرم و معزز کیا۔

إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهُ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا اَوْشَجَ بِهِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ بِهِ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ہ فَاَمْرُ اللهِ يَجْرِي اِلَىٰ قَضَائِهِ وَقَضَاؤُهُ يَجْرِي اِلَىٰ قَدَرِهِ وَلِكُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ثُمَّ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنِي اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ فَاشْهَدُوا اَنِّي زَوَّجْتُهُ عَلَىٰ اَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالِ فِضَّةٍ اِنْ رَضِيَ بِذَالِكَ عَلِيٌّ ہ جَمَعَ اللهُ شَمْلَكُمَا وَاَسْعَدَ جَدَّكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَاَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِيرًا طَيِّبًا ہ

اللہ نے ازدواجی رشتے کو قرابت کا ذریعہ بنایا اور اس کو ایک ضروری چیز قرار دیا جس سے رشتہ مضبوط ہو جاتا ہے اور تمام لوگوں کو فطرتاً اس کی طرف مائل کیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ وہ خدا وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور اس میں نسب اور دامادی کی رشتہ داری قائم کی اور تیرا پروردگار بہت قدرت رکھتا ہے۔

اللہ کا حکم قضائے الٰہی سے وابستہ ہے اور قضا قدر سے متعلق ہے اور ہر قدر کے لیے اجل ہے اور ہر اجل کے لیے کتاب ہے جس کو چاہتا ہے اللہ قائم رکھتا ہے جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور اسی کے پاس علم کتاب ہے۔ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؓ کا نکاح علیؓ کے ساتھ کر دوں پس تم سب گواہ رہو کہ میں نے ۴۰۰ مثقال چاندی کے عوض فاطمہؓ کا عقد علیؓ کے ساتھ کر دیا۔ (پھر دعا فرمائی)

اللہ تم دونوں کو جمع رکھے تم دونوں پھلو پھولو اور بابرکت ہو اور تم سے کثیر نسل طیب و طاہر پیدا ہو۔

خطبہ (۴۳)

تقسیم دولت

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِرْضَخُوا مِنَ الْفَضْلِ وَلَوْ بِصَاعٍ وَلَوْ بِقَبْضَةٍ وَلَوْ بِنِصْفِ قَبْضَةٍ يَقِي اَحَدُكُمْ وَجْهَهُ حَرَّ جَهَنَّمَ وَالنَّارِ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَاقِي اللهَ وَقَائِلٌ لَهُ مَا اَقُولُ لَكُمْ اَلَمْ اَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا فَيَقُولُ بَلَىٰ فَيَقُولُ اَيْنَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَيَنْظُرُ قُدَّامَهُ وَخَلْفَهُ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَقِي بِهِ وَجْهَهُ

لوگو! جو بچ رہے اُس کو غریبوں میں تقسیم کر دو۔ ایک صاع غلہ ہی دے دو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس کا نصف اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ایک مٹھی آدھی مٹھی ہی دے دیا کرو۔

تم میں سے ہر ایک اپنے کو ایک کھجور یا نصف کھجور دے کر دوزخ سے محفوظ کر سکتا ہے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو میٹھے بول کے ساتھ سائل کو رخصت کر دو۔

تم میں سے جب کوئی شخص اللہ کے حضور میں حاضر ہوگا تو اللہ اُس سے کہے گا کہ کیا میں نے تمھیں مال اور اولاد نہیں دی تھی؟

حَرَّ جَهَنَّمَ لِيَتَّقِ اَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَاِنِّي لَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ نَاصِرُكُمْ وَمُعْطِيكُمْ حَتّٰى تَسِيْرَ الظَّعِيْنَةُ مَا بَيْنَ يَثْرِبَ وَ الْحِيْرَةِ اَكْثَرُ مَا تَخَافُ عَلٰى مَطِيَّتِهَا السَّرَقُ ٥

وہ کہے گا ہاں مالک مجھے تو نے دیا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ تم نے کیا کیا؟ اس وقت بندہ آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھے گا مگر دوزخ کی گرمی سے بچنے کے لیے کوئی شے نہ پائے گا۔ پس کم ازکم نصف خرما دے کر دوزخ سے بچنے کا سامان پیدا کرلو ورنہ نرم جواب دے دو۔ مجھے یہ خوف بالکل نہیں کہ تم فاقہ کشی کرو گے کیونکہ اللہ تمھارا مددگار و معین ہے (میں دیکھ رہا ہوں) کہ ایک عورت تنہا مدینہ اور حیرہ کے درمیان سفر کر رہی ہے مگر (خوش حالی کی وجہ سے) اس کو چور ڈاکو کا کوئی خطرہ نہیں ہو رہا ہے۔

خطبہ (۴۴)

امام حسنؑ

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَظِيْمَتَيْنِ

لوگو! یہ میرا بیٹا حسنؑ سردار ہے مسلمانوں کا۔ امید ہے کہ اللہ اس کے ہاتھوں مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

خطبہ (۴۵)

صدقہ

تَصَدَّقُوْا فَاِنَّ الصَّدَقَةَ خَيْرٌ لَّكُمْ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنْ يَدِ السُّفْلٰى اُمَّكَ وَاَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ وَاَدْنَاكَ اَدْنَاكَ.

لوگو! خیرات کیا کرو، صدقہ دیا کرو اور یاد رکھو کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ پہلے ماں باپ، بہنیں، بھائی، پھر قریبی رشتہ دار۔ اس ترتیب کے ساتھ اپنے عزیزوں سے حسنِ سلوک کرو۔

خطبہ (۴۶)

خاندان سے خطاب

يَا مَعْشَرَ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِيْ قُصَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ

اے عبد مناف کی اولاد اپنے کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ کیونکہ میں خدا کے سامنے تمھیں کوئی نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اے قصی کی اولاد اپنے کو آتشِ جہنم سے بچاؤ، میں تم کو

مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا یَا مَعْشَرَ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یَا صَفِیَّةُ عَمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰہِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِنَّ لَكِ رَحِمًا وَسَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا۔

کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

اے عبدالمطلب کی اولاد اپنے کو جہنم کی آگ سے علٰحدہ کرو۔ میں کسی سود و زیاں پر قادر نہیں۔ اے صفیہ (میری پھوپھی) اور فاطمہ (میری بیٹی) تم سب آتشِ دوزخ سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرو۔ میں قیامت کے دن تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ ہاں دنیا میں تو میری رشتہ دار ہے اور میں اس کا حق ادا کرتا رہوں گا۔

(خطبہ ۴۷)

جوانِ صالح

اِنَّ اَحَبَّ الْخَلَائِقِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی شَابٌّ حَدِیْثُ السِّنِّ فِیْ صُوْرَۃٍ حَسَنَۃٍ جَعَلَ شَبَابَهٗ وَ جَمَالَهٗ لِلّٰہِ وَ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ ذَالِكَ الَّذِیْ یُبَاهِیْ بِهِ الرَّحْمٰنُ مَلٰٓئِكَتَهٗ یَقُوْلُ هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا۔

محبوب ترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ نوجوان ہے جو حسین و جمیل ہو مگر اپنے حسن و شباب کو اللہ اور اس کی طاعت میں جذب کر رہا ہو یہی وہ ہے جس پر اللہ ملائکہ کے سامنے فخر و مباہات کرتا ہے۔

خطبہ (۴۸)

سزاوارِ جنت

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّی الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ وَیَصُوْمُ رَمَضَانَ وَیُخْرِجُ الزَّكٰوۃَ وَ یَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَقِیْلَ لَهٗ اُدْخُلْ بِسَلَامٍ

قسم ہے اُس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
(اس قسم کو تین مرتبہ فرمایا)
کہ جو شخص پنج گانہ نماز ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ نکالے اور سات گناہانِ کبیرہ سے بچے تو اللہ اس پر جنت کے دروازے کھول دے گا اور اُس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ تشریف لائیے۔

خطبہ (۴۹)

نماز

اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّكُمْ

لوگو! جب نماز شروع کرنے لگو تو صفوں کو برابر کر لو۔ پھر

أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ
وَارْكَعُوْا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ
سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ
الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللّٰهُ لَكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِعَ اللّٰهُ
لِمَنْ حَمِدَهٗ فَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوْا وَاسْجُدُوْا
فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَإِذَا
كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ أَوَّلُ قَوْلِ أَحَدِكُمْ
اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ۔
سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ
سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَبْعُ كَلِمَاتٍ وَهِيَ تَحِيَّةُ
الصَّلٰوةِ

ایک آدمی کو امام بنا لو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع
میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ اور امام تم سے پہلے رکوع میں جائے
گا اور تم سے پہلے سر اٹھائے گا اور جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے
تو اس وقت تم "اللھم ربنا ولک الحمد" کہو اللہ تمھاری سُنے گا کیونکہ
خود اُس نے اپنے پیغمبر کی زبانی یہ بتایا ہے کہ اللہ ہر تعریف کرنے والے
کی سُنتا ہے جب وہ تکبیر کہہ کے سجدے میں چلا جائے تو تم بھی تکبیر
کہہ کر سجدے میں جھک جاؤ اور امام تم سے پہلے سجدے میں جائے گا اور
تم سے پہلے سر اٹھائے گا۔ اور جب تم سجدے کے بعد قعود (بیٹھو)
کرو تو پہلے یہ کہو

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
(اے نبی آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں) پھر کہو:
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین (ہم پر اور خدا کے نیک بندوں
پر سلامتی ہو)
میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمد اللہ
کا بندہ اور اُس کا رسول ہے۔
(یہ سات کلمات ہیں اور یہی نماز کی دعا ہے)

خطبہ (۵۰)

حج

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ

اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے۔
(ایک شخص نے کہا کیا ہر سال؟ آپ نے جواب دیا نہیں۔
پھر اس نے پوچھا اس پر آپ نے فرمایا)

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ مَا
قُمْتُمْ بِهَا ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ
فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ
سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا

اگر میں "ہاں" کہہ دوں تو فرض ہو جائے گا اور جب فرض
ہو جائے گا تو تم ادا نہ کر سکو گے۔ جب تک میں خود نہ بیان کروں نہ پوچھا
کرو۔ تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبر سے بکثرت سوال کرنے اور اختلافات

اَمَرْتُکُمْ بِالشَّیْءِ فَخُذُوْا بِہٖ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اِذَا نَھَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْہُ۔

رکھنے پر ہلاک ہو گئے۔ تو جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اس کو بقدرِ طاقت کرو اور جس کام سے روک دوں تم اس سے بس رُکے رہو۔

خطبہ (۵۱)

ماہِ رمضان

یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُّبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَّقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَ شَھْرٌ یُّزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ وِقَایَۃٌ وَّمَغْفِرَۃٌ لِّذُنُوْبِہٖ وَ عِتْقُ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَۃٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَّاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَّاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَاَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ ط

لوگو! تمہارے پاس عظیم اور مبارک مہینہ آگیا ہے۔ اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اللہ نے اس مہینے میں روزے واجب کر دیے ہیں اور عبادتِ شب کو نفل قرار دیا ہے جس نے ۔ نفل ادا کیا گویا اس نے غیرِ رمضان میں فرض ادا کیا یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنّت ہے یہ مہینہ "مساوات انسانی" کا مہینہ ہے اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھتا ہے۔ جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا، اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور آتشِ جہنم سے اسے نجات دے گا اور افطار کرانے کا ثواب مفطر کے روزے کے برابر ہوگا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب سے کچھ کم کر دیا جائے۔ اللہ یہ ثواب ہر اس شخص کو عطا کرے گا جو کسی روزہ دار کو افطار کرائے خواہ افطاری لسی، کھجور یا پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو جس نے روزہ دار کو شکم سیر کیا اللہ اس کو حوض کوثر سے اس طرح سیراب کرے گا کہ اس کو دخولِ جنّت تک پیاس نہیں لگے گی۔ اس مہینے کے ابتدائی حصے میں رحمت ملے گی۔ درمیانی حصے میں مغفرت ملے گی اور آخری حصے میں جہنم سے بالکل خلاصی حاصل ہوگی، جو اس مہینے غلام سے زائد کام نہ لے اللہ اس کو جہنم سے بالکل نجات دے دے گا۔

خطبہ (۵۲)

قصاص لے لو

اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ

لوگو! میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاِنَّہٗ قَدْ دَنَا مِنِّیْ خُفُوْقٌ مِنْ بَیْنِ اَظْھُرِکُمْ فَمَنْ کُنْتُ جَلَدْتُ لَہٗ ظَھْرًا فَھٰذَا ظَھْرِیْ فَلْیَسْتَقِدْ مِنْہُ وَمَنْ کُنْتُ شَتَمْتُ لَہٗ عِرْضًا فَھٰذَا عِرْضِیْ فَلْیَسْتَقِدْ مِنْہُ وَمَنْ اَخَذْتُ لَہٗ مَالًا فَھٰذَا مَالِیْ فَلْیَاْخُذْ مِنْہُ وَلَا یَخْشَ الشَّحْنَآءَ مِنْ قِبَلِیْ فَاِنَّھَا لَیْسَتْ مِنْ شَانِیْ اَلَا وَاِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَیَّ مَنْ اَخَذَ مِنِّیْ حَقًّا اِنْ کَانَ لَہٗ اَوْحَلَّلَنِیْ فَلَقِیْتُ رَبِّیْ وَاَنَا طَیِّبُ النَّفْسِ وَقَدْ اَرٰی اَنَّ ھٰذَا غَیْرُ مُغْنٍ حَتّٰی اَقُوْمَ فِیْکُمْ مِرَارًا۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک اس نے ہمارے حقوق مقرر کر دیئے ہیں تو جس کی پشت پر میں نے تازیانہ مارا ہو، یہ میری پشت حاضر ہے قصاص لے لے اور جس کو میں نے برا بھلا کہا ہو وہ بھی اپنا بدلہ لے لے۔ اور اگر کسی سے میں نے مال لیا ہو تو میرا مال حاضر ہے اس میں سے اپنا حق لے لو اور یہ نہ سوچنا کہ اس قصاص سے میرے دل میں کینہ پیدا ہوگا۔ یہ میری فطرت نہیں۔

آگاہ ہو کہ تم میں سے وہ شخص مجھے زیادہ پسند ہوگا جو مجھ سے اپنا حق لے لے یا مجھے معاف کر دے تاکہ میں اطمینان و سکون کے ساتھ اللہ سے ملاقات کر سکوں۔ اور میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اس قدر کہنا کافی نہ ہوگا مجھے یہ اعلان کئی بار کرنا پڑے گا۔

اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ شَیْءٌ فَلْیُؤَدِّہٖ وَلَا یَقُلْ فُضُوْحُ الدُّنْیَا اَلَا وَاِنَّ فُضُوْحَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ فُضُوْحِ الْاٰخِرَۃِ

لوگو! جس کے پاس بھی کسی کی کوئی چیز ہو تو وہ اُسے واپس کر دے اور دنیا کی رسوائی و بدنامی کا خیال نہ کرے کیونکہ دنیا کی ذلت آخرت کی رسوائی سے کم تر ہے۔

اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَہٗ

ایک (بندے) کو اللہ نے اختیار دیا کہ دنیا لے یا جو اللہ کے پاس ہے اُس کو چن لے تو اُس نے وہی پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے۔

خطبہ (۵۴)

انصار کی قلت

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ یَکْثُرُوْنَ وَیَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰی یَکُوْنُوْا کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِیَ مِنْکُمْ اَمْرًا یَضُرُّ فِیْہِ اَحَدًا اَوْ یَنْفَعُہٗ فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِھِمْ وَیَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیْئِھِمْ اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُمْ کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ فَاقْبَلُوْا

لوگو! دوسرے لوگ تو بڑھتے جا رہے ہیں مگر انصار کم ہوتے جا رہے ہیں اور میں تو دیکھتا ہوں کہ انصار کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے تو جو بھی تمہارا حاکم ہو اور تمہارے نفع و نقصان کا ذمہ دار ہو اس کا یہ فرض ہے کہ وہ انصار کے نیک لوگوں کو مقرب و محترم بنائے اور ان کے بروں کو حتی الامکان معاف کرتا رہے۔ انصار کا خاص خیال رکھنا وہ میرے معدے اور جامہ دان کی طرح ہیں (میری

مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

قوت اور میرے رازدار ہیں) وہ اپنا فرض ادا کر چکے اب تم ان کا حق ادا کرو۔ اُن کے اچھوں کو نوازو۔ اُن کے بُروں سے درگزر کرو۔

خطبہ (۵۴)

حوض کوثر

اِنِّیْ لَکُمْ فَرَطٌ عَلَی الْحَوْضِ فَاِیَّایَ لَا یَاْتِیَنَّ اَحَدُکُمْ فَیُذَبُّ عَنِّیْ کَمَا یُذَبُّ الْبَعِیْرُ الضَّالُّ فَاَقُوْلُ فِیْمَ هٰذَا فَیُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا

لوگو! میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچوں گا۔ خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے پاس آنا چاہو تو تم کو اس طرح دھکیل دیا جائے جس طرح بھٹکے ہوئے اونٹ کو ہٹا دیتے ہیں اور جب میں پوچھوں کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے تو مجھے جواب ملے کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا گل کھلائے ہیں تو اُس وقت میں بھی یہ کہنے پر مجبور ہوں گا کہ دفعان ہو جاؤ۔

خطبہ (۵۵)

میرے بعد

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَی اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ یُکْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلَا وَاِنَّهٗ سَیُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِیْ فَیُؤْخَذُ مِنْهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ

لوگو! تم اللہ کے پاس برہنہ پا، ننگے سر اور غیر مختون حالت میں پہنچو گے (جیسا کہ ارشاد ہے) "کہ ہم ان کو "تخلیق اول" کی حالت پر لوٹائیں گے اور یہ وعدہ ہے جو ہم ضرور پورا کریں گے۔" آگاہ ہو کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جناب ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا۔

میری اُمّت کے کچھ لوگ بائیں طرف سے لائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے پروردگار! یہ میرے اصحاب ہیں۔ جواب ملے گا اے رسول تم نہیں جانتے کہ تمھارے انتقال کے بعد انھوں نے کیا کیا بدعتیں کی ہیں، تو میں بھی اس وقت وہی کہوں گا جو عیسٰی نے کہا تھا "معبود جب تک میں ان میں رہا ان کی نگرانی کرتا رہا جب تو نے ان سے مجھے جُدا کر دیا تو تُو ان کے اعمال کا نگران تھا اور تُو تو ہر چیز کا دیکھنے والا ہے" معبود! اگر ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ ۞

اور اگر بخش دے تو تُو حکمت والا ہے۔ مجھے جواب ملے گا اے رسول تمہارے بعد یہ لوگ مُرتد ہو کر اُلٹے پیروں جاہلیت کی طرف مڑ گئے تھے۔

خطبہ (۵۶)

اعمال

اَلَا إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ

آگاہ ہو کہ دُنیا اسی موجودہ سامان کا نام ہے جس میں اچھے بُرے سب شریک ہیں۔

أَلَا وَإِنَّ الْآخِرَةَ أَجَلٌ صَادِقٌ وَيَقْضِيْ فِيْهَا مَلِكٌ قَادِرٌ

دیکھو آخرت کا ایک وقت معین ہے جس میں خدائے قادر فیصلہ کرنے والا ہے۔

أَلَا وَإِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهُ بِحَذَافِيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ أَلَا وَإِنَّ الشَّرَّ كُلَّهُ بِحَذَافِيْرِهِ فِي النَّارِ۔ أَلَا فَاعْمَلُوْا وَأَنْتُمْ مَعْرُوْضُوْنَ عَلٰى أَعْمَالِكُمْ

آگاہ ہو کہ جنت میں خیر ہی خیر ہے اور دوزخ میں شر ہی شر ہے۔ اور دیکھو خدا سے ڈرتے ہوئے اعمال کیا کرو اور خوب جان لو کہ تمہیں اپنے اعمال کا سامنا کرنا ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۞ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۞

تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی تو وہ بھی اس کے سامنے آجائے گی۔

خطبہ (۵۷)

اعلان حق

نوٹ: یہ خطبہ ایک قسم کا اعلان ہے جو حضرت علیؓ نے رسُول کریمؐ کی طرف سے سنایا تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ بِأَنْ لَا يَدْخُلَ الْبَيْتَ كَافِرٌ وَّلَا يَحُجَّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ لَهٗ عَهْدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَهٗ عَهْدُهٗ إِلٰى أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ فَلَهٗ مُدَّةُ بَقِيَّةِ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ

لوگو! میں اللہ کے رسُول کا فرستادہ ہوں میں اعلان کرتا ہوں کہ آج سے کوئی کافر خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی کوئی مشرک حج کر سکے گا اور نہ ہی کسی کو برہنہ ہو کر طواف کرنے کی اجازت دی جائے گی رسُول کریمؐ سے جن کے معاہدے ہوئے ہیں وہ صرف چار مہینہ تک رہیں گے اور جن سے معاہدہ نہیں ہوا اُن کو اشہر حرم کے باقی دنوں تک مہلت ہے۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ

پھر آیات قرآنی تلاوت کیں اے مسلمانو! ان مشرکین سے تمہارا

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ
اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَ اَنَّ
اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ
اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ
اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَ
بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ
لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا
فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۔٥۔ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ
احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ٥ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ
حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ اِلٰى مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ
وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ
كَيْفَ وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً
يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ
اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ
اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ
اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ۔

معاہدہ ہوا ہو اُن سے اللہ اور اُس کا رسُول بیزار ہے۔ اب صرف چار مہینے تک تم یہاں چل پھر سکتے ہو اور تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ تم کو رسوا ضرور کر سکتا ہے۔

حجِ اکبر کے دن اللہ اور اُس کے رسُول نے بہ علی الاعلان کہہ دیا کہ خُدا اور رسُول مشرکین سے صددرجہ بیزار ہیں۔ تو اگر تم توبہ کر لو تو تمھارے لیے بہتری ہے اور اگر اب بھی اعراض و انکار ہے تو یاد رکھو کہ تم اللہ کو پریشان نہیں کر سکتے اور اے پیغمبر تم کافروں کو ہولناک عذاب کی اطلاع دے دو۔

مگر وہ مشرکین جنھوں نے تمھارے ساتھ معاہدہ کیا ہے اور پھر نقص عہد نہیں کیا اور نہ ہی انھوں نے تمھارے دشمنوں سے تعاون کیا تو تم معاہدہ کا زمانہ پورا کرو اور خدا متقین کو پسند کرتا ہے۔

اشہر حرم کے بعد مشرکین جہاں ملیں اُن کو قتل کر دو، ان کو گرفتار کرو، اُن کو محصور کرو اور اُن پر نظر رکھو لیکن اگر وہ توبہ کر لیں نماز پڑھیں، زکواۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا طالب ہو تو اُس کو پناہ دے دو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سُنے اِس کے بعد اُس کو پُرامن مقام پر پہنچا دو کیونکہ یہ نا سمجھ ہیں۔

اور سوا ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد الحرام کے پاس معاہدہ کیا دوسروں کے ساتھ اللہ و رسُول کا سمجھوتہ کیسے ہو سکتا ہے۔

تو جب تک وہ اپنے عہد پر باقی رہیں تم بھی قائم ہو۔ بے شک خُدا پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے معاہدہ ہو تو کیسے ہو اگر وہ تم پر تسلط حاصل کر لیں تو تم پر کسی عہد و پیمان کا لحاظ نہ کریں گے۔ یہ لوگ زبان سے تمھیں خوش کرتے ہیں مگر اِن کے دل باغی ہیں۔

انھوں نے تھوڑی سی قیمت پر اللہ کے آیات کو بیچ دیا ہے اور راہِ حق کو مسدود کر دیا ہے۔ کتنا بُرا ان کا کردار ہے۔

یہ کسی مومن سے معاہدہ کر کے قائم نہیں رہیں گے اور یہ لوگ

دشمنی میں حد سے گزر جانے والے ہیں۔

خطبہ (۵۸)

کسوف و خسوف

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ
لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ
ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا
يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ
أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ
وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَ
لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ
شَيْءٍ وُعِدْتُمْ بِهِ حَتّٰى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ
آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي أَتَقَدَّمُ وَ
وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ تَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي
تَأَخَّرْتُ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ أَفْظَعَ مِنْهَا۔ وَ
رَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءَ — يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ
وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ
الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ وَلَقَدْ أُوحِيَ
إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَالَ ،
قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ يُؤْتٰى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ
لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى
فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ
عَلِمْنَا أَنَّكَ كُنْتَ مُؤْمِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوْ قَالَ
الْمُرْتَابُ، فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ

سورج اور چاند اللہ کی دو آیتیں ہیں کسی کی موت و زندگی کی وجہ سے ان میں گہن نہیں لگتا۔ جب گہن لگے تو تم دعا کرو، تکبیریں کہو، نماز پڑھو اور خیرات کرو۔ اے میرے امتیو! اللہ سے زیادہ کون غیرت دار ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے غلام اور کنیز کو زنا کرتے ہوئے دیکھے اور کچھ نہ کرے۔ لوگو! جو مجھے معلوم ہے اگر تم کو معلوم ہوتا تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ اس وقت میرے روبرو وہ تمام مقامات آئے جن کا تم سے وعدہ کیا جا چکا ہے (میں نے چاہا کہ جنت میں سے کچھ پھل توڑ لوں۔ (اسی لیے مجھے تم نے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا) لیکن فوراً مجھے دوزخ کی آگ نظر آئی اور میں پیچھے ہٹ آیا۔ میں نے آج جیسا ہیبت ناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔

میں نے دوزخ میں عورتوں کی اکثریت دیکھی ہے۔ وہ اپنے شوہر کے احسانات کا انکار کرتی رہتی ہیں اگر ہمہ وقت بھی ان کی نازبرداری کی جائے اور پھر تھوڑی سی بھی کوتاہی ہو جائے تو کہیں گی کہ ہمیں تو تم سے کبھی سکھ نہ ملا۔ مجھ پر وحی ہوئی ہے کہ تمھاری قبروں میں اسی طرح آزمائش ہوگی جس طرح عہد دجال میں تم آزمائے جاؤ گے۔ عنقریب قبر میں تمھارے پاس سوال کرنے والا آئے گا اور آ کر پوچھے گا کہ محمد کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ تو مومن تو کہہ دے گا کہ محمد اللہ کے رسول برحق ہیں اور ہمارے پاس اللہ کی نشانیاں اور نور ہدایت لے کر آئے تھے۔ ہم نے اُن کا حکم تسلیم کیا اور اُن کی پیروی کی۔ اُس وقت وہ سوال کرنے والا اُس سے کہے گا کہ آرام سے سو جاؤ ہمیں تمھارے مومن ہونے کا یقین ہے اور جو مومن نہ ہوگا بلکہ منافق ہوگا وہ تو یہ کہے گا کہ بھائی! مجھے کیا علم

يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ ط

میں نے جیسا لوگوں کو کہتے سنا ویسا ہی خود بھی کہنے لگا۔

خطبہ (۵۹)

اُمورِ غیب

اَيُّهَا النَّاسُ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّي قَصَّرْتُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ تَبْلِيْغِ رِسَالَاتِ رَبِّي لَمَّا اَخْبَرْتُمُوْنِي بِذٰلِكَ ـ يَزْعَمُوْنَ اَنَّ كُسُوْفَ هٰذِهِ الشَّمْسِ وَكُسُوْفَ هٰذِهِ الْقَمَرِ وَزَوَالَ هٰذِهِ النُّجُوْمِ عَنْ مَطَالِعِهَا لِمَوْتِ رِجَالٍ عُظَمَاءَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ كَذَبُوْا وَلٰكِنَّهَا اٰيَاتٌ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَعْتَبِرُ بِهَا عِبَادُهُ فَيَنْظُرُ مَنْ يُحْدِثُ مِنْهُمْ تَوْبَةً ـ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مُنْذُ قُمْتُ اُصَلِّي مَا اَنْتُمْ لَاقُوْهُ مِنْ اَمْرِ دُنْيَاكُمْ وَاٰخِرَتِكُمْ وَاِنَّهُ وَاللّٰهِ وَاَعْلَمُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا اٰخِرُهُمُ الْاَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى كَاَنَّهَا عَيْنُ اَبِي تَحْيٰى وَاِنَّهُ مَتٰى يَخْرُجُ يَزْعَمُ اَنَّهُ اللّٰهُ فَمَنْ اٰمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ لَمْ يَنْفَعْهُ صَالِحٌ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ لَمْ يُعَاتَبْ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ وَاِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَى الْاَرْضِ كُلِّهَا اِلَّا الْحَرَمَ وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ فَاِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيُزَلْزَلُوْنَ زِلْزَالًا شَدِيْدًا ثُمَّ يُهْلِكُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجُنُوْدَهُ حَتّٰى اَنَّ اَصْلَ الْحَائِطِ لَيُنَادِي يَا مُسْلِمُ يَا مُؤْمِنُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ اَوْ قَالَ هٰذَا كَافِرٌ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ وَلَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ

لوگو! میں تم سے بہ قسم پوچھتا ہوں کہ کیا میں نے کبھی تبلیغِ حق میں کوئی کوتاہی کی ہے اگر کی ہے تو تم مجھے بتا دو۔

لوگوں کا خیال ہے کہ سورج اور چاند کو جو گہن لگتا ہے اور یہ جو ستارے ٹوٹتے ہیں یہ کسی بڑے آدمی کی موت کی علامت ہے۔ ایسا نہیں، بلکہ یہ کسوف و خسوف اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے اُس کے نیک بندے عبرت حاصل کرتے ہیں اور اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔

اور خدا کی قسم مجھے وہ تمام چیزیں دکھا دی گئی ہیں جو تمھیں پیش آنے والی ہیں۔ سنو! قیامت اُس وقت تک نہیں آئےگی جب تک تیس [۳۰] جھوٹے نبی ظاہر نہ ہو لیں۔ ان میں آخری کذاب نبی کانا دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ ابوتحیٰ انصاری صحابی کی طرح چوپٹ ہو گی۔ وہ خدائی کا دعوے کرتا ہوا نکلے گا، جو اُس کا مرید ہوا اور جس نے اس کی پیروی کی اللہ اس کے پچھلے اعمالِ صالح قلم زد کر دے گا اور جس نے اُس کی تکذیب و تردید کی اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ وہ سرزمینِ حرم اور بیت المقدس کے سوا ہر زمین پر قابض ہو جائے گا۔ وہ بیت المقدس میں مومنین کو مقیّد کرے گا اور اُن پر شدید مظالم توڑے گا پھر خدا اُس کو اور اُس کے لشکر کو تباہ کر دے گا۔

اُس وقت ہر در و دیوار سے یہ آواز آئے گی کہ اے مسلمان دیکھو یہاں ایک یہودی (کافر) چھپا ہوا ہے ہاں ہاں جلدی کرو اور اس کو قتل کر دو اور ظہورِ دجال سے پہلے تم میں عظیم حادثے ہوں گے جن کے متعلق لوگ ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ کیا نبی نے

حَتّٰى تَرَوْا اُمُوْرًا يَتَفَاقَمُ بَيْنَكُمْ هَلْ كَانَ نَبِيُّكُمْ ذَكَرَ لَكُمْ مِنْهَا ذِكْرًا حَتّٰى تَزُوْلَ جِبَالٌ عَنْ مَرَاتِبِهَا ثُمَّ عَلٰى اِثْرِ ذٰلِكَ الْقَبْضُ۔

ان کے متعلق کچھ کہا تھا؟ یہ طوفانی حوادث کوہ شکوہ لوگوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیں گے، پھر اس کے بعد اس دنیا کا خاتمہ۔

خطبہ (۶۰)

فتنۂ دجّال

اِنَّهٗ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ مُنْذُ ذَرَا اللّٰهُ ذُرِّيَّةَ اٰدَمَ اَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَهُوَ خَارِجٌ فِيْكُمْ لَا مَحَالَةَ۔

جب سے بنی آدم کا وجود ہوا اُن پر دجّال سے بڑا کوئی فتنہ اور حادثہ نہیں وارد ہوگا۔ ہر نبی نے اپنی اُمّت کو دجال کے فتنہ سے آگاہ کیا ہے۔ لہٰذا میں آخری نبی ہوں اور تم جو آخری اُمّت ہو، دجال سے واقفیت ضروری ہے۔ یاد رکھو وہ ضرور بالضرور تم میں ظاہر ہو کر رہے گا۔

وَاِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَاِنْ يَخْرُجْ مِنْ بَعْدِيْ فَكُلٌّ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔

لہٰذا اگر وہ میری موجودگی میں آیا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے مدافعت اور وکالت کروں گا اور اگر میرے بعد آیا تو ہر شخص خود اپنا ذمّہ دار ہے اور میرے بعد اللہ تمہارا نگہبان ہے۔

وَاِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَيَعِيْثُ يَمِيْنًا وَيَعِيْثُ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا فَاِنِّيْ سَاَصِفُهٗ لَكُمْ صِفَةً لَمْ يَصِفْهَا اِيَّاهُ نَبِيٌّ قَبْلِيْ اِنَّهٗ يَبْدَاُ فَيَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ثُمَّ يُثَنِّيْ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ وَلَا تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا وَاِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَاُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ اَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ۔

وہ شام اور عراق کے درمیانی حصہ سے ظاہر ہوگا۔ دائیں بائیں تباہ کاری پھیلاتا ہوا آگے بڑھے گا۔ اے اللہ کے بندو اُس وقت تم ثابت قدم رہنا۔ میں تمہیں وہ علامتیں بتاتا ہوں جو کسی نبی نے مجھ سے پہلے نہ بتائی ہوں گی۔ وہ پہلے تو یہ کہے گا کہ میں تمہارا نبی ہوں (اور یاد رکھو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) پھر وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، حالانکہ مرنے سے پہلے مشاہدہ ذوالجلال ممکن نہیں۔ دجال کانا ہوگا اور تمہارا خدا ہر عیب مادی و روحانی سے بری ہے۔ اُس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مومن خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو پڑھ سکے گا۔

وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنَّ مَعَهٗ جَنَّةً وَنَارًا فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ فَمَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهٖ فَلْيَسْتَغِثْ بِاللّٰهِ وَلْيَقْرَاْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ فَتَكُوْنَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا كَمَا كَانَتِ النَّارُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔

اُس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ اس کے پاس جنّت اور آگ ہوگی لیکن اُس کی آگ درحقیقت جنّت ہوگی اور اس کی جنّت آگ تو جو شخص اُس کی آگ سے اذیت محسوس کرے وہ سورہ کہف کی ابتدائی

وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنْ يَّقُوْلَ لِاَعْرَابِيٍّ اَرَاَيْتَ اِنْ بَعَثْتُ لَكَ اَبَاكَ وَاُمَّكَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَتَمَثَّلُ لَهٗ شَيْطَانٌ فِيْ صُوْرَةِ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ فَيَقُوْلَانِ يَا بُنَيَّ اتَّبِعْهُ فَاِنَّهٗ رَبُّكَ۔

وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنْ يُّسَلَّطَ عَلٰى نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَيَقْتُلُهَا وَيَنْشُرُهَا بِالْمِنْشَارِ حَتّٰى يُلْقٰى شِقَّتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا فَاِنِّيْ اَبْعَثُهُ الْاٰنَ ثُمَّ يَزْعَمُ اَنَّ لَهٗ رَبًّا غَيْرِيْ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ وَيَقُوْلُ لَهُ الْخَبِيْثُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَاَنْتَ عَدُوُّ اللّٰهِ اَنْتَ الدَّجَّالُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ بَعْدُ اَشَدَّ بَصِيْرَةً بِكَ مِنِّي الْيَوْمَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ۔

وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنْ يَّاْمُرَ السَّمَآءَ اَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرُ وَيَاْمُرُ الْاَرْضَ اَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتُ۔

وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنْ يَّمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُكَذِّبُوْنَهٗ فَلَا تَبْقٰى لَهُمْ سَائِمَةٌ اِلَّا هَلَكَتْ وَاِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنْ يَّمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُصَدِّقُوْنَهٗ فَيَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ اَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتُ حَتّٰى تَرُوْحَ مَوَاشِيْهِمْ مِنْ يَّوْمِهِمْ ذٰلِكَ اَسْمَنَ مَا كَانَتْ وَاَعْظَمَهٗ وَاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ وَاَدَرَّهٗ ضُرُوْعًا وَاِنَّهٗ لَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِّنَ الْاَرْضِ اِلَّا وَطِئَهٗ وَظَهَرَ عَلَيْهِ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَا يَاْتِيْهِمَا مِنْ نَّقْبٍ مِّنْ نِّقَابِهِمَا اِلَّا لَقِيَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ بِالسُّيُوْفِ صَلْتَةً حَتّٰى يَنْزِلَ عِنْدَ الظَّرِيْبِ الْاَحْمَرِ عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبَخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا

آیتیں پڑھے۔ وہ آگ ابراہیمؑ کی طرح اُس پر سرد ہو جائے گی۔

اُس کا ایک طلسم یہ بھی ہوگا کہ ایک اعرابی سے کہے گا، تم چاہتے ہو تمھارے والدین کو زندہ کردوں اور اگر ایسا کروں تو کیا تم میری خدائی کا اعتراف کرلوگے وہ کہے گا جی ہاں۔ تو شیطان اُس کے والدین کی شکل میں آجائے گا اور اُس کے والدین اُسے کہیں گے، میرے بیٹے! اس کی پیروی کرو کہ یہ واقعی خدا ہے۔

وہ ایک کرشمہ اور دکھلائے گا کہ ایک آدمی کو آرے سے چیر دے گا، یہاں تک کہ وہ دو ہو کر گر پڑے گا۔ تو اُس وقت وہ کہے گا کہ میرے اِس نافرمان بندے کو دیکھو، میں ابھی دوبارہ اس کو زندہ کرتا ہوں لیکن یہ بدنصیب پھر بھی میری ربوبیت تسلیم نہیں کرے گا۔ اُس وقت اللہ اُس کو اپنی قدرت سے زندہ کرے گا اور دجّال اُس سے پوچھے گا کہ بتا تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم میں نے آج تجھ کو اِس (جادوگری کے ذریعہ) خوب پہچان لیا۔ میری اُمت میں اس مردِ مومن کا جنت میں سب سے بلند مقام ہوگا۔

اُس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ آسمان سے بارش کرائے گا اور زمین سے سبزہ اُگائے گا۔

اُس کا ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ جو گروہ اس کی تکذیب کرے گا اس کے سارے مویشی مرجائیں گے اور جو لوگ اُس کی تصدیق کریں گے اُن پر بارش ہوگی اور ہریالی ہوگی۔ اُن کے مویشی تروتازہ ہوجائیں گے اور زائد دودھ دینے لگیں گے۔ وہ مکہ اور مدینہ کے سوا ہر جگہ جائے گا لیکن جب وہ ان میں سے کسی شہر میں داخل ہونا چاہے گا تو شمشیر بکف فرشتے اس کے سدِراہ ہوجائیں گے پھر وہ زمین کے سرخ ٹیلے پر آجائے گا اور اس وقت مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ اُس وقت ہر منافق اس کی طرف نکل پڑے گا اور مدینہ سے خباثت اس طرح نکل جائے گی

ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَلَا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا
خَرَجَ إِلَيْهِ فَتَنْفِي الْخَبَثَ مِنْهَا كَمَا تَنْفِي الْكِيرُ
خَبَثَ الْحَدِيدِ وَيُدْعَى ذَلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ الْخَلَاصِ۔
هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَإِمَامُهُمْ
رَجُلٌ صَالِحٌ ٥ فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّي
بِهِمُ الصُّبْحَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذَلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِي الْقَهْقَرَى
لِيُقَدِّمَ عِيسَى يُصَلِّي فَيَضَعُ عِيسَى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ
ثُمَّ يَقُولُ لَهُ تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ أُقِيمَتْ فَيُصَلِّي
بِهِمْ إِمَامُهُمْ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
افْتَحُوا الْبَابَ فَيُفْتَحُ وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ مَعَهُ سَبْعُونَ
أَلْفَ يَهُودِيٍّ كُلُّهُمْ ذُو سَيْفٍ مُحَلًّى وَسَاجٍ
فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ
فِي الْمَاءِ وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا وَيَقُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
إِنَّ لِي فِيكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِي بِهَا فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ
بَابِ اللُّدِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ فَيَهْزِمُ اللَّهُ الْيَهُودَ فَلَا
يَبْقَى شَيْءٌ مِمَّا خَلَقَ يَتَوَارَى بِهِ يَهُودِيٌّ إِلَّا
أَنْطَقَ اللَّهُ ذَلِكَ الشَّيْءَ لَا حَجَرٌ وَلَا شَجَرٌ وَلَا
حَائِطٌ وَلَا دَابَّةٌ (إِلَّا الْغَرْقَدَةَ فَإِنَّهَا مِنْ شَجَرِهِمْ
لَا تَنْطِقُ) إِلَّا قَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ الْمُسْلِمَ هَذَا
يَهُودِيٌّ فَتَعَالَ اقْتُلْهُ ٥ وَإِنَّ أَيَّامَهُ أَرْبَعُونَ
سَنَةً السَّنَةُ كَنِصْفِ السَّنَةِ وَالسَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَ
الشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَآخِرُ أَيَّامِهِ كَالشَّرَرَةِ يُصْبِحُ
أَحَدُكُمْ عَلَى بَابِ الْمَدِينَةِ فَلَا يَبْلُغُ بَابَهَا
الْآخَرَ حَتَّى يُمْسِيَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ

جیسے بھٹی سے لوہے کی کثافت نکل جاتی ہے اور اس دن کو "یوم تطہیر" کہا جائے گا۔

عرب اس دور میں بے حد کم ہوں گے اور اکثریت ان کی بیت المقدس میں ایک نیک اور متقی انسان کی زیرِ سرپرستی زندگی گزار رہی ہوگی۔

ایک دن ایسا ہوگا کہ جب اُن کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لیے بڑھے گا تو عیسیٰ ابن مریم زمین پر اُتر پڑیں گے۔ اُس وقت وہ حضرت عیسیٰؑ کو امامت کے لیے کہے گا۔ عیسیٰؑ اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں آپ ہی نماز پڑھائیے چنانچہ وہی شخص امامت کے فرائض انجام دے گا۔ جب نماز ختم ہو جائے گی تو عیسیٰؑ کہیں گے کہ مسجد کے دروازے کھول دو۔ جب دروازے کھلیں گے تو دجّال ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ نظر آئے گا۔ ہر یہودی کے ہاتھ میں مرصّع تلوار ہوگی۔ جب دجّال کی نظر عیسیٰؑ پر پڑے گی تو جس طرح پانی میں نمک پگھلنے لگتا ہے وہ بھی پگھلنے لگے گا اور بھاگے گا۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کہیں گے کہ کہاں جاتے ہو مجھے تم پر ایک بھرپور وار کرنا ہے جس سے تم بچ نہیں سکتے۔ پھر اس کو مشرقی دروازے کے پاس پکڑ کر قتل کر دیں گے۔ پھر سارے یہودی شکست کھا جائیں گے اور یہودی جس چیز میں بھی پناہ ڈھونڈیں گے وہ خواہ پتّھر ہو یا شجر، دیوار ہو یا درہ وہ یہ پکار کر کہے گا کہ اے مسلمانو آؤ یہاں ایک یہودی موجود ہے اُس کو قتل کر دو۔

دجال کا زمانہ چالیس سال تک رہے گا۔ پہلا سال اُس کا چھ مہینے کے برابر ہوگا، دوسرا سال ایک مہینہ کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور آخری دن تو اتنے مختصر ہوں گے کہ مدینہ کے ایک دروازہ سے نکل کر دوسرے دروازہ تک پہنچنے سے پہلے شام ہو جائے گی۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم اُس زمانہ میں نماز کیسے پڑھیں گے؟

نُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ الْقِصَارِ قَالَ تَقْدِرُوْنَ فِيهَا الصَّلٰوةَ كَمَا تَقْدِرُوْنَهَا فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ الطِّوَالِ ۝

فَيَكُوْنُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أُمَّتِي حَكَمًا عَدْلًا وَإِمَامًا مُقْسِطًا يَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَيَذْبَحُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَتْرُكُ الصَّدَقَةَ فَلَا يُسْعٰى عَلٰى شَاةٍ وَلَا بَعِيْرٍ وَتُرْفَعُ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَتُنْزَعُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَةٍ حَتّٰى يُدْخِلَ الْوَلِيْدُ يَدَهٗ فِي الْحَيَّةِ فَلَا تَضُرُّهٗ وَتُفِرُّ الْوَلِيْدَةُ الْأَسَدَ فَلَا يَضُرُّهَا ۝ وَيَكُوْنُ الذِّئْبُ فِي الْغَنَمِ كَأَنَّهٗ كَلْبُهَا وَتُمْلَأُ الْأَرْضُ مِنَ الْمُسْلِمِ كَمَا يُمْلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَتَكُوْنُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً فَلَا يُعْبَدُ إِلَّا اللّٰهُ وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا وَتُسْلَبُ قُرَيْشٌ مُلْكَهَا وَتَكُوْنُ الْأَرْضُ كَفَاثُوْرِ الْفِضَّةِ تُنْبِتُ نَبَاتَهَا بِعَهْدِ اٰدَمَ حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الْقِطْفِ مِنَ الْعِنَبِ فَيُشْبِعُهُمْ وَيَكُوْنُ الثَّوْرُ بِكَذَا وَكَذَا مِنَ الْمَالِ وَتَكُوْنُ الْفَرَسُ بِالدُّرَيْهِمَاتِ

وَإِنَّ قَبْلَ خُرُوْجِ الدَّجَّالِ ثَلَاثَ سَنَوَاتٍ شِدَادٍ يُصِيْبُ النَّاسَ فِيْهَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ يَأْمُرُ اللّٰهُ السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ الْأُوْلٰى أَنْ تَحْبِسَ ثُلُثَ مَطَرِهَا وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا ثُمَّ يَأْمُرُ السَّمَاءَ فِي الثَّانِيَةِ فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ مَطَرِهَا وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا ثُمَّ يَأْمُرُ اللّٰهُ السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ الثَّالِثَةِ فَتَحْبِسُ مَطَرَهَا كُلَّهٗ فَلَا تَقْطُرُ قَطْرَةٌ وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ نَبَاتَهَا كُلَّهٗ فَلَا تُنْبِتُ خَضْرَاءَ فَلَا تَبْقٰى ذَاتُ ظِلْفٍ إِلَّا هَلَكَتْ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ التَّهْلِيْلُ وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّسْبِيْحُ وَالتَّحْمِيْدُ يُجْزِيْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ مَجْزَى الطَّعَامِ ۔

آپ نے فرمایا جس طرح ان دنوں میں تم اندازے سے نماز پڑھتے ہو اُن دنوں میں بھی یہی اندازہ کام دے گا۔

پھر عیسٰی ابن مریم میری اُمّت میں عادل اور منصف حاکم بن کر آئیں گے، صلیب کو پارہ پارہ کر دیں گے، سور کو ذبح کر دیں گے۔ جزیہ موقوف، خیرات بند کر دیں گے۔ نہ کسی سے بکری لیں گے نہ اُونٹ، دلوں سے کینے نکل جائیں گے۔ زہریلے جانور کا زہر ختم ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈالے گا تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا ایک لڑکی شیر کو مارے گی مگر وہ اسے کچھ نہ کہہ سکے گا۔

بھیڑوں کے گلہ میں بھیڑیا کتے کی طرح رکھوالا ہو جائے گا مسلمانوں سے زمین اس طرح لبریز ہو جائے گی جس طرح برتن پانی سے سب کا کلمہ ایک ہو جائے گا۔ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ ہو گی جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے گی۔ قریش سے حکومت سلب کر لی جائے گی زمین چاندی کی طرح صاف و شفاف ہو جائے گی اور اس میں عہدِ آدم کے سبزہ و ثمر اُگیں گے۔ انگور کا ایک گچھا پورے گھرانہ کے لیے کافی ہو گا۔ بیلوں کی قیمت زیادہ اور گھوڑوں کی قیمت کم ہو جائے گی۔

دجال سے پہلے تین سال تک شدید قحط پڑے گا۔ پہلے سال اللہ کے حکم سے ایک تہائی بارش رُک جائے گی۔ دوسرے سال دو تہائی اور اسی قدر اجناس کی پیداوار بھی کم ہو جائے گی اور تیسرے سال بالکل بارش موقوف ہو جائے گی اور زمین یک لخت روئیدگی اور اجناس کی پیداوار روک دے گی اور گھاس کا ایک تنکا بھی نہ اُگے گا۔

تمام مویشی بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔

لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ ذکر و ورد اس زمانہ میں مؤمنین کی غذا ہو گا۔

خطبہ (۶۱)

وجود دجّال

اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا جَمَعْتُکُمْ لِرَغْبَۃٍ وَّلَا لِرَھْبَۃٍ وَّلٰکِنْ جَمَعْتُکُمْ لِاَنَّ تَمِیْمَانِ الدَّارِیَّ کَانَ رَجُلًا نَصْرَانِیًّا فَجَآءَ فَبَایَعَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِیْ حَدِیْثًا وَّافَقَ الَّذِیْ کُنْتُ اُحَدِّثُکُمْ عَنِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِیْ اَنَّہٗ رَکِبَ فِیْ سَفِیْنَۃٍ بَحْرِیَّۃٍ مَعَ ثَلَاثِیْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِھِمُ الْمَوْجُ شَھْرًا فِی الْبَحْرِ ثُمَّ اَرْفَاُوْا اِلٰی جَزِیْرَۃٍ فِی الْبَحْرِ حِیْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوْا فِیْ اَقْرُبِ السَّفِیْنَۃِ فَدَخَلُوا الْجَزِیْرَۃَ فَلَقِیَتْھُمْ دَآبَّۃٌ اَھْلَبُ کَثِیْرُ الشَّعْرِ لَا یَدْرُوْنَ مَا قُبُلُہٗ مِنْ دُبُرِہٖ مِنْ کَثْرَۃِ الشَّعْرِ قَالُوْا وَیْلَکِ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَۃُ قَالُوْا وَمَا الْجَسَّاسَۃُ قَالَتْ: یَا اَیُّھَا الْقَوْمُ اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ فِی الدَّیْرِ فَاِنَّہٗ اِلٰی خَبَرِکُمْ بِالْاَشْوَاقِ؛ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا اَنْ تَکُوْنَ شَیْطَانَۃً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰی دَخَلْنَا الدَّیْرَ فَاِذَا فِیْہِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ مَّا رَاَیْنَاہُ قَطُّ خَلْقًا وَّاَشَدُّہٗ وِثَاقًا مَجْمُوْعَۃٌ یَدَاہُ اِلٰی عُنُقِہٖ مَا بَیْنَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی کَعْبَیْہِ بِالْحَدِیْدِ قُلْنَا وَیْلَکَ مَا اَنْتَ۔ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰی خَبَرِیْ فَاَخْبِرُوْنِیْ مَا اَنْتُمْ قَالُوْا: نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ رَکِبْنَا فِیْ سَفِیْنَۃٍ بَحْرِیَّۃٍ فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِیْنَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَھْرًا ثُمَّ اَرْفَاْنَا اِلٰی جَزِیْرَتِکَ ھٰذِہٖ فَجَلَسْنَا فِیْ اَقْرُبِھَا

مَیں نے اِس وقت تم کو کسی وعظ و نصیحت کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تمیم داری جو نصرانی تھا اُس نے آج اسلام قبول کیا ہے اور وہ دجال کے متعلق ایک واقعہ سُناتا ہے جو میرے اس بیان کے مطابق ہے جو مَیں نے دجال کی بابت تم سے بیان کیا تھا۔

وہ کہتا ہے کہ وہ قبیلہ لخم و جذام کے تیس مردوں کے ساتھ ایک بحری کشتی پر سوار ہُوا۔ مَوجوں کے تلاطم نے ایک مہینہ تک پریشان کیا پھر مغرب کے قریب ایک جزیرہ سے کشتی آلگی۔ ہم چھوٹی کشتیوں میں سوار ہو کر جزیرہ میں داخل ہوئے۔ ہم نے وہاں ایک مخلوق دیکھی جس پر لمبے لمبے بال اس قدر تھے کہ آگے پیچھے کی تمیز مشکل ہو گئی تھی۔

ہم لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگی کہ میں جسّاسہ ہوں۔ ہم لوگوں نے کہا کہ جساسہ کا کیا مطلب ہے؟ اُس نے کہا کہ تم دیر میں جاؤ وہاں ایک شخص ملے گا جو خود تمھارے حالات معلوم کرنے کا مشتاق ہے۔

جب اس نے آدمی کا تذکرہ کیا تو ہم ڈرے کہ یہ کوئی شیطان کی خالہ نہ ہو۔ بہرکیف ہم بہ سرعت تمام دیر میں داخل ہوئے۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جسیم و تجیم آدمی ہے ایسا عجیب الخلقت اور بھاری بھرکم آدمی ہم نے نہیں دیکھا تھا وہ شخص جکڑا ہُوا تھا اور اس کے ہاتھ گھٹنوں کے بیچ میں سے نکل کر گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا کہ تم کو تو ہمارا پتہ مل گیا تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں۔ سمندر میں سفر کر رہے تھے ایک مہینہ تک طوفان میں پھنسے رہے، پھر اس جزیرہ کی طرف نکل آئے۔ ہم نے جزیرہ میں داخل ہوتے ہی ایک عجیب و غریب مخلوق دیکھی جو لمبے لمبے بالوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ہم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا جساسہ

فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَا نَدْرِيْ مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ قُلْنَا وَيْلَكِ مَا اَنْتِ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ قُلْنَا وَمَا الْجَسَّاسَةُ قَالَتْ اِعْمِدُوْا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ فَاَقْبَلْنَا اِلَيْكَ سِرَاعًا وَفَزِعْنَا مِنْهَا وَلَمْ نَامَنْ اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً۔ فَقَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، قُلْنَا عَنْ اَيِّ شَاْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ اَسْئَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا هَلْ يُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ: قَالَ اَمَا اِنَّهَا يُوْشِكُ لَا تُثْمِرُ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ ، قُلْنَا عَنْ اَيِّ شَاْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ هَلْ فِيْهَا مَآءٌ، قَالُوْا هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَآءِ قَالَ اَمَا اِنَّ مَآءَهَا يُوْشِكُ اَنْ يَذْهَبَ، قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ۔ قَالُوْا عَنْ اَيِّ شَاْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَآءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَآءِ الْعَيْنِ قُلْنَا لَهٗ نَعَمْ هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَآءِ وَاَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَآئِهَا قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَبِيِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ —— قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ، قُلْنَا نَعَمْ: —— قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهٗ ظَهَرَ عَلٰى مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَاَطَاعُوْهُ۔

—— قَالَ قَالَ لَهُمْ قَدْ كَانَ ذَاكَ قُلْنَا نَعَمْ۔

—— قَالَ اَمَا اِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ اَنْ يُطِيْعُوْهُ۔ وَاِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ اَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ وَاِنِّيْ اُوْشِكُ اَنْ يُؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجَ فَاَسِيْرُ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ

ہم نے کہا کہ یہ جساسہ کیا وبلا ہے؟ اُس نے کہا کہ تم دیر میں جاؤ وہاں تمھیں ایک آدمی ملے گا۔ ہم بعجلت تمام یہاں پہنچے۔ ہمیں ایسا خیال تھا کہ وہ چڑیل نہ ہو۔

یہ سُن کر اُس نے ہم سے نخلستان بیسان کی بابت استفسار کیا۔ ہم نے کہا تم کس قسم کا حال معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اُس نے کہا میرا منشا یہ ہے کہ اُس نخلستان میں برگ وبار آتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں آتے کیوں نہیں؟ اُس نے کہا عنقریب وہ بے ثمر ہو جائیں گے۔

پھر اُس نے کہا بحیرہ طبریہ کا کیا حال ہے؟

ہم نے کہا کیسا حال؟

اُس نے کہا کہ کیا اس میں پانی ہے؟

ہم نے کہا کہ اس میں تو کافی پانی ہے۔

اس پر وہ بولا کہ عنقریب اُس کا پانی خشک ہو جائے گا۔

پھر اس نے دریافت کیا کہ چشمہ زغر کا کیا حال ہے؟ کیا اس چشمہ میں پانی ہے اور اس کے پانی سے وہاں کے لوگ اپنی کھیتوں کو سینچ رہے ہیں؟

ہم نے کہا وہاں پانی بہت ہے اور لوگ اُس کے پانی سے اپنے کھیتوں کو سرسبز وشاداب بنا رہے ہیں۔

پھر اُس نے پوچھا کہ نبیِ اُمّی نے اب تک کیا کیا ہے؟

ہم نے کہا کہ انھوں نے مکہ ترک کر دیا اور مدینہ میں سکونت اختیار کی ہے۔

اُس نے پوچھا کہ کیا عرب اُن سے جدال وقتال کر چکے؟

ہم نے کہا ہاں۔

لڑائی کا انجام کیا ہوا؟ اُس نے پھر سوال کیا۔

اُن کا سب پر غلبہ ہوا اور لوگ ان کے مطیع ہو گئے۔ ہم نے جواب دیا۔

اُس نے کہا کہ واقعی ایسا ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں ہاں ایسا

قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ نَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًا مِنْهُمَا اِسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ مُصْلَتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَ اِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا

ہی ہوا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ ان کے لیے اطاعت ہی مناسب تھی۔ اب سنو کہ میں کون ہوں۔ میں مسیح دجال ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جلد ہی مجھ کو یہاں سے خروج کی اجازت مل جائے گی۔ پھر میں ساری زمین کا سفر کروں گا اور کوئی جگہ ایسی نہ ہوگی جہاں میں گیا نہ ہوں گا۔ سوائے مکہ اور طیبہ کے اور یہ میرا سفر چالیس دن تک جاری رہے گا۔ مجھے مکہ اور طیبہ میں جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ جب میں ان شہروں میں سے کسی شہر میں داخل ہونا چاہوں گا تو ایک فرشتہ شمشیر بکف سدراہ ہوگا اور ان دونوں شہروں کے ہر نقب پر ملائکہ پہرے دے رہے ہوں گے۔

خطبہ (۶۲)

ورودِ حوضِ کوثر

اِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ وَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيَ الْاٰنَ وَ اِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَ لٰكِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا

لوگو! میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچوں گا اور میں تمہارا نگران رہوں گا۔

بخدا مجھے اپنا حوض اس وقت نظر آرہا ہے اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں مل گئی ہیں۔ میں تمہارے بارے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے۔ مگر اس کا ضرور دھڑکا ہے کہ تم دنیا میں مبتلا ہو کر نفسا نفسی کرنے لگو گے۔

خطبہ (۶۳)

قرآن و اہل بیت

اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَ اَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا

لوگو! میں بھی انسان ہی ہوں اور بہت ممکن ہے کہ خدا کا فرشتہ (ملک الموت) جلد آجائے اور مجھے جانا پڑے۔

میں تم میں ۲ دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب جس میں نور و ہدایت ہے۔ اس کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔

بِهٖ وَاَهْلَ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ. اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ

دوسرے میرے اہل بیت اور میں ان کے بارے میں تم کو خدا کی یاد دلاتا ہوں (اس فقرہ کو آپؐ نے تین بار کہا) کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں پر ان سے زائد ان پر حق رکھتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان پر اس کی جان سے زیادہ حق رکھتا ہوں، (پھر فرمایا)

بارالہا! جس کا میں مولا ہوں علیؓ بھی اس کا مولا ہے۔ الٰہی جو علیؓ سے محبت رکھے تو بھی اُس سے محبت رکھنا اور جو علیؓ سے عداوت رکھے تو بھی اُس سے دشمنی رکھنا۔

خطبہ (۶۴)

خُدا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ ○

خدا نہیں سوتا اور نہ سونا اُس کے شایانِ شان ہے۔ وہی تقدیر کے پلہ کو پست و بلند کرتا ہے۔ رات کے اعمال اس کے حضور دن سے پہلے پہنچ جاتے ہیں اور دن کے اعمال اُس کے روبرو رات سے پہلے پیش ہو جاتے ہیں اور اس کا حجاب نور ہے۔

خطبہ (۶۵)

انقلابی اعلان

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَلَا كُلُّ مَاْثُرَةٍ اَوْ دَمٍ اَوْ مَالٍ يُّدَّعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ اِلَّا سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَجِّ۔

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَاءِ اَلنَّاسُ

حق آیا اور باطل گیا اور باطل کو جانا ہی چاہیے تھا۔

نہیں ہے کوئی خدا مگر وہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اپنے بندہ کی مدد کی اور تمام لشکروں کو تنہا تہس نہس کر دیا۔

آگاہ ہو کہ زمانۂ جاہلیت کے تمام مفاخر خون بہا وغیرہ کو میں نے پاؤں کے نیچے مسل دیا ہے۔ صرف تولیت کعبہ اور حاجیوں کی آب رسانی کا کام بدستور باقی رہے گا۔

اے قوم قریش! اللہ نے زمانۂ جاہلیت کی نخوت اور نسبی غرور کو

مِنْ آدَمَ وَ آدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ ۔

إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يُلْتَقَطُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا ۔

ختم کر دیا۔

سب لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔

اور جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمھاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تم میں خدا کے نزدیک سب سے زائد بزرگ وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

خدا نے جس دن سے آسمان و زمین بنائے ہیں اس شہر کو محترم قرار دیا ہے اور قیامت تک یونہی اس کا احترام رہے گا۔ مجھ سے پہلے کسی کو اس میں لڑائی کی اجازت نہیں دی گئی اور مجھے بھی بس تھوڑی دیر کے لیے اجازت ملی تھی پس یہ شہر بحرمتِ خدا قیامت تک محترم و مکرم رہے گا۔ نہ اس کے کانٹوں کو توڑا جا سکتا ہے نہ اس کا شکار ہنکایا جا سکتا ہے۔ نہ ہی اس میں کسی کی پڑی ہوئی چیز اٹھائی جائے گی۔ ہاں اگر مالک کی تلاش کے لیے اٹھائی جائے تو جائز ہے اور حد تو یہ ہے کہ حرم کی گھاس تک نہیں کاٹی جا سکتی۔

خطبہ (۶۶)

قبر

أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَى فَأَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ إِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُولُ أَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ أَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ ۔

فَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَأَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَحَبَّ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ فَإِذَا وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ

اگر تم لذتوں کو تہ و بالا کرنے والی (موت) کو پیش نگاہ رکھتے تو تم ہر مشغلے سے ہاتھ روک لیتے۔

دیکھو! موت کو بہت یاد رکھا کرو کیونکہ قبر سے ہر روز آواز آتی ہے کہ میں غربت اور تنہائی کا گھر ہوں، میں خاک والا مکان ہوں میں کیڑوں کا مسکن ہوں۔

جب کوئی مومن قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے کہ مرحبا خوش آمدید میری پشت پر چلنے پھرنے والوں میں تمھیں سب سے زائد میرے محبوب تھے۔ آج تم سے ملاقات ہوئی تو تم میرا سلوک بھی دیکھ لو

إِلَىٰ مَا تَرَىٰ صَنِيعِي بِكَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهِ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ۔

وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَلَا أَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَبْغَضَ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ ظَهْرِي إِلَيَّ فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَىٰ صَنِيعِي بِكَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِي جَوْفِ بَعْضٍ وَيُقَيَّضُ لَهُ سَبْعُونَ تِنِّينًا لَوْ أَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتَّىٰ يُفْضَىٰ بِهِ إِلَى الْحِسَابِ۔ إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ۔

اُس وقت اُس کی قبر حدِ نظر تک وسیع ہو جائے گی اور اُس کے لیے جنت کا ایک دروازہ اُس میں کھول دیا جائے گا۔

اور جب کوئی فاجر یا کافر دفن ہوتا ہے تو قبر اُسے دھتکار کر کہتی ہے کہ تجھے چین اور آرام میسّر نہ ہو۔ میری پشت پر چلنے والوں میں تجھ سے زیادہ مجھے کسی سے نفرت نہ تھی، آج کہ تو میرے [illegible] میں آیا ہے پھر انگشت [illegible] پھر قبر سمٹنے لگتی ہے، یہاں تک کہ اُس کی پسلیاں توڑ کر ایک دُوسرے میں داخل کر دیتی ہے، پھر اس کے لیے ستّر ایسے اژدہے مقرر کیے جاتے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اگر دنیا میں پھنکار مارے تو زمین پر گھاس کا نام و نشان نہ رہے۔ پھر حشر تک [illegible] اژدہے اسے ڈستے رہتے ہیں اور اس کو نوچتے کھسوٹتے رہتے ہیں۔

یاد رکھو کہ قبر یا تو جنّت کا ایک حصہ بن جائے گی یا وہ دوزخ کا ایک گڑھا ہو گی۔

خطبہ (۶۷)

تبلیغ کامل

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَتُوبُ إِلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

کوئی خدا نہیں مگر وہی وحدہ لاشریک۔ اُسی کے پاس حکومت ہے اور وہی حمد کا سزاوار ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔ وہ خدا جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور لشکروں کو تنِ تنہا شکست دی۔

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اُسی سے مدد چاہتے ہیں، اُسی سے استغفار ہے اور اسی سے توبہ ہے اور اسی کے دامنِ رحمت میں اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے پناہ چاہتے ہیں جس کا [illegible] ہادی ہو اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ چھوڑ دے اُس کو کوئی راہِ راست نہیں دکھا سکتا۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ وَأَحُثُّكُمْ عَلَى طَاعَتِهِ وَأَسْتَفْتِحُ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ! اِسْمَعُوا مِنِّي أُبَيِّنْ لَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هٰذَا فِي مَوْقِفِي هٰذَا۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا۔

أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلَى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا

وَإِنَّ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَإِنَّ أَوَّلَ رِبًا أَبْدَأُ بِهِ رِبَا عَمِّي الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ نَبْدَأُ بِهِ دَمُ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔

وَإِنَّ مَآثِرَ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ غَيْرَ السِّدَانَةِ وَالسِّقَايَةِ۔ وَالْعَمْدُ قَوَدٌ وَشِبْهُ الْعَمْدِ مَا قُتِلَ بِالْعَصَا وَالْحَجَرِ وَفِيهِ مِائَةُ بَعِيرٍ فَمَنْ زَادَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي أَرْضِكُمْ هٰذِهِ وَلٰكِنَّهُ قَدْ رَضِيَ أَنْ يُطَاعَ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِمَّا تَحْقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي

میں اُس کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کا بندہ اور رسول ہے۔

اے اللہ کے بندو! میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس کی اطاعت کی دعوت دیتا ہوں اور ابتدا کرتا ہوں اس سے جو مکمل خیر ہے۔

لوگو! غور سے سنو، میں ہر بات وضاحت سے تمھارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ شاید اس سال کے بعد میں تمھیں اس جگہ نہ مل سکوں۔
لوگو! تمھارا خون اور تمھارا مال تمھارے لیے حرام ہے، یہاں تک کہ تم خدا کے سامنے پیش ہو جیسے کہ یہ دن اس مہینہ میں اس شہر میں تمھارے لیے قابلِ احترام ہے۔ بتاؤ کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا؟ اے خدا تُو گواہ رہنا۔

جس کے پاس کسی کی امانت رکھی ہو، وہ اُسے مالک کو ادا کر دے۔

دورِ جاہلیت کے سُودی کاروبار آج سے ممنوع قرار دے دیے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباسؓ کی سُودی رقمیں معاف کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں عامر[۵۱] کا خون معاف کرتا ہوں۔

جاہلیت کے تمام مفاخر بند کیے جاتے ہیں۔ صرف کعبہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کا عہدہ باقی رکھا جائے گا۔ جو قتل عمداً ہو، اُس کا قصاص ضروری ہے۔ عمد کے مشابہ وہ قتل ہے جو لاٹھی یا پتھر سے واقع ہو، اس کی دیت (جرمانہ) سو اونٹ ہیں اور جو زیادہ چاہے گا، وہ اہلِ جاہلیت میں سے ہوگا۔

لوگو! شیطان اس بات سے تو مایوس ہو گیا کہ اس سرزمین میں اُس کی عبادت کی جائے لیکن وہ اس پر بھی مطمئن ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کے اشاروں کی تعمیل کی جائے۔

لوگو! مہینوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا کفر میں زیادتی کرنا ہے۔

---

۵۱ عامر بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب۔

الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ
يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَاِنَّ
الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَاِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ
شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ وَوَاحِدٌ
فَرْدٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ
الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ
اشْهَدْ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ لِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا وَّ
لَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ غَيْرَكُمْ وَلَا
يُدْخِلْنَ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ بُيُوْتَكُمْ اِلَّا بِاِذْنِكُمْ وَ
لَا يَاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ
لَكُمْ اَنْ تَعْضُلُوْهُنَّ وَتَهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ
تَضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنِ انْتَهَيْنَ وَاَطَعْنَكُمْ
فَعَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاِنَّمَا النِّسَآءُ
عِنْدَكُمْ عَوَانٍ لَا يَمْلِكْنَ لِاَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا اَخَذْتُمُوْهُنَّ
بِاَمَانَةِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ وَاسْتَوْصُوْا بِهِنَّ خَيْرًا۔ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ
اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ وَّلَا يَحِلُّ
لِامْرِئٍ مَالُ اَخِيْهِ اِلَّا عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ اَلَا هَلْ
بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ
بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَاِنِّيْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ
اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ كِتَابَ اللّٰهِ اَلَا هَلْ
بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ

کافر اس سے گمراہی پھیلاتے ہیں۔ ایک سال جس مہینہ کو حلال کرتے
ہیں دوسرے سال اس کو حرام کر دیتے ہیں تاکہ جو گنتی اللہ نے رکھی ہے
اُسے کسی نہ کسی طرح پورا کرلیں۔ زمانہ گھوم پھر کر وہیں آگیا جہاں سے
کائنات کی پیدائش کے دن شروع ہُوا تھا خدا کے نزدیک مہینوں کی
تعداد بارہ ۱۲ ہے اور خدا نے اس کو اپنی کتاب میں لکھ دیا تھا جس دن آسمان
اور زمین پیدا ہوئے تھے۔ اس دن سے مہینوں میں چار مہینے محترم ہیں
تین مہینے تو پے درپے ہیں اور چوتھا الگ ہے۔ ذیقعد، ذی الحج، محرم
اور رجب جو جمادی الاخرا اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

لوگو! عورتوں کے تم پر حقوق ہیں اور تمھارے ان پر حقوق ہیں۔
تمھارے حقوق یہ ہیں کہ وہ تمھارے بستر پر کسی دوسرے کو نہ سلائیں اور
تمھاری اجازت کے بغیر ایسے لوگوں کو گھر میں نہ آنے دیں جن کو تم پسند
نہیں کرتے اور فحش کام نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تمھیں ان سے
علیحدہ ہونے ان سے الگ سونے اور اعتدال کے ساتھ مارنے کی بھی
اجازت دے رکھی ہے اور اگر ایسا کرنے سے وہ رُک جائیں اور تمھاری
اطاعت شروع کر دیں تو ان کا نان نفقہ اور لباس تمھارے ذمہ ہے تمھارے
پاس عورتیں قیدیوں کی طرح ہیں خود کچھ نہیں کر سکتیں تمھارے پاس وہ خدا
کی امانت کی طرح ہیں اور تم اس کے نام سے ان کو اپنے لیے حلال کرتے ہو۔
پس ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور ان کے لیے بھلائی
سوچا کرو (کیا میں نے تبلیغ کر دی، اے خدا گواہ رہنا)۔

لوگو! سب مومن بھائی بھائی ہیں کسی مومن کو اپنے بھائی کا مال
اس کی مرضی کے بغیر لینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

لوگو! میرے بعد کافر ہو کر ایک دوسرے کے قتل کے درپے نہ
ہو جانا میں تمھارے پاس ایسی چیز چھوڑتا ہوں جس پر عمل کرنے سے تم کبھی
گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز قرآن مجید ہے۔

لوگو! تمھارا پروردگار ایک، تمھارا باپ ایک ہے تم سب آدمؑ

وَاِنَّ اٰبَاکُمْ وَاحِدٌ کُلُّکُمْ لِاٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ اَکْرَمُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ وَلَیْسَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اَلَا ہَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔

فَیُبَلِّغُ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ۔

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ قَسَمَ لِکُلِّ وَارِثٍ نَصِیْبَہٗ مِنَ الْمِیْرَاثِ وَلَا یَجُوْزُ لِوَارِثٍ وَصِیَّۃٌ فِیْ اَکْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاھِرِ الْحَجَرُ۔

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ اَوْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

۵

کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے، تم میں اللہ کے نزدیک محترم و مکرم وہی ہے جو سب سے زائد پرہیزگار ہے کسی عربی کو عجمی پر تقوے کے سوا اور کوئی برتری حاصل نہیں۔

کیا میں نے تبلیغ کردی خدایا تو گواہ رہنا۔ حاضرین کو چاہیئے کہ وہ یہ باتیں دوسروں تک پہنچادیں

لوگو! خدا نے میراث میں سے ہر وارث کا جداگانہ حصہ مقرر کیا ہے۔ وارث کے حق میں کوئی وصیت نہیں ہوسکتی اور وصیت ایک تہائی سے زیادہ میں مؤثر بھی نہیں۔

لڑکا نکاح والے کا ہے اور زناکار کے لیے پتھر ہے جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بتائے یا جو آزاد شدہ غلام اپنے آقا کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ اپنا انتساب کرے تو اس پر خدا اور اس کے فرشتوں کی لعنت اور قیامت کے دن اس سے کوئی عوض قبول نہ ہوگا۔

والسلام علیکم۔

نہج الفصاحت

حصۂ دوم

فرامین و مکاتیب خاتم النبیین

(رسول کریمؐ کے قیصریت شکن فرامین اور ہدایت آفریں تحریروں کا مجموعہ)

تالیف و ترجمہ و تہذیب

مولانا سید نصیر الاجتہادی

سرنامہ

جب رسُولِ کریمؐ صلح حدیبیہ سے فارغ ہوکر مدینہ واپس تشریف لائے تو اُس وقت ہجرت کا چھٹا سال اختتام کو پہنچ رہا تھا۔

شروع محرم ـــھ کی صبح کو آپ نے حسب معمول صحابہ سے ان کے حالات دریافت فرمائے پھر ارشاد ہُوا کہ میں کسی مخصوص قوم یا خطۂ ارض کے لیے نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا، بلکہ تمام عالم کے لیے ہدایت وارشاد کا سرچشمہ بن کر آیا ہوں۔

اور تم کو چاہیے کہ تم اپنی ہستی کو امر بالمعروف کے لیے وقف کردو خدا کی جنّت حرام ہے اُس شخص پر جو دنیا والوں سے معاملات میں تو شریک ہوتا ہو مگر ان کو امورِ خیر کی نصیحت نہ کرتا ہو۔ چونکہ لوگ بادشاہوں کے مسلک پر ہوتے ہیں اس لیے پہلے میں چاہتا ہوں کہ حق کا پیغام قیاصرۂ وقت واکاسرۂ زمانہ تک پہنچا دوں۔

خُدا کا نام لے کر تم لوگ دنیا کے بادشاہوں کو اِسلام کا پیغام سُنادو اور دیکھو تم حواری عیسٰیؑ کی طرح نہ ہو جانا کہ جب اُن کو دعوتِ اسلام کے لیے مختلف شہروں میں بھیجا تو وہ اپنی راحت کی خاطر قریب کے شہروں میں حضرت عیسٰیؑ کی تعمیل حکم کرتے رہے لیکن دور دراز تک پیغامِ حق پہنچانے میں متامل اور قاصر رہے اور نفس کی کمزوری نے انھیں ابلاغ حق کے مقدس کام سے باز رکھا۔

لہٰذا میرے فرامین کو دربارِ شاہانِ وقت تک پہنچادو۔

جس وقت حضورؐ نے یہ فرمایا سلمان فارسی بولے: شاہانِ عجم کا دستور ہے کہ جب تک کسی تحریر پر مُہر نہ ہو وہ اس کو قابل مطالعہ اور لائقِ اعتنا نہیں سمجھتے۔

لہٰذا ہدایت نامے جاری کرنے سے پہلے آپ مُہر تیار فرمالیں اور اس بات کی تائید دوسرے صحابہ سے بھی ہوئی۔

چنانچہ رسالتمآبؐ نے حکم دیا کہ مُہر بنائی جائے حسب الحکم چاندی کی انگشتری تیار کی گئی جس کا نگینہ حبشوی ساخت وتراش کا تھا اور نگینہ پر اسم مبارک (محمد رسُول اللّٰہ) کے لفظ منقوش کیے گئے۔ الفاظ اِس ترتیب وعمل سے نقش کیے گئے تھے کہ سب سے اوپر "اللّٰہ" اس کے نیچے "رسول" اور اس کے نیچے "محمد" تحریر کیا گیا۔ گویا اس کی شکل یوں تھی (یہ مُہر حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ اور عہد حضرت عثمانؓ کے ابتدائی دَور تک باقی رہی لیکن حضرت عثمانؓ ہی کے دَور میں ان ہی کے ہاتھوں مدینہ طیبہ کے ایک کنوئیں میں جس کو "بئر اریس" کہتے ہیں، گر گئی تین روز تک مسلسل تلاش جاری رہی مگر وہ نہ مل سکی)۔

اللّٰہ
رسُول
محمد

مُہر تیار ہو گئی اور ـــھ آغاز محرم میں حسب ذیل صحابہ کرام کو "نوشتہ ہدایت" کے ہمراہ مختلف سلاطین کے پاس روانہ کیا۔

صحابہ	سلاطین وامراء
دحیہ کلبیؓ	قیصرِ روم

عبداللہ بن حذافہ سہمی	خسرو پرویز
حاطب بن بلتعہ	عزیز مصر
عمرو بن امیہ الضمیری	نجاشی والی حبشہ
سلیط بن عمرو بن عبد شمس	رؤسائے یمامہ
شجاع بن وہب الاسدی	رئیس حدود شام

پھر تحریری تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا

پیش نظر "مجموعہ مکاتیب" میں کچھ تحریریں حکم نامے اور عہد نامے کی صورت میں ہیں جو آپؐ نے کسی کی فرمائش یا خود اپنی خواہش کی بناء پر تحریر فرمایا ہے۔

ان مکاتیب کی زبان میں کہیں قریشی زبان و لہجہ ہے اور کہیں عرب کے دیہات کے محاورات اور روزمرہ ہے۔

اور رسول کریمؐ اس صفت میں بھی منفرد ہیں کہ جس طرح آپ کو شہری زبان کے استعمال پر قدرت تھی اسی طرح آپ اطراف عرب کی ٹھیٹھ دیہی زبان کے روزمرہ سے بھی واقف تھے۔

ان مکاتیب کو رسولِ کریمؐ خود اپنے دست حق پرست سے تحریر نہیں فرماتے تھے بلکہ صحابہ کرام کو املا کراتے تھے یعنی بولتے جاتے تھے اور صحابہ بعینہٖ نقل کرتے جاتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب صحابہ مختلف سلاطین کے پاس قاصد بن کر گئے تو ہر قاصد اس ملک کی بولی اور زبان کو بفیض الٰہی سمجھنے لگا۔ جب آپ نے یہ سنا کہ صحابہ اس طرح ہر مقام کی بولی کو سمجھنے لگے ہیں تو ارشاد فرمایا:

"هٰذَا اَعْظَمُ مَا كَانَ حق اللّٰہ عَلَيهِم فی امرِ عبادہٖ"

ہرقل بادشاہِ روم کے نام

یہ مکتوب گرامی حضرت دحیہ کلبیؓ ہدایت نبوی کے مطابق حارث غسانی کے توسط سے بیت المقدس (جہاں قیصر روم ہرقل بغرض زیارت مقیم تھا) لے گئے۔ حضرت دحیہ جب بیت المقدس پہنچے تو اہل دربار نے ان کو سمجھایا کہ جب تم قیصر کے سامنے پہنچو تو تخت کے سامنے سجدہ کرنا۔ حضرت دحیہ نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرسکتے۔ اہل دربار نے کہا کہ اگر تم ایسا نہیں کرسکتے تو دربار آراستہ ہونے سے پہلے تخت شاہی پر فرمانِ نبویؐ رکھ دینا۔ اس طرح بغیر سجدہ کیے یہ فرمان شہنشاہ روم کو مل جائے گا اور تم کو بھی باریابی کا موقع حاصل ہو جائے گا۔ قیصر کو جب یہ نامۂ مبارک ملا تو اُس نے حکم دیا کہ اگر کوئی عرب کا باشندہ ہو تو اسے بلواؤ۔ صلح حدیبیہ کا زمانہ تھا اور بسلسلہ تجارت ابوسفیانؓ "غزہ" (جو بیت المقدس کے قریب ایک جگہ ہے) میں آئے ہوئے تھے۔ قیصر کے قاصد پہنچے اور دربار میں ان کو طلب کیا۔ دربار میں پہنچ کر قیصر سے ایک طویل مکالمہ ہوا (جو تاریخوں میں محفوظ ہے) آخر میں قیصر نے کہا کہ بلاشبہ یہ نبی سچا ہے۔ مجھے پہلے ہی خیال تھا کہ ایک نبی ظاہر ہوگا لیکن یہ گمان نہ تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا۔ اگر میں اس کے پاس جاتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ نامۂ مبارک پڑھا جائے۔ چونکہ حضرتؐ نے خط میں ابتدا اپنے نام سے کی تھی اور قیصر کے نام کو مؤخر کیا تھا لہٰذا نیاقؔ قیصر کے بھائی نے اس پر سخت احتجاج کیا اور قریب تھا کہ خط کو چاک کر دیتا۔ قیصر نے یہ دیکھ کر سختی سے اُس کو روکا اور کہا کہ اس کا مقصد ہماری توہین نہیں۔ دربار برخاست ہوا۔ ہرقل نے حضرت دحیہ کلبی سے تنہائی میں کہا کہ بلاشبہ تمھارا رسولؐ سچا ہے مگر میری قوم کی برہمی کا تمھیں خود احساس ہو گیا ہوگا وہ ہرگز میری پیروی نہیں کرے گی البتہ تم شہر رومیہ جاؤ وہاں کا حاکم مذہبی حیثیت سے اسقف بھی ہے اگر وہ تصدیق کر دے تو میری خواہش کے لیے راستہ نکل آئے گا۔ دحیہ کلبی ضغاطرؔ حاکم رومیہ کے پاس پہنچے۔ اُس نے بھی آنحضرتؐ کی تصدیق کی۔ واپس آکر قیصر کو اس کے عقیدہ سے اطلاع دی۔ قیصر نے خاص خاص ارکینِ دولت کا دربار منعقد کیا اور کہا کہ اگر تم فلاح چاہتے ہو تو عرب کے اس نبی کی پیروی کرو۔ یہ سُننا تھا کہ ایک طوفانِ عظیم برپا ہوگیا اور لوگ باہر جانے لگے۔ یہ دیکھ کر قیصر نے کہا: بیوقوفو! میں تو تمھیں آزما رہا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اپنے مذہب میں کس قدر ثابت قدم ہو۔ یہ سُننا تھا کہ سب قیصر کے تخت کے سامنے گر گئے اور قیصر اگرچہ دل سے اعتراف کر چکا تھا مگر تاج نے اُس کے سر کو جھکنے سے روک دیا۔

روم کے تاجداروں کا لقب "قیصر" تھا اور ہر بادشاہ کو قیصر کہا جاتا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے۔

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ۔

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمد کی جانب سے بادشاہِ روم ہرقل کے نام۔

"سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی"۔

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اس پر سلام

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ۔

اما بعد- میں تم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ سلامتی پاؤ گے۔

اَسْلِمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ، فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْکَ اِثْمَ الْاَرِیْسِیِّیْنَ

اسلام لے آؤ گے تو دوہرا اجر ملے گا (ایک اپنے نبی پر ایمان لانے کا دوسرے محمدؐ پر ایمان لانے کا) اور اگر اسلام سے روگردانی کی تو یاد رکھو کہ ساری قوم اریس کا گناہ تمہارے سر ہوگا۔

وَیٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ۔

اے اہلِ کتاب آؤ اور اس "کلمہ" پر متفق ہو جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان "نقطۂ مشترک" ہے یعنی یہ کہ

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۝

عله

ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں، کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور اپنے میں سے کسی کو بھی مقامِ ربوبیت پر نہ بٹھائیں اور اگر اس کے بعد بھی اعراض و انکار کا یہی حال ہے تو کہہ دو کہ ہم مسلمان ہیں اور اس پر تم سب گواہ رہنا۔

عله یہاں سے آخر تک قرآنی آیات ہیں جو موقع کی مناسبت کی وجہ سے رسول کریمؐ تحریر میں لائے ہیں۔

(۲)

ضغاطر (اُسقف) حاکم رومیہ کے نام

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ جب ہرقل کو مکتوب نبوی ملا تو اس نے دحیہ کلبی سفیر نبوی سے کہا کہ اگرچہ میں صدقِ دل سے تمہارے رسول کو تسلیم کرتا ہوں مگر رائے عامہ کو ہم نوا بنانے کے لیے ضروری ہے کہ تم حاکم رومیہ ضغاطر (جو صرف حاکم ہی نہیں بلکہ عیسائیت کا پاپائے اعظم بھی ہے) سے ملاقات کرو اور اس کو بھی دعوتِ اسلام دو۔ اگر وہ تمہارے رسول کی تصدیق کر دے تو عیسائی دنیا آسانی سے مسلمان ہو جائے گی۔ چنانچہ دحیہ کلبی ایک اور "دعوت نامہ" ضغاطر کے نام آنحضرتؐ سے لے کر رومیہ پہنچے اور اس کو دیا۔ جب ضغاطر نے نامہ مبارک پڑھا تو آنحضرتؐ کی نبوت کی تصدیق کی اور کہا صاحبک واللّٰہ نبی مرسل نعرفہ بصفتہ ونجدہ فی کتبنا اسمہ۔ بخدا تمہارا صاحب (محمد مصطفےٰؐ) اللّٰہ کا نبی ہے اور ہم اس کے صفات سے بخوبی واقف ہیں اور اپنی کتابوں میں اس کا نام پاتے ہیں۔

پھر ضغاطر نے کلیسا میں آ کر ایک بڑے مجمع کے سامنے تقریر کی، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمارے پاس نبی عربی کا خط آیا ہے اُس نے ہمیں خدائے واحد کی طرف بُلایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور احمد اُس کا بندہ اور رسُول ہے۔

ضغاطر کی اس تقریر کو سُن کر تمام رومی سخت برہم ہوئے اور اس نامور اسقف کو اس قدر زد و کوب کیا کہ وہ انتقال کر گیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اٰمَنَ اَمَّا عَلٰی اِثْرِ ذٰلِکَ فَاِنَّ عِیْسٰی بْنَ مَرْیَمَ رُوْحُ اللّٰہِ وَكَلِمَتُہٗ اَلْقَاھَا اِلٰی مَرْیَمَ الزَّكِیَّۃِ وَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ۔

ایمان لانے والے پر سلام۔ آگاہ ہو کہ میں اس مسلک پر ہوں جس پر جناب عیسیٰؑ "روح اللّٰہ" تھے اور اس کا وہ "کلمہ طیبہ" تھے جس کو پاکیزہ مریم کے جسم میں ودیعت کیا گیا تھا۔ میں خدا پر اور اُن کتابوں پر جو ہم پر اور ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئیں ایمان رکھتا ہوں۔ جناب موسےٰ جناب عیسےٰؑ اور دیگر انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے جو کچھ دیا گیا اُس کا بھی ہم اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم انبیاء میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتے اور ہم راسخ العقیدہ مسلماں ہیں۔

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اُس پر سلام۔

محرم سنہ ۷ھ

---

(۴)

خسرو پرویز بادشاہ فارس کے نام

جس طرح روم کے بادشاہوں کو قیصر کہتے تھے اُسی طرح شاہانِ فارس کا خاندانی لقب کسریٰ تھا۔ آنحضرتؐ کے دور کے کسریٰ کا نام پرویز تھا جو نوشیروان عادل کا پوتا اور ہرمز کا بیٹا تھا۔

۶۲۹ء مطابق ۸ھ میں نبی کریم نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو یہ مکتوب گرامی تفویض کیا اور فرمایا کہ اس خط کو منذر حاکم بحرین کے توسط سے خسرو پرویز کے سامنے پیش کرو۔

جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نامۂ مبارک کو کسریٰ کے سامنے رکھا اُس نے ترجمان کو طلب کیا۔ نامہ مبارک کے الفاظ پڑھے گئے ابھی پڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ خسرو پرویز سخت غضب ناک ہُوا اور کہا کہ میری رعایا کا ایک معمولی فرد اور اپنے نام کو میرے نام سے پہلے لکھنے کی جرأت کرے۔ یہ کہہ کر نامہ گرامی کو چاک چاک کر دیا۔ عبداللہ بن حذافہ یہ دیکھ کر فوراً مدینہ طیبہ روانہ ہوئے اور رسُول کریمؐ سے تمام واقعہ عرض کیا۔ حضرت نے اس کے جواب میں ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا "اَللّٰھُمَّ مَزِّقْ مُلْکَہٗ" اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حکومت عجم پارہ پارہ ہو گئی۔

خسرو پرویز نے اسی اشتعال میں حاکم یمن باذان کو حکم دیا کہ عرب کے اس مدعی نبوت سے فوراً باز پرس کی جائے۔ چنانچہ باذان نے بابویہ اور خرخسرو (ملکانِ فوج) کو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا جب وہ دونوں دربار رسالت میں پہنچے اور اظہار مدعا کیا، تو حضرت نے الہامی اطلاع کے ذریعہ ان کو جواب دیا کہ جس کا حکم لے کر تم آئے ہو، اب وہ زندہ نہیں ہے۔ یہ حیرت انگیز اطلاع پا کر یہ لوگ واپس ہوئے تو اس خبر کو سچا پایا۔ خسرو پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا۔

محرم سنہ ۸ھ مطابق سنہ ۶۲۹ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى كِسْرٰى عَظِيْمِ فَارِسَ۔

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَاٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَنَا رَسُوْلُ

شروع اللہ کے نام پاک سے جو مہربان اور رحیم ہے

(یہ خط ہے) اللہ کے رسُول محمدؐ کی جانب سے بادشاہ فارس کے نام!

سلام ہو اس پر جو ہدایت پر چلے۔ اللہ اور اس کے رسُول پر ایمان لائے اور یہ شہادت دے کہ کوئی معبود نہیں سوا خدائے واحد کے اور اس کا اقرار کرے کہ محمدؐ اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُول برحق ہے۔

اے بادشاہ میں تم کو اللہ کی دعوت (اسلام) کی طرف بلاتا

اللّٰہِ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً لِاُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکَافِرِیْنَ۔

ہوں۔ بلاشبہ مَیں اللہ کی جانب سے تمام لوگوں پر رسول بن کر آیا ہوں، تاکہ زندہ انسانوں کو ڈرا سکوں اور کافرین پر قولِ حق کی صداقت ثابت کر سکوں۔

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اسلام لے آؤ سلامتی پاؤ گے۔

فَاِنْ اَبَیْتَ فَعَلَیْکَ اِثْمُ الْمَجُوْسِ

اگر اعراض کرو گے تو یاد رکھو کہ ساری مجوسی قوم کا گناہ تمہارے سر ہوگا۔

---

(۴)

حارث بن ابی شمر حاکم غوطہ (دمشق) کے نام

۶۱۶ء سے ۶۲۶ء تک اس زمانہ میں جب کہ رومی حکومت ایران سے اپنے مسلوبہ علاقے واپس لے رہی تھی غسانیوں میں ایک جری اور شجاع بادشاہ حارث ہوا جس نے قیصرِ روم کے اقتدار کے لیے بہت بڑی جدوجہد کی اور یہی حارث غسانی تھا جو قیصرِ روم کی طرف سے غوطہ (دمشق) کا عامل تھا۔ حضرت شجاع رض فرمانِ نبوی لے کر غوطہ پہنچے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ حارث اگرچہ دمشق میں ہے مگر چونکہ قیصر فتح کی خوشی میں حمص ہوتا ہوا بیت المقدس جا رہا ہے اس لیے اس کی رسد وغیرہ کے انتظامات میں مصروف ہے۔ شجاع رض دمشق پہنچے اور حارث کے حاجب مری سے (جو انجیل کا بہت بڑا عالم تھا) رسم و راہ پیدا کی اور اس کے توسط سے حارث کے دربار میں رسائی ہوئی۔ حارث نے جب نامہ مبارک پڑھا سخت مشتعل ہوا نشہ دولت میں لاف و گزاف ہانکنے لگا "کس کی مجال ہے جو میری حکومت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے اور میں خود اس پر چڑھائی کروں گا" یہ کہہ کر گھوڑوں کی نعل بندی کا بھی حکم دے دیا تاکہ سفیرِ نبوی رسول کو اس کے عزمِ جنگ سے اطلاع دے سکے۔ اس عرصہ میں حارث نے سارا واقعہ اور اپنا عزمِ جنگ قیصر کو بھی لکھ کر بھیج دیا۔ قیصر کے پاس دحیہ کلبی رض فرمانِ رسالت لے کر پہنچ چکے تھے۔ قیصر نے حارث کو طلب کیا اور جنگ و جدل سے باز رہنے کا حکم دیا۔ قیصر کے اس رویّہ سے متاثر ہو کر حارث نے سو اشرفی طلائی اور خلعت شجاع رض کو دے کر رخصت کیا۔ حضرت شجاع رض نے سرکارِ نبوی میں پہنچ کر ساری روداد سنائی، جس پر حضرت نے فرمایا کہ حارث نے اپنے ملک کو برباد کیا۔ اس نے آخرت کو نہ سمجھا اور دینِ حق کو نہ پہچانا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَی الْحَارِثِ بْنِ اَبِیْ شِمْرٍ۔

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ اِلٰی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ یَبْقٰی لَكَ مُلْكُكَ۔

(محرم سنہ ۷ھ)

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان اور رحیم ہے

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمد کی جانب سے حارث بن ابی شمر کے نام۔

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اس پر سلام۔

اما بعد: میں تمہیں اللہ پر ایمان لانے اور اس کو وحدہ لاشریک تسلیم کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

(مطمئن رہو) تمہاری حکومت کو برقرار رکھا جائے گا۔

(۵)

عزیزِ مصر مقوقس شاہِ اسکندریہ و مصر کے نام

رومی حکومت کے زیرِ نگیں مصر میں متوقس کی (جو خود قبطی النسل تھا مگر مذہبی طور پر عیسائی تھا) بادشاہت قائم تھی۔ اسدالغابہ میں اس کا نام جریح بن متی اور متوقس لقب بتایا گیا ہے۔ اس زمانہ میں مصر کا دارالسلطنت اسکندریہ تھا۔

جب یہ نامہ مبارک معرضِ تحریر میں آگیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس خط کو والئ مصر کے پاس لے جائے تو حاطبؓ نے آگے بڑھ کر اظہار آمادگی کیا۔ حضور نے خط تفویض کیا۔ حاطبؓ روانہ ہوئے، جب اسکندریہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ عزیزِ مصر دریائے نیل کے اندر کشتی میں سوار شغلِ سیر و تفریح ہے۔ آپ نے بھی ایک کشتی کرایہ پر لی اور شاہ متوقس کے پاس پہنچ کر (سفینۂ نجات) گرامی نامہ پیش کیا۔ متوقس نے گرامی نامہ پڑھا اور اس کا جواب عربی کاتب سے لکھوایا شاہ متوقس نے حاطبؓ سفیرِ نبوی کی بہت عزت و توقیر کی اور جواب خط (جو ہاتھی دانت کی ڈبیا میں بند کر کے دیا تھا) کے ساتھ دو لڑکیاں ماریہ قبطیہ اور سیرین۔ ایک خچر دلدل نامی اور بیش قیمت لباس ارسالِ خدمت کیا۔

(ماریہ قبطیہ حرمِ رسول میں داخل ہوئیں۔ سیرین حضرت حسانؓ کی منکوحہ بنیں۔ دلدل حضرت کی سواری میں باکثر رہتا تھا) حضرت حاطبؓ نے سارا واقعہ رسول کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت نے تحفے قبول فرمائے اور متوقس کے اسلام نہ لانے پر اظہارِ رنج کیا اور فرمایا بدبخت کو ہوسِ حکمرانی نے دولتِ اسلام سے محروم رکھا۔

زیرِ نظر "گرامی نامہ" خوش قسمتی سے ابھی تک قسطنطنیہ میں محفوظ ہے۔ یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے مصر کے "شہر اخمیم" کے گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خریدا تھا اور سلطان عبدالمجید خاں والئ دولتِ عثمانیہ کی خدمت میں لے کر آیا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان نے اس کو دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ محفوظ کرا دیا۔ اس کا ایک عکس غیر منقسم ہندوستان میں بھی پہنچا تھا اور مختلف کتابوں میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان اور رحیم ہے

مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى الْمُقَوْقِسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ

(یہ خط ہے) اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمدؐ کی جانب سے بادشاہ مقوقس (حاکم قبط) کے نام۔

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اس پر سلام۔

اَمَّا بَعْدُ۔ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ

امابعد، میں تمھیں "اسلام" کی دعوت دیتا ہوں۔

اَسْلِمْ تَسْلَمْ۔

اسلام لے آؤ سلامتی پاؤ گے۔

يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ اِثْمَ اَهْلِ الْقِبْطِ

(آیاتِ قرآنی)

(اسلام لاؤ) اللہ دگنا اجر دے گا (ایک اپنے نبی پر ایمان لانے کا دوسرے محمد پر ایمان لانے کا) اور اگر اسلام نہ لائے تو یاد رکھو کہ ساری قبطی قوم کا گناہ تمھارے سر ہوگا۔

(يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

اے اہل کتاب آؤ اور اس "کلمہ" پر متفق ہو جاؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان "نقطہ مشترک" ہے یعنی یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں کسی کو اُس کا شریک نہ بنائیں اور اپنے میں سے کسی کو بھی مقام ربوبیت پر نہ سمجھیں (اور اگر اس کے بعد بھی اعراض و انکار کا یہی حال ہے) تو کہہ دو کہ ہم مسلمان ہیں اور اس پر تم سب گواہ رہنا۔

محرم سنہ ۷ھ و سنہ ۶۲۹ء

(۶)

ہوذہ بن علی شاہ یمامہ کے نام

یمامہ جو عہد قدیم میں طسم و جدیس قبیلہ کا مسکن رہا ہے رسولِ اکرمؐ کے عہد میں قبیلہ بنی حنیفہ کا وطن تھا۔ اسی قبیلہ کا ایک شخص ہوذہ بن علی ایرانی حکومت کے زیرنگیں یمامہ پر گورنری کے فرائض انجام دے رہا تھا۔

یہ مکتوب گرامی سنہ ۷ھ کو سلیط بن عمرو عامری رضؓ اسی ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کے پاس لے گئے۔ ہوذہ حاکم ہونے کے علاوہ قومی شاعر اور خطیب بھی تھا اس نے حضرت کو جواب دیا کہ آپ کا مذہب واقعی درست اور صحیح ہے لیکن میں اپنی قوم میں ایک معزز و باثر شخصیت کا مالک ہوں اگر مجھ کو بھی آپ اپنی حکومت میں شریک کرلیں تو میں پیروی کے لیے حاضر ہوں۔ یہ جواب اور چند ہدایا لے کر حضرت سلیط رضؓ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے۔

جب آنحضرتؐ نے ہوذہ کا یہ مطالبہ سُنا تو فرمایا بادَ و بادَ مَا فِي يده خود بھی ہلاک ہُوا اور اپنے ملک کو بھی ہلاک کیا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اگر دینِ حق قبول کرنے کے عوض ایک چپہ بھر زمین بھی طلب کرے تو ہرگز نہ دوں گا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ہوذہ ڈیڑھ سو سال کی عُمر پاکر مرگیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى هُوْذَةَ بْنِ عَلِيٍّ۔

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمد کی جانب سے ہوذہ بن علی کے نام۔

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اس پر سلام

وَاعْلَمْ اَنَّ دِيْنِيْ سَيَظْهَرُ اِلٰى مُنْتَهَى الْخُفِّ وَالْحَافِرِ

(اے ہوذہ) یاد رکھ کہ جہاں جہاں تک سُم اور کھُر رکھنے والے حیوان دوڑ سکتے ہیں میرا دین وہاں وہاں تک پہنچ کر رہے گا۔

فَاَسْلِمْ تَسْلَمْ

اسلام لے آؤ سلامتی پاؤ گے۔

وَاَجْعَلُ لَكَ مَا تَحْتَ يَدَيْكَ

اور میں تمھاری حکومت کو برقرار رکھوں گا۔

محرم سنہ ۷ھ

مطابق سنہ ۶۲۹ء

۷

نجاشی شاہ حبش کے نام

یہ فرمان مبارک عمرو بن امیہ الضمری ایک جماعت مسلمین کے ساتھ حبش لے گئے جس وقت یہ مراسلہ نجاشی کو ملا نہایت عزت و عظمت کا اظہار کرتے ہوئے تخت سے نیچے اُتر آیا۔ زمین پر بیٹھ کر ادب سے اس فرمان کو سُنا اور جناب جعفر طیار کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر بیعت کی اور جواب میں ایک "نامہ عقیدت" تحریر کیا جس میں اپنے اسلام کا تذکرہ اور عقیدت و ارادت کا اظہار کیا۔

حبشہ کے حکمرانوں کو عرب "نجاشی" کے لقب سے پکارتے تھے۔ "نجاشی" درحقیقت لفظ "نجوس" کا معرب ہے نجوس حبشی زبان میں بادشاہ کو کہتے ہیں۔ یہ خاندان پہلے بت پرست تھا شاہان روم نے مصر کے ذریعہ یہاں عیسائیت کی بنیاد ڈالی سب سے پہلے ۳۳۰ء میں اذنیہ نجاشی حبشہ نے نصرانیت قبول کی اصحمہ نجاشی جو حضورؐ کے زمانے میں بادشاہ حبش تھا اسی اذنیہ کی اولاد سے تھا۔

محرم الحرام سنہ ۷ھ مطابق سنہ ۶۲۹ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَى النَّجَاشِيِّ مَلِكِ الْحَبَشَةِ۔

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے بادشاہ حبشہ نجاشی کے نام۔

سَلْمٌ اَنْتَ

اسلام لے آؤ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ وَاَشْهَدُ اَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ الْبَتُوْلِ الطَّيِّبَةِ الْحَصِيْنَةِ فَحَمَلَتْ بِعِيْسٰى فَخَلَقَهُ اللّٰهُ مِنْ رُوْحِهٖ وَنَفَخَهٗ كَمَا خَلَقَ اٰدَمَ بِيَدِهٖ

اما بعد میں تمہارے سامنے اس خدا کی حمد کرتا ہوں جو ملک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مالک ہے پاک ہے مرکز سلامتی و ایمان ہے اور سب کا نگہبان ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم "روح اللہ" ہیں اور اللہ کا وہ "کلمہ" ہیں جس کو اللہ نے پاکیزہ اور معصومہ مریم کی طرف القا کیا اور وہ حاملہ ہوئیں۔ اللہ نے جناب عیسیٰ کو "نفخ روح" سے اسی طرح پیدا کیا جس طرح آدمؑ کو اپنے "دست قدرت" سے۔

وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ اِلَى اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَالْمُوَالَاتِ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَاَنْ تَتَّبِعَنِيْ وَتُؤْمِنَ بِالَّذِيْ جَاءَنِيْ۔

میں تم کو خدائے واحد و لاشریک کی طرف بلاتا ہوں۔ اس کی اطاعت اپنی پیروی کی دعوت دیتا ہوں اور جو کچھ مجھ پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا اس پر ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہوں۔

فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِنِّيْ اَدْعُوْكَ وَجُنُوْدَكَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَقَدْ بَلَّغْتُ وَنَصَحْتُ فَاقْبَلُوْا نَصِيْحَتِيْ وَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ اِبْنَ عَمِّيْ جَعْفَرًا وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ

وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

مُہر

(محمد رسول اللہ)

لاریب کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تم کو نیز تمہارے لشکر کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

میں نے فرض تبلیغ و نصیحت ادا کر دیا (اور اب تم اپنا فرض پورا کرو) اور میری نصیحت قبول کرو۔

میں تمہاری طرف اپنے چچازاد بھائی جعفرؓ اور چند مسلمانوں کو روانہ کر رہا ہوں۔ (اطلاعاً تحریر ہے)

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اس پر سلام۔

---

(۸)
منذر بن ساوی حاکم بحرین کے نام

۸ھ میں جب نبی کریمؐ "جعرانہ" سے واپس تشریف لائے تو حاکم بحرین منذر بن ساوی (جو خاندان مناذرہ سے تعلق رکھتا تھا) کے پاس دعوتِ اسلام پر مشتمل خط علاء بن حضرمیؓ کے ذریعہ ارسال کیا اور ان کے ساتھ ابوہریرہؓ کو بھی کر دیا۔ جب علاءؓ نامہ مبارک لے کر بحرین پہنچے اور منذر کو خط پیش کیا تو اس نے ترجمان کو بلایا۔ خط کے مفہوم سے واقف ہو کر خوش ہوا۔ علاءؓ کو عزت و احترام سے رکھا۔ جب چلنے لگے تو آنحضرتؐ کے گرامی نامہ کے جواب میں ایک خط لکھا جس میں اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا اور اپنے زیرِ حکومت مقیم مجوسیوں اور یہودیوں کی بابت استفسار کیا کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ رہے۔ اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے یہ مکتوبِ گرامی روانہ کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَى الْمُنْذِرِ بْنِ سَاوٰی۔
سَلَامٌ عَلَيْكَ۔ فَاِنِّىْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ اُذَكِّرُكَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّنْصَحْ فَاِنَّمَا يَنْصَحُ لِنَفْسِهٖ وَاَنَّهٗ مَنْ يُّطِعْ رُسُلِىْ وَيَتَّبِعْ اَمْرَهُمْ فَقَدْ اَطَاعَنِىْ وَمَنْ نَّصَحَ لَهُمْ فَقَدْ نَصَحَ لِىْ وَاِنَّ رُسُلِىْ قَدْ اَثْنَوْا عَلَيْكَ خَيْرًا وَاِنِّىْ قَدْ شَفَّعْتُكَ فِىْ قَوْمِكَ فَاتْرُكْ لِلْمُسْلِمِيْنَ مَا اَسْلَمُوْا عَلَيْهِ وَعَفَوْتُ عَنْ اَهْلِ الذُّنُوْبِ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَاِنَّكَ مَهْمَا تُصْلِحْ فَلَمْ نَعْزِلْكَ مِنْ عَمَلِكَ وَمَنْ اَقَامَ عَلٰى يَهُوْدِيَّتِهٖ وَمَجُوْسِيَّتِهٖ فَعَلَيْهِ الْجِزْيَةُ۔

(محمد رسول اللہ)

سنہ ۸ھ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان اور رحم کرنیوالا ہے

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے منذر بن ساوی کے نام۔

سلام علیک۔ میں اس خدائے یگانہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

امابعد میں تم کو حقوقِ خدا کی یاد دلانا چاہتا ہوں، یاد رکھو کہ جو نصیحت قبول کرتا ہے اس میں اسی کا فائدہ ہوتا ہے، اور اسی طرح (جو میرے سفیروں کی فرمانبرداری اور ان کے احکام کی اطاعت کرے اس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا درحقیقت وہ ہمارے ساتھ ہوا۔ میرے قاصدوں نے تمہاری بابت ذکرِ خیر کیا ہے لہٰذا ہم تم کو تمہاری قوم میں "شفیع" کا درجہ دیتے ہیں (یعنی قوم کی بابت ہم تمہاری ہی سفارشات کو تسلیم کریں گے) دیکھو مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے، میں ان کے (گزشتہ جرائم) کو معاف کرتا ہوں لہٰذا تم بھی ان سے درگزر کرو اور یاد رکھو کہ جب تک تم صلاح قوم و فلاحِ ملک میں سرگرم رہو گے ہم تمہیں معزول نہ کریں گے اور (تمہاری قوم میں سے) جو یہودیت اور مجوسیت پر قائم ہیں، ان سے (جزیہ) ٹیکس لے لیا جائے۔

(۹)

ہلال ابن امیہ رئیس بحرین کے نام

بحرین کا ایک اور سردار ہلال بن امیہ تھا۔ آپ نے اُس کے نام بھی اسلام کا پیغام ارسال کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَلَامٌ اَنْتَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَدْعُوْكَ اِلَى اللّٰهِ وَحْدَهٗ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَتُطِيْعُ وَ تَدْخُلُ فِي الْجَمَاعَةِ فَاِنَّهٗ خَيْرٌ لَّكَ۔

وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

مہر

(محمد رسول اللہ)

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان اور رحم کرنیوالا ہے

تم پر سلامتی ہو۔ میں تمھارے سامنے اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جو واحد اور لاشریک ہے اور تم کو خدائے واحد کی طرف بُلاتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس کی اطاعت کرتے ہوئے جمعیت اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اس پر سلام۔

(۱۰)

جیفر و عبد فرزندان جلندی حاکمان عمان کے نام

عمرو بن عاص یہ مکتوب نبوی لے کر جیفر اور عبد حاکمان عمان کی جانب روانہ ہوئے۔ عمان پہنچ کر سب سے پہلے عبد سے (جو جیفر کا چھوٹا بھائی تھا) ملاقات کی۔ عبد آزادمنش آدمی تھا اُس نے کئی دن تک عمرو بن عاص کو ٹھہرایا اور احوالِ نبوت معلوم کرتا رہا۔ آخر کار عمرو بن عاص کو جیفر کے دربار میں پہنچایا گیا۔ آپ نے نامہ مبارک پیش کیا جیفر کچھ متاثر ہوا۔ دربار برخاست کیا۔ کہا کل کی ملاقات میں جواب دیں گے۔ دوسرا دن آیا تو جیفر نے کہا کہ میں نے دعوت نامہ پر بہت غور کیا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میں خود تو وہاں پہنچ نہیں سکتا لیکن اگر محمدؐ نے ہمارے ملک پر حملہ کیا تو میں مدافعت کی پوری طاقت رکھتا ہوں۔ یہ سن کر عمرو بن عاص واپسی کی تیاری کرنے لگے۔ جیفر کو جب خبر ملی تو اپنے بھائی عبد سے مشورہ کیا اور دوسری صبح عمرو عاص کو بلا کر ایک کثیر مجمع کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

ذیقعدہ سنہ ۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں اُس اللہ بزرگ و برتر کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہے۔

مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى جَيْفَرَ وَعَبْدٍ ابْنَيْ جَلَنْدِيْ

(یہ خط ہے) اللہ کے بندے محمدؐ کی جانب سے جیفر اور عبد فرزندان جلندی کے نام۔

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اُس پر سلام

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكُمَا بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمَا تَسْلَمَا

اما بعد میں تمہیں "اسلام" کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لے آؤ سلامتی پاؤ گے۔

فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً لِاُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ

(یاد رکھو) کہ میں تمام نوعِ انسانی کی طرف اللہ کا رسول برحق ہوں، تاکہ زندہ انسانوں کو اللہ سے ڈراؤں اور کافروں پر قولِ حق کی صداقت مسلط کر سکوں۔

وَاِنَّكُمَا اِنْ اَقْرَرْتُمَا بِالْاِسْلَامِ وَلَّيْتُكُمَا وَاِنْ اَبَيْتُمَا اَنْ تُقِرَّا بِالْاِسْلَامِ فَاِنَّ مُلْكَكُمَا زَائِلٌ عَنْكُمَا وَخَيْلِيْ تَحِلُّ بِسَاحَتِكُمَا وَتَظْهَرُ نُبُوَّتِيْ عَلٰى مُلْكِكُمَا

اگر تم نے اسلام کا اقرار کیا تو تم کو بدستور والیِ ملک سمجھا جائے گا اور اگر تم نے انکار کیا تو تمہارا ملک تم سے سلب کر لیا جائے گا۔ ہمارے لشکر کے سوار تمہارے صحنِ حکومت میں داخل ہو جائیں گے اور میری نبوت کا پرچم تمہارے ملک میں لہرا کر رہے گا۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

---

(۱۱)

اکیدر رومی کے نام

دومۃ الجندل کے وسط میں ایک قلعہ ہے جس کو مارد کہتے ہیں اور یہی قلعہ اکیدر کا قلعہ کہلاتا ہے۔ اکیدر سلطنت روم کا باجگزار اپنے علاقہ کا حاکم تھا۔ رسول کریمؐ نے خالد بن ولیدؓ کو اُس کے پاس بھیجا تاکہ اسے دعوت اسلام دیں۔ جب خالدؓ نے رسولؐ کا پیغام سنایا تو برافروختہ ہوا اور جنگ شروع کر دی۔ خالدؓ نے بھی اپنی مختصر سی جمعیت لیکر جنگ کی اور اکیدر کو گرفتار کر لیا۔ دربار رسالت میں لائے۔ اکیدر شاہانہ لباس میں تھا۔ حضرت کے سامنے آیا عزت افزائی کی گئی اور خود حضورؐ نے اسلام پیش کیا۔ آپ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ جب اکیدر رخصت ہونے لگا تو آپؐ سے خواہش کی کہ امان کا عہد نامہ تحریر فرما دیں۔ آپؐ نے یہ عہد نامہ تحریر فرمایا۔

سہ ۹ ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِاُكَيْدَرَ حِيْنَ اَجَابَ اِلَى الْاِسْلَامِ وَخَلَعَ الْاَنْدَادَ وَالْاَصْنَامَ وَ لِاَهْلِ دُوْمَه اِنَّ الضَّاحِيَةَ مِنَ الضَّحْلِ وَالْبُوْرِ وَ الْمَعَامِيْ وَاَغْفَالِ الْاَرْضِ وَالسِّلَاحِ وَالْحَافِرِ وَالْحِصْنِ وَلَكُمُ الضَّامِنَةُ مِنَ النَّخْلِ وَالْمَعِيْنِ وَمِنَ الْمَعْمُوْرِ بَعْدَ الْخُمُسِ لَا تُعْدَلُ سَارِحَتُكُمْ وَلَا تُعَدُّ فَارِدَتُكُمْ وَلَا يُحْظَرُ عَلَيْكُمُ النَّبَاتُ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْكُمُ الاعشر النَّبَاتُ تُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَتُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ بِحَقِّهَا عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ عَهْدُ اللّٰهِ وَالْمِيْثَاقُ وَلَكُمْ بِهِ الصِّدْقُ وَالْوَفَاءُ شَهِدَ اللّٰهُ وَمَنْ حَضَرَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ط

مُہر

"محمد رسول اللہ"

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ خط ہے اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے اکیدر اور اہل دومہ کے نام جب انھوں نے اسلام قبول کیا اور بت پرستی سے کنارہ کشی کی۔

معلوم ہونا چاہیے کہ چھوٹے چھوٹے تالابوں کے کنارے کی زمین غیر مزروعہ زمین معین شدہ اور غیر معین شدہ زمین، زرہ، ہتھیار، بادلی اور قلعہ اکیدر کا ہے اور تم لوگوں کے لیے کھجور کے تنے آبادی کا جاری پانی ہے۔ خمس ادا کرنے کے بعد تمہارے مویشی کو چراگاہ سے نہ ہٹایا جائے گا اور نہ تمہارے علیحدہ رہنے والوں ہی کو شمار کیا جائے گا جن میں زکوٰۃ نہیں — تمھیں گھاس سے نہ روکا جائے گا سوا ان کھجور کے درختوں کے جو اچھی طرح جڑ پکڑ چکے ہیں اور کسی شے میں عشر نہیں لیا جائے گا۔ نماز کو وقت پر پڑھو اور پوری زکوٰۃ دو۔ تم پر اللہ کی جانب سے یہ "عہد و پیمان" ہے جس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اگر تم عہد پورا کرو گے تو ہماری طرف سے صدق و وفا کی ضمانت ہے اور اس پر اللہ اور حاضر مسلمین گواہ ہیں۔

(۱۲)

یوحنا بن روبہ حاکم ایلہ (عقبہ) کے نام

معرکہ تبوک کے بعد جب مسلمان واپس مدینہ پہنچے تو رسول کریم نے یوحنا حاکم ایلہ اور دیگر عمائد شہر کے نام دعوتِ اسلام پر مشتمل یہ گرامی نامہ ارسال کیا۔ یوحنا اس کے جواب میں خود حاضر ہوا اور اس شرط پر جزیہ دینا قبول کر کے اسلام کی امان میں داخل ہو گیا کہ ہر بالغ کے ذمہ سال بھر میں ایک دینار ادا کرنا ہوگا مگر عورتیں اور بچے اس ٹیکس سے معاف سمجھے جائیں گے۔

سَلَامٌ اَنْتُمْ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاِنِّیْ لَمْ اَکُنْ لِاُقَاتِلَکُمْ حَتّٰی اَکْتُبَ اِلَیْکُمْ فَاَسْلِمْ اَوْ اَعْطِ الْجِزْیَۃَ وَاَطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَرُسُلَ رَسُوْلِہٖ وَاَکْرِمْھُمْ وَاکْسُھُمْ کِسْوَۃً حَسَنَۃً غَیْرَ کِسْوَۃِ الْغُزَاۃِ وَاکْسُ زَیْدًا کِسْوَۃً حَسَنَۃً فَمَھْمَا رَضِیَتْ رُسُلِیْ فَاِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ وَقَدْ عُلِمَ الْجِزْیَۃُ فَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ یَّاْمَنَ الْبَرُّ وَالْبَحْرُ فَاَطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَمْنَعُ عَنْکُمْ کُلَّ حَقٍّ کَانَ لِلْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اِلَّا حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ رَسُوْلِہٖ وَاِنَّکَ اِنْ رَدَدْتَّھُمْ وَلَمْ تُرْضِھِمْ لَآ اٰخُذُ مِنْکَ شَیْئًا حَتّٰی اُقَاتِلَکُمْ فَاَسْبِیَ الصَّغِیْرَ وَاَقْتُلَ الْکَبِیْرَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِالْحَقِّ اُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَبِالْمَسِیْحِ بْنِ مَرْیَمَ اَنَّہٗ کَلِمَۃُ اللّٰہِ وَاِنِّیْ اُؤْمِنُ بِہٖ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنْتَ قَبْلَ اَنْ یَّمَسَّکُمُ الشَّرُّ فَاِنِّیْ قَدْ اَوْصَیْتُ رُسُلِیْ بِکُمْ وَاَنْتَ حَرْمَلَۃُ ثَلٰثَۃَ اَوْسُقٍ شَعِیْرٍ وَاِنَّ حَرْمَلَۃَ شَفَعَ لَکُمْ وَاِنِّیْ لَوْلَا اللّٰہُ وَذٰلِکَ لَمْ اُرَاسِلْکَ شَیْئًا حَتّٰی تَرَی الْجَیْشَ وَاِنَّکُمْ

سلامتی ہو تم پر۔ میں تمہارے سامنے اس خدا کی حمد کرتا ہوں جو واحد ولاشریک ہے۔ میں تحریری اطلاع سے پہلے تم سے جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ (دیکھو) اسلام لے آؤ یا جزیہ دو اور اللہ اور اس کے رسولؐ اور قاصدانِ رسولؐ کی فرمانبرداری کرو۔ ہمارے قاصدوں کا احترام کرو اور ان کو بہتر لباس پہناؤ جو فوجی لباس کی طرح نہ ہو اور زید کو بہت اچھا لباس دو اور یاد رکھو جن کو یہ پسند کریں گے میں بھی پسند کروں گا۔ ان کو جزیہ کے احکام بتا دیئے گئے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ بحر و بر امن و امان سے رہیں تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد عرب یا عجم میں سے کوئی بھی تم پر اپنا حق مسلط نہ کر سکے گا۔ البتہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حق بہر صورت تمہیں ادا کرنا ہوگا اگر تم نے ہماری باتوں کو مسترد اور ناپسند کیا تو ہم تمہارے تحفوں میں سے کچھ بھی نہ لیں گے اور جنگ کریں گے اور وہ جنگ ایسی ہوگی جس میں بڑے مقتول اور چھوٹے گرفتار ہوں گے۔

میں بلاشبہ رسول برحق ہوں اور اللہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح بن مریم کے بارے میں میرا اعتقاد یہ ہے کہ وہ اللہ کا کلمہ اور اس کے رسول ہیں:

لہٰذا مناسب ہے کہ شر و فساد سے پہلے خوب سوچ لو میں نے اپنے قاصدوں کو تمہارے بارے میں اچھی طرح سمجھا دیا ہے۔ حرملہ میرے پاس تین وسق جو لے کر آئے تھے اور تمہاری سفارش کرتے ہیں اور اگر

إِنْ أَطَعْتُمْ رُسُلِي فَإِنَّ لَكُمْ جَارُ مُحَمَّدٍ وَمَنْ يَكُوْنُ مِنْهُ وَإِنَّ رُسُلِي شَرَحْبِيْلَ وَأُبَيّ وَحَرْمَلَه وَحَرِيْثُ بْنِ زَيْدِ الطَّائِيْ فَاِنَّهُمْ مَهْمَا قَاضُوْكَ عَلَيْهِ فَقَدْ رَضِيْتُهُ وَإِنَّ لَكُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ إِنْ أَطَعْتُمْ وَجَهِّزُوْا أَهْلَ مَقْنَا إِلَى أَرْضِهِمْ

مہر

(محمد رسول اللہ)

۹ سنہ

اللہ کے حکم کا پاس اور حرملہ کی سفارش کا خیال نہ ہوتا تو ہم غط وکتابت کے بجائے "تمہیں لشکر" کا مشاہدہ کراتے۔ اگر تم نے ہمارے قاصدوں کی اطاعت کی تو تم محمد اور متعلقینِ محمد کی پناہ میں آگئے۔ (آگاہ ہو) کہ ہمارے قاصد شرحبیل، ابی، حرملہ اور حریث بن زید الطائی ہیں تمہارے بارے میں ان کا فیصلہ میرا فیصلہ ہوگا تم اس وقت اللہ اور محمد کے ذمہ و پناہ میں ہو۔ اگر تم اطاعت کرو تو تم پر سلام۔ اہل مقنا کو اپنی جگہ رہنے دو۔

---

(۱۳)

مسیلمہ کذاب کے نام

سنہ ھ میں قبیلہ بنی حنیفہ کا ایک وفد یمامہ سے بھی باریاب رسالت ہوا تھا۔ اسی قبیلہ کے ساتھ اس قبیلہ کا ایک ممتاز شخص ثمامہ بھی تھا۔ یہ شخص اپنے اثر و وجاہت کے اعتبار سے کافی ممتاز تھا۔ جب قبیلہ کے دیگر افراد مسلمان ہوئے تو یہ بھی اسلام لے آیا۔ جب یہ واپس یمامہ گیا تو اچانک اس کا دماغ ہوسِ دنیا سے خراب ہوگیا اور اُس نے یہ کہنا شروع کیا کہ جس طرح محمدؐ نبی ہے میں بھی نبی ہوں اور میں بھی ان کے امرِ نبوت میں شریک ہوں۔ اس سلسلہ میں وہ شعبدے اور بخیال خود معجزے بھی دکھاتا رہا۔ شراب و زنا کو جائز قرار دے دیا تاکہ عیاش زائد سے زائد اس مذہب میں آسکیں۔ دماغ یہاں تک خراب ہوا کہ رسولِ اکرمؐ کو خط لکھا اور اس کا عنوان "من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسُول اللہ" رکھا۔ یہ خط اپنے سفیروں کے ہاتھ خدمتِ نبوی میں بھیجا۔ حضرت نے قاصدوں سے دریافت کیا کہ تم مسیلمہ کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ کہا وہی جو مسیلمہ اپنے اس خط میں کہتا ہے۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ (لولا ان الرسل لاتقتل لضربتُ اعناقکما) اگر قاصدوں کا قتل ممنوع نہ ہوتا تو میں تمھاری گردن اُڑا دیتا۔ اسی حالتِ جلال میں یہ گرامی نامہ تحریر فرمایا اور مسیلمہ کو کذاب کے نام سے حضرت نے یاد کیا۔ یہ "کذاب" کا لفظ اس کے ساتھ ایسا خاص ہوا کہ عرب میں ضرب المثل ہوگیا۔ اکذب من ابی ثمامہ۔

سنہ ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُسَیْلَمَۃَ کَذَّاب

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاِنَّ الْاَرْضَ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

شروع اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے

(یہ خط ہے) اللہ کے رسُول محمدؐ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام۔

جس نے ہدایت کو تسلیم کیا اس پر سلام۔

اما بعد، زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث و حاکم بناتا ہے اور آخرت بھی اللہ کے متقی بندوں ہی کے لیے ہے۔

(۱۴)

اسبخت بن عبداللہ سردار ہجر (حجاز) کے نام

نبی اکرمؐ کے زمانہ میں مقام ہجر کا سردار اسبخت تھا۔ آپؐ نے اس کو بھی دعوتِ اسلام دی۔ جب وہ مسلمان ہو گیا تو اس نے اقرع بن حابس کو دربارِ نبوی میں سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ اس کے اور اس کی قوم کے حق میں آپ سے اپنے حقوق ملکیت اور حکومت کی بقا کے لیے سند حاصل کرے۔ آپ نے ان کا احترام کیا اور چند روز مہمان رکھ کر اسبخت کے نام یہ نامہ مبارک تحریر فرمایا۔

قَدْ جَاءَنِي الْأَقْرَعُ بِكِتَابِكَ وَشَفَاعَتِكَ بِقَوْمِكَ وَإِنِّي قَدْ شَفَّعْتُكَ وَصَدَّقْتُ رَسُولَكَ الْأَقْرَعَ فِي قَوْمِكَ فَأَبْشِرْ فِيمَا سَأَلْتَنِي وَطَلَبْتَنِي بِالَّذِي تُحِبُّ وَلَكِنِّي نَظَرْتُ أَنْ أُعْلِمَهُ وَتَلْقَانِي فَإِنْ تَجِئْنَا أُكْرِمْكَ وَإِنْ تَقْعُدْ أُكْرِمْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي لَا أَسْتَهْدِي أَحَدًا وَإِنْ تُهْدِ إِلَيَّ أَقْبَلْ هَدِيَّتَكَ وَقَدْ حَمِدَ عُمَّالِي مَكَانَكَ وَأُوصِيكَ بِأَحْسَنِ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَقَرَابَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنِّي قَدْ سَمَّيْتُ قَوْمَكَ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ فَمُرْهُمْ بِالصَّلٰوةِ وَبِأَحْسَنِ الْعَمَلِ وَأَبْشِرْ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى قَوْمِكَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

مُہر

(محمد رسول الله)

اقرع تمہارا خط لے کر آئے اور قوم کی بابت تمہاری سفارش کا ذکر کیا۔ میں نے تم کو سفارشی تسلیم کیا اور تمہارے قاصد اقرع کی ان امور میں جو تمہاری قوم سے تعلق رکھتے ہیں تصدیق کر دی۔ تم کو مبارک ہو کہ جو کچھ تم نے ہم سے طلب کیا ہم نے تمہاری مرضی کے مطابق منظور کیا مگر میں بہتر سمجھتا ہوں کہ مزید وضاحت ہو جائے اس لیے اگر تم آجاؤ اور ملاقات کر لو تو بہتر رہے گا (اور میں تمہارے اعزاز و اکرام میں کوئی کسر نہ چھوڑوں گا اور اگر نہ آسکو تو بھی تمہاری عزت میں کمی نہ ہوگی اور تمہیں معلوم ہو کہ میں کسی سے ہدیہ کا طلب گار نہیں لیکن اگر تم ہدیہ بھیجنا چاہتے ہو تو میں قبول کر لوں گا کیونکہ میرے عمال نے تمہاری تعریف کی ہے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز، زکوٰۃ، قرابت مومنین کا پورا پورا خیال رکھو۔ میں نے تمہاری قوم کا نام "بنی عبداللہ" رکھا ہے تم ان کو نماز اور حسنِ عمل کا حکم دو۔ تمہارے لیے بشارت ہو

تم پر اور تمہاری قوم کے مومنین پر سلام

---

(۱۵)

سرداران عباہلہ کے نام

وائل بن حجر حضرموت کا آخری تاجدار تھا۔ آنحضرتؐ نے جہاں دیگر حاکمان و سرداران عصر کو دعوتِ اسلام دی وہاں ان کو بھی دعوتِ اسلام دی۔ وائل بن حجر مسلمان ہو کر شرف قدم بوسی رسولؐ حاصل کرنے کے لیے عازم مدینہ ہوئے۔ ادھر رسول کریمؐ نے پہلے ہی بشارت وائل کے مسلمان ہونے کی صحابہؓ کو سنا دی۔ وائل کا اکرام و اعزاز کیا گیا اور رسول اللہؐ نے اپنی چادر وائل کے لیے بچھا دی اور ان کو دعا دی۔

جب وائل چلنے لگے تو حضورؐ سے کچھ نصائح تحریری طور پر طلب کیے تاکہ وہ اپنی قوم کو سنا سکیں حضرت نے حضرت معاذؓ کو حکم دیا اور یہ نامہ گرامی معرضِ تحریر میں آیا۔ اس خط کی زبان بھی عام حجازی انداز سے علیحدہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى اَقْيَالِ الْعَبَاهِلَةِ لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَالصَّدَقَةُ عَلَى التِّيْعَةِ السَّائِمَةِ لِصَاحِبِهَا التِّيْمَةِ لَاخِلَاطَ وَلَا وِرَاطَ وَلَا شِغَارَ وَلَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِنَاقَ وَعَلَيْهِمُ الْعَوْنُ لِسَرَايَا الْمُسْلِمِيْنَ وَعَلٰى كُلِّ عَشَرَةٍ مَا تَحْمِلُ الْعِرَابُ مَنْ اَجْبٰى فَقَدْ اَرْبٰى

مہر

(محمد رسول اللہ)

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے سرداران عباہلہ کے نام۔

ان کو چاہیے کہ نماز پڑھتے رہیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔ زکوٰۃ باہر چرنے والے مویشی اور ان کے ساتھ کے گھر میں رہنے والے مویشیوں پر ہے مالک کو جائز نہیں کہ دھوکا دے اور جانوروں کو حساب کے وقت ہنکا دے محصل کو مناسب نہیں کہ رسی میں باندھ کر بلوائے اور اپنے پڑاؤ پر جانوروں کو منگوائے اور مالک کو لازم ہے کہ وہ چھپانے کی کوشش نہ کرے اور ان لوگوں پر واجب ہے کہ لشکر مسلمین کی رسد سے مدد کریں اور ہر دس آدمیوں کے گروہ پر ایک اونٹ کے بار کی مقدار غلہ دینا ضروری ہے اور جس محصل نے باج لیا اس نے زیادتی اور ظلم سے کام لیا۔

(۱۹)

وائل بن حجر حاکم حضرموت کے نام

اس سے پہلے ایک مکتوب نبوی بنام قبیلہ وائل بن حجر کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ گرامی نامہ اس بناء پر تحریر ہُوا کہ وائل بن حجر نے آنحضرت ؐ سے یہ عرض کی: میری بہت سی املاک میرے عزیزوں نے غاصبانہ قبضہ میں کر رکھی ہیں اور سرداران حضرموت و سرداران حمیر اس کے شاہد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تم کو اس سے بھی زیادہ دوں گا اور یہ فرماکر اس نامہ مبارک کو تحریر کرنے کا حکم دیا۔

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ لِوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَيْلِ حَضْرَمَوْتَ۔

وَذٰلِكَ إِنَّكَ أَسْلَمْتَ وَجَعَلْتُ لَكَ مَا فِيْ يَدَيْكَ مِنَ الْأَرَضِيْنَ وَالْحُصُوْنِ وَإِنَّهُ يُؤْخَذُ مِنْكَ مِنْ كُلِّ عَشَرَةٍ وَاحِدَةٌ يَنْظُرُ فِيْ ذٰلِكَ ذَوَا عَدْلٍ وَجَعَلْتُ لَكَ أَنْ لَا تُظْلَمَ فِيْهَا مَا قَامَ الدِّيْنُ وَالنَّبِيُّ وَالْمُؤْمِنُوْنَ عَلَيْهِ أَنْصَارٌ۔

محمد رسول الله

سنہ ۱۰ھ

(یہ تحریر ہے) محمدؐ نبی کی وائل بن حجر سردارِ حضرموت کے لیے۔

تمھارے مسلمان ہونے کی وجہ سے ہم تمھاری مقبوضات زمینیں اور قلعے بدستور تمھاری ملکیت میں رہنے دے رہے ہیں۔ البتہ تم کو پیداوار کا دسواں حصّہ (عشر) دینا ہوگا جس کا فیصلہ دو منصف کیا کریں گے اور جب تک یہ دین قائم ہے تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہو سکے گا اللہ کا نبی اور مومنین تمھارے مددگار رہیں۔

(۱۷)

نہشل بن مالک وغیرہ کے نام

بکر بن وائل کا قبیلہ قریش کا وہ قبیلہ ہے جس نے ہمسایہ حکومتوں کے مقابلہ میں "ملی استقلال" کی بنیاد ڈالی۔ اس قبیلہ کو بھی دعوتِ اسلام دی گئی اور خصوصیت سے حضرت رسولِ کریمؐ نے بنی وائل میں سے نہشل بن مالک سردار قبیلہ کو دعوتِ اسلام دی۔ جب آپ مسلمان ہو گئے تو آپ کو ایک نامہ تحریر فرمایا جس میں ان کے مسلمان ہو جانے کے بعد ان کو امان دیئے جانے کا تذکرہ ہے۔ یہ مکتوب ظبیان بن مرثد سدوسی کے ذریعہ ارسال کیا تھا۔

متن نامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِنَهْشَلِ بْنِ مَالِكٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ بَنِيْ وَائِلٍ لِمَنْ اَسْلَمَ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَاَطَاعَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَاَعْطٰى مِنَ الْمَغْنَمِ خُمُسَ اللّٰهِ وَسَهْمَ النَّبِيِّ وَاَشْهَدَ عَلٰى اِسْلَامِهٖ وَفَارَقَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّهٗ اٰمِنٌ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَبَرِيَ اِلَيْهِ مُحَمَّدٌ مِنَ الظُّلْمِ كُلِّهٖ وَاَنَّ لَهُمْ اَنْ لَا يُحْشَرُوْا وَلَا يُعْشَرُوْا وَعَامِلُهُمْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

(یہ تحریر) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے نہشل بن مالک اور بنی وائل کے ان افراد کے لیے ہے جو مسلمان ہو چکے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور مالِ غنیمت میں سے اللہ اور اُس کے رسول کا حصّہ (خمس) نکالتے ہیں۔ اپنے اسلام کا اعلان اور مشرکین سے تبرا کرتے ہیں (پس ان کو معلوم ہو) کہ وہ اللہ کی امان میں ہیں اور محمدؐ ان کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہ ہونے دیں گے۔ ان لوگوں کو جلاوطن نہ کیا جا سکے گا اور نہ ہی ان سے پیداوار کا دسواں حصّہ لیا جائے گا۔ ان کا عامل ان ہی میں سے ہوگا۔

(۱۸)

شاہانِ حمیر کے نام

رسول کریمؐ نے شاہان حمیر کے نام یہ خط تحریر فرمایا اور عیاش ؓ بن ابی ربیعہ مخزومی کو اس کی سفارت بخشی۔

حضرت عیاش ؓ حسب الحکم وہاں پہنچے اور نامہ مبارک پیش کیا۔ سب بخوشی اسلام لائے۔ رسول کریمؐ نے چلتے وقت فرما دیا تھا کہ جب سرداران حمیر اسلام لے آئیں تو ان سے کہنا کہ وہ لکڑیاں کہاں ہیں جن کو دیکھ کر تم سجدہ میں گر جاتے ہو اور جب وہ لکڑیاں تمہارے سپرد کر دیں تو تم ان کو جلا دینا حسب الحکم حضرت عیاش ؓ نے لکڑیاں طلب کیں وہ انھوں نے پیش کر دیں اور ان کو شارع عام پر جلا دیا گیا۔

سَلَامٌ اَنْتُمْ مَا اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاَنَّ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ بَعَثَ مُوْسٰى بِاٰيَاتِهٖ وَخَلَقَ عِيْسٰى بِكَلِمَاتِهٖ

جب تک اللہ اور اس کے رسول پر تم ایمان رکھو گے تم سے ہماری صلح ہے۔ بلا شبہ خدائے واحد و لاشریک نے موسیٰؑ کو اپنی "آیات" دے کر بھیجا اور عیسیٰؑ کو اپنے "کلمات" کے ساتھ خلق کیا

(یہ تو تھی حقیقت)

(مگر افسوس)

قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصَارٰى اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ عِيْسٰى ابْنُ اللّٰهِ۔

یہود یہ کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ تین میں سے ایک ہیں اور خدا کے بیٹے ہیں۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

سنہ ۹ھ

(۱۹)

فروہ بن عمرو الجذامی حاکم معان (شام)

جب رسول کریمؐ کے مکاتیب تمام اطراف عالم میں جانے لگے اور دعوت اسلام کا سلسلہ زور و شور سے جاری ہوا تو شدہ شدہ یہ خبر فروہ بن عمرو الجذامی (جو حکومت روم کی طرف سے عرب کے تمام شمالی حصہ پر گورنر تھا) کے کان میں بھی پہنچی تو اس نے آنحضرتؐ کے اقوال و اعمال کی تحقیق شروع کی اور مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ اس نے اپنی قوم کے ایک مشہور شخص مسعود بن سعد کو سفیر بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ ایک گھوڑا، ایک سفید خچر، ایک عربی گدھا، عمدہ پارچات اور ایک قبا سندسی بطور ہدیہ حاضر خدمت عالی کیے۔ جب مسعود بن سعد دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔ فروہ کے اسلام کی خبر سنائی اور ہدایا پیش کیے تو رسول کریمؐ بے حد خوش ہوئے اور یہ نامہ مبارک تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللهِ إِلٰى فَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَدِمَ عَلَيْنَا رَسُوْلُكَ وَبَلَّغَ مَا أَرْسَلْتَ بِهٖ وَخَبَّرَ عَمَّا قَبْلَكُمْ وَأَتَانَا بِإِسْلَامِكَ وَإِنَّ اللهَ هَدَاكَ بِهُدَاهُ إِنْ أَصْلَحْتَ وَأَطَعْتَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَأَقَمْتَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتَ الزَّكٰوةَ ط

مہر (محمد رسول اللہ)

شروع اللہ بزرگ و برتر مہربان و رحیم کے نام سے

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے فروہ بن عمرو کی جانب۔ امابعد تمہارا قاصد ہم تک پہنچا اور جو ہدیے تم نے بھیجے تھے اس نے ہم کو دیے دیے تمہارے سابقہ حالات ہمیں سنائے اور تمہارے اسلام لانے کی خبر بھی ہمیں بتائی۔

بلاشبہ اللہ تم کو مقام ہدایت پر فائز رکھے گا۔ جب تک تم اصلاح نفس، اطاعت خدا و رسول، قیام نماز اور ادا ء زکوٰۃ کرتے رہو گے۔

۲۰

شاہ حبش کے نام

جب رسولِ اکرمؐ غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ آئے تو وحیِ الٰہی سے اطلاع ملی کہ "اصحمہ"، نجاشی حبشہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو جمع کرکے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اصحمہ کے جانشین کو اسلام کا دعوت نامہ ارسال کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَى النَّجَاشِيْ عَظِيْمِ الْحَبْشَةِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ اَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

وَاَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ اللّٰهِ

فَاِنِّيْ رَسُوْلُهٗ

فَاَسْلِمْ تَسْلَمْ

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

فَاِنْ اَبَيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ النَّصَارٰى مِنْ قَوْمِكَ۔

(مہر)

محمد رسول اللّٰہ

شروع اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے بادشاہ حبشہ نجاشی کے نام۔ اس پر سلام جس نے ہدایت کی راہ اختیار کی اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔ خدا کی وحدانیت اور اس کے لاشریک ہونے کی گواہی دی اور اس کو اہل و عیال سے پاک سمجھا۔ محمدؐ کو اس کا بندہ اور رسول یقین کیا۔

میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔

لاریب میں اُس کا رسول برحق ہوں۔

اسلام لاؤ۔ سلامتی پاؤ گے۔

اے اہل کتاب آؤ اور اس "کلمہ" پر متفق ہو جاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان "نقطۂ مشترک" ہے یعنی یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں، اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں اور اس کے سوا اپنے میں سے کسی کو مقام ربوبیت پر نہ سمجھیں (اگر اس کے بعد بھی اعراض و انکار کا یہی حال ہے) تو کہہ دو کہ ہم مسلمان ہیں اور اس پر تم گواہ رہنا۔

اگر تم نے میری دعوت کو مسترد کر دیا تو یاد رکھو کہ ساری نصرانی قوم کا گناہ تمہارے سر ہوگا۔

(۲۱)

قبیلہ کلب کے نام

یہ فرمان قطن بن حارثہ کی قوم و قبیلہ کے نام ہے چونکہ اس قبیلہ کے پاس اونٹ اور بکریوں کے گلے کے سوا کچھ نہ تھا اس لیے فرمان میں صرف اونٹوں اور بکریوں کی زکوٰۃ کے احکام ہیں۔ حضورؐ نے تبلیغ احکام الٰہی اور وصولی زکوٰۃ کی ایک کمیٹی بنا کر اس قبیلہ کی طرف روانہ کی تھی جس کے ممتاز اراکین دحیہ بن خلیفہ، سعد بن عبادہ، عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہم تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ لِعَمَائِرِ كَلْبٍ وَ اَحْلَافِهَا وَ مَنْ ظَارَهُ الْإِسْلَامُ مِنْ غَيْرِهِمْ مِنْ قَطَنِ ابْنِ حَارِثَةَ الْعَلِيمِيْ بِإِقَامَةِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ بِحَقِّهَا فِيْ شِدَّةِ عَقْدِهَا وَ وَفَاءِ عَهْدِهَا بِمَحْضَرٍ مِنْ شُهُوْدِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَمُوْلَةِ الرَّاعِيَةِ الْبِسَاطِ الظِّئَا فِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ نَاقَةً غَيْرَ ذَاتِ عَوَارٍ وَالْحَمُوْلَةُ الْمَائِرَةُ لَهُمْ لَاغِيَةٌ وَ فِي الشَّوِيِّ الْوَرِيِّ مُسِنَّةٌ حَامِلٌ اَوْ حَائِلٌ وَ فِيْمَا سَقَى الْجَدْوَلُ مِنَ الْعَيْنِ الْمَعِيْنِ الْعُشْرُ وَ فِي الْعَثَرِيِّ شَطْرُهُ بِقِيْمَةِ الْاَمِيْنِ لَا يُزَادُ عَلَيْهِمْ وَظِيْفَةٌ وَلَا يُفَرَّقُ عَهِدَ عَلٰى ذٰلِكَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ كَتَبَ ثَابِتُ ابْنُ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

یہ خط ہے محمدؐ کی جانب سے قبیلہ کلب اور ان کے حلیفوں کے نام اور ان لوگوں کے نام جو اسلام کے پرچم کے نیچے جمع ہوئے ہیں۔ (اس مکتوب کو قطن بن حارثہ علیمی کے ذریعہ ارسال کیا جا رہا ہے) مسلمانوں کے لیے پابندی وقت کے ساتھ ادائیگی نماز اور کامل ادائے زکوٰۃ فرض کی جاتی ہے (جس کو وہ کامل وفاداری اور مستحکم پابندی کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے انجام دیتے رہیں گے۔ مسلمانوں پر چراگاہوں میں چرنے والے اونٹوں اور بچہ دینے والی سانڈنیوں کے لیے ہر پچاس پر ایک سانڈنی کی زکوٰۃ ہے جو عیب دار نہ ہو مگر بارکش اونٹ پر زکوٰۃ نہیں اسی طرح موٹی اور تندرست بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک دو سالہ بکری۔

اور اسی طرح اس کھیتی پر جو ایک معین چشمہ کی نہر سے سیراب ہو دسواں حصہ ہو گا اور بارانی کھیتی کے لیے پیداوار کا مناسب حصہ دینا ہو گا اور اس زکوٰۃ کی مقدار میں کمی بیشی نہ ہو گی اور یہ عہد نامہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہے۔ اور جس کو ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا ہے۔

(۲۲)

اللہ کے آزاد بندوں کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھٰذَا کِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِعِبَادِ اللّٰہِ الْعُتَقَاءِ اِنَّھُمْ اِنْ اٰمَنُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَعَبْدُھُمْ حُرٌّ وَ مَوْلَاھُمْ مُحَمَّدٌ وَ مَنْ کَانَ مِنْھُمْ مِنْ قَبِیْلَۃٍ لَمْ یُرَدَّ اِلَیْھَا وَ مَا کَانَ فِیْھِمْ مِنْ دَمٍ اَصَابُوْہُ اَوْ مَالٍ اَخَذُوْہُ فَھُوَ لَھُمْ وَمَا کَانَ لَھُمْ مِنْ دَیْنٍ فِی النَّاسِ یُرَدُّ اِلَیْھِمْ وَلَا ظُلْمَ عَلَیْھِمْ وَلَا عُدْوَانَ وَاِنَّ لَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ ذِمَّۃَ اللّٰہِ وَ ذِمَّۃَ مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔

مُہر

(محمد رسول اللہ)

شروع اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے۔

یہ تحریر ہے پیغمبرِ خدا محمدؐ کی جانب سے اللہ کے آزاد بندوں کے نام۔

یہ لوگ اگر ایمان لائیں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں تو ان کے غلام آزاد ہیں اور ان کے سرپرست محمدؐ ہوں گے۔ ان میں سے جو جس قبیلہ کا ہوگا اسے اس قبیلہ کے پاس واپس نہیں کیا جائے گا اور ان میں سے جس کسی نے خون بہایا ہوگا یا مال چھینا ہوگا تو اس کا تعلق انھیں سے ہوگا۔ لوگوں پر جو ان کا قرضہ ہے، وہ ان کو واپس دلایا جائے گا اور کسی قسم کی ناانصافی ان کے ساتھ نہیں کی جائے گی۔ اس امر کا ضامن اللہ اور اُس کا رسول محمدؐ ہے۔ والسلام علیکم۔

(۲۳)

اہل ہجر کے نام

أَمَّا بَعْدُ ۔ فَإِنِّي أُوصِيكُمْ بِاللهِ وَبِأَنْفُسِكُمْ أَنْ لَا تَضِلُّوا بَعْدَ إِنْ هُدِيتُمْ وَلَا تَغْوُوا بَعْدَ إِنْ رَشَدْتُمْ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَنِي وَفْدُكُمْ فَلَمْ آتِ إِلَيْهِمْ إِلَّا مَا سَرَّهُمْ وَلَوْ إِنِّي اجْتَهَدْتُ فِيكُمْ جُهْدِي كُلَّهُ أَخْرَجْتُكُمْ مِنْ هَجَرَ فَشَفَّعْتُ غَائِبَكُمْ وَأَفْضَلْتُ عَلَى شَاهِدِكُمْ فَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ أَتَانِي الَّذِي صَنَعْتُمْ وَإِنَّهُ مَنْ يُحْسِنْ مِنْكُمْ لَا أَحْمِلْ عَلَيْهِ ذَنْبَ الْمُسِيءِ فَإِذَا جَاءَكُمْ أُمَرَائِي فَأَطِيعُوهُمْ وَانْصُرُوهُمْ عَلَى أَمْرِ اللهِ وَفِي سَبِيلِهِ وَإِنَّهُ مَنْ يَعْمَلْ مِنْكُمْ صَالِحَةً فَلَنْ تَضِلَّ عِنْدَ اللهِ وَلَا عِنْدِي۔

مہر

(محمد رسول الله)

امابعد میں تم کو اللہ کے بارے میں اور خود تمہارے بارے میں نصیحت کرتا ہوں کہ ہدایت کے بعد ضلالت اور صراط مستقیم کے بعد گمراہی اختیار نہ کرنا۔

تمہارے وفد کو ہم نے شرف ملاقات بخشا اور ان کے ساتھ دوستانہ روش اختیار کی۔ اگر میں ذرا سی کوشش کرتا تو تم لوگ ہجر سے نکل گئے ہوتے مگر میں نے تمہارے "غائب" کی سفارش قبول کی اور تمہارے "حاضر" پر احسان کیا۔ لہٰذا اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی اطلاع مجھے مل گئی ہے تم میں سے جو نیک ہوگا وہ بدکار کے خمیازۂ عمل میں شریک نہ ہوگا۔ جب میرے عمّال آئیں تو تم فی سبیل اللہ ان کی اطاعت کرو اور ان سے تعاون کرو۔

تم میں سے جو نیکی کرے گا وہ نہ تو خدا کے یہاں نظر انداز ہوگی اور نہ میں ہی اُسے فراموش کروں گا۔

(۲۴)

بدیل و بسر و سراوات فرزندانِ عمر کے نام

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي لَمْ آثَمْ مَالَكُمْ وَلَمْ أَضَعْ فِي جَنْبِكُمْ وَإِنَّ أَكْرَمَ أَهْلِ تِهَامَةَ عَلَيَّ وَأَقْرَبَهُمْ رَحِمًا مِنِّي أَنْتُمْ وَمَنْ تَبِعَكُمْ مِنَ الْمُطَيَّبِينَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدْ أَخَذْتُ لِمَنْ هَاجَرَ مِنْكُمْ مِثْلَ مَا أَخَذْتُ لِنَفْسِي وَلَوْ هَاجَرَ بِأَرْضِهِ إِلَّا سَاكِنَ مَكَّةَ إِلَّا مُعْتَمِرًا أَوْ حَاجًّا فَإِنِّي لَمْ أَضَعْ فِيكُمْ مُنْذُ سَالَمْتُ وَأَنَّكُمْ غَيْرُ خَائِفِينَ مِنْ قِبَلِي وَلَا مُحْصَرِينَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ أَسْلَمَ عَلْقَمَةُ بِنُ عُلَاثَةَ وَابْنَا هَوْذَةَ وَهَاجَرَا وَبَايَعَا عَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ عِكْرِمَةَ وَإِنَّ بَعْضَنَا مِنْ بَعْضٍ فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُكُمْ وَلْيُحِبَّنَّكُمْ رَبُّكُمْ۔

مُہر

محمد رسول اللہ

امابعد میں نے تمھارے مال پر نہ تو کسی قسم کا جرمانہ کیا اور نہ تمھارے حق میں کوئی کمی ہی کی ہے۔

اہل تہامہ میں میری نگاہ میں سب سے زیادہ لائق اعزاز اور رشتہ داری کے اعتبار سے "قریب تر" تم لوگ اور مطیبین کے ■ افراد ہیں جو تمھارے دائرۂ اطاعت میں ہیں۔ میں نے تمھارے "مہاجر" کے لیے وہی "رویہ" اختیار کیا جو اپنی ذات کے لیے کرتا (بشرطیکہ اس کی ہجرت اپنے ملک کی سرزمین کی طرف ہو) لیکن ساکنِ مکہ، عمرہ کرنے اور حج کرنے والے کے لیے احکام جداگانہ ہیں (اور عام ہجرت کے قوانین ان پر نافذ نہیں ہو سکتے)۔

میں نے جب سے تمھاری طرف صلح کا ہاتھ بڑھایا ہے جنگ کا شائبہ تک نہیں آنے دیا۔ تم اس بات سے بالکل بے خوف رہو کہ تمھارا محاصرہ کیا جائے گا (اور نہ کسی اور قسم کا ہماری طرف سے اندیشہ کرو)۔

علقمہ بن علاثہ اور ہوذہ کے دونوں بیٹے اسلام لائے ہجرت کی اور انھیں شرائط پر بیعت کی جن پر قبیلہ عکرمہ کے متبعین نے کی ہے۔ ہم سب حلال و حرام میں یکساں ہیں (کوئی امتیاز ایک کو دوسرے پر نہیں)

بخدا میں نے کبھی تم سے غلط بیانی سے کام نہیں لیا اور یقیناً تمھارا رب تمھیں دوست رکھے گا۔

(۲۵)

بنی اسد کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ اِلٰى بَنِيْ اَسَد سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ
فَلَا تَقْرِبَنَّ مِيَاهَ طَيٍّ وَاَرْضَهُمْ فَاِنَّهٗ لَا تَحِلُّ
لَكُمْ مِيَاهُهُمْ وَلَا يَلِجَنَّ اَرْضَهُمْ اِلَّا مَنْ اَوْلَجُوْا
وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ بَرِيْئَةٌ مِمَّنْ عَصَاهُ وَلْيَقُمْ
قُضَاعِيُّ بِنْ عَمْرٍو۔

شروع اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے۔

سلام علیکم۔ محمد نبی کی طرف سے۔ بعد حمد خدائے واحد تحریر ہے کہ قبیلہ طے کی زمین اور ان کے کنوؤں کے قریب ہرگز نہ جانا کیونکہ تمہارے لیے ان کے کنوئیں حلال نہیں ہیں۔ ان کی سرحد میں صرف "داخل ہو جس کو وہ داخل کرنا چاہیں اور جو اس "حکم نامہ" کی نافرمانی کرے گا تو محمدؐ اس سے بری الذمہ ہے۔

اور قضاعی بن عمرو کو چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ میں سارا انتظام صحیح رکھیں۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

(۲۶)

ذوالمشعار مالک بن نمط ہمدانی کے نام

مشعار ہمدانی یمن کے ایک موضع کا نام ہے۔ ہمدان ایک قبیلہ ہے جو مشعار میں رہتا ہے۔ اس مقام کے حاکم کو ذوالمشعار کہتے تھے جو مالک بن نمط ہمدانی کے زیر اثر تھا اور اس کی کنیت "ابو ثور" تھی۔ یہ فرمان انھیں کی دیہاتی زبان میں جاری کیا گیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى ذِي الْمِشْعَارِ مَالِكِ بْنِ النَّمَطِ وَمَنْ اَسْلَمَ مِنْ قَوْمِهٖ عَلٰى اَنَّ لَهُمْ فِرَاعُهَا وَوِهَاطُهَا وَعِزَازُهَا مَا اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ يَاْكُلُوْنَ عَلَافَهَا وَيَرْعَوْنَ عَفَائَهَا۔

لَنَا مِنْ دِفْئِهِمْ وَصِرَامِهِمْ مَا سَلَّمُوْا بِالْمِيْثَاقِ وَالْاَمَانَةِ وَلَهُمْ مِنَ الصَّدَقَةِ الثَّلْبُ وَالنَّابُ وَالْفَصِيْلُ وَالْفَارِضُ وَالدَّاجِنُ وَالْكَبْشُ الْحَوَرِيُّ وَعَلَيْهِمْ فِيْهَا الصَّالِغُ وَالْقَارِحُ

مُہر

(محمد رسول اللّٰہ)

شروع اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے۔

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے ذوالمشعار مالک بن نمط کے نام۔

جو شخص کہ مسلمان ہوا تو وہ اپنی مزروعہ، بنجر، نشیبی اور فرازی اراضی سے اس وقت تک بدستور استفادہ کرتا رہے گا جب تک وہ نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اس کے مویشیوں کو آزادی ہے کہ چراگاہوں اور جنگلوں میں خوب چرتے پھرتے رہیں۔

ہمارا حق ان کے منافع اور پیداوار میں معاہدے کے مطابق ہی ہوگا، لیکن ان کے بیکار سن رسیدہ اونٹ اور سانڈنیاں، نومولود بچے، ناکارہ مویشی، پالتو جانور، رنگے ہوئے چرخے، ناکارہ سن رسیدہ بکریاں اور بیل زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گے۔

(۲۷)

سرداران قبیلہ بنی نہد (یمن) کے نام

بنی نہد زاح یمن میں ایک قبیلہ تھا عام طور پر وہ خانہ بدوشانہ زندگی گزارتے تھے یہ لوگ شہری زبان کم سمجھتے تھے ٹھیٹھ دیہاتی زبان استعمال کرتے تھے۔ حضرت نے ان سے خطاب ان ہی کی زبان اور محاورے میں فرمایا جیسا کہ مکتوب گرامی کے الفاظ سے ایک عربی داں اندازہ کرسکتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى بَنِيْ نَهْدِ بِنْ زَيْدٍ۔

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے بنی نہد بن زید کے نام۔

اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلِهٖ لَكُمْ يَا بَنِيْ نَهْدٍ فِي الْوَظِيْفَةِ الْفَرِيْضَةِ لَكُمُ الْفَارِضُ وَالْفَرِيْشُ وَذُو الْعِنَانِ الرَّكُوْبِ وَالْفَلُوُّ الضَّبِيْسِ لَا يُمْنَعُ سَرْحُكُمْ وَلَا يُعْضَدُ طَلْحُكُمْ وَلَا يُحْبَسُ مَالَمْ تَضْمِرُوا الْاِمَاقَ وَ تَاكُلُوا الرِّبَاقَ

سلام اس کے لیے ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ (اے بنی نہد) تمہارے لیے زکوٰۃ واجب ہے مگر بیمار اور بچہ شتر، سواری کے گھوڑے اور کھلے پھرنے والے بچھڑے زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

اطمینان رکھو تمہاری چراگاہوں کو ضبط نہیں کیا جائے گا۔ تمہارے ثمردار درخت کاٹے نہیں جائیں گے اور دودھ دینے والے جانوروں کو مقید نہیں کیا جائے گا۔

مَنْ اَقَرَّ بِمَا فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فَلَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ وَالذِّمَّةِ وَمَنْ اَبٰى فَعَلَيْهِ الرِّبْوَةُ۔

جس شخص نے اس فرمان کی اطاعت کی اس کے لیے اللہ کا رسولؐ ایفاء عہد کا ذمہ دار ہے۔

اور جو منکر ہوا تو اس پر ٹیکس عائد ہوگا۔

مہر
(محمد رسول اللہ)

(۲۸)

اہل خثعم کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِخَثْعَمَ مَنْ حَاضَرَ بِبِيْشَةَ وَ بَادِيَتِهَا اِنَّ كُلَّ دَمٍ اَصَبْتُمُوْهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَنْكُمْ مَوْضُوْعٌ وَمَنْ اَسْلَمَ مِنْكُمْ طَوْعًا اَوْ كُرْهًا فِي يَدِهٖ حَرْثٌ مِنْ خَبَارٍ اَوْ عَزَازٍ تُسْقِيْهِ السَّمَاءُ اَوْ يُرْوِيْهِ اللَّثَى فَزَكَا عِمَارَةً فِي غَيْرِ اَزْمَةٍ وَلَا حَطْمَةٍ فَلَهٗ نَشْرُهٗ وَ اَكْلُهٗ وَ عَلَيْهِمْ فِي كُلِّ سَيْحٍ اَلْعُشْرُ وَ فِي كُلِّ غَرْبٍ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

یہ خط ہے اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے باشندگانِ خثعم، ساکنانِ بیشہ اور دیہات میں مقیم اشخاص کے نام۔

تم لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں جو خون کیا ہے وہ معاف کیا جاتا ہے۔

تم میں سے جو اسلام لائے خواہ خوشی سے یا ناگواری سے اور اس کے قبضہ میں ایسا کھیت ہو جو بارش سے سیراب ہوتا ہو یا چشمہ سے اور وہ بغیر خشک سالی کے سرسبز ہوگیا ہو تو اس کو اس میں مویشی چرانے اور اس کے کھانے کا حق حاصل ہوگا اور اس کو بارش والے کھیت سے دسواں حصہ، کنویں سے سیراب ہونے والے کھیت سے بیسواں حصہ دینا ہوگا۔

(۲۹)

اہل نجران کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللهِ
لِاَهْلِ نَجْرَانَ اَنَّهٗ كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ حُكْمُهٗ فِيْ
كُلِّ ثَمَرَةٍ صَفْرَاءَ اَوْ بَيْضَاءَ اَوْ سَوْدَاءَ اَوْ رَقِيْقٍ
فَاَفْضَلَ عَلَيْهِمْ وَتَرَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ عَلٰى اَلْفَيْ حُلَّةٍ
حُلَلَ الْاَوَاقِيْ فِيْ كُلِّ رَجَبٍ اَلْفُ حُلَّةٍ وَفِيْ كُلِّ
صَفَرٍ اَلْفُ حُلَّةٍ كُلُّ حُلَّةٍ اُوْقِيَّةٌ فَمَا زَادَتْ
حُلَلُ الْخَرَاجِ اَوْ نَقَصَتْ عَلَى الْاَوَاقِيْ فَبِالْحِسَابِ
وَمَا قَبَضُوْا مِنْ دُرُوْعٍ اَوْ خَيْلٍ اَوْ رِكَابٍ اَوْ عَرْضٍ
اُخِذَ مِنْهُمْ فَبِالْحِسَابِ وَعَلٰى نَجْرَانَ مَثْوَاةُ رُسُلِيْ
عِشْرِيْنَ يَوْمًا فَدُوْنَ ذٰلِكَ وَلَا تُحْبَسُ رُسُلِيْ
فَوْقَ شَهْرٍ وَعَلَيْهِمْ عَارِيَةٌ ثَلَاثِيْنَ دِرْعًا وَ
ثَلَاثِيْنَ فَرَسًا وَثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا اِذَا كَانَ
بِالْيَمَنِ كَيْدٌ وَمَا هَلَكَ مِمَّا اَعَارُوْا رُسُلِيْ مِنْ
دُرُوْعٍ اَوْ خَيْلٍ اَوْ رِكَابٍ فَهُوَ ضَمَانٌ عَلٰى رُسُلِيْ
حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ اِلَيْهِمْ وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهِمْ جِوَارُ
اللهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللهِ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ
وَمِلَّتِهِمْ وَاَرْضِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ
وَبِيَعِهِمْ وَصَلَوَاتِهِمْ لَا يُغَيِّرُوْا اُسْقُفًا عَنْ اُسْقُفِيَّتِهٖ
وَلَا رَاهِبًا عَنْ رَهْبَانِيَّتِهٖ وَلَا وَاقِفًا عَنْ وَ
قْفَانِيَّتِهٖ وَكُلُّ مَا تَحْتَ اَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ
اَوْ كَثِيْرٍ وَلَيْسَ رِبًا وَلَا دَمُ جَاهِلِيَّتِهٖ وَمَنْ

یہ تحریر ہے محمد نبی کی جانب سے اہل نجران کے نام۔
ہر پھل کے بارے میں (خواہ وہ سفید ہو، سیاہ ہو یا زرد ہو) اور
غلاموں کے حق میں حکم نبوی کے مطابق فیصلہ ہوگا، لیکن اللہ کا رسول ازراہ
عنایت و رحمت یہ سب محصول دو ہزار حلّے کے عوض چھوڑ دے گا مگر حلّوں کا
حساب اوقیہ کے لحاظ سے ہوگا۔

اہل نجران رجب اور صفر کے مہینہ میں ہم کو ایک ہزار حلّے دیں گے
اور ہر حلّہ اوقیہ کے حساب سے ہوگا۔ جو حلّے اوقیہ سے کم ہوں یا زائد
ہوں وہ بھی حساب سے لیے جائیں گے اور جو ان کی مقبوضہ زرہوں گھوڑوں
اونٹوں اور اسباب میں سے لیا جائے گا اس کا بھی باقاعدہ حساب ہوگا۔
اور اہل نجران کے ذمہ میرے سفیروں کی مہمانداری بیس روز یا بیس روز
سے کم عرصہ تک رہے گی اور میرے قاصدوں کو ایک ماہ سے زائد نہ روکا
جائے گا اور جب یمن میں جنگ ہو تو میرے سفیروں کو اہل نجران تیس زرہیں،
تیس گھوڑے، تیس اونٹ دیں گے اور جو زرہیں، گھوڑے، اونٹ میرے
سفیر عاریتاً لیں گے اگر اس میں سے کوئی شے تلف ہو جائے تو اس کا تاوان
میرے سفیر کے ذمہ ہوگا۔ اہل نجران اور اس کی ہمسایہ قوم کی جان، مذہب،
زمین، اموال، معابد، رسوم کی حفاظت اللہ اور اس کے رسول کے
ذمہ ہے۔ کسی اسقف کو تبدیل نہیں کیا جائے گا کسی راہب کو اس
کی رہبانیت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی واقف (تارک جنگ)
کو اس کی وقفانیت (گوشہ نشینی) سے روکا جائے گا۔ اس قلیل یا کثیر
مقدار میں کوئی تغیر نہیں کیا جائے گا جو ان کے قبضہ میں ہے لیکن سود
کے لین دین کا ان کو کوئی حق نہ ہوگا اور نہ زمانہ جاہلیت کے خون کا

سَئَلَ مِنْهُمْ حَقًّا فَبَيْنَهُمُ النَّصَفُ غَيْرَ ظَالِمِيْنَ
وَلَا مَظْلُوْمِيْنَ لِنَجْرَانَ وَمَنْ اَكَلَ رِبًا مِنْ ذِيْ
قَبْلٍ فَذِمَّتِيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ وَلَا يُؤَاخَذُ اَحَدٌ مِنْهُمْ
بِظُلْمِ اٰخَرَ وَعَلٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَذِمَّةُ اللّٰهِ
وَذِمَّةُ النَّبِيِّ اَبَدًا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنْ
نَصَحُوْا وَاَصْلَحُوْا فِيْمَا عَلَيْهِمْ غَيْرَ مُثْقَلِيْنَ بِظُلْمٍ

محمد رسول اللّٰه

انتقام وہ لے سکیں گے۔ ان میں سے جو کوئی اپنے حق کا مطالبہ کرے گا تو
اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ نہ تو ظلم کیا جائے گا اور نہ ہی نجرانیوں
پہ ظلم سہا جائے گا۔ جس نے سالق میں سُود خواری کی اُس کی ذمہ داری مجھ
پر نہیں اور نہ ہی ایک کو دوسرے کے جرم میں پکڑا جائے گا
جو کچھ اس صحیفہ میں ہے اُس کے ذمہ دار اللہ اور رسول ہیں بشرطیکہ
فریق ثانی بھی خلوص و خیر خواہی کے جذبات کو برقرار رکھیں۔

---

(۳۰)

سرداران عباہلہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلَی الْاَقْیَالِ الْعَبَاہِلَةِ وَالْاَرَاعِ الْمَشَابِیْبِ فِی التَّیْعَةِ شَاةٌ لَا مُقْوَرَةٌ الْاَلْیَاطُ وَالْاَضْنَاكُ وَاَنْطُوا الثَّبَجَةَ وَفِی السُّیُوْبِ الْخُمُسُ وَمَنْ زَنٰی مِمْ بِکْرٍ فَاصْقَعُوْهُ مِائَةً وَاسْتَوْفِضُوْهُ عَامًا وَمَنْ زَنٰی مِمْ ثَیِّبٍ فَضَرِّجُوْهُ بِالْاَضَامِیْمِ۔

وَلَا تَوْصِیْمَ فِی الدِّیْنِ وَلَا غُمَّةَ فِیْ فَرَائِضِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ وَوَائِلُ ابْنُ حُجْرٍ یَتَرَفَّلُ عَلَی الْاَقْیَالِ۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے سرداران عباہلہ اور نیک دل شرفاء کے نام (چالیس بکریوں) کے گلّے کے لیے ایک بکری (زکاۃ مقرر کی جاتی ہے) اور وہ بکری نہ تو لاغر اور کمزور ہو اور نہ بہت موٹی ہو بلکہ متوسط درجے کی ہو۔

غنیمت و معاون کی آمدنی پر خمس (پانچواں حصّہ) مقرر کیا جائے گا۔ جو شخص کنواری لڑکی سے زنا کرے اس کو سو درّے لگاؤ اور جو شادی شدہ عورت سے ملوث ہو اس کو سنگسار کرو۔

احکام دین کی تعمیل میں شرم و عار نہ ہونا چاہیے۔ واجبات خداوندی کی تکمیل میں اغماض و رعایت ناجائز ہے۔ ہر نشہ آور شے حرام ہے۔

(اور آگاہ ہو کہ)

ہم نے وائل بن حجر کو سرداران یمن پر حاکم بنایا۔

(۳۱)

بنی خباب کے نام

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ
لِبَنِيْ خَبَابٍ وَلِحُلَفَائِهِمْ وَمَنْ ظَاهَرَهُمْ عَلٰى
اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالتَّمَسُّكِ بِالْاِيْمَانِ
وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَعَلَيْهِمْ فِي الْهَامِلَةِ الرَّاعِيَةِ
فِيْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ غَيْرُ ذَاتِ عَوَارٍ وَالْحَمُوْلَةِ الْمَائِرَةِ
لَهُمْ لَاغِيَةٌ وَالسَّقْيُ الرِّوَاءُ وَالْعِذْيُ مِنَ الْاَرْضِ
يُقِيْمُهُ الْاَمِيْنُ وَظِيْفَةً لَا يُزَادُ عَلَيْهِمْ۔

مہر

محمد رسول اللہ

یہ خط ہے محمدؐ نبی کی جانب سے بنی خباب اور ان کے حلیفوں اور اُن لوگوں کے نام جو قیام نماز و ادائیگی زکوٰۃ و استقلال ایمان و ایفائے عہد میں ان لوگوں کے مددگار رہیں۔

ان لوگوں پر لازم ہے کہ بغیر چرواہے کے چرنے والی بکریوں میں سے ہر پانچ بکریوں سے ایک بے عیب بکری دیں اور باربردار (غلہ لادنے والے) جانوروں میں سے بھی زکوٰۃ دینا ہو گی لیکن راستہ بھولنے والے جانور اور وہ زمین جس کی آب پاشی نہر اور بارش سے ہوتی ہے انھیں کی ہو گی (اس میں زکوٰۃ نہ ہو گی) خازن کو وظیفہ دیا جائے گا اور ان لوگوں سے اس سے زائد اور کچھ نہیں لیا جائے گا۔

(٣٢)

اکبر بن عبد القیس کے نام

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ إِلَى الْأَكْبَرِ ابْنِ عَبْدِ الْقَيْسِ إِنَّهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَأَمَانِ رَسُولِهِ عَلٰى مَا أَحْدَثُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنَ الْقُحَمِ وَعَلَيْهِمُ الْوَفَاءُ بِمَا عَاهَدُوا وَلَهُمْ أَنْ لَا يُحْبَسُوا عَنْ طَرِيقِ الْمِيرَةِ وَلَا يُمْنَعُوا صَوْبَ الْقَطْرِ وَلَا يُحْرَمُوا حَرِيمَ الثِّمَارِ عِنْدَ بُلُوغِهِ

وَالْعَلَاءُ بن الحضرمي أَمِينُ رَسُولِ اللّٰهِ عَلٰى بَرِّهَا وَبَحْرِهَا وَحَاضِرِهَا وَسَرَايَاهَا وَمَا خَرَجَ مِنْهَا وَأَهْلُ الْبَحْرَيْنِ خُفَرَاؤُهُ مِنَ الضَّيْمِ وَأَعْوَانُهُ عَلَى الظَّالِمِ وَأَنْصَارُهُ فِي الْمَلَاحِمِ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ عَهْدُ اللّٰهِ وَمِيثَاقُهُ لَا يُبَدِّلُوا قَوْلًا وَلَا يُرِيدُوا فُرْقَةً وَلَهُمْ عَلٰى جُنْدِ الْمُسْلِمِينَ الشِّرْكَةُ فِي الْفَيْءِ وَالْعَدْلُ فِي الْحُكْمِ وَالْقَصْدُ فِي السِّيرَةِ حُكْمٌ لَا تَبْدِيلَ لَهُ فِي الْفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے اکبر بن عبد القیس کے نام۔

ان لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں جو فتنہ و فساد کیا اس کی پاداش سے یہ محفوظ رہیں گے۔

ان پر ایفائے عہد فرض ہے اور ان کو غلہ اور رسد کے راستے سے نیز بارش کے جمع شدہ ذخیرۂ آب سے محروم نہ رکھا جائے گا اور نہ پکے ہوئے پھل ہی ان کے لیے "شجر ممنوعہ" ہوں گے۔

علاء بن حضرمی اس مقام کے بحر و بر، قبائل و انہار اور وطن کی پیداوار پر رسولؐ کی جانب سے امین ہیں۔

اہل بحرین دفع ظلم میں ان کے شریک ظالم کے مقابلے پر ہر معرکۂ جنگ و جدل میں ان کے معاون ہوں گے۔

اور یہ ان کا اللہ کے ساتھ معاہدہ ہو کہ وہ نہ کسی قول کو بدلیں اور نہ ہی علیحدگی اختیار کریں اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ مالِ غنیمت میں انھیں شریک کریں اور فیصلے میں عدالت، سفر میں میانہ روی سے کام لیں۔

یہ وہ متفقہ فیصلہ ہے جس کو فریقین میں سے کوئی بھی تبدیل نہ کر سکےگا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ ان لوگوں کا نگران ہے۔

(۳۴)

مطرف بن کاہن الباہلی کے نام

إِنَّ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا بَيْضَاءَ فِيهَا مُنَاخُ الْأَنْعَامِ وَمَرَاحُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِمْ فِي كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ فَارِضٌ وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنَ الْغَنَمِ عَتُودٌ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ مِنَ الْإِبِلِ ثَاغِيَةٌ مُسِنَّةٌ وَلَيْسَ لِلْمُصَدِّقِ أَنْ يُصَدِّقَهَا إِلَّا فِي مَرَاعِيهَا وَهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللّٰهِ

مہر

محمد رسول اللہ

جو مُردہ زمین کو قابلِ کاشت بنائے گا اور وہ زمین اس لائق ہو جائے کہ اس میں مویشی اور اُونٹ بٹھائے جا سکیں تو وہ اسی کی ہو جائے گی۔ ان لوگوں کے ذمّے ہر تیس گائے پر ایک پوری عُمر کی گائے۔ ہر چالیس بھیڑوں پر ایک سال بھر کی بھیڑ۔ ہر پچاس اُونٹوں پر ایک سال کا اُونٹ دینا واجب ہے۔ محصّلِ زکوٰۃ کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کی چراگاہ کے سوا کہیں اور زکوٰۃ وصول کرے یہ سب امانِ خداوندی میں ہیں۔

(۳۴)

زہیر بن اقیش کے نام

زہیر بن اقیش بارگاہ رسالت میں آکر مشرف بہ اسلام ہوئے اس کے بعد رسول کریم نے ان کی قوم کے لیے یہ امان نامہ تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ لِزُهَيْرِ ابْنِ أُقَيْشٍ حَيٍّ مِنْ عُكْلٍ إِنَّهُمْ إِنْ شَهِدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَ فَارَقُوا الْمُشْرِكِينَ وَ أَقَرُّوا بِالْخُمُسِ فِي غَنَائِمِهِمْ وَ سَهْمِ النَّبِيِّ فَإِنَّهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ۔

(محمد رسول اللہ)

یہ تحریر اللہ کے نبی محمدؐ کی جانب سے (قبیلہ عکل کے) زہیر بن اقیش کے لیے۔ اگر یہ لوگ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعلان کرتے ہیں، مشرکین سے بیزار ہیں اور مالِ غنیمت میں اللہ کے نبی کا حصہ (خمس) تسلیم کرتے ہیں تو پھر وہ اللہ اور اُس کے رسُول کی حفاظت اور امان میں ہیں۔

(۳۵)

بنی معاویہ بن جرول الطائیین

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَفَارَقَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَطَاعَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ وَاَعْطٰى مِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللّٰهِ وَ
سَهْمَ النَّبِيِّ وَاَشْهَدَ عَلٰى اِسْلَامِهٖ فَاِنَّ لَهٗ اَمَانُ
اللّٰهِ وَمُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَّ لَهُمْ اَرْضَهُمْ
وَمِيَاهُهُمْ وَمَا اَسْلَمُوْا عَلَيْهِ وَالْغَنَمُ مُبِيْتَةً

مہر

(محمد رسول اللہ)

ان میں سے جو ایمان لائے نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، مشرکین سے قطع تعلق کرے، اللہ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرے، اموالِ غنیمت میں سے اللہ اور اُس کے رسُول کا حِصّہ ادا کرے، اپنے اسلام کی گواہی دے تو وہ اللہ اور محمدؐ کی پناہ میں ہے۔

ان کی زمین، ان کے کنوئیں اور اسلام قبول کرتے وقت جو کچھ ان کے قبضہ میں تھا انھیں کا رہے گا اور بھیڑ چرتے چرتے رات کو جہاں تک پہنچے، اتنی جگہ کے بھی یہی مالک ہوں گے۔

(۳۶)

برائے اُسقف بنی الحارث بن کعب و اساقفہ نجران

اِنَّ لَهُمْ عَلٰی مَا تَحْتَ اَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ وَكَثِيْرٍ مِنْ بِيَعِهِمْ وَصَلَوَاتِهِمْ وَرُهْبَانِيَّتِهِمْ وَجِوَارِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ لَا يُغَيَّرُ اُسْقُفٌ عَنْ اُسْقُفِيَّتِهٖ وَلَا رَاهِبٌ عَنْ رُهْبَانِيَّتِهٖ وَلَا كَاهِنٌ عَنْ كَهَانَتِهٖ وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوْقِهِمْ وَلَا سُلْطَانُهُمْ وَلَا شَيْءٌ مِمَّا كَانُوْا عَلَيْهِ مَا نَصَحُوْا وَاَصْلَحُوْا فِيْمَا عَلَيْهِمْ غَيْرَ مُثْقَلِيْنَ بِظُلْمٍ وَلَا ظَالِمِيْنَ۔

محمد رسول اللہ

جو قلیل و کثیر اشیاء ان کے گرجاؤں، رسوم عبادت اور ادارہ رہبانیت کے ماتحت ہیں وہ سب انھیں عیسائیوں کی رہیں گی۔ نہ کسی پادری کو اس کے منصب سے بدلا جائے گا نہ کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے علٰحدہ کیا جائے گا نہ کسی کاہن کو اس کی کہانت سے روکا جائے گا اور نہ ان کے حقوق مذہبی اقتدار اور مسلک و معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ اخلاص و خیرخواہی اصلاح و ادائے حقوق کا لحاظ رکھیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ نہ تو کسی کا بار ظلم اٹھائیں اور نہ دوسرے پر ظلم ہی کریں۔

---

(۳۷)

برائے خالد بن ضماد الازدی

إِنَّ لَهُ مَا أَسْلَمَ عَلَيْهِ مِنْ أَرْضِهِ عَلَىٰ أَنْ يُؤْمِنَ بِاللّٰهِ لَا شَرِيكَ لَهُ وَيَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَعَلَىٰ أَنْ يُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَيَصُومَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَيَحُجَّ الْبَيْتَ وَلَا يُؤْوِيَ مُحْدِثًا وَلَا يَرْتَابَ وَعَلَىٰ أَنْ يَنْصَحَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَعَلَىٰ أَنْ يُحِبَّ أَحِبَّاءَ اللّٰهِ وَيُبْغِضَ أَعْدَاءَ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ أَنْ يَمْنَعَهُ مِمَّا يَمْنَعُ مِنْهُ نَفْسَهُ وَمَالَهُ وَأَهْلَهُ وَإِنَّ لِخَالِدِ الْأَزْدِيِّ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ إِنْ وَفَىٰ بِهٰذَا۔

(خالد بن ضماد الازدی) جس زمینداری کی حالت میں اسلام لائے ہیں وہ زمینداری بدستور انھیں کی رہے گی بشرطیکہ وہ ایمان باللہ وحدانیت خداوندی رسالتِ محمدؐ کے اعتقاد پر ثابت قدم رہیں، نماز پڑھتے رہیں، زکوٰۃ دیتے رہیں، روزے رکھیں، حج ادا کریں، کسی بدعتی کو پناہ نہ دیں اور نہ ہی شک وشبہ میں رہیں، اللہ اور اُس کے رسُول کے مومن مخلص رہیں، اللہ کے دوستوں سے وابستہ اور اس کے دشمنوں سے برگشتہ رہیں اور محمدؐ کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی ویسی ہی حفاظت وصیانت کریں جیسی کہ اپنی جان ومال اور اہل وعیال کی کرتے ہیں۔

خالد ازدی کا اللہ اور محمدؐ ذمہ دار ہے بشرطیکہ خالد بھی اپنے عہد پر ثابت قدم رہیں۔

(۳۸)

برائے ربیعہ بن ذی مرحب

اِنَّ لَهُمْ اَمْوَالَهُمْ وَ نَخْلَهُمْ وَ رَقِيقَهُمْ وَ آبَارَهُمْ وَ اَشْجَارَهُمْ وَ مِيَاهَهُمْ وَ سَوَاقِيَهُمْ وَ نَبْتَهُمْ وَ شَرَاجِعَهُمْ بِحَضْرَمَوْتَ وَ كُلَّ مَالٍ لِآلِ ذِي مَرْحَبٍ وَ اِنَّ كُلَّ رَهْنٍ بِاَرْضِهِمْ يُحْسَبُ ثَمَرُهُ وَ سِدْرُهُ وَ قَضْبُهُ مِنْ رَهْنِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ وَ اِنَّ كُلَّ مَا كَانَ فِي ثِمَارِهِمْ مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّهُ لَا يَسْئَلُهُ اَحَدٌ عَنْهُ وَ اِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ بَرَاءٌ مِنْهُ وَ اِنَّ نَصْرَ آلِ ذِي مَرْحَبٍ عَلَى جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ وَ اِنَّ اَرْضَهُمْ بَرِيئَةٌ مِنَ الْجُوْرِ وَ اِنَّ اَمْوَالَهُمْ وَ اَنْفُسَهُمْ وَ زَافِرَ حَائِطِ الْمَلِكِ الَّذِي كَانَ يَسِيلُ اِلَى آلِ قَيْسٍ وَ اِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ جَارٌ عَلَى ذٰلِكَ۔

مہر

(محمد رسول اللہ)

ان لوگوں (ربیعہ اور اس کے اعزا) کے مال، عطایا غلام، کنوئیں، درخت، چھوٹی نہریں، سبزو گیاہ، صحرائی نالے (جو حضرموت میں ہیں) ان ہی کے ہیں اور خاندان ذی مرحب کے تمام اموال کے بھی یہی مالک ہیں۔

ہر وہ رہن جو ان کے ملک میں ہے اس کا ثمرہ اور اس کی شاخیں اسی رہن میں محسوب ہوں گی اور جو خیر و برکت ان کے پھلوں میں ہو گی اس کو بھی کوئی نہیں پوچھے گا اللہ اور اُس کا رسول دونوں اس سے بے نیاز ہیں۔

مسلمانوں پر واجب ہوگا کہ وہ خاندان ذی مرحب کی مدد کریں اور ان کی سرزمین کو جولانگاہِ ظلم نہ ہونے دیں۔ ان کے جان و مال کو محفوظ رکھا جائے گا نیز بادشاہ کے باغ کی وہ آب پاشی والی نہر جو خاندان قیس تک بہتی ہے وہ بھی انھیں کی۔ ان تمام امور کا ضامن اللہ اور اُس کا رسول ہے۔

(۳۹)

برائے قبیلہ بنی لخم

مَنْ اَسْلَمَ مِنْ حَدَسٍ مِنْ لَخْمٍ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَاَعْطَى حَظَّ اللّٰهِ وَحَظَّ الرَّسُوْلِ وَفَارَقَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّهٗ اٰمِنٌ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ مُحَمَّدٍ وَمَنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ فَاِنَّ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِهٖ بَرِيْئَةٌ وَمَنْ شَهِدَ لَهٗ مُسْلِمٌ بِاِسْلَامِهٖ فَاِنَّهٗ اٰمِنٌ بِذِمَّةِ مُحَمَّدٍ وَاِنَّهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ؕ

مہر

(محمد رسول اللہ)

قبیلہ لخم میں سے جو اسلام لائے نماز پڑھے زکوٰۃ دے اللہ و اس کے رسول کا حصہ دے مشرکین سے علیحدگی اختیار کرے تو وہ اللہ اور محمدؐ کی پناہ میں آگیا، لیکن جو شخص مرتد ہو جائے تو اللہ اور اس کا رسول اس سے بری الذمہ ہے جس شخص کے اسلام کی شہادت کوئی مسلم دے تو وہ بھی محمدؐ کی پناہ میں ہے اور وہ بھی مسلمانوں میں سے شمار کیا جائے گا۔

(۴۰)

برائے نعیم بن اوس

اِنَّ لَهٗ حِبْرِیْ وَعَیْنُوْنَ بِالشَّامِ قَرْیَتَهَا كُلَّهَا سَهْلَهَا وَجَبَلَهَا وَ مَاءَهَا وَحَرْثَهَا وَ اَنْبَاطَهَا وَبَقَرَهَا وَلِعَقَبِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ لَا یُحَاقُّهٗ فِیْهَا اَحَدٌ وَلَا یَلِجُهٗ عَلَیْهِمْ بِظُلْمٍ وَمَنْ ظَلَمَهُمْ وَ اَخَذَ مِنْهُمْ شَیْئًا فَاِنَّ عَلَیْهِ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ؁

ملک شام کا موضع حبری اور عینون کل کا کل یعنی اس کے وادی پہاڑ، پانی، کھیتی، اس کے کنوؤں کا پانی، اس کے گائے بیل سب ان کے اور ان کے بعد ان کے پسماندگان کے ہوں گے۔ اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے اور نہ زبردستی اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے جو ان پر ظلم کرے گا اور ان سے کچھ لے گا تو اس پر اللہ، ملائکہ اور گروہ مردم کی ابدی لعنت ہو۔

(محمد رسول اللہ)

(۴۸)

برائے بنی جعیل

اِنَّهُمْ رَهْطٌ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَهُمْ مِثْلُ الَّذِيْ لَهُمْ وَعَلَيْهِمْ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَاِنَّهُمْ لَا يُحْشَرُوْنَ وَلَا يُعْشَرُوْنَ وَاِنَّ لَهُمْ مَا اَسْلَمُوْا عَلَيْهِ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاِنَّ لَهُمْ سِعَايَةَ نَصْرٍ وَسَعْدِ بْنِ بَكْرٍ وَثُمَالَةَ وَهُذَيْلٍ۔

(محمد رسول اللہ)

یہ لوگ قریش ہی کی ایک شاخ ہیں ان کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان لوگوں کے۔ ان لوگوں پر ان ہی کی سی ذمہ داری ہے ان کا نہ تو اخراج ہی کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان سے خراج لیا جائے گا۔

اسلام لاتے وقت جس مال و دولت کے وہ مالک تھے وہ انھیں کا ہے۔

نصر و سعد و ثمالہ و ہذیل کے صدقات کے بھی یہی لوگ حق دار ہیں۔

(۴۲)

برائے بنی زرعہ و بنی ربعہ

إِنَّهُمْ آمِنُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَ
إِنَّ لَهُمُ النَّصْرَ عَلَىٰ مَنْ ظَلَمَهُمْ أَوْ حَارَبَهُمْ إِلَّا
فِي الدِّينِ وَالْأَهْلِ وَلِأَهْلِ بَادِيَتِهِمْ مَنْ بَرَّ
مِنْهُمْ وَاتَّقَىٰ مَا لِحَاضِرَتِهِمْ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ؕ

مہر

(محمد رسول اللہ)

ان کے جان و مال محفوظ ہیں جو شخص ان پر ظلم یا جنگ کریگا اس کے خلاف نبرد آزمائی کی جائے گی مگر جو جنگ دین اور اہل وعیال کے بارے میں ہو اس میں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ ان کے دیہاتیوں میں سے جو نیک اور متقی ہیں ان کے وہی حقوق ہوں گے جو شہریوں کے ہیں۔

(۴۳)

برائے عمرو بن معبد بنی الجرمز

مَنْ اَسْلَمَ مِنْهُمْ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَاَطَاعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَاَعْطٰی مِنَ الْغَنَائِمِ الْخُمُسَ وَسَھْمَ النَّبِیِّ الصَّفِیِّ وَمَنْ اَشْھَدَ عَلٰی اِسْلَامِہٖ وَفَارَقَ الْمُشْرِکِیْنَ فَاِنَّہٗ اٰمِنٌ بِاَمَانِ اللّٰہِ وَاَمَانِ مُحَمَّدٍ وَمَا کَانَ مِنَ الدَّیْنِ مدونۃ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ قُضِیَ عَلَیْہِ بِرَاسِ الْمَالِ وَبَطَلَ الرِّبَا فِی الرَّھْنِ وَاِنَّ الصَّدَقَۃَ فِی الثِّمَارِ الْعُشْرُ وَمَنْ لَحِقَ بِھِمْ فَاِنَّ لَہٗ مِثْلَ مَالَھُمْ۔

ان میں سے جو اسلام لائے، نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، اللہ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرے، مالِ غنیمت میں سے خمس دے اور نبیؐ کا حِصّہ نکالے، اپنے اسلام کو علانیہ کرے، مشرکین سے جُدا ہو جائے تو وہ اللہ اور اُس کے رسول کی امان میں ہیں، مسلمانوں میں سے جس کا کوئی قرض (ان لوگوں میں سے کسی پر) واجب الادا ہوگا تو اس کو صرف اصل رقم دلائی جائے گی اور سُود ممنوع ہوگا اور پھلوں کی زکوٰۃ دسواں حِصّہ ہوگی اور جو شخص ان لوگوں میں شامل ہوگا، اُس کے حقوق بھی انھیں کی طرح ہوں گے۔

مُہر

(محمد رسول اللہ)

(۴۴)

خالد ابن ولید کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى خَالِدِ
ابْنِ وَلِيْدٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ
الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ كِتَابَكَ جَآءَنِيْ
مَعَ رَسُوْلِكَ تُخْبِرُ اَنَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْب قَدْ
اَسْلَمُوْا قَبْلَ اَنْ تُقَاتِلَهُمْ وَاَجَابُوْا اِلٰى مَا دَعَوْتَهُمْ
اِلَيْهِ مِنَ الْاِسْلَامِ وَشَهِدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنْ قَدْ هَدَاهُمُ
اللّٰهُ بِهُدَاهُ فَبَشِّرْهُمْ وَاَنْذِرْهُمْ وَاَقْبِلْ وَ
لْيُقْبِلْ مَعَكَ وَفْدُهُمْ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ
اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

مہر
(محمد رسول اللہ)

(یہ خط ہے) اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے خالد بن ولید
کی طرف۔ (سب سے پہلے میں) تمہارے سامنے خدائے وحدہٗ لاشریک
کی حمد کرتا ہوں۔ مقصدِ تحریر یہ ہے کہ تمہارا خط ہمیں ملا جس سے ہمیں
یہ معلوم ہوا کہ بنی حارث بن کعب کے قبیلہ نے بغیر کسی جنگ و جدال
کے اسلام قبول کر لیا اور تمہاری پیش کردہ دعوتِ حق کو قبول کرتے
ہوئے خدائے واحد کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت کی گواہی دی اور
اس امر کی بھی گواہی دی کہ اللہ نے ان کو اپنی ہدایت سے سرفراز کیا۔ دیکھو
ان کو جنت کی بشارت دیتے رہنا اور عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہنا اور
تم کو چاہیے کہ فوراً ہمارے روبرو حاضر ہو اور تمہارے ہمراہ بنی حارث کا
ایک نمائندہ وفد بھی ہونا چاہیے۔ والسلام

(۴۵)

برائے عمرو بن حزم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا بَيَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ عَهْدٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ
اللّٰهِ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَمَرَهٗ
بِتَقْوَى اللّٰهِ فِيْ اَمْرِهٖ كُلِّهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ وَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ بِالْحَقِّ
كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ وَاَنْ يُّبَشِّرَ النَّاسَ بِالْخَيْرِ وَيَاْمُرَهُمْ
بِهٖ وَيُعَلِّمَ النَّاسَ الْقُرْاٰنَ وَيُفَقِّهَهُمْ فِيْهِ وَيَنْهَى
النَّاسَ فَلَا يَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِنْسَانٌ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ
وَيُخْبِرَ النَّاسَ بِالَّذِيْ لَهُمْ وَالَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَ
يَلِيْنَ النَّاسَ فِي الْحَقِّ وَيَشْتَدَّ عَلَيْهِمْ فِي الظُّلْمِ
فَاِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ الظُّلْمَ وَنَهٰى عَنْهُ فَقَالَ اَلَا لَعْنَةُ
اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ وَيُبَشِّرَ النَّاسَ بِالْجَنَّةِ وَ
بِعَمَلِهَا وَيُنْذِرَ النَّاسَ النَّارَ وَعَمَلَهَا وَيَسْتَاْلِفُ
النَّاسَ حَتّٰى يُفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَيُعَلِّمَ النَّاسَ
مَعَالِمَ الْحَجِّ وَسُنَّتَهٗ وَفَرِيْضَتَهٗ وَمَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ
وَالْحَجُّ الْاَكْبَرُ وَالْحَجُّ الْاَصْغَرُ هُوَ الْعُمْرَةُ وَ
يَنْهَى النَّاسَ اَنْ يُّصَلِّيَ اَحَدٌ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ
صَغِيْرٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبًا يُّثْنِيْ طَرَفَيْهِ عَلٰى
عَاتِقَيْهِ وَيَنْهَى النَّاسَ اَنْ يَّحْتَبِيَ اَحَدٌ فِيْ
ثَوْبٍ وَّاحِدٍ يُّفْضِيْ بِفَرْجِهٖ اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْهٰى

یہ اللہ و رسولؐ کا فرمان ہے کہ اے ایمان والو اپنے وعدوں
اور عہدوں کو پورا کرو۔ یہ عہد نامہ اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے عمرو
بن حزم کے لیے ہے جب ان کو یمن کی طرف والی بنا کر بھیجا جا رہا
ہے۔ اللہ کے رسولؐ کا ان کو حکم ہے کہ ہر معاملہ میں تقویٰ اختیار کریں،
کیونکہ اللہ نیک اور متقی لوگوں کا ساتھ دیتا ہے۔ ان کو چاہیے کہ وہ
دامنِ حق سے وابستہ رہیں۔ لوگوں کو خیر کی بشارت اور عملِ خیر کی دعوت
دیتے رہیں اور ان کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم لوگوں کو دیں اور
ان کو قرآن کا مفہوم سمجھائیں اور لوگوں کو بلا طہارت قرآن چھونے سے
منع کریں کیونکہ قرآن کو صرف پاک و پاکیزہ آدمی ہی چھو سکتا ہے۔

اور لوگوں کو مضر اور مفید امور سے مطلع کریں۔ حق پر چلنے والوں
کے ساتھ نرمی اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ سختی کریں کیوں کہ خداوندِ عالم
ظلم کو قطعاً پسند نہیں کرتا اور ظالمین پر اللہ لعنت بھیجتا ہے۔

لوگوں کو جنت اور عملِ جنت کی بشارت دیں۔ جہنم اور بد دوزخی
عمل سے لوگوں کو ڈرائیں اور تالیفِ قلوب کریں تاکہ لوگ دینی امور سے
واقفیت حاصل کر سکیں۔ لوگوں کو حج کے بارے میں اللہ کے احکام
سے مطلع کریں اور حج میں کتنے امور فرض ہیں کتنے سنت ہیں یہ سب
لوگوں کو بتائیں۔

حجِ اکبر اور حجِ اصغر (عمرہ) کی لوگوں کے سامنے وضاحت کریں
اور لوگوں کو اس بات سے روکیں کہ وہ ایک چھوٹے سے کپڑے میں
نماز نہ پڑھا کریں اور ایسے کپڑے کے استعمال سے بھی روکیں جس

أَنْ يَعْقِصَ أَحَدٌ شَعْرَ رَأْسِهِ فِيْ قَفَاهُ وَيَأْتِيْ إِذَا كَانَ بَيْنَ النَّاسِ هَيْجٌ عَنِ الدُّعَاءِ إِلَى الْقَبَائِلِ وَالْعَشَائِرِ وَلْيَكُنْ دَعْوَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ فَمَنْ لَمْ يَدْعُ إِلَى اللّٰهِ وَدَعَا إِلَى الْقَبَائِلِ وَالْعَشَائِرِ فَلْيَقْطِفُوْا بِالسَّيْفِ حَتّٰى تَكُوْنَ دَعْوَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَمَرَ بِالصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا وَإِتْمَامِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالْخُشُوْعِ

وَأَمَرَ بِالسَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ إِذَا نُوْدِيَ لَهَا وَالْغُسْلِ عِنْدَ الرَّوَاحِ إِلَيْهَا وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللّٰهِ وَمَا كُتِبَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَةِ مِنَ الْعَقَارِ عُشْرُ مَا سَقَتِ الْعَيْنُ وَسَقَتِ السَّمَاءُ وَعَلٰى مَا سَقَى الْغَرْبُ نِصْفُ الْعُشْرِ وَفِيْ كُلِّ عَشْرٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاتَانِ وَفِيْ كُلِّ عِشْرِيْنَ أَرْبَعُ شِيَاةٍ وَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ مِنَ الْغَنَمِ شَاةٌ فَإِنَّهَا فَرِيْضَةُ اللّٰهِ الَّتِي افْتَرَضَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَةِ فَمَنْ زَادَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ أَنَّهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ إِسْلَامًا خَالِصًا مِنْ نَفْسِهِ وَدَانَ بِدِيْنِ الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهُ مِثْلُ مَا لَهُمْ وَعَلَيْهِ مِثْلُ مَا عَلَيْهِمْ وَمَنْ كَانَ عَلٰى نَصْرَانِيَّتِهِ أَوْ يَهُوْدِيَّتِهِ فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ عَنْهَا.

وَعَلٰى كُلِّ حَالِمٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ دِيْنَارٌ وَافٍ أَوْ عِوَضُهُ ثِيَابًا فَمَنْ أَدّٰى ذَالِكَ فَإِنَّ لَهُ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهِ وَمَنْ مَنَعَ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ

سے انسان ننگا ہو جایا کرتا ہے۔

اور ان کو چوٹیا باندھنے سے منع کریں اور کسی ہنگامے اور لڑائی کے وقت قبیلوں کو پکارنے سے روکیں اور جب بھی پکاریں اللہ کو پکاریں جو واحد ہے اور لاشریک ہے اور جو اللہ کو پکارنے کے بجائے قوم و قبیلہ کو پکارے گا وہ کاٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ صرف اللہ کو پکارنے لگے گا اور ان کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو پابندی اوقات کے ساتھ اداء نماز کا حکم دیں اور اس بات کی تعلیم دیں کہ لوگ رکوع و سجود پورے طور سے بجا لایا کریں اور خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھیں اور ان کو حکم دیں کہ جب اذان ہو تو جمعہ کی شرکت کے لیے لوگ دوڑیں اور چلنے سے پہلے غسل کریں اور ان کو اموال غنیمت میں سے مال خمس نکالنے اور مومنین کے اموال پر جو زکوٰۃ واجب ہے اس کی ادائی کی بابت حکم دیں اور ان کو بتائیں کہ دسواں حصہ اس کھیت کی پیداوار سے لیا جائے گا جس کو سیرابی قدرتی چشموں اور آسمانی بارشوں کے ذریعہ ہوتی ہو اور بیسواں حصہ اس پیداوار کا لیا جائے گا جس کو کنوئیں کے ذریعہ سینچا گیا ہو۔

ہر دس اونٹوں میں سے دو بکریاں لی جائیں گی اور بیس اونٹوں پر ۴ بکریاں دینی ہوں گی اور ہر چالیس بھیڑوں پر ایک بکری ہوگی۔ یہ تو وہ واجبات ہیں جو مومنین کے ذمہ اللہ نے بسلسلۂ زکوٰۃ فرض کیے ہیں اور جو زائد خیرات کرنا چاہے تو وہ اسی کے لیے ثواب کی زیادتی کا سبب ہوگا اور جو یہودی و نصرانی اسلام لے آیا اور دین اسلام پر کاربند ہو گیا وہ گروہ مومنین میں سے ہو گیا اور پھر جو مومنین کے فرائض و حقوق ہوں گے، وہی اس کے بھی ہو جائیں گے لیکن جو اپنی یہودیت و نصرانیت پر بدستور قائم رہے تو اس کو اس کی نصرانیت و یہودیت سے بالجبر علیحدہ نہیں کیا جائے گا اور اس وقت ہر بالغ پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ جَمِيْعًا

صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ

عَلَيْهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُهٗ:-

مہر

(محمد رسول اللّٰہ)

(سیرۃ)

غلام ایک دینار ٹیکس لگایا جائے گا اور اگر وہ دینار نہ دے سکیں تو

اس کے عوض ان کو لباس اسی قیمت کا دینا ہوگا۔ جو اس ٹیکس کو ادا کر

دے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ اور حفاظت میں آجائے

گا یعنی وہ (کافر ذمی) ہو جائے گا اور جو اس ٹیکس کو ادا نہ کرے گا

وہ اللہ و رسول اور تمام مومنین کا دشمن تصور ہوگا۔

اللہ کی رحمتیں نازل ہوں محمدؐ کی ذات پر والسلام علیہ و

رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

(۴۶)

حارث بن عبد کلال کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللہ النبی الی الحارث بن عبد کلال والی نعیم بن عبد کلال والی النعمان قیل ذی رعین ومعافر وھمدان۔

اما بعد ذلکم فانی احمد الیکم اللہ الذی لا الہ الا ھو اما بعد فانہ قد وقع بنا رسولکم فلقینا بالمدینۃ فبلغ ما ارسلتم بہ وخبر ما قبلکم وانبانا باسلامکم وقتلکم المشرکین وان اللہ قد ھداکم بھداہ ان اصلحتم واطعتم اللہ ورسولہ واقمتم الصلوۃ واتیتم الزکوۃ واعطیتم من المغانم خمس اللہ وسھم الرسول وصفیہ وما کتب علی المؤمنین من الصدقۃ من العقار عشر ما سقت العین وسقت السماء وعلی ما سقی الغرب نصف العشر وان فی الاربعین ابنۃ لبون وفی ثلاثین من الابل ابن لبون ذکر وفی کل خمس من الابل شاۃ وفی کل عشر من الابل شاتان وفی کل اربعین من البقر بقرۃ وفی کل ثلاثین من البقر تبیع جذع او جذعۃ وفی کل اربعین من الغنم شاۃ وانھا فریضۃ اللہ التی فرض علی

یہ خط ہے اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے حارث بن عبد کلال ونعیم بن عبد کلال اور نعمان والی رعین ومعافر وہمدان کی طرف۔

امابعد سب سے پہلے مَیں خدائے واحد کی حمد کرتا ہوں، اس کے بعد (مقصدِ تحریر) یہ ہے کہ تمھارا قاصد آیا اور ہم نے مدینہ میں اسے شرف باریابی بخشا۔ اس نے تمھاری بھیجی ہوئی چیزوں کو ہم تک پہنچا دیا۔ تمھارے ماقبل کے حالات سے اطلاع دی اور ہمیں یہ بھی بتایا کہ تم اسلام لے آئے ہو اور تم نے مشرکین کو قتل کیا ہے اور یہ کہ تم اللہ کی ہدایت سے پورے طور پر فیض یاب ہو چکے ہو سو اب اگر تم نیک بندے بنے رہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے رہے قیام نماز کے ساتھ اداءِ زکوٰۃ اور مالِ غنیمت میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کا حصّہ نکالتے رہے اور مالِ غنیمت میں سے سردار لشکر جو حصّہ اپنے لیے مخصوص کرے اسی کو ہی دینے پر تیار رہے اور اللہ نے جو مومنین پر نصاب زکوٰۃ فرض کیا ہے یعنی مال پر زکوٰۃ اور اس کھیت کی پیداوار پر دسواں حصّہ جس کو چشمہ اور آسمانی بارش نے سیراب کیا ہو اور بیسواں حصّہ اس کھیت کی پیداوار پر جس کو کنوئیں سے ڈول بھر کر سینچا گیا ہو اور چالیس اُونٹوں میں ۲ سال کا ایک بچّہ جو مادہ ہو اور تیس اونٹوں پر ۲ سال کا ایک بچّہ جو نر ہو اور ہر پانچ اُونٹوں پر ایک بکری اور دس اُونٹوں پر ۲ بکریاں چالیس گایوں پر ایک گائے اور تیس گایوں پر ایک سال کا بچّہ نر ہو یا مادہ

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَةِ فَمَنْ زَادَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَمَنْ اَدّٰى ذٰلِكَ وَاَشْهَدَ عَلٰى اِسْلَامِهٖ وَظَاهَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهُ مَا لَهُمْ وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ وَلَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ وَاِنَّهُ مَنْ اَسْلَمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ اَوْ نَصْرَانِيٍّ فَاِنَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهُ مَا لَهُمْ وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ وَمَنْ كَانَ عَلٰى يَهُوْدِيَّتِهٖ اَوْ نَصْرَانِيَّتِهٖ فَاِنَّهُ لَا يُرَدُّ عَنْهَا وَعَلَيْهِ الْجِزْيَةُ عَلٰى كُلِّ حَالِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ دِيْنَارٌ وَافٍ مِنْ قِيْمَتِهِ الْمَعَافِرِ اَوْ عِوَضُهُ ثِيَابًا فَمَنْ اَدّٰى ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ لَهُ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ وَمَنْ مَنَعَهُ فَاِنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اَمَّا بَعْدُ

فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مُحَمَّدًا النَّبِيَّ اَرْسَلَ اِلٰى زُرْعَةَ ذِي يَزَنَ اَنْ اِذَا اَتَاكُمْ رُسُلِيْ فَاُوْصِيْكُمْ بِهِمْ خَيْرًا

مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَمَالِكُ بْنُ عُبَادَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ نَمِرٍ وَمَالِكُ بْنُ مُرَّةَ وَاَصْحَابُهُمْ وَاَنِ اجْمَعُوْا مَا عِنْدَكُمْ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْجِزْيَةِ مِنْ مَخَالِيْفِكُمْ وَاَبْلِغُوْهَا رُسُلِيْ وَاَنَّ اَمِيْرَهُمْ مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ فَلَا يَنْقَلِبَنَّ اِلَّا رَاضِيًا

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ مُحَمَّدًا يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ اِنَّ مَالِكَ بْنَ مُرَّةَ الرَّهَاوِيَّ قَدْ حَدَّثَنِيْ اَنَّكَ اَسْلَمْتَ مِنْ

اور ہر چالیس بھیڑوں میں سے ایک بکری (اگر اس نصاب زکوٰۃ کے مطابق تم دیتے رہے) اور یہ تو فرائض ہیں جن کا ادا کرنا واجب ہے اور یوں جس کا دل چاہے اللہ کی راہ میں اور زائد خیرات کرے اور جس نے یہ سب واجبات ادا کیے، اپنے اسلام پر گواہی دی اور مشرکین کے مقابلہ پر مومنین کا ساتھ دیا تو وہ مومنوں ہی میں سے ہوگا اور اس کے حقوق و فرائض اُن ہی جیسے ہوں گے اللہ اور اس کا رسُول ان کا ذمہ دار ہوگا اور یہی حال ان یہودیوں اور نصرانیوں کا ہوگا جو مسلمان ہو جائیں لیکن جو یہودی یا نصرانی اسلام نہ لائے تو اس کو اس کی یہودیت و نصرانیت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے بالغوں پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہوں یا غلام ایک دینار کا ٹیکس عائد کیا جائے گا اور اگر وہ ایک دینار نہ دے سکیں تو اس کے عوض لباس دیں گے اور ان کافرین میں سے جس نے یہ واجبات ادا کر دیے، وہ اللہ اور اُس کے رسُول کے ذمہ اور حفاظت میں آ گیا اور جس نے نہیں دیا وہ دشمن کہلائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے ذرعہ ذی یزن کی طرف اپنے سفیر بھیجے ہیں تو جب تمھارے پاس ہمارے سفیر پہنچیں، ان سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔

معاذ بن جبل، عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہ بن نمر، مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی آ رہے ہیں جو کچھ مال زکوٰۃ اور ٹیکس کی رقم ہو وہ سب ان کو دے دو۔ ان سفراء کے سردار معاذ بن جبل ہیں اور یاد رہے کہ یہ ہمارے پاس جو آئیں تو تم سے خوش ہو کر آئیں۔

ہم پھر اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ محمدؐ اُس کا بندہ اور رسُول ہے۔ ہم کو مالکؓ نے یہ بتایا تھا کہ تم ہی پہلے وہ ہو جو حمیر میں اسلام لائے ہو اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے اس پر ہم تم کو خیر کی بشارت دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تمھیں تاکید کی جاتی ہے کہ حمیر کے ساتھ تمھارا سلوک اور

أَوَّلِ حِمْيَرٍ وَ قَتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَبْشِرْ بِخَيْرٍ وَ
اٰمُرُكَ بِحِمْيَرَ خَيْرًا وَلَا تَخُوْنُوْا وَلَا تَخَاذَلُوْا فَإِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ وَلِيُّ غَنِيِّكُمْ وَ فَقِيْرِكُمْ وَ اَنَّ الصَّدَقَةَ
لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاَهْلِ بَيْتِهٖ اِنَّمَا هِيَ زَكٰوةٌ
يُزَكّٰى بِهَا عَلٰى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَابْنِ السَّبِيْلِ
وَاِنَّ مَالِكًا قَدْ بَلَّغَ الْخَبَرَ وَحَفِظَ الْغَيْبَ وَاٰمُرُكُمْ
بِهٖ خَيْرًا وَاِنِّيْ قَدْ اَرْسَلْتُ اِلَيْكُمْ مِنْ صَالِحِيْ
اَهْلِيْ وَاُولِيْ دِيْنِهِمْ وَاُولِيْ عِلْمِهِمْ وَاٰمُرُكَ بِهِمْ
خَيْرًا فَاِنَّهٗ مَنْظُوْرٌ اِلَيْهِ

وَالسَّلَامُ !

(محمد رسول اللہ)

رویہ خیر و صلاح پر مبنی ہونا چاہیے۔

دیکھو نہ تو خیانت کرنا اور نہ ہی نصرت اسلام کو ترک کرنا۔ اللہ کا رسولؐ تمہارے ہر غنی اور فقیر کا والی ہے اور یاد رکھو کہ صدقہ محمدؐ پر اور اس کے اہل بیت پر حرام ہے اور زکوٰۃ فقراء مسلمین اور ابن السبیل کو دی جا سکتی ہے۔

مالک نے خبر پہنچانے میں اور امانت داری میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے تم کو خصوصیت کے ساتھ اس سے حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہوں۔ میں نے تمہاری طرف بہترین صالح ذی علم و دین دار افراد بھیجے ہیں اور میں ان سب کے ساتھ تمہیں حسنِ سلوک کی تاکید کرتا ہوں۔

والسلام

نہج الفصاحت

(حصّہ سوم)

مکالماتِ رسولِ کریمؐ

(رسولِ کریمؐ کے حکمت آفرین معرفت خیز مکالمات کا مجموعہ)

تالیف و ترجمہ و تہذیب

مولانا سیّد نصیر الاجتہادی

پیش گفت

تاریخ وسیرت کی کتابوں میں بے شمار جگہ رسُول کریم ؐ کے "مکالمات" پائے جاتے ہیں ۔ مَیں نے ان مکالمات کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان مکالمات میں آپؐ نے بہت سے علمی مسائل، حقائقِ اسلام، رموزِ شریعت کو حل کیا ہے اور مسلمانوں کو جن امور کی وضاحت وصراحت درکار تھی ان کی توضیح وتصریح کی ہے، ان مکالمات سے رسُول کریم ؐ کی شخصیت کے بہت سے درخشاں پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ ان مکالمات سے علمائے اسلام کو احکام وقوانین مرتب کرنے عقائد کی فہرست تیار کرنے اور شرعی مسائل کی ترتیب وتدوین کرنے میں بہت مدد ملی ہے۔

ایک شخص سوال کرتا ہے اور آپؐ فوراً اس کا جواب دیتے ہیں اور ٹھیک اسی کے فہم وظرفِ دماغ کے مطابق ، پھر نور ہدایت پوری قوت سے اس کے دل میں ضوفشاں ہو جاتا ہے۔

بعض وقت ہمکلام رسُولؐ گستاخانہ انداز سے پیش آتا ہے مگر حلم نبویؐ سب پر غالب رہتا ہے۔ یہی اسوۂ حسنہ ہمارے علماء کے لیے سب سے زائد قابلِ اتباع ہے کہ اس دَور میں ہمیں علم نبویؐ کے ساتھ ساتھ حلم نبویؐ کی بھی سخت ضرورت ہے۔

ان مکالمات کے ذیل میں تاریخی واقعات آگئے ہیں اور بعض جگہ تو کچھ طویل بھی ہو گئے ہیں اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ربطِ کلام کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا اگر سیاق وسباقِ عبارت نہ ہو اور درمیان سے "مکالمات" بلا تاریخی پس منظر کے پیش کیے جائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ تو قاری پر اس کا کوئی مطلب واضح ہوگا اور نہ ان مکالمات کی افادیت ہی ثابت ہو سکے گی۔ اس لیے جس جگہ اشد ضرورت ہوئی تاریخی پس منظر کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔

تحریر وتقریر کے مقابلے میں مکالمہ برجستہ، ارتجالی اور برمحل ہوتا ہے جو "آورد" کے مقابلے میں "آمد" کی حیثیت ہوتی ہے، وہی مکالمے کی دیگر اصناف نطق وقلم کے مقابلے میں ہے اگر کوئی شخص کسی کے علم وفضل، مزاج وطینت، افتادِ فکر ونظر سے مطلع ہونا چاہے تو وہ "مکالمات" کے آئینے میں اسے دیکھے اس کی حقیقی تصویر نظر آجائے گی۔

"مکالمہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہر رنگ نظر آتا ہے اگر مزاج میں برہمی ہے تو وہ بھی ظاہر ہوگی اگر طبیعت مسرور ہے تو اس کا بھی پتا چلے گا۔ بیماری ہے تو بھی مخفی نہ رہے گی۔ صحتمندانہ آثار بھی ہویدا ہو کر رہیں گے موسم وماحول کا بھی رنگ جھلکے گا غرض انسان اور اس کے احوال کے تمام تقاضے اور احوال "مکالمات" میں آکر عریاں ہو جاتے ہیں اور فی الواقع ان میں انسان کی زبان نہیں، اصلیت بولتی ہے اور اس کی حقیقت کلام کرتی ہے اور اس سے اس کی علمی قابلیت، سلیقۂ گفتگو، پایۂ فکر، صورت باطن کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مخاطب نے ایسی گفتگو یا

انداز اختیار کیا جو خلاف شان اور منافی تہذیب ہو تو بلا شبہ متکلم جواب میں سخت و تند انداز اختیار کرے گا اس کے برعکس مخاطب کی معقولیت و تہذیب متکلم کے لہجہ و تلفظ پر خوشگوار آثار پیدا کرے گی اسی طرح موسم، قلبی اشتعال، اسباب فرح و غم بھی گفتگو سے ظاہر ہوں گے لیکن کیا کہیے کہ تاریخ انگشت بدنداں اور خامہ سر بگریباں ہے اس عظیم الشان انسان کے بارے میں جس کی گفتگو اور مکالمات خواہ کسی ماحول و موسم میں ہوں، ایسے ہی دشمن و وحشی انسان سے ہوئے ہوں، طبیعت و مزاج کا کیسا ہی حال کیوں نہ ہو اس کا انداز گفتگو، طریق تکلم، لب و لہجہ نہیں بدلتا ایک ہی "انداز" ہے جیسے "پیرایۂ رسالت" کتنا زیادہ موزوں ہے اور وہ ہر جگہ نظر آ رہا ہے۔ نہ غصہ نہ تند خوئی، نہ ما ورائے تہذیب نہ زیردست غصہ و غضب نہ بے عقلی و نافہمی، نہ بیقراری و اضطراب ہر جگہ ایک تحمل، دانش، حکمت، علم، حلم اور شکوہ نبوت نظر آئیگا۔ یہ ضبط عظیم، یہ طرز منفرد، یہ انداز قدسی کہاں ہو سکتا ہے۔ یہ نطشے کے فوق البشر سے ممکن نہیں یہ صرف "مقام عبدہٗ" سے واضح ہو سکیگا۔ دیگر "اصناف تخاطب" کے مقابلہ پر سب سے بڑی دشواری "مکالمے" میں یہ ہوتی ہے کہ اس میں مخاطب کے ذہن و علم، شخصیت و معیار کا خاص لحاظ کرنا پڑتا ہے بھلا اگر ایک بدو عرب، وحشی تاتاری، جاہل افریقی سے نصیر الدین طوسی اور علامہ ابن عربی کے مصطلحات و الفاظ میں گفتگو کیجیے تو کیا اس کی سمجھ میں کچھ آ سکتا ہے اور کیا غرض کلام کی تکمیل ہو سکتی ہے اور کیا اس کے پلے کچھ پڑ سکتا ہے، اور کیا کوئی اپنی شخصیت کو اس طرح مخاطب کے مقام سے ہمکنار کر سکتا ہے کہ "جو اس نے کہا" وہ "میرے دل میں ہے" کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ کہا گیا کہ مکالمے میں شخصیت بولتی ہے جب آپ ایک بادشاہ کو ایک معمولی آدمی سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھیں گے تو اس میں ایک طرف آپ کو تحکم، جلال، مطلق العنانی حرف آخر کا انداز نظر آئیگا دوسری طرف، کمتری بے چارگی اور مسکینی نظر آئیگی دونوں عام رائج وقت الفاظ سے ادائے مطلب کر رہے ہیں مگر الفاظ کے انتخاب، جملوں کی تشکیل، لہجے کے تیور شخصیت کی غمازی کرتے ہیں کہ کون "عرض کر رہا ہے" اور کون "فرما رہا ہے"۔ پھر کیا کوئی عظیم بادشاہ، سریر آرا اورنگ نشین محمد عربی سے بھی زائد جلال و اقتدار کا مالک تھا؟ جو کیا کبھی اس ہستی نے فداہ ابی و امی اپنے اس اقتدار و اجلال کی کسی مقام پر نمائش کی کسی ایک جگہ بھی ظل سبحانی کا انداز پیدا کیا ہے؟ "تمام" مکالمات چھان ڈالیے آپ کو محمد عربی کا جلال و شکوہ نظر نہ آئے گا اس طرح گفتگو ہو رہی ہے جیسے متکلم مخاطب کی سطح کا آدمی ہے نہ اپنی برتری کا اظہار نہ دوسرے کی کمتری کی پردہ دری "شخصیت" کہیں سے آتی ہی نہیں سارا زور ساری کاوش ساری طاقت سب سے بڑی غرض یہی نظر آتی ہے کہ کسی طرح خدا کا بول بالا ہو جائے اور مخاطب کے دل و دماغ میں نور حق ضوفشاں ہو۔

ایک عالم کی گفتگو کس قدر علمی اصطلاحات سے بوجھل ہوتی ہے ایک فلسفی کا بیان فلسفیانہ تعقیدات سے کس قدر زیر بار ہوتا ہے لیکن اس "علم کل" کا اندازہ دیکھو جس کی گفتگو اور کلام آفتاب کی طرح ہے کہ اس کی روشنی جس طرح قصر شاہی کو روشن کرتی ہے اسی طرح ایک غریب کی جھونپڑی کو جگمگاتی ہے۔

اسی طرح آپ کا کلام جس طرح شاہانِ علم اصحاب کرام پر ابر کرم کی طرح برستا ہے اسی طرح فقیران بے نوا کی بنجر زمین کو بھی زرخیز کر دیتا ہے۔

"تاثیر و اصلیت اور ترجمانی حقیقت میں "مکالمات" خاص کردار ادا کرتے ہیں اسی لیے قرآن کریم نے مختلف جگہ "مکالمات" کا انداز اختیار کر لیا ہے تاکہ حقیقت مالہٗ و ما علیہ سمیت ہر پہلو سے نظر آ جائے اور ذہن نشین ہو جائے اب آپ قرآن ناطق کے مکالمات کا مطالعہ کیجیے اور دیکھیے کہ کس طرح تمدنی، عمرانی، مجلسی، سیاسی، انفرادی اور اجتماعی مسائل حل ہو رہے ہیں اور ان کی وضاحت و صراحت کی جا رہی ہے اور اسکے ساتھ یہ دیکھیے کہ رسول کریم کس لب و لہجہ اور انداز سے گفتگو فرما رہے ہیں کہ ہمارے لیے فداہ ابی و امی کا ہر خط گفتار اور ہر نقش رفتار اسوۂ حسنہ، چراغِ راہ اور منزل مقصود ہے۔

مکالمہ (۱)

ایمان

حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ!

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ قَالَ صَدَقْتَ ـــ فَقَالَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْئَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ

قَالَ!

فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ

قَالَ! اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ

قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ

ـــــــ؟"

قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ "ہم سب رسول کریمؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جو انتہائی سفید براق پوشاک پہنے ہوئے تھا اور اس کے بال بے حد سیاہ تھے نہ تو وہ مسافر نظر آ رہا تھا اور نہ ہم میں سے ہی تھا۔ وہ آیا اور رسول کریمؐ کی طرف بڑھا اور اپنے گھٹنوں کو رسول کریمؐ کے گھٹنوں سے ملا کر اور ہاتھوں کو حضرتؐ کے زانوئے مبارک پر رکھ کر بیٹھ گیا اور گویا ہوا: "اے محمدؐ! اسلام کی تعریف کیجیے۔"

رسول کریمؐ: "اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی وحدانیت، محمدؐ کی رسالت کی گواہی دو اور نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو حج کرو۔"

نووارد: "سچ فرمایا آپ نے۔"

(حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کے پوچھنے، پھر تصدیق کرنے پر سخت تعجب ہوا۔)

نووارد: "اچھا ایمان کی وضاحت فرمائیے۔"

رسول کریمؐ: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے ملائکہ، اس کی کتب مقدسہ، اس کے محترم رسولوں اور روز آخرت پر اعتقاد و یقین رکھو اور مظاہر خیر و شر کا خالق اسی کو سمجھو۔"

نووارد: "سچ فرمایا آپ نے۔ اچھا اب احسان کی تشریح کیجیے۔"

رسول کریمؐ: "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو ورنہ یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

"قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟"
قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ
قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ
رَبَّتَهَا وَ أَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ
الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ
فَلَبِثْتُ مَلِيًّا۔
ثُمَّ "قَالَ لِي يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ
—— ؟"
قُلْتُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ
قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرَئِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ
دِيْنَكُمْ۔ (صحیح مسلم)

نو وارد۔ "اچھا یہ بتایئے کہ قیامت کب آئے گی؟"
رسول کریمؐ۔ "جس سے یہ بات پوچھی جارہی ہے وہ پوچھنے والے سے زائد نہیں جانتا۔ نو وارد۔ اس کے علامات ارشاد ہوں۔
رسول کریمؐ جب لونڈی اپنے سردار جننے لگے گی اور جب تم دیکھو گے کہ فقیر تنگدست سر و پا برہنہ لوگ بکریوں کے چرانے والے مضبوط عمارتوں میں رہنے لگے ہیں تو سمجھ لینا کہ قیامت آنے والی ہے۔"
حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر وہ چلا گیا اور مجھ سے حضرتؐ نے فرمایا: "تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟"
میں نے عرض کی کہ اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔
آپ نے فرمایا: "یہ جبرئیل تھے اور تمھیں تمھارے دین کی بابت سبق دینے کے لیے آئے تھے۔"

مکالمہ (۲)

علاماتِ قیامت

حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔قَالَ! كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْإِيْمَانُ؟
قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ
وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!
مَا الْإِسْلَامُ؟
قَالَ! اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ
شَيْئًا وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ
الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ۔

ابوبکر بن ابی شیبہ ناقل ہیں کہ "ایک مرتبہ آنحضرتؐ مجمع عام میں نکل آئے۔ اس وقت ایک شخص آیا اور اُس نے کہا: "یا رسول اللہ! ایمان کی تعریف کیجیے۔"
حضرتؐ نے فرمایا: "ایمان یہ کہ تم اللہ، ملائکہ اور کتب خدا کو تسلیم کرو۔ اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں کی رسالت پر اعتقاد رکھو۔ یوم حشر و نشر کا یقین رکھو۔"
پھر اُس سائل نے پوچھا: "اچھا اسلام کیا ہے۔"
رسول کریمؐ۔ "اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو کسی کو اُس کا شریک نہ بناؤ۔ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، ماہ رمضان کے روزے رکھو۔"

قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِحْسَانُ!

قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنَّکَ اَنْ لَا تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتیٰ السَّاعَۃُ

قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰکِنْ سَاُحَدِّثُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّھَا فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِھَا وَاِذَا کَانَتِ الْعُرَاۃُ الْحُفَاۃُ رُؤُسُ النَّاسِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِھَا وَ اِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَھَائِمِ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِھَا۔ (صحیح مسلم)

سائل۔ ”یا رسول اللہ! احسان کی تفسیر فرمائیے۔“

رسول کریمؐ۔ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو، جیسے کہ تم اُسے دیکھ رہے ہو، ورنہ یہ تو ضرور خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“

سائل ”یا رسولؐ اللہ قیامت کب آئے گی؟“

رسول کریمؐ۔ ”میں اس بارے میں سائل سے زائد واقف نہیں، لیکن اس کے علامات ضرور بتا سکتا ہوں جب لونڈی اپنے آقا کو جننے لگے اور سوپا برہنہ لوگ انسانوں کے حاکم ہو جائیں اور چرواہے پختہ عمارات میں رہنے لگیں تو یقین کر لینا کہ قیامت قریب ہے۔“

مکالمہ (۳)

تمام احکام خُدا کے ہیں

حَدَّثَنِیْ عَمْرُو ابْنُ مُحَمَّدٍ ــــ قَالَ : نُھِیْنَا اَنْ نَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَنْ شَیْءٍ فَکَانَ یُعْجِبُنَا اَنْ یَجِیْئَ الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ الْعَاقِلُ فَیَسْئَلُہٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ فَقَالَ : یَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُکَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّکَ تَزْعَمُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَکَ

قَالَ : صَدَقَ

قَالَ : فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ

قَالَ : اَللّٰہُ

قَالَ : ”فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ“

قَالَ ”اَللّٰہُ“

قَالَ فَمَنْ نَصَبَ ھٰذِہِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِیْھَا مَا جَعَلَ ؛ قَالَ ” اَللّٰہُ“

عمرو بن محمد کہتے ہیں کہ ایک دن ہم کو رسول کریمؐ نے ہر قسم کے سوال و استفسار سے منع کر دیا، لیکن ہمیں بہت تعجب ہُوا، جب ہم نے دیکھا کہ ایک بدوی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور رسول کریمؐ سے سوالات کرنے لگا اُس نے (آتے ہی) پوچھا:

”اے محمدؐ! آپ کا سفیر ہم سے ملا! اُس نے ہمیں یہ بتانے کی کوشش کی، آپؐ کا خیال یہ ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں؟“

رسول کریمؐ۔ ”اس نے سچ کہا۔“

بدوی۔ ”یہ بتائیے کہ آسمان کا خالق کون ہے؟“

رسول کریمؐ۔ ”اللہ۔“

بدوی۔ ”زمین کا خالق؟“

رسول کریمؐ۔ ”اللہ۔“

بدوی۔ ”ان پہاڑوں کو کس نے قائم کیا؟“

رسول کریمؐ۔ ”اللہ نے۔“

قَالَ فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ - "آللّٰهُ أَرْسَلَكَ"؟

قَالَ: نَعَمْ!

قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا؟

قَالَ: صَدَقَ!

قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟"

قَالَ: نَعَمْ

قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكوٰةً فِي أَمْوَالِنَا؟

قَالَ "صَدَقَ"!

قَالَ "وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا"؟

قَالَ صَدَقَ!

قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟

قَالَ "نَعَمْ"

قَالَ "وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا"؟

قَالَ "صَدَقَ"

قَالَ ثُمَّ وَلّٰى قَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ

(صحیح مسلم)

بدوی۔ "تو اسی خدا کی قسم جس نے آسمان خلق کیا، زمین بچھائی اور یہ پہاڑ نصب کیے، آپ بتائیں کہ اللہ ہی نے آپ کو رسول بنایا ہے؟"

رسول کریمؐ۔ "ہاں"

بدوی "آپ کا سفیر یہ کہتا تھا کہ ہم پر دن رات کی پنجگانہ نماز فرض ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟"

رسول کریمؐ۔ "ہاں اس نے سچ کہا"

بدوی "اس کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے کیا اللہ ہی نے اس بات کا حکم دیا ہے؟"

رسول کریمؐ۔ "ہاں"

بدوی۔ "آپ کا سفیر یہ بھی کہتا تھا کہ ہمیں مال میں سے زکوٰۃ نکالنا چاہیے"

رسول کریمؐ "اس نے ٹھیک کہا"

بدوی۔ "آپ کے سفیر کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم پر سال بھر میں ماہِ رمضان کے روزے واجب ہیں"

رسول کریمؐ۔ "اس نے درست کہا"

بدوی۔ "اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا، کیا اس کا بھی حکم اللہ ہی نے دیا ہے؟"

رسول کریمؐ۔ "ہاں"

بدوی "آپ کا سفیر کہتا تھا کہ اگر استطاعت ہو تو حج بھی کرنا چاہیے"

رسول کریمؐ۔ "وہ ٹھیک کہتا تھا"

(یہ سن کر) وہ اعرابی یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے میں ان چیزوں میں نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔

اس وقت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اگر یہ واقعی صدق دل سے کہہ رہا ہے تو ضرور جنت میں جائے گا۔

مکالمہ (۴)

اَمر و نہی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ حَدِیْثِہٖ ھٰذَا اِنَّ اُنَاسًا مِنْ عَبْدِ الْقَیْسِ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالُوْا: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنَّا حَیٌّ مِنْ رَبِیْعَۃَ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَکَ کُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَیْکَ اِلَّا فِی اَشْھُرِ الْحَرَمِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَاْمُرُ بِہٖ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِہِ الْجَنَّۃَ اِذَا نَحْنُ اَخَذْنَا بِہٖ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

"اٰمُرُکُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْھَاکُمْ عَنْ اَرْبَعٍ۔

(۱) اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا ۝

(۲) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۝

(۳) وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ ۝

(۴) وَاَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ ۝

وَاَنْھَاکُمْ عَنْ اَرْبَعٍ ، عَنِ الدُّبَّاءِ۔ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِیْرِ، قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَا عِلْمُکَ بِالنَّقِیْرِ؟

قَالَ : بَلٰی !

جِذْعٌ تَنْقُرُوْنَہٗ فَتَقْذِفُوْنَ فِیْہِ مِنَ الْقُطَیْعَاءِ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَضْرِبُ ابْنَ عَمِّہٖ بِالسَّیْفِ۔

وَقَالَ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ اَصَابَتْہُ جِرَاحَۃٌ کَذٰلِکَ۔ قَالَ وَکُنْتُ اَخْبَاھَا حَیَاءً مِنْ

ابوسعید خدری ناقل ہیں کہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ رسول کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا:

"یا رسُولَ اللہ! ہم قبیلہ ربیعہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کفار حائل ہیں جس کی وجہ سے ہم آپ کی خدمت میں (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب) کے سوا کسی مہینے میں نہیں آسکتے" لہٰذا آپ ہمیں ایسے احکام سے مطلّع فرمایئے، جو ہم اپنے قبیلہ والوں کو بھی بتا سکیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر اپنی عاقبت بھی سنوار کر داخل جنت بھی ہو سکیں"

رسُول کریم نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا کہ "مَیں تم کو چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں - (۱) اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ (۲) نماز پڑھو، زکوٰۃ دو (۳) ماہ رمضان کے روزے رکھو (۴) اور مالِ غنیمت میں سے خمس ادا کرو اور مَیں تم کو چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ کدو کے تونبے، سبز لاکھے برتن، روغنی برتن اور نقیر سے" قبیلہ والوں نے کہا: "آپ کو نقیر سے کیا واقفیت ہے؟"

آپ نے فرمایا: "کیوں نہیں؟"

نقیر ایک لکڑی ہے جس کو تم کھود لیتے ہو پھر اس میں چھوٹی کھجور کو بھگوتے ہو (اور اس سے مشروب مسکر تیار کرتے ہو) پھر تم ایک دوسرے پر شمشیر زنی کرتے ہو۔

(راوی کہتا ہے کہ اس وقت ہمارے وفد میں ایک ایسا آدمی تھا جو اسی کیفیت کی وجہ سے زخمی ہو چکا تھا لیکن میں اس کو شرم کی وجہ

رَسُوْلَ اللّٰہِ)

فَقُلْتُ: فِیْمَ نَشْرَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

قَالَ فِیْ اَسْقِیَۃِ الْاَدَمِ الَّتِیْ یُلَاثُ عَلٰی اَفْوَاھِھَا!

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَرْضَنَا کَثِیْرَۃُ الْجُرْذَانِ وَلَا تَبْقٰی بِھَا اَسْقِیَۃُ الْاَدَمِ۔

فَقَالَ النَّبِیُّ وَاِنْ اَکَلَتْھَا الْجُرْذَانُ وَاِنْ اَکَلَتْھَا الْجُرْذَانُ وَاِنْ اَکَلَتْھَا الْجُرْذَانُ۔

وَقَالَ النَّبِیُّ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْکَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاۃُ۔

سے رسول کریمؐ کی نگاہ سے حتی الامکان چھپانے کی کوشش کر رہا تھا)

پھر ہم نے پوچھا "یا رسول اللہ ہم پھر کون سا برتن استعمال کریں؟"

آپ نے فرمایا "مشکیزے استعمال کیا کرو۔"

ہم نے کہا۔ "ہمارے علاقے میں چوہے بہت ہیں وہ چمڑے کی مشکیں کہاں رہنے دیتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا "چاہے کتنے ہی چوہے کیوں نہ ہوں تمھیں یہ چمڑے کا برتن ہی استعمال کرنا پڑے گا۔"

پھر آپ اشج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ بے حد پسند کرتا ہے: بردباری اور سکون و طمانیت۔"

(صحیح مسلم)

اللہ کا حق

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ اِلَّا مُؤْخِرَۃُ الرَّحْلِ

فَقَالَ!

"یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ"

قُلْتُ "لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

وَسَعْدَیْکَ ثُمَّ سَارَ سَاعَۃً، ثُمَّ قَالَ!

"یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ"

قُلْتُ "لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" وَسَعْدَیْکَ

ثُمَّ سَارَ سَاعَۃً، ثُمَّ قَالَ "یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ"

قُلْتُ "لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" وَسَعْدَیْکَ

قَالَ ھَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ

معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ میں حضرتؐ کے ساتھ ایک ہی سواری پر سوار تھا۔ میرے اور حضورؐ کے درمیان صرف پالان کی لکڑی کا فاصلہ تھا۔

حضرتؐ نے فرمایا "معاذ!"

میں نے کہا "لبیک یا رسول اللہ!"

پھر حضرتؐ نے سواری کی رفتار تیز کر دی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا "معاذ!"

میں نے کہا "لبیک یا رسول اللہ!"

پھر آپ نے سواری کی رفتار تیز کر دی۔ کچھ دیر کے بعد پھر آپ نے فرمایا "معاذ!"

میں نے کہا "حاضر ہوں اللہ کے رسول حکم دیجیے، فرمائیے۔"

یہ سن کر حضرتؐ نے ارشاد کیا "معاذ! تم جانتے ہو کہ

قُلْتُ :
اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ
قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ
وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سُرْعَةً
ثُمَّ قَالَ :
يَا مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ : قُلْتُ، لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَسَعْدَيْكَ " قَالَ " هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى
اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ـ قُلْتُ " اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ "
قَالَ " اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ "

بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟"
میں نے عرض کی: "اللہ اور اُس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے۔"
آپ نے فرمایا: "اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔" پھر آپ نے مرکب کی رفتار کو تیز کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد کہا:
"معاذ! یہ بھی جانتے ہو کہ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟"
میں نے کہا: "اللہ اور اُس کے رسولؐ کا علم زیادہ وسیع ہے۔"
آپؐ نے فرمایا: "بندوں کا حق اللہ پر اس وقت یہ ہوگا کہ وہ ان پر عذاب نہ کرے۔"

مکالمہ (۵)

افضل عمل

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ : قُلْتُ :
"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟"
قَالَ: "اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِهٖ"
فَقُلْتُ : " اَىُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟"
قَالَ :
"اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا "
فَقُلْتُ : " فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ تُعِيْنُ صَالِفًا
اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ"
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ
ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ؟
قَالَ : تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّهَا
صَدَقَةٌ مِّنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ ـ

ابوذر ناقل ہیں کہ ایک روز میں نے آنحضرتؐ سے کہا:
"یا رسول اللہ! سب سے افضل عمل کون سا ہے؟"
آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اللہ پر ایمان اور اُس کی راہ میں جہاد۔"
پھر میں نے پوچھا: "سب سے زائد کس غلام کی رہائی کا ثواب ہے؟"
آپ نے ارشاد کیا "جس غلام کو وہ زائد پسند کرے اور اس کی قیمت بھی زائد ہو، اس کو آزاد کرنے کا زائد ثواب ہے۔"
میں نے کہا: "اگر میں یہ نہ کر سکوں تو؟"
آپ نے فرمایا: "پھر تم کسی (غریب) کاریگر کا ہاتھ بٹاؤ یا جو بے کار و بے ہنر ہو اُس کے لیے مزدوری کرو۔"
میں نے کہا: "اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں؟"
آپ نے فرمایا: "پھر تم یہ کرو کہ کبھی کسی کے ساتھ بُرائی نہ کرو

اور یہی تمہارا بے ضرر ہونا تمہارے نفس کے لیے صدقہ بھی بن جائے گا۔

مکالمہ (۶)

گناہِ عظیم

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَجُلٌ "يَا رَسُولَ اللهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ" قَالَ "اَنْ تَدْعُوَا لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ" ثُمَّ اَيٌّ ؟

قَالَ "اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ"

قَالَ ثُمَّ اَيٌّ ؟

قَالَ "اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ"

فَاَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَهَا !

(وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا)

عمرو بن شرحبیل ناقل ہیں کہ ایک شخص نے کہا: "یا رسول اللہ! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟"

آپؐ نے فرمایا: "اپنے خالق کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنا"

اُس شخص نے پوچھا: "اس کے بعد سب سے بڑا گناہ؟"

آپؐ نے فرمایا: "اپنی اولاد کو اس لیے قتل کرنا کہ وہ ہمارے طعام میں شریک نہ ہو"

اُس نے پوچھا: "اس کے بعد؟"

آپؐ نے فرمایا: "ہمسائے کی بیوی سے زنا کرنا"

اس پر یہ آیت اُتری۔

(جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کو نہیں پکارتے... اور کسی نفس محترم کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا سے اجتناب کرتے ہیں اور جو ایسا کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا۔)

مکالمہ (۷)

ایک خاص واقعہ

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ فِيْ سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَاَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ۔

اسامہؓ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول کریمؐ نے ایک جنگ میں بھیجا علی الصباح ہم اطراف جہینہ میں پہنچے ہم نے مخالفین کے ایک شخص کو پکڑ لیا۔ اس نے فوراً لا الٰہ الا اللہ کہا، مگر میں نے کچھ سماعت نہ کی اور اسے مار ڈالا، مگر یہ بات کچھ میرے دل کو چبھنے لگی۔ میں نے رسول کریمؐ سے سارے واقعہ کا تذکرہ کیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ "اَقَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَقَتَلْتَہٗ ؟"

رسُول کریمؐ نے فرمایا: "واقعی اُس نے لاالٰہ الااللّٰہ کہا تھا ؟ اور تم نے اسے قتل کیا ؟"

قَالَ "قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا قَالَ خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ "

مَیں نے کہا: "ہاں یا رسُولُ اللّٰہ ایسا ہی ہُوا مگر اُس نے کلمہ تلوار کے خوف سے پڑھا تھا۔"

قَالَ "اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِہٖ حَتّٰی تَعْلَمَ اَقَالَھَا اَمْ لَا فَمَازَالَ یُکَرِّرُھَا عَلَیَّ حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ اَسْلَمْتُ یَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاَنَا وَاللّٰہِ لَا اَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰی یَقْتُلَہٗ ذُوالْبُطَیْنِ یَعْنِیْ اُسَامَۃَ

آپؐ نے فرمایا: "اسامہ ! کیا تم نے اُس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ اُس نے واقعی دل سے اقرار کیا تھا یا ڈر کے مارے اسلام قبول کیا تھا ؟" اور آپ اس جملے کو بار بار دُہرا رہے تھے) یہاں تک کہ میری یہ حالت ہوگئی، مَیں تمنا کرنے لگا، کاش مَیں اسی دن مسلمان ہُوا ہوتا۔

پھر سعد کہنے لگے : بخدا ہم نے مسلمان کو نہیں قتل کیا، یہاں تک کہ اسامہ نے اسے مار ڈالا۔

قَالَ قَالَ رَجُلٌ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ،

اس پر ایک آدمی بولا: کیا اللّٰہ نے نہیں کہا ہے: تم اس وقت تک ان سے لڑتے رہو جب تک کہ فتنہ بالکل ختم نہ ہو جائے اور دین سارے کا سارا اللّٰہ کا ہو جائے ؟

فَقَالَ سَعْدٌ؟

قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَاَنْتَ وَاَصْحَابُکَ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰی تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ۔

اس پر سعد بولے: ہم تو قتال اس لیے کرتے ہیں کہ فتنہ نہ رہے اور تم اور تمھارے دوست یہ چاہتے ہیں: قتال ہو تاکہ فتنہ بڑھے۔

مکالمہ (۸)

قصاص

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُخْتَ الرُّبَیِّعِ اُمَّ حَارِثَۃَ جَرَحَتْ اِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوْا اِلَی النَّبِیِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

انسؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ ام حارثہ نے ایک شخص کو زخمی کر دیا، پھر دونوں جھگڑتے ہوئے رسُول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے صورت حال معلوم کر کے فرمایا :

"اَلْقِصَاصَ اَلْقِصَاصَ"

"قصاص قصاص"

فَقَالَتْ اُمُّ الرُّبَیِّعِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَۃَ وَاللّٰہِ لَا یُقْتَصُّ مِنْھَا اَبَدًا قَالَ

اس پر ام ربیع بولی: "یا رسُولُ اللّٰہ کیا مجھ سے بھی قصاص لیا جائے گا ؟ بخدا مجھ سے کبھی قصاص نہ لیا جائے گا اور وہ یہ فقرہ

فَمَا زَالَتْ حَتّٰى قَبِلُوا الدِّيَةَ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

مسلسل دُہراتی رہیں۔ یہاں تک کہ فریق مخالف نے دیت پر سمجھوتہ کر لیا۔

اس وقت رسُول کریمؐ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر خدا کی قسم کھالیں تو وہ بات ہو کر رہتی ہے۔

مکالمہ (۹)

قتل

عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ اَنَّ عَلْقَمَةَ ابْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ قَالَ اِنِّيْ لَقَاعِدٌ مَعَ النَّبِيِّ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَقُوْدُ اٰخَرَ بِنِسْعَةٍ

فَقَالَ:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا قَتَلَ اَخِيْ"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ!

"اَقَتَلْتَهٗ"؟

فَقَالَ اِنَّهٗ لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ اَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ۔

قَالَ نَعَمْ "قَتَلْتُهٗ"

قَالَ كَيْفَ قَتَلْتَهٗ؟

قَالَ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ نَخْتَبِطُ مِنْ شَجَرَةٍ نَسْتَبِيْ فَاَغْضَبَنِيْ فَضَرَبْتُهٗ بِالْفَاْسِ عَلٰى قَرْنِهٖ فَقَتَلْتُهٗ۔

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ تُؤَدِّيْهِ عَنْ نَفْسِكَ

قَالَ مَالِيْ مَالٌ اِلَّا كِسَائِيْ وَفَاْسِيْ

قَالَ فَتَرٰى قَوْمَكَ يَشْتَرُوْنَكَ

سماک بن حرب سے روایت ہے کہ علقمہ بن وائل نے ان سے بیان کیا: ان کے والد ذکر کرتے تھے: مَیں رسُول کریمؐ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص آپ کے پاس آتا ہوا دکھائی دیا جو دوسرے شخص کو ایک رسّے سے کھینچتا ہُوا لا رہا تھا۔

اُس نے آکر عرض کی: یا رسُولؐ اللہ اس نے میرے بھائی کو قتل کر دیا۔

اس پر رسُول کریمؐ نے اس شخص سے پوچھا: کیا واقعی تُو نے قتل کیا ہے؟ (اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر اس نے قتل کا اقرار نہ کیا تو تم کو شہادت لانا ہو گی)

اس شخص نے عرض کی: یا رسُولؐ اللہ! مَیں نے قتل کیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا کس طرح قتل کیا؟

اُس نے عرض کی: مَیں اور مقتول ایک درخت کی لکڑیاں چُن رہے تھے، اس نے مجھے گالی دی مجھے غصّہ آگیا مَیں نے اس کے سر پر کلہاڑی دے ماری وہ ہلاک ہو گیا۔

رسُول کریمؐ نے فرمایا: کیا تیرے پاس خون بہا کے لیے کچھ مال ہے یا اس کے عوض میں اپنی جان دینے کا ارادہ ہے؟

قاتل نے عرض کی: یا رسُولؐ اللہ! میرے پاس اس چادر

"قَالَ اَنَا اَهْوَنُ عَلَىٰ قَوْمِي مِنْ ذَاكَ فَرَمَى اِلَيْهِ بِنِسْعَتِهٖ"
وَقَالَ!
"دُوْنَكَ صَاحِبَكَ" فَانْطَلَقَ بِهِ الرَّجُلُ فَلَمَّا وَلّٰى"
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنْ قَتَلَهٗ فَهُوَ مِثْلُهٗ فَرَجَعَ
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ
قُلْتَ اِنْ قَتَلَهٗ فَهُوَ مِثْلُهٗ وَ اَخَذْتُهٗ بِاَمْرِكَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمَا تُرِيْدُ اَنْ يَبُوْءَ بِاِثْمِكَ وَاِثْمِ صَاحِبِكَ ۔
قَالَ "يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَعَلَّهٗ"
قَالَ ، بَلٰى!
قَالَ فَاِنَّ ذَاكَ كَذَاكَ
قَالَ فَرَمٰى بِنِسْعَتِهٖ وَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ
(صحیح مسلم)

اور کلہاڑی کے سوا کچھ نہیں۔
آپ نے فرمایا: کیا تمھاری قوم تمھاری طرف سے مال دے کر تمھیں چھڑا سکتی ہے؟
قاتل نے عرض کی میری قوم مجھے ایسے مقام پر نہیں سمجھتی کہ وہ میری طرف سے خوں بہا دے۔
یہ سُن کر آپ نے اس کی رسّی اس کی طرف پھینک دی اور فرمایا، تم جانو اور تمھارا ساتھی۔
تو وہ شخص اس قاتل کو لے کر جانے لگا جب اس نے پیٹھ موڑی تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر اس شخص نے اس قاتل کو قتل کر دیا تو یہ بھی اسی کی طرح قتل کا مرتکب ہوگا۔ جب یہ بات اس تک پہنچی تو وہ پلٹا اور اُس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے سُنا ہے، آپ نے یہ کہا: اگر وہ اس کو قتل کر دے گا تو وہ بھی اسی طرح قاتل متصور ہوگا۔
رسول کریمؐ نے فرمایا: کیا تیری یہ خواہش نہیں کہ یہ شخص تیرے اور مقتول کے گناہ اپنے سر لے لے۔
اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو اس کو قتل نہ کرے گا تو ایسا ہی ہوگا۔ یہ سُن کر اُس نے رسّی پھینک دی اور اُسے چھوڑ کر چلا گیا۔

مکالمہ (۱۰)

اعترافِ گناہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ۔ اَتٰى رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ"
فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَقَالَ

ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں: ایک مرتبہ ایک مسلمان جناب رسول خدا کے پاس مسجد میں آیا اور آپ کو آواز دے کر کہا یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔
آپؐ نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ دوسری طرف سے آیا اور

لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ زَنَیْتُ"۔
فَاَعْرَضَ عَنْہُ حَتّٰی ثَنّٰی ذٰلِکَ عَلَیْہِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَہِدَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَرْبَعَ شَہَادَاتٍ دَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ اَبِکَ جُنُوْنٌ؟ قَالَ "لَا"
قَالَ "فَہَلْ اَحْصَنْتَ"
قَالَ "نَعَمْ"۔
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذْھَبُوْا بِہٖ "فَارْجُمُوْہُ"

کہنے لگا: "یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے"۔
آپؐ نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایسا چار مرتبہ ہوا۔ وہ چار مرتبہ اقرار کر چکا تو آپؐ نے اُس کو بلایا اور فرمایا: "کیا تو پاگل ہے؟"
اُس نے کہا: "نہیں"۔
"اچھا پھر یہ بتا کہ تو شادی شدہ ہے؟"
کہا: "ہاں"۔
اُس وقت آپؐ نے اصحاب سے فرمایا: "اِس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو"۔

مکالمہ (۱۱)

"ماعز"

جَآءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِکٍ اِلَی النَّبِیِّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ"۔
فَقَالَ وَیْحَکَ اِرْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ اِلَیْہِ قَالَ فَرَجَعَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ" وَیْحَکَ اِرْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ اِلَیْہِ" قَالَ فَرَجَعَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَھِّرْنِیْ" فَقَالَ النَّبِیُّ مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا کَانَتِ الرَّابِعَۃُ۔ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ "فِیْمَا اُطَھِّرُکَ"؟ فَقَالَ مِنَ الزِّنَا۔ فَسَئَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ "اَبِہٖ جُنُوْنٌ"؟ فَاُخْبِرَ اَنَّہٗ لَیْسَ بِمَجْنُوْنٍ" فَقَالَ اَشَرِبَ خَمْرًا؟"
فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْکَھَہٗ فَلَمْ یَجِدْ مِنْہُ رِیْحَ خَمْرٍ۔

ماعز بن مالک رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: "یا رسول اللہ! مجھے پاک کر دیجیے"۔
حضرتؐ نے فرمایا: "جا اور اللہ سے استغفار کر اور توبہ کر"۔
وہ تھوڑی دُور چلا گیا پھر واپس آیا اور کہنے لگا: "یا رسول اللہ! مجھے پاک کر دیجیے"۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "وائے ہو تجھ پر جا چلا جا اور اللہ سے معافی مانگ، توبہ کر"۔ پھر تھوڑی دُور گیا اور واپس آ کر یہی کہنے لگا۔ حضرتؐ نے پھر وہی جواب دیا، یہاں تک کہ جب اُس نے چوتھی بار کہا تو حضرتؐ نے فرمایا: "آخر میں کس جرم سے تجھے پاک کردوں؟
اُس نے کہا: زنا سے۔ حضرت نے لوگوں سے پوچھا۔ اس کو جنون تو نہیں...؟ لوگوں نے بتایا نہیں۔
فرمایا: یہ نشے کی حالت میں تو نہیں...؟
ایک شخص اُٹھا اور اس نے اس کا منہ سونگھا تو شراب کی بو محسوس نہ ہوئی۔

قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اَزَنَيْتَ ؟
فَقَالَ "نَعَمْ" فَاَمَرَ بِهٖ" فَرُجِمَ" فَكَانَ النَّاسُ
فِيْهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُوْلُ لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ
اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ مَا تَوْبَةٌ
مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ فَوَضَعَ
يَدَهٗ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اُقْتُلْنِيْ بِالْحِجَارَةِ!
قَالَ فَلَبِثُوْا بِذٰلِكَ يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ
جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُمْ جُلُوْسٌ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ
اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالُوْا غَفَرَ
اللّٰهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟
"لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ
لَوَسِعَتْهُمْ"
قَالَ ثُمَّ جَآءَتْهُ امْرَءَةٌ مِنْ غَامِدٍ
مِنَ الْاَزْدِ فَقَالَتْ "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ"
فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِيْ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ
وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ-
فَقَالَتْ اَرَاكَ تُرِيْدُ اَنْ تُرَدِّدَنِيْ كَمَا رَدَّدْتَ
مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ
قَالَ وَمَا ذَالِكِ
قَالَتْ "اِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا"
فَقَالَ اَنْتِ ؟
قَالَتْ "نَعَمْ"
فَقَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِيْ مَا فِيْ بَطْنِكِ
قَالَ "فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ حَتّٰى
وَضَعَتْ" قَالَ فَاَتَى النَّبِيَّ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ

پھر رسُول کریمؐ نے فرمایا: کیا واقعی تُو نے زنا کیا ہے ؟
اس نے کہا: ہاں۔ حضرتؐ نے حکم دیا کہ اس کو سنگسار کیا جائے۔
اب اس کے بارے میں دو رائیں ہو گئیں۔ ایک فریق کہتا تھا کہ ماعز تباہ ہُوا گناہ نے اس کو گھیر لیا۔ دوسرا فریق کہتا تھا کہ ماعز کی توبہ سے بہتر کسی کی توبہ نہیں۔
ماعزؓ آگے بڑھا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگا:
"مجھے پتھروں سے مار ڈالیے۔" (چنانچہ ماعز کو سنگسار کر دیا گیا)
لوگ دو تین دن تک مذکورہ دو نظریوں میں تقسیم رہے۔ پھر ایک دن رسُول کریمؐ تشریف لائے صحابہؓ پہلے ہی سے بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے سلام کیا، پھر بیٹھے۔ آپؐ نے فرمایا دعا مانگو ماعز کے لیے۔ پھر سب نے ماعز کے لیے استغفار کیا۔ اس وقت رسُول کریمؐ نے فرمایا ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ ایک اُمّت کے افراد میں تقسیم کی جائے تو سب کی بخشش کے لیے کافی ہو۔
اس کے (چند دن) بعد ایک غامدی عورت آئی جو قبیلہ ازد سے تعلق رکھتی تھی اور آ کر کہنے لگی: یا رسُول اللہ! مجھے پاک کر دیجیے حضرتؐ نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر جا پلٹ جا اور اللہ سے استغفار کر اور توبہ اور انابت کر۔ وہ عورت کہنے لگی: آپ مجھ کو لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے ماعز کو لوٹا دیا تھا۔
آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہو گیا ہے ؟
وہ بولی: مَیں نے زنا کیا تھا اور مَیں حاملہ ہوں۔
آپ نے فرمایا: تُو نے زنا کیا ہے ؟
اُس نے کہا: ہاں مَیں نے زنا کیا ہے۔
آپ نے کہا: جا، جب وضع حمل ہو جائے تو پھر سزا دی جائے گی۔
پھر ایک انصاری نے اس کی کفالت کی، یہاں تک کہ وضع حمل ہُوا۔ وہ انصاری رسُول کریمؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یا رسُول اللہ!

الْغَامِدِيَّةُ
غامدیہ کے لڑکا ہو چکا ہے۔

فَقَالَ إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَ نَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ ؟

آپؐ نے فرمایا: ابھی میں اس کو سنگسار نہیں کروں گا اس کا بچہ چھوٹا ہے، اُس کو دودھ کون پلائے گا؟

فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رِضَاعُهُ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ فَرَجَمَهَا۔

اُس وقت ایک انصاری کھڑا ہوا۔ اُس نے کہدیا رسول اللہ! بچے کی کفالت اور رضاعت میرے ذمے۔ جب حضرتؐ نے یہ سُنا تو اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

(صحیح مسلم)

مکالمہ (۱۲)

اعرابی

إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللهِ

ایک بدوی رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، آپ برا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق دیجیے۔

"فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَ ائْذَنْ لِي"

دوسرے فریق نے جو اس سے زائد سمجھ دار تھے، یہ کہا: اے اللہ کے رسولؐ آپ کتاب خدا کے مطابق حکم دیجیے اور مجھے وضاحت کی اجازت دیجیے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

قُلْ ؟

رسولؐ نے فرمایا: کہو۔

قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَ وَلِيدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ۔

اس نے کہنا شروع کیا: میرا بیٹا اس کے گھر ملازم تھا۔ اُس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ اس کی سزا رجم ہے۔ میں نے اس کا بدل سو بکریوں اور ایک لونڈی کی شکل میں دے دیا۔ پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا: تیرے بیٹے کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کے لیے جلاوطنی ہے اور اس کی بیوی پر رجم ہے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ

یہ سُن کر حضرتؐ نے ارشاد کیا: بخدا میں تمھارے درمیان اللہ کی کتاب کے ذریعے فیصلہ کروں گا۔

اپنی لونڈی اور بکریوں کو تو تم لے جاؤ۔ تمھارے بیٹے پر سو

وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَءَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرُجِمَتْ۔

کوڑے اور ایک سال کے لیے جلاوطنی اور اے انیس تم اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کرو۔ پھر وہ دوسرے دن گئے اور اس سے پوچھا۔ اُس نے اعتراف کیا۔ پھر رسول اللہ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اور وہ سنگسار کردی گئی۔

مکالمہ (۱۳۱)

صلح حدیبیہ

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا أُحْصِرَ النَّبِيُّ عِنْدَ الْبَيْتِ صَالَحَهُ أَهْلُ مَكَّةَ عَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا فَيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثًا وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَقِرَابِهٖ وَلَا يَخْرُجَ بِأَحَدٍ مَعَهُ مِنْ أَهْلِهَا وَلَا يَمْنَعُ أَحَدًا يَمْكُثُ بِهَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ قَالَ لِعَلِيٍّ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) أُكْتُبِ الشَّرْطَ بَيْنَنَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمُشْرِكُوْنَ لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَابَعْنَاكَ وَلٰكِنْ أُكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَمْحَاهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللّٰهِ لَا أَمْحَاهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَرِنِيْ مَكَانَهَا فَأَرَاهُ مَكَانَهَا وَمَحَاهَا وَكَتَبَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَأَقَامَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا أَنْ كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ قَالُوْا لِعَلِيٍّ هٰذَا اٰخِرُ يَوْمٍ مِنْ شَرْطِ صَاحِبِكَ فَأْمُرْهُ فَلْيَخْرُجْ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ۔

براء سے روایت ہے کہ جب رسول کریمؐ داخلۂ کعبہ سے روکے گئے اور اہل مکہ نے آپ سے صلح اس شرط پر کی کہ آپ اس سال لوٹ جائیں اور آئندہ سال آئیں اور تین دن سے زائد مکہ میں قیام نہ کریں، ہتھیاروں کو غلاف میں رکھ کر آئیں اور کسی مکہ والے کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور اگر ان میں سے کوئی رہ جائے تو اس کو منع نہ کریں تو اس وقت آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا "شرائط لکھو" بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ (شرائط صلح) ہیں جن کا فیصلہ اللہ کے رسول محمدؐ نے کیا ہے۔ مشرکین بولے کہ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو اطاعت ہی نہ کر لیتے۔ آپ اس کے بجائے محمد بن عبداللہ لکھوائیے۔ حضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ یہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔ انھوں نے کہا! بخدا میں تو نہ مٹاؤں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا مجھے اس لفظ کی جگہ بتا دو۔ حضرت علیؑ نے وہ جگہ بتادی۔ آپ نے اس کو مٹا دیا اور ابن عبداللہ لکھ دیا۔ جب دوسرا سال ہوا تو آپ تشریف لائے اور تین روز تک مقیم مکہ رہے۔ جب تیسرا دن ہوا تو مشرکوں نے حضرت علیؑ سے کہا یہ تمہارے صاحب کی شرط کا آخری دن ہے اب ان سے کہو کہ جانے کی تیاری کریں۔ آپ نے رسول کریمؐ سے عرض کی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اچھا۔ پھر وہاں سے چلے گئے۔

مکالمہ (۱۴)

حضرت عمرؓ کا اضطراب

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ قَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَوْمَ صِفِّيْنَ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا اَنْفُسَكُمْ لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا وَ ذٰلِكَ فِى الصُّلْحِ الَّذِىْ كَانَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ وَ بَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلٰى بَاطِلٍ قَالَ بَلٰى قَالَ اَلَيْسَ قَتْلَانَا فِى الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِى النَّارِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَفِيْمَ نُعْطِى الدَّنِيَّةَ فِىْ دِيْنِنَا وَ نَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللهُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِى اللهُ اَبَدًا۔

(صحیح مسلم)

ابو وائل سے مروی ہے سہل بن حنیف صفین کے روز کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: لوگو! اپنی غلطیوں کا احساس کرو اور اپنے قصور کا اعتراف کرو۔

جس دن حدیبیہ کی صلح ہوئی ہم رسول کریمؐ کے ساتھ تھے اور اگر ہم لڑائی چھیڑنا چاہتے تو لڑائی شروع کر سکتے تھے اور یہ اس صلح کا ذکر ہے، جو رسول کریمؐ اور مشرکین کے درمیان قائم ہوئی تھی۔

جب صلح ہوئی تو حضرت عمرؓ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہو کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا: ایسا ہی ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: پھر کیوں ہم اپنے دین کو ذلیل کریں اور پلٹ جائیں جب اللہ نے ابھی تک ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فیصلہ بھی نہیں کیا۔

اس پر رسول کریمؐ نے ارشاد کیا: اے خطابؓ کے بیٹے! میں اللہ کا رسول ہوں تو مجھے وہ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

مکالمہ (۱۵)

سلمہ بن اکوع

حَدَّثَنِىْ اِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ قَالَ قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ وَنَحْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً عَلَيْهَا خَمْسُوْنَ شَاةً لَا تُرْوِيْهَا قَالَ فَقَعَدَ رَسُوْلُ اللهِ عَلٰى جَبَا الرَّكِيَّةِ فَاِمَّا

سلمہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول کریمؐ کے ساتھ حدیبیہ پہنچے تو ہم کل چودہ سو آدمی تھے اور وہاں پچاس بکریاں اور تھیں جن کو کنوئیں کا پانی سیراب نہ کر سکتا تھا۔ اس وقت رسول کریمؐ کنوئیں کی منڈیر پر تشریف لائے اور آپؐ نے کنوئیں میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور دعا کی۔

دَعَا وَ إِمَّا بَسَقَ فِيهَا قَالَ فَجَاشَتْ فَسَقَيْنَا وَ
اسْتَقَيْنَا قَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ
فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ قَالَ فَبَايَعْتُهُ أَوَّلَ النَّاسِ ثُمَّ
بَايَعَ وَبَايَعَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ
قَالَ بَايِعْ يَا سَلَمَةُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُكَ
يَا رَسُولَ اللهِ فِي أَوَّلِ النَّاسِ۔ "قَالَ وَأَيْضًا" قَالَ
وَرَآنِي رَسُولُ اللهِ عَزِلًا قَالَ فَأَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ
حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً ثُمَّ بَايَعَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ
النَّاسِ — قَالَ تُبَايِعُنِي يَا سَلَمَةُ قَالَ قُلْتُ قَدْ
بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فِي أَوَّلِ النَّاسِ وَفِي أَوْسَطِ
النَّاسِ "قَالَ وَأَيْضًا" قَالَ فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ
قَالَ لِي يَا سَلَمَةُ أَيْنَ حَجَفَتُكَ أَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِي
أَعْطَيْتُكَ ـ قَالَ قُلْتُ" يَا رَسُولَ اللهِ لَقِيَنِي عَمِّي
عَامِرٌ عَزِلًا فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ
اللهِ وَقَالَ إِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ الْأَوَّلُ" اَللّٰهُمَّ
أَبْغِنِي حَبِيبًا هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي"

ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ رَاسَلُونَا الصُّلْحَ حَتَّى مَشَى
بَعْضُنَا فِي بَعْضٍ وَاصْطَلَحْنَا۔

قَالَ وَكُنْتُ تَبِيعًا لِطَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ
اللهِ أَسْقِي فَرَسَهُ وَأَحُسُّهُ وَأَخْدُمُهُ وَآكُلُ
مِنْ طَعَامِهِ وَتَرَكْتُ أَهْلِي وَمَالِي مُهَاجِرًا إِلَى
اللهِ وَرَسُولِهِ۔

قَالَ فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَأَهْلُ مَكَّةَ وَ
اخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ أَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ
شَوْكَهَا فَاضْطَجَعْتُ فِي أَصْلِهَا قَالَ فَأَتَانِي

کنوئیں میں اس قدر پانی آیا جس سے ہم سیراب ہو گئے۔ پھر رسول کریمؐ نے
ہم سب کو شجرۂ رضوان کے نیچے بیعت کے لیے بلایا تو میں ہی وہ تھا جس
نے سب سے پہلے آنحضرتؐ کی بیعت کی پھر آپ دوسروں سے بیعت
لیتے رہے یہاں تک کہ جب آدھی بیعت کر چکے تو آپ نے فرمایا سلمہ بیعت
کرو میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے تو سب سے پہلے آپ کی بیعت کی
تھی۔ آپ نے فرمایا پھر سہی۔ (میں نے پھر بیعت کر لی) اچانک رسول کریمؐ
کی نگاہ میرے جسم پر گئی اور مجھے غیر مسلح دیکھا تو آپ نے مجھے ایک ڈھال
عنایت کی۔ پھر لوگ آتے رہے، بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ بیعت
کرنے والوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا سلمہ بیعت
کرو میں نے کہا اللہ کے رسولؐ میں تو دو بار آپ کی بیعت کر چکا ہوں۔ کہا:
تیسری بار پھر سہی۔ یہ سن کر میں نے تیسری بار پھر بیعت کی۔ پھر رسول
کریمؐ نے فرمایا: سلمہ تمھاری ڈھال کہاں گئی؟ میں نے کہا یا رسول اللہ
وہ میں نے اپنے چچا عامر کو دے دی وہ مجھے ملا تھا میں نے دیکھا
کہ وہ نہتا ہے۔ میں نے اپنی ڈھال اسے دے دی۔ آپ یہ سن کر
مسکرائے۔ پھر آپ نے فرمایا تیری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے
دعا کی کہ اے خدا مجھے ایسا دوست دے جس کو میں اپنی جان سے زیادہ
چاہوں

پھر یہ ہوا کہ مشرکوں نے صلح کی سلسلہ جنبانی شروع کر دی۔ یہاں
تک کہ ہر فریق کے آدمی ایک دوسرے کی طرف آنے جانے لگے اور
ہماری صلح ہو گئی۔

سلمہ کا بیان ہے کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کا خدمت گزار تھا ان
کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا اور انھیں کے ساتھ
میرا کھانا پینا تھا۔ میں نے اپنے اہل و عیال، گھر بار سب چھوڑ دیے
تھے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہجرت کلی اختیار کر لی تھی۔

جب مکہ والوں سے ہماری صلح ہو گئی اور ہم ایک دوسرے

اَرْبَعَةٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَجَعَلُوْا
يَقَعُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَبْغَضْتُهُمْ فَتَحَوَّلْتُ
اِلٰى شَجَرَةٍ اُخْرٰى وَعَلَّقُوْا سِلَاحَهُمْ وَاضْطَجَعُوْا
فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ اَسْفَلِ
الْوَادِيْ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ۔

قَالَ فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِيْ ثُمَّ شَدَدْتُ
عَلٰى اُولٰٓئِكَ الْاَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُوْدٌ فَاَخَذْتُ
سِلَاحَهُمْ فَجَعَلْتُهٗ ضِغْثًا فِيْ يَدِيْ۔

قَالَ ثُمَّ "قُلْتُ وَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ
لَا يَرْفَعُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَاْسَهٗ اِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِيْ
فِيْهِ عَيْنَاهُ" قَالَ ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ اَسُوْقُهُمْ
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى فَرَسٍ مُجَفَّفٍ فِيْ سَبْعِيْنَ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ دَعُوْهُمْ
يَكُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُوْرِ وَثِنَاهُ فَعَفَا عَنْهُمْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ "وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ
اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ" (الاٰية كلها)

قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا رَاجِعِيْنَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَنَزَلْنَا
مَنْزِلًا بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِيْ لَحْيَانَ جَبَلٌ وَهُمُ
الْمُشْرِكُوْنَ فَاسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِمَنْ رَقِيَ هٰذَا
الْجَبَلَ اللَّيْلَةَ كَاَنَّهٗ طَلِيْعَةٌ لِلنَّبِيِّ وَاَصْحَابِهٖ
قَالَ سَلَمَةُ فَرَقِيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا
ثُمَّ قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِظَهْرِهٖ
مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا مَعَهٗ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ

سے ملنے لگے تو مَیں ایک دن ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے کانٹوں
کو دُور کرنے لگا تاکہ وہاں آرام سے سو سکوں۔ اتنے میں مشرکینِ مکّہ میں
سے چار آدمی وہاں آنکلے اور آتے ہی رسُول کریمؐ کی شان میں گستاخیاں
کرنے لگے۔ مجھے غصّہ آنے لگا اور مَیں اس درخت کو چھوڑ کر دوسرے
درخت کے نیچے چلا گیا۔ وہ آئے اور اپنے ہتھیار درخت پر لٹکائے اور
درخت کے زیرِ سایہ لیٹ رہے۔ وہ سو رہے تھے کہ اچانک وادی کے
نشیبی حصّے سے آواز بلند ہوئی: مہاجرین غضب ہو! ابن زنیم صحابیِ رسولؐ
قتل کردیے گئے۔ یہ سُنتے ہی مَیں نے اپنی تلوار نکال لی اور ان چاروں
آدمیوں پر حملہ کیا۔ وہ سو ہی رہے تھے مَیں نے ان کے ہتھیار قبضے
میں کیے اور ان کے ہتھیار کا گچھا بنا کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر مَیں نے کہا:
قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو عزت دی ہے کہ کسی نے بھی اگر سر
اٹھایا تو یاد رکھو کہ میں زندہ نہیں چھوڑوں گا اور اس کا سر اُڑا دوں گا۔ پھر
میں ان کو کھینچتا ہوا رسُول اللہؐ کی خدمت میں لایا۔

آنحضرتؐ نے جب ان کو دیکھا تو فرمایا: ان کو چھوڑ دو۔ ان کی
طرف سے عہد شکنی کی پہل ہوئی ہے، دوسری بار پھر عہد شکنی ہوئے (پھر
ہم جوابی قدم اٹھائیں گے) آخر رسُول اللہؐ نے ان کو معاف کردیا۔ اس پر یہ
آیت اتری (وہو الذی کف ایدیھم عنکم الی آخرہ) اس خدا نے ان کے ہاتھوں
کو تم سے روکا اور تم کو ان سے روکا جب وہ تمھیں مکّہ میں فتح دے چکا تھا۔

پھر ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔
جہاں ہمارے اور کافرین لحیان کے درمیان ایک پہاڑ حائل تھا۔ رسُول
کریمؐ نے دعا کی اس شخص کے لیے جو اس پہاڑ پر چڑھ کر شب بھر پاسبانی
کرے۔ چنانچہ مَیں رات میں دو تین بار اس پہاڑ پر چڑھا اور رات گئے
تک نگہبانی کرتا رہا۔ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے تو رسُول کریمؐ نے اپنے اونٹ
اپنے غلام رباح کو دیئے تاکہ ان کو چراگاہ میں لے جائے مَیں نے بھی
طلحہ کا گھوڑا لیا اور اس کے ساتھ ساتھ چراگاہ پہنچ گیا۔

بِفَرَسِ طَلْحَةَ اُنَدِّيهِ مَعَ الظَّهْرِ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اِذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ اَغَارَ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاسْتَاقَهُ اَجْمَعَ وَقَتَلَ رَاعِيَهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَبَاحُ خُذْ هٰذَا الْفَرَسَ فَاَبْلِغْهُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَاَخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ اَغَارُوْا عَلٰى سَرْحِهِ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ عَلٰى اَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا يَا صَبَاحَاهْ ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ آثَارِ الْقَوْمِ اَرْمِيْهِمْ بِالنَّبْلِ وَاَرْتَجِزُ اَقُوْلُ "اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ - وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعِ" قَالَ فَوَاللّٰهِ! مَا زِلْتُ اَرْمِيْهِمْ وَاَعْقِرُ بِهِمْ فَاِذَا رَجَعَ اِلَيَّ فَارِسٌ اَتَيْتُ شَجَرَةً فَجَلَسْتُ فِيْ اَصْلِهَا ثُمَّ رَمَيْتُهُ فَعَقَرْتُ بِهِ حَتّٰى اِذَا تَضَايَقَ الْجَبَلُ فَدَخَلُوْا فِيْ تَضَايُقِهِ عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَجَعَلْتُ اُرَدِّيْهِمْ بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَمَا زِلْتُ كَذٰلِكَ اَتْبَعُهُمْ حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيْرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَّا خَلَّفْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِيْ وَخَلَّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ اَرْمِيْهِمْ حَتّٰى اَلْقَوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً وَثَلَاثِيْنَ رُمْحًا يَسْتَخِفُّوْنَ وَلَا يَطْرَحُوْنَ شَيْئًا اِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ آرَامًا مِنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهُ حَتّٰى اَتَوْا مُتَضَايِقًا مِنْ ثَنِيَّةٍ فَاِذَا هُمْ قَدْ اَتَاهُمْ فُلَانُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ فَجَلَسُوْا يَتَضَحَّوْنَ وَجَلَسْتُ عَلٰى رَاْسِ قَرْنٍ قَالَ الْفَزَارِيُّ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَرٰى قَالُوْا لَقِيْنَا مِنْ هٰذَا الْبَرْحَ وَاللّٰهِ مَا فَارَقَنَا مُنْذُ غَلَسٍ يَرْمِيْنَا حَتَّى انْتَزَعَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ اَيْدِيْنَا قَالَ فَلْيَقُمْ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ

جب صبح ہوئی تو عبدالرحمٰن (کافر) نے رسُول کریمؐ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا۔ ان کو ہنکالے گیا اور چرواہے کو قتل کر ڈالا۔ یہ دیکھ کر مَیں نے کہا: رباح تو میرا گھوڑا لے اور اس کو طلحہ کے پاس پہنچا دے اور رسُول کریمؐ کو بھی اس حملے کی خبر کر دے۔ یہ کہہ کر مَیں پہاڑی پر چڑھا اور مدینہ کی طرف رخ کر کے یا صباہ صباہ (حملہ دشمن کا اعلان) کہا اور اس کے بعد ان لٹیروں کے پیچھے تیر مارتا ہُوا رجز پڑھتا ہُوا روانہ ہُوا۔ میرے رجز یہ اشعار یہ تھے "مَیں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی بربادی کا دن ہے"۔ پھر مَیں کسی ایک کے نزدیک ہو جاتا اور اس کو زخمی کر دیتا اور جب کوئی ادھر کا سوار میری طرف بڑھتا تو مَیں کسی قریبی درخت کی آڑ میں ہو جاتا اور وہاں سے تیر مارتا، سوار زخمی ہو جاتا۔ یہاں تک کہ وہ ایک درۂ کوہ میں گھس گئے مَیں نے پہاڑ پر چڑھ کر پتھر برسانا شروع کیے اور برابر ان کا تعاقب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ کوئی اونٹ رسُولؐ کریم کا ان کے پاس باقی نہ چھوڑا اور ان سب سے ہتھیار لے لیے پھر بھی مَیں نے ان کو نہیں چھوڑا اور برابر ان کا تعاقب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ان سے مزید میں نے تیس چادروں اور تیس بھالوں سے زیادہ سامان چھین لیا۔ وہ برابر چلتے جا رہے تھے اور اپنے کو ہلکا کرنے کے لیے سامان پھینکتے جا رہے تھے جو چیز وہ پھینکتے مَیں اس پر کوئی نشان پتھر کا رکھ دیتا تاکہ رسُول اللہ اور ان کے اصحاب پہچان لیں کہ یہ مالِ غنیمت ہے۔

وہ چلتے رہے یہاں تک کہ ایک تنگ گھاٹی میں داخل ہوئے۔

وہاں ان کو بدر فزاری کا بیٹا ملا وہ اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے صبح کا ناشتہ کر رہے تھے۔ مَیں ایک چھوٹی سی ٹیکری کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ ابن بدر نے کہا۔ یہ کون ہے؟ وہ بولے اس شخص نے ہم کو تنگ کر دیا ہے۔ رات سے یہ ہمارے پیچھے لگا ہُوا ہے ہم سے ہر چیز اس نے چھین لی۔ ابن بدر بولا کیوں نہ تم میں سے چار آدمی جائیں اور اس کو مار ڈالیں۔ یہ سُن کر چار آدمی میری طرف بڑھے۔ جب وہ میرے اتنے نزدیک پہنچ گئے کہ میری بات سُن

أَرْبَعَةٌ قَالَ فَصَعِدَ إِلَيَّ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ فِي الْجَبَلِ قَالَ فَلَمَّا أَمْكَنُونِي مِنَ الْكَلَامِ قَالَ قُلْتُ هَلْ تَعْرِفُونِي قَالُوا لَا وَمَنْ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ أَنَا سَلَمَةُ ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لَا أَطْلُبُ رَجُلًا مِنْكُمْ إِلَّا أَدْرَكْتُهُ وَلَا يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيُدْرِكَنِي قَالَ أَحَدُهُمْ أَنَا أَظُنُّ قَالَ فَرَجَعُوا فَمَا بَرِحْتُ مَكَانِي حَتَّى رَأَيْتُ فَوَارِسَ رَسُولِ اللّٰهِ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ قَالَ فَإِذَا أَوَّلُهُمُ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ عَلَى إِثْرِهِ أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَعَلَى إِثْرِهِ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيُّ قَالَ فَأَخَذْتُ لِعِنَانِ الْأَخْرَمِ قَالَ فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ قُلْتُ يَا أَخْرَمُ احْذَرْهُمْ لَا يَقْتَطِعُوكَ حَتَّى يَلْحَقَ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَصْحَابُهُ قَالَ يَا سَلَمَةُ إِنْ كُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتَعْلَمُ أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ فَلَا تَحُلْ بَيْنِي وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ قَالَ فَخَلَّيْتُهُ فَالْتَقَى هُوَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَعَقَرَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَرَسَهُ وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهُ وَتَحَوَّلَ عَلَى فَرَسِهِ وَلَحِقَ أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ فَوَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لَتَبِعْتُهُمْ أَعْدُو عَلَى رِجْلَيَّ حَتَّى مَا أَرَى وَرَائِي مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَلَا غُبَارِهِمْ شَيْئًا حَتَّى يَعْدِلُوا قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى شِعْبٍ فِيهِ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ ذَاقَرَدٍ لِيَشْرَبُوا مِنْهُ وَهُمْ عِطَاشٌ قَالَ فَنَظَرُوا إِلَيَّ أَعْدُو وَرَاءَهُمْ فَخَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ فَمَا ذَاقُوا مِنْهُ قَطْرَةً قَالَ وَيَخْرُجُونَ فَيَشْتَدُّونَ فِي ثَنِيَّةٍ

سکیں تو میں نے کہا: مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں سلمہ اکوع کا بیٹا ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو عزت بخشی ہے کہ میں تم سے جس کو چاہوں گا قتل کروں گا، مگر تم کو مجھ پر قابو نہیں ہو سکے گا۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: واقعی یہ ٹھیک کہتا ہے پھر وہ سب لوٹ گئے۔ میں نے وہاں سے اٹھنا ہی چاہا تھا کہ رسولؐ اللہ کے سوار نظر آئے جو درختوں میں گھس رہے تھے۔ سب سے اوّل اخرم اسدی تھے، ان کے عقب میں ابو قتادہ، ان کے پیچھے مقداد بن اسود۔ میں نے بڑھ کر اخرم کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ یہ دیکھ کر وہ سب بھاگے۔ میں نے کہا: اخرم! ذرا احتیاط کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ تمھیں مار ڈالیں۔ جب تک رسول کریمؐ کے اصحاب نہ آلیں (آگے نہ بڑھنا) یہ سن کر اخرم نے کہا: "اگر اللہ اور قیامت کے دن پر تمھارا ایمان ہے اور تم جانتے ہو کہ جنت کا وجود بھی ہے اور دوزخ کا وجود بھی ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو۔"

یہ سن کر میں نے ان کو چھوڑ دیا اور پھر وہ اور عبدالرحمٰن ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ عبدالرحمٰن کے گھوڑے کو اخرم نے زخمی کیا، مگر عبدالرحمٰن نے اخرم کو قتل کر دیا اور اخرم کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا۔ اتنے میں ابو قتادہ رسول خدا کے شہسوار آپہنچے اور انھوں نے عبدالرحمٰن پر ضرب کاری لگائی اور اس کو مار ڈالا۔ پھر وہ لوگ بھاگنے لگے (قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو مکرم کیا) میں بھی ان کا برابر تعاقب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے پیچھے نہ کسی صحابی کا پتا چل رہا تھا اور نہ ان کا غبار ہی نظر آ رہا تھا۔ وہ ڈاکو آفتاب ڈوبنے سے پہلے ایک گھاٹی میں پہنچے جہاں پانی تھا۔ اس گھاٹی کو ذی قرد کہتے تھے۔ پیاسے ہو رہے تھے وہ اترے تاکہ پانی پی لیں۔ پھر ان کی نظر مجھ پر پڑی کہ میں ان کے پیچھے دوڑتا ہوا چلا آ رہا ہوں۔ آخرکار میں نے ان کو پانی پر سے ہٹا دیا اور وہ ایک قطرہ بھی نہ پی سکے۔ اب وہ پھر کسی گھاٹی کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا اور ان میں سے ایک شخص کی طرف میں نے تیر پھینکا اور وہ تیر اس کے شانے کی ہڈی

قَالَ فَاَعْدُوْا فَاَلْحَقُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَاَصُكُّهُ بِسَهْمٍ
فِيْ نُغْضِ كَتِفِهٖ قَالَ قُلْتُ خُذْهَا وَ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ
وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعِ قَالَ يَا ثُكِلَتْهُ اُمُّهُ اَكْوَعُهُ
بُكْرَةَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ يَا عَدُوَّ نَفْسِهٖ اَكْوَعُكَ
بُكْرَةَ قَالَ وَاَرْدَوْا فَرَسَيْنِ عَلٰى ثَنِيَّةٍ قَالَ
فَجِئْتُ بِهِمَا اَسُوْقُهُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ
وَلَحِقَنِيْ عَامِرٌ بِسَطِيْحَةٍ فِيْهَا مَذْقَةٌ مِنْ
لَبَنٍ وَسَطِيْحَةٍ فِيْهَا مَاءٌ فَتَوَضَّاْتُ وَشَرِبْتُ
ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِيْ
حَلَّاْتُهُمْ عَنْهُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ اَخَذَ تِلْكَ
الْاِبِلَ وَكُلَّ شَيْءٍ اسْتَنْقَذْتُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
وَكُلَّ رُمْحٍ وَ بُرْدَةٍ وَاِذَا بِلَالٌ نَحَرَ نَاقَةً مِنَ
الْاِبِلِ الَّذِيْ اسْتَنْقَذْتُ مِنَ الْقَوْمِ وَاِذَا هُوَ
يَشْوِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَلِّنِيْ فَاَنْتَخِبُ مِنَ الْقَوْمِ
مِائَةَ رَجُلٍ فَاَتَّبِعُ الْقَوْمَ فَلَا يَبْقٰى مِنْهُمْ
مُخْبِرٌ اِلَّا قَتَلْتُهُ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى
بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فِيْ ضَوْءِ النَّارِ فَقَالَ يَا سَلَمَةُ
اَتُرَاكَ كُنْتَ فَاعِلًا قُلْتُ نَعَمْ وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ
فَقَالَ اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيُقْرَوْنَ فِيْ اَرْضِ غَطَفَانَ
قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ غَطَفَانَ فَقَالَ نَحَرَ لَهُمْ
فُلَانٌ جَزُوْرًا فَلَمَّا كَشَفُوْا جِلْدَهَا رَاَوْا غُبَارًا
"فَقَالُوْا اَتَاكُمُ الْقَوْمُ فَخَرَجُوْا هَارِبِيْنَ"
فَلَمَّا اَصْبَحْنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
كَانَ خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُوْ قَتَادَةَ وَخَيْرَ

یں داخل ہوگیا۔ مَیں نے کہا: مَیں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی
تباہی کا دن ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا: خدا کرے اکوع کا بیٹا مرے
اور اس کی ماں اس پر روئے۔ کیا یہ وہی اکوع ہے جو صبح سویرے سے ہمارے
ساتھ جھاڑ کا کانٹا ہو کر لپٹا ہے۔ مَیں نے کہا ہاں مَیں وہی ہوں جو سویرے
سے آپ کا ہم رکاب ہوں۔ انھوں نے دو گھوڑوں کو گھاٹی میں چھوڑا اور
خود روانہ ہو گئے۔ میں ان دونوں گھوڑوں کو کھینچتا ہوا رسول اللہ کی
خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ وہاں میری ملاقات عامر سے ہوئی اور ان
کے پاس ایک چھاگل دودھ کی اور ایک چھاگل پانی کی تھی۔ میں نے وضو
کیا اور دودھ پیا۔ پھر رسول کریمؐ کے پاس آیا آپ اس چشمے کے پاس
کھڑے تھے جہاں سے مَیں نے ڈاکوؤں کو بھگایا تھا۔ میں نے دیکھا
کہ سب اونٹ آپ لے چکے ہیں اور مشرکین کی ہر شئے آپ کے قبضے
میں ہے۔ تمام نیزے اور تمام چادریں اور بلالؓ ان اونٹوں میں سے
ایک اونٹ کو ذبح کرکے اس کی کلیجی اور کوہان رسول کریمؐ کے لیے بھون
رہے تھے۔ مَیں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے لشکر میں سے سو آدمی منتخب
کرنے کی اجازت دیجیے پھر میں ان ڈاکوؤں کا پیچھا کروں گا اور ان
میں سے ایک بھی اس قابل نہ رہے گا جو اپنی قوم کو جا کر خبر دے سکے،
مَیں سب کو قتل کردوں گا۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ ہنسے یہاں تک کہ آنحضرتؐ
کی داڑھیں نمایاں ہوگئیں۔ آپؐ نے فرمایا: "سلمہ! واقعی تو ایسا کر سکتا
ہے؟" میں نے کہا: "ہاں یا رسول اللہ۔" آپ نے فرمایا: "ارے
سلمہ! وہ تو اب غطفان کی سرزمین پر پہنچ گئے ہوں گے اور وہاں ان
کی مہمانی ہو رہی ہوگی۔"

اتنے میں ایک غطفانی شخص آیا اور اُس نے کہا: اُن کے
لیے ایک اُونٹ کاٹا گیا اور وہ اس کی کھال اُتار رہے تھے کہ ان کو
غبار نظر آیا وہ کہنے لگے: ارے وہ آ گئے اور یہ کہہ کر وہ سب وہاں
سے فرار ہو گئے۔" جب صبح نمودار ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: آج سواروں

رجالتنا سلمة قال ثم اعطاني رسول الله سهمين
سهم الفارس وسهم الراجل فجمعهما لي جميعا
ثم اردفني رسول الله وراءه على العضباء
راجعين الى المدينة قال فبينما نحن نسير قال
وكان رجل من الانصار لا يسبق شدا قال
فجعل يقول "الا مسابق الى المدينة"
هل من مسابق فجعل يعيد ذلك قال
فلما سمعت كلامه۔
قلت۔ اما تكرم كريما ولا تهاب شريفا
قال "لا الا ان يكون رسول الله"
قال قلت "يا رسول الله بابي وامي ذرني
فلاسابق الرجل"
قال ان شئت
قال قلت "اذهب اليك"
وثنيت رجلي فطفرت فعدوت قال
فربطت عليه شرفا او شرفين استبقي نفسي
ثم عدوت في اثره فربطت عليه شرفا او
شرفين ثم اني رفعت حتى الحقه۔ قال فاصكه
بين كتفيه قال قلت قد سبقت والله قال
انا اظن قال فسبقته الى المدينة قال فوالله
ما لبثنا الا ثلاث ليال حتى خرجنا الى خيبر
مع رسول الله قال فجعل عمي عامر يرتجز بالقوم
فقال رسول الله "من هذا"؟
قال "انا عامر"
قال "غفرلك ربك" (قال وما استغفر

میں سے سب سے بہتر ابوقتادہ رہے اور پیادوں میں سب سے بڑھ کر
سلمہ بن اکوع۔
پھر آنحضرتؐ نے مجھ کو ایک حصّہ سواروں کا اور ایک حصّہ
پیادوں کا دیا اور دونوں مجھی کو دیئے۔ پھر رسول کریمؐ مجھے ناقہ عضباء پر
اپنے ساتھ بٹھا کر مدینہ کی طرف لے چلے۔ ہم جا رہے تھے کہ ایک انصاری
جو دوڑنے میں سب سے آگے رہتے تھے کہنے لگے:
"کوئی ہے جو مدینہ مجھ سے پہلے پہنچے"
اور یہ فقرہ بار بار انھوں نے دہرایا۔
میں نے کہا: "تم بزرگ کا احترام نہیں کرتے اور شریف سے
ڈرتے ہو۔"
اُس نے کہا: "میں سوا رسول کریمؐ کے کسی بزرگ سے نہیں ڈرتا"
یہ سن کر میں نے کہا "یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر
فدا ہوں مجھے چھوڑ دیجیے۔ میں اس مرد سے دوڑ میں آگے بڑھ کر رہوں گا۔"
حضرتؐ نے فرمایا: "اچھا اگر دل چاہتا ہو تو جاؤ"
میں نے آواز دی۔ لے میں تیری طرف آیا۔
اور یہ کہہ کر میں نے اپنا پاؤں موڑا اور کود پڑا۔ پھر میں دوڑا
اور جب ایک یا دو چڑھائیاں رہ گئیں تو میں نے اپنی سانس روکی اور
تیز دوڑا یہاں تک کہ میں اس سے مل گیا۔ میں نے اس کے ایک گھونسا
مونڈھوں کے بیچ میں مارا اور کہا لے میں آگے بڑھا اور مدینہ اس
سے آگے پہنچ گیا۔ پھر مدینہ میں ہم تین رات رہے۔ اس کے بعد خیبر
کی طرف رسول کریمؐ کے ساتھ نکلے۔ میرا چچا عامر رجز پڑھ رہا تھا۔
رسول کریمؐ نے فرمایا: یہ کون ہے؟
عامر نے کہا: میں ہوں عامر یا رسول اللہ۔
حضرتؐ نے اس کے لیے مغفرت کی دعا کی۔
(سلمہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریمؐ کسی کو خاص طور سے

رَسُوْلُ اللّٰهِ لِاِنْسَانٍ يَخُصُّهُ اِلَّا اسْتُشْهِدَ ،

قَالَ فَنَادٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلٰى جَمَلٍ لَهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ،

قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا خَيْبَرَ قَالَ خَرَجَ مَلِكُهُمْ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهٖ وَيَقُوْلُ "قَدْ عَلِمَتْ اَهْلُ خَيْبَرَ اَنِّيْ مَرْحَبٌ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ"

قَالَ وَبَرَزَ لَهُ عَمِّيْ عَامِرٌ فَقَالَ "قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ عَامِرٌ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرٌ"

قَالَ فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِيْ تُرْسِ عَامِرٍ وَذَهَبَ عَامِرٌ يَسْفُلُ لَهُ فَرَجَعَ سَيْفُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَقَطَعَ اَكْحَلَهُ فَكَانَتْ فِيْهَا نَفْسُهُ

قَالَ سَلَمَةُ فَخَرَجْتُ فَاِذَا نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ يَقُوْلُوْنَ بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَتَلَ نَفْسَهُ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ وَاَنَا اَبْكِيْ،

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! "بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ"؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: مَنْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَ "قُلْتُ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِكَ" قَالَ كَذَبَ، مَنْ قَالَ ذٰلِكَ" بَلْ لَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ "

ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ اِلٰى عَلِيٍّ وَهُوَ اَرْمَدُ فَقَالَ "لَاُعْطِيَنَّ" الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ" قَالَ فَاَتَيْتُ عَلِيًّا فَجِئْتُ بِهٖ اَقُوْدُهُ وَهُوَ اَرْمَدُ حَتّٰى اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَسَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَءَ وَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ

دعائے مغفرت دیں تو اس کا مطلب اُس کی شہادت ہے یعنی وہ ضرور شہید ہوتا تھا۔

جب رسُول کریمؐ عامر کے لیے استغفار کر رہے تھے تو عُمر بن خطاب نے آواز دی: یارسولؐ اللہ! آپ نے ہم کو عامر سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا؟

سلمہ کہتے ہیں کہ جب ہم خیبر پہنچے تو خیبر کا سردار مرحب تلوار نکالے ہوئے رجز پڑھتا ہُوا نکل رہا تھا: "دُنیا جانتی ہے کہ مَیں مرحب ہوں اور اس وقت میں پورا مسلّح بہادر اور تجربہ کار ہوتا ہوں جب لڑائیاں شعلے اگلتے ہوئے ظاہر ہو رہی ہوں۔" اُس وقت میرا چچا علم بڑھا اور اُس نے یہ رجز پڑھنا شروع کیا: "تمام خیبر جانتا ہے کہ مَیں عامر ہوں، مسلّح بہادر اور لڑائی میں گھس جانے والا ہوں۔" پھر دونوں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر پڑی۔ عامر نے نیچے سے وار کرنا چاہا تو اُن کی تلوار انہی کو لگ گئی اور ان کی شہ رگ کٹ گئی اور وہ انتقال کر گئے۔

پھر مَیں نکلا تو میں نے رسُول کریمؐ کے اصحاب کو کہتے ہوئے سُنا کہ عامر کا عمل باطل ہو گیا اُس نے خود اپنے کو مار لیا۔ یہ سُن کر مَیں روتا ہُوا رسُولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ مَیں نے کہا یا رسُول اللہ! کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا؟ آپ نے فرمایا: کون کہتا ہے؟ مَیں نے کہا، آپ کے اصحاب۔ آپ نے فرمایا: جس نے یہ کہا ہے وہ جھوٹا ہے عامر کو دُہرا اجر ملے گا۔

پھر رسُول کریمؐ نے مجھے حضرت علیؓ کو بلانے کے لیے بھیجا اور اس وقت حضرت علیؓ کی آنکھیں پُر آشوب تھیں۔ رسُولؐ نے فرمایا: "مَیں عَلم اُس کو دوں گا جو اللہ و رسُولؐ سے محبت کرنے والا ہوگا اور وہ اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا محبوب ہوگا۔" مَیں حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور ان کو لے کر حاضرِ خدمت رسُولؐ ہُوا۔ حضرتؐ نے لعابِ دہن کا مرہم لگا

وَخَرَجَ مَرْحَبٌ فَقَالَ:
"قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبٌ شَاكِي السِّلَاحِ
بَطَلٌ مُجَرَّبٌ اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ"
فَقَالَ عَلِيٌّ رض:
"اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ
غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَهْ اُوْفِيْهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ
السَّنْدَرَهْ" قَالَ فَضَرَبَ رَاْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهٗ
ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلٰى يَدَيْهِ

چشم علوی میں لگایا اور آپ کو علَم دیا۔ آپ چلے، مرحب نکلا لب ہلے:
"خیبر جانتا ہے کہ مَیں مرحب ہوں اور اس وقت مَیں ہتھیار بند ہوں، تجربہ کار ہوتا ہوں جب جنگ شعلے اُگل رہی ہو۔"
یہ سُن کر حضرت علیؓ نے کہا:
"مَیں وہ ہوں جس کی ماں نے اس کا نام حیدر رکھا ہے۔ مَیں جنگلوں کا مہیب اور ہولناک شیر ببر ہوں اور ہمیشہ ایک صاع کے مقابلے پر سَندرہ دیتا ہوں (سندرہ صاع سے بہت بڑا پیمانہ ہوتا ہے) یہ کہہ کر آپ نے ضربِ حیدری لگائی اور مرحب کو قتل کر دیا۔ پھر یہ فتح علی ہی کے ہاتھوں انجام پائی۔

مکالمہ (۱۶)

میرے بعد)

سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ
النَّاسُ يَسْئَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ
اَسْئَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُدْرِكَنِیْ
فَقُلْتُ "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِیْ جَاهِلِيَّةٍ
وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا
الْخَيْرِ شَرٌّ" قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ "هَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ
الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ" قَالَ نَعَمْ! وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ
وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِیْ
وَيَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِیْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ
فَقُلْتُ هَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟
قَالَ نَعَمْ! دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ
اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا

حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ لوگ رسولِ کریمؐ سے "خیر" کے متعلق سوال کیا کرتے تھے مگر مَیں ہمیشہ "شر" کی بابت پوچھا کرتا تھا کہ کہیں مَیں کسی بُرائی میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔

مَیں نے ایک دن کہا: یا رسول اللہ! ہم دورِ جاہلیت کی گمراہی میں مبتلا تھے، آپ آئے اور ہم کو "خیرِ کمل" مل گیا۔ کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ مَیں نے کہا: کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہو گا؟ فرمایا: ہاں۔ اس خیر میں ایک دھبا ہے۔ مَیں نے کہا: وہ دھبا کیسا ہے؟ فرمایا: (میرے بعد) ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنّت اور شریعت کے خلاف چلیں گے۔ ان کا یہ عیب ہے کہ اگر ان میں بُرائیاں ہوں گی تو کچھ اچھائیاں بھی ہوں گی۔ مَیں نے عرض کیا: کیا پھر اس کے بعد کسی زائد خرابی اور بُرائی کا امکان تو نہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے، جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں گے اور جو اُن کی دعوت قبول کرے گا، اُس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ مَیں نے کہا: کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہو گا؟ فرمایا: ہاں۔

فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ! صِفْهُمْ لَنَا۔
قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا وَ یَتَکَلَّمُوْنَ۔
قُلْتُ" یَا رَسُوْلَ اللہِ فَمَا تَرٰی اِنْ اَدْرَکَنِیْ ذٰلِکَ" قَالَ! تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِمَامَهُمْ۔
فَقُلْتُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ؟
قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ کُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ عَلٰی اَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰی یُدْرِکَكَ الْمَوْتُ وَ اَنْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔ (صحیح مسلم)

میں نے کہا: یا حضرت ذرا ان لوگوں کے علامات بتائیے۔ آپ نے فرمایا: وہ چہرے مہرے کے لحاظ سے ہمارے جیسے ہی ہوں گے اور یہی عربی زبان بولتے ہوں گے میں نے کہا: پھر اگر میں اس دور میں ہوں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ وابستہ رہنا میں نے کہا: اگر اس وقت امام اور جماعت نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ہر فرقے سے کنارہ کش ہو جانا اور اگر کھانے کے لیے صرف ایک درخت کی جڑ ملے تو اسی پر اکتفا کرنا اور اسی حال میں اللہ سے ملاقات کرنا۔

مکالمہ (۱۷)

مگر قرض

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّهُ سَمِعَهُ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ اَنَّهُ قَامَ فِیْهِمْ فَذَکَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَالْاِیْمَانَ بِاللہِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ
فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللہِ! اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ تُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟
فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللہِ، نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَ اَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ! نَعَمْ
وَ اَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ قَالَ لِیْ ذٰلِكَ۔
(صحیح مسلم)

ابوقتادہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور آپ نے دورانِ خطبہ میں ارشاد کیا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ اعمال میں سب سے افضل ہیں۔

اُس وقت ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے کہا: یا رسول اللہ! اگر میں جہاد میں مارا جاؤں تو میرے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں بشرطیکہ تمہارا جہاد صرف اللہ کے لیے ہو نیت تمہاری خالص ہو، صبر کی منزل سے تمہارے قدم نہ ہٹیں آگے بڑھتے رہو اور پیٹھ نہ موڑو۔

(دو بارہ پھر آپ نے یہی فرمایا)

اور کہا: ہاں تمہارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے مگر "قرض" معاف نہ ہو گا کیونکہ جبرئیل نے مجھ سے یوں ہی کہا۔

مکالمہ (۱۸)

السّلام علیکم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى الرَّسُوْلِ فَقَالُوْا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ
فَقَالَتْ عَائِشَةُ بَلْ،
"عَلَيْكُمُ السَّامُ وَ اللَّعْنَةُ"
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ
قَالَتْ ؟
اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَ عَلَيْكُمْ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک وفد حاضرِ خدمتِ رسولؐ ہُوا اور اُس نے آتے ہی السّام علیکم (موت ہو تم پر) السّلام علیکم کے بجائے کہا۔

مَیں نے فوراً جواب میں وعلیکم السّام (تم بھی مرو) کہا۔

رسُولِ کریمؐ نے فرمایا: اے عائشہؓ! اللہ ہر معاملہ میں نرم مزاجی اور تحمل کو پسند کرتا ہے۔

مَیں نے کہا، یا رسُولؐ اللہ! آپ نے نہیں سُنا کہ انھوں نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا: مَیں نے سُنا تھا اور کہہ بھی دیا تھا وعلیکم (یعنی جو تم ہمارے لیے چاہتے ہو وہی تمھارے لیے بھی ہو)۔

مکالمہ (۱۹)

گناہ معاف ہو گئے

حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَامَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْمَسْجِدِ وَ نَحْنُ قُعُوْدٌ مَعَهٗ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ ـــــ فَسَكَتَ عَنْهُ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِيُّ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ انْصَرَفَ وَ اتَّبَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْظُرُ مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(ابو امامہ بیان کرتے ہیں) کہ ہم سب رسُولِ کریمؐ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا:

یا رسُولؐ اللہ! مجھ سے گناہ سرزد ہُوا مجھ پر حد جاری کیجیے۔

حضرتؐ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ نماز شروع ہو گئی جب نماز ختم ہو گئی اور رسُولِ کریمؐ مسجد سے جانے لگے تو وہ شخص بھی پیچھے پیچھے چلا۔ مَیں بھی اس خیال سے کہ دیکھوں رسُولِ کریمؐ کیا فرماتے ہیں، عقب میں چلا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ شخص پھر رسُولِ کریمؐ سے ملا اور اس نے وہی کہا:

مَیں نے گناہ کیا ہے مجھے سزا دیجیے۔

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ

قَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ!

حِيْنَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ اَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّاْتَ

فَاَحْسَنْتَ الْوُضُوْءَ؟ قَالَ بَلٰى! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

قَالَ ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلٰوةَ مَعَنَا — فَقَالَ نَعَمْ!

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ — فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ

غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ۔ (مسلم)

اس وقت رسول کریمؐ نے فرمایا: کیا تُو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا؟

اُس نے کہا: ہاں یا رسولؐ اللہ۔

پھر حضرتؐ نے فرمایا: کیا تُو ہمارے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا؟

اُس نے کہا: یقیناً اے اللہ کے رسولؐ۔

حضرتؐ نے فرمایا: جا اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا۔

مکالمہ (۲۰)

(عبداللہ بن کعب کی داستان)

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ كَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ

قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيْثَهٗ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ۔

قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهُ اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا وَكَانَ مِنْ خَبَرِيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے بتایا کہ کعبؓ کے نابینا ہو جانے پر عبداللہؓ ان کا بیٹا ان کا راہ نما تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک سے وہ سارا قصہ سنا جب وہ رسول کریمؐ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کر سکے اور پیچھے رہ گئے۔ کعب بن مالک کا کہنا ہے کہ میں کسی جہاد میں رسولؐ اللہ کے پیچھے نہیں رہا، سوا غزوۂ تبوک اور بدر کے۔

اور آپؐ نے پیچھے رہ جانے والوں پر کبھی عتاب نہیں فرمایا۔

اور غزوۂ بدر کی صورتِ حال تو یہ تھی کہ آپؐ مسلمانوں کے ساتھ قافلۂ قریش کو پکڑنے گئے تھے لیکن ہُوا یہ کہ خدا نے مسلمانوں کو اُن کے دشمنوں سے بھڑا دیا اور قافلہ نکل گیا) (اگرچہ میں بدر میں شریک نہ ہو سکا لیکن لیلۃ العقبہ میں مَیں رسول کریمؐ کے ہمراہ تھا اور مَیں نہیں چاہتا تھا کہ لیلۃ العقبہ میں شرکت کے بجائے غزوۂ بدر میں شرکت کرؤں (میری نگاہ میں لیلۃ العقبہ کی فضیلت زائد تھی) اور اگرچہ شہرت غزوۂ بدر ہی کی فضیلت کی ہے۔ میرے تخلف (پیچھے رہ جانے) کا قصہ یہ ہے کہ جب رسول کریمؐ غزوۂ تبوک کے لیے نکلے تو سخت گرمی پڑ رہی تھی اور یہ سفر بھی بہت لمبا تھا اور راستے میں ہیبت ناک جنگل بھی پڑتے تھے اور مقابلے

فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَ
اسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيْرًا فَجَلَا لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا
اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِيْ يُرِيْدُ
وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَثِيْرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ
حَافِظٍ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الدِّيْوَانَ

قَالَ كَعْبٌ فَقَلَّ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يَتَغَيَّبَ يَظُنُّ
اَنَّ ذٰلِكَ سَيَخْفٰى لَهٗ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيٌ مِّنَ اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ
طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ فَاَنَا اِلَيْهَا اَصْعَرُ فَتَجَهَّزَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَطَفِقْتُ اَغْدُوْ لِكَيْ
اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا وَاَقُوْلُ فِيْ
نَفْسِيْ اَنَا قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ اِذَا اَرَدْتُ فَلَمْ يَزَلْ
ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ۔

فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ
وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ
وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِيْ
حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ فَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ
فَاُدْرِكَهُمْ فَيَالَيْتَنِيْ فَعَلْتُ ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ
لِيْ فَطَفِقْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ يَحْزُنُنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى لِيْ اُسْوَةً اِلَّا
رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ فِي النِّفَاقِ اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ
عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ

وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰى بَلَغَ
تَبُوْكًا فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا
فَعَلَ كَعْبُ مَالِكٍ ؟

پر دشمنوں کی تعداد بھی بہت تھی۔

اسی صورتِ حال کے پیشِ نظر آپ نے مسلمانوں کو واشگاف طریقے
سے بتا دیا تھا کہ میں جنگ کرنے جا رہا ہوں حالانکہ آپ اکثر ارادۂ جنگ
مخفی رکھتے تھے، تاکہ مسلمان اچھی طرح جنگ کے لیے تیار ہو جائیں،
اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو وہ سمت بھی بتا دی جدھر ان کو جانا
تھا۔ اس وقت رسول کریمؐ کے ساتھ اگرچہ مسلمان بہت تھے، مگر کسی
دفتر میں ان کے ناموں کا اندراج نہ تھا پھر بھی ایسے بہت کم تھے جو
غائب ہونے کی سوچتے یا یہ خیال کرتے کہ تا دمِ نزول وحی رسول کریمؐ کسی
کی عدم شرکت سے مطلع نہ ہو سکیں گے۔ یہ جنگ عین اس عالم میں ہو رہی
تھی جب پھل تیاری پر تھے اور درختوں کے سائے لمبے اور گھنے ہو
گئے تھے اور میں ہمیشہ ایسے ماحول اور موسم کو بے حد پسند کرتا تھا۔ آخر
وہ وقت آگیا، جب رسول کریمؐ نے زور شور سے سفر کی تیاری کرنا شروع
کردی اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تیزی سے جہاد کی تیاریوں میں معروف
ہو گئے۔ میں بھی ہر صبح تیاری کی نیت سے نکلتا لیکن ہر روز واپس
آجاتا اور کسی فیصلہ پر نہ پہنچتا اور یہی دل میں خیال آتا رہتا کہ سامانِ
سفر تو میرے پاس ہی ہے جب چاہوں جا سکتا ہوں، پھر ہر روز
یوں ہی ہوتا رہا۔

ایک صبح رسول کریمؐ تیار ہو کر نکل پڑے اور ان کے ساتھ
مسلمانوں کا قافلہ بھی چل پڑا اور میرا حال یہ تھا کہ تیاری نہ ہونے کے
برابر تھی، پھر بھی صبح کو میں بھی نکلا مگر پھر لوٹ آیا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکا،
یہاں تک کہ تمام مجاہدین چلے گئے۔ جب سب جا چکے تو میں نے
بھی قصدِ سفر کیا اور مجاہدین سے مل جانے کا ارادہ کیا اور کاش یہ
ارادہ پورا ہو جاتا، لیکن میرے مقدر میں نہ تھا۔

اور میرا حال یہ تھا کہ رسول کریمؐ کے جانے کے بعد جب
بھی میں باہر نکلتا تو مجھے تکلیف ہی پہنچتی، کیونکہ کوئی ایسا شخص وہاں

قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ ،
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِيْ
عِطْفَيْهِ "
فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ " بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ، إِلَّا خَيْرًا " !
فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -
فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ رَأٰى رَجُلًا مُبَيِّضًا يَزُوْلُ
بِهِ السَّرَابُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ "
فَإِذَا هُوَ اَبُوْ خَيْثَمَةَ الْاَنْصَارِيُّ، وَهُوَ الَّذِيْ
تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِيْنَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُوْنَ
فَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ! فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّيْ الْبَاطِلُ
حَتّٰى عَرَفْتُ اَنِّيْ لَنْ اَنْجُوَ مِنْهُ بِشَيْءٍ اَبَدًا فَاَجْمَعْتُ
صِدْقَهُ -
وَصَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ
مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ
جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ
فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ وَكَانُوْا
بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا
فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ حَتّٰى
جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ !
ثُمَّ قَالَ :
"تَعَالَ"

نہیں رہا تھا جو میرے لیے لائقِ اتباع ہوتا۔ صرف معذور و ناتواں لوگ رہ گئے تھے یا ایسے لوگ جن پر منافق ہونے کا شبہ ہوتا تھا۔ غنیمت ہوا کہ رسول کریمؐ کو راستے میں میرا خیال نہیں آیا لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہاں دریافت کیا کعب بن مالک کہاں ہے؟ ایک شخص نے کہا: یا رسولؐ اللہ اس کو چادروں نے روک لیا اور وہ اپنے دونوں کناروں کی دید میں مشغول ہے (لباس کی آرائش اور نفس کی آسائش میں مصروف ہے) یہ سُن کر معاذ بولے: تُو نے بہت بُری بات کہی ہم تو کعب کے متعلق بہت اچھا خیال رکھتے تھے۔

رسول کریمؐ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔

راستے میں آپ نے ایک سفید پوش آدمی کو دیکھا کہ وہ غبار اڑاتا ہُوا آ رہا ہے۔ آپ نے کہا: آنے والے ابوخیثمہ ہو جا۔ تو وہ ابوخیثمہ انصاری ہی نکلے اور یہ وہ تھے جنھوں نے منافقین کی طعنہ زنی پر ایک صاع کھجوریں بہ طورِ صدقہ دی تھیں۔

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جب مجھے رسول کریمؐ کی رجعت کی خبریں ملنے لگیں تو مَیں بے حد پریشان ہو گیا اور مَیں نے سوچا کہ مَیں کوئی اچھا سا بہانہ تراش لوں تاکہ رسول کریمؐ کا غصہ رفع ہو سکے۔ لیکن بعد میں یہ خیال کیا کہ اس طرح نجات مشکل ہے لہٰذا سچ سچ بات کہنا ٹھیک ہے۔

یہاں تک کہ علی الصباح رسول کریمؐ وارد مدینہ ہوئے اور حضورؐ کی یہ عادت تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتے پھر لوگوں کی ملاقات کا سلسلہ شروع ہوتا۔

چنانچہ جب حضورؐ نماز پڑھ چکے اور بغرض ملاقات جلوس فرمایا تو متعدد پیچھے رہ جانے والے آئے اور انھوں نے عدم شرکت کے وجوہ اور عذر پیش کیے اور اپنے عذر کی صداقت پر قسمیں کھائیں۔

اور ایسے لوگ تعداد میں اسّی سے کچھ ہی زیادہ تھے۔ آپ

فَجِئْتُ أَمْشِي حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ،

فَقَالَ:

"لِي مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ"

قَالَ قُلْتُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

"إِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنِّي سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَلَقَدْ أُعْطِيْتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّي لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ إِنِّي لَأَرْجُوْ فِيْهِ عُقْبَى اللّٰهِ

وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِي عُذْرٌ! وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ"

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ"

فَقُمْ! حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ۔

فَقُمْتُ، وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِي۔

فَقَالُوْا لِي وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِي أَنْ لَا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بِمَا اعْتَذَرَ بِهٖ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ فَقَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَكَ"

قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِي حَتّٰى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي!

قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِي

نے ان کی عذرتیں قبول کرتے ہوئے ان سے بیعت لی اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی اور ان کے رازہائے دلی کو اللہ پر چھوڑ دیا۔

پھر میں سامنے آیا اور مؤدبانہ سلام عرض کیا۔ حضرتؐ کے لبوں پر تبسم غضب آلود ظاہر ہوا۔ ارشاد ہوا، قریب آؤ۔ جب میں بالکل حضورؐ کے مقابل پہنچا تو فرمایا: "آپ کیوں پیچھے رہ گئے تھے جب آپ سواری بھی خرید چکے تھے" میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں آپ کے بجائے کسی عام آدمی سے بات کرتا تو یہی کرتا کہ کوئی عمدہ سا عذر پیش کرتا اور ناراضی و برہمی سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا۔ جب اللہ نے مجھے قوتِ تقریر بھی بخشی ہے، لیکن بخدا اگر میں اس وقت کسی جھوٹی بات سے آپ کو خوش بھی کر دوں تو مجھے یقین ہے کہ تھوڑی دیر میں اللہ آپ کو مجھ پر سخت برہم کرے گا اور اصلیت کھل جائے گی اور اگر میں صدق بیانی سے کام لوں تو بلاشبہ آپ مجھ پر غضب ناک ہوں گے لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ انجام بخیر کرے گا۔ یا رسول اللہ! واقعہ یہ ہے کہ رک جانے اور پیچھے رہ جانے کی میرے پاس کوئی معقول دلیل اور عذر نہ تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس قدر اب میں صاحبِ استطاعت اور دولت مند ہوں، اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

ارشاد ہوا: کعب سچ کہتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا: اچھا جاؤ اور اپنے بارے میں حکمِ الٰہی کا انتظار کرو۔

یہ سن کر میں اٹھ کھڑا ہوا اور میرے ساتھ بنی سلمہ کے چند لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور میرے پیچھے ہو لیے۔ مجھ سے کہنے لگے: واللہ یہ کیا غضب کیا تم نے؟ جہاں تک ہمارے علم کا تعلق ہے اکوئی گناہ تم سے قبل ازیں سرزد نہیں ہوا۔ کیا تم دوسرے معذرت خواہوں کی طرح کوئی عذر نہیں کر سکتے تھے۔ رہا گناہ، تو رسولِ کریمؐ کی استغفار تمہارے گناہوں کی بخشش کے لیے کافی تھی۔ اور وہ مسلسل یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ میرا ارادہ ہی بدل گیا اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ رسولِ کریمؐ کے پاس

مِنْ اَحَدٍ؟

قَالَ نَعَمْ! لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ»

قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمَا؟

قَالُوْا «مُرَارَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَامِرِيُّ وَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ»

قَالَ فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ

قَالَ «فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ»

قَالَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ قَالَ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَقَالَ تَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِيْ فِيْ نَفْسِيَ الْاَرْضُ فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذَالِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ وَاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ اَمْ لَا ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ نَظَرَ اِلَيَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى اِذَا طَالَ ذَالِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِيْ قَتَادَةَ وَقُلْتُ لَهٗ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَنَّ اِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ

جاؤں اور ان سے کہوں کہ میں نے غلط بیانی سے کام لیا تھا اور واقعہ یہ تھا کہ میں فی الحقیقت معذور و مجبور تھا لیکن اس ارادے کے ساتھ ہی میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کسی اور نے بھی میری طرح کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ دو آدمی اور ہیں جنھوں نے تمھارا راستہ اختیار کیا۔ میں نے کہا: ان کے نام؟ تو انھوں نے مرارہ اور ہلال کا نام لیا اور یہ دو ایسے شخص تھے جنھوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی اور لائق اتباع تھے۔ میں نے جب ان کے نام سنے تو ارادہ بدل دیا اور میں وہاں سے چلا گیا۔ ادھر رسول کریمؐ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ کوئی بھی ہم لوگوں سے بات چیت نہ کرے۔

اس حکم کا اثر یہ ہوا کہ (لوگوں نے ہمارا سخت بائیکاٹ کر دیا اور) اور ہم سے لوگ بالکل برگشتہ ہو گئے یہاں تک کہ زمین بھی گویا بدل گئی اور وہ زمین جس سے میں آشنا تھا وہ نہ رہی۔ اسی طرح ہم پر پچاس راتیں گزریں۔ میرے دونوں ساتھی تو انتہائی عاجز و درماندہ ہو گئے اور گھر میں بیٹھے گریہ وزاری کیا کرتے تھے لیکن میں چونکہ بھر پور جوان اور زوردار تھا، اس لیے باہر نکلا کرتا تھا، نمازوں میں شرکت کرتا، بازاروں میں پھرتا، لیکن حالت یہ تھی کہ کوئی شخص بات کرنے کا روادار نہ تھا۔ میں رسول کریمؐ کی بھی خدمت میں حاضر ہوتا سلام کرتا اور یہی خیال کرتا رہتا تھا کہ جواب سلام میں لبوں کو جنبش ہوئی بھی یا نہیں۔ پھر میں نماز آپ کے قریب پڑھتا اور دزدیدہ نظروں سے آپ کو دیکھتا تو ہوتا یہ کہ جب میں حالتِ نماز ہوتا تو حضورؐ کا التفات میری طرف ہوتا اور جب میں حضورؐ کو دیکھتا تو آپ منہ پھیر لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی بے اعتنائی اور جور و جفا مجھ پر بڑھنے لگا تو ایک دن میں جا کر ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر بیٹھ گیا اور میں نے ان سے کہا ابوقتادہ! تم کو خدا کی قسم ہے سچ سچ بتا دو کیا میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت نہیں کرتا؟ یہ سن کر وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ قسم دی۔ وہ پھر بھی خاموش

فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ؟ فَقَالَ "اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ"

فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَ تَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ فِيْ سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ نَبَطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ۔

قَالَ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ اِلَيَّ حَتّٰى جَآءَنِيْ فَدَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ وَ كُنْتُ كَاتِبًا فَقَرَأْتُهٗ فَاِذَا فِيْهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ قَالَ فَقُلْتُ حِيْنَ قَرَأْتُهَا وَ هٰذِهٖ اَيْضًا مِنَ الْبَلَآءِ فَتَيَامَمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهَا بِهَا حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَأْتِيْنِيْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَأْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ۔

قَالَ فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ؟

قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا قَالَ فَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي الْحَقِيْ بِاَهْلِكِ فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ۔ قَالَ فَجَآءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهٗ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدِمَهٗ؟

رہے۔ پھر تیسری بار قسم دی تو انھوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔

یہ سن کر میری آنکھوں میں اشکوں کا طوفان امنڈ آیا اور میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ جب میں مدینہ کے بازار سے گزر رہا تھا تو ایک شامی کسان مجھے نظر آیا جو میرے گھر کا پتا لوگوں سے پوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے اس کو اشارے سے میری طرف متوجہ کیا۔ اس نے میرے پاس آکر ایک خط بادشاہ غسّان کا مجھے دیا۔

اس میں تحریر تھا "ہم کو معلوم ہوا کہ تمہارے صاحب (رسول اللہ) نے تم پر انتہائی ظلم کیا ہے اور تم پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ تم ہم سے آکر مل جاؤ، ہم تمہاری خاطرداری میں کوئی کسر نہ رہنے دیں گے۔"

مجھے معاً خیال آیا کہ یہ بھی ایک قسم کا امتحان ہے۔ پھر وہ خط میں نے تنور میں ڈال دیا۔ جب چالیس دن گزر گئے تو رسول کریمؐ کا پیامبر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ رسول کریمؐ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو۔ میں نے پوچھا۔ کیا میں طلاق دے دوں؟ جواب ملا بس "مقاربت" نہ کرنا اور یوں رہو سہو۔

اور یہی حکم میرے دو اور بدنصیب ساتھیوں کو بھی موصول ہوا۔

میں نے حکم سنتے ہی اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ، یہاں تک کہ اللہ کوئی فیصلہ کرے۔

جب ہلال کو یہ حکم ملا تو اس کی بیوی رسول کریمؐ کے پاس آئی اور عرض کی کہ ہلال بن امیہ ایک بوڑھا اور بے کار شخص ہے اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں . . . تو اگر میں صرف اس کی خدمت کیا کروں تو آپ اس کو ناپسند تو نہیں کریں گے؟

حضرتؐ نے فرمایا: میں نے صرف "صحبت" کی ممانعت کی ہے۔

وہ بولی: یا رسول اللہ! اس کو تو اس دن سے ہوش ہی نہیں

قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ إِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ حَرَكَةٌ إِلٰى شَيْءٍ وَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ مَا كَانَ إِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا۔

قَالَ فَقَالَ لِيْ بَعْضُ أَهْلِيْ لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ امْرَأَتِكَ فَقَدْ أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ قَالَ فَقُلْتُ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَاذَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيْهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ۔

قَالَ فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمُلَ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا

قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَّا قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ عَلٰى سَلْعٍ يَقُوْلُ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ قَالَ فَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ رَجُلٌ إِلَيَّ فَرَسًا وَسَعٰى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ قِبَلِيْ وَأَوْفَى الْجَبَلَ فَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ۔

فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِيْ فَنَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ أَتَأَمَّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ وَيَقُوْلُوْنَ

اور سو ۔دنے کے اور کوئی کام ہی نہیں

کعب کہتے ہیں کہ میرے گھر والوں سے نے کہا: کاش! تم بھی رسُول کریمؐ سے اپنی بیوی کے رُکنے کی اجازت لے لیتے جب ہلال کی بیوی کو خدمت کی اجازت بھی مل گئی ہے۔ مَیں نے کہا: میں ہرگز اجازت نہ لوں گا۔ اللہ جانے رسُول اللہؐ کیا جواب دیں اور دوسری بات یہ ہے کہ مَیں جوان آدمی ہوں میرا دُور ہی رہنا اچھا ہے۔

پھر وہ بقیہ دس راتیں بھی گزر گئیں اور پوری پچاس راتیں ہو گئیں، پھر پچاسویں رات کو صبح کو میں نے نماز پڑھی اور اپنے گھر کی چھت پر اس حال میں بیٹھا ہُوا تھا جس کی حکایت قرآن نے یوں کی ہے "کہ میرا دل تنگ ہو گیا تھا اور اللہ کی زمین باوجود وسعت کے مجھ پر تنگ وسخت ہو گئی تھی"۔

مَیں بیٹھا ہُوا تھا کہ اچانک ایک پکارنے والے کی آواز کان میں آئی (جو کوہ سلع پر چڑھا ہُوا تھا) اے کعب بن ملک! تمہیں بشارت ہو۔ مَیں نے جوں ہی یہ سُنا سجدۂ شکر میں گر گیا اور مَیں سمجھ گیا کہ معافی ہو گئی۔

پھر رسُول کریمؐ نے بھی نماز صبح کے بعد مسلمانوں کو ہماری معافی کی خوش خبری سُنا دی۔ یہ سُننا تھا کہ لوگ جوق در جوق مجھے مبارک باد دینے کے لیے چلے اور کچھ لوگ میرے دوسرے دو ساتھیوں کو بھی خوشخبری سنانے کے لیے پہنچ گئے۔ ایک شخص نے میری طرف گھوڑا دوڑایا اور بنی اسلم کا ایک شخص دوڑتا ہُوا میری طرف آیا اور اس کی آواز گھوڑے سے بھی جلد مجھ تک پہنچی۔ مَیں نے اس خوش خبری سنانے والے کو اپنے دونوں کپڑے اُتار کر دے دیے۔

اور رسُول کریمؐ کی زیارت کے لیے نکلا۔ لوگ راستے میں گروہ گروہ ملتے جاتے تھے اور مبارک باد پیش کرتے تھے اور کہتے تھے: مبارک ہو اللہ نے تمہیں معاف کر دیا۔ یہاں تک کہ مَیں مسجد پہنچ گیا

لِتَهْنِئُكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ

قَالَ فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ وَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ۔ قَالَ فَقُلْتُ اَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ كَاَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ قَالَ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَقُلْتُ فَاِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ قَالَ وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا اَنْجَانِيْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِيَ اللّٰهُ بِهٖ وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ كِذْبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيَ۔ ———— (صحیح مسلم)

اس وقت رسول کریمؐ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرد و پیش آپ کے اصحاب تھے۔ جونہی طلحہ بن عبید اللہ کی نگاہ مجھ پر پڑی وہ دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور دوڑے۔ پھر مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی اور مہاجرین میں ان کے سوا اور کوئی نہ کھڑا ہوا اور کعب طلحہ کے اس احسان کو کبھی نہ بھولے)

کعب کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول کریمؐ کو سلام کیا تو اس وقت خوشی سے حضرتؐ کا چہرہ دمک رہا تھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ پیدائش سے لے کر آج تک ایسا بہتر دن تیرے لیے نہیں آیا۔ میں نے کہا حضورؐ یہ فرمائیں کہ معافی اللہ کی طرف سے ہے یا آپ کی جانب سے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی طرف سے ہے۔

اور رسول کریمؐ جب مسرور ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں اس توبہ کی خوشی میں چاہتا ہوں کہ اپنے مال کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشی کے لئے صدقہ کر دوں۔ آپ نے ارشاد کیا کہ تھوڑا مال رکھ لے اور باقی خیرات کر دے۔ میں نے کہا: میں خیبر کا حصہ رکھے لیتا ہوں اور بقیہ خیرات کرتا ہوں۔ پھر میں نے کہا، یا رسول اللہ آخر سچائی کی بناء پر اللہ نے مجھے نجات دی اور میں نے یہ بھی طے کر لیا ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا۔ کعب کہتے ہیں واللہ کسی مسلمان کے سچ بولنے پر اللہ نے ایسا احسان نہیں کیا جیسا کہ مجھ پر احسان کیا۔

اور جب میں نے رسول کریمؐ کے سامنے عہد کیا تھا آج تک جھوٹ نہیں بولا اور نہ آئندہ ارادہ ہے۔ اللہ میری حفاظت کرے۔

مکالمہ (۲۱)

عتبہ بن ربیعہ حضورِ رسولؐ میں

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَحَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَكَانَ سَيِّدًا قَالَ يَوْمًا وَهُوَ جَالِسٌ فِي نَادِي قُرَيْشٍ وَرَسُولُ اللهِ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحْدَهُ " يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَلَا أَقُومُ إِلَى مُحَمَّدٍ فَأُكَلِّمَهُ وَأَعْرِضَ عَلَيْهِ أُمُورًا لَعَلَّهُ يَقْبَلُ بَعْضَهَا فَنُعْطِيهِ أَيَّهَا شَاءَ وَيَكُفُّ عَنَّا وَذٰلِكَ حِينَ أَسْلَمَ حَمْزَةُ وَرَأَوْا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ يَزِيدُونَ وَيَكْثُرُونَ.

فَقَالُوا بَلَىٰ يَا أَبَا الْوَلِيدِ قُمْ إِلَيْهِ فَكَلِّمْهُ.

فَقَامَ إِلَيْهِ عُتْبَةُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللهِ فَقَالَ ! يَا ابْنَ أَخِي إِنَّكَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ مِنَ السِّطَةِ فِي الْعَشِيرَةِ وَالْمَكَانِ فِي النَّسَبِ وَإِنَّكَ قَدْ أَتَيْتَ قَوْمَكَ "بِأَمْرٍ عَظِيمٍ" فَرَّقْتَ بِهِ جَمَاعَتَهُمْ وَسَفَّهْتَ بِهِ أَحْلَامَهُمْ وَعِبْتَ بِهِ آلِهَتَهُمْ وَدِينَهُمْ وَكَفَّرْتَ بِهِ مَنْ مَضَى مِنْ آبَائِهِمْ فَاسْمَعْ مِنِّي أَعْرِضْ عَلَيْكَ أُمُورًا تَنْظُرُ فِيهَا لَعَلَّكَ تَقْبَلُ مِنْهَا بَعْضَهَا

قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ قُلْ يَا أَبَا الْوَلِيدِ أَسْمَعْ؟

قَالَ يَا ابْنَ أَخِي إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تُرِيدُ بِمَا جِئْتَ بِهِ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ مَالًا جَمَعْنَا لَكَ مِنْ أَمْوَالِنَا حَتَّى تَكُونَ أَكْثَرَنَا مَالًا وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ بِهِ

عتبہ بن ربیعہ (جو سردارِ قوم بھی تھا) قریش کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا اور رسولِ کریمؐ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عتبہ نے قریشیوں سے کہا میں اس وقت محمدؐ کے پاس جانا چاہتا ہوں اور ان سے کچھ گفت و شنید کرنے کا خیال ہے۔ میں ان کے سامنے چند امور پیش کروں گا اور شاید وہ کسی چیز پر راضی ہو جائیں۔ اس وقت جو وہ چاہیں گے ہم ان کو دے دیں گے، پھر وہ تبلیغِ اسلام اور توہینِ اصنام سے باز رہیں گے (یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت حمزہؓ اسلام لا چکے تھے اور رسولِ کریمؐ کے ارادتمندوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی تھی) قریش نے کہا: ہاں ہاں ضرور جاؤ اور اُن سے بات کرو۔

عتبہ اٹھے اور رسولؐ کے پاس آ کر بیٹھے اور کہنا شروع کیا:

کہ آپ سے جو میرا خاندانی تعلق اور نسبی ربط ہے اس سے آپ ضرور واقف ہوں گے۔ آپ نے اپنی قوم کے سامنے ایک "امرِ عظیم" پیش کیا، جس سے شیرازۂ اتحاد منتشر ہو گیا، دماغ خراب ہو گئے، جماعت میں تفرقہ پڑ گیا۔ آپ نے ان کے خداؤں کی توہین کی، ان کے دین کو ذلیل کیا، ان کے آباؤ اجداد کو کافر کہا۔ (یہ سب کچھ ہو چکا ہے) اب میں چند باتیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، شاید کسی بات پر آپ راضی ہو جائیں (اور یہ مصیبت ختم ہو جائے)، آپ نے فرمایا: کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

ولید نے کہا: اگر یہ ڈھونگ آپ نے کسبِ مال اور طلبِ زر کے لیے رچایا ہے تو ہم آپ کو اتنی دولت دے سکتے ہیں کہ آپ سب سے بڑے رئیس ہو جائیں اور اگر مقصد شرف و عزت کا حصول

شَرَفًا سَوَّدْنَاكَ عَلَيْنَا حَتّٰى لَا نَقْطَعَ اَمْرًا دُوْنَكَ وَ
اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ بِهٖ مُلْكًا مَلَّكْنَاكَ عَلَيْنَا وَاِنْ كَانَ هٰذَا
الَّذِىْ يَاْتِيْكَ رَئِيًّا تَرَاهُ لَا تَسْتَطِيْعُ رَدَّهٗ عَنْ نَفْسِكَ
طَلَبْنَا لَكَ الطِّبَّ وَ بَذَلْنَا فِيْهِ اَمْوَالَنَا حَتّٰى نُبْرِئَكَ
مِنْهُ فَاِنَّهٗ رُبَّمَا غَلَبَ التَّابِعُ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُدَاوٰى
مِنْهُ اَوْ كَمَا قَالَ لَهٗ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ عُتْبَةُ وَرَسُوْلُ
اللّٰهِ يَسْتَمِعُ مِنْهُ۔

قَالَ "اَقَدْ فَرَغْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ" قَالَ نَعَمْ!
قَالَ فَاسْمَعْ مِنِّىْ قَالَ اَفْعَلُ — فَقَالَ بِسْمِ
اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰيَاتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ
مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْهَا يَقْرَؤُهَا عَلَيْهِ فَلَمَّا سَمِعَهَا مِنْهُ عُتْبَةُ
اَنْصَتَ لَهٗ وَاَلْقٰى يَدَيْهِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ مُعْتَمِدًا عَلَيْهِمَا
يَسْمَعُ مِنْهَا ثُمَّ انْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى السَّجْدَةِ مِنْهَا فَسَجَدَ
ثُمَّ قَالَ قَدْ سَمِعْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ مَا سَمِعْتَ فَاَنْتَ وَذَاكَ

ہے تو ہم آپ کو اپنا سردار بنانے پر بھی تیار ہیں اور اگر آپ حکومت و سلطنت
چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے بھی آمادہ ہیں اور اگر آپ کسی ذہنی عارضے میں
مبتلا ہیں اور اس کے علاج سے قاصر ہیں تو ہم آپ کو بہترین طبی امداد دے
سکتے ہیں اور ہر قسم کا صرف کر کے اس مرض سے آپ کو نجات دلا سکتے ہیں۔

جب عتبہ یہ سب کچھ کہہ چکا تھا تو رسول کریم نے فرمایا کہ ابو الولید!
کہہ چکے تم؟ اس نے کہا: ہاں۔

اس وقت حضرت نے ارشاد کیا کہ اب کچھ مجھ سے بھی سن لو
اور یہ کہہ کر آپ نے سورہ حم کے آیات کی تلاوت کی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
حم تنزیل من الرحمٰن الرحیم . . . .

جب رسول کریم آیات کی تلاوت کر رہے تھے تو عتبہ ہمہ تن
گوش و سماعت تھا ہاتھ کمر کے پیچھے رکھے ہوئے مستغرق ہو کر سن رہا تھا،
یہاں تک کہ رسول کی تلاوت آیت سجدہ پر پہنچی۔ رسول نے سجدے میں سر
رکھ دیا۔ جب سجدے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: سن لیا عتبہ تم نے؟ کہو
اب کیا کہتے ہو؟ (سیرۃ ابن ہشام)

مکالمہ (۲۲) علمائے یہود کے سوالات

اِنَّ نَفَرًا مِّنْ اَحْبَارِ يَهُوْدَ جَاءُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنَا عَنْ اَرْبَعٍ نَسْئَلُكَ عَنْهُنَّ
فَاِنْ فَعَلْتَ ذَالِكَ اتَّبَعْنَاكَ وَصَدَّقْنَاكَ وَاٰمَنَّا بِكَ

قَالَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ بِذَالِكَ
عَهْدُ اللّٰهِ وَمِيْثَاقُهٗ لَئِنْ اَنَا اَخْبَرْتُكُمْ بِذَالِكَ
لَتُصَدِّقُنَّنِىْ؟

قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاسْئَلُوْا عَمَّا بَدَا لَكُمْ۔

چند یہودی علماء رسول کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
کہنے لگے یا محمد ہم آپ سے چار چیزوں کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہیں،
اگر آپ نے ٹھیک ٹھیک جواب دے دیے تو ہم آپ کے حلقۂ اطاعت
ارادت میں آجائیں گے اور آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

آپ نے ارشاد کیا کہ اگر میں تمھیں صحیح صحیح جوابات دے دوں تو
تم خدا کی قسم کھا کے کہتے ہو میری رسالت کو تسلیم کرو گے؟

یہودیوں نے کہا یقیناً ہم آپ کو رسول مان لیں گے۔

قَالُوْا فَاَخْبِرْنَا کَیْفَ یَشْبَہُ الْوَلَدُ اُمَّہٗ وَ اِنَّمَا النُّطْفَۃُ مِنَ الرَّجُلِ ؟

قَالَ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اُنْشِدُکُمْ بِاللّٰہِ وَبِاَیَّامِہٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ نُطْفَۃَ الرَّجُلِ بَیْضَاءُ غَلِیْظَۃٌ وَّ نُطْفَۃَ الْمَرْاَۃِ صَفْرَاءُ رَقِیْقَۃٌ فَاَیَّتُھُمَا عَلَتْ صَاحِبَتَھَا کَانَ لَھَا الشَّبَہُ

قَالُوْا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ! قَالُوْا فَاَخْبِرْنَا کَیْفَ نَوْمُکَ؟

فَقَالَ اُنْشِدُکُمْ بِاللّٰہِ وَ بِاَیَّامِہٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ نَوْمَ الَّذِیْ تَزْعُمُوْنَ اَنِّیْ لَسْتُ بِہٖ تَنَامُ عَیْنُہٗ وَقَلْبُہٗ یَقْظَانٌ

فَقَالُوْا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ!

قَالَ فَکَذٰلِکَ نَوْمِیْ تَنَامُ عَیْنِیْ وَقَلْبِیْ یَقْظَانٌ

قَالُوْا فَاَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ اِسْرَائِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ

قَالَ اُنْشِدُکُمْ بِاللّٰہِ وَ بِاَیَّامِہٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ کَانَ اَحَبَّ الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ اِلَیْہِ اَلْبَانُ الْاِبِلِ وَلُحُوْمُھَا وَاِنَّہٗ اشْتَکٰی شَکْوٰی فَعَافَاہُ اللّٰہُ مِنْھَا فَحَرَّمَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَیْہِ شُکْرًا لِلّٰہِ فَحَرَّمَ عَلٰی نَفْسِہٖ لُحُوْمَ الْاِبِلِ وَاَلْبَانَھَا

قَالُوْا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ قَالُوْا فَاَخْبِرْنَا عَنِ الرُّوْحِ

قَالَ اُنْشِدُکُمْ بِاللّٰہِ وَبِاَیَّامِہٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَہٗ جِبْرِیْلَ وَھُوَ الَّذِیْ یَاْتِیْنِیْ۔

قَالُوْا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ وَلٰکِنَّہٗ یَا مُحَمَّدُ لَنَا عَدُوٌّ وَ ھُوَ مَلَکٌ اِنَّمَا یَاْتِیْ بِالشِّدَّۃِ وَبِسَفْکِ الدِّمَاءِ وَ لَوْلَا ذٰلِکَ لَاتَّبَعْنَاکَ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اچھا پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔

علمائے یہود: یہ بتائیے کہ جب نطفہ مرد کا ہوتا ہے تو پھر مولود ماں کی شباہت کیوں اختیار کرتا ہے؟

رسولِ کریمؐ: مرد کا نطفہ سفیدی مائل ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور رقیق ہوتا ہے تو جس نطفہ کا غلبہ ہو جاتا ہے مولود اسی کی شباہت اختیار کرتا ہے۔

علمائے یہود: بجا فرمایا آپ نے۔ اچھا اب یہ بتائیے کہ آپ کی نیند کی نوعیت کیا ہے؟

رسولِ کریمؐ: تم کس قسم کی نیند جانتے ہو کہ آنکھ تو سو رہی ہو گر دل جاگ رہا ہو اور خیال کرتے ہو کہ میری ایسی نیند نہیں؟ تو سنو! میری نیند اسی قسم کی ہے کہ میری آنکھ تو بند ہوتی ہے مگر میں جاگتا رہتا ہوں۔

علمائے یہود۔ درست ہے۔ اچھا یہ بتائیے کہ اسرائیل نے کس قسم کا طعام اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

رسولِ کریمؐ۔ تم اس سے واقف ہو گے کہ بنی اسرائیل کھانے پینے میں اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ . . . بے حد پسند کرتے تھے۔ وہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے پھر اللہ نے ان کو صحت دے دی تو شکرانے میں انھوں نے اپنا محبوب ترین طعام و مشروب (اونٹ کا گوشت اور دودھ) اپنے نفس پر حرام کر لیا۔

علمائے یہود: درست ہے، اچھا روح کی بابت بتائیے (مراد وہ روحانی طاقت ہے جو رسولِ کریمؐ پر آیات و احکام ربانی لے کر اترتی ہے)

رسولِ کریمؐ: جبرئیلؑ کو تم جانتے ہو وہی ہمارے پاس آتے ہیں۔

علمائے یہود: آپ نے درست فرمایا، مگر بات یہ ہے کہ اس جبرئیلؑ کے ساتھ ہماری دراز مدت سے دشمنی ہوتی چلی آتی ہے یہ ایسا ملک ہے جو تشدد اور خونریزی کا بانی ہے۔ اگر اس فرشتے کا تعلق آپ سے نہ ہوتا تو ہم ضرور بالضرور آپ کی پیروی کرتے۔ (سیرۃ ابن ہشام)

مکالمہ (۲۳)

صلح نامہ حدیبیہ

قَالَ الزُّهْرِيُّ ثُمَّ بَعَثَتْ قُرَيْشٌ سُهَيْلَ ابْنَ عَمْرٍو إِلَى رَسُولِ اللهِ وَقَالُوا لَهُ إِئْتِ مُحَمَّدًا فَصَالِحْهُ وَلَا يَكُنْ فِي صُلْحِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ عَنَّا عَامَهُ هٰذَا فَوَاللهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ عَنَّا أَنَّهُ دَخَلَ عَلَيْنَا عَنْوَةً أَبَدًا

زہری کہتے ہیں کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو رسول اللہ کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور ان سے چلتے وقت کہہ دیا کہ دیکھو محمدؐ سے صلح کرنا اور صلح کی پہلی شرط یہی ہوگی کہ وہ اس سال واپس جائیں ورنہ اگر وہ زبردستی مکہ میں داخل ہو گئے تو عرب ہمیشہ ہم پر طعنہ زنی کرتے رہیں گے۔

فَأَتَاهُ سُهَيْلٌ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ مُقْبِلًا قَالَ قَدْ أَرَادَ الْقَوْمُ الصُّلْحَ حِينَ بَعَثُوا هٰذَا الرَّجُلَ

جب رسول اللہ نے سہیل کو آتے دیکھا تو فرمایا، اس شخص کے آنے کا مطلب یہ ہے کہ قریش صلح چاہتے ہیں۔

فَلَمَّا انْتَهَى سُهَيْلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ تَكَلَّمَ فَأَطَالَ الْكَلَامَ وَتَرَاجَعَا ثُمَّ جَرَى بَيْنَهُمَا الصُّلْحُ

سہیل حاضر خدمت ہوئے اور صلح کے موضوع پر طویل گفتگو کی اور رد و قدح ہوتی رہی، آخر صلح کی قرارداد منظور ہو گئی۔

فَلَمَّا الْتَأَمَ الْأَمْرُ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا الْكِتَابُ وَثَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَتَى أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَيْسَ بِرَسُولِ اللهِ؟

جب تمام معاملات طے ہو گئے اور صرف تحریر کرنا باقی رہ گیا تو حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے ابوبکرؓ! کیا محمد اللہ کے رسول نہیں؟

قَالَ بَلَى!

انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔

قَالَ أَوَلَسْنَا بِالْمُسْلِمِينَ؟

پھر حضرت عمرؓ نے کہا: کیا ہم مسلمان نہیں؟

قَالَ بَلَى!

ابوبکرؓ نے کہا: کیوں نہیں۔

قَالَ أَوَلَيْسُوا بِالْمُشْرِكِينَ؟

پھر انھوں نے سوال کیا: کیا قریش مشرک نہیں؟

قَالَ بَلَى!

ابوبکرؓ نے کہا: کیوں نہیں۔

قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا؟ قَالَ أَبُوبَكْرٍ: يَا عُمَرُ الْزَمْ غَرْزَهُ فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ۔ قَالَ عُمَرُ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ۔

پھر حضرت عمرؓ نے کہا: پھر کیوں ہم اپنے دین کو ذلیل و رسوا کر رہے ہیں؟ یہ سن کر ابوبکرؓ بولے: اے عمرؓ! تھمو کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے بھی کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

ثُمَّ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَسْتَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ!

قَالَ بَلٰی!

قَالَ اَوَلَسْنَا بِالْمُسْلِمِیْنَ؟

قَالَ بَلٰی!

قَالَ اَوَلَیْسُوْا بِالْمُشْرِکِیْنَ؟

قَالَ بَلٰی!

قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِی الدَّنِیَّۃَ فِیْ دِیْنِنَا؟

قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ لَنْ اُخَالِفَ اَمْرَہٗ وَلَنْ یُّضَیِّعَنِیْ۔

(قَالَ فَکَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ مَا زِلْتُ اَتَصَدَّقُ وَ اَصُوْمُ وَاُصَلِّیْ وَاُعْتِقُ مِنَ الَّذِیْ صَنَعْتُ یَوْمَئِذٍ مَخَافَۃَ کَلَامِیَ الَّذِیْ تَکَلَّمْتُ بِہٖ حَتّٰی رَجَوْتُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرًا)

قَالَ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْطَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فَقَالَ اُکْتُبْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَقَالَ سُھَیْلُ لَا اَعْرِفُ ھٰذَا وَلٰکِنْ اُکْتُبْ بِاِسْمِکَ اللّٰھُمَّ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اُکْتُبْ بِاِسْمِکَ اللّٰھُمَّ۔

فَکَتَبَھَا ثُمَّ قَالَ اُکْتُبْ ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ سُھَیْلَ ابْنَ عَمْرٍو

فَقَالَ سُھَیْلُ "لَوْ شَھِدْتُّ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَمْ اُقَاتِلْکَ وَلٰکِنْ اُکْتُبْ اِسْمَکَ وَاِسْمَ اَبِیْکَ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اُکْتُبْ ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ سُھَیْلَ بْنَ عَمْرٍو اِصْطَلَحَا

پھر حضرت عمرؓ خدمت رسول کریمؐ میں آئے اور حضرت سے سوال کیا:

یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے رسول نہیں؟

رسول کریمؐ: کیوں نہیں۔

عمرؓ: کیا ہم مسلمان نہیں؟

رسول کریمؐ: کیوں نہیں؟

عمرؓ: کیا وہ مشرک نہیں؟

رسول کریمؐ: کیوں نہیں۔

عمرؓ: پھر ہم اپنے دین کے وقار کو کیوں ذلیل کر رہے ہیں؟

رسول کریمؐ: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول برحق ہوں اور اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا اور خدا مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جو فعل مجھ سے بروز حدیبیہ سرزد ہوا ہے اس کے خوف سے میں ہمیشہ صدقہ دیتا رہا تھا، روزے رکھتا، نمازیں پڑھتا اور غلام آزاد کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنی خیر و عافیت کا دل میں احساس ہونے لگا:

راوی کہتا ہے کہ پھر رسول کریمؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

سہیل بولے۔ ہم اس فقرے سے آشنا نہیں۔ اس کے بجائے باسمک اللھم تحریر فرمائیے۔

رسول کریمؐ نے فرمایا: اچھا باسمک اللھم لکھو۔ حضرت علیؑ نے یہ فقرہ تحریر کیا۔

پھر رسول کریمؐ نے فرمایا لکھو کہ یہ صلح نامہ ہے جس پر محمدؐ اللہ کے رسول اور سہیل بن عمرو نے اتفاق کیا ہے۔

سہیل۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو ہرگز جنگ نہ کرتے۔ اس کے بجائے اپنا اور اپنے باپ کا نام تحریر فرمائیے۔ یہ سن کر رسول کریمؐ نے فرمایا۔ اچھا لکھو یہ عہد نامہ صلح ہے جسے محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو

• عَلٰی وَضْعِ الْحَرْبِ عَنِ النَّاسِ عَشْرَ سِنِیْنَ یَاْمَنُ فِیْهِنَّ النَّاسُ

• وَ یَکُفُّ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ عَلٰی اَنَّهٗ مَنْ اَتٰی مُحَمَّدًا مِنْ قُرَیْشٍ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهٖ رَدَّهٗ عَلَیْهِمْ وَمَنْ جَآءَ قُرَیْشًا مِمَّنْ مَعَ مُحَمَّدٍ لَمْ یَرُدُّوْهُ عَلَیْهِ وَاِنَّ بَیْنَنَا عَیْبَةً مَکْفُوْفَةً وَاَنَّهٗ لَا اِسْلَالَ وَلَا اِغْلَالَ۔

• وَاَنَّهٗ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْ عَقْدِ مُحَمَّدٍ وَعَهْدِهٖ دَخَلَ فِیْهِ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْ عَقْدِ قُرَیْشٍ وَعَهْدِهِمْ دَخَلَ فِیْهِ ـــــ فَبَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ یَکْتُبُ الْکِتَابَ هُوَ وَسُهَیْلُ ابْنُ عَمْرٍو اِذْ جَآءَ اَبُوْ جُنْدَلِ بْنِ سُهَیْلِ ابْنِ عَمْرٍو یَرْسُفُ فِی الْحَدِیْدِ قَدْ اِنْفَلَتَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدْ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَرَجُوْا وَهُمْ لَا یَشُکُّوْنَ فِی الْفَتْحِ لِرُؤْیَا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاَوْا مِنَ الصُّلْحِ وَالرُّجُوْعِ وَمَا تَحَمَّلَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ نَفْسِهٖ دَخَلَ عَلَی النَّاسِ مِنْ ذٰلِکَ اَمْرٌ عَظِیْمٌ حَتّٰی کَادُوْا یَهْلِکُوْنَ فَلَمَّا رَاٰی سُهَیْلُ اَبَا جُنْدَلٍ قَامَ اِلَیْهِ فَضَرَبَ وَجْهَهٗ وَاَخَذَ بِتَلْبِیْبِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ قَدْ لَجَّتِ الْقَضِیَّةُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ قَبْلَ اَنْ یَّاتِیَکَ هٰذَا۔

قَالَ صَدَقْتَ وَجَعَلَ یَنْتُرُهٗ بِتَلْبِیْبِهٖ وَیَجُرُّهٗ لِیَرُدَّهٗ اِلٰی قُرَیْشٍ وَجَعَلَ اَبُوْ جُنْدَلٍ یَصْرُخُ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اَاُرَدُّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ یَفْتِنُوْنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَزَادَ ذٰلِکَ النَّاسَ اِلٰی مَا بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَا اَبَا جُنْدَلٍ اِصْبِرْ وَاحْتَسِبْ

نے منظور کیا ہے اور ان شرائط پر اتفاق کیا ہے کہ

• دس سال کے لیے جنگ بالکل موقوف ہو جانا چاہیے تاکہ لوگ امن و امان کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

• جو شخص قریش سے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمدؐ کے پاس آئے گا اُسے واپس کر دیا جائے گا مگر جو مسلمانوں میں سے قریش کے پاس چلا جائے گا اُس کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

• جو شخص محمدؐ کے دائرۂ اطاعت و عہد میں آنا چاہتا ہے وہ آ سکتا ہے اور جو قریش کا ساتھ دینا چاہتا ہے وہ ان کا ساتھ دے سکتا ہے۔

ابھی تحریر مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ابوجندل سہیل کے فرزند لوہے میں جکڑے ہوئے رسُول کریمؐ کی طرف سے گزرے۔

رسُول کریمؐ کے تمام اصحاب کو رسُول کریمؐ کے خواب کی وجہ سے فتح کا پورا یقین تھا، لیکن جب انھوں نے صلح کے آثار اور واپسی کی کیفیت اور مخالفت کے مقابلہ پر رسُول کریمؐ کی صلح جویانہ پسپائی دیکھی تو اصحاب کے دل میں انقلابِ عظیم پیدا ہو گیا اور قریب تھا کہ شک و شبہ کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں۔

جب سہیل نے ابوجندل کو دیکھا تو اس کی طرف بڑھے اور ایک طمانچہ مارا اور گریبان پکڑ لیا۔ پھر کہا محمدؐ اس کے آنے سے پہلے ہی اپنا معاہدہ مکمل کر چکے ہیں۔

رسُول کریمؐ نے فرمایا تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پھر سہیل ان کا گریبان پکڑے کھینچتے ہوئے قریش کی طرف لے جانے لگے۔ یہ دیکھ کر ابوجندل بہت بلند آواز سے چیخے۔ اے مسلمانو! کیا تم مجھے مشرکین کی طرف پلٹا دو گے جو مجھے میرے دین پر سزائیں دیں گے؟ یہ دیکھ کر صحابہ کے دل میں اور طوفانِ عظیم پیدا ہُوا۔

رسُول کریمؐ نے ابوجندل سے کہا قدرے صبر کرو۔ اللّٰہ تعالےٰ

فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ لَكَ وَلِمَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا إِنَّا قَدْ عَقَدْنَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ صُلْحًا وَأَعْطَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَأَعْطَوْنَا عَهْدَ اللّٰهِ وَإِنَّا لَا نَغْدِرُ بِهِمْ

قَالَ فَوَثَبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ مَعَ أَبِيْ جُنْدَلَ يَمْشِيْ إِلٰى جَنْبِهٖ وَيَقُوْلُ اِصْبِرْ يَا أَبَا جَنْدَلَ فَإِنَّمَا هُمُ الْمُشْرِكُوْنَ وَإِنَّمَا دَمُ أَحَدِهِمْ دَمُ كَلْبٍ قَالَ وَيُدْنِيْ قَائِمَ السَّيْفِ مِنْهُ۔

قَالَ۔ يَقُوْلُ عُمَرُ رَجَوْتُ أَنْ يَأْخُذَ السَّيْفَ فَيَضْرِبُ بِهٖ أَبَاهُ فَضَنَّ الرَّجُلُ بِأَبِيْهِ وَنَفَذَتِ الْقَضِيَّةُ۔

(سیرت ابن ہشام)

تمہارے اور تمہارے ناتواں ساتھیوں کے لیے بہت جلد کشادگی اور مخلصی کی راہ پیدا کرے گا۔ (ہم مجبور ہیں) ایک باہمی معاہدہ کر چکے ہیں اور اس معاہدہ کی رُو سے کچھ ہم کو اور کچھ ان کو مراعات و حقوق مل گئے ہیں جس سے ہم انحراف نہیں کر سکتے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جست کر کے ابوجندل کے پاس پہنچے اور ان کے پہلو بہ پہلو چلنے لگے۔ وہ چلتے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ "ابوجندل صبر کرو، صبر کرو، صبر کے سوا کیا چارہ ہے؟ یہ کمبخت تو مشرکین ہیں ان کا خون کُتّے کے خون سے زائد قیمتی نہیں۔"

راوی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ تلوار لیے اس کے قریب قریب چل رہے تھے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں: مجھے امید تھی کہ وہ تلوار لے گا اور اپنے باپ کو قتل کر دے گا، مگر اُس نے باپ کو قتل کرنا پسند نہ کیا اور جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔

مکالمہ (۲۴)

ضمام بن ثعلبہ

بَعَثَتْ بَنُوْ سَعْدِ ابْنُ بَكْرٍ ضِمَامَ بْنَ ثَعْلَبَةَ وَافِدًا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَدِمَ عَلَيْهِ وَأَنَاخَ بَعِيْرَهٗ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهٗ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ جَالِسٌ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَأَقْبَلَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ أَصْحَابِهٖ

فَقَالَ أَيُّكُمْ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنَا عَبْدُ الْمُطَّلِبِ قَالَ أَمُحَمَّدٌ؟ قَالَ نَعَمْ

قَالَ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّيْ سَائِلُكَ وَمُغَلِّظٌ

قبیلۂ بنو سعد نے ضمام بن ثعلبہ کو اپنا نمائندہ بنا کر رسولؐ کی خدمت میں بھیجا۔ ضمام آئے ناقہ کو مسجد کے دروازے پر باندھا مسجد میں داخل ہوئے۔ اُس وقت رسول کریمؐ مسجد میں اپنے اصحاب کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ وہ بڑھے یہاں تک کہ رسول کریمؐ کے قریب پہنچ کر گویا ہوئے۔ تم میں عبدالمطلب کا فرزند کون ہے؟

رسول اللہ نے فرمایا۔ میں ہوں فرزند عبدالمطلب۔ ضمام نے کہا محمدؐ؟ فرمایا: ہاں محمدؐ۔

ضمام۔ اے عبدالمطلب کے فرزند! میں آپ سے کچھ سوالات

عَلَيْكَ فِي الْمَسْئَلَةِ فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ

قَالَ لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ۔

قَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ
وَإِلٰهَ مَنْ هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكَ اللّٰهُ بَعَثَكَ إِلَيْنَا رَسُولًا؟

قَالَ اَللّٰهُمَّ

نَعَمْ!

قَالَ فَأَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ مَنْ كَانَ
قَبْلَكَ وَإِلٰهَ مَنْ كَائِنٌ بَعْدَكَ اللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْمُرَنَا
أَنْ نَعْبُدَهُ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَأَنْ نَخْلَعَ
هٰذِهِ الْأَنْدَادَ الَّتِي كَانَ آبَاؤُنَا يَعْبُدُونَ مَعَهُ

قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ قَالَ فَأَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ
مَنْ كَانَ قَبْلَكَ وَإِلٰهَ مَنْ هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكَ اللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ
نُصَلِّيَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ۔ قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔

قَالَ ثُمَّ جَعَلَ يَذْكُرُ فَرَائِضَ الْإِسْلَامِ فَرِيْضَةً
فَرِيْضَةً الزَّكٰوةَ وَالصِّيَامَ وَالْحَجَّ وَشَرَائِعَ الْإِسْلَامِ كُلَّهَا
يَنْشُدُهُ عِنْدَ كُلِّ فَرِيْضَةٍ مِنْهَا كَمَا يَنْشُدُهُ فِي الَّتِي قَبْلَهَا
حَتّٰى إِذَا فَرَغَ قَالَ فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَسَأُؤَدِّي هٰذِهِ الْفَرَائِضَ
وَأَجْتَنِبُ مَا نَهَيْتَنِي عَنْهُ ثُمَّ لَا أَزِيدُ وَلَا أَنْقُصُ ثُمَّ
انْصَرَفَ إِلٰى بَعِيْرِهٖ رَاجِعًا۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ إِنْ صَدَقَ
ذُو الْعَقِيْصَتَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَأَتٰى بَعِيْرَهُ فَأَطْلَقَ عِقَالَهُ
ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهٖ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَكَانَ
أَوَّلَ مَا تَكَلَّمَ بِهٖ أَنْ قَالَ بِئْسَتِ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى
۔ قَالُوا مَهْ يَا ضِمَامُ اتَّقِ الْبَرَصَ اتَّقِ الْجُذَامَ اتَّقِ
الْجُنُونَ قَالَ وَيْلَكُمْ إِنَّهُمَا وَاللّٰهِ لَا يَضُرَّانِ وَلَا

کروں گا اور سوال کرنے میں میرا لہجہ تند و تیز ہوگا، آپ اس کا بُرا نہ مانیں۔

رسول کریمؐ۔ مَیں اس کا خیال بھی نہ کروں گا جو چاہو پوچھو۔

ضمام۔ مَیں اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا اور
آپ سے ماقبل اور مابعد افراد کا خدا ہے کہ کیا آپ کو واقعی اُس نے
ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟

رسول کریمؐ۔ یقیناً۔

ضمام۔ کیا اللہ ہی نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم صرف اُسی کی
عبادت کریں اور کسی کو اُس کا شریک قرار نہ دیں اور جن کو ہمارے آبا و
اجداد پُوجتے تھے اُن کو چھوڑ دیں؟

رسول کریمؐ۔ ہاں اُسی نے ایسا کہا ہے۔

ضمام۔ کیا اُسی خدا نے ہم پر پنج گانہ نمازیں واجب کی ہیں؟

رسول کریمؐ۔ ہاں۔

راوی کہتا ہے کہ پھر اسی طرح ضمام نے ہر فریضۂ اسلام کی
بابت سوال کیا اور رسول اللہؐ اسی طرح جواب دیتے رہے۔ جب سوال و
جواب سے فراغت ہوئی تو ضمام نے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ۔

پھر کہا کہ مَیں اسی طرح بلا کم و کاست یہ فرائض اپنی قوم تک
پہنچا دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے ناقے کی طرف بڑھے۔

اُس وقت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اگر یہ گیسوؤں والا واقعی یہ
سب کچھ صدقِ دل سے کہہ رہا ہے تو جنت میں ضرور جائے گا۔

ضمام اپنے ناقے کے پاس آئے رسّی کھولی اور چلے۔ اپنی
قوم کے پاس پہنچے اور ان سے پہلی بات جو کی وہ یہ کہ لعنت ہو لات و
عزیٰ پر۔ لوگوں نے کہا ضمام ڈرو کہیں یہ کہنے سے تم برص یا جذام
یا دیوانگی میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

ضمام نے کہا۔ وائے ہو تم پر یہ بے جان نہ کسی کو فائدہ دے

يَنفعانِ إنّ الله قد بعث رسولاً وأنزل عليه كتاباً استنقذكم به مما كنتم فيه وإنّي أشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له وأنّ محمّداً عبده ورسوله وقد جئتكم من عنده بما أمركم به ونهاكم عنه قال فوالله ما أمسى من ذلك اليوم في حاضره رجل ولا امرأة إلّا مسلماً۔

سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بھیج چکا ہے اور اپنی کتاب کے ذریعہ تم کو جاہلیت کی خرابیوں سے نکال چکا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کا رسول ہے اور میں تمہارے پاس ان کے اوامر و نواہی (احکام) لایا ہوں (ان کو قبول کرو) راوی کہتا ہے کہ شام نہیں ہوئی تھی کہ سب مسلمان ہو گئے۔

(سیرۃ ابن ہشام)

مکالمہ (۲۵)

عدی بن حاتم

قال عديّ بن حاتم فخرجت حتّى أقدم على رسول الله المدينة فدخلت عليه وهو في مسجده فسلّمت عليه فقال من الرجل؟ فقلت عديّ بن حاتم فقام رسول الله فانطلق بي إلى بيته فوالله إنّه لعامد بي إليه لقيته امرأة ضعيفة كبيرة فاستوقفته فوقف لها طويلاً تكلّمه في حاجتها قال قلت في نفسي والله ما هذا بملك ثمّ مضى بي رسول الله حتّى إذا دخل بي بيته تناول وسادة من أدم محشوّة ليفاً فقذفها إليّ فقال اجلس على هذه قلت بل أنت فاجلس عليها فقال بل أنت فجلست عليها وجلس رسول الله بالأرض۔ قال قلت في نفسي والله ما هذا بأمر ملك ثمّ قال إيه

يا عديّ بن حاتم ألم تك ركوسيّاً؟

قال قلت: بلى!

قال أولم تكن تسير في قومك بالمرباع؟

عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں گھر سے نکلا اور رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت رسولؐ مسجد مدینہ میں تشریف فرما تھے میں نے جاتے ہی سلام عرض کیا۔ ارشاد ہوا کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں عدی بن حاتم۔ یہ سن کر رسولؐ اٹھے مجھے ساتھ لیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک ضعیفہ ملی جس نے آپ کو دیر تک ٹھہرائے رکھا اور اپنی حاجتیں بیان کرتی رہی (حضرت سنتے رہے اور مناسب جواب دیتے رہے) میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک بادشاہ کی شان نہیں ہو سکتی۔ یہ بادشاہ نہیں ہو سکتے۔ پھر حضرت مجھ کو لے کر داخل خانہ ہوئے مجھے ایک چرمی گدا بیٹھنے کے لیے دیا اور فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا نہیں آپ تشریف فرما ہوں، مگر حضرت نے باصرار مجھ کو بیٹھنے پر مجبور کیا اور خود تاجدار رسالت زمین پر بیٹھ گئے۔

مجھے پھر خیال آیا کہ یہ بادشاہ نہیں ہو سکتے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا:

اے عدی! کیا تم رکوسی نہیں؟

میں نے کہا: ہاں ہوں۔

ارشاد ہوا: کیا تم اپنی قوم سے پیداوار کا چوتھائی حصہ نہیں لیتے،

قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ يَحِلُّ لَكَ فِيْ دِيْنِكَ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ

وَقَالَ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ يَعْلَمُ مَا يُجْهَلُ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكَ يَاعَدِيُّ اِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُوْلٍ فِيْ هٰذَا الدِّيْنِ مَا تَرٰى مِنْ حَاجَتِهِمْ فَوَاللّٰهِ لَيُوْشِكَنَّ الْمَالُ اَنْ يَفِيْضَ فِيْهِمْ حَتّٰى لَا يُوْجَدُ مَنْ يَاْخُذُهٗ وَلَعَلَّكَ اِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُوْلٍ فِيْهِ مَا تَرٰى مِنْ كَثْرَةِ عَدُوِّهِمْ وَقِلَّةِ عَدَدِهِمْ فَوَاللّٰهِ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ تَسْمَعَ بِالْمَرْاَةِ تَخْرُجُ مِنَ الْقَادِسِيَّةِ عَلٰى بَعِيْرِهَا حَتّٰى تَزُوْرَ هٰذَا الْبَيْتَ لَا تَخَافُ وَلَعَلَّكَ اِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُوْلٍ فِيْهِ اِنَّكَ تَرٰى اَنَّ الْمُلْكَ وَالسُّلْطَانَ فِيْ غَيْرِهِمْ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ تَسْمَعَ بِالْقُصُوْرِ الْاَبْيَضِ مِنْ اَرْضِ بَابِلَ قَدْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَالَ فَاَسْلَمْتُ۔

مَیں نے کہا۔ ہاں لیتا ہوں۔

فرمایا۔ حالانکہ یہ تمہارے دین میں جائز نہیں۔

عدی کہتے ہیں کہ مَیں فوراً جان گیا کہ ہو نہ ہو یہ رسولؐ ہیں، جو غیب سے بھی واقف ہیں۔ پھر ارشاد ہُوا کہ عدی شاید تم مسلمانوں کے موجودہ فقر و احتیاج کو دیکھتے ہوئے اس دین میں آنے سے گریز کر رہے ہو۔ یاد رکھو کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ سیم و زر ان میں بہتا پھرے گا اور کوئی لینے والا نظر نہ آئے گا۔ اور شاید مسلمانوں کی قلتِ تعداد اور دشمنوں کی کثرت قبولِ دین میں سدراہ ہو تو سنو بخدا عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے تن تنہا زیارت کعبہ کے لیے چلے گی اور وہ رستہ میں کسی قسم کا خوف و خطر محسوس نہ کرے گی اور شاید تم یہ دیکھ رہے ہو کہ ملک و سلطنت کے مالک دشمنانِ اسلام ہیں اور اس لیے مذہبِ اسلام قبول نہیں کرتے۔ تو سنو عنقریب بابل کے قصرِ ابیض پر تم اسلام کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھو گے۔ عدی کہتے ہیں کہ پھر میں اسلام لے آیا۔

(سیرۃ ابن ہشام)

مکالمہ (۲۶)

قبیلہ بنی حارث کا ایک وفد

فَلَمَّا قَدِمُوْا بَنُوا الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَرَاٰهُمْ قَالَ مَنْ هٰؤُلَاۤءِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَاَنَّهُمْ رِجَالُ الْهِنْدِ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاۤءِ رِجَالُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ فَلَمَّا وَقَفُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلَّمُوْا عَلَيْهِ وَقَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ــــ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ اِذَا زُجِرُوْا

جب بنی حارث بن کعب کا وفد حضورؐ کے روبرو آیا تو آپ نے فرمایا: یہ کون لوگ ہیں جو ہندی نژاد معلوم ہوتے ہیں۔

لوگوں نے کہا: یہ قبیلہ بنی حارث کے افراد ہیں۔

جب وہ حضرت کے قریب پہنچے تو سلام کیا اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اُس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں۔

رسول کریمؐ نے بھی اس پر یہی ارشاد کیا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور مَیں اُس کا رسول برحق ہوں۔

پھر حضرت نے فرمایا: تُم ہی وہ لوگ ہو کہ جب دھکے جاتے ہو تو

اِسْتَقْدَمُوْا نَسَكَتُوْا فَلَمْ يُرَاجِعْهُ مِنْهُمْ اَحَدٌ ثُمَّ اَعَادَهَا الثَّانِيَةَ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ مِنْهُمْ اَحَدٌ ثُمَّ اَعَادَهَا الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ مِنْهُمْ اَحَدٌ ثُمَّ اَعَادَهَا الرَّابِعَةَ فَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَدَانِ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الَّذِيْنَ اِذَا زُجِرُوْا اِسْتَقْدَمُوْا قَالَهَا اَرْبَعَ مِرَارٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ خَالِدًا لَمْ يَكْتُبْ اِلَيَّ اَنَّكُمْ اَسْلَمْتُمْ وَلَمْ تُقَاتِلُوْا لَاَلْقَيْتُ رُءُوْسَكُمْ تَحْتَ اَقْدَامِكُمْ ـــ فَقَالَ يَزِيْدُ ابْنُ الْمَدَانِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا حَمِدْنَاكَ وَلَا حَمِدْنَا خَالِدًا! قَالَ فَمَنْ حَمِدْتُمْ؟ قَالُوْا حَمِدْنَا اللّٰهَ الَّذِيْ هَدَانَا بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ صَدَقْتُمْ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِمَ كُنْتُمْ تَغْلِبُوْنَ مَنْ قَاتَلَكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ـــ قَالُوْا لَمْ نَكُنْ نَغْلِبُ اَحَدًا۔ قَالَ بَلٰى قَدْ كُنْتُمْ تَغْلِبُوْنَ مَنْ قَاتَلَكُمْ قَالُوْا كُنَّا نَغْلِبُ مَنْ قَاتَلَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَجْتَمِعُ وَلَا نَفْتَرِقُ وَلَا نَبْدَءُ اَحَدًا بِظُلْمٍ۔

قَالَ صَدَقْتُمْ وَ اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ قَيْسَ بْنَ الْحُصَيْنِ۔

آگے بڑھتے ہو؟ یہ سن کر لوگ ساکت رہے۔ پھر دوبارہ کہا پھر کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر تیسری بار فرمایا یہاں تک کہ جب یہ فقرہ چوتھی بار ارشاد کیا تو یزید بن عبدالمدان نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ ہمیں وہ لوگ ہیں کہ جب روکے جائیں تو آگے بڑھتے ہیں اور اس فقرہ کو چار بار کہا۔ اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا۔ اگر خالد نے یہ نہ لکھ دیا ہوتا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور یہ کہ تم نے قتال نہیں کیا تو تمہارے سر تمہارے پیروں کے نیچے ہوتے۔ اس پر یزید بن مدان نے کہا کہ ہم نہ آپ کی حمد کرتے ہیں اور نہ ہی خالد کی۔

اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا: پھر کس کی حمد کرتے ہو؟

ان لوگوں نے کہا۔ اُس خدا کی جس نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت کی۔

رسولِ خدا نے فرمایا: سچ کہتے ہو تم۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جاہلیت میں کس دشمن سے تم مغلوب ہوئے؟

وفد نے کہا ہم کبھی مغلوب نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا واقعی تم دشمنوں پر غالب رہے؟ وفد نے عرض کی یا رسول اللہ ہم ہر دشمن پر غالب رہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم ہمیشہ متحد رہے اور کبھی باہم افتراق نہیں ہوا اور ہم نے ظلم کرنے میں کبھی پہل نہیں کی۔

رسولِ خدا نے فرمایا: سچ کہتے ہو اور حارث بن کعب پر قیس بن حصین کو امیر مقرر کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

مکالمہ (۲۷)

ہوازن کا وفد

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ۔ قَدِمَ وَفْدُ هَوَازِنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْجِعِرَّانَةِ بَعْدَ مَا قُسِّمَ الْغَنَائِمُ وَفِي الْوَفْدِ عَمُّ النَّبِيِّ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَبُوْ ثَرْوَانَ

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ مقام جعرانہ پر ہوازن کا ایک وفد حاضر خدمت رسول ہوا جب اموالِ غنیمت تقسیم ہو چکے تھے (اور عورتوں کو کنیزوں کی حیثیت سے صحابہ میں تقسیم کیا جا چکا تھا) اس وفد میں رسول کریمؐ کے

فَقَالَ يَوْمَئِذٍ

"يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّمَا فِيْ هٰذِهِ الْحَظَائِرِ
مَنْ كَانَ يَكْفُلُكَ مِنْ عَمَّاتِكَ وَخَالَاتِكَ وَ
حَوَاضِنِكَ وَقَدْ حَضَنَّاكَ فِيْ حُجُوْرِنَا وَاَرْضَعْنَاكَ
بِثُدِيِّنَا وَلَقَدْ رَاَيْتُكَ مُرْضِعًا فَمَا رَاَيْتُ مُرْضَعًا
خَيْرًا مِنْكَ وَرَاَيْتُكَ فَطِيْمًا فَمَا رَاَيْتُ فَطِيْمًا خَيْرًا
مِنْكَ ثُمَّ رَاَيْتُكَ شَابًّا فَمَا رَاَيْتُ شَابًّا خَيْرًا
مِنْكَ وَقَدْ تَكَامَلَتْ فِيْكَ خِلَالُ الْخَيْرِ وَنَحْنُ
مَعَ ذٰلِكَ اَهْلُكَ وَعَشِيْرَتُكَ فَامْنُنْ عَلَيْنَا مَنَّ اللهُ
عَلَيْكَ -

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ قَدِ اسْتَانَيْتُ بِكُمْ حَتّٰى
ظَنَنْتُ اِنَّكُمْ لَا تُقْدِمُوْنَ وَقَدْ قَسَمَ النَّبِيُّ السَّبْيَ
وَجَرَتْ فِيْهِ السُّهْمَانُ وَقَدِمَ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ
رَجُلًا مِنْ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ وَجَاءُوْا بِاِسْلَامِ مَنْ
وَرَاءَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَكَانَ رَاْسُ الْقَوْمِ وَالْمُتَكَلِّمُ
اَبُوْصُرَدٍ زُهَيْرُ بْنُ صُرَدٍ

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا اَصْلٌ وَعَشِيْرَةٌ
وَقَدْ اَصَابَنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَالَا يَخْفٰى عَلَيْكَ يَا
رَسُوْلَ اللهِ اِنَّمَا فِيْ هٰذِهِ الْحَظَائِرِ عَمَّاتُكَ وَخَالَاتُكَ
وَحَوَاضِنُكَ الّٰتِيْ هُنَّ يَكْفُلْنَكَ وَلَوْ اِنَّا مَلَحْنَا
لِلْحَارِثِ بْنِ اَبِيْ شِمْرٍ اَوْ لِلنُّعْمَانِ بْنِ مُنْذِرٍ ثُمَّ
نَزَلَا مِنَّا بِمِثْلِ الَّذِيْ نَزَلْتَ بِهٖ رَجَوْنَا عَطْفَهُمَا
وَعَائِدَتَهُمَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْمَكْفُوْلِيْنَ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ
اَصْدَقُهٗ وَعِنْدِيْ مَنْ تَرَوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

رضاعی چچا ابو ثروان بھی تھے۔

ابو ثروان کہنے لگے یارسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کی
رضاعی پھوپھیاں، خالائیں اور کھلائیاں ہیں جنھوں نے آپ کی کفالت و
پرورش کی ہے۔ ہم نے آپ کو اپنی گودیوں میں پالا ہے، اپنے سینوں
سے دودھ پلایا ہے۔

ہم نے آپ کو عالم شیر خواری میں دیکھا، آپ سے بہتر شیر خوار
بچہ ہم نے نہیں دیکھا۔ پھر ہم نے آپ کا بچپن دیکھا اور کسی کا بچپنا آپ
کے بچپنے سے حسین نہیں دیکھا۔ پھر ہم نے آپ کی جوانی دیکھی اور آپ سے
بہتر کوئی جوان نہیں دیکھا جس میں قدرت نے ساری خوبیاں، کملات جمع
کر دیے ہیں۔

علاوہ بریں ہم آپ کی اساس ہیں، آپ کے ہم قبیلہ ہیں ہم پر آپ
احسان فرمایئے اللہ آپ پر کرم کرے گا۔

یہ سن کر رسول کریم نے فرمایا آپ نے آنے میں بڑی تاخیر کی
یہاں تک کہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوئے، شاید اب آپ نہ آئیں گے (اور
صورت حال یہ ہو گئی تھی کہ رسول کریم قیدی تقسیم کر چکے تھے اور ان کے
حصے بھی لگ چکے تھے اور یہ ہوازن کے وہ چودہ افراد تھے جو مسلمان ہو
کر آئے تھے اور پیچھے رہ جانے والوں کے اسلام کی خبر لائے تھے۔ ان
لوگوں کے سردار و خطیب ابوصرد بن صرد تھے)

زہیر بن صرد نے کہا یارسول اللہ! ہم آپ کی اساس ہیں، ہم قبیلہ
ہیں اور جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ آپ پر مخفی نہیں۔ اے اللہ
کے رسول! ان قیدیوں میں آپ کی رضاعی پھوپھیاں، خالائیں اور
کھلائیاں ہیں جنھوں نے آپ کو اپنی آغوش محبت میں پالا ہے۔ اگر ہم یہ
برتاؤ بادشاہ حارث بن ابی شمر اور نعمان بن منذر کے ساتھ کرتے۔ پھر وہ
اسی طرح آتے جس طرح آپ آئے ہیں تو ہم ان سے بھی لطف و عنایات
انعام و عطایا کی امید کرتے۔

اَفَاَبْنَاؤُكُمْ وَنِسَاءُكُمْ اَحَبُّ اِلَيْكُمْ اَمْ اَمْوَالُكُمْ
فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَيَّرْتَنَا بَيْنَ اَحْسَابِنَا
وَاَمْوَالِنَا وَمَا كُنَّا لِنَعْدِلَ بِالْاَحْسَابِ شَيْئًا فَرُدَّ
عَلَيْنَا اَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ اَمَّا مَالِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
فَهُوَ لَكُمْ وَاَسْئَلُكُمُ النَّاسَ

فَاِذَا صَلَّيْتُ بِالنَّاسِ الظُّهْرَ فَقُوْلُوْا نَسْتَشْفِعُ
بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَبِالْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ فَاِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ مَا كَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ
فَهُوَ لَكُمْ وَسَاَطْلُبُ لَكُمْ اِلَى النَّاسِ

فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ الظُّهْرَ قَامُوْا فَتَكَلَّمُوْا
بِالَّذِيْ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ مَا كَانَ لَهٗ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَرَدَّ الْمُهَاجِرُوْنَ
وَرَدَّ الْاَنْصَارُ وَسَئَلَ لَهُمْ قَبَائِلَ الْعَرَبِ فَاتَّفَقُوْا
عَلٰى قَوْلٍ وَاحِدٍ بِتَسْلِيْمِهِمْ وَرِضَاهُمْ وَدَفْعِ
مَا كَانَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ مِنَ السَّبْيِ اِلَّا قَوْمًا تَمَسَّكُوْا
بِمَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ فَاَعْطَاهُمْ اِبِلًا عِوَضًا مِنْ
ذٰلِكَ ۔

(طبقات ابن سعد)

رسول کریم نے فرمایا کہ سب سے اچھی بات وہ ہے جو سچی ہو۔ میرے پاس جو مسلمان ہیں ان کو تم دیکھ رہے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمھیں اپنی اولاد و عورات زائد محبوب ہیں یا اموال؟ ان لوگوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں خاندانی عزت اور مال و دولت میں سے ایک شئے کو منتخب کرنے کے لیے کہا ہے تو ہمیں خاندانی عزت سے زائد کوئی چیز محبوب نہیں۔ آپ ہمارے بچے اور عورتیں ہمیں واپس دلادیں۔

رسول کریم نے فرمایا کہ جہاں تک میرے اور بنی عبدالمطلب کے مال کا تعلق ہے وہ تمھارے لیے حاضر ہے اور رہا باقی تو اس کے لیے میں لوگوں سے اپیل کروں گا۔

سنو۔ دیکھو جب میں ظہر کی نماز پڑھاؤں تو تم اس وقت کہنا کہ ہم رسول کریم کی سفارش و شفاعت مسلمانوں کے لیے اور مسلمانوں کی سفارش رسول اللہ کے لیے چاہتے ہیں۔ اس وقت میں کہوں گا کہ جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے پاس ہے وہ سب تمھارا ہے اور بقیہ کے لیے میں لوگوں سے درخواست کرتا ہوں۔

جب رسول کریم نے نماز ظہر پڑھائی تو یہ لوگ کھڑے ہو گئے اور وہی کہا جو رسول کریم نے بتایا تھا اس پر رسول کریم نے جو کچھ اپنے پاس تھا اور بنی عبدالمطلب کے پاس تھا ان کے حوالے کر دیا۔ پھر مہاجرین نے بھی اور انصار نے بھی سب کچھ لوٹا دیا۔ پھر دیگر قبائل عرب سے درخواست کی گئی وہ سب اس بات پر راضی ہو گئے اور انھوں نے اپنے قیدی لوٹا دیے۔ چند لوگوں نے دینے سے گریز کیا تو ان کو قیدیوں کے عوض اونٹ دے دیے گئے اور وہ اس پر راضی ہو گئے اور قیدی دے دیے۔

مکالمہ (۲۸)

بھیڑوں کا چرانا

اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ رَعَی الْغَنَمَ

قَالُوْا وَ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

قَالَ وَ اَنَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَاعِی الْغَنَمِ

قَالَ لَہٗ اَصْحَابُہٗ وَ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟

قَالَ وَ اَنَا رَعَیْتُھَا لِاَھْلِ مَکَّۃَ بِالْقَرَارِیْطِ

وَ قَالَ اَبُوْ سَلْمَۃَ مَرَرْنَا عَلَی النَّبِیِّ بِثَمَرِ الْاَرَاکِ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ بِمَا اَسْوَدُ مِنْہُ فَاِنِّیْ کُنْتُ اَجْتَنِیْہِ اِذْ اَنَا رَاعِی الْغَنَمِ

فَقَالُوْا!

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ رَعَیْتَھَا"؟

فَقَالَ؛ نَعَمْ!

"وَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ رَعَاھَا۔

(طبقات)

عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس نے بھیڑیں نہ چرائی ہوں۔

لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ نے بھی بھیڑیں چرائی ہیں؟

فرمایا: ہاں ہم نے بھی چرائی ہیں۔ ایک مرتبہ اور رسول کریم نے فرمایا کہ اللہ نبی کو اس وقت تک مبعوث نہیں کرتا جب تک وہ بھیڑوں کا چرانے والا نہ ہو۔

آپ کے اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے بھی بھیڑیں چرائی ہیں؟

آپ نے فرمایا، میں اہل مکہ کے لیے قراریط پر بھیڑیں چرایا کرتا تھا۔

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول کریم کے پاس سے گزرے اور ہمارے پاس سیاہ اراک کے پھل تھے۔ رسول کریم بولے۔ دیکھو جو سیاہ ہوں ان کو کھانا جب میں بھیڑیں چرایا کرتا تھا تو سیاہ پھل چن چن کے کھایا کرتا تھا۔

لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ بھی "راعی" رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ نبی ہو ہی نہیں سکتا جب تک راعی (چرواہا) نہ ہو جائے۔

مکالمہ (۲۹)

انتقالِ ابراہیم

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِیَدِیْ فَانْطَلَقَ بِیْ اِلَی النَّخْلِ الَّذِیْ فِیْہِ اِبْرَاھِیْمُ فَوَضَعَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَھُوَ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ فَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ۔

فَقُلْتُ لَہٗ اَتَبْکِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوَلَمْ تَنْھٰی عَنِ الْبُکَاءِ؟

قَالَ اِنَّمَا نُھِیْتُ عَنِ النَّوْحِ عَنْ صَوْتَیْنِ اَحْمَقَیْنِ فَاجِرَیْنِ صَوْتٌ عِنْدَ نَغْمَۃٍ لَھْوٌ وَلَعِبٌ وَ مَزَامِیْرُ شَیْطَانٍ وَصَوْتٌ عِنْدَ مُصِیْبَۃٍ خَمْشُ وُجُوْہٍ وَشَقُّ جُیُوْبٍ وَ رَنَّۃُ شَیْطَانٍ اِنَّمَا ھٰذَا رَحْمَۃٌ وَمَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ یَا اِبْرٰھِیْمُ لَوْلَا اَنَّہٗ اَمْرٌ حَقٌّ وَوَعْدٌ صَادِقٌ وَاَنَّھَا سَبِیْلٌ مَاتِیَۃٌ وَاَنَّ اُخْرَانَا سَتَلْحَقُ اُوْلَانَا لَحَزِنَّا عَلَیْکَ حُزْنًا ھُوَ اَشَدُّ مِنْ ھٰذَا وَاِنَّا بِکَ لَمَحْزُوْنُوْنَ تَدْمَعُ الْعَیْنُ وَ یَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا یُسْخِطُ الرَّبَّ

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اِذْ قُلْتُ اَتَبْکِیْ وَ قَدْ نَھَیْتَ عَنِ الْبُکَاءِ

فَقَالَ اِنَّمَا نُھِیْتُ عَنِ النِّیَاحَۃِ وَاَنْ یُنْدَبَ الْمَیِّتُ مَا لَیْسَ فِیْہِ وَاِنَّمَا ھٰذِہٖ رَحْمَۃٌ

(طبقاتِ ابن سعد)

عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ میرا ہاتھ پکڑے اس درخت کے نیچے لے گئے جہاں آپ کے فرزند ابراہیم بستر مرگ پر تھے۔ آپ نے بڑھ کر ان کو اپنی گود میں لیا اور وہ دم توڑ رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر رسول کریمؐ کی آنکھوں سے اشکوں کا طوفان جاری ہو گیا۔

مَیں نے کہا یا رسول اللہ آپ گریہ کر رہے ہیں، کیا آپ نے ہم کو گریہ و بکا سے منع نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا۔ یہ غلط ہے میں نے دو آوازوں سے روکا ہے۔ ایک تو چنگ و رباب اور شیطانی بانسریوں کی آواز سے دوسرے مصیبت کے وقت نالہ و فریاد سے چہرہ کا زخمی کرنا، گریبان کو چاک کرنا اور شیطان کی طرح چیخنے سے منع کیا ہے اور یہ گریہ تو سراپا رحمت ہے اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ پھر ابراہیم کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ اے ابراہیم جانِ پدر اگر موت امر برحق نہ ہوتی اور اللہ کا وعدہ سچ نہ ہوتا اور یہ راستہ گزرگاہ خاص عام نہ ہوتا اور آخر کا اوّل سے ملنا ممکن نہ ہوتا تو ہم تم پر بے حد گریہ و غم کرتے۔

بیٹا! میں بہت غمگین ہوں میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل درد و غم سے بے تاب ہے۔ ہم ایسی بات نہیں کہنا چاہتے جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہو۔

دوسرے مقام پر یوں ہے کہ جب عبدالرحمٰن نے کہا یا رسول اللہ آپ رو رہے ہیں حالانکہ آپ رونے سے منع کر چکے تھے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہے مَیں نے تو بیجا بَین کرنے سے روکا تھا اور اس سے کہ میت کے ان اوصاف پر نالہ و شیون کیا جائے جو اس میں نہیں ہیں اور یہ رونا تو بس رحمت ہی رحمت ہے۔

مکالمہ (ن۰ ۱۳)

علیؓ کی رسولؐ سے نسبت

عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ لَمَّا
كَانَ عِنْدَ غَزْوَةِ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ تَبُوْكَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِعَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ اِنَّهٗ لَا
بُدَّ مِنْ اَنْ اُقِيْمَ اَوْ تُقِيْمَ نَخْلَفَهٗ فَلَمَّا فَصَلَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ غَازِيًا۔
قَالَ نَاسٌ مَا خَلَّفَ عَلِيًّا اِلَّا لِشَيْءٍ كَرِهَهٗ مِنْهُ۔
فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا فَاتَّبَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَتّٰى انْتَهٰى
اِلَيْهِ۔
فَقَالَ لَهٗ مَا جَاءَ بِكَ يَا عَلِيُّ
فَقَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اِنِّيْ سَمِعْتُ نَاسًا
يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ اِنَّمَا خَلَّفْتَنِيْ لِشَيْءٍ كَرِهْتَهٗ مِنِّيْ
فَتَضَاحَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
"وَقَالَ يَا عَلِيُّ؟ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ
كَهَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى غَيْرَ اَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ"
قَالَ بَلٰى!
"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"
قَالَ، فَاِنَّهٗ ذٰلِكَ

(طبقاتِ ابن سعد)

براء ابن عازب اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

صورت حال کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ یا تو مدینہ میں میں قیام کروں یا تم قیام کرو۔

پھر آپ نے حضرت علیؓ کو مدینہ میں مقیم کیا اور خود غزوہ تبوک پر روانہ ہو گئے۔

لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کو کسی شے پر ناراض ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ یہ خبر شدہ شدہ علیؓ کے کان میں پہنچی۔

حضرت علیؓ فوراً رسول کریمؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور آپؐ تک پہنچ گئے۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؓ کیسے آنا ہوا؟

حضرت علیؓ نے کہا: کچھ نہیں میں نے لوگوں سے یہ سنا کہ آپ نے میری کسی حرکت پر ناراض ہونے کی وجہ سے مجھے مدینہ میں چھوڑا ہے۔ (تو میں حقیقت حال معلوم کرنے آیا ہوں)

یہ سن کر رسول کریمؐ بے حد ہنسے اور فرمایا۔ اے علی! کیا تم اس پر شاد و مسرور نہ ہو گے کہ تم کو مجھ سے وہی ربط و نسبت ہے جو ہارون کو موسٰےؑ سے تھی ہاں یہ ضرور ہے کہ تم نبی نہ ہو گے۔

حضرت علیؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میں اس پر خوش ہوں (اور پھر آپ تشریف لے گئے)۔

مکالمہ (۱۳۱)

فتح مکّہ اور ابوسفیان

فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللهِ مَرَّ الظَّهْرَانِ
قَالَ الْعَبَّاسُ فَقُلْتُ وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ وَاللهِ ۔
لَئِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ مَكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ اَنْ يَأْتُوهُ
فَيَسْتَأْمِنُوهُ اِنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ اِلَى آخِرِ الدَّهْرِ
قَالَ فَجَلَسْتُ عَلٰى بَغْلَةِ رَسُولِ اللهِ الْبَيْضَاءِ فَخَرَجْتُ
عَلَيْهَا حَتّٰى جِئْتُ الْاَرَاكَ فَقُلْتُ لَعَلِّي اَجِدُ بَعْضَ
الْحَطَّابَةِ اَوْ صَاحِبَ لَبَنٍ اَوْ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِي مَكَّةَ
فَيُخْبِرُهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللهِ لِيَخْرُجُوا اِلَيْهِ فَيَسْتَأْمِنُوهُ
قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَهَا عَلَيْهِمْ عَنْوَةً قَالَ فَوَاللهِ اِنِّي
لَاَسِيرُ عَلَيْهَا اِذَا سَمِعْتُ كَلَامَ اَبِي سُفْيَانَ وَ بُدَيْلِ
بْنِ وَرْقَاءَ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ وَ اَبُوسُفْيَانَ
يَقُولُ مَا رَاَيْتُ كَاللَّيْلَةِ نِيرَانًا قَطُّ وَلَا عَسْكَرًا
قَالَ يَقُولُ بُدَيْلُ هٰذِهٖ وَاللهِ خُزَاعَةُ حَمَشَتْهَا
الْحَرْبُ
قَالَ يَقُولُ اَبُوسُفْيَانَ خُزَاعَةُ اَذَلُّ وَاَقَلُّ مِنْ
اَنْ تَكُونَ هٰذِهٖ نِيرَانُهَا وَعَسْكَرُهَا ۔
قَالَ فَعَرَفْتُ صَوْتَهُ
فَقُلْتُ "يَا اَبَا حَنْظَلَةَ"
(فَعَرَفَ صَوْتِي)
فَقَالَ "اَبُوالْفَضْلِ"
قَالَ، قُلْتُ نَعَمْ!

جب رسُول کریمؐ نے مرالظہران میں منزل کی (اور یہ قیام مکہ سے دس کوس کے فاصلہ پر تھا) تو جناب عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آہ قریش اگر رسُول اللہ مکہ میں بحالت غضب داخل ہوگئے اور قریشیوں نے جاکر امن و امان طلب نہ کی تو پھر قریش ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔ عباس کہتے ہیں کہ میں رسُول کریمؐ کے مرکب بیضا پر سوار ہو کر باہر نکلا۔ یہاں تک کہ مقام اراک پر پہنچا اور میں نے علیؓ سے کہا کہ میں دیر سے کسی لکڑہارے، دودھ والے یا کسی حاجت مند کی تلاش میں ہوں جو مکہ جائے اور ان قریشیوں کو رسُول کریمؐ کے مقام نزول سے مطلع کرے اور اس سے پہلے کہ رسُول زبردستی مکہ میں داخل ہو جائیں وہ لوگ حضرتؐ سے امان طلب کرلیں۔

عباس کہتے ہیں: میں یوں ہی چلتا رہا کہ میرے کان میں ابوسفیان اور بدیل کے بات کرنے کی آواز آئی۔

ابوسفیان کہہ رہے تھے کہ ادھر وادی میں جس طرح آگ روشن ہے اور لشکر دکھائی دے رہا ہے ایسا منظر اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

اس پر بدیل نے کہا کہ بخدا یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جن کو جنگ نے جمع کردیا ہے۔

ابوسفیان بولے کہ میں (خزاعہ کو جانتا ہوں) اتنے چولھوں کا روشن ہونا اس قدر کثیر لشکر خزاعہ کا نہیں ہوسکتا۔

عباس کہتے ہیں: اب مجھے بالکل یقین ہوگیا کہ یہ ابو حنظلہ (ابوسفیان) کی آواز ہے۔

قَالَ مَالَكَ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

قَالَ قُلْتُ وَيْحَكَ يَا اَبَا سُفْيَانَ هٰذَا رَسُوْلُ
اللهِ فِي النَّاسِ وَاصْبَاحُ قُرَيْشٍ وَاللهِ!

قَالَ فَمَا الْحِيْلَةُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

قَالَ قُلْتُ وَاللهِ لَئِنْ ظَفِرَ بِكَ لَيَضْرِبَنَّ
عُنُقَكَ فَارْكَبْ فِيْ عَجُزِ هٰذِهِ الْبَغْلَةِ حَتّٰى اٰتِيَ بِكَ
رَسُوْلَ اللهِ فَاسْتَأْمِنُهُ لَكَ

قَالَ فَرَكِبَ خَلْفِيْ وَرَجَعَ صَاحِبَاهُ

قَالَ فَجِئْتُ بِهٖ كُلَّمَا مَرَرْتُ بِنَارٍ مِّنْ نِّيْرَانِ
الْمُسْلِمِيْنَ قَالُوْا مَنْ هٰذَا؟

فَاِذَا رَاَوْا بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللهِ وَاَنَا عَلَيْهَا
"قَالُوْا عَمُّ رَسُوْلِ اللهِ عَلٰى بَغْلَتِهٖ"

حَتّٰى مَرَرْتُ بِنَارِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ
فَقَالَ "مَنْ هٰذَا"؟ وَقَامَ اِلَيَّ فَلَمَّا رَاٰى اَبَا
سُفْيَانَ عَلٰى عَجُزِ الدَّابَّةِ!

"قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ عَدُوُّ اللهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
اَمْكَنَ مِنْكَ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَعَهْدٍ"

ثُمَّ خَرَجَ يَشْتَدُّ نَحْوَ رَسُوْلِ اللهِ وَرَكَضْتُ
الْبَغْلَةَ فَسَبَقَتْهُ بِمَا تَسْبِقُ الدَّابَّةُ الْبَطِيْئَةُ الرَّجُلَ
الْبَطِيْءَ قَالَ فَاقْتَحَمْتُ عَنِ الْبَغْلَةِ فَدَخَلْتُ عَلٰى
رَسُوْلِ اللهِ وَدَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا اَبُوْ سُفْيَانَ قَدْ اَمْكَنَ
اللهُ مِنْهُ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَعَهْدٍ فَدَعْنِيْ فَلَاَضْرِبُ
عُنُقَهٗ

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ قَدْ اَجَرْتُهٗ

مَیں نے کہا۔ ابو حنظلہ! اُس نے بھی میری آواز پہچان لی۔

اور فوراً کہا۔ ابوالفضل (عباس)!

مَیں نے کہا۔ ہاں۔

ابوسفیان۔ میرے ماں باپ تم پر نثار یہ لشکر کیسا ہے؟

مَیں۔ یہ رسُول کریمؐ کا لشکر ہے۔ قریش تباہ ہو گئے۔

ابوسفیان۔ پھر آپ ہی کوئی تدبیر سوچیے۔

مَیں نے کہا۔ اگر مسلمانوں نے تجھ پر قابو پالیا تو تجھے جان سے مار ڈالیں گے۔ اچھا اس سواری کے پیچھے بیٹھ جاؤ تاکہ مَیں تمھیں رسُول اللہ کی خدمت میں لے جاؤں اور تمھارے لیے امان طلب کروں۔ پھر ابوسفیان میرے پیچھے بیٹھ گئے اور بدیل واپس چلے گئے۔ جب ہم مسلمانوں کے چولھوں کے پاس سے گزرے تو مسلمان کہتے یہ کون ہے؟ لیکن جب ان کی نگاہ سواری پر پڑتی تو لوگ کہتے یہ رسُول اللہ کے چچا ہیں اور انھیں کی سواری پر سوار ہیں۔

جب ہم عمر بن خطاب کی طرف سے گزرے تو وہ بولے، یہ کون ہے؟ اور پھر ہماری طرف بڑھے۔ جب ان کی نظر ابوسفیان پر پڑی تو کہا اچھا یہ ابوسفیان دشمنِ خُدا اور رسُول یہاں ہے۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھ کو اس پر بغیر کسی عہد و معاہدہ کے قبضہ و اقتدار بخشا۔

اور یہ کہہ کر تیزی سے رسُول کریمؐ کی طرف چلے۔ مَیں سواری پر تھا اس لیے ان سے پہلے پہنچ گیا۔ فوراً سواری سے اُترا اور رسُول اللہ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اتنے میں عمر بھی آ گئے۔

اور کہنے لگے اے اللہ کے رسُول! یہ ابوسفیان ہے اللہ نے اس کو آپ کے قابو میں کیا ہے۔ اور کوئی عہد و پیمان بھی ایسا نہیں جس کی وجہ سے ہم اس کو قتل نہ کریں۔ لٰہذا مجھے اجازت دیجیے مَیں اس کی گردن اُڑا دوں۔

مَیں نے کہا: یا رسُول اللہ مَیں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے

ثُمَّ جَلَسْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَخَذْتُ بِرَاْسِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ عُمَرُ فِیْ شَاْنِهٖ قَالَ قُلْتُ مَهْلًا؛ "يَا عُمَرُ! فَوَاللّٰهِ اَنْ لَوْ كَانَ مِنْ بَنِیْ عَدِیٍّ مَا قُلْتَ هٰذَا وَلٰكِنَّكَ قَدْ عَرَفْتَ اِنَّهٗ مِنْ رِجَالِ بَنِیْ عَبْدِ مُنَافٍ" — فَقَالَ مَهْلًا يَا عَبَّاسُ! فَوَاللّٰهِ لَاِسْلَامُكَ يَوْمَ اَسْلَمْتَ كَانَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ اَسْلَمَ وَمَابِیْ اِلَّا اِنِّیْ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ اِسْلَامَكَ كَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ اِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ اَسْلَمَ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اذْهَبْ بِهٖ يَا عَبَّاسُ! اِلٰی رَحْلِكَ فَاِذَا اَصْبَحْتَ فَاْتِنِیْ بِهٖ

قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ اِلٰی رَحْلِیْ فَبَاتَ عِنْدِیْ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ "وَيْحَكَ يَا اَبَا سُفْيَانَ اَلَمْ يَاْنِ لَكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

قَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا اَحْلَمَكَ وَاَكْرَمَكَ وَاَوْصَلَكَ وَاللّٰهِ لَقَدْ ظَنَنْتُ اَنْ لَوْ كَانَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهٌ غَيْرُهٗ لَقَدْ اَغْنٰی عَنِّیْ شَيْئًا بَعْدُ؟

قَالَ وَيْحَكَ يَا اَبَا سُفْيَانَ اَلَمْ يَاْنِ لَكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟

قَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَمَّا هٰذِهٖ فَوَاللّٰهِ فَاِنَّ فِی النَّفْسِ مِنْهَا حَتَّی الْاٰنِ شَيْئًا

فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ "وَيْحَكَ اَسْلِمْ وَاشْهَدْ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تُضْرَبَ عُنُقُكَ"

پھر میں رسول اللہ کے پاس بیٹھ گیا اور ان کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا۔

جب میں نے دیکھا کہ عمرؓ کی زیادتیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں تو میں نے کہا۔ عمر بخدا اگر یہ تمہارے قبیلہ بنی عدی کا ہوتا تو تم کبھی اس طرح نہ کرتے، لیکن تم خوب جانتے ہو کہ وہ بنی عبد مناف کی نسل سے ہے۔

اس پر عمرؓ نے کہا اے عباسؓ! ایسا نہیں ▪ یقین کیجیے کہ جس دن آپ اسلام لائے تھے مجھے سب سے زائد خوشی ہوئی تھی اور اگر میرا باپ خطاب بھی اسلام لاتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی اور یہ خوشی صرف اس لیے ہوئی کہ رسول کریمؐ کو خطاب کے اسلام کے مقابلہ پر آپ کے اسلام لانے سے زائد خوشی اور مسرت ہوئی

پھر رسول کریمؐ گویا ہوئے کہ عباس آپ ابو سفیان کو اپنے ساتھ سواری پر لے جائیے اور صبح سویرے تشریف لائیے گا۔ یہ سن کر میں ابو سفیان کو لے گیا اور صبح پھر حاضر خدمت ہو گیا۔ جب رسول کریمؐ کی نظر ابو سفیان پر پڑی تو فرمایا۔ ولئے ہو تجھ پر ابو سفیان اب بھی تجھے یقین نہیں آیا کہ اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

ابو سفیان بولے کس قدر رحیم و کریم ہیں آپ میں اب کچھ کچھ سوچنے لگا ہوں کہ اگر اللہ کے سوا کوئی اور بھی خدا ہوتا تو وہ میری مدد ضرور کرتا۔

پھر حضرتؐ نے فرمایا: ولئے ہو تجھ پر ابو سفیان کیا اب بھی تجھ کو میری رسالت کا یقین نہیں؟

ابو سفیان بولا میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر یہ ضرور ایسا معاملہ ہے جس پر ابھی تک مجھے یقین نہیں ہوتا۔

یہ سن کر عباس بولے۔ ولئے ہو ابو سفیان تجھ پر اسلام لا اور کلمہ پڑھ قبل اس کے کہ تیری گردن ماردی جائے۔ یہ دھمکی سن کر ابو سفیان نے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کیا۔

عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! ابو سفیان کچھ خود پسند سا آدمی ہے اس کے لیے کچھ انفرادی عزت و افتخار کا سامان کر دیجیے۔

قَالَ نَشْهِدُ شَهَادَةَ الْحَقِّ وَ اَسْلَمَ۔

قَالَ الْعَبَّاسُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ الْفَخْرَ فَاجْعَلْ لَهٗ شَيْئًا

قَالَ نَعَمْ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْيَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ اٰمِنٌ، فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَنْصَرِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟

يَا عَبَّاسُ اِحْبِسْهُ بِمَضِيْقِ الْوَادِیْ عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ حَتّٰى تَمُرَّ بِهٖ جُنُوْدُ اللّٰهِ فَيَرَاهَا۔

قَالَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى حَبَسْتُهٗ بِمَضِيْقِ الْوَادِیْ حَيْثُ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ اَحْبِسَهٗ۔

رسولِ کریمؐ (رحمتِ مجسم) نے فرمایا۔ ہاں یہ مناسب ہے۔ پھر ارشاد کیا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ محفوظ ہے، جو اپنا دروازہ بند کرلے وہ محفوظ، جو مسجد میں پناہ لے وہ محفوظ سمجھا جائے گا۔

جب ابوسفیان چلا گیا تو رسولِ کریمؐ نے فرمایا۔

اے عباسؓ! ابوسفیان کو محبوس رکھو اور اس کو کسی پہاڑ کی چوٹی کے قریب گھاٹی پر لے جاؤ تاکہ جب اللہ کا لشکر گزرے تو اس کا ہیبت ناک نظارہ یہ بھی کرلے۔

عباس کہتے ہیں کہ میں نے حسب الحکم اس کو محبوس کیا اور گھاٹی پر لے گیا تاکہ وہ خدائی لشکر کا جاہ و جلال دیکھ لے۔

(سیرۃ ابن ہشام)

مکالمہ (۳۲)

مسکینہ کا واقعہ

جَآءَ رَجُلٌ وَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ!

"وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ"

وَعَلَيْهِ اَسْمَالُ مُلَيَّتَيْنِ كَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ فَقَدْ نَفَضَتَا وَمَعَهٗ عُسَيْبُ نَخْلَةٍ مَقْشُوْرٍ غَيْرِ خُوْصَتَيْنِ مِنْ اَعْلَاهُ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَا فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ مُتَخَشِّعًا فِی الْجِلْسَةِ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ

فَقَالَ جَلِيْسُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُرْعِدَتِ الْمِسْكِيْنَةُ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَمْ يَنْظُرْ اِلَیَّ وَ اَنَا

(مسکینہ کہتی ہے) کہ آفتاب بلند ہو چکا تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا۔

"السلام علیک یا رسول اللہ۔"

رسول اللہ نے جواب دیا۔ "وعلیک السلام"۔ اس وقت رسولِ کریمؐ کے جسم پر پیوندار ہلکے زعفرانی رنگ کی دو پرانی چادریں تھیں اور آپ کے پاس بغیر پتوں والی کھجور کی ایک چھڑی تھی جس کے بالائی حصّہ کا چھلکا اترا ہوا تھا۔ اور آپ ہاتھ پیر سمیٹے ہوئے اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں نے رسولِ کریمؐ کی نشست کا یہ رنگ دیکھا تو خوف و ہیبت سے میں کانپنے لگی۔

رسولِ کریمؐ کے ہم نشین نے کہا یا رسول اللہ! یہ مسکینہ کانپ رہی ہے۔

رسولِ کریمؐ نے مجھے دیکھے بغیر فرمایا (اس وقت میں حضرت کی پشت

عِنْدَ ظَهْرِهِ يَا مِسْكِينَةُ عَلَيْكِ السَّكِينَةُ
فَلَمَّا قَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ أَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ
أُدْخِلَ قَلْبِيْ مِنَ الرُّعْبِ وَ تَقَدَّمَ صَاحِبِيْ فَبَايَعَهُ
عَلَى الْإِسْلَامِ عَلَيْهِ وَ عَلَى قَوْمِهِ
ثُمَّ قَالَ

يَا رَسُوْلَ ! اُكْتُبْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ بَنِيْ تَمِيْمٍ
بِالدَّهْنَاءِ لَا يُجَاوِزُهَا إِلَيْنَا مِنْهُمْ إِلَّا مُسَافِرٌ أَوْ
مُجَاوِرٌ

فَقَالَ يَا غُلَامُ اُكْتُبْ لَهُ بِالدَّهْنَاءِ

فَلَمَّا رَأَيْتُهُ أَمَرَ لَهُ بِأَنْ يُكْتَبَ لَهُ بِهَا
شُخِصَ بِيْ وَهِيَ وَطَنِيْ وَ دَارِيْ
فَقُلْتُ !

" يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ " إِنَّهُ لَمْ يَسْئَلْكَ السَّوِيَّةَ
مِنَ الْأَرْضِ إِذْ سَئَلَكَ إِنَّمَا هٰذِهِ الدَّهْنَا عِنْدَكَ
مُقَيَّدُ الْجَمَلِ وَ مَرْعَى الْغَنَمِ وَ نِسَاءُ تَمِيْمٍ وَ أَبْنَاءُهَا
وَرَاءَ ذٰلِكَ

فَقَالَ أَمْسِكْ يَا غُلَامُ ، صَدَقَتِ الْمِسْكِيْنَةُ
اَلْمُسْلِمُ أَخُوا الْمُسْلِمِ يَسَعُهُمَا الْمَاءُ وَ الشَّجَرُ وَ يَتَعَاوَنَانِ
عَلَى الْفَتَّانِ

فَلَمَّا رَأَى حُرَيْثُ ان قَدْ حِيْلَ دُوْنَ كِتَابِهِ
ضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَ قَالَ
كُنْتُ أَنَا وَ أَنْتَ كَمَا قِيْلَ "حَتْفُهَا تَحْمِلُ
ضَأْنٌ بِأَظْلَافِهَا"

فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتَ لَدَلِيْلًا فِي الظَّلْمَاءِ
جَوَادًا بِذِي الرَّحْلِ عَفِيْفًا عَنِ الرَّفِيْقَةِ حَتّٰى

پڑھی)۔

اے مسکینہ تجھ پر ہو سکینہ (سکون)۔ جب رسول اللہ نے یہ کہا تو اللہ نے میرے دل سے خوف و رعب نکال دیا۔ پھر میرے ہمراہی آگے بڑھے انھوں نے اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے سب سے پہلے آپؐ کی بیعت کی پھر عرض کی:

یا رسول اللہ! آپ ہمیں تحریر اس مضمون کی لکھ دیجیے کہ بنی تمیم کے مسافر اور ہمسایے کے سوا اور کوئی شخص مقامِ دہنا سے ہماری طرف نہ بڑھے۔

رسول کریمؐ نے ایک شخص سے فرمایا دہنا کے متعلق لکھو۔
مسکینہ کہتی ہے: جب میں نے دیکھا کہ دہنا کے متعلق رسول کریمؐ کا حکم لکھا جانے والا ہے تو مجھے سخت بیقراری ہوئی۔ دہنا میرا وطن تھا، میرا گھر تھا۔

میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! انھوں نے آپ سے جو درخواست کی اس میں زمین کے بارے میں انصاف نہیں کیا اور یہ دہنا تو آپ کے نزدیک بھی اونٹوں کا طویلہ خانہ اور بھیڑوں کی چراگاہ ہے اور حالت یہ ہے کہ بنی تمیم کی عورتیں اور بچے اس کے پیچھے رہتے ہیں۔
یہ سن کر حضرت نے کہا اے یاغلام لکھنے سے ہاتھ روک لے۔ مسکینہ سچ کہتی ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے پانی اور درخت دونوں کے لیے ہیں اور دونوں فتنہ انگیزی کے موقع پر ایک دوسرے کے معاون ہیں۔
جب حریث نے دیکھا کہ میں اس تحریر میں سدِ راہ ہوں تو اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر کہا:

میں اور تم اس طرح ہو گئے جس طرح کہا گیا ہے "بھیڑ کی موت اس میں ہے کہ دوسری بھیڑ کو اس کے سم سے پکڑ کے اٹھا لے۔"
میں نے کہا: واللہ تم تاریکی میں چراغ راہ تھے، مسافروں کے ساتھ سخی اور فیاض تھے، پاکدامن تھے، یہاں تک کہ میں رسول کریمؐ کی

قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لَا تَلُمْنِیْ عَلٰی حَظِّیْ
اِذْ سَئَلْتَ حَظَّکَ

فَقَالَ وَمَا حَظُّکَ فِی الدَّھْنَاءِ وَلَا اَبَا لَکَ؟

فَقُلْتُ "مُقَیَّدُ جَمَلِیْ تَسْئَلُہٗ لِجَمَلِ اِمْرَءَتِکَ

فَقَالَ! لَا جَرَمَ

"اِنِّیْ اَشْھَدُ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَکَ اَخٌ مَا حَیِیْتُ
اِذْ اَثْنَیْتِ ھٰذَا عَلَیَّ عِنْدَہٗ"

فَقُلْتُ اِذْ بَدَءْتَھَا فَلَنْ اُضَیِّعَھَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ!

"اَیُلَامُ ابْنُ ذِہٖ اَنْ نَفْصِلَ الْخُطَّۃَ وَ
یُنْتَصَرُ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَۃِ فَبَکَیْتُ

ثُمَّ قُلْتُ قَدْ وَاللّٰہِ کُنْتُ وَلَدْتُہٗ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ حَازِمًا فَقَاتَلَ مَعَکَ یَوْمَ الرَّبَذَۃِ ثُمَّ
ذَھَبَ یُمِیْرُنِیْ مِنْ خَیْبَرَ فَاَصَابَتْہُ حُمَّاھَا وَتَرَکَ
عَلَیَّ النِّسَاءَ

فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ لَمْ
تَکُوْنِیْ مِسْکِیْنَۃً لَجَرَرْنَاکِ الْیَوْمَ عَلٰی وَجْھِکِ
(اَوْ لَجُرِرْتِ عَلٰی وَجْھِکِ)

شَکَّ عَبْدُ اللّٰہِ اَیُغْلَبُ اَحَدُکُمْ اَنْ یُصَاحِبَ
صُوَیْحِبَہٗ فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا فَاِذَا حَالَ بَیْنَہٗ وَ
بَیْنَ مَنْ ھُوَ اَوْلٰی بِہٖ مِنْہُ اِسْتَرْجَعَ

ثُمَّ قَالَ

رَبِّ اَنْسِنِیْ مَا اَمْضَیْتَ وَاَعِنِّیْ عَلٰی
مَا اَبْقَیْتَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اَنَّ
اَحَدَکُمْ لَیَبْکِیْ فَیَسْتَعْبِرُ اِلَیْہِ صُوَیْحِبُہٗ۔

خدمت میں حاضر ہوئی۔ اگر تم اپنا حق طلب کر سکتے ہو تو دوسرے کو بھی
حق طلبی پر ملامت نہ کرو۔

حریث بولا کہ دہنا میں تمہارا کتنا حصہ ہے؟

میں نے کہا، میرے اونٹ کے رکنے کی جگہ بھر اور جس کو تم اپنی
عورت کے اونٹ کے لیے مانگنا چاہتے ہو۔

اس پر حریث نے کہا۔

میں رسول کریمؐ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آج سے میں تاقیامت
تمہارا بھائی رہوں گا اور یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تم نے میری مدح رسول
کریمؐ کے سامنے کی ہے۔

میں نے کہا۔ اگر تم میرے بھائی بنتے ہو تو میں بھی اس رشتہ
کو برباد نہ ہونے دوں گی۔

اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا کہ کیا اس عورت کے بیٹے کو اس
پر ملامت کی جا سکتی ہے کہ وہ حجرے کے اندر کام کا فیصلہ کرے۔ پھر میں روئی۔

میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں نے اسے عقلمند ہی جنا تھا اور
جنگ ربذہ میں وہ آپ کے ہمراہ بھی تھا وہ میرے لیے خیبر غلہ لانے کے
لیے گیا وہاں اسے خیبر کا بخار آ گیا پھر وہ مر گیا اور میرے پاس لڑکیاں
چھوڑ گیا۔

یہ سن کر رسول اللہؐ نے فرمایا: بخدا اگر تو مسکینہ نہ ہوتی
تو ہم تم کو منہ کے بل گھسیٹتے۔ کیا کوئی شخص کسی دوسرے سے ہمدردی
کرنے پر نقصان وہ تکلیف اٹھا سکتا ہے لیکن جب اس کے اور
اس کے درمیان وہ حائل ہو گیا جو اس سے زیادہ اس کے قریب تھا تو
اس نے اسے واپس لے لیا۔

پھر حضرتؐ نے کہا

بار الٰہا! جس کو تو نے اٹھا لیا ہے اس کی یاد کو بھی تو دل سے اٹھا
لے اور جس کو تو نے باقی رکھا ہے اس پر میری مدد کر۔ قسم ہے اس ذات

وَكَتَبَ لَهَا فِي قِطْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ أَحْمَرَ لِقَيْلَةَ
وَالنِّسْوَةِ بَنَاتِ قَيْلَةَ إِنْ لَا يُظْلَمْنَ حَقًّا وَلَا
يُكْرَهْنَ عَلَى مَنْكَحٍ وَكُلُّ مُؤْمِنٍ مُسْلِمٍ لَهُنَّ
نَصِيرٌ أَحْسِنَّ وَلَا تُسِئْنَ

(طبقات ابن سعد)

کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم میں سے پہلے ایک شخص روتا ہے،
پھر اس کے پاس اس کا ساتھی روتا ہے۔

پھر آپ نے ایک سرخ چمڑے کے ٹکڑے پر قیلہ اور دختران
قیلہ کے لیے تحریر فرمایا کہ ان پر ظلم نہ کیا جائے اور نہ انھیں نکاح
کرنے پر مجبور کیا جائے اور ہر مومن و مسلم ان کا مددگار ہے۔

اور اے عورتو! تم کو بھی چاہیے کہ اچھا عمل کرو اور کسی سے
برائی نہ کرو۔

حصّہ سوم

ختم شد

نہج الفصاحت

(حصّہ چہارم)

مناظرے

(رسولِ کریمؐ کے عظیم الشان اور باطل شکن مناظروں کا گرانقدر مجموعہ)

تالیف و ترجمہ و تہذیب

علامہ سید نصیر الاجتہادی
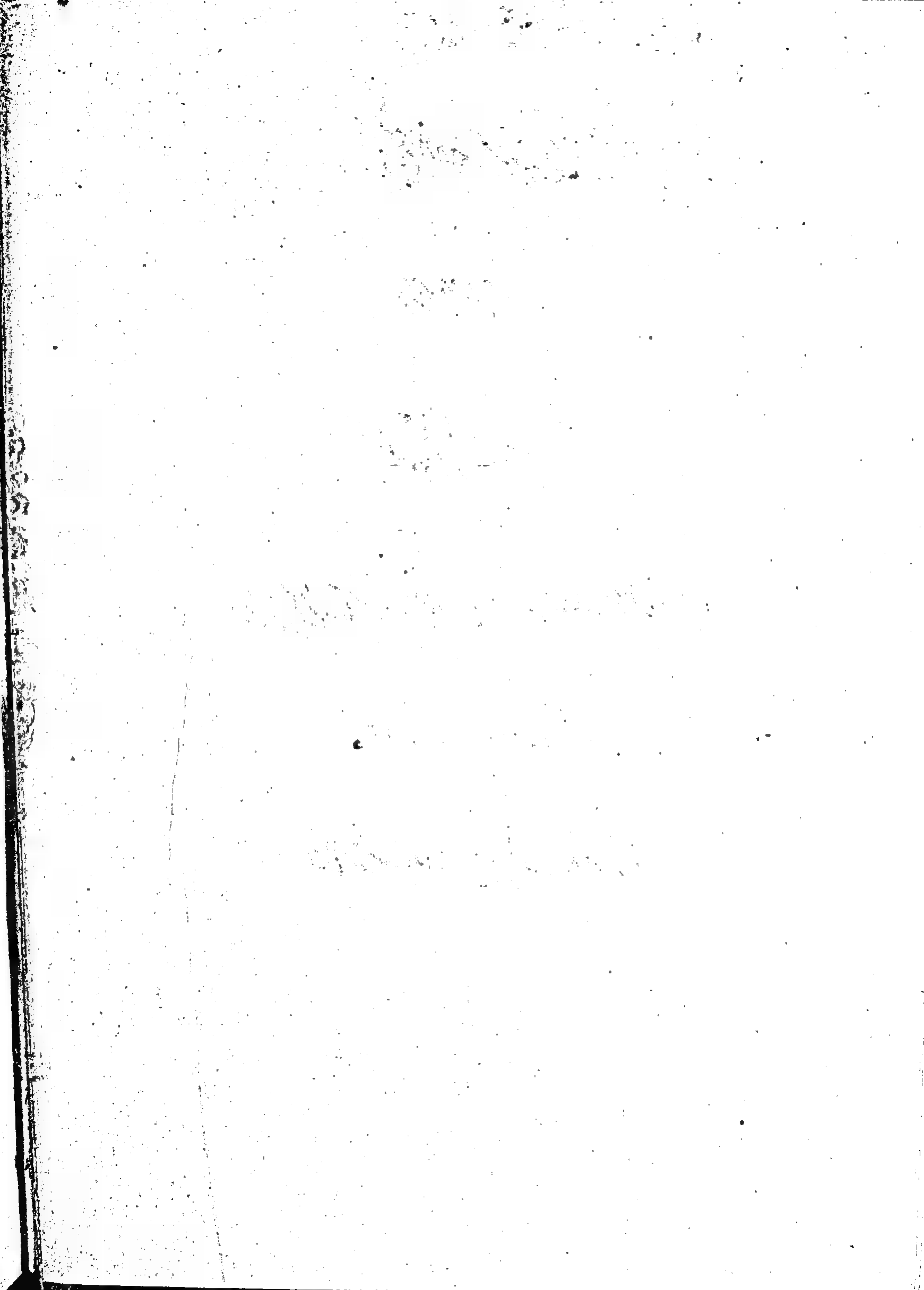
مناظرہ

درحقیقت مناظرے کا مقصد یہ ہے کہ دونوں فریق مخلصانہ طریقے سے احقاقِ حق اور "ابطالِ باطل" کی کوشش کریں اور فریقین میں سے جو کوئی بھی اپنی دلیلوں کے ضعف، عقیدے کے نقص سے واقف ہو جائے وہ اپنے مسلک کے بطلان اور فریق کے مذہب کی حقانیت کا اعلان کر دے، کیونکہ بہت ممکن ہے، فریقین میں سے کوئی غفلت اور لاعلمی کے باعث غلط مذہب پر قائم ہو اور وہ فریق ثانی کے دلائل و براہین سُن کر گمراہی سے دست بردار ہو تو صرف مسلک حق قبول کرے ساتھ ہی اس کے معتقدین اور حلقہ بگوشانِ ارادت بھی مذہب حق پر گامزن ہو جائیں۔

لیکن اگر "علم وحقانیت" کی بدنصیبی سے مناظرہ کا مقصد صرف فتح و کامرانی اور فریقِ ثانی کی تذلیل و توہین اس کی کم علمی کی نشرواشاعت مقصود ہو تو ظاہر ہے کہ حق پر اس سے بڑا ظلم اور باطل کی اس سے بڑی مدد اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ یہ دانستہ گمراہی اور ضلالت آفرینی نہ صرف دینی گناہ ہے بلکہ ناقابل معافی علمی اور عوامی جرم بھی ہے۔

اسی لیے قرآن جب رسُول کریمؐ کو دعوت مباحثہ دیتا ہے تو اس میں مقصدِ مباحثہ کا پہلو اور طریقہ اجاگر کر دیتا ہے:

اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ■

اے رسُولؐ تم لوگوں کو اپنے رب کی طرف حکمت و نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور (پھر) ان سے مباحثہ کرو تو احسن طریقہ اور خوش گوار اسلوب کے ساتھ کرو۔

قرآن داعی حق کے سامنے دعوتِ حق کے دو راستے رکھتا ہے "حکمت و نصیحت" اور بحث و مباحثہ قرآن نے حکمت کا لفظ استعمال کر کے ان تمام راستوں کا سدباب کر دیا جس سے کسی کو حق پر دعوت تو دی جائے مگر اس کے لیے طریقۂ کار غلط اور پُر فریب اور غیر حکیمانہ قرار دیا جائے کیونکہ اگر کوئی شخص اپنی کم فہمی اور لاعلمی کی وجہ سے کسی شخص کے غلط دلائل اور براہین سے متاثر ہو کر کسی مسلک کی حقانیت کا معترف بھی ہو جائے تو بہت ممکن ہے کہ کسی وقت اس پر دلیل کا ضعف اور فریب واضح ہو اور وہ صرف دلیل کی کمزوری اور نقص کی وجہ سے "مسلک حق" سے برگشتہ ہو جائے۔

لہٰذا قرآن جو سراسر عقل و دانش کو مخاطب کرتا ہے ان تمام طریقوں سے انکار کرتا ہے جس میں کسی کی نادانی اور نافہمی کا سہارا لینا پڑے تاکہ جب کوئی شخص حق کو اختیار کرے تو ایسے مضبوط راستوں سے اس تک پہنچے کہ پھر اس سے علیحدہ ہونے کا خیال اس کے دل میں نہ آئے۔

اور جب حکمت و وعظ سے کام نہ چلے تو قرآن مباحثہ کی بھی دعوت دیتا ہے تاکہ فریق مخالف کے مسلک کی خرابی اور نقص اس پر اور دوسروں پر واضح ہو سکے لیکن اس کے ساتھ مباحثہ کا طریق کار احسن اور حکیمانہ رکھنے کی دعوت دی ہے کیونکہ اگر مباحثہ برائے فتح ہوگا اور طریقہ کار میں دلائل کی قوت و صداقت پیش نظر رکھنے کے بجائے حریف کی شکست و ریخت مدنظر ہوگی تو فتح اگر حاصل بھی ہو جائے تو اس کے اثرات دور رس، دل نشین اور شرح صدر کی کیفیت سے معرا ہوتے ہیں اور احقاق حق کا عظیم مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ آپ آنے والے صفحات میں رسُول کریمؐ کے مناظرہ کا انداز، لب و لہجہ، اسلوبِ گفتگو دیکھیے کس قدر صبر و تحمل، متانت و سنجیدگی ہے نہ برہمی ہے نہ غضب نہ تندی خطاب ہے، نہ حدتِ جواب، نہ لہجہ میں اشتعال، نہ دلائل میں اختلال،

نہ کج بحثی نہ بے حجتی نہ حریفانہ چشمکیں نہ درازدستی، جو بات کہیں گے اس میں حکمت ہوگی لہجہ میں خلوص ہوگا، دلیلیں مسکت ہوں گی اور کوشش یہ ہوگی کہ فریق صرف علم و دلیل کے وزن سے گھبرا کر حق کے قبول کرنے کا اعلان نہ کرے بلکہ دلیل اُس کے دل میں اُتر جائے اور حق کا خلوص اُس کے دماغ میں جذب ہو جائے۔

کامرانی کا معیار یہ نہیں کہ حریف "سرافگندہ" ہو جائے بلکہ ضرورت ہے کہ وہ "دل افگندہ" ہو جائے۔ یوں تو رسُول کریمؐ کا ہر نقش قدم ہمارے لیے چراغ راہ اور ان کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے لائق اتباع ہے مگر خصوصیت سے مناظرہ و مباحثہ کی راہ میں ان کے "نقوش و خطوط" ہمارے مناظرین کے لیے اپنے اندر زبردست قوت عمل اور وصیت اتباع رکھتے ہیں۔

آج مناظرہ کا مقصد بجز "فتح فریق" و "شکست فریق" کچھ نہیں حالانکہ رسُول کریمؐ کے مناظرے علی الاعلان یہ کہہ رہے ہیں کہ مناظرے کا مقصد "فتح حق" اور شکست باطل کے سوا کچھ نہیں۔

کاش یہ نقطہ نگاہ مناظرین کا نصب العین بن جائے۔

مَیں نے رسُول کریمؐ کے مناظرے علامہ طبرسی مرحوم (جن کا علماء اسلام میں ایک عظیم الشان مقام ہے) کی بلند پایہ تصنیف "الاحتجاج" سے اخذ کیے ہیں۔

"احتجاج علامہ طبرسی اعلی اللہ مقامہ کی بلند پایہ تصنیف ہے۔ اس کتاب میں صرف رسُول کریمؐ ہی کے مناظروں کا ذکر نہیں بلکہ ائمہ کرام علیہم السلام کے بھی مباحثات اور مناظروں کی تفصیلی روداد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مَیں نے صرف اس حصّہ کا اخذ و اقتباس کیا ہے جس کا تعلق رسُول کریمؐ کے مناظروں سے تھا۔ فرصت اور بخت نے ساتھ دیا تو اس کتاب کی طرفگی اور بلند پایگی کے پیش نظر تمام و کمال اُردو میں منتقل کرنے کی کوشش کروں گا۔

رسُولِ کریمؐ کا پانچ مذاہب کے نمائندوں سے عظیم الشان مناظرہ

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ الْبَاقِرُ عَنْ جَدِّيْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّؑ عَنْ أَبِيْهِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

إِنَّهُ اجْتَمَعَ يَوْمًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ أَهْلُ خَمْسَةِ أَدْيَانٍ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَالدَّهْرِيَّةُ وَالثَّنَوِيَّةُ وَمُشْرِكُوْا الْعَرَبِ

فَقَالَتِ الْيَهُوْدُ نَحْنُ نَقُوْلُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللهِ وَقَدْ جِئْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ لِنَنْظُرَ مَا تَقُوْلُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنَا نَحْنُ أَسْبَقُ إِلَى الصَّوَابِ مِنْكَ وَأَفْضَلُ وَإِنْ خَالَفْتَنَا خَصَمْنَاكَ وَقَالَتِ الدَّهْرِيَّةُ نَحْنُ نَقُوْلُ إِنَّ الْأَشْيَاءَ لَابَدْوَلَهَا وَهِيَ دَائِمَةٌ وَقَدْ جِئْنَاكَ لِنَنْظُرَ فِيْمَا تَقُوْلُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنَا نَحْنُ أَسْبَقُ إِلَى الصَّوَابِ مِنْكَ وَأَفْضَلُ فَإِنْ خَالَفْتَنَا خَصَمْنَاكَ وَقَالَتِ الثَّنَوِيَّةُ نَحْنُ نَقُوْلُ إِنَّ النُّوْرَ وَالظُّلْمَةَ هُمَا الْمُدَبِّرَانِ وَقَدْ جِئْنَاكَ لِنَنْظُرَ فِيْمَا تَقُوْلُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنَا نَحْنُ أَسْبَقُ إِلَى الصَّوَابِ مِنْكَ وَإِنْ خَالَفْتَنَا خَصَمْنَاكَ۔

وَقَالَ مُشْرِكُوْا الْعَرَبِ نَحْنُ نَقُوْلُ إِنَّ أَوْثَانَنَا آلِهَةٌ وَقَدْ جِئْنَاكَ لِنَنْظُرَ فِيْمَا تَقُوْلُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنَا نَحْنُ أَسْبَقُ إِلَى الصَّوَابِ مِنْكَ وَأَفْضَلُ وَإِنْ خَالَفْتَنَا خَصَمْنَاكَ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ امام باقرؑ نے اور ان سے بیان کیا میرے دادا علی بن الحسینؑ نے اور انھوں نے روایت کی اپنے باپ کے والدِ بزرگوار حضرت علیؑ سے کہ ایک دن رسُولِ کریمؐ کے پاس پانچ مذاہب کے افراد آئے۔ ان میں یہودی، نصرانی، دہریے، ثنویے اور مشرکین عرب تھے۔ ان سب نے باری باری کہنا شروع کیا۔

یہود۔ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ عزیرؑ خدا کے بیٹے ہیں اور ہم تمہارے پاس محمدؐ اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تم کیا کہتے ہو؟ اگر تم ہمارے ہم عقیدہ ہو جاؤ تو بلاشبہ ہمارا مسلک تمہارے مسلک سے زائد صحیح ہے لیکن اگر تم ہمارا نظریہ ماننے کے لیے تیار نہیں تو ہم تم سے بحث و جدال کریں گے۔

دہریے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ عالم کی کوئی انتہا نہیں یہ لازوال اور ابدی ہے۔ ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ دیکھیں، تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ اگر تم ہمارے ہم عقیدہ ہو جاؤ تو یقیناً ہمارا مسلک تمہارے مسلک سے زائد صحیح ہے اور اگر تم ہماری مخالفت کرو گے تو پھر ہم تم سے بحث و مناظرہ کریں گے۔

ثنویہ۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ "نور و ظلمت" مدبّرِ عالم ہیں۔ ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تم کیا کہتے ہو۔ اگر تم ہمارے ہم عقیدہ ہو جاؤ تو یقیناً ہمارا مسلک تمہارے مسلک سے زائد صحیح ہے اور اگر تم ہم سے اختلاف کرو گے تو ہم تم سے بحث و مناظرہ کریں گے۔

مشرکین عرب۔ ہمارا یہ مسلک ہے کہ ہمارے "اصنام" خدا ہیں۔ ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تم کیا کہتے ہو۔ اگر

وَسَلَّمَ

"آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَكَفَرْتُ بِكُلِّ مَعْبُودٍ سِوَاهُ"

ثُمَّ قَالَ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَحُجَّةً عَلَى الْعَالَمِينَ "ــــ وَسَيَرُدُّ كَيْدَ مَنْ يَكِيدُونَهُ فِي نَحْرِهِ ــــ"

ثُمَّ قَالَ لِلْيَهُودِ أَجِئْتُمُونِي لِأَقْبَلَ قَوْلَكُمْ بِغَيْرِ حُجَّةٍ ؟

قَالُوا لَا !

قَالَ فَمَا الَّذِي دَعَاكُمْ إِلَى الْقَوْلِ بِأَنَّ عُزَيْرًا ابْنُ اللّٰهِ ؟

قَالُوا لِأَنَّهُ أَحْيَى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ تَوْرَاةً بَعْدَ مَا ذَهَبَتْ وَلَمْ يَفْعَلْ بِهَا هٰذَا إِلَّا لِأَنَّهُ ابْنُهُ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ فَكَيْفَ صَارَ عُزَيْرٌ ابْنَ اللّٰهِ دُونَ مُوسَى وَهُوَ الَّذِي جَاءَ لَهُمْ بِالتَّوْرَاةِ وَرُئِيَ مِنْهُ الْمُعْجِزَاتُ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ وَلَئِنْ كَانَ عُزَيْرٌ ابْنَ اللّٰهِ لِمَا ظَهَرَ مِنَ الْكَرَامَةِ بِإِحْيَاءِ التَّوْرَاةِ فَلَقَدْ كَانَ مُوسَى بِالنُّبُوَّةِ أَوْلَى وَأَحَقُّ وَلَئِنْ كَانَ هٰذَا الْمِقْدَارُ مِنْ إِكْرَامِهِ لِعُزَيْرٍ يُوجِبُ لَهُ أَنَّهُ ابْنُهُ فَأَضْعَافُ هٰذِهِ الْكَرَامَةِ لِمُوسَى تُوجِبُ لَهُ مَنْزِلَةً أَجَلَّ مِنَ الْبُنُوَّةِ لِأَنَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ بِالْبُنُوَّةِ اللّٰهَ عَلَى سَبِيلِ مَا تُشَاهِدُونَهُ فِي دُنْيَاكُمْ مِنْ وِلَادَةِ

تم ہمارے ہم عقیدہ ہو جاؤ تو یقیناً ہمارا مسلک تمہارے مسلک سے زائد صحیح ہے اور اگر تم ہم سے اختلاف کرو گے تو ہم تم سے بحث و تمحیص کریں گے۔

(جب آپ نے ہر مسلک و مذہب کے افراد کے عقائد و افکار سن لیے تو ارشاد فرمایا)

رسول کریمؐ۔ میں اس خدا پر ایمان رکھتا ہوں جو واحد و لاشریک ہے اور اس کے سوا ہر خدا کا انکار کرتا ہوں۔

خداوند عالم نے مجھے تمام انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور میں تمام عالموں پر اس کی حجت اور دلیل ہوں۔

پھر آپ نے یہود سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

رسول کریمؐ۔ اے یہودیو! کیا تم میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں تمہارے دعوے کو بغیر کسی دلیل و حجت کے تسلیم کر لوں؟

یہود۔ نہیں۔

رسول کریمؐ۔ پھر تمہارے اس دعوے کی کہ "عزیر اللہ کے بیٹے ہیں" کیا دلیل ہے؟

یہود۔ چونکہ انھوں نے توریت کو اس کے کالعدم ہو جانے کے بعد پھر سے زندہ کیا اور ایسا وہ اس لیے کر سکے کہ وہ اس کے بیٹے تھے

رسول کریمؐ۔ اچھا یہ بتاؤ کہ عزیر ہی اللہ کے بیٹے کیوں ہوئے جناب موسےؑ اس کے بیٹے کیوں نہیں جب کہ وہ بنی اسرائیل کے لیے توریت لائے اور ان کے ہاتھوں سے کثیر معجزات کا ظہور ہوا جن سے تم بھی واقف ہو اور اگر عزیر صرف اس لیے اللہ کے بیٹے ہو گئے کہ ان سے "توریت کے زندہ" کرنے کی "کرامت" ظاہر ہوئی تو جناب موسےؑ خدا کا بیٹا ہونے کے زائد سزاوار ہیں اور اگر اس تھوڑی سی کرامت (احیاء توریت) سے عزیر اللہ کے بیٹے ہو سکتے ہیں تو جو اس کرامت سے کئی گنا کرامات رکھتا ہو، اس کو تو ابنیت سے بھی بڑا رتبہ ملنا چاہیے

الْأُمَّهَاتِ أَوْلَادٍ بِوَطْئِ آبَائِهِمْ لَهُنَّ فَقَدْ كَفَرْتُمْ بِاللّٰهِ وَشَبَّهْتُمُوهُ بِخَلْقِهِ وَأَوْجَبْتُمْ فِيهِ صِفَاتِ الْمُحْدَثِينَ وَوَجَبَ عِنْدَكُمْ أَنْ يَكُونَ مُحْدَثًا مَخْلُوقًا وَأَنْ يَكُونَ لَهُ خَالِقًا صَنَعَهُ وَابْتَدَعَهُ۔

قَالُوا لَسْنَا نَعْنِي هٰذَا فَإِنَّ هٰذَا كُفْرٌ كَمَا دَلَلْتَ لٰكِنَّا نَعْنِي أَنَّهُ ابْنُهُ عَلَى مَعْنَى الْكَرَامَةِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُنَالِكَ وِلَادَةٌ كَمَا قَدْ يَقُولُ بَعْضُ عُلَمَائِنَا لِمَنْ يُرِيدُ إِكْرَامَهُ وَإِبَانَتَهُ بِالْمَنْزِلَةِ مِنْ غَيْرِهِ "يَا بُنَيَّ" وَ"إِنَّهُ ابْنِي" لَا عَلَى إِثْبَاتِ وِلَادَتِهِ مِنْهُ لِأَنَّهُ قَدْ يَقُولُ ذٰلِكَ لِمَنْ هُوَ أَجْنَبِيٌّ لَا نَسَبَ لَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَكَذٰلِكَ لَمَّا فَعَلَ اللّٰهُ بِعُزَيْرٍ مَا فَعَلَ كَانَ قَدِ اتَّخَذَهُ ابْنًا عَلَى الْكَرَامَةِ لَا عَلَى الْوِلَادَةِ۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ فَهٰذَا مَا قُلْتُهُ لَكُمْ إِنَّهُ إِنْ وَجَبَ عَلَى هٰذَا الْوَجْهِ أَنْ يَكُونَ عُزَيْرٌ ابْنَهُ فَإِنَّ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ بِمُوسٰى أَوْلٰى وَإِنَّ اللّٰهَ يَفْضَحُ كُلَّ مُبْطِلٍ بِإِقْرَارِهِ وَيُقْلِبُ عَلَيْهِ حُجَّتَهُ إِنَّ مَا احْتَجَجْتُمْ بِهِ يُؤَدِّيكُمْ إِلٰى مَا هُوَ أَكْثَرُ مِمَّا ذَكَرْتُهُ لَكُمْ لِأَنَّكُمْ قُلْتُمْ إِنَّ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِكُمْ قَدْ يَقُولُ لِأَجْنَبِيٍّ لَا نَسَبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ "يَا بُنَيَّ" وَ"هٰذَا ابْنِي" لَا عَلَى طَرِيقِ الْوِلَادَةِ فَقَدْ تَجِدُونَ أَيْضًا هٰذَا الْعَظِيمَ يَقُولُ لِأَجْنَبِيٍّ آخَرَ هٰذَا أَخِي وَلِآخَرَ هٰذَا شَيْخِي وَأَبِي وَلِآخَرَ هٰذَا سَيِّدِي وَيَا سَيِّدِي عَلٰى سَبِيلِ الْإِكْرَامِ وَإِنَّ مَنْ زَادَهُ فِي الْكَرَامَةِ زَادَهُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْقَوْلِ فَإِذًا يَجُوزُ عِنْدَكُمْ

کیونکہ اگر بیٹا ہونے سے تمھاری مراد اس طرح کی ابنیت ہے کہ "مرد و زن باہم ہمبستر ہوں اور پھر بچہ پیدا ہو" تو اگر عزیر اسی قسم کے بیٹے ہیں تو تم کافر ہوئے اور تم نے خدا کو مخلوق سے مشابہ کیا اور اس میں ان صفات کو فرض کیا جو "حادث" ہوتے ہیں اور یہ تم بھی مانتے ہو کہ جو حادث ہوگا وہ مخلوق ہوگا پھر اس مخلوق کے لیے خالق کی ضرورت ہوگی جو اس کی تخلیق و ایجاد کرے۔

یہود۔ جی ہاں ہم عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا ان معنی میں نہیں کہتے کیونکہ یہ کفر ہے جیسا کہ خود آپ نے کہا لیکن ہم ان کو خدا کا بیٹا تکریمی و تعظیمی طور پر کہتے ہیں جس طرح ہمارے بعض عالم کسی شخص کے اکرام اور اس کی منزلت کو ظاہر کرنے کے لیے "میرے بیٹے" کہہ کے خطاب کرتے ہیں۔ تو وہ اس کا نسبی طور پر بیٹا نہیں ہوتا کیونکہ اکثر ایسے لوگوں کو بیٹا کہا جاتا ہے جو بالکل اجنبی ہوتے ہیں اور ان سے کسی قسم کا نسبی رشتہ نہیں ہوتا۔ تو اسی طرح جب اللہ کو عزیر کے ساتھ جو کرنا تھا وہ کیا تو اس کو تکریماً اپنا بیٹا بنا لیا نہ کہ ولادۃً اس کو اپنا بیٹا بنایا۔

رسولِ کریمؐ۔ یہ جو کچھ تم نے کہا تمھارے ہی خلاف پایا جاتا ہے کیوں کہ اگر عزیر اس وجہ سے اللہ کے بیٹے ہیں تو اس بناء پر موسیٰؑ کو اس سے بھی بلند درجہ ملنا چاہیے۔ بلاشبہ اللہ اپنے "اقرار" سے "انکار" کرنے والوں کو رسوا کرتا ہے اور ان کی حجت ان ہی پر لوٹا دیتا ہے۔ جو کچھ بھی تم نے ابنیتِ عزیر کی دلیل کے سلسلہ میں کہا وہ سب تمھارے ہی خلاف جاتا ہے کیونکہ (ابھی ابھی) تم نے کہا کہ ایک صاحبِ عزت آدمی ایک اجنبی سے جس سے اس کا کسی قسم کا نسبی رشتہ نہیں یا بُنَیَّ "میرے بیٹے" کہہ کر پکارتا ہے اور یہ ثابت ہے کہ یہ اس کا بیٹا ولادتی طور پر نہیں (اور یہاں اس نے اس کے اکرام کے لیے کہا ہے) تو اسی طرح تم نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ صاحبِ عزت لوگ ایک اجنبی کو میرا بھائی کہتے ہیں اور کسی کو "یہ ہیں میرے بزرگ" "یہ ہیں میرے باپ" اور کسی کو "یہ میرے سردار ہیں"؟

اَنْ يَكُوْنَ مُوْسٰى اَخًا لِلّٰهِ اَوْ شَيْخًا لَهٗ اَوْ اَبًا اَوْ سَيِّدًا قَدْ زَادَهٗ فِي الْاِكْرَامِ فَقَالَ لَهٗ يَا سَيِّدِيْ وَ شَيْخِيْ وَ عَمِّيْ وَ يَا رَئِيْسِيْ عَلٰى طَرِيْقِ الْاِكْرَامِ اِنَّ مَنْ زَادَهٗ فِي الْكَرَامَةِ زَادَهٗ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْقَوْلِ اَفَيَجُوْزُ عِنْدَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ مُوْسٰى اَخًا لِلّٰهِ اَوْ شَيْخًا اَوْ عَمًّا اَوْ رَئِيْسًا اَوْ سَيِّدًا اَوْ اَمِيْرًا لِاَنَّهٗ قَدْ زَادَهٗ فِي الْاِكْرَامِ عَلٰى مَنْ قَالَ لَهٗ يَا شَيْخِيْ اَوْ يَا سَيِّدِيْ اَوْ يَا عَمِّيْ اَوْ يَا رَئِيْسِيْ اَوْ يَا اَمِيْرِيْ؟

قَالَ فَبُهِتَ الْقَوْمُ وَ تَحَيَّرُوْا وَ قَالُوْا!

"يَا مُحَمَّدُ اَجِّلْنَا نَتَفَكَّرْ فِيْمَا قُلْتَهٗ لَنَا"

فَقَالَ: "اُنْظُرُوْا فِيْهِ بِقُلُوْبٍ مُعْتَقِدَةٍ لِلْاِنْصَافِ يَهْدِكُمُ اللّٰهُ"

ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّصَارٰى فَقَالَ لَهُمْ وَ اَنْتُمْ قُلْتُمْ اِنَّ الْقَدِيْمَ عَزَّ وَ جَلَّ اِتَّحَدَ بِالْمَسِيْحِ اِبْنِهٖ فَمَا الَّذِيْ اَرَدْتُمُوْهُ بِهٰذَا الْقَوْلِ اَرَدْتُمْ اَنَّ الْقَدِيْمَ صَارَ مُحْدَثًا لِوُجُوْدِ هٰذَا الْمُحْدَثِ الَّذِيْ هُوَ عِيْسٰى وَ الْمُحْدَثُ الَّذِيْ هُوَ عِيْسٰى صَارَ قَدِيْمًا لِوُجُوْدِ الْقَدِيْمِ الَّذِيْ هُوَ اللّٰهُ اَوْ مَعْنٰى قَوْلِكُمْ اِنَّهٗ اتَّحَدَ بِهٖ اِنَّهٗ اِخْتَصَّهٗ بِكَرَامَةٍ لَمْ يُكْرِمْ بِهَا اَحَدًا سِوَاهُ فَاِنْ اَرَدْتُمْ اَنَّ الْقَدِيْمَ صَارَ مُحْدَثًا فَقَدْ اَبْطَلْتُمْ لِاَنَّ الْقَدِيْمَ مُحَالٌ اَنْ يَنْقَلِبَ فَيَصِيْرَ مُحْدَثًا وَ اِنْ اَرَدْتُمْ اَنَّ الْمُحْدَثَ صَارَ قَدِيْمًا اَخْطَاْتُمْ لِاَنَّ الْمُحْدَثَ اَيْضًا مُحَالٌ اَنْ يَصِيْرَ قَدِيْمًا وَ اِنْ اَرَدْتُمْ اَنَّهٗ

یا "اے میرے سردار" کہتے ہیں اور یہ سب کچھ از راہ تکریم و اجلال کہا جاتا ہے تو جو شخص جتنا کسی کا اکرام و اعزاز چاہے اتنا ہی وہ اس قسم کے فقرے بولتا ہے اور جب یہ واضح اور ثابت ہو گیا تو اس بنا پر تمہارے نزدیک جائز ہو جائے گا کہ موسیٰ اللہ کے "بھائی" یا اس کے "بزرگ" یا "باپ" یا "سردار" ہو جائیں کیونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ موسیٰ عزیر سے زائد بلند رتبہ کے مالک ہیں تو اگر عزیر کے اکرام میں اللہ ان کو بیٹا بنائے گا تو موسیٰ کو جو ان سے زائد بلند مرتبہ ہیں "بیٹے" سے بڑا مرتبہ دے اور ان کو "اے میرے بزرگ" یا "اے میرے چچا" یا "اے میرے مالک" وغیرہ قسم کے الفاظ سے یاد کرے تو کیا تمہارے نزدیک یہ درست ہو گا کہ موسیٰ اللہ کے بھائی یا اس کے بزرگ یا چچا یا رئیس یا سردار یا اس کے امیر کہلائے جائیں؟

یہ سننا تھا کہ سارے یہودی مبہوت و پریشان ہو گئے اور کہنے لگے یا محمدؐ آپ ہمیں سوچنے کا موقع دیں تاکہ ہم آپ کے کہنے پر غور کر سکیں۔

رسول کریمؐ۔ ہاں ہاں خوب غور کر لو لیکن دلِ انصاف پسند سے غور کرنا۔ اللہ تمہیں راہ راست دکھائے

پھر رسول کریمؐ نصرانیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور گفتگو شروع ہوئی۔

رسول کریمؐ۔ تم یہ کہتے ہو کہ خدائے قدیم اپنے بیٹے مسیح سے "متحد" ہو گیا تو تم اپنے اس قول سے گویا یہ ثابت کر رہے ہو کہ اس حادث (عیسیٰ) کی وجہ سے قدیم (خدا) "حادث" ہو گیا اور حادث (عیسیٰ) قدیم ہو گیا اور وہ اسی طرح ہو گیا جس طرح خدائے قدیم ہے یا تمہارے اس قول سے کہ "خدا اس سے متحد ہو گیا" مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کو اپنی کرامت کے ساتھ مخصوص کر لیا اور اس کے سوا کسی کو اتنا مکرم و معزز نہیں کیا تو اگر تمہاری مراد یہ تھی کہ

اِتَّحَدَ بِهٖ بِاَنَّهٗ اِخْتَصَّهٗ وَاصْطَفَاهُ عَلٰى سَائِرِ عِبَادِهٖ فَقَدْ اَقْرَرْتُمْ بِحُدُوْثِ عِيْسٰى وَبِحُدُوْثِ الْمَعْنَى الَّذِيْ اِتَّحَدَ بِهٖ مِنْ اَجْلِهٖ لِاَنَّهٗ اِذَا كَانَ عِيْسٰى مُحْدَثًا وَكَانَ اللّٰهُ اِتَّحَدَ بِهٖ بِاَنْ اَحْدَثَ بِهٖ مَعْنًى صَارَ بِهٖ اَكْرَمَ الْخَلْقِ عِنْدَهٗ فَقَدْ صَارَ عِيْسٰى وَذٰلِكَ الْمَعْنٰى مُحْدَثَيْنِ وَهٰذَا خِلَافُ مَا بَدَاْتُمْ تَقُوْلُوْنَهٗ

فَقَالَتِ النَّصَارٰى!

"يَا مُحَمَّدُ، اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا اَظْهَرَ عَلٰى يَدِ عِيْسٰى مِنَ الْاَشْيَاءِ الْعَجِيْبَةِ مَا اَظْهَرَ فَقَدِ اتَّخَذَهٗ وَلَدًا عَلٰى جِهَةِ الْكَرَامَةِ"

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَدْ سَمِعْتُمْ مَا قُلْتُهٗ لِلْيَهُوْدِيِّ فِيْ هٰذَا الْمَعْنَى الَّذِيْ ذَكَرْتُمُوْهُ ثُمَّ اَعَادَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ فَسَكَتُوْا اِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا مِنْهُمْ قَالَ لَهٗ!

"يَا مُحَمَّدُ، اَوَلَسْتُمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ؟"

قَالَ، قَدْ قُلْنَا ذٰلِكَ!

قَالَ، فَاِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ فَلِمَ مَنَعْتُمُوْنَا مِنْ اَنْ نَقُوْلَ اِنَّ عِيْسٰى ابْنُ اللّٰهِ؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، اِنَّهُمَا لَنْ يَشْتَبِهَا لِاَنَّ قَوْلَنَا اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ فَاِنَّمَا هُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْخَلَّةِ وَالْخُلَّةُ اِنَّمَا مَعْنَاهَا الْفَقْرُ وَالْفَاقَةُ فَقَدْ كَانَ خَلِيْلًا اِلٰى رَبِّهٖ فَقِيْرًا وَاِلَيْهِ مُنْقَطِعًا وَعَنْ غَيْرِهٖ مُتَعَفِّفًا مُعْرِضًا

قدیم حادث ہو گیا تو پھر تم فاش غلطی پر ہو کیونکہ یہ محال ہے، قدیم کسی انقلاب سے حادث ہو جائے اور اگر تمہارا منشا یہ ہے کہ حادث قدیم ہو گیا تو یہ بھی سراسر غلط ہے کیونکہ جس طرح قدیم حادث نہیں ہو سکتا اسی طرح حادث قدیم نہیں ہو سکتا۔

اور اگر "اتحاد" کا مقصد یہ ہے کہ اس نے اپنے ساتھ اسے مخصوص کر لیا اور تمام بندوں میں اسی کو اس شرف کے لیے منتخب کیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم نے عیسٰی کے "حدوث" اور ان "معنی" کے حدوث کا اقرار کر لیا جن سے اللہ ان سے متحد ہوا تھا۔

کیونکہ جب عیسٰی حادث ہوئے اور پھر اللہ ان سے متحد ہوا یعنی ان میں ایسے "معنی" پیدا کیے جن سے وہ اس کے نزدیک تمام خلائق سے افضل ہو گئے تو پھر عیسٰی اور یہ "معنی" دونوں حادث ہوئے۔ اور جو کچھ تم نے کہا ہے یہ اس کے خلاف جاتا ہے۔

نصاریٰ۔ اے محمدؐ! جب اللہ نے عیسٰی کے ہاتھ پر عجائب و غرائب ظاہر کیے (جن کو دنیا جانتی ہے) تو پھر اللہ نے ازراہِ اکرام و اجلال انھیں اپنا بیٹا بنا لیا۔

رسول کریمؐ۔ ابھی ابھی تم اسی موضوع پر وہ تمام باتیں سن چکے ہو جو میں نے یہودیوں سے کی ہیں (پھر آپ نے ان دلائل کا اعادہ کیا)

یہ سن کر سب چپ ہو گئے مگر ایک شخص بڑھا۔

نصرانی۔ اے محمدؐ! کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ ابراہیمؑ اللہ کے خلیل ہیں؟

رسول کریمؐ۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں۔

نصرانی۔ اگر ابراہیم اللہ کے خلیل ہو سکتے ہیں تو آپ عیسٰی کو "اللہ کا فرزند" کہنے سے ہمیں کیوں روکتے ہیں۔

رسول کریمؐ۔ یہ دونوں چیزیں برابر نہیں۔ کیوں کہ جب ہم

مُسْتَغْنِيًا وَذٰلِكَ لَمَّا اُرِيْدَ قَذْفُهٗ فِي النَّارِ فَرُمِيَ
بِهٖ فِي الْمَنْجَنِيْقِ فَبَعَثَ اللّٰهُ جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ
لَهٗ اَدْرِكْ عَبْدِيْ فَجَآءَهٗ فَلَقِيَهٗ فِي الْهَوَآءِ
فَقَالَ لَهٗ كَلِّفْنِيْ مَا بَدَا لَكَ فَقَدْ بَعَثَنِيَ
اللّٰهُ لِنُصْرَتِكَ"؟

فَقَالَ "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، اِنِّيْ
لَا اَسْئَلُ غَيْرَهٗ وَلَا حَاجَةَ لِيْ اِلَّا اِلَيْهِ"
(فَسَمَّاهُ خَلِيْلَهٗ اَيْ فَقِيْرَهٗ وَمُحْتَاجَهٗ وَ
الْمُنْقَطِعَ اِلَيْهِ عَمَّنْ سِوَاهُ)

وَاِذَا جُعِلَ مَعْنٰى ذٰلِكَ مِنَ الْخُلَّةِ وَ
هُوَ اَنَّهٗ قَدْ وَقَفَ عَلٰى اَسْرَارِهٖ لَمْ يَقِفْ
عَلَيْهَا غَيْرُهٗ كَانَ الْخَلِيْلُ مَعْنَاهُ الْعَالِمُ
بِهٖ وَبِاُمُوْرِهٖ وَلَا يُوْجِبُ ذٰلِكَ تَشْبِيْهَ اللّٰهِ
بِخَلْقِهٖ اَلَا تَرَوْنَ اَنَّهٗ اِذَا لَمْ يَنْقَطِعْ اِلَيْهِ
لَمْ يَكُنْ خَلِيْلَهٗ وَاِذَا لَمْ يَعْلَمْ بِاَسْرَارِهٖ
لَمْ يَكُنْ خَلِيْلَهٗ وَاِنَّ مَنْ يَلِدُهُ الرَّجُلُ وَ
اِنْ اَهَانَهٗ وَاَقْصَاهُ لَمْ يَخْرُجْ عَنْ اَنْ يَكُوْنَ
وَلَدَهٗ لِاَنَّ مَعْنَى الْوِلَادَةِ قَائِمٌ ثُمَّ اِنْ
وَجَبَ لِاَنَّهٗ

قَالَ لِاِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِيْ اَنْ تَقِيْسُوْا اَنْتُمْ
فَتَقُوْلُوْا بِاَنَّ عِيْسٰى اِبْنُهٗ وَجَبَ اَيْضًا
كَذٰلِكَ اَنْ تَقُوْلُوْا لِمُوْسٰى اِنَّهٗ اِبْنُهٗ فَاِنَّ
الَّذِيْ مَعَهٗ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ لَمْ يَكُنْ
بِدُوْنِ مَا كَانَ مَعَ عِيْسٰى فَقُوْلُوْا اِنَّ مُوْسٰى
اَيْضًا اِبْنُهٗ وَاِنْ يَجُوْزُ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلٰى

ابراہیم خلیل اللہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب کچھ اور لیتے ہیں۔ درحقیقت
خلیل کا لفظ خلت سے مشتق (نکلا) ہے اور خلۃ کے معنی "فقر و
فاقہ" کے ہیں تو ان کو خلیل اسی معنی میں کہا جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف
احتیاج رکھتے تھے اور ساری دنیا سے بے نیاز و بے پروا مستغنی اور
دامن کش تھے اور صرف اللہ سے لو لگائے ہوئے دستِ طلب بڑھاتے
رہے۔

(اور اس کا قصہ یوں ہے) کہ جب (دشمنوں) کا ارادہ یہ ہوا کہ
جناب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیں اور ان کو منجنیق میں رکھ کر پھینکا
جانے لگا تو خداوند عالم نے جبرئیل کو ان کی طرف بھیجا اور جبرئیل سے
کہا "جا اور میرے بندے کی مدد کر"۔

جبرئیل ان کی طرف چلے اور "ہوا کے درمیان" ان سے ملاقات
کی اور ان سے کہا "جو آپ چاہتے ہیں مجھے بتائیے مجھے اللہ نے آپ
کی مدد کے لیے بھیجا ہے" تو ابراہیم نے جواب دیا (نہیں مجھے تمھاری
ضرورت نہیں) مجھے اللہ کافی ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے میں اور
غیر سے کچھ مانگوں یہ نہ ہوگا میری اگر کوئی حاجت ہے تو اسی سے ہے
اور کسی سے نہیں۔

تو اس (ادا) پر اللہ نے ان کو خلیل کہا یعنی ماسوا اللہ سے بے نیاز
اور صرف اللہ کی طرف نیاز و احتیاج۔

اور اگر خلت کے معنی یہ لیے جائیں کہ وہ اس کے ان اسرار سے
واقف ہو جنھیں اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا تو اس وقت "خلیل"
کا مطلب عالم باللہ یا "امور خداوندی کے عالم" کے ہوں گے اور اسی
بناء پر تم اللہ کو مخلوق سے مشابہ نہیں کر سکتے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب اس کی طرف احتیاج نہ رہے تو پھر
وہ خلیل" نہیں رہتا یا جب اس کے اسرار کا علم باقی نہ رہے تو بھی "خلیل"
نہیں رہتا۔

هٰذَا الْمَعْنٰی إِنَّهٗ شَیْخُهٗ وَسَیِّدُهٗ وَعَمُّهٗ وَ رَئِیْسُهٗ وَاَمِیْرُهٗ کَمَا قَدْ ذَکَرْتُهٗ لِلْیَهُوْدِیَّةِ۔

فَقَالَ!

"بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ وَفِی الْکُتُبِ الْمُنَزَّلَةِ اِنَّ عِیْسٰی قَالَ؟

"اِذْهَبْ اِلٰی اَبِیْ وَاَبِیْکُمْ"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

"فَاِنْ کُنْتُمْ بِذَالِکَ الْکِتَابِ تَعْمَلُوْنَ فَاِنَّ فِیْهِ"

(اِذْهَبْ اِلٰی اَبِیْ وَاَبِیْکُمْ)

فَقُوْلُوْا اِنَّ جَمِیْعَ الَّذِیْنَ خَاطَبَهُمْ عِیْسٰی کَانُوْا اَبْنَاءَ اللّٰهِ کَمَا کَانَ عِیْسٰی اِبْنَهٗ مِنَ الْوَجْهِ الَّذِیْ کَانَ عِیْسٰی اِبْنَهٗ ثُمَّ اِنَّ مَا فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ مُبْطِلٌ عَلَیْکُمْ هٰذَا الَّذِیْ زَعَمْتُمْ اَنَّ عِیْسٰی مِنْ جِهَةِ الْاِخْتِصَاصِ کَانَ اِبْنًا لَهٗ لِاَنَّکُمْ قُلْتُمْ اِنَّمَا قُلْنَا اِنَّهٗ ابْنُهٗ لِاَنَّهٗ اِخْتَصَّهٗ بِمَا لَمْ یَخْتَصَّ بِهٖ غَیْرَهٗ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الَّذِیْ خُصَّ بِهٖ عِیْسٰی لَمْ یُخَصَّ بِهٖ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ قَالَ لَهُمْ عِیْسٰی "اِذْهَبْ اِلٰی اَبِیْ وَاَبِیْکُمْ" فَبَطَلَ اَنْ یَکُوْنَ الْاِخْتِصَاصُ بِعِیْسٰی لِاَنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ عِنْدَکُمْ بِقَوْلِ عِیْسٰی لِمَنْ لَمْ یَکُنْ لَهٗ مِثْلُ اِخْتِصَاصِ عِیْسٰی وَ اَنْتُمْ اِنَّمَا حَکَیْتُمْ لَفْظَةَ عِیْسٰی وَتَاَوَّلْتُمُوْهَا عَلٰی غَیْرِ وَجْهِهَا لِاَنَّهٗ اِذَا قَالَ "اِذْهَبْ اِلٰی اَبِیْ وَاَبِیْکُمْ"

لیکن اگر کسی شخص کا کوئی فرزند ہو اور وہ اس کی اہانت کرنا چاہے یا اس کو دور کرنا چاہے تو بھی اس کو اپنی ولدیت سے نہیں نکال سکتا کیونکہ "ولادت" ایک حقیقت ہے۔

پھر اگر اللہ کے اس کہنے سے کہ "ابراہیم میرا خلیل ہے" یہ ضروری ہوا کہ عیسٰی کو اس کا فرزند کہو تو پھر یہ بھی ضروری ہوا کہ تم موسٰی کو بھی اس کا فرزند کہو کیونکہ ان سے بھی عجیب و غریب معجزات ظاہر ہوئے ہیں جو عیسٰی کے معجزات سے الگ تھے۔

پھر تم کو یہ بھی کہنا پڑے گا کہ موسٰی اس کے فرزند ہیں اور جیسا کہ مَیں نے یہود سے کہا تھا پھر تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ موسٰی اس کے سردار، بزرگ، چچا، رئیس اور امیر ہیں۔

یہ سُن کر نصارٰی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کتب مقدسہ میں ہے کہ جناب عیسٰی نے فرمایا: تو "میرے اور اپنے باپ کی طرف جا"۔

رسول کریمؐ۔ اگر تم اس کتاب پر عمل کرتے ہو اور اس میں یہ ہے کہ "میرے اور اپنے باپ کی طرف جا"

تو اس بناء پر تم کو یہ کہنا ہوگا کہ جتنے بھی عیسٰی کے مخاطب تھے وہ سب کے سب "اللہ کے بیٹے" ہوتے اور جس وجہ سے جناب عیسٰی اللہ کے بیٹے ہوئے اس بناء پر سب "مخاطبین" بھی خدا کے بیٹے ہوئے۔

اور یہ کتاب (جس میں "میرے اور اپنے باپ کی طرف جا" کا فقرہ ہے) تمہارے قول کا بطلان کر رہی ہے کیونکہ تمہارا نظریہ یہ ہے کہ عیسٰی اختصاص اور قربتِ خاص کی وجہ سے اللہ کے بیٹے ہیں اور ابھی ابھی تم نے کہا تھا کہ ہم جو ان کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔ وہ اس خصوصیت کی وجہ سے کہتے ہیں جو اللہ نے صرف ان کو دی ہے اور ان کے سوا کسی کو نہیں دی اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جو "خصوصیت" جناب عیسٰی میں تھی وہ ان کے ان مخاطبین میں نہ تھی جن سے یہ کہا تھا کہ "تم میرے اور اپنے باپ کی طرف جاؤ"

فَقَدْ اَرَادَ غَيْرَ مَا ذَهَبْتُمْ اِلَيْهِ وَ نَحَلْتُمُوْهُ وَمَا يُدْرِيْكُمْ لَعَلَّهُ عَنَى اِذْهَبْ اِلٰى اٰدَمَ اَوْ اِلٰى نُوْحٍ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُنِيْ اِلَيْهِمْ وَيَجْمَعُنِيْ مَعَهُمْ وَاٰدَمُ اَبِيْ وَاَبِيْكُمْ وَكَذٰلِكَ نُوْحٌ بَلْ مَا اَرَادَ غَيْرَ هٰذَا

قَالَ فَسَكَتَ النَّصَارٰى

"وَقَالُوْا مَا رَاَيْنَا كَالْيَوْمِ مُجَادِلًا وَلَا مُخَاصِمًا مِثْلَكَ وَسَنَنْظُرُ فِيْ اُمُوْرِنَا.

تو تمہارا یہ دعویٰ باطل ہو گیا کہ اللہ نے عیسیٰ کو کسی خاص خصوصیت کی بناء پر بیٹا بنایا ہے کیونکہ ابنیت ان لوگوں کی بھی ثابت ہو گئی جن کو کوئی خاص شرف حاصل نہ تھا۔

اور کیا یہ ممکن نہیں کہ تم نے جناب عیسیٰ کے الفاظ کی غلط تاویل و تشریح کی ہو، ان کی مراد سمجھنے میں غلطی کی ہو؟ کیونکہ جب انھوں نے یہ کہا: "جاؤ میرے اور اپنے باپ کی طرف" تو اس سے ان کا مطلب وہ نہ ہو جو تم نے فرض کر لیا ہے بلکہ بہت ممکن ہے، ان کی مراد یہ ہو کہ تم جاؤ، میرے اور اپنے باپ (آدمؑ یا نوحؑ) کی طرف (عنقریب) اللہ مجھے ان کی طرف بلند کرے گا اور ان کے ساتھ جمع کرے گا اور "آدم میرے بھی باپ ہیں اور تمہارے بھی" اسی طرح "نوح بھی" تمہارے اور میرے باپ ہیں (نوح کو آدم ثانی اسی لیے کہتے ہیں) اور ممکن ہے کہ اس کے علاوہ بھی کوئی اور مطلب ہو (جس کو تم نہ سمجھ سکے ہو)۔

یہ سن کر تمام انصاریٰ چپ ہو گئے اور کہنے لگے کہ آج تک ہم نے ایسا مناظرہ اور بحث کرنے والا نہیں دیکھا۔ ہم ذرا اپنے معاملات پر غور کریں گے۔

ثُمَّ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَى الدَّهْرِيَّةِ

-فَقَالَ، وَاَنْتُمْ فَمَا الَّذِيْ دَعَاكُمْ اِلَى الْقَوْلِ " بِاَنَّ الْاَشْيَاءَ لَا بَدْءَ لَهَا وَهِيَ دَائِمَةٌ" لَمْ تَزَلْ وَلَا تَزَالُ ۔

فَقَالُوْا.

لِاَنَّا لَا نَحْكُمُ اِلَّا بِمَا نُشَاهِدُ وَلَمْ نَجِدْ لِلْاَشْيَاءِ حَدَثًا فَحَكَمْنَا بِاَنَّهَا لَمْ تَزَلْ وَلَمْ نَجِدْ لَهَا اِنْقِضَاءً وَفَنَاءً فَحَكَمْنَا بِاَنَّهَا لَا تَزَالُ"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُمْ لَهَا قِدَمًا اَمْ وَجَدْتُمْ لَهَا بَقَاءً اَبَدًا ؟

پھر رسول کریمؐ دہریوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔

رسول کریمؐ۔ اچھا اب تم بتاؤ، تمہارے اس دعوے کی دلیل کیا ہے کہ "اشیائے عالم کی کوئی ابتدا نہیں اور وہ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی

دہریے۔ ہم وہی کہتے ہیں جو دیکھتے ہیں ہم نے اشیائے عالم میں "حدوث" نہیں دیکھا تو ہم نے یہ کہا کہ "وہ ہمیشہ سے ہیں" اور جب ہم نے انھیں فنا اور انقضا کو نہ پایا تو ہم نے یہ حکم لگایا کہ "وہ ہمیشہ رہیں گی"۔

رسول کریمؐ۔ کیا تم نے "اشیائے عالم" کو "قدیم" پایا یا ان میں "بقائے ابدی" محسوس کی؟

لَا بُدَّ فَاِنْ قُلْتُمْ اِنَّكُمْ وَجَدْتُمْ ذٰلِكَ اَنْهَضْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ اَنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا عَلٰى هَيْئَتِكُمْ وَعُقُوْلِكُمْ بِلَا نِهَايَةٍ وَلَا تَزَالُوْنَ كَذٰلِكَ وَلَئِنْ قُلْتُمْ هٰذَا دَفَعْتُمُ الْعِيَانَ وَكَذَّبَكُمُ الْعَالِمُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُشَاهِدُوْنَكُمْ

قَالُوْا بَلْ لَمْ نُشَاهِدْ لَهَا قِدَمًا وَلَا بَقَاءً اَبَدَ الْاَبَدِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلِمَ صِرْتُمْ بِاَنْ تَحْكُمُوْا بِالْقِدَمِ وَالْبَقَاءِ دَائِمًا۔

لِاَنَّكُمْ لَمْ تُشَاهِدُوْا حُدُوْثَهَا وَانْقِضَاءَهَا اَوْلٰى مِنْ تَارِكِ التَّمْيِيْزِ لَهَا مِثْلُكُمْ فَيَحْكُمُ لَهَا بِالْحُدُوْثِ وَالْاِنْقِضَاءِ وَالْاِنْقِطَاعِ لِاَنَّهٗ لَمْ يُشَاهِدْ لَهَا قِدَمًا وَلَا بَقَاءً اَبَدًا وَلَسْتُمْ تُشَاهِدُوْنَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَاَحَدُهُمَا بَعْدَ الْاٰخَرِ؟

فَقَالُوْا نَعَمْ!

فَقَالَ اَتَرَوْنَهُمَا لَمْ يَزَالَا وَلَا يَزَالَانِ؟

فَقَالُوْا نَعَمْ!

قَالَ اَفَيَجُوْزُ عِنْدَكُمْ اجْتِمَاعُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ؟ فَقَالُوْا لَا!

فَقَالَ، فَاِذًا مُنْقَطِعٌ اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ فَيَسْبِقُ اَحَدُهُمَا وَيَكُوْنُ الثَّانِيْ جَارِيًا بَعْدَهٗ؟

فَقَالُوْا كَذٰلِكَ هُوَ۔

فَقَالَ قَدْ حَكَمْتُمْ بِحُدُوْثِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ لَيْلٍ وَنَهَارٍ لَمْ تُشَاهِدُوْهُمَا۔

تو اگر تم ایسا کہو گے تو فوراً اپنی بابت فرماؤ کہ تم ہمیشہ سے اسی ہیئت اور عقل پر تھے اور کیا تم ہمیشہ ایسے ہی رہو گے!

اور اگر تم اس کا جواب اثبات میں دو گے تو بلا شبہ مشاہدہ کو تم جھٹلاؤ گے اور دیکھنے والوں کی نظر کی تکذیب کرو گے۔ (یعنی تم ہمیشہ سے اس ہیئت وعقل پر نہیں تھے)

دہریے۔ جی ہم اشیائے عالم میں "قدیم" اور "ابدیت" نہیں پاتے۔

رسول کریمؐ۔ پھر تم نے کس طرح کہہ دیا کہ اشیائے عالم "قدیم و لازوال" ہیں۔

اور جب تم نے اشیائے عالم میں حدوث انقضا محسوس نہیں کیا تو تم نے انھیں "ابدی اور لازوال" کہا حالانکہ تمھارے لیے یہ بہتر تھا کہ جب تم نے ان میں "قدم وابدیت" نہیں پائی تھی تو ان کے لیے "حدوث و انقضا" کا حکم لگاتے۔

اچھا کیا تم نے رات اور دن کا مشاہدہ کیا کہ ان میں سے ایک دوسرے کے بعد آتا ہے؟

دہریے۔ جی ہاں۔

رسول کریمؐ۔ کیا تم رات اور دن کو لازوال سمجھتے ہو؟

دہریے۔ جی ہاں۔

رسول کریمؐ۔ کیا تمھارے نزدیک دن اور رات کا اجتماع ہو سکتا ہے؟

دہریے۔ نہیں۔

رسول کریمؐ۔ جب ان میں سے ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے تو ایک ان میں سے آگے بڑھ جاتا ہے اور دوسرا اس کے بعد آتا ہے؟

دہریے۔ جی ہاں اسی طرح ہے۔

رسول کریمؐ۔ تو تم نے اس اقرار کے ذریعہ گزرے ہوئے دن اور گزری ہوئی رات پر حدوث کا حکم لگایا حالانکہ تم نے مشاہدہ نہیں کیا۔

قَالَ لَهُمْ أَقُلْتُمْ إِنَّ الْعَالَمَ قَدِيمٌ غَيْرُ مُحْدَثٍ وَأَنْتُمْ عَارِفُونَ بِمَعْنَى مَا أَقْرَرْتُمْ بِهِ وَبِمَعْنَى مَا جَحَدْتُمُوهُ؟

قَالُوا نَعَمْ!

قَالَ رَسُولُ اللهِ فَهٰذَا الَّذِي تُشَاهِدُونَهُ مِنَ الْأَشْيَاءِ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ يَفْتَقِرُ لِأَنَّهُ لَا قِوَامَ لِلْبَعْضِ إِلَّا بِمَا يَتَّصِلُ بِهِ تَرَى الْبِنَاءَ مُحْتَاجًا بَعْضُ أَجْزَائِهِ إِلَى بَعْضٍ وَإِلَّا لَمْ يَتَّسِقْ وَلَمْ يَسْتَحْكِمْ وَكَذٰلِكَ سَائِرُ مَا نَرَى

قَالَ فَإِذَا كَانَ هٰذَا الْمُحْتَاجُ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ لِقُوَّتِهِ وَتَمَامِهِ هُوَ الْقَدِيمُ فَأَخْبِرُونِي أَنْ لَوْ كَانَ مُحْدَثًا كَيْفَ كَانَ يَكُونُ وَمَا إِذَا كَانَتْ تَكُونُ صَنْعَتُهُ ـــــ قَالَ فَبُهِتُوا وَعَلِمُوا أَنَّهُ لَا يَجِدُونَ لِلْمُحْدَثِ صِفَةً يَصِفُونَهُ بِهَا إِلَّا وَهِيَ مَوْجُودَةٌ فِي هٰذَا الَّذِي زَعَمُوا أَنَّهُ قَدِيمٌ فَوَجَمُوا وَقَالُوا "سَنَنْظُرُ فِي أَمْرِنَا"

ثُمَّ أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ عَلَى الثَّنَوِيَّةِ الَّذِينَ قَالُوا النُّورُ وَالظُّلْمَةُ هُمَا الْمُدَبِّرَانِ؟

فَقَالَ "وَأَنْتُمْ فَمَا الَّذِي دَعَاكُمْ إِلَى مَا قُلْتُمُوهُ مِنْ هٰذَا"

فَقَالُوا لِأَنَّا وَجَدْنَا الْعَالَمَ صِنْفَيْنِ خَيْرًا وَشَرًّا وَوَجَدْنَا الْخَيْرَ ضِدًّا لِلشَّرِّ فَأَنْكَرْنَا أَنْ يَكُونَ فَاعِلٌ وَاحِدٌ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَضِدَّهُ بَلْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَاعِلٌ أَلَا تَرَى أَنَّ الثَّلْجَ مُحَالٌ أَنْ يُسَخِّنَ كَمَا أَنَّ النَّارَ مُحَالٌ أَنْ تُبَرِّدَ

رسولِ کریمؐ۔ اچھا یہ بتاؤ، یہ جو تم کہتے ہو کہ "عالم قدیم اور غیر حادث ہے" تو اس بناء پر جس چیز کا اقرار تمہیں کرنا پڑے گا اور جس چیز کا انکار کرنا پڑے گا اس کو بھی جانتے ہو؟

دہریے۔ جی ہاں۔

رسولِ کریمؐ۔ تم نے اشیاء میں اس چیز کا مشاہدہ کیا ہوگا، ایک چیز دوسری چیز کی محتاج ہے کیونکہ کسی شے کا قیام بغیر کسی دوسری چیز کے اتصال کے ہو ہی نہیں سکتا۔ تم نے "عمارت" کو دیکھا ہوگا کہ اس کا ہر جزو دوسرے جزو کا محتاج ہے ورنہ "عمارت" میں استقرار و استحکام پیدا ہی نہ ہو اور یہی حال تمام اشیاء کا ہے۔ تو جب یہ تمام اشیاء اپنے قدیم ہونے کے باوجود اپنی قوت و تکمیل کے لیے دوسری چیزوں کی طرف احتیاج رکھتی ہیں تو یہ بتاؤ کہ اگر "اشیاء" حادث ہوتیں تو ان کا کیا حال ہوتا اور ان کے صفات کیا ہوتے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر وہ سب مبہوت ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حادث کے لیے کوئی ایسی نئی صفت جو ان اشیاء کے صفات سے (جن کو ہم قدیم کہتے ہیں) مختلف ہو نہیں مل سکتی۔

وہ لوگ رک گئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کرنا چاہتے ہیں۔

پھر رسولِ کریمؐ "ثنویہ" کی طرف متوجہ ہوئے جن کا یہ عقیدہ تھا کہ نور و ظلمت سارے عالم کا انتظام کرتے ہیں۔

رسولِ کریمؐ۔ آپ فرمائیے کہ کس چیز نے آپ کو اس دعوے پر مجبور کیا ہے کہ "نور و ظلمت مدبرِ عالم ہیں"۔

ثنویہ۔ بات یہ ہے جناب کہ ہم نے عالم میں دو صنفوں کا مشاہدہ کیا خیر اور شر اور خیر کو شر کی ضد پایا ہے تو ہم یہ تسلیم نہ کر سکے کہ کوئی ایک شے کا فاعل ہو، پھر اس شے کی ضد کا بھی وہی فاعل ہو لہٰذا ہم نے ہر چیز کا فاعل الگ الگ قرار دیا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ برف کا گرم ہونا محال ہے اور اسی طرح آگ کا ٹھنڈا ہونا تو ہم نے اسی لیے عالم کے دو صانع

فَأَثْبَتُّمَا لِذٰلِكَ صَانِعَيْنِ قَدِيمَيْنِ ظُلْمَةً وَنُوراً

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ فَلَسْتُمْ قَدْ وَجَدْتُمْ سَوَاداً وَبَيَاضاً وَحُمْرَةً وَصُفْرَةً وَخُضْرَةً وَزُرْقَةً وَكَانَ كُلُّ وَاحِدَةٍ ضِدّاً لِسَائِرِهَا لِاسْتِحَالَةِ اجْتِمَاعِ مِثْلَيْنِ مِنْهَا فِي مَحَلٍّ وَاحِدٍ كَمَا كَانَ الْحَرُّ وَالْبَرْدُ ضِدَّيْنِ لِاسْتِحَالَةِ اجْتِمَاعِهِمَا فِي مَحَلٍّ وَاحِدٍ؟

قَالُوا نَعَمْ۔

- قَالَ فَهَلَّا أَثْبَتُّمْ بِعَدَدِ كُلِّ لَوْنٍ صَانِعاً قَدِيماً لِيَكُونَ فَاعِلُ كُلِّ ضِدٍّ مِنْ هٰذِهِ الْأَلْوَانِ غَيْرَ فَاعِلِ الضِّدِّ الْآخَرِ؟ قَالَ فَسَكَتُوا۔

ثُمَّ قَالَ فَكَيْفَ اخْتَلَطَ النُّورُ وَالظُّلْمَةُ هٰذَا مِنْ طَبْعِهِ الصُّعُودُ وَهٰذِهِ مِنْ طَبْعِهَا النُّزُولُ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ رَجُلاً أَخَذَ شَرْقاً يَمِيلُ إِلَيْهِ وَالْآخَرُ غَرْباً كَانَ يَجُوزُ عِنْدَكُمْ أَنْ يَذْهَبَا مَا دَامَا سَائِرَيْنِ عَلَى وُجُوهِهِمَا؟

قَالُوا لَا۔

قَالَ، فَوَجَبَ أَنْ لَا يَخْتَلِطَ النُّورُ وَالظُّلْمَةُ لِذَهَابِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي غَيْرِ جِهَةِ الْآخَرِ۔ فَكَيْفَ وَجَدْتُمْ حَدَثَ هٰذَا الْعَالَمِ مِنِ امْتِزَاجِ مَا هُوَ مُحَالٌ أَنْ يَمْتَزِجَ بَلْ هُمَا مُدَبَّرَانِ جَ مَخْلُوقَانِ

فَقَالُوا!

" سَنَنْظُرُ فِي أُمُورِنَا "

◎

قدیم تجویز کیے، اوّل نور، دوم ظلمت۔

رسولِ کریمؐ: کیا تم نے سیاہی، سفیدی، سرخی، زردی، سبزی، نہیں دیکھی اور کیا ان میں سے ہر ایک ایک دوسرے کی ضد نہیں؟ اور جس طرح سردی اور گرمی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں اسی طرح یہ رنگ ایک جگہ پر جمع نہیں ہو سکتے؟

ثنویہ: جی ہاں۔

رسولِ کریمؐ: تو پھر جس طرح تم نے ہر ضد کا الگ فاعل تجویز کیا ہے کیا اسی طرح ہر رنگ کا خالق الگ الگ فرض کیا جائے گا؟

یہ سننا تھا کہ سب خاموش ہو گئے۔

رسولِ کریمؐ: اور ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم یہ جو کہتے ہو کہ نور و ظلمت باہم مل کر تدبیرِ عالم کرتے ہیں، تو ذرا یہ تو بتاؤ کہ نور و ظلمت کیسے ایک دوسرے سے اختلاط پذیر ہو سکتے ہیں کیونکہ نور کی طبیعت کا خاصا ہے "صعود" (اوپر جانا) اور ظلمت کی فطرت میں ہے "نزول" (نیچے اترنا) کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب دو شخصوں میں سے ایک تو مشرق کے راستے پر جائے اور دوسرا مغرب کی راہ پر گامزن ہو تو کیا یہ ممکن ہے کہ دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں؟

ثنویہ: نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

رسولِ کریمؐ: تو پھر ثابت ہوا کہ نور و ظلمت مجتمع اور مختلط نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ ہر ایک ایک دوسرے کی مخالف جہت کی طرف گامزن ہے۔ جب مجتمع اور مختلط نہیں ہو سکتے تو صانعِ عالم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ صانعِ عالم ہونا موقوف ہے ان کے باہمی اجتماع و اختلاط پر جس کا یہاں فقدان ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ عالم ان طاقتوں کے امتزاج سے پیدا ہو جائے جن کا امتزاج ہی محال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نور و ظلمت بھی اللہ کی مخلوق ہیں اور ان کی کارسازی بھی وہی کرتا ہے۔

یہ سن کر وہ کہنے لگے ذرا ہم غور کر لیں۔

ثُمَّ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى مُشْرِكِي الْعَرَبِ فَقَالَ وَاَنْتُمْ فَلِمَ عَبَدْتُمُ الْاَصْنَامَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ؟ فَقَالُوْا نَتَقَرَّبُ بِذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔

فَقَالَ لَهُمْ اَوَهِيَ سَامِعَةٌ مُطِيْعَةٌ لِرَبِّهَا عَابِدَةٌ لَهٗ حَتّٰى تَتَقَرَّبُوْا بِتَعْظِيْمِهَا اِلَى اللّٰهِ؟

قَالُوْا لَا۔

قَالَ فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ نَحَتُّمُوْهَا بِاَيْدِيْكُمْ فَلَاَنْ تَعْبُدَكُمْ هِيَ لَوْ كَانَ يَجُوْزُ مِنْهَا الْعِبَادَةُ اَحْرٰى مِنْ اَنْ تَعْبُدُوْهَا اِذَا لَمْ يَكُنْ اَمَرَكُمْ بِتَعْظِيْمِهَا مَنْ هُوَ الْعَارِفُ بِمَصَالِحِكُمْ وَعَوَاقِبِكُمْ وَالْحَكِيْمُ فِيْمَا يُكَلِّفُكُمْ

قَالَ فَلَمَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هٰذَا اخْتَلَفُوْا۔

"فَقَالَ بَعْضُهُمْ" "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَلَّ فِيْ هَيَاكِلِ رِجَالٍ كَانُوْا عَلٰى هٰذِهِ الصُّوْرَةِ فَصَوَّرْنَا هٰذِهِ الصُّوَرَ نُعَظِّمُهَا لِتَعْظِيْمِنَا تِلْكَ الصُّوَرَ الَّتِيْ حَلَّ فِيْهَا رَبُّنَا۔

وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنْهُمْ اِنَّ هٰذِهٖ صُوَرُ اَقْوَامٍ سَلَفُوْا كَانُوْا مُطِيْعِيْنَ لِلّٰهِ قَبْلَنَا فَمَثَّلْنَا صُوَرَهُمْ وَعَبَدْنَاهَا تَعْظِيْمًا لِلّٰهِ

وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالسُّجُوْدِ لَهٗ كُنَّا نَحْنُ اَحَقَّ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فَفَاتَنَا ذٰلِكَ فَصَوَّرْنَا صُوْرَتَهٗ فَسَجَدْنَا لَهَا تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ كَمَا تَقَرَّبَ الْمَلٰٓئِكَةُ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَكَمَا اُمِرْتُمْ بِالسُّجُوْدِ اِلٰى جِهَةِ مَكَّةَ فَفَعَلْتُمْ ثُمَّ نَصَبْتُمْ فِيْ غَيْرِ ذٰلِكَ الْبَلَدِ بِاَيْدِيْكُمْ مَحَارِيْبَ سَجَدْتُمْ

پھر آپ مشرکین عرب کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرما ہوئے۔

رسول کریمؐ۔ تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو؟

مشرکین عرب۔ ہم پرستش اصنام سے قرب الٰہی کے خواہشگار ہیں۔

رسول کریمؐ۔ کیا یہ اصنام سنتے ہیں، اپنے رب کے مطیع ہیں، خدا کے عبادت گزار ہیں، جو تم ان کی تعظیم و تکریم سے مقرب الٰہی بن جاؤ گے؟

مشرکین عرب۔ نہیں ایسا نہیں۔

رسول کریمؐ۔ تم نے ان کو اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے تو اگر عبادت ممکن ہوتی ہے تو بجائے اس کے کہ تم ان کی عبادت کرتے ان کو تمہاری عبادت کرنا چاہیے تھی۔ مزید برآں جب اس نے جو تمہارے مصالح اور نتائج و عواقب سے واقف ہے اور تمہارے تکلیفات کا علم رکھتا ہے، ان کی تعظیم و تکریم کے متعلق کسی قسم کا حکم بھی نہیں دیا۔

یہ سن کر مشرکین عرب کے درمیان اختلاف شروع ہو گیا۔ بعض لوگ یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ بعض انسانوں کی ہیکلوں میں جو اس صورت کے ہوتے ہیں حلول کرتا ہے۔ پھر ہم ان صورتوں کی تصویر بناتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں تاکہ وہ صورتیں جن میں ہمارا پروردگار حلول کیے ہوئے ہے ہمیں اللہ کے نزدیک مکرم و مقرب بنائیں۔

اور بعض یہ کہنے لگے کہ یہ "صورتیں" ان بزرگان دین کی ہیں جو اللہ کے مطیع و منقاد تھے۔ ہم نے ان کی تصویریں اس لیے بنائیں کہ ان کی پرستش کی جائے اور یوں خدا کی تعظیم و تکریم کا مظاہرہ ہو سکے۔

بعض کہنے لگے۔ جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ ملائکہ کی نسبت آدم کو سجدہ کرنے کے ہم زائد حقدار تھے لیکن وہ ہمیں وہ موقع نہ مل سکا تو ہم نے ان کا بت اور تمثیل تیار کی اور اس کو سجدہ کیا تاکہ جس طرح ملائکہ نے سجدۂ آدم سے تقرب الٰہی حاصل کیا ہم بھی اس کا تقرب حاصل کریں اور جس طرح آپ نے اپنے پیروؤں کو سمت مکہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے اس شہر

اِلَيْهَا وَ قَصَدْتُمُ الْكَعْبَةَ لَا مَحَارِيْبَكُمْ وَ قَصَدْتُمْ بِالْكَعْبَةِ اِلَى اللّٰهِ لَا اِلَيْهَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَخْطَاْتُمُ الطَّرِيْقَ وَضَلَلْتُمْ اَمَا اَنْتُمْ وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ يُخَاطِبُ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ يَحِلُّ فِيْ هَيَاكِلِ رِجَالٍ كَانُوْا عَلٰى هٰذِهِ الصُّوَرِ الَّتِيْ صَوَّرْنَاهَا فَصَوَّرْنَا هٰذِهِ نُعَظِّمُهَا لِتَعْظِيْمِنَا لِتِلْكَ الصُّوَرِ الَّتِيْ حَلَّ فِيْهَا رَبُّنَا فَقَدْ وَصَفْتُمْ رَبَّكُمْ بِصِفَةِ الْمَخْلُوْقَاتِ اَوْ يَحِلُّ رَبُّكُمْ فِيْ شَيْءٍ حَتّٰى يُحِيْطَ بِهٖ ذٰلِكَ الشَّيْءُ فَاَيُّ فَرْقٍ بَيْنَهٗ اِذًا وَبَيْنَ سَائِرِ مَا يَحِلُّ فِيْهِ مِنْ لَوْنِهٖ وَطَعْمِهٖ وَرَائِحَتِهٖ وَلِيْنِهٖ وَخُشُوْنَتِهٖ وَثِقْلِهٖ وَخِفَّتِهٖ وَلِمَ صَارَ هٰذَا الْمَحْلُوْلُ فِيْهِ مُحْدَثًا وَ ذٰلِكَ قَدِيْمًا دُوْنَ اَنْ يَكُوْنَ ذَالِكَ مُحْدَثًا وَهٰذَا قَدِيْمًا وَكَيْفَ يَحْتَاجُ اِلَى الْمَحَالِّ مَنْ لَمْ يَزَلْ قَبْلَ الْمَحَالِّ وَ هُوَ عَزَّ وَ جَلَّ كَمَا لَمْ يَزَلْ وَاِذَا وَصَفْتُمُوْهُ بِصِفَةِ الْمُحْدَثَاتِ فِي الْحُلُوْلِ فَقَدْ لَزِمَكُمْ اَنْ تَصِفُوْهُ بِالزَّوَالِ وَ مَا وَصَفْتُمُوْهُ بِالزَّوَالِ وَالْحُدُوْثِ فَصِفُوْهُ بِالْفَنَاءِ لِاَنَّ ذٰلِكَ اَجْمَعَ مِنْ صِفَاتِ الْحَالِّ وَالْمَحْلُوْلِ فِيْهِ وَجَمِيْعُ ذٰلِكَ مُتَغَيِّرُ الذَّاتِ فَاِنْ كَانَ لَمْ يَتَغَيَّرْ ذَاتُ الْبَارِيْ تَعَالٰى بِحُلُوْلِهٖ فِيْ شَيْءٍ جَازَ اَنْ لَا يَتَغَيَّرَ بِاَنْ يَتَحَرَّكَ وَيَسْكُنَ وَيَسْوَدَّ وَ يَبْيَضَّ وَيَحْمَرَّ وَ يَصْفَرَّ حَتّٰى يَكُوْنَ فِيْهَا جَمِيْعُ صِفَاتِ الْمُحْدَثِيْنَ وَيَكُوْنَ مُحْدَثًا تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا بَطَلَ مَا ظَنَنْتُمُوْهُ

کے علاوہ دوسرے مقام پر مساجد تیار کیے اور وہاں سجدہ کیا مگر قصد کعبہ ہی کا کیا نہ کہ محراب عبادت کا اور کعبہ سے بھی آپ کی مراد کعبہ کو سجدہ کرنا نہ تھی بلکہ خدا کو سجدہ کرنا تھی تو اسی طرح ہم بظاہر اصنام کو سجدہ کرتے ہیں مگر مقصد مسجود اللہ ہی ہے۔

ان تمام لوگوں کے دلائل و بیانات سن کر رسول کریمؐ اس گروہ کی طرف متوجہ ہوئے جنھوں نے یہ کہا تھا کہ اللہ بعض اشخاص کی ہیکلوں میں حلول کرتا ہے اور جو ویسی ہی صورت پر تھیں جیسی کہ ہماری بنائی ہوئی تصویروں کی ہے۔

رسول کریمؐ: تم غلط راستے پر جا رہے ہو اور گمراہ ہو۔ تم نے یہ کہہ کر اپنے خدا کو مخلوق کی صفت سے متصف کیا کیونکہ جب تمھارا خدا کسی شے میں حلول کرے گا تو وہ شے اس کو گھیر لے گی پھر (حلول ہونے والے) خدا میں اور ان چیزوں میں جو دوسری چیز میں حلول کرتی ہیں جیسے رنگ ذائقہ، بو، نرمی، سختی، سبک، ثقل) کیا فرق رہے گا؟

اور یہ ہیاکل (جن میں اللہ نے حلول کیا) حادث کیوں تصور کیے جائیں اور خدا قدیم کیوں ہو؟ ایسا نہ ہو کہ ہم خدا کو حادث کہیں اور ان ہیکلوں کو قدیم سمجھیں؟ اور بھلا یہ تو بتاؤ کہ وہ محل کا محتاج کیسے ہو سکتا ہے جو محل سے قبل ہی موجود ہو اور جب تم نے خدا میں حلول کی صفت پیدا کر کے مخلوق کے اوصاف کا حامل کر دیا تو یہ بھی ضروری ہوا کہ اس میں "زوال" کی صفت بھی قرار دو۔ پھر جس میں زوال کی صفت پائی جائے اس میں "فنا" کا وصف بھی پیدا کرو کیونکہ یہ تمام صفات ان کے لیے ناگزیر ہیں جو حلول کرتے ہیں" اور" جن میں حلول کیا جاتا ہے اور یہ مسلّم ہے کہ یہ تمام چیزیں متغیر ہیں۔

پس اگر ذات خداوندی حلول کرنے کے بعد بھی متغیر نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر متغیر چیز بیک وقت متحرک بھی، ساکن بھی، سیاہ بھی، سفید بھی، سرخ بھی اور زرد بھی ہو سکتی ہے حالانکہ یہ محال ہے؟

مِنْ اَنَّ اللّٰهَ یَحِلُّ فِیْ شَیْءٍ فَقَدْ فَسَدَ مَا بَنَیْتُمْ عَلَیْهِ قَوْلَکُمْ۔

قَالَ:

"فَسَکَتَ الْقَوْمُ"

وَ قَالُوْا:

"سَنَنْظُرُ فِیْ اُمُوْرِنَا"

اور یہ بھی ثابت ہے کہ جس چیز میں تمام حادث اشیاء کے صفات آ جائیں وہ بھی حادث ہو جاتی ہے۔

اور (تم خود اس چیز کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو کہ) میرے خدا کی ذات ان تمام حادث صفات سے بالاتر ہے۔

اور جب یہ نظریہ ہی باطل ہو گیا کہ "اللہ کسی میں حلول کرتا ہے" تو اس کی بنیاد پر بنایا ہوا سارا عقیدہ فاسد ہو گیا۔

یہ سن کر وہ چپ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے امور پر غور کریں گے۔

◎

ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَی الْفَرِیْقِ الثَّانِیْ

فَقَالَ اَخْبِرُوْنَا عَنْکُمْ اِذَا عَبَدْتُمْ صُوَرَ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَسَجَدْتُمْ لَهَا وَصَلَّیْتُمْ فَوَضَعْتُمُ الْوُجُوْهَ الْکَرِیْمَةَ عَلَی التُّرَابِ بِالسُّجُوْدِ لَهَا فَمَا الَّذِیْ بَقَّیْتُمْ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّ مِنْ حَقِّ مَنْ یَلْزَمُ تَعْظِیْمُهٗ وَ عِبَادَتُهٗ اَنْ لَا یُسَاوِیَ بِهٖ عَبْدَهٗ اَرَاَیْتُمْ مَلِکًا اَوْ عَظِیْمًا اِذَا سَوَّیْتُمُوْهُ بِعَبِیْدِهٖ فِی التَّعْظِیْمِ وَالْخُضُوْعِ وَ الْخُشُوْعِ اَنْ یَکُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ وَضْعٌ مِنَ الْکَبِیْرِ کَمَا یَکُوْنُ زِیَادَةً فِیْ تَعْظِیْمِ الصَّغِیْرِ؟

فَقَالُوْا، نَعَمْ۔

قَالَ، اَفَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّکُمْ مِنْ حَیْثُ تُعَظِّمُوْنَ اللّٰهَ بِتَعْظِیْمِ صُوَرِ عِبَادِهِ الْمُطِیْعِیْنَ لَهٗ تُزْرُوْنَ عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

قَالَ، فَسَکَتَ الْقَوْمُ بَعْدَ اَنْ قَالُوْا سَنَنْظُرُ فِیْ اَمْرِنَا۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِلْفَرِیْقِ الثَّالِثِ

پھر رسول کریمؐ دوسرے فریق کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوئے۔

رسول کریمؐ۔ اچھا تم بتاؤ کہ جب تم ان صورتوں کی عبادت کرتے ہو جو اللہ کی عبادت کیا کرتی تھیں اور تم ان کو سجدہ کرتے ہو اور سجدہ کرنے میں اپنے پاکیزہ چہرے زمین پر رکھتے ہو تو وہ ذات جو ان مولاں کی معبود ہے اور دو عالم کی پروردگار ہے اس کے لیے اظہار عبدیت و نیاز کا کون سا طریقہ چھوڑ رکھا ہے کیا تم کو معلوم نہیں کہ جس کی تعظیم و تکریم مقصود ہو اس کو اس کے غلام کے مساوی نہ کرنا چاہیے؟

فرض کرو کہ تم کسی بادشاہ یا بڑے آدمی کی تکریم و تعظیم اتنی ہی کرو جتنی اس کے غلام کی کرو تو کیا اس سے اس بڑے آدمی کی توہین و ذلت نہ ہو گی؟

مشرکین عرب۔ جی ہاں ہو گی۔

رسول کریمؐ۔ تو تمھیں کیا علم نہیں کہ تم اللہ کے نیک بندوں کے تصاویر کی اس طرح تعظیم و تکریم کرتے ہو جس سے خدا کی شان گھٹتی ہے (کیونکہ خدا کے لیے اظہار بندگی کا اس سے بہتر طریقہ باقی نہیں رہتا)؟

یہ سن کر وہ چپ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم غور کریں گے۔

پھر حضرت تیسرے فریق کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

لَقَدْ ضَرَبْتُمْ لَنَا مَثَلًا وَ شَبَّهْتُمُونَا بِاَنْفُسِكُمْ
وَ لَسْنَا سَوَآءً وَ ذٰلِكَ اِنَّا عِبَادُ اللهِ مَخْلُوقُونَ
مَرْبُوبُونَ نَأْتَمِرُ لَهُ فِيمَا اَمَرَنَا وَ نَنْزَجِرُ عَمَّا
زَجَرَنَا وَ نَعْبُدُهُ مِنْ حَيْثُ يُرِيدُهُ مِنَّا فَاِذَا
اَمَرَنَا بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوهِ فَاَطَعْنَاهُ وَ لَمْ نَتَعَدَّ
اِلٰى غَيْرِهِ مِمَّا لَمْ يَأْمُرْنَا وَ لَمْ يَأْذَنْ لَنَا لِاَنَّا
لَا نَدْرِي لَعَلَّهُ اِنْ اَرَادَ مِنَّا الْاَوَّلَ فَهُوَ يَكْرَهُ
الثَّانِيَ وَ قَدْ نَهَانَا اَنْ نَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا
اَمَرَنَا اَنْ نَعْبُدَهُ بِالتَّوَجُّهِ اِلَى الْكَعْبَةِ اَطَعْنَاهُ
ثُمَّ اَمَرَنَا بِعِبَادَتِهِ بِالتَّوَجُّهِ نَحْوَهَا فِي سَائِرِ
الْبُلْدَانِ الَّتِي تَكُونُ بِهَا فَاَطَعْنَاهُ وَ لَمْ نَخْرُجْ
فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ مِنْ اِتِّبَاعِ اَمْرِهِ وَاللهُ حَيْثُ
اَمَرَ بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لَمْ يَأْمُرْ بِالسُّجُودِ بِصُورَتِهِ
الَّتِي هِيَ غَيْرُهُ فَلَيْسَ لَكُمْ اَنْ تَقِيسُوا ذٰلِكَ
عَلَيْهِ لِاَنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّهُ يَكْرَهُ مَا تَفْعَلُونَ
اِذْ لَمْ يَأْمُرْكُمْ بِهٖ ۔

ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَذِنَ
لَكُمْ رَجُلٌ دُخُولَ دَارِهٖ يَوْمًا بِعَيْنِهٖ اَلَكُمْ اَنْ
تَدْخُلُوهَا بَعْدَ ذٰلِكَ بِغَيْرِ اَمْرِهٖ وَلَكُمْ اَنْ
تَدْخُلُوا دَارًا لَهُ اُخْرٰى مِثْلَهَا بِغَيْرِ اَمْرِهٖ اَوْ
وَهَبَ لَكُمْ رَجُلٌ ثَوْبًا مِنْ ثِيَابِهٖ اَوْ عَبْدًا
مِنْ عَبِيدِهٖ اَوْ دَابَّةً مِنْ دَوَابِّهٖ اَلَكُمْ اَنْ
تَأْخُذُوا ذٰلِكَ

قَالُوا لَا

قَالَ فَاِنْ لَمْ تَأْخُذُوهُ اَلَكُمْ اَخْذُ تَمْ

رسُولِ کریمؐ۔ تم نے میری مثال دی اور اپنے کو میرے مشابہ قرار دیا ،
حالانکہ ہم اور تم برابر نہیں۔ ہم اللہ کے بندے اس کی مخلوق اور اس کے پروردہ
ہیں اور جیسا وہ کہتا ہے ہم کرتے ہیں اور جس سے وہ روکتا ہے ہم رکتے
ہیں اور جس طرح وہ ہم سے عبادت چاہتا ہے اسی طرح اس کی عبادت
کرتے ہیں۔ جب وہ ہم کو کسی شے کا حکم دیتا ہے تو ہم اس حکم کے غیر کی طرف
جس کی اجازت اس نے ہم کو نہیں دی نہیں جاتے کیونکہ ہمیں کیسے معلوم
ہو سکتا ہے، ممکن ہے ، ایک کام کو اس نے ہمارے لیے پسند کیا ہو مگر
دوسرا کام وہ پسند نہ کرتا ہو جب اس نے ہمیں اپنے حکم سے پیش قدمی کرنے
پر ممانعت کی ہے۔

تو جب خدا نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم کعبہ کی طرف منہ کر کے اس کی
عبادت کریں تو ہم نے ایسا ہی کیا۔ پھر ہم کو دوسرے تمام شہروں میں اس
کی طرف منہ کرنے کو کہا تو ہم نے اس کی بھی تعمیل کی اور کسی امر میں
اس کے حکم سے باہر ہونے کی کوشش نہیں کی۔

تو اللہ نے جب آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تو اس کی صورت
کو (جو آدم کی غیر ہے) سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ تمہارے لیے ضروری
تھا کہ تم اس حکم کو اس پر قیاس نہ کرتے۔ تمہیں کیا معلوم ممکن ہے ، اللہ
تمہارے اس فعل کو ناپسند کرتا ہو جب اس چیز کا اس نے حکم بھی نہیں دیا۔
اور یہ چیز تو تم روز دیکھتے ہو گے کہ ایک شخص تم کو گھر میں بُلاتا ہے۔ پھر کیا ہو
سکتا ہے کہ دوسرے وقت بغیر اس کی اجازت کے اس کے گھر میں تم گھس
جاؤ یا اس کے کسی دوسرے گھر میں چلے جاؤ۔ یا فرض کرو تمہیں کوئی
شخص لباس ، غلہ یا سواری دیتا ہے تو کیا تم اسے بلا اجازت لے لو گے ؟

مشرکین عرب۔ جی نہیں۔

رسُولِ کریمؐ۔ اچھا اگر تم یہ نہ لو بلکہ اسی رنگ کی دوسری چیزیں اس
کی لے لو تو کیا ایسا کرنا درست ہوگا ؟

مشرکین عرب۔ نہیں کیونکہ اس نے اجازت نہیں دی۔

أُخَرَ مِثْلَهُ؟

قَالُوا لَا! لِأَنَّهُ لَمْ يَأْذَنْ لَنَا فِي الثَّانِي كَمَا أَذِنَ فِي الْأَوَّلِ۔

قَالَ، فَأَخْبِرُونِي اللهَ أَوْلَى بِأَنْ لَا يُتَقَدَّمَ عَلٰى مُلْكِهِ بِغَيْرِ أَمْرِهِ أَوْ بَعْضِ الْمَمْلُوكِينَ؟

قَالُوا بَلِ اللهُ أَوْلَى بِأَنْ لَا يُتَقَرَّبَ أَحَدٌ فِي مُلْكِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ۔

قَالَ فَلِمَ فَعَلْتُمْ وَمَتٰى أَمَرَكُمْ أَنْ تَسْجُدُوا لِهٰذِهِ الصُّوَرِ؟

قَالَ فَقَالَ الْقَوْمُ سَنَنْظُرُ فِي أُمُورِنَا وَ سَكَتُوا۔

وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ نَبِيًّا مَا أَتَتْ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ حَتّٰى أَتَوْا رَسُولَ اللهِ فَأَسْلَمُوا وَكَانُوا خَمْسَةً وَ عِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ خَمْسَةٌ وَقَالُوا مَا رَأَيْنَا مِثْلَ حُجَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ۔

رسُولِ کریمؐ۔ اچھا یہ بتاؤ، اللہ زائد حقدار ہے اس بات کا کہ اس کے ملک میں اس کے حکم کے خلاف قدم نہ بڑھایا جائے یا دیتو کی غلام (مخلوق)؟

مشرکین عرب۔ اللہ زائد حقدار ہے اس امر کا کہ اس کی دنیا میں اس کے حکم کے خلاف پیش قدمی نہ کی جائے۔

رسُولِ کریمؐ۔ پھر تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اور اللہ نے کب تمھیں ان صورتوں کی پرستش کا حکم دیا ہے؟

یہ سُن کر سب خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے امور پر غور کریں گے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: بخدا تین دن نہیں گزرے تھے کہ وہ تمام مناظرہ کرنے والے جو تعداد میں ۲۵ تھے اور ہر فرقے کے پانچ پانچ آدمی تھے آئے اور انھوں نے اسلام قبول کیا اور کہا: اے محمدؐ! ہم نے آج تک ایسے وزنی دلائل اور (مسکت) براہین نہیں دیکھے جیسے کہ آپ نے پیش کیے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں۔

رسول کریمؐ کا گروہِ مشرکین سے مناظرہ

اِحتجاجُ النّبیّ علیٰ جماعۃٍ مِن المُشرکِین

عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدِ الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیِّ اِنَّہٗ قَالَ
قُلْتُ لِاَبِیْ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ ہَلْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
یُنَاظِرُ الْیَہُوْدَ وَ الْمُشْرِکِیْنَ ؟ قَالَ بَلٰی ! مِرَارًا کَثِیْرًا۔
عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ وَ ذٰلِکَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ
قَاعِدًا ذَاتَ یَوْمٍ بِمَکَّۃَ بِفِنَاءِ الْکَعْبَۃِ اِذَا اجْتَمَعَ
جَمَاعَۃٌ مِنْ رُؤَسَاءِ قُرَیْشٍ مِنْہُمُ الْوَلِیْدُ ابْنُ الْمُغِیْرَۃِ
الْمَخْزُوْمِیُّ وَ اَبُو الْبَخْتَرِیِّ بْنِ ہِشَامٍ وَ اَبُوْجَہْلٍ وَ
الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّہْمِیُّ وَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ
اُمَیَّۃَ الْمَخْزُوْمِیُّ وَ کَانَ مَعَہُمْ جَمْعٌ مِمَّنْ اِلَیْہِمْ
کَثِیْرٌ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ یَقْرَءُ
عَلَیْہِمْ کِتَابَ اللّٰہِ وَ یُؤَدِّیْ اِلَیْہِمْ عَنِ اللّٰہِ
اَمْرَہٗ وَ نَہْیَہٗ فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ لَقَدِ
اسْتَفْحَلَ اَمْرُ مُحَمَّدٍ وَ عَظُمَ خَطْبُہٗ فَتَعَالَوْا
لِلْاِحْتِجَاجِ عَلَیْہِ وَ اِبْطَالِ مَا جَاءَ بِہٖ لِیَہُوْنَ
خَطْبُہٗ عَلٰی اَصْحَابِہٖ وَ یَصْغُرَ قَدْرُہٗ عِنْدَہُمْ فَلَعَلَّہٗ
یَنْزِعُ عَمَّا ہُوَ فِیْہِ مِنْ غَیِّہٖ وَ بَاطِلِہٖ وَ تَمَرُّدِہٖ
وَ طُغْیَانِہٖ فَاِنِ انْتَہٰی وَ اِلَّا عَامَلْنَاہُ بِالسَّیْفِ
الْبَاتِرِ۔

قَالَ اَبُوْجَہْلٍ فَمَنِ الَّذِیْ یَلِیْ کَلَامَہٗ وَ مُجَادَلَتَہٗ
قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اَبِیْ اُمَیَّۃَ، اَنَا اِلٰی ذٰلِکَ اَنَمَا

امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار علیؑ بن محمدؑ سے عرض کی کہ کیا رسول کریمؐ نے یہود و مشرکین سے مناظرے کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کئی بار۔

پھر آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسول کریمؐ صحن خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرد و پیش آپ کے اصحاب تھے جن کو آپ کتاب الٰہی کی تعلیم اور اوامر و نواہی خدا کی تلقین کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک گروہ رؤسائے قریش کا وہاں آیا جس میں ولید بن مغیرہ مخزومی، ابوالبختری، ابوجہل، عاص بن وائل، عبداللہ بن امیہ مخزومی شریک تھے۔ یہ لوگ آپس میں کہنے لگے: "محمدؐ کا کام بڑھتا جا رہا ہے اور ان کی جماعت عظیم ہوتی جا رہی ہے بہتر ہے کہ ہم ان سے مباحثہ کریں اور ان کے نظریہ کو باطل کریں تاکہ ان کے ساتھیوں کی نگاہ میں ان کا "امرِ رسالت" ذلیل و رسوا ہو اور ان کی قدر و عزت کم ہو۔ شاید یہ اپنی (نعوذ باللہ) گمراہ کن باطل پرستی اور باغیانہ روش سے باز آجائیں ورنہ پھر ہمارے ہاتھ میں خونی تلوار تو ہے ہی۔

ابوجہل۔ لیکن محمدؐ سے بات کون کرے گا اور کون ہے جو ان سے مناظرہ و مباحثہ کرے؟

ابن ابی امیہ۔ میں ان سے مناظرہ کروں گا میری ان سے خاندانی ہمسری بھی اور بحث و جدال میں بھی میں ان کے لیے کافی ہوں۔

ابوجہل۔ ٹھیک ہے۔

پھر وہ تمام لوگ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

تَرْضَانِيْ لَهٗ قِرْنًا حَسِيْبًا وَعَادِلًا كَفِيًّا۔

قَالَ اَبُوْجَهْلٍ بَلٰى فَاَتَوْهُ بِاَجْمَعِهِمْ فَابْتَدَءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اُمَيَّةَ

فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَقَدِ ادَّعَيْتَ دَعْوٰى عَظِيْمَةً وَقُلْتَ مَقَالًا هَائِلًا زَعَمْتَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ مَا يَنْبَغِيْ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَخَالِقِ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ اَنْ يَكُوْنَ مِثْلُكَ رَسُوْلَهٗ بَشَرًا مِثْلَنَا تَاْكُلُ كَمَا نَاْكُلُ يَشْرِبُ كَمَا نَشْرِبُ وَتَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ كَمَا نَمْشِيْ فَهٰذَا مَلِكُ الرُّوْمِ وَهٰذَا مَلِكُ الْفَارِسِ لَايَبْعَثَانِ رَسُوْلًا اِلَّا كَثِيْرَ الْمَالِ عَظِيْمَ الْحَالِ لَهٗ قُصُوْرٌ وَ دُوْرٌ وَخِيَامٌ وَعَبِيْدٌ وَخُدَّامٌ وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَوْقَ هٰؤُلَاءِ كُلِّهِمْ فَهُمْ عَبِيْدُهٗ وَلَوْكُنْتَ نَبِيًّا لَكَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يُصَدِّقُكَ وَنُشَاهِدُهٗ بَلْ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَبْعَثَ اِلَيْنَا نَبِيًّا لَكَانَ اِنَّمَا يَبْعَثُ اِلَيْنَا مَلَكًا لَابَشَرًا مِثْلَنَا مَا اَنْتَ. يَا مُحَمَّدُ اِلَّا مَسْحُوْرًا وَلَسْتَ بِنَبِيٍّ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "هَلْ بَقِيَ مِنْ كَلَامِكَ شَيْئٌ؟"

قَالَ بَلٰى لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَبْعَثَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا لَبَعَثَ اَجَلَّ مَنْ فِيْمَا بَيْنَنَا اَكْثَرَهٗ مَالًا وَاَحْسَنَهٗ حَالًا فَهَلَّا لَانُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ الَّذِيْ تَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهٗ عَلَيْكَ وَابْتَعَثَكَ بِهٖ رَسُوْلًا عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اَمَّا الْوَلِيْدُ بْنُ مُغِيْرَةَ بِمَكَّةَ وَ اَمَّا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِيُّ بِالطَّائِفِ؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ كَلَامِكَ شَيْئٌ؟

فَقَالَ بَلٰى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا بِمَكَّةَ هٰذِهٖ فَاِنَّهَا ذَاتُ اَحْجَارٍ وَ

گفتگو کا آغاز ہوا۔

ابن ابی امیہ۔ اے محمدؐ! آپ نے ایک عظیم دعویٰ کیا ہے اور سخت ہولناک بات کہی۔

آپ کا یہ گمان ہے کہ "آپ اللہ کے رسول ہیں"

لیکن خدا کے لیے یہ زیبا نہیں کہ آپ جیسے کو رسول بناتا جو ہماری ہی طرح کا آدمی ہے۔

جس طرح ہم کھاتے ہیں آپ کھاتے ہیں، جس طرح ہم پیتے ہیں آپ پیتے ہیں، جس طرح ہم بازاروں میں چلتے ہیں اسی طرح آپ بھی چلتے ہیں۔

یہ بادشاہ روم و بادشاہ فارس بھی ایسے ہی کو اپنا سفیر بناتے ہیں جو دولت مند، صاحب عظمت ہو جس کے پاس عظیم الشان قصر ہوں، مکانات ہوں، خیمے ہوں، غلام ہوں، خدام ہوں اور خدائے دو جہان تو ان سب سے عظیم و برتر ہے اور یہ سب اس کے غلام ہیں تو اگر آپ نبی ہوتے تو (آپ کی بھی یہی شان ہوتی) اور آپ کے ساتھ بھی کوئی ملک ہوتا جو آپ کے بیانات کی تصدیق کرتا اور ہم اس ملک کا مشاہدہ کر سکتے۔

بلکہ اگر اللہ کسی کو ہماری طرف نبی بنا کر بھیجتا تو وہ ہماری طرف آدمی کو نہ بھیجتا بلکہ فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتا جو ہماری طرح کا انسان نہ ہوتا آپ تو ہمیں اے محمدؐ سحرزدہ نظر آتے ہیں اور نبی نہیں معلوم ہوتے۔

رسول کریمؐ کچھ اور کہنا چاہتے ہو؟

ابن ابی امیہ۔ جی ہاں! اگر اللہ ہماری طرف کسی نبی کو بھیجتا تو اس کو نبی بناتا جو مال و عزت کے لحاظ سے ہم سے بلند ہوتا تو یہ قرآن جس کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ وہ آپ پر اترا ہے کیا مکہ و مدینہ کے عظیم آدمیوں پر مثلاً مکہ کے ولید بن مغیرہ اور طائف کے عروہ بن مسعود ثقفی پر نہیں اتر سکتا تھا؟

رسول کریمؐ۔ کلام آپ کا تمام ہوا؟

ابن ابی امیہ۔ جی نہیں۔ ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں

جِبَالٍ تَكْسَحُ اَرْضَهَا وَ تَحْفِرُهَا وَتَجْرِيْ فِيْهَا الْعُيُوْنُ فَاِنَّنَا اِلٰى ذٰلِكَ مُحْتَاجُوْنَ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَنَاْكُلُ مِنْهَا وَ تُطْعِمُنَا فَتُفَجِّرُ الْاَنْهَارُ خِلَالَهَا خِلَالَ تِلْكَ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطُ السَّمَآءَ اَوْتَاْتِيْ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا تَاْتِيْ بِهٖ وَبِهِمْ وَهُمْ لَنَا مُقَابِلُوْنَ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ تُعْطِيْنَا مِنْهُ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ اَوْ تَصْعَدُ فِي السَّمَآءِ وَلَوْ نُّؤْمِنُ لِرُقِيِّكَ اَيْ لِصُعُوْدِكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيِّ وَ مَنْ مَّعَهٗ بِاَنْ اٰمِنُوْا بِمُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بِاَنَّهٗ رَسُوْلِيْ وَصَدِّقُوْهُ فِيْ مَقَالِهٖ اِنَّهٗ مِنْ عِنْدِيْ ثُمَّ لَا اَدْرِيْ يَا مُحَمَّدُ اِذَا فَعَلْتَ هٰذَا كُلَّهٗ اُؤْمِنُ بِكَ اَوْلَا اُؤْمِنُ بِكَ بَلْ لَوْ رَفَعْتَنَا اِلَى السَّمَآءِ وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ اَدْخَلْتَنَاهَا لَقُلْنَا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا وَ سُحِرْنَا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَبَقِيَ شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِكَ؟

قَالَ "يَا مُحَمَّدُ اَوَلَيْسَ فِيْمَا اَوْرَدْتُهٗ عَلَيْكَ كِفَايَةٌ وَ بَلَاغٌ مَا بَقِيَ شَيْءٌ فَقُلْ مَا بَدَا لَكَ وَ اَنْصِحْ عَنْ نَفْسِكَ اِنْ كَانَ لَكَ حُجَّةٌ وَ اٰتِنَا بِمَا سَئَلْنَاكَ بِهٖ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّامِعُ لِكُلِّ صَوْتٍ وَ الْعَالِمُ بِكُلِّ شَيْءٍ تَعْلَمُ مَا قَالَهٗ عِبَادُكَ"

"فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَا مُحَمَّدُ" (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ)۔

لائیں گے جب تک آپ سرزمینِ مکّہ پر چشمے نہیں جاری کر دیں گے کیونکہ مکّہ کی زمین پتھریلی اور پہاڑی ہے آپ اس کی زمین کو کاٹیے اور کھود دیجیے اور اس میں چشمے پیدا کیجیے کیونکہ ہمیں اس چیز کی سخت ضرورت ہے۔

یا ہم اس وقت ایمان لائیں گے جب آپ کا ایک کھجور اور انگور کا باغ ہو آپ بھی اس میں سے کھائیے اور ہم کو بھی کھلائیے۔ اور نہریں کھجور اور انگور کے درختوں کے درمیان زور شور سے بہہ رہی ہوں۔

یا آپ ہم پر آسمان کو ڈھا دیجیے یا ملائکہ اور اللہ کو ہمارے سامنے لے آئیے اور وہ بالکل ہمارے مقابل ہوں یا آپ کا کوئی سونے کا مکان ہو اور اس میں سے کچھ ہمیں بھی عطا ہو یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور پھر چڑھنا ہی کافی نہیں ہمارا ایمان اس وقت ہوگا جب آپ وہاں سے ہم پر کوئی کتاب نازل کرائیں جس کو ہم پڑھ سکیں اور وہ اللہ کی جانب سے میرے اور میرے ساتھیوں کے نام ہو جس میں یہ تحریر ہو کہ تم لوگ محمد بن عبداللہ پر ایمان لے آؤ یہ میرا رسول ہے اور اس کے قول کی تصدیق کرو کیونکہ اس کا کہنا ہماری جانب سے ہوتا ہے پھر بھی اے محمدؐ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ ہم ایمان لائیں گے یا نہیں اور فرض کیجیے کہ آپ آسمان پر چڑھ کر اس کے دروازے کھول دیں اور ہمیں اس میں داخل بھی کر دیں تو بھی ممکن ہے، ہم یہ کہہ دیں کہ آپ نے ہماری نظر بندی کی ہے اور ہم پر سحر کیا ہے۔

رسول کریمؐ۔ اب بھی کچھ کہنے کو باقی رہ گیا ہے؟

ابن ابی امیہ۔ کیا جو میں نے ایرادات و اعتراضات کیے وہ کافی نہیں کہ اب کچھ اور کہا جائے؟

اب تم جو چاہو کہو اور اپنی شخصیت کی وضاحت کرو اور اگر تمھارے پاس کوئی دلیل و حجت ہو تو ہمارے سوالات کا جواب دو۔

رسول کریمؐ۔ بار الٰہا! تو ہر آواز کا سننے والا ہے اور ہر شے کا عالم ہے اور جو تیرے بندے کہہ رہے ہیں اس سے تو خوب واقف ہے۔

اس وقت یہ آیات اتریں۔ ۱۔

"وَقَالُوْا مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ" (الخ)

"وَاُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا" (الخ)

"تَبَارَكَ الَّذِيْ اَنْشَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ" (الخ)

"فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ" (الخ)

"وَقَالُوْا لَوْ لَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا" (الخ)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَمَّا ذَكَرْتَ مِنْ اِنِّيْ اٰكُلُ الطَّعَامَ كَمَا تَاْكُلُوْنَ وَزَعَمْتَ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ لِاَجْلِ هٰذَا اَنْ اَكُوْنَ لِلّٰهِ رَسُوْلًا فَاِنَّمَا الْاَمْرُ لِلّٰهِ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ وَهُوَ مَحْمُوْدٌ وَلَيْسَ لَكَ وَلَا لِاَحَدٍ الْاِعْتِرَاضُ عَلَيْهِ بِلِمَ وَكَيْفَ اَلَا تَرٰى اَنَّ اللّٰهَ كَيْفَ اَفْقَرَ بَعْضًا وَاَغْنٰى بَعْضًا وَاَعَزَّ بَعْضًا وَاَذَلَّ بَعْضًا وَاَصَحَّ بَعْضًا وَاَسْقَمَ بَعْضًا وَشَرَّفَ بَعْضًا وَوَضَعَ بَعْضًا وَكُلُّهُمْ مِمَّنْ يَاْكُلُ الطَّعَامَ ثُمَّ لَيْسَ لِلْفُقَرَاءِ اَنْ يَقُوْلُوْا لِمَ اَفْقَرْتَنَا وَاَغْنَيْتَهُمْ وَلَا لِلْوُضَعَاءِ اَنْ يَقُوْلُوْا لِمَا وَضَعْتَنَا وَشَرَّفْتَهُمْ وَلَا لِلضُّعَفَاءِ اَنْ يَقُوْلُوْا لِمَ اَضْعَفْتَنَا وَصَحَّحْتَهُمْ وَلَا لِلْاَذِلَّاءِ اَنْ يَقُوْلُوْا لِمَ اَذْلَلْتَنَا وَاَعْزَزْتَهُمْ وَلَا لِقِبَاحِ الصُّوَرِ اَنْ يَقُوْلُوْا لِمَ قَبَّحْتَنَا وَجَمَّلْتَهُمْ بَلْ اَنْ قَالُوْا ذٰلِكَ كَانُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ وَاٰدِيْنَ وَلَهٗ فِيْ اَحْكَامِهٖ مُنَازِعِيْنَ وَبِهٖ كَافِرِيْنَ وَلَكَانَ جَوَابُهٗ لَهُمْ اَنَا الْمَلِكُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُغْنِيْ وَالْمُفْقِرُ الْمُعِزُّ وَالْمُذِلُّ وَالْمُصِحُّ وَالْمُسْقِمُ وَاَنْتُمُ الْعَبِيْدُ لَيْسَ لَكُمْ اِلَّا التَّسْلِيْمُ لِيْ وَالْاِنْقِيَادُ لِحُكْمِيْ فَاِنْ سَلَّمْتُمْ كُنْتُمْ عِبَادِيْ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ اَبَيْتُمْ كُنْتُمْ بِيْ كَافِرِيْنَ۔

"وقالو مالہذ الرسول یاکل الطعام الی آخرہ"

"انظر کیف ضربو لک الامثال الی آخرہ"

"تبارک الذی انشاء جعل لک خیراً الی آخرہ"

"فلعلک تارک مایوحی الیک الی آخرہ"

"وقالو لولا انزل علیہ ملک الی آخرہ"

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ابن ابی امیہ! تو نے یہ جو کہا کہ میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح تم کھاتے ہو اور اس وجہ سے مجھے اللہ کا رسول نہ ہونا چاہیے۔

تو سنو یہ اللہ کا معاملہ ہے وہ جیسا چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے حکم دیتا ہے تمھیں یا کسی دوسرے کو اعتراض کرنے اور چون و چرا کرنے کا حق نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح وہ بعض لوگوں کو فقیر رکھتا اور بعض کو غنی بناتا ہے بعض کو عزت دیتا ہے اور بعض کو ذلیل کرتا ہے بعض لوگ صحت مند ہوتے ہیں اور بعض مریض، بعض معزز ہوتے ہیں اور بعض پست اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں جو کھانا نہ کھاتا ہو اور فقیروں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ سے کہیں، کیوں تو نے ہمیں فقیر کیا اور دوسروں کو امیر کیا اور پست لوگوں کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ اللہ سے کہیں، کیوں تو نے ہمیں پست کیا اور دوسروں کو معزز کیا اور اسی طرح اپاہج اور ضعیف لوگ بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیوں تو نے ہمیں کمزور اپاہج بنایا اور ان کو صحت دی اور ذلیل بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیوں ہم کو ذلیل کیا اور انھیں جلیل کیا اور اسی طرح بدصورت لوگ بھی نہیں کہہ سکتے کہ کیوں ہمیں بری صورت دی اور دوسروں کو خوب صورت بنایا؟

اور اگر وہ ایسا کہیں گے تو گویا اللہ پر وہ اعتراض کریں گے اور اس سے جھگڑا کر کے کافر ہو جائیں گے اور اگر وہ کہیں گے بھی تو اللہ ان کے جواب میں کہے گا:

میں ہوں بادشاہِ عظیم، پست کرنے والا، بلند کرنے والا، غنی کرنے

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَمَّا قَوْلُكَ: هٰذَا مَلِكُ الرُّوْمِ وَمَلِكُ الْفَارِسِ لَا يَبْعَثَانِ رَسُوْلًا اِلَّا كَثِيْرَ الْمَالِ عَظِيْمَ الْحَالِ لَهٗ قُصُوْرٌ وَ دُوْرٌ وَ خِيَامٌ وَعَبِيْدٌ وَخُدَّامٌ وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَوْقَ هٰؤُلَاءِ كُلِّهِمْ فَهُمْ عَبِيْدُهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ لَهُ التَّدْبِيْرُ وَالْحُكْمُ لَا يَفْعَلُ عَلٰى ظَنِّكَ بَلْ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ وَهُوَ مَحْمُوْدٌ اِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ وَيَدْعُوْهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ وَيَكُدُّ نَفْسَهٗ فِيْ ذٰلِكَ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَنَهَارِهٖ فَلَوْ كَانَ صَاحِبَ قُصُوْرٍ يَحْتَجِبُ فِيْهَا وَعَبِيْدٌ وَخَدَمٌ يَسْتُرُوْنَهٗ عَنِ النَّاسِ اَلَيْسَ كَانَتِ الرِّسَالَةُ تَضِيْعُ وَالْاُمُوْرُ تَتَبَاطَأُ اَوَ مَا تَرَى الْمُلُوْكَ اِذَا احْتَجَبُوْا كَيْفَ يَجْرِي الْفَسَادُ وَالْقَبَائِحُ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ بِهٖ وَلَا يَشْعُرُوْنَ۔

يَا بْنَ اُمَيَّةَ اِنَّمَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ وَلَا مَالَ لِيْ لِيُعَرِّفَكُمْ قُدْرَتَهٗ وَ قُوَّتَهٗ وَ اِنَّهٗ هُوَ النَّاصِرُ لِرَسُوْلِهٖ لَا تَقْدِرُوْنَ عَلٰى قَتْلِهٖ وَ لَا مَنْعِهٖ فِيْ رِسَالَاتِهٖ فَهٰذَا بَيِّنٌ فِيْ قُدْرَتِهٖ وَفِيْ عَجْزِكُمْ وَ سَوْفَ يُظْفِرُنِيَ اللّٰهُ بِكُمْ فَاَسَعُكُمْ قَتْلًا وَ اَسْرًا ثُمَّ يُظْفِرُنِي اللّٰهُ بِبِلَادِكُمْ وَيَسْتَوْلِيْ عَلَيْهِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ دُوْنِكُمْ وَدُوْنِ مَنْ يُوَافِقُكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ!

وَ اَمَّا قَوْلُكَ لِيْ وَ لَوْ كُنْتَ نَبِيًّا لَكَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يُصَدِّقُكَ وَ نُشَاهِدُهٗ بَلْ لَوْ

والا، فقیر کرنے والا، عزت دینے والا، ذلت دینے والا، صحت دینے والا، مرض دینے والا اور تم سب کے سب میرے غلام ہو اور تمہارے لیے سوا تسلیم و رضا کے اور کوئی چارہ نہیں۔

اگر تم میرے حکم پر سر جھکاؤ گے تو میرے "مومن بندوں" میں شمار ہو گے اور اگر سرتابی کرو گے تو "کافرین" میں محسوب ہو گے۔

اب تمہارا یہ کہنا کہ "یہ بادشاہِ روم اور بادشاہِ فارس ایسے ہی کو اپنا سفیر بناتے ہیں جو دولت مند ہو، صاحب عزت ہو، جس کے پاس عظیم الشان قصر ہوں، مکانات ہوں، خیمے ہوں، غلام ہوں، خدام ہوں اور خدائے دو جہاں تو ان سب بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں (تو اگر آپ بھی اس کے رسول ہوتے تو یہ ساری چیزیں آپ کے پاس ہوتیں)

تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی تدبیر و حکمت والا ہے وہ تمہارے وہم و خیال کی بنیاد پر کام نہیں کرتا بلکہ خود جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے اور حکم دیتا ہے۔

اے ابن ابی امیہ! اللہ نے صرف اس لیے اپنے نبی کو بھیجا ہے تاکہ وہ لوگوں کو اس کے دین کی تعلیم دے اور ان کو اپنے رب کی طرف دعوت دے اور رات دن اس دعوت و تبلیغ میں تکلیفیں برداشت کرتا ہے تو اگر رسول (فلک بوس) محل میں رہنے لگے تو اس کے خدام و غلام اس کو لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رکھیں گے۔

تو کیا مقصد رسالت ضائع نہیں ہو جائے گا اور معاملات تاخیر و تعویق میں نہیں پڑ جائیں گے؟

کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب بادشاہ لوگوں کی نگاہوں سے مخفی اور مستور ہو جاتے ہیں تو کس طرح فساد پیدا ہو جاتا ہے اور خرابیاں سر اٹھانے لگتی ہیں اور ان کو ان خرابیوں اور برائیوں کا احساس و علم بھی نہیں ہوتا۔

اے ابن ابی امیہ! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا ہے اور

أَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْنَا نَبِيًّا لَكَانَ إِنَّمَا يَبْعَثُ مَلَكًا لَا بَشَرًا مِثْلَنَا۔

فَالْمَلَكُ لَا تُشَاهِدُهُ حَوَاسُّكُمْ

وَلَوْ شَاهَدْتُمُوهُ بِأَنْ يُزَادَ فِي قُوَى أَبْصَارِكُمْ لَقُلْتُمْ لَيْسَ هٰذَا مَلَكًا۔

"بَلْ هٰذَا بَشَرٌ"

لِأَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ يَظْهَرُ لَكُمْ بِصُورَةِ الْبَشَرِ الَّذِي أَلِفْتُمُوهُ لِتَفْهَمُوا عَنْهُ مَقَالَتَهُ وَتَعْرِفُوا خِطَابَهُ وَمُرَادَهُ

فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ صِدْقَ الْمَلَكِ

"وَإِنَّ مَا يَقُولُهُ حَقٌّ"

بَلْ إِنَّمَا بَعَثَ اللهُ بَشَرًا وَأَظْهَرَ عَلَىٰ يَدِهِ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِي لَيْسَتْ فِي طَبَايِعِ الْبَشَرِ الَّذِينَ قَدْ عَلِمْتُمْ ضَمَائِرَ قُلُوبِهِمْ فَتَعْلَمُونَ بِعَجْزِكُمْ عَمَّا جَاءَ بِهِ إِنَّهُ مُعْجِزَةٌ۔

وَإِنَّ ذٰلِكَ شَهَادَةٌ مِنَ اللهِ بِالصِّدْقِ لَهُ۔

وَلَوْ ظَهَرَ لَكُمْ مَلَكٌ وَظَهَرَ عَلَىٰ يَدِهِ مَا يَعْجِزُ عَنْهُ الْبَشَرُ لَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ مَا يَدُلُّكُمْ أَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ فِي طَبَايِعِ سَائِرِ أَجْنَاسِهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّىٰ يَصِيرَ ذٰلِكَ مُعْجِزًا۔

أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ الطُّيُورَ الَّتِي تَطِيرُ لَيْسَ ذٰلِكَ مِنْهَا بِمُعْجِزٍ لِأَنَّ لَهَا أَجْنَاسًا يَقَعُ مِنْهَا مِثْلُ طَيَرَانِهَا،

وَلَوْ أَنَّ آدَمِيًّا طَارَ كَطَيَرَانِهَا كَانَ

تو دیکھ رہا ہے کہ میرے پاس مال و دولت بھی نہیں یہ صرف اس لیے ہوتا ہے کہ وہ اپنی قدرت و جبروت کا تمھیں مشاہدہ کرائے۔ وہ اپنے رسُول کا مددگار ہے اور تم لوگوں میں اتنی طاقت نہیں کہ اسے قتل کر سکو اور اس کو تبلیغ حق سے روک سکو اور یہ اس کی قدرت اور تمھاری بے بسی کی کھلی ہوئی دلیل ہے اور عنقریب اللہ مجھے تم لوگوں پر فتح دے گا پھر میں تم میں سے بعض کو قتل اور بعض کو اسیر کروں گا پھر اللہ مجھے تمھارے شہروں پر فتح دے گا اور اس پر وہ لوگ حاکم و عامل ہوں گے جو تمھارے غیر ہوں گے اور تمھارے دین و مذہب کے مخالف ہوں گے (یعنی مومنین و مسلمین) ———

اور تیرا یہ کہنا کہ "اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کے ساتھ ایک فرشتہ بھی ہوتا جو آپ کی تصدیق کرتا اور ہم اس کو دیکھ بھی سکتے بلکہ اگر اللہ ہماری طرف کسی کو نبی بنا کر بھیجتا تو وہ ہم جیسے آدمی کو نبی بنا کر نہ بھیجتا بلکہ کسی فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتا"

تو سُن فرشتہ کو تیرے حواس اور تیری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور اگر تمھاری قوتِ بصارت بڑھا بھی دی جائے اور تم فرشتہ کا مشاہدہ بھی کر سکو تو یہی کہو گے کہ یہ فرشتہ نہیں، آدمی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے اگر وہ ظہور میں آئے گا تو انسانی روپ ہی میں آئے گا تا کہ تم اس سے مانوس ہو سکو، اس کی بات سمجھ سکو، اس کے خطاب اور مقصد کو جان سکو۔ پھر کیسے تم مَلک کی صداقت اور اس کے قول کی حقانیت کا یقین کر سکو گے۔

اسی لیے اللہ نے انسان کو نبی بنایا اور اس کے ہاتھوں ایسے معجزات و کرامات ظاہر کیے جو دوسرے انسان نہیں کر سکتے اور اس سے تم نے اس کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا یقین کیا اور اگر وہ مَلک کو نبی بنا کر بھیجتا اور اس سے کرامات و معجزات ظاہر ہوتے تو تم یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کرامات و معجزات تو تمام جنس ملائکہ میں جاری و ساری ہیں اور یہ "کارنامے" تو ان کی فطرت اور طینت میں داخل ہیں ان کے "معجزات" کو معجزہ تصور نہ کرتے جس طرح تم طائروں کو دیکھتے ہو

ذٰلِكَ مُعْجِزًا فَاللّٰهُ سَهَّلَ عَلَيْكُمُ الْاَمْرَ وَجَعَلَهٗ
بِحَيْثُ تَقُوْمُ عَلَيْكُمْ حُجَّتُهٗ وَاَنْتُمْ تَقْتَرِحُوْنَ عَمَلَ
الصَّعْبِ الَّذِيْ لَاحُجَّةَ فِيْهِ۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ! اَمَّا قَوْلُكَ مَا اَنْتَ
اِلَّا رَجُلٌ مَسْحُوْرٌ فَكَيْفَ اَكُوْنُ كَذٰلِكَ وَقَدْ
تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ فِيْ صِحَّةِ التَّمْيِيْزِ وَالْعَقْلِ فَوْقَكُمْ
فَهَلْ جَرَّبْتُمْ عَلَيَّ مُنْذُ نَشَاْتُ اِلٰى اَنِ اسْتَكْمَلَ
اَرْبَعِيْنَ سَنَةً خِزْيَةً؟ اَوْ ذِلَّةً؟ اَوْ كِذْبَةً؟ اَوْ
خِيَانَةً؟ اَوْ خَطَاً مِّنَ الْقَوْلِ؟ اَوْ سَفَهًا مِّنَ
الرَّاْيِ اَتَظُنُّوْنَ اَنَّ رَجُلًا يَعْتَصِمُ طُوْلَ
هٰذِهِ الْمُدَّةِ بِحَوْلِ نَفْسِهٖ وَقُوَّتِهَا اَوْ بِحَوْلِ
اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ۔

وَاَمَّا قَوْلُكَ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ الْوَلِيْدِ بْنِ
الْمُغِيْرَةِ بِمَكَّةَ اَوْ عُرْوَةَ بِالطَّائِفِ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَيْسَ يَسْتَعْظِمُ مَالَ الدُّنْيَا كَمَا تَسْتَعْظِمُهٗ
اَنْتَ وَلَا خَطَرَ لَهٗ عِنْدَهٗ كَمَالِهٖ عِنْدَكَ بَلْ لَوْ
كَانَتِ الدُّنْيَا عِنْدَهٗ تَعْدِلُ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ لَمَا
سَقٰى كَافِرًا بِهٖ شَرْبَةَ مَاءٍ وَلَيْسَ قِسْمَةُ
اللّٰهِ اِلَيْكَ بَلِ اللّٰهُ هُوَ الْقَاسِمُ لِلرَّحْمَاتِ وَ
الْفَاعِلُ لِمَا يَشَاءُ فِيْ عَبِيْدِهٖ وَاِمَائِهٖ وَلَيْسَ هُوَ
مِمَّنْ يَخَافُ اَحَدًا كَمَا تَخَافُهٗ اَنْتَ لِمَالِهٖ وَ
حَالِهٖ فَعَرَفْتَهٗ بِالنُّبُوَّةِ لِذٰلِكَ وَلَا مِمَّنْ يَطْمَعُ
فِيْ اَحَدٍ فِيْ مَالِهٖ اَوْ حَالِهٖ كَمَا تَطْمَعُ اَنْتَ فَتَخُصَّهٗ
بِالنُّبُوَّةِ لِذٰلِكَ وَلَا مِمَّنْ يُحِبُّ اَحَدًا مَحَبَّةَ

کہ وہ اڑتے ہیں تو تم اس کو معجزہ نہیں کہتے کس لیے؟ اس لیے کہ اڑنا ان
کی فطرت اور جنس کا خاصا ہے لیکن آدمی اگر اڑے تو تم اس کو معجزہ کہتے ہو
تو اللہ تعالٰی کی یہ عنایت ہے کہ اس نے اس معاملہ کو آسان کر دیا تاکہ
تمھیں یقین کرنے میں آسانی ہو اور اس کی دلیل تم پر قائم ہو سکے۔

اور تمھارا یہ کہنا کہ میں ایک "سحر زدہ آدمی" ہوں تو بڑے افسوس
کی بات ہے کہ تم مجھے ایسا کہہ رہے ہو حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں
عقل و تمیز، اصابتِ فکر و دانائی میں تم سے بلند و برتر ہوں اور پیدائش سے
آج تک کہ میں چالیس سال کی منزل میں قدم رکھ رہا ہوں، تم نے مجھ
میں کوئی ذلت و رسوائی کی بات دیکھی؟ جھوٹ اور خیانت کی صفت پائی؟
غلطیاں اور غیر سنجیدہ رائے محسوس کی؟ کیا تم یہ مان سکتے ہو کہ ایک شخص اتنی
طویل مدت تک صرف اپنی ذاتی قوت و طاقت سے ایسا کر سکتا ہے؟ کیا وہ
بغیر اللہ کی قوت و قدرت کے اس طرح ہر برائی سے محفوظ رہ سکتا ہے؟ اور
تمھارا یہ کہنا کہ "اگر اس قرآن کو اترنا تھا تو مکہ یا طائف کے دو عظیم اور
صاحبِ حیثیت افراد ولید و عروہ پر اترنا چاہیے تھا"، تو تمھیں معلوم ہونا
چاہیے کہ جس طرح تم مالِ دنیا کی عزت و عظمت محسوس کرتے ہو اللہ محسوس
نہیں کرتا اور جو تمھاری نگاہ میں مالِ دنیا کی قدر ہے اللہ کی نظر میں اس کی
کوئی حیثیت نہیں بلکہ اگر دنیا اس کی نگاہ میں مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت
رکھتی تو کافر اس سے ایک گھونٹ پانی بھی حاصل نہ کر سکتا اور اللہ کی تقسیم کا تعلق
تم سے نہیں بلکہ وہ اپنے رحم و کرم کے ساتھ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا
ہے دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ ڈرنے والوں میں سے نہیں
جیسا کہ تم دولت مند کے مال و حال سے ڈرتے ہو اور اس کو نبوت کی نشانی
سمجھتے ہو اور نہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو مال و دولت کی طرف طمع
کرتے ہیں جس طرح تم طمع کرتے ہو اور نبوت کو دولت کی بناء پر اس سے
مخصوص رکھنا چاہتے ہو اور نہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو ہوا و ہوس
سے لگاؤ رکھتے ہیں جس طرح تم لگاؤ رکھتے ہو اور جو مقدم کرنے کے لائق

الهوى، كما تحب انت فتقدم من لا يستحق
التقديم وانما معاملته بالعدل فلا يؤثر
الا بالعدل لا فضل مراتب الدين وجلاله
الا الافضل في طاعته والاجدر في خدمته
وكذالك لا يؤخر في مراتب الدين وجلاله
الا اشد ثم تبطأ عن طاعته واذا كان هذا
صفته لم ينظر الى مال ولا الى حال بل
المال والحال من تفضله وليس لاحد
من عباده عليه ضريبة لازب فلا يقال
له اذا تفضلت بالمال على عبد فلا بد ان
تتفضل عليه بالنبوة ايضا لانه ليس لاحد
اكراهه على خلاف مراده ولا الزامه تفضلا
لانه تفضل قبله بنعمه الا ترى يا عبد
الله كيف اغنى واحدا وقبح صورته وكيف
حسن صورة واحدا وافقره وكيف شرف
واحدا وافقره وكيف اغنى واحدا ووضعه
ثم ليس لهذا الغني ان يقول هلا اضيف
الى يساري جمال فلان ولا للجميل ان يقول
هلا اضيف الى جمالي مال فلان ولا للشريف
ان يقول هلا اضيف الى شرفي مال فلان
ولا للوضيع ان يقول هلا اضيف الى ضعتي
شرف فلان ولكن الحكم لله يقسم كيف
يشاء وهو حكيم في افعاله محمود في اعماله
وذلك قوله تعالى وقالوا لولا نزل هذا القرآن
على رجل من القريتين عظيم وقال الله

نہیں ہوتا اس کو مقدم کرنا چاہتے ہو۔ بلاشبہ اس کا معاملہ تو عدل و انصاف سے ہوتا ہے اور وہ دین کے اعلیٰ مناصب کے لیے نہیں چنتا، مگر اسی کو جو اس کی اطاعت میں سب سے افضل ہو اور اس کی خدمت میں سب سے برتر ہو اور اسی طرح وہ دینی مراتب میں کسی کو پیچھے نہیں کرتا، مگر اسی کو جو طاعت و انقیاد سے دُور ہو چکا ہو بہر حال وہ نہ کسی کی شخصیت دیکھتا ہے اور نہ کسی کے مال و منال کی پروا کرتا ہے (وہ مال و دولت کو کیا سمجھے) مال و دولت تو اسی کی رحمت کا ادنےٰ اثر ہے اور یاد رکھو کہ جب وہ کسی کو مال و دولت دے تو اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کو نبوت بھی عطا کرے کیونکہ کوئی بھی اس کو اس کی مرضی کے خلاف کسی فعل پر مجبور نہیں کر سکتا۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح اس نے ایک کو مال دار بنایا اور بدصورت رکھا اور دوسرے کو فقیر کیا مگر حسین بنایا۔ ایک کو شرف بخشا مگر تہی دست کیا، ایک کو دولت مند کیا مگر ذی عزت نہیں کیا پھر یہ بدصورت دولت مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدایا مجھے مال کے ساتھ فلاں شخص کی طرح حسین بھی کر اور نہ ہی خوب صورت آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے جمال کے ساتھ ساتھ اس شخص کی طرح دولت مند بھی کر دے اور نہ صاحب شرف اپنے شرف کے ساتھ ساتھ دولت کی تمنا کر سکتا ہے اور نہ وہ فرو رتبے والا دولت کے ساتھ ساتھ شرف ہی کا تقاضا کر سکتا ہے۔ اس بناء پر تم دیکھتے ہو کہ شہنشاہان وقت اور صاحبانِ دولتِ کثیر بھی کمترین فقیر کی طرف احتیاج رکھتے ہیں کیونکہ جو سامان اس کے پاس ہے ان کے پاس نہیں اور جو "خدمت" اس کے پاس ہے وہ اس بادشاہ کے پاس نہیں تو علم و حکمت کے حصول میں غنی فقیر سے استفادہ کرنے پر مجبور ہے۔

تو یہ فقیر اس بادشاہِ غنی کی دولت کی احتیاج رکھتا ہے اور وہ بادشاہ اس فقیر بے مایہ کے علم، رائے اور دانائی کا محتاج ہے۔ پھر بادشاہ کو زیبا نہیں کہ وہ یہ کہے کہ اس فقیر کا علم بھی میرے پاس ہوتا

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ يَا مُحَمَّدُ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَاَحْوَجْنَا بَعْضًا اِلٰى بَعْضٍ اَحْوَجَ هٰذَا اِلٰى مَالِ ذٰلِكَ وَاَحْوَجَ ذٰلِكَ اِلٰى سِلْعَةِ هٰذَا وَاِلٰى خِدْمَتِهٖ فَتَرٰى اَجَلَّ الْمُلُوْكِ وَاَغْنَى الْاَغْنِيَاءِ مُحْتَاجًا اِلٰى اَفْقَرِ الْفُقَرَاءِ فِيْ ضَرْبٍ مِنَ الضُّرُوْبِ اَمَّا سِلْعَةٌ مَعَهٗ لَيْسَتْ مَعَهٗ وَاَمَّا خِدْمَةٌ يَصْلُحُ لَهَا لَا يَتَهَيَّاُ لِذٰلِكَ الْمَلِكِ اَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهُ وَاَمَّا بَابٌ مِنَ الْعُلُوْمِ وَالْحِكَمِ هُوَ فَقِيْرٌ اِلٰى اَنْ يَسْتَفِيْدَهَا مِنْ هٰذَا الْفَقِيْرِ فَهٰذَا الْفَقِيْرُ يَحْتَاجُ اِلٰى مَالِ ذٰلِكَ الْمَلِكِ الْغَنِيِّ وَذٰلِكَ الْمَلِكُ يَحْتَاجُ اِلٰى عِلْمِ هٰذَا الْفَقِيْرِ اَوْ رَأْيِهٖ اَوْ مَعْرِفَتِهٖ ثُمَّ لَيْسَ لِلْمَلِكِ اَنْ يَقُوْلَ هَلَّا اجْتَمَعَ اِلٰى مَالِيْ عِلْمُ هٰذَا الْفَقِيْرِ وَلَا لِلْفَقِيْرِ اَنْ يَقُوْلَ هَلَّا اجْتَمَعَ عَلٰى رَأْيِيْ وَعِلْمِيْ وَمَا اَتَصَرَّفُ فِيْهِ مِنْ فُنُوْنِ الْحِكْمَةِ مَالُ هٰذَا الْمَلِكِ الْغَنِيِّ

فَاَمَّا قَوْلُكَ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا بِمَكَّةَ هٰذِهٖ فَاِنَّهَا ذَاتُ اَحْجَارٍ وَصُخُوْرٍ وَجِبَالٍ تَكْسَحُ اَرْضَهَا وَتَحْفِرُهَا وَتُجْرِيْ فِيْهَا الْعُيُوْنَ فَاِنَّنَا اِلٰى ذٰلِكَ مُحْتَاجُوْنَ فَاِنَّكَ سَاَلْتَ هٰذَا وَاَنْتَ جَاهِلٌ بِدَلَائِلِ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ فَعَلْتَ هٰذَا اَكُنْتَ مِنْ اَجْلِ هٰذَا نَبِيًّا

قَالَ لَا — قَالَ اَرَاَيْتَ الطَّائِفَ الَّتِيْ لَكَ فِيْهَا بَسَاتِيْنُ اَمَا كَانَ هُنَاكَ مَوَاضِعُ فَاسِدَةٌ صَعْبَةٌ اَصْلَحْتَهَا وَذَلَّلْتَهَا وَكَسَحْتَهَا وَاَجْرَيْتَ

اور نہ فقیر کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنے علم ورائے کے ساتھ بادشاہ کی دولت کا بھی خواستگار ہو اور فنونِ حکمت کے ساتھ اس بادشاہ غنی کے مال پر تصرف کی بھی تمنا رکھے۔

پھر آپ نے فرمایا: لیکن تیرا یہ قول کہ ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک مکہ میں پانی کے چشمے نہ نکال دیں گے کیونکہ مکہ کی زمین پتھریلی پہاڑی ہے۔ آپ اس کی زمین کاٹیے اور کھودیے اور اس میں نہریں بنائیے کیونکہ ہمیں اس کی سخت ضرورت ہے" تم نے مجھ سے یہ سوال کیا درآنحالیکہ تم ان دلیلوں سے قطعاً ناواقف ہو۔

اے ابن ابی امیہ! فرض کرو کہ اگر تم ایسا کر لیتے تو کیا نبی ہو جاتے؟

ابن ابی امیہ۔ نہیں۔

رسول کریمؐ۔ کیا تو نے اس طائف کو دیکھا ہے جہاں تیرے باغات ہیں؟ کیا وہاں خراب مقامات سخت زمین، نہ تھی جس کو تو نے ٹھیک کیا، زمین کو کھودا، اس کو ہموار کیا اس میں نہریں نکالیں۔

ابن ابی امیہ۔ جی ہاں۔

رسول کریمؐ۔ کیا اس طرح کا کام اور لوگوں نے بھی کیا ہے؟

ابن ابی امیہ۔ جی ہاں۔

رسول کریمؐ۔ تو پھر تم اور وہ سب نبی ہو گئے؟

ابن ابی امیہ۔ نہیں۔

رسول کریمؐ۔ تو پھر جب یہ چیزیں تیری نبوت کی دلیل نہیں بن سکتیں تو محمدؐ کی نبوت کی دلیل کیسے بن سکتی ہیں؟ اور یہ تمہارا کہنا ایسا ہی ہوگا، جیسے تم کہو کہ ہم آپ کو اس وقت تک نبی نہیں مانیں گے جب تک اس طرح نہ کھڑے ہو جائیں جس طرح لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور اس طرح نہ چلیں جس طرح دوسرے لوگ چلتے ہیں اور اس طرح نہ کھائیں جس طرح عام لوگ کھاتے ہیں۔

فِيهَا عُيُونًا اِسْتَنْبَطْتَنَا ـ قَالَ بَلٰى ـ قَالَ هَلْ لَكَ فِيهٰذَا نُظَرَآءُ ـ قَالَ بَلٰى ـ قَالَ فَصِرْتَ اَنْتَ وَهُمْ بِذَالِكَ نَبِيًّا ـ قَالَ لَا ـ قَالَ فَكَذَالِكَ لَا يَصِيرُ هٰذَا حُجَّةً لِمُحَمَّدٍ لَوْ فَعَلَهُ عَلٰى نُبُوَّتِهٖ فَمَا هُوَ اِلَّا كَقَوْلِكَ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ تَقُومُ وَتَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ كَمَا يَمْشِي النَّاسُ اَوْ حَتّٰى تَاْكُلَ كَمَا يَاْكُلُ النَّاسُ وَاَمَّا قَوْلُكَ اَوْ تَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَخِيلٍ فَتَاْكُلُ مِنْهَا وَتُطْعِمُنَا ، اَوَ لَيْسَ لَكَ وَلِاَصْحَابِكَ جَنَّاتٌ مِّنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ بِالطَّائِفِ تَاْكُلُونَ وَتُطْعِمُونَ مِنْهَا وَفَصِرْتُمْ نَبِيًّا بِهٰذَا؟ قَالَ لَا ـ قَالَ فَمَا بَالُ اِقْتِرَاحِكُمْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ اَشْيَآءَ لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقْتَرِحُونَ لَمَا دَلَّتْ عَلٰى صِدْقِهٖ بَلْ لَوْ تَعَاطَاهَا لَدَلَّ تَعَاطِيهَا عَلٰى كِذْبِهٖ لِاَنَّهُ يَحْتَجُّ بِمَا لَا حُجَّةَ فِيهِ وَيَخْتَدِعُ الضُّعَفَآءَ عَنْ عُقُولِهِمْ وَاَدْيَانِهِمْ وَرَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَجِلُّ وَيَرْتَفِعُ عَنْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ اَمَّا قَوْلُكَ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ فَاِنَّ فِي سُقُوطِ السَّمَآءِ عَلَيْكُمْ هَلَاكُكُمْ وَمَوْتُكُمْ فَاِنَّمَا تُرِيدُ بِهٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ اَنْ يُهْلِكَكَ وَرَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَرْحَمُ مِنْ ذٰلِكَ لَا يُهْلِكُكَ وَلٰكِنَّهُ يُقِيمُ عَلَيْكَ حُجَجَ اللّٰهِ وَلَيْسَ حُجَجُ اللّٰهِ لِنَبِيِّهٖ وَحْدَهٗ عَلٰى حَسْبِ اِقْتِرَاحِ عِبَادِهٖ لِاَنَّ الْعِبَادَ جُهَّالٌ بِمَا يَجُوزُ مِنَ الصَّلَاحِ وَمَا لَا يَجُوزُ مِنْهُ الْفَسَادُ وَقَدْ يَخْتَلِفُ اِقْتِرَاحُهُمْ وَيَتَضَادُّ حَتّٰى يَسْتَحِيلَ وَقُوعُهٗ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ طَبِيبُكُمْ لَا تَجْرِيْ تَدْبِيرُهٗ اِلَّا فِيْ مَحَالِهٖ ـ

اور تیرا یہ قول کہ "آپ کے پاس کھجور اور انگور کا ایک باغ ہونا چاہیے تھا تاکہ آپ اس میں سے خود کھاتے اور ہم کو کھلاتے" تو کیا تیرے اور تیرے دوستوں کے پاس طائف میں کھجور اور انگور کے باغات نہیں، جن کو تم خود بھی استعمال کرتے ہو اور دوسروں کو بھی دیتے ہو، تو کیا تم ان باغات کی وجہ سے نبی ہو گئے؟

ابن ابی امیہ۔ نہیں۔

رسول کریمؐ۔ پھر تمہارا کیا حال ہے کہ تم ایسی چیزوں کا مطالبہ کرتے ہو کہ اگر وہ ہوں بھی تو بھی ان سے کسی امر کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی بلکہ اگر ان کو دلیل صداقت کے طور پر استعمال کیا جائے، تو یہ دروغ و فریب کے سوا کچھ نہ ہوگا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک ایسی دلیل کا سہارا لیا گیا جو فی الحقیقت دلیل و حجت کہلانے کی مستحق نہ تھی اور اس سے کم عقلوں کو دھوکا دینا اور گمراہ کرنے کے سوا کچھ نہیں اور اللہ کا رسول ایسی فریب دہی اور دھوکے سے ارفع و اجل ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔

رسول کریمؐ۔ اب تیرا یہ قول کہ ہم پر آسمان گر پڑے تو حقیقت یہ ہے کہ اگر تم پر آسمان گر جائے تو اس سے تم ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہاری موت واقع ہو جائے گی تو پھر اس مطالبہ سے تمہارا مقصد یہ ہوگا کہ تم خدا کے رسول سے یہ چاہتے کہ وہ تمہیں ہلاک کر دے حالانکہ اللہ کا رسول ہلاک کرنے کی نسبت تم پر بے حد مہربان و رحیم ہے اور وہ دنیا میں ہلاک کرنے کے لیے نہیں آیا، بلکہ وہ اللہ کی دلیلوں کو تم پر قائم کرنا چاہتا ہے اور اللہ کی دلیلیں کسی نبی کے لیے بھی بندوں کے خواہشات کے مطابق نہیں ہوتیں! کیونکہ بندے صلاح اور فساد کے امور سے ناواقف ہوتے ہیں اور طبیعتوں کا اختلاف و تضاد بہت زائد ہوتا ہے جس سے کسی چیز کا وقوع ناممکن ہو جاتا ہے (ایک کسی چیز کا اثبات چاہتا ہے اور دوسرا نفی) اور اللہ تمہارا طبیب ہے اور وہ ایسی بات نہیں کرتا جس سے محال لازم آئے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ هَلْ رَأَيْتَ طَبِيبًا كَانَ
دَوَائُهُ لِلْمَرْضٰى عَلٰى حَسَبِ اِقْتِرَاحِهِمْ وَ اِنَّمَا
يَفْعَلُ بِهِمْ مَا يَعْلَمُ صَلَاحَهُ فِيْهِ اَحَبَّهُ الْعَلِيْلُ اَوْ
كَرِهَهُ فَاَنْتُمُ الْمَرْضٰى وَ اللهُ طَبِيْبُكُمْ فَاِنْ
انْقَدْتُمْ لِدَوَائِهِ شَفَاكُمْ وَاِنْ تَمَرَّدْتُمْ عَلَيْهِ
اَسْقَمَكُمْ وَ بَعْدُ فَمَتٰى رَاَيْتَ يَا عَبْدَ اللهِ مُدَّعِيَ
حَقٍّ مِنْ قِبَلِ رَجُلٍ اَوْجَبَ عَلَيْهِ حَاكِمٌ مِّنْ
حُكَّامِهِمْ فِيْمَا مَضٰى بَيِّنَةً عَلٰى دَعْوَاهُ عَلٰى حَسَبِ
اِقْتِرَاحِ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ اِذًا مَا كَانَ يُثْبِتُ لِاَحَدٍ
عَلٰى اَحَدٍ دَعْوٰى وَلَا حَقٌّ وَلَا كَانَ بَيْنَ ظَالِمٍ وَّ
مَظْلُوْمٍ وَلَا بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ فَرْقٌ وَ اَمَّا
قَوْلُكَ اَوْ تَاْتِيَ بِاللهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيْلًا يُقَابِلُوْنَنَا
وَنُعَايِنُهُمْ فَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْمُحَالِ الَّذِيْ لَا خِفَاءَ بِهٖ
اِنَّ رَبَّنَا لَيْسَ كَالْمَخْلُوْقِيْنَ يَجِيْئُ وَ يَذْهَبُ وَ
يَتَحَرَّكُ وَيُقَابِلُ شَيْئًا حَتّٰى يُؤْتٰى بِهٖ فَقَدْ سَئَلْتُمْ
بِهٰذَا الْمُحَالِ وَاِنَّمَا هٰذَا الَّذِيْ دَعَوْتَ لَهٗ صِفَةُ
اَصْنَامِكُمُ الضَّعِيْفَةُ الْمَنْقُوْصَةُ الَّتِيْ لَا تَسْمَعُ وَ
لَا تُبْصِرُ وَلَا تَعْلَمُ وَلَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا وَلَا
عَنْ اَحَدٍ ـــــ يَا بْنَ اُمَيَّةَ اَوَلَيْسَ لَكَ ضِيَاعٌ
وَجِنَانٌ بِالطَّائِفِ وَعِقَارٌ بِمَكَّةَ وَقُوَّامٌ عَلَيْهَا
قَالَ بَلٰى ـــ قَالَ اَفَتُشَاهِدُ جَمِيْعَ اَحْوَالِهَا بِنَفْسِكَ
اَوْ بِسُفَرَاءِ بَيْنَكَ وَبَيْنَ مُعَامِلِيْكَ ـ قَالَ بِسُفَرَاءِ
قَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ قَالَ مُعَامِلُوْكَ وَاَكَرَتُكَ وَ
خَدَمُكَ لِسُفَرَائِكَ لَا نُصَدِّقُكُمْ فِيْ هٰذِهِ السِّفَارَةِ
اِلَّا اَنْ تَاْتُوْنَا بِعَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّه لِنُشَاهِدَهٗ

کیا تو نے کسی طبیب کو دیکھا ہے کہ وہ دوا مریضوں کے حسب خواہش دے جو بہتر سمجھتا ہو کرتا ہے خواہ وہ خوش ہوں یا ناراض تو اسی طرح اللہ تمھارا طبیب ہے تو اگر تم اس منتخب کردہ دوا کو استعمال کرو گے شفا پاؤ گے اور اگر اس سے انکار کرو گے تو بدستور مرض میں گرفتار رہو گے۔

اب رہا تمھارا یہ کہنا کہ "جب تک تم اللہ اور ملائکہ کو ہمارے روبرو نہ لاؤ گے کہ ہم انھیں دیکھ سکیں اس وقت تک ہم ایمان نہ لائیں گے۔"

تو یہ ایسے امر محال کا مطالبہ ہے جو کسی پر مخفی نہیں یاد رکھو کہ میرا خدا مخلوق کی طرح نہیں کہ آتا رہے جاتا رہے متحرک ہو اور کسی چیز کے مقابل ہو سکے کہ ہم اسے لا سکیں تو ثابت ہوا کہ تمھارا یہ مطالبہ محال پر مبنی ہے اور جس چیز کا مطالبہ میرے رب کے لیے کیا وہ درحقیقت تمھارے اصنام کے لیے زیبا ہے کیونکہ یہ تمام صفات تمھارے ان ضعیف و ناقص اصنام میں موجود ہیں جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ علم رکھتے ہیں اور نہ تم کو کچھ دے سکتے ہیں اور نہ کسی اور کو۔

اے ابن ابی امیہ! کیا تمھارے پاس طائف و مکہ میں جائداد و باغات نہیں اور کیا تمھاری طرف سے کوئی اس پر نگران نہیں؟

ابن ابی امیہ۔ کیوں نہیں؟

رسول کریمؐ۔ تو کیا تم تمام معاملات بذاتِ خود جا کر دیکھتے ہو یا اپنے "سفراء" (نمائندے) جو تمھارے اور فریق ثانی کے درمیان ہوتے ہیں، ان سے معاملہ کرتے ہو؟

ابن ابی امیہ۔ سفراء کے ذریعے سے۔

رسول کریمؐ۔ اگر کسی وقت تم سے کاروبار کرنے والے تمھارے کرایہ دار تمھارے نوکر، تمھارے سفیروں سے یہ کہہ دیں کہ ہم اس وقت تم کو سفیر نہ سمجھیں گے جب تک تم ابن ابی امیہ کو ہمارے پاس نہ لے آؤ۔ یہاں تک کہ ہم انھیں دیکھیں اور جو تم ان سے منسوب کر کے سناتے ہو وہ چیزیں ہم خود ان سے سنیں تو کیا تم اس چیز کے روادار ہو گے اور کیا ایسا کرنا ان کے لئے

فَنَسْمَعُ مَا تَقُوْلُوْنَ عَنْهُ شِفَاهًا كُنْتَ تُسَوِّغُهُمْ هٰذَا أَوْ كَانَ يَجُوْزُ لَهُمْ عِنْدَكَ ذٰلِكَ. قَالَ لَا. قَالَ فَمَا الَّذِيْ يَجِبُ عَلٰى سُفَرَائِكَ أَلَيْسَ أَنْ يَأْتُوْهُمْ عَنْكَ بِعَلَامَةٍ صَحِيْحَةٍ تَدُلُّهُمْ عَلٰى صِدْقِهِمْ يَجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يُصَدِّقُوْهُمْ۔

قَالَ بَلٰى۔

قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ سَفِيْرَكَ لَوْ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْهُمْ هٰذَا عَادَ إِلَيْكَ وَقَالَ لَكَ قُمْ مَعِيْ فَإِنَّهُمْ قَدِ اقْتَرَحُوْا عَلٰى مَجِيْئِكَ مَعِيْ أَلَيْسَ يَكُوْنُ لَكَ مُخَالِفًا أَوْ تَقُوْلُ لَهُ إِنَّمَا أَنْتَ رَسُوْلٌ لَا مُشِيْرٌ وَلَا آمِرٌ

قَالَ بَلٰى۔

قَالَ فَكَيْفَ صِرْتَ تَقْتَرِحُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ مَا لَا تُسَوِّغُ أَكَرَتَكَ وَمُعَامِلِيْكَ أَنْ يَقْتَرِحُوْهُ عَلٰى رَسُوْلِكَ إِلَيْهِمْ وَكَيْفَ أَرَدْتَ مِنْ رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ أَنْ يَسْتَذِمَّ إِلٰى رَبِّهِ بِأَنْ يَأْمُرَ عَلَيْهِ وَيَنْهٰى وَأَنْتَ لَا تُسَوِّغُ مِثْلَ هٰذَا عَلٰى رَسُوْلِكَ إِلٰى أَكَرَتِكَ وَقُوَّامِكَ هٰذِهِ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ لِإِبْطَالِ جَمِيْعِ مَا ذَكَرْتَهُ فِيْ كُلِّ مَا اقْتَرَحْتَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ وَأَمَّا قَوْلُكَ أَوْ يَكُوْنُ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ وَهُوَ الذَّهَبُ أَمَا بَلَغَكَ أَنَّ لِعَظِيْمِ مِصْرَ بُيُوْتًا مِنْ زُخْرُفٍ

قَالَ بَلٰى. قَالَ أَفَصَارَ بِذٰلِكَ نَبِيًّا؟

قَالَ لَا ـــ قَالَ كَذٰلِكَ لَا يُوْجِبُ لِمُحَمَّدٍ نُبُوَّةً لَوْ كَانَ لَهُ بُيُوْتٌ وَمُحَمَّدٌ لَا يَغْتَنِمُ

مناسب ہوگا؟

ابن ابی امیہ۔ نہیں

رسول کریمؐ۔ تو جس طرح تمہارے سفیروں پر واجب ہے کہ کوئی ایسی "علامت خاص" رکھیں جو تمہاری نمائندگی پر دلالت کرتی ہو اسی طرح کیا ان لوگوں پر یہ واجب نہیں کہ وہ ان کی تصدیق کریں؟

ابن ابی امیہ۔ کیوں نہیں؟

رسول کریمؐ۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جب تمہارے سفیر ان لوگوں کا یہ "مطالبہ" سنیں تو وہ تمہارے پاس آئیں اور کہنے لگیں "آپ ہمارے ساتھ چلئے کیونکہ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ آپ ان کے پاس آئیں" تو کیا تمہارے سفیر کا یہ اقدام تمہارے مزاج کے مخالف نہ ہوگا اور کیا تم ان سے یہ نہ کہو گے کہ تم "سفیر" ہو "مشیر" اور حاکم نہیں۔

ابن ابی امیہ۔ جی ہاں۔

رسول کریمؐ۔ تو پھر تم خدائے دو جہان کے رسول سے یہ کیسے مطالبہ کرتے ہو کہ وہ اپنے رب سے ایسا مذموم رویہ رکھ سکے گا کہ وہ اس کو کسی چیز کا حکم دے یا کسی چیز سے روکے جبکہ تم اپنے معمولی سفیروں تک کو اس کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ تم کو کسی قسم کا حکم دیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرے اس بیان محکم سے تمہارے بیانات و دعاوی باطل ہو چکے ہیں اور تمہارے اعتراضات دفع ہو گئے۔

اور تیرا یہ قول کہ "اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کا سونے کا محل ہوتا"۔

تو تمہیں یہ معلوم ہوگا کہ فراعین مصر کے محل ایسے ہی تھے تو کیا وہ ان زریں محلات کی وجہ سے نبی ہو گئے؟

ابن ابی امیہ۔ نہیں

رسول کریمؐ۔ تو اسی طرح یہ شئے میری نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

اور تیرا یہ کہنا کہ "جب تک آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور

جَهْلَكَ بِحُجَجِ اللّٰهِ وَاَمَّا قَوْلُكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ

ثُمَّ قُلْتَ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَقْرَؤُهٗ اَلصُّعُوْدُ اِلَى السَّمَآءِ اَصْعَبُ مِنَ النُّزُوْلِ عَنْهَا وَاعْتَرَفْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اِنَّكَ لَا تُؤْمِنُ اِذَا صَعِدْتَ فَكَذٰلِكَ حُكْمُ النُّزُوْلِ ثُمَّ قُلْتَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهٗ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ثُمَّ لَا اَدْرِيْ اُؤْمِنُ بِكَ اَوْلَا اُؤْمِنُ بِكَ فَاَنْتَ مُقِرٌّ بِاَنَّكَ تُعَانِدُ حُجَّةَ اللّٰهِ عَلَيْكَ فَلَا دَوَاءَ لَكَ اِلَّا تَادِيْبُهٗ لَكَ عَلٰى يَدِ اَوْلِيَآءِ الْبَشَرِ اَوْ مَلَائِكَةِ الزَّبَانِيَةِ، وَلَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ حِكْمَةً بَالِغَةً جَامِعَةً لِبُطْلَانِ كُلِّ مَا اقْتَرَحْتَهٗ۔

فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ، يَا مُحَمَّدُ اَلَسْتَ زَعَمْتَ اَنَّ قَوْمَ مُوْسٰى اِحْتَرَقُوْا بِالصَّاعِقَةِ لَمَّا سَئَلُوْهُ اَنْ يُرِيَهُمُ اللّٰهُ جَهْرَةً ــــ قَالَ بَلٰى ــــ قَالَ فَلَوْكُنْتَ نَبِيًّا لَاحْتَرَقْنَا نَحْنُ اَيْضًا فَقَدْ سَئَلْنَا اَشَدَّ مِمَّا سَئَلَ قَوْمُ مُوْسٰى لِاَنَّهُمْ زَعَمُوْا - وَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيْلًا نُعَايِنُهُمْ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَا اَبَا جَهْلٍ! اَمَا عَلِمْتَ قِصَّةَ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ لَمَّا رُفِعَ فِي الْمَلَكُوْتِ وَذٰلِكَ قَوْلُ رَبِّيْ "وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ" قَوَّى اللّٰهُ بَصَرَهٗ لَمَّا رَفَعَهٗ دُوْنَ السَّمَآءِ حَتّٰى اَبْصَرَ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا ظَاهِرِيْنَ وَ

جب تک کوئی نوشتہ ربانی وہاں سے ہم پر نازل نہ کریں تب تک ہم ایمان نہیں لائیں گے۔" تو اے ابن ابی امیہ آسمان پر چڑھنا بہ نسبت وہاں سے کسی شے کے نازل کرنے کے زائد مشکل ہے۔

اور تم یہ کہہ چکے ہو کہ آپ کے چڑھنے کے باوجود ہم ایمان نہیں لائیں گے اور اسی طرح تم نے صحیفہ کے نزول کے بعد بھی یہ کہا کہ ممکن ہے ہم ایمان لائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں۔ تو اے ابن ابی امیہ جب تم اپنے انکار اور کفر پر اسی طرح ڈٹے ہوئے ہو تو تمہارا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم اولیاء اللہ اور ملائکہ عذاب کے ہاتھوں تکلیف و اذیت پاؤ اور اللہ نے مجھے حکمت بالغہ اور حجت ساطعہ عطا کی جس سے تمہارے تمام اعتراضات باطل اور فاسد ہو گئے۔

ابوجہل۔ یا محمدؐ! جب بنی اسرائیل نے موسٰیؑ سے دیدار الٰہی کا مطالبہ کیا تو ان پر صاعقۂ عذاب گر پڑا!

رسول کریمؐ۔ ہاں ایسا ہی ہوا۔

ابوجہل۔ تو اگر آپ واقعی نبی ہیں تو ہم پر بھی صاعقۂ عذاب نازل کیجیے کیونکہ ہم نے جس چیز کا مطالبہ کیا ہے وہ قوم موسٰیؑ کے "مطالبہ" سے زائد سنگین ہے انھوں نے یہ کہا تھا کہ ہم کو کھلم کھلا اللہ کا مشاہدہ کرا دیجیے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ اور اس کے ملائکہ کو ہمارے روبرو نہ لائیے یہاں تک کہ ہم انھیں دیکھ سکیں۔

رسول کریمؐ۔ اے ابوجہل! کیا تو قصہ ابراہیم خلیل اللہ سے واقف نہیں جب ان کو عالم ملکوت میں رفعت دی گئی جیسا کہ خدا فرماتا ہے: "ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوت ارض و سما کا مشاہدہ کرایا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔" تو جب ان کو آسمان سے بلند کیا جانے لگا تو ان کی بصارت قوی کر دی گئی۔ پھر ان پر زمین کے اور اس کے اوپر جتنی ظاہر اور مخفی چیزیں تھیں وہ آشکار ہو گئیں تو انھوں نے دیکھا کہ ایک مرد اور عورت بدکاری میں مصروف ہیں تو انھوں نے ان کے لیے بددعا کی اور وہ مر گئے پھر

مُسْتَتِرِيْنَ فَرَاَى رَجُلًا وَامْرَاَةً فَاحِشَةً فَدَعَا عَلَيْهِمَا بِالْهَلَاكِ فَهَلَكَا، ثُمَّ رَاَى اٰخَرِيْنَ فَدَعَا عَلَيْهِمَا بِالْهَلَاكِ فَهَلَكَا، ثُمَّ رَاَى اٰخَرِيْنَ فَدَعَا عَلَيْهِمَا بِالْهَلَاكِ فَهَلَكَا، ثُمَّ رَاَى اٰخَرِيْنَ فَهَمَّ بِالدُّعَاءِ عَلَيْهِمَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ يَا اِبْرَاهِيْمُ اُكْفُفْ عَنْ دَعْوَتِكَ عِبَادِيْ وَاِمَائِيْ فَاِنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ الْجَبَّارُ الْحَلِيْمُ لَا يَضُرُّنِيْ ذُنُوْبُ عِبَادِيْ كَمَا لَا تَنْفَعُنِيْ طَاعَتُهُمْ وَلَسْتُ اَسُوْسُهُمْ بِشِفَاءِ الْغَيْظِ كَسِيَاسَتِكَ فَاكْفُفْ دَعْوَتَكَ عَنْ عِبَادِيْ وَاِمَائِيْ فَاِنَّكَ عَبْدٌ نَذِيْرٌ لَا شَرِيْكَ فِي الْمُلْكِ لَا مُهَيْمِنَ عَلَيَّ وَلَا عَلٰى عِبَادِيْ وَعِبَادِيْ مَعِيْ بَيْنَ خِلَالٍ ثَلَاثٍ اِمَّا تَابُوْا اِلَيَّ فَتُبْتُ عَلَيْهِمْ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَهُمْ وَسَتَرْتُ عُيُوْبَهُمْ وَاِمَّا كَفَفْتُ عَنْهُمْ عَذَابِيْ لِعِلْمِيْ بِاَنَّهُمْ سَيَخْرُجُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ ذُرِّيَّاتٌ مُؤْمِنُوْنَ فَاَرْفُقُ بِالْاٰبَاءِ الْكَافِرِيْنَ وَاَتَاَنّٰى الْاُمَّهَاتِ الْكَافِرَاتِ وَاَرْفَعُ عَنْهُمْ عَذَابِيْ لِيَخْرُجَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ فَاِذَا تَزَايَلُوْا حَلَّ بِهِمْ عَذَابِيْ وَحَاقَ بِهِمْ بَلَائِيْ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ هٰذَا وَلَا هٰذَا فَاِنَّ الَّذِيْ اَعْدَدْتُهٗ لَهٗ مِنْ عَذَابِيْ اَعْظَمُ مِمَّا تُرِيْدُهٗ بِهٖ فَاِنَّ عَذَابِيْ بِعِبَادِيْ عَلٰى حَسَبِ جَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ يَا اِبْرَاهِيْمُ فَخَلِّ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عِبَادِيْ فَاِنَّا اَرْحَمُ بِهِمْ مِنْكَ خَلِّ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عِبَادِيْ فَاِنِّيْ اَنَا جَبَّارُ الْحَلِيْمُ الْعَلَّامُ الْحَكِيْمُ اُدَبِّرُهُمْ بِعِلْمِيْ وَاُنْفِذُ فِيْهِمْ قَضَائِيْ وَقَدَرِيْ۔

اوروں کو اسی طرح دیکھا ان کے لیے بھی بددعا کی اور وہ مرگئے پھر ان کے علاوہ دیگر اشخاص کو بھی اسی طرح مصروف بدکاری دیکھا پھر بددعا کی اور وہ سب مرگئے۔ اس کے بعد اور اشخاص کو اسی طرح دیکھا، ان کے لیے ارادہ کیا کہ بددعا کریں کہ وحی ہوئی ابراہیمؑ رک جاؤ اور میرے بندوں اور کنیزوں کے لیے بددعا نہ کرو میں خدائے غفور و رحیم اور جبار و حلیم ہوں۔ مجھے جس طرح بندوں کی اطاعت کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ اسی طرح ان کی نافرمانی کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی اور ان کی تادیب جو میں کرتا ہوں وہ تسکین غضب کے لیے نہیں کرتا جس طرح تم کر رہے ہو تو اب تم اپنی بددعا سے میری مخلوق کو باز رکھو تم صرف میرے بندۂ نذیر (ڈرانے والے) بنو۔ میرے ملک میں میرے شریک بننے کی کوشش نہ کرو اور نہ ہی مجھ پر اور میرے بندوں پر نگران بنو۔ یاد رکھو کہ میرا اپنے بندوں سے تین طرح کا سلوک ہوتا ہے:

(۱) اگر وہ توبہ کرلیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں، ان کے گناہ بخش دیتا ہوں، ان کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہوں۔

(۲) یا اگر وہ توبہ نہ کریں تو پھر بھی ان سے میں عذاب کو دور رکھتا ہوں کیونکہ مجھے علم ہے، ان گنہ گاروں اور کافروں کی اولاد مومن صالح ہوگی تو میں ان پیدا ہونے والے مومنین کی وجہ سے ان کے باپ اور ماؤں پر نرمی اور مہربانی کرتا ہوں، یہاں تک کہ جب یہ اولاد پیدا ہوجاتی ہے پھر میں ان کے ماں باپ کو اپنے عذاب و عتاب و آزمائش میں جکڑتا ہوں اور جب اے ابراہیمؑ! نہ وہ توبہ کریں اور نہ ان کی نسل سے کسی مومن کے ہونے کی توقع ہو تو پھر تمہاری خواہش سے بھی زائد میرا عظیم عذاب ان پر نازل ہوتا ہے کیونکہ بندوں پر میرا عذاب میرے جلال و کبریا کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

اے ابراہیمؑ! میرے اور میرے بندوں کے درمیان حائل نہ ہو کیونکہ میں تم سے زائد ان پر مہربان ہوں۔ میں خدائے جبار و حلیم اور عالم و

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ !

يَا اَبَا جَهْلٍ ، اِنَّمَا دُفِعَ عَنْكَ الْعَذَابُ لِعِلْمِهٖ بِاَنَّهٗ سَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِكَ ذُرِّيَّةٌ طَيِّبَةٌ عِكْرَمَةُ اِبْنُكَ وَاِلَّا فَالْعَذَابُ نَزَلَ عَلَيْكَ وَكَذٰلِكَ سَائِرُ الْقُرَيْشِ السَّائِلِيْنَ لَمَّا سَئَلُوْا مِنْ هٰذَا اِنَّمَا مُهِلُوْا لِاَنَّ اللّٰهَ عَلِمَ اَنَّ بَعْضَهُمْ سَيُؤْمِنُ بِمُحَمَّدٍ وَيَنَالُ بِهِ السَّعَادَةَ فَهُوَ لَا يَقْطَعُهٗ عَنْ تِلْكَ السَّعَادَةِ وَلَا يَبْخَلُ بِهَا عَلَيْهِ اَوْمَنْ يُوْلَدُ مِنْهُ مُؤْمِنٌ فَهُوَ يَنْظُرُ اَبَاهُ لِاِيْصَالِ اِبْنِهٖ اِلَى السَّعَادَةِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَنَزَلَ الْعَذَابُ بِكَافَّتِكُمْ فَانْظُرْ اِلَى السَّمَاءِ فَنَظَرَ فَاِذَا اَبْوَابُهَا مُفَتَّحَةٌ وَاِذَا النِّيْرَانُ نَازِلَةٌ مِنْهَا مُسَامَتَةٌ لِرُءُوْسِ الْقَوْمِ تَدْنُوْا مِنْهُمْ حَتّٰى وَجَدُوْا حَرَّهَا بَيْنَ اَكْتَافِهِمْ فَارْتَعَدَتْ فَرَائِصُ اَبِيْ جَهْلٍ وَالْجَمَاعَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَخَفُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُهْلِكُكُمْ بِهَا وَاِنَّمَا اَظْهَرَهٗ عِبْرَةً ـ

حکیم ہوں اپنے علم کے ساتھ ان کی تدبیر و سیاست کرتا ہوں اور ان پر اپنے فیصلے نافذ کرتا ہوں۔"

پھر آپ نے فرمایا۔

رسول کریمؐ۔ اے ابوجہل یہ جو عذاب باری تم سے دور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے، تمہارے صلب سے ایک نیک لڑکا عکرمہ پیدا ہوگا ورنہ تم پر اور دوسرے قریشیوں پر عذاب نازل ہوچکا ہوتا اور اللہ کی یہ مہلت صرف اس لیے ہے کہ بعض تم میں سے محمدؐ پر ایمان لے آئیں گے اور وہ اس سے سعادت دارین حاصل کریں گے تو اللہ ان سے یہ سعادت جدا نہیں کرنا چاہتا اور بعض ایسے ہیں جن سے پاکیزہ نسل ظاہر ہوگی تو وہ ان کے ظہور کا انتظار کر رہا ہے۔

اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کب کا تم سب پر عذاب نازل ہوگیا ہوتا اور اب آسمان کی طرف دیکھو۔ پھر اس نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور آگ اتر رہی ہے اور وہ حاضرین کے سروں کے بالکل مقابل آگئی ہے اور وہ ان سے اتنی قریب ہوگئی کہ اس کی حرارت محسوس کرنے لگے اور ابوجہل اور جماعت حاضرین گھبرانے لگی۔ اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا: ڈرو نہیں۔ اللہ تمھیں ہلاک کرنا نہیں چاہتا اس نے تو صرف "عبرت" کے لیے ایسا کیا ہے۔"

رسُولِ کریمؐ کا یہودیوں سے مناظرہ

قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ "حَسَنُ الْعَسْكَرِیّ" عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَّتَوَجَّهَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فِیْ صَلٰوتِهٖ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ طُوْلَ مُقَامِهٖ ثَلٰثَ عَشَرَةَ سَنَةً فَلَمَّا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ مُتَعَبِّدًا بِاسْتِقْبَالِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ اِسْتَقْبَلَهٗ وَانْحَرَفَ عَنِ الْكَعْبَةِ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا وَجَعَلَ قَوْمٌ مِنْ مَرَدَةِ الْيَهُوْدِ يَقُوْلُوْنَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مُحَمَّدٌ كَيْفَ يُصَلِّیْ حَتّٰى صَارَ يَتَوَجَّهُ اِلٰى قِبْلَتِنَا وَيَاْخُذُ فِیْ صَلٰوتِهٖ بِهُدٰنَا وَنُسُكِنَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لَمَّا اتَّصَلَ بِهٖ عَنْهُمْ وَكَرِهَ قِبْلَتَهُمْ وَاَحَبَّ الْكَعْبَةَ فَجَاءَهٗ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَا جِبْرَائِيْلُ لَوَدِدْتُ لَوْ صَرَفَنِی اللّٰهُ عَنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ اِلَى الْكَعْبَةِ فَقَدْ تَاَذَّيْتُ بِمَا يَتَّصِلُ بِیْ مِنْ قِبَلِ الْيَهُوْدِ مِنْ قِبْلَتِهِمْ۔

فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسْئَلْ رَبَّكَ اَنْ يُّحَوِّلَكَ اِلَيْهَا فَاِنَّهٗ لَا يَرُدُّكَ عَنْ طَلِبَتِكَ وَلَا يُخَيِّبُكَ مِنْ بُغْيَتِكَ فَلَمَّا اسْتَتَمَّ دُعَاءَهٗ

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: جب رسُول کریمؐ مکہ میں سکونت پذیر تھے تو اللہ کا حکم یہ تھا کہ نماز پڑھتے وقت منہ بیت المقدس کی جانب ہو اور کعبہ کو بہ شرطِ امکان بیت المقدس اور مکّہ کے درمیان قرار دیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو بہر صورت بیت المقدس کو قبلہ بنائیں اور یہ سلسلہ ۱۳ سال تک برابر جاری رہا۔

پھر جب حضرت مدینہ تشریف لائے تو بھی نماز بیت المقدس کو قبلہ بنا کر اور کعبہ سے منحرف ہو کر پڑھتے رہے اور ایسا تقریباً ۱۶ یا 17 مہینہ تک ہوتا رہا۔

یہ دیکھ کر شورش پسند اور فتنہ گر یہود کہنے لگے کہ عجیب حال ہے کہ محمدؐ ہمارے ہی قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور انھوں نے اپنی نماز میں ہمارا ہی طریقہ اور انداز اختیار کیا ہے۔

جب رسُول کریمؐ کو ان کی اس یاوہ گوئی کا پتہ چلا تو حضرت کو سخت اذیت اور ذہنی تکلیف محسوس ہوئی اور آپ کو ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنا ناگوار ہوا اور کعبہ کو قبلہ بنانے کی خواہش پیدا ہوئی (یہ خواہش پیدا ہی ہوئی تھی) کہ جبرئیلؑ آئے۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا: اگر خدا بیت المقدس کی بجائے کعبہ کو قبلہ بنائے تو یہ مجھے بے حد پسند ہوگا کیونکہ یہود کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے پر جو یاوہ گوئی ہو رہی ہے اس سے مجھے بے حد تکلیف ہے۔

جبرئیل نے عرض کی: یا رسُول اللہ! آپ اللہ سے "تحویلِ قبلہ" کی درخواست کیجیے (اور مجھے یقین ہے) کہ اللہ آپ کی خواہش اور درخواست مسترد نہ کرے گا۔ (یہ سُن کر حضرت نے خدا سے دعا کی) ادھر دعا کی

صَعِدَ جِبْرَائِيْلُ ثُمَّ عَادَ مِنْ سَاعَتِهِ۔

فَقَالَ اِقْرَأْ يَا مُحَمَّدُ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ)

"قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (الآيات)"

فَقَالَ الْيَهُوْدُ!

"عِنْدَ ذٰلِكَ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا فَاَجَابَهُمُ اللهُ اَحْسَنَ جَوَابٍ"

فَقَالَ (رَسُوْلُ اللهِ)

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ"

"وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَصْلِحَتِهِمْ تُؤَدِّيْهِمْ طَاعَتُهُمْ اِلٰى جَنّٰتِ النَّعِيْمِ"

قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَآءَ قَوْمٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

فَقَالُوْا!

"يَا مُحَمَّدُ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ بَيْتُ الْمَقْدِسِ قَدْ صَلَّيْتَ اِلَيْهَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ سَنَةً ثُمَّ تَرَكْتَهَا الْآنَ اَفَحَقًّا كَانَ مَا كُنْتَ عَلَيْهِ فَقَدْ تَرَكْتَهُ اِلٰى بَاطِلٍ فَاِنَّ مَا يُخَالِفُ الْحَقَّ بَاطِلٌ اَوْ بَاطِلًا كَانَ ذٰلِكَ فَقَدْ كُنْتَ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْمُدَّةَ فَمَا يُؤْمِنُنَا اَنْ تَكُوْنَ الْآنَ عَلٰى بَاطِلٍ ـــ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

ادھر جبرئیلؑ اُوپر گئے اور پھر فوراً واپس آگئے ۔ کہنے لگے: اے محمدؐ! پڑھیے (اس آیت کو)

"اے رسولؐ قبلہ بدلنے کے واسطے بے شک تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں ہم یقیناً تم کو ایسے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے تم خوش ہو جاؤ گے اچھا تو تم مسجدِ حرام (کعبہ) کی طرف اپنا منہ کر لو۔

اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اُس کی طرف اپنا اپنا منہ کر لیا کرو۔"

یہ سُن کر یہود کہنے لگے کہ "مسلمان جس قبلہ (بیت المقدس) کی طرف پہلے سجدہ کرتے تھے اس سے دوسرے قبلہ (کعبہ) کی طرف مڑ جانے کا سبب کیا ہُوا؟"

تو اس کا اللہ نے بہترین جواب دیا اور ارشاد ہُوا:

"اے رسولؐ کہہ دو کہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے سیدھے رستے کی ہدایت دیتا ہے اور خدا مصالحِ عامہ سے زائد واقف ہے اور وہی اپنے مطیع بندوں کو جنت نعیم میں داخل کرتا ہے۔"

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر کچھ یہودی رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہنا شروع کیا۔

یہود۔ اے محمدؐ! یہ قبلہ جس کو بیت المقدس کہتے ہیں آپ نے اس کی طرف ۱۴ سال تک نماز پڑھی ہے پھر اچانک اب آپ نے اسے ترک کر دیا (تو کیا ہم پوچھ سکتے ہیں)؟ آپ پہلے حق پر تھے اور اس کو چھوڑ کر باطل کی طرف آگئے (کیونکہ جو حق کے مخالف ہو وہ باطل ہوتا ہے) یا پہلے باطل پر تھے اور ایک مدت تک آپ اس باطل پر قائم رہے (اور اب حق پر آگئے ہیں)

رسول کریمؐ: میں پہلے بھی حق پر تھا اور آج بھی حق پر ہوں۔

بَلْ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا وَّ هٰذَا حَقٌّ بِقَوْلِ اللّٰهِ قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اِذَا عَرَفَ اِصْلَاحَكُمْ اَيُّهَا الْعِبَادُ فِيْ اِسْتِقْبَالِكُمُ الْمَشْرِقَ اَمَرَكُمْ بِهٖ وَاِذَا عَرَفَ اِصْلَاحَكُمْ فِيْ اِسْتِقْبَالِ الْمَغْرِبِ اَمَرَكُمْ بِهٖ وَ اِنْ عَرَفَ اِصْلَاحَكُمْ فِيْ غَيْرِهِمَا اَمَرَكُمْ بِهٖ فَلَا تُنْكِرُوْا تَدْبِيْرَ اللّٰهِ فِيْ عِبَادِهٖ وَقَصْدِهٖ اِلٰى مَصَالِحِكُمْ ــــ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لَقَدْ تَرَكْتُمُ الْعَمَلَ يَوْمَ السَّبْتِ ثُمَّ عَمِلْتُمْ بَعْدَهٗ سَائِرَ الْاَيَّامِ ثُمَّ تَرَكْتُمُوْهُ فِي السَّبْتِ ثُمَّ عَمِلْتُمْ بَعْدَهٗ اَفَتَرَكْتُمُ الْحَقَّ اِلٰى بَاطِلٍ اَوِ الْبَاطِلَ اِلَى الْحَقِّ اَوْ لِبَاطِلٍ اِلَى الْبَاطِلِ اَوِ الْحَقِّ اِلَى الْحَقِّ قُوْلُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ فَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدٍ وَجَوَابُهٗ لَكُمْ ــــ قَالَ بَلْ تَرْكُ الْعَمَلِ فِي السَّبْتِ حَقٌّ وَالْعَمَلُ بَعْدَهٗ حَقٌّ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَكَذٰلِكَ قِبْلَةُ بَيْتِ الْمَقْدَسِ فِيْ وَقْتِهٖ حَقٌّ ثُمَّ قِبْلَةُ الْكَعْبَةِ فِيْ وَقْتِهٖ حَقٌّ

فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اَفَبَدَا لِرَبِّكَ فِيْمَا كَانَ اَمَرَكَ بِهٖ بِزَعْمِكَ مِنَ الصَّلٰوةِ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدَسِ حِيْنَ نَقَلَكَ اِلَى الْكَعْبَةِ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مَا بَدَا لَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاِنَّهُ الْعَالِمُ بِالْعَوَاقِبِ وَالْقَادِرُ عَلَى الْمَصَالِحِ لَا يَسْتَدْرِكُ عَلٰى نَفْسِهٖ غَلَطًا وَلَا يَسْتَحْدِثُ رَأْيًا وَهُوَ عَزَّوَجَلَّ وَ

کیونکہ اللہ کا صریح فرمان موجود ہے، مشرق و مغرب سب اللہ کے ہیں اور جس کو چاہتا ہے وہ صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

اے بندگانِ خدا! جب اللہ نے تمہاری صلاح و فلاح اس میں محسوس کی کہ تم مشرق کی طرف منہ کرو تو اس نے مشرق کو قبلہ بنانے کا حکم دیا اور جب تمہاری بہبود و سود اس میں دیکھی کہ تم مغرب کو قبلہ بناؤ تو اس نے مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔

لہٰذا تم تدبیر خداوندی اور مصلحت الٰہی میں دخیل نہ ہو۔

پھر آپ نے فرمایا: (اچھا یہ بتاؤ) کہ تم نے ہفتہ کے دن کام کرنا چھوڑ دیا تھا پھر تم نے اس کے بعد تمام دنوں میں کام کیا پھر تم نے ہفتہ کے دن کام ترک کر دیا۔ پھر تم نے ہر دن کام کرنا شروع کر دیا۔

اب تم بتاؤ کہ کیا تم حق سے باطل کی طرف آئے تھے یا باطل سے حق کی طرف یا باطل سے باطل کی طرف آئے یا حق سے حق کی جانب؟

جس طرح چاہے بتاؤ پھر جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا بھی جواب سمجھنا۔

یہود۔ جی ہمارا ہفتہ کے دن "ترک عمل" کرنا بھی حق تھا، پھر اس دن کام کرنا بھی حق تھا۔

رسول کریمؐ۔ بس یہی ہمارا بھی حال ہے۔ بیت المقدس کو جس دور میں قبلہ بنایا گیا وہ بھی ٹھیک تھا۔ پھر جس زمانہ میں کعبہ کو قبلہ بنانے کا فیصلہ کیا گیا وہ بھی سراسر صحیح تھا۔

یہود۔ کیا خدا کے یہاں بدا واقع ہوا جب اس نے بیت المقدس سے تمہیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کو کہا؟

رسول کریمؐ۔ اس حکم تحویل قبلہ سے اللہ کے یہاں بدا واقع نہیں ہوسکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ عواقب و نتائج سے واقف ہے مصالح اور مفاسد پر قادر ہے نہ اس کی ذات غلطی کا ارتکاب کرسکتی ہے اور نہ اس کی رائے میں تبدیلی ممکن ہے۔ اللہ کی ذات ان تمام باتوں سے

يَتَعَالَىٰ عَنْ هٰذَا عُلُوًّا كَبِيْرًا

ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَيُّهَا الْيَهُوْدُ اَخْبِرُوْنِيْ عَنِ اللّٰهِ اَلَيْسَ يُمْرِضُ ثُمَّ يُصِحُّ وَيُصِحُّ ثُمَّ يُمْرِضُ اَبَدَاَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ اَلَيْسَ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ اَبَدَاَ لَهٗ فِيْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ ذٰلِكَ۔

قَالُوْا لَا۔

قَالَ فَكَذٰلِكَ اللّٰهُ تَعَبَّدَ نَبِيَّهٗ مُحَمَّدًا بِالصَّلٰوةِ اِلَى الْكَعْبَةِ بَعْدَ اَنْ كَانَ تَعَبَّدَهٗ بِالصَّلٰوةِ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَمَا بَدَاَ لَهٗ فِي الْاَوَّلِ۔

ثُمَّ قَالَ۔

"اَلَيْسَ اللّٰهُ يَاْتِيْ بِالشِّتَاءِ فِيْ اَثَرِ الصَّيْفِ وَالصَّيْفَ بَعْدَ الشِّتَاءِ اَبَدَاَ لَهٗ فِيْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ ذٰلِكَ"

قَالُوْا لَا!

قَالَ فَكَذٰلِكَ لَمْ يَبْدُ لَهٗ فِي الْقِبْلَةِ

ثُمَّ قَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ قَدْ اَلْزَمَكُمْ فِي الشِّتَاءِ اَنْ تَحْتَرِزُوْا مِنَ الْبَرْدِ بِالثِّيَابِ الْغَلِيْظَةِ وَاَلْزَمَكُمْ فِي الصَّيْفِ اَنْ تَحْتَرِزُوْا مِنَ الْحَرِّ فَبَدَاَ لَهٗ فِي الصَّيْفِ حِيْنَ اَمَرَكُمْ بِخِلَافِ مَا كَانَ اَمَرَكُمْ بِالشِّتَاءِ؟

قَالُوْا لَا!

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَكَذٰلِكُمُ اللّٰهُ تَعَبَّدَكُمْ فِيْ وَقْتٍ لِصَلَاحٍ يَعْلَمُهٗ ثُمَّ تَعَبَّدَكُمْ فِيْ وَقْتٍ اٰخَرَ لِصَلَاحٍ اٰخَرَ

بلند ہے۔

اور اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے یہود! یہ بتاؤ کیا اللہ کسی کو مرض نہیں دیتا اور مرض دینے کے بعد پھر اسے صحت عطا نہیں کرتا؟ اور صحت دیتا ہے، اس کے بعد اسے ابدی مریض نہیں کرتا؟ کیا ایسا کرنے سے خدا کے یہاں بدأ واقع ہو گیا؟

اور کیا ایسا نہیں کہ خدا زندگی دیتا ہے، پھر مار دیتا ہے کیا ایسا کرنے سے خدا کے یہاں بدأ واقع ہو گیا؟

یہود۔ جی نہیں۔

رسول کریمؐ۔ بس اسی طرح اللہ کے نبی محمدؐ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی حالانکہ اس سے پہلے وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتا۔ تھا تو اس کے حکم اولین میں کوئی بدأ واقع نہیں ہوا کہ جدید حکم صادر کرنے کی ضرورت پیش آئے بلکہ جو کچھ ہوا وہ وقت کے تقاضے کی بنا پر ہوا اور وقت کے تقاضے ہر دور میں بدلتے رہتے ہیں)۔

پھر ارشاد فرمایا: کیا اللہ گرمی کے بعد جاڑا اور جاڑے کے بعد گرمی نہیں لاتا اور کیا یہ (موسموں کی تبدیلی) اس بات کی مظہر ہے کہ اللہ کے یہاں بدأ واقع ہو گیا؟

یہود۔ جی نہیں۔

رسول کریمؐ بس اسی طرح تحویل قبلہ سے بدأ واقع نہیں ہوتا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔ کیا خدا نے جاڑوں میں موٹے اور گرم کپڑے سردی سے بچنے کے لیے پہننے کو نہیں کہا اور گرمیوں میں گرمی اور حرارت سے بچنے کے لیے نہیں فرمایا؟ پھر کیا جو حکم گرمی کے موسم میں دیا وہ جاڑوں کے موسم کے خلاف نہ تھا؟ تو پھر کیا اس اختلاف حکم سے بدأ واقع ہو گیا؟

یہود۔ جی نہیں۔

رسول کریم۔ بس اسی طرح اللہ تمہیں ایک حکم دیتا ہے اور

يُعَلِّمُهُ بِشَيْءٍ اٰخَرَ فَاِذَا اَطَعْتُمُ اللّٰهَ فِي الْحَالَتَيْنِ اِسْتَحْقَقْتُمْ ثَوَابَهٗ۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

"يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَنْتُمْ كَالْمَرْضٰى وَاللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ كَالطَّبِيْبِ وَتَدْبِيْرُهٗ بِهٖ لَا فِيْمَا يَشْتَهِيْهِ الْمَرِيْضُ وَيَقْتَرِحُهٗ اَلَا فَسَلِّمُوا اللّٰهَ اَمْرَهٗ تَكُوْنُوْا مِنَ الْفَائِزِيْنَ"

اس میں تمھاری صلاح ہوتی ہے۔ پھر دوسرے وقت دوسرا حکم دیتا ہے اور وہ بھی تمھاری صلاح کے پیش نظر پھر جب تم دونوں حالتوں میں اس کی اطاعت کروگے تو اس کے ثواب کے مستحق ہوگے۔

پھر آپ نے فرمایا:

اے بندگانِ خدا (یوں سمجھو) کہ تم گویا مریض ہو اور پروردگار عالم تمھارا طبیب ہے تو مریضوں کی صلاح و فلاح سود و بہبود اسی میں ہے کہ طبیب کی رائے، تدبیر اور حکم پر عمل کیا جائے نہ کہ مریض کی خواہش کو سامنے رکھا جائے اور اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

تو پھر تم لوگ اللہ کے حکم کے آگے جھک جاؤ تاکہ کامیاب و بامراد ہونے والوں کی صف میں تم بھی شامل ہو جاؤ۔

نہج الفصاحت

(حصۂ پنجم)

فیصلے

(شارعِ اسلام کے فیصلوں کا گرانمایہ مجموعہ)

تالیف و ترجمہ و تہذیب

علامہ سید نصیر الاجتہادی

مقدمہ

جیسا کہ تحریر کیا گیا، رسُول کریمؐ مختلف حیثیات کے مالک تھے آپ مبلغ بھی تھے اور داعی بھی، فاتح ارض بھی اور نقیب حقوق فرائض بھی، ناسخ رسم غلامی بھی اور واضع قانون بندگی بھی، مفتی اعظم انسانیت بھی اور قاضی القضاۃ مسند عدالت بھی، رسُول خاص و عام بھی اور شارع اسلام بھی۔

زیر نظر "فیصلے" وہی ہیں جو آپ نے ایک قاضی، مفتی، شارعِ اسلام کی حیثیت سے صادر فرمائے ہیں۔

ان فیصلوں کا اخذ و اقتباس عبداللہ بن محمد فرج المالکی کی کتاب اقضیۃ الرسول سے کیا گیا ہے۔

ہم نے کتاب اقضیۃ الرسول کے ان ہی حصوں کا ترجمہ کیا ہے جن کا تعلق "قضایا" اور "فتاوی" سے ہے اور جو حصے اس حیثیت کے حامل نہیں، ان کو "فیصلوں" میں رکھنا مناسب نہ سمجھا کہ ان کی جگہ درحقیقت تاریخ و سوانح میں تھی۔

اور ان حصّوں کا بھی اقتباس نہیں کیا جن کا تعلق رسُول کریمؐ کے بجائے صحابہ کرام اور علمائے اسلام کے فتاوی اور قضایا سے تھا۔ جہاں جہاں مؤلف نے اپنی کتاب میں خالص علمی اور درسی انداز رکھا ہے (جس سے صرف منتہی طلبہ ہی استفادہ کر سکتے ہیں) اس کو ہم نے نظر انداز کر دیا ہے کہ ہم جس ماحول میں یہ "فیصلے" پیش کر رہے ہیں، اس کے لیے وہ انداز مفید ہونے کے بجائے نقصان دہ اور ذہنی انتشار کا باعث ہوگا۔

ترجمہ میں ہم نے حل لغات کے بجائے مفہوم و مقصد کی وضاحت پیش نظر رکھی ہے۔

"رسُول کریمؐ کے فیصلے" "اقضیۃ الرسول" کا بہترین انتخاب و اقتباس ہے جس سے عوام و خواص سبھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

مؤلف

قضیہ (۱)

کافران حربی

(بَابُ حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ)

فِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ
أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدِمَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ مِنْ عُرَيْنَةَ قَدْ مَاتُوْا هُزَالًا
فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا وَصَحُّوْا وَسَمِنُوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ
فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
فَقُطِعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسُمِلَتْ أَعْيُنُهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِحَبْسِهِمْ حَتّٰى مَاتُوْا

قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ!
سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

بخاری و مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ کی خدمت میں قبیلہ عکل (یا عرینہ) کے کچھ افراد حاضر ہوئے اور یہ لوگ لاغری کی شدت کی وجہ سے ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اس حالت کا مشاہدہ کرتے ہوئے رحمۃ للعالمین نے حکم دیا کہ ان کو زکوٰۃ کے اونٹ دے دیے جائیں اور یہ اونٹ کے پیشاب کو بطور دوا اور اس کے دودھ کو بطور غذا استعمال کیا کریں۔

چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور وہ بالکل صحت یاب اور موٹے تازے ہو گئے۔ مگر اس کے بعد انھوں نے یہ کیا کہ اسلام سے پھر گئے۔ اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو بھگا لے گئے۔ جب رسول کریمؐ کو اس امر کی خبر ملی تو آپ نے ان کے تعاقب کا حکم دیا۔ حسب الحکم تعاقب ہوا اور ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ وہ سب پکڑے گئے اور حاضر خدمت کیے گئے۔ رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ان کے ساتھ کیا گیا۔ پھر آپ نے ان کو قید کرنے کا حکم دیا وہ قید میں رہے۔ یہاں تک کہ مر گئے۔

ابوقلابہ کہتے ہیں کہ اس قدر سخت سزا کی وجہ یہ تھی کہ ان سے چار شدید جرم سرزد ہوئے تھے:

انھوں نے چوری کی تھی۔
انھوں نے قتل کیا تھا۔
وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے۔
اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کی تھی۔

قضیه (۲)

قتل اور اقرار قتل

بَابُ کَیْفَ یُسَاقُ الْقَاتِلُ اِلَی السُّلْطَانِ" وَکَیْفَ یُقِرُّهٗ عَلَی الْقَتْلِ")

فِی کِتَابِ مُسْلِمٍ وَعَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ اَنَّ عَلْقَمَةَ ابْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ اِنِّیْ لَقَاعِدًا مَعَ النَّبِیِّ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ یَقُوْدُ اٰخَرَ بِنِسْعَتِهٖ ـــ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا قَتَلَ اَخِیْ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَقَتَلْتَهٗ ؟ فَقَالَ اِنَّهٗ اِنْ لَمْ یَعْتَرِفْ اَقَمْتُ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ ۔ قَالَ نَعَمْ قَتَلْتُهٗ ـــ قَالَ کَیْفَ قَتَلْتَهٗ ؟ ـــ قَالَ کُنْتُ اَنَا وَ هُوَ نَحْتَطِبُ مِنْ شَجَرَةٍ فَسَبَّنِیْ فَاَغْضَبَنِیْ فَضَرَبْتُهٗ بِالْفَاْسِ عَلٰی قَرْنِهٖ فَقَتَلْتُهٗ ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَکَ مِنْ شَیْءٍ تُؤَدِّیْهِ عَنْ نَفْسِکَ ؟

قَالَ مَالِیْ مَالٌ اِلَّا کِسَائِیْ وَفَاْسِیْ ۔

قَالَ اَفَتَرٰی قَوْمَکَ یَشْتَرُوْنَکَ ۔

قَالَ اَنَا اَهْوَنُ عَلٰی قَوْمِیْ مِنْ ذٰلِکَ ۔

فَرَمٰی اِلَیْهِ بِنِسْعَتِهٖ وَقَالَ دُوْنَکَ صَاحِبَکَ

فَانْطَلَقَ بِهِ الرَّجُلُ فَلَمَّا وَلّٰی ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ قَتَلَهٗ فَهُوَ مِثْلُهٗ "

" فَبَلَغَ الرَّجُلَ ذٰلِکَ فَرَجَعَ "

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ قُلْتَ

مسلم میں ہے، علقمہ کے والد بیان کرتے ہیں: میں رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں دوسرے شخص کو کھینچتا ہُوا لے کر حاضر ہُوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اس نے میرے بھائی کو قتل کیا۔

رسول کریمؐ نے اس شخص سے پوچھا، کیا واقعی تُو نے اِس کے بھائی کو قتل کیا ہے؟ (اور مدعی سے یہ فرمایا کہ اس نے اقرار نہ کیا تو تجھے شہادت لانا پڑے گی) اس نے اقرار کرتے ہوئے ہاں کہا۔ آپ نے دریافت کیا کہ قتل کی نوعیت اور اسباب کیا تھے؟ وہ کہنے لگا: میں اور مقتول ایک درخت سے لکڑیاں چن رہے تھے، اُس نے مجھے گالی دی مجھے غصّہ آگیا میں نے اُس کے سر پر کلہاڑی دے ماری پھر وہ مرگیا۔"

رسول کریمؐ نے فرمایا: تیرے پاس خوں بہا دینے کو کچھ ہے یا جان دینے کا ارادہ ہے؟ قاتل نے کہا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس اس چادر اور کلہاڑی کے سوا کچھ بھی نہیں ۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمھاری قوم تمھاری طرف سے مال دے کر چھڑا سکتی ہے؟ قاتل نے کہا: میری قوم مجھے ایسے مقام پر نہیں سمجھتی میری طرف سے خوں بہا دے۔ یہ سُن کر آپ نے رسّی مدعی کی طرف پھینک دی اور فرمایا: تم جانو اور تمھارا ساتھی۔ یہ سُن کر مقتول کا بھائی قاتل کو لے کر جانے لگا۔ جب اُس نے پیٹھ موڑی تو رسول اللہ نے فرمایا: اگر اس شخص نے اِس قاتل کو قتل کر دیا تو یہ بھی اسی طرح قتل کا مرتکب ہوگا۔ جب یہ بات اُس تک پہنچی تو وہ پلٹا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے سُنا ہے، آپ

إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ وَإِنَّمَا أَخَذْتُهُ بِأَمْرِكَ۔
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَا تُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِ صَاحِبِهِ
قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَعَلَّهُ۔ قَالَ بَلٰى! قَالَ
فَإِنَّ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ — قَالَ فَرَمٰى بِنِسْعَتِهِ
وَخَلّٰى سَبِيلَهُ۔

وَفِي مُسْنَدِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ فِي حَدِيثِ وَائِلِ
ابْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ كَذٰلِكَ أَيْضًا
وَقَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ أَتَعْفُوا عَنْهُ؟ قَالَ لَا۔ قَالَ أَتَأْخُذُ
الدِّيَةَ؟ قَالَ لَا۔ قَالَ أَتَقْتُلُهُ؟ قَالَ نَعَمْ! فَأَعَادَ
عَلَيْهِ ثَلَاثًا — فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهٖ وَسَلَّمَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بِإِثْمِهِ

وَفِي الْمُسْنَدِ أَيْضًا فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهُ إِلٰى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ فَقَالَ الْقَاتِلُ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْوَلِيِّ أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا
ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ۔ قَالَ فَخَلّٰى سَبِيلَهُ۔

وَفِي الْوَاضِحَةِ وَالسِّيَرِ إِنَّ مُحَلَّمَ بْنَ جَثَّامَةَ
قَتَلَ عَامِرَ بْنَ الْأَضْبَطِ الْأَشْجَعِيَّ فَأَقْسَمُوا لَاتُهُ
ثُمَّ دَعَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى الدِّيَةِ فَأَجَابُوا فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِائَةٍ مِنَ الْإِبِلِ فَلَمْ يَلْبَثْ

نے یہ کہا ہے، اگر وہ بھی اس کو قتل کر دے گا تو وہ بھی اسی طرح قاتل تصور ہوگا حالانکہ میں نے اسے آپ ہی کے حکم سے پکڑا ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کیا تیری یہ خواہش نہیں کہ یہ شخص اپنے اور مقتول کے گناہ اپنے سر لے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو اس کو قتل نہیں کرے گا تو ایسا ہی ہوگا۔ یہ سن کر اس نے رسّی پھینک دی اور اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

اور مسند ابن ابی شیبہ میں اسی طرح ہے کہ رسول کریمؐ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: کیا تم اسے معافی دے سکتے ہو؟ جواب ملا "نہیں" پھر رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا: کیا دیت (خون بہا) لینا چاہتے ہو؟ جواب دیا "نہیں" پھر رسول کریمؐ نے ارشاد کیا: "کیا تم اس کو قتل کرو گے؟" مقتول کے ولی نے کہا "ہاں" یہ فقرہ کہ "کیا تم اس کو قتل کرو گے؟" رسول کریمؐ نے تین مرتبہ دہرایا۔ اس کے بعد رسول کریمؐ نے فرمایا: اگر تم معاف کر دو تو وہ اپنے گناہوں کا خود ذمہ دار ہوگا۔

اور اسی مسند میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ کے زمانہ میں ایک شخص نے کسی آدمی کو قتل کر دیا۔ اسے رسول کریمؐ کے حضور لایا گیا۔ رسول کریمؐ نے قاتل کو مقتول کے ولی کے سپرد کر دیا۔ قاتل نے کہا یا رسول اللہ! مجھ سے (وہ اتفاقیہ ہلاک ہوگیا) مگر میں اس کے قتل کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

یہ سن کر آپ نے مقتول کے ولی سے ارشاد فرمایا: اگر یہ سچا ہے اور تم نے اسے قتل کر دیا تو تم دوزخ میں جاؤ گے۔ یہ سن کر مقتول کے ولی نے اس کو چھوڑ دیا۔

اور واضحہ و سیر میں ہے کہ محلم بن جثامہ نے عامر بن اضبط الاشجعی کو قتل کر دیا تو مقتول کے وارثوں نے اس امر پر قسم کھائی کہ مقتول کا قاتل محلم ہی ہے۔ رسول کریمؐ نے وارثانِ مقتول کو دیت پر مائل کیا وہ خون بہا لینے پر راضی ہو گئے۔ رسول کریمؐ نے دیت میں

قضیہ (۳)

پتھر سے ہلاک کرنے والا

(حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیمن قتل احدا بحجر)

فِی الْبُخَارِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اِنَّ یَهُوْدِیًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِیَةٍ بَیْنَ حَجَرَیْنِ وَ فِی حَدِیْثٍ اٰخَرَ خَرَجَتْ جَارِیَةٌ عَلَیْهَا اَوْضَاحٌ بِالْمَدِیْنَةِ فَرَمَاهَا یَهُوْدِیٌّ بِحَجَرٍ فَجِیْئَ بِهَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ ــ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ قَالَ الثَّانِیَةَ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ سَاَلَهَا الثَّالِثَةَ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ نَعَمْ!

فَجِیْئَ بِالْیَهُوْدِیِّ فَلَمْ یَزَلْ بِهٖ حَتّٰی اَقَرَّ فَرَضَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ بِالْحَجَرِ وَ فِی حَدِیْثٍ اٰخَرَ فَقَتَلَهٗ بَیْنَ حَجَرَیْنِ وَ فِی کِتَابِ مُسْلِمٍ وَ مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرْجَمَ حَتّٰی مَاتَ ـ

بخاری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک لڑکی زیور پہنے ہوئے مدینہ میں نکلی۔ ایک یہودی نے اُسے پتھر مارا۔ اُس لڑکی کو دربارِ رسالت میں لایا گیا اور اس لڑکی میں رمق جان باقی تھی۔ اُس سے رسول کریمؐ نے دریافت کیا کہ کیا تجھے فلاں شخص نے مارا ؟ اُس نے سر کے اشارے سے کہا کہ نہیں۔ پھر دوبارہ بھی سوال کیا۔ اُس نے پھر اسی طرح جواب دیا۔ جب تیسری بار اُس سے یہی سوال ہوا تو اس نے سر کے اشارے سے کہا ہاں۔ اس وقت یہودی کو طلب کیا گیا اور اس پر مسلسل جرح کی گئی یہاں تک کہ اُس نے اقرارِ جرم کر لیا۔ پھر رسول کریمؐ نے اس کے سر کو بھی پتھر سے کچلوایا۔

اور کتب مسلم و مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ رسول کریمؐ نے اس کے سنگسار ہونے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

قضیہ (۴)

ایک شخص نے ایک حاملہ عورت کو مارا اور اُس کا حمل ساقط ہوگیا

(حُكْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَنْ ضَرَبَ امْرَأَةً حَامِلًا فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا)

مِنَ الْمُوَطَّا وَالْبُخَارِيْ وَمُسْلِمٍ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ إِنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ وَفِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ فِيْ كِتَابِ مُسْلِمٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِيْ بَطْنِهَا

وَفِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ ضَرَبَتْهَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ وَهِيَ حُبْلٰى وَكَانَتْ ضَرَّتَهَا فَقَتَلَتْهَا

فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا فِيْ بَطْنِهَا وَفِيْ كِتَابِ النَّسَائِيْ ضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِيْنَهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنِيْنِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا وَكَذٰلِكَ ذَكَرَ غَيْرُ النَّسَائِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَهَا مَكَانَهَا وَقِيْمَةَ الْغُرَّةِ الَّتِيْ قَضٰى بِهَا رَسُوْلُ

موطا، بخاری اور مسلم میں امام مالک روایت کرتے ہیں کہ بنی ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کے ضرب لگائی جس کے نتیجہ میں اس عورت کے پیٹ کا بچہ گر گیا۔

رسُول کریمؐ نے اس مسئلہ میں یہ فیصلہ کیا کہ "مضروبہ کو ایک غلام یا لونڈی دی جائے۔

مسلم کی ایک اور حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور وہ عورت مع اپنے جنین (پیٹ کے بچے) کے مرگئی۔

ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ اس نے چوبِ خیمہ سے مارا اور وہ عورت اس کی سوت تھی اور حاملہ تھی اور اس ضرب سے وہ مرگئی۔

رسُول کریمؐ نے مقتولہ کی دیت (خوں بہا) قاتلہ کے عصبوں پر ڈالی اور پیٹ کے بچے کے لیے غرہ[1] کا حکم دیا۔

اور کتاب نسائی میں ہے کہ ایک نے دوسری کو چوبِ خیمہ سے مارا تو مضروبہ مع اپنے جنین کے مرگئی۔ اس پر رسُول کریمؐ نے پیٹ کے بچے کے بدلے تو غرہ کا حکم دیا اور مقتولہ کے بدلے قاتلہ کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

اور نسائی کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی یہی ہے کہ رسُول کریمؐ

---

[1] غرہ دیت (خوں بہا) کا بیسواں حصہ یعنی (چھ سو درہم)

الله صلى الله عليه وسلم خمسون دينارا او ستمائة درهم قاله قتادة وغيره وبه قال مالك بن انس وفي مصنف عبد الرزاق عن عكرمة ان اسم الهذلي الذي قتلت احدى امرأتيه الاخرى حمل ابن مالك ابن النابغة واسم القاتلة ام عفيف ابنة مسروح من بني سعد بن هذيل والمقتولة مليكة بنت عويمر من بني لحيان ابن هذيل وفي البخاري ما يدل ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يقتل الضاربة وذلك انه قال حدثنا عبد الله بن يوسف عن الليث عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى في جنين امرأة من بني لحيان بغرة عبد او وليدة ثم ان المرأة التي قضى عليها بالغرة توفيت فقضى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان ميراثها لبنيها وزوجها وان العقل على عصبتها۔

نے مقتولہ کے عوض اس کے قتل کا حکم دیا اور اس جنین کے عوض غرّہ کی قیمت (جو رسول کریمؐ کی نگاہ میں پچاس دینار یا چھ سو درہم ہے) دلوائی۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ اس ہذیلی کا نام جس کی ایک بیوی نے دوسرے کو قتل کیا تھا حمل بن مالک بنی النابغہ ہے اور قتل کرنے والی کا نام ام عفیف بنت مسروح ہے اور مقتولہ کا نام ملیکہ بنت عویمر تھا۔

بخاری کے بیان سے ظاہر ہے، رسول کریمؐ نے مارنے والی کو قتل نہیں کیا اور وہ اس لیے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے انھیں علم ہوا، ایک مرتبہ رسول کریمؐ نے بنی لحیان کی ایک عورت کے جنین کے بارے میں (غرہ) کا حکم دیا پھر وہ عورت جس کے خلاف یہ فیصلہ ہوا تھا، مر گئی۔ اس پر رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ وراثت اس کے بیٹے اور خاوند کے لیے ہے اور دیت اس کے عصبوں پر ہے۔

قضیہ (۵)

باپ کی بیوی سے نکاح کرنے والا

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللهِ فِیْمَنْ تَزَوَّجَ امْرَءَةَ اَبِیْهِ)

فِیْ کِتَابِ النِّسَائِیْ وَ مُسْنَدِ اِبْنِ شَیْبَةَ قَالَ الْبَرَاءُ لَقِیْتُ خَالِیْ اَبَا بُرْدَةَ وَمَعَهُ الرَّایَةُ فَقَالَ اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ اِلٰی رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَءَةَ اَبِیْهِ

وَ فِیْ کِتَابِ النِّسَائِیْ اِلٰی رَجُلٍ یَاتِیْ امْرَءَةَ اَبِیْهِ اَنْ اَقْتُلَهٗ

وَفِیْ کِتَابِ الصَّحَابَةِ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ بَعَثَ اَبَاهُ جَدَّ مُعَاوِیَةَ اِلٰی رَجُلٍ عَرَّسَ بِاِمْرَءَةِ اَبِیْهِ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ وَ خَمَّسَ مَالَهٗ۔

وَ فِیْ کِتَابِ اِبْنِ السَّکَنِ وَکِتَابِ ابْنِ اَبِیْ خَیْثَمَةَ اَنَّ اِبْنَ عَمِّ مَارِیَةَ اُمِّ وَلَدِ رَسُوْلِ اللهِ کَانَ مَا یُتَّهَمُ بِهَا فَقَالَ النَّبِیُّ لِعَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ فَاذْهَبْ فَاِنْ وَجَدْتَهٗ عِنْدَ مَارِیَةَ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ اَتَاهُ عَلِیٌّ فَاِذَا هُوَ فِیْ رَکِیٍّ یَتَبَرَّدُ فِیْهَا فَقَالَ عَلِیٌّ هَاتِ یَدَکَ فَنَاوَلَهٗ عَلِیٌّ یَدَهٗ فَاَخْرَجَهٗ فَاِذَا هُوَ مَجْبُوْبٌ لَیْسَ لَهٗ ذَکَرٌ فَکَفَّ عَنْهُ عَلِیٌّ۔

کتاب نسائی میں ہے براءؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میری ملاقات اپنے ماموں ابوبردہ سے ہوئی میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے وہ مجھ سے کہنے لگے مجھ کو رسول کریمؐ نے ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اُسے دیکھتے ہی قتل کر دوں۔

کتاب صحابہ میں ہے کہ رسول کریمؐ نے قرہ کے والد کو ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تھا۔ پھر اس کو قتل بھی کر دیا گیا اور اس کا مال بھی لوٹ لیا گیا۔

کتاب ابن ابی خیثمہ میں ہے کہ ماریہ کے چچا کا بیٹا ماریہ کے ساتھ مقیم تھا۔ رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور اگر اس کو ماریہ کے پاس پاؤ تو قتل کر دو حضرت علیؓ اس کے پاس آئے تو اس کو ایک چشمہ میں نہاتے ہوئے دیکھا۔ حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھاؤ جب اس نے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اسے کھینچ لیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آلت بریدہ ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے ہاتھ روک لیا اور رسول کریمؐ کو ماجرا سنا دیا (سنادی)۔

قضیہ (۶)

مقتول جو دو بستیوں کے درمیان پایا گیا

(حُکمُ رَسُولِ اللّٰہِ فِی القَتِیلِ یُوجَدُ بَینَ قَریَتَینِ)

فِی مُسنَدِ اَبِی شَیبَہ عَن اَبِی سَعِیدٍ قَالَ وُجِدَ قَتِیلٌ بَینَ قَریَتَینِ فَاَمَرَ النَّبِیُّ فَذَرَعَ بَینَہُمَا فَوجَدَ اِلٰی اَحَدِہِمَا اَقرَبَ فَاَلقَاہُ عَلٰی اَقرَبِہِمَا وَفِی مُصَنَّفِ عَبدِ الرَّزَّاقِ قَالَ عُمَرُ بنُ عَبدِ العَزِیزِ قَضٰی رَسُولُ اللّٰہِ فِیمَا بَلَغَنَا فِی القَتِیلِ یُوجَدُ بَینَ ظَہرَانَی دِیَارِ قَومٍ اَنَّ الاَیمَانَ عَلَی المُدَّعٰی عَلَیہِم فَاِن نَکَلُوا حَلَفَ المُدَّعُونَ وَاستَحَقُّوا فَاِن نَکَلَ الفَرِیقَانِ کَانَتِ الدِّیَۃُ نِصفُہَا عَلَی المُدَّعٰی عَلَیہِم وَبَطَلَ النِّصفُ اِذَا لَم یَحلِفُوا۔

مسند ابی شیبہ میں ہے کہ ایک مقتول دو قریوں کے درمیان دیکھا گیا۔ رسُول کریمؐ نے ان کے درمیانی فاصلہ کو ناپنے کا حکم دیا۔ پھر جس بستی سے فاصلہ کم نکلا اُس کو مقتول کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

(مصنف عبدالرزاق میں ہے) کہ ایک شخص کچھ گھروں کے سامنے قتل شدہ پایا گیا۔ رسُول کریمؐ نے فرمایا کہ مدعا علیہم کے ذمّے قسم ہے اگر قسم سے انکار کریں تو مدعی قسم کھا کر مستحق ہو جائیں گے اور اگر دونوں فریق قسم سے انکار کر دیں تو خوں بہا کا نصف مدعا علیہم کے ذمہ ہوگا اور نصف حصّہ معاف ہو جائے گا اگر قسم نہ کھائیں۔

قضیہ (٧)

جس مقتول کا قاتل معلوم نہ ہو سکے

(حَكَمَ رَسُوْلُ اللهِ فِي الْقَسَامَتِهِ فِيْمَنْ لَمْ يَعْرِفْ قَاتِلَهٗ)

مِنَ الْمُوَطَّا مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ رِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهٖ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جُهْدٍ اَصَابَهُمَا فَاَتٰى مُحَيِّصَةَ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قُتِلَ وَطُرِحَ فِیْ فَقِيْرِ بِئْرٍ اَوْعَيْنٍ

فَاَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ وَاللهِ قَتَلْتُمُوْهُ فَقَالُوْا وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَاَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهُمْ ذٰلِكَ ثُمَّ اَقْبَلَ هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِیْ كَانَ بِخَيْبَرَ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِمَّا اَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ اَوْ يَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ فَكَتَبَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ فِیْ ذٰلِكَ۔

فَكَتَبُوْا اَنَا وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ كَذَا وَتَكَرَّرَ فَقَالُوْا لَا وَفِیْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ لَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ

موطا میں ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ کو کسی ناگہانی مصیبت کی بناء پر خیبر جانا پڑا جب محیصہ واپس آئے تو ان کو خبر ملی کہ عبداللہ مار ڈالے گئے اور ان کی لاش کو کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ محیصہ فوراً یہودیوں کے پاس آئے اور کہا : بہ خدا تم ہی نے عبداللہ کو قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے انکار کیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس پہنچے اور سارا واقعہ سنایا۔ یہ سن کر محیصہ اور اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبدالرحمن خدمت رسول میں حاضر ہوے۔ محیصہ نے گفتگو میں پیش قدمی کرنا چاہی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اپنے بزرگ کو بات کرنے دو۔ پھر حویصہ نے سارا واقعہ سنایا اور محیصہ نے بھی۔ رسول کریمؐ نے سن کر فرمایا کہ یہودی یا تو خوں بہا دیں یا جنگ کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ پھر اس سلسلہ میں رسول اللہ نے ان کی طرف ایک فرمان روانہ کیا جس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ واللہ ہم نے قتل نہیں کیا۔

اس پر رسول کریمؐ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمن سے دریافت کیا: کیا تم اس بات پر قسم کھاتے ہو کہ "اس کو یہودیوں ہی نے قتل کیا ہے اور تم اس کے خون کا بدلہ لینے کے حقدار ہو؟" ان لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم قسم کیسے کھا سکتے ہیں جب قتل ہمارے سامنے نہیں ہوا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا پھر یہود کو قسم کھانے دو۔ انھوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قسم کا اعتبار نہیں کر سکتے۔ یہ سن کر آپ نے اس کی دیت (خوں بہا) سو اونٹنیاں اپنی طرف سے دے دیں۔

اور بخاری میں ایک جگہ اس طرح ہے کہ آپ نے فرمایا: تم قاتل کے خلاف شہادت لاؤ۔ انھوں نے کہا: ہم شہادت پیش کرنے سے

اللّٰہِ لَیْسُوْا بِمُسْلِمِیْنَ فَوَادَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ عِنْدِہٖ فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ بِمِائَۃِ نَاقَۃٍ۔

وَ فِی الْبُخَارِیْ اَیْضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ تَاْتُوْنَ بِالْبَیِّنَۃِ عَلٰی مَنْ قَتَلَہٗ قَالُوْا مَا لَنَا بَیِّنَۃٌ قَالَ یَحْلِفُوْنَ قَالُوْا لَا نَرْضٰی بِاَیْمَانِ الْیَھُوْدِ فَکَرِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ یُبْطَلَ دَمُہٗ فَوَادَہٗ مِنْ اِبِلِ الصَّدَقَۃِ۔

قاصر ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہودیوں کو قسم کھانے دو۔ انھوں نے کہا کہ کافر ہیں، اُن کی قسم ہمارے لیے ناقابلِ اعتبار ہے۔

رسُول کریمؐ نے یہ سوچ کر کہ مقتول کا خون رائیگاں نہ ہو زکوٰۃ کے اونٹوں سے اس کا خوں بہا ادا کر دیا۔

قضیہ (۸)

زخم لگانے والا

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْقِصَاصِ بِالْجُرْحِ)

فِيْ مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ رَجُلٍ طَعَنَ اٰخَرَ بِقَرْنٍ فِيْ رِجْلِهٖ " فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِدْنِيْ فَقَالَ حَتّٰى تَبْرَءَ جِرَاحُكَ فَاَبَى الرَّجُلُ اِلَّا اَنْ يَسْتَقِيْدَ فَاَقَادَهُ النَّبِيُّ فَصَحَّ الْمُسْتَقَادُ مِنْهُ وَ عَرَجَ الْمُسْتَقِيْدُ۔

فَقَالَ عَرَجْتُ وَبَرَاَ صَاحِبِيْ

فَقَالَ النَّبِيُّ اَلَمْ اٰمُرْكَ اَنْ لَا تَسْتَقِيْدَ حَتّٰى تَبْرَءَ جِرَاحُكَ فَعَصَيْتَنِيْ فَاَبْعَدَكَ اللّٰهُ وَ بَطَلَ عَرَجُكَ ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ كَانَ بِهٖ جُرْحٌ بَعْدَ الرَّجُلِ الَّذِيْ عَرَجَ اَنْ لَا يُسْتَقَادَ مِنْهُ حَتّٰى يَبْرَءَ جُرْحُ صَاحِبِهٖ فَالْجُرْحُ عَلٰى مَا بَلَغَ حَتّٰى يَبْرَءَ فَمَا كَانَ مِنْ شَلَلٍ اَوْ عَرَجٍ فَلَا قَوَدَ فِيْهِ وَهُوَ عَقْلٌ وَمَنِ اسْتَقَادَ بِجُرْحٍ فَاُصِيْبَ الْمُسْتَقَادُ مِنْهُ فَعَقْلُ مَا فَضَلَ مِنْ دِيَتِهٖ عَلٰى جُرْحِ صَاحِبِهٖ لَهٗ۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کے پیروں کو سینگ سے زخمی کر دیا۔

زخمی رسول کریمؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے قصاص چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک تمہارا زخم اچھا نہ ہو جائے خاموش رہو۔ مگر وہ بدلہ لینے پر بضد رہا چنانچہ رسول کریمؐ نے زخمی کرنے والے سے قصاص لے لیا۔

لیکن ہوا یہ کہ زخمی کرنے والا تو پھر اچھا ہو گیا اور بدلہ لینے والا لنگڑا ہو گیا۔ اس نے پھر رسول کریمؐ سے شکایت کی کہ میں لنگڑا ہو گیا ہوں اور میرا دشمن اچھا ہو گیا ہے۔

اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا: میں نے پہلے ہی تجھ سے کہا تھا کہ زخم بھر لینے تک انتظار کرو مگر تو نے سماعت نہیں کی نتیجہ یہ ہوا کہ تو اللہ کی عنایت سے دور ہو گیا اور تیرا لنگ پائیدار ہو گیا۔

اس کے بعد رسول کریمؐ نے یہ قانون بنا دیا کہ زخم رسیدہ کو اس وقت تک زخمی کرنے والے سے بدلہ نہ لینا چاہیے جب تک وہ اس زخم سے اچھا نہ ہو جائے پھر زخم اسی مناسبت سے اس کے دشمن پر لگایا جائے گا اور اگر کسی شخص کی حرکت سے کوئی لنجا یا لنگ زدہ ہو جائے تو اس شخص سے بدلہ نہیں بلکہ دیت لی جائے گی اور اگر قصاص لینے میں ملزم کو شدید تکلیف و نقصان پہنچ جائے تو وہ مدعی سے اپنے زائد زخم کی تکلیف کی دیت لے سکتا ہے۔

قضیہ (۹)

پیشہ ور چوری کرنے والا

(حُكْمُ رَسُولِ اللهِ فِي السَّارِقِ يَسْرِقُ مِرَارًا)

فِي الْمُوَطَّا مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

وَقِيلَ لِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ فَقَدِمَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ الْمَدِينَةَ فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ فَجَاءَ سَارِقٌ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ فَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ فَقَالَ صَفْوَانُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ

وَفِي كِتَابِ النَّسَائِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ سَأَلْتُ فَضَالَةَ ابْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ فَقَالَ سُنَّةٌ قَدْ قَطَعَ رَسُولُ اللهِ يَدَ سَارِقٍ وَعَلَّقَ يَدَهُ فِي عُنُقِهِ وَفِي الْبُخَارِيِّ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ أَمْرُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ قَالُوا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ فَقَالَ أُسَامَةُ يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ فَخَطَبَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ

موطا میں ہے کہ رسولِ کریمؐ نے ایک ڈھال کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹ دیا اور ڈھال کی قیمت صرف ۳ درہم تھی۔

ایک مرتبہ صفوان کو کہا گیا کہ جو ہجرت نہ کرے گا وہ برباد ہو جائے گا۔ یہ سن کر وہ آمادہ ہجرت ہوئے اور مدینہ آئے مسجد میں آکر اپنی چادر کا سرہانہ بنا کر سو گئے۔ چور آیا اور اس نے چادر کھینچ لی۔ صفوان کی آنکھ کھل گئی اور انھوں نے چور کو پکڑ لیا اور رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ یہ سن کر صفوان بولے۔ یا رسول اللہ! میرا یہ مطلب نہ تھا میں نے اس کو چادر بخش دی۔ اس پر رسولِ کریمؐ نے ارشاد کیا کہ تم کو میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کرنا چاہیئے تھا۔

نسائی میں ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ کریمؐ نے چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں آویزاں کر دیا۔

بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ سارا قریش ایک مخزومیہ کی چوری کی وجہ سے پریشان ہو گیا۔

ایک ایسے آدمی کی تلاش تھی جو رسولِ کریمؐ سے سفارش کر سکے۔ لوگوں نے کہا کہ اسامہ بن زید اس کے لیے بہت مناسب ہیں۔ چنانچہ اسامہ نے رسول اللہ سے سفارش کی۔ رسولِ کریمؐ نے فرمایا۔ اسامہ تم خدائی قوانین کے نفاذ میں بے جا سفارش کرتے ہو۔ یہ سن کر اسامہ نے معافی مانگی۔

جب شب کا وقت ہوا تو رسولِ کریمؐ نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا دوران خطبہ میں فرمایا۔ لوگو! تم سے پہلے قومیں اسی لیے تباہ ہو گئیں کہ وہ

قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ
وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ
لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ
كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْحُلِيَّ وَالْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهٗ فَاَمَرَ النَّبِيُّ
بِقَطْعِ يَدِهَا وَفِيْ مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَنَّ النَّبِيَّ
اُتِيَ بِعَبْدٍ سَرَقَ فَاُتِيَ بِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَتَرَكَهٗ ثُمَّ
اُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ فَقَطَعَ يَدَهٗ ثُمَّ اُتِيَ بِهِ السَّادِسَةَ
فَقَطَعَ رِجْلَهٗ ثُمَّ اُتِيَ بِهِ السَّابِعَةَ فَقَطَعَ يَدَهٗ
ثُمَّ الثَّامِنَةَ فَقَطَعَ رِجْلَهٗ ـ وَفِيْمَا رَوَى الْاَصِيْلِيُّ
عَنْ شُيُوْخِهٖ بِبَغْدَادَ وَوَجَدْتُهٗ بِخَطِّهٖ اَنَّ رَجُلًا
كَانَ يَسْرِقُ الصِّبْيَانَ فَاُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ فَقَطَعَ يَدَهٗ
وَقَالَ الْحَسَنُ اُتِيَ النَّبِيُّ بِسَارِقٍ سَرَقَ طَعَامًا
فَلَمْ يَقْطَعْهُ ـ

(قانون کی عزت نہیں کرتی تھیں) جب ان کا کوئی معمولی آدمی چوری کرتا
تھا تو اس کو سزا دیتے تھے لیکن جب کوئی بڑا آدمی یہ جرم کرتا تھا تو اس کو
نظرانداز کردیتے تھے۔

بہ خدا اگر فاطمہ بھی ایسا کرتی تو میں اس پر بھی حد جاری کرتا
پھر آپ نے اس مخزومیہ عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جو لوگوں سے
عاریتاً مال و زیور لیتی، پھر مکر جاتی۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ایک چور رسول کریمؐ کی خدمت
میں لایا گیا اور اسی طرح وہ چار بار لایا گیا مگر رسول کریمؐ نے اسے چھوڑ دیا
جب وہ پانچویں بار لایا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ چھٹی
بار آیا تو آپ نے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ جب ساتویں بار آیا تو اس کا دوسرا
ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ (نامراد) آٹھویں بار آیا تو اس کا دوسرا پاؤں بھی
کاٹ دیا گیا اور اصیلی کی روایت ہے کہ ایک شخص بچے چرایا کرتا تھا تو
حضرت نے اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور حسن ناقل ہیں کہ ایک
کھانا چرانے والا آیا تو رسول کریمؐ نے اس کے ہاتھ نہیں کاٹے۔

قضیہ (۱۰)

جاسوس

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللهِ فِي الْجَاسُوْسِ)

فِي الْبُخَارِيْ عَنْ اِيَاسِ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَآءَ عَيْنٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ وَهُوَ نَازِلٌ فَلَمَّا انْسَلَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيَّ الرَّجُلَ اُقْتُلُوْهُ فَابْتَدَرَهُ الْقَوْمُ قَالَ وَكَانَ اَبِيْ يَسْبِقُ الْفَرَسَ فَسَبَقَهُمْ اِلَيْهِ فَاَخَذَ بِخِطَامِ رَاحِلَتِهٖ فَقَتَلَهٗ فَنَفَلَهٗ رَسُوْلُ اللهِ سَلَبَهٗ عُبَيْدُ اللهِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْطَالِبٍ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ قَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَّمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا وَ فِيْ كِتَابِ الْفَضْلِ خُذَا مِنْهَا الْكِتَابَ وَخَلِّيَا سَبِيْلَهَا فَاِنْ لَّمْ تَدْفَعْهُ اِلَيْكُمَا فَاضْرِبَا عُنُقَهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللهِ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّيْ كُنْتُ اِمْرَءًا مُّلْصَقًا فِيْ

بخاری میں ہے کہ مشرکوں کا ایک جاسوس رسُول کریمؐ کی طرف جاسوسی کی نیت سے آیا اور اس وقت حضرتؐ ایک منزل پر قیام پذیر تھے۔ جب وہ واپس جانے لگا تو رسُول کریمؐ نے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ اور قتل کر دو۔

ایاس کہتا ہے کہ میرے والد نے اس کی طرف گھوڑا دوڑایا اور اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ رسُول کریمؐ نے مقتول کا سامان قاتل کو مالِ غنیمت کے طور پر دے دیا۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسُول کریمؐ نے مجھ کو زبیر کو اور مقداد کو حکم دیا کہ تم لوگ تیزی سے روانہ ہو اور روضہ خاخ پر پہنچو۔ وہاں تم کو ایک عورت ملے گی اُس کے پاس ایک خط ہوگا وہ اس سے لے لینا اور اُس کو چھوڑ دینا اور اگر وہ تم کو نہ دے تو اُس کی گردن اڑا دینا۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم بسرعت تمام روانہ ہوئے اور روضہ پر پہنچ گئے۔ پھر ہم کو وہاں ایک عورت نظر آئی ہم نے اُس سے کہا کہ فوراً خط دے دو ورنہ ہم تمہارے کپڑوں کی تلاشی لیں گے۔ یہ سُن کر اُس نے فوراً خط نکال دیا۔

جب ہم وہ خط رسُول کریمؐ کی خدمت میں لائے تو وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کا نکلا۔ خط میں مشرکین مکہ کو رسُول کریمؐ کے معاملات سے مطلع کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ یہ دیکھ کر رسُول کریمؐ نے حاطب سے کہا۔ حاطب! یہ سب میں کیا دیکھ رہا ہوں؟

حاطب نے عرض کی۔ اللہ کے رسُول میرے بارے میں جلدی نہ

قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ قَدْ صَدَقَكُمْ

وَذَكَرَ أَبُو عُبَيْدٍ فِي كِتَابِ الْأَحْوَالِ أَنَّ اِسْمَ الظَّعِينَةِ الَّتِي وُجِدَ عِنْدَهَا الْكِتَابُ سَارَةُ وَأَنَّ النَّبِيَّ أَمَرَ بِقَتْلِهَا عَامَ الْفَتْحِ

فرمایئے۔ صورتِ حال یہ ہے کہ میرا قریشیوں سے کوئی نسبی رشتہ نہیں بلکہ میں یوں ہی ان میں پیوست ہو گیا ہوں۔ آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی مکہ میں رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے ان کے عیال و اموال کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ میں نے سوچا کہ میرا نسبی تعلق تو ان سے ہے نہیں لہٰذا ان کو زیر بارِ احسان کر کے اپنے عیال کی حفاظت کا بندوبست کر لوں۔ یہ فعل نہ تو کفر کی وجہ سے سرزد ہوا ہے اور نہ ارتداد ہی کے سبب اور نہ اسلام کے بعد کفر سے کسی قلبی تعلق ہی کی بناء پر یہ اقدام کیا ہے۔

یہ سُن کر رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اس نے تم سے سچ کہہ دیا ہے۔ کتاب احوال میں ہے کہ اس عورت کا نام سارہ تھا اور رسول کریمؐ نے فتح مکّہ کے روز اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔

قضیہ (۱۱)

سفیر اور کفّار کے ساتھ وفائے عہد

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الرَّسُوْلِ اَنْ لَا يُقْتَلَ وَالْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ لِلْكُفَّارِ)

فِيْ مُصَنَّفِ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ مَسْعُوْدِ الْاَشْجَعِيْ قَالَ كَتَبَ مُسَيْلَمَةُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لِرَسُوْلَيْهِ حِيْنَ قَرَءَ الْكِتٰبَ مَا تَقُوْلَانِ اَنْتُمَا فَقَالَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ لَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا يُقْتَلُ لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَكُمَا وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ بَعَثَنِيْ قُرَيْشٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اُلْقِيَ فِيْ قَلْبِي الْاِسْلَامُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَرْجِعُ اِلَيْهِمْ اَبَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَخِيْسُ بِالْعَهْدِ وَلَا اَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰكِنْ ارْجِعْ فَاِنْ كَانَ فِيْ نَفْسِكَ الَّذِيْ فِيْ نَفْسِكَ الْاٰنَ فَارْجِعْ قَالَ فَذَهَبْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ فَاَسْلَمْتُ۔

مصنف ابی داؤد میں ہے کہ مسیلمہ کذاب نے رسول کریم کی خدمت میں ایک خط قاصدوں کے ہاتھ ارسال کیا جب خط ملاحظہ سے گزر چکا تو آپ نے قاصدوں سے کہا: تم لوگ کس مسلک پر ہو وہ بولے جو مسیلمہ کہتا ہے وہی ہم کہتے ہیں۔ اس پر رسول کریم نے فرمایا اگر سفیروں کا قتل کیا جانا قانوناً صحیح ہوتا تو میں ضرور بالضرور تم لوگوں کی گردن اڑا دیتا۔ ابو رافع کہتے ہیں: مجھ کو قریش نے رسول کریم کی طرف بھیجا، جب میں نے آنحضرت کی زیارت کی تو میرے دل میں اسلام کی لگن پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اب میں ادھر نہیں جاؤں گا۔ اس پر رسول کریم نے فرمایا کہ عہد شکنی اور قاصدوں کا حبس بے جا ممکن نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم اس وقت تو پلٹ جاؤ، پھر بھی اگر دل کی یہی حالت رہی تو واپس آ جانا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں چلا گیا اور واپس آ کر باقاعدہ اسلام قبول کیا۔

وَفِي الْبُخَارِيْ اَنَّ اَبَا جَنْدَلَ اَقْبَلَ يَرْسُفُ فِي الْحَدِيْدِ فَرَدَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰى مَكَّةَ لِلْعَهْدِ الَّذِيْ كَانَ عَاهَدَهُمْ اَنْ يُرَدَّ اِلَيْهِمْ مَنْ جَاءَ مِنْهُمْ

بخاری میں ہے کہ ابو جندل پابہ زنجیر حاضر ہوئے مگر رسول کریم نے ان کو مکہ کی طرف واپس کر دیا۔ اس معاہدہ کی بناء پر جو آپ مشرکین مکہ سے کر چکے تھے کہ اگر ان میں سے کوئی ادھر آئے گا تو اس کو واپس کر دیا جائے گا۔

وَفِي الْبُخَارِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا رَدَّ اَبَا جَنْدَلِ اِلٰى اَبِيْهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ عَاهَدَ النَّبِيَّ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ

عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتٰى مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهٗ اِلَيْهِمْ

اور بخاری میں ہے کہ ابو جندل کو ان کے باپ سہیل کے حوالے کر دیا گیا اس معاہدے کی بناء پر جو یوم حدیبیہ کو رسول کریم اور مشرکین مکہ کے درمیان ہوا تھا۔ معاہدہ کی تین شرطیں تھیں:

(۱) کہ اگر مشرکوں میں سے کوئی رسول کی طرف آئے تو اس کو واپس

مَا آتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَرُدُّوهُ وَ عَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَ الْقَوْسِ وَ نَحْوِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ وَالْعَهْدُ بَيْنَنَا كَشَرَجِ الْعَيْبَةِ يَعْنِي إِنْحَلَّ بَعْضُهُ إِنْحَلَّ كُلُّهُ وَكَانَ إِتْيَانُ أَبِي جَنْدَلٍ قَبْلَ أَنْ يَبْرَحَ سُهَيْلُ ابْنِ عَمْرٍو وَقَبْلَ أَنْ يَكْتُبَ الْعَهْدَ وَ ذَكَرَ الْمُفَضَّلُ أَنَّ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ جَاءَتْ سَبِيعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ مُسْلِمَةً مِنْ مَكَّةَ فَأَقْبَلَ زَوْجُهَا فِي طَلَبِهَا۔

فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ رُدَّ عَلَيَّ إِمْرَأَتِي فَإِنَّ هٰذِهِ طِينَةُ كِتَابِكَ لَمْ تَجِفَّ بَعْدُ، فَأَنْزَلَ اللهُ۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ الْمُهَاجِرٰتُ إِلَى آخِرِهِ"

فَاسْتَحْلَفَهَا رَسُولُ اللهِ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا أَخْرَجَهَا إِلَيْهِ رَغْبَةٌ فِي الْإِسْلَامِ وَحُبًّا لَهُ وَ حِرْصًا عَلَيْهِ وَمَا أَخْرَجَهَا حَرْبٌ أَحْدَثَتْهَا فِي قَوْمِهَا وَلَا بُغْضٌ لِزَوْجِهَا فَحَلَفَتْ عَلَى ذٰلِكَ فَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ زَوْجَهَا مَهْرَهَا وَالَّذِي أَنْفَقَ عَلَيْهَا وَلَمْ يَرُدَّهَا عَلَيْهِ۔

بھیج دیا جائے گا، لیکن اگر مسلمانوں میں سے کوئی اُدھر جائے گا تو اُس کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۲) رسُول کریمؐ اگلے سال مکّہ آئیں گے اور ان کا قیام مکّہ تین روز سے زائد نہ ہوگا۔

(۳) جب مکّہ میں اصحاب محمد کا داخلہ ہوگا تو ان کے اسلحہ غلاف میں ہوں گے۔

ابوجندل کی واپسی کے سلسلہ میں رسُول کریمؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ معاہدہ ہمارے درمیان چوکھٹ کے جوڑ کی طرح ہے کہ اگر اس کا کچھ حصّہ بھی علیحدہ ہوگیا تو سمجھو سارا بگڑ گیا اور ابوجندل کا آنا سہیل کے جانے اور عہدنامے کی تحریر سے پہلے تھا لہٰذا ان کی واپسی ضروری ہے)

مفضل کا کہنا ہے کہ یوم حدیبیہ، سبیعہ مسلمان ہو کر مکّہ سے چلی آئیں اور اس کا شوہر اس کے تعاقب میں مدینہ پہنچا اور کہنے لگا: محمدؐ! میری بیوی مجھے واپس کر دیجئے، ابھی تو عہدنامہ کی سیاہی بھی خشک ہونے نہیں پائی۔ (ذرا دیکھ) آپ نے عہد شکنی شروع کر دی) اس سلسلہ میں قرآن کی آیات کا بھی نزول ہُوا جس کی بناء پر رسُول کریمؐ نے اس عورت سے حلف لینا چاہا، اس عورت نے بہ حلف عرض کی کہ یا رسُول اللہ! مجھے خدائے واحد کی قسم صرف اسلام کی محبت اور عقیدت آپ کی طرف لائی ہے۔ میرے آنے میں کسی قومی جنگ یا شوہر کی عداوت کا دخل نہیں ہے۔ یہ سُن کر رسُول کریمؐ نے اس کے شوہر کو اُس کا مہر اور جو کچھ اس نے اس پر خرچ کیا تھا وہ سب واپس کر دیا اور اُس عورت کو واپس نہ کیا۔

قضیہ (۱۲)

نکاح میں عورت کی مرضی

(حُكْمُ رَسُولِ اللّٰهِ فِي الثَّيِّبِ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا بِغَيْرِ رِضَاهَا)

«فِي الْمُؤَطَّا عَنْ خَنْسَاءَ اِبْنَةِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَالِكَ فَاَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ فَرَدَّ نِكَاحَهُ»

(وَفِي مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مُهَاجِرِ بْنِ عِكْرِمَةَ)

«اَنَّ بِكْرًا اَنْكَحَهَا اَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ فَرَدَّ اِلَيْهَا اَمْرَهَا»

(وَعَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ)

"اَنَّ ثَيِّبًا وَبِكْرًا اَنْكَحَهُمَا اَبُوهُمَا وَهُمَا كَارِهَتَانِ فَجَاءَتَا النَّبِيَّ فَرَدَّ نِكَاحَهُمَا"

(وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ)

جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِكْرٌ اِلَى النَّبِيِّ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِي زَوَّجَنِي اِبْنَ اَخٍ لَهُ سَيَرْفَعُ خَسِيْسَتَهُ بِي وَلَمْ يَسْتَأْمِرْنِي فَهَلْ لِي فِي نَفْسِي اَمْرٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهُ مَا كُنْتُ لِاَرُدَّ عَلَى اَبِي شَيْئًا صَنَعَهُ وَلٰكِنْ اَحْبَبْتُ اَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ اَنَّ لَهُنَّ فِي اَنْفُسِهِنَّ اَمْرًا اَمْ لَا۔

موطا میں خنساء سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میرا نکاح میرے باپ نے ایک ناپسندیدہ شخص سے کردیا تھا۔ حالانکہ میں کنواری نہ رہی تھی (میری ایک شادی پہلے بھی ہو چکی تھی) میں رسول کریم کے پاس آئی اور عرض احوال کیا۔ آپ نے وہ نکاح منسوخ کردیا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ایک باکرہ عورت کی شادی اُس کے باپ نے ایک ناپسندیدہ شخص سے کردی۔ اس عورت نے سارا قضیہ حضرتؐ کے روبرو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا تجھے اختیار ہے خواہ باقی رکھ خواہ فسخ کردے۔

یحیٰی سے روایت ہے کہ ایک کنواری اور ایک غیر باکرہ عورت کی شادی ان دونوں کے باپ نے ان کی رضامندی کے بغیر کردی وہ دونوں رسول کریم کے پاس آئیں۔ آپ نے ان دونوں کے نکاح فسخ کردیے۔

عبداللہ بن بردہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک باکرہ عورت رسول کریم کے پاس آئی۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے باپ نے میری شادی چچازاد بھائی سے کردی ہے اور اس عقد سے میرے چچازاد بھائی کا مقصد مالی مشکلات کو دور کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ اس سلسلے میں مجھ سے اجازت بھی نہیں لی گئی تو اب آپ فرمائیے کہ مجھے بھی کچھ اختیار ہے؟ رسول کریم نے فرمایا کیوں نہیں۔ اس پر وہ عورت بولی: میرا یہ مقصد نہیں، کہ میں باپ کے کیے کو ملیامیٹ کردوں بلکہ مقصد یہ ہے، عورتیں جان لیں کہ وہ اس سلسلہ میں اختیارات رکھتی ہیں۔

قضیہ (۱۳)

حاملہ عورت سے نکاح

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَءَةً فَوَجَدَهَا حُبْلٰى)

فِيْ مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ بَصْرَة۔ قَالَ تَزَوَّجْتُ اِمْرَءَةً بِكْرًا فِيْ سِتْرِهَا فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَاِذَا هِيَ حُبْلٰى

فَقَالَ النَّبِيُّ لَهَا الصَّدَاقُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا وَ الْوَلَدُ عَبْدٌ لَّكَ وَاِذَا وَلَدَتْ فَاجْلِدُوْهَا وَفَرِّقْ بَيْنَهُمَا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ایک انصاری سے روایت ہے وہ کہتا ہے: مَیں نے اپنی دانست میں ایک کنواری لڑکی سے نکاح کیا لیکن جب اس سے روابطِ ازدواجی قائم کیے تو اس کو حاملہ پایا۔ مَیں رسُول کریمؐ کی خدمت میں یہ قضیہ لے گیا۔ آپ نے فرمایا: اس عورت کو مہر ملے گا کیوں کہ تم اس سے لطف اندوز ہو چکے ہو، مگر بچہ تمھارا غلام ہوگا اور جب وضع حمل ہو جائے تو اس کو درے مارو اور ان دونوں میں علیٰحدگی کر دو۔

قضیہ (۱۴۲)

شوہر کا مال

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِلزَّوْجَةِ بِالنَّفَقَةِ عَلٰى زَوْجِهَا وَهُوَ غَائِبٌ)

فِي الْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُسِكٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ۔

بخاری میں ہے کہ ایک روز ہندہ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئی یا رسول اللہ! ابوسفیان انتہائی کنجوس آدمی ہے اور وہ اتنا نہیں دیتا جس سے میرا اور میرے بال بچوں کا گزارہ ہو سکے لہٰذا اگر میں اُس کی عدم موجودگی میں پوشیدہ طور پر کچھ لے لوں تو کچھ خرابی تو نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہاں لے سکتی ہو مگر صرف بقدرِ ضرورت اور وہ بھی جائز کام کے لیے۔

قضیہ (١٥)

مہر کی رقم

(وَحُکْمُ رَسُوْلِ اللهِ فِي الصَّدَاقِ وَاَقَلِّ مَا يَكُوْنُ)

فِي كِتَابِ النِّسَائِيِّ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْدَقَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ دِرْعَهُ الْحُطَمِيَّهُ۔

قَالَ عِكْرَمَةُ فَبِيْعَتْ بِخَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ بَعْضَهَا فِي الطِّيْبِ۔

وَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللهِ فَاطِمَةَ فِيْ خَمْلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةِ اَدَمٍ۔

وَفِي الْمُوَطَّا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ جَاءَتْهُ اِمْرَءَةٌ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلًا فَقَامَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا اِيَّاهُ۔ فَقَالَ مَا عِنْدِيْ اِلَّا اِزَارِيْ هٰذَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِنْ اَعْطَيْتَهَا اِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا اِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا۔ فَقَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا۔ فَقَالَ اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا حَدِيْدٍ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا۔

فَقَالَ اَنْكَحْتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

کتاب نسائی میں ہے کہ علی بن ابی طالب نے فاطمہ زہرا (علیہا السلام) کے مہر میں اپنی زرہ حطیمہ نامی دی تھی جس کو پانچ سو درہم میں فروخت کیا گیا۔ اس رقم کا کچھ حصّہ رسُول کریمؐ نے خوشبو میں صرف کیا تھا۔

اور رسُول کریمؐ نے جناب فاطمہ زہرا کو ایک اُونٹ کے بالوں کا کمبل، ایک مشک، ایک چرمی گدا جہیز کے طور پر عطا کیا تھا۔

موطا میں ہے کہ ایک عورت رسُول کریمؐ کے پاس آئی اور اس نے کہا یا رسُول اللہ! مجھ سے شادی کر لیجیے۔ پھر وہ دیر تک کھڑی رہی۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسُول اللہ! اگر آپ شادی نہیں کرنا چاہتے تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیجیے۔ رسُول اللہ نے فرمایا: کیا تیرے پاس اس کے مہر کے لیے رقم ہے؟ اُس نے عرض کی کہ میرے پاس تو اس تہمد کے سوا کچھ بھی نہیں۔ رسُول کریمؐ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس کو یہ دے دیا تو تم ننگے ہو جاؤ گے، کسی دوسری چیز کا بندوبست کرو۔ اس نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کچھ بھی لاؤ ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ اُس نے بہت کوشش کی مگر اس کو کچھ بھی نہ مل سکی۔ اس پر رسُول کریمؐ نے فرمایا کیا تجھے قرآن یاد ہے؟ اُس نے کہا ہاں مجھے فلاں فلاں سورہ یاد ہے۔ پھر اس وقت ارشاد ہُوا کہ مَیں نے اتنے سوروں کے عوض تیرا نکاح اس سے کر دیا۔

قضیہ (۱۶)

مجوسی کا اسلام

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْمَجُوْسِیِّ یُسْلِمُ وَ الْمَرْءَۃُ تُسْلِمُ قَبْلَ زَوْجِھَا یُسْلِمُ)

فِی الْمُدَوَّنَۃِ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ لِغَیْلَانَ بْنِ سَلَمَۃَ حِیْنَ اَسْلَمَ وَ تَحْتَہٗ عَشْرُ نِسْوَۃٍ اُخْتُرْ اَرْبَعًا وَفَارِقْ سَائِرَھُنَّ وَقَالَ فَیْرُوْزُ الدَّیْلَمِیُّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَ تَحْتِیْ اُخْتَانِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ طَلِّقْ اَیَّتَھُمَا شِئْتَ وَ فِیْ مُصَنَّفِ اَبِیْ دَاؤدَ اَنَّ اِمْرَءَۃً اَسْلَمَتْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ تَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ اَسْلَمْتُ وَ عَلِمَتْ بِاِسْلَامِیْ فَانْتَزَعَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ زَوْجِھَا الْاٰخَرِ وَ رَدَّھَا اِلٰی زَوْجِھَا الْاَوَّلِ۔

مدونہ میں ہے کہ جب غیلان اسلام لاچکا تو رسول کریم نے فرمایا کہ تمہارے نکاح میں دس عورتیں ہیں تم چار رکھ سکتے ہو اور باقی چھوڑ دو۔

فیروز دیلمی کا کہنا ہے کہ جب میں اسلام لایا تو اس وقت میرے نکاح میں دو سگی بہنیں تھیں رسول کریم نے فرمایا تم ان میں سے ایک رکھ سکتے ہو۔

اور مصنف ابی داؤد میں ہے کہ ایک عورت عہد رسول اللہ میں اسلام لائی اور اس نے دوسری شادی کر لی۔ اس کا سابق شوہر رسول کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ! میں بھی اسلام لا چکا ہوں اور یہ عورت بھی میرے اسلام سے واقف ہے مگر اس نے دوسری شادی کر لی ہے یہ سن کر رسول کریم نے اس عورت کو اس کے دوسرے شوہر سے علٰحدہ کیا اور شوہر اوّل کے سپرد کر دیا۔

قضیہ (۱۷)

مریض کی زوجہ

(حُكْمُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُعْتَرِض)

وَفِي الْمُوَطَّا اَنَّ رِفَاعَةَ بْنِ سِمْوَالِ طَلَّقَ اِمْرَءَتَهُ تَمِيْمَةَ بِنْت وَهَبَ ثَلَاثًا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ فَنَكَحَتْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَاعْتَرَضَ عَنْهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ اِنْ يَمُسَّهَا فَفَارَقَهَا فَاَرَادَ رِفَاعَةَ اَنْ يَنْكِحَهَا وَهُوَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ الَّذِىْ كَانَ طَلَّقَهَا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيْجِهَا وَقَالَ لَاتَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ۔ وَفِي الْمُوَطَّا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا وَتَذُوْقَ عُسَيْلَتَهُ۔

موطا میں ہے کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو عہد رسالت میں تین طلاقیں دیں۔ عبدالرحمٰن بن زبیر نے اس سے نکاح کر لیا مگر وہ اپنی بیماری کی وجہ سے "لطف ہم بستری" حاصل نہ کر سکے، پھر انھوں نے اس کو طلاق دے دی۔ رفاعہ نے پھر شادی کرنا چاہی اور اُس نے اس کا ذکر رسُول کریمؐ سے بھی کیا۔ آپ نے فرمایا وہ تیرے لیے اُس وقت تک حلال نہیں جب تک لذت جماع نہ حاصل کر لے۔

موطا میں ہے کہ جب تک مرد اس کا مزہ حاصل نہ کر لے اور وہ عورت اس کی لذت سے آشنا نہ ہو جائے۔

قضیہ (۱۸)

بیویوں کی باری

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقَسْمِ بَیْنَ الزَّوْجَاتِ)

وَ فِی الْحَدِیْثِ الثَّابِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمَّا تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَۃَ وَ اَقَامَ مَعَھَا ثَلَاثًا اَرَادَ الْخُرُوْجَ فَاَخَذَتْ بِثَوْبِہٖ فَقَالَ لَیْسَ بِکِ عَلٰی اَھْلِکِ ھَوَانٌ فَاِنْ شِئْتِ سَبْعَۃً عِنْدَکِ وَ سَبْعَۃً عِنْدَ ھُنَّ وَ اِنْ شِئْتِ ثَلَاثَۃً عِنْدَکِ ثُمَّ دُرْتُ فَقَالَتْ بَلْ ثَلَاثٌ۔

حدیث ثابت میں ہے کہ جب رسُول کریمؐ نے ام سلمہ سے نکاح کیا اور ان کے ساتھ تین دن گزارے، پھر دوسری زوجہ کے یہاں جانے لگے تو انھوں نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اس پر آپ نے ارشاد کیا اگر تو چاہے تو میں تیرے پاس سات دن گزار سکتا ہوں لیکن پھر اتنے ہی دن مجھے دیگر ازواج کے پاس بھی گزارنا ہوں گے ورنہ تین دن تمھارے پاس اور اتنے ہی دوسرے ازواج کے پاس جس طرح تم چاہو۔ جناب ام سلمہ نے کہا نہیں تین دن۔

وَ فِی الْمُوَطَّا اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ تَزَوَّجَ جَارِیَۃً شَابَّۃً وَ عِنْدَہٗ بِنْتُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَمَۃَ وَ کَانَتْ قَدْ تَخَلَّتْ فَاٰثَرَ الشَّابَّۃَ فَاسْتَاْدَنَتْ عَلَیْہِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

موطا میں ہے کہ رافع نے ایک جوان لڑکی سے نکاح کیا اور ان کے نکاح میں محمد بن سلمہ کی لڑکی پہلے ہی سے تھی اور وہ اکیلی تھی۔ رافع نے نئی بیوی کو مقدم کیا، تو ان کی پہلی بیوی نے رسُول کریمؐ سے شکایت کی۔ رسُول کریمؐ نے رافع کو حکم دیا کہ تم دونوں میں عدل کرو ورنہ ایک کو چھوڑ دو۔

فَقَالَ یَا رَافِعُ اِعْدِلْ بَیْنَھُمَا وَ اِلَّا فَفَارِقْھَا۔ فَقَالَ لَھَا رَافِعٌ فِیْ اٰخِرِ ذٰلِکَ اِنْ اَحْبَبْتِ اَنْ تَقَرِّیْ عَلٰی مَا اَنْتِ عَلَیْہِ مِنَ الْاَثَرَۃِ قَرَرْتِ وَ اِنْ اَحْبَبْتِ فَارَقْتُکِ۔

قَالَ فَرَضِیَتْ بِذٰلِکَ الصُّلْحِ وَ قَرَّتْ مَعَہٗ

اس پر رافع نے اس سے کہا کہ اگر تم ترجیح کی اسی حالت پر برقرار رہنا چاہتی ہو تو رہو ورنہ میں تمھیں طلاق دے سکتا ہوں۔ یہ سن کر وہ صلح پر راضی ہوگئی۔

قضیہ (۱۹)

رضاعت

(حُكْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّضَاعِ)

فِي الْبُخَارِيِّ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ؟
قَالَ، فَأَفْعَلُ مَاذَا۔ قُلْتُ تَنْكِحُ۔
قَالَ، أَتُحِبِّينَ۔ قُلْتُ لَسْتُ أَنَا بِمُخْلِيَةٍ وَ أُحِبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِيكَ أُخْتِي۔
قَالَ، إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي۔
قُلْتُ، بَلَغَنِي إِنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ۔
قَالَ، ابْنَتُ سَلَمَةَ؟ قُلْتُ نَعَمْ!
فَقَالَ، لَوْلَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَ أَبَاهَا أَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا إِخْوَاتِكُنَّ۔
قَالَ عُرْوَةُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ۔
فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ۔
فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ۔
فَأَعْرَضَ عَنِّي فَأَتَيْتُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ
فَقُلْتُ، إِنَّهَا كَاذِبَةٌ۔
قَالَ، كَيْفَ بِهَا وَ قَدْ زَعَمَتْ إِنَّهَا أَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ۔

بخاری میں ہے کہ ام حبیبہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسُول کریمؐ سے عرض کی: کیا آپ کو ابوسفیان کی (دوسری) بیٹی بھی منظور ہے؟ آپ نے فرمایا کیا مطلب؟ ام حبیبہ نے کہا کہ آپ شادی کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کو برداشت کر سکو گی؟ ام حبیبہ نے کہا میں پہلے ہی آپ کی کون سی اکیلی بیوی ہوں، جہاں اتنی سوکنیں ہیں وہاں ایک بہن بھی سہی۔ اس پر آپ نے ارشاد کیا وہ مجھ پر حلال نہیں (ایک شوہر کے پاس دو سگی بہنیں نہیں رہ سکتیں)۔ ام حبیبہ میں نے سُنا ہے کہ آپ نے دُرّہ کا رشتہ مانگا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا ام سلمہ کی بیٹی؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: اگر وہ میری پروردہ نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہ تھی۔ کیونکہ وہ میرے رضاعی (دودھ شریک) بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اس کے باپ ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے لہٰذا تم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے لیے مجھ سے نکاح کی خواہش نہ کرو۔

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی ایک دن ہمارے پاس ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ جھوٹی ہے یہ سُن کر آپ نے میری طرف سے منہ موڑ لیا میں نے پھر یہی کہا کہ وہ جھوٹی معلوم ہوتی ہے یہ سُن کر آپ نے فرمایا تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو جب اس کو یقین ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، تم اس عورت کو چھوڑ دو۔

قضیہ (۲۰)

خلع

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُلْعِ)

فِي الْمُؤَطَّا اِنَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجَ اِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيْبَةَ عِنْدَ بَابِهٖ فِي الْغَلَسِ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ هٰذِهٖ

قَالَتْ اَنَا حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ۔ قَالَ مَا شَانُكِ

قَالَتْ لَا اَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا۔ فَلَمَّا جَاءَ زَوْجُهَا۔ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ هٰذِهٖ حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَذْكُرَ

فَقَالَتْ حَبِيْبَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّ مَا اَعْطَانِيْ عِنْدِيْ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِثَابِتٍ خُذْ مِنْهَا فَاَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِيْ اَهْلِهَا۔

وَفِي الْبُخَارِيْ قَالَتْ حَبِيْبَةُ مَا اَعْتَبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ۔

قَالَتْ نَعَمْ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا۔

موطا میں ہے کہ حبیبہ ثابت کے نکاح میں تھی۔ ایک دن جو رسول کریمؐ صبح کی نماز کے وقت نکلے تو آپ نے حبیبہ کو تاریکی میں اپنے دروازے کے قریب پایا۔ فرمایا کیا قصہ ہے؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ! اب مَیں اور ثابت ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ جب ثابت آئے تو رسول اللہ نے ان سے فرمایا کہ حبیبہ نے مجھ سے اس بات کا ذکر کیا ہے جس کا ذکر اللہ کو بھی منظور تھا۔ حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ! جو کچھ اس نے دیا ہے وہ سب میرے پاس موجود ہے۔ یہ سُن کر رسول اللہ نے فرمایا: ثابت یہ مال اُس سے لے لو اور اس کو علیحدہ کر دو۔ چنانچہ اُس نے وہ مال اُس سے لے لیا اور وہ اپنے خاندان میں چلی گئی۔

(اور بخاری میں اتنے الفاظ کا اضافہ ہے) کہ اس نے کہا: مجھے نہ اس کے اخلاق سے کسی قسم کی شکایت ہے اور نہ اس کے دین سے کوئی ناراضی بلکہ مَیں اسلام میں کفر کی روش کو ناپسند کرتی ہوں (حقوق شوہر کا احترام نہیں کرسکتی) اس لیے علیحدگی چاہتی ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرتی ہے؟ اس نے عرض کی ہاں۔ تو اس پر رسول اللہ نے ثابت سے فرمایا باغ لے لو اور اس کو طلاق دے دو۔

قضیہ (۲۱)

عورت طلاق پر شاہد عادل پیش کرے

(حُكْمُ رَسُولِ اللّٰهِ فِي الْمَرْءَةِ تُقِيْمُ شَاهِدًا)
(عَدْلًا عَلٰى طَلَاقِ زَوْجِهَا وَالزَّوْجُ مُنْكِرٌ)

روى اَحْمَدُ بْنِ خَالِدٌ قَالَ عَمْرُو بْنِ
شُعَيْب عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اِذَا اِدَّعَتِ
الْمَرْءَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا فَجَاءَتْ عَلٰى ذٰلِكَ
بِشَاهِدٍ وَاحِدٍ عَدْلٍ اِسْتَحْلَفَ زَوْجَهَا فَاِنْ
حَلَفَ بَطَلَتْ عَنْهُ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ وَاِنْ نَكَلَ
فَنُكُوْلُهٗ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ اٰخَرَ وَجَازَ طَلَاقُهٗ۔

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا جب
عورت اپنے شوہر کی طلاق کا دعویٰ کرے تو اس پر اس کو گواہ عادل
لانا ضروری ہے، پھر اس کے شوہر سے حلف لیا جائے گا۔ پس اگر شوہر
اس بات پر حلف اٹھالے کہ اس نے طلاق نہیں دی تو اس گواہ پیش
کردہ کی شہادت باطل ہو جائے گی اور اگر وہ حلف نہ اٹھائے تو اس کا
انکار دوسرے گواہ کی جگہ فرض ہوگا اور اس کی طلاق نافذ ہوگی۔

قضیہ (۲۲)

تخییر

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّخْيِيْرِ)

فِي الْمُدَوَّنَةِ وَغَيْرِهَا عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّهَا قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللهِ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَسْتَعْجِلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْذِنِيْ أَبَوَيْكِ. (وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَايَ لَمْ يَكُوْنَا لِيَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ)

ثُمَّ قَرَءَ "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝"

فَقُلْتُ فِيْ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ.

قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ مَا فَعَلْتُ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا.

مدونہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسُول کریمؐ کو اپنے ازواج کے بارے میں تخییر کا حکم ہُوا تو آپ نے مجھ سے ابتدا کی۔ آپ نے فرمایا: مَیں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، جلدی کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم اپنے والدین سے مشورہ کر سکتی ہو اور ان سے اجازت لے سکتی ہو۔

(حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: رسُول اللہؐ جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے آپ سے جدا ہونے کا حکم نہیں دے سکتے) پھر اس کہنے کے بعد آپ نے آیت پڑھی کہ اے رسُول اپنے ازواج سے کہہ دو کہ اگر تم ساز و سامان دنیوی کی طالب ہو تو آؤ مَیں تمہیں کچھ دے دلا کر خوب صورتی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم خدا و رسول اور دار آخرت کی خواہشمند ہو تو جو تم میں سے نیک بیویاں ہیں ان کے لیے آخرت میں بڑے مدارج و مراتب ہیں۔

مَیں نے یہ سُن کر کہا کیا آپ کا مقصد اس بارے میں والدین سے مشورہ لینے کا ہے تو میں اللہ اور رسُول اور دار آخرت کی طلبگار ہوں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پھر تمام ازواج نے وہی کہا جو مَیں نے کہا تھا اور اس کو طلاق نہیں کہتے)۔

قضیہ (٢١٣)

تحریم حلال

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ فِيْ يَمِيْنِهٖ فِيْمَنْ حَرَّمَ مِلْكَ الْيَمِيْنِ)

فِيْ مَعَانِيْ الزَّجَاجِ وَالنَّحَّاسِ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ اِبْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرِبُ عِنْدَهَا عَسَلًا - فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَيَّتُنَا جَاءَهَا فَلْتَقُلْ اِنِّيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ -

معانی الزجاج میں ہے کہ رسول کریمؐ زینبؓ بنت جحش کے یہاں زیادہ دیر تک ٹھہرتے تھے اور شہد کا شربت نوش فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ پھر میں اور حفصہ نے آپس میں یہ صلاح کی کہ ہم میں سے جس کسی کے پاس آئیں وہ یہی کہے کہ آپ کے دہن سے مغافیر کی بو آتی ہے۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ يَكْرَهُ اَنْ يُوْجَدَ مِنْهُ رِيْحٌ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ اِلٰى دَارِهَا -

فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ اَشُمُّ مِنْكَ رِيْحَ الْمَغَافِيْرِ ثُمَّ جَاءَ اِلَى الْاُخْرٰى - فَقَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ وَلَا اَعُوْدُ -

(اور رسول کریمؐ اس چیز کو سخت ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے منہ سے کسی قسم کی بو آئے) جب رسول کریمؐ حفصہؓ کے گھر آئے تو انھوں نے یہی کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ پھر دوسری (زوجہ) کے پاس گئے تو اس نے بھی کہا۔ اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو اب ایسا نہ ہوگا۔

وَقَالَ النَّحَّاسُ اِنَّهٗ حَرَّمَهٗ اِنَّهٗ حَلَفَ عَلٰى ذٰلِكَ وَجَاءَ فِي التَّفْسِيْرِ وَهُوَ الْاَكْثَرُ وَذَكَرَ النَّحَّاسُ اَيْضًا اَنَّ النَّبِيَّ خَلَا بِجَارِيَةٍ مَارِيَةَ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ يَوْمِ عَائِشَةَ -

نحاس اور زجاج کا کہنا ہے کہ آپ نے اس کو اپنے لیے حرام کرلیا تھا اور اس کے عدم استعمال پر قسم کھائی تھی۔

نحاس نے ذکر کیا کہ رسول کریمؐ نے حضرت عائشہؓ کے "مخصوص دن" میں اپنی کنیز ماریہ سے حضرت حفصہ کے گھر میں خلوت فرمائی جب

قَالَ النَّحَّاسُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ فَوَقَفَتْ عَلَى الْبَابِ وَهُوَ مُغْلَقٌ فَجَلَسَتْ حَتّٰى فَتَحَ الْبَابَ رَسُوْلُ اللهِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ حَقَّرْتَنِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا كَانَ فِيْ نِسَائِكَ اَهْوَنُ عَلَيْكَ مِنِّيْ -

دروازہ کھلا تو حضرت حفصہؓ نے کہدیا یا رسول اللہ! آپ نے میری سخت توہین کی اور شاید مجھ سے زائد آپ کی بیویوں میں کوئی ذلیل و حقیر نہ ہوگا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ لَا تُخْبِرِيْ عَائِشَةَ بِذٰلِكَ - فَقَالَتْ لَهٗ لَسْتُ اَفْعَلُ وَحَرَّمَ مَارِيَةَ عَلٰى

رسول کریمؐ نے فرمایا اچھا جو ہوا سو ہوا اب اس کی خبر عائشہؓ کو نہ ہونے پائے۔ انھوں نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا۔ پھر آپ نے ماریہ کو اپنے لیے حرام کرلیا۔

لیکن ہوا یہ کہ حضرت حفصہ نے عائشہؓ کو سارا قصہ کہہ سنایا

نَفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ حَلَفَ ذٰلِكَ اَيْضًا فَاَعْلَمَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ الْخَبَرَ وَ اسْتَكْتَمَتْهَا اِيَّاهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ۔

قَالَ اللّٰهُ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ۔

فَاَعْلَمَ اللّٰهُ اَنَّ التَّحْرِيْمَ عَلٰى هٰذَا التَّفْسِيْرِ لَا يُحَرِّمُ۔

فَقَالَ لِنَبِيِّهٖ "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ فَلَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ اَنْ يُحَرِّمَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَهٗ۔

اور ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم چھپائے رکھنا لیکن خداوند کریم نے رسولؐ کو تمام معاملہ سے مطلع کر دیا۔ آیت اُتری۔ یاد کرو اس وقت کو جب ہمارا نبی بعض ازواج سے ایک راز کی بات کہہ رہا تھا لیکن ہُوا یہ کہ اس بی بی نے دوسری بی بی کو سب کچھ بتا دیا اور جب انھوں نے دوسرے کو بتا دیا تو اللہ نے بھی اپنے نبی کو سب کچھ بتا دیا پھر پیغمبر بعض کو سمجھ گیا اور بعض سے بے پرواہ ہو گیا۔

لہٰذا معلوم ہُوا کہ خداوند کے ارشاد کے مطابق تحریم سے کوئی شے حرام نہیں ہوتی۔

چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے کہ اے پیغمبر تم کیوں حلال چیزوں کو بیبیوں کی رضاجوئی کے لیے اپنے لیے حرام کر رہے ہو۔

قضیہ (۲۴)

بچہ کس کے پاس رہے؟

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْحَضَانَةِ وَ اَنَّ الْاُمَّ اَحَقُّ بِالْوَلَدِ)

فِيْ مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَنَّ امْرَاَةً طَلَّقَهَا زَوْجُهَا وَاَرَادَ اَنْ يَنْتَزِعَ وَلَدَهَا مِنْهَا فَجَاءَتِ النَّبِيَّ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا كَانَ بَطْنِيْ وِعَاءً وَثَدْيِيْ لَهٗ سِقَاءً وَحِجْرِيْ لَهٗ حِوَاءً وَاِنَّ اَبَاهُ طَلَّقَنِيْ وَاَرَادَ اَنْ يَنْتَزِعَهٗ مِنِّيْ۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ایک عورت کو اُس کے شوہر نے طلاق دے دی اور اس سے اس کا بچہ بھی لینا چاہا۔ وہ رسُول کریمؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسُول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اس کی قیام گاہ تھا میرے پستان اس کے لیے مشکیزہ تھے میری رانیں اس کا گہوارہ تھیں، اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب وہ اس کو بھی لے جانا چاہتا ہے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْتِ اَحَقُّ بِهٖ مَا لَمْ تَتَزَوَّجِيْ۔

رسُول کریمؐ نے فرمایا جب تک تُو دوسری شادی نہیں کرتی اس کی زائد حقدار تُو ہے۔

وَفِي الْمُدَوَّنَةِ مِثْلُهٗ وَفِيْ مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ كَانَتْ اُمٌّ وَاَبٌ يَخْتَصِمَانِ فِي ابْنٍ لَهُمَا فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ اَنَّ زَوْجِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَذْهَبَ بِابْنِيْ وَقَدْ اَسْقَانِيْ مِنْ بِئْرِ اَبِيْ عِنَبَةَ۔

اور مدونہ میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک ماں اور باپ بچہ کے بارے میں جھگڑتے ہوئے حاضر خدمت رسُول ہوئے۔ اس عورت نے عرض کی یارسُول اللہ میرا شوہر میرے لڑکے کو مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے اور (یہ میرا لڑکا ہی تو ہے جو مجھے ابوعتبہ کے کنوئیں سے پانی پلاتا ہے)۔

فَقَالَ النَّبِيُّ يَا غُلَامُ هٰذَا اَبُوْكَ وَهٰذِهٖ اُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ اَيِّهِمَا شِئْتَ فَاَخَذَ بِيَدِ اُمِّهٖ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ۔

رسُول کریمؐ نے فرمایا لڑکے! یہ رہا تیرا باپ اور یہ ہے تیری ماں۔ جس کا دل چاہے ہاتھ پکڑ کر چلا جا۔ لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے لے کر چلی گئی۔

وَفِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ لَمَّا اعْتَمَرَ عُمْرَةَ الْقَضَاءِ وَانْقَضَى الْاَجَلُ الَّذِيْ كَانَ قَاضٰى عَلَيْهِ اَهْلَ مَكَّةَ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اُخْرُجْ عَنَّا فَخَرَجَ النَّبِيُّ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ۔ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُوْنَكِ

بخاری میں ہے کہ رسُول کریمؐ نے جب عمرۃ القضا ادا فرمایا اور وہ مدت معہودہ گزر گئی تو اہلِ مکہ حضرت علی رضؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اپنے دوست سے کہو کہ اب وہ تشریف لے جائیں۔ جب رسُول کریمؐ جانے لگے تو جناب حمزہ رضؓ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی ہوئی باہر نکلیں۔ حضرت علی رضؓ نے بڑھ کر صاحبزادی کو اٹھالیا اور جناب فاطمہ زہرا سے

اِبْنَةُ عَمِّكَ فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَ زَيْدٌ وَجَعْفَرٌ

فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّيْ

وَقَالَ جَعْفَرٌ اِبْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ

وَقَالَ زَيْدٌ بِنْتُ اَخِيْ

فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ

وَقَالَ لِعَلِيٍّ " اَنْتَ مِنِّيْ ، وَاَنَا مِنْكَ "

قَالَ لِلْآخَرِ (جَعْفَرَ) اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ

وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا۔

کہا کہ اس کو سنبھالو، یہ تمھارے چچا کی بیٹی ہے۔

لیکن ہُوا یہ کہ حضرت علی، زیدؓ اور جناب جعفرؓ یہ سب اس لڑکی کی پرورش کی ذمّہ داری اپنے سر لینے پر مُصر ہو گئے۔

حضرت علیؓ کا کہنا تھا کہ یہ میری چچازاد بہن ہے۔

جناب جعفرؓ کہتے تھے کہ یہ میری چچازاد بہن ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔

زیدؓ کا خیال تھا کہ یہ ان کی بھتیجی ہے۔

پھر رسُول کریمؐ نے کہا: چونکہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے لہٰذا لڑکی اس کی خالہ کے سپرد کر دو اور پھر ہر ایک کو بُلا کر کہنے لگے۔

حضرت علیؓ سے فرمایا: "یا علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔"

جناب جعفرؓ سے فرمایا: "جعفر تم مجھ سے خَلق و خُلق میں مشابہ ہو۔"

اور زیدؓ سے فرمایا: "تم میرے برادرِ اسلامی اور میرے ساتھی ہو!"

قضیہ (۲۵)

ظہار

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ فِي الظِّهَارِ وَبَيَانِ مَا اَنْزَلَ اللهُ فِيْهِ)

مِنْ مَعَانِي الزَّجَّاجِ وَغَيْرِهَا اَنَّ خُوْلَةَ بِنْتَ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيَةِ جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ۔

فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنَّ اَوْسَ بْنِ الصَّامِتِ تَزَوَّجَنِيْ وَاَنَا شَابَّةٌ مَرْغُوْبٌ فِيَّ فَلَمَّا خَلَا سِنِّيْ وَنَثَرْتُ بَطْنِيْ اَيْ كَثُرَ وَلَدِيْ جَعَلَنِيْ عَلَيْهِ كَاُمِّهٖ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ مَا عِنْدِيْ فِيْ اَمْرِكِ شَيْءٌ نَشَكَتْ اِلَى اللهِ۔

وَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْكُوْا اِلَيْكَ اِنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ فِيْمَا قَالَتْ اِنَّ لِيْ صِبْيَةٌ صِغَارًا اِنْ ضَمَمْتُمْ اِلَيَّ جَاعُوْا فَاَنْزَلَ اللهُ كَفَّارَةَ الظِّهَارِ

وَذَكَرَ الْمُفَضَّلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَهٗ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَعْتِقَ رَقَبَةً قَالَ لَا وَاللهِ۔

قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ لَا وَاللهِ۔

قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا۔

قَالَ لَا وَاللهِ مَا عِنْدِيْ۔

فَاَعَانَهُ النَّبِيُّ بِخَمْسَةِ عَشَرَ صَاعًا وَاَعَانَهُ اٰخَرُ بِخَمْسَةِ عَشَرَ صَاعًا فَاَعْطَاهَا سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ۔

معانی زجاج میں ہے کہ خولہ رسُول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئیں:

یارسُول اللہ! اوس نے مجھ سے شادی کی تھی اس وقت میں جوان رعنا اور دل کش خاتون تھی۔ پھر جب میری جوانی پرانی ہونے لگی کثرتِ اولاد سے میرا پیٹ بڑھنے لگا تو اس نے مجھے اپنی ماں کے مثل ٹھہرا دیا۔ اس پر رسُول کریمؐ نے فرمایا: میرے پاس تیرے لیے کوئی حکم نہیں (اس وقت تک اس سلسلہ میں حکم الٰہی نہیں پہنچا تھا اور رسُول بغیر حکم الٰہی کچھ نہیں کہتا) یہ سُن کر اس نے اللہ سے فریاد کی اور آنحضرتؐ سے یہ بھی کہا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر یہ میرے پاس رہیں گے تو بھوکے مریں گے تو اس وقت اللہ کی طرف سے آیت اُتری اور ظہار (بیوی کی پشت کو ماں کی پشت کہنا) کا کفارہ معین ہُوا۔

رسُول کریمؐ نے اُس کے شوہر کو بلا کر فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا متواتر روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں

اس وقت رسُول کریمؐ نے اس کو پندرہ صاع اور ایک دوسرے شخص نے ۱۵ صاع (جَو یا گیہوں) کے دیئے جو اس نے ساٹھ مسکینوں کو دے دیئے۔ نصف صاع ہر مسکین کے حصّہ میں آیا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسُول کریمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ میرے پاس ایک ایسا ٹوکرا لاؤ جو ساٹھ کھجوروں سے

وَفِیْ حَدِیْثٍ اٰخَرَ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ لِعَلِیٍّ اِئْتِنِیْ بِمِکْتَلٍ فِیْہِ سِتُّوْنَ مُدًّا مِنْ تَمْرٍ فَاَتَاہُ۔
فَقَالَ اَطْعِمْہُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا عَنْ نَفْسِکَ وَاَھْلِکَ قَالَ اُدُسُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا یُمْسِیْ وَیُصْبِحُ اَحَدٌ اَحَقُّ بِھٰذَا الْمِکْتَلِ مِنِّیْ وَمِنْ اَھْلِیْ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ کُلْہُ اَنْتَ وَاَھْلُکَ۔

بھرا ہو۔ جب حضرت علی رضؓ ایسا ٹوکرا لے کر آئے تو رسُول کریمؐ نے اُس سے کہا کہ یہ تو اپنے اور اپنی گھروالی کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو دے دے۔
اُس نے کہا یا رسُول اللّٰہ! میرے ماں باپ آپؐ فدا ہوں عنقریب ایسے دن آنے والے ہیں جو مجھ کو اور میرے بچّوں کو اس ٹوکرے کا سب سے زائد حقدار کر دیں گے۔
یہ سُن کر رسُول کریمؐ مسکرائے اور کہا اچھا تم اور تمہارے بچّے اس کو لے جائیں۔

قضیہ (۲۶)

لعان

(حکم رسول اللہ فی اللعان و الحاق الولد بامہ)

فی الموطا و البخاری عن الزہری ان عویمر العجلانی جاء الی عاصم بن عدی الانصاری فقال لہ ارایت رجلا وجد مع امراتہ رجلا ایقتل فتقتلونہ ام کیف یفعل سل یا عاصم عن ذلک رسول اللہ۔

فسئل عن ذلک رسول اللہ فکرہ علیہ السلام مسئلۃ السائل حتی کبر علی عاصم ما سمع من رسول اللہ۔

فلما رجع عاصم الی اہلہ جاء عویمر فقال یا عاصم ماذا قال لک رسول اللہ فی المسئلۃ التی سئلتہ عنہا۔

فقال عاصم لم تاتنی بخیر قد کرہ رسول اللہ المسئلۃ التی سئلتہ عنہا۔

فقال عویمر واللہ لا انتہی حتی اسئلہ عنہا فاقبل عویمر حتی اتی النبی وسط الناس

فقال یا رسول اللہ ارایت رجلا وجد مع امراتہ رجلا ایقتلہ فتقتلونہ ام کیف یفعل

فقال رسول اللہ قد انزل اللہ فیک و فی صاحبتک فاذہب فات بہا قال سہل

موطا میں ہے کہ عویمر، عاصم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو دیکھے تو کیا کرے۔ آیا وہ اسے قتل کردے، پھر مقتول کے وارث اس کو قتل کردیں یا (آخر) کیا کرے۔ آپ یہ مسئلہ رسول کریمؐ سے دریافت کرلیں۔

جب عاصم نے رسُول کریمؐ سے پوچھا تو آپ نے اس سوال پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور یہ اظہار عاصم پر گراں گزرا جب عاصم گھر لوٹے تو عویمر پہنچے اور کہا، آپ نے رسُول اللہ سے دریافت کیا؟ حضرتؐ نے کیا فرمایا؟

عاصم نے کہا، آپ نے فرمایا تم کوئی اچھا مسئلہ میرے پاس لے کر نہیں آئے جب میں نے رسُول کریمؐ سے پوچھا تو آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ عویمر نے کہا واللہ جب تک اس مسئلہ کو دریافت نہ کروں گا باز نہ آؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ چلے اور رسُول کریمؐ کے پاس پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا فیصلہ اس بارہ میں ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کے ساتھ غیر مرد کو دیکھے۔ کیا وہ اسے قتل کردے؟ پھر اس مقتول کے ورثاء اس کو قتل کردیں؟ یا وہ کیا کرے۔ اس وقت رسُول کریمؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری زوجہ کے بارے میں حکم صادر فرمادیا ہے جا اور اپنی بیوی کو لے آ (پھر عویمر اپنی بیوی کو لے آیا) اور دونوں نے رسُول کریمؐ کے سامنے لعان کیا۔ جب لعان سے فراغت ہوئی تو عویمر نے کہا: یا رسول اللہ! اگر اب میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے۔ پھر عویمر نے رسُول کریمؐ

فَتَلَاعَنَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا
قَالَ عُوَيْمِرُ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ
النَّبِيُّ ـ

وَفِي الْبُخَارِيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ
لَهُمَا حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ
مِنْكُمَا تَائِبٌ قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (وَفِي الْمُسْتَخْرَجِ)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِلرَّجُلِ قَبْلَ اللِّعَانِ اَنْزِعْ
عَمَّا قُلْتَ تُجْلَدُ وَتَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ يَتُوْبُ اللّٰهُ
عَلَيْكَ

فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ
يُرَدِّدُهَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى الْمَرْاَةِ
فَقَالَ يَا فُلَانَةُ اِتَّقِي اللّٰهَ وَبُوْئِيْ بِذَنْبِكِ
يَرْحَمْكِ اللّٰهُ اَوْ تَتُوْبِيْ اِلَى اللّٰهِ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْكِ
فَقَالَتْ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ كَذَبَ
فَقَالَ لَهَا ذٰلِكَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ
وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ
اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ
بِاللّٰهِ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قُمْ فَتَشَهَّدْ ـ
قَالَ اَقُوْلُ مَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ
قَالَ قُلْ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّيْ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ
اَرْبَعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ خَمِّسْ، قَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ فَمَاذَا اَقُوْلُ قَالَ قُلْ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيَّ اِنْ
كُنْتُ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ دَعَا الْمَرْاَةَ

کے کچھ کہنے سے پیشتر اس کو تین طلاقیں دے دیں۔

اور بخاری میں اس کی وضاحت یوں ہے کہ رسُول کریمؐ نے دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں کا محاسبہ کرنے والا اللہ ہے۔ تم میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے تو کیا تم میں کا جھوٹا توبہ کرنے پر تیار ہے؟

اور مستخرج میں یہ ہے کہ رسُول کریمؐ نے عویمر کے لعان سے قبل یہ فرمایا کہ تو اب بھی اپنے قول کو واپس لے لے تجھ پر حدِ قذف لگائی جائے گی اور پھر تیری طرف سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ ہو جائے گی اور اللہ تیری توبہ قبول فرمائے گا۔ اس نے کہا بخدا میں نے سچ کہا ہے اور یہ فقرہ چار بار کہا اور رسُول کریمؐ بھی اس کو بار بار کہتے رہے۔ پھر آپ عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عورت اللہ سے ڈر اور اپنے گناہ کا اقرار کر۔ اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔

تو اس نے بھی یہ کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے یہ شخص جھوٹا ہے اور اس نے مجھ پر جھوٹی تہمت لگائی ہے پھر قرآن مجید کی آیت اتری: "جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور کوئی گواہ ان کو نہ مل سکے تو مدعی کو چاہیے کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر شہادت دے۔"

پھر رسُول کریمؐ نے فرمایا اٹھ اور شہادت دے۔

اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا۔ تو چار مرتبہ یوں کہہ: میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہہ کہ اگر میں نے جھوٹ کہا ہو تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔

پھر آپ نے عورت کو طلب کیا اور فرمایا۔ کیا تو گواہی دے گی یا تجھے سنگسار کیا جائے؟ اس نے کہا نہیں میں اپنی عصمت کی شہادت دوں گی چنانچہ اس نے چار بار کہا: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ پھر رسُول کریمؐ نے فرمایا، پانچویں بار تم یہ کہو کہ اگر وہ سچا

فَقَالَ اَتَشْهَدِيْنَ اَوْ نَرْجُمُكَ قَالَتْ بَلْ اَشْهَدُ

قَالَ قُوْلِيْ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ خَمِّسِيْ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَقُوْلُ قَالَ قُوْلِيْ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَيَّ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ نَفَعَلَتْ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قُوْمَا فَقَدْ فَرَّقْتُ بَيْنَكُمَا وَوَجَبَتِ النَّارُ لِاَحَدِكُمَا وَالْوَلَدُ لِلْمَرْءَةِ۔

ہے تو خدا کا غضب مجھ پر نازل ہو۔ جب اس نے یہ فقرہ کہہ دیا تو آپؐ نے فرمایا: اچھا اب تم دونوں جاؤ میں نے تم دونوں میں تفریق کردی اور تم میں سے ایک کے لیے جہنم یقینی ہے۔ پھر فرمایا مگر لڑکا ماں ہی کا ہوگا۔

قضیہ (۲۷)

فرزند ماں کے ساتھ رہے

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَمْعِ بَيْنَ الْاُمِّ وَوَلَدِهَا)

فِي الْحَدِيْثِ الثَّابِتِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقَلَّدُ وَالِدَةٌ عَنْ وَلَدِهَا (وَيُرْوٰى عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ) اِنَّهٗ قَالَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَ وَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(وَفِي الْمُدَوَّنَةِ) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ السَّبْيُ صَفَّهُمْ وَقَامَ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا رَاٰى اِمْرَاَةً تَبْكِيْ قَالَ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ۔

فَتَقُوْلُ بِيْعَ اِبْنِيْ بِيْعَتْ اِبْنَتِيْ فَيَاْمُرُهُمْ فَيَرُدُّ اِلَيْهَا۔

(وَعَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ) عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ اَبَا اُسَيْدَ الْاَنْصَارِيَّ قَدِمَ بِسَبْيٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَقَدْ صَفَّهُمْ فَاِذَا اِمْرَاَةٌ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ؟

فَقَالَتْ بِيْعَ اِبْنِيْ فِيْ بَنِيْ عَبْسٍ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِاَبِيْ اُسَيْدٍ لَتَرْكَبَنَّ فَتَلْحَقُ بِهٖ كَمَا بِعْتَهٗ بِالثَّمَنِ فَرَكِبَ اَبُوْ اُسَيْدٍ فَجَاءَ بِهٖ۔

حدیث ثابت میں ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے: کوئی ماں اپنے بچے کے سلسلہ میں پریشان نہ کی جائے اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ جو ماں اور بچے کے درمیان جدائی ڈالے خداوند عالم روز محشر اس کے اور اس کے (جگری) دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔

اور مدونہ میں جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ جب رسول کریمؐ کے پاس قیدی آتے تو آپ ان سب کو ایک صف میں کھڑا کرتے اور ان کی طرف بغور ملاحظہ فرماتے جب کسی عورت کو روتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے کہ تو کیوں رو رہی ہے؟ وہ کہتی کہ میرا لڑکا یا لڑکی بیچ ڈالی گئی ہے۔ اس وقت رسول کریمؐ حکم دیتے کہ اس کا بچہ واپس کیا جائے۔

اور جعفر بن محمد راوی ہیں کہ ابو اسید انصاری بحرین سے کچھ قیدی رسول کریمؐ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے ان کو صف میں کھڑا کیا اس وقت آپ کی نظر ایک عورت پر پڑی جو رو رہی تھی آپ نے پوچھا کہ تو کیوں رو رہی ہے؟ اس نے کہا کہ میرا بچہ بنی عبس میں فروخت ہو گیا ہے اس وقت رسول اللہؐ نے ابو اسید سے فرمایا کہ تم اسی وقت سوار ہو کر جاؤ اور جس قیمت پر فروخت کیا ہے اسی قیمت پر خرید کرو اور اس عورت سے اس کو ملا دو۔

یہ سن کر ابو اسید گئے اور اس کو لے آئے۔

حسین بن عبد اپنے دادا ضمیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریمؐ ضمیرہ کی ماں کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہے

(وَعَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ) ابْنِ ضُمَيْرَةَ عَنْ جَدِّهِ ضُمَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِاُمِّ ضُمَيْرَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ؟
فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ اَجَائِعَةٌ اَنْتِ اَعَارِيَةٌ اَنْتِ؟
فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فُرِّقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنِيْ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَى الَّذِيْ عِنْدَهُ ضُمَيْرَةُ فَدَعَاهُ فَابْتَاعَهُ مِنْهُ بِبَكْرٍ قَالَ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ ثُمَّ اَقْرَاَنِيْ كِتَابًا عِنْدَهُ۔
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ لِاَبِيْ ضُمَيْرَةَ وَاَهْلِ بَيْتِهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَهُمْ وَاِنَّهُمْ اَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ اِنْ اَحَبُّوْا اَقَامُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ اَحَبُّوْا رَجَعُوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَلَا يُعْرَضُ لَهُمْ اِلَّا بِحَقٍّ وَمَنْ لَقِيَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيُوْصِ بِهِمْ خَيْرًا وَكَتَبَهُ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ

آپ نے فرمایا کہ تم کیوں رو رہی ہو؟ کیا تم بھوکی ہو یا لباس کی حاجت ہے؟
یہ سُن کر اُم ضمیرہ نے کہا یا رسول اللہ! میرا بچہ مجھ سے جدا کر دیا گیا ہے۔
اس وقت رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ بچے کو ماں سے جُدا نہ کرنا چاہیے۔ پھر ایک آدمی کو اس شخص کے پاس بھیجا جس کے پاس ضمیرہ تھا اور اُس سے ایک اُونٹ کے عوض اُس کو خرید لیا۔
ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ پھر مجھے ایک تحریر پڑھوائی اور وہ تحریر یہ تھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ تحریر اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے ابوضمیرہ اور اس کے خاندان کے لیے۔ اطلاع دی جاتی ہے کہ رسول اللہ نے اُن کو آزاد کیا اور وہ عرب کے خاندان سے ہیں اگر چاہیں تو رسول کریمؐ کے پاس مقیم رہیں اور اگر پسند کریں تو اپنے قبیلے والوں کے پاس چلے جائیں ان سے سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہا جائے گا اور مسلمانوں میں سے جو بھی ان سے ملاقات کرے ان کو خیر کی وصیت و ہدایت کرے۔
اس تحریر کو اُبیّ بن کعب نے لکھا ہے۔

قضیہ (۲۸)

شہادت، قسم، حلف

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كِتَابِ الْاَقْضِيَةِ)

فِي الْحُقُوْقِ بِالظَّاهِرِ وَ بِالْيَمِيْنِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ عِنْدَ عَدَمِ الْبَيِّنَةِ وَفِي الْمُتَدَاعِيَيْنِ يُقِيْمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بَيِّنَةً وَيَتَكَافَيَانِ وَكَيْفَ يَحْلِفُ الْمُسْلِمُ وَالْكَافِرُ۔

فِي الْمُوَطَّا وَالْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ۔

(وَفِيْ حَدِيْثٍ آخَرَ) فِي الْبُخَارِيِّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّهٗ يَاْتِي الْخَصْمَانِ فَلَعَلَّ بَعْضًا اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ اَقْضِيْ لَهٗ بِذٰلِكَ وَاَحْسَبُ اَنَّهٗ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ فَلْيَاْخُذْهَا اَوْ لِيَدَعْهَا۔

(وَفِيْ مُصَنَّفِ اَبِيْ دَاوٗدَ) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ۔ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُرْسِلُنِيْ وَاَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ لَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ وَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ حَتّٰى

موطا، بخاری، مسلم میں ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: میں تم جیسا انسان ہوں اور جب تم جھگڑتے ہوئے میرے پاس آتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے دلائل زائد دل نشین انداز سے بیان کرے اور میں اسی کے مطابق فیصلہ کر دوں، یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ سچا ہے (اور واقعی وہ سچا نہ ہو) تو جس شخص کو میں اس کے بھائی سے حق دلاؤں تو وہ اس سے کچھ نہ لے اور (وہ یہ سمجھے) کہ میں اس کو آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں، اب چاہے وہ اس کو لے چاہے چھوڑ دے۔

اور مصنف ابی داؤد میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ جب رسول کریمؐ نے مجھے یمن بھیجنا چاہا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں ابھی کمسن ہوں اور علم قضا میں مجھے خاص دسترس بھی نہیں۔ اس پر رسول کریمؐ نے مجھے دعا دی کہ اللہ تمہارے دل کو نور ہدایت سے منور کرے گا اور تمہاری زبان کو ثبات حق عطا کرے گا۔ دیکھو جب دو فریق تمہارے سامنے بیٹھیں تو جب تک دونوں آدمیوں کا بیان نہ سن لو فیصلہ نہ کرنا کیونکہ ہر ایک کا بیان سن کر تم زائد صحیح فیصلہ پر پہنچ سکتے ہو۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں ہمیشہ فیصلے کرتا رہا اور کوئی فیصلہ کرتے وقت مجھے کسی قسم کا تردد و شبہ نہ ہوا۔

اور بخاری میں عبداللہ بن مسعود سے نقل ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا جو شخص اس لیے قسم کھائے کہ دوسرے کا کچھ مال ہڑپ کر سکے، وہ خدا کے سامنے اس حالت میں جائے گا کہ خدا اس پر بے حد غضب ناک

تَسْمَعُ كَلَامَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ
أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ ـــ قَالَ فَمَا زِلْتُ
قَاضِيًا وَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ ـــ (وَفِي
الْبُخَارِيِّ) عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ امْرُؤٌ وَعَلَى يَمِينِ
صَبْرًا يَقْتَطِعُ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ
اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ
"إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا
قَلِيلًا" الآيَة ـــ فَجَاءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللهِ
يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِي رَجُلٍ۔

(وَرَوَى الْأَشْعَثُ) أَنَّ رَجُلًا مِنْ حَضْرَ
مَوْت وَرَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ اِخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَرْضٍ بِالْيَمَنِ۔
فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ أَرْضِي اِغْتَصَبَهَا أَبُو هٰذَا۔
فَقَالَ الْكِنْدِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ أَرْضِي وَرِثْتُهَا
عَنْ أَبِي ـــ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِلْحَضْرَمِيِّ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ ـــ فَقَالَ لَا لٰكِنْ يَحْلِفُ
بِاللهِ مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي غَصَبَهَا أَبُوهُ فَتَهَيَّأَ
الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِينِ ـــ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطَعُ رَجُلٌ مَالًا بِيَمِينٍ إِلَّا لَقِيَ
اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَتَرَكَهَا الْكِنْدِيُّ

(وَفِي مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ الْمُدَوَّنَةِ) إِنَّ
رَجُلَيْنِ تَخَاصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي أَرْضٍ فَأَقَامَا بَيِّنَتَيْنِ فَتَكَافَيَا فَقَسَمَهَا نَبِيُّ
اللهِ بَيْنَهُمَا۔

ہوگا چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ "بے شک جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت پر خریدتے ہیں الخ"

اتنے میں اشعث آئے اور عبداللہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا یہ آیت میرے اور ایک آدمی کے بارے میں اتری ہے۔

اشعث روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرموت کا اور ایک آدمی کندہ سے دونوں رسول کریم ؐ کے پاس ایک یمنی زمین کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے۔

حضرموت والے نے کہا کہ میری زمین اس کے باپ نے غصب کر لی ہے۔

کندی نے کہا کہ یہ زمین میری ہے اور میں نے اپنے باپ سے ورثہ میں پائی ہے۔

اس پر رسول کریم ؐ نے حضرمی سے کہا کہ کیا تمھارے پاس کوئی ثبوت ہے؟

حضرمی نے کہا نہیں، لیکن یہ کندی اگر قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ وہ اپنے باپ کی اس غاصبانہ کارروائی سے واقف نہیں، تو میں چھوڑ دوں گا۔

کندی قسم کھانے پر آمادہ ہوا تو رسول کریم ؐ نے فرمایا: "جو شخص کسی کا مال قسم کے ذریعے سے ہتھیانے کی کوشش کرے وہ اللہ سے ایسے حال میں ملاقات کرے گا کہ خدا اس پر غضب ناک ہوگا۔" یہ سن کر کندی نے وہ زمین چھوڑ دی۔

اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ دو شخص رسول کریم ؐ کے پاس ایک زمین کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے اور دونوں نے گواہیاں پیش کیں تو رسول کریم ؐ نے وہ زمین ان دونوں میں برابر تقسیم کر دی۔

اور "دلائل" میں ہے کہ دو شخص ایک معاملہ میں جھگڑتے ہوئے

(وَفِي حَدِيثٍ) آخَرَ وَلَمْ يَثْبُتْ بَعْدَ أَيْمَانِهِمَا

(وَفِي الدَّلَائِلِ) إِنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ فَجَاءَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِشُهُودٍ عُدُولٍ عَلَىٰ حِدَّةٍ فَأَسْهَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ تَقْضِي بَيْنَهُمَا (وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ) إِنَّ رَجُلَيْنِ تَنَازَعَا فِي بَيْعٍ وَلَيْسَتْ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ أَحَبَّا أَوْ كَرِهَا۔

(وَفِي الْبُخَارِيِّ) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ۔

(وَفِي الْحَدِيثِ) الثَّابِتِ أَسْنَدَهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِشَاهِدٍ وَيَمِينٍ۔

(وَذَكَرَ الْقَاضِي) ابْنَ ذَرْبٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَقَرَّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَادَ عَنِ الْإِقْرَارِ وَقَالَ لِلرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَامَ مَنْ أَقْرَرْتُ عِنْدَكَ فَلَمْ يُعَنِّفْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا سَطَا عَلَيْهِ حَتَّى أَتَى خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالَ أَنَا سَمِعْتُ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَبِلَ مِنْهُ شَهَادَتَهُ كَشَهَادَتَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ۔

(وَذَكَرَ غَيْرُهُ) إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلَ شَهَادَتَهُ وَسَمَّاهُ خُزَيْمَةَ ذَا الشَّهَادَتَيْنِ۔

رسُول کریمؐ کی خدمت میں آئے اور ان میں سے ہر ایک نے عادل گواہ پیش کیے تو رسُول کریمؐ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور کہا خدایا تو ہی ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرنا۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ دو شخص ایک سودے کے بارے میں تنازعہ کرتے ہوئے رسُولؐ کے پاس آئے اور ان میں سے کسی کے پاس بھی گواہ نہ تھے، تو رسُول کریمؐ نے قرعہ ڈالا کہ ان دونوں میں سے کون قسم کھائے، خواہ خوشی سے قسم کھائے یا کراہیت کے ساتھ۔

اور بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول کریمؐ نے ایک جماعت سے قسم کھانے کو کہا تو وہ فوراً تیار ہو گئے پھر آپؐ نے فرمایا کہ ان کے درمیان قرعہ ڈالو کہ کون قسم کھائے۔

اور حدیث ثابت میں ہے کہ رسُول کریمؐ نے گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا ہے۔

اور قاضی ابن ذرب نے ذکر کیا ہے کہ ایک اعرابی نے رسُول کریمؐ سے ایک اقرار کیا پھر وہ اپنے اقرار سے پھر گیا اور کہنے لگا کہ میں نے کس کے سامنے اقرار کیا تھا تو رسُول کریمؐ نے نہ تو کوئی اس پر تشدد کیا اور نہ ہی حملہ کیا، یہاں تک کہ خزیمہ بن ثابت آئے اور کہنے لگے کہ ہاں اس نے میرے سامنے اقرار کیا تھا۔ رسُول کریمؐ نے ان کی شہادت کو قبول کیا اور فرمایا کہ ان کی شہادت اللہ کے نزدیک دو شہادتوں کے برابر ہے۔ اس بناء پر خزیمہ کو ذوالشہادتین کا لقب ملا۔

قضیہ (۲۹)

مُردہ زمین کو زرخیز کرنا اور پانی کی تقسیم

(حُکمُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی اِحْیَاءِ الْمَوَاتِ وَقِسْمَۃِ الْمَاءِ)

فِی الْحَدِیْثِ الثَّابِتِ وَھُوَ اَیْضًا فِی مُصَنَّفِ اَبِی دَاوٗدَ وَالْبُخَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحْیَا اَرْضًا مَیْتَۃً۔

(زَادَ فِی الْبُخَارِیِّ) فِی غَیْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ (وَفِی حَدِیْثٍ اٰخَرَ) مَنْ اَحْیَا اَرْضًا مَیْتَۃً لَیْسَتْ لِاَحَدٍ فَھِیَ لَہٗ وَلَیْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ (وَفِی کِتَابِ اَبِی عُبَیْدٍ) قَالَ صَاحِبُ الْحَدِیْثِ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ فِی بَنِی بَیَاضَۃَ یَخْتَصِمَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی اَرْضٍ لِاَحَدِھِمَا غَرَسَ فِیْھَا الْاٰخَرُ نَخْلًا وَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْاَرْضِ بِاَرْضِہٖ وَاَمَرَ صَاحِبَ النَّخْلِ اَنْ یُّخْرِجَ نَخْلَہٗ فَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَضْرِبُ فِی اُصُوْلِھَا بِالْفَوْسِ وَاِنَّھَا لَنَخْلٌ عَامٌّ۔

(وَفِی الْبُخَارِیِّ) عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَیْرُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِی شِرَاجٍ مِّنَ الْحَرَّۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا زُبَیْرُ اِسْقِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰی جَارِکَ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ کَانَ الزُّبَیْرُ ابْنَ عَمَّتِکَ فَتَلَوَّنَ وَجْہُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ

حدیث ثابت میں ہے کہ رسُول کریمؐ نے فرمایا جو زمین مردہ کو زندہ کرے اور وہ پہلے سے کسی مسلمان کی ملکیت میں نہ ہو تو وہ زمین اسی کی ہو گی اور جو ظلم و جبر کے ذریعہ سے غیر کی زمین پر درخت بوئے گا اس کا اس درخت پر کوئی حق نہ ہوگا۔

اور کتاب ابی عبید میں ہے صاحب حدیث کا بیان ہے میں نے دیکھا کہ بنی بیاضہ کے دو آدمی ایک زمین کا جھگڑا لے کر رسُول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے دوسرے کی زمین پر کھجور کا درخت لگایا تھا۔ رسُول کریمؐ نے زمین مالک زمین کو دلوادی اور درخت والے سے کہا کہ وہ اپنا درخت وہاں سے اُکھیڑ لے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس درخت پر اپنی کلہاڑیاں مار رہا تھا اور وہ معمولی قسم کی کھجور کا درخت تھا۔

اور بخاری میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ زبیر کا ایک انصاری سے زمین کی نہر کے بارے میں تنازعہ ہو گیا۔ رسُول کریمؐ نے فرمایا کہ زبیرا تم زمین کو سیراب کر لو، پھر اپنے ہمسایہ کی طرف پانی چھوڑ دو۔ یہ سُن کر انصاری نے کہا۔ یا رسُول اللہ! آپ یہ فیصلہ اس لیے کر رہے ہیں کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ یہ سُن کر رسُول کریمؐ کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ زبیر! تم پہلے آبیاری اپنی زمین کی کر لو، پھر اپنے ہمسایے کی طرف پانی چھوڑ دو۔ اس پر پھر انصاری نے یہی کہا: چونکہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں اس لیے آپ ایسا حکم دے رہے ہیں۔ یہ سُن کر

يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ — فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ اِنْ كَانَ اِبْنُ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اِحْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجُدُرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ (قَالَ الزُّبَيْرُ) مَا اَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ نَزَلَتْ اِلَّا فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

(فِي الْمُوَطَّا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ) عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ اَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَاَفْسَدَتْ فِيْهِ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَلٰى اَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَاَنَّ مَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلٰى اَهْلِهَا۔

پھر رسُولِ کریمؐ کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا: زبیرؓ تم آب پاشی کے بعد پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ وہ بند کی دیوار تک چڑھ جائے۔ پھر پانی کو اپنے ہمسایہ کی طرف بھیجو۔ انصاری نے پھر وہی فقرہ دہرایا اور رسُول اللہؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔

زبیر کہتے ہیں کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی" : اے رسُولؐ تمھارے رب کی قسم یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھے حکم نہ بنائیں۔"

اور موطا یحییٰ میں امام مالکؒ سے روایت ہے کہ براء ابن عازب کا ناقہ ایک شخص کے باغ میں داخل ہُوا اور وہاں اس نے تباہی مچائی تو اس پر رسُول کریمؐ نے یہ فیصلہ کیا کہ باغ والوں کے ذمہ دن کی حفاظت ہے اور جو نقصان مویشی رات کو کریں، وہ ان کے مالکوں کے ذمّے ہوگا۔

قضیہ (۱۰۳)

تقسیم اور مشترکہ زراعت

(اَلْقِسْمَةُ وَالْمُزَارَعَةُ)

فِي الْأَحْكَامِ لِإِسْمٰعِيلَ الْقَاضِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلَيْنِ تَنَازَعَا فِي الْمَوَارِيثِ عَدِلَا وَاسْتَهِمَا۔

(قَالَ إِسْمٰعِيلُ هٰذَا الْقِسْمَةُ) الَّتِي تَجِبُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ إِذَا كَانَتْ لَهُمْ دَارٌ أَوْ أَرْضٌ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَعْدِلُوا ذٰلِكَ بِالْقِسْمَةِ ثُمَّ يَسْتَهِمُوا وَيَصِيرُوا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَا وَقَعَ بِالْقُرْعَةِ وَيُجْمَعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَا كَانَ لَهُ مِنَ الْمِلْكِ مَشَاعًا فِي الْأَرْضِ كُلِّهَا۔

(وَفِي الْوَاضِحَةِ) أَنَّ نَفَرًا أَرْبَعَةً اشْتَرَكُوا فِي الْأَرْضِ احْتَرَثُوهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ مِنْ قِبَلِي الْأَرْضُ وَقَالَ الْآخَرُ مِنْ قِبَلِي الْبَذْرُ وَقَالَ الْآخَرُ مِنْ قِبَلِي الْفَدَّانُ يَعْنِي زَوْجَ الْبَقَرِ وَقَالَ الْآخَرُ مِنْ قِبَلِي الْعَمَلُ فَلَمَّا بَلَغَ الزَّرْعُ وَاسْتَحْصَدَ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَفَادَتُونَ ـــ فَأَلْغٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْضَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا شَيْئًا وَجَعَلَ لِصَاحِبِ الْفَدَّانِ أَجْرًا مُسَمًّى وَجَعَلَ لِصَاحِبِ الْعَمَلِ دِرْهَمًا فِي كُلِّ يَوْمٍ وَسَلَّمَ

کتاب الاحکام میں ہے کہ رسول کریمؐ نے ان دو شخصوں سے جو ورثہ کے مال میں جھگڑ رہے تھے، یہ فرمایا کہ انصاف کرو اور قرعہ ڈالو۔

اسماعیل کہتے ہیں کہ جب ورثا کا گھر یا زمین مشترک ہو تو اس وقت تقسیم کرنا چاہیے برابر کے حصے کر کے قرعہ ڈالیں اور قرعہ میں جو جس کے لیے ہو وہ اس کو دے دیا جائے اور ہر ایک کی ملک میں جو زمین غیر منقسم ہو وہ جمع کی جائے۔

واضحہ میں ہے کہ چار افراد نے مشترکہ طور پر ایک زمین کی کاشت کی۔ ایک شریک نے کہا کہ زمین میری طرف سے، دوسرے شریک نے کہا کہ بیج میری طرف سے، تیسرے نے کہا کہ بیل میری طرف سے، چوتھا شریک بولا کہ محنت اور کاوش میری طرف سے۔

جب کھیتی تیار ہوئی اور کٹائی ہوئی تو وہ رسول کریمؐ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے تو رسول کریمؐ نے اس شخص کو جس نے کہا تھا کہ "زمین میری طرف سے ہے" کچھ نہیں دیا اور اس کے دعوے کو لغو قرار دیا۔ بیلوں والے کے لیے ایک اُجرت معین فرمائی اور محنت کرنے والے کو ایک درہم یومیہ کے حساب سے دلوایا اور بیج والے کو کھیتی دے دی۔

ابن حبیب کا کہنا ہے کہ دعوئ زمین کو رسول کریمؐ نے اس لیے لغو قرار دیا تھا کہ زمین کے لیے کرایہ نہیں معین کیا گیا تھا۔

اور مصنف ابی داؤد میں رافع سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک زمین کو کاشت کیا۔ ایک مرتبہ رسول کریمؐ کا ادھر سے گزر ہوا اور اس وقت وہ آب پاشی کر رہے تھے۔ ارشاد ہوا: کھیتی

الزَّرْعَ لِصَاحِبِ الْبِذْرِ

(قَالَ اِبْنُ حَبِيْبٍ) وَاِنَّمَا اَلْغَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَرْضَ لِاَنَّهَا لَمْ يَكُنْ لَهَا كِرَاءٌ

(وَفِيْ مُصَنَّفِ اَبِيْ دَاوُدَ) عَنْ رَافِعِ ابْنِ خُدَيْجٍ اَنَّهٗ زَرَعَ اَرْضًا فَمَرَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْقِيْهَا فَسَاَلَهٗ لِمَنِ الزَّرْعُ وَلِمَنِ الْاَرْضُ ۔

فَقَالَ زَرْعِيْ بِبِذْرِيْ وَعَمَلِيْ لِيَ الشَّطْرُ وَلِبَنِيْ فُلَانٍ اَصْحَابِ الْاَرْضِ الشَّطْرُ

قَالَ اَذْنَبْتَ فَرُدِّ الْاَرْضَ عَلٰى اَهْلِهَا وَخُذْ نَفَقَتَكَ ۔

کس کی ہے اور زمین کس کی ہے؟

رافع نے کہا کہ میرے بیج اور میرے کام کی وجہ سے کھیتی میری ہے۔ اس میں میرا ایک حصہ ہے اور بنی فلاں جو زمین کے مالک ہیں ان کا ایک حصہ ہے۔

رسول کریم ؐ نے فرمایا تم گنہگار ہوئے، زمین زمین والوں کو دے دو اور اپنا خرچ لے لو۔

قضیہ (۲۱۳)

وصیّت

(کتاب الوصایا :- حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الوصیۃ وانہا مقصورۃ علی الثلث)

فِی الْمُوَطَّا وَالْبُخَارِیِّ وَالْمُسْلِمِ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجْعٍ اِشْتَدَّ بِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجْعِ مَا تَرٰی وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَةٌ فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ ؟

قَالَ لَا قَالَ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ لَا قَالَ فَالنِّصْفُ قَالَ لَا قَالَ وَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ رَجَعْنَا اِلٰی لَفْظِ الْمُوَطَّا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ۔

(وَفِیْ مُوَطَّأ یحیی بن یحیی) اِلَّا اُجِرْتَ حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَاَتِكَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا

موطا میں زہری سے روایت ہے کہ ابن ابی وقاص کہتے ہیں: رسول کریم حجۃ الوداع کے سنہ میں میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس درد کی شدت کی وجہ سے جو میری حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں صاحب جائیداد ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں ہے تو کیا میں دو تہائی مال اللہ کی راہ میں خیرات کر سکتا ہوں ؟

آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا تو پھر آدھا مال خیرات کر دوں ؟ آپ نے اس پر بھی فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اچھا تہائی مال خیرات کر دوں ؟ آپ نے فرمایا تہائی بھی بہت ہے۔

اور موطا میں یوں ہے کہ جب انھوں نے دو تہائی مال خیرات کرنے کو کہا تو رسول کریم نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے نصف کو کہا۔ اس پر بھی نہیں کہا۔ پھر ایک تہائی پر فرمایا تہائی اور تہائی بہت ہے۔

دیکھو اپنے ورثاء کو خوش حال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو تنگدست اور مفلس چھوڑ جائے اور وہ در در کی بھیک مانگیں اور یوں تو جو کچھ اللہ کی راہ میں تم خرچ کرو گے اس کا اجر پاؤ گے یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو اس کا بھی تم کو ثواب ملے گا۔

پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا تو اس پر رسول کریم نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہیں رہو گے اور نیک عمل کرتے رہو گے اور جس عمل سے تم اللہ کی رضا کے طلب گار رہو گے اس سے تمہارے درجات بلند ہوں گے۔

صَالِحًا۔

(زَادَ فِي مُسْلِمٍ) تَبْتَغِي بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَ بِهَا دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَ لَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ

شاید تم پیچھے رہ جاؤ اور کچھ تم سے فائدہ اٹھائیں اور بعض کو تم سے تکلیف پہنچے۔

اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی بارالٰہا میرے اصحاب کو ہجرت پر قائم رکھنا اور ان کو پچھلی حالت پر نہ لوٹانا۔

قضیہ (۳۲)

صدقہ اور ہبہ

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ وَالْهِبَةِ وَالثَّوَابِ عَلَيْهَا وَالْعُمْرٰى)

فِيْ مُوَطَّا مَالِكٍ اِنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ تَصَدَّقَ عَلٰى اَبَوَيْهِ بِصَدَقَةٍ فَهَلَكَا فَوَرِثَ اِبْنُهُمَا الْمَالَ وَهُوَ نَخْلٌ فَسَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُجِرْتَ فِيْ صَدَقَتِكَ وَخُذْهَا بِمِيْرَاثِكَ۔

(وَفِيْ كِتَابِ اَقْضِيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" مِنْ مُصَنَّفِ اِبْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَاَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ اَعْطَاهَا اِبْنُهَا حَدِيْقَةً مِّنْ نَخْلٍ فَمَاتَتْ فَقَالَ اِبْنُهَا اِنَّمَا اَعْطَيْتُهَا حَيَاتَهَا وَلَهٗ اِخْوَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ لَهَا حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا قَالَ فَاِنِّيْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا قَالَ ذٰلِكَ اَبْعَدُ لَكَ۔

(وَفِي الموطا والبخاري ومسلم) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهٗ عَلٰى عَبْدٍ وَهَبَهٗ لَهٗ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَكُلَّ وَلَدِكَ۔

(وَفِيْ حَدِيْثِ يونس ومعمر) اَكُلَّ بَنِيْكَ ذَكَرَهٗ مُسْلِمٌ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا۔ قَالَ لَا۔ فَقَالَ

موطا امام مالک میں ہے کہ ایک انصاری نے اپنے والدین کو کچھ مال صدقہ کی حیثیت سے دیا وہ دونوں مر گئے اور ان کا وہی بیٹا ان کے مال کا مالک و وارث ہوا۔ اس بارے میں رسول کریمؐ سے استفسار ہوا۔ آپ نے فرمایا اپنی میراث لے لو اور صدقہ کرنے کا ثواب پھر بھی تمھیں ملے گا۔

اور کتاب اقضیۃ الرسول میں جابر سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے ایک انصاری عورت کے بارے میں فیصلہ کیا اس کو اس کے بیٹے نے ایک کھجور کا باغ دیا تھا پھر وہ مر گئی تو اس کے بیٹے نے کہا میں نے اس کو زندگی بھر کے لیے دیا تھا (چونکہ اس کے اور بھی بھائی تھے اور وہ بھی اس کے ترکے کے وارث ہوتے تھے اس لیے اس نے یہ کہا کہ میں نے زندگی بھر کے لیے دیا تھا) تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ نہیں زندگی میں بھی اسی کا اور مرنے کے بعد بھی اسی کا رہے گا۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ وہ تو میں نے بطور صدقہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے ایسا کہنا نہ چاہیے، یہ تیرے لیے نامناسب ہے۔

اور موطا و بخاری میں نعمان سے روایت ہے کہ ان کے باپ ان کو رسول کریمؐ کی خدمت میں لائے تاکہ آپ اس غلام پر شاہد ہو سکیں جو نعمان کو ان کے باپ نے دیا ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے ہر لڑکے کو اسی طرح غلام دیا ہے؟ والد نعمان نے کہا نہیں۔ اس پر ارشاد ہوا کہ اس کو واپس کر دو اور اولاد میں انصاف کرو اور اللہ سے ڈرو۔

مسلم میں یوں وضاحت کی گئی ہے کہ نعمان کی ماں نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَجِعْهُ
(دَرْفِيْ كِتَابِ مُسْلِمٍ) اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا
فِيْ اَوْلَادِكُمْ وَكَانَتْ اُمُّ النُّعْمَانِ عَمْرَةُ ابْنَةِ
رَوَاحَةَ قَالَتْ لِبَشِيْرٍ اَشْهِدْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هِبَتِكَ وَكَانَ قَدْ لَوَّاهَا
سَنَةً ثُمَّ وَهَبَهُ لَهَا۔

فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ۔

بشیر سے کہا کہ تم اپنے ہبہ پر رسُول کریمؐ کو گواہ کر لو۔ بشیر سال بھر تک
اِس بات کو ٹالتے رہے۔ آخر اس کے اصرار سے اس کو دے
دیا۔ اُس نے کہا کہ جب تک رسُولؐ اللہ کو گواہ نہ کروگے، میں راضی
نہیں ہوں گی۔ رسُول کریمؐ نے فرمایا میں ہرگز ہرگز ظلم پر گواہ نہیں ہوں
گا۔

قضیہ (۳۴)

مشبہات

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمُشْتَبِھَاتِ)

(فِی الْمُوَطَّا وَالبخاری ومسلم) عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّھَا قَالَتْ کَانَ عُتْبَۃُ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَھِدَ اِلٰی اَخِیْہِ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِیْدَۃِ زَمْعَۃَ مِنِّیْ فَاقْبِضْہُ اِلَیْکَ قَالَتْ فَلَمَّا کَانَ عَامَ الْفَتْحِ اَخَذَہٗ سَعْدٌ وَ قَالَ اِبْنُ اَخِیْ قَدْ کَانَ عَھِدَ اِلَیَّ فِیْہِ فَقَامَ عَبْدُ ابْنِ زَمْعَۃَ وَقَالَ اَخِیْ وَابْنُ وَلِیْدَۃِ اَبِیْ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِہٖ فَتَسَاوَقَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ابْنُ اَخِیْ وَقَدْ کَانَ عَھِدَ اِلَیَّ فِیْہِ۔

وَقَالَ عَبْدُ بْنِ زَمْعَۃَ اَخِیْ وَابْنُ وَلِیْدَۃِ اَبِیْ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِہٖ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ لَکَ یَا عَبْدَ بْنِ زَمْعَۃَ۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاھِرِ الْحَجَرُ۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ لِسَوْدَۃَ بِنْتِ زَمْعَۃَ اِحْتَجِبِیْ مِنْہُ لِمَا رَأٰی مِنْ شِبْھِہٖ بِعُتْبَۃَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ فَمَا رَاٰھَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ۔

موطا، بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد سے کہا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اس کو اپنی حفاظت میں رکھنا۔ جب فتح مکہ کا سال ہُوا تو سعد نے اس لڑکے کو پکڑ لیا اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور اُس نے اِس کے بارے میں مجھے وصیّت کی تھی۔

عبد ابن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے کیونکہ میرے باپ کی لونڈی کا لڑکا ہے جو میرے باپ کے بستر پر پیدا ہُوا ہے۔ پھر دونوں حاضر خدمتِ رسولؐ ہوئے اور سارا قضیہ پیش کیا۔

سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور اس نے مجھے اس کے بارے میں کہا تھا۔

عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا لڑکا ہے اور اسی کے بستر پر پیدا ہُوا ہے۔

اِس پر رسول کریمؐ نے فرمایا کہ عبد بن زمعہ! وہ تیرا ہی بھائی ہے پھر ارشاد ہُوا کہ بچہ بستر سے وابستہ ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔

پھر رسول کریمؐ نے اپنی زوجہ سودہ بنت زمعہ سے فرمایا: اس سے پردہ کیا کرو کیونکہ آپ نے اس میں عتبہ بن ابی وقاص کے ساتھ مشابہت محسوس کی۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ پھر اُس نے سودہ کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ انتقال کر گیا۔

قضیہ (۳۴۴)

جب غلام کو اذیت دی جائے

(حُكْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِتْقِ مَنْ مَثَّلَ بِهِ أَوْ لَطَمَ وَجْهَهُ).

فِي مُدَارَنَةٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ لِزَنْبَاعٍ عَبْدًا يُسَمَّى سُنْدَرًا - أَوْ ابْنَ سُنْدَرٍ فَوَجَدَهُ يُقَبِّلُ جَارِيَةً لَهُ فَأَخَذَهُ وَجَدَعَ أُذُنَهُ وَأَنْفَهُ يَأْتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَى زَنْبَاعٍ فَقَالَ لَا تَحْمِلُوهُمْ مَا لَا يُطِيقُونَ وَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ وَمَا كَرِهْتُمْ فَبِيعُوا وَمَا رَضِيتُمْ فَأَمْسِكُوا وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللهِ - ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ مَثَّلَ بِهِ أَوْ أَحْرَقَ بِالنَّارِ فَهُوَ حُرٌّ وَهُوَ مَوْلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَأَعْتَقَهُ رَسُولُ اللهِ.

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَوْصِ بِي فَقَالَ أُوصِي بِكَ كُلَّ مُسْلِمٍ - (وَفِي كِتَابِ مُسْلِمٍ) عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ مُقَرِّنٍ. أَنَّ جَارِيَةً لَهُ لَطَمَهَا إِنْسَانٌ فَقَالَ لَهُ سُوَيْدٌ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الصُّورَةَ مُحَرَّمَةٌ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَسَابِعُ إِخْوَةٍ لِي مَعَ رَسُولِ اللهِ وَمَا لَنَا غَيْرُ خَادِمٍ وَاحِدٍ فَعَمَدَ أَحَدُنَا فَلَطَمَهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ أَنْ نُعْتِقَهُ - وَتَكَرَّرَ الْحَدِيثُ (وَزَادَ فِي حَدِيثٍ آخَرَ) أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ لَنَا غَيْرُهُ قَالَ اسْتَخْدِمُوهُ فَإِذَا اسْتَغْنَيْتُمْ بِهِ فَخَلُّوا سَبِيلَهُ (وَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ) قَالَ رَسُولُ اللهِ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ لَمْ يَأْتِهِ أَوْ لَطَمَهُ فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ -

مدونہ میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ زنباع کا ایک غلام تھا جس کو لوگ سندرا کہتے تھے۔ ایک مرتبہ زنباع نے سندرا کو اپنی کنیز کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا اس نے غلام کو پکڑ کر اس کے کان اور ناک کاٹ لیے۔ وہ رسول اللہ کی خدمت میں آیا آپ نے زنباع کو طلب کیا اور فرمایا ان غلاموں پر اتنا بار نہ ڈالو جس کی ان میں طاقت نہ ہو۔ ان کو وہی کھلاؤ، جو تم کھاتے ہو، وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ جس غلام کو تم ناپسند کرتے ہو اس کو بیچ دو اور جس کو پسند کرتے ہو اس کو رکھ لو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس کی صورت بگاڑی جائے یا آگ میں جلایا جائے وہ آزاد ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا آزاد کردہ غلام ہے چنانچہ رسول کریم نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میں تیرے بارے میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں۔

اور کتاب مسلم میں سوید سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اس کی لونڈی کے کسی آدمی نے طمانچہ مارا۔ اس پر سوید نے کہا کہ تجھے معلوم نہیں کہ چہرہ قابلِ احترام ہے اور تجھے میرے معاملہ کی خبر ہے جو رسول کریم کے ساتھ گزرا کہ ہمارے پاس ایک خادم تھا تو ہم میں سے ایک نے اس کے طمانچہ مارا تو رسول کریم نے حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں (اور دوسری حدیث میں ذرا توضیح کے ساتھ یوں ہے کہ ہم نے کہا: یا رسول اللہ ہمارے پاس یہی ایک غلام ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے خدمت لو اور جب تم فراغت کر چکو تو اس کو چھوڑ دو۔ اور عبداللہ بن عمر نے کہا، رسول کریم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو مارے یا طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ آزاد کر دے۔

قضیہ (۳۵)

پڑی ہوئی چیز

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی اللُّقْطَۃِ)

فِی الْمُوَطَّا وَالْبُخَارِیْ وَمُسْلِم اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَہٗ عَنِ اللُّقْطَۃِ فَقَالَ اِعْرِفْ عِفَاصَہَا وَوِکَاءَہَا ثُمَّ عَرِّفْہَا سَنَۃً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُہَا وَاِلَّا فَشَانُکَ بِہَا (قَالَ) فَضَالَّۃُ الْغَنَمِ قَالَ لَکَ اَوْ لِاَخِیْکَ اَوْ لِلذِّئْبِ۔

(وَفِیْ غَیْرِ الْکُتُبِ) فَرُدَّ عَلٰی اَخِیْکَ ضَالَّتَہٗ۔

(قَالَ) فَضَالَّۃُ الْاِبِلِ قَالَ فِی الْبُخَارِیْ وَمُسْلِمِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِحْمَرَّتْ وَجْنَتَاہُ اَوْ اِحْمَرَّ وَجْہُہٗ

(وَفِیْ حَدِیْثٍ) فَتَغَیَّرَ وَجْہُہٗ قَالَ مَالَکَ وَلَہَا مَعَہَا سِقَاؤُہَا وَحِذَاؤُہَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاْکُلُ الشَّجَرَ حَتّٰی یَلْقَاہَا رَبُّہَا۔

(فِی الْبُخَارِیْ وَمُسْلِم) عَنْ سُوَیْدِ بْنِ غَفَلَۃٍ قَالَ لَقِیْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ فَقَالَ وَجَدْتُ صُرَّۃً فِیْہَا مِائَۃُ دِیْنَارٍ فَاَتَیْتُ بِہَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْہَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُہَا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ یَعْرِفُہَا ثُمَّ اَتَیْتُہٗ بِہَا فَقَالَ اِحْفَظْ وِعَاءَہَا وَعَدَدَہَا وَوِکَاءَہَا فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُہَا وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِہَا۔

فَاسْتَمْتَعْتُ بِہَا فَلَقِیْتُہٗ بَعْدَ بِمَکَّۃَ فَقَالَ

موطا، بخاری اور مسلم میں ہے کہ ایک شخص رسول کریمؐ کے پاس آیا۔ اور اس نے آپ سے لقطہ (پڑی ہوئی چیز) کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے تھیلے اور منہ باندھنے کی رسی کو اچھی طرح پہچان لے پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو دے دے ورنہ تو اس کو استعمال کرلے۔ اس نے کہا اگر کوئی گمشدہ بکری پائے تو آپؐ نے فرمایا وہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے ہے۔

اور دوسری کتابوں میں یوں تحریر ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کی گمشدہ چیز اسے واپس کردے۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ اگر کسی کو اونٹ ملے تو؟ اس پر آپ کو غصہ آگیا اور چہرہ سرخ ہوگیا آپ نے فرمایا کہ تجھے کیا مصیبت ہے۔

اس اونٹ کے ساتھ اس کی مشک ہے اس کے موزے ہیں چشمہ پر پہنچ جاتا ہے درخت کو کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے آکے مل جاتا ہے۔

اور بخاری اور مسلم میں سوید بن غفلہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں ابی بن کعب سے ملا تو انھوں نے کہا: میں نے ایک مرتبہ ایک تھیلی پائی جس میں سو دینار تھے۔ میں اس تھیلی کو رسول کریمؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ سال بھر تک اس کے اعلان کی کوشش کرو۔ میں نے حسب الحکم اس کے اعلان کی کوشش کی لیکن کوئی نہ ملا جو اسے پہچانتا اور اس کی ملکیت کا دعویٰ کرتا۔ پھر میں وہ تھیلی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اس تھیلی کو، اس کی گنتی کو، اور اس کی رسّی کو

لَا اَدْرِیْ بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَحْوَالٍ اَوْحَوْلًا وَاحِدًا۔

(وَفِی البخاری ومسلم) عن ابی هریرة قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مَكَّةَ قَامَ فِی النَّاسِ خَطِیْبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ هٰكَذَا فِی الْبُخَارِیْ وَفِیْ رِوَایَةِ الْاَصِیْلِیِّ (وَفِیْ رِوَایَةِ) الْقَابِسِیِّ الْفِیْلَ وَسَلَّطَ عَلَیْهَا رَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِیْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَاَنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِیْ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُهَا وَلَا یُعْضَدُ شَجَرُهَا۔

(وَفِیْ حَدِیْثٍ اٰخَرَ) وَلَا یُعْضَدُ عِضَاهُهَا (وَفِیْ اٰخَرَ) لَا یُخْتَلٰی شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا (وَفِیْ اٰخَرَ) لَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ (وَفِیْ اٰخَرَ) اِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِیْلٌ فَهُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ اِمَّا اَنْ یُّفْدٰی وَاِمَّا اَنْ یُّقِیْدَ۔

فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ لِقُبُوْرِنَا وَصَاغَتِنَا۔

فَقَامَ اَبُوْشَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْیَمَنِ فَقَالَ اُكْتُبْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

قَالَ فَكَتَبَ لَهٗ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِیْ سَمِعَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

محفوظ رکھو پھر اگر اس کا مالک آگیا تو اس کو دے دو۔ ورنہ اس سے فائدہ اٹھاؤ پس میں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ پھر میں نے اس شخص سے مکہ میں ملاقات کی پتہ نہیں ایک سال کے بعد یا تین سال کے بعد۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے رسول کو مکہ پر فتح عنایت کی تو رسول کریمؐ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ نے مکہ میں قتل کو منع کر دیا ہے اور اس پر اپنے رسول اور مومنین کو تمکن عطا کیا ہے۔

یہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا تھا اور میرے لیے بھی دن کے تھوڑے حصہ میں حلال ہوا تھا اور میرے بعد کسی کے لیے حلال نہ ہوگا۔ اس کے شکار کو بھگایا نہ جا سکے گا۔ اس کا درخت کاٹا نہ جا سکے گا نہ اس کی جھاڑی کاٹی جائے گی اور نہ اس کے کانٹے توڑے جا سکیں گے۔ اور نہ اس کی پڑی ہوئی چیز کسی کو اٹھانا جائز ہو گی۔ ہاں پکارنے والا پڑی ہوئی چیز کو اٹھا سکے گا اور جس شخص کا آدمی مارا جائے وہ دو راستوں میں سے کوئی بھی بہتر راستہ اختیار کر سکتا ہے یا تو فدیہ لے یا قصاص۔

عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے "اذخر" گھاس کو مستثنیٰ کر دیا تھا۔ (یعنی اس کا اکھاڑنا جائز کر دیا تھا) اور فرمایا تھا کہ یہ ہماری قبروں کے لیے اور ہمارے زرگروں کے لیے ہے۔

اہل یمن میں سے ایک آدمی ابوشاہ نے کہا یا رسول اللہ یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجیے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ خطبہ اس کے لیے لکھوا دیا گیا۔

قضیہ (۳۶۶)

اللہ کی راہ میں خیرات

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَنْ قَالَ حَائِطِيْ صَدَقَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهٗ عَلَى الْاَقَارِبِ)

فِي الْمُوَطَّا وَالْبُخَارِيْ وَمُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بِيْرَحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ۔

(قَالَ اَنَسٌ) فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَقَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بِيْرَحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ الْمَالُ رَابِحٌ (وَيُرْوٰى) رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا اِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ۔

فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ۔

موطا، بخاری اور مسلم میں انس سے روایت ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ابوطلحہ مدینہ میں ہمارے انصار سے زائد کھجور کے باغ رکھتے تھے اور سب سے بڑھ کر ان کو اپنے باغوں میں "بیرحا" محبوب تھا۔ یہ مسجد کے سامنے بھی تھا اور رسول اللہ اکثر اس میں آتے اور اس کا خوش گوار پانی پیتے۔ انس کہتے ہیں، جب یہ آیت اتری کہ اے مسلمانو! تم اس وقت تک نیکی پا نہیں پا سکتے، جب تک اللہ کی راہ میں وہ شے خیرات نہ کرو جو تمھیں سب سے زائد عزیز ہو، تو یہ آیت سن کر ابوطلحہ رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے اور اس آیت کی تلاوت کے بعد کہا: مجھے اپنی جائیداد میں سب سے زائد بیرحا محبوب ہے اور وہ میں اللہ کی راہ میں خیرات کرنا چاہتا ہوں اور اس سے جزا و اجر کا طالب ہوں۔ یا رسول اللہ! جس کو دل چاہے آپ یہ دے دیں۔

رسول کریمؐ نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو سودا بڑے فائدے کا ہے۔ جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا اب تم اس کو اپنے رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دو۔

قضیہ (۳۷)

امانت

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَدَائِعِ وَالْأَمَانَاتِ)

فِيْ أَحْكَامِ ابْنِ زِيَادٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى أَمِيْنٍ غُرْمٌ وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ إِلَّا أَنْ يَتَعَدَّى (وَفِيْ غَيْرِ الْأَحْكَامِ) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى كُلِّ يَدٍ رَدُّ مَا قَبَضَتْ۔

(وَتَأَوَّلَ) ذٰلِكَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الْأَمَانَةَ تُضْمَنُ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ يَدٍ تَبِيْمٍ

وَلِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ "إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا" (وَذَكَرَ ابْنُ سَلَامٍ وَغَيْرُهُ) إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيْ وِلَايَةِ الْكَعْبَةِ إِذْ طَلَبَ الْعَبَّاسُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحَ الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ "إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا" فَدَفَعَ الْمِفْتَاحَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ (وَرُوِيَ) أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَى ابْنَ عُثْمَانَ فَتَطَاوَلَ لَهُ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ فَقَالَ أَيْنَ عُثْمَانُ ابْنُ طَلْحَةَ وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ قَصِيْرًا تَحْمِلُهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْحَضْرَمِيِّ فَدَفَعَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِفْتَاحَ وَكَانَ مُغَطًّى فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ دُوْنَكُمُوْهَا يَا بَنِيْ أَبِيْ طَلْحَةَ تَالِدَةً خَالِدَةً لَا يَظْلِمُكُمُوْهَا إِلَّا ظَالِمٌ (وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرَى) إِلَّا كَافِرٌ — وَكَانَ ذٰلِكَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَكَانَ طَلْحَةُ وَالِدُ عُثْمَانَ هٰذَا قَتَلَهُ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ يَوْمَ أُحُدٍ مُبَارَزَةً فَصَارَ شُجَاعًا عَنِيدًا [illegible]

احکام ابن زیاد میں ہے کہ رسُول کریمؐ نے فرمایا کہ امین پر تاوان نہیں ہوگا (اور علماء نے اس شرط کا اضافہ کر دیا ہے کہ بشرطیکہ تلفِ امانت میں امین کا ہاتھ نہ ہو)۔

اور دوسری کتابوں میں یوں تحریر ہے کہ رسُول کریمؐ نے فرمایا:
ہر شخص پر اس چیز کا واپس کرنا ضروری ہے جس پر اس نے قبضہ کیا ہے۔

اور بعض علماء نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ امانت کا ضامن ہونا پڑتا ہے، جس کی رسُول اللہ صلعم کا قول ہے کہ امانتیں کو ان کے مالکوں کو لوٹا دو۔

اور ابن سلام وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت تولیت کعبہ کی بابت اُتری تھی جب عباس نے رسُول کریمؐ سے کعبے کی کنجی طلب کی تھی اس وقت یہ آیت اتری کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کر دو۔ اس وقت رسُول کریمؐ نے کعبے کی کنجی عثمانؓ بن طلحہ کو دے دی۔

روایت ہے کہ رسُول کریمؐ نے صدا فرمائی کہ عثمانؓ کہاں ہیں تو عثمانؓ ابن عفان نے سر اٹھا کر آپ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں اور عثمانؓ بن طلحہ کوتاہ قد تھے۔ ایک حضرمی نے ان کو اٹھا کر رسُول کریمؐ کے سامنے پیش کیا اُس وقت وہ چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھے۔ رسُول کریمؐ نے ان کو کعبے کی کنجی دی اور فرمایا لے ابن طلحہ اس کو ہمیشہ کے لیے سنبھال کر رکھو تم پر اس سلسلے میں کوئی ظلم نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ ظالم اور کافر ہوگا۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال ہُوا تھا یہ طلحہ اس عثمانؓ کے باپ تھے، جس کو جنگ احد میں حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔ پھر یہ کنجی ام ولد سلافہ کے پاس رہی۔

قضیہ (۳۸)

وہ اشیاء جو عاریتاً لی گئی ہوں

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ضِمَانِ الْعَارِيَةِ الَّتِيْ يُغَابُ عَلَيْهَا)

فِي الْمُوَطَّا عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اِنَّ نِسَاءً كُنَّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِمْنَ فِيْ اَرْضِهِنَّ وَهُنَّ غَيْرُ مُهَاجِرَاتٍ وَاَزْوَاجُهُنَّ حِيْنَ اَسْلَمْنَ كُفَّارٌ مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ وَكَانَتْ تَحْتَ صَفْوَانَ ابْنِ اُمَيَّةَ فَاَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا صَفْوَانُ ابْنُ اُمَيَّةَ مِنَ الْاِسْلَامِ

فَبَعَثَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ عَمِّهِ وَهُوَ وَهْبُ بْنُ عُمَيْرٍ بِرِدَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَانًا لِصَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ وَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاِسْلَامِ اَنْ يَقْدِمَ عَلَيْهِ فَاِنْ رَضِيَ اَمْرًا قَبِلَهُ وَاِلَّا سَيَّرَهُ شَهْرَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صَفْوَانُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ نَادَاهُ عَلٰى رُءُوْسِ النَّاسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ هٰذَا وَهْبُ بْنُ عُمَيْرٍ جَاءَنِيْ بِرِدَائِكَ وَزَعَمَ اَنَّكَ دَعَوْتَنِيْ اِلَى الْقُدُوْمِ عَلَيْكَ فَاِنْ رَضِيْتُ اَمْرًا قَبِلْتُهُ وَاِلَّا سَيَّرْتَنِيْ شَهْرَيْنِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْزِلْ اَبَا وَهْبٍ۔ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اَنْزِلُ حَتّٰى تُبَيِّنَ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

موطا میں امام مالکؒ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں ان کو یہ خبر پہنچی کہ رسول کریمؐ کے زمانے میں بعض عورتیں اسلام لائیں مگر ہجرت پر آمادہ نہ ہوئیں اور ان کے شوہر بدستور کافر رہے اور ایسی ہی عورتوں میں ولید بن مغیرہ کی بیٹی بھی تھی جو صفوان کی زوجیت میں تھی وہ فتح مکہ کے دن اسلام لائی اور اس کا شوہر صفوان بھاگ گیا۔ رسول کریمؐ نے اس کی طرف اس کے چچیرے بھائی وہب کو ایک چادر (جو امن کی علامت تھی) کے ساتھ بھیجا۔ دعوتِ اسلام کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی کہلوایا کہ وہ آپؐ کے پاس آجائے پھر اگر وہ کسی امر پر راضی ہو تو اس کو قبول کر لیا جائے گا ورنہ دو مہینے تک ملک میں چلنے پھرنے کی اجازت ہے۔

صفوان وہی چادر لیے ہوئے رسول کریمؐ کے پاس آئے اور تمام آدمیوں کے سامنے آپ سے بلند آواز کے ساتھ کہا کہ یا محمدؐ! یہ وہب میرے پاس آپ کی چادر لے کر آئے اور مجھ سے کہا کہ آپ نے مجھے بلایا ہے اگر میں کسی امر پر راضی ہوں تو آپ اسے قبول کر لیں گے ورنہ آپ مجھے دو ماہ کے لیے چلنے پھرنے کی اجازت دیں گے

رسول کریمؐ نے فرمایا اے ابو وہب سواری سے اترو۔ صفوان نے کہا: بخدا! میں اس وقت تک نہیں اتروں گا جب تک آپؐ بالکل وضاحت سے نہ بتا دیں گے۔ اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا تم کو چار مہینے تک چلنے پھرنے کی اجازت ہے۔

اس کے بعد رسول کریمؐ حنین میں ہوازن کے مقابلے پر نکلے تو ایک آدمی کو صفوان کی طرف بھیجا اور اس سے عاریتاً اسلحہ طلب کیے۔

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَكَ اَنْ تَسِيْرَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَرَجَ قِبَلَ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ وَاَرْسَلَ اِلَى صَفْوَانَ
ابْنِ اُمَيَّةَ يَسْتَعِيْرُهُ اَدَاةً وَسِلَاحًا عِنْدَهُ فَقَالَ
صَفْوَانُ اَطَوْعًا اَمْ كَرْهًا ـ قَالَ بَلْ طَوْعًا فَاَعَارَهُ
الْاَدَاةَ وَالسِّلَاحَ الَّذِيْ عِنْدَهُ ـ

(وَفِيْ رِوَايَةِ يَحْيٰى) ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ غَلَطٌ وَ
الصَّوَابُ ثُمَّ خَرَجَ وَكَذٰلِكَ سَائِرُ الرُّوَاةِ مَعَ رَسُوْلِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَافِرٌ فَشَهِدَ حُنَيْنًا
وَالطَّائِفَ وَهُوَ كَافِرٌ وَامْرَاَتُهُ مُسْلِمَةٌ وَلَمْ يُفَرِّقْ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
اِمْرَاَتِهِ حَتّٰى اَسْلَمَ صَفْوَانُ وَاسْتَقَرَّتْ اِمْرَاَتُهُ
عِنْدَهُ بِذٰلِكَ النِّكَاحِ وَكَانَ بَيْنَ اِسْلَامِهِمَا نَحْوٌ
مِنْ شَهْرٍ (وَفِيْ مُصَنَّفِ اَبِيْ دَاوٗدَ) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا صَفْوَانُ هَلْ عِنْدَكَ
مِنْ سِلَاحٍ قَالَ اَعَارِيَةً اَمْ غَصْبًا قَالَ بَلْ عَارِيَةً
فَاَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِيْنَ اِلَى الْاَرْبَعِيْنَ دِرْعًا وَ
غَزَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَلَمَّا
هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ جُمِعَتْ دُرُوْعُ صَفْوَانَ فَفَقَدَ
مِنْهَا اَدْرُعٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِصَفْوَانَ اِنَّا فَقَدْنَا مِنْ دُرُوْعِكَ اَدْرَاعًا فَهَلْ نَغْرِمُ
لَكَ فَقَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لِاَنَّ فِيْ قَلْبِيَ الْيَوْمَ
مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ (وَقَالَ اَبُوْ دَاوٗد) وَكَانَ
اَعَارَهُ اِيَّاهَا قَبْلَ اَنْ يُسْلِمَ ـ

صفوان نے کہا یہ طلب جبر پر مبنی ہے یا میری خوشی پہ؟ ارشاد ہوا نہیں تمہاری مرضی پہ۔ یہ سُن کر انھوں نے آلات اسلحہ سے دیئے۔

یحییٰ کی روایت ہے۔ وہ واپس آگیا مگر یہ روایت صحیح نہیں صحیح یہی ہے وہ رسُول کریمؐ کے ساتھ حنین اور طائف کی لڑائی میں موجود تھا۔ اس حال میں کہ وہ کافر تھا اور اس کی بیوی مسلمان تھی اور رسُول کریمؐ نے اس میں اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق نہیں کی۔ یہاں تک کہ صفوان اسلام لے آئے اور اُن کی بیوی اسی نکاح کے ساتھ ان کے پاس رہیں اور ان دونوں کے اسلام کے درمیان ایک مہینے کا فاصلہ تھا۔

مُصنّف ابی داؤد میں ہے کہ رسُول کریم نے فرمایا۔ صفوان! کیا تمھارے پاس کچھ اسلحہ ہیں؟ صفوان نے کہا آپ یہ زبردستی طلب کر رہے ہیں یا عاریتاً؟ آپ نے فرمایا عاریتاً۔ یہ سُن کر صفوان نے تیس سے چالیس زرہوں تک آپ کو عاریتاً دیں اور جب رسُول کریمؐ نے غزوۂ حنین میں مشرکین کو شکست دے دی تو اس وقت صفوان کی زرہیں جمع کی گئیں تو کچھ زرہیں غائب نظر آئیں۔ رسُول کریمؐ نے فرمایا۔ صفوان تمھاری دی ہوئی زرہوں میں سے کچھ زرہیں کم ہوگئی ہیں تو اگر کہو تو ہم اس کا تاوان دے دیں؟ اس پر صفوان نے کہا نہیں یا رسُول اللہ۔ کیونکہ دل کی جو آج حالت ہے وہ اُس دن نہ تھی۔

اور ابو داؤد کا کہنا ہے کہ صفوان نے جو زرہیں رسُول کریمؐ کو عاریتاً دی تھیں وہ اپنے اسلام لانے سے قبل دی تھیں۔

قضیہ (٣٩)

میراث

(حكم رسول الله صلى الله عليه وسلم في المواريث)

في معاني القرآن للنحاس روى جابر ابن عبد الله الأنصاري أن امرأة سعد بن ربيع أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إن زوجي قتل معك وإنما يتزوج النساء للمال وخلفني وخلف ابنتين وأبا وهو الربيع فأخذ الأب المال۔

ودعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ادفع إليها الثمن وإلى البنتين الثلثين ولك ما بقي۔ (وذكر محمد بن سحنون) في كتاب الفرائض من تأليفه إنها لما قالت للنبي صلى الله عليه وسلم قد علمت أن النساء إنما ينكحن لأموالهن قال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم قد يرى الله مكانهما إن يشأ أنزل فيهما فمكث رسول الله صلى الله عليه وسلم أياما ثم أرسل إلى امرأة سعد أن تعالى فقد أنزل الله فيك وفي ابنتيك فتلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية "يوصيكم الله في أولادكم للذكر مثل حظ الأنثيين فإن كن نساء فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك" فأعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم الزوجة الثمن والابنتين الثلثين والأب

نحاس کے معانی القرآن میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سعد بن ربیع کی زوجہ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میرا شوہر آپ کے ہمراہ میدان جنگ میں قتل ہو گیا اور آج یہ زمانہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ نکاح صرف مال و دولت کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور موجودہ صورت حال یہ ہے کہ میرا خاوند دو لڑکیاں اور ایک باپ چھوڑ کر مرا ہے اور باپ نے سارا مال ہتھیا لیا ہے۔

یہ سن کر رسول کریمؐ نے اس کے باپ کو بلایا اور فرمایا: آٹھواں حصہ اس عورت کو دے دو اور دو تہائی لڑکیوں کو اور باقی تم رکھ لو۔

اور محمد بن سحنون اپنی کتاب فرائض میں یوں لکھتے ہیں کہ جب اس عورت نے رسول کریمؐ سے کہا: آپ کو علم ہے کہ آج کل عورتوں سے نکاح ان کے مال و دولت کی وجہ سے لوگ کرتے ہیں تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ ان دونوں کو دیکھ رہا ہے۔ اگر چاہے گا تو ان کے بارے میں آیت نازل کرے گا۔ پھر کچھ دنوں تک رسولؐ ٹھہرے رہے اس کے بعد سعد کی بیوی کو کہلا بھیجا کہ اللہ نے تیرے اور تیری بیٹیوں کے لیے حکم نازل کیا ہے پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی کہ "اللہ تمھاری اولاد کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ لڑکے کو لڑکیوں سے دگنا دیا جائے پھر اگر ترکہ میں لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ترکہ میں ان کا حصہ تہائی ہے۔

پھر رسول اللہ نے زوجہ کو آٹھواں، دونوں بیٹیوں کو دو تہائی اور بقیہ باپ کو دلوایا۔ راوی نے کہا یہ پہلی میراث ہے جو اسلام میں تقسیم ہوئی

قضیہ (۴۰)

حرامی بچّہ

(حُكْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ وَ مَنِ اسْتَلْحَقَ بَعْدَ مَوْتِ أَبِيْهِ)

مِنْ كِتَابِ ابْنِ نَصْرِ الْمَرْوَزِيِّ اِتَّفَقَ اَهْلُ الْعِرَاقِ وَالْحِجَازِ وَالشَّامِ وَمِصْرَ عَلَى اَنَّ الزَّانِيَ لَا يُلْحَقُ بِهٖ نَسَبٌ وَكَانَ اِسْحَاقُ ابْنُ رَاهُوْيَا يَذْهَبُ اِلٰى اَنَّ الْمَوْلُوْدَ مِنَ الزِّنَا اِنْ لَمْ يَكُنْ مَوْلُوْدًا عَلٰى فِرَاشٍ يَدَّعِيْهِ صَاحِبُهٗ فَلَا يَرِثُهٗ اِذَا ادَّعَاهُ الزَّانِيْ اُلْحِقَ بِهٖ ——— وَتَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ عَلٰى ذٰلِكَ وَاحْتَجَّ بِمَا رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ فِيْ رَجُلٍ زَنٰى بِامْرَاَةٍ فَوَلَدَتْ وَلَدًا فَادَّعٰى وَلَدَهَا قَالَ يُجْلَدُ وَيَلْزِمُهُ الْوَلَدُ

(وَعَنْ عُرْوَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ) اِنَّهُمَا قَالَا اَيُّمَا رَجُلٌ مَرَّ اِلٰى غُلَامٍ يَزْعَمُ اَنَّهُ ابْنٌ لَهٗ وَاَنَّهٗ زَنٰى بِاُمِّهٖ وَلَمْ يَدَّعِ ذٰلِكَ الْغُلَامَ اَحَدٌ فَهُوَ يَرِثُهٗ

(وَفِيْ مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ) قَالَ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ زَادَ فِيْ مُصَنَّفِ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ مَنْ كَانَ مُسْتَلْحِقًا ادَّعٰى بَعْدَ اَبِيْهِ ادَّعَاهُ وَارِثُهٗ فَقَضٰى اَنَّهٗ اِنْ كَانَ مِنْ اَمَةٍ اَصَابَهَا وَهُوَ يَمْلِكُهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهٗ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ مِيْرَاثِ اَبِيْهِ الَّذِيْ يُدَّعٰى لَهٗ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يُوَرِّثَهٗ مَنِ اسْتَلْحَقَهٗ فِيْ نَصِيْبِهٖ وَاَنَّهٗ اِنْ كَانَ

ابن نصر مروزی کی کتاب میں ہے کہ اہل عراق و حجاز و شام و مصر اس امر پر متفق ہیں کہ زانی کے ساتھ بچے کا نسبی تعلق نہیں قائم ہوگا اور سحاق بن راہو کا یہ مسلک ہے کہ حرامی بچہ جب اس شخص کے فرش پر پیدا نہ ہو جس کے فرش پر پیدا ہونے کا اسے دعوے ہے تو وہ اس کا وارث نہیں ہوگا اور زانی کے دعویٰ کے سبب لڑکا اسی سے منسوب ہوگا۔

اور حضرت کے اس قول کی انھوں نے تاویل کی ہے کہ "لڑکا بستر سے منسوب ہوگا اور زانی کو پتھر ملیں گے۔"

اور اسحٰق نے اپنے مسلک کو تقویت اس روایت سے پہنچائی ہے جو حسن سے ایک شخص کے بارے میں مروی ہے کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا۔ پھر اس عورت سے بچہ پیدا ہوا۔ اس شخص نے اس بچے کا دعویٰ کیا۔ رسول کریمؐ نے فیصلہ دیا کہ اس شخص کو درے لگائے جائیں اور بچہ اسی سے منسوب کیا جائے۔

اور عروہ اور سلیمان بن لیسار سے روایت ہے: ان دونوں نے کہا کہ جو شخص کسی لڑکے کے پاس سے گزرے اور وہ یہ خیال کرے کہ یہ لڑکا اسی کا ہے (اور اس نے اس لڑکے کی ماں کے ساتھ زنا بھی کیا ہو) اور کوئی دوسرا شخص اس لڑکے کا مدعی بھی نہ ہو تو وہ لڑکا اس کا وارث ہوگا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ عمرو بن شعیب نے کہا: مصنف ابی داؤد میں اتنا زائد ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص اپنے باپ کی موت کے بعد اس کے مولود ہونے کا دعویٰ کرے اور مرنے

مِنْ مِيْرَاثٍ وَرِثُوْهُ بَعْدَ اَنْ اَدَّعَى فَلَهٗ نَصِيْبُهٗ مِنْهُ رَتَضَى اَنَّهٗ كَانَ مِنْ اَمَةٍ لَا يَمْلِكُهَا اَبُوْهُ الَّذِيْ يَدَّعِيْ لَهٗ وَادَّعَاهُ فَاِنَّهٗ وَلَدُ زِنَا لِاَهْلِ اُمِّهٖ كَانَتْ حُرَّةً اَوْ اَمَةً وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْاَثْلَبُ يَعْنِيْ الْحَجَرُ ـ

والے کا وارث بھی اسے تسلیم کرلے تو رسول اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر وہ اس کی "مملوکہ" لونڈی سے ہو تو وہ اسی کا ہے جس کا وہ ہونا چاہتا ہے اور باپ کی میراث سے اُس کے لیے کوئی شے نہیں لیکن اگر ساتھ شامل کرنے والا اپنے حصے میں اسے شریک کرلے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر وہ اس کی "مملوکہ" لونڈی سے نہ ہو تو وہ ولد الزنا ہوگا خواہ اس کی ماں آزاد ہو یا لونڈی اور مولود "بستر" سے منسوب ہوگا۔ زانی کے لیے پتھر ہوں گے ۔

قضیہ (۱۴)

قیافہ شناسی

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِثْبَاتِ عِلْمِ الْقَافَةِ وَتَجْوِيْزِ حُكْمِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ)

فِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ —— (وَفِي الدَّلَائِلِ) لِلْأَصِيْلِيِّ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ حِيْنَ كَانَ بِالْيَمَنِ أُتِيَ بِثَلَاثَةِ رَهْطٍ اشْتَرَكُوْا فِيْ وَلَدٍ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ وَضَمِنَ الَّذِيْ أَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ بِثُلُثَيِ الْقِيْمَةِ لِصَاحِبَيْهِ وَجَعَلَ الْوَلَدَ لَهٗ قَالَ عَلِيٌّ فَقَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ بِقَضَائِيْ فَضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

(وَفِيْ مُصَنَّفِ أَبِيْ دَاوُدَ وَنَحْوِهٖ مِنْ كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيِّ) رَوٰى يَحْيَى ابْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مُكَاتَبٍ قُتِلَ بِدِيَةِ الْحُرِّ بِقَدْرِ مَا أُعْتِقَ مِنْهُ

(وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ) وَيُقَامُ عَلَى الْمُكَاتَبِ حَدُّ الْمَمْلُوْكِ —— وَعَنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسُول کریمؐ میرے پاس تشریف لائے تو ان کا چہرہ دمک رہا تھا وہ فرما رہے تھے کیا تم نے دیکھا کہ مجزز نے ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو دیکھا اور ان دونوں پر کمبل پڑا ہُوا تھا جس سے دونوں کے سر تو چھپے ہوئے تھے مگر پیر کھلے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ یہ پیر باپ بیٹے کے ہیں۔

اور دلائل اصیلی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب میں یمن میں تھا تو تین شخص میرے پاس آئے جو ایک ہی بچے کے دعویدار تھے میں نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام قرعہ نکلا اُس کے سپرد بچہ کر دیا اور ساتھ ہی دو تہائی قیمت بھی اس کے ذمے لگا دی جو وہ اپنے ساتھیوں کو دے دے۔ پھر جب میں رسُول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اُن کو اپنے اس فیصلے کی اطلاع دی تو حضرتؐ مسکرائے یہاں تک کہ آپؐ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

مُصنّف ابی داؤد میں ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: رسُول کریمؐ نے ایک غلام مکاتب کے بارے میں جو قتل ہو گیا تھا اتنی مقدار میں "آزاد" کا خون بہا معین کیا تھا جس قدر حصّہ اس کا آزاد کیا جا چکا تھا۔

اور ابن عباس کا کہنا ہے کہ مکاتب پر غلام کی حد قائم کی جائے گی۔

ایک مکاتب رسُولؐ اللہ کے زمانہ میں قتل کیا گیا۔ رسُولؐ اللہ نے فرمایا: جس قدر وہ رقم ادا کر چکا ہے اسی قدر اس کی دیت ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے دی جائے گی اور جس قدر حصّہ اس کا غلامی میں ہے اس

عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ مُكَاتِبًا قُتِلَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُوْدٰى مَا اَدّٰى دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا دَقَّ مِنْهُ دِيَةَ الْمَمْلُوْكِ۔

(وَكَذٰلِكَ وَقَعَ فِيْ مُصَنَّفِ اَبِيْ دَاوٗدَ) مِنْ كِتَابِ ابْنِ نَفَرٍ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْسَجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجِدْ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا عَبْدًا اَعْتَقَهُ، فَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهُ اِلَيْهِ۔

(حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ اَحَدًا يَرِثُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْتَغُوْا فَلَمْ يَجِدُوْا اَحَدًا يَرِثُهُ فَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهُ اِلٰى رَجُلٍ اَعْتَقَهُ الْمَيِّتُ (وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ) قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيْرَاثِ رَجُلٍ مِنَ الْحَبَشَةِ لَمْ يَتْرُكْ وَارِثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مُسْلِمَةِ الْحَبَشَةِ فَادْفَعُوْا مِيْرَاثَهُ اِلَيْهِ۔ (فِيْ مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ حُسَيْنٍ يَقُوْلُ خَاصَمَ رَجُلٌ اَبَاهُ اِلَى النَّبِيِّ۔ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ يَاْكُلُ مِنْ مَالِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ۔ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهُ بِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ اِنْطَلِقْ بِهٖ فَاِنْ اَبٰى عَلَيْكَ فَاَطْلِعْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ اَعِنْكَ عَلَيْهِ (حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ اَنَّ رَجُلًا۔ قَالَ يَا رَسُوْلَ

لحاظ سے غلام کی دیت لی جائے گی۔

اور مصنف ابی داؤد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول کریمؐ کے زمانہ میں مرگیا اور سوا ایک آزاد کردہ غلام کے اس کا کوئی عزیز نطانہ رشتہ دار۔ تو رسول کریمؐ نے اس کی میراث اس غلام کو دلوادی جس کو وہ آزاد کرچکا تھا۔

اور عبدالرزاق کی حدیث ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اس کا کوئی وارث نہ تھا تو رسول کریمؐ نے ان کے ورثاء کی تلاش کا حکم دیا۔ جب کوئی نہ ملا تو رسول کریمؐ نے میراث اس شخص کو دلوادی جس کو متوفی نے آزاد کردیا تھا۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حبشہ کا ایک لاوارث شخص مرگیا تو رسول کریمؐ نے فرمایا جو کوئی حبشہ کے مسلمانوں میں سے ہو اس کو اس کی میراث دے دو۔

اور مصنف عبدالرزاق میں ابن جریح سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے ابوحسین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی نے رسول کریمؐ کی خدمت میں اپنا اور اپنے باپ کا معاملہ پیش کیا اور کہا۔ یارسول اللہ! میرا باپ میرے مال کو کھا رہا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا "تو اور تیرا مال سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔ پھر اس کے باپ کو اس کا مال کھانے کا حکم دیا اور فرمایا تم اس کے ساتھ جاؤ اور اگر یہ تمہیں اپنا مال کھلانے سے انکار کرے تو مجھ سے بیان کرنا، میں اس کے برخلاف تیری مدد کروں گا۔

اور عبدالرزاق کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے رسول کریمؐ کی خدمت میں اپنے باپ کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ میرا باپ مجھ سے میرا مال طلب کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو دے دو۔ اس نے کہا اس کی خواہش یہ ہے کہ بالکل اس مال سے ہاتھ اٹھاؤں۔ آپ نے فرمایا ہاں ہاں تم اس کے حق میں دستبردار ہوجاؤ اور پھر آپ نے اس کو اصحابہ اللہ میں سمجھانا شروع کیا کہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو یہاں تک کہ اگر وہ کسی وقت یہ کہہ دیں: تم ان کے لیے اپنی دنیا سے نکل جاؤ تو ان کے اس حکم کی بھی تعمیل کرو۔

صِ اِنَّ اَبِيْ اَنْ تَخْرُجَ لَهُمَا مِنْ دُنْيَاكَ فَانْخَلِعْ لَهُمَا مِنْهَا۔

قضیہ (۴۲)

قاتل اور میراث

(حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْعِ الْقَاتِلِ الْمِیْرَاثَ وَمَنْ تَاَوَّلَ اَنَّہٗ فِیْ قَتْلِ الْعَمَدِ)

قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ زَیْدٍ لَمَّا مَنَعَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقَاتِلَ الْمِیْرَاثَ بِمَا اَحْدَثَ مِنَ الْقَتْلِ اِمْتَنَعَ اَنْ یَکُوْنَ الْمَرِیْضُ مَا بَقِیَ لِزَوْجَتِہٖ مِنْ عِدَّتِھَا شَیْءٌ اَنْ یَمْنَعَھَا مِنَ الْمِیْرَاثِ بِمَا اَحْدَثَ مِنَ الطَّلَاقِ (قَالَ غَیْرُہٗ)

ابو محمد کہتے ہیں کہ جب رسول کریمؐ نے قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کردیا تو مریض کے لیے اپنی مطلقہ زوجہ کو میراث سے محروم کردینا ممنوع ہو گیا، جب تک اس کی عدت سے کچھ باقی رہے۔

رَوَی عَمْرُوْ بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ لِقَاتِلٍ مِنَ الْمِیْرَاثِ شَیْءٌ۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: قاتل کے لیے میراث سے کچھ نہیں۔

قَالَ مَالِکٌؒ اِذَا قَتَلَہٗ خَطَاءً وَرِثَ مِنَ الْمَالِ وَلَمْ یَرِثْ مِنَ الدِّیَۃِ وَاِذَا قَتَلَہٗ عَمَدًا لَمْ یَرِثْ مِنَ الْمَالِ وَلَا مِنَ الدِّیَۃِ

اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ اگر غلطی سے قتل کیا ہے تو مال کا وارث ہو گا مگر دیت کا وارث نہ ہو گا اور اگر جان بوجھ کر قتل کیا ہے تو نہ مال کا وارث ہو گا نہ دیت کا۔

(وَاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ) عَلٰی اَنَّ قَاتِلَ الْعَمَدِ لَا یَرِثُ شَیْئًا مِنْ مَالِ الْمَقْتُوْلِ وَلَا مِنْ دِیَتِہٖ

اور علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ جس قاتل نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے اُس کو مقتول کی میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا وہ نہ تو مال کا وارث ہو سکتا ہے اور نہ دیت کا۔

قضیہ (۴۳)

وصیت مسلم

(حُكْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَصِيَّةِ مُسْلِمٍ)

فِي تَفْسِيرِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ الْكَلْبِيُّ رَجُلٌ مَوْلَى لِبَنِي سَهْمٍ اِنْطَلَقَ فِي تِجَارَةٍ وَمَعَهُ تَمِيمُ الدَّارِيُّ وَرَجُلٌ آخَرُ قَالَ فِي الدَّلَائِلِ لِلْأَصِيلِي وَهُوَ عَدِيُّ ابْنُ بَرَّاءٍ قَالَ فِي التَّفْسِيرِ وَهُمَا نَصْرَانِيَّانِ فَلَمَّا حَضَرَ السَّهْمِيَّ الْمَوْتُ كَتَبَ وَصِيَّةً وَجَعَلَهَا فِي مَتَاعِهِ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَيْهِمَا فَقَالَ بَلِّغَا هٰذَا أَهْلِي فَانْطَلَقَا لِوَجْهِهِمَا الَّذِي تَوَجَّهَا إِلَيْهِ وَفَتَّشَا مَتَاعَ الرَّجُلِ بَعْدَ مَوْتِهِ فَأَخَذَا مَا أَعْجَبَهُمَا ثُمَّ رَجَعَا بِالْمَالِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ فَلَمَّا فَتَّشَ الْقَوْمُ الْمَالَ تَقَدُّوا بَعْضَ مَا خَرَجَ بِهٖ صَاحِبُهُمْ مَعَهُ وَنَظَرُوا فِي الْوَصِيَّةِ فَوَجَدُوا الْمَالَ تَامًّا فَكَلَّمُوا تَمِيمًا وَصَاحِبَهُ فَقَالُوا هَلْ بَاعَ صَاحِبُنَا شَيْئًا فَقَالَا لَا فَقَالُوا هَلْ مَرِضَ فَطَالَ مَرَضُهُ فَأَنْفَقَ عَلَى نَفْسِهٖ فَقَالَ لَا عِلْمَ لَنَا بِمَا كَانَ فِي وَصِيَّتِهٖ وَلٰكِنَّهُ دَفَعَ إِلَيْنَا الْمَالَ فَبَلَّغْنَا كَمُوهُ فَرَفَعُوا الْأَمْرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ "إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ" إِلَى آخِرِهَا فَحَلَفَا عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُبُرَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُمَا فَاطَّلَعَ عَلَى إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ

تفسیر ابن سلام میں کلبی سے روایت ہے کہ ایک شخص جو بنی سہم کا آزاد کردہ غلام تھا تجارت کے لیے سفر پر روانہ ہوا اور اس کے ہمسفر دو نصرانی بھی تھے (اتفاق سے سہمی کو مرض موت لاحق ہوگیا) جب اُسے اپنی موت کا یقین ہوگیا تو اس نے ایک وصیت تحریر کی اور اس کو اپنے سامان میں بہ حفاظت رکھ دیا۔ پھر اس مال کو دونوں ہمسفر نصرانیوں کے سپرد کرکے کہا اس کو میرے متعلقین تک پہنچا دینا۔ پھر وہ دونوں اپنی منزل کی طرف چل دیے اور اُس کے سامان کی تلاشی لی جو جو چیزیں پسند آئیں ان کو رکھ لیا۔ پھر اس مال کو لے کر اس کے متعلقین کے پاس آئے اور ان کو اس کا سامان دے دیا۔ جب مال کی جانچ پڑتال ہوئی تو بعض ان چیزوں کی کمی معلوم ہوئی جو وہ اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ وصیت نامہ پڑھا تو اس میں سارے مال کی تفصیل تھی اور مال کو دیکھا تو وہ کم نکلا۔ پھر اس کے متعلقین نے ان دونوں نصرانیوں سے جرح و استفسار کیا اور پوچھا کہ کیا ہمارے آدمی نے کوئی شے فروخت کی تھی۔ ان دونوں نے کہا نہیں۔ دریافت کیا کہ اس کی بیماری لمبی ہوگئی تھی اور اس بیماری کے دوران میں اس نے کچھ اپنی ذات پر خرچ کیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم کو کچھ نہیں معلوم کہ وصیت نامہ میں کیا ہے۔ اس نے جو کچھ مال ہمارے حوالے کیا تھا وہ ہم نے آپ تک پہنچا دیا ہے۔

پھر یہ قضیہ رسول کریم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت اتری کہ اگر تم سفر کرو اور دوران سفر میں تم پر موت کی مصیبت آئے تو ان دو گواہوں کو نماز کے بعد روک لو۔

مَنْقُوْشٍ مُمَوَّهٍ بِذَهَبٍ عِنْدَ تَمِيْمٍ (قَالَ) فِي الدَّلَائِلِ وَجَدَ بِمَكَّةَ (وَقَالَ غَيْرُهُ) بِيْعَ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَخَذَ تَمِيْمٌ خَمْسَ مِائَةٍ وَعَدِيُّ بْنُ بَدَّاءٍ خَمْسَ مِائَةٍ فَقَالُوْا هٰذَا مِنْ آنِيَةِ صَاحِبِنَا الَّذِيْ بَدَا بِهِمَا مَعَهُ وَقَدْ زَعَمْتُمَا أَنَّهُ لَمْ يَبِعْ شَيْئًا وَلَمْ يَشْتَرِهِ فَقَالَا إِنَّا كُنَّا قَدِ اشْتَرَيْنَاهُ وَنَسِيْنَا أَنْ نُخْبِرَكُمْ بِهِ فَرُفِعَ أَمْرُهُمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَإِنْ عُثِرَ عَلٰى أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُوْمَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (فَقَامَ) رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ الْمَيِّتِ وَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو وَالْمُطَّلِبُ ابْنُ أَبِيْ وَدَاعَةَ فَحَلَفَا أَنَّ مَا فِيْ وَصِيَّتِهِ حَقٌّ وَلَقَدْ خَانَهُ تَمِيْمٌ وَصَاحِبُهُ فَأُخِذَ تَمِيْمٌ وَصَاحِبُهُ بِمَا وُجِدَ فِيْ وَصِيَّتِهِ لَمَّا أَطْلَعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ خِيَانَتِهِمَا۔

(وَفِيْ مَعَانِي الْقُرْآنِ) لِلزَّجَّاجِ يُرْوٰى أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ طُعْمَةَ سَرَقَ دِرْعًا وَجَعَلَهُ فِيْ غِرَارَةٍ مِنْ دَقِيْقٍ وَكَانَ فِيْهَا خَرْقٌ فَانْتَشَرَ الدَّقِيْقُ مِنْ مَكَانِ سَرِقَتِهِ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَظُنَّ أَنَّهُ سَارِقُ الدِّرْعِ وَخِيْضَ فِيْ أَمْرِهِ فَمَضٰى بِالدِّرْعِ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَأَوْدَعَهَا إِيَّاهُ ثُمَّ سَارَ إِلٰى قَوْمِهٖ فَأَعْلَمَهُمْ أَنَّهُ اُتُّهِمَ بِالدِّرْعِ وَاتَّبَعَ أَثَرَهَا فَعُلِمَ أَنَّهَا عِنْدَ الْيَهُوْدِيِّ وَأَنَّ الْيَهُوْدِيَّ سَارِقُهَا فَجَاءَ قَوْمُ الْأَنْصَارِيِّ إِلٰى

تو ان دونوں نے رسُول کریمؐ کے منبر کے پاس نمازِ عصر کے بعد حلف اٹھایا۔ پھر ان کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد یہ ہُوا کہ کچھ لوگوں نے ان دونوں نصرانیوں میں سے ایک نصرانی تمیم داری کے پاس چاندی کا منقش برتن جس پر سونے کا ملمع تھا دیکھا۔ متوفی کے متعلقین نے کہا، یہ ہمارے ہی آدمی کا برتن ہے جو سفر میں اس کے ساتھ تھا اور تم لوگ یہ کہہ چکے ہو کہ اُس نے اس سفر میں کسی قسم کی فروخت اور بیع نہیں کی پھر یہ تمھارے پاس کیسے آگیا۔ اُن دونوں نے کہا بھول ہوئی ہم تمھیں یہ بتانا بھول گئے تھے کہ یہ ہم نے اُس سے خریدا تھا۔

یہ معاملہ پھر رسُول کریمؐ کی خدمت میں پیش ہُوا اس پر یہ آیت اُتری کہ "اگر گواہی دینے کے بعد یہ معلوم ہو جائے کہ انھوں نے جھوٹی شہادت دی تھی تو ان کی تردید پر دو گواہ ان لوگوں میں سے لائے جائیں جن کا حق یہ لینا چاہتے ہیں پھر یہ دونوں اللّٰہ کی قسم کھائیں اور یہ کہیں کہ پہلے دو گواہوں کی گواہی سے ہماری گواہی سچی اور برحق ہے اور ہم کوئی زیادتی نہیں کر رہے ہیں اگر ہم سے زیادتی ہو تو ہم ظالموں میں محسوب ہوں گے۔"

پھر متوفی کے ورثاء میں سے دو آدمی عبداللّٰہ بن عمر اور مطلب کھڑے ہوئے اور انھوں نے حلف اٹھایا کہ جو کچھ اس وصیت نامہ میں ہے وہ حق ہے اور ان دونوں نصرانیوں نے خیانت کی ہے۔ پھر یہ دونوں نصرانی خیانت کے جُرم میں پکڑے گئے۔

اور معانی قرآن میں ہے کہ ایک انصاری (ابو طعمہ) نے ایک زرہ چرائی اور آٹے کی بوری میں اسے چھپا دیا۔ اتفاق سے آٹے کی بوری پھٹی ہوئی تھی اور چوری کی جگہ سے اس کے گھر تک آٹا بوری سے گرتا چلا گیا۔

لوگوں کو خیال ہُوا کہ اسی نے زرہ چرائی ہے۔ ادھر یہ ہُوا کہ اس نے زرہ ایک یہودی کے پاس جا کر امانت رکھوا دی اور

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوْهُ اَنْ يَعْذِرَهٗ عِنْدَ النَّاسِ وَاَعْلَمُوْهُ اَنَّ الْيَهُوْدِيَّ سَرَقَ الدِّرْعَ فَهَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَعْذِرَهٗ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ وَعَرَّفَهٗ قِصَّةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ خَائِنٌ وَنَهَاهُ اَنْ يُّجَادِلَ عَنْهُ وَاَمَرَهٗ بِالْاِسْتِغْفَارِ مِمَّا هَمَّ بِهٖ وَاَنْ يَّحْكُمَ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ

فَقَالَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ يَعْنِيْ اَبَا طُعْمَةَ وَمَنْ عَاوَنَهٗ مِنْ قَوْمِهٖ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ سَارِقٌ۔

(وَيُرْوٰى اَنَّ اَبَا طُعْمَةَ) هَرَبَ اِلٰى مَكَّةَ وَ ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَنَقَبَ حَائِطًا بِمَكَّةَ لِيَسْرِقَ اَهْلَهٗ فَسَقَطَ الْحَائِطُ عَلَيْهِ فَقَتَلَهٗ

(وَفِيْ مُصَنَّفِ اَبِيْ دَاوٗدَ) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ غُلَامًا لِاُنَاسٍ فُقَرَآءَ قَطَعَ اُذُنَ غُلَامٍ لِاُنَاسٍ اَغْنِيَآءَ فَاَتٰى اَهْلُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا نَاسٌ فُقَرَآءُ فَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ شَيْئًا۔

(وَفِيْ مُصَنَّفِ اَبِيْ دَاوٗدَ)

وَفِي الْوَاضِحَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ امْرَاَتِيْ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ فَقَالَ طَلِّقْهَا

(وَفِي الْمُصَنَّفِ) غَرِّبْهَا فَقَالَ اَخَافُ اَنْ

اپنی برادری کے لوگوں کے پاس جاکر کہنے لگا کہ مجھ پر لوگ زرہ کی چوری کی تہمت لگا رہے ہیں۔

لوگوں نے سراغ لگایا تو معلوم ہُوا کہ زرہ ایک یہودی کے پاس ہے اس لیے انھوں نے یہ سوچ کر کہ زرہ اس کے پاس ہے اس زرہ کا چور بھی اسی یہودی کو تصوّر کیا۔ ابوطعمہ کی برادری کے لوگ رسُول کریم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ آپ اُس کی طرف سے ان لوگوں سے عذرخواہی کردیں اور فرمادیں کہ زرہ اس نے نہیں بلکہ یہودی نے چرائی ہے۔ یہ سن کر رسُول کریمؐ نے ارادہ کیا، اس کی طرف سے صفائی پیش کریں کہ وحی ہوئی اور وحی نے بتادیا، یہ انصاری جھوٹا ہے یہی چور ہے اس کی حمایت کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ کہ آپ کتاب الہٰی کے مطابق فیصلہ کریں اور ایسے لوگوں کی طرف سے آپ جھگڑا نہ کریں جو اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں۔ یعنی ابوطعمہ اور اس کے ان حامیوں کی آپ حمایت نہ کریں جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ابوطعمہ چور ہے۔

پھر ایک روایت سے یہ معلوم ہُوا کہ ابوطعمہ مکّہ کی طرف بھاگ گیا اور اسلام سے برگشتہ ہوگیا۔ اس نے مکّہ میں ایک دیوار میں چوری کی نیت سے نقب لگائی۔ اتفاق ایسا ہُوا کہ دیوار اُس پر گر پڑی اور وہ مرگیا۔

اور مصنف ابی داؤد میں ایک روایت ہے کہ غریب لوگوں کے ایک غلام نے اُمراء کے ایک غلام کا کان کاٹ لیا۔ اس غلام کا مالک رسُول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور روداد سنائی۔ کان کاٹنے والے غلام کے مالکوں نے کہا یا رسُول اللہ! ہم غریب لوگ ہیں، جرمانہ نہیں ادا کرسکتے۔ یہ سُن کر رسُول کریمؐ نے اس غلام پر تاوان نہ لگایا۔

اور مصنف ابن داؤد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص رسُول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسُول اللہ

تَتْبَعُهَا نَفْسِيْ۔

(وَفِي الْوَاضِحَةِ) لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَصْبِرَ عَنْهَا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمْتِعْ مِنْهَا۔

اگر کوئی شخص میرے گھر کی کوئی چیز لینا چاہے تو میری عورت اس کو نہیں روکتی ۔ آپ نے فرمایا اگر وہ نہیں مانتی تو اُسے طلاق دے دے۔ اور مصنف میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اُسے نکال دے۔ اُس نے عرض کی کہ میرا دل اُس کی جدائی میں بے قرار رہے گا۔ اِس پر حضرت نے فرمایا کہ اس سے فائدہ اٹھاتے رہو۔

قضیہ (۴۴)

کُتّوں کے بارے میں

(حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِلَابِ)

فِي أَحْكَامِ ابْنِ الزِّيَادِ الْقَاضِي وَكَتَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقُضَاةِ يَسْأَلُهُ عَنِ الْكِلَابِ فَهِمْنَا وَفَّقَ اللهُ الْقَاضِي مَا كَشَفَ عَنْهُ مِنْ أَمْرِ الْكِلَابِ الْمُتَّخِذَةِ فِي الْحَضَرِ فَإِنَّهَا رُبَّمَا آذَتْ وَعَقَرَتْ وَأَحْدَثَتْ مِنْ جَرْحِ الصِّبْيَانِ مَا كَانَ ضَرَرُهَا وَرُبَّمَا شَكَى إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ كَثْرَةُ الشَّكْوٰى مِمَّنِ ابْتُلِيَ۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ فَالَّذِي يَجِبُ فِي ذٰلِكَ وَفَّقَ اللهُ الْقَاضِي أَنْ يَأْمُرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا مَا كَانَ لِصَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ أَحْبَطَ اللهُ مِنْ أَجْرِهِ قِيْرَاطًا وَجَاءَ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ۔

(وَقَدْ أَمَرَ) النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَبَلَغَ الْمَأْمُوْرُ بَيْتَ امْرَأَةٍ عَمْيَاءَ لَهَا كَلْبٌ فَأَرَادَ قَتْلَهُ فَاعْتَرَضَتِ الْمَرْأَةُ وَقَالَتْ إِنِّي كَمَا تَرَانِي عَمْيَاءُ فَهُوَ يَطْرُدُ عَنِّي السِّبَاعَ وَيُؤْذِنُنِي بِالْأٰذَانِ فَعَادَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْلَمَهُ أَمْرَهَا فَأَمَرَ بِقَتْلِهِ وَلَمْ يَرَ لَهَا عُذْرًا فِيْمَا اعْتَذَرَتْ بِهِ

کتاب احکام میں ہے کہ ابن زیاد قاضی کی طرف بعض قاضیوں نے خط لکھا جس میں اُن سے کُتّوں کے متعلق سوال کیا تھا اور خواہش کی کہ آپ ان کُتّوں کے بارے میں وضاحت سے تحریر کریں جو بستیوں میں پالے جاتے ہیں کیونکہ ان میں ایسے کُتّوں کی اکثریت ہوتی ہے جو اذیت پہنچاتے ہیں، کاٹتے ہیں اور بچّوں کو زخمی کرتے ہیں اور بارہا لوگوں نے اس امر کی شکایت کی ہے اور شکایت کرنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

اس کا جواب قاضی ابن زیاد نے یہ دیا کہ ان کُتّوں کو مار ڈالا جائے مگر جو کتے شکار کے لیے یا کھیتی کی نگہداشت کے لیے یا ریوڑ کی حفاظت کے لیے ہوں ان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ رسول کریمؐ کا ارشاد ہے کہ جو شکاری اور کھیتی یا ریوڑ کے محافظ کتوں کے سوا کسی کتے کو پالے تو اللہ اس کے ثواب و اجر میں سے ایک قیراط گھٹا دے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ رسُول کریمؐ نے کُتّوں کے مارنے کا حکم دیا تو وہ آدمی جس کو حکم دیا تھا ایک اندھی بڑھیا کے گھر گیا اور اس کے کُتے کو ہلاک کرنا چاہا۔ اس عورت نے مداخلت کی اور کہا جیسے تو مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں اندھی ہوں اور یہ کتا مجھ سے درندوں کو دور کرتا ہے اور اذان کی اطلاع دیتا ہے لہٰذا اس کو ہلاک نہ کرو۔

یہ سُن کر وہ شخص رسُول کریمؐ کے پاس گیا اور سب ماجرا کہہ سُنایا۔ آپ نے اس کو پھر بھی قتل کرنے کا حکم دیا اور اس عورت کے عذر کی طرف توجہ نہ فرمائی۔

قضیہ (۴۶)

نفع کمانے والا وکیل

حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
(فِی الْوَکِیْلِ یَرْبَحُ فِیْمَا وَکَّلَ عَلٰی اِبْتِیَاعِہٖ اِنَّ الرِّبْحَ لِصَاحِبِ الْمَالِ)

فِی الْوَاضِحَۃِ وَحَدَّثَنِیْ اِبْنُ الْمُغِیْرَۃِ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ عَنْ اَبِیْ حُصَیْنٍ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَہٗ بِدِیْنَارٍ یَشْتَرِیْ بِہٖ لَہٗ اُضْحِیَۃً فَاشْتَرَاھَا بِدِیْنَارٍ وَبَاعَھَا بِدِیْنَارَیْنِ وَ اشْتَرٰی لَہٗ اُضْحِیَۃً اُخْرٰی بِدِیْنَارٍ فَجَآءَ بِھَا وَ الدِّیْنَارُ الْفَاضِلُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ فَتَصَدَّقَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ فِیْ تِجَارَتِہٖ فَلَوِ اشْتَرٰی تُرَابًا لَرَبِحَ فِیْہِ۔

واضحہ میں ہے کہ رسول کریم نے حکیم بن حزام کو ایک دینار دے کر بھیجا تاکہ وہ آپ کے لیے اس سے ایک قربانی کا جانور خرید لیں تو انھوں نے قربانی کا جانور ایک دینار میں خرید کر دو دینار پر فروخت کر دیا اور آپ کے لیے ایک اور قربانی کا جانور ایک دینار میں خرید لیا اور اس قربانی کے جانور کو اور اس دینار کو رسول کریم کے پاس لائے تو رسول کریم نے اس دینار کو راہِ خدا میں تصدق کر دیا اور ان کو تجارت میں برکت کی دعا دی۔ پھر ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر مٹی بھی خریدتے تھے تو اس میں بھی فائدہ ہوتا تھا۔

قضیہ (۴۶)

جھانکنا

فِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ فِي حُجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فِي حَدِيْثٍ اٰخَرَ) فِي حُجْرَةٍ فِي دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِي عَيْنَيْكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ امْرَاً اِطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَحَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ ۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم کے حجرہ میں جھانکا اور اس وقت رسول کریم کے ہاتھ میں دو شا ، پتھر تھا جس سے آپ اپنا سر کھجار ہے تھے۔ جب رسول کریم کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے فرمایا: اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو میں تمہاری دونوں آنکھوں کو پھوڑ دیتا ۔ اور تمہیں نہیں معلوم کہ اذن لینا تو نظر ڈالنے سے پہلے مقرر کیا گیا ہے اور رسول کریم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تم پر بغیر اجازت کے نظر ڈالے پھر تم اس کی طرف کنکری پھینکو اور اس کی آنکھ پھوڑ دو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(جوامع الکلم)

یعنی

اقوالِ رسولِ کریمؐ

دنیا میں
چراغِ راہ

آخرت میں
پروانۂ نجات

رسولِ کریمؐ کے اقوال کا عظیم مجموعہ جس کا ایک ایک فقرہ ہدایت کی کتاب، معرفت کا دِل
اور
حکمت کا دماغ ہے!

تالیف وترجمہ وتہذیب

علامہ سیّد نصیر الاجتہادی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔

۲۔ اَشْرَفُ الْاِيْمَانِ۔ اَنْ يَّاْمَنَكَ النَّاسُ وَاَشْرَفُ الْاِسْلَامِ اَنْ يَّسْلَمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِكَ وَ يَدِكَ۔

۳۔ اِنَّ اَحَبَّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ اَنْفَعُهُمْ لِعِبَادِهٖ۔

۴۔ اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَاَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَبْعَدُهُمْ مِنْهُ اِمَامٌ جَائِرٌ۔

۵۔ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔

۶۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ كُلِّهٖ۔

۷۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ۔

۸۔ اِنَّ حَقًّا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ يَّتَوَجَّعَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ كَمَا يَتَاَلَّمُ الْجَسَدُ الرَّاْسَ۔

۹۔ اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔

۱۰۔ اَكْثَرُ النَّاسِ قِيْمَةً اَكْثَرُهُمْ عِلْمًا۔

۱۱۔ اَكْرَمُ النَّاسِ اَتْقَاكُمْ۔

۱۔ **بار الٰہا**: میرے تمام کاموں کا انجام بخیر ہو اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

۲۔ **ایمان و اسلام**۔ بہترین ایمان یہ ہے کہ لوگ تم سے امان میں رہیں۔

اور بہترین اسلام یہ ہے کہ لوگ تمھارے ہاتھ اور زبان سے صحیح و سالم رہیں۔

۳۔ **بہی خواہ عوام**۔ انسانوں کا بہی خواہ اور ہمدرد اللہ کو سب سے زائد محبوب ہے۔

۴۔ **حاکم عادل و جابر**۔ قیامت کے دن محبوب ترین اور مقرب بندہ اللہ کے نزدیک "حاکم عادل" ہوگا اور انتہائی ملعون و معتوب شخص "حاکم جابر" ہوگا۔

۵۔ **مقصد بعثت**: میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے آیا ہوں۔

۶۔ **نرمی**۔ اللہ ہر معاملہ میں "نرمی" پسند کرتا ہے۔

۷۔ **حرفت پیشہ**۔ خدا صنعت و حرفت والے کو دوست رکھتا ہے۔

۸۔ **فرض مسلم**۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے دکھ درد میں شریک ہو جس طرح سر جسم کی تکلیف سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔

۹۔ **قدر نعمت**۔ اپنے سے پست کو دیکھو اور اپنے سے اونچے پر نظر نہ ڈالو۔ اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کی بہتر قدر کر سکو گے۔

۱۰۔ **معیار شخصیت**۔ انسان کی قدر و قیمت علم کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

۱۱۔ **معیار عظمت**: جو سب سے زائد متقی ہے وہ سب سے بڑا آدمی ہے۔

۱۲۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ اَلتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ۔

۱۲۔ انسان دوستی۔ ایمان باللہ کے بعد سب سے بہتر عمل انسانوں سے محبت ہے۔

۱۳۔ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَ غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَ حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ وَ فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ۔

۱۳۔ پانچ چیزیں۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، دولت کو فقیری سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے، اور فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔

۱۴۔ اَطْیَبُ الْکَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ۔

۱۴۔ بہترین کمائی۔ بہترین کمائی وہ ہے جو اپنے ہاتھ کی ہو۔

۱۵۔ اُطْلُبُوا الرِّزْقَ فِیْ خَبَایَا الْاَرْضِ۔

۱۵۔ معدنیات کی طرف توجہ۔ زمین کی "گہرائیوں" میں رزق تلاش کرو۔

۱۶۔ اِسْتَوُوْا وَ لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ

۱۶۔ مساوات پیدا کرو۔ مساوات پیدا کرو اور امتیاز نہ آنے دو تاکہ دلوں میں اختلاف نہ پیدا ہو۔

۱۷۔ اَذَلُّ النَّاسِ مَنْ اَهَانَ النَّاسَ۔

۱۷۔ تذلیل کرنے والا۔ لوگوں کو ذلیل و رسوا کرنے والے سے بدتر کوئی آدمی نہیں۔

۱۸۔ اِذَا قَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ شُكْرًا لِلْقُدْرَةِ عَلَيْهِ۔

۱۸۔ شکر قوت۔ جب دشمن پر اختیار و اقتدار حاصل ہو جائے تو اس کو "شکر قوت" کے طور پر معاف کر دو۔

۱۹۔ اِذَا اَشْهَرَ الْمُسْلِمُ اَخِيْهِ سِلَاحًا فَلَا تَزَالُ مَلَائِكَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی تَلْعَنُهٗ حَتّٰی يَشِيْمَهٗ عَنْهُ۔

۱۹۔ ہتھیار اٹھانا۔ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے والا جب تک ہتھیار رکھ نہ دے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

۲۰۔ اِيَّاكَ وَ خَصْلَتَيْنِ۔ اَلضَّجَرَ وَ الْكَسَلَ۔ فَاِنَّكَ اِنْ ضَجِرْتَ لَمْ تَصْبِرْ عَلٰی حَقٍّ وَ اِنْ كَسِلْتَ لَمْ تُؤَدِّ حَقًّا

۲۰۔ دو صفتوں سے۔ تم دو صفتوں سے دور رہو، ایک پژمردگی دوسرے کاہلی۔ کیونکہ اگر تم پژمردہ ہوگے تو حق کو برداشت نہ کر سکو گے اور اگر کاہل ہوگے تو حق ادا نہ کر سکو گے۔

۲۱۔ اِيَّاكَ وَ كُلَّ اَمْرٍ يُعْتَذَرُ مِنْهُ۔

۲۱۔ معذرت۔ جس فعل پر معذرت کرنا پڑے اس سے اجتناب کرو۔

۲۲۔ اِيَّاكَ وَ قَرِيْنَ السُّوْءِ فَاِنَّكَ بِهٖ تُعْرَفُ۔

۲۲۔ تعارف۔ بُرے دوست سے بچو کیونکہ وہ تمہارا "تعارف" بن جائے گا۔

۲۳۔ اَیُّ دَاءٍ اَدْوٰی مِنَ الْبُخْلِ۔

۲۳۔ بُرا مرض۔ کنجوسی سے بُرا مرض کوئی نہیں۔

۲۴۔ اَیُّمَا رَاعٍ غَشَّ رَعِیَّتَهٗ فَهُوَ فِی النَّارِ۔

۲۴۔ رعایا سے دھوکا۔ اپنی رعایا سے دھوکا کرنے والا دوزخ میں جائے گا۔

۲۵۔ اَیُّمَا رَاعٍ لَمْ یَرْحَمْ رَعِیَّتَهٗ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ۔

۲۵۔ رعایا پر ظلم۔ جو اپنی رعایا پر رحم نہ کرے اللہ اس پر جنت حرام کردے گا۔

۲۶۔ اٰفَةُ الشَّجَاعَةِ الْبَغْیُ وَاٰفَةُ الْحَسَبِ الْاِفْتِخَارُ وَاٰفَةُ السَّمَاحَةِ الْمَنُّ وَاٰفَةُ الْجَمَالِ الْخُیَلَاءُ وَاٰفَةُ الْحَدِیْثِ الْکِذْبُ وَاٰفَةُ الْعِلْمِ النِّسْیَانُ وَاٰفَةُ الْحِلْمِ السَّفَهُ وَاٰفَةُ الْجُوْدِ السَّرَفُ وَاٰفَةُ الدِّیْنِ الْهَوٰی۔

۲۶۔ آفت۔ بغاوت شجاعت کے لیے، فخر و ناز شرافت کے لیے، اظہار احسان سخاوت کے لیے، غرور حسن کے لیے، جھوٹ گفتگو کے لیے، نسیان علم کے لیے، بیوقوفی بردباری کے لیے، اسراف جود و سخا کے لیے، ہوس پرستی دین کے لیے مصیبت ہے۔

۲۷۔ اِئْتُوا الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِیْتُمْ۔

۲۷۔ قبول کرو۔ جب تمہیں دعوت دی جائے تو اسے قبول کرو۔

۲۸۔ اِئْتِ الْمَعْرُوْفَ وَاجْتَنِبِ الْمُنْکَرَ وَانْظُرْ مَا یُعْجِبُ اُذُنَكَ اَنْ یَقُوْلَ لَكَ الْقَوْمُ اِذَا قُمْتَ مِنْ عِنْدِهِمْ فَأْتِهِ وَانْظُرِ الَّذِیْ تَکْرَهُ اَنْ یَقُوْلَ لَكَ الْقَوْمُ اِذَا قُمْتَ مِنْ عِنْدِهِمْ فَاجْتَنِبْهُ۔

۲۸۔ دوسروں کی رائے۔ نیک کردار بنو اور حرام سے پرہیز کرو۔ اور دیکھو کہ تم کس قسم کی رائے اپنی بابت سن کر خوش ہوتے ہو تو پھر ویسے ہی بنو بھی اور کن خیالات کو سننا اپنی بابت ناپسند کرتے ہو تو پھر ایسے کام نہ کرو کہ لوگ برا کہیں۔

۲۹۔ اٰفَةُ الدِّیْنِ "ثَلَاثَةٌ" فَقِیْهٌ فَاجِرٌ وَاِمَامٌ جَائِرٌ وَمُجْتَهِدٌ جَاهِلٌ۔

۲۹۔ خطرہ۔ تین چیزیں دین کے لیے سخت خطرہ ہیں۔ بدکار فقیہ، ظالم حاکم، جاہل مجتہد۔

۳۰۔ اٰفَةُ الْعِلْمِ النِّسْیَانُ وَاِضَاعَتُهٗ اَنْ تُحَدِّثَ بِهٖ غَیْرَ اَهْلِهٖ۔

۳۰۔ علم کی بربادی۔ بھول علم کے لیے آفت ہے اور علم کی بربادی یہ ہے کہ تم نااہل کو علم ودیعت کرنے کی کوشش کرو۔

۳۱۔ اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ۔

۳۱۔ میرا انداز۔ میرا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا ایک بندۂ رب کی طرح ہے۔

۳۲۔ اٰمِرُوا النِّسَاءَ فِیْ بَنَاتِهِنَّ۔

۳۲۔ لڑکیاں۔ عورتوں کو ان کی لڑکیوں کے بارے میں تاکید کرو۔

۳۳۔ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ "ثَلَاثٌ":

(۱) اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ (۲) وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ (۳) وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

۳۳۔ منافق کی علامتیں۔ منافق کی تین علامتیں ہیں:

(۱) بات بات میں جھوٹ بولے گا (۲) وعدہ کی خلاف ورزی کرے گا (۳) امانت میں خیانت کرے گا۔

۳۴۔ اَبَی اللّٰهُ اَنْ یَجْعَلَ لِقَاتِلِ الْمُؤْمِنِ تَوْبَةً۔

۳۴۔ قاتل کی توبہ۔ خدا قاتلِ مومن کی توبہ قبول نہیں کرتا۔

۳۵۔ اَبَی اللّٰهُ اَنْ یَقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰی

۳۵۔ بدعتی جب تک بدعت ترک نہ کرے اللہ اس کے اعمال کو

يَدَعَ بِدْعَتَهُ۔

قبول نہیں کرتا۔

۳۶۔ اِبْتَغُوا الرِّفْعَةَ عِنْدَ اللهِ تَحْلُمُ عَمَّنْ جَهِلَ عَلَيْكَ وَتُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ

۳۶۔ اسبابِ تقرّب۔ اگر اللہ کے نزدیک اپنا رتبہ بلند کرنا چاہتے ہو تو بدمزاج سے تحمل کے ساتھ اور محروم کرنے والے سے سخاوت کے ساتھ پیش آؤ۔

۳۷۔ اَبْدِ الْمَوَدَّةَ لِمَنْ وَادَّكَ فَإِنَّهَا اَثْبَتُ

۳۷۔ دوستی۔ جو تم سے دوستی کا خواہشمند ہو اُس سے دوستانہ پیدا کرنے میں ابتدا کرو کہ ایسی دوستی پائیدار ہوتی ہے۔

۳۸۔ اِبْدَؤُا بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ۔

۳۸۔ خیرات کی ابتدا۔ صدقہ کی ابتدا ان لوگوں سے کرو جن کو اللہ نے مقدم کیا ہے۔

۳۹۔ اِبْدَءْ بِنَفْسِكَ تَتَصَدَّقُ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ اَهْلِكَ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا اِبْدَءْ بِمَنْ تَعُولُ۔

۳۹۔ مقامِ خیرات۔ سب سے پہلے مال میں تمھارا حق ہے۔ اس کے بعد جو فاضل ہو وہ تمھارے اہل کے لیے اور اگر اس کے بعد بھی بچے تو اس کے حقدار تمھارے قرابت دار ہیں اور اگر ان کے دینے کے بعد بھی بچے رہے تو اس کے مستحق وہ ہیں جن کی تم پرورش کر رہے ہو۔

۴۰۔ اَبَى اللهُ اَنْ يَرْزُقَ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْاَمِنَ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

۴۰۔ شانِ عطا۔ خدا بندۂ مومن کو غیر متوقع جگہ سے رزق دیتا ہے۔

۴۱۔ اَبْشِرُوْا وَ بَشِّرُوْا مَنْ وَرَاءَكُمْ اَنَّهُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ صَادِقًا لَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

۴۱۔ بشارت۔ تمھارے لیے بھی بشارت ہو اور دوسروں کو بھی یہ نوید سنا دو کہ جس نے بھی صدقِ دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ داخلِ جنت ہوگا۔

۴۲۔ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللهِ الطَّلَاقُ۔

۴۲۔ طلاق۔ حلال چیزوں میں بدترین شئے اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔

۴۳۔ اَبْغَضُ الْخَلْقِ اِلَى اللهِ مَنْ اٰمَنَ ثُمَّ كَفَرَ۔

۴۳۔ ارتداد۔ ایمان لانے کے بعد جو کافر ہو جائے وہ عند اللہ سب سے زیادہ معتوب ہے۔

۴۴۔ اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَى اللهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔

۴۴۔ عنادِ پیہم۔ جھگڑالو اور ہر وقت پیچھے پڑا رہنے والا دشمن اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

۴۵۔ اَبْغَضُ الْعِبَادِ اِلَى اللهِ مَنْ كَانَ ثَوْبَاهُ خَيْرًا

۴۵۔ ریاکار۔ ناپسندیدہ ترین اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جس کا

مِنْ عَمَلِهٖ اَنْ تَكُوْنَ ثِيَابُهٗ ثِيَابَ الْاَوْلِيَاءِ وَعَمَلُهٗ عَمَلُ الْجَبَّارِيْنَ ۔

لباس اُس کے عمل سے زائد بہتر ہو یعنی یہ کہ اس کا لباس تو ولیوں کا سا، مگر "کردار" ظالم اور خونخوار انسانوں کا سا ہو ۔

۴۶۔ اَبْغُوْنِيْ فِي الضُّعَفَاءِ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَاءِكُمْ ۔

۴۶۔ غربا۔ غریبوں میں مجھے ڈھونڈو یہی ہیں وہ جن کی بدولت تمھیں رزق ملتا ہے۔

۴۷۔ اَبْلِغُوْا حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيْعُ اِبْلَاغَ حَاجَتِهٖ فَمَنْ اَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيْعُ اِبْلَاغَهَا ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

۴۷۔ حاجت برآری۔ جو شخص اپنی حاجت پیش نہ کر سکتا ہو اس کی حاجت روائی کرو پس جو شخص کسی مجبور آدمی کی غرض کو صاحب حیثیت تک پہنچائے اللہ قیامت کے دن اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

۴۸۔ اِبْنَ اٰدَمَ اَطِعْ رَبَّكَ تُسَمّٰى عَاقِلًا وَلَا تَعْصِهٖ فَتُسَمّٰى جَاهِلًا ۔

۴۸۔ اطاعت رب۔ فرزند آدم! اپنے رب کی اطاعت کر تاکہ "عاقل" کہا جا سکے۔ اس کی نافرمانی کر کے "جاہل" نہ بن۔

۴۹۔ اِبْنَ اٰدَمَ عِنْدَكَ مَا يَكْفِيْكَ وَتَطْلُبُ مَا يُطْغِيْكَ اِبْنَ اٰدَمَ لَا بِقَلِيْلٍ تَقْنَعُ وَلَا بِكَثِيْرٍ تَشْبَعُ ۔

۴۹۔ حریص انسان۔ فرزند آدم! تیرا عجیب حال ہے، تیرے پاس تیری ضرورت بھر کا ہے لیکن تو اور تلاش کر رہا ہے تاکہ تو سرکشی کر سکے۔ "کم" پر تو قناعت نہیں کرتا "زائد" سے تو کبھی سیر نہیں ہوتا۔

۵۰۔ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ وَاَحْبِبْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهٖ۔

۵۰۔ پیام جبرئیل۔ میرے پاس جبرئیل آئے وہ کہتے تھے کہ محمدؐ جب تک چاہو جیو آخر ایک دن مرنا ہے جس کو جی چاہے چاہو آخر اس سے جدا ہونا ہے، جو چاہو کرو آخر تمھیں کو بھرنا ہے۔

۵۱۔ وَاعْلَمْ اَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهٗ بِاللَّيْلِ وَعِزُّهٗ اسْتِغْنَاءُهٗ عَنِ النَّاسِ ۔

۵۱۔ شب خیزی۔ یاد رکھو کہ مومن کا شرف شب خیزی ہیں اور اس کی عزت بے نیازی میں ہے۔

۵۲۔ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ بَشِّرْ اُمَّتَكَ اِنَّهٗ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى۔ قَالَ نَعَمْ! قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ! وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ۔

۵۲۔ بشارت جبرئیل۔ جبرئیل نے کہا: اپنی امت کو یہ مژدہ جانفزا سنا دیجیے کہ جو وحدانیت خدا کا اقرار کرتے ہوئے مرجائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا کہ جبرئیل خواہ وہ چوری کرے، زنا کرے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پھر یہی جملہ دہرایا۔ انھوں نے پھر یہی جواب دیا اور اتنا اور زائد کر دیا کہ اگرچہ وہ شرابی ہی کیوں نہ ہو۔

۵۳۔ اَتُحِبُّ اَنْ يَلِيْنَ قَلْبُكَ وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ؟ اِرْحَمِ الْيَتِيْمَ وَامْسَحْ رَأْسَهٗ وَاَطْعِمْهُ مِنْ

۵۳۔ رقت قلب۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دل تمہارا نرم ہو جائے حاجتیں تمھاری پوری ہوں تو یتیم پر رحم کرو اس کے سر پر شفقت

طَعَامِكَ يَلِنْ قَلْبُكَ وَتُدْرِكْ حَاجَتَكَ۔

کا ہاتھ پھیرو، اپنے کھانے میں سے اس کو کھلاؤ، دل نرم ہوگا اور آرزوئیں تمہاری پوری ہوں گی۔

۵۴۔ أَتَحْسَبُوْنَ الشِّدَّةَ فِي حَمْلِ الْحِجَارَةِ إِنَّمَا الشِّدَّةُ أَنْ يَمْتَلِئَ أَحَدُكُمْ غَيْظًا ثُمَّ يَغْلِبَهُ۔

۵۴۔ طاقت۔ طاقت پتھروں کے اٹھانے کو نہیں کہتے بلکہ "طاقت" یہ ہے کہ ایک شخص غیظ و غضب سے پُر ہو جائے، پھر وہ غصّہ کو ضبط کرے اور آتشِ غضب کو بُجھا دے۔

۵۵۔ اِتَّخِذُوْا عِنْدَ الْفُقَرَاءِ أَيَادِيَ فَإِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۵۵۔ فقراء نوازی۔ فقیروں سے دوستی بڑھاؤ، قیامت کے دن ان کے پاس بڑی طاقت و دولت ہوگی۔

۵۶۔ أَتَدْرُوْنَ مَا الْعِضَةُ؟ .... نَقْلُ الْحَدِيْثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلَى بَعْضٍ لِيُفْسِدُوْا بَيْنَهُمْ

۵۶۔ نکتہ چینی۔ "نکتہ چینی" کیا ہے؟ باتوں کو اس طرح اِدھر سے اُدھر کرنا جس سے آپس میں شر و فساد بڑھے۔

۵۷۔ اُتْرُكْ فُضُوْلَ الْكَلَامِ وَحَسْبُكَ مِنَ الْكَلَامِ مَا تَبْلُغُ بِهِ حَاجَتَكَ۔

۵۷۔ فضول گفتگو۔ فضول گفتگو سے احتراز کرو صرف اتنی بات کرو جتنی ضروری ہو۔

۵۸۔ اُتْرُكُوا الدُّنْيَا لِأَهْلِهَا فَإِنَّهُ مَنْ أَخَذَ مِنْهُ فَوْقَ مَا يَكْفِيْهِ أَخَذَ مِنْ حَتْفِهِ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

۵۸۔ ترکِ دنیا۔ دنیا کو طالبِ دنیا کے لیے چھوڑ دو کیونکہ جو ضرورت سے زائد دنیا سے حاصل کرتا ہے وہ غیر شعوری طور پر اپنی موت کو دعوت دیتا ہے۔

۵۹۔ اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْ عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ۔

۵۹۔ یادِ خدا۔ آلام میں اور آرام میں اللہ کو یاد رکھو۔

۶۰۔ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِيْ وَأَنْ تَلْقَى أَخَاكَ وَوَجْهُكَ إِلَيْهِ مُنْبَسِطٌ۔

۶۰۔ خیرِ قلیل۔ اللہ سے ڈرو اور چھوٹی سی بھی نیکی کو کم نہ سمجھو۔ اپنے ڈول کا پانی تشنہ لب کے برتن میں ڈالنا اور برادرِ مومن کے ساتھ خندہ روی اور کشادہ جبینی سے پیش آنا اگرچہ معمولی نیکی ہے مگر اس کو بھی نظر انداز نہ کرو۔

۶۱۔ اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَقَّهُ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهُ۔

۶۱۔ آہِ مظلوم۔ مظلوم کی بد دعا سے ڈرو کیونکہ وہ اُس خدا سے اپنا حق طلب کر رہا ہے جو حق دار کو اُس کے حق سے کبھی محروم نہیں کرتا۔

۶۲۔ أَتْقَى النَّاسِ مَنْ قَالَ الْحَقَّ فِيْمَا لَهُ وَعَلَيْهِ۔

۶۲۔ متقی۔ سب سے بڑا متقی وہ ہے جو اظہارِ حق میں سود و زیاں کی فکر نہ کرے۔

۶۳۔ اِتَّقُوا الدُّنْيَا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّهَا

۶۳۔ جادوگرِ دُنیا۔ دُنیا سے بچو، یہ خدا یہ ہاروت و ماروت سے

لَا سِحْرُ مِنْ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ

٦٤- اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ۔

٦٥- اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔

٦٦- اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا تَصْعَدُ اِلَى السَّمَاءِ كَاَنَّهَا شَرَارَةٌ۔

٦٧- اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا فَاِنَّهَا لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ۔

٦٨- اِتَّقُوْا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔

٦٨- اِتَّقُوْا الدُّنْيَا وَاتَّقُوْا النِّسَاءَ فَاِنَّ اِبْلِيْسَ طَلَّاعٌ رَصَّادٌ وَمَا هُوَ بِشَيْءٍ مِنْ فُخُوْخِهٖ بِاَوْثَقَ لِصَيْدِهٖ فِي الْاَتْقِيَاءِ مِنَ النِّسَاءِ۔

٦٩- اِتَّقُوْا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ كَمَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَبَرُّوْكُمْ۔

٧٠- اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ

٧١- اِتَّقُوْا الْحَجَرَ الْحَرَامَ فِي الْبُنْيَانِ فَاِنَّهٗ اَسَاسُ الْخَرَابِ

٧٢- اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

٧٣- اِتَّقُوْا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَحَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ۔

بھی بڑی جادو گر ہے۔

٦٤- قیدی۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے قیدی ہیں۔

٦٥- یہی روش رہے۔ جہاں بھی رہو تقویٰ اختیار کرو۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دو تاکہ برائی مٹ جائے اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

٦٦- دعاء شعلہ رنگ۔ مظلوم کی دعا سے ڈرو کیونکہ اس کی دعا "شعلہ" کی طرح آسمان پر جاتی ہے۔

٦٧- نالۂ مظلوم۔ مظلوم کی دعا سے ڈرو خواہ وہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ مظلوم کی "دعا" اور "قبولیت" کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

٦٨- اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح وصفائی رکھو۔

٦٨- حسین جال۔ دنیا سے ڈرو، عورتوں سے بچو کیونکہ متقی لوگوں کو پھانسنے کے لیے شیطان کے پاس عورتوں سے بہتر کوئی اور مضبوط و خوب صورت جال نہیں۔

٦٩- منصفانہ رویّہ۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان اسی طرح کا "منصفانہ رویّہ" اختیار کرو جس طرح کا "مخلصانہ رویہ" تم اپنے بارے میں ان سے چاہتے ہو۔

٧٠- ڈرو۔ مظلوم کی دعا سے ڈرو کیونکہ اس کی صدا ابر کے دوش پر سوار ہو کر جاتی ہے اور خدا کہتا ہے: قسم ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی، میں تیری ضرور مدد کروں گا خواہ اس میں کچھ وقت کیوں نہ لگے۔

٧١- سنگِ حرام۔ عمارت میں حرام پتھر خانہ خرابی کی بنیاد ہے۔

٧٢- فراستِ مومن۔ مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے حالات کو دیکھتا ہے۔

٧٣- بخل۔ بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تمہارے اگلوں کو تباہ کیا اور ان کو باہمی خونریزی پر ابھارا ہے اور حرام کو حلال کیا ہے۔

۷۴۔ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

۷۴۔ جہنّم سے بچاؤ۔ لوگو! جہنّم سے بچو۔ کھجور کا ایک ٹکڑا خیرات کر کے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کلمہ طیبہ کی بدولت اس سے نجات حاصل کرو۔

۷۵۔ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ۔

۷۵۔ زاہد وشاکر۔ حرام سے بچو زاہد ترین بندے کہلاؤ گے۔ اپنی قسمت پر شاکر رہو تم سے زائد غنی لوگوں میں اور کوئی نہ ہوگا۔

۷۶۔ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۷۶۔ ظلمت۔ ظلم سے ڈرو کیونکہ ظلم قیامت میں "ظلمت" بن کر آئے گا۔

۷۷۔ اِتَّقُوا صَاحِبَ الْجُذَامِ كَمَا يُتَّقَى السَّبُعُ اِذَا هَبَطَ وَادِيًا فَاهْبِطُوْا غَيْرَهٗ

۷۷۔ جذامی۔ جذامی سے اس طرح بچو جس طرح تم درندے سے بچتے ہو کہ جب وہ ایک جگہ آتا ہے تو تم دوسری جگہ چلے جاتے ہو۔

۷۸۔ اِتَّقُوْا زَلَّةَ الْعَالِمِ وَانْتَظِرُوْا فَيْئَتَهٗ

۷۸۔ لغزشِ عالم۔ عالم کی لغزش سے ڈرو اور اُس کی تلافی کا انتظار کرو۔

۷۹۔ اِثْنَانِ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمَا رُءُوْسَهُمَا عَبْدٌ اَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَاَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ۔

۷۹۔ نمازِ نامقبول۔ دو آدمیوں کی نماز ان کے سر سے اونچی نہیں ہوتی (قبول نہیں ہوتی) بھاگے ہوئے غلام کی اور نافرمان زوجہ کی۔

۸۰۔ اِثْنَانِ لَا يَنْظُرُ اللهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَاطِعُ الرَّحِمِ وَجَارُ السُّوْءِ۔

۸۰۔ نگاہِ کرم نہیں۔ دو آدمیوں کی طرف اللہ روزِ محشر نظر نہیں کرے گا۔ قاطع الرحم پر (رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا) اور شریر پڑوسی پر۔

۸۱۔ اِثْنَانِ خَيْرٌ مِّنْ وَاحِدٍ وَثَلَاثَةٌ خَيْرٌ مِّنِ اثْنَيْنِ وَاَرْبَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ ثَلَاثَةٍ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ۔

۸۱۔ جمعیت۔ ایک سے دو اور دو سے تین اور تین سے چار بہتر ہیں اور تم کو ہمیشہ باجماعت رہنا چاہیے۔

۸۲۔ اِثْنَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ اٰدَمَ الْمَوْتُ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَّهٗ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ۔

۸۲۔ فتنہ وحساب۔ آدمی دو چیزوں کو سخت ناپسند کرتا ہے موت اور قلتِ زر۔ حالانکہ موت فتنہ سے بہتر ہے اور قلتِ زر حساب دینے کی تکلیف سے کم تر ہے۔

۸۳۔ اِثْنَانِ يُعَجِّلُهُمَا اللهُ فِي الدُّنْيَا الْبَغْيُ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔

۸۳۔ باغی و ناخلف۔ دو آدمیوں کو اللہ دنیا ہی میں جلد سزا دے دیتا ہے باغی کو اور نافرمان بیٹے کو۔

۸۴۔ اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔

۸۴۔ کلیدِ معاصی۔ شراب سے پرہیز کرو کہ یہ شر کا سرچشمہ ہے۔

۸۵۔ اِجْتَنِبُوا التَّكَبُّرَ فَاِنَّ الْعَبْدَ لَا يَزَالُ يَتَكَبَّرُ حَتّٰى يَقُوْلَ اللهُ تَعَالٰى اُكْتُبُوْا عَبْدِيْ هٰذَا فِي الْجَبَّارِيْنَ

۸۵۔ تکبر۔ تکبر سے بچو کہ اللہ متکبر کے بارے میں کہتا ہے اس بندے کو "باغیوں" میں شمار کرو۔

۸۶۔ اِجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ۔

۸۶۔ نشہ۔ ہر نشہ سے پرہیز کرو۔

۸۷۔ اِجْتَنِبِ الْغَضَبَ۔

۸۷۔ غُصّہ۔ غصّہ سے اجتناب کرو۔

۸۸۔ اِجْتَنِبُوا دَعَوَاتِ الْمَظْلُوْمِ مَا بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔

۸۸۔ کوئی حجاب نہیں۔ مظلوم کی دعا سے اجتناب کرو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

۸۹۔ اَجْرَؤُكُمْ عَلٰى قَسَمِ الْجِدِّ اَجْرَؤُكُمْ عَلَى النَّارِ۔

۸۹۔ تیار ہو جائے۔ زائد قسم کھانے والا جہنم کے لیے تیار ہو جائے۔

۹۰۔ اِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ مَحَارِمُهٗ

۹۰۔ حدود الٰہی۔ ہر بادشاہ کی سرحدیں ہوتی ہیں جن کو عبور نہیں کیا جا سکتا اور زمین پر اللہ کی سرحدیں محرمات ہیں۔

۹۱۔ اَحْمِدُوا اللّٰهَ يَغْفِرْ لَكُمْ۔

۹۱۔ حمد خدا۔ اللہ کی تعریف کرتے رہو وہ تمہیں معاف کر دے گا۔

۹۲۔ اَجْمِلُوْا فِيْ طَلَبِ الدُّنْيَا فَاِنَّ كُلًّا مُيَسَّرٌ لِمَا كُتِبَ لَهٗ مِنْهَا۔

۹۲۔ اعتدال۔ طلبِ دنیا میں اعتدال سے کام لو کیونکہ جو مقدر میں لکھا ہے [illegible] ضرور ملے گا۔

۹۳۔ اَجْوَعُ النَّاسِ طَالِبُ الْعِلْمِ وَاَشْبَعُهُمُ الَّذِيْ لَا يَبْتَغِيْهِ۔

۹۳۔ گرسنہ و شکم سیر۔ طالب علم سے زائد بھوکا" اور جاہل سے زائد "شکم سیر" دنیا میں کوئی نہیں۔

۹۴۔ اَجِيْبُوا الدَّاعِيَ وَلَا تَرُدُّوا الْهَدِيَّةَ وَلَا تَضْرِبُوا الْمُسْلِمِيْنَ۔

۹۴۔ دعوت، ہدیہ، جنگ۔ دعوت کو قبول کرو، ہدیہ کو رد نہ کرو اور مسلمانوں سے مار پیٹ نہ کرو۔

۹۵۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ "اَلصَّلٰوةُ" لِوَقْتِهَا ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۹۵۔ بروقت نماز۔ محبوب ترین عمل خدا کے نزدیک "بروقت نماز" ہے۔ پھر والدین سے حسن سلوک، اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ۔

۹۶۔ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔

۹۶۔ محبوب و ملعون۔ اللہ کے نزدیک محبوب ترین مقام "مساجد" ہیں اور ملعون ترین مقام "بازار" ہیں۔

۹۷۔ اَحَبُّ الْعِبَادِ اِلَى اللّٰهِ الْاَتْقِيَاءُ الْاَخْفِيَاءُ

۹۷۔ گمنام متقی۔ محبوب ترین بندے اللہ کے نزدیک "گمنام متقین" ہیں۔

۹۸۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ

۹۸۔ التزام عمل۔ محبوب ترین عمل (عند اللہ) وہ عمل ہے جو مسلسل ہو اگرچہ مختصر ہو۔

۹۹۔ اَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًا مَّا وَاَبْغِضْ بَغِيْضَكَ هَوْنًا مَّا عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ حَبِيْبَكَ يَوْمًا مَّا

۹۹۔ میانہ روی۔ دوستی میں میانہ روی اختیار کر، ممکن ہے، تیرا دوست کبھی تیرا دشمن ہو جائے اسی طرح دشمنی میں بھی اعتدال رکھنا چاہیے ممکن ہے، دشمن کبھی دوست ہو جائے۔

١٠٠- اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَ اَحْسِنْ مُجَاوَرَةَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا۔

١٠٠۔ مومن و مسلم۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو تاکہ تم مومن کہلاؤ۔ اپنے ہمسایہ سے بہترین سلوک کرو تاکہ صحیح معنی میں مسلمان کہے جا سکو۔

١٠١- اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَطْعَمَ مِنْ جُوْعٍ اَوْ دَفَعَ عَنْهُ مَغْرَمًا اَوْ كَشَفَ عَنْهُ كَرْبًا۔

١٠١۔ بہترین عمل۔ بہترین عمل بھوکے کو کھانا کھلانا، ضامن کا قرضہ ادا کرنا اور دوسرے کی مصیبت کو دور کرنا ہے۔

١٠٢- اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ۔

١٠٢۔ مسرت بخشی۔ بہترین عمل "فرائض" کے بعد مومن کو مسرور کرنا ہے۔

١٠٣- اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ حِفْظُ اللِّسَانِ۔

١٠٣۔ حفاظتِ زبان۔ بہترین عمل اللہ کے نزدیک زبان کی حفاظت ہے۔

١٠٤- اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللّٰهِ۔

١٠٤۔ محبت و نفرت۔ محبوب ترین عمل "عند اللہ" محبت ہے، جو خدا کے لیے ہو اور "نفرت" ہے جو صرف اسی کے لیے ہو۔

١٠٥- اَحَبُّ الْجِهَادِ اِلَى اللّٰهِ كَلِمَةُ حَقٍّ تُقَالُ لِاِمَامٍ جَائِرٍ۔

١٠٥۔ جہادِ عظیم۔ سلطان جائر کے سامنے کلمہ حق کہنا اللہ کے نزدیک بہترین "جہاد" ہے۔

١٠٦- اَحَبُّ الْحَدِيْثِ اِلَيَّ اَصْدَقُهٗ۔

١٠٦۔ حدیث۔ محبوب ترین "حدیث" میرے نزدیک وہ ہے جو بہت سچی ہو۔

١٠٧- اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلَى اللّٰهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْاَيْدِيْ۔

١٠٧۔ وسیع دسترخوان۔ محبوب ترین طعام خدا کے نزدیک وہ ہے جس میں بہت سے لوگ شریک ہوں۔

١٠٨- اَحَبُّ اللَّهْوِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اِجْرَاءُ الْخَيْلِ وَالرَّمْيُ۔

١٠٨۔ کھیل۔ بہترین لہو و لعب خدا کے نزدیک تیر اندازی ہے اور گھوڑوں کا دوڑانا ہے۔

١٠٩- اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

١٠٩۔ محبوب بندہ۔ محبوب ترین بندہ خدا کے نزدیک وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو۔

١١٠- اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ اَنْفَعُهُمْ لِعِبَادِهٖ

١١٠۔ فائدہ رساں۔ بندگانِ خدا کو فائدہ پہنچانے والا اللہ کو سب سے زیادہ عزیز ہے۔

١١١- اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ۔

١١١۔ پسند۔ دوسروں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

۱۱۲- أَحَبُّ بُيُوتِكُمْ إِلَى اللهِ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ مُكْرَمٌ

۱۱۲- خانۂ یتیم۔ جس گھر میں یتیم ہو اللہ کو وہ گھر سب سے زائد محبوب ہے۔

۱۱۳- اِحْتَرِسُوا مِنَ النَّاسِ بِسُوْءِ الظَّنِّ -

۱۱۳- بدگمانی۔ لوگوں سے بدگمانی نہ کرو۔

۱۱۴- اِحْتِكَارُ الطَّعَامِ بِمَكَّةَ إِلْحَادٌ -

۱۱۴- ذخیرہ اندوزی۔ مکہ میں ذخیرہ اندوزی کفر ہے۔

۱۱۵- اُحْثُوا التُّرَابَ فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ -

۱۱۵- خوشامدی۔ خوشامدی مداحوں کے چہروں پر خاک ڈال دو۔

۱۱۶- اِحْذَرْ اَنْ يُرٰى عَلَيْكَ آثَارُ الْمُحْسِنِيْنَ وَ اَنْتَ تَخْلُوْا مِنْ ذٰلِكَ تُحْشَرْ مَعَ الْمُرَائِيْنَ -

۱۱۶- ریاکار۔ شکل و صورت تو نیکوں جیسی ہو، مگر نیکی سے خالی ہو، تو قیامت کے دن ریاکاروں کے ساتھ محشور ہوگا۔

۱۱۷- اِحْذَرُوا الشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ الْعَالِمُ يُحِبُّ اَنْ يُجْلَسَ اِلَيْهِ -

۱۱۷- شہوتِ مخفی۔ شہوت مخفی سے ڈرو۔ عالم کی یہ خواہش کہ لوگ اس کے پاس بیٹھیں (شہوت مخفی ہے)۔

۱۱۸- اِحْذَرُوا الْبَغْيَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ عُقُوْبَةٍ هِيَ اَحْضَرُ مِنْ عُقُوْبَةِ الْبَغْيِ -

۱۱۸- نقد بدلہ۔ ستمگری سے ڈرو کیونکہ ظلم کی سزا جس قدر جلد ملتی ہے کسی جرم کی نہیں ملتی۔

۱۱۹- اَحْزَمُ النَّاسِ اَكْظَمُهُمْ لِلْغَيْظِ

۱۱۹- دانشمند۔ غصہ کو ضبط کرنے والا سب سے زائد عقلمند ہے۔

۱۲۰- اِحْذَرُوْا زَلَّةَ الْعَالِمِ فَاِنَّ زَلَّتَهٗ تُكَبْكِبُهٗ فِي النَّارِ -

۱۲۰- خطائے عالم۔ عالم کی لغزش سے بچو کیونکہ اس کی لغزش اسے جہنم میں گرا دیتی ہے۔

۱۲۱- اَحْسِنُوْا جِوَارَ نِعَمِ اللهِ لَا تُنَفِّرُوْهَا فَقَلَّمَا زَالَتْ عَنْ قَوْمٍ فَعَادَتْ اِلَيْهِمْ -

۱۲۱- کفرانِ نعمت۔ .... اللہ کی نعمتوں کی قدر کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو، کیونکہ نعمتیں جانے کے بعد مشکل ہی سے آتی ہیں۔

۱۲۲- اَحْسِنُوْا اِذَا وُلِّيْتُمْ وَاعْفُوْا عَمَّا مَلَكْتُمْ -

۱۲۲- عفو بہ اقتدار۔ جب حکومت ملے تو احسان کرو۔ جب قدرت ہو تو معاف کر دو۔

۱۲۳- اِحْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ اَمَامَكَ -

۱۲۳- حفاظت۔ حدودِ خدا کی حفاظت کرو۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔

۱۲۴- اِحْفَظْ لِسَانَكَ -

۱۲۴- نگرانی۔ زبان کی ہر وقت نگرانی کرو۔

۱۲۵- اِحْفَظْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْكَ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ

۱۲۵- نگہداشت۔ زبان و شرم گاہ کی حفاظت کرو۔

۱۲۶- اِحْفَظْ وُدَّ اَبِيْكَ لَا تَقْطَعْهُ فَيُطْفِيَ اللهُ نُوْرَكَ

۱۲۶- احبابِ پدر۔ اپنے باپ کی "دوستی" کا لحاظ رکھو اور اسے قطع نہ کرو ورنہ اللہ تمہارے نور کو بجھا دے گا۔

۱۲۷- اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ

۱۲۷- حفاظتِ عصمت۔ اپنی شرم گاہ کو زوجہ اور کنیز کے سوا ہر ایک

يمينك قيل اذا كان القوم بعضهم من بعض قال ان استطعت ان لا يرينها احد فلا يرينها قيل اذا كان احدنا خاليا قال الله احق ان يستحيى منه من الناس۔

سے مخفی رکھو۔ اگر سب اپنے ہی کنبہ کے مرد ہوں تو بھی حتی المقدور یہی کوشش کرو کہ ان کی نظر نہ پڑے اور اگر کوئی بھی نہ ہو تو بھی شرم گاہ کو چھپاؤ کیونکہ لوگوں سے زائد اللہ سے شرمانا چاہیئے۔

١٢٨۔ احل الذهب والحرير لاناث امتي وحرم على ذكورها۔

١٢٨۔ سونا، ریشم۔ میری اُمّت کی عورتوں پر حلال اور مردوں پر حرام ہے۔

١٢٩۔ اخذ الامير الهدية سحت وقبول القاضي الرشوة كفر۔

١٢٩۔ قاضی اور رشوت۔ اگر عامل ہدیہ لے تو یہ بدمعاشی ہے اور قاضی کا رشوت لینا کفر ہے۔

١٣٠۔ اخسر الناس صفقة رجل اخلق يديه في اماله ولم تساعده الايام على امنيته فخرج من الدنيا بغير زاد وقدم على الله بغير حجة

١٣٠۔ نامراد۔ سب سے زائد گھاٹے میں وہ شخص ہوگا جس نے ساری عمر غلط آرزوؤں میں گزار دی ہو اور زمانہ نے بھی اس کی آرزوؤں کا ساتھ نہ دیا ہو پھر وہ دنیا سے اس حال میں نکلا کہ نہ تو اس کے پاس "زادِ راہ" ہے اور نہ ہی اللہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے کوئی دلیل و حجت۔

١٣١۔ اخشى ما خشيت على امتي كبر البطن ومداومة النوم والكسل وضعف اليقين۔

١٣١۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ میں اپنی اُمّت کے بارے میں سب سے زائد جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ ہے شکم پرستی، خوابِ غفلت، کسلمندی، ضعیف الاعتقادی۔

١٣٢۔ اخلص دينك يكفك القليل من العمل۔

١٣٢۔ خالص ایمان۔ اپنے ایمان کو خالص کرو، قلیل عمل بھی بہت ہوگا۔

١٣٣۔ اخلصوا اعمالكم لله فان الله لا يقبل الا ما خلص۔

١٣٣۔ صرف اس کے لیے۔ صرف اللہ کے لیے کارِ خیر بجا لاؤ۔ کیونکہ اللہ صرف مخلص کا عمل قبول کرتا ہے۔

١٣٤۔ اختبروا الناس باخدانهم فان الرجل يخادن من يعجبه۔

١٣٤۔ معیارِ کردار۔ کسی شخص کا اندازہ اس کے ملاقاتیوں سے کرو کیونکہ انسان اس کی مصاحبت اختیار کرتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔

١٣٥۔ اخوف ما اخاف على امتي كل منافق عليم اللسان۔

١٣٥۔ چرب زبان منافق۔ میں اپنی اُمّت کے بارے میں ان منافقوں سے بہت ڈرتا ہوں جو چالاک اور لسان ہیں۔

١٣٦۔ اخوانكم خولكم جعلهم الله فتية تحت ايديكم فمن كان اخوه تحت يده فليطعمه

١٣٦۔ برادرِ عزیز غلام۔ تمھارے "غلام" تمھارے بھائی ہیں جن کو اللہ نے تمھارے ماتحت کیا ہے تو جس شخص کا بھائی اُس کے ماتحت ہو

مِنْ طَعَامِهٖ وَلْیُلْبِسْهُ مِنْ لِبَاسِهٖ وَلَا یُکَلِّفْهُ مَا یَغْلِبُهٗ فَاِنْ کَلَّفَهٗ مَا یَغْلِبُهٗ فَلْیُعِنْهُ۔

اس کو چاہیے کہ اپنے کھانے میں سے اس کو کھلائے، اپنے لباس میں سے اس کو پہنائے اور اس کی طاقت سے زائد اس سے کام نہ لے اور برداشت سے زائد اپنے غلام کو تکلیف دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

۱۳۷۔ اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ الْھَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ۔

۱۳۷۔ ہوا و ہوس: میں اپنی اُمت کے بارے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں ہوا و ہوس اور بر خود غلط آرزوؤں میں غرق نہ ہو جائیں۔

۱۳۸۔ اَدِّمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ تَكُنْ مِنْ اَعْبَدِ النَّاسِ وَاجْتَنِبْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْكَ تَكُنْ مِنْ اَوْرَعِ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَهُ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ مِنْ اَغْنَی النَّاسِ۔

۱۳۸۔ ادائے فرض: فرض ادا کرو سب سے زائد عبادت گزار تم ہو گے حرام سے بچو سب سے زائد متقی تم کہلاؤ گے۔ قسمت پر راضی رہو سب سے زائد غنی تم ہو گے۔

۱۳۹۔ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبِ غَافِلٍ لَاهٍ

۱۳۹۔ دل سے پکارو: قبولیت کے یقین کے ساتھ اللہ کو پکارو: کیونکہ خدا قلبِ برگشتہ اور دل سرگشتہ کی نہیں سنتا۔

۱۴۰۔ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ

۱۴۰۔ بہر حال نہ کرو: جس نے تجھے امین بنایا اس سے خیانت نہ کر اور جس نے تجھ سے خیانت کی اس سے بھی خیانت نہ کر۔

۱۴۱۔ اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ۔

۱۴۱۔ عظیم تربیت: میرے پروردگار نے مجھے بہترین تربیت دی۔

۱۴۲۔ اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّ الْاِمَامَ لَاَنْ یُّخْطِیَٔ فِی الْعَفْوِ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یُّخْطِیَٔ فِی الْعُقُوْبَةِ۔

۱۴۲۔ سزا: جہاں تک ہو سکے مسلمانوں پر حدود (سزا) قائم کرنے میں احتیاط کرو کیونکہ معاف کرنے کی "خطا" سزا کی "خطا" سے زائد بہتر ہے۔

۱۴۳۔ اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ۔

۱۴۳۔ شبہے کا فائدہ: جب شبہات پیدا ہو جائیں تو سزا سے درگزر کرو (شبہے کا فائدہ ملزم کو دو)۔

۱۴۴۔ وَاَقِیْلُوا الْكِرَامَ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ

۱۴۴۔ خطائے بزرگاں: بزرگوں کی "لغزشوں" کو نظر انداز کر دو بشرطیکہ ان سے خدا کا قانون نہ پامال ہو رہا ہو۔

۱۴۵۔ اَدْنٰی اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَنْتَعِلُ بِنَعْلَیْنِ مِنْ نَارٍ یَغْلِیْ دِمَاغُهٗ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَیْهِ۔

۱۴۵۔ معمولی عذاب: کم سے کم عذاب جہنم یہ ہو گا کہ وہ آتشیں نعلین پہنتا ہوں گی جن کی گرمی سے دماغ دیگچی کی طرح جوش کھائے گا۔

۱۴۶۔ اَدْنٰی جَبَذَاتِ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّیْفِ۔

۱۴۶۔ تکلیفِ نزع: جانکنی کی کم از کم تکلیف وہ ہے جو تلوار کی سو ضربوں سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۴۷۔ اِذَا اَبْرَدْتُمْ اِلَیَّ بَرِیْدًا فَابْعَثُوْہُ حَسَنَ الْوَجْہِ حَسَنَ الْاِسْمِ۔

۱۴۷۔ شانِ قاصد۔ میرے پاس جو قاصد بھیجو وہ خوش نظر اور خوش نام ہو۔

۱۴۸۔ اِذَا ابْتَغَیْتُمُ الْمَعْرُوْفَ فَاطْلُبُوْہُ عِنْدَ حِسَانِ

۱۴۸۔ حسین چہرے۔ نیکی کو حسین چہروں میں تلاش کرو۔

۱۴۹۔ اِذَا ابْتُلِیَ اَحَدُکُمْ بِالْقَضَاءِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا یَقْضِ وَھُوَ غَضْبَانُ وَلْیُسَوِّ بَیْنَھُمْ فِی النَّظَرِ وَ الْمَجْلِسِ وَ الْاِشَارَۃِ۔

۱۴۹۔ فرائضِ قاضی۔ اگر تم میں سے کوئی مسلمانوں کا قاضی بن جائے تو اس کا یہ فرض ہے کہ حالتِ غضب میں فیصلہ نہ کرے نشست میں امتیاز نہ کرے۔ اشارہ و توجہ میں بھی مساویانہ انداز رکھے۔

۱۵۰۔ اِذَا اَتٰی عَلَیَّ یَوْمٌ لَا اَزْدَادُ فِیْہِ عِلْمًا یُقَرِّبُنِیْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَلَا بُوْرِکَ لِیْ فِیْ طُلُوْعِ الشَّمْسِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ

۱۵۰۔ ترقی عرفان۔ جو دن "معرفت خداوندی" میں اضافہ نہ کرے وہ دن مجھ پر اچھا نہ گزرے۔

۱۵۱۔ اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمْ خَادِمُہٗ بِطَعَامِہٖ قَدْ کَفَاہُ عِلَاجَہٗ وَ دُخَانَہٗ فَلْیُجْلِسْہُ مَعَہٗ فَاِنْ لَّمْ یُجْلِسْہُ مَعَہٗ فَلْیُنَاوِلْہُ

۱۵۱۔ شریک کرو۔ جب تمھارا نوکر کھانا لائے تو اس کو اپنے ساتھ بٹھاؤ ورنہ کم سے کم اس کو ایک دو لقمہ ضرور کھلاؤ۔

۱۵۲۔ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ فَلْیَسْتَتِرْ وَ لَا یَتَجَرَّدَانِ تَجَرُّدَ الْعَیْرَیْنِ۔

۱۵۲۔ آدابِ صحبت۔ تم میں سے جب کوئی اپنی اہلیہ کے پاس جائے تو "ملبوس" ہو اور اونٹوں کی طرح مادر زاد برہنہ نہ ہو۔

۱۵۳۔ اِذَا اٰتَاکَ اللّٰہُ مَالًا فَلْیُرَ اَثَرُ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَکَرَامَتِہٖ۔

۱۵۳۔ آثارِ تمول۔ جب اللہ کسی کو دولت دیتا ہے تو اس میں "آثار تمول" بھی دیکھنا چاہتا ہے۔

۱۵۴۔ اِذَا اَتَاکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَہٗ وَدِیْنَہٗ فَزَوِّجُوْہُ اِنْ لَا تَفْعَلُوْا تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ

۱۵۴۔ طالبِ رشتہ۔ جب کوئی خوش اطوار، پسندیدہ اخلاق والا تم سے "طالب رشتہ" ہو تو اس کو رشتہ دے دو اور اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین پر عظیم فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔

۱۵۵۔ اِذَا اَتَاکُمُ السَّائِلُ فَضَعُوْا فِیْ یَدِہٖ وَلَوْ ظِلْفًا مُحَرَّقًا۔

۱۵۵۔ سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرو۔ جب کوئی سائل تمھارے پاس آئے تو اس کو کچھ نہ کچھ دے دو خواہ جلا ہوا سُم ہی کیوں نہ ہو۔

۱۵۶۔ اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ۔

۱۵۶۔ احترام بزرگ قوم۔ بزرگ قوم کا احترام کرو۔

۱۵۷۔ اِذَا اَثْنٰی عَلَیْکَ جِیْرَانُکَ اَنَّکَ مُحْسِنٌ فَاَنْتَ مُحْسِنٌ وَاِذَا اَثْنٰی عَلَیْکَ جِیْرَانُکَ اَنْتَ مُسِیْءٌ فَاَنْتَ مُسِیْءٌ

۱۵۷۔ معیار نیک و بد۔ اگر تمھارا ہمسایہ تم کو نیک تصور کرتا ہے تو تم نیک ہو اور اگر وہ تمھیں اچھا نہیں سمجھتا تو تم بلاشبہ بُرے ہو گے۔

۱۵۸۔ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا ابْتَلَاہُ لِیَسْمَعَ تَضَرُّعَہٗ۔

۱۵۸۔ ابتلائے غم۔ جب اللہ کسی بندے کو دوست بنانے لگتا ہے تو اس کو "مبتلائے غم" کرتا ہے تاکہ اس کی فریاد اور آہ و زاری سُنے۔

۱۵۹۔ اِحْفَظْ لِسَانَکَ۔

۱۵۹۔ زبان۔ زبان کو قابو میں رکھو۔

۱۶۰۔ إِذَا اجْتَمَعَ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَى الصِّرَاطِ قِيلَ لِلْعَابِدِ ادْخُلِ الْجَنَّةَ وَتَنَعَّمْ بِعِبَادَتِكَ وَقِيلَ لِلْعَالِمِ قِفْ هٰهُنَا فَاشْفَعْ لِمَنْ أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ لَا تَشْفَعُ لِأَحَدٍ إِلَّا شُفِّعْتَ فَقَامَ مَقَامَ الْأَنْبِيَاءِ۔

۱۶۰۔ عالم وعابد پل صراط پر: جب عالم "و عابد" پل صراط پر یکجا ہوں گے تو "عابد" سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو اور اپنی عبادت کے ثمرات سے لطف اندوز ہو۔ اور "عالم" سے کہا جائے گا کہ ٹھہرو! جس کی چاہو شفاعت کرو اور جس کو چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس وقت عالم گویا "مقامِ نبوت" پر متمکن ہوگا۔

۱۶۱۔ إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبُهُمَا جِوَارًا وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِي سَبَقَ۔

۱۶۱۔ جو قریب ہو۔ اگر دو آدمی بیک وقت تمہیں مدعو کریں تو اپنے گھر سے "نزدیک تر" کی دعوت کو پہلے قبول کرو اور اگر ان میں سے کسی نے پہلے تمہیں دعوت دی اور دوسرے نے بعد میں تو سابق کا استحقاق زائد ہے۔

۱۶۲۔ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا ابْتَلَاهُ وَإِذَا أَحَبَّهُ الْحُبَّ الْبَالِغَ اقْتَنَاهُ قَالُوا مَا اقْتِنَاؤُهُ قَالَ لَا يَتْرُكُ لَهُ مَالًا وَلَا وَلَدًا۔

۱۶۲۔ بندۂ خاص: جب اللہ کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو اس کو مبتلائے غم کرتا ہے اور جب اس کی محبت اور بڑھنے لگے تو اس کو "بندۂ خاص" بنا لیتا ہے اور اس وقت اس سے مال وعیال کو چھین لیتا ہے۔

۱۶۳۔ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيمَهُ الْمَاءَ۔

۱۶۳۔ دنیا ممنوع ہو جاتی ہے۔ جب اللہ کسی بندے کو دوست بنائے تو اس کے لیے دنیا کو اسی طرح "ممنوع" کر دیتا ہے جس طرح تم مریض کو پانی (جب وہ مضر ہو) سے روک دیتے ہو۔

۱۶۴۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۶۴۔ محبوب بندہ دنیا ہی میں سزا پا لیتا ہے۔ جب خدا اپنے بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کو دنیا میں ہی جلد از جلد سزا دے دیتا ہے اور جس بندے کو وہ پسند نہ کرے اس کو ڈھیل دیتا ہے اور روزِ قیامت پوری طرح سزا دیتا ہے۔

۱۶۵۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَتَحَ اللّٰهُ قُفْلَ قَلْبِهِ وَجَعَلَ فِيهِ الْيَقِينَ وَالصِّدْقَ وَقَلْبَهُ سَلِيمًا وَلِسَانَهُ صَادِقًا وَخَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً وَجَعَلَ أُذُنَهُ سَمِيعَةً وَعَيْنَهُ بَصِيرَةً۔

۱۶۵۔ قفلِ دل کھول دیتا ہے۔ جس شخص کو خدا پسند کرتا ہے اس کا قفلِ دل کھول دیتا ہے اور اس کو یقین و صدق کا محل بنا دیتا ہے اس کی عقل کو سلامتی، زبان کو راستی، اخلاق میں استقامت، کان کو سماعت اور آنکھ کو صحیح "بصارت" عطا کرتا ہے۔

۱۶۶۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا فَقَّهَهُمْ فِي الدِّينِ

۱۶۶۔ محبوب گھرانا۔ جب خدا کسی گھرانے کی خیر و فلاح چاہتا ہے تو اس

وَوَقَّرَ صَغِيرُهُمْ كَبِيرَهُمْ وَرَزَقَهُمُ الرِّفْقَ فِي مَعِيشَتِهِمْ وَالْقَصْدَ فِي نَفَقَاتِهِمْ وَبَصَّرَهُمْ عُيُوبَهُمْ فَيَتُوبُوا مِنْهَا وَإِذَا أَرَادَ بِهِمْ غَيْرَ ذٰلِكَ تَرَكَهُمْ هَمَلًا۔

کو "واقف رموزِ دین" کرتا ہے اور ان کے چھوٹے اپنے بڑوں کی عزت کرنے لگتے ہیں۔ ان کی معاشی حالت بہتر، اخراجات کم تر کردیتا ہے۔ ان کے عیوب ان پر آشکار کردیتا ہے تاکہ اس سے وہ باز آجائیں اور جب وہ کسی گھرانے کو ناپسند کرے تو اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

۱۶۷- إِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا أَمَدَّ لَهُمْ فِي الْعُمُرِ وَأَلْهَمَهُمُ الشُّكْرَ۔

وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ نَمَاءً رَزَقَهُمُ السَّمَاحَةَ وَالْعِفَافَ وَإِذَا أَرَادَ بِقَوْمٍ اِنْقِطَاعًا فَتَحَ عَلَيْهِمْ بَابَ الْخِيَانَةِ۔

۱۶۷- طول عمر و جذبۂ شکر۔ جب خدا کسی قوم کی بہتری چاہتا ہے تو اس کو طولِ عمر اور جذبۂ شکر عطا کرتا ہے۔

جب خدا کسی قوم کی ترقی چاہتا ہے تو اس میں سخاوت اور عفت پیدا کرتا ہے اور جس قوم کی تباہی مقصود ہو، اس میں "خیانت" کی صفت پیدا کردیتا ہے۔

۱۶۸- إِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا وَلَّى عَلَيْهِمْ حُلَمَاءَهُمْ وَقَضَى بَيْنَهُمْ عُلَمَاءُهُمْ وَجَعَلَ الْمَالَ فِي سُمَحَائِهِمْ۔

وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ شَرًّا وَلَّى عَلَيْهِمْ سُفَهَاءَهُمْ وَقَضَى بَيْنَهُمْ جُهَّالُهُمْ وَجَعَلَ الْمَالَ فِي بُخَلَائِهِمْ۔

۱۶۸- محبوب قوم۔ جس قوم کی خدا بہتری چاہتا ہے، اس کی قیادت دانشمندوں کے ہاتھ میں دیتا ہے اور صاحبان علم کو ان کا قاضی بناتا ہے اور مال سے ان کے ارباب کرم کو سرفراز کرتا ہے اور جب کسی قوم کی خرابی مدنظر ہو تو ان کے نادانوں کو والی، جاہلوں کو قاضی، بخیلوں کو تونگر کردیتا ہے۔

۱۶۹- إِذَا أَرَادَ اللهُ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ۔

۱۶۹- جب بہتری مقصود ہو۔ جس گھرانے کی بہتری مقصود ہو، اس میں ملاطفت و موانست پیدا کردیتا ہے۔

۱۷۰- إِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ سُوْءًا جَعَلَ أَمْرَهُمْ إِلَى مُتْرَفِيهِمْ۔

۱۷۰- معتوب قوم۔ خدا جس قوم کی تباہی چاہتا ہے، اس کی قیادت مسرف اور عیاش آدمیوں کے سپرد کردیتا ہے۔

۱۷۱- إِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَرْيَةٍ هَلَاكًا أَظْهَرَ فِيهِمُ الزِّنَا۔

۱۷۱- شہر کی تباہی۔ جس شہر کی ہلاکت خدا کو منظور ہوتی ہے، اس میں زناکاری بڑھ جاتی ہے۔

۱۷۲- إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَاعِظًا مِنْ نَفْسِهِ يَأْمُرُهُ وَيَنْهَاهُ۔

۱۷۲- ضمیر کی نگرانی۔ جس بندے کی خدا بہتری چاہتا ہے، اس کے ضمیر کو اس پر نگران کردیتا ہے کہ نیکیوں پر قائم اور برائی سے باز رہتا ہے۔

۱۷۳- إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا طَهَّرَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ قَالُوا وَمَا طُهُورُ الْعَبْدِ قَالَ

۱۷۳- مرنے سے پہلے پاک کردیتا ہے۔ جب خدا کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کو مرنے سے پہلے "پاک" کردیتا ہے اور وہ دنیا

عَمَلٌ صَالِحٌ يُلْهِمُهُ إِيَّاهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ عَلَيْهِ۔

سے عملِ صالح کی حالت میں انتقال کرتا ہے۔

۱۷۴۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَاقَبَهُ فِي مَنَامِهِ۔

۱۷۴۔ عذاب در خواب۔ جس بندے کی اللہ بہتری چاہے، اُس کو حالتِ خواب میں عذاب دیتا ہے۔

۱۷۵۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَسَلَهُ قِيلَ وَ مَا عَسَلُهُ قَالَ يَفْتَحُ لَهُ عَمَلًا صَالِحًا قَبْلَ مَوْتِهِ ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۔ مُعَسَّل کر دیتا ہے۔ جب اللہ کسی بندے کی بھلائی چاہے تو اس کو مُعَسَّل کر دیتا ہے اور "مُعَسَّل" کا مطلب یہ ہے کہ مرنے سے پہلے وہ نیک اعمال کرنے لگتا ہے اور اسی حالت میں دنیا سے گزر جاتا ہے۔

۱۷۶۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ قِيلَ وَ مَا اِسْتِعْمَالُهُ قَالَ يَفْتَحُ لَهُ عَمَلًا صَالِحًا بَيْنَ يَدَيْ مَوْتِهِ حَتَّى يَرْضَى عَنْهُ مَنْ حَوْلَهُ۔

۱۷۶۔ استعمال کرتا ہے۔ جب اللہ کسی بندے کی بہتری چاہے تو اس کو "استعمال" کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ "استعمال" کا کیا مطلب ؟ تو آپؐ نے کہا اللہ مرنے سے پہلے اس کے کردار کو صالح کر دیتا ہے جس سے معاشرہ اس کا مداح اور معرف ہو جاتا ہے۔

۱۷۷۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا رَزَقَهُمُ الرِّفْقَ فِي مَعَايِشِهِمْ وَ إِذَا أَرَادَ بِهِمْ شَرًّا رَزَقَهُمُ الْخُرْقَ فِي مَعَايِشِهِمْ۔

۱۷۷۔ معاش میں آسانی۔ جب کسی بندے کی بہتری مقصود ہو تو اللہ اس کی معاش میں آسانی پیدا کرتا ہے اور جب بُرائی منظور ہو تو اس کی معاش میں دشواریاں پیدا کر دیتا ہے۔

۱۷۸۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِالْأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَ إِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ وَ إِذَا أَرَادَ بِهِ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سُوْءٍ إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَ إِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ۔

۱۷۸۔ پسندیدہ بادشاہ۔ جب خدا کسی بادشاہ کی خیر خواہی کرے تو اس کو سچا وزیر عطا کرتا ہے کہ اگر وہ کارِ خیر بھول جائے تو وہ یاد دلاتا ہے اور اگر اس کو یاد ہو تو اس کی تکمیل میں معاون ہوتا ہے اور اگر خدا کو خیر خواہی مقصود نہ ہو تو اس کو بدکار وزیر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو وہ یاد نہ دلائے اور اگر وہ یاد رکھے تو اس کو عملی شکل میں نہ لانے دے۔

۱۷۹۔ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ صَنَائِعَهُ وَ مَعْرُوفَهُ فِي أَهْلِ الْحِفَاظِ وَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا جَعَلَ صَنَائِعَهُ وَ مَعْرُوفَهُ فِي غَيْرِ أَهْلِ الْحِفَاظِ۔

۱۷۹۔ قدردان۔ جب خدا کو کسی بندے کی بھلائی منظور ہو تو اس کو اپنی خوبیوں اور نیکیوں کے قدردان مل جاتے ہیں اور اگر خدا برائی چاہے تو اس کو نااہل اور ناقدر شناس لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔

۱۸۰۔ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا قَذَفَ حُبَّهُ فِي قُلُوبِ الْمَلَائِكَةِ وَ إِذَا أَبْغَضَ اللّٰهُ عَبْدًا قَذَفَ بُغْضَهُ فِي قُلُوبِ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ يَقْذِفُهُ فِي قُلُوبِ الْآدَمِيِّينَ۔

۱۸۰۔ محبوب خدا محبوب ملائکہ۔ جس بندے کو خدا محبوب بنانا چاہتا ہے، اس کی محبت ملائکہ کے دلوں میں ودیعت کر دیتا ہے۔ اسی طرح جو بندہ "مغضوب" ہو، ملائکہ کے قلوب میں اس کے لیے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر انسانوں کے دل بھی اس کے لیے ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔

١٨١- إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ فَإِنَّهُ أَبْقَى فِي الْأُلْفَةِ وَأَثْبَتُ فِي الْمَوَدَّةِ۔

١٨١- اظہارِ دوستی۔ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرے تو اس کو بتا دے کیونکہ "اظہارِ خلوص" سے دوستی پائدار و جاوداں ہوجاتی ہے۔

١٨٢- إِذَا أَحْبَبْتَ رَجُلًا فَلَا تُمَارِهِ وَلَا تُجَارِهِ وَلَا تُشَارِّهِ وَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ أَحَدًا فَعَسَى أَنْ تُوَافِيَ لَهُ عَدُوًّا فَيُخْبِرَكَ بِمَا لَيْسَ فِيهِ فَيُفَرِّقَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ۔

١٨٢- دوستی کے آئین۔ جب تم کسی کو دوست بناؤ تو اس سے جنگ نہ کرو اس کی نگرانی نہ کرو۔ اس پر اظہار برتری نہ کرو اور دوسروں سے اس کے بارے میں پوچھتے نہ پھرو کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی اس کا دشمن تمہیں غلط بات بتائے اور یہ غلط فہمی تمہاری جدائی کا سبب بن جائے۔

١٨٣- إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا مَا لِلْعَبْدِ عِنْدَ رَبِّهِ فَانْظُرُوا مَا يَتْبَعُهُ مِنَ الثَّنَاءِ۔

١٨٣- خدا کی رائے۔ جب کسی شخص کے بارے میں خدا کی رائے معلوم کرنا ہو تو لوگوں کی رائے غیبت میں معلوم کرو۔

١٨٤- إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا صَيَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ إِلَيْهِ۔

١٨٤- مرجعِ خلائق۔ جب اللہ کسی بندے کی برتری چاہتا ہے تو انسانوں کو اس کا محتاج کر دیتا ہے۔

١٨٥- إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ غِنَاهُ فِي نَفْسِهِ وَتُقَاهُ فِي قَلْبِهِ وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ شَرًّا جَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔

١٨٥- بہتری اور خرابی۔ جب خدا کسی بندے کی بہتری چاہتا ہے تو اس میں بے نیازی اور تقویٰ پیدا کرتا ہے اور جب کسی بندے کی خرابی مقصود ہو تو ہر وقت اس کو فقر و تنگدستی کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔

١٨٦- إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا كَثَّرَ فُقَهَاءَهُمْ وَأَقَلَّ جُهَّالَهُمْ فَإِذَا تَكَلَّمَ الْفَقِيهُ وَجَدَ أَعْوَانًا وَإِذَا تَكَلَّمَ الْجَاهِلُ قُهِرَ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ شَرًّا كَثَّرَ جُهَّالَهُمْ وَأَقَلَّ فُقَهَاءَهُمْ فَإِذَا تَكَلَّمَ الْجَاهِلُ وَجَدَ أَعْوَانًا وَإِذَا تَكَلَّمَ الْفَقِيهُ قُهِرَ۔

١٨٦- محبوب قوم۔ جب کسی قوم کی برتری منظورِ رب ہوتی ہے تو اُن میں فقیہوں کی کثرت اور جاہلوں کی قلت ہوجاتی ہے اور جب فقیہ ان سے کچھ کہتا ہے تو وہ اس سے ہم نوائی کرتے ہیں اور جاہل کوئی بات کہتا ہے تو وہ اس کو مسترد کر دیتے ہیں لیکن جب خدا کسی قوم کی برائی چاہے تو ان میں داناؤں کی کمی اور جاہلوں کی افراط کر دیتا ہے۔ دانا ان میں ذلیل اور جاہل ان میں جلیل سمجھا جاتا ہے۔

١٨٧- إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يُوقِعَ عَبْدًا أَعْمَى عَلَيْهِ الْحِيَلُ۔

١٨٧- راہ تدبیر مسدود۔ جس شخص پر خدا کا عتاب نازل ہونے لگتا ہے اس پر راہ چارہ و تدبیر مسدود ہوجاتی ہے۔

١٨٨- إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ۔

١٨٨- کون روک سکتا ہے۔ جب خدا کسی شے کی تخلیق چاہے۔ تو کون اسے روک سکتا ہے؟

١٨٩- إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ جَعَلَ لَهُ فِيهَا حَاجَةً۔

١٨٩- جس زمین پر مرنا ہو۔ جس سرزمین پر اللہ انسان کی روح قبض کرنا چاہتا ہے وہاں اس کی موجودگی کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔

۱۹۰- اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنْفَاذَ قَضَائِهٖ وَقَدَرِهٖ سَلَبَ ذَوِی الْعُقُوْلِ عُقُوْلَهُمْ حَتّٰی یُنْفِذَ فِیْهِمْ قَضَائَهٗ وَقَدَرَهٗ فَاِذَا قَضٰی اَمْرَهٗ رَدَّ اِلَیْهِمْ عُقُوْلَهُمْ وَوَقَعَتِ النَّدَامَةُ۔

۱۹۰- اس کا فیصلہ۔ جب خدا اپنا فیصلہ نافذ کرنا چاہتا ہے تو عقلوں کی دانائی ختم ہو جاتی ہے اور جب اس کی مشیت پوری ہو جاتی ہے تو فراست ندامت کے ساتھ واپس آجاتی ہے۔

۱۹۱- اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّبِیْعَ عِقَارَهٗ فَلْیَعْرِضْهُ

۱۹۱- پہلے ہمسایہ کو بتادو۔ جب کوئی چیز بیچنی چاہو تو پہلے اپنے ہمسایہ کو بتادو۔

۱۹۲- اِذَا اَرَدْتَ اَمْرًا فَعَلَیْكَ بِالتُّؤَدَةِ حَتّٰی یُرِیَكَ اللّٰهُ مِنْهُ الْمَخْرَجَ۔

۱۹۲- خدا خود راستہ دکھائے گا۔ جب کسی کام کا ارادہ کرو تو ذرا تأمل کرو یہاں تک کہ خدا تمہیں اس سے عہدہ برآ ہونے کی سبیل دکھادے۔

۱۹۳- اِذَا اَرَدْتَ اَنْ یُّحِبَّكَ اللّٰهُ فَابْغَضِ الدُّنْیَا وَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ یُّحِبَّكَ النَّاسُ فَمَا كَانَ عِنْدَكَ مِنْ فُضُوْلِهَا فَانْبِذْهُ اِلَیْهِمْ۔

۱۹۳- دنیا سے نفرت کرو۔ دنیا سے نفرت کرو۔ اللہ کے محبوب بنو گے اور اگر محبوب خلائق بننا چاہتے ہو تو ضرورت سے زائد تمہارے پاس جو چیزیں ہوں اُن کو لوگوں میں تقسیم کردو۔

۱۹۴- اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَفْعَلَ اَمْرًا فَتَدَبَّرْ عَاقِبَتَهٗ فَاِنْ كَانَ خَیْرًا فَامْضِهٖ وَاِنْ كَانَ شَرًّا فَانْتَهِ۔

۱۹۴- نتائج پر غور کرو۔ جب کسی کام کا ارادہ ہو تو اس کے نتائج پر غور کرو۔ اگر نتائج بہتر ہوں تو کرو اگر بدتر ہوں تو اس سے باز آجاؤ۔

۱۹۵- اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَذْكُرَ عُیُوْبَ غَیْرِكَ فَاذْكُرْ عُیُوْبَ نَفْسِكَ۔

۱۹۵- اپنے عیوب یاد کرو۔ جب دوسروں کے عیوب بیان کرنے کی خواہش ہو تو اپنے عیوب یاد کرلو۔

۱۹۶- اِذَا اَسَأْتَ فَاَحْسِنْ۔

۱۹۶- برائی کو بھلائی سے مٹادو۔ جب تم سے کوئی برائی سرزد ہو تو اس کو بھلائی سے ہٹادو۔

۱۹۷- اِذَا اسْتَأْجَرَ اَحَدُكُمْ اَجِیْرًا فَلْیُعْلِمْهُ اَجْرَهٗ۔

۱۹۷- مزدوری طے کرلو۔ مزدور سے پہلے مزدوری طے کرلو۔

۱۹۸- اِذَا اسْتَشَارَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْیُشِرْ عَلَیْهِ۔

۱۹۸- صحیح مشورہ دو۔ طالب مشورہ کو صحیح مشورہ دو۔

۱۹۹- اِذَا اسْتَشَاطَ السُّلْطَانُ تَسَلَّطَ الشَّیْطَانُ۔

۱۹۹- شیطان حکمران ہوتا ہے۔ جب بادشاہ غصہ میں ہو تو اس پر شیطان حکمران ہوتا ہے۔

۲۰۰- اِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْاَةُ فَمَرَّتْ عَلَی الْقَوْمِ لِیَجِدُوْا رِیْحَهَا فَهِیَ زَانِیَةٌ۔

۲۰۰- معطر عورت۔ جب کوئی عورت "معطر" ہو کر لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ "زانیہ" کے حکم میں ہوگی۔

۲۰۱- اِذَا اسْتَكْتُمْ فَاسْتَاكُوْا عَرْضًا۔

۲۰۱- مسواک کا استعمال کرو۔ مسواک کو دہن کے عرض میں گردش دو۔

۲۰۲- اِذَا اَسَأْتَ فَاَحْسِنْ فَاِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ۔

۲۰۲- تلافی عمل۔ جس سے تم نے برائی کی ہو، اس کی تلافی میں اس سے بھلائی کرو کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔

٢٠٣- إِذَا اشْتَدَّ كَلَبُ الْجُوْعِ فَعَلَيْكَ بِرَغِيْفٍ وَجَرٍّ مِنْ مَاءِ الْقُرَاحِ وَقُلْ عَلَى الدُّنْيَا وَأَهْلِهَا مِنِّي الدَّمَارُ۔

۲۰۳۔ صرف روٹی اور پانی۔ جب تمھیں بھوک ستائے تو روٹی اور پانی سے اُس کو دُور کر دو۔ دنیا اور اُس کی لذتوں پر خاک ڈال دو۔

٢٠٤- إِذَا اشْتَكَى الْمُؤْمِنُ أَخْلَصَهُ مِنَ الذُّنُوْبِ كَمَا يُخْلِصُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

۲۰۴۔ مطہرِ مصیبت۔ مصیبت مومن کو گناہوں سے اسی طرح پاک کرتی ہے جس طرح آگ لوہے کو مَیل سے صاف کر دیتی ہے۔

٢٠٥- إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ اتَّقِ اللهَ فِيْنَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا۔

۲۰۵۔ اعضاء کی عرض داشت۔ جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان سے (بزبان حال) کہتے ہیں کہ خدارا ہم پر رحم فرمایئے کیونکہ ہم آپ ہی کے دم قدم کے ساتھ ہیں اگر آپ ٹھیک رہیں تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے اور اگر آپ سے غلطی ہو گئی تو پھر ہمارا خدا ہی حافظ ہے۔

٢٠٦- إِذَا أَعْطَى اللهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ۔

۲۰۶۔ جب اللہ تمھیں دے۔ جب اللہ تمھیں کچھ دے تو اس پر پہلا حق تمھارا اور تمھارے اہل وعیال کا ہے۔

٢٠٧- إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ۔

۲۰۷۔ قاتل و مقتول دونوں جہنمی۔ جب دو مسلمانوں میں لڑائی ہو اور ایک قتل ہو جائے تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! قاتل تو ٹھیک ہے کہ جہنم میں جائے گا مگر مقتول کیسے جہنمی؟ آپ نے فرمایا وہ بھی تو چاہتا تھا کہ دوسرے کو قتل کر دے۔

٢٠٨- إِذَا أَلْقَى اللهُ فِيْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَيْهَا۔

۲۰۸۔ شادی سے پہلے دیکھنے میں حرج نہیں۔ جس عورت سے شادی کی خواہش ہو اُس کے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

٢٠٩- إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الصَّغِيْرَ وَالْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَالْمَرِيْضَ وَذَا الْحَاجَةِ وَإِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

۲۰۹۔ امام نماز میں طول نہ دے۔ امام جماعت کو چاہیے کہ وہ نماز کو طول نہ دے کیونکہ جماعت میں کمسن، مسن، کمزور، مریض، کاروباری سبھی طرح کے آدمی ہوتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھے تو جتنی چاہے نماز طولانی کر دے۔

٢١٠- إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ۔

۲۱۰۔ بستر سے علیحدگی۔ شوہر کی مرضی کے خلاف جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے علیحدہ رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

٢١١- إِذَا تَطَيَّبَتِ الْمَرْأَةُ لِغَيْرِ زَوْجِهَا فَإِنَّمَا هُوَ نَارٌ وَشَنَارٌ۔

۲۱۱۔ کسی اور کے لیے زینت ہو۔ جب عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لیے "معطر" ہو تو اس کو بدنامی اور جہنم دونوں ملیں گے۔

٢١٢- إِذَا تَقَارَبَ الزَّمَانُ انْتَقَى الْمَوْتُ خِيَارَ أُمَّتِي كَمَا يَنْتَقِي أَحَدُكُمْ خِيَارَ الرُّطَبِ مِنَ الطَّبَقِ۔

٢١٢- موت کا انتخاب۔ آخر زمانہ میں موت نیک لوگوں کو اسی طرح چُن لے گی جس طرح تم طبقِ خرما میں سے اچھے اور عمدہ رُطب چُن لیتے ہو۔

٢١٣- إِذَا تَمَنّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَنْظُرْ مَا تَمَنّٰى فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا كُتِبَ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ۔

٢١٣- انجامِ تمنّا۔ کسی شے کی تمنّا سے پہلے اس پر اچھی طرح غور کرلو، خدا جانے اس تمنّا کا کیا نتیجہ ہو۔

٢١٤- إِذَا تَمَّ فُجُورُ الْعَبْدِ مَلَكَ عَيْنَيْهِ فَبَكٰى بِهِمَا مَتٰى شَاءَ۔

٢١٤ جب فسق حد سے گزر جائے۔ جب بندے کا فسق و فجور حد سے گزر جائے تو دونوں آنکھوں کا مالک بنے جب تک چاہے روتا رہے۔

٢١٥- إِذَا جَاءَكُمُ الْأَكْفَاءُ[١] فَانْكِحُوهُنَّ وَلَا تَرَبَّصُوا بِهِنَّ الْحَدَثَانَ[٢]۔

٢١٥- کفو سے فوراً شادی کردو۔ تمھیں اپنی لڑکیوں کے کفو (مناسب شوہر) مل جائیں تو شادی کردو اور ان کے بارے میں "نوجوانوں" کا انتظار نہ کرو۔

٢١٦- إِذَا جَاءَ الْمَوْتُ بِطَالِبِ الْعِلْمِ مَاتَ وَهُوَ شَهِيدٌ۔

٢١٦- طالب علم کی موت۔ طالب علم کی موت "شہادت" ہے۔

٢١٧- إِذَا جَامَعَ أَحَدُكُمْ زَوْجَتَهُ أَوْ جَارِيَتَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلٰى فَرْجِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يُورِثُ الْعَمٰى۔

٢١٧- نگاہ نہ ڈالو۔ مقاربت کے وقت زوجہ اور لونڈی کی شرمگاہ پر نگاہ نہ ڈالو یہ اولاد کی نابینائی کا سبب ہوتی ہے۔

٢١٨- إِذَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ۔

٢١٨- نہ کرو۔ جس کام پر دل نہ ٹھکے اُسے نہ کرو۔

٢١٩- إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِحَدِيثٍ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ۔

٢١٩- اخفائے راز۔ جب کوئی شخص گفتگو کرے پھر اپنے گرد و پیش (رازدارانہ انداز سے) دیکھنے لگے تو اس کی بات افشا نہ کرو۔

٢٢٠- إِذَا حَجَّ الرَّجُلُ بِمَالٍ مِنْ غَيْرِ حِلِّهِ فَقَالَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ قَالَ اللّٰهُ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ هٰذَا مَرْدُودٌ عَلَيْكَ۔

٢٢٠- مالِ حرام سے حج۔ مالِ حرام سے حج کرنے والا جب اللّٰھم لبیک اللّٰھم لبیک کہتا ہے تو اللہ اُس کے جواب میں لا لبیک لا سعدیک (نہ تیری حاضری قبول اور نہ تیرے لیے بہتری) کہتا ہے اور عملِ حج کو "مردود" کردیتا ہے۔

٢٢١- إِذَا حَسَدْتُمْ فَلَا تَبْغُوا وَإِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تُحَقِّقُوا وَإِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا۔

٢٢١ حسد، گمان، تول۔ حسد میں ظلم نہ کرو، گمان کو حقیقت نہ سمجھو اور تول میں زائد دو۔

٢٢٢- إِذَا حَكَمْتُمْ فَاعْدِلُوا وَإِذَا قُلْتُمْ فَأَحْسِنُوا فَإِنَّ اللّٰهَ مُحْسِنٌ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔

٢٢٢- فیصلہ از روئے انصاف۔ فیصلہ انصاف سے کرو اور گفتگو نیکی سے، کیونکہ خدا نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

٢٢٣- إِذَا خَافَ اللّٰهَ الْعَبْدُ أَخَافَ اللّٰهُ مِنْهُ كُلَّ

٢٢٣- ہر چیز ڈرتی ہے۔ جب بندہ خدا سے ڈرتا ہے تو ہر چیز

[١] ہم قوم و ہم کفو ١٢ [٢] نوجوان و نوعمروں کا انتظار نہ کرو ١٢۔

شَيْءٍ وَإِذَا لَمْ يَخَفِ الْعَبْدُ اللّٰهَ أَخَافَهُ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۔

اس سے ڈرنے لگتی ہے اور جب وہ اللہ سے ڈرنا چھوڑ دیتا ہے تو ہر شے سے ڈرنے لگتا ہے۔

۲۲۴۔ إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ وَهُوَ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ فَلْيُعْلِمْهَا أَنَّهُ يَخْضِبُ۔

۲۲۴۔ بالوں کے خضاب کی اطلاع دے دو۔ جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کا خواستگار ہو اور تمہارے خضاب لگا ہو تو اس عورت کو بتا دینا چاہیے کہ ہمارے بال "خضاب آلود" ہیں۔

۲۲۵۔ إِذَا خَفِيَتِ الْخَطِيئَةُ لَا تَضُرُّ إِلَّا صَاحِبَهَا وَإِذَا ظَهَرَتْ فَلَمْ تُغَيَّرْ ضَرَّتِ الْعَامَّةَ۔

۲۲۵۔ شہرت گناہ۔ جب تک گناہ مخفی رہے صرف گنہگار کے لیے ضرر رساں ہوتا ہے اور جب آشکار ہو جائے تو اس کی مضرت عام ہو جاتی ہے۔

۲۲۶۔ إِذَا دَخَلَ الضَّيْفُ عَلَى الْقَوْمِ دَخَلَ بِرِزْقِهِ وَإِذَا خَرَجَ خَرَجَ بِمَغْفِرَةِ ذُنُوبِهِمْ۔

۲۲۶۔ میزبان کی بخشش۔ مہمان اپنا رزق اپنے ساتھ لاتا ہے اور جاتے وقت میزبان کے گناہوں کو بخشش دی جاتی ہے۔

۲۲۷۔ إِذَا رَأَيْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَلَاثَ خِصَالٍ فَارْجُهُ! اَلْحَيَاءَ وَالْأَمَانَةَ وَالصِّدْقَ وَإِذَا لَمْ تَرَهَا فَلَا تَرْجُهُ۔

۲۲۷۔ تین خصلتیں۔ جب تک کسی شخص میں تین خصلتیں نہ ہوں اس سے کسی قسم کی توقع فضول ہے (۱) حیا (۲) امانت داری (۳) سچائی۔

۲۲۸۔ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ مِنْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ۔

۲۲۸۔ دعا کرو تا کہ نظر نہ لگے۔ جب تم کو اپنی ذات میں یا اپنے مال میں یا اپنے بھائی میں کوئی خاص مایۂ ناز بات نظر آئے تو برکت کی دعا کرو تا کہ نظر نہ لگ جائے، کیونکہ اثر نظر برحق ہے۔

۲۲۹۔ إِذَا رَأَيْتَ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ وَكَانُوا هٰكَذَا۔ وَشَبَّكَ أَنَامِلَهُ فَالْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ عَلَيْكَ بِخَاصَّةِ أَمْرِ نَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ۔

۲۲۹۔ صرف اپنے کام سے سروکار رکھو۔ جب تم دیکھو کہ "عہد و پیمان" شرمندۂ وفا نہیں رہے۔ امانتیں ضائع ہو رہی ہیں (اور انسانی معاشرہ خراب ہو گیا ہے) تو خانہ نشین ہو جاؤ۔ زبان کو قابو میں رکھو جس کام کا علم ہو، اس کو کرو، جس چیز سے واقفیت نہ ہو اس سے اجتناب کرو۔ صرف اپنے کام سے سروکار رکھو، لوگوں کے معاملات میں دخیل نہ ہو۔

۲۳۰۔ إِذَا رَأَيْتُمُ الْأَمْرَ لَا تَسْتَطِيعُونَ تَغْيِيرَهُ فَاصْبِرُوا حَتّٰى يَكُونَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِي يُغَيِّرُهُ۔

۲۳۰۔ اللہ خود بدل دے گا۔ جس چیز کو تم تبدیل نہیں کر سکتے، اس کے لیے صبر کرو، یہاں تک کہ اللہ خود اس کو بدل دے۔

۲۳۱۔ إِذَا رَأَيْتُمْ أَهْلَ الْجُوعِ وَالتَّفَكُّرِ فَادْنُوا مِنْهُمْ فَإِنَّ الْحِكْمَةَ تَجْرِي عَلٰى أَلْسِنَتِهِمْ۔

۲۳۱۔ غریب دانشمند۔ فاقہ مست دانشمندوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ ان کی زبان سے حکمت کے رموز ظاہر ہوتے ہیں۔

۲۳۲۔ إِذَا رَأَيْتُمْ أَهْلَ الْبَلَاءِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ۔

۲۳۲۔ مصیبت زدوں کو دیکھ کر اللہ سے عافیت کی دعا کرو۔

۲۳۳۔ اِذَا رَاَیْتُمُ الْعَبْدَ اَلَمَّ اللّٰهُ بِهِ الْفَقْرَ وَ الْمَرَضَ فَاِنَّ اللّٰهَ یُرِیْدُ اَنْ یُصَافِیَهٗ۔

۲۳۳۔ تطہیر خدا۔ جب تم کسی کو فقر و مرض میں مبتلا دیکھو تو یہ خیال کرو کہ اللہ اس کی تطہیر کر رہا ہے۔

۲۳۴۔ اِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ فَکَانَ عَلٰی رَاْسِهٖ کَالظُّلَّةِ فَاِذَا اَقْلَعَ رَجَعَ اِلَیْهِ۔

۲۳۴۔ ایمان نکل جاتا ہے۔ جب انسان زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل کر سایہ کی طرح اس کے سر پر منڈلانے لگتا ہے اور "فراغت" کے بعد پھر واپس آجاتا ہے۔

۲۳۵۔ اِذَا سَبَّكَ رَجُلٌ بِمَا یَعْلَمُ مِنْكَ فَلَا تَسُبَّهٗ بِمَا تَعْلَمُ مِنْهُ فَیَکُوْنُ اَجْرُ ذٰلِكَ لَكَ وَ وَبَالُهٗ عَلَیْهِ۔

۲۳۵۔ بہتر اور بدتر۔ گالی کا جواب گالی سے نہ دو کہ اس کا نتیجہ تمہارے حق میں بہتر اور اس کے لیے بدتر ہوگا۔

۲۳۶۔ اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَیِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ۔

۲۳۶۔ مومن ہونے کی علامت۔ نیکی سے مسرت، برائی سے اذیت تمہارے مومن ہونے کی علامت ہے۔

۲۳۷۔ اِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَکَانِهٖ فَصَدِّقُوْا وَاِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ زَالَ عَنْ خُلُقِهٖ فَلَا تُصَدِّقُوْا فَاِنَّهٗ یَصِیْرُ اِلٰی مَاجُبِلَ عَلَیْهِ۔

۲۳۷۔ فطرت اٹل ہے۔ جب تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے تو یقین کر لو لیکن اگر یہ سنو کہ کسی انسان نے اپنی فطرت بدل دی تو ہرگز یقین نہ کرنا کیونکہ وہ بہت جلد اپنی جبلت کی طرف آجائے گا۔

۲۳۸۔ اِذَا طَلَبَ اَحَدُکُمْ مِنْ اَخِیْهِ حَاجَةً فَلَا یَبْدَاْهُ بِالْمِدْحَةِ فَیَقْطَعَ ظَهْرَهٗ۔

۲۳۸۔ مسئول کی کمر نہ توڑو۔ مدح سرائی سے سوال کی ابتدا نہ کرو، یہ مسئول کی کمر توڑ دیتی ہے کہ باعث ریا ہے جو موجب بطلان اعمال خیر ہے۔

۲۳۹۔ اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِیْ قَرْیَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ۔

۲۳۹۔ زنا اور سود خواری۔ زنا اور سود خواری کی کثرت عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہے۔

۲۴۰۔ اِذَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ کَانَتِ الرَّجْفَةُ وَ اِذَا جَارَ الْحُکَّامُ قَلَّ الْمَطَرُ وَاِذَا غُدِرَ بِاَهْلِ الذِّمَّةِ ظَهَرَ الْعَدُوُّ۔

۲۴۰۔ زنا کے نتائج۔ زنا سے زلزلہ آتا ہے، ظلم حاکم سے بارش کا قحط ہوتا ہے اور ذمیوں سے غداری دشمنوں کی چیرہ دستی کا سبب بنتی ہے۔

۲۴۱۔ اِذَا عَمِلَ اَحَدُکُمْ عَمَلًا فَلْیُتْقِنْهُ۔

۲۴۱۔ کام کو اختتام تک۔ ہر کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دو۔

۲۴۲۔ اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَةً فَاَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَةُ بِالْعَلَانِیَةِ۔

۲۴۲۔ جیسا گناہ ویسی توبہ۔ اگر تم سے کوئی برا کام ہو جائے، تو فوراً توبہ کرو۔ اگر گناہ مخفی ہو تو توبہ بھی مخفی ہوگی اور اگر خطا علانیہ ہے تو توبہ بھی ویسی ہی ہوگی۔

۲۴۳۔ اِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ وَکَانَ قَائِمًا فَلْیَقْعُدْ وَاِنْ کَانَ قَاعِدًا فَلْیَضْطَجِعْ۔

۲۴۳۔ غصے کے وقت۔ غصے کی حالت میں اگر تم کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ، بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔

۲۴۴- اِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ۔

۲۴۴- ساکت ہو جاؤ۔ غصے کے وقت ساکت ہو جاؤ۔

۲۴۵- اِذَا قَالَتِ الْمَرْءَةُ لِزَوْجِهَا مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهَا۔

۲۴۵- عورت کے اعمال کی تباہی۔ زوجہ کا شوہر سے یہ کہنا کہ "مجھے تو تم سے کبھی کوئی سکھ نہیں ملا" اس کے تمام اعمال کو تباہ کر دیتا ہے۔

۲۴۶- اِذَا قَدِمَ اَحَدُكُمْ مِنْ سَفَرٍ فَلْيَقْدَمْ مَعَهٗ بِهَدِيَّةٍ وَلَوْ يُلْقِيْ فِيْ مِخْلَاتِهٖ حَجَرًا۔

۲۴۶- سوغات لاؤ۔ جب کوئی سفر سے آئے تو تحفے ضرور ساتھ لائے، خواہ پتھر کیوں نہ ہوں۔

۲۴۷- اِذَا قَصَّرَ الْعَبْدُ فِي الْعَمَلِ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْهَمِّ

۲۴۷- کوتاہی عمل۔ عمل کی کوتاہی مبتلائے غم کرتی ہے۔

۲۴۸- اِذَا كَانَ عِنْدَكَ مَا يَكْفِيْكَ فَلَا تَطْلُبْ مَا يُطْغِيْكَ۔

۲۴۸- ضرورت سے زائد۔ ضرورت سے زائد طلب نہ کرو کہ موجب سرکشی ہے۔

۲۴۹- اِذَا كَانَتْ اُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا۔

۲۴۹- زمین خوبیاں اگل دے گی۔ جب تمہارے حاکم نیک، تونگر سخی ہوں گے اور معاملات باہمی مشورے سے طے ہوا کریں گے تو زمین تمہارے لیے اپنی خوبیاں اگل دے گی۔

۲۵۰- وَاِذَا كَانَتْ اُمَرَاؤُكُمْ اَشْرَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَاءِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا۔

۲۵۰- زمین خیر و برکت نگل لے گی۔ اور جب تمہارے والی شریر، دولتمند بخیل، اختیار اور مستورات میں تو زمین اپنی ساری خیر و برکت نگل لیتی ہے۔

۲۵۱- اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادٰى مُنَادٍ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِمَّنْ عَمِلَهٗ لَهٗ۔

۲۵۱- اسی سے مانگو۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ جس نے خدا کے بغیر کسی اور کے لیے عمل کیا وہ اسی سے طالب ثواب ہو۔

۲۵۲- اِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَاَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهٗ سَاقِطٌ۔

۲۵۲- ایک حصہ جدا ہوگا۔ جو شخص اپنی دو عورتوں کے درمیان عدل قائم نہ رکھ سکے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک حصہ اس سے جدا ہوگا۔

۲۵۳- اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ۔

۲۵۳- سرگوشی نہ کرو۔ جب تین آدمی ایک جا ہوں تو دو آدمیوں کو باہم سرگوشی نہ کرنا چاہیے۔

۲۵۴- اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى رَجُلَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ۔

۲۵۴- تیسرے کا حزن و ملال۔ جب تم تین آدمی ہو تو جب تک دوسرے لوگوں میں تم لوگ شامل نہ ہو جاؤ دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں کہ یہ تیسرے کے حزن و ملال کا سبب ہوتا ہے۔

۲۵۵- اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

۲۵۵- جب غیرت ہی نہ رہی۔ جب حیا نہ رہے تو ہر کام روا ہے۔

۲۵۶- اِذَا كَثُرَتِ الذُّنُوبُ الْعَبْدِ فَلَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُكَفِّرُهَا ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ۔

۲۵۶- غم کفارہ بن جائے۔ جب بندے کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور اس کے اعمال صالحہ اس کے گناہ کو پامال نہ کر سکیں تو اللہ اس کو مبتلائے غم کر دیتا ہے تاکہ وہ غم کفارہ بن جائے۔

۲۵۷- اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ۔ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ۔

۲۵۷- عمل باقی۔ موت کے ساتھ عمل بھی ختم ہو جاتا ہے مگر صدقہ جاریہ علم نفع بخش، اور دعائے خیر کرنے والے فرزند صالح سے دوام حاصل ہے۔

۲۵۸- اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔

۲۵۸- بیت حمد۔ جب کسی کا فرزند مر جائے تو اللہ ملک الموت سے دریافت کرتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے فرزند کی روح قبض کی؟ وہ کہتے ہیں کہ ہاں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ جواب دیا جاتا ہے کہ اس نے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ اس وقت حکم الٰہی ہوتا ہے کہ میرے اس بندے کے لیے جنت میں مکان بناؤ اور اسے "بیت حمد" سے یاد کرو۔

۲۵۹- اِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ لَا تَقَعُوْا فِيْهِ۔

۲۵۹- مُردے کی غیبت۔ جب کوئی مر جائے تو اس کی بدگوئی نہ کرو۔

۲۶۰- اِذَا مَاتَ الْعَبْدُ قَالَ النَّاسُ مَا خَلَّفَ وَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ مَا قَدَّمَ۔

۲۶۰- پیچھے اور آگے۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو لوگ تو یہ پوچھتے ہیں کہ اپنے پیچھے "کیا چھوڑا" اور ملائکہ کہتے ہیں کہ "آگے" کے لیے کیا کیا!

۲۶۱- اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فَضَلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ۔

۲۶۱- ادھر بھی اک نگاہ۔ جب کسی صاحب مال و جمال پر نظر پڑے تو تم اس پر بھی نگاہ ڈالو جو اس سے کم اور پست ہو۔

۲۶۲- اِذَا هَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّكَ فِيْهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَى الَّذِيْ يَسْبِقُ اِلٰى قَلْبِكَ فَاِنَّ الْخِيَرَةَ فِيْهِ۔

۲۶۲- استخارہ کرو۔ جب تم کسی چیز کا ارادہ کرو تو اپنے خدا سے سات بار استخارہ کرو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ وہ کیا کہتا ہے اور کدھر جاتا ہے بس وہی کرو، جو دل کہتا ہے کہ اس میں تمہارے لیے خیر ہے۔

۲۶۳- اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ لِاَخِيْهِ نُصْحًا فِيْ نَفْسِهٖ فَلْيَذْكُرْهُ لَهٗ۔

۲۶۳- نصیحت کرو۔ اگر کسی برادر مومن کے لیے تمہارے پاس کوئی نصیحت ہے تو وہ نصیحت اسے کر دو۔

۲۶۴- اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔

۲۶۴- قیامت آگئی۔ جب نااہل کے ہاتھ میں کسی کام کی باگ ڈور آجائے تو سمجھو کہ قیامت آگئی۔

۲۶۵- اِذَا وُقِعَ فِي الرَّجُلِ وَاَنْتَ فِيْ مَلَاءٍ فَكُنْ لِلرَّجُلِ نَاصِرًا وَلِلْقَوْمِ زَاجِرًا وَ قُمْ

۲۶۵- اٹھ کھڑے ہو۔ جب کسی محفل میں کسی کی بدگوئی ہو رہی ہو تو تم اس کی طرف سے صفائی پیش کرو اور ان کو بدگوئی سے روکو اور

عَنۡهُمۡ۔ | وہاں سے اُٹھ کھڑے ہو۔

۲۶۶۔ اُذۡکُرِ اللّٰہَ فَاِنَّہٗ عَوۡنٌ لَکَ عَلٰی مَا تَطۡلُبُ۔

۲۶۶۔ اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کو یاد کرو کہ وہ ہر کام میں تمہاری مدد کرے گا۔

۲۶۷۔ اُذۡکُرُوۡا مَحَاسِنَ مَوۡتَاکُمۡ وَکُفُّوۡا عَنۡ مَسَاوِیۡھِمۡ۔

۲۶۷۔ مُردوں کے محاسن یاد کرو۔ مُردوں کے محاسن یاد کرو اور ان کے عیوب نظر انداز کردو۔

۲۶۸۔ اَرۡبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیۡکَ فَلَا عَلَیۡکَ مَا فَاتَکَ مِنَ الدُّنۡیَا صِدۡقُ الۡحَدِیۡثِ وَحِفۡظُ الۡاَمَانَۃِ وَحُسۡنُ الۡخُلۡقِ وَعِفَّۃُ مَطۡعَمٍ۔

۲۶۸۔ پھر غمگین ہونے کی ضرورت۔ چار چیزیں اگر تم میں ہوں تو پھر کسی چیز کے نہ ہونے پر غمگین نہ ہو۔ راستبازی، امانتداری، حسن خلق، طعام حلال۔

۲۶۹۔ اَرۡبَعَۃٌ قَلِیۡلُھَا کَثِیۡرٌ اَلۡفَقۡرُ وَالۡوَجَعُ وَالۡعَدَاوَۃُ وَالنَّارُ۔

۲۶۹۔ تھوڑی بھی ہوں تو بہت ہیں۔ چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ تھوڑی بھی ہوں تو بہت ہیں۔ فقر، درد، دشمنی، آگ۔

۲۷۰۔ اَرۡبَعَۃٌ یُبۡغِضُھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلۡبَیَّاعُ الۡحَلَّافُ وَالۡفَقِیۡرُ الۡمُخۡتَالُ وَالشَّیۡخُ الزَّانِیۡ وَالۡاِمَامُ الۡجَائِرُ۔

۲۷۰۔ ناپسندیدہ چار۔ چار شخص خدا کو بہت ناپسند ہیں۔ قسم کھانے والا دکاندار، مغرور فقیر، سن رسیدہ زانی، ظالم حاکم۔

۲۷۱۔ اَرۡبَعٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَنۡ لَّا یُدۡخِلَھُمُ الۡجَنَّۃَ وَلَا یُذِیۡقَھُمۡ نَعِیۡمَھَا مُدۡمِنُ خَمۡرٍ وَاٰکِلُ الرِّبَا وَاٰکِلُ مَالِ الۡیَتِیۡمِ بِغَیۡرِ حَقٍّ وَالۡعَاقُّ لِوَالِدَیۡہِ۔

۲۷۱۔ چار شخص داخل جنت نہ ہوسکیں گے۔ چار شخص جنت میں داخل نہیں کیے جائیں گے۔ دائم الخمر، سود خوار، عاق شدہ فرزند، اور یتیموں کا مال کھانے والا۔

۲۷۲۔ اَرۡبَعٌ لَا یَدۡخُلُ بَیۡتًا وَاحِدَۃٌ مِّنۡھَا اِلَّا خَرِبَ وَلَمۡ یَعۡمُرۡ بِالۡبَرَکَۃِ الۡخِیَانَۃُ وَالسَّرِقَۃُ وَشُرۡبُ الۡخَمۡرِ وَالزِّنَا۔

۲۷۲۔ ایک بھی ہو تو گھر تباہ۔ چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی گھر میں آجائے تو وہ گھر تباہ ہوجاتا ہے اور خیر و برکت اس گھر میں نہیں رہتی۔ خیانت، چوری، شراب خوری، زنا۔

۲۷۳۔ اَرۡبَعٌ مِّنۡ سَعَادَۃِ الۡمَرۡءِ اَنۡ تَکُوۡنَ زَوۡجَتُہٗ صَالِحَۃً وَاَوۡلَادُہٗ اَبۡرَارًا وَخُلَطَاؤُہٗ صَالِحِیۡنَ وَاَنۡ یَکُوۡنَ رِزۡقُہٗ فِیۡ بَلَدِہٖ۔

۲۷۳۔ علامات خوش بختی۔ چار چیزیں خوش بختی کی علامت ہیں۔ نیک زوجہ، سعید اولاد، صالح دوست، وطن میں روزگار۔

۲۷۴۔ اَرۡبَعٌ مَنۡ کُنَّ فِیۡہِ حَرَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّارِ وَعَصَمَہٗ مِنَ الشَّیۡطَانِ مَنۡ مَلَکَ نَفۡسَہٗ حِیۡنَ یَرۡغَبُ وَحِیۡنَ یَرۡھَبُ وَحِیۡنَ یَشۡتَھِیۡ

۲۷۴۔ شیطان وجہنم سے محفوظ رکھتا ہے۔ جو شخص رغبت، خوف، شہوت، غضب کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے اللہ اس پر آتش جہنم حرام کردیتا ہے اور اس کو شیطان سے محفوظ رکھتا ہے۔

۲۷۵۔ اَرۡبَعٌ مَنۡ اُعۡطِیَھُنَّ فَقَدۡ اُعۡطِیَ خَیۡرَ الدُّنۡیَا

۲۷۵۔ دو جہان کی نعمتیں۔ جس کو یہ چار چیزیں ملیں اُس کو گویا

وَالْاٰخِرَةِ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَبَدَنٌ عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرٌ وَزَوْجَةٌ لَا تَبْغِيهِ خَوْفًا فِي نَفْسِهَا وَلَا مَالِهِ۔

دو جہان کی نعمتیں مل گئیں۔ ذکر رب کرنے والی زبان، شکر گزار دل، بلاؤں پر صابر جسم اور مال و عصمت میں نہ خیانت کرنے والی زوجہ۔

۲۷۶۔ اِرْحَمْ مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكَ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔

۲۷۶۔ آسمان والا رحم کرے۔ زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔

۲۷۷۔ اِرْحَمُوا عَزِيزًا ذَلَّ وَغَنِيًّا اِفْتَقَرَ وَعَالِمًا ضَاعَ بَيْنَ جُهَّالٍ۔

۲۷۷۔ ان کا ذرا بہت خیال۔ اس عزت مند کی جو ذلیل ہو گیا ہو، اُس مالدار کی جو فقیر ہو گیا ہو، اس عالم کی جو جاہلوں میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہو بہت عزت کرو۔

۲۷۸۔ اِرْحَمُوا تُرْحَمُوا وَاغْفِرُوا يُغْفَرْ لَكُمْ۔

۲۷۸۔ تاکہ رحم کیا جائے۔ رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا معاف کرتے رہو تمھاری بھی بخشش ہوگی۔

۲۷۹۔ اِرْبَعُوا اَلْسِنَتَكُمْ عَنِ الْمُسْلِمِينَ وَاِذَا مَاتَ اَحَدٌ مِنْهُمْ فَقُولُوا فِيهِ خَيْرًا۔

۲۷۹۔ کلمہ خیر کہو۔ مسلمانوں کی بدگوئی سے باز آؤ اور مرنے والے کے حق میں کلمہ خیر کہو۔

۲۸۰۔ اَرِقَّاؤُكُمْ اِخْوَانُكُمْ فَاَحْسِنُوا اِلَيْهِمْ اِسْتَعِينُوا بِهِمْ عَلَى مَا غَلَبَكُمْ وَاَعِينُوهُمْ عَلَى مَا غَلَبَهُمْ

۲۸۰۔ غلام سے سلوک۔ "غلام" تمھارے بھائی ہیں ان سے حسن سلوک کرتے رہو۔ اپنی مشکل میں ان سے مدد لو اور ان کے مشکلات میں تم ان کی مدد کرو۔

۲۸۱۔ اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيمَا فِي اَيْدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ۔

۲۸۱۔ دنیا کو تج دو۔ دنیا کو تج دو اللہ تم کو دوست بنائے گا لذائذ دنیا سے کنارہ کشی کرو۔ انسانوں کے محبوب بن جاؤ گے۔

۲۸۲۔ اَزْهَدُ النَّاسِ مَنْ لَمْ يَنْسَ الْقَبْرَ وَالْبِلٰى وَتَرَكَ اَفْضَلَ زِينَةِ الدُّنْيَا وَاٰثَرَ مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى وَلَمْ يَعُدَّ غَدًا مِنْ اَيَّامِهِ وَعَدَّ نَفْسَهُ فِي الْمَوْتٰى۔

۲۸۲۔ سب سے بڑا زاہد۔ زاہد ترین شخص وہ ہے جو قبر و مصیبت کو فراموش نہ کرے، آرائش دنیا کو ترک کر کے نعمت باقی کو نعمت فانی پر ترجیح دے اور "کل" کو اپنی زندگی میں شریک نہ کرے اور اپنی ذات کو "مردوں" میں سے تصور کرے۔

۲۸۳۔ اِسْتِتْمَامُ الْمَعْرُوفِ خَيْرٌ مِنِ ابْتِدَائِهِ۔

۲۸۳۔ انتہا ابتدا سے بہتر۔ کار نیک کی انتہا ابتدا سے بہتر ہے۔

۲۸۴۔ اِسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ اسْتِحْيَاءَكَ مِنْ رَجُلَيْنِ مِنْ صَالِحِي عَشِيرَتِكَ۔

۲۸۴۔ اسی طرح اللہ سے بھی۔ جس طرح اپنے کنبے کے دو شریف و صالح آدمیوں سے تم حیا کرتے ہو، اسی طرح اللہ سے حیا کرو۔

۲۸۵۔ اِسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقَّ الْحَيَاءِ فَاِنَّ

۲۸۵۔ اللہ سے حیا کرو۔ اللہ سے بہت حیا کرو کیونکہ اللہ نے

اللہ قَسَمَ بَیْنَکُمْ اَخْلَاقَکُمْ کَمَا قَسَمَ بَیْنَکُمْ اَرْزَاقَکُمْ

جس طرح تم میں رزق کی تقسیم کی ہے اسی طرح اخلاق کی بھی تقسیم کی ہے۔

۲۸۶۔ اِسْتَرْشِدُوا الْعَاقِلَ تَرْشُدُوْا وَلَا تَعْصُوْہُ فَتَنْدَمُوْا۔

۲۸۶۔ عقلمند کی نافرمانی۔ دانا سے ہدایت حاصل کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو ورنہ ندامت اٹھانا پڑے گی۔

۲۸۷۔ اِسْتَعِدَّ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ۔

۲۸۷۔ تیار ہو جاؤ۔ موت کے آنے سے پہلے موت کے لیے تیار ہو جاؤ۔

۲۸۸۔ اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ جَارِ الْمُقَامِ فَاِنَّ جَارَ الْمُسَافِرِ اِذَا شَاءَ اَنْ یُزَایِلَ زَایَلَ۔

۲۸۸۔ ہمسایہ مستقل کا عذاب۔ مستقل ہمسایے کے شر سے خدا کی پناہ کیونکہ سفری پڑوسی سے تو دوری ہو سکتی ہے مگر اُس سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں؟

۲۸۹۔ اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْعَیْلَۃِ وَمِنْ اَنْ تَظْلِمُوْا اَوْ تُظْلَمُوْا۔

۲۸۹۔ خدا کی پناہ۔ فقر، عیالداری، مظلومیت، ظلم سب سے خدا کی پناہ۔

۲۹۰۔ اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ شِرَارِ النِّسَاءِ وَکُوْنُوْا مِنْ خِیَارِھِنَّ فِیْ حَذَرٍ۔

۲۹۰۔ شریر عورتیں۔ شریر عورتوں سے اللہ بچائے اور یوں تو احتیاطاً نیک عورتوں سے بھی بچ کر رہنا چاہیے۔

۲۹۱۔ اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الْعَیْنِ فَاِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ۔

۲۹۱۔ تاثیر نظر۔ تاثیر نظر سے خدا بچائے کیونکہ نظر واقعی لگ جاتی ہے۔

۲۹۲۔ اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اُمُوْرِکُمْ بِالْکِتْمَانِ فَاِنَّ کُلَّ نِعْمَۃٍ مَحْسُوْدٌ۔

۲۹۲۔ چھپاؤ۔ اپنے معاملات کو پوشیدہ رکھو کیونکہ صاحب حیثیت سے لوگ جلتے ہیں۔

۲۹۳۔ اِسْتَغْنُوْا عَنِ النَّاسِ وَلَوْ بِشَوْصِ السِّوَاکِ۔

۲۹۳۔ بے نیاز رہو۔ بے نیاز رہو اور کسی سے مسواک کی حقیر لکڑی بھی نہ مانگو۔

۲۹۴۔ اِسْتَفْتِ نَفْسَکَ وَاِنْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ۔

۲۹۴۔ دل سے پوچھو۔ ہر بات اپنے دل سے پوچھ لیا کرو۔

۲۹۵۔ اِسْتَقِمْ وَلْیَحْسُنْ خُلُقُکَ لِلنَّاسِ۔

۲۹۵۔ استقامت۔ استقامت پیدا کرو اور لوگوں سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آؤ۔

۲۹۶۔ اِسْتَقِیْمُوْا وَنِعِمَّا اِنِ اسْتَقَمْتُمْ۔

۲۹۶۔ استقلال۔ استقامت سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔

۲۹۷۔ اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ۔

۲۹۷۔ مساوات پیدا کرو۔ مساوات پیدا کرو اور امتیاز نہ آنے دو، تاکہ دلوں میں اختلاف نہ پیدا ہو۔

۲۹۸۔ اِسْتَوُوْا تَسْتَوِ قُلُوْبُکُمْ وَتَمَاسُّوْا تَرَاحَمُوْا۔

۲۹۸۔ مساوات۔ آپس میں مساوات پیدا کرو تاکہ دل تمھارے یک رنگ رہیں اور ایک دوسرے پر عنایت و شفقت کرتے رہو۔

۲۹۹- اَشَدُّ الْاَعْمَالِ ثَلَاثَةٌ ذِكْرُ اللهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَالْاِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ وَمُوَاسَاةُ الْاَخِ فِي الْمَالِ۔

۲۹۹- پائدار عمل - پائدار عمل تین ہیں۔ بہر حال ذکر خدا اپنے نفس سے انصاف اور اپنے مال میں برادر مومن کی شرکت۔

۳۰۰- اَسْرَعُ الْخَيْرِ ثَوَابًا اَلْبِرُّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَ اَسْرَعُ الشَّرِّ عُقُوْبَةً اَلْبَغْيُ وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ

۳۰۰- فوری جزا - جس نیکی کا ثواب بہت جلد ملتا ہے وہ "حسن سلوک" اور "صلہ رحم" ہے اور جس بدی کی سزا بہت جلد ملتی ہے وہ ظلم و ستم اور قطع رحم ہے۔

۳۰۱- اَسْرَعُ الدُّعَاءِ اِجَابَةً دُعَاءُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ۔

۳۰۱- دعائے غائب - غائب کی دعا غائب کے لیے بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

۳۰۲- اِسْمَحْ يُسْمَحْ لَكَ۔

۳۰۲- دو تاکہ لو - تم سخاوت کرو تمھارے ساتھ بھی سخاوت کی جائے گی۔

۳۰۳- اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰى مَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللهُ۔

۳۰۳- مالک حقیقی - جو اپنے کو مالک املاک سمجھتا ہے اللہ اس پر بے حد غضب ناک ہوتا ہے کیونکہ مالک حقیقی صرف خدا ہے۔

۳۰۴- اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى الزُّنَاةِ۔

۳۰۴- زانی - زانیوں پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوگا۔

۳۰۵- اِشْتَدِّيْ اَزْمَةُ تَنْفَرِجِيْ۔

۳۰۵- ردعمل - جب تنگی بہت بڑھ جاتی ہے تو کشادگی پیدا ہونے لگتی ہے۔

۳۰۶- اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا لِلنَّاسِ فِي الدُّنْيَا اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۳۰۶- ستانے والا - جو لوگوں کو ستاتا ہے قیامت کے دن اللہ اس پر شدید عذاب نازل کرے گا۔

۳۰۷- اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ يُرَى النَّاسَ اَنَّ فِيْهِ خَيْرًا وَلَا خَيْرَ فِيْهِ

۳۰۷- بڑے پاک باطن - جس شخص کے متعلق لوگ کہیں کہ بڑا نیک ہے حالانکہ اس میں ذرہ برابر نیکی نہ ہو تو قیامت کے دن وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔

۳۰۸- اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعْهُ عِلْمُهٗ۔

۳۰۸- بے فیض عالم - جس عالم کے علم نے دنیا کو نفع نہیں پہنچایا اس پر قیامت میں سخت عذاب ہوگا۔

۳۰۹- اَشَدُّ النَّاسِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اَمْكَنَهٗ طَلَبُ الْعِلْمِ فِي الدُّنْيَا فَلَمْ يَطْلُبْهُ وَرَجُلٌ عَلَّمَ عِلْمًا فَانْتَفَعَ بِهٖ مَنْ سَمِعَهٗ مِنْهُ دُوْنَهٗ۔

۳۰۹- بے علم و بے عمل - قیامت کے دن سب سے زائد حسرت ناک انجام دو شخصوں کا ہوگا۔ ایک تو اس پر جس کو طلب علم کی فرصت تھی مگر علم حاصل نہیں کیا اور دوسرے اس پر جس نے دوسروں کو بتایا مگر خود اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

۳۱۰۔ اَشَدُّکُمْ مَنْ مَلَكَ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ وَاَحْلَمُكُمْ مَنْ عَفٰی بَعْدَ الْمَقْدِرَةِ۔

۳۱۰۔ جری اور حلیم۔ تم میں سب سے زائد طاقت ور وہ ہے جو غصے کے وقت قابو میں رہے اور تم میں سب سے زائد بردبار وہ ہے، جو قدرتِ انتقام کے بعد بھی معاف کر دے۔

۳۱۱۔ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَی امْرَءَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ وَلَدًا لَیْسَ مِنْهُمْ یَطَّلِعُ عَلٰی عَوْرَاتِهِمْ وَیُشْرِكُهُمْ فِیْ اَمْوَالِهِمْ۔

۳۱۱۔ خائن عورت۔ اللہ اُس عورت پر بہت غضب ناک ہوتا ہے، جو حرامی لڑکے کو اُس خاندان کا رکن بناتی ہے جس سے وہ نہیں اور وہ لڑکا اس خاندان کی عورتوں کو دیکھتا ہے اور ان کے مال میں حصہ بٹاتا ہے۔

۳۱۲۔ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ مَنْ لَا یَجِدُ نَاصِرًا غَیْرَ اللّٰهِ۔

۳۱۲۔ بے یار و مددگار۔ اللہ کا غضب اُس ظالم پر شدید ہوتا ہے جو بے یار و مددگار انسان پر ظلم کرتا ہے۔

۳۱۳۔ اَشْجَعُ النَّاسِ مَنْ غَلَبَ هَوَاهُ۔

۳۱۳۔ بہادر۔ بہادر وہ ہے جو نفس پر قادر ہو۔

۳۱۴۔ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ جَائِرٌ۔

۳۱۴۔ امام جائر۔ قیامت کے دن ظالم حاکم پر شدید عذاب ہوگا۔

۳۱۵۔ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَآءً اَلْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِیْ دِیْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَآءُهٗ وَاِنْ كَانَ فِیْ دِیْنِهٖ رِقَّةٌ اِبْتَلٰی عَلٰی قَدْرِ دِیْنِهٖ فَمَا یَبْرَحُ الْبَلَآءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰی یَتْرُكَهٗ یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ وَمَا عَلَیْهِ خَطِیْئَةٌ۔

۳۱۵۔ جن کے درجے ہیں سوا۔ سب سے زائد انبیاء رنج و بلا میں مبتلا ہوئے ہیں، پھر وہ لوگ جو ان سے کم رتبہ ہوتے ہیں، پھر وہ جو ان سے عہدے کے لحاظ سے کمتر ہوتے ہیں۔

انسان کی آزمائش اس کے "دین" کے اعتبار سے ہوتی ہے اگر وہ اپنے دین میں سخت اور متشدد ہو تو بلا بھی شدید ہوگی اور اگر وہ نرم ہے اور زائد مستحکم نہیں تو ابتلاء اُس کی نرمی و نزاکت کو دیکھ کر ہوگی اور جب بندہ اس بلا و ابتلاء کے دور سے نکل آتا ہے تو پھر وہ ہر گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

۳۱۶۔ اَشْرَفُ الزُّهْدِ اَنْ یَسْكُنَ قَلْبُكَ عَلٰی مَا رُزِقْتَ وَاِنَّ اَشْرَفَ مَا تَسْئَلُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْعَافِیَةُ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا۔

۳۱۶۔ اعلیٰ زہد، اعلیٰ سوال۔ بہترین زہد یہ ہے کہ جو تمہیں مل جائے اس پر تمہارا دل مطمئن ہو۔

اور بہترین سوال اللہ سے دین و دنیا کی عافیت کی طلبگاری ہے۔

۳۱۷۔ اَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِیْدٍ:

"اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ"۔

۳۱۷۔ بہترین مصرعہ۔ عرب میں سب سے بہتر کلمہ وہ ہے جو لبید نے کہا یعنی اللہ کے سوا ہر شے فانی ہے۔

۳۱۸۔ اِشْفَقُوْا تُحْمَدُوْا وَ تُوْجَرُوْا ۔

۳۱۸۔ مہربانی کرو۔ دوسروں پر مہربانی کرو، تعریف بھی ہوگی صلہ بھی پاؤ گے۔

۳۱۹۔ اَشْقَی الْاَشْقِیَاءِ مَنِ اجْتَمَعَ عَلَیْہِ فَقْرُ الدُّنْیَا وَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ ۔

۳۱۹۔ بدبخت۔ بدبخت ترین وہ شخص ہے جو دنیا میں فقیر رہا اور آخرت میں معذب ہوا۔

۳۲۰۔ اَشْکَرُ النَّاسِ اَشْکَرُھُمْ لِلنَّاسِ۔

۳۲۰۔ شکر گزار۔ جو لوگوں کا شکر گزار ہو وہ سب سے بڑا "شاکر" ہے۔

۳۲۱۔ اَشِیْدُوا النِّکَاحَ وَ اَعْلِنُوْہُ ۔

۳۲۱۔ نکاح۔ "عقدِ نکاح" کو مستحکم کرو اور نکاح کو مشہور کرو۔

۳۲۲۔ اَصَابَتْکُمْ فِتْنَۃُ الضَّرَّآءِ فَصَبَرْتُمْ وَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ فِتْنَۃٌ مِنْ قِبَلِ النِّسَاءِ اِذَا تَسَوَّرْنَ الذَّھَبَ وَلَبِسْنَ رُبُطَ الشَّامِ وَعَصْبَ الْیَمَنِ وَ اَتْعَبْنَ الْغَنِیَّ وَکَلَّفْنَ الْفَقِیْرَ مَالَا یَجِدُ ۔

۳۲۲۔ عظیم مصیبت۔ تم پر سخت سے سخت مصیبت آئے گی مگر تم اس کو برداشت کرو گے لیکن جس مصیبت کا تمھارے بارے میں مجھے دھڑکا لگا ہوا ہے وہ عظیم مصیبت عورتوں کی ہوگی جب وہ طلائی کنگن، شامی پاٹپے، یمنی چادر پہننے لگیں گی۔ مالداروں کو اپنی فرمائشوں سے تنگ کردیں گی اور غریبوں سے اس چیز کی فرمائش کریں گی جس کو وہ بیچارے کبھی لا ہی نہ سکیں۔

۳۲۳۔ اَصْدَقُ الرُّؤْیَاءِ بِالْاَسْحَارِ

۳۲۳۔ سچا خواب۔ جو خواب علی الصباح دیکھا جائے وہ سچا ہوتا ہے۔

۳۲۴۔ اَصْرِمِ الْاَحْمَقَ ۔

۳۲۴۔ احمق۔ احمق سے علیحدہ رہو۔

۳۲۵۔ اَصْلَحُ النَّاسِ اَصْلَحُھُمْ لِلنَّاسِ ۔

۳۲۵۔ مفید آدمی جس سے لوگوں کو فائدہ ہو وہ بہترین انسان ہے۔

۳۲۶۔ اَصْلِحْ بَیْنَ النَّاسِ وَلَوْ تَعْنِیْ الْکِذْبَ

۳۲۶۔ اصلاح کے لیے۔ لوگوں کے درمیان صلح وصفائی پیدا کر خواہ تھوڑا سا دروغ مصلحت آمیز کیوں نہ شریک کرنا پڑے۔

۳۲۷۔ اَصْلِحُوْا دُنْیَاکُمْ وَ اَعْمَلُوْا لِاٰخِرَتِکُمْ کَاَنَّکُمْ تَمُوْتُوْنَ غَدًا ۔

۳۲۷۔ کل مرنا ہے۔ دنیا کی اصلاح کرو اور آخرت کے اعمال اس طرح بجا لاؤ گویا تمھیں کل مرنا ہے۔

۳۲۸۔ اِصْنَعِ الْمَعْرُوْفَ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَھْلُہٗ وَاِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَاِنْ اَصَبْتَ اَھْلَہٗ اَصَبْتَ اَھْلَہٗ وَاِنْ لَمْ تُصِبْ اَھْلَہٗ کُنْتَ اَنْتَ اَھْلَہٗ ۔

۳۲۸۔ نیکی کرو نیکی کرو۔ جو نیکی کے لائق ہو اس سے نیکی کرو اور جو نا اہل بھی ہو تو اس کے ساتھ بھی نیکی کرو کیونکہ جو نیکی کا اہل تھا اس کے ساتھ تو نیکی کرنا ہی چاہیے تھی لیکن جو نیکی نا اہل کے ساتھ کی گئی، درحقیقت اپنی "اہلیت" کا اظہار تھا۔

۳۲۹۔ اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمْ

۳۲۹۔ وعدہ جنت۔ چھ چیزیں تم اپنے پر لازم کرلو جنت کا وعدہ

الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُمْ وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ۔

مجھ سے لو۔ ایک تو یہ کہ جب کہو سچ کہو۔ دوسرے جب وعدہ کرو وفا کرو تیسرے یہ کہ امانت ٹھیک ادا کرو۔ چوتھے یہ کہ زنا کاری نہ کرو۔ پانچویں یہ کہ نامحرموں سے چشم پوشی کرو۔ چھٹے یہ کہ کسی پر دست درازی نہ کرو۔

۳۳۰۔ اِضْمَنُوْا لِیْ سِتَّ خِصَالٍ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ لَا تَظَالَمُوْا عِنْدَ قِسْمَةِ مَوَارِيْثِكُمْ وَاَنْصِفُوا النَّاسَ مِنْ اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَجْبُنُوْا عِنْدَ قِتَالِ عَدُوِّكُمْ وَلَا تَغُلُّوْا غَنَائِمَكُمْ وَامْنَعُوْا ظَالِمَكُمْ مِنْ مَظْلُوْمِكُمْ۔

۳۳۰۔ مَیں ضامنِ جنّت۔ چھ چیزیں اپنے پر لازم کر لو میں تمہارے لیے جنّت کا ضامن ہوں۔ میراث کی تقسیم کے وقت ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اپنے معاملے میں بھی انصاف کرو۔ جہاد کے وقت دشمنوں سے نہ ڈرو۔ مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرو اور ظالم کو مظلوم سے دفع کرو۔

۳۳۱۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ فَاِنَّ طَلَبَ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ

۳۳۱ چین جاؤ۔ علم کو حاصل کرو خواہ اس کے لیے چین کیوں نہ جانا پڑے کیونکہ طلب علم ہر مسلمان پر واجب ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ طالب علم کے لیے فرشتے اپنے پَروں کو فرشِ راہ کرتے ہیں۔

۳۳۲۔ اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ بِعِزَّةِ الْاَنْفُسِ فَاِنَّ الْاُمُوْرَ تَجْرِیْ بِالْمَقَادِيْرِ۔

۳۳۲۔ خودی۔ خودداری سے اپنے اغراض و مقاصد حاصل کرو کیونکہ ہوگا وہی جو مقدر ہو چکا ہے۔

۳۳۳۔ اُطْلُبِ الْعَافِيَةَ لِغَيْرِكَ تُرْزَقْهَا فِیْ نَفْسِكَ

۳۳۳۔ خیر و عافیت۔ دوسروں کے لیے خیر و عافیت طلب کرو تاکہ تمہیں عافیت نصیب ہو۔

۳۳۴۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ۔

۳۳۴۔ مہد تا لحد۔ گہوارے سے گور تک علم حاصل کرو۔

۳۳۵۔ اَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

۳۳۵۔ مندوب طعام۔ اپنا کھانا کھلاؤ تو متقی لوگوں کو کھلاؤ اور نیکی کرو تو مومنوں سے کرو۔

۳۳۶۔ اُطْلُبُوا الْفَضْلَ عِنْدَ الرُّحَمَاءِ مِنْ اُمَّتِیْ تَعِيْشُوْا فِیْ اَكْنَافِهِمْ وَلَا تَطْلُبُوْهُ مِنَ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ۔

۳۳۶۔ رحم دل۔ فضل و کرم میری امت کے رحم دل لوگوں میں تلاش کرو اور انہیں کے زیر سایہ زندگی گزارو۔ سنگدلوں سے فضل کی تمنا نہ کرو

۳۳۷۔ اِطَّلِعْ فِی الْقُبُوْرِ وَاعْتَبِرْ بِالنُّشُوْرِ۔

۳۳۷ نصیحت و عبرت۔ قبروں سے نصیحت اور قیامت سے عبرت حاصل کرو۔

۳۳۸۔ اِطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ۔

۳۳۸۔ اکثریت۔ جنت میں اکثریت فقیروں کی ہے اور جہنم میں اکثریت عورتوں کی ہوگی۔

۳۳۹۔ اَطْيَبُ كَسْبِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ سَهْمُهٗ فِیْ

۳۳۹۔ فی سبیل اللہ۔ مسلمانوں کی کمائی کا بہترین حصّہ وہ ہے

سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

راہِ خدا میں دے دیا گیا۔

۳۴۰۔ اَطْیَبُ الطِّیْبِ الْمِسْكُ۔

۳۴۰۔ مُشک۔ مُشک سے بہتر کوئی خوشبو نہیں۔

۳۴۱۔ اُعْبُدِ اللّٰہَ كَاَنَّكَ تَرَاہُ فَاِنْ كُنْتَ لَا تَرَاہُ فَاِنَّہٗ يَرَاكَ۔

۳۴۱۔ شانِ عبادت۔ اللہ کی عبادت اس احساس کے ساتھ کرو کہ تم اُسے دیکھ رہے ہو ورنہ کم ازکم یہ ضرور خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

۳۴۲۔ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ اخْتُصِرَ لِیَ الْكَلَامُ اخْتِصَارًا۔

۳۴۲۔ جوامع الکلم۔ مجھے "جامع کلمات" اور اختصار کلام عطا ہُوا ہے۔

۳۴۳۔ اَعْظَمُ الْعِبَادَةِ اَجْرًا اَخْفَاھَا۔

۳۴۳۔ مخفی عبادت۔ سب سے زائد ثواب مخفی عبادت کا ہے۔

۳۴۴۔ اَعْظَمُ النَّاسِ ھَمًّا الْمُؤْمِنُ یَھْتَمُّ بِاَمْرِ دُنْیَاہُ وَاَمْرِ اٰخِرَتِہٖ۔

۳۴۴۔ بیچارہ مومن۔ مومن کی جان سب سے زائد مخمصے میں ہے کہ اس کو کاروبارِ دنیا کے ساتھ کارِ آخرت بھی انجام دینا پڑتے ہیں۔

۳۴۵۔ اَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الْمَرْاَةِ زَوْجُھَا وَ اَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ اُمُّہٗ۔

۳۴۵۔ شوہر اور ماں۔ عورت پر سب سے زائد حق شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے زائد حق اس کی ماں کا ہے۔

۳۴۶۔ اَعْظَمُ الْخَطَایَا اللِّسَانُ الْكَذُوْبُ۔

۳۴۶۔ جھوٹ۔ سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے۔

۳۴۷۔ اَعْظَمُ الظُّلْمِ ذِرَاعٌ مِّنَ الْاَرْضِ یَنْتَقِصُھَا الْمَرْءُ مِنْ حَقِّ اَخِیْہِ لَیْسَتْ حِصَاةٌ اَخَذَھَا اِلَّا طُوِّقَھَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

۳۴۷۔ زمین چھیننے والا۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے برادر مومن کی زمین چھین لے (خواہ وہ بالشت بھر کیوں نہ ہو) اور قیامت کے دن اس زمینِ مقبوضہ کا ہر ذرّہ طوق بن کر اُس کے گلے میں آویزاں ہوگا۔

۳۴۸۔ اَعْظَمُ النَّاسِ قَدْرًا مَنْ تَرَكَ مَا لَا یَعْنِیْہِ۔

۳۴۸۔ عالی قدر۔ عالی قدر وہ ہے جو غیر متعلق معاملات میں دخیل نہ ہو۔

۳۴۹۔ اَعْظَمُ النِّسَاءِ اَحْسَنُھُنَّ وُجُوْھًا وَاَرْخَصُھُنَّ مُھُوْرًا۔

۳۴۹۔ مہر کم، خوش رُو۔ بہترین عورت وہ ہے جس کا حسن زائد ہو اور مہر کم ہو۔

۳۵۰۔ اَعْظَمُ النِّسَاءِ بَرَكَةً اَقَلُّھُنَّ مَئُوْنَةً۔

۳۵۰۔ مبارک عورت۔ جس عورت کا خرچ کم ہو وہ سب سے زائد مبارک عورت ہے۔

۳۵۱۔ اَعْقَلُ النَّاسِ اَشَدُّھُمْ مُدَارَاةً لِّلنَّاسِ۔

۳۵۱۔ خاطرداری۔ سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جو لوگوں کی خاطر مدارت سب سے زیادہ کرے۔

٣٥٢۔ اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ۔

٣٥٢۔ توضیح توکل۔ پہلے اونٹ کو باندھ دو پھر اللہ پر توکل کر کے چھوڑ دو۔

٣٥٣۔ اَعْلَمُ النَّاسِ مَنْ جَمَعَ عِلْمَ النَّاسِ اِلٰی عِلْمِہٖ۔

٣٥٣۔ تحصیل علم۔ سب سے بڑا عالم وہ ہے جو اپنے علم کے ساتھ لوگوں کے معلومات کا بھی ذخیرہ کرے۔

٣٥٤۔ اِعْلَمْ اَنَّ الْخَلَائِقَ لَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ يُّعْطُوْكَ شَيْئًا وَلَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّعْطِيَكَ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلَيْهِ اَوْ يَصْرِفُوْا عَنْكَ شَيْئًا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَكَ بِهٖ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰی ذٰلِكَ فَاِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ

٣٥٤۔ بے بس دنیا۔ اگر تمام دنیا کے لوگ اس پر متحد ہو جائیں کہ تمہیں کچھ دینا ہے اور اللہ دینا نہ چاہے تو وہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتے یا دنیا والے تم سے کسی چیز کو روکنا چاہیں اور اللہ دینا چاہے تو بھی یہ دنیا والے ناکام رہیں گے، لہٰذا جو کچھ مانگنا ہے اللہ سے مانگو اور جب مدد کی خواہش ہو تو اسی کو پکارو۔

٣٥٥۔ اِعْلَمْ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا اَخْطَاكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ۔

٣٥٥۔ مقدر۔ جو ملنے والا ہے وہ ملے گا جو ہاتھ سے جانے والا ہے وہ جائے گا۔

٣٥٦۔ اِعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَاَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔

٣٥٦۔ کون کس کے ساتھ۔ کامیابی صبر کے ساتھ، خوش حالی کرب کے ساتھ اور راحت تنگدستی کے ساتھ لگی رہتی ہے۔

٣٥٧۔ اِعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ قَدْ جَرٰی بِمَا هُوَ كَائِنٌ۔

٣٥٧۔ کاتب تقدیر۔ قلم تقدیر کو جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھ دیا۔

٣٥٨۔ اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهٖ مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ وَمَالُ وَارِثِكَ مَا اَخَّرْتَ۔

٣٥٨۔ جو آگے جائے گا۔ تم میں سے ہر ایک اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال کو عزیز رکھتا ہے لیکن تمہارا مال جو خیرات کر دیا گیا قیامت کے دن کام آئے گا اور تمہارے وارث کا مال ہے جو پیچھے رہا۔

٣٥٩۔ اِعْتَبِرُوا الصَّاحِبَ بِالصَّاحِبِ۔

٣٥٩۔ موازنہ۔ ایک دوست کا موازنہ دوسرے دوست کے ساتھ کرو۔

٣٦٠۔ اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّنْيَا وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔

٣٦٠۔ عاجز۔ عاجز ترین آدمی وہ ہے جو دنیا سے عاجز آ گیا ہو اور بخیل ترین شخص وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔

٣٦١۔ اَعْدٰی عَدُوِّكَ زَوْجَتُكَ الَّتِيْ تُضَاجِعُكَ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ۔

٣٦١۔ زوجہ و کنیز۔ زوجہ اور کنیز تمہاری بدترین دشمن ہو سکتی ہیں۔

٣٦٢۔ اَعْدَلُ النَّاسِ مَنْ رَضِيَ لِلنَّاسِ مَا يَرْضٰی لِنَفْسِهٖ وَكَرِهَ لَهُمْ مَا كَرِهَ لِنَفْسِهٖ۔

٣٦٢۔ عادل۔ عادل ترین آدمی [illegible] ہے جو دوسروں کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور جس کو خود ناپسند کرے اس کو دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرے۔

٣٦٣۔ اِعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ بِالنُّحْلِ كَمَا تُحِبُّوْنَ

٣٦٣۔ برابری۔ شفقت و محبت میں اولاد سے برابر کا سلوک کرو

اَنْ يَعْدِلُوْا بَيْنَكُمْ فِي الْبِرِّ وَاللُّطْفِ ۔

تاکہ وہ بھی تم سے نیازمندانہ حسن سلوک کا اظہار کریں۔

٣٦٤۔ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً ۔

٣٦٤۔ ساٹھ سال۔ جس کو اللہ نے ساٹھ سال کی زندگی دی ہو وہ کیا عذر کرے گا۔

٣٦٥۔ اَعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

٣٦٥۔ ہٹا دو۔ تکلیف دہ چیزیں راستے سے ہٹا دو۔

٣٦٦۔ اَعْطِيْ وَلَا تُوْكِيْ فَيُوْكَا عَلَيْكَ ۔

٣٦٦۔ تنگ نہ کرو۔ دے کر تنگ نہ کرو ورنہ تم بھی پریشان ہوگے۔

٣٦٧۔ اَعْطِ السَّائِلَ وَلَوْ جَاءَكَ عَلٰى فَرَسٍ وَاَعْطِ الْاَجِيْرَ حَقَّهٗ قَبْلَ اَنْ يَجِفَّ عَرَقُهٗ ۔

٣٦٧۔ پسینہ خشک ہونے سے پہلے۔ سائل کو دو خواہ وہ کسی سواری پر کیوں نہ آیا ہو اور مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔

٣٦٨۔ اَعْمَارُ اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ ۔

٣٦٨۔ عام عمریں۔ میرے امتیوں کی عمر (عام طور پر) ساٹھ ستر کے درمیان ہوں گی۔

٣٦٩۔ اِعْمَلْ عَمَلَ امْرِئٍ يَظُنُّ اَنَّهٗ لَنْ يَمُوْتَ اَبَدًا وَاحْذَرْ حَذَرًا امْرِئٍ حَتّٰى اَنْ يَمُوْتَ غَدًا

٣٦٩۔ روش۔ دنیا کا کام اس طرح کرو جیسے ہمیشہ رہنا ہے اور آخرت کا کام اس طرح کرو جیسے کل ہی مرنا ہے۔

٣٧٠۔ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ ۔

٣٧٠۔ پاداش عمل۔ عمل کرو! جو جس کے لیے بنا ہے وہ اسے ملے گا۔

٣٧١۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ۔

٣٧١۔ بنیاد عمل۔ اعمال کا خیر و شر نیت پر موقوف ہے۔

٣٧٢۔ اَعِيْنُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلَى الْبِرِّ مَنْ شَاءَ اسْتَخْرَجَ الْعُقُوْقَ مِنْ وَلَدِهٖ ۔

٣٧٢۔ تربیت اولاد۔ جو چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا نافرمان نہ ہو وہ اس کو نیکی کی تعلیم دیتا رہے۔

٣٧٣۔ اَغْبَطُ النَّاسِ عِنْدِيْ مُؤْمِنٌ خَفِيْفُ الْحَاذِ ذُوْ حَظٍّ مِنْ صَلٰوةٍ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا وَصَبَرَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ عَجِلَتْ مَنِيَّتُهٗ وَقَلَّ تُرَاثُهٗ وَقَلَّتْ بَوَاكِيْهِ ۔

٣٧٣۔ قابل رشک مومن۔ میری نگاہ میں وہ مومن قابل رشک ہے جو دنیوی جھمیلوں میں زائد گرفتار نہ ہو، نماز پابندی سے پڑھتا ہو، اس کی آمدنی بقدر ضرورت ہو اور وہ مکروہات دنیا پر صبر کرتا ہوا اللہ سے ملاقات کرے، اس کی عبادت اس نے اچھی طرح سے ادا کی ہو، لوگوں میں گمنام رہا ہو، موت جلد آئی ہو، ترکہ بہت کم چھوڑا ہو اور رونے والے اس پر بہت ہی کم ہوں۔

٣٧٤۔ اِغْتَنِمُوا الدُّعَاءَ عِنْدَ الرِّقَّةِ فَاِنَّهَا رَحْمَةٌ ۔

٣٧٤۔ رقت قلب اور دعا۔ دعا کے وقت رقت قلب کو قبولیت کی نشانی سمجھو۔

۳۷۵۔ اِغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْمُؤْمِنِ الْمُبْتَلٰى۔

۳۷۵۔ مغموم مومن کی دعا۔ مبتلائے غم مومن کی دعائے خیر کو غنیمت سمجھو۔

۳۷۶۔ اُغْدُوْا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَاِنَّ الْغُدُوَّ بَرَكَةٌ وَ نَجَاحٌ۔

۳۷۶۔ وقت طلب علم۔ طلب علم کے لیے علی الصباح اٹھو کہ صبح سے خیر و برکت وابستہ ہے۔

۳۷۷۔ اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ۔

۳۷۷۔ چار میں سے ایک تو ہو۔ یا تو تم عالم ہو یا متعلم، سامعین میں سے ہو یا دوستداران علم میں سے اس کے سوا کچھ اور نہ ہو ورنہ تمہارے لیے ہلاکت ہے۔

۳۷۸۔ اِغْسِلُوْا ثِيَابَكُمْ وَ خُذُوْا مِنْ شُعُوْرِكُمْ وَاسْتَاكُوْا وَ تَزَيَّنُوْا وَ تَنَظَّفُوْا فَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ فَزَنَتْ نِسَآؤُهُمْ۔

۳۷۸۔ لباس اور بال۔ کپڑے صاف رکھو، بالوں میں کنگھی کرتے رہو، مسواک کرو، آراستہ رہو پاک و پاکیزہ رہو۔ بنی اسرائیل نے ایسا نہیں کیا تو ان کی عورتیں زناکار ہو گئیں (مطلب یہ کہ عورت صاف ستھرا مرد پسند کرتی ہے)۔

۳۷۹۔ اِغْفِرْ فَاِنْ عُوْقِبْتَ فَعَاقِبْ بِقَدْرِ الذَّنْبِ وَاتَّقِ الْوَجْهَ۔

۳۷۹۔ چہرہ کو بچا کر۔ معاف کر دو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو سزا بقدر گناہ دو اور سزا میں چہرے کو بچا کر دو۔

۳۸۰۔ اَغْفَلُ النَّاسِ مَنْ لَّمْ يَتَّعِظْ بِتَغَيُّرِ الدُّنْيَا مِنْ حَالٍ اِلٰى حَالٍ۔

۳۸۰۔ عبرت گاہ عالم۔ غافل ترین وہ شخص ہے جو تغیرات و انقلابات عالم سے نصیحت حاصل نہ کرے۔

۳۸۱۔ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ تَحَابُّوْا۔

۳۸۱۔ گرمجوشی سے سلام۔ سلام گرم جوشی سے کرو کہ اس سے محبت پائدار ہوتی ہے۔

۳۸۲۔ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔

۳۸۲۔ بلند آواز سے سلام۔ سلام بلند آواز سے کرو، دوسروں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحم کرتے رہو، نماز شب پڑھتے رہو، جنت میں سلامتی سے داخل ہو گے۔

۳۸۳۔ اَفْضَلُ الْاَصْحَابِ مَنْ اِذَا ذَكَرْتَ اَعَانَكَ وَاِذَا نَسِيْتَ ذَكَّرَكَ۔

۳۸۳۔ بہترین دوست۔ بہترین دوست وہ ہے کہ جب تم اُس کو یاد کرو وہ تمہاری مدد کرے، جب تم بھول جاؤ تو وہ تمہیں یاد کرے۔

۳۸۴۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ ثَلَاثَةٌ۔ اَلتَّوَاضُعُ عِنْدَ الدَّوْلَةِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْقُدْرَةِ وَالْعَطِيَّةُ بِغَيْرِ الْمِنَّةِ۔

۳۸۴۔ انکسار، معافی، عطا۔ اعمال میں سب سے افضل یہ تین عمل ہیں۔ دولت کے ساتھ انکسار، قدرت کے ساتھ معافی، احسان جتائے بغیر عطا۔

۳۸۵۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَنْ تُدْخِلَ عَلٰی اَخِیْكَ الْمُؤْمِنِ سُرُوْرًا اَوْ تَقْضِیَ عَنْهُ دَیْنًا۔

۳۸۵۔ برادرِ مومن۔ بہترین عمل یہ ہے کہ تم اپنے برادرِ مومن کو مسرور کرو یا اس کا قرضہ ادا کرو۔

۳۸۶۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ التَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ۔

۳۸۶۔ انسان دوستی۔ ایمان باللہ کے بعد سب سے بہتر عمل انسانوں سے محبت ہے۔

۳۸۷۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْكَسْبُ مِنَ الْحَلَالِ۔

۳۸۷۔ کسب حلال۔ بہترین عمل کسب حلال ہے۔

۳۸۸۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْعِلْمُ بِاللّٰهِ

۳۸۸۔ خداشناسی۔ خداشناسی سب سے افضل عمل ہے۔

۳۸۹۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ۔

۳۸۹۔ اللہ ہی کے لیے۔ بہترین عمل محبت فی سبیل اللہ اور عداوت فی سبیل اللہ ہے۔

۳۹۰۔ اَفْضَلُ الْاِیْمَانِ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِیْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ وَاَنْ تَقُوْلَ خَیْرًا اَوْ تَصْمِتَ۔

۳۹۰۔ اعلیٰ ایمان۔ دوستی بھی اللہ کے لیے کرو اور دشمنی بھی اسی کے لیے ہو۔ اپنی زبان کو مصروف ذکر الٰہی رکھو جو اپنے لیے پسند کرو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو اور جس کو اپنے لیے ناپسند کرو اس کو دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو، جب کہو ٹھیک کہو ورنہ چپ رہو۔

۳۹۱۔ اَفْضَلُ الْاِیْمَانِ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ۔

۳۹۱۔ صبر و سخاوت۔ بہترین ایمان صبر اور سخاوت ہے۔

۳۹۲۔ اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔

۳۹۲۔ بہترین جہاد۔ بہترین جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق ہے۔

۳۹۳۔ اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ اَصْبَحَ وَلَمْ یَهُمَّ بِظُلْمِ اَحَدٍ۔

۳۹۳۔ بہترین جہاد ہے۔ دوسروں کے درپے آزار نہ ہونا بہترین جہاد ہے۔

۳۹۴۔ اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ تَكْرِمَةُ الْجُلَسَاءِ۔

۳۹۴۔ احترام مجلیس۔ ہم نشینوں کا احترام بڑی بھاری نیکی ہے۔

۳۹۵۔ اَفْضَلُ الْجِهَادِ اَنْ یُجَاهِدَ الرَّجُلُ نَفْسَهٗ وَهَوَاهُ۔

۳۹۵۔ جہادِ اکبر۔ اپنے نفس اور خواہش سے جہاد سب سے افضل جہاد ہے۔

۳۹۶۔ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ الْمَرْءِ لِنَفْسِهٖ۔

۳۹۶۔ بہترین دعا۔ بہترین دعا وہ ہے جو اپنے لیے کی جائے۔

۳۹۷۔ اَفْضَلُ الدَّنَانِیْرِ دِیْنَارٌ یُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰی عِیَالِهٖ۔

۳۹۷۔ مصرف زر۔ روپے کا بہترین مصرف اپنے اہل و عیال ہیں۔

۳۹۸۔ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًی وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

۳۹۸۔ بے لوث صدقہ۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو بے لوث ہو۔

۳۹۹۔ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ اللِّسَانِ۔

۳۹۹۔ صداقت۔ بہترین صدقہ صداقت زبان ہے۔

۴۰۰۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

۴۰۰۔ معیت محبوب۔ انسان اسی کے ساتھ رہتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔

۴۰۱۔ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ یَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ عِلْمًا ثُمَّ یُعَلِّمَهٗ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔

۴۰۱۔ تعلم و تعلیم۔ بہترین صدقہ یہ ہے کہ انسان کسی سے علم حاصل کرے پھر دوسرے کو تعلیم دے۔

۴۰۲۔ اَفْضَلُ صَدَقَةِ اللِّسَانِ الشَّفَاعَةُ تَفُكُّ بِهَا الْاَسِیْرَ وَ تَحْقِنُ بِهَا الدَّمَ وَ تَجُرُّ بِهَا الْمَعْرُوْفَ وَ الْاِحْسَانَ اِلٰی اَخِیْكَ وَ تَدْفَعُ عَنْهُ الْكَرِیْهَةَ۔

۴۰۲۔ خدمت و امداد۔ زبان کا بہترین صدقہ یہ ہے کہ زبان کی سفارش کسی قیدی کو رہائی دلا دے، کسی کی گردن سے خون بہنے سے بچ جائے، کسی برادر دینی کو فائدہ پہنچے یا اس کا غم دور ہو سکے۔

۴۰۳۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا۔

۴۰۳۔ بھوکے کو کھانا کھلانا۔ بہترین عمل بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔

۴۰۴۔ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ حِفْظُ اللِّسَانِ۔

۴۰۴۔ حفاظت لسان۔ بہترین صدقہ زبان کی نگہداشت ہے۔

۴۰۵۔ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ۔

۴۰۵۔ اتحاد۔ بہترین صدقہ دو آدمیوں میں میل کرانا ہے۔

۴۰۶۔ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الصَّدَقَةُ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ الْكَاشِحِ۔

۴۰۶۔ رشتہ دار دشمن۔ بہترین صدقہ اپنے دشمن عزیز کی مدد کرنا ہے۔

۴۰۷۔ اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ۔

۴۰۷۔ منتظر خوش حالی۔ بہترین عبادت خوش حالی کا انتظار ہے۔

۴۰۸۔ اَفْضَلُ الْعَمَلِ النِّیَّةُ الصَّادِقَةُ۔

۴۰۸۔ نیک ارادہ۔ بہترین عمل نیک ارادہ ہے۔

۴۰۹۔ اَفْضَلُ الْعِیَادَةِ اَجْرًا سُرْعَةُ الْقِیَامِ مِنْ عِنْدِ الْمَرِیْضِ۔

۴۰۹۔ مریض کے پاس سے جلد اٹھنا۔ بہترین عیادت مریض کے پاس سے جلد اٹھنا ہے۔

۴۱۰۔ اَفْضَلُ النَّاسِ رَجُلٌ یُّفْنِیْ جُهْدَهٗ۔

۴۱۰۔ بھرپور کوشش۔ بہترین شخص وہ ہے جو کامل جدوجہد کرتا ہے۔

۴۱۱۔ اَفْضَلُ الْفَضَائِلِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَ تُعْطِیَ مَنْ حَرَمَكَ وَ تَصْفَحَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ۔

۴۱۱۔ بہترین صفت۔ بہترین فضیلت یہ ہے کہ ترک تعلق کرنے والے سے تعلق جوڑے، محروم کرنے والے کو عطا کرے، ظلم کرنے والے کو معاف کر دے۔

۴۱۲۔ اَفْضَلُ الْكَسْبِ بَیْعٌ مَّبْرُوْرٌ وَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِهٖ۔

۴۱۲۔ بہترین پیشہ۔ جائز تجارت بہترین پیشہ ہے اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا بہترین عمل ہے۔

۴۱۳۔ اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِسْلَامًا مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ یَدِهٖ وَ اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

۴۱۳۔ بہترین مسلمان۔ بہترین مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے سب محفوظ رہیں اور بہترین مومن وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش اخلاق ہو۔

۴۱۴۔ اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا الَّذِیْ اِذَا سَاَلَ

۴۱۴۔ بہترین مومن۔ بہترین مومن وہ ہے کہ جب اس سے کچھ

اَعْطٰی وَاِذَا لَمْ یُعْطٰی اسْتَغْنٰی۔

مانگا جائے تو وہ فوراً دے دے مگر خود دوسروں کی داد و دہش سے بے نیاز ہو۔

۴۱۵۔ اَفْلَحَ مَنْ رُزِقَ لُبًّا۔

۴۱۵۔ فلاح۔ عقلمند فلاح پائے گا۔

۴۱۶۔ اَفْضَلُ النَّاسِ مَنْ تَوَاضَعَ عَنْ رِفْعَۃٍ وَ زَھِدَ عَنْ غُنْیَۃٍ وَاَنْصَفَ عَنْ قُوَّۃٍ وَ حَلُمَ عَنْ قُدْرَۃٍ۔

۴۱۶۔ منکسر المزاج۔ بہترین آدمی وہ ہے جو صاحب عزت ہونے کے باوجود منکسر المزاج ہو، دولت ہو مگر زاہد ہو جائے، قوت کے بعد بھی انصاف سے نہ ہٹے اور قدرت و اختیار کے باوجود صبر کرے۔

۴۱۷۔ اَفْضَلُکُمْ اِیْمَانًا اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔

۴۱۷۔ ایمان و اخلاق۔ جس کا اخلاق بہتر ہے اس کا ایمان بھی بہتر ہے۔

۴۱۸۔ اَفْقَرُ النَّاسِ الطَّامِعُ۔

۴۱۸۔ فقیر و حریص۔ حریص سے زائد کوئی فقیر نہیں۔

۴۱۹۔ اَقَلُّ النَّاسِ رَاحَۃً اَلْبَخِیْلُ۔

۴۱۹۔ بخیل اور راحت۔ بخیل کو راحت کہاں؟

۴۲۰۔ اَفْلَحَ مَنْ ھُدِیَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَکَانَ عَیْشُہٗ کَفَافًا وَقَنِعَ بِہٖ۔

۴۲۰۔ کامیاب انسان۔ کامیاب ہے وہ جو اسلام لایا اور کفایت و قناعت پر اپنی زندگی کی بنیاد رکھی۔

۴۲۱۔ اِقْرَأُوا الْقُرْاٰنَ مَا اسْتَلَفَتْ عَلَیْہِ قُلُوْبُکُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْہِ فَقُوْمُوْا۔

۴۲۱۔ تلاوت قرآن۔ جب تک دل چاہے قرآن پڑھتے رہو جب دل گھبرانے لگے تو اٹھ کھڑے ہو۔

۴۲۲۔ اِقْرَأُوا الْقُرْاٰنَ مَا نَھَاکَ فَاِذَا لَمْ یَنْھَکَ فَلَسْتَ تَقْرَؤُہٗ۔

۴۲۲۔ مقصد تلاوت۔ اگر قرآن کے پڑھنے سے تم اعمال بد سے بچتے ہو تو ضرور پڑھو ورنہ نہ پڑھنے کے برابر ہے۔

۴۲۳۔ اِقْرَأُوا الْقُرْاٰنَ وَاعْمَلُوْا بِہٖ وَلَا تَجْفُوْا عَنْہُ وَلَا تَغْلُوْا فِیْہِ وَلَا تَاْکُلُوْا بِہٖ وَلَا تَسْتَکْثِرُوْا بِہٖ۔

۴۲۳۔ قرآن خوانی کا منشاء۔ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ اس سے روگردانی نہ کرو، اس میں غلو سے کام نہ لو، اس کو روزی کا ذریعہ اور کثرتِ مال کا وسیلہ نہ بناؤ۔

۴۲۴۔ اِقْرَأُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَی الْقُرْاٰنَ۔

۴۲۴۔ قرآن پڑھو۔ قرآن پڑھو کیونکہ خدا اس دل پر عذاب نازل نہیں کرتا جس نے قرآن محفوظ کیا ہو۔

۴۲۵۔ اَقْرَبُ الْعَمَلِ اِلَی اللّٰہِ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یُقَارِبُہٗ شَیْءٌ۔

۴۲۵۔ تقرب خدا۔ مقرب بارگاہ خداوندی ہونے کا بہترین ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

۴۲۶۔ اِقْبَلِ الْحَقَّ مِمَّنْ اَتَاکَ بِہٖ مِنْ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ وَاِنْ کَانَ بَغِیْضًا بَعِیْدًا وَارْدُدِ الْبَاطِلَ عَلٰی مَنْ جَاءَکَ بِہٖ مِنْ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ وَاِنْ کَانَ حَبِیْبًا قَرِیْبًا۔

۴۲۶۔ تائید حق، تردید باطل۔ حق بات خواہ چھوٹے سے ملے یا بڑے سے اور یہاں تک کہ دشمن سے بھی ملے تو قبول کرلو اور باطل کو رد کر دو خواہ اس کا پیش کرنے والا تمہارا قریبی دوست کیوں نہ ہو۔

۴۲۷- اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَلَا یَزْدَادُ النَّاسُ عَلَی الدُّنْیَا اِلَّا حِرْصًا وَلَا تَزْدَادُ مِنْهُمْ اِلَّا بُعْدًا۔

۴۲۷۔ التفات و اعراض۔ قیامت قریب ہوتی جارہی ہے اور لوگ جس شدت سے دنیا کی طرف جھک رہے ہیں وہ اتنا ہی اُن سے دُور ہوتی جارہی ہے۔

۴۲۸- اَقَلُّ النَّاسِ لَذَّةً اَلْحَسُوْدُ۔

۴۲۸۔ حاسد۔ حاسد کو ایک پل نہیں راحت جہاں میں۔

۴۲۹- اَقِلَّ مِنَ الدَّیْنِ تَعِشْ حُرًّا۔

۴۲۹۔ آزاد زندگی۔ جتنا قرض کم ہوگا اتنا ہی زندگی آزاد ہوگی۔

۴۳۰- اَقِلَّ مِنَ الذُّنُوْبِ یَهُنْ عَلَیْكَ الْمَوْتُ

۴۳۰۔ موت آسان ہوجاتی ہے۔ گناہ کی کمی موت کو آسان کردیتی ہے۔

۴۳۱- اَقِلُّوا الدُّخُوْلَ عَلَی الْاَغْنِیَاءِ فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعَمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۴۳۱۔ مالداروں سے کم ملو۔ مالداروں کے پاس کم جایا کرو تاکہ اللہ کی نعمتیں تمہاری نگاہ میں ذلیل و خوار نہ ہوں۔

۴۳۲- اَقِیْلُوا السَّخِیَّ زَلَّتَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ اٰخِذٌ بِیَدِهٖ كُلَّمَا عَثَرَ۔

۴۳۲۔ سخی کی خطا۔ سخی کی خطا کو نظرانداز کردو کہ جب اس سے لغزش ہوتی ہے تو خدا اس کی دستگیری کرتا ہے۔

۴۳۳- اَقِیْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الْبَعِیْدِ وَ الْقَرِیْبِ وَلَا تَاْخُذْكُمْ فِی اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ

۴۳۳۔ قانون الٰہی کا نفاذ۔ اللہ کا قانون ہر خویش و بیگانہ کے حق میں نافذ کرو اور کسی کی ملامت کی پروا نہ کرو۔

۴۳۴- اَكْبَرُ اُمَّتِی الَّذِیْنَ لَمْ یُعْطَوْا فَیَبْطَرُوْا وَ لَمْ یُقْتَرْ عَلَیْهِمْ فَیَسْئَلُوْا۔

۴۳۴۔ بزرگ ترین افراد۔ میری امت کے بزرگ ترین افراد وہ ہیں کہ جو نہ تو اتنے دولت مند ہیں کہ اسی میں گم ہوجائیں اور نہ اتنے غریب کہ دوسروں سے طلب کریں۔

۴۳۵- اَكْبَرُ الْكَبَائِرِ سُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ۔

۴۳۵۔ سب سے بڑا گناہ۔ سب سے بڑا گناہ اللہ سے بدگمانی ہے۔

۴۳۶- شَعْبَانُ شَهْرِیْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ۔

۴۳۶۔ شعبان۔ شعبان میرا مہینا ہے اور رمضان اللہ کا۔

۴۳۷- اَلْعِلْمُ خَلِیْلُ الْمُؤْمِنِ وَالْعَقْلُ دَلِیْلُهٗ وَالْعَمَلُ قَیِّمُهٗ وَالْحِلْمُ وَزِیْرُهٗ وَالصَّبْرُ اَمِیْرُ جُنُوْدِهٖ وَالرِّفْقُ وَالِدُهٗ وَاللِّیْنُ اَخُوْهُ۔

۴۳۷۔ مومن کا دوست۔ علم مومن کا دوست ہے اور عقل اس کی رہنما، عمل اس کا ناظم، حلم اس کا وزیر اور صبر سالارِ لشکر، نرمی و مہربانی اس کے والدین ہے اور آشتی و ملائمت اس کے بھائی ہیں۔

۴۳۸- غَطُّوْا حُرْمَةَ عَوْرَتِهٖ فَاِنَّ حُرْمَةَ عَوْرَةِ الصَّغِیْرِ كَحُرْمَةِ عَوْرَةِ الْكَبِیْرِ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی كَاشِفِ عَوْرَةٍ۔

۴۳۸۔ شرمگاہ کو چھپاؤ۔ شرمگاہ کو پوشیدہ رکھو۔ چھوٹی لڑکی کی بھی شرمگاہ اسی طرح قابلِ احترام ہے جس طرح ایک عورت کی اور اللہ برہنہ شخص پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا۔

۴۳۹- اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔

۴۳۹۔ اطاعت۔ اطاعت صرف نیک کاموں میں کی جاتی ہے۔

٤٤٠- اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً۔

٤٤١- تَهَادُوْا تَحَابُّوْا۔

٤٤٢- لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ۔

٤٤٣- مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔

٤٤٤- كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ۔

٤٤٥- اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ۔

٤٤٦- اَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ۔

٤٤٧- اَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ اٰدَمَ فِيْ لِسَانِهٖ۔

٤٤٨- اَكْثَرُ النَّاسِ ذُنُوْبًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ كَلَامًا فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ۔

٤٤٩- اَكْثِرْ ذِكْرَ الْمَوْتِ فَاِنَّ ذِكْرَهٗ يُنْسِيْكَ مِمَّا

٤٥٠- اَكْثِرُوْا ذِكْرَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ يُمَحِّصُ الذُّنُوْبَ وَيُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا فَاِنْ ذَكَرْتُمُوْهُ عِنْدَ الْغِنٰى هَدَمَهٗ وَاِنْ ذَكَرْتُمُوْهُ عِنْدَ الْفَقْرِ اَرْضَاكُمْ بِعَيْشِكُمْ۔

٤٥١- اَكْثِرُوْا مِنَ الْاِخْوَانِ فَاِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُعَذِّبَ عَبْدَهٗ بَيْنَ اِخْوَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

٤٥٢- اَكْثِرْ مِنَ الدُّعَاءِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ۔

٤٥٣- اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ فَاِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ فِيْ كَثِيْرٍ اِلَّا قَلَّلَهٗ وَلَا فِيْ قَلِيْلٍ اِلَّا اَجْزَلَهٗ۔

٤٥٤- اَكْرِمُوا الشُّهُوْدَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَسْتَخْرِجُ بِهِمُ الْحُقُوْقَ وَيَدْفَعُ بِهِمُ الظُّلْمَ۔

٤٥٥- اَكْرَمُ النَّاسِ اَتْقَاهُمْ۔

٤٤٠- شعر۔ یقیناً بعض شعروں میں حکمت ہوتی ہے۔

٤٤١- تحفہ۔ ایک دوسرے کو تحفہ دو تاکہ محبت بڑھے۔

٤٤٢- مومن حکیم۔ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جاتا۔

٤٤٣- مرتد۔ مرتد کی سزا قتل ہے، جو دین بدل دے۔

٤٤٤- اسلام۔ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

٤٤٥- خالہ۔ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔

٤٤٦- کبیرہ گناہ۔ کبیرہ گناہ - شرک باللہ، بے وجہ قتل، والدین سے سرکشی اور جھوٹی شہادت ہیں۔

٤٤٧- خرابیوں کی جڑ۔ اکثر خرابیوں کی جڑ یہی زبان ہے۔

٤٤٨- ہر وقت بولنا۔ قیامت کے دن سب سے زائد گناہ اس شخص کے ہوں گے جو جا وبیجا ہر جگہ بولتا رہتا ہے۔

٤٤٩- موت کی یاد۔ موت کو یاد کرو تاکہ دوسرے رنج وغم بھول جاؤ۔

٤٥٠- تصورِ موت کا فائدہ۔ موت کو یاد کرتے رہو کہ اس کی یاد گناہوں کو مٹاتی ہے، دنیا سے دور کرتی ہے۔ حالتِ تمول میں موت کی یاد دولت کی اہمیت کم کرتی ہے۔ عالمِ فقر میں اس کی یاد زندگی کو خوش گوار بناتی ہے۔

٤٥١- کثرتِ احباب۔ دوست بہت بناؤ کیونکہ اللہ اس بات سے حیا کرتا ہے کہ وہ روزِ قیامت کسی کو اس کے دوستوں کی موجودگی میں عذاب دے۔

٤٥٢- دعا کثرت سے کرو۔ دعا کثرت سے کرو کیونکہ دعا قضا کو بھی رد کر دیتی ہے۔

٤٥٣- موت کو یاد کرو۔ موت کو یاد کرتے رہو کیونکہ وہ زائد کو کم اور کم کو کافی بنا دیتی ہے۔

٤٥٤- گواہوں کی عزت۔ گواہوں کی عزت کرو کیونکہ اللہ انھیں کے ذریعے حق کو قائم اور ظلم کو دفع کرتا ہے۔

٤٥٥- سب سے بلند۔ جو سب سے زائد متقی ہے وہ سب سے

زائد اونچا انسان ہے۔

۴۵۶۔ اَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

۴۵۶۔ تکریمِ علماء۔ علماء کی عزت کرو کہ وہ انبیاء کے وارث ہیں اور جس نے ان کی تعظیم و تکریم کی اس نے گویا اللہ اور اس کے رسولؐ کی عزت کی۔

۴۵۷۔ اَكْرِمُوا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوْا اٰدَابَهُمْ۔

۴۵۷۔ تہذیب اولاد۔ احساسِ عزت اور تہذیب و تمیز اپنی اولاد میں پیدا کرو۔

۴۵۸۔ اَكْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهٗ مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَآءِ وَاَخْرَجَهٗ مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ۔

۴۵۸۔ روٹی کا احترام۔ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمانی برکتوں کے ساتھ اتری ہے اور ارضی برکتوں کے ساتھ نکلی ہے۔

۴۵۹۔ اِكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَاِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ۔

۴۵۹۔ بقدرِ استطاعت بہ قدرِ استطاعت طاعتِ رب کرو کیونکہ جب تم عبادت سے دل گرفتہ ہونے لگتے ہو تو اللہ بھی کبیدگی محسوس کرنے لگتا ہے اور اللہ کے نزدیک بہترین عمل وہ عمل ہے جو اگرچہ تھوڑا ہو مگر کبھی ناغہ نہ ہو۔

۴۶۰۔ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ۔

۴۶۰۔ عورتوں کے حقوق ادا کرنے والا۔ جس کا اخلاق اچھا ہے، اس کا ایمان بھی کامل ہے اور تم میں جو عورتوں کے حق میں بہتر ہے وہی سب سے بہتر ہے۔

۴۶۱۔ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ جَمَّاعٍ مَنُوْعٍ۔

۴۶۱۔ دوزخی۔ میں تمہیں بتاؤں کہ جہنمی کون کون لوگ ہیں۔ خود پسند، خود پرست، متکبر، حریص، بخیل۔

۴۶۲۔ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ۔ اَلْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ۔

۴۶۲۔ بہترین خزانہ۔ مرد کا بہترین خزانہ وہ نیک عورت ہے کہ جب اس پر نظر پڑے تو مسرت ملے، جس کام کو کہا جائے اس کو فوراً کرے اور جب گھر میں مرد نہ ہو تو اس کی امانت کی حفاظت کرے۔

۴۶۳۔ اَلَا اُخْبِرُكَ عَنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ رَجُلٌ ضَعِيْفٌ مُسْتَضْعَفٌ، ذُوْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

۴۶۳۔ شاہانِ جنت۔ بادشاہانِ جنت بتاؤں کون ہیں، مردِ ضعیف، کمزور و نحیف، خرقہ پوش کہ اگر کسی چیز کے لیے حلفیہ کہہ دیں یہ ہو جائے گی تو وہ ہو جاتی ہے۔

۴۶۴۔ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ؟ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ۔

۴۶۴۔ صوم و صلوٰۃ و صدقہ سے بھی بہتر۔ یعنی نماز اور صدقے سے بھی بہتر عمل دو دلوں میں اتحاد پیدا کرنا ہے کیونکہ دو دلوں کا فساد ہلاکت و تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

---

۵ حسبِ طاقت عملِ نیک پر دوام کرو کہ یہی خدا تعالیٰ کو محبوب ہے ۱۲

۴۶۵- اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَیْہِ النَّارُ غَدًا عَلٰی کُلِّ ھَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیْبٍ سَھْلٍ۔

۴۶۵- جہنم کس پر حرام۔ مسکین، نرم مزاج، دوست طبیعت، ملنسار شخص پر جہنم حرام ہے۔

۴۶۶- اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِنِسَآئِکُمْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ؟ اَلْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ الْعَئُوْدُ الَّتِیْ اِذَا ظَلَمَتْ قَالَتْ ھٰذِہٖ یَدِیْ فِیْ یَدِکَ لَا اَذُوْقُ غَمْضًا حَتّٰی تَرْضٰی

۴۶۶- جنتی عورتیں۔ جنتی عورت محبت کرنے والی، زائد بچے پیدا کرنے والی، صلح جو اور اگر کبھی خطا ہو جائے تو اپنا ہاتھ شوہر کے ہاتھ میں ڈال کر کہے کہ جب تک تو مجھ سے راضی نہ ہو جائے گا۔ میں نہ سوؤنگی۔

۴۶۷- اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ شَرِّکُمْ؟ خَیْرُکُمْ مَنْ یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَیُؤْمَنُ شَرُّہٗ وَشَرُّکُمْ مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّہٗ۔

۴۶۷- بُرے اور اچھے کی پہچان۔ تمھیں بُرے اور اچھے کی پہچان بتاؤں جس سے کسی کو خطرہ نہ ہو اور صرف خیر کی توقع ہو وہ تو نیک ہے اور جس سے شرارت کا اندیشہ ہو اور نیکی کی امید نہ کی جا سکے، وہ شریر آدمی ہے۔

۴۶۸- اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَیْسَرِ الْعِبَادَۃِ وَاَھْوَنِھَا عَلَی الْبَدَنِ؟ اَلصَّمْتُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔

۴۶۸- آسان عبادت۔ سب سے آسان عبادت خموشی اور حسن اخلاق ہے۔

۴۶۹- اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَشَدِّکُمْ؟ اَمْلَکُکُمْ عِنْدَ الْغَضَبِ۔

۴۶۹- بڑا بہادر۔ سب سے بڑا بہادر وہ ہے جو اپنے غصّے پر قادر ہو۔

۴۷۰- اَلَا اِنَّ النَّاسَ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ وَاَکْرَمُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاھُمْ۔

۴۷۰- سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ یاد رکھو کہ سب انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔ اللہ کے نزدیک سب سے زائد محترم وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے زائد ہو۔

۴۷۱- اَلَا اُنَبِّئُکَ بِشَرِّ النَّاسِ؟ مَنْ اَکَلَ وَحْدَہٗ وَمَنَعَ رِفْدَہٗ وَسَافَرَ وَحْدَہٗ وَضَرَبَ عَبْدَہٗ۔ اَلَا اُنَبِّئُکَ بِشَرٍّ مِنْ ھٰذَا مَنْ یُخْشٰی شَرُّہٗ وَلَا یُرْجٰی خَیْرُہٗ اَلَا اُنَبِّئُکَ بِشَرٍّ مِنْ ھٰذَا؟ مَنْ بَاعَ دِیْنَہٗ بِدُنْیَا غَیْرِہٖ اَلَا اُنَبِّئُکَ بِشَرٍّ مِنْ ھٰذَا؟ مَنْ اَکَلَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ۔

۴۷۱- بدترین آدمی۔ بدترین شخص وہ ہے جو اکیلا کھائے، کسی کو کچھ نہ دے، تنہا سفر کرے، اپنے غلام کو مارتا ہو اور اس سے زائد شریر وہ ہے جس کی شرارت سے لوگ ڈرتے ہوں اور جس سے کسی کو خیر کی امید نہ ہو اور اس سے خبیث وہ شخص ہے جو اپنے دین کو دوسرے کی دنیا کے لیے فروخت کر دے اور اس سے زائد رذیل وہ ہے جو دین کے ذریعے دنیا حاصل کرے۔

۴۷۲- اَلَا اُعَلِّمُکَ خِصَالًا یَنْفَعُکَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِھِنَّ عَلَیْکَ بِالْعِلْمِ فَاِنَّ الْعِلْمَ خَلِیْلُ الْمُؤْمِنِ وَالْحِلْمَ وَزِیْرُہٗ وَالْعَقْلَ دَلِیْلُہٗ وَالْعَمَلَ

۴۷۲- نفع بخش خصائل۔ چند صفات ایسی ہیں جو انسان کے لیے انتہائی نفع بخش ہیں۔ علم (حاصل کرو) کیونکہ علم مومن کا دوست ہے اور علم اس کا وزیر ہے اور عقل اس کی رہبر ہے اور عمل اس کا قائم کرنے

قَيِّمُهٗ وَالرِّفْقُ اَبُوْهُ وَاللِّيْنُ اَخُوْهُ وَالصَّبْرُ اَمِيْرُ جُنُوْدِهٖ۔

والا اور نرمی و ملاطفت اس کے والدین اور ملایمت اُس کا بھائی اور صبر امیرِ لشکر ہے۔

۴۷۳۔ اَلَا اِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ تُوْقَدُ فِيْ جَوْفِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَالْاَرْضَ الْاَرْضَ۔

۴۷۳۔ غصہ آگ ہے۔ یاد رکھو کہ غصہ وہ آگ ہے جو انسان کے قلب میں مشتعل ہوتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ غصہ کے وقت آنکھیں سرخ ہو جاتی اور رگیں پھول جاتی ہیں اور جب تم ایسی حالت دیکھو تو زمین کی طرف دیکھو زمین کی طرف۔

۴۷۴۔ اَلَا اِنَّ بَنِيْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰى طَبَقَاتٍ شَتّٰى مِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا وَيَمُوْتُ مُؤْمِنًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰى كَافِرًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰى كَافِرًا وَيَمُوْتُ مُؤْمِنًا۔

۴۷۴۔ انسانوں کی مختلف قسمیں۔ انسانوں کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض وہ ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں مومن رہتے ہیں اور مرتے وقت بھی مومن ہوتے ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کی پیدائش، زندگی اور موت سب کفر کی حالت میں ہوتی ہے اور بعض وہ بھی ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں کافرانہ زندگی گزارتے ہیں لیکن جب مرتے ہیں تو مومن ہوتے ہیں۔

۴۷۵۔ اَلَا اِنَّ خَيْرَ الرِّجَالِ مَنْ كَانَ بَطِيْءَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الرِّضَا وَشَرَّ الرِّجَالِ مَنْ كَانَ سَرِيْعَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الرِّضَا فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ بَطِيْءَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ وَسَرِيْعَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ فَاِنَّهَا بِهَا۔

۴۷۵۔ بہت عمدہ آدمی۔ بہترین شخص وہ ہے جس کو غصہ دیر میں آتا ہے اور راضی جلد ہوتا ہے اور بدترین شخص وہ ہے جس کو غصہ جلد آتا ہے اور خوش دیر میں ہوتا ہے اور گوارا ہے وہ شخص جس کو غصہ بھی جلد آتا ہو اور راضی بھی جلدی ہوتا ہو اور وہ شخص جس کو غصہ بھی دیر میں آتا ہو اور راضی بھی دیر میں ہوتا ہو۔

۴۷۶۔ اَلَا اِنَّ خَيْرَ التُّجَّارِ مَنْ كَانَ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ وَشَرَّ التُّجَّارِ مَنْ كَانَ سَيِّئَ الْقَضَاءِ وَسَيِّئَ الطَّلَبِ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَسَيِّئَ الطَّلَبِ اَوْ كَانَ سَيِّئَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ فَاِنَّهَا بِهَا۔

۴۷۶۔ بہترین تاجر۔ بہترین تاجر وہ ہے جس کی (ادا) لی) بھی اچھی ہو اور طلب کا انداز بھی بہتر ہو اور بدترین تاجر وہ ہے جو اس کے برعکس ہو لیکن جس شخص کی ادا۔ لی بہتر اور طلب خراب ہو یا ادائی بری اور طلب کا انداز ٹھیک ہو، وہ بھی برا نہیں۔

۴۷۷۔ اَلَا اِنَّ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَزْنٌ بِرَبْوَةٍ اَلَا اِنَّ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ سَهْلٌ بِسَهْوَةٍ۔

۴۷۷۔ جنتی کا عمل۔ جنتی کا عمل ایسا ہے جیسے کوئی دشوار گزار راہ سے پہاڑی پر چڑھ رہا ہو اور جہنمی کا عمل جیسا کہ کوئی آسان راستے پر سے نیچے اتر رہا ہو۔

۴۷۸۔ اَلَا رُبَّ مُكْرِمٍ لِّنَفْسِهٖ وَهُوَ لَهَا مُهِيْنٌ اَلَا

۴۷۸۔ بعض لوگ۔ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ اپنے کو عزت دینا چاہتے

رُبَّ مُهِيْنٍ لِنَفْسِهِ وَهُوَ لَهَا مُكْرِمٌ ۔

ہیں اور وہ ذلیل ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اپنے کو گرانا چاہتے ہیں مگر ان کو عزت ملتی ہے۔

۴۷۹ - اَلَا رُبَّ شَهْوَةِ سَاعَةٍ اَوْرَثَتْ حُزْنًا طَوِيْلًا۔

۴۷۹۔ شہوت اور طویل غم۔ ایک لمحے کی شہوت طویل غم کا سبب بنتی ہے۔

۴۸۰ - اَلَا رُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنَ الْقِيَامِ اِلَّا السَّهَرُ وَرُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ ۔

۴۸۰۔ ایسی نماز اور ایسا روزہ۔ بہت سے ایسے عابد شب زندہ دار ہیں جن کو سوائے "بیداری" کے اور کچھ نہیں ملتا اور بہت سے ایسے روزہ دار ہیں جن کو بھوک اور پیاس کے نتیجے کے سوا کچھ اور حاصل نہیں ہوتا۔

۴۸۱ - اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ۔

۴۸۱۔ گوشت کا ٹکڑا۔ جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ اگر وہ صحیح ہوتا ہے تو تمہارا سارا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم تباہ ہو جاتا ہے اور اس پارہ گوشت کو دل کہتے ہیں۔

۴۸۲ - اَلَا يَا رُبَّ نَفْسٍ طَاعِمَةٍ نَاعِمَةٍ فِي الدُّنْيَا جَائِعَةٍ عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - اَلَا يَا رُبَّ نَفْسٍ جَائِعَةٍ عَارِيَةٍ فِي الدُّنْيَا طَاعِمَةٍ نَاعِمَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۴۸۲۔ بھوکے ننگے۔ بہت سے ایسے ہیں جو دنیا میں کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں مگر قیامت کے دن بھوکے ننگے ہوں گے اور بہت سے ایسے ہیں جو یہاں بھوکے ننگے رہتے ہیں اور وہاں عیش کریں گے۔

۴۸۳ - اَلَا لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا مَخَافَةُ النَّاسِ اَنْ يَقُوْلَ الْحَقَّ اِذَا عَلِمَهُ ۔

۴۸۳۔ جب حق واضح ہو جائے۔ جب حق معلوم ہو جائے تو لوگوں کے ڈر سے اس کو نہ چھپاؤ۔

۴۸۴ - اَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلًا بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ ۔

۴۸۴۔ مرد و عورت کی یکجائی۔ جب مرد و عورت کسی مقام پر تنہا ہوں تو وہاں تیسرا شیطان بھی آجاتا ہے۔

۴۸۵ - اِلْبَسْ جَدِيْدًا عِشْ حَمِيْدًا ۔

۴۸۵۔ نیا لباس۔ نیا لباس انسان کو عزت دیتا ہے۔

۴۸۶ - اِلْتَمِسُوا الْجَارَ قَبْلَ شِرَى الدَّارِ وَالرَّفِيْقَ قَبْلَ الطَّرِيْقِ ۔

۴۸۶۔ گھر خریدنے سے پہلے۔ گھر خریدنے سے پہلے ہمسایے کے متعلق معلوم کرو اور چلنے سے پہلے رفیق سفر کے متعلق معلومات بہم پہنچا لو۔

۴۸۶ - اِلْتَمِسُوا الرِّزْقَ بِالنِّكَاحِ ۔

۴۸۷۔ شادی خانہ آبادی۔ نکاح کے ذریعے وسعت رزق حاصل کرو۔

۴۸۸ - اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ ۔

۴۸۸۔ انگوٹھی پہنو۔ انگوٹھی پہنو خواہ وہ لوہے کی ہی کیوں نہ ہو۔

۴۸۹ - اِلْزَمُوا الْجِهَادَ تَصِحُّوْا وَتَسْتَغْنُوْا ۔

۴۸۹۔ جہاد کرو۔ جہاد کرتے رہو تاکہ تندرستی بھی ملے اور استغنا بھی حاصل ہو۔

۴۹۰- اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ اَلْبِسُوْا ظُهُوْرَهُمْ وَاَشْبِعُوْا بُطُوْنَهُمْ وَاَلِیْنُوْا لَهُمُ الْقَوْلَ۔

۴۹۰- غلاموں کا خیال رکھو۔ غلاموں کے معاملے میں خبردار! ان کو کپڑے پہناؤ، ان کے پیٹ بھرو اور ان سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرو۔

۴۹۱- اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْمَنْ لَیْسَ لَهٗ نَاصِرٌ اِلَّا اللّٰہُ۔

۴۹۱- ہر وقت اللہ ہی اللہ۔ جس کا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہو اس کے پیش نظر ہر دم اللہ ہی اللہ ہونا چاہیئے۔

۴۹۲- اَللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ۔

۴۹۲- اللہ مدد کرتا ہے۔ جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔

۴۹۳- کُلُّ مُرْضِعَةٍ لِلْوَلَدِ لَا تَشْرَبُ مِنْ لَبَنِهَا جُرْعَةً وَ لَمْ یَمُصَّ مِنْ ثَدْیِهَا مَصَّةً اِلَّا کَانَ لَهَا بِکُلِّ جُرْعَةٍ وَبِکُلِّ مَصَّةٍ حَسَنَةٌ فَاِنْ اَسْهَرَهَا لَیْلَةً کَانَ لَهَا مِثْلُ اَجْرِ سَبْعِیْنَ رَقَبَةً تُعْتِقُهُمْ۔

۴۹۳- بچے کو دودھ پلانے والی جس کے پستانوں سے دودھ جاری ہو اور بچہ سینے سے منہ لگائے تو ہر گھونٹ پر جو بچہ پیئے اس عورت کو ثواب ملے گا اور اگر بچے کے بہلانے میں رات جاگ کر گزارے تو اس کو ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

۴۹۴- اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَ اَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَ اَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ۔

۴۹۴- اسلام و ہجرت۔ یاد رکھو کہ اسلام قبل اسلام گناہوں کو، ہجرت قبل ہجرت گناہوں کو، حج قبل از حج گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۴۹۵- اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِیْنَ هُمْ اَهْلُهَا فَاِنَّهُمْ لَا یَمُوْتُوْنَ فِیْهَا وَلَا یَحْیَوْنَ وَلٰکِنْ نَاسٌ اَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ فَاَمَاتَتْهُمْ اِمَاتَةً حَتّٰی اِذَا کَانُوْا فَحْمًا اُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِیْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوْا عَلٰی اَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِیْلَ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اَفِیْضُوْا فَیَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَکُوْنُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ۔

۴۹۵- عارضی دوزخی۔ جو واقعی جہنمی ہیں نہ تو ان کے لیے موت ہے اور نہ حیات اور جو گناہوں کا خمیازہ بھگتنے کچھ عرصے کے لیے جہنم چلے گئے ہیں وہ ایک عرصہ کے بعد مردہ ہو کر کوئلے کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر ان کی سفارش کی جائے گی اور وہ گروہ در گروہ جنت کی نہروں کے کنارے کی طرف آئیں گے۔ اس وقت اہل جنت کہیں گے کہ ان پر پانی ڈالو اور پانی جس طرح کسی زمین پر گزر جائے تو وہاں سبزے میں حیات ہونے لگتی ہے اسی طرح بہشتی پانی کے چھینٹوں سے ان میں زندگی پیدا ہو جائے گی۔

۴۹۶- اِمْرَاَةٌ وَلُوْدٌ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ مَرْاَةٍ حَسْنَاءَ لَا تَلِدُ اِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

۴۹۶- زائد بچے جننے والی۔ زائد بچے جننے والی عورت اللہ کو زائد محبوب ہے بہ نسبت اس حسین عورت کے جو بانجھ ہو اور میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔

۴۹۷- اَمْرٌ بَیْنَ اَمْرَیْنِ وَخَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا

۴۹۷- افراط و تفریط کے درمیان۔ صحیح راستہ افراط و تفریط کے درمیان ہے اور میانہ روی سب سے بہتر ہے۔

۴۹۸۔ اَمْرُ النِّسَاءِ اِلٰی اٰبَآئِهِنَّ وَ رِضَاهُنَّ السُّكُوْتُ

۴۹۸۔ لڑکیوں کی خاموشی۔ شادی کے بارے میں لڑکیوں کا باپ ہی تمام معاملات انجام دے گا اور لڑکیوں کا سکوت ان کی رضامندی کا ثبوت ہے۔

۴۹۹۔ اُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰی خِفْتُ عَلٰی اَسْنَانِیْ۔

۴۹۹۔ مسواک۔ مجھے اس قدر مسواک کرنے کا حکم دیا گیا کہ دانتوں کے بارے میں تشویش ہونے لگی۔

۵۰۰۔ اَمِطِ الْاَذٰی عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ تَكْثُرْ حَسَنَاتُكَ۔

۵۰۰۔ نیکیوں میں اضافہ۔ راستے سے تکلیف دہ چیزیں ہٹا دو تمہاری نیکیوں میں اضافہ ہوگا۔

۵۰۱۔ اُمَّكَ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ۔

۵۰۱۔ ماں کا خیال۔ سب سے پہلے تم اپنی ماں کا خیال کرو پھر باپ کا پھر ان لوگوں کا جو تم سے قریب ہوں۔

۵۰۲۔ اِمْلِكْ يَدَكَ

۵۰۲۔ ہاتھ کی نگرانی۔ اپنے ہاتھ کی نگرانی کرتے رہو۔

۵۰۳۔ اِمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ۔

۵۰۳۔ قابو میں رکھو۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

۵۰۴۔ اِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ۔

۵۰۴۔ سکوت۔ اظہارِ خیر سکوت سے بہتر ہے اور خموشی اظہارِ شر سے بہتر ہے۔

۵۰۵۔ اَمِنْكَ مَنْ عَتَبَكَ۔

۵۰۵۔ دل کا بخار۔ جس نے تجھ پر اپنے دل کا بخار نکال لیا اس کے کینہ سے تو محفوظ ہو گیا۔

۵۰۶۔ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ۔

۵۰۶۔ افصح العرب۔ میں عرب میں سب سے زائد فصیح ہوں۔

۵۰۷۔ اَنَا الشَّاهِدُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَعْثِرَ عَاقِلٌ اِلَّا رَفَعَهٗ ثُمَّ لَا يَعْثِرُ اِلَّا رَفَعَهٗ ثُمَّ لَا يَعْثِرُ اِلَّا رَفَعَهٗ حَتّٰی يَجْعَلَ مَصِيْرَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ۔

۵۰۷۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں خدا کی جانب سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ عقلمند لغزش نہیں کرے گا مگر یہ کہ اللہ اس کو بلند کرتا ہے وہ پھر لغزش کرے گا اللہ اس کو بلند کرے گا وہ پھر لغزش کرے گا۔ اللہ اس کو بلند کرے گا یہاں تک کہ اس کی بازگشت جنت میں ہو جائے گی۔

۵۰۸۔ اَنَا النَّذِيْرُ وَ الْمَوْتُ الْمُغِيْرُ وَالسَّاعَةُ الْمَوْعِدُ۔

۵۰۸۔ میں ہی موت ہوں۔ میں ہی نذیر ہوں میں ہی موت ہوں میں موعودہ قیامت ہوں۔

۵۰۹۔ اِنْ اَحْبَبْتُمْ اَنْ يُّحِبَّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ فَلَادُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَحْسِنُوْا

۵۰۹۔ اللہ و رسول کا محبوب۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کے محبوب بنو تو امانت میں خیانت نہ کرنا، سچی بات کہنا

جَوَارَ مَنْ جَاوَرَكُمْ۔

ہمسایہ سے حسن سلوک کرنا۔

٥١٠۔ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ بِاللّٰهِ عِبَادَةٌ۔

٥١٠۔ انتظار رحمت۔ رحمت الٰہی کا انتظار عبادت ہے۔

٥١١۔ مَنْ رَضِيَ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ۔

٥١١۔ رزق قلیل عمل قلیل۔ جو تھوڑے سے رزق پر راضی ہو جاتا ہے اللہ بھی اس سے عمل قلیل پر راضی ہو جاتا ہے۔

٥١٢۔ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ بِالصَّبْرِ عِبَادَةٌ۔

٥١٢۔ صبر و انتظار۔ صبر کے ساتھ انتظار راحت عبادت ہے۔

٥١٣۔ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ۔

٥١٣۔ شگون۔ شگون لینا شرک ہے۔

٥١٤۔ اَنْتُمْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ مَا لَمْ تَظْهَرْ مِنْكُمْ سَكْرَتَانِ سَكْرَةُ الْجَهْلِ وَسَكْرَةُ حُبِّ الدُّنْيَا۔

٥١٤۔ بے خوف رہو۔ جب تک جہالت اور حبِّ دنیا کی بدمستی تم میں پیدا نہیں ہوتی عذاب الٰہی سے بے خوف رہو۔

٥١٥۔ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ۔

٥١٥۔ سب کچھ باپ کا ہے۔ تُو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ ہی کا ہے۔

٥١٦۔ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

٥١٦۔ حفظِ مراتب۔ لوگوں کو خیر و شر کے اعتبار سے مقام دو۔

٥١٧۔ اِنْ شِئْتُمْ اَنْبَأْتُكُمْ عَنِ الْاِمَارَةِ وَمَا هِيَ اَوَّلُهَا مَلَامَةٌ وَثَانِيْهَا نَدَامَةٌ وَثَالِثُهَا عَذَابُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

٥١٧۔ منازل امارت۔ امارت و ریاست پر تین مرحلے آتے ہیں: پہلا مرحلہ ملامت کا، دوسرا مرحلہ ندامت کا، تیسرا مرحلہ عذاب قیامت کا۔

٥١٨۔ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا اِنْ يَكُ ظَالِمًا فَارْدُدْهُ عَنْ ظُلْمِهِ وَاِنْ يَكُ مَظْلُوْمًا فَانْصُرْهُ

٥١٨۔ ظالم کی مدد۔ اپنے برادر مومن کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا ظالم کی مدد ہے اور مظلوم کو اس کے ظلم سے بچانا مظلوم کی مدد ہے۔

٥١٩۔ اُنْظُرْ فَاِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهُ بِتَقْوٰى

٥١٩۔ کالے گورے۔ خوب غور کر لو کالے اور گورے ہونے میں کوئی فضیلت نہیں، فضیلت و عظمت صرف تقویٰ و عبادت سے ہے۔

٥٢٠۔ اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔

٥٢٠۔ اپنے سے پست کو دیکھو۔ اپنے سے پست پر نظر ڈالو اپنے سے اونچے کو نہ دیکھو۔ اس طرح تم نعمتِ الٰہی کی قدر زائد بہتر کر سکو گے۔

٥٢١۔ اُنْظُرْ فِيْ اَيِّ نِصَابٍ تَضَعُ وَلَدَكَ فَاِنَّ الْعِرْقَ دَسَّاسٌ۔

٥٢١۔ تمھارا خون۔ غور کرو کہ کس ماحول میں اپنے لڑکے کو رکھ رہے ہو کہ تمھارا لہو اپنا رنگ دکھا سکے۔

٥٢٢۔ اَنْعِمْ عَلٰى نَفْسِكَ كَمَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔

٥٢٢۔ حظ اٹھاؤ۔ خدا کی نعمتوں سے مستفید ہو جیسے تجھ پر اللہ کا انعام ہے۔

٥٢٣۔ اَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ

٥٢٣۔ خرچ کرو۔ (راہِ خدا میں) خرچ کرو اور حساب نہ کرو ورنہ

وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰہُ عَلَیْكَ۔

اللہ تم سے حساب لے گا اور بخل نہ کرو اللہ تم سے بخل کرے گا۔

۵۲۴۔ اِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِیْ یَدِ اَحَدِکُمْ فَسِیْلَةٌ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا یَقُوْمَ حَتّٰی یَغْرِسَهَا فَلْیَغْرِسْهَا۔

۵۲۴۔ درخت اگاؤ۔ اگر قیامت آگئی ہو اور تمہارے ہاتھ میں پودا ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ جب تک اس کو گاڑا نہ جائے گا اس کا قائم رہنا مشکل ہے تو اس کو گاڑ دینا چاہیے۔

۵۲۵۔ اِنَّ اٰدَمَ قَبْلَ اَنْ یُّصِیْبَ الذَّنْبَ کَانَ اَجَلُهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَاَمَلُهٗ خَلْفَهٗ فَلَمَّا اَصَابَ الذَّنْبَ جَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَمَلَهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَاَجَلَهٗ خَلْفَهٗ فَلَا یَزَالُ یُؤَمِّلُ حَتّٰی یَمُوْتَ۔

۵۲۵۔ پہلے اور بعد۔ گناہ میں آلودہ ہونے سے پہلے "اجل" انسان کے پیش نظر اور "امل" (حرص) اس کے پیچھے ہوتی ہے جب ارتکاب گناہ کر لیتا ہے تو "امل" سامنے آجاتی ہے اور اجل پیچھے چلی جاتی ہے پھر وہ امیدوں اور آرزوؤں میں غلطاں پیچاں مر جاتا ہے۔

۵۲۶۔ اِنَّ اَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ وَاَعْجَزَ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَاءِ۔

۵۲۶۔ بہت (کنجوس) بخیل ترین وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ عاجز ترین آدمی وہ ہے جو دعا سے عاجز ہو۔

۵۲۷۔ اِنَّ ابْنَ اٰدَمَ حَرِیْصٌ مَا مُنِعَ۔

۵۲۷۔ انسانی فطرت۔ جس شئے کی ممانعت کی جائے انسان اس کی طرف بہت بڑھتا ہے۔

۵۲۸۔ اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ یَّصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ بَعْدَ اَنْ یُّوَلِّیَ الْاَبُ۔

۵۲۸۔ بہترین عمل۔ بہترین نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے دوستوں سے اس کے مرنے کے بعد بھی تعلقات قائم رکھے۔

۵۲۹۔ اِنَّ اِبْلِیْسَ یَبْعَثُ اَشَدَّ اَصْحَابِهٖ وَاَقْوَی اَصْحَابِهٖ اِلٰی مَنْ یَّصْنَعُ الْمَعْرُوْفَ فِیْ مَالِهٖ۔

۵۲۹۔ شیطان اور مخیر۔ جو شخص مال کے ذریعہ نیکی کرتا ہے شیطان اس کی طرف اپنے سب سے زائد مستعد اور مضبوط دوست گمراہ کرنے کے لیے بھیجتا ہے۔

۵۳۰۔ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔

۵۳۰۔ محراب شمشیر۔ جنت کے دروازے محراب شمشیر کے نیچے ہیں۔

۵۳۱۔ اِنَّ اَحَبَّ عِبَادِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ حَبَّبَ اِلَیْهِ الْمَعْرُوْفَ وَحَبَّبَ اِلَیْهِ فِعَالَهٗ۔

۵۳۱۔ محبوب بندہ۔ محبوب ترین بندہ وہ ہے جس کے دل میں اللہ نیکی ڈالے اور اس نیکی کو عمل میں لانے کی ترغیب دے۔

۵۳۲۔ اِنَّ اَحَدَکُمْ مِرْاٰةُ اَخِیْهِ فَاِذَا رَاٰی بِهٖ اَذًی فَلْیُمِطْهُ عَنْهُ۔

۵۳۲۔ مومن کا آئینہ۔ تم اپنے برادر مومن کا آئینہ ہو جب اس کو تکلیف پہنچے (تو اس کو اپنے میں بھی محسوس کرو) اور اس کے دفع کرنے کی کوشش کرو۔

۵۳۳۔ اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْیَا الَّذِیْنَ یَذْهَبُوْنَ

۵۳۳۔ مال۔ اہل دنیا کا سرمایہ افتخار جس کی طرف بڑھتے اور چلتے

اِلَیْہِ ھٰذَا الْمَالُ۔

رہتے ہیں یہی "مال" ہی تو ہے۔

۵۳۴۔ اِنَّ اَحْسَنَ الْحُسْنِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ۔

۵۳۴۔ بہترین حسن۔ بہترین حسن حسنِ اخلاق ہے۔

۵۳۵۔ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ الْاِشْرَاکُ بِہٖ اَمَا اِنِّیْ لَسْتُ اَقُوْلُ یَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا وَثَنًا وَلٰکِنْ اَعْمَالًا لِغَیْرِ اللّٰہِ وَ شَھْوَۃً خَفِیَّۃً۔

۵۳۵۔ شرک باللہ۔ اپنی امت کے بارے میں سب سے زائد جس چیز کا مجھے دھڑکا لگا ہوا ہے وہ ہے ان کا "شرک باللہ" میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بت پرست ہو جائیں گے یا چاند سورج کی پوجا کرنے لگیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ان کے اعمال کا محور خدا نہ رہے گا اور وہ مخفی شہوت میں ملوث ہو جائیں گے۔

۵۳۶۔ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ الْاَئِمَّۃُ الْمُضِلُّوْنَ۔

۵۳۶۔ رہبرنِ رہبر۔ اپنی امت کے بارے میں جس چیز کا سب سے زائد خطرہ ہے وہ گمراہ کن اماموں کا ہے۔

۵۳۷۔ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ۔

۵۳۷۔ عمل قوم لوط۔ مجھے اپنی امت کے بارے میں عمل قوم لوط اغلام کا سخت خطرہ ہے۔

۵۳۸۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ نَدَامَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَجُلٌ بَاعَ اٰخِرَتَہٗ بِدُنْیَا غَیْرِہٖ۔

۵۳۸۔ نادم۔ قیامت کے دن سب سے زائد ندامت اس شخص کو ہوگی جس نے اپنی آخرت کو دوسرے کی دنیا کے لیے تباہ کر دیا ہو۔

۵۳۹۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ۔

۵۳۹۔ معذّب عالم۔ قیامت کے دن سب سے زائد عذاب اُس عالم پر ہوگا جس کے علم سے دنیا کو فائدہ نہ پہنچا ہو۔

۵۴۰۔ اِنَّ اَشْکَرَ النَّاسِ اَشْکَرُھُمْ لِلنَّاسِ۔

۵۴۰۔ شکر گزار۔ سب سے بڑا "شاکر" وہ ہے جو لوگوں کا شکر گزار ہو۔

۵۴۱۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ تَصْدِیْقًا لِلنَّاسِ اَصْدَقُھُمْ حَدِیْثًا وَاِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ تَکْذِیْبًا اَکْذَبُھُمْ حَدِیْثًا۔

۵۴۱۔ جیسے تم۔ سچ بولنے والا سب کو سچا سمجھتا ہے۔ جھوٹا سب کو جھوٹا سمجھتا ہے۔

۵۴۲۔ اِنَّ اَشْقَی الْاَشْقِیَاءِ مَنِ اجْتَمَعَ عَلَیْہِ فَقْرُ الدُّنْیَا وَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ۔

۵۴۲۔ بدنصیب۔ سب سے زائد بدنصیب وہ ہے جس کو دنیا میں فقر ملے اور آخرت میں عذاب۔

۵۴۳۔ اِنَّ اَطْیَبَ طَعَامِکُمْ مَا مَسَّتْہُ النَّارُ۔

۵۴۳۔ بہترین کھانا۔ بہترین طعام وہ ہے جس کو آگ سے تیار کیا گیا ہو۔

۵۴۴۔ اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ وَاِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ۔

۵۴۴۔ اپنی کمائی۔ بہترین طعام وہ ہے جو اپنی کمائی سے حاصل ہو اور اولاد بھی تمہاری ہی کمائی کا ایک حصّہ ہے۔

۵۴۵- اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَطَّلِعُوْنَ اِلٰى اُنَاسٍ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ بِمَا دَخَلْتُمُ النَّارَ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ اِلَّا بِمَا تَعَلَّمْنَا مِنْكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اِنَّا كُنَّا نَقُوْلُ وَلَا نَفْعَلُ۔

۵۴۵۔ رہبرانِ جنت جہنم میں۔ جنتی لوگ جب جہنمیوں کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے کہ تم جہنم میں کیوں داخل کیے گئے حالانکہ ہمیں جنت تمہاری ہی تعلیم وہدایت سے حاصل ہوئی تو اُس وقت اہلِ جہنم کہیں گے کہ ہم جو کچھ کہتے تھے اس پر عمل نہیں کرتے تھے اِس لیے جہنم میں داخل ہوئے۔

۵۴۶- اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا اَنْ يَمُوْتَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً

۵۴۶۔ کبیرہ گناہوں کے بعد۔ کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان مر جائے اور اس پر قرض ہو اور اُس نے ادائیگی کا کوئی بندوبست نہ کیا ہو۔

۵۴۷- اِنَّ اَعْجَلَ الطَّاعَةِ ثَوَابًا صِلَةُ الرَّحِمِ۔

۵۴۷۔ صلہ رحم۔ صلہ رحم کا ثواب بہت جلد ملتا ہے۔

۵۴۸- اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ خَطَايَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ خَوْضًا فِي الْبَاطِلِ۔

۵۴۸۔ بیہودہ گفتگو۔ قیامت کے دن "بیہودہ گفتگو" بہت بڑا گناہ ہوگی۔

۵۴۹- اِنَّ اَفْضَلَ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

۵۴۹۔ جہاد فی سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بہتر کوئی عمل نہیں۔

۵۵۰- اِنَّ اَفْوَاهَكُمْ طُرُقٌ لِلْقُرْآنِ فَطَيِّبُوْهَا بِالسِّوَاكِ۔

۵۵۰۔ شاہراہ قرآن۔ تمہارے دہن قرآن کی شاہراہ ہیں لہٰذا انہیں مسواک سے صاف کرتے رہو۔

۵۵۱- اِنَّ اَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ۔

۵۵۱ جنت میں عورتیں۔ جنت میں عورتیں کم ہوں گی۔

۵۵۲- اِنَّ اَكْبَرَ الْاِثْمِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ يُضِيْعَ الرَّجُلُ مَنْ يَقُوْتُ۔

۵۵۲ سنگین گناہ۔ بدترین گناہ خدا کے نزدیک یہ ہے کہ انسان جس شخص کے کھانے پینے کا ذمہ دار ہو اس کو بے سہارا چھوڑ دے۔

۵۵۳- اِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا اَطْوَلُهُمْ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۵۵۳۔ زائد کھانے والے۔ دنیا میں بہت کھانے والے قیامت میں بہت عرصہ بھوکے رہیں گے۔

۵۵۴- اِنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ۔

۵۵۴۔ سادہ لوح۔ جنت میں زائد تعداد سادہ لوحوں کی ہوگی۔

۵۵۵- اِنَّ اَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْاَجْوَفَانِ اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ۔

۵۵۵۔ دو چیزیں۔ دو چیزیں زائد جہنمی بناتی ہیں۔ ایک دہن دوسری شرمگاہ۔

۵۵۶- اِنَّ اَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ النَّاسَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔

۵۵۶۔ خوف خدا حسن اخلاق۔ خوف خدا اور حسن اخلاق سے لوگ زائد جنت میں جائیں گے۔

۵۵۷- اِنَّ الْاَحْمَقَ يُصِيْبُ بِحُمْقِهِ اَعْظَمَ مِنْ

۵۵۷۔ احمق۔ فاسق و فاجر کے مقابلہ میں احمق اپنی حماقت سے

فُجُوْرِ الْفَاجِرِ۔

زائد گناہ کرجاتا ہے۔

۵۵۸۔ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ۔

۵۵۸۔ حیا۔ حیا ایمان کا جز ہے۔

۵۵۹۔ اِنَّ الْاَرْضَ لَتُنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً يَا بَنِيْ اٰدَمَ كُلُوْا مَا شِئْتُمْ وَاشْتَهَيْتُمْ فَوَاللّٰهِ لَاٰكُلَنَّ لُحُوْمَكُمْ وَجُلُوْدَكُمْ

۵۵۹۔ زمین کا اعلان۔ زمین ہر روز ستر مرتبہ کہتی ہے کہ انسانو! جو چاہو کھاؤ جو چاہو کرو میں ضرور بالضرور ایک دن تمھارے گوشت اور جلدوں کو کھاؤں گی۔

۵۶۰۔ اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَاَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ۔

۵۶۰۔ اسلام کی ابتدا اور انتہا۔ اسلام ابتدا میں غریب تھا، انتہا میں بھی غریب ہو جائے گا۔ خوشا حال غریبوں کا۔

۵۶۱۔ اِنَّ الْاِسْلَامَ نَظِيْفٌ فَتَنَظَّفُوْا فَاِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَظِيْفٌ۔

۵۶۱۔ پاک وصاف۔ اسلام پاک وصاف ہے تم بھی پاک صاف رہو کیونکہ جنت میں پاک وصاف آدمی ہی جاسکے گا۔

۵۶۲۔ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَخْلُقُ فِيْ جَوْفِ اَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلُقُ الثَّوْبُ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُجَدِّدَ الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔

۵۶۲۔ تجدید ایمان۔ جس طرح لباس پرانا ہوتا رہتا ہے اسی طرح ایمان بھی۔ لہٰذا تم اللہ سے تجدید ایمان کی دعا کرتے رہو۔

۵۶۳۔ اِنَّ الْبِرَّ وَالصِّلَةَ يَسْتَطِيْلَانِ الْاَعْمَارَ وَيُعَمِّرَانِ الدِّيَارَ وَيُكَثِّرَانِ الْاَمْوَالَ وَلَوْ كَانَ الْقَوْمُ فُجَّارًا

۵۶۳۔ عمر میں اضافہ۔ نیکی اور صلہ رحم عمروں کو بڑھاتے ہیں شہروں کو آباد کرتے ہیں زیادتی مال کا سبب بنتے ہیں خواہ وہ لوگ فاسق وفاجر کیوں نہ ہوں۔

۵۶۴۔ اِنَّ التَّوَاضُعَ لَا يَزِيْدُ الْعَبْدَ اِلَّا رِفْعَةً فَتَوَاضَعُوْا يَرْفَعْكُمُ اللّٰهُ وَاِنَّ الْعَفْوَ لَا يَزِيْدُ الْعَبْدَ اِلَّا عِزًّا فَاعْفُوْا يُعِزَّكُمُ اللّٰهُ وَاِنَّ الصَّدَقَةَ لَا يَزِيْدُ الْمَالَ اِلَّا نَمَاءً فَتَصَدَّقُوْا يَزِدْكُمُ اللّٰهُ۔

۵۶۴۔ تواضع۔ انکسار بلندی پیدا کرتا ہے لہٰذا تم متواضع بنو تاکہ اللہ تمھیں بلند کرے۔ عفو عزت دیتا ہے لہٰذا معاف کرتے رہو تاکہ اللہ تم کو عزت دے۔ صدقہ مال کو بڑھاتا ہے لہٰذا صدقہ دو تاکہ اللہ تمھیں زیادہ دے۔

۵۶۵۔ اِنَّ الْحَسَدَ لَيَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

۵۶۵۔ نیکیاں ختم۔ جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے اسی طرح حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔

۵۶۶۔ اِنَّ الْحِكْمَةَ تَزِيْدُ الشَّرِيْفَ شَرَفًا۔

۵۶۶۔ تاثیر ظرف۔ حکمت شریف میں فضل وشرف بڑھاتی ہے۔

۵۶۷۔ اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرِنَا جَمِيْعًا فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ۔

۵۶۷۔ توام۔ حیا اور ایمان توام ہیں جب ایک جدا ہوتا ہے تو دوسرا بھی جدا ہو جاتا ہے۔

۵۶۸۔ اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔

۵۶۸۔ رنگین دنیا۔ دنیا حسین اور شیریں ہے خدا نے اس میں تم کو اس لیے چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو۔

۵۶۹۔ إنَّ الرَّجُلَ إِذَا رَضِيَ هَدْيَ الرَّجُلِ وَعَمَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ۔

۵۶۹۔ پسندیدگی۔ جب کوئی شخص کسی کا فعل پسند کرتا ہے تو وہ اُس جیسا ہی ہو جاتا ہے۔

۵۷۰۔ إنَّ الرَّجُلَ إِذَا نَظَرَ إِلَى امْرَأَتِهِ وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ نَظَرَ اللهُ تَعَالَى إِلَيْهِمَا نَظَرَ الرَّحْمَةِ۔

۵۷۰۔ شوہر اور زوجہ۔ جب شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو نگاہِ محبّت سے دیکھتے ہیں تو اللہ ان دونوں کی طرف نگاہِ رحمت موڑ دیتا ہے۔

۵۷۱۔ إنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ فِي صِحَّةِ رَأْيِهِ مَا نَصَحَ لِمُسْتَشِيرِهِ فَإِذَا غَشَّ مُسْتَشِيرَهُ سَلَبَهُ اللهُ صِحَّةَ رَأْيِهِ۔

۵۷۱۔ سلبِ ذہانت۔ جو عقلمند اپنے دوستوں کو صحیح مشورہ دیتا ہے وہ اصابتِ رائے کا مالک رہتا ہے۔ جب وہ دوسروں کو دھوکا دینے لگے تو اللہ اس سے ذہانت اور صحتِ فکر چھین لیتا ہے۔

۵۷۲۔ إنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَنَّى لِي هٰذَا فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔

۵۷۲۔ بیٹے کی استغفار۔ جب جنت میں ایک شخص کا درجہ بلند کیا جائے گا تو وہ پوچھے گا کہ ایسا کیوں ہُوا؟ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے استغفار کی تھی اس لیے تیرا مرتبہ بلند کیا گیا۔

۵۷۳۔ إنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ۔

۵۷۳۔ روزی کم۔ گناہ روزی کو کم کر دیتا ہے۔ تقدیر کا فیصلہ صرف دعا سے ٹلتا ہے اور زندگی صرف نیکی سے بڑھتی ہے۔

۵۷۴۔ إنَّ الرَّجُلَ لَيَطْلُبُ الْحَاجَةَ فَيَزْوِيهَا اللهُ تَعَالَى عَنْهُ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَهُ فَيَتَّهِمُ النَّاسَ ظُلْمًا لَهُمْ فَيَقُولُ مَنْ سَبَعَنِي۔

۵۷۴۔ اللہ بہتر سمجھتا ہے۔ بعض وقت انسان جب کسی چیز کی تمنا کرتا ہے تو اللہ اس کی مُراد کو پورا نہیں کرتا، کیونکہ اسی میں اُس کی بھلائی ہوتی ہے۔ پھر وہ ابنائے روزگار کی چیرہ دستیوں کی شکایت کرتا ہے حالانکہ قصور ان کا نہیں ہوتا۔

۵۷۵۔ إنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللهِ تَعَالَى سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُ الْمَوْتُ فَيُضَارُّ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُ النَّارُ۔

۵۷۵۔ کچھ کام نہ آیا۔ ایک آدمی ساٹھ سال تک اللہ کی عبادت کرتا ہے مرتے وقت وصیت خلافِ حق کرتا ہے اللہ اُس کو جہنم میں ڈال دے گا۔

۵۷۶۔ إنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

۵۷۶۔ غلط سمجھے۔ بعض انسانوں کو دُنیا والے جنتی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جہنمی ہوتے ہیں۔ بعض کو جہنمی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جنتی ہوتے ہیں۔

۵۷۷۔ إنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيلَ بِعَمَلِ

۵۷۷۔ دَورِ آخر میں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی عرصہ دراز تک جنتیوں کا سا عمل کرتا ہے لیکن انجام کار اُس کا طرزِ عمل جہنمی ہو جاتا ہے۔

أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخْتَمُ لَهُ عَمَلُهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ۔

٥٧٨۔ اِنَّ الرَّحْمَةَ لَا تَنْزِلُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ۔

٥٧٨۔ سلب رحمت۔ قطع رحم کرنے والوں پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔

٥٧٩۔ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ اَكْثَرَ مِمَّا يَطْلُبُهُ اَجَلُهُ۔

٥٧٩۔ رزق ڈھونڈتا ہے۔ رزق موت سے زائد انسان کو ڈھونڈتا ہے۔

٥٨٠۔ اِنَّ الزُّنَاةَ يَأْتُوْنَ تَشْتَعِلُ وُجُوْهُهُمْ نَارًا۔

٥٨٠۔ آتشیں چہرے۔ قیامت میں زانی آتشیں چہروں کے ساتھ آئیں گے۔

٥٨١۔ اِنَّ السَّعَادَةَ كُلَّ السَّعَادَةِ طُوْلُ الْعُمُرِ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ۔

٥٨١۔ طولِ عمر عبادت کے ساتھ۔ سب سے بڑی سعادت اطاعت الٰہی میں طول عمر پانا ہے۔

٥٨٢۔ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ۔

٥٨٢۔ نیک کون ہے۔ نیک وہ ہے جو فتنوں سے بچے اور جب کسی فتنہ میں آجائے تو صبر کرے۔

٥٨٣۔ اِنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ وَالْجِبَالَ لَيَلْعَنَّ الشَّيْخَ الزَّانِيَ وَاِنَّ فُرُوْجَ الزُّنَاةِ لَيُؤْذِيْ اَهْلَ النَّارِ نَتْنُ رِيْحِهَا۔

٥٨٣۔ ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں۔ ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں سن رسیدہ زانی پر لعنت بھیجتی ہیں اور زانیوں کی شرمگاہوں سے جو بدبو پھیلے گی وہ اہلِ جہنم تک کو بے قرار کرے گی۔

٥٨٤۔ اِنَّ السَّيِّدَ لَا يَكُوْنُ بَخِيْلًا۔

٥٨٤۔ سردار۔ سردار بخیل نہیں ہوتا۔

٥٨٥۔ اِنَّ الشَّاهِدَ يَرٰى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ۔

٥٨٥۔ حاضر و غائب۔ جو حاضر دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا۔

٥٨٦۔ اِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَغْدُوْا بِرَايَاتِهَا اِلَى الْاَسْوَاقِ فَيَدْخُلُوْنَ مَعَ اَوَّلِ دَاخِلٍ وَيَخْرُجُوْنَ مَعَ اٰخِرِ خَارِجٍ۔

٥٨٦۔ شیطان بازار میں۔ شیاطین اپنے پرچموں کے ساتھ بازاروں میں اس وقت داخل ہوتے ہیں جب پہلا آدمی داخل ہوتا ہے اور جب آخری آدمی اس بازار کا نکلتا تو وہ بھی نکل آتے ہیں۔

٥٨٧۔ اِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ۔

٥٨٧۔ تنہا۔ تنہا کے ساتھ شیطان رہتا ہے جب ایک کے دو ہو جائیں بھاگ جاتا ہے۔

٥٨٨۔ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِيْ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَكَ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَذْهَبُ

٥٨٨۔ وسوسہ شیطانی۔ شیطان تمہارے پاس آکر کہتا ہے کہ کس نے تم کو خلق کیا؟ اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ اللہ نے۔ وہ پھر بھی سوال کرتا ہے اور جواب میں یہی کہا جاتا ہے کہ اللہ نے خلق کیا جب تم اس کیفیت کو اپنے دل میں محسوس کرو تو اس وقت کہا کرو کہ آمنت باللہ

عَنْہُ۔

میں اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔ اس کے کہتے ہی شیطان تم سے دُور ہو جائے گا۔

٥٨٩۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَی الدَّمِ۔

٥٨٩۔ شیطان دوڑ رہا ہے۔ شیطان خون کی طرح رگوں میں دوڑ رہا ہے۔

٥٩٠۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ یُحِبُّ الْحُمْرَۃَ فَاِیَّاکُمْ وَالْحُمْرَۃَ وَکُلَّ ثَوْبٍ ذِیْ شُھْرَۃٍ۔

٥٩٠۔ سرخی۔ شیطان "سرخی" کو پسند کرتا ہے، تم سرخی سے بچتے رہو اور اس لباس سے پرہیز کرو جس پر دنیا انگلیاں اٹھائے۔

٥٩١۔ اِنَّ اللّٰہَ اَبٰی عَلَیَّ فِیْمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا ثَلَاثًا۔

٥٩١۔ سفارش رد کردی۔ قاتلِ مومن کے حق میں تین بار اللہ نے میری سفارش مسترد کردی۔

٥٩٢۔ اِنَّ اللّٰہَ احْتَجَزَ التَّوْبَۃَ عَلٰی کُلِّ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ۔

٥٩٢۔ توبہ نہیں۔ بدعتی کے لیے توبہ نہیں۔

٥٩٣۔ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَجْرٰی عَلٰی یَدِ رَجُلٍ خَیْرًا لِّلرَّجُلِ فَلَمْ یَشْکُرْہُ فَلَیْسَ لِلّٰہِ بِشَاکِرٍ۔

٥٩٣۔ عملِ خیر پر شکر ادا کرو۔ جس وقت کسی شخص سے عملِ خیر ظاہر ہو اور وہ اس پر اللہ کا شکر نہ ادا کرے تو اللہ بھی اس کے عمل کو قبول نہ کرے گا۔

٥٩٤۔ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ اِنْفَاذَ اَمْرٍ سَلَبَ کُلَّ ذِیْ لُبٍّ لُبَّہٗ۔

٥٩٤۔ سلبِ عقول۔ مشیتِ الٰہی جب نافذ ہونے لگتی ہے تو عقلمندوں کی دانائی سلب ہو جاتی ہے۔

٥٩٥۔ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا قَضٰی عَلٰی عَبْدٍ قَضَاءً لَمْ یَکُنْ لِقَضَائِہٖ مَرَدٌّ۔

٥٩٥۔ فیصلہ نافذ ہی ہو کر رہتا ہے۔ جب کسی بندے کے بارے میں خدا کوئی فیصلہ کرتا ہے تو وہ فیصلہ نافذ ہی ہو کر رہتا ہے۔

٥٩٦۔ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَرَادَ اِمْضَاءَ اَمْرٍ نَزَعَ عُقُوْلَ الرِّجَالِ حَتّٰی یُمْضِیَ اَمْرَہٗ فَاِذَا اَمْضَاہُ رَدَّ اِلَیْھِمْ عُقُوْلَھُمْ وَوَقَعَتِ النَّدَامَۃُ۔

٥٩٦۔ عقلوں کی واپسی۔ اللہ جب کوئی فیصلہ نافذ کرنا چاہتا ہے تو عقلوں سے دانائی کو چھین لیتا ہے اور جب اس کا کام پورا ہو جاتا ہے تو عقلیں پھر واپس آجاتی ہیں اور اس کے ساتھ ندامت بھی۔

٥٩٧۔ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّھْلِکَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْہُ الْحَیَاءَ فَاِذَا نَزَعَ مِنْہُ الْحَیَاءَ لَمْ تَلْقَہٗ اِلَّا مُقِیْتًا مُمَقَّتًا فَاِذَا لَمْ تَلْقَہٗ اِلَّا مُقِیْتًا مُمَقَّتًا نُزِعَتْ مِنْہُ الْاَمَانَۃُ فَاِذَا نُزِعَتِ الْاَمَانَۃُ لَمْ تَلْقَہٗ اِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا نُزِعَتْ مِنْہُ الرَّحْمَۃُ فَاِذَا نُزِعَتْ مِنْہُ الرَّحْمَۃُ لَمْ

٥٩٧۔ جب حیا چھن جاتی ہے۔ جب اللہ کسی بندے کو (اس کی نافرمانیوں کے سبب) ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا سلب کر لیتا ہے۔ جب حیا اس سے چھن جاتی ہے تو وہ دنیا کو برا لگنے لگتا ہے اور دنیا والے اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ جب یہ حالت ہوتی ہے تو اللہ اس سے "امانداری" کی صفت بھی لے لیتا ہے اور جب وہ خائن ہو جاتا ہے تو اس سے سلبِ رحمت کر لیتا ہے اور اس سے رحمت بھی چھن جاتی ہے

تَلْقَهُ اِلَّا رَجِيْمًا مُلَقَّنًا نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْاِسْلَامِ۔

تو وہ مردودِ خداوندی ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کی گردن سے اسلام کا قلادہ بھی اتار دیا جاتا ہے۔

۵۹۸۔ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً اَحَبَّ اَنْ تُرٰى عَلَيْهِ۔

۵۹۸۔ آثارِ نعمت۔ اللہ جب کسی کو اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو اس میں "آثارِ نعمت" بھی دیکھنا چاہتا ہے۔

۵۹۹۔ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا غَضِبَ عَلٰى اُمَّةٍ لَمْ يُنْزِلْ بِهَا عَذَابَ خَسْفٍ وَلَا مَسْخٍ غَلَتْ اَسْعَارُهَا وَ يُحْبَسُ عَنْهَا اَمْطَارُهَا وَيَلِيْ عَلَيْهَا اَشْرَارُهَا۔

۵۹۹۔ آثارِ عذاب۔ اللہ جس قوم پر عذاب نازل کرنے لگتا ہے اس کو نہ تو زمین میں دھنسنے دیتا ہے اور نہ ... مسخ کرتا ہے بلکہ غلہ گراں، بارش موقوف، شریروں کو اس پر حاکم بنا دیتا ہے۔

۶۰۰۔ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِمُدَارَاةِ النَّاسِ كَمَا اَمَرَنِيْ بِاِقَامَةِ الْفَرَائِضِ۔

۶۰۰۔ مدارت۔ فرائض کی طرح اللہ نے لوگوں کی خاطر مدارات بھی مجھ پر فرض کی ہے۔

۶۰۱۔ اِنَّ نَوْمَ الصُّبْحَةِ تَمْنَعُ بَعْضَ الرِّزْقِ۔

۶۰۱۔ صبح کا سونا۔ صبح کا سونا رزق کو کچھ کم کرتا ہے۔

۶۰۲۔ اِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى۔

۶۰۲۔ پہلی تکلیف۔ صبر حقیقی تو پہلی ہی تکلیف میں دیکھا جاتا ہے۔

۶۰۳۔ اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلٰى ذِيْ قَرَابَةٍ يُضَعِّفُ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ۔

۶۰۳۔ دہرا ثواب۔ قرابت داروں کو صدقہ دینے کا دہرا ثواب ہے۔

۶۰۴۔ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔

۶۰۴۔ اثرِ صدقہ۔ صدقہ خدا کے غصے کو ٹھنڈا اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

۶۰۵۔ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ اَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ وَاِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ۔

۶۰۵۔ تاثیرِ صدقہ۔ صدقہ قبر کی گرمی زائل کرتا ہے اور مومنین قیامت کے روز صدقے کے زیرِ سایہ قیام کریں گے۔

۶۰۶۔ اِنَّ الصَّفَا الزَّلَّالَ الَّذِيْ لَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ اَقْدَامُ الْعُلَمَاءِ الطَّمَعُ۔

۶۰۶۔ چکنا پتھر۔ وہ چکنا پتھر جس پر علماء بھی ثابت قدم نہیں رہتے "طمع" ہے۔

۶۰۷۔ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا۔

۶۰۷۔ صدیقوں کے گروہ میں۔ صدق نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جب انسان سچ بولتا ہے تو اللہ اس کو صدیقوں میں لکھ دیتا ہے۔

۶۰۸۔ وَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ۔

۶۰۸۔ جھوٹ بدی کی طرف۔ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے۔

۶۰۹۔ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ

۶۰۹۔ کاذبوں کے گروہ میں۔ اور بدی آگ کی طرف لیجاتی ہے جبکہ انسان جھوٹ بولتا ہے تو اللہ اس کو کاذبوں میں منسوب کرتا ہے۔

لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔

٦١٠ - اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَزِيْدُ الْمَالَ اِلَّا كَثْرَةً۔

٦١١ - اِنَّ الْعَارَ لَيَلْزَمُ الْمَرْءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَقُوْلَ يَا رَبِّ لَاِرْسَالُكَ بِيْ اِلَى النَّارِ اَيْسَرُ عَلَيَّ مِمَّا اَلْقٰى وَاِنَّهٗ لَيَعْلَمُ مَا فِيْهَا مِنْ شِدَّةِ الْعَذَابِ۔

٦١٢ - اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَآءُ فَاِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَا عَلٰى قَلْبِهٖ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"۔

٦١٣ - اِنَّ الْعُجْبَ لَيُحْبِطُ عَمَلَ سَبْعِيْنَ سَنَةً۔

٦١٤ - اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا كَانَ هَمُّهُ الْاٰخِرَةَ كَفَّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ ضَيْعَتَهٗ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ فَلَا يُصْبِحُ اِلَّا غَنِيًّا وَاِذَا كَانَ هَمُّهُ الدُّنْيَا اَفْشَى اللّٰهُ ضَيْعَتَهٗ وَجَعَلَ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَلَا يُمْسِيْ اِلَّا فَقِيْرًا وَلَا يُصْبِحُ اِلَّا فَقِيْرًا۔

٦١٥ - اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَصَدَّقُ بِالْكِسْرَةِ تَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ اُحُدٍ۔

٦١٦ - اِنَّ الْعَبْدَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ الْخُلُقِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ۔

٦١٧ - اِنَّ الْعَبْدَ لَيُذْنِبُ الذَّنْبَ فَيَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ يَكُوْنُ نُصْبَ عَيْنَيْهِ تَائِبًا فَارًّا حَتّٰى يَدْخُلَ بِهِ الْجَنَّةَ۔

٦١٨ - اِنَّ الْعُلَمَآءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَرِثُوا الْعِلْمَ

٦١٠۔ ترقی دولت۔ صدقہ مال میں اضافہ ہی کرتا رہتا ہے۔

٦١١۔ قیامت کی ذلت۔ قیامت کے دن بعض انسان ایسی ذلت و شرمندگی محسوس کریں گے کہ . . . . . . وہ جہنم کی سختی اور عذاب سے واقف ہونے کے باوجود یہی کہیں گے، مالک اس سے بہتر ہے ہمیں جہنم میں ڈال دے۔

٦١٢۔ سیاہ نقطہ۔ بندہ جب گناہ کرتا ہے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے جب وہ استغفار اور توبہ کرتا ہے تو پھر دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ کی تکرار ہونے لگے تو پھر وہ سیاہ نقطہ بڑھنے لگتا ہے، یہاں تک کہ وہ زنگ بن جاتا ہے اور اس کو قرآن میں کہا گیا ہے، کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون "کہ ان کے دلوں میں اعمالِ بد کی وجہ سے زنگ بیٹھ گیا ہے۔

٦١٣۔ غرور کا نتیجہ۔ غرور ستر سال کی عبادت ختم کر دیتا ہے۔

٦١٤۔ امیر فقیر۔ بندہ کے پیش نظر جب تک آخرت رہتی ہے اللہ اس کے اسبابِ رزق کم مگر دل غنی کر دیتا ہے اور جب وہ دنیا کا پرستار ہوتا ہے تو خدا ساز و سامانِ روزی زیادہ مگر دل میں فقر پیدا کر دیتا ہے۔ اب وہ صبح کرتا ہے اور فقیر ہوتا ہے شام ہوتی ہے اور فقیر ہوتا ہے (صبح و شام فقیر رہتا ہے)۔

٦١٥۔ کوہ احد۔ بندہ روٹی کا ایک ٹکڑا خیرات کرتا ہے، مگر خدا کے نزدیک بڑھ کر وہ کوہ احد کی طرح بزرگ ہوتا ہے۔

٦١٦۔ حسنِ اخلاق سے۔ انسان حسنِ سلوک سے روزہ دار اور عابدِ شب زندہ دار کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

٦١٧۔ گناہ اور جنت۔ انسان گناہ کرتا ہے اور اس کے سبب اس کو جنت ملتی ہے کیونکہ گناہ کے پیش نظر وہ اپنے دل میں توبہ و انابت کرتا رہا . . . اور دوسرے گناہوں سے بچتا رہا اس لیے اُس کو جنت مل گئی۔

٦١٨۔ وارث انبیاء۔ علماء وارث انبیاء ہیں اور ان سے علم کی

فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔

وراثت انھیں ملی ہے پس جو شخص ان سے علم حاصل کرے گا وہ میراث انبیاء کا وافر حصہ پائے گا۔

٦١٩۔ اِنَّ الْعَيْنَ لَتُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَ تُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقِدْرَ۔

٦١٩۔ تاثیر چشم بد۔ چشم بد کا اثر قبر تک میں ہوتا اور دیگ میں پڑے ہوئے اونٹ پر بھی وہ اثر انداز ہوتی ہے۔

٦٢٠۔ اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اَلَا هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ۔

٦٢٠۔ غدّار۔ قیامت میں غدّار کو ایک پرچم دیا جائے گا اور آواز بلند کہا جائے گا کہ یہ ہے غدّار فلاں ابن فلاں۔

٦٢١۔ اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

٦٢١۔ غصّے کے وقت وضو کرو۔ غصّہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے اور آگ پانی سے بجھتی ہے، لہٰذا جب تم کو غصّہ آئے تم وضو کرو۔

٦٢٢۔ اِنَّ الْفِتْنَةَ تَجِيْءُ فَتَنْسِفُ الْعِبَادَ نَسْفًا وَ يَنْجُوا الْعَالِمُ مِنْهَا بِعِلْمِهٖ۔

٦٢٢۔ عقلمند فتنے سے بچتا ہے۔ فتنے آتے ہیں اور لوگوں کو لپیٹ میں لے لیتے ہیں لیکن عقلمند دانائی کے باعث ان سے محفوظ رہتا ہے۔

٦٢٣۔ اِنَّ الْفُحْشَ وَ التَّفَحُّشَ لَيْسَا مِنَ الْاِسْلَامِ فِيْ شَيْءٍ وَاِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ اِسْلَامًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

٦٢٣۔ بدگوئی اور بدزبانی۔ بدگوئی اور بدزبانی صفاتِ اسلام میں سے نہیں اور سب سے افضل مسلمان وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو۔

٦٢٤۔ اِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ۔

٦٢٤۔ ران۔ ران شرمگاہ کا ایک حصّہ ہے۔

٦٢٥۔ اِنَّ الْقَاضِيَ الْعَدْلَ لَيُجَاءُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَلْقٰى مِنْ شِدَّةِ الْحِسَابِ مَا يَتَمَنّٰى اَنْ لَا يَكُوْنَ قَضٰى بَيْنَ اثْنَيْنِ فِيْ تَمْرَةٍ۔

٦٢٥۔ قاضی عادل سے بھی۔ قاضی عادل سے بھی قیامت میں اس شدّت سے حساب ہوگا کہ وہ کہے گا کاش میں نے دو آدمیوں کے درمیان ایک خرمے کا بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔

٦٢٦۔ اِنَّ اللّٰهَ اسْتَخْلَصَ هٰذَا الدِّيْنَ لِنَفْسِهٖ وَلَا يَصْلُحُ لِدِيْنِكُمْ اِلَّا السَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اَلَا فَزَيِّنُوْا بِهِمَا۔

٦٢٦۔ خدا کا دین۔ اللہ نے اس دین کو خاص اپنا دین قرار دیا ہے اور یہ دین اس وقت تک تمھیں زیبا نہیں جب تک سخاوت اور حسن اخلاق تم میں نہ ہو، لہٰذا ان دونوں نعمتوں سے دین کو حسین بناؤ۔

٦٢٧۔ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَ لَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ۔

٦٢٧۔ نہ فخر نہ ظلم۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ وحی کی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو، یہاں تک کہ ایک کو دوسرے پر نہ تو فخر کرنے کا موقع ملے اور نہ ظلم ہی کرنے کا۔

٦٢٨۔ اِنَّ اللّٰهَ بِحِكْمَتِهٖ وَفَضْلِهٖ جَعَلَ الرَّوْحَ وَ

٦٢٨۔ یقین و شک۔ اللہ نے اپنی حکمت اور فضل و کرم سے

اَلْفَرَحَ فِی الْیَقِیْنِ وَالرِّضَا وَجَعَلَ الْهَمَّ وَ اَلْحُزْنَ فِی الشَّكِّ وَالسَّخَطِ۔

"مسرت اور خوشی" کو "یقین اور رضا" میں قرار دیا اور "رنج و غم" کو "شک و غضب" میں ودیعت کیا ہے۔

۶۲۹۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا جَعَلَ رِزْقَهٗ كَفَافًا۔

۶۲۹۔ پسندیدگی کی علامت۔ اللہ جب کسی بندے کو پسند کرتا ہے تو اُس کے رزق کو "بقدر ضرورت" کر دیتا ہے۔

۶۳۰۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَنْزَلَ عَاهَةً مِّنَ السَّمَآءِ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ صُرِفَتْ عَنْ عُمَّارِ الْمَسَاجِدِ۔

۶۳۰۔ بانیانِ مسجد۔ اللہ تعالیٰ جب کوئی مصیبت آسمان سے زمین پر اُتارتا ہے تو بانیانِ مسجد کو اُس سے دُور رکھتا ہے۔

۶۳۱۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ اَوْ تَعْمَلْ بِهٖ۔

۶۳۱۔ نیت جرم۔ خدا نیتِ جرم کی سزا نہیں دیتا۔ جب تک گناہ قول و عمل میں نہ آجائے سزا نہیں دیتا۔

۶۳۲۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ النِّعْمَةِ عَلَيْهِ وَيَكْرَهُ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ وَيُبْغِضُ السَّآئِلَ الْمُلْحِفَ وَيُحِبُّ الْحَيِیَّ الْعَفِيْفَ الْمُتَعَفِّفَ۔

۶۳۲۔ اظہارِ تنگدستی۔ اللہ جب کسی کو نوازتا ہے تو اس میں شانِ تمول بھی دیکھنا چاہتا ہے اور وہ اظہارِ تنگدستی کو بُرا سمجھتا ہے۔ ضد یا اصرار کرنے والے فقیر سے نفرت کرتا ہے اور شرمیلے، نیک اطوار شریف سائل کو پسند کرتا ہے۔

۶۳۳۔ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ۔

۶۳۳۔ بھول چوک۔ خدا میرے اُمتیوں کی بھول چوک اور عالم مجبوری و جبر کے گناہ ۔۔۔ معاف کرے گا۔

۶۳۴۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ مَا يَخْرُجُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَثَلًا لِّلدُّنْيَا۔

۶۳۴۔ جو انسان سے ظاہر ہو۔ جو چیز انسان سے ظاہر ہو اس کی مثال دنیا کی سی ہے۔

۶۳۵۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ سَخِیٌّ يُّحِبُّ السَّخَآءَ نَظِيْفٌ يُّحِبُّ النَّظَافَةَ۔

۶۳۵۔ اللہ۔ اللہ حسین ہے حُسن کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ سخی ہے، سخاوت کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ پاک ہے، پاکیزگی کو دوست رکھتا ہے۔

۶۳۶۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَوَادٌ يُّحِبُّ الْجُوْدَ وَيُحِبُّ مَعَالِیَ الْاَخْلَاقِ وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا۔

۶۳۶۔ اللہ کریم ہے۔ اللہ کریم ہے جود و کرم کو پسند کرتا ہے، بلند اخلاق کو دوست رکھتا ہے پست اخلاق سے نفرت کرتا ہے۔

۶۳۷۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَيْثُ خَلَقَ الدَّآءَ خَلَقَ الدَّوَآءَ فَتَدَاوَوْا۔

۶۳۷۔ جب مرض ہوتا ہے۔ جب اللہ مرض پیدا کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کی دوا بھی پیدا کرتا ہے لہٰذا دوا استعمال کرو۔

۶۳۸۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ الْجَنَّةَ عَلٰى كُلِّ مُرَآءٍ۔

۶۳۸۔ ریاکار پر۔ اللہ کی جنت ریاکار پر حرام ہے۔

۶۳۹۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَيِیٌّ سِتِّيْرٌ يُّحِبُّ الْحَيَآءَ

۶۳۹۔ اللہ پردہ پوش ہے۔ اللہ باحیا اور پردہ پوش ہے اور

وَالسِّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ ۔

شرم وحجاب کو پسند کرتا ہے لہٰذا جب تم غسل کرو تو بالکل بے ستر نہ ہو۔

۶۴۰۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَیِیٌّ کَرِیْمٌ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَیْہِ یَدَیْہِ اَنْ یَرُدَّھُمَا صِفْرًا خَائِبَتَیْنِ ۔

۶۴۰۔ اللہ کو شرم آتی ہے۔ اللہ سخی بھی ہے اور حیادار بھی، جب کوئی شخص اس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو خالی ہاتھ بھیجتے ہوئے شرم آتی ہے۔

۶۴۱۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِہٖ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَہْ فَقَالَتْ ھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ الْقَطِیْعَۃِ قَالَ نَعَمْ اَمَا تَرْضِیْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَکِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَکِ قَالَتْ بَلٰی یَا رَبِّ ۔ قَالَ فَذَالِکَ لَکِ ۔

۶۴۱۔ رحم کو جواب۔ خدا جب تخلیق انسان سے فارغ ہوا تو اس وقت رحم کھڑا ہوا (کچھ کہنے کے لیے) خدا نے پوچھا کیا ہے؟ رحم نے کہا کہ میں قطع رحم کرنے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔ ارشاد الٰہی ہوا: کیا تو اس پر راضی ہے کہ جو تجھ سے ملے اس سے میں ملوں اور جو تجھ کو قطع کرے، اس کو میں اپنے سے منقطع کروں۔ رحم نے کہا ہاں معبود میں یہی چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا ایسا ہی ہوگا۔

۶۴۲۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الرَّحْمَۃَ یَوْمَ خَلَقَھَا مِائَۃَ رَحْمَۃٍ فَاَمْسَکَ عِنْدَہٗ تِسْعًا وَّتِسْعِیْنَ رَحْمَۃً فَلَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ بِکُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الرَّحْمَۃِ لَمْ یَیْاَسْ مِنَ الْجَنَّۃِ وَلَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ یَاْمَنْ ۔

۶۴۲۔ رحمت تمام، عذاب بیکراں۔ اللہ نے جب رحمت کو خلق کیا تو اس کے سو حصے کیے۔ ننانوے ۹۹ حصے اپنے پاس محفوظ کر لیے اور ایک حصہ کائنات کو دے دیا۔ تو اگر کافر اس کی رحمت تمام سے واقف ہو جاتا تو جنت سے مایوس نہ ہوتا اور اگر مومن اس کے عذاب بیکراں سے واقف ہو جائے تو کبھی نار جہنم سے بے خوف نہ ہو۔

۶۴۳۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْجَنَّۃَ بَیْضَاءَ وَاَحَبَّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ الْبَیَاضُ ۔

۶۴۳۔ سفید رنگ۔ خدا نے جنت کو سفید رنگ کا بنایا ہے اور سفید رنگ اللہ کو سب سے زائد پسند ہے۔

۶۴۴۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ خَلْقَہٗ فِیْ ظُلْمَۃٍ فَاَلْقٰی عَلَیْھِمْ مِنْ نُّوْرِہٖ فَمَنْ اَصَابَہٗ مِنْ ذٰلِکَ النُّوْرِ یَوْمَئِذٍ اِھْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَہٗ ضَلَّ ۔

۶۴۴۔ نور کی شعاعیں۔ خدا نے ساری خلقت کی تخلیق اندھیرے میں کی پھر اس پر نور کی شعاعیں ڈالیں تو جس نے اس نور سے استفادہ کیا، وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس تک اس نور کی نورانی کرنیں نہ پہنچیں، وہ گمراہ ہو گیا۔

۶۴۵۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَضِیَ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الْیُسْرَ وَکَرِہَ لَھَا الْعُسْرَ ۔

۶۴۵۔ اللہ کشادگی کو پسند کرتا ہے۔ اللہ اس امت کے لیے کشادگی کو پسند، تنگی کو ناپسند کرتا ہے۔

۶۴۶۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَیُعْطِیْ عَلَیْہِ مَا لَا یُعْطِیْ عَلَی الْعُنْفِ ۔

۶۴۶۔ سنگدلی کی وجہ سے۔ اللہ رحم دل ہے، رحمدلی کو پسند کرتا ہے اور جو چیزیں وہ اس کی وجہ سے عطا کرتا ہے سخت دلی کی وجہ

سے نہیں دیتا۔

۶۴۷۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ أَحَفِظَ ذٰلِكَ أَمْ ضَيَّعَهُ حَتّٰى يَسْئَلَ الرَّجُلَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ۔

۶۴۷۔ گھر کے بڑے سے۔ اللہ ہر افسر و امیر سے ماتحت عملہ کے متعلق سوال کرے گا کہ ان کی سرپرستی کی یا ان کو ضائع کر دیا یا کس پرسی کے عالم میں چھوڑ دیا؟ یہاں تک کہ وہ گھر کے "بڑے" سے بھی پوچھے گا کہ اس نے اپنے متعلقین کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔

۶۴۸۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ۔

۶۴۸۔ اللہ طیب و طاہر ہے۔ اللہ طیب و طاہر ہے اور طیب و طاہر کو پسند کرتا ہے اور اللہ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے لہٰذا تم اپنے گھروں کو پاک و صاف رکھو اور یہودیوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔

۶۴۹۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ۔

۶۴۹۔ خدا معافی کو پسند کرتا ہے۔ خدا معاف کرنے والا ہے اور بخشش کو پسند کرتا ہے۔

۶۵۰۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ لِسَانِ كُلِّ قَائِلٍ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ عَبْدُهٗ وَلْيَنْظُرْ مَا يَقُولُ۔

۶۵۰۔ خدا نگران ہے۔ خدا ہر زبان پر نگران ہے لہٰذا بات کرتے وقت سوچ لو کہ کیا کہہ رہے ہو۔

۶۵۱۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى غَيُورٌ يُحِبُّ الْغَيُورَ۔

۶۵۱۔ غیور ہے۔ اللہ تعالیٰ غیور ہے اور غیرت مند کو پسند کرتا ہے۔

۶۵۲۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ۔

۶۵۲۔ برائے رضائے خدا۔ جو رضائے خدا حاصل کرنے کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہے اُس پر آتشِ جہنم حرام ہے۔

۶۵۳۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ فَاسْعَوْا

۶۵۳۔ کوشش فرض ہے۔ اللہ نے کوشش تم پر فرض کر دی ہے، لہٰذا تم سعی و کوشش کرتے رہو۔

۶۵۴۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْغَيْرَةَ عَلَى النِّسَاءِ وَالْجِهَادَ عَلَى الرِّجَالِ فَمَنْ صَبَرَ مِنْهُنَّ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا كَانَ لَهَا مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ۔

۶۵۴۔ عورت کو شہید کا ثواب۔ غیرت عورتوں پر، جہاد مردوں پر فرض کر دیا گیا ہے اور جو عورت ایمان کے ساتھ حساب خداوندی کے غم میں صبر کرتی ہے اُس کو شہید کا ثواب ملے گا۔

۶۵۵۔ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مُحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ

۶۵۵۔ ہر عضو کا زنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر عضو کا زنا الگ الگ تحریر کیا ہے آنکھ کا زنا "نظرِ بد" ہے، زبان کا زنا "بیہودہ گفتگو"، نفس اسیر شہوت ہو کر تمنا کرتا اور "شرمگاہ" اس کی تمنا پوری کر دیتی ہے یا اس کو

تَمَنّٰی وَتَشْتَہِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ اَوْ یُکَذِّبُہٗ

نامراد کردیتی ہے۔

۶۵۶۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَرِیْمٌ یُحِبُّ الْکَرَمَ۔

۶۵۶۔ اللہ کریم ہے۔ اللہ کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے۔

۶۵۷۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ وَلَا الصَّیَّاحَ فِی الْاَسْوَاقِ۔

۶۵۷۔ بداخلاق فحش گو کو پسند نہیں کرتا۔ خدا فحش گو، بدزبان اور بازاروں میں چیخنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

۶۵۸۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَۃً یُعْطٰی عَلَیْہَا فِی الدُّنْیَا وَیُثَابُ عَلَیْہَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِہٖ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی

۶۵۸۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ خدا مومن کی نیکی کا اجر دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی۔ مگر کافر کو اپنی نیکی کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے اور آخرت میں اس کی نیکی کا کوئی اجر نہیں ہوتا۔

۶۵۹۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِہٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِیْ یَتَمَرَّدُ عَلَی اللّٰہِ وَاَبٰی اَنْ یَقُوْلَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

۶۵۹۔ جو لا الٰہ نہ کہیں۔ خدا ان لوگوں پر عذاب نازل کرتا ہے جو اس سے سرکشی و تمرد برتیں اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کریں۔

۶۶۰۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُہٗ۔

۶۶۰۔ عمل خالص۔ اللہ صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو خالصتہً اسی کے لیے ہو۔

۶۶۱۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُقَدِّسُ اُمَّۃً لَا یُعْطُوْنَ الضَّعِیْفَ مِنْہُمْ حَقَّہٗ۔

۶۶۱۔ جو کمزوروں کو حق نہ دے۔ جو قوم اپنے کمزوروں کو ان کا حق نہ دے اللہ اس کو کبھی مقدس نہیں بناتا۔

۶۶۲۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مُحْسِنٌ فَاَحْسِنُوْا۔

۶۶۲۔ خدا محسن ہے۔ خدا احسان کرتا ہے لہٰذا تم بھی احسان کیا کرو۔

۶۶۳۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔

۶۶۳۔ اللہ عمل دیکھتا ہے۔ اللہ تمہاری صورت اور دولت نہیں دیکھتا، وہ تمہارے اعمال اور دل دیکھنا چاہتا ہے۔

۶۶۴۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّہَارِ وَعَمَلُ النَّہَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَہٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ۔

۶۶۴۔ خدا۔ اللہ کبھی سوتا نہیں اور نہ سونا اس کو زیبا ہے وہ کسی کو بلند کرتا ہے اور کسی کو پست دن کے اعمال سے پہلے رات کے اعمال اس کے سامنے پیش کردیے جاتے ہیں اور اعمالِ شب سے پہلے دن کے اعمال اس کے ملاحظے سے گزرتے ہیں اس کا پردہ نور کا پردہ ہے۔ اگر وہ نورانی پردہ ہٹ جائے تو دنیا کی نگاہیں اس کے جمال پرجلال سے جل جائیں۔

۶۶۵۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ کَتَبَ بِیَدِہٖ عَلٰی نَفْسِہٖ اَنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ۔

۶۶۵۔ جب کائنات خلق کی۔ جب خدا نے کائنات پیدا کی تو اپنے لیے یہ بھی کہہ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی۔

۶۶۶- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمْ يَخْلُقْ خَلْقًا هُوَ أَبْغَضُ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا نَظَرَ إِلَيْهَا مُنْذُ خَلَقَهَا بُغْضًا لَهَا۔

۶۶۶- ناپسندیدہ چیز۔ دنیا سے زائد ناپسندیدہ چیز اللہ نے خلق نہیں کی اور جب سے دنیا کو خلق کیا بوجہ نفرت اس کی طرف نظر نہیں ڈالی۔

۶۶۷- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا۔

۶۶۷- نرم مزاج استاد۔ خداوند عالم نے مجھے سخت گیر اور تکلیف دہ بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ایک نرم مزاج استاد بنا کر بھیجا ہے۔

۶۶۸- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيُؤَيِّدُ الْإِسْلَامَ بِرِجَالٍ مَا هُمْ مِنْ أَهْلِهِ

۶۶۸- اسلام کی تائید۔ خدا غیر مسلموں سے اسلام کی تائید کرا دیتا ہے

۶۶۹- إِنَّ اللهَ لَيَحْمِي عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الدُّنْيَا وَهُوَ يُحِبُّهُ كَمَا تَحْمُونَ مَرِيضَكُمُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ تَخَافُونَ عَلَيْهِ۔

۶۶۹- بعض اوقات۔ خدا اپنے بندہ مومن کو بعض اوقات لذتِ دنیا سے روک دیتا ہے جس طرح تم کبھی کبھی مریض کو پانی اور کھانے سے منع کر دیتے ہو مضر ہونے کے باعث۔

۶۷۰- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ مِنْ مِائَةِ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِهِ الْبَلَاءَ۔

۶۷۰- مومن کی برکت۔ خدا مومن صالح کی وجہ سے اس کے سو پڑوسیوں تک کو بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔

۶۷۱- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيَعْجَبُ مِنَ الشَّابِّ لَيْسَتْ لَهُ صَبْوَةٌ۔

۶۷۱- جوان محبوب۔ خدا اس جوان کو نگاہ پسندیدگی سے دیکھتا ہے جس میں جوانی کی شورشیں نہ ہوں۔

۶۷۲- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيَنْفَعُ الْعَبْدَ بِالذَّنْبِ يُذْنِبُهُ۔

۶۷۲- لغزش بھی مفید۔ کبھی خدا اپنے بندے کی لغزش کو اس کے لیے مفید بنا دیتا ہے۔

۶۷۳- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَحِفْ عَمْدًا۔

۶۷۳- دانستہ ناانصافی۔ جب تک قاضی سے دانستہ ناانصافی نہ ہو اللہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔

۶۷۴- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى مَعَ الدَّائِنِ حَتّٰى يَقْضِيَ دَيْنَهُ مَا لَمْ يَكُنْ دَيْنُهُ فِيمَا يَكْرَهُ اللهُ۔

۶۷۴- مقروض کا ساتھ۔ اللہ مقروض کا ساتھ دیتا ہے یہاں تک کہ اس کا قرضہ اتر جائے بشرطیکہ اس نے قرض حرام کام کے لیے نہ لیا ہو۔

۶۷۵- إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ۔

۶۷۵- حرفت پیشہ کو۔ خدا صنعت و حرفت والے مومن کو دوست رکھتا ہے۔

۶۷۶- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ۔

۶۷۶- مجبورانہ غلطیاں۔ خدا میری امت کی بھول چوک اور مجبورانہ غلطیاں کو نظر انداز کر دے گا۔

۶۷۷- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا

۶۷۷- رحم مادر۔ رحم مادر پر ایک فرشتہ اللہ نے مقرر کر دیا ہے وہ کہتا رہتا ہے خدایا اب وہ نطفے کی حالت میں ہے اب وہ علقے (خون منجمد) کی شکل میں ہے اب وہ لوتھڑے کی صورت میں ہے پھر جب اللہ خلقت

قَالَ اَیْ رَبِّ شَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ذَکَرٌ اَوْ اُنْثٰی فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ فَیَکْتُبُ کَذٰلِکَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ۔

مکمل کر دیتا ہے تو وہ پوچھتا ہے یارب یہ بدنصیب ہے یا خوش نصیب ہے؟ نر ہے یا مادہ؟ اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کی عمر کیا ہوگی؟ پھر سب کچھ شکم مادر میں اس کی تقدیر میں لکھ دیا جاتا ہے۔

۶۷۸۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبَاھِیْ بِالشَّابِّ الْعَابِدِ الْمَلَائِکَۃَ یَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ تَرَکَ شَہْوَتَہٗ مِنْ اَجْلِیْ۔

۶۷۸۔ جوان عابد۔ خدا جوان عابد پر ملائکہ کے سامنے فخر و مباہات کرتا ہے اور کہتا ہے: میرے بندے کو دیکھو کہ اس نے صرف میرے لیے جوانی کے جذبات اور اس کے تقاضوں کو کچل دیا ہے۔

۶۷۹۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الطَّلَاقَ۔

۶۷۹۔ ناپسندیدہ ہے طلاق۔ اللہ طلاق کو ناپسند کرتا ہے۔

۶۸۰۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الْغَنِیَّ الظَّلُوْمَ وَ الشَّیْخَ الْجَھُوْلَ وَ الْعَائِلَ الْمُخْتَالَ۔

۶۸۰۔ خدا کے دشمن۔ خدا ستم گر مالدار کو، پیر بے علم کو، فقیر متکبر کو دشمن رکھتا ہے۔

۶۸۱۔ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْوَسِخَ وَالشَّعِثَ۔

۶۸۱۔ کثافت ناپسند ہے۔ اللہ کثافت اور الجھے ہوئے گرد آلود بال کو ناپسند کرتا ہے۔

۶۸۲۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الْمُعَبِّسَ فِیْ وُجُوْہِ اِخْوَانِہٖ۔

۶۸۲۔ بدمزاج کو۔ خدا چڑچڑے، بدمزاج، سرکہ جبین انسان کو دشمن رکھتا ہے۔

۶۸۳۔ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْبَخِیْلَ فِیْ حَیَاتِہِ السَّخِیَّ عِنْدَ مَوْتِہٖ۔

۶۸۳۔ مرتے وقت سخاوت۔ جو اپنی زندگی میں بخیل ہو اور مرتے وقت سخاوت کرنے لگے خدا اس کو پسند نہیں کرتا۔

۶۸۴۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الْمُؤْمِنَ الَّذِیْ لَازَبْرَلَہٗ۔

۶۸۴۔ بے عقل مسلمان۔ خدا بے عقل مسلمان کو پسند نہیں کرتا۔

۶۸۵۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ۔

۶۸۵۔ بدگو، بدزبان۔ بدگو بدزبان اللہ کو ناپسند ہے۔

۶۸۶۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ ابْنَ السَّبْعِیْنَ فِیْ اَھْلِہٖ ابْنَ عِشْرِیْنَ فِیْ مِشْیَتِہٖ وَمَنْظَرِہٖ۔

۶۸۶۔ ۷۰ سالہ بڈھا۔ خدا اس ۷۰ سالہ بڈھے کو پسند نہیں کرتا جو اپنی رفتار اور صورت میں ۲۰ سالہ نوجوان کا انداز رکھے۔

۶۸۷۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا عَمِلَ اَحَدُکُمْ عَمَلًا اَنْ یُّتْقِنَہٗ۔

۶۸۷۔ کام سرانجام۔ خدا چاہتا ہے کہ ہر کام کو انجام تک پہنچاؤ۔

۶۸۸۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ التَّمَھُّلَ الطَّلِیْقَ۔

۶۸۸۔ نرم مزاج کو۔ خدا نرم مزاج بندۂ آزاد کو پسند کرتا ہے۔

۶۸۹۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ الشَّابَّ التَّائِبَ۔

۶۸۹۔ جوان تائب۔ گناہ سے تائب جوان کو اللہ محبوب رکھتا ہے۔

۶۹۰۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ الْمُدَاوَمَۃَ عَلَی الْاِخَاءِ الْقَدِیْمِ فَدَاوِمُوْا۔

۶۹۰۔ قدیم دوستانہ۔ خدا قدیم دوستانہ قائم دیکھنا چاہتا ہے لہٰذا دوستی کو دوام بخشتے رہو۔

۶۹۱۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ مِنْ عِبَادِہِ الْغَیُوْرَ۔

۶۹۱۔ غیور۔ غیرت مند خدا کو محبوب ہے۔

۶۹۲- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِیْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِیَالِ۔

۶۹۲۔ عیال دار مومن۔ خدا صاحبِ عیال، غریب، مومنِ پاک باز کو دوست رکھتا ہے۔

۶۹۳- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یُحِبُّ اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ حَتّٰی فِی الْقُبَلِ۔

۶۹۳۔ پیار بھی انصاف سے۔ خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی ساری اولاد سے برابر کا سلوک کرو یہاں تک کہ پیار (بوسہ) میں بھی انصاف و مساوات رہے۔

۶۹۴- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَزِیْدُ فِیْ عُمْرِ الرَّجُلِ بِبِرِّ وَالِدَیْهِ۔

۶۹۴۔ والدین سے نیکی۔ والدین سے نیکی عمر میں اضافے کا سبب ہے۔

۶۹۵- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ۔

۶۹۵۔ فریاد رسی۔ طالبِ امداد کی فریاد رسی اللہ پسند کرتا ہے۔

۶۹۶- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔

۶۹۶۔ متقی دولت مند۔ خدا متقی دولت مند کو جس میں مہر و وفا بھی ہو محبوب رکھتا ہے۔

۶۹۷- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ صَانِعَهُ یَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَیْرَ وَالرَّامِیَ بِهِ وَمُنْبِلَهُ۔

۶۹۷۔ ایک تیر۔ خدا ایک تیر کی وجہ سے تین شخصوں کو داخل جنت کرے گا۔ گا۔ تیر کے بنانے والے کو، تیر انداز کو اور اس شخص کو جو تیر انداز کو تیر دے رہا ہو۔

۶۹۸- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یُدْخِلُ بِلُقْمَةِ الْخُبْزِ وَقَبْضَةِ التَّمْرِ وَمِثْلِهِ مِمَّا یَنْفَعُ الْمِسْکِیْنَ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ صَاحِبَ الْبَیْتِ الْاٰمِرَ بِهِ وَالزَّوْجَةَ الْمُصْلِحَةَ وَالْخَادِمَ الَّذِیْ یُنَاوِلُ الْمِسْکِیْنَ۔

۶۹۸۔ روٹی کا ایک ٹکڑا۔ خدا روٹی کے ایک ٹکڑے اور ایک مٹھی خرمے کے سبب تین آدمیوں کو داخل جنت کرے گا۔ صاحبِ خانہ کو جس نے فقیر کو ان چیزوں کے دینے کا حکم دیا اور اس کی زوجہ کو کہ اس نے دینے پر آمادہ کیا اور خادم کو جس نے فقیر کو اپنے ہاتھ سے دیا۔

۶۹۹- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَسْئَلُ الْعَبْدَ عَنْ فَضْلِ عِلْمِهِ کَمَا یَسْئَلُهُ عَنْ فَضْلِ مَالِهِ۔

۶۹۹۔ علم کا صرف۔ خدا علم کے صرف کے بارے میں پوچھے گا جس طرح مال کے استعمال کی بابت حساب کرے گا۔

۷۰۰- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَغَارُ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ یَغَارُ وَغَیْرَةُ اللهِ اَنْ یَّاْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَیْهِ۔

۷۰۰۔ جب مومن حرام کام کرتا ہے۔ اللہ بھی غیرت مند ہے اور مومن بھی غیور ہوتا ہے اور اللہ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب مومن حرام کام کرتا ہے۔

۷۰۱- اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَقْبَلُ الصَّدَقَةَ وَیَاْخُذُهَا بِیَمِیْنِهِ فَیُرَبِّیْهَا لِاَحَدِکُمْ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ مُهْرَهُ حَتّٰی اِنَّ اللُّقْمَةَ تَصِیْرُ مِثْلَ اُحُدٍ۔

۷۰۱۔ صدقے کی تربیت۔ خدا صدقہ قبول کرتا ہے اور اس کو اپنے دست خاص میں لے کر "تربیت" دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک لقمہ جو صدقے میں دیا گیا تھا فیضِ عنایتِ الٰہی سے کوہِ اُحد کی طرح ہو جاتا ہے۔

٧٠٢- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ۔

٧٠٢۔ مرتے وقت تک۔ اللہ تعالیٰ مرتے وقت تک بندے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

٧٠٣- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَا لَمْ یَخُنْ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ فَاِذَا خَانَہٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِھِمَا۔

٧٠٣۔ اللہ ہی شریک رہتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ جب تک دو شریکوں میں امانت وخلوص رہتا ہے میں بھی ان کا شریک رہتا ہوں اور جب ان سے خیانت ظاہر ہونے لگتی ہے تو میں علیحدہ ہو جاتا ہوں۔

٧٠٤- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ۔

٧٠٤۔ جب تک لب ہلتے رہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ جب تک بندے کے ہونٹ میرے ذکر میں ہلتے رہتے ہیں میں اس کے ساتھ رہتا ہوں۔

٧٠٥- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اِنْ خَیْرًا فَخَیْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرًّا۔

٧٠٥۔ گمان کے مطابق۔ خدا فرماتا ہے کہ بندے کو مجھ سے اس کے گمان کے مطابق ملتا ہے اگر وہ حسنِ ظن رکھتا ہے تو خیر ملے گی اگر بدگمان ہے تو خرابی دیکھے گا۔

٧٠٦- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّ الصَّوْمَ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ اِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَیْنِ، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَجَزَاہُ فَرِحَ۔

٧٠٦۔ روزہ کی جزا۔ خدا فرماتا ہے کہ روزہ مجھ سے خاص نسبت رکھتا اور روزہ کی جزا میں خود دیتا ہوں اور روزہ دار کے لیے دو شادمانیاں ہوتی ہیں ایک اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک اس وقت، جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

٧٠٧- اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لِاَھْوَنِ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ اَنَّ لَکَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ کُنْتَ تَفْتَدِیْ بِہٖ؟ قَالَ نَعَمْ۔ قَالَ فَقَدْ سَاَلْتُکَ مَا ھُوَ اَھْوَنُ مِنْ ھٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِکَ بِیْ شَیْئًا فَاَبَیْتَ اِلَّا الشِّرْکَ

٧٠٧۔ معمولی شئے۔ سب سے کم جہنمیوں پر عذاب ہوگا خدا ان سے کہے گا کہ اگر سارا مالِ دنیا اس عذاب سے نکلنے کے لیے تمہیں خرچ کرنا پڑے تو تم خرچ کر دو گے؟ اہلِ جہنم کہیں گے کہ ہاں۔ اس وقت ارشاد ہوگا کہ ہم نے تم سے اس وقت صرف ایک معمولی سی شئے مانگی تھی یعنی یہ کہ "تم شرک نہ کرنا" اور تم نے ہماری بات نہ مانی اور آج یہ حال ہے کہ تم سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہو۔

٧٠٨- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَأْ صَدْرَکَ غِنًی وَاَسُدَّ فَقْرَکَ وَاِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ یَدَیْکَ شُغْلًا وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَکَ۔

٧٠٨۔ فقر کو جدا نہ کروں گا۔ اللہ بندے سے کہتا ہے کہ اپنا وقت میری عبادت میں صرف کر میں فقر کو دور کر دوں گا اور تجھے غنی بنا دوں گا اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو تجھ کو دنیا کے جھمیلوں میں گرفتار کر دوں گا اور فقر کو تجھ سے جدا نہ کروں گا۔

٧٠٩- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَا ابْنَ

٧٠٩۔ میں مریض تھا۔ خدا بندے سے کہے گا کہ میں مریض تھا تو نے

اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ؟ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَہٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَہٗ؟ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ فَقَالَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّہٗ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ لَوْ اَطْعَمْتَہٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ؟ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْتَقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ اِسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ لَوْ سَقَیْتَہٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ۔

۷۱۰- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُنْزِلُ الْمَعُوْنَۃَ عَلٰی قَدْرِ الْمَئُوْنَۃِ وَیُنْزِلُ الصَّبْرَ عَلٰی قَدْرِ الْبَلَاءِ۔

۷۱۱- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْھَاکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَاءِکُمْ۔

۷۱۲- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُوْصِیْکُمْ بِاُمَّھَاتِکُمْ ثَلَاثًا، اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُوْصِیْکُمْ بِاٰبَاءِکُمْ مَرَّتَیْنِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُوْصِیْکُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ۔

۷۱۳- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُوْصِیْکُمْ بِالنِّسَاءِ خَیْرًا فَاِنَّھُنَّ اُمَّھَاتُکُمْ وَبَنَاتُکُمْ وَخَالَاتُکُمْ۔

۷۱۴- اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔

۷۱۵- اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِائَۃَ رَحْمَۃٍ کُلُّ رَحْمَۃٍ طِبَاقُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجَعَلَ مِنْھَا فِی الْاَرْضِ رَحْمَۃً فَبِھَا تَعْطِفُ الْوَالِدَۃُ عَلٰی وَلَدِھَا وَالْوَحْشُ وَالطَّیْرُ بَعْضُھَا عَلٰی بَعْضٍ وَاَخَّرَ تِسْعًا وَّ

عیادت نہیں کی۔ بندہ حیرت میں آ کر کہے گا کہ میں کیسے تیری عیادت کر سکتا تھا حالانکہ تو دو جہان کا بادشاہ ہے کہاں میں اور کہاں تو۔ جواب ملے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس ہی پاتا۔ پھر خدا کہے گا کہ میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے مجھے کھانا نہ دیا۔ بندہ کہے گا کہ میں اور تجھے کھانا دیتا میں نہیں سمجھا تو دو جہان کے بادشاہ! جواب ملے گا کہ فلاں شخص نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا اگر تو اسے کھانا دیتا تو مجھ کو تو اس کے پاس ہی دیکھتا۔ پھر خدا کہے گا کہ میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں دیا۔ بندہ پھر حیرت زدہ ہوگا۔ کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے تجھ سے پانی کا سوال کیا تھا اگر تو اسے پانی پلا دیتا تو وہ ایسا ہی ہوتا جیسے کہ مجھے پانی پلا دیا۔

۷۱۰- بہ قدر ضرورت۔ اللہ مدد بقدر ضرورت دیتا ہے اور صبر باندازۂ مصیبت عطا کرتا ہے۔

۷۱۱- باپ کی قسم۔ باپ کی قسم کھانے سے اللہ منع کرتا ہے۔

۷۱۲- ماں اور باپ۔ اللہ تم کو تمھاری ماں کے بارے میں تین مرتبہ اور باپ کے بارے میں دو مرتبہ تاکید حسن سلوک کرتا ہے اور قرابتداروں سے نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہے۔

۷۱۳- عورتوں کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کے بارے میں بھی نیکی کی تاکید کرتا ہے۔ یہی عورتیں ہی تو ہیں جو تمھاری ماں، بیٹیاں، خالائیں ہو جاتی ہیں۔

۷۱۴- اللہ جمیل ہے۔ اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے۔

۷۱۵- ———————— ★

رحمت تمام کب ہوگی۔ خدا نے خلقت ارض و سما کے دن سو حصے رحمت کے پیدا کیے جس سے فضائے کائنات لبریز ہو گئی۔ پھر ایک حصہ رحمت کا زمین کی طرف بھیجا جس کی تاثیر سے ماں اپنی اولاد پر مہربان ہو گئی اور جانوران صحرائی اور طیور میں بھی ایک دوسرے سے موانست و مانوسیت

تِسْعِيْنَ فَاِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ۔

پیدا ہو گئی اور قیامت کے دن اللہ رحمت کے ان ننانوے حصوں کو ظاہر کر کے جن کو رکھ چھوڑا تھا رحمت تمام کا اظہار کرے گا۔

۷۱۶۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَحَبَّ الْكَذِبَ فِي الصَّلَاحِ وَاَبْغَضَ الصِّدْقَ فِي الْفَسَادِ۔

۷۱۶۔ جھوٹ پسند کرتا ہے۔ اللہ اس جھوٹ کو پسند کرتا ہے جو صلح کے لیے ہو اور اس صدق کو ناپسند کرتا ہے جس سے فساد پیدا ہو۔

۷۱۷۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَ لِسَانِ كُلِّ قَائِلٍ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ عَبْدُهٗ، وَلْيَنْظُرْ مَا يَقُوْلُ۔

۷۱۷۔ خدا نگران ہے۔ خدا ہر زبان پر نگران ہے لہٰذا بندے کو سوچ سمجھ کر بات کرنا چاہیے۔

۷۱۸۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُؤَاخِذُ الْمَزَّاحَ الصَّادِقَ فِي مِزَاحِهٖ۔

۷۱۸۔ شوخی کلام۔ صداقت آمیز شوخی کلام کو اللہ برا نہیں سمجھتا۔

۷۱۹۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْحَمُ مِنْ عِبَادِهٖ اِلَّا الرُّحَمَاءَ۔

۷۱۹۔ صرف رحم دلوں پر۔ اللہ صرف رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔

۷۲۰۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ عَمَلَ عَبْدٍ حَتّٰى يَرْضٰى قَوْلَهٗ۔

۷۲۰۔ قول و عمل۔ اللہ جب تک بندے کے قول پر راضی نہ ہو اس کے عمل بھی قبول نہیں کرتا۔

۷۲۱۔ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ دَوَاءً عَلِمَهٗ مَنْ عَلِمَهٗ وَجَهِلَهٗ مَنْ جَهِلَهٗ، اِلَّا السَّامَ وَهُوَ الْمَوْتُ۔

۷۲۱۔ ہر مرض کی دوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر مرض کی دوا پیدا کی (جسے اطبا جانتے ہیں) سوائے موت کے کہ اس کی کوئی دوا نہیں۔

۷۲۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَيَدْرَءُ بِالصَّدَقَةِ سَبْعِيْنَ مِيْتَةً مِنَ السُّوْءِ۔

۷۲۲۔ صدقہ کے اثرات۔ صدقہ سے ستر قسم کے بلیات ٹل سکتے ہیں۔

۷۲۳۔ اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَاْكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا۔

۷۲۳۔ الحمد للہ۔ خدا اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھاتے وقت الحمد للہ کہے۔

۷۲۴۔ اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔

۷۲۴۔ مرد فاجر سے تقویت۔ اللہ دین اسلام کو مرد فاجر کے ذریعے قوت دے گا۔

۷۲۵۔ اِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِيْ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ بِالسَّقَمِ حَتّٰى يُكَفِّرَ عَنْهُ كُلَّ ذَنْبٍ۔

۷۲۵۔ وجہ امراض مومن۔ اللہ بندۂ مومن کو امراض میں مبتلا کر کے اس کے گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔

۷۲۶۔ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ السَّائِلَ الْحُلِفَ۔

۷۲۶۔ سائل سوگند باز۔ اللہ قسم کھانے والے سائل کو ناپسند کرتا ہے۔

۷۲۷۔ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الشَّيْخَ الزَّانِيَ وَالْغَنِيَّ الظَّلُوْمَ وَالْفَقِيْرَ الْمُخْتَالَ۔

۷۲۷۔ بڈھا زناکار۔ اللہ بڈھے زناکار، ستمگر مالدار، فقیر مغرور کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۷۲۸۔ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ عَالِمٍ بِالدُّنْيَا جَاهِلٍ بِالْاٰخِرَةِ۔

۷۲۸۔ جاہل آخرت۔ کاروبار دنیا سے واقف اور کار دین سے ناآشنا انسان سے اللہ نفرت رکھتا ہے۔

۷۲۹۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اِذَا اَنْعَمَ عَلٰى عَبْدِهٖ اَنْ يُّرٰى

۷۲۹۔ اظہار فقر ناپسند ہے۔ اللہ صاحب نعمت میں شان و شوکت

اَثَرُ نِعْمَتِہٖ عَلَیْہِ وَیُبْغِضُ الْبُؤسَ وَالتَّبَاؤُسَ

بھی دیکھنا چاہتا ہے تنگی اور اظہارِ فقر کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

■ ـ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَخْفِیَاءَ الْاَتْقِیَاءَ۔

● ـ اللہ نیک اور گمنام متقیوں کو پسند کرتا ہے۔

۷۳۰۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْبَصَرَ النَّاقِدَ النَّافِذَ عِنْدَ مَجِیْئِ الشَّھَوَاتِ وَالْکَامِلَ عِنْدَ نُزُوْلِ الشُّبُھَاتِ وَیُحِبُّ السَّمَاحَۃَ وَلَوْ عَلٰی تَمْرَۃٍ وَیُحِبُّ الشَّجَاعَۃَ وَلَوْ عَلٰی قَتْلِ حَیَّۃٍ۔

۷۳۰۔ جو نظر نتائج پر رکھے۔ اللہ اس شخص کو پسند کرتا ہے جو زورِ شہوت کے وقت اپنی نظر عواقب و نتائج پر رکھے اور شبہات کی بھول بھلیاں میں اپنے لیے صحیح راہ چن لے اور وہ ایک کھجور کی سخاوت اور سانپ کو مار ڈالنے والی دلیری تک کو بھی پسند کرتا ہے۔

۷۳۱۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الشَّابَ الَّذِیْ یُفْنِیْ شَبَابَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ۔

۷۳۱۔ جس نے اپنی جوانی۔ جس نے اپنی جوانی طاعتِ رب میں صرف کر دی وہ اللہ کا محبوب بن گیا۔

۷۳۲۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ۔

۷۳۲۔ گڑگڑانے والے۔ دعا میں گڑگڑانے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

۷۳۳۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰی رُخْصَتُہٗ کَمَا یُحِبُّ اَنْ تُتْرَکَ مَعْصِیَتُہٗ۔

۷۳۳۔ مباح امور جس طرح ترکِ معصیت خدا کو پسند ہے اسی طرح جائز امور کے فعل کو بھی پسند کرتا ہے۔

۷۳۴۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ کُلَّ قَلْبٍ حَزِیْنٍ۔

۷۳۴۔ قلبِ حزیں۔ غمگین دلوں کو وہ محبوب رکھتا ہے۔

۷۳۵۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَعَالِیَ الْاُمُوْرِ وَاَشْرَفَھَا وَیَکْرَہُ سَفْسَافَھَا۔

۷۳۵۔ بلند و پست۔ اللہ بلند اور شریف امور کو پسند پست اور ذلیل امور کو ناپسند کرتا ہے۔

۷۳۶۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحْیِی الْقُلُوْبَ الْمَیِّتَۃَ بِنُوْرِ الْحِکْمَۃِ کَمَا یُحْیِی الْاَرْضَ بِوَابِلِ السَّمَاءِ۔

۷۳۶۔ نورِ حکمت۔ اللہ نورِ حکمت کی بارش سے مردہ دلوں کو اسی طرح زندہ کرتا ہے جس طرح قطراتِ باراں سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔

۷۳۷۔ اِنَّ اللّٰہَ یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَّرْفَعَ اِلَیْہِ یَدَیْہِ فَیَرُدَّھُمَا خَائِبَیْنِ۔

۷۳۷۔ اُٹھے ہوئے ہاتھ۔ اللہ اُٹھے ہوئے ہاتھوں کو نامراد پھیرنا نہیں چاہتا۔

۷۳۸۔ اِنَّ اللّٰہَ یُعْطِی الدُّنْیَا عَلٰی نِیَّۃِ الْاٰخِرَۃِ وَاَبٰی اَنْ یُّعْطِیَ الْاٰخِرَۃَ عَلٰی نِیَّۃِ الدُّنْیَا۔

۷۳۸۔ آخرت کی نیت سے۔ آخرت کی نیت کرو، دنیا مل جائے گی، لیکن دنیا کی نیت سے آخرت نہیں ملے گی۔

۷۳۹۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغَارُ لِلْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ فَلْیَغَرْ۔

۷۳۹۔ اللہ کی غیرت۔ اللہ مسلمان کے بارے میں غیرت رکھتا ہے، مسلمان کو بھی غیرت مند ہونا چاہیے۔

۷۴۰۔ اِنَّ الَّذِیْ یَاْکُلُ اَوْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ وَالذَّھَبِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ

۷۴۰۔ سونے چاندی کے برتن۔ جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کھاتا ہے اللہ اس کے پیٹ کو جہنم کی آگ سے بھر دے گا۔

۷۴۱۔ اِنَّ اللّٰہَ (تَعَالٰی) یَنْھٰکُمْ عَنْ قِیْلٍ وَقَالٍ۔

(۷۴۱) قیل و قال ممنوع۔ اللہ قیل و قال سے منع کرتا ہے (بے ہودہ گفتگو)۔

۷۴۲- إِنَّ الَّذِي يَجُرُّ الثَّوْبَ خُيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

۷۴۲۔ لباس میں تکبر۔ جو اپنے لباس میں متکبرانہ انداز رکھے خدا قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں ڈالے گا۔

۷۴۳- إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ -

۷۴۳۔ پانی پاک ہے۔ پانی پاک ہے اور اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔

۷۴۴- إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَىٰ رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ -

۷۴۴۔ پانی کب نجس ہوگا۔ پانی اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کی خوشبو، رنگ اور مزے پر نجاست غالب نہ آجائے۔

۷۴۴- إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ الْخُلُقِ دَرَجَةَ الْقَائِمِ الصَّائِمِ -

۷۴۴۔ صائم النہار و قائم اللیل سے۔ اللہ کے نزدیک صاحب حسن اخلاق کا مرتبہ صائم النہار اور قائم اللیل جیسا ہے۔

۷۴۵- إِنَّ الْمُؤْمِنَ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَا يَحِيفُ عَلَىٰ مَنْ يُبْغِضُ وَلَا يَأْثَمُ فِيمَنْ يُحِبُّ وَلَا يُضَيِّعُ مَا اسْتُوْدِعَ وَلَا يَحْسُدُ وَلَا يَطْعَنُ وَلَا يَلْعَنُ وَ يَعْتَرِفُ بِالْحَقِّ وَإِنْ لَمْ يُشْهَدْ عَلَيْهِ وَلَا يَتَنَابَزُ بِالْأَلْقَابِ فِي الصَّلٰوةِ مُتَخَشِّعًا إِلَى الزَّكٰوةِ مُسْرِعًا فِي الزَّلَازِلِ وَقُوْرًا فِي الرَّخَاءِ شَكُوْرًا قَانِعًا بِالَّذِي لَهُ لَا يَدَّعِي مَا لَيْسَ لَهُ وَلَا يَغْلِبُهُ الشُّحُّ عَنْ مَعْرُوْفٍ يُرِيدُهُ يُخَالِطُ النَّاسَ كَيْ يَعْلَمَ وَيُنَاطِقُ النَّاسَ كَيْ يَفْهَمَ وَإِنْ ظُلِمَ وَبُغِيَ عَلَيْهِ صَبَرَ حَتّٰى يَكُوْنَ الرَّحْمٰنُ هُوَ الَّذِي يَنْتَصِرُ لَهُ،

۷۴۵۔ شانِ مومن۔ بندۂ مومن اپنے دشمن پر ظلم نہیں کرتا، اپنے دوستوں کی رعایت میں گنہ گار نہیں ہوتا، امانت کو ضائع نہیں کرتا، طعن، لعن اور حسد نہیں کرتا، حق کا اظہار کرتا ہے خواہ اس سے اظہارِ حق کے لیے کہا بھی نہ جائے۔ نماز میں خضوع و خشوع، ادائے زکوٰۃ میں تعجیل برتتا ہے، مصیبتوں میں باوقار، نعمتوں پر شکر گزار ہوتا ہے اور جو شے اس کی نہیں اس کا دعویٰ نہیں کرتا۔ بخل اس کو کارِ نیک سے منع نہیں کرتا، حصولِ علم کے لیے لوگوں سے اختلاط کرتا ہے اور گفتگو کرتا ہے۔ اضافۂ فراست کے لیے اور جب اس پر ظلم و ستم کیا جاتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالےٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

۷۴۶- إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُؤْجَرُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا إِلَّا شَيْئًا جَعَلَهُ فِي التُّرَابِ أَوِ الْبِنَاءِ -

۷۴۶۔ ہر خرچ پر ثواب۔ مومن کو اس کے ہر خرچ پر ثواب ملتا ہے، لیکن جو مٹی اور تعمیر میں خرچ ہوا اس کا اجر نہیں ملتا۔

۷۴۷- إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ -

۷۴۷۔ مومن کا جہاد۔ مومن شمشیر و زبان سے جہاد کرتا ہے۔

۷۴۸- إِنَّ الْمُتَحَابِّيْنَ فِي اللّٰهِ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ -

۷۴۸۔ سایۂ رحمت پروردگار۔ اللہ کی راہ میں دوستی کرنے والوں پر سایۂ عرش پروردگار ہوگا۔

۷۴۹- إِنَّ الْمَرْءَ كَثِيْرٌ حُبًّا بِأَخِيْهِ وَابْنِ عَمِّهِ -

۷۴۹۔ انسان کی محبت۔ انسان اپنے سگے بھائی اور چچیرے بھائی سے زائد محبت کرتا ہے۔

۷۵۰- إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ امْرَأَةً

۷۵۰۔ عورت۔ عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے تو جب تم کو کوئی عورت پسند آئے تو اپنی زوجہ کے پاس جاؤ،

فَاَعْجَبَتْهُ ثِيَابُ اَهْلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ فِيْ نَفْسِهٖ۔

تاکہ دل کی بھڑاس نکل سکے۔

۷۵۱- اِنَّ الْمَرْاَةَ تُنْكَحُ لِدِيْنِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔

۷۵۱۔ غرضِ نکاح۔ عورت سے نکاح لوگ دین کی خاطر یا مال کی خاطر اور یا جمال کے لیے کرتے ہیں لیکن تم صرف دین کے لیے نکاح کرو۔

۷۵۲- اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا۔

۷۵۲۔ سیدھا کرنا مشکل ہے۔ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے وہ سیدھی نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کے ٹیڑھے پن کو گوارا کرو تو اس سے لطف اندوز ہو سکتے ہو اور اس کو سیدھا کرنا چاہتے ہو تو پھر توڑ دو اور توڑنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو طلاق دے دو۔

۷۵۳- اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔

۷۵۳۔ مسلمان کی عیادت۔ مسلمان جب کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو جب تک وہ واپس نہ آئے جنت میں مقیم رہتا ہے۔

۷۵۴- اِنَّ الْمُصَلِّيْ لَيَقْرَعُ بَابَ الْمَلِكِ وَاِنَّهٗ مَنْ يُدِمْ قَرْعَ الْبَابِ يُوْشِكُ اَنْ يُفْتَحَ لَهٗ۔

۷۵۴۔ نماز پڑھنے والا۔ نماز پڑھنے والا گویا بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹانے والا ہے اور جب برابر دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا تو ایک دن کھل ہی جائے گا۔

۷۵۵- اِنَّ الْمَظْلُوْمِيْنَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۷۵۵۔ مظلوم قیامت کے دن۔ قیامت کے دن مظلوم فلاح پائیں گے۔

۷۵۶- اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا۔

۷۵۶۔ منصف۔ انصاف کرنے والے قیامت کے دن خدا کے دائیں جانب منبرِ نور پر جلوہ گر ہوں گے (اور اللہ کے دونوں ہاتھ راست ہیں اس کے ہاتھ کے لیے چپ (بائیں) کا استعمال نہیں کر سکتے) اور یہ انصاف کرنے والے وہ ہوں گے جنہوں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کے بارے میں عدالت و انصاف سے کام لیا۔

۷۵۷- اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ۔

۷۵۷۔ طالبِ علم۔ فرشتے طالب علم کے زیرِ قدم پر پھیلاتے ہیں۔

۷۵۸- اِنَّ الْمَيِّتَ اِذَا دُفِنَ سَمِعَ خَفْقَ نِعَالِهِمْ اِذَا وَلَّوْا عَنْهُ مُنْصَرِفِيْنَ۔

۷۵۸۔ جب دفن ہو جائے۔ میت جب دفن ہو جاتی ہے تو لوٹنے والوں کے پیروں کی چاپ تک سنتی ہے۔

۷۵۹- اِنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ مَنْ يَحْمِلُهٗ وَمَنْ يُغَسِّلُهٗ وَمَنْ يُدَلِّيْهِ فِيْ قَبْرِهٖ۔

۷۵۹۔ میت۔ میت اٹھانے والے کو غسل دینے والے کو اور قبر میں لٹانے والے کو پہچانتی ہے۔

۷۶۰- اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا

۷۶۰۔ سب گرفتار ہوں گے۔ لوگ جب کسی ظالم کو ظلم کرتے ہوئے

عَلٰی یَدَیْہِ اَوْشَکَ اَنْ یَعُمَّھُمُ اللّٰہُ
بِعِقَابٍ مِنْہُ۔

۷۶۱۔ اِنَّ النَّاسَ لَایَرْفَعُوْنَ شَیْئًا بِمَا وَضَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

۷۶۲۔ اِنَّ النَّاسَ لَمْ یُعْطَوْا شَیْئًا خَیْرًا مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ۔

۷۶۳۔ اِنَّ الْوُدَّ یُوْرَثُ وَ الْعَدَاوَۃَ تُوْرَثُ۔

۷۶۴۔ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَۃٌ مَجْبَنَۃٌ مَجْھَلَۃٌ مَحْزَنَۃٌ۔

۷۶۵۔ اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِیْ یَسْتَفْقِھُوْنَ فِی الدِّیْنِ وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیَقُوْلُوْنَ "نَاْتِی الْاُمَرَاءَ فَنُصِیْبُ مِنْ دُنْیَاھُمْ وَ نَعْتَزِلُھُمْ بِدِیْنِنَا" وَلَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ کَمَا لَا یُجْتَنٰی مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْکُ لَا یُجْتَنٰی مِنْ قُرْبِھِمْ اِلَّا الْخَطَایَا۔

۷۶۶۔ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَیَتَرَاءَوْنَ اَھْلَ الْغُرَفِ فِی الْجَنَّۃِ کَمَا تَرَاءَوْنَ الْکَوَاکِبَ فِی السَّمَاءِ۔

۷۶۷۔ اِنَّ اَھْلَ الْمَعْرُوْفِ فِی الدُّنْیَا ھُمْ اَھْلُ الْمَعْرُوْفِ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنَّ اَھْلَ الْمُنْکَرِ فِی الدُّنْیَا ھُمْ اَھْلُ الْمُنْکَرِ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنَّ اَوَّلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا ھُمْ اَھْلُ الْمَعْرُوْفِ۔

۷۶۸۔ اِنَّ اَھْلَ الشِّبَعِ فِی الدُّنْیَا ھُمْ اَھْلُ الْجُوْعِ غَدًا فِی الْاٰخِرَۃِ۔

۷۶۹۔ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُجَازٰی بِہِ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ مَوْتِہٖ اَنْ یُغْفَرَ لِجَمِیْعِ مَنْ تَبِعَ جَنَازَتَہٗ۔

۷۷۰۔ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ۔

دیکھیں اور اُس سے مواخذہ نہ کریں تو اندیشہ ہے کہ کہیں سب نہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں۔

۷۶۱۔ کون اٹھا سکتا ہے۔ جس کو اللہ گرا دے اُس کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔

۷۶۲۔ بے مثل عطیہ۔ لوگوں کے لیے "حسن خلق" سے بہتر کوئی دوسرا "عطیہ" نہیں۔

۷۶۳۔ دوستی اور دشمنی۔ دوستی بھی بڑھتی ہے اور دشمنی بھی بڑھتی ہے۔

۷۶۴۔ اسبابِ غم۔ اولاد، بخل، خوف، نادانی اور غم کا سبب ہوتی ہے۔

۷۶۵۔ امراء پرست علماء۔ بعض لوگ میری اُمت میں ایسے ہوں گے جو علم دین حاصل کریں گے، قرآن پڑھیں گے اور وہ کہیں گے کہ "امراء کے دربار میں جا بیٹھے ان سے ان کی دنیا میں حصہ بٹایا جائے اور دین کے بلے میں ان سے الگ رہا جائے" تو ایسا نہ ہو سکے گا اور جس طرح درخت قتاد سے صرف کانٹے ملتے ہیں ان کے قرب سے بھی صرف گناہ ملیں گے۔

۷۶۶۔ جنت کا اعلیٰ طبقہ۔ اہل جنت اپنے سے اوپر کے مقام پر رہنے والے جنتیوں کو اسی طرح دیکھیں گے جس طرح تم ستاروں کو دیکھتے ہو۔

۷۶۷۔ جنت میں داخلہ۔ جو دنیا میں نیک ہیں وہ آخرت میں بھی نیک ہوں گے اور جو دنیا میں بدکار ہیں وہ آخرت میں بھی ایسے ہی ہوں گے اور جنت میں سب سے پہلے داخلہ نیکی کرنے والوں کا ہوگا۔

۷۶۸۔ آخرت میں گرسنہ۔ دنیا کے شکم سیر آخرت میں گرسنہ ہوں گے۔

۷۶۹۔ پہلی جزا۔ پہلی جزا جو مومن کو ملے گی مرنے کے بعد ملے گی۔ وہ یہ کہ اس کے جنازے کی متابعت کرنے والوں کو اللہ معاف کر دے گا۔

۷۷۰۔ کذاب ہوں گے۔ قیامت سے پہلے کذاب بہت پیدا ہوں گے، ان سے بچتے رہنا۔

۷۷۱۔ إِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيُذِيبُ الْخَطِيئَةَ كَمَا تُذِيبُ الشَّمْسُ الْجَلِيدَ۔

۷۷۱۔ گناہ کو مٹاتا ہے۔ خوش اخلاقی گناہ کو اس طرح پگھلا دیتی ہے، جس طرح سورج برف کو۔

۷۷۲۔ إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ۔

۷۷۲۔ عبادت کا حسن۔ اللہ سے حسنِ ظن، عبادتِ الٰہی کا حسن ہے۔

۷۷۳۔ إِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ۔

۷۷۳۔ عہد کا پورا کرنا۔ معاملہ کو اچھی طرح نباہنا ایمان کا لازمہ ہے۔

۷۷۴۔ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ۔

۷۷۴۔ پہلے تنزل ہوتا ہے۔ اللہ دنیا سے اس وقت تک کوئی چیز نہیں اٹھاتا جب تک اس کو تنزل نہیں دے دیتا۔

۷۷۵۔ إِنَّ حَقًّا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَتَوَجَّعَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ كَمَا يَأْلَمُ الْجَسَدُ الرَّأْسَ۔

۷۷۵۔ مومنوں کا فرض۔ دوسرے کا دکھ درد محسوس کریں جس طرح جسم کا الم سر محسوس کرتا ہے۔

۷۷۶۔ إِنَّ خِيَارَ عِبَادِ اللّٰهِ الْمُوفُونَ الْمُطِيبُونَ۔

۷۷۶۔ جو وفائے عہد کرتے ہیں۔ بہترین بندے وہ ہیں جو وعدہ وفا کرتے ہیں اور معطر رہتے ہیں۔

۷۷۷۔ إِنَّ رَبَّكَ يُحِبُّ الْمَحَامِدَ۔

۷۷۷۔ حمد کرنے والا۔ حمد کرنے والے کو خدا محبوب رکھتا ہے۔

۷۷۸۔ إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ يَكُونَ نُطْقِي ذِكْرًا وَ نَظَرِي عِبَرًا۔

۷۷۸۔ میرا بیان اور میری نظر۔ میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرے بیان میں ذکرِ الٰہی ہو اور میری نظر عبرت آگیں ہو۔

۷۷۹۔ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوعِي أَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ أَجَلَهَا وَتَسْتَوْعِبَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّ أَحَدَكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ يَطْلُبَهُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ۔

۷۷۹۔ روح القدس نے بتایا۔ روح القدس نے مجھے بتایا ہے کہ انسان اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کے دن پورے نہیں ہو جاتے اور اس کا رزق نہیں ختم ہو جاتا، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور حصولِ رزق میں صحیح راستہ اختیار کرو اور ایسا نہ ہو کہ رزق کی تاخیر تم کو معصیتِ خداوندی میں مبتلا کر دے کیونکہ اللہ سے جو کچھ مل سکتا ہے وہ اس کی اطاعت کر کے ہی مل سکتا ہے۔

۷۸۰۔ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ يَخَافُ النَّاسُ مِنْ شَرِّهِ۔

۷۸۱۔ شریر۔ شریر قیامت کے دن سب سے بدتر مقام پر ہوگا۔

۷۸۱۔ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ۔

۷۸۱۔ قیامت میں سب سے بُرا۔ قیامت کے دن اللہ کی نگاہ میں سب سے بدتر وہ شخص ہوگا جس کی بدزبانی کے باعث لوگ اس سے دُور دُور رہتے تھے۔

۷۸۲۔ إِنَّ صَاحِبَ الدَّيْنِ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى صَاحِبِهِ حَتَّى يَقْضِيَهُ۔

۷۸۲۔ قرض خواہ کا تسلط۔ جب تک قرض ادا نہ ہو قرض خواہ کا تسلط مقروض پر رہے۔

۷۸۳۔ إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ

۷۸۳۔ صدقہ، صلہ رحم، نیکیاں۔ پوشیدہ صدقہ آتشِ غضبِ الٰہی کو

إِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ وَإِنَّ صَنَائِعَ الْمَعْرُوْفِ تَقِيْ مَصَارِعَ السُّوْءِ۔

ٹھنڈا کردیتا ہے صلہ رحم عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ نیکیاں بُری موت سے بچاتی ہیں۔

۷۸۴- إِنَّ عَذَابَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ جُعِلَ فِيْ دُنْيَاهَا

۷۸۴۔ اِس اُمّت کو۔ اس اُمّت کو دُنیا ہی میں سزا مل جائے گی۔

۷۸۵- إِنَّ عِلْمًا لَا يُنْتَفَعُ مِنْهُ لَكَنْزٌ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ۔

۷۸۵۔ سربمہر خزانہ۔ جس علم سے فائدہ حاصل نہ ہو اس کی مثال ایسے خزانہ کی ہے جس میں سے کچھ خرچ نہ کیا جائے۔

۷۸۶- إِنَّ غَلَاءَ أَسْعَارِكُمْ وَرُخْصَهَا بِيَدِ اللّٰهِ۔

۷۸۶۔ گرانی اور ارزانی۔ گرانی اور ارزانی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

۷۸۷- إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَيْتًا يُقَالُ لَهُ بَيْتُ الْأَسْخِيَاءِ

۷۸۷۔ سخی کا محل۔ جنت میں ایک محل ہے جس کو "سخیوں کا محل" کہیں گے۔

۷۸۸- إِنَّ فِي الْجَنَّةِ دَارًا يُقَالُ لَهَا دَارُ الْفَرَحِ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا مَنْ فَرَّحَ يَتَامَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

۷۸۸۔ دار السرور۔ جنت میں ایک گھر ہوگا جس کا نام "دار السرور" ہے۔ اس میں وہی داخل ہوگا جس نے یتیموں کو خوش کیا ہو۔

۷۸۹- إِنَّ فِي الْجَنَّةِ دَرَجَةً لَا يَنَالُهَا إِلَّا أَصْحَابُ الْهُمُوْمِ۔

۷۸۹۔ مقامِ غم زدگاں۔ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جس کو صرف غم زدہ لوگ پاسکیں گے۔

۷۹۰- إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَا فِيْهَا شِرَاءٌ وَلَا بَيْعٌ إِلَّا الصُّوَرُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَإِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا۔

۷۹۰۔ بازارِ جنّت۔ جنت میں ایک ایسا بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں ہوتی۔ وہاں صرف "تصویریں" ہوتی ہیں تو جب کوئی کسی تصویر کو پسند کرتا ہے تو وہ عوندہ ہوجاتی ہے۔

۷۹۱- إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ أَنَّ الْعَالَمِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِيْ إِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ۔

۷۹۱۔ وسعتِ بہشت۔ بہشت میں سو مقامات ہیں اور ان میں سے ہر مقام ایسا ہے جس میں عالمین سما سکتے ہیں۔

۷۹۲- إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ أَحَدٍ۔

۷۹۲۔ جنت کے اشیاء۔ جنت میں وہ چیزیں ہوں گی جن کو آنکھ نے دیکھا نہ ہوگا، کان نے سُنا نہ ہوگا اور جن کا تصور دماغ میں بھی نہ آیا ہوگا۔

۷۹۳- إِنَّ فِي الْحَجْمِ شِفَاءً۔

۷۹۳۔ حجامت۔ حجامت میں شفا ہے۔

۷۹۴- إِنَّ فِي الْمَالِ[1] حَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ

۷۹۴۔ مالِ زکوٰۃ۔ ہر انسان کا اپنے مال پر حق ہے سوائے مالِ زکوٰۃ (کہ وہ دوسروں کا حق ہے)۔

۷۹۵- إِنَّ قَلْبَ ابْنِ آدَمَ مِثْلُ الْعُصْفُوْرِ يَتَقَلَّبُ فِي الْيَوْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

۷۹۵۔ قلبِ انسان۔ آدمی کا دل چڑیا کی طرح ہے دن میں کوئی سات مرتبہ بدلتا ہے۔

---

[1] مال میں زکوٰۃ کے علاوہ صدقات نفلیہ کے ادا کرنے کا امر ہے۔

۷۹۶۔ اِنَّ قَلِیْلَ الْعَمَلِ مَعَ الْعِلْمِ کَثِیْرٌ وَ کَثِیْرَ الْعَمَلِ مَعَ الْجَھْلِ قَلِیْلٌ۔

۷۹۶۔ علم و عمل قلیل۔ علم کے ساتھ عملِ قلیل مقبول ہے اور جہالت کے ساتھ عملِ کثیر بھی قلیل متصوّر ہوتا ہے۔

۷۹۷۔ اِنَّ کِذْبًا عَلَیَّ لَیْسَ کَکِذْبٍ عَلٰی اَحَدٍ فَمَنْ کَذِبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

۷۹۷۔ مجھ پر جھوٹ باندھنا۔ مجھ پر جھوٹ باندھنا ویسا نہیں جیسے عام آدمی پر جھوٹ لگا دیا ہو کیونکہ مجھ پر جھوٹ لگانے والا سیدھا جہنم میں جائے گا۔

۷۹۸۔ اِنَّکَ اَنْ تَتْرُکَ اَوْلَادَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَتْرُکَھُمْ عَالَۃً۔

۷۹۸۔ پسماندگان۔ بہتر ہے کہ تمہارے پسماندے خوش حال ہوں اور محتاج نہ ہوں۔

۷۹۹۔ اِنَّکَ لَا تَدَعُ شَیْئًا اِتِّقَاءَ اللّٰہِ اِلَّا اَعْطَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا مِنْہُ۔

۷۹۹۔ اللہ بہتر دے گا۔ خدا کے ڈر سے کوئی چیز چھوڑ دو گے تو اللہ اُس سے بہتر تم کو دے گا۔

۸۰۰۔ اِنَّکُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِاَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ سَعُوْھُمْ بِاَخْلَاقِکُمْ۔

۸۰۰۔ مال نہ سہی تو۔ تمہارا مال ہر شخص تک نہیں پہنچا لیکن اپنا حسن اخلاق ان تک پہنچانے کی کوشش کرو۔

۸۰۱۔ اِنَّ لِلتَّوْبَۃِ بَابًا عَرْضُ مَا بَیْنَ مِصْرَاعَیْہِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا یُغْلَقُ حَتّٰی تَطْلَعَ

۸۰۱۔ وسعت باب توبہ۔ توبہ ایک ایسا دروازہ ہے جس کا عرض مشرق و مغرب کی وسعت رکھتا ہے اور جب تک سُورج نہ نکلے وہ بند نہیں ہوتا۔

۸۰۲۔ اِنَّ لِجَھَنَّمَ بَابًا لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا مَنْ شَفٰی غَیْظَہٗ بِمَعْصِیَۃِ اللّٰہِ۔

۸۰۲۔ خاص دروازہ۔ جہنم میں ایک خاص دروازہ ہے اس میں وہ شخص داخل ہوگا جس نے اپنے غصّے کی پیاس معصیت خدا سے بجھائی ہوگی۔

۸۰۳۔ اِنَّ لِجَوَابِ الْکِتَابِ حَقًّا کَرَدِّ السَّلَامِ۔

۸۰۳۔ خط کا جواب۔ خط کا جواب جواب سلام کی طرح واجب ہے۔

۸۰۴۔ اِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْاَۃِ لَشُعْبَۃً مَا ھِیَ لِشَیْءٍ۔

۸۰۴۔ عورت کے لیے خاوند کے لیے کوئی شے زوجہ کے شعبہ سے برتر نہیں۔

۸۰۵۔ اِنَّ لِلشَّیْطَانِ مَصَالِیَ وَ فُخُوْخًا وَ اِنَّ مِنْ مَصَالِیْہِ وَ فُخُوْخِہِ الْبَطَرَ بِنِعَمِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الْفَخْرَ بِعَطَاءِ اللّٰہِ وَ الْکِبْرَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ وَ اِتِّبَاعَ الْھَوٰی فِیْ غَیْرِ ذَاتِ اللّٰہِ۔

۸۰۵۔ شیطان کے ہتھکنڈے۔ شیطان کے مختلف ہتھکنڈے اور جال ہیں اور اس کے پھندوں اور جالوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص صاحبِ حیثیت ہو جاتا ہے تو اس میں سرکشی پیدا کر دیتا ہے۔ نعمتوں پر ناز کرنے لگتا ہے۔ بندگانِ خدا سے تکبّر کرتا ہے اور ماسوی اللہ میں گم ہو جاتا ہے۔

۸۰۶۔ اِنَّ لِلشَّیْطَانِ لَمَّۃً بِابْنِ اٰدَمَ وَ لِلْمَلَکِ لَمَّۃً فَاَمَّا لَمَّۃُ الشَّیْطَانِ فَاِیْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَکْذِیْبٌ

۸۰۶۔ قربت شیطان۔ شیطان بھی انسان سے قریب ہے اور فرشتہ بھی۔ شیطان کی قربت تو یہ ہے کہ وہ شرارت پر آمادہ اور حق کی

بِالْحَقِّ وَ اَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ اَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

تکذیب پر ابھارنا ہے اور قربت ملکی سے مراد یہ ہے کہ وہ اُس کو خیر پر راغب اور حق کی تصدیق پر مائل کرتا ہے تو جو یہ کیفیت پائے وہ الحمد للہ پڑھے ـــــ اور اگر اول الذکر بات محسوس کرے تو بہ ذریعہ خدا شیطان سے پناہ مانگے۔

۸۰۷ - اِنَّ لِطَاعِمِ الشَّاكِرِ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ مَا لِلصَّائِمِ الصَّابِرِ۔

۸۰۷ - شکم سیر اور روزہ دار - جو ثواب صابر روزہ دار کا ہے وہی اُس کا ہے جو کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرے۔

۸۰۸ - اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا۔

۸۰۸ - تاثیر کلام - صاحب حق کے کلام میں اثر ہوتا ہے۔

۸۰۹ - اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَاِنَّ فِتْنَةَ اُمَّتِيْ الْمَالُ۔

۸۰۹ - میری اُمّت کا فتنہ - ہر اُمّت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری اُمّت کے لیے مال کا فتنہ ہے۔

۸۱۰ - اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَاِنَّ خُلُقَ هٰذَا الدِّيْنِ الْحَيَاءُ۔

۸۱۰ - صفت خاص - ہر دین کی ایک خاص صفت ہوتی ہے اور دینِ اسلام کی خاص صفت حیا ہے۔

۸۱۱ - اِنَّ لِكُلِّ سَاعٍ غَايَةً وَغَايَةُ ابْنِ اٰدَمَ الْمَوْتُ فَعَلَيْكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يُسَهِّلُكُمْ وَيُرَغِّبُكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ۔

۸۱۱ - منزل - ہر رہرو کی ایک منزل ہے اور فرزند آدم کی منزل موت ہے تم کو چاہیے کہ ذکر الٰہی کرو تاکہ وہ موت کو آسان اور آخرت کو دلکش او دیدہ زیب بنا سکے۔

۸۱۲ - اِنَّ لِكُلِّ شَجَرَةٍ ثَمَرَةً وَثَمَرَةُ الْقَلْبِ الْوَلَدُ۔

۸۱۲ - دِل کا ثمر - ہر درخت کا ایک میوہ ہوتا ہے اور دل کا میوہ فرزند ہے۔

۸۱۳ - اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ دِعَامَةً وَدِعَامَةُ هٰذَا الدِّيْنِ الْفِقْهُ وَلَفَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔

۸۱۳ - فقہ - ہر چیز اساس رکھتی ہے اور اس دین کی بنیاد فقہ پر ہے اور ایک فقیہ بہ نسبت ایک ہزار عابدوں کے شیطان پر زائد گراں اور سخت ہے۔

۸۱۴ - اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدِنًا وَمَعْدِنُ التَّقْوٰى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ۔

۸۱۴ - تقویٰ کی کان - ہر شے کی کان ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفوں کا دل ہے۔

۸۱۵ - اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيْقَةً وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِيْقَةَ الْاِيْمَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَمَا اَخْطَاَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ۔

۸۱۵ - ایمان کی کیفیت - ہر شے کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور ایمان کی بھی ایک حقیقت ہے جس تک انسان اس وقت تک نہیں پہنچتا جب تک اس کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ جو چیز ملنے والی ہے وہ مل کر رہے گی اور جو شے مقدر میں نہیں وہ کبھی نہیں ملے گی۔

۸۱۶ - اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَقْوَامًا يَخْتَصُّهُمْ بِالنِّعَمِ

۸۱۶ - جب تک فیض رسانی رہے - بعض آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نعمتیں

لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ وَيُقِرُّهَا فِيهِمْ مَا بَذَلُوهَا فَإِذَا مَنَعُوهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ فَحَوَّلَهَا إِلَىٰ غَيْرِهِمْ

دیتا ہے اور اس وقت تک دیتا چلا جاتا ہے جب تک وہ بندگان خدا کو فیض پہنچاتے رہتے ہیں لیکن جونہی ان کی فیض رسانی موقوف ہو، اللہ سلب نعمت کر لیتا ہے ۔ پھر دوسروں پر بارش کرم ہونے لگتی ہے۔

۸۱۷۔ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَىٰ عِبَادًا اِخْتَصَّهُمْ بِحَوَائِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ أُولٰٓئِكَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔

۸۱۷۔ کچھ خاص بندے۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں جو لوگوں کی دادرسی اور دستگیری کرتے ہیں اور ضرورت کے وقت لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کو عذاب الٰہی سے امان ہے۔

۸۱۸۔ إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا خَلَقَهُمْ لِحَوَائِجِ النَّاسِ

۸۱۸۔ مرجع خلائق۔ خدا کے کچھ بندے ایسے ہیں جو مرکز حوائج ہوتے ہیں۔

۸۱۹۔ إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَعْرِفُوْنَ النَّاسَ بِالتَّوَسُّمِ

۸۱۹۔ مردم شناس۔ اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو مردم شناسی کی خاص صلاحیت رکھتے ہیں۔

۸۲۰۔ إِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ أَقْوَامٍ نِعَمًا يُقِرُّهَا عِنْدَهُمْ مَا دَامُوْا فِي حَوَائِجِ النَّاسِ مَا لَمْ يَمَلُّوْا فَإِذَا مَلُّوْا نَقَلَهَا اللّٰهُ إِلَىٰ غَيْرِهِمْ۔

۸۲۰۔ نعمتیں کب تک نازل ہوتی رہتی ہیں۔ بعض آدمیوں پر اللہ اس وقت تک نعمتیں نازل کرتا رہتا ہے جب تک وہ لوگوں کی حاجت برآری سے دل برداشتہ نہیں ہوتے اور جب وہ دل گرفتہ ہونے لگتے ہیں تو پھر دوسروں کو اپنی نعمتوں سے سرفراز کرنے لگتا ہے۔

۸۲۱۔ إِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً فِي الْأَرْضِ تَنْطِقُ عَلَىٰ أَلْسِنَةِ بَنِي آدَمَ بِمَا فِي الْمَرْءِ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ

۸۲۱۔ زمین پر کچھ ملائکہ۔ زمین پر کچھ ایسے ملائکہ ہیں جو انسانوں کی زبان بولتے اور لوگوں کو خیر و شر کی خبر دیتے ہیں۔

۸۲۲۔ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُنَادِي عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ يَا بَنِي آدَمَ قُوْمُوْا إِلَىٰ نِيْرَانِكُمُ الَّتِي أَوْقَدْتُمُوْهَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ فَأَطْفِئُوْهَا بِالصَّلٰوةِ۔

۸۲۲۔ ایک فرشتہ۔ ایک فرشتہ ہے جو نماز کے وقت ندا دیتا ہے کہ اے انسانو! اٹھو اور گناہ کی آگ کو نماز سے بجھا دو جو تم نے اپنے لیے روشن کی ہے۔

۸۲۳۔ إِنَّ مَا قُدِّرَ فِي الرَّحِمِ سَيَكُوْنُ لَا مَحَالَةَ۔

۸۲۳۔ جو مقدر ہو چکا۔ جو شکم مادر میں مقدر ہو چکا وہ ہو کر رہے گا۔

۸۲۴۔ إِنَّ مَثَلَ الَّذِي يَعْمَلُ السَّيِّئَاتِ ثُمَّ يَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ عَلَيْهِ دِرْعٌ ضَيِّقَةٌ قَدْ خَنَقَتْهُ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً فَانْفَكَّتْ حَلْقَةٌ ثُمَّ عَمِلَ أُخْرَىٰ فَانْفَكَّتِ الْأُخْرَىٰ حَتَّىٰ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ۔

۸۲۴۔ زرہ کی مثال۔ اُن لوگوں کی مثال جو بُرے کام کرتے ہیں، پھر نیک کام کرنے لگتے ہیں ایسی ہے جیسے کہ کسی شخص نے ایسی تنگ زرہ پہن لی ہو جو اسے فشار دے رہی ہو۔ پھر وہ نیکی کرتا ہے تو اس کا ایک حلقہ اس سے جدا ہو جاتا ہے پھر دوسری نیکی کرتا ہے اور دوسرا حلقہ بھی کھل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس زرہ سے نکل آتا ہے۔

۸۲۵- اِنَّ مَثَلَ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ عَطِیَّتِہٖ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اَکَلَ حَتّٰی اِذَا شَبِعَ قَآءَ ثُمَّ عَادَ فِیْ قَیْئِہٖ ثُمَّ اَکَلَہٗ-

۸۲۵- دے کر لینا- جو شخص دے کر واپس کر لیتا ہے اس کی مثال اُس کُتّے کی سی ہے جو کھا کر قے کرتا ہے پھر اس قے کو چاٹنے لگتا ہے-

۸۲۶- اِنَّ مُحَرِّمَ الْحَلَالِ کَمُحَلِّلِ الْحَرَامِ-

۸۲۶- تحریم حلال- حلال کو حرام کرنے والا ویسا ہی ہے جیسا حرام کو حلال کرنے والا-

۸۲۷- اِنَّ مُعَافَاۃَ اللّٰہِ الْعَبْدَ فِی الدُّنْیَا اَنْ یَّسْتُرَ عَلَیْہِ سَیِّئَاتِہٖ-

۸۲۷- معافی سے مُراد- دنیا میں اللہ کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بُرائیاں چھپی رہیں-

۸۲۸- اِنَّ مُغَیِّرَ الْخُلُقِ کَمُغَیِّرِ الْخَلْقِ اِنَّکَ لَا تَسْتَطِیْعُ اَنْ تُغَیِّرَ خُلُقَہٗ حَتّٰی تُغَیِّرَ خَلْقَہٗ-

۸۲۸- تبدیلی سیرت- سیرت کو بدلنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا صورت کو بدلنا اور تم کسی کی سیرت اس وقت تک بدل نہیں سکتے جب تک اس کی صورت نہ بدل دو-

۸۲۹- اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ عِلْمًا نَشَرَہٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَکَہٗ وَمُصْحَفًا وَرَّثَہٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاہُ اَوْ بَیْتًا لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاہُ اَوْ نَہْرًا اَجْرَاہُ اَوْ صَدَقَۃً اَخْرَجَہَا مِنْ مَالِہٖ فِیْ صِحَّتِہٖ وَحَیَاتِہٖ تَلْحَقُہٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہٖ-

۸۲۹- ثواب باقی- وہ اعمال جن کا ثواب مرنے کے بعد ملتا ہے یہ ہیں: وہ علم جس کو پھیلایا ہو- صالح اولاد- قرآن جس کو میراث میں چھوڑا ہو- مسجد کی تعمیر- مسافروں کے لیے سرائے بنائی ہو یا کوئی تالاب نہر بنایا یا حالت صحت و زندگی میں صدقہ دیا ہو- یہ وہ امور ہیں جن کا مرنے کے بعد اجر ملتا رہتا ہے-

۸۳۰- اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا-

۸۳۰- وجہ محبوبیت- تم میں جو سب سے زائد خوش اخلاق ہے وہ مجھ کو سب سے زائد محبوب ہے-

۸۳۱- اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ یُرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَظْہَرَ الْجَہْلُ وَیَفْشُوَا الزِّنَا وَیُشْرَبَ الْخَمْرُ وَیَذْہَبَ الرِّجَالُ وَیَبْقَی النِّسَاءُ حَتّٰی یَکُوْنَ لِخَمْسِیْنَ اِمْرَاَۃً قَیِّمٌ وَّاحِدٌ-

۸۳۱- قیامت کے آثار- قیامت کی نشانیوں میں سے علم کا اُٹھ جانا، جہالت کا ظاہر ہونا، زنا اور شراب کا عام ہونا ہے- مرد گھٹتے جائیں گے عورتیں رہ جائیں گی یہاں تک کہ ایک مرد کے لیے اوسطاً پچاس پڑیں گی-

۸۳۲- اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْخَطَایَا مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِغَیْرِ حَقٍّ وَاِنَّ مِنَ الْحَسَنَاتِ ـــ

۸۳۲- غصب مال- بدترین گناہ مال مومن کا غصب کرنا ہے اور بہترین نیکی مریض کی عیادت ہے-

۸۳۳- اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُہُمْ بِاَہْلِہٖ-

۸۳۳- مومن اعلیٰ- بہترین مومن وہ ہے جس کا اخلاق بلند ہو اور اہل و عیال کے ساتھ بہت مہربانی اور محبت سے پیش آتا ہو-

۸۳۴۔ إِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ أَنْ يَطُوْلَ عُمُرُهُ وَيَرْزُقَهُ اللّٰهُ الْإِنَابَةَ۔

۸۳۴۔ مرد کی سعادت۔ مرد کی خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کو عمر دراز ملے اور توبہ وانابت کا موقع حاصل ہو۔

۸۳۵۔ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدًا أَذْهَبَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ

۸۳۵۔ بدترین۔ بدترین انسان وہ ہے جو اپنے دین کو غیر کی دنیا کے لیے تباہ کردے۔

۸۳۶۔ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكَمًا وَإِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيًّا وَإِنَّ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ جَهْلًا۔

۸۳۶۔ بیان میں سحر۔ بیان میں جادو اور بعض اشعار میں حکمت پائی جاتی ہے۔ بعض تقریریں گونگی ہوتی ہیں اور کبھی طلب علم جہالت ہوجاتی ہے۔

۸۳۷۔ إِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا يُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَلَا الصِّيَامُ وَلَا الْحَجُّ وَلَا الْعُمْرَةُ يُكَفِّرُهَا الْهُمُوْمُ فِيْ طَلَبِ الْمَعِيْشَةِ۔

۸۳۷۔ ناقابل عفو گناہ۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن کو نماز، روزہ، حج، عمرہ بھی محو نہیں کرپاتے مگر غم روزگار محو کردیتا ہے۔

۸۳۸۔ إِنَّ مِنَ السَّرَفِ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ

۸۳۸۔ اسراف۔ جو چاہا کھالیا یہ بھی اسراف ہے۔

۸۳۹۔ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهِ إِلٰى بَابِ الدَّارِ۔

۸۳۹۔ سنت۔ یہ بھی سنت ہے کہ میزبان اپنے مہمان کے گھر تک ساتھ جائے۔

۸۴۰۔ إِنَّ مِنَ النَّاسِ نَاسًا مَفَاتِيْحُ لِلْخَيْرِ مَغَالِيْقُ لِلشَّرِّ وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ نَاسًا مَفَاتِيْحُ لِلشَّرِّ مَغَالِيْقُ لِلْخَيْرِ فَطُوْبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الْخَيْرِ عَلٰى يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الشَّرِّ عَلٰى يَدَيْهِ۔

۸۴۰۔ خیر کی کنجی۔ بعض لوگ خیر کے لیے کنجی اور شر کے لیے قفل ہوتے ہیں اور بعض لوگ شر کی کنجی اور خیر کے لیے قفل ہوتے ہیں۔ پس مبارک باد ہے ان کے لیے جن سے خیر ظاہر ہوتی ہے اور تباہی ان کے لیے جو شر کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔

۸۴۱۔ إِنَّ مِنَ الْيَقِيْنِ أَنْ لَا تُرْضِيَ أَحَدًا بِسَخَطِ اللّٰهِ وَلَا تَحْمَدَ أَحَدًا عَلٰى مَا آتَاكَ اللّٰهُ وَلَا تَذُمَّ أَحَدًا عَلٰى مَا لَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ فَإِنَّ الرِّزْقَ لَا يَجُرُّهُ حِرْصُ حَرِيْصٍ وَلَا يَصْرِفُهُ كَرَاهَةُ كَارِهٍ۔

۸۴۱۔ ایمان یہ ہے۔ ایمان یہ ہے کہ کسی کو خوش کرکے اللہ کو ناراض نہ کیا جائے، نعمت خداداد پر دوسرے کی تعریف نہ کی جائے، محرومیت پر دوسرے کی مذمت نہ کی جائے اور رزق کا تو یہ حال ہے کہ حریص کی حرص اسے کھینچ نہیں سکتی اور کسی کا تنفر اسے روک نہیں سکتا۔

۸۴۲۔ إِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِي الْأَرْضِ كَمَثَلِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ يُهْتَدٰى بِهَا فِيْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فَإِذَا انْطَمَسَتِ النُّجُوْمُ أَوْشَكَ أَنْ تَضِلَّ الْهُدَاةُ۔

۸۴۲۔ علماء کی مثال۔ علماء زمین پر اسی طرح ہیں جس طرح تارے آسمان پر کہ بحر و بر کی تاریکیوں میں ان سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور جس طرح اگر تارے چھپ جائیں تو ممکن ہے کہ مسافر راستہ بھول جائیں اسی طرح علماء کے نہ ہونے سے انسانوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔

۸۴۳۔ إِنَّ مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلٰى وَالِدِهِ أَنْ يُعَلِّمَهُ

۸۴۳۔ باپ کا فرض۔ لڑکے کے بارے میں باپ کا یہ فرض ہے کہ ...

اَلْكِتَابَةَ وَاَنْ يُّحْسِنَ اِسْمَهٗ وَاَنْ يُّزَوِّجَهٗ اِذَا بَلَغَ ۔

اس کا نام اچھا رکھے اس کو لکھنا پڑھنا سکھائے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے ۔

۸۴۴ ۔ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ ۔

۸۴۴ ۔ بعض بندے ۔ بعض خدا کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ بہ قسم کوئی بات کہہ دیں تو اللہ ان کی بات پوری کر دیتا ہے ۔

۸۴۵ ۔ اِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلٰى اَخِيْكَ الْمُسْلِمِ

۸۴۵ ۔ مسرور کرنا ۔ مومن کو مسرور کرنا مغفرتِ معاصی کا سبب ہے ۔

۸۴۶ ۔ اِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ بَذْلَ السَّلَامِ وَحُسْنَ الْكَلَامِ ۔

۸۴۶ ۔ سبقتِ سلام ۔ سبقتِ سلام اور حسنِ کلام مغفرت کا سبب ہیں ۔

۸۴۷ ۔ اِنَّ مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْضَبْ عَلَيْهِ

۸۴۷ ۔ جو سوال نہ کرے ۔ جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے ۔

۸۴۸ ۔ اِنَّ مِنْ يُّمْنِ الْمَرْاَةِ تَيْسِيْرُ خِطْبَتِهَا وَتَيْسِيْرُ صِدَاقِهَا ۔

۸۴۸ ۔ بابرکت عورت ۔ بابرکت ہے وہ عورت جس کی خواستگاری آسان ہو اور مہر کم ہو ۔

۸۴۹ ۔ اِنَّ نَارَكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَلَوْلَا اَنَّهَا اُطْفِئَتْ بِالْمَاءِ مَرَّتَيْنِ مَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا وَاِنَّهَا لَتَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ لَّا يُعِيْدَهَا فِيْهَا ۔

۸۴۹ ۔ جہنم کا ۱/۷۰ حصہ ۔ یہ دنیا کی آگ آتشِ جہنم کا ۱/۷۰ حصہ ہے اور اس کو دو مرتبہ پانی سے بجھایا گیا پھر وہ اس قابل ہوئی کہ تم اس سے فائدہ اٹھا سکو ۔ وہ آگ اللہ سے دعا کرتی ہے کہ پھر اسے دوزخ میں نہ لوٹایا جائے ۔

۸۵۰ ۔ اِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ مَتِيْنٌ فَادْخُلْ فِيْهِ بِرِفْقٍ وَلَا تُبَغِّضْ اِلٰى نَفْسِكَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَاِنَّ الْمُنْبَتَّ لَا اَرْضًا قَطَعَ وَلَا ظَهْرًا اَبْقٰى ۔

۸۵۰ ۔ دینِ متین ۔ یہ دین مستحکم ہے اس پر نرمی سے چلو اور عبادتِ الٰہی سے نفرت نہ کرو ۔ کیونکہ تیز رو نہ تو راستہ ہی طے کر سکتا ہے اور نہ سواری کی حفاظت ہی کر سکتا ہے ۔

۸۵۱ ۔ اِنَّ هٰذَا الدِّيْنَارَ وَالدِّرْهَمَ اَهْلَكَا مَنْ قَبْلَكُمْ وَهُمَا مُهْلِكَاكُمْ ۔

۸۵۱ ۔ درہم و دینار ۔ اس درہم و دینار نے تمہارے اگلوں کو ہلاک کیا اور یہ تمہیں بھی ہلاکت میں ڈالنا چاہیں گے ۔

۸۵۲ ۔ اِنَّ هٰذِهِ الْاَخْلَاقَ مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ خَيْرًا مَنَحَهٗ خُلُقًا حَسَنًا وَمَنْ اَرَادَ بِهٖ سُوْءًا مَنَحَهٗ خُلُقًا سَيِّئًا ۔

۸۵۲ ۔ عطیہ الٰہی ۔ اخلاق عطیہ الٰہی ہیں جس کے ساتھ اللہ اچھائی چاہتا ہے اس کو خوش خلقی دیتا ہے اور جس کی برائی مقصود ہو اس کو کج خلقی دیتا ہے ۔

۸۵۳ ۔ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَاُ كَمَا يَصْدَاُ الْحَدِيْدُ قِيْلَ فَمَا جِلَاؤُهَا قَالَ ذِكْرُ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ

۸۵۳ ۔ دل کی صیقل ۔ دل لوہے کی طرح زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور اس کی صیقل ذکرِ موت اور تلاوتِ قرآن ہے ۔

۸۵۴۔ إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ أَوْعِيَةٌ فَخَيْرُهَا أَوْعَاهَا

۸۵۴۔ ظرف کی طرح۔ دل ظرف کی طرح ہیں اور دل جتنا وسیع ہوگا اتنا ہی بہتر ہوگا۔

۸۵۵۔ إِنَّمَا الْأَمَلُ رَحْمَةٌ مِنَ اللهِ لِأُمَّتِي، لَوْلَا الْأَمَلُ مَا أَرْضَعَتْ أُمٌّ وَلَدًا وَلَا غَرَسَ غَارِسٌ شَجَرًا۔

۸۵۵۔ اُمید۔ اُمید رحمت خداوندی ہے۔ اگر اُمید نہ ہوتی تو نہ ماں اپنے بچے کو دو[illegible] پلاتی اور نہ کوئی مالی درخت بوتا۔

۸۵۶۔ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَالْخَوَاتِيمِ۔

۸۵۶۔ نیت کے اعتبار سے۔ اعمال نتائج اور نیت کے اعتبار سے دیکھے جاتے ہیں۔

۸۵۷۔ إِنَّمَا الْحَلْفُ حِنْثٌ أَوْ نَدَمٌ۔

۸۵۷۔ قسم۔ قسم یا تو ٹوٹ جاتی ہے۔ یا ندامت پیدا کرتی ہے۔

۸۵۸۔ إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ وَإِنَّمَا الْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ وَمَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ يُعْطَهُ وَمَنْ يَتَّقِ الشَّرَّ يُوْقَهُ۔

۸۵۸۔ علم و حلم۔ علم سیکھنے سے، حلم نمائشِ حلم سے حاصل ہوتا ہے جو طالب خیر ہوتا ہے اس کو خیر ملتی ہے، جو شر سے گریز کرتا ہے وہ شر سے محفوظ رہتا ہے۔

۸۵۹۔ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَإِنَّ الظَّنَّ يُخْطِئُ وَيُصِيْبُ وَلٰكِنْ فَلَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللهِ۔

۸۵۹۔ مَیں تمہاری طرح۔ مَیں تمہاری طرح ایک بشر ہوں اور ظن و گمان کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی غلط لیکن مَیں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں باندھوں گا۔

۸۶۰۔ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ يَتْرُكْهَا۔

۸۶۰۔ مجھ میں بشریت بھی ہے۔ مَیں تمہاری طرح ایک بشر ہوں اور تم میرے سامنے اپنے جھگڑے لاتے ہو تم میں سے بعض اپنے دلائل کو بہتر اور دل نشین انداز سے پیش کرتے ہیں۔ پھر میرا فیصلہ بھی اسی کے مطابق ہوتا ہے تو جو شخص میرے فیصلے کے بموجب مسلمان کے کسی مال کا مالک بنا (حالانکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا) تو وہ یہ سمجھے کہ وہ مال آگ کا ایک حصہ ہے چاہے تو چھوڑ دے، چاہے تو لے لے۔

۸۶۱۔ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ۔

۸۶۱۔ پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوگئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا چوری کرتا تھا تو اس کو سزا نہیں دیتے تھے اور جب کوئی غریب آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔

۸۶۲۔ إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔

۸۶۲۔ تکمیل مکارم اخلاق۔ مَیں تکمیل اخلاق حسنہ کے لیے مبعوث ہُوا ہوں۔

۸۶۳۔ إِنَّمَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ۔

۸۶۳۔ سوائے بلا و فتنہ۔ سوا بلا اور فتنے کے دنیا میں کچھ نہ رہے گا۔

۸۶۴- إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ -

۸۶۴- علاج نادانی - نادانی کا علاج سوال ہے -

۸۶۵- إِنَّمَا يُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ -

۸۶۵- حشر نیت پر ہوگا - قیامت کے دن لوگ اپنی نیتوں کے اعتبار سے محشور ہوں گے -

۸۶۶- إِنَّمَا يَتَجَالَسُ الْمُتَجَالِسَانِ بِأَمَانَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَا يَحِلُّ لِأَحَدِهِمَا أَنْ يُفْشِيَ عَلٰى صَاحِبِهِ عَلٰى مَا يَخَافُ -

۸۶۶- دو ہم جلیس - دو ہم جلیس ایک دوسرے کے امین ہیں کسی کو زیبا نہیں کہ وہ اپنے ہم نشین کا وہ راز جس کے افشا سے وہ ڈرتا ہو لوگوں کو بتا دے -

۸۶۷- إِنَّمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ يَرْجُوهَا وَإِنَّمَا يُجَنَّبُ النَّارَ مَنْ يَخَافُهَا وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ يَرْحَمُ -

۸۶۷- جہنم سے جو ڈرتا ہوگا - جنت میں امیدوار بہشت ہی جائے گا - جہنم سے وہی بچے گا جو اس سے ڈرتا ہوگا اور اللہ اس پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتا ہے -

۸۶۸- إِنَّمَا يُدْرَكُ الْخَيْرُ كُلُّهُ بِالْعَقْلِ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَقْلَ لَهُ -

۸۶۸- بے عقل بے دین - تمام خوبیاں عقل سے وابستہ ہیں اور جس میں عقل نہ ہو اس کا دین بھی نہیں رہتا -

۸۶۹- إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ -

۸۶۹- رحم کرنے والوں پر - اللہ رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے -

۸۷۰- إِنَّمَا يُسَلِّطُ اللّٰهُ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ مَنْ خَافَهُ ابْنُ اٰدَمَ وَلَوْ أَنَّ ابْنَ اٰدَمَ لَمْ يَخَفْ غَيْرَ اللّٰهِ لَمْ يُسَلِّطِ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَحَدًا وَإِنَّمَا وُكِّلَ ابْنُ اٰدَمَ لِمَنْ رَجَا ابْنُ اٰدَمَ وَلَوْ أَنَّ ابْنَ اٰدَمَ لَمْ يَرْجُ إِلَّا اللّٰهَ لَمْ يَكِلْهُ اللّٰهُ إِلٰى غَيْرِهِ -

۸۷۰- اگر اللہ سے ڈرتے - اللہ نے انسانوں پر ان لوگوں کو مسلط کر دیا ہے جن سے وہ ڈرتے ہیں اور اگر وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تو وہ ایسا نہ کرتا اور اللہ نے آدمیوں کو ان کے سپرد کر دیا ہے جن سے وہ لو لگائے بیٹھے ہیں اگر وہ اللہ کے سوا کسی سے امید نہ باندھتے تو وہ انہیں غیروں کے حوالے نہ کرتا -

۸۷۱- إِنَّمَا يَكْفِيْ أَحَدَكُمْ مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مِثْلَ زَادِ الرَّاكِبِ -

۸۷۱- دنیا سرائے ہے - دنیا میں ایک مسافر کی طرح زندگی گزارو -

۸۷۲- إِنَّهُ يَعْرِفُ الْفَضْلَ لِأَهْلِ الْفَضْلِ أَهْلُ الْفَضْلِ -

۸۷۲- کمال و صاحب کمال - صاحبانِ کمال کا کمال اہل کمال ہی جان سکتے ہیں -

۸۷۳- إِنِّيْ أُحَرِّجُ عَلَيْكُمْ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْأَةِ -

۸۷۳- یتیم اور عورت - دو کمزوروں کا حق نہ مارنا، یتیم اور عورت -

۸۷۴- إِنِّيْ أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ بَعْدِيْ أَعْمَالًا ثَلٰثَةً! زَلَّةَ عَالِمٍ وَحُكْمَ جَائِرٍ وَهَوًى مُتَّبَعًا -

۸۷۴- مجھے اندیشہ ہے - مجھے اپنے بعد اپنی امت سے تین چیزوں کا اندیشہ ہے عالم کی لغزشیں، جابروں کی حکومت، خواہش نفس کی تقلید -

۸۷۵- إِنِّيْ لَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَ

۸۷۵- جن چیزوں کا علم ہوگا - مجھے تمہاری لاعلمی سے ڈر نہیں

لٰكِنْ اَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فِيْمَا تَعْلَمُوْنَ۔

لیکن مجھے ڈر ہے تو اِس بات سے کہ جن چیزوں کا تمھیں علم ہے اس میں تمھارا عمل کیا ہوگا۔

● اِنِّيْ لَاُبْغِضُ الْمَرْءَةَ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا تَجُرُّ ذَيْلَهَا تَشْكُوْا زَوْجَهَا۔

■ ناپسندیدہ عورت۔ مَیں اُس عورت کو ناپسند کرتا ہوں جو اپنے شوہر کی شکایت کے باعث گھر سے نکلے۔

۸۷۶۔ اِنِّيْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ عَلٰى قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ۔

۸۷۶۔ مَیں۔ مَیں دلوں میں نقب لگانے اور پیٹوں کے اندر کی چیزیں معلوم کرنے کے لیے مامور نہیں ہُوا۔

۸۷۷۔ اَنْهَاكَ عَنْ ثَلَاثِ خِصَالٍ، اَلْحَسَدِ وَالْحِرْصِ وَالْكِبْرِ۔

۸۷۷۔ حسد، حرص، غرور۔ تین چیزوں سے بچو، حسد، حرص، غرور سے۔

۸۷۸۔ اَنْهَاكُمْ عَنِ الزُّوْرِ۔

۸۷۸۔ مکروفریب۔ مکروفریب دہی سے بچو۔

۸۷۹۔ اَنْهَاكُمْ عَنْ قَلِيْلِ مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ۔

۸۷۹۔ قلیل مقدار بھی۔ جس کے زائد پینے سے نشہ ہوتا ہو اس کی قلیل مقدار بھی استعمال نہ کرو۔

۸۸۰۔ اِهْتَبِلُوا الْعَفْوَ عَنْ عَثَرَاتِ ذَوِي الْمُرُوَّاتِ۔

۸۸۰۔ بخش دو۔ صاحبانِ مروّت کی خطاؤں سے درگزر کی کوشش کرو۔

۸۸۱۔ اَهْلُ الْجَوْرِ وَاَعْوَانُهُمْ فِي النَّارِ۔

۸۸۱۔ ظالم اور اُس کے معاون۔ ظالم اور اُس کے مددگار جہنم میں جائیں گے۔

۸۸۲۔ اَهْوَنُ الرِّبَا كَالَّذِيْ يَنْكِحُ اُمَّهٗ وَاِنَّ اَرْبَى الرِّبَا اِسْتِطَالَةُ الْمَرْءِ فِيْ عِرْضِ اَخِيْهِ۔

۸۸۲۔ مسلمان کو ذلیل کرنے والا۔ سود خواری کی معمولی سزا وہ ہو گی جو ماں سے زنا کرنے والے شخص کو دی جائے لیکن سود خواری کی جو بد ترین سزا بھی ہے وہ برادرِ مسلم کی بے عزتی کرنے والے سے کم ہے۔

۸۸۳۔ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ۔

۸۸۳۔ معمولی عذاب۔ معمولی عذاب جہنم کا یہ ہوگا کہ انسان کے پَیر کے نیچے دو چنگاریاں رکھ دی جائیں گی جن سے اُس کا بھیجا دیگ کی طرح جوش کھائے گا۔

۸۸۴۔ اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ۔

۸۸۴۔ جامع کلمات۔ مجھے جامع کلمات دیے گئے ہیں۔

۸۸۵۔ اَوْثَقُ سِلَاحِ اِبْلِيْسَ النِّسَاءُ۔

۸۸۵۔ مضبوط جال۔ شیطان کا مضبوط ترین جال عورت ہے۔

۸۸۶۔ اُوْصِيْكَ اَنْ تَسْتَحِيَ مِنَ اللهِ كَمَا تَسْتَحِيْ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ مِنْ قَوْمِكَ۔

۸۸۶۔ اللہ سے شرماؤ۔ تم اللہ سے اسی طرح شرماؤ جس طرح بزرگ خاندان سے شرماتے ہو۔

۸۸۷۔ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللهِ تَعَالٰى فِيْ سِرِّ اَمْرِكَ

۸۸۷۔ مَیں تمھیں وصیت کرتا ہوں۔ مَیں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ

وَعَلَانِيَتِهَا۔

تم پوشیدہ اور علانیہ دونوں حال میں اللہ سے ڈرا کرو۔

۸۸۸۔ وَإِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ وَلَا تَسْأَلَنَّ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا تَقْبِضْ أَمَانَةً وَلَا تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ۔

۸۸۸۔ برائی کو نیکی سے مٹاؤ۔ اور دیکھو جب تم سے کوئی برائی ظاہر ہو تو اس کو نیکی سے مٹا دینا اور کسی سے کبھی کچھ نہ مانگنا، امانت نہ رکھنا، دو آدمیوں کے درمیان قاضی نہ بننا۔

۸۸۹۔ أُوصِيكُمْ بِالْجَارِ۔

۸۸۹۔ ہمسایے کا خیال۔ ہمسایے کا خیال رکھنا۔

۸۹۰۔ أَوْلَى النَّاسِ بِالْعَفْوِ أَقْدَرُهُمْ عَلَى الْعُقُوبَةِ۔

۸۹۰۔ جتنی قدرت ہو۔ سزا پر جتنی قدرت ہو معافی اتنی ہی بہتر ہے۔

۸۹۱۔ أَوْلَى النَّاسِ بِالتُّهَمَةِ مَنْ جَالَسَ أَهْلَ التُّهَمَةِ۔

۸۹۱۔ بری صحبت۔ برے لوگوں کے پاس بیٹھنے والا تہمت کا سزاوار ہے۔

۸۹۲۔ أَوَّلُ الْعِبَادَةِ الصَّمْتُ۔

۸۹۲۔ پہلی منزل۔ عبادت کی پہلی منزل خاموشی ہے۔

۸۹۳۔ أَوَّلُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمُ الْأَمَانَةُ وَآخِرُ مَا تَفْقِدُونَ الصَّلٰوةُ۔

۸۹۳۔ سب سے پہلے، سب سے آخر۔ سب سے پہلے تم سے صفت امانت جائے گی اور سب سے آخر میں تم نماز کھو دو گے۔

۸۹۴۔ أَوَّلُ مَا نَهَانِي عَنْهُ رَبِّي بَعْدَ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ شُرْبُ الْخَمْرِ وَمُلَاحَاةُ الرِّجَالِ۔

۸۹۴۔ بت پرستی کے بعد۔ بت پرستی کے بعد سب سے پہلے جس چیز سے اللہ نے مجھے منع کیا ہے وہ شراب نوشی اور لوگوں کی بدگوئی ہے۔

۸۹۵۔ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الصَّلٰوةُ۔

۸۹۵۔ نماز کا حساب۔ سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

۸۹۶۔ أَوَّلُ مَا يُرْفَعُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْحَيَاءُ وَالْأَمَانَةُ۔

۸۹۶۔ سب سے پہلے۔ اس امت سے حیا و امانت سب سے پہلے رخصت ہوگی۔

۸۹۷۔ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ۔

۸۹۷۔ خون کا قضیہ۔ قیامت میں سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

۸۹۸۔ أَوَّلُ مَا يُوزَنُ فِي الْمِيزَانِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ

۸۹۸۔ میزان حساب میں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے حسنِ خلق کا وزن کیا جائے گا۔

۸۹۹۔ أَوَّلُ مَا يُوضَعُ فِي مِيزَانِ الْعَبْدِ نَفَقَتُهُ عَلٰى أَهْلِهِ۔

۸۹۹۔ سب سے پہلے حساب۔ قیامت میں سب سے پہلے اہل و عیال کے نان و نفقہ کی بابت حساب کتاب ہوگا۔

۹۰۰۔ أَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى إِلَى الْجَنَّةِ الْحَمَّادُونَ

۹۰۰۔ جنت میں سب سے پہلے۔ جنت میں سب سے پہلے اللہ

الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ۔

کا حمد کرنے والے جائیں گے۔

۹۰۱۔ اِيَّاكُمْ وَالتَّسْرِيْفَ وَطُوْلَ الْاَمَلِ فَاِنَّهٗ كَانَ سَبَبًا لِهَلَاكِ الْاُمَمِ۔

۹۰۱۔ اسراف وطول امل۔ اسراف اور بے جا تمناؤں میں اسیر نہ ہو کیونکہ اس چیز نے قوموں کی قومیں ہلاک کر دیں۔

۹۰۲۔ اِيَّاكُمْ وَالتَّعَمُّقَ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَهٗ سَهْلًا فَخُذُوْا مِنْهُ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللهَ يُحِبُّ مَا دَامَ مِنْ عَمَلٍ صَالِحٍ وَاِنْ كَانَ يَسِيْرًا۔

۹۰۲۔ دین میں مین میکھ نہ نکالو۔ دین میں نامذہبی میکھ نہ نکالو۔ اللہ نے دین کو آسان کیا ہے جتنا ممکن ہو اس پر عمل کرو۔ اللہ "عمل صالح" کو اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو زائد پسند کرتا ہے۔

۹۰۳۔ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا يَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

۹۰۳۔ حسد سے بچو۔ حسد سے بچو وہ نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو۔

۹۰۴۔ اِيَّاكُمْ وَالْحُمْرَةَ فَاِنَّهَا اَحَبُّ الزِّيْنَةِ اِلَى الشَّيْطَانِ۔

۹۰۴۔ سرخی سے بچو۔ سرخی سے بچو کیونکہ شیطان اس کو بے حد پسند کرتا ہے۔

۹۰۵ اِيَّاكُمْ وَالْخَمْرَ فَاِنَّ خَطِيْئَتَهَا تُفَرِّعُ الْخَطَايَا كَمَا اَنَّ شَجَرَتَهَا تُفَرِّعُ الشَّجَرَ۔

۹۰۵۔ شراب سے بچو۔ شراب سے بچو کہ یہ گناہوں کے برگ و بار لاتی ہے اور جس طرح ایک شجر سے دوسرا شجر پیدا ہوتا ہے اسی طرح شراب کے گناہ سے کئی گناہ پیدا ہوتے ہیں۔

۹۰۶۔ اِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ فَاِنَّهٗ هَمٌّ بِاللَّيْلِ وَمَذَلَّةٌ بِالنَّهَارِ۔

۹۰۶۔ قرض سے بچو۔ قرض سے بچو کہ یہ رات کو غم بن کر اور دن میں ذلت بن کر نمودار ہوتا ہے۔

۹۰۷۔ اِيَّاكُمْ وَالزِّنَا فَاِنَّ فِيْهِ اَرْبَعَ خِصَالٍ تُذْهِبُ الْبَهَاءَ عَنِ الْوَجْهِ وَتَقْطَعُ الرِّزْقَ وَتُسْخِطُ الرَّحْمٰنَ وَالْخُلُوْدَ فِي النَّارِ۔

۹۰۷۔ زنا کی خرابیاں۔ زنا میں چار خرابیاں ہیں۔ چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے، روزی کم ہو جاتی ہے، اللہ ناراض رہتا ہے، دائمی عذاب ملتا ہے۔

۹۰۸۔ اِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ اَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا وَاَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا وَاَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا۔

۹۰۸۔ حرص سے بچو۔ حرص سے بچو کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو بھی ہلاک کیا ہے یہ حرص بخل کا حکم دیتی ہے تو لوگ بخیل ہو جاتے ہیں، یہ قطع رحم کا حکم دیتی ہے تو لوگ قطع رحم کرنے لگتے ہیں۔ یہ بدکاری کا حکم دیتی ہے تو لوگ بدکار ہو جاتے ہیں۔

۹۰۹۔ اِيَّاكُمْ وَالطَّمَعَ فَاِنَّهٗ هُوَ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ۔

۹۰۹۔ لالچ سے بچو۔ لالچ سے بچو کہ یہ ہمیشہ کی فقیری ہے۔

۹۱۰۔ اِيَّاكُمْ وَالْعِضَةَ النَّمِيْمَةَ الْقَالَةَ بَيْنَ النَّاسِ

۹۱۰۔ نکتہ چینی سے بچو۔ نکتہ چینی اور چغل خوری سے بچتے رہو۔

۹۱۱۔ اِيَّاكُمْ وَالْغِيْبَةَ فَاِنَّ الْغِيْبَةَ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ اِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يَزْنِيْ وَيَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَلَهٗ صَاحِبُهٗ۔

۹۱۱۔ غیبت سے بچو۔ غیبت سے بچو کہ یہ زنا سے بھی بدتر ہے۔ انسان زنا کرتا ہے، پھر توبہ کر لیتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کی بخشش اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک اس کو وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہو۔

۹۱۲۔ اِيَّاكُمْ وَالْكِبْرَ فَاِنَّ اِبْلِيْسَ حَمَلَهُ الْكِبْرُ عَلٰى اَنْ لَا يَسْجُدَ لِاٰدَمَ وَاِيَّاكُمْ وَالْحِرْصَ فَاِنَّ اٰدَمَ حَمَلَهُ الْحِرْصُ عَلٰى اَنْ يَّاكُلَ مِنَ الشَّجَرَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ ابْنَيْ اٰدَمَ اِنَّمَا قَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ حَسَدًا فَهُنَّ اَصْلُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ۔

۹۱۲۔ غرور سے بچو۔ کبر و غرور سے بچو کہ ابلیس کو سجدہ کرنے سے غرور ہی نے روکا تھا۔ حرص سے بچو کہ آدمؑ کو میوۂ درخت کھانے پر حرص ہی نے مجبور کیا تھا۔ حسد سے بچو کہ آدم کے بیٹوں میں سے جو ایک نے دوسرے کو قتل کیا اس کا سبب یہی حسد تھا اور یہی تینوں عیب ہر گناہ کا سرچشمہ ہیں۔

۹۱۳۔ اِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ مُجَانِبٌ لِلْاِيْمَانِ

۹۱۳۔ جھوٹ سے۔ جھوٹ سے بچو کہ یہ ایمان کے ساتھ نہیں چل سکتا۔

۹۱۴۔ اِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ لَا يَصْلُحُ لَا بِالْجِدِّ وَلَا بِالْهَزْلِ وَلَا يَعِدُ الرَّجُلُ صَبِيَّهٗ لَا يَفِيْ لَهٗ وَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ۔

۹۱۴۔ جھوٹ سے بچو۔ جھوٹ سے بچو اور جھوٹ نہ سنجیدگی سے بولنا چاہیے اور نہ مذاق ہی سے، یہاں تک کہ انسان کو اپنے بچے سے بھی ایسا وعدہ نہ کرنا چاہیے جس کو وہ پورا نہ کر سکے اور جھوٹا بنے۔ یاد رکھو کہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری انسان کو جہنم کی آگ کی طرف لے جاتی ہے اور اس کے مقابلے پر سچ نیکیوں کی طرف اور نیکیاں انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہیں۔

۹۱۵۔ اِيَّاكُمْ وَالْمَدْحَ فَاِنَّهُ الذَّبْحُ۔

۹۱۵۔ جھوٹی مدح۔ جھوٹی مدح کرنے سے احتراز کرو کہ یہ ذبح کرنے کے مترادف ہے۔

۹۱۶۔ اِيَّاكُمْ وَالْهَوٰى فَاِنَّ الْهَوٰى يُعْمِيْ وَيُصِمُّ۔

۹۱۶۔ ہوا و ہوس سے بچو۔ ہوا و ہوس سے بچو کہ یہ اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

۹۱۷۔ اِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ قِيْلَ وَمَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ؟ قَالَ الْمَرْاَةُ الْحَسْنَاءُ فِيْ مَنْبَتِ سُوْءٍ

۹۱۷۔ گھورے کا سبزہ۔ گھورے کے سبزے سے بچو! لوگوں نے اس کے معنی پوچھے۔ آپ نے فرمایا کہ عورت جو حسین تو ہو مگر ذلیل خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔

۹۱۸۔ اِيَّاكُمْ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ مِنَ

۹۱۸۔ مظلوم خواہ کافر کیوں نہ ہو۔ مظلوم خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو

كَافِرٍ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

اس کی بددعا سے بچو کہ اُس کے اور اللہ کے درمیان کسی قسم کا حجاب حائل نہیں ہوتا۔

۹۱۹۔ اِيَّاكُمْ وَ مُحَادِثَةَ النِّسَآءِ فَاِنَّهٗ لَا يَخْلُوْا رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ لَيْسَ لَهَا مَحْرَمٌ اِلَّا هَمَّ بِهَا۔

۹۱۹۔ غیر عورتوں سے۔ غیر عورتوں سے اختلاط، بات چیت نہ کیا کرو کیونکہ ادھر تخلیہ ہُوا اور نیت بد ہونے لگی۔

۹۲۰۔ اِيَّاكُمْ وَ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّمَا مَثَلُ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا بَطْنَ وَادٍ فَجَآءَ ذَا بِعُوْدٍ وَجَآءَ ذَا بِعُوْدٍ حَتّٰى حَمَلُوْا مَا اَنْضَجُوْا بِهٖ خُبْزَهُمْ وَاِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتٰى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ۔

۹۲۰۔ چھوٹے چھوٹے گناہ۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی اجتناب کرو۔ چھوٹے گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قافلہ کسی وادی میں اُترا اور ہر ایک نے لکڑیاں اکٹھا کرنا شروع کیں یہاں تک کہ انھیں معمولی معمولی لکڑیوں کے اجتماع سے اتنی آگ روشن ہوگئی کہ اس سے روٹیاں تیار ہونے لگیں اور یاد رکھو کہ اگر صغیرہ گناہوں کا بھی مواخذہ ہوگیا تو انسان ہلاک ہوجائے گا۔

۹۲۱۔ اِيَّاكَ وَ التَّسْوِيْفَ بِاَمَلِكَ فَاِنَّكَ بِيَوْمِكَ وَلَسْتَ بِمَا بَعْدَهٗ فَاِنْ يَكُ غَدٌ لَكَ فَكُنْ فِي الْغَدِ كَمَا كُنْتَ فِي الْيَوْمِ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ غَدٌ لَكَ لَمْ تَنْدَمْ عَلٰى مَا فَرَّطْتَ فِي الْيَوْمِ

۹۲۱۔ آج کا کام۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑ دو کیونکہ تم "آج" کے ذمہ دار ہو کل کے نہیں اور اگر "کل" آ بھی جائے تو وہ تمہارے "آج" کی طرح ہوجائے گی۔

اور اگر "کل" تمہاری تقدیر میں نہ بھی آسکے تو آج کی کوتاہ عملی سے بچو کہ پہلی کی طرح نادم نہ ہو۔

۹۲۲۔ اِيَّاكَ وَ السُّؤَالَ فَاِنَّهٗ ذُلٌّ حَاضِرٌ وَفَقْرٌ تَتَعَجَّلُهٗ۔

۹۲۲۔ سوال۔ سوال کرنے سے پرہیز کرو کہ اس سے ذلت بھی ملتی ہے اور فقیری بھی۔

۹۲۳۔ اِيَّاكَ وَ اللَّجَاجَةَ فَاِنَّ اَوَّلَهَا جَهْلٌ وَ اٰخِرَهَا نَدَامَةٌ۔

۹۲۳۔ خوشامد۔ خوشامد سے پرہیز کرو کہ یہ جہالت سے شروع ہوتی ہے اور ندامت پر ختم ہوتی ہے۔

۹۲۴۔ اِيَّاكَ وَمَا يَسُوْءُ الْاُذُنَ۔

۹۲۴۔ جو کانوں کو ناگوار ہو۔ جو کانوں کو بُرا لگے اس سے اجتناب کرو۔

۹۲۵۔ اِيَّاكَ وَ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا۔

۹۲۵۔ صغیرہ گناہوں سے بھی۔ صغیرہ گناہوں سے بھی اجتناب کرو کہ اللہ ان کی بھی باز پرس کرے گا۔

۹۲۶۔ اِيَّاكَ وَمُصَاحَبَةَ الْكَذَّابِ فَاِنَّهٗ كَالسَّرَابِ يُقَرِّبُ اِلَيْكَ الْبَعِيْدَ وَيُبَعِّدُ اِلَيْكَ الْقَرِيْبَ۔

۹۲۶۔ کذّاب۔ کذاب کی صحبت سے پرہیز کرو کہ وہ سراب کی طرح قریب کو بعید اور دُور کو نزدیک کر کے دکھاتا ہے۔

۹۲۷۔ اِیَّاكَ وَمُصَاحَبَةَ الْاَحْمَقِ فَاِنَّهٗ يُرِيدُ اَنْ يَنْفَعَكَ فَيَضُرُّكَ۔

۹۲۷۔ نادان کی دوستی۔ نادان کی دوستی سے اجتناب کرو کہ وہ تم کو فائدہ پہنچانے کے بجائے نقصان پہنچادیگا۔

۹۲۸۔ اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اِنِّيْ لَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَلٰكِنْ اُنْظُرْ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فِيْمَا تَعْلَمُوْنَ

۹۲۸۔ جہالت سے نہیں علم سے۔ مجھے تمھاری جہالت سے نہیں بلکہ علم سے اندیشہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے علم پر کس طرح عمل کرتے ہو۔

۹۲۹۔ اَيُّمَا امْرَأَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ وَلَنْ يُّدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهٗ وَاَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهٗ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ احْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ وَفَضَحَهٗ عَلٰى رُءُوْسِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۹۲۹۔ جو عورت۔ جو عورت اپنے لڑکے کو اس خاندان سے منسوب کرے جس سے وہ نہ ہو (حرامی بچہ) تو اللہ اس سے بیزار ہے اور اس کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

اور جو مرد اپنے لڑکے کا انکار کرے اللہ اس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن سب کے سامنے اس کو ذلیل کرے گا۔

۹۳۰۔ اَيُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ وَكُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ۔

۹۳۰۔ خوشبو لگاکر۔ جو عورت خوشبو لگاکر باہر نکلے تاکہ لوگ اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ "زانیہ" ہے اور دیکھنے والی آنکھ بھی "زناکار" ہے۔

۹۳۱۔ اَيُّمَا امْرَأَةٍ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا كَانَتْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهَا اَوْ يَرْضٰى عَنْهَا زَوْجُهَا۔

۹۳۱۔ جو عورت بغیر اجازت۔ جو عورت مرد کی اجازت کے بغیر باہر نکلے تو جب تک گھر واپس نہ آجائے اللہ اس سے ناراض رہتا ہے۔

۹۳۲۔ اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔

۹۳۲۔ بلاوجہ طلاق مانگے۔ جو عورت بلاوجہ مرد سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

۹۳۳۔ اَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔

۹۳۳۔ شوہر خوش رہا ہو۔ جو عورت مرجائے اور شوہر اس کا اس سے خوش رہا ہو وہ جنت میں داخل کی جائے گی۔

۹۳۴۔ اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَزَعَتْ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِهَا خَرَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا سِتْرَهٗ۔

۹۳۴۔ غیر کے گھر میں۔ جو عورت غیر کے گھر میں اپنے کپڑے اتارے اللہ اس کا پردہ نہیں رکھتا۔

۹۳۵۔ اَيُّمَا امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا فَقَدْ هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۹۳۵۔ کپڑے اتارے۔ جو عورت اپنے کپڑے شوہر کے گھر میں نہ رکھے تو اللہ اس پردہ کو جو اس کے اور خدا کے درمیان ہے چاک کردے گا۔

۹۳۶۔ اَيُّمَا امْرِءٍ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا لَمْ يَحُطْهُمْ بِمَا يَحُوْطُ نَفْسَهٗ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

۹۳۶۔ جو مسلمانوں کا حاکم ہوجائے۔ جو مسلمانوں کا حاکم بن جائے اور ان کے امور میں وہ دلچسپی لے جیسے اپنے معاملات میں رکھتا ہے تو اللہ اس پر جنت کی خوشبو حرام کردیتا ہے۔

۹۳۷۔ اَیُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ فَاتُّبِعَ فَاِنَّ عَلَیْهِ مِثْلَ اَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهٗ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْئًا وَاَیُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰی هُدًی فَاتُّبِعَ فَاِنَّ لَهٗ مِثْلَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا۔

۹۳۷۔ رہزن و رہبر۔ گمراہ کرنے والے کے سر اس کے مقلدین کا بھی گناہ ہوتا ہے (اور مقلدین کا گناہ اپنے مقام پر باقی رہتا ہے) اور اسی طرح رہبر ہدایت کو اپنے مقلدوں کا ثواب ملتا ہے (اور مقلدین کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی)۔

۹۳۸۔ اَیُّمَا رَجُلٍ تَدَایَنَ دَیْنًا وَهُوَ مُجْمِعٌ اَنْ لَا یُوْفِیَهٗ اِیَّاهُ لَقِیَ اللّٰهَ سَارِقًا۔

۹۳۸۔ قرض چوری ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس نیت سے قرض لے کر اس کو ادا نہیں کرے گا وہ اللہ سے ملاقات ایک چور کی حیثیت سے کرے گا۔

۹۳۹۔ اَیُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً یَنْوِیْ اَنْ لَا یُعْطِیَهَا مِنْ صِدَاقِهَا شَیْئًا مَاتَ یَوْمَ یَمُوْتُ وَهُوَ زَانٍ وَاَیُّمَا رَجُلٍ اشْتَرٰی مِنْ رَجُلٍ بَیْعًا یَنْوِیْ اَنْ لَا یُعْطِیَهٗ مِنْ ثَمَنِهَا شَیْئًا مَاتَ یَوْمَ یَمُوْتُ وَهُوَ خَائِنٌ وَالْخَائِنُ فِی النَّارِ۔

۹۳۹۔ شادی زنا ہو جاتی ہے۔ جو شخص کسی عورت سے شادی کرے اور اس کا مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو وہ زانی کی حیثیت سے مرے گا اور جو کسی سے کوئی شے خریدے اور قیمت دینے کا ارادہ نہ ہو تو وہ خائن کی موت مرے گا اور خائن کی سزا جہنم ہے۔

۹۴۰۔ اَیُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ کَلَّفَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ یَحْفِرَهٗ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرَضِیْنَ ثُمَّ یُطَوِّقُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یَقْضِیَ بَیْنَ النَّاسِ۔

۹۴۰۔ غاصب کی سزا۔ جو شخص ایک بالشت زمین کسی کی غصب کرے گا، اللہ (قیامت کے روز) اسے کہے گا وہ زمین کے ساتویں طبقہ تک اس کو کھودے پھر اس کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا اور جب تک سارے انسانوں کا فیصلہ اللہ نہ کرے وہ اسی حالت میں رہے گا۔

۹۴۱۔ اَیُّمَا رَجُلٍ حَالَتْ شَفَاعَتُهٗ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَمْ یَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْزِعَ۔

۹۴۱۔ خدائی تعزیرات میں۔ جو شخص خدائی تعزیرات میں کسی کی سفارش کرے (سزا یاب نہ ہونے دے) اللہ اس سے اس وقت تک ناراض رہے گا جب تک وہ اس سفارش سے دست بردار نہ ہو جائے۔

۹۴۲۔ اَیُّمَا شَابٍّ تَزَوَّجَ فِیْ حَدَاثَةِ سِنِّهٖ عَجَّ شَیْطَانُهٗ یَا وَیْلَهٗ عَصَمَ مِنِّیْ دِیْنَهٗ۔

۹۴۲۔ نوجوانی میں شادی۔ جو شخص ابتدائے شباب میں شادی کرے تو اس کا شیطان چیخیں مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے اس نے اپنا دین مجھ سے محفوظ کر لیا۔

۹۴۳۔ اَیُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةٌ بِخَیْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالَی الْجَنَّةَ۔

۹۴۳۔ چار آدمیوں کی گواہی۔ جس مسلمان کے نیک ہونے کی چار آدمی گواہی دے دیں اللہ اس کو داخل جنت کرے گا۔

۹۴۴۔ اَیُّمَا مُسْلِمٍ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰی عُرْیٍ کَسَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ وَاَیُّمَا مُسْلِمٍ

۹۴۴۔ جو کسی کو لباس دے۔ جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو لباس دے اللہ اس کو جنت کے لباس عطا کرے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو کھانا کھلائے،

أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقَى مُسْلِمًا عَلَى ظَمَاءٍ سَقَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ۔

اللہ قیامت کے دن اس کو میوہ ہائے جنت کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پانی پلائے اللہ اُس کو جنت کے سربمہر شربت سے سیراب کرے گا۔

۹۴۵۔ أَيُّمَا نَاشِئٍ نَشَأَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ حَتَّى أَعْطَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَوَابَ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ صِدِّيقًا۔

۹۴۵۔ جو بچہ۔ جو بچہ علم و عبادت کے عالم میں جوان ہو قیامت کے دن اس کو بہتّر صدیقوں کا ثواب ملے گا۔

۹۴۶۔ أَيُّمَا رَاعٍ اِسْتَرْعَى رَعِيَّةً فَلَمْ يُحِطْهَا بِالْأَمَانَةِ وَالنَّصِيحَةِ ضَاقَتْ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالَى الَّتِي وَسِعَتْ

۹۴۶۔ جو بادشاہ۔ جو بادشاہ اپنی رعایا کے معاملات کی نگرانی نہ کرے: اللہ کی ہمہ گیر رحمت اس پر تنگ ہو جائے گی۔

۹۴۷۔ أَيُّمَا وَالٍ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي فَلَمْ يَنْصَحْ لَهُمْ وَيَجْتَهِدْ لَهُمْ كَنَصِيحَتِهِ وَجُهْدِهِ لِنَفْسِهِ كَبَّهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۹۴۷۔ جو والی حکومت۔ جو والی حکومت اپنی رعایا کے معاملات میں وہ خلوص اور التفات نہ برتے جو اپنے معاملات میں برتتا ہو اللہ اُس کو اوندھے منہ جہنم میں داخل کرے گا۔

۹۴۸۔ أَيُّمَا وَالٍ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي بَعْدِي أُقِيمَ عَلَى الصِّرَاطِ وَنَشَرَتِ الْمَلَائِكَةُ صَحِيفَتَهُ فَإِنْ كَانَ عَادِلًا نَجَّاهُ اللّٰهُ بِعَدْلِهِ وَإِنْ كَانَ جَائِرًا اِنْتَفَضَ بِهِ الصِّرَاطُ انْتِفَاضَةً تُزَايِلُ بَيْنَ مَفَاصِلِهِ حَتَّى يَكُونَ بَيْنَ عُضْوَيْنِ مِنْ أَعْضَائِهِ مَسِيرَةُ مِائَةِ عَامٍ ثُمَّ يَنْخَرِقُ بِهِ الصِّرَاطُ۔

۹۴۸۔ حاکم امت کا حشر۔ میرے بعد جو میری امت کا حاکم ہوگا قیامت کے دن پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا تو اگر وہ عادل ہوگا تو اُس کو نجات ملے گی اور اگر وہ ظالم ہوگا تو پل صراط اتنی زور سے لرزے گا کہ اُس کے اعضاء ایک دوسرے سے جُدا ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ ہر عضو ایک دوسرے سے راہ صد سالہ کے فاصلہ پر ہوگا۔ پھر وہ پل صراط سے گر پڑے گا۔

۹۴۹۔ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا إِلَّا انْتَقَمَ اللّٰهُ تَعَالَى مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۹۴۹۔ اللہ ضرور بدلہ لے گا۔ لوگو! اللہ سے ڈرو کوئی مومن مومن پر ظلم نہ کرے۔ ورنہ اللہ قیامت کے دن اس کا بدلہ ضرور لے گا۔

۹۵۰۔ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ۔

۹۵۰۔ جب تک رزق نہ آجائے۔ لوگو! اللہ سے ڈرو کسی شخص کو موت نہیں آتی جب تک اس کو اس کا رزق نہیں مل لیتا اور اگر کبھی روزی کے آنے میں دیر ہو جائے تو بھی طلب رزق میں اعتدال و میانہ روی سے کام لو۔

۹۵۱۔ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ كُلُّكُمْ لِآدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ

۹۵۱۔ لوگو! لوگو تمہارا خدا ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے تم آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں اللہ کے نزدیک وہی مکرم ہے جو متقی ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں دی جا سکتی

اِلَّا بِالتَّقْوٰی ۔

مگر تقویٰ کے ذریعہ سے۔

۹۵۲۔ اَیُّھَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِالْقَصْدِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا۔

۹۵۲۔ اعتدال سے کام لو۔ لوگو! اعتدال سے کام لو۔ اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک کبیدگی محسوس نہیں کرتا جب تک تم دل برداشتہ نہ ہو جاؤ۔

۹۵۳۔ اَیُّھَا النَّاسُ لَا تُعَلِّقُوْا عَلَیَّ بِوَاحِدَۃٍ مَا اَحْلَلْتُ اِلَّا مَا اَحَلَّ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا حَرَّمْتُ اِلَّا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ۔

۹۵۳۔ صرف اللہ کا حکم۔ اے لوگو! کوئی حکم میری طرف سے نہیں ہوتا جس کو اللہ حلال کرتا ہے میں بھی اس کو حلال کرتا ہوں اور جس کو وہ حرام قرار دیتا ہے میں بھی اُسے حرام سمجھتا ہوں۔

۹۵۴۔ اَیُّھَا النَّاسُ مَا جَاءَکُمْ عَنِّیْ یُوَافِقُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاَنَا قُلْتُہٗ وَمَا جَاءَکُمْ یُخَالِفُ کِتَابَ اللّٰہِ فَلَمْ اَقُلْہُ۔

۹۵۴۔ اگر مطابق قرآن ہو۔ لوگو! جو قول میری طرف سے تمہارے پاس آئے تو اگر وہ قرآن کے مطابق ہو تو میرا ہے ورنہ اُس بات سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

۹۵۵۔ اَلْاٰمِرُ بِالْمَعْرُوْفِ کَفَاعِلِہٖ ۔

۹۵۵۔ داعی خیر۔ نیکی کی دعوت دینے والا نیکی کرنے والے کی حیثیت رکھتا ہے۔

۹۵۶۔ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔

۹۵۶۔ احسان کیا ہے۔ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے جیسے وہ تیری نگاہ کے سامنے ہے ورنہ کم از کم یہ تو خیال کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

۹۵۷۔ اَلْاَرْضُ اَرْضُ اللّٰہِ، وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللّٰہِ مَنْ اَحْیَا مَوَاتًا فَھِیَ لَہٗ۔

۹۵۷۔ زمین کس کی ہے۔ زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی اللہ کے ہیں جو لاوارث بنجر غیر آباد زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے۔

۹۵۸۔ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اخْتَلَفَ۔

۹۵۸۔ روحیں۔ روحیں ایک منظم لشکر کی طرح ہیں جن سے تعارف ہوتا ہے ان سے مانوس ہوتی ہیں جن سے واقفیت نہ ہو ان سے علیحدہ رہتی ہیں۔

۹۵۹۔ اَلْاِسْتِغْفَارُ مَمْحَاۃٌ لِّلذُّنُوْبِ ۔

۹۵۹۔ استغفار۔ استغفار گناہوں کو مٹانے والا ہے۔

۹۶۰۔ اَلْاِسْلَامُ عَلَانِیَۃٌ وَّالْاِیْمَانُ فِی الْقَلْبِ ۔

۹۶۰۔ اسلام علانیہ ہوتا ہے۔ اسلام علانیہ ہوتا ہے اور ایمان دل میں رہتا ہے۔

۹۶۱۔ اَلْاِسْلَامُ نَظِیْفٌ فَتَنَظَّفُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا نَظِیْفٌ ۔

۹۶۱۔ اسلام پاک ہے۔ اسلام پاک ہے تم بھی پاک رہو کیونکہ جنت میں پاک صاف آدمی ہی داخل ہو سکے گا۔

۹۶۲۔ اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ۔

۹۶۲۔ اسلام سب سے بلند۔ اسلام سب سے برتر ہے اور اس پر کسی کو برتری نہیں۔

۹۶۳۔ اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَۃِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ وَ التَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ۔

۹۶۳۔ نصف معیشت۔ خرچ میں میانہ روی "نصف معیشت" ہے۔ لوگوں سے محبت "نصف عقل" ہے۔ اچھے انداز سے سوال "نصف علم" ہے۔

۹۶۴۔ اَلْاِقْتِصَادُ نِصْفُ الْعَیْشِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ نِصْفُ الدِّیْنِ۔

۹۶۴۔ نصف زندگی اور دین۔ میانہ روی نصف زندگی ہے، خوش اخلاقی نصف دین ہے۔

۹۶۵۔ اَلْاَکْبَرُ مِنَ الْاِخْوَۃِ بِمَنْزِلَۃِ الْاَبِ۔

۹۶۵۔ بڑا بھائی۔ بڑا بھائی باپ کے برابر ہے۔

۹۶۶۔ اَلْاَکْلُ فِی السُّوْقِ دَنَاءَۃٌ۔

۹۶۶۔ بازار میں کھانا۔ بازار میں کھانا شایانِ شان نہیں۔

۹۶۷۔ اَلْاَکْلُ مَعَ الْخَادِمِ مِنَ التَّوَاضُعِ۔

۹۶۷۔ خادم کے ساتھ کھانا۔ خادم کے ساتھ کھانا انکسار پیدا کرتا ہے۔

۹۶۸۔ اَلْاَمَانَۃُ تَجْلِبُ الرِّزْقَ وَالْخِیَانَۃُ تَجْلِبُ الْفَقْرَ۔

۹۶۸۔ امانت و خیانت کا اثر۔ امانت داری رزق کو بڑھاتی ہے۔ خیانت سے فقر پیدا ہوتا ہے۔

۹۶۹۔ اَلْاَمْنُ وَالْعَافِیَۃُ نِعْمَتَانِ فِیْھِمَا کَثِیْرٌ مَغْبُوْنٌ مِّنَ النَّاسِ۔

۹۶۹۔ امن و عافیت یہ وہ دو نعمتیں ہیں جن سے اکثر لوگ محروم ہیں۔

۹۷۰۔ اَلْاُمُوْرُ کُلُّھَا خَیْرُھَا وَشَرُّھَا مِنَ اللّٰہِ۔

۹۷۰۔ وہی خالق ہے۔ مظاہر خیر و شر کا وہی خالق ہے۔

۹۷۱۔ اَلْاَنَاۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعَجَلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ۔

۹۷۱۔ تاجیل و تعجیل۔ آہستگی و اطمینان اللہ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے۔

۹۷۲۔ اَلْاَیْدِیْ ثَلَاثَۃٌ فَیَدُ اللّٰہِ الْعُلْیَا وَیَدُ الْمُعْطِی الَّتِیْ تَلِیْھَا وَیَدُ السَّائِلِ السُّفْلٰی فَاَعْطِ الْفَضْلَ وَلَا تَعْجِزْ عَنْ نَفْسِکَ۔

۹۷۲۔ تین طرح کے ہاتھ۔ ہاتھ تین طرح کے ہوتے ہیں:
اللہ کا ہاتھ جو سب سے بلند ہے۔
پھر سخی کا ہاتھ جو اللہ کے ہاتھ کے نیچے ہے۔
پھر سائل کا ہاتھ۔ لہٰذا سخاوت کرو اور ہاتھ کو کرم فرمائی سے نہ روکو۔

۹۷۳۔ اَلْاِیْمَانُ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَۃُ۔

۹۷۳۔ ایمان۔ ایمان صبر اور سخاوت کا نام ہے۔

۹۷۴۔ اَلْاِیْمَانُ بِالْقَدَرِ یُذْھِبُ الْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔

۹۷۴۔ تقدیر پر ایمان۔ تقدیر پر ایمان رنج و غم کو ختم کر دیتا ہے۔

۹۷۵۔ اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ

۹۷۵۔ ایمان کی تعریف۔ دل سے اعتقاد، زبان سے اعتراف،

وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ۔

اعضاء سے عمل کرنا، اسی کو تو ایمان کہتے ہیں۔

٩٧٦۔ اَلْاِیْمَانُ نِصْفَانِ نِصْفٌ مِنَ الصَّبْرِ وَنِصْفٌ فِی الشُّکْرِ۔

٩٧٦۔ ایمان کے دو حصے۔ ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ کو صبر، دوسرے حصہ کو شکر کہتے ہیں۔

٩٧٧۔ اَلْاِیْمَانُ وَالْعَمَلُ قَرِیْنَانِ لَا یَصْلُحُ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِلَّا مَعَ صَاحِبِهٖ۔

٩٧٧۔ ایمان و عمل (ایمان عملی) میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔

٩٧٨۔ بَابَانِ مُعَجَّلَانِ عُقُوْبَتُهُمَا فِی الدُّنْیَا اَلْبَغْیُ وَالْعُقُوْقُ۔

٩٧٨۔ دو چیزوں کی سزا۔ دو چیزوں کی سزا دنیا ہی میں جلد مل جاتی ہے۔ بغاوت اور والدین کی نافرمانی۔

٩٧٩۔ بَادِرْ بِاَرْبَعٍ قَبْلَ اَرْبَعٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَحَیَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔

٩٧٩۔ چار چیزوں کو غنیمت سمجھو۔ چار چیزوں کو چار چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو مرض سے پہلے، دولت کو فقر سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے۔

٩٨٠۔ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا اِمَارَةَ السُّفَهَاۤءِ وَکَثْرَةَ الشُّرَطِ وَبَیْعَ الْحُکْمِ وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ وَقَطِیْعَةَ الرَّحِمِ وَنَشْاً یَتَّخِذُوْنَ الْقُرْاٰنَ مَزَامِیْرَ یُقَدِّمُوْنَ اَحَدَهُمْ لِیُغَنِّیَهُمْ وَاِنْ کَانَ اَقَلَّهُمْ فِقْهًا۔

٩٨٠۔ چھ چیزوں سے پہلے۔ چھ چیزوں سے پہلے جو کچھ نیک کام کرنا ہو کر لو۔ بے وقوفوں کی حکومت، شرائط کی کثرت، عہدوں کی خرید و فروخت سے پہلے، قطع رحم اور انسانی جانوں کی بے قدری سے پہلے اور ان لوگوں کے پیدا ہونے سے پہلے جو قرآن کو "بانسری" اور "ساز غنا" کے طور پر استعمال کریں گے اور امامت کے لیے اس کو آگے کریں گے جو فقہ و علم میں چاہے جتنا کم ہو مگر گانے میں سب کا استاد ہو۔

٩٨١۔ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا وَیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا، یَبِیْعُ اَحَدُهُمْ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْیَا قَلِیْلٍ۔

٩٨١۔ ایسا دور آئے گا۔ ان فتنوں سے پہلے جو کالی رات کی طرح سیاہ ہیں جو کچھ نیک کام کرنا ہے کر لو۔ ایسا دور آئے گا جس میں اگر صبح کو انسان مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح تک کافر ہو جائے گا۔ تھوڑی سی دنیا کے لیے دین جیسی عظیم نعمت کا سودا ہو جائے گا۔

٩٨٢۔ بَاکِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا یَتَخَطَّی الصَّدَقَةَ

٩٨٢۔ علی الصبح صدقہ دو۔ صبح کرو صدقہ کے ساتھ کہ یہ بلاؤں کو روکتا ہے۔

٩٨٣۔ بَاکِرُوْا فِیْ طَلَبِ الرِّزْقِ وَالْحَوَائِجِ فَاِنَّ الْغُدُوَّ بَرَکَةٌ وَنَجَاحٌ۔

٩٨٣۔ علی الصبح۔ علی الصبح روزی اور مقاصد کے لیے نکلو کہ صبح کو اٹھنا خیر و برکت لاتا ہے۔

۹۸۴۔ بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَكِرُ اِنْ اَرْخَصَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْاَسْعَارَ حَزِنَ وَاِنْ اَغْلَاهَا اللّٰهُ فَرِحَ ۔

۹۸۴۔ ذخیرہ اندوز کتنا برا ہے۔ کتنا برا آدمی ہے "ذخیرہ اندوز" کہ اگر اللہ نرخ کو گرا دے تو غمگین ہوتا ہے اور اگر نرخ اونچے ہوں تو خوش ہوتا ہے۔

۹۸۵۔ بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْعُرْسِ يُطْعَمُهُ الْاَغْنِيَاءُ وَيُمْنَعُهُ الْمَسَاكِيْنُ ۔

۹۸۵۔ شادی کا کھانا (ولیمہ)۔ شادی کا کھانا (ولیمہ) برا ہوتا ہے جس میں دولت مند تو شریک ہوتے ہیں مگر غرباء محروم رہتے ہیں۔

۹۸۶۔ بِئْسَ الْقَوْمُ قَوْمٌ لَا يُنْزِلُوْنَ الضَّيْفَ ۔

۹۸۶۔ منحوس گھر۔ جہاں مہمان نہ آتے ہوں وہ گھرانہ منحوس ہوتا ہے۔

۹۸۷۔ بِئْسَ الْقَوْمُ قَوْمٌ يَمْشِي الْمُؤْمِنُ فِيْهِمْ بِالتَّقِيَّةِ وَالْكِتْمَانِ ۔

۹۸۷۔ مومن تقیے کے عالم میں۔ وہ لوگ کتنے برے ہیں جن میں مومن تقیے کی حالت میں زندگی گزارے۔

۹۸۸۔ بِحَسْبِ الْمَرْءِ اِذَا رَاٰی مُنْكَرًا لَا يَسْتَطِيْعُ لَهٗ تَغْيِيْرًا اَنْ يَعْلَمَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّهٗ لَهٗ مُنْكِرٌ ۔

۹۸۸۔ ناپسندیدگی کافی ہے۔ جب کوئی شخص "بدی" دیکھے اور وہ اس کو مٹانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کی ناپسندیدگی ہی اللہ کی نگاہ میں اس کو پسندیدہ بنانے کے لیے کافی ہے۔

۹۸۹۔ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يُشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِيْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ

۹۸۹۔ انگلیاں اٹھیں۔ جس شخص کی طرف دنیا انگلیاں اٹھائے اس کے لیے یہی "برائی" کافی ہے۔

۹۹۰۔ بَرِئَ مِنَ الشُّحِّ مَنْ اَدَّی الزَّكٰوةَ وَقَرَی الضَّيْفَ وَاَعْطٰی فِي النَّائِبَةِ ۔

۹۹۰۔ بخل سے بری ہے۔ جو زکوٰۃ ادا کرے، مہمانداری کرتا ہو، سختی میں دوسروں کی مدد کرتا ہو وہ بخل کے عیب سے بری ہے۔

۹۹۱۔ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ يُجْزِئُ عَنِ الْجِهَادِ ۔

۹۹۱۔ مثلِ ثوابِ جہاد۔ ماں باپ سے حسنِ سلوک کا ثواب جہاد کے ثواب کے برابر ہے۔

۹۹۲۔ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ وَالْكِذْبُ يَنْقُصُ الرِّزْقَ وَالدُّعَاءُ يَرُدُّ الْقَضَاءَ ۔

۹۹۲۔ والدین سے نیک سلوک۔ والدین سے حسن سلوک عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ جھوٹ رزق میں کمی کرتا ہے اور دعا قضا کو بھی رد کر دیتی ہے۔

۹۹۳۔ بَرِّدُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ ۔

۹۹۳۔ ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ برکت ہوگی۔

۹۹۴۔ بِرُّوْا اٰبَاءَكُمْ تَبَرَّكُمْ اَبْنَاؤُكُمْ وَعِفُّوْا تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ ۔

۹۹۴۔ تمہاری اولاد تم سے۔ اپنے والدین سے نیکی کرو، تمہاری اولاد تم سے نیکی کرے گی۔ تم پاک دامن رہو، تمہاری عورتیں بھی پاک دامن رہیں گی۔

۹۹۵ - بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِيْ ظُلَمِ اللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

۹۹۵- نورِ تام - رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف جانے والوں کو بشارت دے دو کہ قیامت کے دن ان کو "نورِ تمام" حاصل ہوگا -

۹۹۶ - بُشْرَى الدُّنْيَا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ -

۹۹۶- صالح خواب - صالح خواب دنیا میں بشارت ہے -

۹۹۷ - بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ وَمَنْ خَالَفَ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ -

۹۹۷- سادہ اور آسان دین - مَیں سادہ اور آسان دین لایا ہوں - جو میری سنّت کی مخالفت کرے وہ ہم میں سے نہیں -

۹۹۸ - بُعِثْتُ بِمُدَارَاةِ النَّاسِ -

۹۹۸- خاطر مدارات - مَیں لوگوں کی خاطر داری کے لیے مبعوث ہُوا ہوں -

۹۹۹ - بُلُّوْا اَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ -

۹۹۹- سلام ذریعہ تقرب - اپنے رشتہ داروں سے قریب رہو خواہ سلام ہی کو ذریعہ تقرب بناؤ -

۱۰۰۰ - بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ -

۱۰۰۰- بنیادِ اسلام - اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمہ شہادت پر - نماز پر - زکوٰۃ پر - حج پر اور ماہِ رمضان کے روزوں پر -

۱۰۰۱ - بَيْتٌ لَا صِبْيَانَ فِيْهِ لَا بَرَكَةَ فِيْهِ -

۱۰۰۱- جس گھر میں بچے نہ ہوں - جس گھر میں بچے نہ ہوں اس میں برکت کہاں -

۱۰۰۲ - بَيْنَ الْعَالِمِ وَالْعَابِدِ سَبْعُوْنَ دَرَجَةً -

۱۰۰۲- عالم عابد سے - عالم عابد سے ستّر درجہ بلند ہے -

۱۰۰۳ - بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ -

۱۰۰۳- ترکِ نماز - بندے اور کفر کے درمیان ترکِ نماز کے سوا کوئی فاصلہ نہیں -

۱۰۰۴ - بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْجَنَّةِ سَبْعُ عِقَابٍ اَهْوَنُهَا الْمَوْتُ وَاَصْعَبُهَا الْوُقُوْفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا تَعَلَّقَ الْمَظْلُوْمُوْنَ بِالظَّالِمِيْنَ -

۱۰۰۴- دشوار مرحلہ - بندے اور جنت کے درمیان سات مرحلے ہیں - آسان ترین مرحلہ موت ہے اور دشوار ترین مرحلہ وہ ہوگا جب مظلوم ظالموں کا گریبان پکڑے ہوں گے اور بندہ اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا -

۱۰۰۵ - بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَيَّامُ الْهَرْجِ -

۱۰۰۵- قیامت سے پہلے - قیامت سے پہلے فتنہ و فساد کا دور آئے گا

۱۰۰۶ - بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ -

۱۰۰۶- سیاہ فتنے - قیامت سے پہلے ایسے فتنے اٹھیں گے جو شب دیجور کی طرح سیاہ ہوں گے -

۱۰۰۷ - اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيْءٌ مِنَ الْكِبْرِ -

۱۰۰۷- سلام میں ابتدا - سلام میں ابتدا کرنے والا غرور سے نجات پاتا ہے -

۱۰۰۸ - اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ

۱۰۰۸- بخیل کون؟ بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور

عَلَیَّ ۔

وہ درود نہ بھیجے۔

١٠٠٩۔ اَلْبَذَاءُ شُوْمٌ وَ سُوْءُ الْمَلَکَۃِ لُوْمٌ ۔

١٠٠٩۔ شامت وملامت۔ بد زبانی شامت لاتی ہے اور بد خلقی سے ملامت ملتی ہے۔

١٠١٠۔ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِی الصَّدْرِ وَکَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ۔

١٠١٠۔ گناہ کیا ہے۔ نیکی حسن خلق کا نام ہے۔ گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور جس کی شہرت تجھے پسند نہ آئے۔

١٠١١۔ اَلْبِرُّ لَا یُبْلٰی وَالذَّنْبُ لَا یُنْسٰی وَالدَّیَّانُ لَا یَمُوْتُ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ۔

١٠١١۔ پرانی نہیں ہوتی۔ نیکی پرانی نہیں ہوتی۔ گناہ فراموش نہیں کیا جاتا۔ اللہ کو موت نہیں آئے گی جو چاہو کرو کیونکہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔

١٠١٢۔ اَلْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّ اِلَیْہِ الْقَلْبُ وَاطْمَاَنَّتْ اِلَیْہِ النَّفْسُ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِی النَّفْسِ وَ تَرَدَّدَ فِی الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ۔

١٠١٢۔ نیکی کیا ہے۔ نیکی وہ ہے جس سے دل کو سکون آئے اور اطمینان قلب محسوس ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے، سینے میں اضطراب پیدا کرے۔

١٠١٣۔ اَلْبَرَکَۃُ فِیْ اَکَابِرِنَا فَمَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُجِلَّ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

١٠١٣۔ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے۔ بزرگوں سے برکت ہوتی ہے اور جو ہمارے بزرگوں کی عزت نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

١٠١٤۔ اَلْبَرَکَۃُ فِیْ نَوَاصِی الْخَیْلِ۔

١٠١٤۔ گھوڑوں کی پیشانیاں۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

١٠١٥۔ اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ۔

١٠١٥۔ بزرگوں کے ساتھ۔ تمہارے بزرگوں کے ساتھ برکت ہے۔

١٠١٦۔ اَلْبِطَانَۃُ تُقْسِی الْقَلْبَ۔

١٠١٦۔ زائد کھانا۔ پرخوری سنگدل بناتی ہے۔

١٠١٧۔ اَلْبَغَایَا اللَّاتِیْ یُنْکِحْنَ اَنْفُسَھُنَّ بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ۔

١٠١٧۔ رنڈیوں کے حکم میں۔ جو عورتیں بغیر کسی گواہ کے شادی کریں وہ رنڈیوں کے حکم میں ہیں۔

١٠١٨۔ اَلْبُکَاءُ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَالصُّرَاخُ مِنَ الشَّیْطَانِ

١٠١٨۔ گریہ۔ گریہ رحمت رب ہے اور چیخنا شیطان کی سیرت ہے۔

١٠١٩۔ اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْقَوْلِ مَا قَالَ عَبْدٌ لِشَیْءٍ! لَا وَاللہِ لَا اَفْعَلُہٗ اَبَدًا اِلَّا تَرَکَ الشَّیْطَانُ کُلَّ عَمَلٍ وَوَلَعَ بِذٰلِکَ مِنْہُ حَتّٰی یُؤْثِمَہٗ۔

١٠١٩۔ بلا۔ بلا زبان سے وابستہ رہتی ہے۔ ادھر بندے نے کہا کہ بخدا میں یہ کام کبھی نہیں کروں گا اور ادھر شیطان سارے کام چھوڑ کر اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور وہ کام اس سے کرا کے ہی چھوڑتا ہے۔

١٠٢٠۔ اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ لَوْ اَنَّ رَجُلًا عَیَّرَ رَجُلًا بِرَضَاعِ کَلْبَۃٍ لَرَضَعَھَا۔

١٠٢٠۔ ابتلاء۔ زبان کے ساتھ وابستہ ہے اگر کسی نے کسی کو کتیا کے دودھ پینے سے منع کیا تو منع کرنے والے کے دل میں شدید خواہش دودھ پینے کی پیدا ہو جائے گی۔

١٠٢١۔ اَلْبِلَادُ بِلَادُ اللہِ وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللہِ فَحَیْثُمَا

١٠٢١۔ زمین اللہ کی ہے۔ سارے شہر اللہ کے ہیں اور سب

اَصَبْتَ خَيْرًا فَأَقِمْ۔

بندے خدا کے ہیں جہاں بھی خیر دیکھو مقیم ہو جاؤ۔

۱۰۲۲۔ اَلْبَيْتُ الَّذِي يُقْرَءُ فِيهِ الْقُرْآنُ يَتَرَاءَى لِأَهْلِ السَّمَاءِ كَمَا تَتَرَاءَى النُّجُومُ لِأَهْلِ الْأَرْضِ۔

۱۰۲۲۔ جہاں قرآن پڑھا جائے۔ وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جائے آسمانی مخلوق کے سامنے یوں چمکتا ہے جس طرح ستارے اہلِ زمین کی نگاہ میں درخشاں نظر آتے ہیں۔

۱۰۲۳۔ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ۔

۱۰۲۳۔ جہاں نشانِ سجدہ ہو۔ آگ ابنِ آدم کی ہر چیز کھا جائے گی مگر جن اعضاء پر سجدہ کا نشان ہے اُس پر آگ اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

۱۰۲۴۔ تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَ أَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ إِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ

۱۰۲۴۔ صدقہ کیا ہے۔ برادرِ مومن کو دیکھ کر تبسم کرنا صدقہ ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر صدقہ ہے کسی کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے اور رستہ سے پتھر، کانٹے، ہڈی اٹھا کر پھینک دینا یہ بھی صدقہ ہے۔

۱۰۲۵۔ تَبْنُونَ مَا لَا تَسْكُنُونَ وَ تَجْمَعُونَ مَا لَا تَأْكُلُونَ وَتَأْمُلُونَ مَا لَا تُدْرِكُونَ۔

۱۰۲۵۔ تم۔ تم ایسے گھر بناتے ہو جن میں رہ نہیں پاتے، جمع کرتے ہو مگر اس کو خرچ نہیں کر سکتے، ایسی امیدیں باندھتے ہو جو پوری نہیں ہو سکتیں۔

۱۰۲۶۔ تَجَافَوْا عَنْ ذَنْبِ السَّخِيِّ فَإِنَّ اللّٰهَ آخِذٌ بِيَدِهِ كُلَّمَا عَثَرَ۔

۱۰۲۶۔ سخی کی خطا۔ سخی کی لغزش کو نظر انداز کر دو کیونکہ لغزش کے وقت خدا اس کی دستگیری کرتا ہے۔

۱۰۲۷۔ تَجَافَوْا عَنْ عُقُوبَةِ ذَوِي الْمُرُوَّةِ مَا لَمْ تَكُنْ حَدًّا مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ۔

۱۰۲۷۔ صاحبِ مروّت کو۔ صاحبِ مروت اور عالی مزاج انسان کو حتی الامکان سزا نہ دو۔ ہاں جب شرعی قانون کو وہ توڑے تو ضرور سزا دو۔

۱۰۲۸۔ تَجَاوَزُوا عَنْ ذَنْبِ السَّخِيِّ وَزَلَّةِ الْعَالِمِ وَسَطْوَةِ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى آخِذٌ بِيَدِهِمْ كُلَّمَا عَثَرَ عَاثِرٌ مِنْهُمْ۔

۱۰۲۸۔ جن کی اللہ دستگیری کرتا ہے۔ سخی کی خطا، عالم کی لغزش اور بادشاہِ عادل کی سختی کو نظر انداز کر دو۔ کیونکہ اللہ محلِ خطا پر ان کی دستگیری کرتا ہے۔

۱۰۲۹۔ تَجَاوَزُوا لِذَوِي الْمُرُوَّةِ عَنْ عَثَرَاتِهِمْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَعْثُرُ وَإِنَّ يَدَهُ لَفِي يَدِ اللّٰهِ۔

۱۰۲۹۔ جوانمردوں کی خطا۔ سخیوں کی لغزش کو نظر انداز کر دو کیونکہ بخدا جب ان سے خطا ہوتی ہے تو اللہ تم دستِ کرم ان کی دستگیری کے لیے بڑھاتا ہے۔

۱۰۳۰۔ تَجِدُ الْمُؤْمِنَ مُجْتَهِدًا فِيمَا يُطِيقُ مُتَلَهِّفًا عَلَى مَا لَا يُطِيقُ۔

۱۰۳۰۔ مومن کا محلِ سعی۔ مومن کوشش کرتا ہے اس چیز میں جس کر پانے کا امکان ہو اور جو دسترس سے باہر ہو اس کے لیے اس کے پاس

صرف حسرت ہوتی ہے۔

۱۰۳۱۔ تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَھٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ۔

۱۰۳۱۔ دوغلا۔ بدترین انسان وہ ہے جو بیرت کے طور پر دوغلا ہو کہ ادھر کچھ اور اُدھر کچھ۔

۱۰۳۲۔ تَحَرَّوْا الصِّدْقَ وَاِنْ رَاَیْتُمْ اَنَّ فِیْهِ الْهَلَکَةَ فَاِنَّ فِیْهِ النَّجَاةَ وَاجْتَنِبُوْا الْکِذْبَ وَاِنْ رَاَیْتُمْ اَنَّ فِیْهِ النَّجَاةَ فَاِنَّ فِیْهِ الْهَلَکَةَ۔

۱۰۳۲۔ ہلاکت میں بھی نجات۔ سچائی اختیار کرو اگرچہ اس میں ہلاکت ہی کیوں نہ محسوس کرو کیونکہ اس کی ہلاکت میں بھی نجات ہے اور جھوٹ سے بچو اگرچہ اس میں تم نجات محسوس کر رہے ہو کیونکہ اس کی نجات میں بھی ہلاکت ہے۔

۱۰۳۳۔ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ۔

۱۰۳۳۔ موت تحفہ ہے۔ موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔

۱۰۳۴۔ تَحَفَّظُوْا مِنَ الْاَرْضِ فَاِنَّهَا اُمُّکُمْ وَاِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَحَدٍ عَامِلٍ عَلَیْهَا خَیْرًا اَوْ شَرًّا اِلَّا وَھِیَ مُخْبِرَةٌ بِهٖ۔

۱۰۳۴۔ زمین ماں ہے۔ زمین سے شرم کرو کیونکہ وہ تمھاری ماں ہے اور کوئی شخص اچھا یا برا کام نہیں کرتا مگر یہ کہ زمین اس کو بتا دے گی (قبر میں)

۱۰۳۵۔ تَخَلَّلُوْا فَاِنَّهٗ نَظَافَةٌ وَالنَّظَافَةُ تَدْعُوْا اِلَی الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ مَعَ صَاحِبِهٖ فِی الْجَنَّةِ۔

۱۰۳۵۔ خلال کرو۔ خلال کرو کہ خلال کرنا طہارت و صفائی میں داخل ہے اور طہارت و صفائی ایمان کی طرف لے جاتی ہے اور ایمان انسان کو جنت کی طرف لے جاتا ہے۔

۱۰۳۶۔ تَخَیَّرُوْا لِنُطَفِکُمْ فَانْکِحُوْا الْاَکْفَاءَ وَاَنْکِحُوْا اِلَیْهِمْ۔

۱۰۳۶۔ کفو۔ اپنی نسل کے لیے لڑکیاں منتخب کرو اور کفو سے لڑکیاں لو اور کفو کو لڑکیاں دو۔

۱۰۳۷۔ تَخَیَّرُوْا لِنُطَفِکُمْ فَاِنَّ النِّسَآءَ یَلِدْنَ اَشْبَاهَ اِخْوَانِهِنَّ وَاَخَوَاتِهِنَّ۔

۱۰۳۷۔ عالی خاندان۔ نسل کے لیے اچھے خاندان کو منتخب کرو کیونکہ عورت اپنے بھائی بہنوں کی شباہت اپنی اولاد کو دیتی ہے۔

۱۰۳۸۔ تَدَارَکُوْا الْهُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ بِالصَّدَقَاتِ یَکْشِفُ اللّٰهُ تَعَالٰی ضُرَّکُمْ وَیَنْصُرُکُمْ عَلٰی عَدُوِّکُمْ۔

۱۰۳۸۔ صدقہ سے رنج و غم مٹے گا۔ رنج و غم کو صدقے سے دور کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ صدقہ کی وجہ سے تمھارا دکھ مٹا دے گا اور دشمنوں پر تمھیں کامیاب کرے گا۔

۱۰۳۹۔ تَدَاوَوْا بِاَلْبَانِ الْبَقَرِ فَاِنِّیْ اَرْجُوْا اَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهَا شِفَآءً فَاِنَّهَا تَاْکُلُ مِنْ کُلِّ الشَّجَرِ۔

۱۰۳۹۔ گائے کا دودھ۔ گائے کے دودھ سے علاج کرو کیونکہ اللہ نے اس میں شفا رکھی ہے اور اس میں شفا اس لیے ہے کہ یہ ہر قسم کی سبزی کھاتی ہے۔

۱۰۴۰۔ تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَضَعْ دَآءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ دَوَآءً غَیْرَ دَآءٍ وَاحِدٍ

۱۰۴۰۔ مرض لاعلاج۔ خدا کے بندو علاج کیا کرو کیونکہ اللہ نے کوئی مرض نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ اُس کی دوا پیدا کر دی سوا مرض پیری

الهَرَمِ۔

کے کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔

۱۰۴۱۔ تَدَاوَوْا فَاِنَّ الَّذِیْ اَنْزَلَ الدَّآءَ اَنْزَلَ الدَّوَآءَ۔

۱۰۴۱۔ دوا کرو۔ دوا کرو کیونکہ جس نے مرض پیدا کیا ہے اس نے دوا بھی خلق کی ہے۔

۱۰۴۲۔ تَدْرُوْنَ مَا یَقُوْلُ الْاَسَدُ فِیْ زَئِیْرِہٖ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ لَا تُسَلِّطْنِیْ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَھْلِ الْمَعْرُوْفِ۔

۱۰۴۲۔ شیر کیا کہتا ہے؟ جانتے ہو شیر کچھار میں کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے معبود مجھے کسی نیک آدمی پر مسلّط نہ کرنا۔

۱۰۴۳۔ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِھِمْ وَتَوَادِّھِمْ وَتَعَاطُفِھِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ جَسَدِہٖ بِالسَّھَرِ وَالْحُمّٰی۔

۱۰۴۳۔ ایک جسم کی طرح۔ مومنوں کی محبت، ہمدردی، مہربانی ایک جسم کی طرح ہونا چاہیے کہ اگر جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہو تو ہر عضو اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔

۱۰۴۴۔ تَرْکُ الدُّنْیَا اَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ وَاَشَدُّ مِنْ حَطْمِ السُّیُوْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۱۰۴۴۔ دنیا کا چھوڑنا۔ دنیا کا چھوڑنا ایلوے سے زائد تلخ اور راہِ خدا میں تلوار کے توڑنے سے زائد سخت ہے۔

۱۰۴۵۔ تَرْکُ الْوَصِیَّۃِ عَارٌ فِی الدُّنْیَا وَنَارٌ وَشَنَارٌ فِی الْاٰخِرَۃِ۔

۱۰۴۵۔ عار و نار۔ ترکِ وصیت سے اس دنیا میں عار ملے گی اور اُس دنیا میں نار

۱۰۴۶۔ تَرَکْتُ فِیْکُمْ شَیْئَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَھُمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَاَھْلَبَیْتِیْ وَلَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔

۱۰۴۶۔ دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر ان سے تمسک کرو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ یہ دو چیزیں کتاب الٰہی اور میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں نہیں جدا ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

۱۰۴۷۔ تَزَوَّجُوا النِّسَآءَ فَاِنَّھُنَّ یَاْتِیْنَ بِالْمَالِ۔

۱۰۴۷۔ شادی سے دولت۔ شادی کرو کہ اس سے دولت بڑھتی ہے۔

۱۰۴۸۔ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاَنْبِیَآءَ۔

۱۰۴۸۔ شادی کس سے کرو۔ شادی ایسی عورتوں سے کرو جو محبت والی، زائد بچے جننے والی ہوں کیونکہ میں تمھاری کثرت سے پیغمبروں پر فخر کروں گا۔

۱۰۴۹۔ تَزَوَّجُوْا فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ وَلَا تَکُوْنُوْا کَرُھْبَانِیَّۃِ النَّصَارٰی۔

۱۰۴۹۔ میں فخر کروں گا۔ نکاح کرو تاکہ میں تمھاری کثرت پر دوسری اُمتوں کے سامنے فخر کر سکوں اور راہبوں کی زندگی نہ اختیار کرو۔

۱۰۵۰۔ تَزَوَّجُوْا وَلَا تُطَلِّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ۔

۱۰۵۰۔ طلاق نہ دو۔ نکاح کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ متعدد عورتوں کا مزہ چکھنے والے مردوں کو اور متعدد مردوں کا مزہ چکھنے والی

عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔

۱۰۵۱۔ تَزَوَّجُوْا وَلَا تُطَلِّقُوْا فَاِنَّ الطَّلَاقَ یَھْتَزُّ مِنْہُ الْعَرْشُ۔

۱۰۵۱۔ طلاق سے عرش ہلتا ہے۔ شادی کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ طلاق سے پایہ عرش الٰہی ہلتا ہے۔

۱۰۵۲۔ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً۔

۱۰۵۲۔ سحر خیزی۔ علی الصبح اٹھو کہ اس سے خیر و برکت ہوتی ہے۔

۱۰۵۳۔ تَصَافَحُوْا یَذْھَبِ الْغِلُّ عَنْ قُلُوْبِکُمْ۔

۱۰۵۳۔ مصافحہ۔ مصافحہ کرو کہ اس سے رنجش مٹتی ہے۔

۱۰۵۴۔ تَصَدَّقُوْا فَاِنَّ الصَّدَقَۃَ فَکَاکُکُمْ مِنَ النَّارِ۔

۱۰۵۴۔ صدقہ دو۔ صدقہ دیا کرو۔ صدقہ جہنم سے نجات دلاتا ہے۔

۱۰۵۵۔ تَصَدَّقُوْا فَسَیَاْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ یَمْشِی الرَّجُلُ بِصَدَقَتِہٖ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ یَاْتِیْہِ بِھَا لَوْ جِئْتَ بِھَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُھَا فَاَمَّا الْاٰنَ فَلَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْھَا فَلَا یَجِدُ مَنْ یَّقْبَلُھَا۔

۱۰۵۵۔ عنقریب ایسا زمانہ۔ صدقہ دو۔ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک شخص صدقہ لے کر دوسرے شخص کے پاس جائے گا اور وہ یہ کہے گا کہ اگر آپ کل آتے تو میں لے لیتا مگر آج مجھے اس کی ضرورت نہیں اور ڈھونڈے سے بھی صدقے کا قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔

۱۰۵۶۔ تَصَدَّقُوْا وَلَوْ بِتَمْرَۃٍ فَاِنَّھَا تَسُدُّ مِنَ الْجَائِعِ وَتُطْفِئُ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ۔

۱۰۵۶۔ ایک ہی خرمہ سہی۔ صدقہ دو خواہ ایک خرمہ کیوں نہ ہو کیونکہ یہ بھوک میں کمی کر دیتا ہے اور گناہ کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو

۱۰۵۷۔ تَعَافَوا الْحُدُوْدَ فِیْمَا بَیْنَکُمْ فَمَا بَلَغَنِیْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ۔

۱۰۵۷۔ میں سزا ضرور دوں گا۔ آپس میں ہی ان قضیوں کو طے کر لو جن میں کسی فریق پر حد الٰہی (سزا) قائم ہوتی ہے کیونکہ اگر مجھ تک یہ خبر پہنچی تو میں سزا ضرور دوں گا۔

۱۰۵۸۔ تَعَافَوْا یَسْقُطِ الضَّغَائِنُ بَیْنَکُمْ۔

۱۰۵۸۔ کینے مٹیں۔ ایک دوسرے کو معاف کرتے رہو تاکہ کینے مٹتے رہیں۔

۱۰۵۹۔ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ مُتَشَاحِنَیْنِ اَوْ قَاطِعِ رَحِمٍ۔

۱۰۵۹۔ دوشنبہ۔ دوشنبہ اور جمعرات کو اللہ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور اللہ ہر شخص کے گناہ معاف کر دیتا ہے سوا جھگڑوں اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والوں کے کہ ان کے گناہ معاف نہیں کرتا۔

۱۰۶۰۔ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللّٰہِ وَتُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلَی الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَیَفْرَحُوْنَ

۱۰۶۰۔ جمعرات۔ دوشنبہ اور جمعرات کو اللہ کے سامنے انسانوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور جمعہ کے دن انبیاء اور (مرحوم) والدین کے اعمال سامنے آتے ہیں تو وہ نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور

بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوْهُهُمْ بَيَاضًا وَّ اِشْرَاقًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُؤْذُوْا مَوْتَاكُمْ۔

ان کے چہرہ کی سفیدی اور تابانی بڑھتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو اذیّت نہ دو۔

۱۰۶۱۔ تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ۔

۱۰۶۱۔ آرام و آلام۔ آرام میں اللہ کو یاد رکھو تاکہ آلام میں وہ تمھیں یاد رکھے۔

۱۰۶۲۔ تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِّنْ حَشَفٍ فَاِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ۔

۱۰۶۲۔ شام کو ضرور کھاؤ۔ شام کو کھاؤ خواہ تھوڑی سی کھجوریں ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ شام کو نہ کھانا کمزوری اور ضعف پیدا کرتا ہے۔

۱۰۶۳۔ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ۔

۱۰۶۳۔ اُستاد کا ادب۔ علم حاصل کرو نیز حصولِ علم کے لیے سکون و وقار بھی پیدا کرو اور اپنے استاد سے تواضع و فروتنی کے ساتھ پیش آؤ۔

۱۰۶۴۔ تَعَلَّمُوْا مَا شِئْتُمْ اَنْ تَعْلَمُوْا فَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ اللّٰهُ بِالْعِلْمِ حَتّٰى تَعْمَلُوْا بِمَا تَعْلَمُوْنَ۔

۱۰۶۴۔ علم عمل سے وابستہ ہے۔ جن چیزوں کا علم حاصل کرنا چاہتے ہو حاصل کرو مگر تمھیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا جب تک علم کے ساتھ عمل شریک نہ ہوگا۔

۱۰۶۵۔ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ ثَلَاثٍ فَوَاقِرَ جَارِ سُوْءٍ اِنْ رَّاٰى خَيْرًا كَتَمَهٗ وَاِنْ رَّاٰى شَرًّا اَذَاعَهٗ وَزَوْجَةِ سُوْءٍ اِنْ دَخَلْتَ عَلَيْهَا لَسَنَتْكَ وَاِنْ غِبْتَ عَنْهَا خَانَتْكَ وَاِمَامِ سُوْءٍ اِنْ اَحْسَنْتَ لَمْ يَقْبَلْ وَاِنْ اَسَاْتَ لَمْ يَغْفِرْ۔

۱۰۶۵۔ ہمسایہ، بیوی، امام۔ تین کمر شکن چیزوں سے پناہ مانگو۔ بُرے پڑوسی سے کہ اگر وہ تمھاری کوئی اچھی بات دیکھے گا تو اس کو چھپائے گا اور تمھاری بُرائی کو اچھالے گا۔

(دوسرے) بُری بیوی سے کہ اگر تم اس کے پاس جاؤ گے تو بد زبانی کرے گی اور اگر نہ ہوگے تو خیانت کرے گی۔

(تیسرے) بُرے امام سے کہ تمھاری نیکی کو وہ قبول نہیں کرے گا اور تمھاری غلطی کو وہ معاف نہیں کرے گا۔

۱۰۶۶۔ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ۔

۱۰۶۶۔ اللہ ان چیزوں سے بچائے۔ مصیبت، بدبختی، بُری موت اور دشمنوں کی ملامت سے خدا بچائے۔

۱۰۶۷۔ تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ فِيْ كُلِّ يَوْمِ اِثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ فَيُغْفَرُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ عَبْدٍ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا مَنْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ۔

۱۰۶۷۔ درہائے رحمت کھلتے ہیں۔ دوشنبہ اور جمعرات کو درہائے آسمانِ (رحمت) کھلتے ہیں اور ہر موحّد کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں سوا اس شخص کے جو کسی برادر مومن سے دشمنی رکھتا ہو۔

۱۰۶۸۔ تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابَ لَهٗ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطٰى هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجَ عَنْهُ فَلَا يَبْقٰى مُسْلِمٌ يَدْعُوْا بِدَعْوَةٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ اِلَّا زَانِيَةٌ تَسْعٰى بِفَرْجِهَا اَوْ عَشَّارٌ

۱۰۶۸۔ **نصف شب۔** نصف شب کو درہائے آسمان کھول دیے جاتے ہیں اور ایک منادی ندا کرتا ہے کہ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے ہے کوئی سوال کرنے والا کہ وہ چاہتا ہو کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ ہے کوئی غم زدہ جو غم سے گلوخلاصی چاہتا ہو تو اس وقت ہر مسلمان کی دعا اللہ قبول کرتا ہے سوا زانیہ اور دلال کے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

۱۰۶۹۔ تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَيُسْتَجَابُ الدُّعَآءُ فِيْ اَرْبَعَةِ مَوَاطِنَ ! عِنْدَ الْتِقَآءِ الصُّفُوْفِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعِنْدَ نُزُوْلِ الْغَيْثِ وَعِنْدَ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَعِنْدَ رُؤْيَةِ الْكَعْبَةِ۔

۱۰۶۹۔ **اوقاتِ قبولیتِ دعا۔** چار موقعوں پر درہائے اجابت کھل جاتے ہیں اور دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

(۱) جہاد فی سبیل اللہ میں صف بندی کے وقت۔

(۲) جب بارش ہو رہی ہو۔ (۳) آغازِ نماز اور (۴) دیدار کعبہ کے وقت۔

۱۰۷۰۔ تَفَرَّغُوْا مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّهٗ مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّهٖ اَفْشَى اللّٰهُ ضَيْعَتَهٗ وَجَعَلَ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَمَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ اَكْبَرَ هَمِّهٖ جَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَمْرَهٗ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ۔

۱۰۷۰۔ **نصب العین آخرت ہو۔** جس قدر ہو سکے دنیا کے جھمیلوں سے دور رہنے کی کوشش کرو کیونکہ دنیا کو مقصودِ زندگی بنانے والا اگرچہ مالدار ہوتا ہے مگر فقر کا دھڑکا ہر وقت اسے لگا رہتا ہے اور آخرت کو نصب العین سمجھنے والے کا کارساز خدا ہوتا ہے اور اس کا دل غنی رہتا ہے (خواہ بظاہر وہ فقیر ہو)

۱۰۷۱۔ تَفَكَّرُوْا فِيْ اٰلَآءِ اللّٰهِ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِي اللّٰهِ

۱۰۷۱۔ **اللہ کی ذات میں غور نہ کرو۔** اللہ کی نعمتوں پر غور کرو اس کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

۱۰۷۲۔ تَفَكَّرُوْا فِيْ خَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِي اللّٰهِ فَتَهْلِكُوْا۔

۱۰۷۲۔ **مخلوقات پر غور کرو۔** مخلوقاتِ خدا پر غور کرو۔ ذاتِ الٰہی میں غور نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

۱۰۷۳۔ تَفَكَّرُوْا فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ۔

۱۰۷۳۔ **اللہ کے بارے میں۔** ہر شے کے بارے میں سوچو۔ اللہ کے بارے میں زائد تجسس وتفکر نہ کرو۔

۱۰۷۴۔ تَقَبَّلُوْا لِيْ بِسِتٍّ اَتَقَبَّلْ لَكُمْ بِالْجَنَّةِ اِذَا حَدَّثَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَكْذِبْ وَاِذَا وَعَدَ فَلَا يُخْلِفْ وَاِذَا اؤْتُمِنَ فَلَا يَخُنْ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ۔

۱۰۷۴۔ **تم مجھ سے عہد کرو۔** چھ چیزوں کا تم مجھ سے عہد کرو۔ میں تمھیں جنت لے جانے کا وعدہ کرتا ہوں۔

(۱) بات ہمیشہ سچی کرو (۲) وعدہ کی خلاف ورزی نہ کرو (۳) امانت میں خیانت نہ کرو (۴) اپنی آنکھوں کو نظر بازی سے دور رکھو

اپنے ہاتھوں کو دست درازی نہ کرنے دو یا اپنی عصمت کی حفاظت کرو۔

۱۰۷۵۔ تَقَرَّبُوْا اِلَی اللّٰہِ بِبُغْضِ اَہْلِ الْمَعَاصِیْ وَ الْقَوْہُمْ بِوُجُوْہٍ مُکْفَہِرَّۃٍ وَ تَقَرَّبُوْا اِلَی اللّٰہِ بِالتَّبَاعُدِ مِنْہُمْ۔

۱۰۷۵۔ گنہ گاروں سے سلوک۔ مقرب خداوندی ہونے کے لیے ضروری ہے کہ گنہ گاروں سے نفرت کی جائے۔ ترش روئی کے ساتھ ان سے ملاقات کی جائے اور ان سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

۱۰۷۶۔ تَمَامُ الْبِرِّ اَنْ تَعْمَلَ فِی السِّرِّ عَمَلَ الْعَلَانِیَۃِ۔

۱۰۷۶۔ خیر کامل۔ کامل نیکی یہ ہے کہ علانیہ کام کرنے والا کام پوشیدہ طریقے سے کیا جائے۔

۱۰۷۷۔ تَمَسَّحُوْا بِالْاَرْضِ فَاِنَّہَا بِکُمْ بَرَّۃٌ۔

۱۰۷۷۔ زمین سے مسح۔ زمین سے مسح کرو کہ اس کا تم سے نیک رشتہ ہے۔

۱۰۷۸۔ تَنَاصَحُوْا فِی الْعِلْمِ وَلَا یَکْتُمْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فَاِنَّ الْخِیَانَۃَ فِی الْعِلْمِ اَشَدُّ مِنَ الْخِیَانَۃِ فِی الْمَالِ۔

۱۰۷۸۔ علم کو نہ چھپاؤ۔ علم میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور علم کو دوسروں سے مخفی رکھنے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ خیانتِ علم (اخفا) خیانت مال سے بڑا جرم ہے۔

۱۰۷۹۔ تَنَاکَحُوْا تَکْثُرُوْا فَاِنِّیْ اُبَاہِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

۱۰۷۹۔ نسل بڑھاؤ۔ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ تاکہ قیامت کے دن میں تمھاری کثرت پر فخر کر سکوں۔

۱۰۸۰۔ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔

۱۰۸۰۔ میری آنکھ اور دل۔ میری آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا۔

۱۰۸۱۔ تَنَزَّہُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّۃَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْہُ۔

۱۰۸۱۔ نجاستِ پیشاب سے بچو۔ پیشاب کی نجاست سے آلودہ نہ ہو کیونکہ زائد تر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوگا۔

۱۰۸۲۔ تَنَظَّفُوْا بِکُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَنَی الْاِسْلَامَ عَلَی النَّظَافَۃِ وَ لَنْ یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا کُلُّ نَظِیْفٍ۔

۱۰۸۲۔ جنت میں پاک آدمی ہی جائے گا۔ زائد تر صاف ستھرے رہا کرو کیونکہ اسلام کی بنیاد صفائی اور طہارت پر ہے اور جنت میں پاک و صاف آدمی ہی داخل ہو سکے گا۔

۱۰۸۳۔ تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِہَا وَ لِحَسَابِہَا وَ لِجَمَالِہَا وَ لِدِیْنِہَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ۔

۱۰۸۳۔ دیندار عورت کا انتخاب۔ عورت سے نکاح کی چار چیزیں محرک ہیں۔ مال، جمال، خاندان، دین۔ مگر تم صرف دیندار عورت سے نکاح کرو۔

۱۰۸۴۔ تَوَاضَعْ لِلْمُحْسِنِ اِلَیْکَ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبْشِیًّا وَانْتَصِفْ مِمَّنْ اَسَاءَ اِلَیْکَ وَاِنْ

۱۰۸۴۔ محسن۔ محسن، خواہ غلام حبشی کیوں نہ ہو، اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ اور جو بھی تمھارے ساتھ بدی کرے اس سے انتقام لو، خواہ

كَانَ حُرًّا قُرَشِيًّا ۔

وہ آزاد قرشی کیوں نہ ہو۔

۱۰۸۵۔ تَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تُعَلِّمُوْنَهُ وَلَا تَكُوْنُوْا جَبَابِرَةَ الْعُلَمَآءِ۔

۱۰۸۵۔ شاگرد سے بھی۔ اُستاد کے سامنے بھی متواضع رہو اور شاگرد سے بھی منکسر المزاجی کے ساتھ پیش آؤ۔ متکبر علما جیسے نہ ہو۔

۱۰۸۶۔ تَوَاضَعُوْا وَجَالِسُوا الْمَسَاكِيْنَ تَكُوْنُوْا مِنْ كُبَرَآءِ اللّٰهِ وَتَخْرُجُوْا مِنَ الْكِبْرِ۔

۱۰۸۶۔ مسکینوں کے ساتھ۔ تواضع اختیار کرو اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھو تاکہ خدا کی نگاہ میں بلند ہو اور غرور سے تمہیں نجات مل جائے۔

۱۰۸۷۔ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ

۱۰۸۷۔ میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔ توبہ کرتے رہو میں دن میں کوئی سو بار توبہ کرتا ہوں۔

۱۰۸۸۔ تُوْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الزَّاكِيَةِ قَبْلَ اَنْ تُشْغَلُوْا۔

۱۰۸۸۔ مرنے اور گرفتار ہونے سے پہلے۔ مرنے سے پہلے توبہ کر لو اور گرفتار ہونے سے پہلے نیک اعمال کا ذخیرہ فراہم کر لو۔

۱۰۸۹۔ تَهَادَوْا تَحَابُّوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُضَعِّفُ الْحُبَّ وَتَذْهَبُ بِغَوَائِلِ الصَّدْرِ۔

۱۰۸۹۔ ہدیوں سے کدورت مٹتی ہے۔ ایک دوسرے کو ہدیے پیش کرتے رہو کہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور دل کی کدورت مٹتی ہے۔

۱۰۹۰۔ تَهَادَوْا تَزْدَادُوْا حُبًّا وَهَاجِرُوْا تُوْرِثُوْا اَبْنَآئَكُمْ مَجْدًا وَاَقِيْلُوا الْكِرَامَ عَثَرَاتِهِمْ۔

۱۰۹۰۔ ہدیہ دیتے رہو۔ ایک دوسرے کو ہدیے دیتے رہو کہ یہ محبت میں اضافہ کا سبب ہے اور ہجرت کرو تاکہ تمہاری نسل کو بزرگی حاصل ہو اور اپنے بزرگوں کی لغزشوں کو معاف کرتے رہو۔

۱۰۹۱۔ تَهَادَوْا اِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ۔

۱۰۹۱۔ ہدیہ قبول کرو۔ ایک دوسرے کو ہدیے دو تاکہ دلوں سے کدورت دور ہو اور ہدیہ قبول کرو خواہ بکری کے پائے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰۹۲۔ تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ بِالسَّخِيْمَةِ وَلَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔

۱۰۹۲۔ تحائف کا تبادلہ کرتے رہو۔ ہدیوں کا باہم تبادلہ کرتے رہو کہ اس سے دل کی رنجشیں دور ہوتی ہیں۔ اگر مجھے گائے یا بکری کے (پائے) کی طرف دعوت دی جائے یا اس کا ہدیہ دیا جائے تو میں اسے پسند کروں گا اور قبول کروں گا۔

۱۰۹۳۔ تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُضَعِّفُ الْحُبَّ وَتَذْهَبُ بِغَوَائِلِ الصَّدْرِ۔

۱۰۹۳۔ ہدیہ نفرت کو گھٹاتا ہے۔ ایک دوسرے کو ہدیے پیش کرتے رہو کیونکہ ہدیہ محبت کو بڑھاتا اور نفرت کو گھٹاتا ہے۔

۱۰۹۴۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ وَاِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا لَمْ یَضُرَّهٗ ذَنْبٌ۔

۱۰۹۴۔ توبہ کرنے والا۔ توبہ کرنے والا گناہوں سے بالکل پاک ہوجاتا ہے۔ اور جب اللہ کسی کو اپنا دوست بنالے تو اس کو گناہ ضرر نہیں پہنچاسکتا۔

۱۰۹۵۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ وَالْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الذَّنْبِ وَهُوَ مُقِیْمٌ عَلَیْهِ کَالْمُسْتَهْزِیِٔ بِرَبِّهٖ وَمَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الذُّنُوْبِ مِثْلُ مَنَابِتِ النَّخْلِ۔

۱۰۹۵۔ بے گناہ کی طرح۔ توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہوجاتا ہے اور توبہ کے ساتھ گناہوں پر اصرار اللہ کا مذاق اڑانا ہے جس نے کسی مسلمان کو اذیت پہنچائی اس کے ذمے نخلستان کے درختوں سے زائد گناہ ہوں گے۔

۱۰۹۶۔ اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

۱۰۹۶۔ امین تاجر۔ امین تاجر اور سچا مسلمان روز قیامت شہداء کے زمرہ میں محسوب ہوں گے۔

۱۰۹۷۔ اَلتَّاجِرُ الصَّادِقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ۔

۱۰۹۷۔ سچا تاجر۔ سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ محشور ہوگا۔

۱۰۹۸۔ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ لَا یُحْجَبُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ۔

۱۰۹۸۔ تاجر صادق۔ سچے تاجر پر جنت کے دروازے بند نہیں کیے جائیں گے۔

۱۰۹۹۔ اَلتَّاجِرُ الْجَبَانُ مَحْرُوْمٌ وَالتَّاجِرُ الْجَسُوْرُ مَرْزُوْقٌ۔

۱۰۹۹۔ بزدل تاجر۔ بزدل تاجر محروم رہے گا، دلیر تاجر کامیاب ہوجائے گا۔

۱۱۰۰۔ اَلتَّاجِرُ یَنْتَظِرُ الرِّزْقَ وَالْمُحْتَکِرُ یَنْتَظِرُ اللَّعْنَةَ۔

۱۱۰۰۔ ذخیرہ اندوز کے لیے لعنت۔ تاجر کو رزق اور ذخیرہ اندوز کو لعنت ملے گی۔

۱۱۰۱۔ اَلتَّاَنِّیْ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّیْطٰنِ

۱۱۰۱۔ آہستگی اور عجلت۔ آہستگی اور اطمینان کو اللہ پسند کرتا ہے اور عجلت شیطنت ہے۔

۱۱۰۲۔ اَلتَّحَدُّثُ بِنِعَمِ اللّٰهِ شُکْرٌ وَتَرْکُهٗ کُفْرٌ وَمَنْ لَا یَشْکُرِ الْقَلِیْلَ لَا یَشْکُرِ الْکَثِیْرَ وَمَنْ لَا یَشْکُرِ النَّاسَ لَا یَشْکُرِ اللّٰهَ وَالْجَمَاعَةُ خَیْرٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ۔

۱۱۰۲۔ ذکر نعمت۔ اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ شکر ہے اور ترک بیان نعمت کفر ہے۔ جو قلیل شے کا شکر ادا نہیں کرتا وہ کثیر شے کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا اور جو انسانوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ بھلا اللہ کا کیسے شکر گزار ہوگا۔ اجتماع خیر ہے اور افتراق عذاب۔

۱۱۰۳۔ اَلتَّدْبِیْرُ نِصْفُ الْعَیْشِ۔

۱۱۰۳۔ آدھی زندگی۔ تدبیر نصف زندگی ہے۔

۱۱۰۴۔ وَالتَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ وَالْهَمُّ نِصْفُ الْهَرَمِ

۱۱۰۴۔ نصف عقل۔ دوستی آدھی عقل ہے۔ غم آدھا بڑھاپا ہے

وَذِلَّةُ الْعِيَالِ اَحَدُ الْيَسَارَيْنِ۔

عیال کی کمی نصف تونگری ہے۔

۱۱۰۵۔ اَلتَّذَلُّلُ لِلْحَقِّ اَقْرَبُ اِلَى الْعِزِّ مِنَ التَّعَزُّزِ بِالْبَاطِلِ۔

۱۱۰۵۔ حق کی ذلت۔ حق کی ذلت باطل کی عزت سے بہتر ہے۔

۱۱۰۶۔ اَلتَّسْوِيْفُ شِعَارُ الشَّيْطَانِ يُلْقِيْهِ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

۱۱۰۶۔ سستی۔ سستی شیوۂ شیطان ہے اور وہ چاہتا ہے کہ مومن بھی اس کو اختیار کرے۔

۱۱۰۷۔ اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ وَاسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰى اِلَّا مَا اخْتَلَفَتْ اَجْنَاسُهٗ۔

۱۱۰۷۔ سود خوار کون۔ خرمہ کے عوض خرمہ، گیہوں کے عوض گیہوں، جَو کے عوض جَو، نمک کے عوض نمک، جنس کے عوض جنس دو اور لو اور جو زائد لینے کی خواہش کرے اور کم دے کر زائد لے وہ سود خوار ہوگا لیکن اگر جنس میں اختلاف ہو تو کمی زیادتی ہو سکتی ہے۔

۱۱۰۸۔ اَلتَّوَاضُعُ لَا يَزِيْدُ الْعَبْدَ اِلَّا رِفْعَةً فَتَوَاضَعُوْا يَرْفَعْكُمُ اللّٰهُ وَالْعَفْوُ لَا يَزِيْدُ الْعَبْدَ اِلَّا عِزًّا فَاعْفُوْا يُعِزَّكُمُ اللّٰهُ وَالصَّدَقَةُ لَا يَزِيْدُ الْمَالَ اِلَّا كَثْرَةً فَتَصَدَّقُوْا يَرْحَمْكُمُ اللّٰهُ۔

۱۱۰۸۔ عزت بڑھتی ہے۔ انکسار سے عزت بڑھتی ہے لہٰذا فروتنی اختیار کرو۔ اللہ تمھیں عزت دے گا۔ معاف کر دینے سے وقار بڑھتا ہے عفو اختیار کرو اللہ تمھیں بلند کرے گا۔ صدقہ مال میں اضافہ کرتا ہے۔ صدقہ دو تاکہ اللہ کی نعمتیں اور رحمتیں تم پر نازل ہوں۔

۱۱۰۹۔ اَلتُّؤَدَةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ اِلَّا فِيْ عَمَلِ الْاٰخِرَةِ۔

۱۱۰۹۔ تعجیل کرو۔ آہستگی ہر کام میں بہتر ہے مگر امور آخرت کی تکمیل میں تعجیل بہتر ہے۔

۱۱۱۰۔ اَلتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ وَالسَّمْتُ الْحَسَنُ جُزْءٌ مِنْ اَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

۱۱۱۰۔ نبوت کا $\frac{1}{24}$ حصہ۔ آہستگی، میانہ روی، نیک نامی نبوت کا $\frac{1}{24}$ حصہ ہیں۔

۱۱۱۱۔ اَلتَّوْبَةُ النَّصُوْحُ النَّدَمُ عَلَى الذَّنْبِ حِيْنَ يَفْرُطُ مِنْكَ فَتَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى ثُمَّ لَا تَعُوْدُ اِلَيْهِ اَبَدًا۔

۱۱۱۱۔ کامل توبہ۔ کامل توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں پر پشیمان ہو اور جب تم سے گناہ ہو تو اللہ سے مغفرت کے طلب گار ہو اور پھر اس گناہ کی طرف رخ بھی نہ کرو۔

۱۱۱۲۔ اَلتَّوْبَةُ مِنَ الذَّنْبِ اَنْ لَا تَعُوْدَ اِلَيْهِ۔

۱۱۱۲۔ توبہ کیا ہے۔ توبہ یہ ہے کہ پھر وہ کام کبھی نہ کیا جائے۔

۱۱۱۳۔ ثَلَاثٌ اَحْلِفُ عَلَيْهِنَّ: لَا يَجْعَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ لَهٗ سَهْمٌ فِي الْاِسْلَامِ كَمَنْ لَا سَهْمَ لَهٗ وَاَسْهُمُ الْاِسْلَامِ ثَلَاثَةٌ اَلصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالزَّكٰوةُ وَلَا يَتَوَلَّى اللّٰهُ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا فَيُوَلِّيْهِ غَيْرَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا

۱۱۱۳۔ تین حقیقتیں۔ تین چیزیں اتنی یقینی ہیں کہ ان پر قسم کھائی جا سکتی ہے:

(۱) اللہ کبھی غیر مسلم کو مسلم کے مقام پر فائز نہیں کر سکتا (اور اسلام کے تین حصے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ)۔

(۲) جس کا اللہ والی ہو جائے روز قیامت اس کو وہ دوسرں

يُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا اِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعَهُمْ وَ الرَّابِعَةُ لَوْ حَلَفْتُ عَلَيْهَا رَجَوْتُ اَنْ لَا اِثْمَ - لَا يَسْتُرُ اللّٰهُ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

کے سپرد نہیں کرے گا۔

(۳) انسان جس گروہ کو پسند کرتا ہے خدا اسی گروہ کے ساتھ اس کو محشور کرے گا۔

اور چوتھی چیز بھی اتنی حتمی ہے کہ اگر اُس پر میں قسم کھاؤں تو گنہگار نہ ہوں گا کہ

(۴) اللہ جس بندہ کی دنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے اس کی آخرت میں بھی پردہ پوشی کرے گا۔

۱۱۱۴- ثَلَاثٌ اَعْلَمُ اَنَّهُنَّ حَقٌّ مَا عَفَا اَحَدٌ اِمْرَءً عَنْ مَظْلِمَةٍ اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا عِزًّا وَ مَا فَتَحَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهِ بَابَ مَسْأَلَةٍ يَبْتَغِي بِهَا كَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا فَقْرًا وَ مَا فَتَحَ رَجُلٌ يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ كَثْرَةً

۱۱۱۴- تین چیزیں حق ہیں۔ تین چیزیں حق ہیں:-

(۱) جو کسی کے ظلم و زیادتی کو معاف کرے اللہ اس کی عزت بڑھائے گا۔

(۲) جو سوال کرے گا اللہ اُس کو اور محتاج کرے گا۔

(۳) جو رضائے خدا کے لیے صدقہ دے گا اللہ اس کو کثرتِ مال عطا کرے گا۔

۱۱۱۵- ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ مَا نَقَصَ مَالٌ قَطُّ مِنْ صَدَقَةٍ فَتَصَدَّقُوْا وَلَا عَفَا رَجُلٌ عَنْ مَظْلِمَةٍ ظُلِمَهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا عِزًّا فَاعْفُوْا يَزِدْكُمُ اللّٰهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهِ بَابَ مَسْأَلَةٍ يَسْأَلُ النَّاسَ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ-

۱۱۱۵- تین چیزوں پر قسم کھائی جا سکتی ہے۔ تین چیزیں حق ہیں:- صدقہ مال کو زیادہ کرتا ہے۔ عفو عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ سوال فقر کو بڑھاتا ہے۔

۱۱۱۶- ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِزًّا وَ لَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ فَقْرٍ وَ اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَ عِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيْهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ حَقًّا

۱۱۱۶- صدقہ، ظلم، سوال۔ تین چیزیں حق ہیں:

صدقہ توسیع دولت کا سبب ہوتا ہے۔

ظلم پر صبر عظمت دیتا ہے۔

سوال احتیاج بڑھاتا ہے۔

اور میں تم کو ایک خاص بات بتاتا ہوں اس کو غور سے سنو اور یاد رکھو کہ انسانوں کی چار قسمیں ہیں:

(۱) ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال بھی دیا اور علم بھی اور اس نے تقویٰ کو اپنا شعار اور صلہ رحم کو اپنا وتیرہ بنایا اور خدا کا حق پہچانا۔ یہ سب سے اعلیٰ درجہ کا انسان ہے۔

فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَآءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا يَخْبِطُ فِيْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ مِنَ السَّيِّئَةِ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَآءٌ۔

(۲) دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم دیا مگر مال نہیں دیا اور وہ نیت کا ٹھیک ہے اور وہ یہ کہے کہ کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کی طرح کارِ خیر کرتا تو اس شخص کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس نیک آدمی کو ملے گا جس کی یہ تقلید کرنا چاہتا تھا۔

(۳) تیسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم سے محروم رکھا اور مال سے نوازا اور وہ اپنے مال کو غلط صرف کرے، صلہ رحم نہ کرے، اللہ کے حق کو نہ پہچانے تو یہ شخص ارذل مخلوق ہے۔

(۴) چوتھا وہ شخص جس کو نہ مال ہی اللہ نے دیا اور نہ علم اور وہ یہ کہے کہ کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح کار بد کرتا تو یہ اور اس کا مقلد دونوں گناہوں میں مساوی ہوں گے اور ان دونوں پر گناہ ہوگا۔

۱۱۱۷۔ ثَلَاثَةٌ إِذَا رَأَيْتَهُنَّ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ خَرَابُ الْعَامِرِ وَعِمَارَةُ الْخَرَابِ وَأَنْ يَكُوْنَ الْمَعْرُوْفُ مُنْكَرًا وَالْمُنْكَرُ مَعْرُوْفًا وَأَنْ يَتَمَرَّسَ الرَّجُلُ بِالْأَمَانَةِ تَمَرُّسَ الْبَعِيْرِ بِالشَّجَرَةِ۔

۱۱۱۷۔ دلیل قرب قیامت۔ تین چیزیں قرب قیامت کی دلیل ہیں:۔ (۱) آبادیوں کا اجڑنا (۲) ویرانوں کا آباد ہونا (۳) نیک کا بد ہونا اور بد کا نیک ہوجانا اور عنقریب لوگ امانت سے وہی سلوک کریں گے جو اونٹ درخت کے ساتھ کرتا ہے۔

۱۱۱۸۔ ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى عَوْنُهُمْ۔ اَلْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْأَدَآءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ

۱۱۱۸۔ جن کی اللہ مدد کرتا ہے۔ تین آدمیوں کی اللہ مدد کرتا ہے۔ (۱) مجاہد فی سبیل اللہ کی (۲) اس غلام کی جو اپنی آزادی کی رقم موعودہ ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ (۳) اس طالب نکاح کی جو حفاظت عفت کے لیے نکاح چاہتا ہو۔

۱۱۱۹۔ ثَلَاثَةٌ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ وَاصِلُ الرَّحِمِ يَزِيْدُ اللّٰهُ فِيْ رِزْقِهِ وَيَمُدُّ فِيْ أَجَلِهِ وَامْرَأَةٌ مَاتَ زَوْجُهَا وَتَرَكَ عَلَيْهَا أَيْتَامًا صِغَارًا وَقَالَتْ لَا أَتَزَوَّجُ عَلٰى أَيْتَامِيْ حَتّٰى يَمُوْتُوْا أَوْ يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ وَعَبْدٌ صَنَعَ طَعَامًا فَأَضَافَ ضَيْفَهُ وَ

۱۱۱۹۔ زیر سایہ عرش۔ روز قیامت تین آدمیوں پر سایہ عرش الٰہی ہوگا: (۱) صلہ رحم کرنے والے پر جس کو دنیا میں بھی وسعت رزق و زندگی حاصل ہوتی تھی۔

(۲) اس عورت پر جس کا خاوند چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جائے اور وہ یہ کہے کہ جب تک یہ بچے زندہ ہیں اور بے نیاز امداد نہیں ہو جاتے میں دوسری شادی نہیں کروں گی۔

اَحْسَنَ نَفَقَتَہٗ فَدَعَا عَلَيْہِ الْيَتِيْمَ وَالْمِسْكِيْنَ فَاَطْعَمَهُمْ لِحُبِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

(۳) اس شخص پر جو کھانا پکائے، مہمان کو بلائے اور اس کی اچھی طرح مہمانداری کرے، پھر یتیموں اور مسکینوں کو دعوت طعام دے اور ان کو کھانا کھلائے ۔

۱۱۲۰۔ ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخُبْثَ ۔

۱۱۲۰۔ **محرومِ جنت** ۔ تین آدمیوں پر جنت حرام ہے:

(۱) دائم الخمر (شراب خور)

(۲) عاق شدہ فرزند۔

(۳) دیوث جو اپنی بیوی کی حرام کاری سے واقف ہو اور ناپسندیدگی نہ کرتا ہو۔

۱۱۲۱۔ ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ اٰذَانَهُمْ: اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَاِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهَا كَارِهُوْنَ ۔

۱۱۲۱۔ **نمازِ نامقبول** ۔ تین آدمیوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔

(۱) بھاگے ہوئے غلام کی۔

(۲) اُس عورت کی جس کا شوہر اُس سے ناراض ہو۔

(۳) اُس امامِ قوم کی جس سے اُس کی قوم ناراض ہو۔

۱۱۲۲۔ ثَلَاثَةٌ لَا تَحْرُمُ عَلَيْكَ اَعْرَاضُهُمْ: اَلْمُجَاهِرُ بِالْفِسْقِ وَالْاِمَامُ الْجَائِرُ وَالْمُبْتَدِعُ ۔

۱۱۲۲۔ **عزت نہ کرو** ۔ تین آدمیوں کی عزت نہ کرو۔

(۱) فاسق (۲) امیرِ ظالم (۳) بدعتی کی۔

۱۱۲۳۔ ثَلَاثَةٌ لَا تَسْئَلْ عَنْهُمْ رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَعَصٰى اِمَامَهٗ وَمَاتَ عَاصِيًا وَاَمَةٌ اَوْ عَبْدٌ اَبَقَ مِنْ سَيِّدِهٖ فَمَاتَ وَامْرَاَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهٗ فَلَا تَسْاَلْ عَنْهُمْ ۔

۱۱۲۳۔ **نہ پوچھو** ۔ تین آدمیوں کے متعلق نہ پوچھو (ان کا بُرا حشر ہوگا)

(۱) اُس شخص کے متعلق جس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور اپنے امام کی نافرمانی کی اور موت گناہ کرتے آگئی۔

(۲) وہ غلام یا لونڈی جو اپنے آقا سے بھاگ گیا ہو، پھر اس کا انتقال اسی حالتِ فرار میں ہوگیا ہو۔

(۳) وہ عورت جس کا شوہر اُس سے دور تھا مگر وہ اس کے اخراجات برداشت کرتا رہا، پھر وہ اس کی عدم موجودگی میں بناؤ سنگھار کرتی رہی۔

۱۱۲۴۔ ثَلَاثَةٌ لَا يُجِيْبُهُمْ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ نَزَلَ بَيْتًا خَرِبًا وَرَجُلٌ نَزَلَ عَلٰى طَرِيْقِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ اَرْسَلَ دَابَّتَهٗ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوا اللهَ اَنْ يَحْبِسَهَا ۔

۱۱۲۴۔ **اللہ نہیں سُنے گا** ۔ تین آدمیوں کی اللہ نہیں سنتا:

اُس شخص کی جو غیر آباد مقام میں مقیم ہو۔

وہ شخص جو رستہ میں فروکش ہو اور اُس شخص کی جو اپنے جانور

کو کھلا چھوڑ دے پھر اللہ سے یہ خواہش کرے کہ وہ اس کی نگرانی کرے۔

۱۱۲۵۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَحْجُبُوْنَ النَّارَ اَلْمَنَّانُ وَ عَاقُّ وَالِدِهٖ وَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ۔

۱۱۲۵۔ تین جہنمی۔ تین آدمی جہنمی ہیں:
احسان جتلانے والا، دوسرے وہ جس کے باپ نے اسے عاق کر دیا ہو، تیسرے دائم الخمر۔

۱۱۲۶۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَ قَاطِعُ الرَّحِمِ وَ مُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ۔

۱۱۲۶۔ جادو کی تصدیق کرنے والا۔ تین آدمی داخل جنت نہ ہوں گے (۱) دائم الخمر (۲) قاطع رحم اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔

۱۱۲۷۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَرُدُّ اللهُ دُعَاءَهُمُ الذَّاكِرُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَ الْمَظْلُوْمُ وَ الْاِمَامُ الْمُقْسِطُ۔

۱۱۲۷۔ دعا مسترد نہیں ہوتی۔ تین آدمیوں کی دعا مسترد نہیں ہوتی۔ (۱) اللہ کو بہت یاد کرنے والے کی (۲) مظلوم کی اور (۳) منصف امام کی۔

۱۱۲۸۔ ثَلَاثَةٌ لَا يُرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ رَجُلٌ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَ رَجُلٌ كَذَبَ عَلَيَّ وَ رَجُلٌ كَذَبَ عَلٰى عَيْنَيْهِ۔

۱۱۲۸۔ خوشبو نہ سونگھ سکیں گے۔ تین آدمی جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکیں گے۔ وہ شخص جو اپنے باپ کے بجائے کسی دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب کرے اور وہ جو مجھ پر تہمت لگائے اور وہ جو اپنے شاہد کی تردید کرے۔

۱۱۲۹۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ ذُو الشَّيْبَةِ فِي الْاِسْلَامِ وَ ذُو الْعِلْمِ وَ اِمَامٌ مُقْسِطٌ۔

۱۱۲۹۔ سوا منافق کے۔ تین آدمی ایسے ہیں جن کی تحقیر سوا منافق کے کوئی اور نہیں کرے گا۔
(۱) اس شخص کی جس کے بال حالتِ اسلام میں سفید ہوئے ہوں (۲) عالم اور (۳) امام منصف کی۔

۱۱۳۰۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللهُ لَهُمْ صَلٰوةً وَ لَا تَرْفَعُ لَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ حَسَنَةً اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ وَ الْمَرْاَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا حَتّٰى يَرْضٰى وَ السُّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَا۔

۱۱۳۰۔ نیکیاں قبول نہیں کرتا۔ تین آدمیوں کی اللہ نماز اور نیکیاں قبول نہیں کرتا۔
(۱) بھاگے ہوئے غلام کی (۲) شوہر کو ناراض کرنے والی عورت کی (۳) نشہ میں بدمست کی۔

۱۱۳۱۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱۱۳۱۔ کوئی شے قبول نہیں کرتا۔ تین آدمیوں کی کوئی شے خدا قبول نہیں کرتا (۱) عاق شدہ کی (۲) احسان جتلانے والے کی (۳) منکرِ

صَرْفًا وَلَا عَدْلًا عَاقٌّ وَمَنَّانٌ وَمُكَذِّبٌ بِالْقَدَرِ۔

تقدیر کی۔

۱۱۳۲۔ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَتِهٖ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اشْتَرَيْتُ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَائِهٖ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَلْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ۔

۱۱۳۲۔ اللہ بات بھی نہ کرے گا۔ تین آدمیوں سے اللہ روزِ قیامت بات بھی نہیں کرے گا۔

(۱) اُس شخص سے جو اپنی جنس کی قیمت قیمتِ خرید سے زائد بتائے اور اس پر جھوٹی قسم کھائے۔

(۲) دوسرے وہ جو جھوٹا حلف مالِ مسلم کے غصب کرنے کے لیے اٹھائے۔

(۳) تیسرے اُس شخص سے جس کے پاس فالتو پانی ہو اور وہ دوسروں کو نہ دے۔ اللہ کہے گا کہ جس طرح تو نے اس چیز کے دینے سے ہاتھ روکا جس میں تیری کاوشوں کو دخل نہ تھا اسی طرح آج میں بھی اپنا فضل وعطا تجھ سے روک لوں گا۔

۱۱۳۳۔ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ۔

۱۱۳۳۔ پیرِ زانی۔ تین آدمیوں سے اللہ روزِ قیامت کلام نہ کرے گا اور ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ پیرِ زانی کو، کاذب بادشاہ کو، فقیر متکبّر کو۔

۱۱۳۴۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْتَقِمُوْنَ مِنْ ثَلَاثَةٍ حُرٌّ مِنْ عَبْدٍ وَعَالِمٌ مِنْ جَاهِلٍ وَقَوِيٌّ مِنْ ضَعِيْفٍ

۱۱۳۴۔ انتقام نہ لو۔ تین آدمیوں کو تین شخصوں سے انتقام نہ لینا چاہیے۔ آزاد کو غلام سے، عالم کو جاہل سے، قوی کو ضعیف سے۔

۱۱۳۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ غَدًا شَيْخٌ زَانٍ وَرَجُلٌ اتَّخَذَ الْاَيْمَانَ بِضَاعَةً يَحْلِفُ مِنْ كُلِّ حَقٍّ وَبَاطِلٍ وَفَقِيْرٌ مُخْتَالٌ يَزْهُو۔

۱۱۳۔ نگاہِ کرم نہیں ڈالے گا۔ تین آدمیوں پر اللہ روزِ قیامت نگاہِ کرم نہیں ڈالے گا۔ پیرِ زانی پر، دوسرے ہر حق و باطل کے معاملے میں قسم کھانے والے پر، تیسرے فقیرِ متکبر و مغرور پر۔

۱۱۳۶۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ وَالدَّيُّوْثُ۔

۱۱۳۶۔ مرد نما عورت۔ تین آدمی محرومِ نگاہ لطفِ الٰہی رہیں گے (۱) عاق شدہ فرزند (۲) مرد نما عورت (۳) دیوث۔

۱۱۳۷۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اُشَيْمِطٌ زَانٍ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ وَرَجُلٌ جَعَلَ اللّٰهُ

۱۱۳۷۔ خرید و فروخت پر قسم کھانے والا۔ تین آدمی محرومِ نگاہ اور اللہ ان کو عذابِ الیم میں مبتلا کرے گا۔

پیرِ زانی کو، دوسرے فقیرِ متکبر کو، تیسرے اس شخص کو جو ہر خرید و فروخت پر قسم کھاتا ہے۔

بِضَاعَتَنَا لَا يَشْتَرِي اِلَّا بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَبِيْعُ
اِلَّا بِيَمِيْنِهٖ۔

۱۱۳۸۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْفَعُ مَعَهُنَّ عَمَلٌ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ
وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ۔

۱۱۳۹۔ ثَلَاثَةٌ مِنَ السَّعَادَةِ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الشَّقَاءِ
فَمِنَ السَّعَادَةِ اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ تَرَاهَا
فَتُعْجِبُكَ وَتَغِيْبُ عَنْهَا فَتَاْمَنُهَا عَلٰى نَفْسِهَا
وَمَالِكَ وَالدَّآبَّةُ تَكُوْنُ وَطِيْئَةً فَتُلْحِقُكَ
بِاَصْحَابِكَ وَالدَّارُ تَكُوْنُ وَاسِعَةً كَثِيْرَةَ
الْمَرَافِقِ وَمِنَ الشَّقَاءِ اَلْمَرْاَةُ تَرَاهَا
فَتَسُوْءُكَ وَتَحْمِلُ لِسَانَهَا عَلَيْكَ وَاِنْ
غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَاْمَنْهَا عَلٰى نَفْسِهَا وَمَالِكَ
وَالدَّآبَّةُ تَكُوْنُ قَطُوْفًا فَاِنْ ضَرَبْتَهَا
اَتْعَبَتْكَ وَاِنْ تَرَكْتَهَا لَمْ تُلْحِقْكَ بِاَصْحَابِكَ
وَالدَّارُ تَكُوْنُ ضَيِّقَةً قَلِيْلَةَ الْمَرَافِقِ۔

۱۱۴۰۔ ثَلَاثَةٌ مَنْ قَالَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ مَنْ رَضِيَ
بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا
وَالرَّابِعَةُ لَهَا مِنَ الْفَضْلِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ وَهِيَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ
وَجَلَّ۔

۱۱۴۱۔ ثَلَاثَةٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ يَسْتَكْمِلُ اِيْمَانَهٗ
رَجُلٌ لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَلَا
يُرَائِيْ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهٖ وَاِذَا عُرِضَ عَلَيْهِ
اَمْرَانِ اَحَدُهُمَا لِلدُّنْيَا وَالْاٰخَرُ لِلْاٰخِرَةِ
اِخْتَارَ اَمْرَ الْاٰخِرَةِ عَلَى الدُّنْيَا۔

۱۱۳۸۔ نیکی نفع نہیں دیتی۔ تین گناہ وہ ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی نیکی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ شرک باللہ، والدین کی نافرمانی، جہاد سے فرار۔

۱۱۳۹۔ عورت، سواری، گھر۔ تین چیزیں خوش بختی کی علامت ہیں اور تین چیزیں بدبختی کی۔

خوش بختی یہ ہے کہ عورت نیک ہو، اس کے دیدار سے مسرت ہو اور شوہر کی عدم موجودگی میں وہ اُس کی عزت کی حفاظت کرے۔ دوسرے اچھی سواری جو دوستوں سے ملاقات کا ذریعہ بنتی ہے۔ تیسرے وسیع اور کشادہ گھر۔

اور وہ تین چیزیں جو بدبختی کی علامت ہیں یہ ہیں:

پہلے وہ عورت ہے جس کا دیدار تکلیف دہ ہو، زبان جس کی بے لگام ہو اور اگر تم گھر سے چلے جاؤ تو وہ تمہاری "امانتوں" کی حفاظت نہ کرے۔ دوسرے وہ کند رفتار سواری کہ اگر اس کو مارو تو تمہیں تکلیف پہنچائے اور اگر اپنے حال پر چھوڑ دو تو منزل تک نہ لے جائے۔ تیسرے وہ گھر جس میں گنجائش اور وسعت نہ ہو۔

۱۱۴۰۔ تین چیزوں کا اعتراف۔ تین چیزوں کے اعتراف واقرار سے بندہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(۱) خدا کو اپنا رب سمجھنے سے (۲) اسلام کو اپنا دین جاننے سے
(۳) محمد مصطفےٰ کو اپنا رسول تسلیم کرنے سے۔

اور ہاں چوتھی چیز جہاد ہے جس کی فضیلت ارض وسما کی وسعتوں سے بھی زائد ہے اور یہ بھی دخولِ جنت کا سبب ہے۔

۱۱۴۱۔ تکمیل ایمان۔ تین صفتیں ایمان کو کامل بنا دیتی ہیں اور انسان کامل الایمان ہو جاتا ہے۔

پہلے یہ کہ کارِ حق میں کسی ملامت کی پروا نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ اپنے عمل کی کسی چیز پر نگاہ نہ ڈالے۔ تیسرے یہ کہ جب دو کام بیک وقت سامنے آجائیں، ایک آخرت کا کام ہو اور دوسرا دنیا کا تو وہ امر آخرت کو کارِ دنیا پر ترجیح دے۔

۱۱۴۲۔ ثَلَاثَةٌ مِنْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ عِنْدَ اللهِ اَنْ تَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَ تُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ وَ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ ۔

۱۱۴۲۔ تین صفتیں خدا کو بہت پسند ہیں۔ تین صفتوں کو خدا بہت عظیم سمجھتا ہے:

درگزری ظالم سے۔

جود و بخشش محروم کرنے والے پر۔

صلہ رحم قاطع الرحم کے ساتھ۔

۱۱۴۳۔ ثَلَاثَةٌ مَوَاطِنَ لَا تُرَدُّ فِيهَا دَعْوَةُ عَبْدٍ رَجُلٌ يَكُوْنُ فِي بَرِيَّةٍ حَيْثُ لَا يَرَاهُ اَحَدٌ اِلَّا اللهُ فَيَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ وَ رَجُلٌ يَكُوْنُ مَعَهُ فِئَةٌ فَيَفِرُّ عَنْهُ اَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُ وَ رَجُلٌ يَقُوْمُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ ۔

۱۱۴۳۔ جہاں دعا رد نہیں ہوتی۔ تین محل ایسے ہیں جہاں دعا رد نہیں ہوتی (۱) انسان ایک ایسے بیابان میں ہو جہاں اللہ کے سوا اس کو کوئی اور نہ دیکھ رہا ہو اور اس وقت وہ کھڑا ہو اور نماز پڑھے (پھر دعا کرے۔

(۲) جس وقت جنگ میں تمام ساتھی بھاگ گئے ہوں اور وہ تن تنہا میدان میں کھڑا ہو (پھر دعا کرے)۔

(۳) جب بندہ آدھی رات کے وقت دعا کرے۔

۱۱۴۴۔ ثَلَاثَةٌ هُمْ حُدَّاثُ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ لَمْ يَمْشِ بَيْنَ اِثْنَيْنِ بِمِرَاءٍ قَطُّ وَ رَجُلٌ لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِزِنًا قَطُّ وَ رَجُلٌ لَمْ يَخْلِطْ كَسْبَهُ بِرِبًا قَطُّ

۱۱۴۴۔ شرف ہم کلامی حاصل کریں گے۔ تین شخص قیامت میں خدا سے شرف ہم کلامی حاصل کریں گے،

(۱) وہ شخص جس نے کبھی ایک کی دوسرے سے چغل خوری نہ کی ہو۔

(۲) وہ شخص جس کے دل میں کبھی زنا کا خیال نہ آیا ہو۔

(۳) وہ شخص جس نے اپنی کمائی کو کبھی سود سے آلودہ نہ کیا ہو۔

۱۱۴۵۔ ثَلَاثَةٌ يَتَحَدَّثُوْنَ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ اٰمِنِيْنَ وَ النَّاسُ فِي الْحِسَابِ رَجُلٌ لَمْ تَاْخُذْهُ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ وَ رَجُلٌ لَمْ يَمُدَّ يَدَيْهِ اِلٰى مَا لَا يَحِلُّ لَهُ وَ رَجُلٌ لَمْ يَنْظُرْ اِلٰى مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ ۔

۱۱۴۵۔ عرش الٰہی کے زیر سایہ۔ قیامت کے دن لوگ حساب کتاب میں غرق ہوں گے اور تین آدمی ایسے ہوں گے جو عرش الٰہی کے زیر سایہ امن سے گفتگو کر رہے ہوں گے۔

(۱) وہ آدمی جو حق کے سلسلہ میں کسی ملامت کی پروا نہ کرتا ہو۔

(۲) وہ آدمی جس نے حرام کی طرف کبھی ہاتھ نہ بڑھایا ہو۔

(۳) وہ آدمی جس نے محرمات کی طرف کبھی نگاہ نہ اٹھائی ہو۔

۱۱۴۶۔ ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُوْا كِتَابَ اللهِ وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهِ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهِ وَ رَجُلٌ

۱۱۴۶۔ محبوبانِ خدا۔ تین آدمیوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے:

(۱) اس شخص کو جو رات کے وقت اٹھ کر تلاوتِ قرآن پاک کرے۔

كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ أَصْحَابُهٗ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ۔

(۲) اُس شخص کو جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور اُس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

(۳) اُس شخص کو جس کے ساتھی اسے میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور وہ تن تنہا دشمن کی طرف بڑھ رہا ہو۔

۱۱۴۷۔ ثَلَاثَةٌ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهٗ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا وَرَجُلٌ كَانَ لَهٗ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ وَرَجُلٌ اٰتٰى سَفِيْهًا مَالَهٗ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ۔

۱۱۴۷۔ مال بے وقوفوں کو نہ دو۔ تین آدمیوں کی دعا اللہ قبول نہیں کرتا۔ (۱) اُس آدمی کی جس کی بیوی بدکار ہو اور وہ اسے طلاق نہ دیتا ہو۔

(۲) اُس آدمی کی جو کسی کو اپنا مال دے اور کسی کو گواہ نہ بنائے۔

(۳) اُس آدمی کی جو اپنا مال بے وقوفوں کے سپرد کر دے حالانکہ خدا فرما چکا ہے کہ اپنا مال بے وقوفوں کو نہ دینا۔

۱۱۴۸۔ ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرُدَّ لَهُمْ دَعْوَةً الصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ وَالْمَظْلُوْمُ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَالْمُسَافِرُ حَتّٰى يَرْجِعَ

۱۱۴۸۔ صائم، مظلوم، مسافر۔ تین آدمیوں کی دعا خدا رد نہیں کرتا

(۱) روزہ دار کی جب تک افطار نہ کرے۔

(۲) مظلوم کی جب تک ظلم سے اس کو نجات نہ ہو جائے۔

(۳) مسافر کی جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ آ جائے۔

۱۱۴۹۔ ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالسِّوَاكُ وَالطِّيْبُ۔

۱۱۴۹۔ تین چیزیں لازم ہیں۔ تین چیزیں مسلمان پر لازم ہیں: غسل جمعہ، مسواک، خوشبو کا استعمال۔

۱۱۵۰۔ ثَلَاثُ خِصَالٍ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِي الدُّنْيَا اَلْجَارُ الصَّالِحُ وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيْئُ۔

۱۱۵۰۔ خوش نصیب مسلمان۔ وہ مسلمان خوش نصیب ہے جس کو یہ تین چیزیں مل جائیں۔

(۱) نیک ہمسایہ (۲) وسیع گھر (۳) خوش رفتار سواری۔

۱۱۵۱۔ ثَلَاثُ خِلَالٍ مَنْ لَمْ تَكُنْ فِيْهِ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ الْكَلْبُ خَيْرًا مِنْهُ وَرَعٌ يَحْجُزُهٗ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَوْ حِلْمٌ يَرُدُّ بِهٖ جَهْلَ جَاهِلٍ اَوْ حُسْنُ خُلُقٍ يَعِيْشُ بِهٖ فِي النَّاسِ۔

۱۱۵۱۔ کتا بھی بہتر ہے۔ تین صفتیں اگر آدمی میں نہ ہوں تو اُس سے کتا بھی بہتر ہے۔

(۱) تقویٰ جس کی بدولت وہ حرام چیزوں سے محفوظ رہے۔

(۲) صبر، جس سے جاہل کی جہالت کو دفع کرے۔

(۳) حسن اخلاق جس کے ذریعہ وہ لوگوں کے ساتھ زندگی گزار سکے۔

۱۱۵۲۔ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ

۱۱۵۲۔ دعائے مظلوم، مسافر، پدر۔ اللہ تین آدمیوں کی دعا ضرور

فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَ دَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ۔

قبول کرتا ہے۔
(۱) مظلوم کی دعا۔
(۲) مسافر کی دعا۔
(۳) باپ کی بیٹے کے حق میں دعا۔

۱۱۵۳۔ ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ الْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ وَ الْمُقَارَضَةُ وَ إِخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ لِلْبَيْتِ لَا لِلْبَيْعِ۔

۱۱۵۳۔ برکت ہوتی ہے۔ تین چیزوں سے برکت ہوتی ہے۔
(۱) بیع نسیہ سے۔
(۲) قرض دینے سے۔
(۳) گیہوں میں جَو ملانے سے بشرطیکہ ایسا گھر کے لیے کیا گیا ہو فروخت کے لیے نہیں۔

۱۱۵۴۔ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهُنَّ الصَّلٰوةُ إِذَا أَتَتْ وَ الْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَ الْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُوًا۔

۱۱۵۴۔ تاخیر نہ کرو۔ تین چیزوں میں تاخیر نہ کیا کرو۔
(۱) نماز میں۔
(۲) جنازہ میں۔
(۳) بیوہ کی شادی میں (جب اتفاق سے کوئی کفو مل جائے)

۱۱۵۵۔ ثَلَاثٌ لَازِمَاتٌ لِأُمَّتِي سُوْءُ الظَّنِّ وَ الْحَسَدُ وَ الطِّيَرَةُ فَإِذَا ظَنَنْتَ فَلَا تُحَقِّقْ وَ إِذَا حَسَدْتَ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَ إِذَا تَطَيَّرْتَ فَامْضِ۔

۱۱۵۵۔ تین خرابیاں ہوں گی۔ میری امت میں تین خرابیاں ضرور ہوں گی
(۱) بدگمانی۔
(۲) حسد۔
(۳) تفاؤل (شگون لینا)۔
لہٰذا جب تمھیں کسی سے بدگمانی ہو تو اس کو حقیقت نہ سمجھنا۔
اور جب تمھارے دل میں حسد پیدا ہو تو تم استغفار کرنا۔
اور جب تم کوئی بدشگونی محسوس کرو تو اس کو بالکل نظر انداز کر کے گزر جاؤ۔

۱۱۵۶۔ ثَلَاثَةٌ لَا يَجُوزُ اللَّعِبُ فِيهِنَّ الطَّلَاقُ وَ النِّكَاحُ وَ الْعِتْقُ۔

۱۱۵۶۔ یہ مذاق نہیں[۱]۔ تین چیزیں ہنسی ٹھٹھا نہیں۔
طلاق۔ نکاح اور غلام کو آزاد کرنا۔

۱۱۵۷۔ ثَلَاثٌ لَيْسَ لِأَحَدِ النَّاسِ فِيهِنَّ رُخْصَةٌ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا وَ الْوَفَاءُ

۱۱۵۷۔ ناقابل ترک۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن کو ترک نہیں کیا جا سکتا:
(۱) نیکی والدین کے ساتھ (خواہ وہ کافر کیوں نہ ہوں)۔

---

[۱] اگر مذاق سے کہے گا جب بھی احکام مترتب ہو جائیں گے۔ ۱۲

بِالْعَهْدِ لِمُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ وَالْأَمَانَةُ إِلَى مُسْلِمٍ كَانَ أَوْ كَافِرٍ۔

(۲) وفائے عہد خواہ جس سے عہد کیا ہو وہ کافر کیوں نہ ہو۔

(۳) امانتداری (خواہ مالک امانت کافر کیوں نہ ہو)۔

۱۱۵۸۔ ثَلَاثٌ مُعَلَّقَاتٌ بِالْعَرْشِ الرَّحِمُ تَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي بِكَ فَلَا أُقْطَعُ وَالْأَمَانَةُ تَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي بِكَ فَلَا أُخْتَانُ وَالنِّعْمَةُ تَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي بِكَ فَلَا أُكْفَرُ۔

۱۱۵۸۔ رحم، امانت، نعمت: تین چیزیں پایہ عرش الٰہی تھام کر کہتی ہیں: رحم کہتا ہے کہ بار الٰہا میں تجھ سے وابستہ ہوں تو مجھے قطع نہ کیا جائے۔ امانت کہتی ہے میں تیری ہوں مجھ میں خیانت نہ کی جائے نعمت کہتی ہے میں تجھ سے ربط رکھتی ہوں لہٰذا میرا کفران نہ کیا جائے۔

۱۱۵۹۔ ثَلَاثٌ مِنْ أَبْوَابِ الْبِرِّ سَخَاءُ النَّفْسِ وَطِيبُ الْكَلَامِ وَالصَّبْرُ عَلَى الْأَذَى۔

۱۱۵۹۔ نیکی کے دروازے: تین صفتیں صفات حسنہ میں داخل ہیں: جانبازی، خوش گفتاری، بردباری۔

۱۱۶۰۔ ثَلَاثٌ مِنْ أَخْلَاقِ الْإِيمَانِ مَنْ إِذَا غَضِبَ لَمْ يُدْخِلْهُ غَضَبُهُ فِي بَاطِلٍ وَمَنْ إِذَا رَضِيَ لَمْ يُخْرِجْهُ رِضَاهُ مِنْ حَقٍّ وَمَنْ إِذَا قَدَرَ لَمْ يَتَعَاطَ مَا لَيْسَ لَهُ۔

۱۱۶۰۔ ایمان کے اعلیٰ صفات: تین خصلتیں ایمان کے اعلےٰ صفات میں سے ہیں۔

(۱) غصہ کے وقت غیظ و غضب باطل کی راہ پر گامزن نہ ہو جائے۔

(۲) انسان کی رضا اسے حق سے دور نہ کردے۔

(۳) قدرت و اختیار ہوتے ہوئے غیر کی چیز کی طرف دست درازی نہ کرے۔

۱۱۶۱۔ ثَلَاثٌ مِنَ الْإِيمَانِ: الْإِنْفَاقُ مِنَ الْإِقْتَارِ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ۔

۱۱۶۱۔ ایمان کی نشانیاں: تین چیزیں ایمان کی علامت ہیں:

(۱) تنگدستی میں سخاوت کرنا۔

(۲) عالم کو سلام کرنا۔

(۳) اپنے خلاف فیصلہ کرنا۔

۱۱۶۲۔ ثَلَاثٌ مَنْ أُوتِيَهُنَّ فَقَدْ أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ آلُ دَاوُدَ الْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَخَشْيَةُ اللّٰهِ تَعَالَى فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ۔

۱۱۶۲۔ آل داؤد: تین صفات وہ ہیں جو آل داؤد کو اللہ نے عطا کیں:

(۱) حالت غضب میں بھی انصاف سے نہ ہٹنا۔

(۲) حالت فقر میں بھی تسلیم و رضا اور میانہ روی سے نہ ہٹنا۔

(۳) پوشیدہ اور علانیہ دونوں صورتوں میں خدا سے ڈرنا۔

۱۱۶۳۔ ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ: تَكُفُّ لِسَانَكَ وَتَبْكِي عَلَى خَطِيئَتِكَ وَيَسَعُكَ بَيْتُكَ۔

۱۱۶۳۔ مصیبتوں سے نجات دلانے والی: تین چیزیں بہت سی مصیبتوں سے نجات دلاتی ہیں:

(۱) زبان کی روک تھام۔

(۲) گناہوں پر گریہ ندامت۔

(۳) گوشہ نشینی۔

۱۱۶۴۔ ثَلَاثٌ مِنْ حَقَائِقِ الْإِيمَانِ الْإِنْفَاقُ مِنَ الْإِقْتَارِ وَإِنْصَافُكَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِكَ وَبَذْلُ الْعِلْمِ لِلْمُتَعَلِّمِ۔

۱۱۶۴۔ ایمان کی حقیقت۔ تین صفتیں ایمان کی حقیقت ہیں

(۱) تنگدستی میں سخاوت۔

(۲) اپنے خلاف فیصلہ۔

(۳) متعلم کو تعلیم دینا۔

۱۱۶۵۔ ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْ يُعِينَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ۔ مَنْ سَعَى فِي فِكَاكِ رَقَبَتِهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْ يُعِينَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ وَمَنْ تَزَوَّجَ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْ يُعِينَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ وَمَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعِينَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ

۱۱۶۵۔ اللہ پر اعتماد کر کے۔ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اللہ پر اعتماد و بھروسہ کر کے کی جائیں تو اللہ ان میں ضرور مدد کرتا ہے اور برکت دیتا ہے۔ جو غلام اپنی آزادی کے لیے مخلصانہ جدوجہد کرتا ہے اللہ پر فرض ہے کہ اس کی مدد کرے۔ جو شخص عفت و پاکدامنی کی خاطر نکاح کرنا چاہتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ ضرور بالضرور اس کی مدد کرے گا۔ اور اس کو برکت دے گا اور جو شخص زمین مردہ کو زرخیز بنائے اور آباد کرے اللہ کا فرض ہے کہ اس کی مدد کرے اور برکت دے۔

۱۱۶۶۔ ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ أَجْرَمَ مَنْ عَقَدَ لِوَاءً فِي غَيْرِ حَقٍّ أَوْ عَقَّ وَالِدَيْهِ أَوْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ لِيَنْصُرَهُ۔

۱۱۶۶۔ خطا کاروں کے کام۔ تین خطا کاروں کے کام ہیں:

(۱) باطل کی راہ میں پرچم بلند کرنا۔

(۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۳) نصرت کے خیال سے ظالم کے ساتھ چلنا۔

۱۱۶۷۔ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ آوَاهُ اللّٰهُ فِي كَنَفِهِ وَنَشَرَ عَلَيْهِ رَحْمَتَهُ وَأَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ! مَنْ إِذَا أُعْطِيَ شَكَرَ وَإِذَا قَدَرَ غَفَرَ وَإِذَا غَضِبَ فَتَرَ۔

۱۱۶۷۔ دامنِ رحمت الٰہی۔ تین صفتیں جس میں ہوں گی اللہ اس کو اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے گا اور داخل جنت کرے گا۔

(۱) جو شخص نعمتوں پر شکر ادا کرے۔

(۲) جو شخص قدرت کے وقت معاف کرے۔

(۳) جو شخص غصہ کی حالت میں صبر و ضبط کرے۔

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ اسْتَكْمَلَ خِصَالَ الْإِيمَانِ الَّذِي إِذَا رَضِيَ لَمْ يُدْخِلْهُ رِضَاهُ فِي بَاطِلٍ وَإِذَا غَضِبَ لَمْ يُخْرِجْهُ الْغَضَبُ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا قَدَرَ لَمْ يَتَعَاطَ مَا لَيْسَ لَهُ

تین باتیں جس میں بھی ہوں گی اُس کا ایمان کامل ہو جائے گا:

(۱) خوشی کے وقت وہ باطل کی طرف نہ چل دے۔

(۲) غصہ کی حالت میں وہ حق سے نہ ہٹ جائے۔

(۳) اقتدار کے عالم میں حرام و ناجائز چیزوں پر دست درازی نہ کرے۔

۱۱۶۸۔ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ اسْتَوْجَبَ الثَّوَابَ وَاسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ خُلُقٌ يَعِيشُ بِهٖ فِي النَّاسِ وَوَرَعٌ يَحْجُزُهُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحِلْمٌ يَرُدُّهُ عَنْ جَهْلِ الْجَاهِلِ

۱۱۶۸۔ اخلاق، تقویٰ، حلم۔ تین صفتیں مستحق ثواب کرتی ہیں اور بندے کو کامل الایمان بناتی ہیں:

(۱) خوش اخلاقی (جس کے ذریعہ انسان لوگوں میں خوش گوار زندگی بسر کر سکتا ہے۔

(۲) تقویٰ (جو حرام سے روکتا ہے)

(۳) تحمل (جو جاہل کی جہالت کو دفع کرتا ہے)

۱۱۶۹۔ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ أَظَلَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ اَلْوُضُوْءُ عَلَى الْمَكَارِهِ وَالْمَشْيُ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ وَإِطْعَامُ الْجَائِعِ۔

۱۱۶۹۔ عرش رحمت کا سایہ۔ تین شخصوں پر اللہ اپنے عرش رحمت کا اس دن سایہ کرے گا جس دن کسی شخص پر سایہ نہ ہوگا۔

(۱) زحمت و تکلیف سے وضو کرنے والے پر۔

(۲) رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف جانے والے پر۔

(۳) بھوکے کو کھانا کھلانے والے پر۔

۱۱۷۰۔ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ حَاسَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حِسَابًا يَسِيرًا وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهٖ تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَتَعْفُوْا عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ۔

۱۱۷۰۔ حساب آسان ہو جائے گا۔ تین صفتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی پائی جائیں گی اللہ اُس پر حساب آسان کر دے گا اور اسے داخل جنت کرے گا۔

(۱) محروم کرنے والے پر کرم کرنے والے کو۔

(۲) ظلم کرنے والے پر درگزری کرنے والے کو۔

(۳) قاطع الرحم سے صلہ رحم کرنے والے کو۔

۱۱۷۱۔ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْفِرُ لَهُ مَا سِوَى ذٰلِكَ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَمْ يَكُنْ سَاحِرًا يَتَّبِعُ السَّحَرَةَ وَلَمْ يَحْقِدْ عَلٰى أَخِيهِ۔

۱۱۷۱۔ تمام گناہ معاف کر دے گا۔ یہ تین باتیں جس میں بھی پائی جائیں گی اللہ اُس کے تمام گناہ معاف کرے گا:

(۱) جس نے شرک نہ کیا ہو۔

(۲) جس نے سحر اور ساحر سے کنارہ کشی کی ہو۔

(۳) جس نے اپنے بھائی سے دل میں کینہ نہ رکھا ہو۔

۱۱۷۲۔ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مِنَ الْأَبْدَالِ اَلرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَالصَّبْرُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ

۱۱۷۲۔ ابدال۔ یہ تین صفتیں جس میں ہوں وہ ابدال میں سے ہے۔

(۱) قضائے الٰہی پر راضی رہنا۔

وَالْغَضَبُ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ

(۲) محرمات سے دور رہنا۔

(۳) خدا کی راہ میں غصہ کرنا۔

۱۱۷۳۔ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ فَھُوَ مُنَافِقٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ وَقَالَ اِنِّیْ مُسْلِمٌ مَنْ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا ائْتُمِنَ خَانَ۔

۱۱۷۳۔ منافق۔ یہ تین خصلتیں جس میں بھی ہوں گی وہ منافق ہے خواہ وہ پابند صلوۃ ہو اور حج وعمرہ کے فرائض ادا کرچکا ہو اور اپنے کو مسلمان کہتا ہو۔

(۱) جب بات کرے تو جھوٹی کرے۔

(۲) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔

(۳) امانت میں خیانت کرے۔

۱۱۷۴۔ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ فَھِیَ رَاجِعَۃٌ عَلٰی صَاحِبِھَا۔ اَلْبَغْیُ وَالْمَکْرُ وَالنَّکْثُ۔

۱۱۷۴۔ تباہ کن اوصاف۔ تین صفتیں ایسی ہیں جو موصوف کو تباہ کر دیتی ہیں۔ (۱) بغاوت (۲) فریب (۳) پیمان شکنی۔

۱۱۷۵۔ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ نَشَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَاَدْخَلَہٗ جَنَّتَہٗ رِفْقٌ بِالضَّعِیْفِ وَشَفَقَۃٌ عَلَی الْوَالِدَیْنِ وَالْاِحْسَانُ اِلَی الْمَمْلُوْکِ۔

۱۱۷۵۔ اللہ پناہ دے گا۔ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی ہوں گی اللہ اس کو پناہ دے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔

(۱) مہربانی کمزور کے ساتھ۔

(۲) نیکی والدین کے ساتھ۔

(۳) احسان غلام کے ساتھ۔

۱۱۷۶۔ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَکْرَہَ اَنْ یَعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُلْقٰی فِی النَّارِ۔

۱۱۷۶۔ حلاوت ایمان۔ یہ تین صفتیں جس میں بھی ہوں گی اس میں ایمان کی حلاوت بھی ہوگی۔

(۱) اللہ و رسول کو سب سے زائد عزیز رکھے۔

(۲) جس سے بھی محبت کرے اللہ کے لیے کرے۔

(۳) جس طرح آگ میں جانے کو کوئی پسند نہیں کرتا اسی طرح اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف جانے کو ناپسند کرے۔

۱۱۷۷۔ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وُقِیَ شُحَّ نَفْسِہٖ مَنْ اَدَّی الزَّکٰوۃَ وَقَرَی الضَّیْفَ وَاَعْطٰی فِی النَّائِبَۃِ۔

۱۱۷۷۔ بخل سے محفوظ کرنے والی۔ تین چیزیں بخل سے محفوظ رکھتی ہیں:

(۱) ادائے زکوٰۃ۔

(۲) مہمانداری۔

(۳) تنگدستی میں سخاوت۔

۱۱۷۸۔ ثَلَاثٌ مِنْ کُنُوْزِ الْبِرِّ اِخْفَاءُ الصَّدَقَۃِ

۱۱۷۸۔ سرچشمۂ خیر۔ تین چیزیں نیکی کا سرچشمہ ہیں۔

وَكِتْمَانُ الْمُصِيْبَةِ وَكِتْمَانُ الشَّكْوٰى يَقُوْلُ اللّٰهُ اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ فَصَبَرَ وَلَمْ يَشْكُنِيْ اِلٰى عُوَّادِهِ اَبْدَلْتُهُ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ فَاِنْ اَبْرَأْتُهُ وَلَا ذَنْبَ لَهُ وَاِنْ تَوَفَّيْتُهُ فَاِلٰى رَحْمَتِيْ۔

(۱) پوشیدہ خیرات۔
(۲) اخفائے مصیبت۔
(۳) تکلیف کا چھپانا۔
خدا فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو آزمائش مرض میں ڈالتا ہوں اور وہ صبر کرتا اور عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہیں کرتا تو میں اس کو اس کے گوشت و خون سے بہتر خون اور گوشت دیتا ہوں اور وہ اس حال میں مرض سے نجات پاتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور اگر مر جائے تو میری آغوشِ رحمت میں قرار لیتا ہے۔

۱۱۷۹۔ ثَلَاثٌ مِنْ كُنُوْزِ الْبِرِّ كِتْمَانُ الْاَوْجَاعِ وَالْبَلْوٰى وَالْمُصِيْبَاتِ وَمَنْ بَثَّ لَمْ يَصْبِرْ۔

۱۱۷۹۔ نیکی کا خزانہ۔ تین چیزیں نیکی کا خزانہ ہیں:
(۱) امراض کا چھپانا۔
(۲) ابتلاء اور تکلیف کا چھپانا۔
(۳) مصیبتوں کا چھپانا۔
اور جس نے ان چیزوں کو ظاہر کر دیا اس کو "صابر" نہیں کہیں گے۔

۱۱۸۰۔ ثَلَاثٌ مَنْ لَمْ يَكُنَّ فِيْهِ لَمْ يَتِمَّ عَمَلُهُ وَرَعٌ يَحْجُزُهُ عَنْ مَعَاصِي اللّٰهِ وَخُلُقٌ يُدَارِيْ بِهِ النَّاسَ وَحِلْمٌ يَرُدُّ بِهِ جَهْلَ الْجَهَّالِ۔

۱۱۸۰۔ عمل مکمل نہیں ہوگا۔ یہ تین صفتیں جس میں نہ ہوں اُس کا عمل مکمل نہیں ہو سکتا۔
(۱) تقویٰ۔ جو گناہوں کی سپر ہے۔
(۲) اخلاق جس سے لوگوں کی دل جوئی کی جا سکتی ہے۔
(۳) تحمل۔ جو جاہل کی جہالت سے مدافعت کرتا ہے۔

۱۱۸۱۔ ثَلَاثٌ مِنْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ تَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَتَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتَحْلُمَ عَمَّنْ جَهِلَ عَلَيْكَ۔

۱۱۸۱۔ مکارمِ اخلاق۔ تین چیزیں دین و دنیا دونوں میں سرمایۂ اخلاق سمجھی گئی ہیں:
(۱) ظالم کو معاف کرنا۔
(۲) قاطع سے صلہ رحم کرنا۔
(۳) جاہل سے بردباری کے ساتھ پیش آنا۔

۱۱۸۲۔ ثَلَاثٌ مِنْ نَعِيْمِ الدُّنْيَا وَاِنْ كَانَ لَا نَعِيْمَ لَهَا مَرْكَبٌ وَطِيْءٌ وَالْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ وَالْمَنْزِلُ الْوَاسِعُ۔

۱۱۸۲۔ دنیوی نعمتیں۔ تین چیزیں دنیا کی نعمتوں میں سے ہیں اگرچہ دنیا میں اُن نعمتوں کا نام و نشان بھی نہیں۔

(۱) خوش رفتار سواری۔

(۲) نیک عورت۔

(۳) وسیع مکان۔

۱۱۸۲- ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ وَ ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ فَالْمُهْلِكَاتُ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَ إِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَالثَّلَاثُ الْمُنْجِيَاتُ خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَاءِ وَالْفَقْرِ وَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَ الرِّضَاءِ

۱۱۸۲- مہلک - تین چیزیں انسان کو ہلاک کرتی ہیں اور تین چیزیں (جہنم سے) نجات دلاتی ہیں۔

جو چیزیں تباہ کرتی ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) بخل ہر گیر (۲) ہوا و ہوس بیجا (۳) خود پسندی۔

جو چیزیں نجات دہندہ ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) خوف خدا کا ظاہر میں بھی ہونا اور باطن میں بھی۔

(۲) فقر اور تونگری میں میانہ روی۔

(۳) غصہ اور خوشی کے عالم میں انصاف۔

۱۱۸۴- ثَلَاثٌ يَجْلِيْنَ الْبَصَرَ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ وَإِلَى الْمَاءِ الْجَارِيْ وَ إِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ-

۱۱۸۴- مقوی بصر - تین چیزوں کا دیدار "مقوی بصر" ہے۔

(۱) سبزہ (۲) آب رواں (۳) حسین چہرہ۔

۱۱۸۵- ثَلَاثٌ يُدْرِكُ بِهِنَّ الْعَبْدُ رَغَائِبَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ الصَّبْرُ عَلَى الْبَلَاءِ وَالرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ وَالدُّعَاءُ فِي الرَّخَاءِ-

۱۱۸۵- مصیبت، قضا، عیش - تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعہ انسان دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔

(۱) مصیبت پر صبر کرنے سے۔

(۲) قضائے الٰہی کو پسند کرنے سے۔

(۳) عیش کے زمانہ میں دعا کرنے سے۔

۱۱۸۶- ثَلَاثٌ يُصْفِيْنَ لَكَ وِدَّ أَخِيْكَ أَنْ تُسَلِّمَ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيْتَهٗ وَتُوَسِّعَ لَهٗ فِي الْمَجْلِسِ وَتَدْعُوَهٗ بِأَحَبِّ أَسْمَائِهٖ إِلَيْهِ-

۱۱۸۶- اسباب وفور محبت - تین چیزیں برادر مومن کے دل میں محبت بڑھاتی ہیں۔

(۱) ملاقات کے وقت سلام کرنے سے

(۲) محفل میں اس کے لیے جگہ نکالنے سے۔

(۳) جس نام کو وہ پسند کرتا ہو اُس نام سے اُس کو پکارنے سے۔

۱۱۸۷- ثَمَانِيَةٌ أَبْغَضُ خَلِيْقَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ السَّقَّارُوْنَ وَهُمُ الْكَذَّابُوْنَ- وَالْخَيَّالُوْنَ

۱۱۸۷- آٹھ ناپسند آدمی - آٹھ آدمی اللہ کو بہت ناپسند ہیں۔

(۱) جھوٹے (۲) مغرور (۳) وہ لوگ جو دلوں میں کینہ رکھ کر

وَهُمُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ - وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الْبَغْضَاءَ لِإِخْوَانِهِمْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَإِذَا لَقُوْهُمْ تَخَلَّقُوْا لَهُمْ وَالَّذِيْنَ إِذَا دُعُوْا إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ كَانُوْا بِطَاءً وَإِذَا دُعُوْا إِلَى الشَّيْطَانِ كَانُوْا سِرَاعًا وَالَّذِيْنَ لَا يُشْرِفُ لَهُمْ طَمَعٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا اسْتَحَلُّوْهُ بِأَيْمَانِهِمْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ ذٰلِكَ بِحَقٍّ وَالْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ وَالْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ وَالْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الدَّحْضَةَ أُولٰئِكَ يَقْذَرُهُمُ الرَّحْمٰنُ عَزَّ وَجَلَّ -

سامنے خندہ روئی کا اظہار کریں۔

(۴) خدا اور رسول کے کاموں میں سست ہوں اور شیطانی کاموں میں چاق چوبند۔

(۵) جو چیز پسند آئے اس کو قسم کے ذریعہ غصب کرنے کی کوشش کریں خواہ اس شئے کے حقدار بھی نہ ہوں۔

(۶) چغلخور (۷) جدائی ڈالنے والے (۸) مجبور اور مظلوم بے گناہوں پر ستم ڈھانے والے۔

اور یہی لوگ وہ ہیں جن کو خدا ذلیل و مبغوض سمجھتا ہے۔

۱۱۸۸- ثَمَنُ الْخَمْرِ حَرَامٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ حَرَامٌ وَثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ وَالْكُوْبَةُ حَرَامٌ وَإِنْ أَتَاكَ صَاحِبُ الْكَلْبِ يَلْتَمِسُ ثَمَنَهٗ فَامْلَأْ يَدَيْهِ تُرَابًا وَالْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ -

۱۱۸۸۔ کس کی قیمت حرام۔ شراب کی قیمت حرام۔ زنا کی اُجرت حرام، کُتّے اور شطرنج کی قیمت حرام۔

اگر کوئی کُتّے والا آکر تم سے قیمت مانگے تو تم اُس کے ہاتھ پر خاک ڈالو۔

شراب، جُوا حرام اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۱۱۸۹- اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ امْرَأَتِكَ -

۱۱۸۹۔ وصیّت۔ وصیت میں غیروں کے لیے صرف تیسرا حصّہ ترکہ کا رکھو اور اس سے زائد نہ دو۔

اپنے وارثوں کو محتاج بنانے سے بہتر ہے کہ ان کو خوش حال چھوڑو۔

تم اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے اللہ اُس کا بدلہ دے گا۔ یہاں تک کہ بیوی کو جو نان و نفقہ دیتے ہو اُس کا بھی ثواب ملے گا۔

۱۱۹۰- اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا أَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا

۱۱۹۰۔ باکرہ کا والی۔ شادی شدہ عورت کو اپنے بارے میں اپنے ولی سے زائد اختیار حاصل ہے۔

مگر باکرہ (دوشیزہ) عورت کے سلسلہ میں اس کے باپ کی اجازت ضروری ہے اور لڑکی کی خموشی اس کی رضا کے مترادف ہے۔

۱۱۹۱- جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ -

۱۱۹۱۔ حق ہمسایہ۔ خریداری کے سلسلہ میں ہمسایہ کا حق سب پر زائد ہے۔

۱۱۹۲۔ جَالِسِ الْاَبْرَارَ فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ خَيْرًا حَمِدُوْكَ وَاِنْ اَخْطَأْتَ لَمْ يُعَنِّفُوْكَ۔

۱۱۹۲۔ ہم جلیسئ اخیار۔ نیکوں کی ہم نشینی اختیار کرو۔ اگر تم اچھے کام کروگے وہ تمھاری تعریف کریں گے اور اگر تم سے غلطی ہوگی تو سخت رویہ اختیار نہیں کریں گے۔

۱۱۹۳۔ جَالِسُوا الْكُبَرَاءَ وَسَائِلُوا الْعُلَمَاءَ وَخَالِطُوا الْحُكَمَاءَ۔

۱۱۹۳۔ علماء سے پوچھو۔ بزرگوں کے ساتھ بیٹھو، علماء سے سوال کرو، حکیموں سے اختلاط و ارتباط بڑھاؤ۔

۱۱۹۴۔ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ۔

۱۱۹۴۔ مال، جان، زبان۔ مال، جان، زبان کے ذریعہ مشرکوں کے ساتھ جنگ کرو۔

۱۱۹۵۔ جَاهِدُوا اَهْوَائَكُمْ تَمْلِكُوا اَنْفُسَكُمْ۔

۱۱۹۵۔ خواہشوں سے جہاد۔ اپنی خواہشوں سے جہاد کرو، اپنے نفس کے مالک ہوجاؤ گے۔

۱۱۹۶۔ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْهَا وَبُغْضِ مَنْ اَسَاءَ اِلَيْهَا۔

۱۱۹۶۔ محسن و موذی۔ محسن سے محبت اور موذی سے نفرت انسان کی فطرت ہے۔

۱۱۹۷۔ جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ اَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

۱۱۹۷۔ لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ بکثرت کہو تاکہ تجدید ایمان ہوتی رہے۔

۱۱۹۸۔ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ جُزْءًا وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهُ۔

۱۱۹۸۔ ننانوے حصے مخصوص کرلیے۔ خدا نے "رحمت" کے سو حصے کیے، ننانوے حصے رہنے دیے۔ ایک حصہ زمین پر اُتارا۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ گھوڑی اپنے پیر کو اٹھالیتی ہے کہ کہیں اس کے بچے کو اس کے سم سے گزند نہ پہنچ جائے۔

۱۱۹۹۔ جَعَلَ اللّٰهُ عَذَابَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِي دُنْيَاهَا۔

۱۱۹۹۔ اسی دنیا میں۔ اس اُمّت کو اسی دنیا میں عذاب مل جائے گا۔

۱۲۰۰۔ جُعِلَتِ الذُّنُوْبُ كُلُّهَا فِي بَيْتٍ وَجُعِلَ مِفْتَاحُهَا فِي شُرْبِ الْخَمْرِ۔

۱۲۰۰۔ گناہ مقفل ہے۔ یوں سمجھو جیسے گناہ ایک گھر میں مقفل ہیں اور شراب نوشی اس کی کنجی ہے۔

۱۲۰۱۔ جَفَّ الْقَلَمُ بِالشَّقِيِّ وَالسَّعِيْدِ۔

۱۲۰۱۔ قلم خشک ہوگیا۔ "بدبخت" اور "خوش نصیب" لکھ کر "قلم" خشک ہوگیا۔

۱۲۰۲۔ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ۔

۱۲۰۲۔ جو کچھ ملنے والا ہے۔ جو کچھ تجھے ملنے والا ہے وہ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔

۱۲۰۳۔ جُلَسَاءُ اللّٰهِ غَدًا اَهْلُ الْوَرَعِ وَالزُّهْدِ

۱۲۰۳۔ اللہ کے مقرب۔ قیامت کے روز اللہ کے ہم جلیس متقی اور

فِي الدُّنْيَا۔

پرہیزگار لوگ ہوں گے۔

۱۲۰۴۔ جَمَالُ الْمَرْءِ فَصَاحَتُہٗ لِسَانِہٖ۔

۱۲۰۴۔ مرد کا حسن۔ خوش گفتاری مرد کا حسن ہے۔

۱۲۰۵۔ جَهْدُ الْبَلَاءِ اَنْ تَحْتَاجُوْا اِلٰى مَا فِي اَيْدِي النَّاسِ فَتُمْنَعُوْا۔

۱۲۰۵۔ انتہائی مصیبت۔ انتہائی مصیبت یہ ہے کہ تم لوگوں کے محتاج ہو جاؤ اور وہ تمھیں کچھ دینا نہ چاہتے ہوں۔

۱۲۰۶۔ جَهْدُ الْبَلَاءِ قِلَّةُ الصَّبْرِ۔

۱۲۰۶۔ صبر کی کمی۔ صبر کی کمی سب سے بڑی مصیبت ہے۔

۱۲۰۷۔ جَهْدُ الْبَلَاءِ كَثْرَةُ الْعِيَالِ مَعَ قِلَّةِ الشَّيْءِ۔

۱۲۰۷۔ سب سے بڑی مصیبت۔ سب سے بڑی مصیبت قلتِ مال اور کثرتِ عیال ہے۔

۱۲۰۸۔ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِ جَارِہٖ يُنْتَظَرُ بِهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا۔

۱۲۰۸۔ ہمسایہ کا انتظار۔ پڑوسی کا پڑوسی پر بڑا حق ہے اور اگر دونوں پڑوسیوں کا ایک ہی راستہ ہو تو ایک کا دوسرے کا انتظار کرنا چاہیے خواہ دوسرا تھوڑی دیر کے لیے کہیں غائب کیوں نہ ہو گیا ہو۔

۱۲۰۹۔ اَلْجَارُ قَبْلَ الدَّارِ وَالرَّفِيْقُ قَبْلَ الطَّرِيْقِ وَالزَّادُ قَبْلَ الرَّحِيْلِ۔

۱۲۰۹۔ گھر اور سفر سے پہلے۔ گھر سے پہلے ہمسایہ کی جانچ کرو، راستہ سے پہلے ہمسفر کی پرتال کرو، سفر سے پہلے زادِ راہ معلوم کر لو۔

۱۲۱۰۔ اَلْجَالِبُ اِلٰى سُوْقِنَا كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُحْتَكِرُ فِي سُوْقِنَا كَالْمُلْحِدِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ

۱۲۱۰۔ ذخیرہ اندوز ملحد ہے۔ بازار میں اشیائے فروختنی لانے والا مجاہد کی شان رکھتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملحد کے مقام پر ہے۔

۱۲۱۱۔ اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ۔

۱۲۱۱۔ تاجر کو نعمت، ذخیرہ اندوز کو لعنت۔ بازار میں چیزیں لانے والے کو روزی ملتی ہے اور ذخیرہ اندوز کو لعنت۔

۱۲۱۲۔ اَلْجَاهِلُ يَظْلِمُ مَنْ خَالَطَهٗ وَيَعْتَدِيْ عَلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَيَتَطَاوَلُ عَلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ وَيَتَكَلَّمُ بِغَيْرِ تَمْيِيْزٍ۔

۱۲۱۲۔ جاہل۔ جاہل دوستوں پر ظلم کرتا ہے، ماتحتوں پر سخت گیر ہوتا ہے، بڑوں پر حملہ کرتا ہے اور بدتمیزی سے گفتگو کرتا ہے۔

۱۲۱۳۔ اَلْجِدَالُ فِي الْقُرْاٰنِ كُفْرٌ۔

۱۲۱۳۔ قرآن کے بارے میں۔ قرآن کے بارے میں جنگ و جدل کفر ہے۔

۱۲۱۴۔ اَلْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللّٰهِ تَعَالٰى مُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ وَيَدْعُوْهُ اِلٰى

۱۲۱۴۔ یہ ظلم بھی ہے اور کفر بھی۔ یہ ظلم بھی ہے اور کفر بھی کہ منادی نماز کی ندا کر رہا ہو اور انسان اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے۔

الْفَلَاحِ فَلَا يُجِيبُهُ ۔

۱۲۱۵- اَلْجُلُوْسُ مَعَ الْفُقَرَآءِ مِنَ التَّوَاضُعِ ۔

۱۲۱۶- اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَ الْفُرْقَةُ عَذَابٌ ۔

۱۲۱۷- اَلْجَمَالُ فِی الرَّجُلِ اللِّسَانِ ۔

۱۲۱۸- اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَ النَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔

۱۲۱۹- اَلْجَنَّةُ بِنَاؤُهَا لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَ لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْيَاقُوْتُ وَ تُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ لَا يَبْاَسُ وَ يَخْلُدُ لَا يَمُوْتُ لَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَ لَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ ۔

۱۲۲۰- اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ ۔

۱۲۲۱- اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ۔

۱۲۲۲- اَلْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلٰی كُلِّ فَاحِشٍ اَنْ يَّدْخُلَهَا ۔

۱۲۲۳- اَلْجَنَّةُ دَارُ الْاَسْخِيَآءِ

۱۲۲۴- اَلْجَنَّةُ لِكُلِّ تَائِبٍ وَ الرَّحْمَةُ لِكُلِّ وَاقِفٍ ۔

۱۲۲۵- حَامِلَاتٌ وَالِدَاتٌ مُرْضِعَاتٌ رَحِيْمَاتٌ بِاَوْلَادِهِنَّ لَوْ لَا مَا يَاْتِيْنَ اِلٰی اَزْوَاجِهِنَّ دَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ ۔

۱۲۲۶- حُبُّ الثَّنَاءِ مِنَ النَّاسِ يُعْمِیْ وَ يُصِمُّ ۔

۱۲۲۷- حُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ ۔

۱۲۲۸- حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَآءُ وَ الطِّيْبُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ ۔

۱۲۲۹- حَبِّبُوا اللّٰهَ اِلٰی عِبَادِهٖ يُحِبَّكُمُ اللّٰهُ ۔

۱۲۱۵۔ فقیروں کے ساتھ ۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھنا انکسار ہے ۔

۱۲۱۶۔ اجتماع وافتراق ۔ اجتماع رحمت ہے ، افتراق عذاب ہے ۔

۱۲۱۷۔ حسنِ زبان ۔ حسنِ زبان حسنِ انسان ہے ۔

۱۲۱۸۔ بہت قریب ہیں ۔ جنت اور دوزخ بندِ نعلین سے زیادہ قریب ہیں ۔

۱۲۱۹۔ تعمیرِ جنت ۔ جنت کی تعمیر سونے اور چاندی کی اینٹوں سے ہوئی ہے ۔ اس کی مٹی مشک کی ہے ، سنگریزے اس میں موتی اور یاقوت کے ہیں ۔ خاک اس کی زعفرانی ہے جو اس میں داخل ہوگا ہمیشہ مسرور رہے گا ، مغموم نہ ہوگا ، موت اس میں کبھی نہیں آئے گی ، لباس وہاں کبھی کہنہ نہ ہوگا اور جوانی وہاں لافانی ہوگی ۔

۱۲۲۰۔ زیرِ قدمِ والدہ ۔ زیرِ قدمِ والدہ فردوس بریں ہے ۔

۱۲۲۱۔ سایۂ شمشیر میں ۔ شمشیر کے سایہ کے تلے جنت الفردوس ہے ۔

۱۲۲۲۔ بدزبان پر ۔ بدزبان پر جنت حرام ہے ۔

۱۲۲۳۔ سخی کا گھر ۔ جنت سخی کا گھر ہے ۔

۱۲۲۴۔ جنت ورحمت ۔ تائب کے لیے جنت ہے اور واقف کے لیے رحمت ۔

۱۲۲۵۔ جنتی عورتیں ۔ حاملہ عورتیں ، بچے والیاں ، دودھ پلانے والیاں اپنی اولاد سے محبت کرنے والیاں اگر شوہر سے اپنی روش اچھی رکھیں اور نماز پڑھیں تو بلاشبہ وہ جنت میں داخل ہوں گی ۔

۱۲۲۶۔ اندھا اور بہرا کردیتی ہے ۔ خوشامد اور بے جا تعریف انسان کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے ۔

۱۲۲۷۔ حُبِ دنیا ۔ دنیا کی محبت خطاؤں کا سرچشمہ ہے ۔

۱۲۲۸۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ۔ تمہاری دنیا میں سے صرف عورت اور خوشبو ہی مجھے پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے ۔

۱۲۲۹۔ بندوں کے مقابلہ پر ۔ بندوں کے مقابلہ پر اللہ سے

محبت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

۱۲۳۰۔ حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ اُمَّتِیْ فِی الْوُضُوْءِ وَ الطَّعَامِ

۱۲۳۰۔ خلال، وضو اور طعام کے وقت۔ کتنے اچھے ہیں وہ لوگ جو وضو اور طعام کے وقت خلال کرتے ہیں۔

۱۲۳۱۔ حُبُّكَ لِلشَّیْءِ یُعْمِیْ وَ یُصِمُّ۔

۱۲۳۱۔ عشق۔ کسی چیز کا عشق انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔

۱۲۳۲۔ حَتْمٌ عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَّا یَسْتَجِیْبَ دَعْوَةَ مَظْلُوْمٍ وَّ اَنَّهٗ ظَلَمَ قَبْلَهٗ مِثْلَ مَظْلِمَتِهٖ۔

۱۲۳۲۔ جو مظلوم کبھی ظالم رہا ہو۔ اللہ اُس مظلوم کی دعا قبول نہیں کرتا جس نے ایسا ہی ستم اس سے پہلے کسی شخص پر کیا ہو۔

۱۲۳۳۔ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَ حُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ۔

۱۲۳۳۔ شہوت اور مصیبت۔ جہنم شہوت سے اور جنت مصیبت سے وابستہ ہے۔

۱۲۳۴۔ حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا وَ سَافِرُوْا تَصِحُّوْا۔

۱۲۳۴۔ حج اور تونگری۔ حج کرو تاکہ غنی ہو جاؤ سفر کرو تاکہ سلامتی پاؤ۔

۱۲۳۵۔ حَدُّ الْجِوَارِ اَرْبَعُوْنَ دَارًا۔

۱۲۳۵۔ حد ہمسائیگی۔ ہمسائیگی کی حد چالیس گھر تک ہے۔

۱۲۳۶۔ حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ۔

۱۲۳۶۔ جادوگر کی سزا۔ جادوگر کی سزا ضربتِ شمشیر ہے۔

۱۲۳۷۔ حَدَّثَنِیْ جِبْرِیْلُ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَهٗ اٰمَنَ مِنْ عَذَابِیْ۔

۱۲۳۷۔ میرا قلعہ خدا۔ جبرئیل نے مجھ سے کہا : اللہ کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ عذاب کی دستبرد سے محفوظ ہو گیا۔

۱۲۳۸۔ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّكَذَّبَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ۔

۱۲۳۸۔ فہم کے مطابق۔ لوگوں سے ان کے ظرفِ فہم کے مطابق بات کرو۔ آیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اُس کے رسول کی تکذیب ہو۔

۱۲۳۹۔ حَدٌّ یُعْمَلُ فِی الْاَرْضِ خَیْرٌ لِّاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ یُّمْطَرُوْا اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا۔

۱۲۳۹۔ حد کا جاری ہونا کسی شخص پر حد کا جاری ہونا چالیس دن کی بارش سے زائد زمین والوں کے لیے نفع بخش ہے۔

۱۲۴۰۔ حَرَسُ لَیْلَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ لَیْلَةٍ یُقَامُ لَیْلُهَا وَ یُصَامُ نَهَارُهَا۔

۱۲۴۰۔ رات کی نگہبانی۔ فی سبیل اللہ ایک رات کی نگہبانی ہزار پر سوز راتوں اور ہزار دنوں کے روزوں سے بہتر ہے۔

۱۲۴۱۔ حَرَّمَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰی كُلِّ فَاحِشٍ بَذِیٍّ لَا یُبَالِیْ مَا قَالَ وَ لَا مَا قِیْلَ لَهٗ۔

۱۲۴۱۔ فحش گو۔ حرام ہے جنت اُس شخص پر جو فحش گو ہو اور جس کو نہ اس کی پروا ہو کہ لوگ اُس کے متعلق کیا کہتے ہیں اور نہ اس کی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

۱۲۴۲۔ حَرَّمَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

۱۲۴۲۔ نشہ آور شراب بلکہ ہر نشہ آور شے حرام ہے۔

۱۲۴۳- حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ-

۱۲۴۳۔ شراب کی تجارت۔ شراب کی تجارت بھی حرام ہے۔

۱۲۴۴- حُرْمَةُ الْجَارِ عَلَى الْجَارِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ-

۱۲۴۴۔ عزت ہمسایہ۔ ہمسایہ کی عزت پڑوسی پر اسی طرح فرض ہے۔ جس طرح اُس کے خون کا پاس و لحاظ۔

۱۲۴۵- حُرِّمَتِ النَّارُ عَلَىٰ عَيْنٍ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ وَحُرِّمَتِ النَّارُ عَلَىٰ عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَحُرِّمَتِ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ غُضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ أَوْ عَيْنٍ فُقِئَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ

۱۲۴۵۔ کس آنکھ پر جہنم حرام۔ خدا کے خوف سے رونے والی اور راہِ خدا میں جاگنے والی اور نامحرموں سے الگ رہنے والی اور خدا کی راہ میں باہر نکل آنے والی آنکھ پر جہنم حرام ہے۔

۱۲۴۶- حُرْمَةُ مَالِ الْمُسْلِمِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ-

۱۲۴۶۔ احترام مالِ مومن۔ مسلمان کے مال کا اتنا ہی احترام کرنا جتنا اس کے خون کا ہے۔

۱۲۴۷- حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيَخُونُهُ فِيهِمْ إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ قَدْ خَانَكَ فِي أَهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ-

۱۲۴۷۔ مجاہدین کی عورتیں۔ مجاہدین کی عورتوں کا احترام قاعدین (جنگ میں نہ جانے والے) کو اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح اپنی ماؤں کا کرتے ہیں اور اگر قاعدین میں سے کسی شخص نے مجاہد کے پسماندہ خاندان پر ظلم کیا تو اللہ قیامت کے روز ظالم کو کھڑا کرے گا اور مجاہد سے کہے گا کہ اس شخص کے اعمالِ حسنہ میں سے جو عمل چاہے تو لے لے تو وہ جس عملِ خیر کو چاہے گا اس سے لے لے گا۔

۱۲۴۸- حُرِّمَ عَلَى النَّارِ كُلُّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ قَرِيبٍ مِنَ النَّاسِ-

۱۲۴۸۔ جہنم حرام ہے۔ نرم مزاج، ملائم طبع، آسان گیر اور ملنسار آدمی پر جہنم حرام ہے۔

۱۲۴۹ حُرِّمَ عَلَىٰ عَيْنَيْنِ أَنْ تَمَسَّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ تَبْكِي مِنْ خَشْيَةِ اللهِ وَعَيْنٌ تَحْرُسُ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكُفْرِ-

۱۲۴۹۔ دو آنکھیں۔ دو آنکھوں پر جہنم حرام ہے (۱) وہ آنکھ جو خوفِ خدا میں روتی ہے اور (۲) وہ آنکھ جو کفر کے مقابلہ میں مسلمان و اسلام کی نگہبانی کرتی ہو۔ اور اپنے اہل کو کفر سے روکتی ہے۔

۱۲۵۰- حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ-

۱۲۵۰۔ عورتوں پر مباح ہے۔ ریشم اور سونا مردوں پر حرام عورتوں پر مباح ہے۔

۱۲۵۱- حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الْبُخْلِ أَنْ يَقُولَ آخُذُ حَقِّي كُلَّهُ وَلَا أَدَعُ مِنْهُ شَيْئًا-

۱۲۵۱۔ بخیل بننے کے لیے۔ یہ کہنا کہ میں نے سب کچھ اپنا لے لیا اور کچھ بھی نہیں چھوڑا بخیل بننے کے لیے کافی ہے۔

۱۲۵۲- حَسْبُكَ مِنَ الْجَهْلِ أَنْ تُظْهِرَ مَا عَلِمْتَ-

۱۲۵۲۔ جہالت کیا ہے؟ ہر چیز کا ظاہر کر دینا بھی تو جہالت ہے۔

۱۲۵۳- حَسْبُكَ مِنَ الْكِذْبِ اَنْ تُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعْتَ۔

۱۲۵۳- جھوٹ کیا۔ ہر سُنی ہوئی چیز کا بیان کر دینا ہی تو جھوٹ ہے

۱۲۵۴- حَسْبِيْ رَجَائِيْ مِنْ خَالِقِيْ وَحَسْبِيْ دِيْنِيْ مِنْ دُنْيَايَ

۱۲۵۴- یہی بہت ہے۔ خالق سے امید کرم اور اپنا دین دنیا سے میرے لیے بہت ہے۔

۱۲۵۵- حُسْنُ الْبِشْرِ يُذْهِبُ بِالسَّخِيْمَةِ۔

۱۲۵۵- کشادہ روئی۔ کشادہ روئی کینہ زائل کر دیتی ہے۔

۱۲۵۶- حُسْنُ الْجِوَارِ يُعَمِّرُ الدِّيَارَ وَيُنْشِئُ فِي الْاَعْمَارِ۔

۱۲۵۶- احترام ہمسایہ۔ ہمسایہ کا احترام آبادی اور عمر میں اضافہ کرتا ہے۔

۱۲۵۷- حُسْنُ الْخُلُقِ خُلُقُ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ۔

۱۲۵۷- اللہ کی عظیم صفت۔ حسن خلق اللہ کی صفت عظیمہ ہے۔

۱۲۵۸- حُسْنُ الْخُلُقِ زِمَامٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ فِيْ اَنْفِ صَاحِبِهٖ وَالزِّمَامُ بِيَدِ الْمَلَكِ وَالْمَلَكُ يَجُرُّهٗ اِلَى الْخَيْرِ وَالْخَيْرُ يَجُرُّهٗ اِلَى الْجَنَّةِ وَسُوْءُ الْخُلُقِ زِمَامٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ فِيْ اَنْفِ صَاحِبِهٖ وَالزِّمَامُ بِيَدِ الشَّيْطَانِ وَالشَّيْطَانُ يَجُرُّهٗ اِلَى السُّوْءِ وَالسُّوْءُ يَجُرُّهٗ اِلَى النَّارِ۔

۱۲۵۸- خوش خلق و بد خلق۔ صاحب حسن اخلاق کی باگ ڈور فرشتۂ رحمت کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ فرشتۂ رحمت اس کو خیر کی طرف لے جاتا ہے اور خیر اس کو جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بد خلق کی لگام شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور شیطان اس کو شر کی طرف کھینچتا ہے اور شر اس کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔

۱۲۵۹- حُسْنُ الْخُلُقِ نِصْفُ الدِّيْنِ۔

۱۲۵۹- نصف دین۔ خوش اخلاقی نصف دین ہے۔

۱۲۶۰- حُسْنُ الْخُلُقِ يُثَبِّتُ الْمَوَدَّةَ۔

۱۲۶۰- دوستی کو بڑھاتی ہے۔ خوش اخلاقی دوستی کو بڑھاتی ہے۔

۱۲۶۱- حُسْنُ الْخُلُقِ يُذِيْبُ الْخَطَايَا كَمَا تُذِيْبُ الشَّمْسُ الْجَلِيْدَ۔

۱۲۶۱- گناہوں کو مٹاتی ہے۔ جس طرح آفتاب یخ بستہ پانی کو پگھلاتا ہے اسی طرح خوش اخلاقی گناہوں کو پگھلاتی ہے۔

۱۲۶۲- حُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ۔

۱۲۶۲- نصف علم۔ مستحسن سوال نصف علم ہے۔

۱۲۶۳- حُسْنُ الشَّعْرِ مَالٌ وَحُسْنُ الْوَجْهِ مَالٌ وَحُسْنُ اللِّسَانِ مَالٌ وَالْمَالُ مَالٌ۔

۱۲۶۳- ان سب کا نتیجہ۔ اچھے بال، حسین چہرہ، شیریں زبان، مال و دولت ان سب کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

۱۲۶۴- حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ۔

۱۲۶۴- حسن ظن۔ حسن ظن مستحسن عبادت ہے۔

۱۲۶۵- حُسْنُ الْمَلَكَةِ نَمَاءٌ وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمْرِ وَالصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔

۱۲۶۵- نیک خوئی سے۔ نیک خوئی سے خوش خلقی، کج خلقی سے بدبختی، نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور صدقہ بُری موت سے محفوظ رکھتا ہے۔

۱۲۶۶- حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ

۱۲۶۶- برکت و نحوست۔ خوش اخلاقی سے برکت ہے

اور بدخلقی سے نحوست۔

۱۲۶۷۔ حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ وَطَاعَةُ الْمَرْأَةِ نَدَامَةٌ وَالصَّدَقَةُ تَدْفَعُ الْقَضَاءَ السُّوْءَ۔

۱۲۶۷۔ زن مریدی سے ندامت۔ خوش اخلاقی سے برکت، بدخلقی سے نحوست اور زن مریدی سے ندامت ہوتی ہے اور صدقہ بُری موت سے محفوظ رکھتا ہے۔

۱۲۶۸۔ حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَاَعِدُّوْا لِلْبَلَاءِ الدُّعَاءَ۔

۱۲۶۸۔ صدقہ کے ذریعے علاج۔ زکوٰۃ کے ذریعے مال کی حفاظت کرو، صدقہ کے ذریعے مریضوں کا علاج کرو۔ دعا کے واسطے سے بلا کو رد کرو۔

۱۲۶۹۔ حِفْظُ الْغُلَامِ الصَّغِيْرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ وَحِفْظُ الرَّجُلِ بَعْدَ مَا يَكْبَرُ كَالْكِتَابِ عَلَى الْمَاءِ

۱۲۶۹۔ نقش کالحجر۔ بچپنے کی تعلیم پتھر کی لکیر ہوتی ہے اور بڑھاپے کا پڑھا ہوا نقش برآب۔

۱۲۷۰۔ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ۔

۱۲۷۰۔ تکلیفوں سے جنت۔ جنت تکلیفوں سے ملتی ہے اور جہنم ہوا وہوس سے۔

۱۲۷۱۔ حَقُّ الْجَارِ اِنْ مَرِضَ عُدْتَهُ وَاِنْ مَاتَ شَيَّعْتَهُ وَاِنِ اسْتَقْرَضَكَ اَقْرَضْتَهُ وَاِنْ اَصَابَهُ خَيْرًا هَنَّأْتَهُ وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهُ وَلَا تَرْفَعْ بِنَاءَكَ فَوْقَ بِنَائِهِ فَتَسُدَّ عَلَيْهِ الرِّيْحَ۔

۱۲۷۱۔ پڑوسی کا حق۔ پڑوسی کا تم پر یہ حق ہے کہ اگر وہ بیمار ہو تو تم اس کی عیادت کرو۔ اگر وہ مر جائے تو تم اس کے جنازے میں شرکت کرو۔ اگر وہ تم سے قرضہ چاہے تو اسے قرض دو۔ خوشی کے موقع پر اسے تہنیت دو، غم کے موقع پر تعزیت کرو اور اس کی عمارت سے اونچی اپنی عمارت نہ کرو کہ اس کی طرف ہوا کا گزر نہ ہو سکے۔

۱۲۷۲۔ حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ اَنْ لَا تَصُوْمَ يَوْمًا وَاحِدًا اِلَّا بِاِذْنِهِ اِلَّا الْفَرِيْضَةَ فَاِنْ فَعَلَتْ اَثِمَتْ وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنْهَا وَاَنْ لَا تُعْطِيَ مِنْ بَيْتِهِ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِهِ فَاِنْ فَعَلَتْ كَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَكَانَ عَلَيْهَا الْوِزْرُ وَاَنْ لَا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ فَاِنْ فَعَلَتْ لَعَنَهَا اللّٰهُ وَمَلَائِكَةُ الْغَضَبِ حَتّٰى تَتُوْبَ اَوْ تُرَاجِعَ وَاِنْ كَانَ ظَالِمًا۔

۱۲۷۲۔ شوہر کا حق۔ شوہر کا حق زوجہ پر یہی ہے کہ واجب روزوں کے سوا ہر روزے سے پہلے اس سے اجازت لے لے اور اگر بغیر اجازت اس نے روزہ رکھا تو وہ گنہگار ہوگی اور کوئی شے گھر کی اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو نہ دے اور اگر کوئی شے دی تو اس کا ثواب تو شوہر کو ملے گا اور گناہ عورت کو اور اُس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے اور اگر وہ نکلی تو جب تک توبہ نہ کرلے اور واپس نہ آجائے، اللہ اور اس کے ملائکہ کی لعنت اس پر پڑتی رہے گی۔

۱۲۷۳۔ حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْاَةِ اَنْ لَا تَهْجُرَ فِرَاشَهُ

۱۲۷۳۔ حقوق شوہر۔ شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ عورت اس کے بستر سے گریز نہ کرے۔ اس کی قسم کو پورا کرے۔ اس کی فرمانبرداری کرے۔

وَاَنْ تُبِرَّ قَسَمَهٗ وَاَنْ تُطِعَ اَمْرَهٗ وَاَنْ لَّا تَخْرُجَ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَاَنْ لَا تُدْخِلَ اِلَيْہِ مَنْ يَكْرَهُهٗ۔

اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے اور جس گھر کو اس کا شوہر ناپسند کرتا ہو وہاں نہ جائے۔

۱۲۷۴۔ حَقُّ الْمَرْاَةِ عَلَى الزَّوْجِ اَنْ يُّطْعِمَهَا اِذَا طَعِمَ وَيَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسٰى وَلَا يَضْرِبَ الْوَجْهَ وَلَا يُقَبِّحَ وَلَا يَهْجُرَ اِلَّا فِى الْبَيْتِ۔

۱۲۷۴۔ حقوق زوجہ۔ عورت کا حق شوہر پر یہ ہے کہ جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے۔ جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے۔ اس کے چہرے پر ضرب نہ لگائے، اس کو برا بھلا نہ کہے اور اپنے گھر کے سوا اس کو کہیں اور نہ چھوڑے۔

۱۲۷۵۔ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ اِذَا لَقِيْتَهٗ نُسَلِّمُ عَلَيْہِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَ اِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَ اِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَ اِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ۔

۱۲۷۵۔ حقوق مسلم۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: جب ملاقات کرے تو سلام کرے۔ جب وہ بلائے تو اس کی دعوت رد نہ کرے، جب وہ مشورہ چاہے تو اسے نیک مشورہ دے۔ جب وہ چھینکے تو الحمد للہ کہے۔ جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور اگر مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے۔

۱۲۷۶۔ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ اَنْ يُّحْسِنَ اِسْمَهٗ وَيُحْسِنَ مَوْضِعَهٗ وَيُحْسِنَ اَدَبَهٗ۔

۱۲۷۶۔ حق پسر۔ لڑکے کا حق باپ پر یہ ہے کہ باپ لڑکے کا اچھا نام رکھے اس کو اچھی جگہ رکھے اور اچھی تعلیم و تربیت دے۔

۱۲۷۷۔ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ اَنْ يُّعَلِّمَهُ الْكِتَابَةَ وَ السِّبَاحَةَ وَالرِّمَايَةَ وَاَنْ لَا يَرْزُقَهٗ اِلَّا طَيِّبًا وَاَنْ يُّزَوِّجَهٗ اِذَا بَلَغَ۔

۱۲۷۷۔ فرض پدر۔ باپ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کتابت، تیراکی، تیر اندازی کی تعلیم دے اور اس کو مال حلال کھلائے جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے۔

۱۲۷۸۔ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ اَنْ يُّحَسِّنَ اِسْمَهٗ وَيُزَوِّجَهٗ اِذَا اَدْرَكَ وَ يُعَلِّمَهُ الْكِتَابَ۔

۱۲۷۸۔ باپ کا فرض۔ باپ کا فرض ہے کہ وہ بیٹے کا اچھا سا نام رکھے۔ جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے اور اس کو لکھنا سکھائے۔

۱۲۷۹۔ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُ مَنْ نَكَحَ اِلْتِمَاسَ الْعَفَافِ عَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ۔

۱۲۷۹۔ اللہ پر مدد فرض ہے۔ جو شخص حرام سے بچنے کے لیے نکاح کرے اللہ پر اس کی مدد فرض ہے۔

۱۲۸۰۔ حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ۔

۱۲۸۰۔ بڑا بھائی۔ بڑا بھائی چھوٹے بھائیوں کے لیے باپ کی طرح ہے۔

۱۲۸۱۔ حَقٌّ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِىْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ۔

۱۲۸۱۔ مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہفتے میں ایک دن ضرور غسل کرے اور اپنا جسم و سر دھوئے۔

۱۲۸۲۔ حَقِيْقٌ بِالْمَرْءِ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ مَجَالِسُ يَخْلُوْا فِيْهَا وَ يَذْكُرُ ذُنُوْبَهٗ فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْهَا۔

۱۲۸۲۔ خلوت میں استغفار۔ کیا کہنا اس شخص کا جو تخلیہ میں بیٹھ کر اپنے گناہوں کو یاد کرے اور استغفار کرے۔

۱۲۸۳۔ حُلْوَةُ الدُّنْيَا مُرَّةُ الْاٰخِرَةِ وَ مُرَّةُ الدُّنْيَا حُلْوَةُ الْاٰخِرَةِ۔

۱۲۸۳۔ شیرینی اور تلخی۔ دنیا کی شیرینی آخرت میں تلخ ہوگی اور دنیا کی تلخی آخرت میں شیریں ہوگی۔

۱۲۸۴۔ حُوْسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ رَجُلًا مُوْسِرًا وَكَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ يَاْمُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ يَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهٖ نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ

۱۲۸۴۔ ایک شخص کا حساب لیا گیا۔ ایک شخص کا اللہ نے حساب لیا تو اس کے اعمال نامہ میں خیر نظر نہ آیا سوائے اس کے کہ وہ ایک مالدار شخص تھا لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آتا تھا اور اپنے نوکروں سے کہتا تھا کہ تنگدستوں اور غریبوں سے کسی قسم کا مطالبہ رقم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمایا کہ اس نے غریبوں کی کوتاہیوں کو نظرانداز کیا تو میں اس کی کوتاہیوں کو نظرانداز کروں گا۔

۱۲۸۵۔ اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ۔

۱۲۸۵۔ حج مقبول کی جزا۔ "حج مقبول" کی جزا جنت ہے۔

۱۲۸۶۔ اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيْفٍ وَجِهَادُ الْمَرْاَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ

۱۲۸۶۔ کمزوروں اور عورتوں کا جہاد۔ حج کمزوروں کا جہاد ہے اور شوہر داری عیالداری عورت کا جہاد ہے۔

۱۲۸۷۔ اَلْحَرَائِرُ صَلَاحُ الْبَيْتِ وَ الْاِمَاءُ فَسَادُ الْبَيْتِ۔

۱۲۸۷۔ آزاد اور کنیز عورتیں۔ آزاد عورتوں سے گھر کی فلاح اور کنیزوں سے خانہ خرابی۔

۱۲۸۸۔ اَلْحَرَامُ بَيِّنٌ وَ الْحَلَالُ بَيِّنٌ فَدَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ

۱۲۸۸۔ مشتبہ شئے۔ حرام واضح ہے اور حلال بھی روشن ہے لہٰذا مشتبہ چیز کو ترک کردو اور بے شبہ چیز کو عمل میں لاؤ۔

۱۲۸۹۔ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ۔

۱۲۸۹۔ جنگ۔ جنگ کا نام مکاری ہے۔

۱۲۹۰۔ اَلْحَرِيْصُ الَّذِيْ يَطْلُبُ الْمَكْسَبَةَ مِنْ غَيْرِ حِلِّهَا۔

۱۲۹۰۔ لالچی۔ حریص وہ ہے جو حرام کی طلب میں تگ و دو کرے۔

۱۲۹۱۔ اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ۔

۱۲۹۱۔ کبھی بدگمانی۔ (کبھی) بدگمانی دوراندیشی ہوتی ہے۔

۱۲۹۲۔ اَلْحَسَبُ الْمَالُ۔

۱۲۹۲۔ دنیا میں۔ مال کو حسب و نسب سمجھا جاتا ہے۔

۱۲۹۳۔ اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَ الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ۔

۱۲۹۳۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو اور صدقہ خطاؤں کو یوں گل کرتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔

۱۲۹۴۔ اَلْحَسَدُ يُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ

۱۲۹۴۔ حسد سے ایمان خلل جیسے ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے، جس طرح ایلوا شہد کو۔

۱۲۹۵۔ اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ يَاْخُذُهَا مِمَّنْ سَمِعَهَا وَلَا تُبَالِيْ فِيْ اَيِّ وِعَاءٍ خَرَجَتْ۔

۱۲۹۵۔ حکمت۔ حکمت مومن کا مال گم شدہ ہے جہاں سے ملے وہ اس کو لے لے اور یہ نہ دیکھے کہ وہ کس طرف سے ظاہر ہو رہی ہے۔

۱۲۹۶۔ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَءَ لِعِرْضِهٖ وَدِيْنِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُوَاقِعَهٗ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔

۱۲۹۶۔ مشتبہ امور۔ حلال اور حرام کی وضاحت اور نشان دہی کی جا چکی ہے مگر حلال و حرام کے درمیان کچھ چیزیں ہوتی ہیں جو مشتبہ ہوتی ہیں اور جن سے انسانوں کی اکثریت ناواقف ہے تو جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچا اُس کی عزت اور دین محفوظ رہے گا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں داخل ہوگا پھر وہ حرام میں بھی پڑ جائے گا جس طرح چرواہا اگر بھیڑوں کو کھڈ کے قریب لگی ہوئی باڑ پر چرائے تو ہر آن اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی بھیڑ گر نہ پڑے اسی طرح مشتبہ امور میں حصہ لینے سے حرام کی طرف جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ہر بادشاہ کے ملک کی کچھ متعین سرحدیں ہوتی ہیں اور اللہ کی "سرحدیں" "محارم" ہیں۔

آگاہ ہو کہ جسم میں ایک "عضو" ایسا ہے کہ اگر وہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا نظام بدن ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہوا تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ عضو دل ہے۔

۱۲۹۷۔ اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عُفِيَ عَنْهُ۔

۱۲۹۷۔ حلال و حرام۔ حلال وہ ہے جس کو قرآن نے حلال کیا۔ حرام وہ ہے جس کو قرآن نے حرام بتایا ہے اور جس کے بارہ میں کتابِ خدا خاموش ہے تو [illegible] مباح ہے۔

۱۲۹۸۔ اَلْحَلْفُ حِنْثٌ اَوْ نَدَمٌ

۱۲۹۸۔ قسم۔ قسم یا تو ٹوٹ جاتی ہے یا ندامت دیتی ہے۔

۱۲۹۹۔ اَلْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ۔

۱۲۹۹۔ قسم کا نتیجہ۔ قسم جنس کو تمام اور برکت کو فنا کرتی ہے۔

۱۳۰۰۔ اَلْحَلِيْمُ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا وَسَيِّدٌ فِي الْاٰخِرَةِ۔

۱۳۰۰۔ بردبار۔ بردبار دین و دنیا دونوں میں سردار ہوتا ہے۔

۱۳۰۱۔ اَلْحَمْدُ عَلَى النِّعْمَةِ اَمَانٌ لِزَوَالِهَا۔

۱۳۰۱۔ شکر نعمت۔ شکرِ نعمت، نعمت کو زوال سے محفوظ رکھتا ہے۔

۱۳۰۲۔ اَلْحُمْرَةُ مِنْ زِيْنَةِ الشَّيْطَانِ۔

۱۳۰۲۔ شیطان کی زینت۔ سرخی شیطان کی زینت ہے۔

۱۳۰۳۔ اَلْحُمّٰى تَحُتُّ الْخَطَايَا كَمَا تَحُتُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔

۱۳۰۳۔ تپ۔ تپ گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جس طرح درخت اپنے پتوں کو۔

۱۳۰۴۔ اَلْحُمّٰى حَظُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنَ النَّارِ وَحُمّٰى لَيْلَةٍ تُكَفِّرُ خَطَايَا سَنَةٍ۔

۱۳۰۴۔ **جہنم کا نعم البدل**۔ تپ مومن کے گناہوں پر جہنم کا نعم البدل ہے اور ایک رات کی تپ ایک سال کے گناہ کو دور کرتی ہے۔

۱۳۰۵۔ اَلْحُمّٰى رَائِدُ الْمَوْتِ وَسِجْنُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ۔

۱۳۰۵۔ **بانگِ درا**۔ تپ موت کی بانگِ درا اور زمین پر اللہ کا قید خانہ ہے۔

۱۳۰۶۔ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ۔

۱۳۰۶۔ **سراپا نیکی**۔ حیا سراپا نیکی ہے۔

۱۳۰۷۔ اَلْحَيَاءُ زِيْنَةٌ وَالتُّقٰى كَرَمٌ وَخَيْرُ الْمَرْكَبِ الصَّبْرُ وَاِنْتِظَارُ الْفَرَجِ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عِبَادَةٌ۔

۱۳۰۷۔ **حیا زینت ہے**۔ حیا سرمایۂ زینت ہے، تقویٰ سرمایۂ بزرگی، صبر بہترین سواری ہے اور غیب سے سامانِ راحت کا انتظار عبادت ہے۔

۱۳۰۸۔ اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔

۱۳۰۸۔ **ایمان کا شعبہ**۔ حیا ایمان کا شعبہ ہے۔

۱۳۰۹۔ اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔

۱۳۰۹۔ **خیر ہی خیر**۔ حیا سے خیر ہی خیر ظاہر ہوتی ہے۔

۱۳۱۰۔ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔

۱۳۱۰۔ **ایمان سے ہے**۔ حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنتی، بدزبانی جفا سے ہے اور جفا جہنمی۔

۱۳۱۱۔ اَلْحَيَاءُ هُوَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ۔

۱۳۱۱۔ **سراپا دین**۔ حیا سراپا دین ہے۔

۱۳۱۲۔ اَلْحَيَاءُ وَالْاِيْمَانُ قُرِنَا جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ۔

۱۳۱۲۔ **ساتھ ساتھ**۔ حیا اور ایمان توام ہیں جب ایک چلا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے ساتھ ساتھ رخصت ہو جاتا ہے۔

۱۳۱۳۔ اَلْحَيَاءُ وَالْاِيْمَانُ مَقْرُوْنَانِ فِيْ قَرْنٍ وَاحِدٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ۔

۱۳۱۳۔ **ہم جلیس**۔ حیا و ایمان ہم جلیس محفل ہیں جب ایک اٹھتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے۔

۱۳۱۴۔ اَلْحَيَاءُ وَالْاِيْمَانُ مَقْرُوْنَانِ لَا يَفْتَرِقَانِ اِلَّا جَمِيْعًا۔

۱۳۱۴۔ **ہم نشین**۔ حیا و ایمان ایک دوسرے کے ہم نشین ہیں یہ نہیں جدا ہوتے مگر ساتھ ساتھ۔

۱۳۱۵۔ اَلْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ۔

۱۳۱۵۔ **حیا اور کم سخنی**۔ حیا اور کم سخنی ایمان کا شعبہ ہیں، بدزبانی اور زیادہ گوئی نفاق کی شاخ ہیں۔

۱۳۱۶۔ خَابَ عَبْدٌ وَخَسِرَ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قَلْبِهٖ رَحْمَةً لِّلْبَشَرِ۔

۱۳۱۶۔ **بے درد و بے رحم**۔ جس کے دل کو اللہ نے درد و رحم سے محروم رکھا وہ ناکام و نامراد ہوا۔

۱۳۱۷۔ خِدْمَتُكَ زَوْجَتَكَ صَدَقَةٌ۔

۱۳۱۷۔ **زوجہ کی خاطر داری**۔ زوجہ کی خاطر داری اور خدمت صدقہ ہے۔

۱۳۱۸۔ خَالِطُوا النَّاسَ بِأَخْلَاقِهِمْ وَخَالِفُوهُمْ فِي أَعْمَالِهِمْ۔

۱۳۱۸۔ اخلاق سے واسطہ رکھو۔ لوگوں کے اخلاق سے واسطہ رکھو ان کے اعمال سے تعلق نہ رکھو۔

۱۳۱۹۔ خُذِ الْأَمْرَ بِالتَّدْبِيرِ فَإِنْ رَأَيْتَ فِي عَاقِبَتِهِ خَيْرًا فَامْضِ وَإِنْ خِفْتَ غَيًّا فَأَمْسِكْ۔

۱۳۱۹۔ غور و فکر۔ ہر کام غور و فکر سے کیا کرو۔ اگر انجام بخیر دیکھو تو وہ کام کر ڈالو اگر گناہ محسوس کرو تو اس سے دست بردار ہو جاؤ۔

۱۳۲۰۔ خُذُوا عَلَى أَيْدِي سُفَهَائِكُمْ۔

۱۳۲۰۔ بچو۔ بیوقوفوں کی دست درازیں سے بچتے رہو۔

۱۳۲۱۔ خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا۔

۱۳۲۱۔ بقدر طاقت۔ بقدر قوت کام کرو کیونکہ جب تم دل برداشتہ ہو جاتے ہو تو خدا کی توجہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔

۱۳۲۲۔ خَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فِي حُلَّةٍ لَهُ يَخْتَالُ فِيهَا فَأَمَرَ اللّٰهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

۱۳۲۲۔ اکڑنے والے کا حشر۔ تم سے پہلے ایک شخص لباس فاخرہ پہن کر زمین پر اکڑتا ہوا چلا۔ اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کو پکڑ لے۔ اب وہ اسی طرح قیامت تک زمین میں دھنستا اور ہانپ پیٹتا رہے گا۔

۱۳۲۳۔ خَرَجَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقُونَ اللّٰهَ تَعَالَى فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ ارْجِعُوا فَقَدْ أُسْتُجِيبَ لَكُمْ مِنْ أَجْلِ هٰذِهِ النَّمْلَةِ۔

۱۳۲۳۔ ایک نبی نے جب چیونٹی کو دیکھا۔ ایک نبی اللہ سے طلب باران کے لیے باہر نکلے انھوں نے ایک چیونٹی کو دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! تم لوگ اپنے گھر لپٹ جاؤ۔ اس چیونٹی کی خاطر اللہ نے تمھاری سن لی۔

۱۳۲۴۔ خَشْيَةُ اللّٰهِ رَأْسُ كُلِّ حِكْمَةٍ وَالْوَرَعُ سَيِّدُ الْعَمَلِ۔

۱۳۲۴۔ خوفِ خدا۔ خوفِ خدا حکمت کا چشمہ ہے اور زہد و ورع عمل کا قافلہ سالار۔

۱۳۲۵۔ خَصَّ الْبَلَاءُ بِمَنْ عَرَفَهُ النَّاسُ وَعَاشَ فِيهِمْ مَنْ لَمْ يَعْرِفْهُ أَحَدٌ۔

۱۳۲۵۔ شہرت کا نقصان۔ مشہور و معروف شخص کے لیے تکلیفیں ہیں اور گمنام و غیر معروف شخص کے مزے ہیں۔

۱۳۲۶۔ خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ۔

۱۳۲۶۔ بخل و بد خلقی۔ مومن میں بخل و بد خلقی جمع نہیں ہوتی۔

۱۳۲۷۔ خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَفِقْهٌ فِي الدِّينِ۔

۱۳۲۷۔ نیک نامی اور علم دین۔ منافق میں نیک نامی اور علم دین یکجا نہیں ہوتے۔

۱۳۲۸۔ خَصْلَتَانِ لَيْسَ فَوْقَهُمَا مِنَ الْبِرِّ شَيْءٌ الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَالنَّفْعُ لِعِبَادِ اللّٰهِ

۱۳۲۸۔ ایمان باللہ اور خدمت عوام۔ ایمان باللہ اور خدمت عوام سے بہتر کوئی نیکی نہیں۔

۱۳۲۹۔ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا

۱۳۲۹۔ دو خصلتیں۔ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جاتی ہیں اللہ اس کو شاکر و صابر سمجھتا ہے اور جس میں نہیں ہوتیں،

وَمَنْ لَمْ يَكُوْنَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ لَا شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَأَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا۔

اس کو صابر و شاکر نہیں سمجھتا۔

(۱) جو شخص اس دیندار پر نظر ڈالے جو دینی اعتبار سے بلند ہو، پھر اس کی اقتدا کرے۔

اور اس دنیادار پر نظر کرے جو طبعی لحاظ سے پست ہو، پھر وہ حمد باری کرے اپنی بلند حالت پر ایسے شخص کو اللہ صابر و شاکر کہے گا۔

اور جو ان لوگوں کو دیکھے جو دینی اعتبار سے پست اور دنیوی اعتبار سے اس سے بلند ہوں اور وہ افسوس کرے کہ وہ اتنا مالدار کیوں نہ ہوا تو اللہ اس کو نہ صابر کہے گا نہ شاکر۔

۱۳۳۰۔ خَلَّتَانِ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فِيْهِمَا مَفْتُوْنٌ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔

۱۳۳۰۔ صحت و فراغت۔ دنیا دو چیزوں کی بے حد گرویدہ ہے صحت اور فراغت کی۔

۱۳۳۱۔ خَلَّفْتُ فِيْكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا "كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ" وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

۱۳۳۱۔ قرآن و عترت۔ میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور اپنی عترت۔ اور یہ دونوں چیزیں حوض کوثر پر وارد ہونے سے پہلے جدا نہ ہوں گے۔

۱۳۳۲۔ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَكَتَبَ آجَالَهُمْ وَأَعْمَالَهُمْ وَأَرْزَاقَهُمْ۔

۱۳۳۲۔ مقدر ہو چکا۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کی عمریں، اعمال اور رزق معین و مقدر کر دیا۔

۱۳۳۳۔ خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهٖ يَتَرَاحَمُوْنَ بِهَا وَخَبَأَ عِنْدَهٗ مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً۔

۱۳۳۳۔ رحمت کے حصے۔ اللہ نے رحمت کو سو حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ دنیا میں بھیج دیا جس کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے پیار اور محبت کرتے ہیں اور ننانوے حصے اپنے لیے مخصوص کر لیے۔

۱۳۳۴۔ خَلَقَ اللّٰهُ يَحْيٰى بْنَ زَكَرِيَّا فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ مُؤْمِنًا وَخَلَقَ فِرْعَوْنَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ كَافِرًا۔

۱۳۳۴۔ یحییٰ بن زکریا۔ اللہ نے یحییٰ بن زکریا کو شکم مادر ہی میں مومن پیدا کیا تھا اور فرعون کو کافر۔

۱۳۳۵۔ خُلُقَانِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ فَأَمَّا اللَّذَانِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ فَالسَّخَاءُ وَالسَّمَاحَةُ وَأَمَّا اللَّذَانِ يُبْغِضُهُمَا اللّٰهُ فَسُوْءُ الْخُلُقِ وَالْبُخْلُ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهٗ عَلٰى قَضَاءِ حَوَائِجِ

۱۳۳۵۔ دو سے محبت، دو سے نفرت۔ دو صفتوں سے اللہ محبت رکھتا ہے اور دو سے نفرت۔ سخاوت اور بخشش کو دوست رکھتا ہے اور بدخلقی اور بخل سے نفرت کرتا ہے۔ اور اللہ جب کبھی اپنے بندے کی بہتری چاہتا ہے، تو اس کو انسانوں کی حاجت برآری کا

النَّاسِ۔

۱۳۳۶۔ خَلِّلُوا بَيْنَ اَصَابِعِكُمْ لَا يُخَلِّلُ اللّٰهُ بَيْنَهَا بِالنَّارِ۔

۱۳۳۷۔ خَلِّلُوا لِحَاكُمْ وَ قُصُّوا اَظْفَارَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مَا بَيْنَ اللَّحْمِ وَ الظُّفْرِ۔

۱۳۳۸۔ خَمْسٌ بِخَمْسٍ مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ وَ مَا حَكَمُوْا بِغَيْرِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْفَقْرُ وَ لَا ظَهَرَتْ فِيْهِمُ الْفَاحِشَةُ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَ لَا طَفَّفُوا الْمِكْيَالَ اِلَّا مُنِعُوا النَّبَاتَ وَاُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَ لَا مَنَعُوا الزَّكَاةَ اِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ۔

۱۳۳۹۔ خَمْسَةٌ مِنْ مَصَائِبِ الدُّنْيَا فَوْتُ الْحَبِيْبِ وَذَهَابُ الْمَالِ وَشَمَاتَةُ الْاَعْدَاءِ وَ تَرْكُ الْعِلْمِ وَ امْرَاَةُ سُوْءٍ۔

۱۳۴۰۔ خَمْسُ خِصَالٍ يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ وَيُنْقِضْنَ الْوُضُوْءَ اَلْكِذْبُ وَ الْغِيْبَةُ وَ النَّمِيْمَةُ وَ النَّظْرُ بِشَهْوَةٍ وَ الْيَمِيْنُ الْكَاذِبَةُ۔

۱۳۴۱۔ خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ۔ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَ دَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَ دَعْوَةُ الْغَازِيْ حَتّٰى يَقْفُلَ وَ دَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَ دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔

وسیلہ بنا دیتا ہے۔

۱۳۳۶۔ وضو کے وقت۔ وضو کے وقت اپنی انگلیوں میں خلال کرو، ورنہ اللہ پھر آگ سے خلال کرے گا۔

۱۳۳۷۔ داڑھیاں اور ناخن۔ داڑھیوں میں کنگھی کرو اور ناخنوں کو ترشواؤ کیونکہ شیطان گوشت و ناخن کے درمیان سرایت کر جاتا ہے۔

۱۳۳۸۔ پانچ چیزوں سے پانچ چیزیں۔ پانچ چیزوں سے پانچ چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

۱۔ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ اس پر اس کے دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔

۲۔ جو قوم حکم الٰہی کے خلاف فیصلہ کرے اللہ اس میں فقر پیدا کر دیتا ہے۔

۳۔ جس قوم میں بدکاری بڑھ جاتی ہے اس میں ناگہانی موتوں کا اضافہ ہونے لگتا ہے۔

۴۔ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط سے دوچار ہونے لگتی ہے۔

۵۔ جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی وہ خشک سالی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

۱۳۳۹۔ پانچ مصیبتیں۔ پانچ مصیبتیں دنیوی مصائب میں سے ہیں۔ دوست کی موت، مال کا جانا، اعدا کی سرزنش، علم کا چھوڑنا اور بری عورت۔

۱۳۴۰۔ پانچ چیزوں سے۔ پانچ چیزوں سے روزہ باطل اور وضو بے کار ہو جاتا ہے۔ جھوٹ، غیبت، چغل خوری، نگاہ ہوس، جھوٹی قسم۔

۱۳۴۱۔ پانچ دعائیں۔ پانچ دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ مظلوم کی دعا (یہاں تک کہ اس کی مدد ہو جائے)۔ زائر کعبہ کی دعا (یہاں تک کہ وہ واپس آجائے) مجاہد کی دعا (یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پلٹے) مریض کی دعا (یہاں تک کہ وہ اچھا ہو جائے) اور بھائی کی دعا بھائی کے لیے

اس کی عدم موجودگی ہیں۔

۱۳۴۲۔ خَمْسٌ لَيْسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ اَلشِّرْكُ بِاللهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَبَهْتُ الْمُؤْمِنِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَيَمِيْنٌ صَابِرَةٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ۔

۱۳۴۲۔ **پانچ چیزوں کا کفارہ نہیں**۔ پانچ چیزوں کا کفارہ نہیں (۱) شرک (۲) ناحق کسی کا قتل (۳) مومن پر بہتان طرازی (۴) جہاد سے فرار (۵) غصب مال کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔

۱۳۴۳۔ خَمْسٌ مِنَ الْاِيْمَانِ مَنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شَيْءٌ مِنْهُنَّ فَلَا اِيْمَانَ لَهُ اَلتَّسْلِيْمُ لِاَمْرِ اللهِ وَالرِّضَا بِقَضَآءِ اللهِ وَالتَّفْوِيْضُ اِلَى اللهِ وَالتَّوَكُّلُ عَلَى اللهِ وَالصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى۔

۱۳۴۳۔ **شرائط ایمان**۔ جو حکم خدا پر سر تسلیم خم نہ کرے، خدائی فیصلے پر راضی نہ ہو، اپنے کام خدا کے حوالے نہ کرے، اللہ پر بھروسا نہ رکھے اور پہلی مصیبت پر صبر نہ کرے وہ مومن نہیں۔

۱۳۴۴۔ خَمْسٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحَيَاءُ وَالْحِلْمُ وَالْحِجَامَةُ وَالسِّوَاكُ وَالتَّعَطُّرُ۔

۱۳۴۴۔ **پیغمبروں کی سُنّت**۔ پانچ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں، شرم، صبر، حجامت، مسواک اور عطر لگانا۔

۱۳۴۵۔ خَمْسٌ هُنَّ مِنْ قَوَاصِمِ الظَّهْرِ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْمَرْاَةُ يَاْتَمِنُهَا زَوْجُهَا تَخُوْنُهُ وَالْاِمَامُ يُطِيْعُهُ النَّاسُ وَيَعْصِي اللهَ وَرَجُلٌ وَعَدَ عَنْ نَفْسِهِ خَيْرًا فَاَخْلَفَ وَاعْتِرَاضُ الْمَرْءِ فِيْ اَنْسَابِ النَّاسِ

۱۳۴۵۔ **تباہ کن چیزیں**۔ پانچ چیزیں تباہ کن ہیں۔ والدین کی نافرمانی اور اس عورت کی خیانت جس کا شوہر اس پر اعتماد رکھتا ہو اور اس امام کی معصیت جس کی لوگ اطاعت کرتے ہوں، خلاف ورزی وعدے کی اور لوگوں کے نسب کے بارے میں بدگوئی۔

۱۳۴۶۔ خَمْسٌ يُعَجِّلُ اللهُ لِصَاحِبِهَا الْعُقُوْبَةَ اَلْبَغْيُ وَالْغَدْرُ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ وَمَعْرُوْفٌ لَا يُشْكَرُ۔

۱۳۴۶۔ **پانچ چیزوں کا بدلا**۔ پانچ چیزوں کا اللہ بدلہ جلد دیتا ہے، بغاوت، غداری، والدین کی نافرمانی، قطع رحم، ناسپاس گزاری۔

۱۳۴۷۔ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ۔

۱۳۴۷۔ **بہترین حاکم**۔ بہترین حاکم وہ ہیں جو تم سے محبت کرتے ہیں اور تم ان سے عقیدت رکھتے ہو، تم ان کے دعا گو ہو اور وہ تمھارے۔ اور بدترین حاکم وہ ہیں کہ تم ان سے نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے خار کھاتے ہیں تم ان کو گالیاں دیتے ہو اور وہ تم کو۔

۱۳۴۸۔ خِيَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقَانِعُ وَشِرَارُهُمُ الطَّامِعُ۔

۱۳۴۸۔ **قانع اور حریص**۔ مومنوں میں سب سے بہتر شخص قانع اور سب سے بدتر انسان حریص ہے۔

۱۳۴۹۔ خِيَارُ اُمَّتِيْ اَحِدَّاؤُهَا الَّذِيْنَ اِذَا غَضِبُوْا رَجَعُوْا

۱۳۴۹۔ **جن کا غصہ جلد اُتر جاتا ہے**۔ بہترین امت وہ تند خو لوگ ہیں جن کا غصہ آتے ہی اُتر جاتا ہے۔

۱۳۵۰۔ خِيَارُ اُمَّتِيْ عُلَمَاؤُهَا وَخِيَارُ عُلَمَائِهَا حُلَمَاؤُهَا

۱۳۵۰۔ **سب سے افضل**۔ اُمّت میں سب سے افضل علماء ہیں اور علماء میں سب سے افضل بردبار اور متحمل مزاج عالم ہیں۔

۱۳۵۱۔ خِیَارُ اُمَّتِیْ حُلَمَآئُھَا وَخِیَارُ عُلَمَآئِھَا رُحَمَآئُھَا اَلَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَغْفِرُ لِلْعَالِمِ اَرْبَعِیْنَ ذَنْبًا قَبْلَ اَنْ یَغْفِرَ لِلْجَاھِلِ ذَنْبًا وَّاحِدًا اَلَا وَاِنَّ الْعَالِمَ الرَّحِیْمَ یَجِیْئُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاِنَّ نُوْرَہٗ قَدْ اَضَآءَ یَمْشِیْ فِیْہِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کَمَا یُضِیْئُ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ۔

۱۳۵۱۔ سب سے بہتر۔ میری اُمّت میں سب سے بہتر "علماء" ہیں اور علماء میں سب سے بہتر وہ عالم ہیں جو رحم دل ہوں۔
اللہ جاہل کا ایک گناہ بخشنے سے پہلے عالم کے چالیس گناہ بخش دیتا ہے۔
آگاہ ہو کہ عالم رحیم قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا نور اس کی گزرگاہ کو مشرق سے ۔۔۔ مغرب تک "نور کی کہکشاں" دے گا۔

۱۳۵۲۔ خِیَارُ اُمَّتِیْ مَنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَحَبَّبَ عِبَادَہٗ اِلَیْہِ۔

۱۳۵۲۔ محبوب بنانے کی کوشش کرے۔ بہترین اُمّت وہ شخص ہے، جو اللہ سے مانگے اور لوگوں کو خدا کا محبوب بنانے کی کوشش کرے۔

۱۳۵۳۔ خِیَارُکُمْ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا اَلَّذِیْنَ یَاْلَفُوْنَ وَیُؤْلَفُوْنَ۔

۱۳۵۳۔ تم میں سب سے بہتر۔ تم میں سب سے بہتر خوش اخلاق انسان ہے کہ وہ لوگوں سے ملتا ہے اور لوگ اس سے ملتے ہیں۔

۱۳۵۴۔ خِیَارُکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَآءً لِلدَّیْنِ۔

۱۳۵۴۔ قرض ادا کرنے والا۔ بہتر طریقے سے قرض ادا کرنے والا سب سے بہتر ہے۔

۱۳۵۵۔ خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔

۱۳۵۵۔ دراز عمر اور خوش خُلق۔ دراز عمر اور خوش اخلاق سب سے افضل ہے۔

۱۳۵۶۔ خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُکُمْ اَعْمَالًا

۱۳۵۶۔ دراز عمر و نیک عمل۔ دراز عمر اور نیک عمل سب سے بہتر ہے۔

۱۳۵۷۔ خِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَآئِھِمْ۔

۱۳۵۷۔ عورتوں سے حسن سلوک کرنے والا۔ جو عورتوں سے اچھا سلوک کرتا ہے وہ سب سے اچھا ہے۔

۱۳۵۸۔ خِیَارُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ۔

۱۳۵۸۔ اہل و عیال سے حسن سلوک کرنے والا۔ جو اپنے اہل و عیال سے نیک سلوک کرتا ہے وہ سب سے اچھا ہے۔

۱۳۵۹۔ خِیَارُکُمْ مَنْ ذَکَّرَکُمْ بِاللّٰہِ رُؤْیَتُہٗ وَزَادَ فِیْ عِلْمِکُمْ مَنْطِقُہٗ وَرَغَّبَکُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَمَلُہٗ۔

۱۳۵۹۔ سب سے اچھا شخص۔ سب سے اچھا وہ شخص ہے، جس کے دیدار سے تم کو اللہ یاد آئے جس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل سے آخرت کی طرف تمہاری رغبت بڑھنے لگے۔

۱۳۶۰۔ خَیْرُ الْاَصْحَابِ صَاحِبٌ اِذَا ذَکَرْتَ اللّٰہَ

۱۳۶۰۔ اچھا دوست۔ بہترین دوست وہ ہے کہ جب تم اللہ کو

اَعَانَكَ وَاِذَا نَسِيْتَ ذَكَّرَكَ۔

یاد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے اور جب تم اللہ کو بھلا دو تو وہ یاد دلائے۔

۱۳۶۱۔ خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ۔

۱۳۶۱۔ اچھا دوست، اچھا پڑوسی۔ اللہ کے نزدیک اپنے دوست کی خیر خواہی کرنے والا "بہترین دوست" ہے اور ہمسایہ سے بھلائی کرنے والا "بہترین پڑوسی"۔

۱۳۶۲۔ خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا۔

۱۳۶۲۔ بہترین راستہ۔ "اعتدال" بہترین راستہ ہے۔

۱۳۶۳۔ خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَعَ الْعِلْمِ وَ شَرُّ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَعَ الْجَهْلِ۔

۱۳۶۳۔ تمام خوبیاں تمام برائیاں۔ دنیا و آخرت کی تمام خوبیاں علم سے وابستہ ہیں اور دونوں جہان کی تمام برائیاں جہالت سے مربوط ہیں۔

۱۳۶۴۔ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ۔

۱۳۶۴۔ بہترین ذکر۔ بہترین ذکر وہ ہے جو مخفی ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو۔

۱۳۶۵۔ خَيْرُ الرِّزْقِ مَا كَانَ يَوْمًا بِيَوْمٍ كَفَافًا۔

۱۳۶۵۔ بہترین روزی۔ بہترین روزی وہ ہے جو اس دن کی ضروریات پوری کر دے۔

۱۳۶۶۔ خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى وَخَيْرُ مَا اُلْقِيَ فِيْ قَلْبٍ اَلْيَقِيْنُ۔

۱۳۶۶۔ بہترین زادِ راہ۔ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے اور ... دل سب سے بڑی نعمت ہے۔

۱۳۶۷۔ خَيْرُ الشَّهَادَةِ مَا شَهِدَ صَاحِبُهَا قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا۔

۱۳۶۷۔ بہترین گواہی۔ بہترین گواہی ■ ہے جو بلا طلب دی جائے۔

۱۳۶۸۔ خَيْرُ الصِّدَاقِ اَيْسَرُهٗ۔

۱۳۶۸۔ کم مہر۔ کم تر مہر بہتر ہے۔

۱۳۶۹۔ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا اَبْقَتْ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

۱۳۶۹۔ بہترین خیرات۔ بہترین خیرات وہ خیرات ہے جو مجبور کو غنی رکھے (مفلس نہ کر دے) اور اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے ان کو دو جن کا نان و نفقہ تمہارے ذمے ہے۔

۱۳۷۰۔ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى خَيْرُ الْعِبَادَةِ اَخْفَاهَا۔

۱۳۷۰۔ بہترین صدقہ۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو دل کھول کر دیا جائے۔

۱۳۷۱۔ خَيْرُ الْعَمَلِ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

۱۳۷۱۔ بہترین عبادت۔ بہترین عبادت وہ ہے جو مخفی طور پر ادا کی جائے۔

۱۳۷۲۔ خَيْرُ الْعَمَلِ مَا نَفَعَ وَخَيْرُ الْهُدٰى مَا اتُّبِعَ۔

۱۳۷۲۔ بہترین عمل۔ بہترین عمل یہ ہے کہ تم دنیا چھوڑ رہے رہو اور تمہاری زبان پر ذکرِ الٰہی جاری ہو۔

۱۳۷۳۔ خَیْرُ الْکَسْبِ کَسْبُ یَدِ الْعَامِلِ اِذَا نَصَحَ۔

۱۳۷۳۔ عمدہ ترین عمل۔ بہترین عمل وہ ہے جو نفع بخش ہو اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔

۱۳۷۴۔

۱۳۷۴۔ بہترین کمائی۔ بہترین کمائی کاریگر کی کمائی ہے۔

۱۳۷۵۔ خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا۔

۱۳۷۵۔ بہترین مجالس۔ بہترین مجلسیں وہ ہیں جو وسیع ہوں۔

۱۳۷۶۔ خَیْرُ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ یَدِهٖ وَ لِسَانِهٖ۔

۱۳۷۶۔ بہترین مسلمان۔ بہترین مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۳۷۷۔ خَیْرُ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

۱۳۷۷۔ اعلیٰ انسان۔ بہترین شخص وہ ہے جو خلق کے اعتبار سے بلند ہو۔

۱۳۷۸۔ خَیْرُ النَّاسِ اَقْرَؤُهُمْ وَ اَفْقَهُهُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَ اَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَ اٰمَرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ۔

۱۳۷۸۔ بہت اچھا آدمی۔ بہترین شخص وہ ہے جس کو سب سے بہتر قرآن پڑھنا آتا ہو، مسائلِ شرعی سے واقف ہو اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا ہو اور صلہ رحم میں سب سے آگے ہو۔

۱۳۷۹۔ خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔

۱۳۷۹۔ مفید انسان۔ بہترین شخص وہ ہے جو سب سے زائد لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

۱۳۸۰۔ خَیْرُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ فَقِیْرٌ یُعْطِیْ جُهْدَهٗ۔

۱۳۸۰۔ مومن فقیر۔ بہترین انسان وہ مومن فقیر ہے جو اپنی کوششوں کو روبکار لائے۔

۱۳۸۱۔ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ اِنْتَفَعَ بِهِ النَّاسُ۔

۱۳۸۱۔ لوگ جس سے فائدہ اٹھائیں۔ بہترین شخص وہ ہے، جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

۱۳۸۲۔ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَ حَسُنَ عَمَلُهٗ وَ شَرُّ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَ سَاءَ عَمَلُهٗ۔

۱۳۸۲۔ طول العمر، عمل نیک۔ بہترین شخص وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو، عمل نیک ہو۔

بدکار و دراز عمر۔ اور بدترین شخص وہ ہے جو دراز عمر اور بدکار ہو۔

۱۳۸۳۔ خَیْرُ النِّسَاءِ الَّتِیْ تَسُرُّهٗ اِذَا نَظَرَ وَ تُطِیْعُهٗ اِذَا اَمَرَ وَ لَا تُخَالِفُهٗ فِیْ نَفْسِهَا وَ لَا مَالِهَا بِمَا یَكْرَهُ۔

خَیْرُ النِّسَاءِ الْوَلُوْدُ الْوَدُوْدُ۔

۱۳۸۳۔ بہترین بیوی۔ بہترین عورت وہ ہے کہ جب شوہر اس کو دیکھے تو سرور پیدا ہو اور جب اس کو حکم دے تو وہ اطاعت کرے۔ اور شوہر کی مخالفت نہ دل میں کرے اور نہ مالی معاملات میں۔

سب سے اچھی بیوی۔ زائد بچے جننے والی اور محبت کرنے والی بہترین عورت ہے۔

۱۳۸۴۔ خَيْرُ النِّسَآءِ مَنْ تَسُرُّكَ اِذَا اَبْصَرْتَ وَ تُطِيْعُكَ اِذَا اَمَرْتَ وَ تَحْفَظُ غَيْبَتَكَ فِي نَفْسِهَا وَ مَالِكَ۔

۱۳۸۴۔ بہت عمدہ زوجہ۔ بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمھیں خوشی حاصل ہو اور جب تم کسی کام کو کہو تو وہ اطاعت کرے اور تمھاری عدم موجودگی میں تمھارے ناموس و مال کی حفاظت کرے۔

۱۳۸۵۔ خَيْرُ النِّكَاحِ اَلْيَسْرُهٗ۔

۱۳۸۵۔ بہترین شادی۔ بہترین شادی وہ ہے جو آسانی سے ہوتی ہو۔

۱۳۸۶۔ خَيْرُ اَبْوَابِ الْبِرِّ الصَّدَقَةُ

۱۳۸۶۔ افضل نیکی۔ بہترین نیکی صدقہ ہے۔

۱۳۸۷۔ خَيْرُ اِخْوَانِكُمْ مَنْ اَهْدٰى اِلَيْكُمْ عُيُوْبَكُمْ

۱۳۸۷۔ بہترین بھائی۔ بہترین بھائی وہ ہے جو تمھارے عیوب تم پر واضح کرے۔

۱۳۸۸۔ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ وَ شَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُسَآءُ اِلَيْهِ اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا۔

۱۳۸۸۔ بہترین گھر۔ بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جائے اور یاد رکھو کہ ہم اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے۔

۱۳۸۹۔ خَيْرُ بُيُوْتِكُمْ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ مُكَرَّمٌ

۱۳۸۹۔ عمدہ گھر۔ بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کا اکرام و لحاظ کیا جائے۔

۱۳۹۰۔ خَيْرُ دِيْنِكُمُ الْوَرَعُ خَيْرُ دِيْنِكُمْ اَيْسَرُهٗ

۱۳۹۰۔ دین کی بہترین صفت۔ پرہیزگاری دین کی بہترین صفت ہے۔

جو آسانی سے کیا جائے۔ دین کے کاموں میں بہتر کام وہ ہے جو آسانی سے کیا جائے۔

۱۳۹۱۔ خَيْرُ شَبَابِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِالْكُهُوْلِ وَ شَرُّ كُهُوْلِكُمْ مَنْ تَشَبَّهَ بِشَبَابِكُمْ۔

۱۳۹۱۔ بہترین شباب۔ بہترین شباب وہ ہے جس میں پیری کے آثار ہوں اور بدترین بڑھاپا وہ ہے جو جوانی سے مشابہ ہو۔

۱۳۹۲۔ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَ شَرُّ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اَوَّلُهَا وَخَيْرُهَا اٰخِرُهَا۔

۱۳۹۲۔ بہترین صف۔ میدان جنگ میں بہترین صف وہ ہے جو سب سے اول ہو اور صف آرا عورتوں کی پہلی صف سب سے بدتر ہے اور آخری صف اس سے بہتر ہے۔

۱۳۹۳۔ خَيْرُ طِيْبِ الرِّجَالِ ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِيَ لَوْنُهٗ وَخَيْرُ طِيْبِ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِيَ

۱۳۹۳۔ مرد و عورت کی بہترین زینت۔ مرد کی بہترین زینت یہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ نہاں ہو اور عورت کی بہترین

رِيحُهَا ۔

آرائش یہ ہے کہ اس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پنہاں ہو۔

۱۳۹۴۔ خَيْرُكُمْ أَزْهَدُكُمْ فِي الدُّنْيَا وَ أَرْغَبُكُمْ فِي الْآخِرَةِ۔

۱۳۹۴۔ تم میں سب سے بہتر۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہو اور آخرت کی طرف زائد مائل ہو۔

۱۳۹۵۔ خَيْرُكُمْ إِسْلَامًا أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا إِذَا فَقِهُوا۔

۱۳۹۵۔ سب سے بہتر اسلام۔ سب سے بہتر اسلام اس شخص کا ہے جس کا اخلاق بلند ہو اور وہ مسائلِ شرعیہ سے بھی واقف ہو۔

۱۳۹۶۔ خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيرَتِهِ مَا لَمْ يَأْثَمْ۔

۱۳۹۶۔ خاندان کی حفاظت۔ بہترین شخص وہ ہے جو اپنے خاندان کی حفاظت کرے اور اس دفاع میں کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو۔

۱۳۹۷۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي مَا أَكْرَمَ النِّسَاءَ إِلَّا كَرِيمٌ وَ لَا أَهَانَهُنَّ إِلَّا لَئِيمٌ۔

۱۳۹۷۔ کریم و کمینہ۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہو اور اپنے اہل و عیال کا بہت خیال رکھتا ہو اور یاد رکھو کہ عورتوں کی عزت صرف کریم ہی کر سکتا ہے اور عورتوں کی توہین کمینہ ہی کرے گا۔

۱۳۹۸۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِلنِّسَاءِ ۔

۱۳۹۸۔ جو عورتوں کے لیے اچھا ہو۔ جو عورتوں کے لحاظ سے اچھا ہے وہ سب سے اچھا ہے۔

۱۳۹۹۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِ وَ لِبَنَاتِهِ ۔

۱۳۹۹۔ عورتوں اور بیٹیوں کا خیال۔ جو اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا زائد خیال رکھتا ہے وہی سب سے بہتر آدمی ہے۔

۱۴۰۰۔ خَيْرُكُمْ مَنْ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ فَمَلَكَهَا۔

۱۴۰۰۔ نفس پر قادر۔ بہترین شخص وہ ہے، جس کو اللہ نے نفس پر قدرت و اختیار دیا ہو۔

۱۴۰۱۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ۔

۱۴۰۱۔ معلمِ قرآن۔ بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کی تعلیم دے اور علمِ قرآن حاصل کرے۔

۱۴۰۲۔ خَيْرُكُمْ مَنْ لَمْ يَتْرُكْ آخِرَتَهُ لِدُنْيَاهُ وَ لَا دُنْيَاهُ لِآخِرَتِهِ وَ لَمْ يَكُنْ كَلًّا عَلَى النَّاسِ ۔

۱۴۰۲۔ اچھے انسان کی صفت۔ بہترین شخص وہ ہے جو آخرت کو دنیا کے لیے اور دنیا کو آخرت کے لیے ترک نہ کرے اور لوگوں پر بارِ خاطر نہ ہو۔

۱۴۰۳۔ خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجَىٰ خَيْرُهُ وَ يُؤْمَنُ شَرُّهُ وَ شَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجَىٰ خَيْرُهُ وَ لَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ ۔

۱۴۰۳۔ اچھا آدمی کیسا ہوگا۔ بہترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی ابتدا کی جاتی ہو اور شر کا احتمال نہ ہو اور بدترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی توقع نہ ہو اور اس کے شر سے امن نہ ہو۔

۱۴۰۴۔ خَيْرُ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ السِّبَاحَةُ وَخَيْرُ لَهْوِ الْمَرْأَةِ الْمِغْزَلُ ۔

۱۴۰۴۔ بہترین کھیل۔ بہترین تفریح تیراکی ہے اور عورتوں کی بہترین تفریح سوت کاتنا ہے۔

۱۴۰۵۔ خَيْرُ مَا أُعْطِيَ النَّاسُ خُلُقٌ حَسَنٌ ۔

۱۴۰۵۔ بہترین عطیہ۔ بہترین چیز جو لوگوں کو دی گئی ہے وہ حسن خلق ہے۔

۱۴۰۶۔ خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الرَّجُلُ الْمُؤْمِنُ خُلُقٌ حَسَنٌ وَشَرُّ مَا أُعْطِيَ الرَّجُلُ قَلْبُ سُوْءٍ فِيْ صُوْرَةٍ حَسَنَةٍ

۱۴۰۶۔ بہترین خصلت۔ بہترین چیز جو مومن کو دی گئی ہے وہ حسن اخلاق ہے اور بدترین شے جو کسی شخص کو ملی ہے وہ بدسیرتی ہے جو خوب صورتی کے ساتھ ہو۔

۱۴۰۷۔ خَيْرُ مَا أُلْقِيَ فِيْ قَلْبِ الْيَقِيْنُ ۔

۱۴۰۷۔ یقین۔ بہترین چیز جو دل میں ڈالی گئی ہے وہ یقین ہے۔

۱۴۰۸۔ خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الْإِنْسَانُ بَعْدَهُ ثَلَاثٌ ۔

(۱) وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْا لَهُ ۔

(۲) وَصَدَقَةٌ تَجْرِيْ يَبْلُغُهُ أَجْرُهَا ۔

(۳) وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ مِنْ بَعْدِهِ ۔

۱۴۰۸۔ بہترین ترکہ۔ بہترین چیزیں جو انسان مرنے کے بعد چھوڑ جاتا ہے تین ہیں:

(۱) نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔

(۲) خیرات جاریہ جس کا ثواب اس کو پہنچتا رہتا ہے۔

(۳) سرمایۂ علم جس سے لوگ فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔

۱۴۰۹۔ خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ ۔

۱۴۰۹۔ عورتوں کی بہترین مسجد۔ عورتوں کی بہترین مسجد گھر کا پوشیدہ ترین گوشہ ہے۔

۱۴۱۰۔ خَيْرُ نِسَاءِ أُمَّتِيْ أَصْبَحُهُنَّ وَجْهًا وَأَقَلُّهُنَّ مَهْرًا ۔

۱۴۱۰۔ جمیل اور مہر قلیل۔ میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جن کا چہرہ جمیل اور جن کا مہر قلیل ہو۔

۱۴۱۱۔ خَيْرُ نِسَائِكُمُ الْعَفِيْفَةُ الْغَلِمَةُ عَفِيْفَةٌ فِيْ فَرْجِهَا غَلِمَةٌ عَلٰى زَوْجِهَا ۔

۱۴۱۱۔ عفت و رغبت۔ بہترین عورت وہ ہے جو "عفت" بھی رکھتی ہو اور "رغبت" بھی۔ دوسروں کے بارے میں عفت ہو اور اپنے شوہر کے معاملہ میں رغبت ہو۔

۱۴۱۲۔ خَيْرُ نِسَائِكُمُ الْوَلُوْدُ الْوَدُوْدُ الْمُوَاسِيَةُ الْمُوَاتِيَةُ إِذَا اتَّقَيْنَ اللّٰهَ وَشَرُّ نِسَائِكُمُ الْمُتَبَرِّجَاتُ الْمُتَخَيِّلَاتُ وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ إِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْأَعْصَمِ ۔

۱۴۱۲۔ اچھی اور بری عورتیں۔ زائد بچے جننے والی اور محبت کرنے والی، شوہر کی مطیع اور اس کے سکھ دکھ میں ہاتھ بٹانے والی عورت جب کہ وہ اللہ سے بھی ڈرتی ہو بہترین عورت ہے۔

اور آرائش کرنے والی پر نخوت عورتیں منافق ہیں اور جنت میں ان کی تعداد اتنی ہی ہوگی جتنی کوے کے خط گردن پر سفیدی (بہت کم)۔

۱۴۱۳۔ خَيْرُهُنَّ اَيْسَرُهُنَّ صِدَاقًا۔

۱۴۱۳۔ جس کا مہر کم ہو۔ بہترین عورت وہ ہے جس کا مہر آسانی سے ادا ہو سکے۔

۱۴۱۴۔ خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ اَنْ يَدْخُلَ شَطْرُ اُمَّتِي الْجَنَّةَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ لِاَنَّهَا اَعَمُّ وَاَكْفٰى اَتَرَوْنَهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ الْمُتَّقِيْنَ؟ لَا وَلٰكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ۔

۱۴۱۴۔ مجھے اختیار دیا گیا۔ مجھے اختیار دیا گیا کہ یا تو میں یہ پسند کروں کہ اُمّت کی کثیر تعداد جنت میں جائے یا شفاعت کو منتخب کروں۔ میں نے شفاعت کو پسند کیا کیونکہ اس کا دامن زائد وسیع ہے اور شفاعت کیا صرف مومنین پرہیزگار ہی کے لیے کروں گا؟ نہیں، بلکہ گنہ گاروں، خطاکاروں کی بھی سفارش کروں گا۔

۱۴۱۵۔ خُيِّرَ سُلَيْمَانُ بَيْنَ الْمَالِ وَالْمُلْكِ وَالْعِلْمِ فَاخْتَارَ الْعِلْمَ فَاُعْطِيَ الْمُلْكَ وَالْمَالَ لِاِخْتِيَارِهِ الْعِلْمَ۔

۱۴۱۵۔ سلیمانؑ سے کہا گیا۔ سلیمانؑ سے کہا گیا کہ یا تو مال و ملک کو تم پسند کر لو یا علم کو۔ تو انھوں نے علم کو منتخب کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو انتخاب علم کی وجہ سے ملک و مال بھی ملا اور علم بھی۔

۱۴۱۶۔ اَلْخَبَرُ الصَّالِحُ يَجِيْئُ بِهِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ وَالْخَبَرُ السُّوْءُ يَجِيْئُ بِهِ الرَّجُلُ السُّوْءُ۔

۱۴۱۶۔ اچھی خبر۔ اچھی خبر اکثر مرد صالح ہی سے سننے میں آتی ہے اور بری خبر زائد تر برا آدمی ہی سناتا ہے۔

۱۴۱۷۔ اَلْخُرْقُ شُؤْمٌ وَالرِّفْقُ يُمْنٌ۔

۱۴۱۷۔ نرمی اور خشونت۔ خشونت میں نحوست ہے اور نرمی میں برکت ہے۔

۱۴۱۸۔ اَلْخَطُّ الْحَسَنُ يَزِيْدُ الْحَقَّ وَضُحًا۔

۱۴۱۸۔ خوش خط۔ اچھا خط حق کو زائد واضح کرتا ہے۔

۱۴۱۹۔ اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ يُذِيْبُ الْخَطَايَا كَمَا يُذِيْبُ الشَّمْسُ الْجَلِيْدَ الْحَرَارَةُ وَالْخُلُقُ السُّوْءُ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ۔

۱۴۱۹۔ خوش خُلقی اور کج خُلقی۔ خوش خلقی خطاؤں کو یخ بستہ پانی کی طرح پگھلاتی ہے اور کج خلقی عمل کو اسی طرح خراب کرتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو۔

۱۴۲۰۔ اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّهُمْ اِلَى اللّٰهِ اَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ۔

۱۴۲۰۔ اللہ کی آل۔ مخلوق اللہ کی آل ہے اللہ اسی کو سب سے زائد محبوب بنائے گا جو اس کے عیال کو سب سے زائد فائدہ پہنچائے۔

۱۴۲۱۔ اَلْخَمْرُ اُمُّ الْخَبَائِثِ فَمَنْ شَرِبَهَا لَمْ تُقْبَلْ صَلٰوتُهٗ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فَاِنْ مَاتَ وَهِيَ فِيْ بَطْنِهٖ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔

۱۴۲۱۔ خرابیوں کی جڑ۔ شراب خرابیوں کی جڑ ہے اور چالیس دن تک شراب پینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی اور اگر وہ اس حال میں مر جائے کہ شراب اُس کے شکم میں ہو تو اُس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔

۱۴۲۲۔ اَلْخَمْرُ اُمُّ الْفَوَاحِشِ وَاَكْبَرُ الْكَبَائِرِ مَنْ شَرِبَهَا وَقَعَ عَلٰى اُمِّهٖ وَخَالَتِهٖ وَعَمَّتِهٖ۔

۱۴۲۲۔ برائیوں کی ماں۔ شراب برائیوں کی ماں ہے اور گناہ کبیرہ ہے جو شراب پی لیتا ہے اس کو یہ تمیز نہیں رہتی کہ یہ ماں ہے یا خالہ ہے یا

پہونچی ہے۔

۱۴۲۳۔ اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاٰثَامِ۔
اَلْخِيَانَةُ تَجُرُّ الْفَقْرَ۔

۱۴۲۳۔ مجموعہ معاصی۔ شراب مجموعۂ معاصی ہے۔
خیانت سے۔ خیانت سے فقر پیدا ہوتا ہے۔

۱۴۲۴۔ اَلْخَيْرُ كَثِيْرٌ وَّمَنْ يَّعْمَلُ بِهٖ قَلِيْلٌ۔

۱۴۲۴۔ عمل کرنے والے کم ہیں۔ خیر بہت ہے مگر اس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔

۱۴۲۵۔ اَلْخَيْرُ مَعَ اَكَابِرِكُمْ۔

۱۴۲۵۔ بزرگوں کے ساتھ خیر ہے۔ خیر تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے۔

۱۴۲۶۔ اَلْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ كَفَّهٗ بِالنَّفَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا۔

۱۴۲۶۔ گھوڑوں کی پیشانیاں۔ خیر و برکت گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک کے لیے وابستہ ہے اور گھوڑوں کی مد میں خرچ کرنا نفقہ کی طرح ضروری ہے اور اس خرچ سے ہاتھ روکنا مناسب نہیں۔

۱۴۲۷۔ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ۔

۱۴۲۷۔ ثواب اور مالِ غنیمت۔ قیامت تک کے لیے گھوڑوں کی پیشانیاں خیر و برکت کی بارش ثواب اور مالِ غنیمت کی صورت میں کرتی رہیں گی۔

۱۴۲۸۔ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ وَالنَّيْلُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ اَهْلُهَا مُعَانُوْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُنْفِقُ عَلَيْهَا كَبَاسِطِ يَدِهٖ فِيْ صَدَقَةٍ۔

۱۴۲۸۔ گھوڑوں پر خرچ کرنے کا ثواب۔ قیامت تک گھوڑوں کے ساتھ خیر و خوبی ہی رہے گی۔ ان سے مدد ملتی ہے[1] اور ان پر خرچ کرنے کا وہی ثواب ہے جو صدقہ کا ہے۔

۱۴۲۹۔ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ اَهْلُهَا مُعَانُوْنَ عَلَيْهَا فَامْسَحُوْا بِنَوَاصِيْهَا وَادْعُوْا لَهَا بِالْبَرَكَةِ وَ قَلِّدُوْهَا وَ لَا تُقَلِّدُوْهَا الْاَوْتَارَ۔

۱۴۲۹۔ گھوڑوں کے گلے میں قلادہ۔ قیامت تک گھوڑوں سے خیر و خوبی ہی ظہور میں آتی رہے گی اور ان سے عظیم مدد بھی حاصل ہوتی ہے۔ ان کی پیشانیوں پر ہاتھ پھیرو اور ان پر نزول برکت کی دعا کرو اور ان کے گلے میں کسی قسم کا قلادہ ہونا چاہیئے مگر حلقہ کمان کا قلادہ نہ ہونا چاہیے۔

۱۴۳۰۔ دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّهَا تَدْفَعُ عَنْكُمُ الْاَمْرَاضَ وَالْاَعْرَاضَ۔

۱۴۳۰۔ صدقہ سے علاج۔ مریضوں کی صدقہ کے ذریعہ دوا کرو کیونکہ صدقہ امراض اور عارضوں کو دور کرتا ہے۔

۱۴۳۱۔ دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ حَالِقَةُ الدِّيْنِ لَا

۱۴۳۱۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ دیکھ رہا ہوں کہ تم میں پچھلی امتوں کے امراض نفسانی سرایت کرتے جارہے ہیں، یہ حسد یہ بغض کیا ہیں

---

[1] مالکوں کو ان سے مدد پہنچتی ہے۔ ۱۲

حَالِقَةُ الشَّعْرِ وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَفَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِشَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔

یہ دین کی قطع و برید کرتے ہیں جس طرح حجام کا اُسترا بالوں کی کاٹ چھانٹ کرتا ہے اور قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے کہ تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک مومن نہ ہو اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت، پیار نہ کرو اور میں تمھیں یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ محبت کیسے بڑھتی ہے۔ جب ایک مومن دوسرے مومن سے ملے تو اس کو سلام کرے۔

۱۴۳۲۔ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَاِذَا اَکْثَرُ اَھْلِھَا الْبُلْہُ۔

۱۴۳۲۔ معراج کی شب۔ (شبِ معراج) میں جنت میں داخل ہُوا وہاں اکثریت سادہ لوحوں[1] کی دیکھی۔

۱۴۳۳۔ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَرَاَیْتُ عَلٰی بَابِھَا الصَّدَقَۃُ بِعَشَرَۃٍ وَالْقَرْضُ بِثَمَانِیَۃَ عَشَرَ فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ کَیْفَ صَارَتِ الصَّدَقَۃُ بِعَشَرَۃٍ وَالْقَرْضُ بِثَمَانِیَۃَ عَشَرَ قَالَ لِاَنَّ الصَّدَقَۃَ تَقَعُ فِیْ یَدِ الْغَنِیِّ وَالْفَقِیْرِ وَالْقَرْضُ لَا یَقَعُ اِلَّا فِیْ یَدِ مَنْ یَّحْتَاجُ اِلَیْہِ۔

۱۴۳۳۔ جب میں معراج پر گیا۔ میں نے (شبِ معراج) جنت میں ایک دروازہ دیکھا جس پر تحریر تھا کہ صدقہ کا دس گنا ثواب ملے گا اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ جبرئیلؑ یہ کیا بات ہے ؟ کہ صدقہ کا دس گنا اجر اور قرض کا اٹھارہ گنا (حالانکہ صدقہ کا ثواب زائد ہونا چاہیے) جبرئیلؑ نے کہا یا رسُول اللہ! بات یہ ہے کہ صدقہ کبھی فقیر کو ملتا ہے اور کبھی ایسے کو بھی مل جاتا ہے جو اس کا محتاج نہیں ہوتا مگر قرض تو صرف اس کو دیا جاتا ہے جو محتاج ہو۔ اس لیے قرض دینے کا ثواب زائد ہے۔

۱۴۳۴۔ دَخَلَتِ امْرَاَۃٌ النَّارَ فِیْ ھِرَّۃٍ رَبَطَتْھَا فَلَمْ تُطْعِمْھَا وَلَمْ تَدَعْھَا تَاْکُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰی مَاتَتْ۔

۱۴۳۴۔ بلّی کو کھانا نہ دینے کی سزا۔ ایک عورت صرف اس لیے داخل جہنم کی گئی کہ اس نے ایک بلّی باندھ رکھی تھی اور اسے کھانے کو کچھ نہ دیا اتنا بھی نہ تھا کہ زمین ہی پر کوئی چیز پڑی ہو اور وہ کھالے[2] اور وہ اسی طرح بھوکی مرگئی۔

۱۴۳۵۔ دِرْھَمُ الرَّجُلِ یُنْفِقُ فِیْ صِحَّتِہٖ خَیْرٌ مِّنْ عِتْقِ رَقَبَۃٍ عِنْدَ مَوْتِہٖ۔

۱۴۳۵۔ زندگی میں خیرات۔ حالتِ صحت میں ایک درہم کی خیرات بہتر ہے اس بات سے کہ مرنے کے بعد اس کے نام پر ایک غلام آزاد کیا جائے۔

۱۴۳۶۔ دِرْھَمُ رِبَا یَاْکُلُہُ الرَّجُلُ وَھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ عِنْدَ اللہِ مِنْ سِتَّۃٍ وَ ثَلَاثِیْنَ زَنْیَۃً

۱۴۳۶۔ سُود کا ایک درہم۔ سُود کا ایک درہم کھانا (جب اس کو علم بھی ہو) خدا کے نزدیک چھتّیس ۳۶ مرتبہ کی زناکاری سے بدتر ہے۔

۱۴۳۷۔ دُعَاءُ الْاَخِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ لَا یُرَدُّ۔

۱۴۳۷۔ بھائی کی دعا۔ بھائی کے لیے بھائی کی غائبانہ دعا کبھی مسترد

[1] بھولے بھالے نیکوں کی۔
[2] اگر بندھی ہوئی نہ ہوتی تو حشرات الارض وغیرہ سے پیٹ بھر لیتی۔

نہیں ہوتی۔

۱۴۳۸۔ دُعَاءُ الْمُحْسَنِ اِلَيْهِ لِلْمُحْسِنِ لَا يُرَدُّ۔

۱۴۳۸۔ ممنونِ کرم کی دعا۔ ممنونِ کرم کی دعا جو محسن کے لیے ہو کبھی رد نہیں ہوتی۔

۱۴۳۹۔ دُعَاءُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابٌ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهٖ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

۱۴۳۹۔ مومن کی دعا۔ مومن کے لیے مومن کی غائبانہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک فرشتہ اس کے قریب ہوتا ہے اور جب وہ برادرِ مومن کے لیے دعا مانگتا ہے تو وہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔

۱۴۴۰۔ دُعَاءُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ كَدُعَاءِ النَّبِيِّ لِاُمَّتِهٖ

۱۴۴۰۔ والد کی دعا۔ والد کی دعا اولاد کے حق میں اسی طرح مؤثر ہوتی ہے جس طرح نبی کی دعا امت کے حق میں۔

۱۴۴۱۔ دَعْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ۔

۱۴۴۱۔ قیل و قال۔ قیل و قال سے زائد پوچھ گچھ[1] اور بربادیِ مال سے اجتناب کرو۔

۱۴۴۲۔ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِيْ۔

۱۴۴۲۔ غیر مشتبہ امور کی طرف جاؤ۔ مشتبہ چیز سے ہٹ کر بے شبہ چیز کی طرف جاؤ کیونکہ نجات بے لچک راستی ہی میں ہے۔

۱۴۴۳۔ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّكَ لَمْ تَجِدَ فَقْدَ شَيْءٍ تَرَكْتَهٗ لِلّٰهِ۔

۱۴۴۳۔ جس چیز کو اللہ کے لیے ترک کرو گے۔ مشتبہ معاملہ سے کنارہ کش ہو جاؤ صحیح بات پر ڈٹ جاؤ اور یاد رکھو کہ جس چیز کو تم اللہ کے لیے چھوڑ دو گے اس کے فقدان کا تمہیں غم محسوس نہ ہوگا۔

۱۴۴۴۔ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ فَمَنْ رَعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَقَعَ فِيْهِ۔

۱۴۴۴۔ گرنے کا اندیشہ۔ مشتبہ امور سے گریز کرو کیونکہ باڑھ کے قریب بھیڑوں کو چرانے والے کے لیے ہر آن کھڈ[2] میں گرنے کا اندیشہ رہتا ہے۔

۱۴۴۵۔ دَعُوا الْحَسْنَاءَ الْعَاقِرَ وَتَزَوَّجُوا السَّوْدَاءَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ اُكَاثِرُ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

۱۴۴۵۔ حسین مگر بانجھ عورت۔ حسین مگر بانجھ عورت سے شادی نہ کرو۔ کالی مگر زائد بچے جننے والی سے شادی کرو کیونکہ میں قیامت کے دن بوجہ کثرتِ امت فخر کروں گا۔

۱۴۴۶۔ دَعُوا الدُّنْيَا لِاَهْلِهَا مَنْ اَخَذَ مِنَ الدُّنْيَا فَوْقَ مَا يَكْفِيْهِ اَخَذَ حَتْفَهٗ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ۔

۱۴۴۶۔ ضرورت سے زائد حاصل کرنے والا۔ دنیا کو طالبِ دنیا کے لیے چھوڑ دو۔ ضرورت سے زائد دنیا حاصل کرنے والا اپنی موت کو دعوت دیتا ہے حالانکہ اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔

---

[1] کثرتِ سوال سے رک جا۔ [2] مواقع ممنوعہ میں داخل ہونے کا خطرہ ہے۔

۱۴۴۷۔ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ۔

۱۴۴۷۔ صرف اللہ کا سہارا لو۔ لوگوں کا سہارا لینا چھوڑ دو وہ خدا ہی ہے جو بعض انسانوں کو بعض لوگوں کے لیے وسیلہ رزق بناتا ہے۔

۱۴۴۸۔ دَعُوا النَّاسَ يُصِبْ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَاِنِ اسْتَنْصَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيَنْصَحْهُ۔

۱۴۴۸۔ سہارا نہ ڈھونڈو۔ لوگوں کا سہارا نہ ڈھونڈو۔ کیونکہ بعض بعض

۱۴۴۹۔ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَاِنْ كَانَ فَاجِرًا فَفُجُوْرُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ۔

۱۴۴۹۔ مظلوم اگرچہ فاسق کیوں نہ ہو۔ مظلوم اگرچہ فاسق کیوں نہ ہو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اس کا فسق و فجور تو اس کی ذات سے تعلق رکھتا ہے دعا سے اس کا کیا سروکار۔

۱۴۵۰۔ دَعْوَتَانِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمَرْءِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔

۱۴۵۰۔ دو دعائیں۔ دو دعائیں ایسی ہیں جو خدا تک بے روک پہنچتی ہیں ایک مظلوم کی دعا اور دوسری بھائی کی دعا غائب بھائی کے حق میں۔

۱۴۵۱۔ دَعْوَةٌ فِي السِّرِّ تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ دَعْوَةً فِي الْعَلَانِيَةِ۔

۱۴۵۱۔ مخفی دعا۔ ایک مخفی دعا علانیہ ستر دعاؤں کے برابر ہے۔

۱۴۵۲۔ دَلِيْلُ الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ۔

۱۴۵۲۔ رہنمائے خیر۔ رہنمائے خیر کا وہی درجہ ہے جو عامل خیر کا ہے۔

۱۴۵۳۔ دُوْرُوْا مَعَ كِتَابِ اللّٰهِ حَيْثُمَا دَارَ۔

۱۴۵۳۔ کتاب خدا کے ساتھ۔ جدھر کتاب خدا گردش کرے ادھر تم بھی گردش کرو۔

۱۴۵۴۔ دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ

۱۴۵۴۔ کس دینار کا ثواب زائد ہے؟ ایک دینار تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور دوسرا غلام کو آزاد کرنے میں۔ تیسرا دینار تم نے مسکین کو دے دیا اور چوتھا دینار اہل وعیال پر خرچ کیا تو اس دینار کا ثواب زائد ہے جو اہل وعیال پر صرف ہوا ہے۔

۱۴۵۵۔ دِيْنُ الْمَرْءِ عَقْلُهٗ وَمَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ لَا دِيْنَ لَهٗ۔

۱۴۵۵۔ مرد کا دین۔ مرد کا دین اس کی عقل ہے اور جس کو عقل نہیں اس کا دین بھی نہیں۔

۱۴۵۶۔ اَلدَّاعِيْ وَالْمُؤَمِّنُ فِي الْاَجْرِ شَرِيْكَانِ وَالْقَارِئُ وَالْمُسْتَمِعُ فِي الْاَجْرِ شَرِيْكَانِ۔

۱۴۵۶۔ دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا۔ دعا کرنے والے اور آمین کہنے والے کا ایک ہی ثواب ہے۔ قاری قرآن اور سامع قرآن دونوں کو ایک ہی ثواب ملے گا۔

۱۴۵۷۔ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ وَاللّٰهُ يُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ۔

۱۴۵۷۔ ہادی خیر۔ خیر کو عمل میں لانے والا اور اس کی طرف رہنمائی کرنے والا ایک ہی ہے اور اللہ بے کسوں کی فریاد رسی کو پسند کرتا ہے۔

۱۴۵۸۔ اَلدُّعَا بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ لَا یُرَدُّ۔

۱۴۵۸۔ اذان واقامت کے درمیان دعا۔ اذان واقامت کے درمیان کی دعا مسترد نہیں ہوتی۔

۱۴۵۹۔ اَلدُّعَا جُنْدٌ مِنْ اَجْنَادِ اللّٰہِ مُجَنَّدٌ یَرُدُّ الْقَضَآءَ بَعْدَ اَنْ یُبْرَمَ۔

۱۴۵۹۔ مسلح لشکر۔ دعا خدا کے لشکروں میں سے ایک مسلح لشکر ہے، جو "قضائے یقینی" کو بھی دفع کر دیتا ہے۔

۱۴۶۰۔ اَلدُّعَآءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔

۱۴۶۰۔ مومن کا ہتھیار۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

۱۴۶۱۔ اَلدُّعَآءُ مِفْتَاحُ الرَّحْمَۃِ وَالْوُضُوْءُ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ وَالصَّلٰوۃُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ۔

۱۴۶۱۔ رحمت کی کنجی۔ دعا رحمت کی کنجی ہے اور وضو نماز کی جنت کی کلید۔ اور نماز جنت کی کلید ہے۔

۱۴۶۲۔ اَلدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ۔

۱۴۶۲۔ دعا عبادت ہے۔ دعا عبادت ہے۔

۱۴۶۳۔ اَلدُّعَآءُ یَرُدُّ الْبَلَآءَ۔

۱۴۶۳۔ رد بلا۔ دعا سے رد بلا ہوتا ہے۔

۱۴۶۴۔ اَلدُّعَآءُ یَرُدُّ الْقَضَآءَ وَاِنَّ الْبِرَّ یَزِیْدُ فِی الرِّزْقِ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ۔

۱۴۶۴۔ دعا سے۔ دعا سے قضا رد ہوتی ہے، نیکی سے رزق بڑھتا ہے اور گناہوں سے رزق میں کمی ہوتی ہے۔

۱۴۶۵۔ اَلدُّعَآءُ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَآءِ۔

۱۴۶۵۔ دعا کا فائدہ۔ دعا نازل شدہ اور نازل ہونے والی مصیبتوں کے دفاع میں مفید ہے خدا کے بندو دعا کو اپنا وسیلہ بناؤ۔

۱۴۶۶۔ اَلدَّنَانِیْرُ وَالدَّرَاھِمُ خَوَاتِیْمُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ مَنْ جَآءَ بِخَاتَمِ مَوْلَاہُ قُضِیَتْ حَاجَتُہٗ۔

۱۴۶۶۔ خدا کی مہریں۔ دینار و درہم زمین پر خدا کی مہریں ہیں۔ پس جو ان شاہی مہروں کو لے کر جاتا ہے اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

۱۴۶۷۔ اَلدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ فَمَنْ اَخَذَھَا بِحَقِّہٖ بُوْرِکَ لَہٗ فِیْھَا وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِیْمَا اشْتَھَتْ نَفْسُہٗ لَیْسَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا النَّارُ۔

۱۴۶۷۔ قابل تبریک۔ دنیا شیریں وشاداب جگہ ہے جو اس میں سے صرف اپنا حق لے وہ قابل تبریک ہے اور جو خواہش نفس کی رو سے دنیا میں گم ہو جائے اس کو قیامت میں جہنم کے سوا اور کچھ نہ ملے گا۔

۱۴۶۸۔ اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْاٰخِرَۃِ وَالْاٰخِرَۃُ حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ حَرَامٌ عَلَی اللّٰہِ۔

۱۴۶۸۔ کس پر کیا حرام ہے؟ دنیا اہل آخرت پر حرام اور آخرت اہل دنیا پر حرام ہے اور دنیا و آخرت دونوں اللہ پر حرام ہیں۔

۱۴۶۹۔ اَلدُّنْیَا خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ مَنِ اکْتَسَبَ فِیْھَا مَالًا مِنْ حِلِّہٖ وَاَنْفَقَہٗ فِیْ حَقِّہٖ اَثَابَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَوْرَدَہٗ جَنَّتَہٗ وَمَنِ اکْتَسَبَ فِیْھَا مَالًا مِنْ غَیْرِ حِلِّہٖ وَاَنْفَقَہٗ فِیْ غَیْرِ حَقِّہٖ

۱۴۶۹۔ شاداب وشیریں دنیا۔ دنیا شاداب وشیریں جگہ ہے جو اس سے حلال طریقہ سے مال حاصل کرے گا اور صحیح مصرف میں خرچ کرے گا اللہ اس کو داخل جنت کرے گا اور جو اس میں سے مال حرام طریقہ سے حاصل کرے گا اور بے جا صرف کرے گا، اللہ اس کو جہنم کے گڑھے میں دھکیل دے گا۔

۱۴۷۰۔ اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ۔

۱۴۷۰۔ یہ دنیا۔ دنیا اس شخص کا گھر ہے جو بے گھر ہو اور اس شخص کا مال ہے جو بے زر ہو اور دنیا کے لیے وہی دولت جمع کرے گا جس کے پاس عقل نہ ہوگی۔

۱۴۷۱۔ اَلدُّنْيَا دُوَلٌ فَمَا كَانَ لَكَ أَتَاكَ عَلَى ضَعْفِكَ وَمَا كَانَ مِنْهَا عَلَيْكَ لَمْ تَدْفَعْهُ بِقُوَّتِكَ۔

۱۴۷۱۔ بساط انقلابات۔ دنیا انقلابات کی بساط ہے اور اس کا فائدہ باوجود تمھارے ضعف و ناتوانی کے تمھیں ملے گا اور اس کا نقصان بھی باوجود تمھاری قوت و طاقت کے تم تک پہنچ کر رہے گا۔

۱۴۷۲۔ اَلدُّنْيَا سَبْعَةُ أَيَّامٍ مِنْ أَيَّامِ الْآخِرَةِ۔

۱۴۷۲۔ دنیا کی عمر۔ دنیا کی ساری عمر آخرت کے ایک ہفتہ کے برابر ہے۔

۱۴۷۳۔ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔

۱۴۷۳۔ قید خانہ۔ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کے لیے فردوسِ بریں ہے۔

۱۴۷۴۔ اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ

۱۴۷۴۔ دنیا کی بہترین متاع۔ دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع پارسا عورت ہے۔

۱۴۷۵۔ اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا أَمْرًا بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيًا عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرَ اللّٰهِ۔

۱۴۷۵۔ ملعون۔ دنیا ملعون ہے اور وہ ساری چیزیں ملعون ہیں جو اس کے اندر گھسی ہوئی ہیں سوا امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ذکرِ خدا کے۔

۱۴۷۶۔ اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا۔

۱۴۷۶۔ دنیا اور مافیہا۔ دنیا اور مافیہا ملعون ہے سوا ذکرِ خدا کے اور عالم اور طالب علم کے۔

۱۴۷۷۔ اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا مَا كَانَ مِنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۱۴۷۷۔ دنیا کی چیزیں۔ دنیا اور دنیا کی ہر چیز ملعون ہے سوا ان چیزوں کے جن کا تعلق اللہ سے ہے۔

۱۴۷۸۔ اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۱۴۷۸۔ اشیائے دنیا۔ دنیا اور دنیا کی چیزیں لعنت زدہ ہیں۔ سوا ان چیزوں کے جن سے رضائے الٰہی حاصل کی جائے۔

۱۴۷۹۔ اَلدَّوَاءُ مِنَ الْقَدَرِ وَقَدْ يَنْفَعُ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالَى۔

۱۴۷۹۔ دوا۔ دوا بھی اسباب قضا و قدر میں سے ایک سبب ہے اور اللہ کے حکم سے فائدہ پہنچاتی ہے۔

۱۴۸۰۔ اَلدَّوَاوِينُ ثَلَاثَةٌ! فَدِيوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا وَدِيوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِ

۱۴۸۰۔ اعمال نامے۔ اللہ کے پاس تین دفتر ہیں۔ ایک دفتر ان لوگوں کا ہے جن کی بخشش نہیں۔ ایک دفتر ان لوگوں کا ہے جن کی

شَيْئًا وَ دِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَالْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ شَيْئًا فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَهٗ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ رَبِّهٖ مِنْ صَوْمِ يَوْمٍ تَرَكَهٗ اَوْ صَلٰوةٍ تَرَكَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ ذٰلِكَ اِنْ شَآءَ وَ يَتَجَاوَزُ وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَمَظَالِمُ الْعِبَادِ بَيْنَهُمُ الْقِصَاصُ لَا مَحَالَةَ۔

۱۴۸۱۔ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ۔

۱۴۸۲۔ اَلدَّيْنُ دَيْنَانِ فَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَنْوِيْ قَضَاءَهٗ فَاَنَا وَلِيُّهٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَا يَنْوِيْ قَضَاءَهٗ فَذَالِكَ الَّذِيْ يُؤْخَذُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ لَيْسَ يَوْمَئِذٍ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ۔

۱۴۸۳۔ اَلدَّيْنُ رَايَةُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُذِلَّ عَبْدًا وَضَعَهَا فِيْ عُنُقِهٖ۔

۱۴۸۴۔ اَلدَّيْنُ شَيْنُ الدِّيْنِ۔

۱۴۸۵۔ اَلدَّيْنُ هَمٌّ بِاللَّيْلِ وَمَذَلَّةٌ بِالنَّهَارِ۔

۱۴۸۶۔ اَلدَّيْنُ يَنْقُصُ مِنَ الدِّيْنِ وَالْحَسَبِ۔

۱۴۸۷۔ رَاْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ۔

۱۴۸۸۔ رَاْسُ الْحِكْمَةِ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ۔ رَاْسُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ۔

۱۴۸۹۔ رَاْسُ الدِّيْنِ النَّصِيْحَةُ لِلّٰهِ وَلِدِيْنِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِكِتَابِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً۔

طرف اللہ کی کوئی توجہ نہیں اور ایک دفتر ان لوگوں کا ہے جن کی کوئی چیز اللہ نظر انداز نہیں کرتا۔ وہ دفتر جس میں چیزوں کی بخشش نہیں، شرک باللہ ہے۔ وہ دفتر اعمال جس کی طرف اللہ کوئی خاص التفات نہیں کرتا بندے کی وہ معصیتیں ہیں جن کا تعلق اللہ سے ہے جیسے نماز یا روزہ کا ترک۔ اس کے لیے یہ ہے کہ اگر اللہ چاہے گا تو بخش دے گا اور وہ دفتر اعمال جن کے مندرجات کی بخشش نہیں۔ انسانوں پر انسانوں کے مظالم ہیں۔ جن کا بدلہ اللہ ضرور لے گا۔

۱۴۸۱۔ دین۔ دین نصیحت کا نام ہے۔

۱۴۸۲۔ اقسام قرض۔ قرض دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قرض وہ کہ قرض لینے والا مر جائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو تو ایسے شخص کا میں ذمہ دار ہوں اور دوسرا وہ جو مر جائے اور اس کی نیت ادائیگی کی نہ ہو تو پھر اس کے اعمال حسنہ میں سے نیک اعمال کاٹ لیے جائیں گے۔

۱۴۸۳۔ اللہ کا پرچم۔ قرض زمین پر اللہ کا پرچم ہے تو اللہ جس بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے اس کی گردن پر اس کو رکھ دیتا ہے۔

۱۴۸۴۔ قرض اور ذلت۔ قرض میں ذلت ہے۔

۱۴۸۵۔ قرض اور رات دن۔ قرض رات کو فکر بن کر اور دن کو ذلت بن کر آتا ہے۔

۱۴۸۶۔ قرض اور دین۔ قرض دین اور بزرگی کو کم کر دیتا ہے۔

۱۴۸۷۔ سرچشمہ حکمت۔ خوفِ الٰہی حکمت کا سرچشمہ ہے۔

۱۴۸۸۔ اصل حکمت۔ معرفتِ الٰہی اصل حکمت ہے۔ پرہیزگاری دین کی اساس ہے۔

۱۴۸۹۔ اصل دین۔ اللہ اور اس کے دین و کتاب اور رسولؐ سے خلوص و عقیدت، رہنمایانِ دین اور مسلمانوں کی خیرخواہی اصل دین ہے۔

۱۴۹۰۔ رَأْسُ الْعَقْلِ الْمُدَارَاةُ وَأَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الْآخِرَةِ

۱۴۹۰۔ مدارات و خاطر مدارات ہی عین عقل ہے اور جو دنیا میں نیک ہیں، وہ آخرت میں بھی نیک ہوں گے۔

۱۴۹۱۔ رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ التَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ وَاصْطِنَاعُ الْمَعْرُوفِ إِلَى كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ

۱۴۹۱۔ انسانوں سے محبت۔ ایمان باللہ کے بعد اصل حکمت یہی ہے کہ لوگوں سے میل جول اور محبت ہو اور ہر نیک و بد سے اچھا سلوک کیا جائے۔

۱۴۹۲۔ رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ التَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ وَمَا يَسْتَغْنِي رَجُلٌ عَنْ مَشْوَرَةٍ وَإِنَّ أَهْلَ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الْآخِرَةِ وَإِنَّ أَهْلَ الْمُنْكَرِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمُنْكَرِ فِي الْآخِرَةِ۔

۱۴۹۲۔ اساسِ حکمت۔ ایمان باللہ کے بعد اساسِ حکمت یہی ہے کہ لوگوں سے ربط و ضبط قائم ہو کیونکہ کوئی شخص مشورے سے بے نیاز نہیں اور جو یہاں نیک ہوں گے وہ آخرت میں بھی نیک ہوں گے اور جو یہاں بد ہیں وہ آخرت میں بھی بُرے ہوں گے۔

۱۴۹۴۔ رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ الْحَيَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔

۱۴۹۴۔ بنیادِ حکمت۔ ایمان باللہ کے بعد اصل حکمت حیا اور خوش اخلاقی ہے۔

۱۴۹۴۔ رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ أَسَرَقْتَ؟ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِاللهِ وَكَذَّبَتْ عَيْنِي۔

۱۴۹۴۔ جناب عیسیٰؑ نے دیکھا۔ عیسیٰ ابن مریم نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے پوچھا کہ چوری کرتے ہو؟ اُس نے کہا: بہ خدا نہیں۔ عیسیٰ نے کہا میں ایمان لاتا ہوں اللہ پر۔ میری آنکھ نے غلط دیکھا ہوگا۔

۱۴۹۵۔ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا فَإِذَا تَحَدَّثَ بِهَا سَقَطَتْ وَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا لَبِيبًا أَوْ حَبِيبًا۔

۱۴۹۵۔ مومن کا خواب۔ مومن کا خواب نبوت کا ۱/۴۶ حصّہ ہوتا ہے اور جب تک اس کو بیان نہ کیا جائے وہ قائم رہتا ہے اور جب اس کو بیان کردیں تو اس کا شیرازہ منتشر ہوجاتا ہے اور سوا عقلمند دوست کے کسی اور سے خواب بیان نہ کرنا چاہیے۔

۱۴۹۶۔ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔

۱۴۹۶۔ رؤیائے مومن۔ مومن کا خواب نبوت کا ۱/۴۶ حصہ ہے۔

۱۴۹۷۔ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ كَلَامٌ يُكَلِّمُ بِهِ الْعَبْدَ رَبُّهُ فِي الْمَنَامِ۔

۱۴۹۷۔ خدا کا کلام۔ مومن کا خواب درحقیقت خدا کا کلام ہے جو وہ نیند کے عالم میں اس سے کرتا ہے۔

۱۴۹۸۔ رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ تَنْبُو عَنْهُ أَعْيُنُ النَّاسِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ۔

۱۴۹۸۔ یہ فقیرانِ بے مایہ۔ بہت سے ژولیدہ مُو گرد آلود دریدہ لباس ہوتے ہیں لوگ ان سے گریز کرتے ہیں مگر وہ خدا کی بارگاہ میں مقرب ہوتے ہیں اور خدا ان کی بات پوری کرتا ہے۔ اگر قسم کھالیں۔

۱۴۹۹۔ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَمَنْ لَمْ

۱۴۹۹۔ یہ فقیہانِ شہر۔ بہت سے ایسے فقیہ ہیں جو درحقیقت فقیہ نہیں اور جس شخص کو اس کا علم نفع نہ دے اس کا جہل اس کو نقصان

يَنْفَعُهُ عِلْمُهُ يَضُرُّهُ جَهْلُهُ۔

ضرور پہنچا دیتا ہے۔

۱۵۰۰۔ اِقْرَءِ الْقُرْاٰنَ مَا نَهَاكَ فَاِنْ لَمْ يَنْهَكَ فَلَسْتَ تَقْرَؤُهُ۔

۱۵۰۰۔ مقصد تلاوت۔ جب تک تم برائیوں سے بچتے رہو قرآن پڑھو اور اگر قرآن تمھیں برائیوں سے نہ روک سکے تو پڑھنے سے فائدہ؟

۱۵۰۱۔ رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ اِلَّا السَّهَرُ۔

۱۵۰۱۔ بعض روزہ دار۔ بعض ایسے روزہ دار ہیں جن کو اجر میں صرف بھوک ملتی ہے اور بہت سے ایسے قائم اللیل ہیں جن کو نتیجہ میں صرف بیداری کی تلخی میسّر آتی ہے۔

۱۵۰۲۔ رُبَّ طَاعِمٍ شَاكِرٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ صَائِمٍ صَابِرٍ۔

۱۵۰۲۔ شکم سیر شکر گزار۔ صابر روزہ دار سے شکم سیر شکر گزار بہتر ہے۔

۱۵۰۳۔ رُبَّ عَابِدٍ جَاهِلٍ وَرُبَّ عَالِمٍ فَاجِرٍ فَاحْذَرُوا الْجُهَّالَ مِنَ الْعِبَادِ وَالْفُجَّارَ مِنَ الْعُلَمَاءِ۔

۱۵۰۳۔ بے عابد، بے عالم۔ بہت سے عابد جاہل ہوتے ہیں اور بہت سے عالم فاسق و فاجر اور تم جاہل عابدوں اور فاسق عالموں سے اجتناب کرو۔

۱۵۰۴۔ رُبَّ قَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ قِيَامِهِ السَّهَرُ وَرُبَّ صَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ صِيَامِهِ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ

۱۵۰۴۔ بعض عبادت گزار و روزہ دار۔ بعض عابد شب زندہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو ثواب میں صرف بیداری کی تلخی ملتی ہے اور بعض روزہ دار وہ ہوتے ہیں جن کو روزہ کے ثواب میں بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

۱۵۰۵۔ رُحَمَاءُ اُمَّتِيْ اَوْسَاطُهَا۔

۱۵۰۵۔ وسطِ اُمت۔ میرے امت کے رحم دل افراد "وسطِ امت" کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۵۰۶۔ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُتَخَلِّلِيْنَ مِنْ اُمَّتِيْ فِي الْوُضُوْءِ وَالطَّعَامِ۔

۱۵۰۶۔ اللہ کی رحمت۔ وضو اور طعام کے وقت خلال کرنے والوں پر اللہ کی رحمت ہو۔

۱۵۰۷۔ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً اَصْلَحَ مِنْ لِسَانِهِ۔

۱۵۰۷۔ اصلاح زبان۔ اپنی زبان کی اصلاح کرنے والے پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں

۱۵۰۸۔ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً اكْتَسَبَ طَيِّبًا وَاَنْفَقَ قَصْدًا وَقَدَّمَ فَضْلًا لِيَوْمِ فَقْرِهِ وَحَاجَتِهِ۔

۱۵۰۸۔ رحمت نازل ہو۔ اللہ اس شخص پر رحمت نازل کرے جس کی کمائی حلال کی ہو، خرچ اعتدال سے ہو اور ضرورت کے وقت کے لیے جمع بھی کرتا ہو۔

۱۵۰۹۔ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً اَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهِ وَاَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ۔

۱۵۰۹۔ گفتگو میں بخیل۔ اللہ رحمت نازل کرے اس شخص پر جو گفتگو کے معاملہ میں بخیل ہو اور مال کے سلسلہ میں فیاض ہو۔

۱۵۱۰۔ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَوَعَاهُ

۱۵۱۰۔ حافظ حدیث۔ خدا رحمت نازل کرے اس شخص پر جو

ثُمَّ بَلَّغَهُ مَنْ هُوَ اَوْعٰى مِنْهُ۔

ہم سے حدیث سنے اور یاد رکھے اور اس کو اپنے سے بہتر حفظ کرنے والے تک پہنچادے۔

۱۵۱۱۔ رَكْعَتَانِ مِنْ رَجُلٍ وَرِعٍ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ رَكْعَةٍ مِنْ مُخَلِّطٍ۔

۱۵۱۱۔ پرہیزگار کی نماز۔ پرہیزگار نمازی کی دو رکعتیں لاابالی انسان کی ہزار رکعتوں سے افضل ہیں۔

۱۵۱۲۔ رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ خَيْرًا فَغَنِمَ اَوْ سَكَتَ عَنْ سُوْءٍ فَسَلِمَ۔

۱۵۱۲۔ کلمہ خیر۔ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو کلمہ خیر کہے اور غنیمت جانے (اگر کچھ نہیں ہوا) یا کسی کی برائیوں کے بارے میں خاموش رہے سلامتی حاصل کرے۔

۱۵۱۳۔ رَحِمَ اللّٰهُ عَيْنًا بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَرَحِمَ اللّٰهُ عَيْنًا سَهِرَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

۱۵۱۳۔ اشکبار و بیدار آنکھیں۔ اللہ رحمت نازل کرے ان آنکھوں پر جو خوفِ الٰہی میں اشکبار اور اس کی راہ میں بیدار رہتی ہیں۔

۱۵۱۴۔ رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ حَفِظَ لِسَانَهُ وَعَرَفَ زَمَانَهُ وَاسْتَقَامَتْ طَرِيْقَتُهُ۔

۱۵۱۴۔ اللہ کی رحمت ہو۔ اللہ رحمت نازل کرے اس شخص پر جو اپنی زبان کو محفوظ رکھے۔ زمانہ کا نبض شناس ہو اور اپنا چال چلن ٹھیک رکھتا ہو۔

۱۵۱۵۔ رَحِمَ اللّٰهُ وَالِدًا اَعَانَ وَلَدَهُ عَلٰى بِرِّهٖ۔

۱۵۱۵۔ لڑکے کی مدد کرنے والا باپ۔ اللہ اس باپ پر رحمت نازل کرے جو نیک کاموں میں لڑکے کی مدد کرے۔

۱۵۱۶۔ رَدُّ جَوَابِ الْكِتَابِ حَقٌّ كَرَدِّ السَّلَامِ۔

۱۵۱۶۔ جواب خط۔ خط کا جواب جوابِ سلام کی طرح واجب ہے۔

۱۵۱۷۔ رُدُّوا السَّلَامَ وَغُضُّوا الْبَصَرَ وَاَحْسِنُوا الْكَلَامَ۔

۱۵۱۷۔ جوابِ سلام۔ سلام کا جواب دو، نامحرموں سے چشم پوشی کرو اور شائستہ کلام کرو۔

۱۵۱۸۔ رُدُّوا الْمِخْيَطَ وَالْخِيَاطَ مَنْ غَلَّ مِخْيَطًا اَوْ خِيَاطًا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَجِيْئَ بِهٖ وَلَيْسَ بِجَاءٍ۔

۱۵۱۸۔ درزی کو چاہیے۔ (درزی) کو چاہیئے کہ کپڑے کے باقی ماندہ پارچے وغیرہ واپس کردے کیونکہ قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا، اس طرح کا کپڑا لاؤ اور وہ نہ لاسکے گا۔

۱۵۱۹۔ رِضَا الرَّبِّ فِيْ رِضَا الْوَالِدِ وَسُخْطُ الرَّبِّ فِيْ سُخْطِ الْوَالِدِ۔

۱۵۱۹۔ والد کی خوشی میں۔ والد کی رضا میں خدا کی رضا ہے والد کی ناراضی خدا کی ناراضی ہے۔

۱۵۲۰۔ رِضَا الرَّبِّ فِيْ رِضَا الْوَالِدَيْنِ وَسُخْطُهُ فِيْ سُخْطِهِمَا۔

۱۵۲۰۔ والدین کی رضا۔ والدین کی رضا خدا کی رضا، ان کی ناراضی خدا کی ناراضگی ہے۔

۱۵۲۱۔ رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَهُ الْكِبَرُ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

۱۵۲۱۔ خاک ہو اس پر۔ خاک ہو اس پر خاک ہو اس پر خاک ہو اس پر جو والدین کا بڑھاپا دیکھے، پھر ان کی خدمت سے جنت حاصل نہ کرے۔

۱۵۲۲۔ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰى عَقْلِهٖ حَتّٰى يَبْرَءَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ۔

۱۵۲۲۔ تین مرفوع القلم۔ تین شخص مرفوع القلم ہیں (قانون کی زد میں نہیں آتے) دیوانہ، سونے والا، بچہ۔

۱۵۲۳۔ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِي الْخَطَاءُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ۔

۱۵۲۳۔ میری اُمّت کی۔ اللہ میری اُمّت کی بھول چوک اور اضطراری حرکات کو معاف کرے گا۔

۱۵۲۴۔ رَكْعَتَانِ بِسِوَاكٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ وَدَعْوَةٌ فِي السِّرِّ اَفْضَلُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ وَصَدَقَةٌ فِي السِّرِّ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ صَدَقَةً فِي الْعَلَانِيَةِ۔

۱۵۲۴۔ مسواک کے ساتھ نماز۔ دو رکعتیں مسواک کے ساتھ افضل ہیں ستر رکعتوں سے جو بغیر مسواک کے ہوں اور مخفی دعوت بہتر ہے علانیہ دعوت سے اور پوشیدہ صدقہ بہتر ہے ان ستر صدقوں سے جو علانیہ دیے جائیں۔

۱۵۲۵۔ رَكْعَتَانِ مِنَ الْمُتَزَوِّجِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً مِنَ الْاَعْزَبِ۔

۱۵۲۵۔ شادی شدہ کی دو رکعتیں۔ شادی شدہ کی دو رکعتیں بہتر ہیں غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے۔

۱۵۲۶۔ رَكْعَتَانِ مِنْ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً مِنْ غَيْرِ عَالِمٍ۔

۱۵۲۶۔ عالم کی دو رکعتیں۔ عالم کی دو رکعتیں غیر عالم کی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔

۱۵۲۷۔ رَكْعَةٌ مِنْ عَالِمٍ بِاللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ رَكْعَةٍ مِنْ مُتَجَاهِلٍ بِاللّٰهِ۔

۱۵۲۷۔ عالم کی ایک رکعت۔ ایک رکعت عالم کی بہتر ہے غافل انسان کی ہزار رکعتوں سے۔

۱۵۲۸۔ رَكْعَتَانِ مِنَ الْمُتَاَهِّلِ خَيْرٌ مِنْ اِثْنَتَيْنِ وَثَمَانِيْنَ رَكْعَةً مِنَ الْعَزَبِ۔

۱۵۲۸۔ عیال دار کی دو رکعتیں۔ بال بچے والے کی دو رکعتیں مجرّد کی ۸۲ رکعتوں سے افضل ہیں۔

۱۵۲۹۔ رَمْيًا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا

۱۵۲۹۔ اسمٰعیل کے فرزندو! اسمٰعیل کے فرزندو تیر اندازی کرو، تمھارے آباو اجداد بھی تیر انداز تھے۔

۱۵۳۰۔ سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا۔

۱۵۳۰۔ ساقی۔ ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

۱۵۳۱۔ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

۱۵۳۱۔ جمعہ کی شرکت۔ شرکت جمعہ ہر بالغ پر واجب ہے۔

۱۵۳۲۔ رَوِّحُوا الْقُلُوْبَ سَاعَةً بِسَاعَةٍ۔

۱۵۳۲۔ ہر وقت خوش رہو۔ دل کو ہر وقت خوش رکھا کرو۔

۱۵۳۳۔ رِيْحُ الْجَنَّةِ يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ وَلَا يَجِدُهَا مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ۔

۱۵۳۳۔ جنت کی خوشبو۔ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے سونگھی جاسکتی ہے لیکن جو عمل آخرت کو حصول دنیا کا ذریعہ بنائے گا وہ اس کی خوشبو سے محروم رہے گا۔

۱۵۳۴۔ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَ

۱۵۳۴۔ اللہ کی رحمت ہو۔ رحم کرنے والوں پر اللہ کی رحمت ہو

تعالیٰ۔ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ۔

زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔

۱۵۳۵۔ اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ۔

۱۵۳۵۔ دونوں جہنمی۔ رشوت لینے والا، رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

۱۵۳۶۔ اَلرُّؤْیَا ثَلٰثَۃٌ۔ بُشْرٰی مِنَ اللّٰہِ وَحَدِیْثُ النَّفْسِ وَ تَخْوِیْفٌ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ رُؤْیَا تُعْجِبُہٗ فَلْیَقُصَّھَا اِنْ شَآءَ وَاِنْ رَاٰی شَیْئًا یَکْرَھُہٗ فَلَا یَقُصَّہٗ عَلٰی اَحَدٍ وَلْیَقُمْ یُصَلِّیْ۔

۱۵۳۶۔ اقسامِ خواب۔ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہوتے ہیں بعض خواب نفس کی ناتمام آرزوؤں کا عکس ہوتے ہیں۔ بعض تہدید شیطانی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب تم اچھا خواب دیکھو تو دل چاہے، بیان کرو لیکن اگر بُرا خواب دیکھو تو کسی سے بیان نہ کرو اور اُٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دو۔

۱۵۳۷۔ اَلرُّؤْیَا ثَلَاثَۃٌ۔ مِنْھَا تَھَاوِیْلٌ مِنَ الشَّیْطَانِ لِیَحْزُنَ ابْنَ اٰدَمَ وَمِنْھَا مَایَھُمُّ بِہِ الرَّجُلُ فِیْ یَقْظَتِہٖ فَیَرَاہُ فِیْ مَنَامِہٖ وَمِنْھَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّۃِ۔

۱۵۳۷۔ تین طرح کے خواب۔ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) شیطانی خواب جس کا مقصد انسان کو حزن و غم میں مبتلا کرنا ہے۔

(۲) ان آرزوؤں کی صدائے بازگشت جو حالتِ بیداری میں پیدا ہوتی ہیں۔

(۳) خوابِ صادق، جو نبوت کا ۱/۴۶ حصہ ہوتا ہے۔

۱۵۳۸۔ اَلرِّبَا ثَلَاثَۃٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا اَیْسَرُھَا مِثْلُ اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ وَاِنَّ اَرْبَی الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ۔

۱۵۳۸۔ سُود کی تہتر قسمیں۔ سُود کی تہتر ۷۳ قسمیں ہیں اور کم ترین قسم جو سُود کی ہے اس کا عذاب وہ ہے جو ماں سے زنا کرنے کا ہوتا ہے اور مردِ مومن کی بے عزتی کرنا "سود خواری" کے گناہ سے بھی عظیم گناہ ہے۔

۱۵۳۹۔ اَلرِّبَا وَاِنْ کَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَہٗ تَصِیْرُ اِلٰی قُلٍّ

۱۵۳۹۔ سُود۔ سود خواہ کتنا ہی زائد کیوں نہ ہو نتیجہ میں کم ہی ہوگا۔

۱۵۴۰۔ اَلرِّجَالُ اَرْبَعَۃٌ سَخِیٌّ وَکَرِیْمٌ وَبَخِیْلٌ وَلَئِیْمٌ فَالسَّخِیُّ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَ یُعْطِیْ وَ الْکَرِیْمُ الَّذِیْ لَا یَاْکُلُ وَیُعْطِیْ وَالْبَخِیْلُ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یُعْطِیْ وَاللَّئِیْمُ الَّذِیْ لَا یَاْکُلُ وَلَا یُعْطِیْ۔

۱۵۴۰۔ مردوں کی چار قسمیں۔ مردوں کی چار قسمیں ہیں۔ سخی، کریم، بخیل، لئیم۔

سخی وہ ہے جو خود کھائے اور دوسروں کو کھلائے۔

کریم وہ ہے جو خود نہ کھائے مگر دوسروں کو کھلائے۔

بخیل وہ ہے جو خود کھائے دوسروں کو نہ کھلائے۔

لئیم وہ ہے جو نہ خود کھائے اور نہ ہی دوسروں کو کھلائے۔

۱۵۴۱۔ اَلرَّجُلُ الصَّالِحُ یَاْتِیْ بِالْخَبَرِ الصَّالِحِ وَالرَّجُلُ السُّوْءُ یَاْتِیْ بِالْخَبَرِ السُّوْءِ۔

۱۵۴۱۔ خبرِ صالح، خبرِ بد۔ نیک مرد سے خبرِ صالح اور بُرے انسان سے خبرِ بد حاصل ہوتی ہے۔

۱۵۴۲۔ اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالُّ

۱۵۴۲۔ دوست کے مسلک پر۔ انسان اپنے دوست کے مسلک پر ہوتا ہے لہٰذا دیکھو کس کے ساتھ دوستی کی جارہی ہے۔

۱۵۴۳۔ اَلرَّجُلُ فِیْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ۔

۱۵۴۳۔ سایہ صدقہ بقیامت کے دن انسان اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا یہاں تک کہ ساری مخلوق کا حساب کتاب ختم ہو۔

۱۵۴۴۔ اَلرَّحْمَةُ عِنْدَ اللهِ مِائَةُ جُزْءٍ فَقَسَمَ بَیْنَ الْخَلَائِقِ جُزْءً وَ اَخَّرَ تِسْعًا وَ تِسْعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔

۱۵۴۴۔ رحمت کے سو حصے۔ رحمت خدا کے سو حصے تھے۔ ایک حصہ خلائق میں تقسیم کردیا اور ننانوے حصے قیامت کے دن [illegible] گئے۔

۱۵۴۵۔ اَلرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللهُ وَ مَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللهُ۔

۱۵۴۵۔ رحم اور رحمٰن۔ رحم رحمٰن سے رشتہ کا نام ہے جو اس سے ملا اللہ بھی اس سے ملے گا جس نے قطع رحم کیا اللہ بھی اس سے تعلق منقطع کرلے گا۔

۱۵۴۶۔ اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ یَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللهُ وَ مَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللهُ

۱۵۴۶۔ رحم کی فریاد۔ رحم عرش سے لپٹا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جو مجھ سے متصل ہے اللہ بھی اس سے متصل ہے اور جس نے مجھ کو قطع کیا اللہ بھی اس سے منقطع ہوجائے گا۔

۱۵۴۷۔ اَلرِّزْقُ اَشَدُّ طَلَبًا لِلْعَبْدِ مِنْ اَجَلِهٖ۔

۱۵۴۷۔ رزق موت سے زائد۔ رزق موت سے زائد انسان کی جستجو میں ہے۔

۱۵۴۸۔ اَلرِّضَاعُ یُغَیِّرُ الطِّبَاعَ۔

۱۵۴۸۔ تاثیر رضاعت۔ رضاعت طبیعت کو بدل دیتی ہے۔

۱۵۴۹۔ اَلرَّعْدُ مَلَكٌ مِنْ مَلٰٓئِکَةِ اللهِ مُوَکَّلٌ بِالسَّحَابِ مَعَهٗ مَخَارِیْقُ مِنْ نَارٍ یَسُوْقُ بِهَا السَّحَابَ حَیْثُ شَآءَ اللهُ۔

۱۵۴۹۔ رعد۔ رعد (گرج) ایک فرشتہ ہے جو ابر پر مسلط ہے اور اس کے ہاتھ میں تازیانہ آتشین ہے جس سے وہ بادلوں کو جہاں خدا چاہتا ہے ہنکاتا ہے۔

۱۵۵۰۔ اَلرَّغْبَةُ فِی الدُّنْیَا تُکَثِّرُ الْهَمَّ وَ الْحَزَنَ وَ الْبِطْنَةُ تُقَسِّی الْقَلْبَ۔

۱۵۵۰۔ پرخوری۔ دنیا کی طرف میلان رنج و غم کو زائد کرتا ہے اور پرخوری انسان کو سنگدل کرتی ہے۔

۱۵۵۱۔ اَلرِّفْقُ بِهِ الزِّیَادَةُ وَ الْبَرَکَةُ وَ مَنْ یُحْرَمُ الرِّفْقَ یُحْرَمُ الْخَیْرَ۔

۱۵۵۱۔ نرمی۔ نرمی سے خیر و برکت ہوتی ہے اور جو نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہوگا۔

۱۵۵۲۔ اَلرِّفْقُ رَاْسُ الْحِکْمَةِ۔

۱۵۵۲۔ حکمت کی جان۔ نرمی حکمت کی جان ہے۔

۱۵۵۳۔ اَلرِّفْقُ یُمْنٌ وَ الْخُرْقُ شُؤْمٌ وَ اِذَا اَرَادَ اللهُ

۱۵۵۳۔ نرمی میں برکت ہے۔ نرمی میں برکت ہے اور سختی م،

يَا أَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمْ بَابَ الرِّفْقِ فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَإِنَّ الْخُرْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ

۱۵۵۴۔ الرَّمْيُ خَيْرُ مَا لَهَوْتُمْ بِهِ۔

۱۵۵۵۔ زَارَ رَجُلٌ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ فَأَرْصَدَ اللهُ لَهُ مَلَكًا عَلَى مَدْرَجَتِهِ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ فَقَالَ هَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّهُ فِي اللهِ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكَ إِنَّ اللهَ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ۔

۱۵۵۶۔ زُرِ الْقُبُورَ تَذْكُرْ بِهَا الْآخِرَةَ وَاغْسِلِ الْمَوْتٰى فَإِنَّ مُعَالَجَةَ جَسَدٍ خَاوٍ مَوْعِظَةٌ بَلِيغَةٌ وَصَلِّ عَلَى الْجَنَائِزِ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُكَ فَإِنَّ الْحَزِيْنَ فِي ظِلِّ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَتَعَرَّضُ لِكُلِّ خَيْرٍ۔

۱۵۵۷۔ زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔

۱۵۵۸۔ زَلَّةُ الْعَالِمِ مَضْرُوبٌ بِهَا الطَّبْلُ وَزَلَّةُ الْجَاهِلِ يُخْفِيهَا الْجَهْلُ۔

۱۵۵۹۔ زِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ۔

۱۵۶۰۔ زِنَا اللِّسَانِ الْكَلَامُ

۱۵۶۱۔ زَوِّجُوا الْأَكْفَاءَ وَتَزَوَّجُوا الْأَكْفَاءَ وَاخْتَارُوا لِنُطَفِكُمْ۔

نحوست۔ اللہ جس گھرانے پر خیر و برکت نازل کرنا چاہتا ہے اُن کے مزاج کو نرمی اور ملائمت عطا کرتا ہے۔ نرمی جہاں بھی ہو رونق ہوتی ہے۔ سختی جہاں بھی ہو نحوست پھیلاتی ہے۔

۱۵۵۴۔ بہترین تفریح۔ تیر اندازی بہترین تفریح ہے۔

۱۵۵۵۔ ملاقات کے لیے ایک شخص کا سفر۔ ایک شخص اپنے برادر دینی کو دیکھنے کے لیے اُس کے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کو اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ملا۔ اُس نے پوچھا کہ بھائی! کہاں جا رہے ہو؟ کہا کہ میں اپنے دینی بھائی کو دیکھنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا کسی فائدہ کی غرض سے جا رہے ہو؟ اُس شخص نے کہا چونکہ میں اس سے خالصتاً للہ محبت کرتا ہوں اس لیے جا رہا ہوں۔ اُس وقت فرشتہ نے کہا: میں خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور یہ کہنے آیا ہوں کہ جس طرح تم اس سے محبت کرتے ہو اللہ تم سے محبت کرتا ہے۔

۱۵۵۶۔ قبرستان جایا کرو۔ قبرستان جایا کرو تاکہ آخرت یاد رہے۔ مُردوں کو غسل دو کیونکہ جسم بے جان کی مجبورانہ حرکت اپنے اندر کامل نصیحت اور پند در مند رکھتی ہے۔ جنازوں پر نماز پڑھو تاکہ تم غمگین ہو اور بلاشبہ غم زدہ انسان قیامت کے دن اللہ کے سایۂ عاطفت میں ہوگا اور خیر و خوشی کا حامل ہوگا۔

۱۵۵۷۔ روز روز نہ جاؤ۔ کم ملاقات کرو تاکہ اشتیاق باقی رہے۔

۱۵۵۸۔ عالم کی لغزش، جاہل کی خطا۔ عالم کی لغزش ڈنکے کی چوٹ کی طرح ہر طرف پھیل جاتی ہے اور جاہل کی خطا پردۂ جہالت میں چھپ جاتی ہے۔

۱۵۵۹۔ آنکھ کا زنا۔ آنکھ کا زنا نظر بازی ہے۔

۱۵۶۰۔ زبان کا زنا۔ زبان کا زنا یاوہ گوئی ہے۔

۱۵۶۱۔ نکاح کفو سے۔ کفو کو لڑکیاں دو کفو سے لڑکیاں لو۔

۱۵۶۲- زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ۔

۱۵۶۲- خیر تیرا مصاحب۔ خدا نے تجھے تقوے کا زادِ راہ دیا ہے تیرے گناہوں کو معاف کر دیا اور جہاں بھی تو ہو خیر کو تیرا مصاحب قرار دیا ہے۔

۱۵۶۳- زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْاٰخِرَةَ۔

۱۵۶۳- زیارت قبور۔ قبرستان جایا کرو تاکہ آخرت کی یاد تمہیں فراموش نہ ہو۔

۱۵۶۴- اَلزَّانِيْ بِحَلِيْلَةِ جَارِهٖ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِ وَيَقُوْلُ لَهٗ اُدْخُلِ النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ۔

۱۵۶۴- زنا بزنِ ہمسایہ۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کی عورت سے زنا کرے قیامت کے دن اللہ اس پر نظرِ رحمت نہیں ڈالے گا اور اس سے کہے گا کہ جہنمیوں کے ساتھ آگ میں داخل ہو جا۔

۱۵۶۵- اَلزَّكٰوةُ قَنْطَرَةُ الْاِسْلَامِ۔

۱۵۶۵- اسلام کا پل۔ زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔

۱۵۶۶- اَلزِّنَا يُوْرِثُ الْفَقْرَ۔

۱۵۶۶- زنا سے فقر۔ زنا سے فقر پیدا ہوتا ہے۔

۱۵۶۷- اَلزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَا تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِيْ يَدِ اللّٰهِ۔

۱۵۶۷- زہد کیا ہے؟ زہد یہ نہیں کہ اپنے لیے حلال کو حرام کر لیا جائے اور نہ یہ ہے کہ مال کو لٹا دیا جائے بلکہ زہد یہ ہے کہ اپنی مقبوضہ چیز سے زائد اعتماد اس پر ہو جو خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔

۱۵۶۸- اَلزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا يُرِيْحُ الْقَلْبَ وَالْبَدَنَ وَالرَّغْبَةُ فِيْهَا تُتْعِبُ الْقَلْبَ وَالْبَدَنَ۔

۱۵۶۸- دنیا سے کنارہ کشی۔ دنیا سے کنارہ کشی قلب و جسم کو راحت دیتی ہے اور دنیا کی طرف رغبت جسم و دل کو تکلیف پہنچاتی ہے۔

۱۵۶۹- سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَا يُدْخِلَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِي النَّارَ فَاَعْطَانِيْهَا۔

۱۵۶۹- میرے اہل بیت۔ میں نے اللہ سے کہا کہ میرے اہل بیت کو جہنم میں نہ ڈالنا۔ اللہ نے میری دعا قبول کر لی۔

۱۵۷۰- سَاعَةٌ مِنْ عَالِمٍ مُتَّكِئٍ عَلٰى فِرَاشِهٖ يَنْظُرُ فِيْ عِلْمِهٖ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ سَبْعِيْنَ عَامًا

۱۵۷۰- عالم کا لمحہ فکر۔ عالم بستر نشین کا لمحہ فکر عابد کی ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

۱۵۷۱- سَاوُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا اَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ۔

۱۵۷۱- ترجیح لڑکیوں کو دو۔ اپنی اولاد سے مساویانہ سلوک کرو اور اگر ترجیح دینا ہی ہے تو لڑکیوں کو دو۔

۱۵۷۲- سِبَابُ الْمَرْءِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ وَحُرْمَةُ مَالِهٖ كَحُرْمَةِ دَمِهٖ۔

۱۵۷۲- گالی دینا فسق ہے۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے قتل کرنا کفر ہے اور اس کے مال کا احترام اسی طرح کرو جس طرح اس کے خون کا لحاظ و پاس کرتے ہو۔

۱۵۷۳- سِتُّ خِصَالٍ مِنَ الْخَيْرِ۔
(۱) جِهَادُ اَعْدَاءِ اللّٰهِ بِالسَّيْفِ۔
(۲) وَالصَّوْمُ فِيْ اَيَّامِ الصَّيْفِ۔

۱۵۷۳- چھ صفتیں بہت اچھی ہیں۔ چھ صفتیں بہت اچھی ہیں:
(۱) تلوار کے ذریعے سے دشمنانِ خدا کے ساتھ جنگ کرنا
(۲) روزہ گرمیوں میں رکھنا۔

(۳) وَحُسْنُ الصَّبْرِ فِی الْمُصِیْبَةِ۔
(۳) مصیبتوں میں صبرِ جمیل۔

(۴) وَ تَرْکُ الْمِرَآءِ وَاَنْتَ مُحِقٌّ۔
(۴) حق پر ہونے کے باوجود لڑائی سے پرہیز۔

(۵) وَتَبْکِیْرُ الصَّلٰوةِ فِیْ یَوْمِ الْغَیْمِ۔
(۵) روزِ ابر میں نماز سویرے پڑھنا۔

(۶) وَحُسْنُ الْوُضُوْءِ فِیْ اَیَّامِ الشِّتَآءِ
(۶) جاڑوں میں اچھی طرح وضو کرنا

۱۵۷۴۔ سَتَکُوْنُ فِتَنٌ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْهَا مُؤْمِنًا وَ یُمْسِیْ کَافِرًا اِلَّا مَنْ اَحْیَاهُ اللّٰهُ بِالْعِلْمِ۔

۱۵۷۴۔ عنقریب ایسا زمانہ۔ عنقریب ایسا پُر آشوب زمانہ آنے والا ہے جس میں انسان اگر صبح مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا مگر وہ شخص جس کو علم کا چشمۂ حیوان ملا ہے، بچا رہے گا۔

۱۵۷۵۔ سَتَکُوْنُ عَلَیْکُمْ اَئِمَّةٌ یَمْلِکُوْنَ اَرْزَاقَکُمْ یُحَدِّثُوْنَکُمْ فَیُکَذِّبُوْنَکُمْ وَ یَعْمَلُوْنَ فَیُسِیْئُوْنَ الْعَمَلَ لَا یَرْضَوْنَ مِنْکُمْ حَتّٰی تُحَسِّنُوْا قَبِیْحَهُمْ وَ تُصَدِّقُوْا کِذْبَهُمْ فَاَعْطُوْهُمُ الْحَقَّ مَا رَضُوْا بِهٖ فَاِذَا تَجَاوَزُوْا فَمَنْ قُتِلَ عَلٰی ذٰلِكَ فَهُوَ شَهِیْدٌ۔

۱۵۷۵۔ عنقریب۔ عنقریب تم پر ایسے حکومت کریں گے جو تمہارے اسبابِ رزق پر مسلّط ہو جائیں گے، قول ان کے غلط، عمل اُن کے بد ہوں گے اور وہ اُس وقت تک تمہیں پسند نہ کریں گے جب تک تم ان کی بُرائی کو اچھائی، اُن کے جھوٹ کو سچ نہ کہو تو جس سے وہ خوش ہوں گے ان کو نوازیں گے۔ دیکھو جب وہ حد سے متجاوز ہو جائیں تو ان سے جنگ کرو اور اس جنگ میں مرنے والا شہید ہوگا۔

۱۵۷۶۔ سِحَاقُ النِّسَاءِ زِنَاءٌ بَیْنَهُنَّ۔

۱۵۷۶۔ عورت کا ربط عورت سے۔ عورتوں کا عورتوں سے "اتصال شرمگاہ" زنا ہے۔

۱۵۷۷۔ سَخَافَةٌ بِالْمَرْءِ اَنْ یَّسْتَخْدِمَ ضَیْفَهٗ۔

۱۵۷۷۔ کمینگی۔ یہ کمینگی ہے کہ مہمان سے خدمت لی جائے۔

۱۵۷۸۔ سُرْعَةُ الْمَشْیِ تُذْهِبُ بَهَآءَ الْمُؤْمِنِ۔

۱۵۷۸۔ تیز روی۔ تیز روی مومن کا وقار کم کر دیتی ہے۔

۱۵۷۹۔ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ۔

۱۵۷۹۔ سلمان۔ سلمان اہلِ بیت میں داخل ہیں۔

۱۵۸۰۔ سَلُوا اللّٰهَ عِلْمًا نَافِعًا وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ۔

۱۵۸۰۔ علم نفع بخش۔ اللہ سے علم نفع بخش کے لیے دعا کرو اور جو علم نفع نہ دے اُس سے خدا کی پناہ۔

۱۵۸۱۔ سَلُوا اللّٰهَ حَوَائِجَکُمُ الْبَتَّةَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔

۱۵۸۱۔ وقتِ دعا۔ اللہ سے نماز صبح کے بعد اپنی حاجت طلب کرو۔

۱۵۸۲۔ سَلُوْا اَهْلَ الشَّرَفِ عَنِ الْعِلْمِ فَاِنْ کَانَ عِنْدَهُمْ عِلْمٌ فَاکْتُبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَا یَکْذِبُوْنَ۔

۱۵۸۲۔ شریف انسانوں سے۔ شریف انسانوں سے علم حاصل کرو اور ان کے معلومات لکھ لو کیونکہ وہ جو کچھ بتائیں گے صحیح بتائیں گے۔

۱۵۸۳۔ سَمّٰی هَارُوْنُ اَبْنَیْهِ شَبَّرًا وَ شَبِیْرًا وَاِنِّیْ سَمَّیْتُ اِبْنَیَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ کَمَا سَمّٰی بِهٖ هَارُوْنُ اَبْنَیْهِ۔

۱۵۸۳۔ شبر و شبیر۔ ہارون نے اپنے بیٹوں کا نام شبر و شبیر رکھا ہے اور میں نے اپنے بیٹوں کا نام حسن و حسین رکھا ہے۔

۱۵۸۴۔ سَمُّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکَنُّوْا بِکُنْیَتِیْ

۱۵۸۴۔ میری کنیت نہ رکھنا۔ تم لوگ میرا نام رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت نہ رکھنا۔

۱۵۸۵۔ سَمُّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِیَآءِ وَلَا تُسَمُّوْا بِاَسْمَآءِ الْمَلَآئِکَۃِ۔

۱۵۸۵۔ ملائکہ کے نام نہ رکھو۔ اپنے بیٹوں کے نام پیغمبروں کے ناموں پر رکھو اور ملائکہ کے ناموں پر نہ رکھو۔

۱۵۸۶۔ سُوْءُ الْخُلُقِ یُفْسِدُ الْعَمَلَ کَمَا یُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ۔

۱۵۸۶۔ جس طرح سرکہ شہد کو۔ بدخلقی عمل کو اسی طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو۔

۱۵۸۷۔ سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ لَا تَخْتَلِفُ قُلُوْبُکُمْ۔

۱۵۸۷۔ صفیں اور دل۔ صفیں برابر اور دل مجتمع رکھو۔

سَلَامَۃُ الرَّجُلِ فِی الْفِتْنَۃِ اَنْ یَّلْزَمَ بَیْتَہٗ۔

عہدِ فتن میں۔ فتنہ و فساد کے زمانہ میں گوشہ نشینی سب سے بہتر ہے۔

۱۵۸۸۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ۔

۱۵۸۸۔ سردار کون ہوتا ہے۔ قوم کا سردار وہی ہوتا ہے جو ان کا کام کرے۔

۱۵۸۹۔ سَیِّدَاتُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَرْبَعٌ۔ مَرْیَمُ وَفَاطِمَۃُ وَخَدِیْجَۃُ وَاٰسِیَۃُ۔

۱۵۸۹۔ جنتی عورتوں کی سردار جنتی عورتوں کی سرداری چار خواتین کو حاصل ہے۔ جناب مریمؑ۔ جناب فاطمہ زہراؑ، جناب خدیجہؑ، جناب آسیہؑ۔

۱۵۹۰۔ سَیِّدُ النَّاسِ اٰدَمُ وَسَیِّدُ الْعَرَبِ مُحَمَّدٌ وَسَیِّدُ الرُّوْمِ صُھَیْبٌ وَسَیِّدُ الْفُرْسِ سَلْمَانُ وَسَیِّدُ الْحَبَشَۃِ بِلَالٌ وَسَیِّدُ الْجِبَالِ طُوْرُ سِیْنَا وَسَیِّدُ الشَّجَرِ السِّدْرُ وَسَیِّدُ الْاَشْھُرِ الْمُحَرَّمُ وَسَیِّدُ الْاَیَّامِ الْجُمُعَۃُ وَسَیِّدُ الْکَلَامِ الْقُرْاٰنُ وَسَیِّدُ الْقُرْاٰنِ الْبَقَرَۃُ وَسَیِّدُ الْبَقَرَۃِ اٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ۔

۱۵۹۰۔ کون کس کا سردار؟ انسانوں کے سردار آدمؑ ہیں، عرب کے سردار محمدؐ ہیں، روم کے سردار صہیب ہیں، فارسیوں کے سردار سلمان ہیں، حبشیوں کے سردار بلال ہیں، پہاڑوں کا سردار طور سینا ہے، درختوں کا سردار سدرہ ہے، مہینوں کا سردار محرم ہے، دنوں کا سردار جمعہ، کلام کا سردار قرآن، قرآن کا سردار سورہ بقرہ ہے اور سورہ بقرہ کی سیادت آیۃ الکرسی کے ہاتھ میں ہے۔

۱۵۹۱۔ سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَآءُ وَمِنْ بَعْدِ الْخُلَفَآءِ اُمَرَآءُ وَمِنْ بَعْدِ الْاُمَرَآءِ مُلُوْکٌ وَمِنْ بَعْدِ الْمُلُوْکِ جَبَابِرَۃٌ ثُمَّ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَمْلَاُ الْاَرْضَ عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا۔

۱۵۹۱۔ میرے بعد۔ میرے بعد خلفاء ہوں گے خلفاء کے بعد اُمراء اور اُمراء کے بعد بادشاہ ہوں گے اور بادشاہوں کے بعد ظلم و جبر کے دیوتا حکومت کریں گے۔ پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص نکلے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح معمور کر دے گا، جس طرح وہ ظلم و جور سے لبریز ہو گی۔

۱۵۹۲۔ اَلسِّبَاعُ حَرَامٌ۔

۱۵۹۲۔ درندوں کا گوشت۔ درندوں کا گوشت حرام ہے۔

۱۵۹۳۔ اَلسِّوَاکُ مُطَهِّرٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔

۱۵۹۳۔ مسواک۔ مسواک دہن کو صاف رکھتی ہے اور خدا کی خوشنودی کا سبب بھی ہے۔

۱۵۹۴۔ اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِنَ اللّٰهِ وَقَرِیْبٌ مِنَ النَّاسِ وَقَرِیْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِیْدٌ مِنَ النَّارِ۔ وَ بَخِیْلٌ بَعِیْدٌ مِنَ اللّٰهِ وَبَعِیْدٌ مِنَ النَّاسِ وَبَعِیْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَقَرِیْبٌ مِنَ النَّارِ۔

۱۵۹۴۔ سخی۔ سخی اللہ سے قریب انسانوں کے دلوں سے قریب جنت سے قریب مگر دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ بخیل اللہ سے دُور لوگوں سے دُور جنت سے دُور لیکن دوزخ سے قریب ہوتا ہے۔

۱۵۹۵۔ وَالْجَاهِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ

۱۵۹۵۔ جاہل سخی۔ جاہل سخی بخیل عابد سے بہتر ہے۔

۱۵۹۶۔ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ اَوْ کَرِهَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ عَلَیْهِ وَلَا طَاعَةَ۔

۱۵۹۶۔ اطاعت حکومت۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حاکم کی اطاعت کرے خواہ اس کو پسند کرے یا پسند نہ کرے لیکن جب وہ کوئی ایسا حکم دے جو حکم خدا کے خلاف ہو تو اس وقت اطاعت اس پر فرض نہیں

۱۵۹۷۔ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ۔

۱۵۹۷۔ سلام قبل کلام۔ کلام سے پہلے سلام۔

۱۵۹۸۔ اَلسَّلَامُ قَبْلَ السُّؤَالِ فَمَنْ بَدَاَکُمْ بِالسُّؤَالِ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِیْبُوْهُ۔

۱۵۹۸۔ سلام قبل سوال۔ سوال سے پہلے سلام کرنا چاہیئے جو سلام سے پہلے تم سے سوال کرے اس کا سوال پورا نہ کرو۔

۱۵۹۹۔ اَلسَّلَامُ تَطَوُّعٌ وَالرَّدُّ فَرِیْضَةٌ۔

۱۵۹۹۔ سلام میں ابتدا۔ سلام میں پہل سنت اور جواب واجب ہے۔

۱٦۰۰۔ اَلسَّیِّدُ اللّٰهُ۔

۱٦۰۰۔ حقیقی سردار۔ سردار صرف اللہ ہے۔

۱٦۰۱۔ اَلسُّیُوْفُ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّةِ۔

۱٦۰۱۔ جنت کی کنجیاں۔ تلواریں کلید جنت ہیں۔

۱٦۰۲۔ شَارِبُ الْخَمْرِ کَعَابِدِ الْوَثَنِ وَشَارِبُ الْخَمْرِ کَعَابِدِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی۔

۱٦۰۲۔ شرابی۔ شرابی اس بت پرست کی طرح ہے جو لات و عزّٰی (مشہور بت) کی عبادت کرتا ہو۔

۱٦۰۳۔ شِرَارُکُمْ عُزَّابُکُمْ۔

۱٦۰۳۔ غیر شادی شدہ۔ تم میں سب سے بدتر وہ ہے جس کی شادی نہ ہوئی ہو۔

۱٦۰۴۔ شَرُّ الْبُلْدَانِ اَسْوَاقُهَا۔

۱٦۰۴۔ سب سے بدتر جگہ۔ شہروں کی سب سے بُری جگہ بازار ہے۔

۱٦۰۵۔ شَرُّ الْمَجَالِسِ الْاَسْوَاقُ وَالطُّرُقُ وَخَیْرُ الْمَجَالِسِ الْمَسَاجِدُ فَاِنْ لَمْ تَجْلِسْ فِی الْمَسْجِدِ فَالْزَمْ بَیْتَکَ۔

۱٦۰۵۔ بدتر مقامات، بہتر جگہ۔ سب سے بُری جگہ بازار اور شاہراہ ہے اور سب سے بہتر جگہ مسجد ہے تو اگر تم مسجد میں نہیں بیٹھے تو گھر میں بیٹھے رہا کرو۔

۱۶۰۶۔ شَرُّ النَّاسِ الَّذِیْ یَسْئَلُ اللّٰہَ ثُمَّ لَا یُعْطِیْ۔

۱۶۰۶۔ اللہ سے لے اور دوسروں کو نہ دے۔ بدبخت ترین انسان وہ ہے جو اللہ سے تو مانگے مگر دوسروں کو کبھی نہ دے۔

۱۶۰۷۔ شَرُّ النَّاسِ الْمُضَیِّقُ عَلٰی اَھْلِہٖ۔

۱۶۰۷۔ گھر والوں کو تنگ کرے۔ بدترین انسان وہ ہے جو گھر والوں کو تنگ کرے۔

۱۶۰۸۔ شَعْبَانُ شَھْرِیْ وَرَمَضَانُ شَھْرُ اللّٰہِ۔

۱۶۰۸۔ شعبان۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا۔

۱۶۰۹۔ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الذُّنُوْبِ مِنْ اُمَّتِیْ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَبِی الدَّرْدَاءِ۔

۱۶۰۹۔ شفاعت۔ میری شفاعت امت کے گنہگاروں کے لیے ہے خواہ وہ چوری اور زنا کے مرتکب ہوئے ہوں۔ اور خواہ یہ بات ابی الدردا صحابی کو ناگوار کیوں نہ ہو۔

۱۶۱۰۔ شَفَاعَتِیْ لِاُمَّتِیْ مَنْ اَحَبَّ اَھْلَ بَیْتِیْ۔

۱۶۱۰۔ میری شفاعت۔ میری شفاعت ان لوگوں کے لیے ہے جو میرے اہل بیت سے محبت رکھتے ہوں۔

۱۶۱۱۔ اَلشَّبَابُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ وَالنِّسَاءُ حِبَالَۃُ الشَّیْطَانِ۔

۱۶۱۱۔ جوانی۔ جوانی دیوانگی ہی کا ایک حصہ ہے اور عورتیں شیطان کا حسین جال ہیں۔

۱۶۱۲۔ اَلشِّتَاءُ رَبِیْعُ الْمُؤْمِنِ۔

۱۶۱۲۔ موسم سرما۔ جاڑا مومن کی بہار ہے۔

۱۶۱۳۔ اَلشَّحِیْحُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ۔

۱۶۱۳۔ کنجوس۔ کنجوس جنت میں نہ جا سکے گا۔

۱۶۱۴۔ صَاحِبُ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ کَالْمُفْطِرِ فِی الْحَضَرِ۔

۱۶۱۴۔ روزہ حالت سفر میں۔ مسافر پر روزہ نہیں۔

۱۶۱۵۔ صَمْتُ الصَّائِمِ تَسْبِیْحٌ وَنَوْمُہٗ عِبَادَۃٌ وَدُعَاءُہٗ مُسْتَجَابٌ وَعَمَلُہٗ مُضَاعَفٌ۔

۱۶۱۵۔ روزہ دار۔ روزہ دار کی خوشی "تسبیح" اس کی نیند عبادت، اس کی دعا قبول، اس کا عمل ہر لحظہ بڑھتا رہتا ہے۔

۱۶۱۶۔ اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔

۱۶۱۶۔ صبر کا ایمان سے رشتہ۔ صبر ایمان کے لیے ویسا ہی ہے جیسے سر جسم کے لیے۔

۱۶۱۷۔ اَلصِّدِّیْقُوْنَ ثَلَاثَۃٌ حِزْقِیْلُ مُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَحَبِیْبُ النَّجَّارِ صَاحِبُ اٰلِ یٰسِیْنَ وَعَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔

۱۶۱۷۔ تین صدیق۔ صدیق تین ہیں۔ حزقیل جو فرعون کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور مومن تھے۔ حبیب نجار اور علی بن ابی طالب۔

۱۶۱۸۔ اَلصَّمْتُ اَرْفَعُ الْعِبَادَۃِ

۱۶۱۸۔ خموشی۔ خموشی سب سے بڑی عبادت ہے۔

۱۶۱۹۔ اَلصَّمْتُ زَیْنٌ لِّلْعَالِمِ وَسِتْرٌ لِّلْجَاھِلِ۔

۱۶۱۹۔ وقار و حجاب۔ خموشی عالم کا وقار اور جاہل کا حجاب ہے۔

۱۶۲۰۔ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ یَسْتَجِنُّ بِھَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ۔

۱۶۲۰۔ سپر۔ روزہ سپر ہے جس کے طفیل بندہ مومن آتش جہنم سے محفوظ رہے گا۔

۱۶۲۱- اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ -

۱۶۲۱- دین کا ستون - نماز دین کا ستون ہے -

۱۶۲۲- اَلضِّحْكُ يُنْقِضُ الصَّلٰوةَ وَ لَا يُنْقِضُ الْوُضُوْءَ -

۱۶۲۲- قہقہہ - قہقہہ نماز کو توڑ دیتا ہے مگر وضو کو نہیں -

۱۶۲۳- اَلضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَمَا زَادَ فَهُوَ صَدَقَةٌ

۱۶۲۳- مہمانداری کے ایام - تین دن تک کو مہمان داری سمجھو پھر صدقہ -

۱۶۲۴- طَاعَةُ اللّٰهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَمَعْصِيَةُ اللّٰهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ -

۱۶۲۴- والد کی اطاعت - والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور والد کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے -

۱۶۲۵- طَاعَةُ النِّسَاءِ نَدَامَةٌ -

۱۶۲۵- زن مریدی - زن مریدی میں تو ندامت ہی ندامت ہے -

۱۶۲۶- طَالِبُ الْعِلْمِ بَيْنَ الْجُهَّالِ كَالْحَيِّ بَيْنَ الْاَمْوَاتِ -

۱۶۲۶- جاہلوں میں طالب علم - جاہلوں میں طالب علم ایسا ہی ہے جیسے مُردوں میں زندہ -

۱۶۲۷- طُوْبٰى لِلْمُخْلِصِيْنَ اُولٰٓئِكَ مَصَابِيْحُ الدُّجٰى تَنْجَلِيْ عَنْهُمْ كُلُّ فِتْنَةٍ ظَلْمَاءَ -

۱۶۲۷- مخلصین - اخلاص مندوں کے لیے بشارت ہے - یہ تاریکیوں کے وہ چراغ ہیں جن سے فتنے گل کیے جاتے ہیں -

۱۶۲۸- طُوْبٰى لِلْعُلَمَاءِ طُوْبٰى لِلْعُبَّادِ وَ وَيْلٌ لِاَهْلِ الْاَسْوَاقِ -

۱۶۲۸- بشارتیں - عالموں اور عابدوں کے لیے بشارتیں اور بازاری لوگوں کے لیے تباہی -

۱۶۲۹- طُوْبٰى لِمَنْ اَدْرَكَنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ وَطُوْبٰى لِمَنْ لَمْ يُدْرِكْنِيْ ثُمَّ اٰمَنَ بِيْ -

۱۶۲۹- خوش نصیب - خوش نصیب ہے وہ جس نے میرا دور پایا اور مجھ پر ایمان لایا اور وہ بھی خوش نصیب ہیں جن کو میرا زمانہ تو نہ مل سکا مگر مجھ پر ایمان لائے -

۱۶۳۰- طُوْبٰى لِمَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ الْكَفَافَ ثُمَّ صَبَرَ عَلَيْهِ -

۱۶۳۰- خوش نصیب - خوش نصیب ہے وہ جس کو اللہ نے بقدر ضرورت دیا اور اُس نے اسی پر اکتفا کیا -

۱۶۳۱- اَلطَّاهِرُ النَّائِمُ كَالصَّائِمِ الْقَائِمِ -

۱۶۳۱- پاکیزہ سونے والا - پاک و طاہر ہو کر سونے والا عبادت گزار روزہ دار کی طرح ہے -

۱۶۳۲- اَلطَّمَعُ يُذْهِبُ الْحِكْمَةَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ -

۱۶۳۲- حرص کیا کرتی ہے - حرص عالموں کے دل حکمت سے خالی کر دیتی ہے -

۱۶۳۳- اَلظَّلَمَةُ وَ اَعْوَانُهُمْ فِي النَّارِ -

۱۶۳۳- ظالم اور اُن کے حمایتی - ظالم اور ان کے حمایتی سب جہنم میں -

۱۶۳۴- اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ -

۱۶۳۴- شگون - شگون لینا شرک ہے -

۱۶۳۵۔ عَالِمٌ يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهٖ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

۱۶۳۵۔ عالم فیض رساں۔ جس عالم سے لوگ مستفید ہوں وہ ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

۱۶۳۶۔ عَجِبْتُ لِمَنْ يَشْتَرِي الْمَمَالِيْكَ بِمَالِهٖ ثُمَّ يَعْتِقُهُمْ كَيْفَ لَا يَشْتَرِي الْاَحْرَارَ بِمَعْرُوْفِهٖ فَهُوَ اَعْظَمُ ثَوَابًا۔

۱۶۳۶۔ آزادوں کی خریداری۔ مجھے تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو غلام خریدتے ہیں اور ان کو آزاد کر دیتے ہیں۔ بھلا وہ آزاد انسانوں کو اپنے حسن سلوک سے کیوں خرید نہیں لیتے کہ اس کا ثواب غلام آزاد کرنے کے ثواب سے زائد ہے؟

۱۶۳۷۔ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ۔

۱۶۳۷۔ عذابِ قبر۔ قبر کا عذاب ایک حقیقت ہے۔

۱۶۳۸۔ عَفْوُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ۔

۱۶۳۸۔ رحمت خدا۔ خدا کی رحمت تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے۔

۱۶۳۹۔ عِفُّوْا تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ۔

۱۶۳۹۔ تمہاری پاک امنی۔ تمہاری پاک دامنی تمہاری عورتوں کو باعصمت رکھے گی۔

۱۶۴۰۔ عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ حُبُّ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَلَامَةُ بُغْضِ اللّٰهِ بُغْضُ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

۱۶۴۰۔ علامت محبت۔ اللہ کی محبت کی علامت اس کے ذکر کی طرف رغبت ہے اور جو خدا کو دوست نہیں رکھتا وہ اس کے ذکر کو بھی ناپسند کرتا ہے۔

۱۶۴۱۔ عَلَى النِّسَاءِ مَا عَلَى الرِّجَالِ اِلَّا الْجُمُعَةَ وَالْجَنَائِزَ وَالْجِهَادَ۔

۱۶۴۱۔ عورتوں پر۔ سوائے جمعہ، نماز جنازہ اور جہاد کے عورتوں پر وہ تمام چیزیں واجب ہیں جو مردوں پر واجب ہیں۔

۱۶۴۲۔ عَلِيٌّ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

۱۶۴۲۔ علی کو مجھ سے۔ علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ ع سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۶۴۳۔ عَمَّارٌ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

۱۶۴۳۔ عمارہ۔ عمار رض کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

۱۶۴۴۔ عَوْرَةُ الرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ كَعَوْرَةِ الْمَرْاَةِ عَلَى الرَّجُلِ وَعَوْرَةُ الْمَرْاَةِ عَلَى الْمَرْاَةِ كَعَوْرَةِ الرَّجُلِ عَلَى الْمَرْاَةِ۔

۱۶۴۴۔ پوشیدہ رکھو۔ مرد کی شرمگاہ مرد کے لیے ویسی ہی ہے جیسے عورت کی شرمگاہ مرد کے لیے اور عورت کی شرمگاہ عورت کے لیے اسی طرح ہے جس طرح مرد کی شرمگاہ عورت کے لیے۔

۱۶۴۵۔ عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ۔

۱۶۴۵۔ عیادتِ مریض۔ عیادتِ مریض کا ثواب شایعت جنازہ سے زائد ہے۔

۱۶۴۶۔ اَلْعَبْدُ الْمُطِيْعُ لِوَالِدَيْهِ وَلِرَبِّهٖ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ۔

۱۶۴۶۔ مقام اعلیٰ علیین۔ خدا اور والدین کی اطاعت کرنے والا مقام اعلیٰ علیین پر متمکن ہوگا۔

۱۶۴۷- اَلْعُلَمَاءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ وَخُلَفَاءُ الْاَنْبِیَاءِ وَوَرَثَتِیْ وَوَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ۔

۱۶۴۷۔ چراغ راہ۔ علماء چراغ زمین ہیں اور انبیاء کے جانشین ہیں میرے اور دیگر پیغمبروں کے وارث ہیں۔

۱۶۴۸- اَلْعِلْمُ حَیَاۃُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الْاِیْمَانِ وَمَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَتَمَّ اللّٰہُ لَہٗ اَجْرَہٗ وَمَنْ تَعَلَّمَ فَعَمِلَ عَلَّمَہُ اللّٰہُ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔

۱۶۴۸۔ علم۔ علم اسلام کی حیات ایمان کا ستون ہے جس نے علم حاصل کیا اللہ اس کو اجرِ عظیم دے گا اور جس نے علم کے ساتھ عمل کیا اللہ اس کے علم میں اور اضافہ کرے گا۔

۱۶۴۹- اَلْعِلْمُ مِیْرَاثِیْ وَمِیْرَاثُ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ۔

۱۶۴۹ میراث انبیاء۔ انبیاء کی اور میری میراث علم ہے۔

۱۶۵۰- غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ۔

۱۶۵۰ مدینہ کی خاک۔ مدینہ کی خاک جذام سے شفا دیتی ہے۔

۱۶۵۱- اَلْغُرَبَاءُ فِی الدُّنْیَا اَرْبَعَۃٌ قُرْاٰنٌ فِیْ جَوْفِ ظَالِمٍ وَمَسْجِدٌ فِیْ نَادِیْ قَوْمٍ لَا یُصَلّٰی فِیْہِ وَمُصْحَفٌ فِیْ بَیْتٍ لَا یَقُوْمُ فِیْہِ وَرَجُلٌ صَالِحٌ مَعَ قَوْمِ سُوْءٍ۔

۱۶۵۱ چار غریب۔ دنیا میں چار غریب ہیں:-

(۱) وہ قرآن جو کسی اندھیرے طاق میں رکھا ہو۔

(۲) وہ مسجد جس میں کوئی نماز نہ پڑھتا ہو۔

(۳) وہ قرآن جو گھر میں رکھا رہے اور اس کو کوئی نہ پڑھے۔

(۴) وہ نیک انسان جو برے آدمیوں میں رہتا ہو۔

۱۶۵۲- اَلْغَرِیْبُ اِذَا مَرِضَ فَنَظَرَ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَمِنْ اَمَامِہٖ وَمِنْ خَلْفِہٖ فَلَمْ یَرَ اَحَدًا یَعْرِفُہٗ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

۱۶۵۲۔ ایک غریب۔ ایک غریب بیماری کی حالت میں اپنے دائیں بائیں، آگے پیچھے نظر ڈالے اور اس کو کوئی تیماردار، مونس و غمخوار نظر نہ آئے تو اللہ اس کی کس مپرسی دیکھ کر اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

۱۶۵۳- اَلْغَنِیْمَۃُ الْبَارِدَۃُ الصَّوْمُ فِی الشِّتَاءِ۔

۱۶۵۳۔ سرد غنیمت۔ جاڑوں میں روزے رکھنا "سرد غنیمت" ہے۔

۱۶۵۴- فَضْلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی سَائِرِ خَلْقِہٖ۔

۱۶۵۴۔ قرآن اور دوسرے کلام۔ قرآن دوسرے کلام کے مقابلے پر یوں ہی ہے جیسے خدا بندوں کے مقابلے پر۔

۱۶۵۵- فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ۔ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَھُوْرًا وَمَسْجِدًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔

۱۶۵۵۔ میرے خصائص۔ مجھے سات چیزوں کے ذریعے سے دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی۔

مجھے "کلمات جامعہ" عطا ہوئے۔ مجھے رعب و جلال دیا گیا۔ مال غنیمت مجھ پر حلال کیا گیا۔ زمین کو میرے لیے مسجد اور طاہر بنایا گیا اور تمام مخلوق کی طرف مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھی پر نبوت ختم کی گئی۔

۱۶۵۔ فُضُوحُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ فُضُوحِ الْآخِرَةِ۔

۱۶۵۷۔ قَالَ اللّٰهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔

۱۶۵۔ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ صَالِحَةٌ تُعِيْنُكَ عَلٰى أَمْرِ دُنْيَاكَ وَدِيْنِكَ خَيْرٌ مَا اكْتَنَزَ النَّاسُ۔

۱۶۵۔ اَلْقُرْآنُ هُوَ الدَّوَاءُ۔

۱۶۶۰۔ اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ۔

۱۶۶۱۔ كَادَتِ النَّمِيْمَةُ أَنْ تَكُوْنَ سِحْرًا۔

۱۶۶۲۔ كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ وَلِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ۔

۱۶۶۳۔ كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا۔

۱۶۶۴۔ كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا وَكَفٰى بِالْيَقِيْنِ غِنًى۔

۱۶۶۵۔ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

۱۶۶۶۔ كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ مِنَ الْحَيِّ فَهُوَ مَيِّتٌ۔

۱۶۶۷۔ كُلُّ شَيْءٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءِ۔

۱۶۶۸۔ كُلُّ مَنْ وَرَدَ الْقِيَامَةَ عَطْشَانُ

۱۶۶۹۔ كُلُّ نَسَبٍ وَصِهْرٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِيْ وَصِهْرِيْ۔

۱۶۷۰۔ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ

۱۶۵۶۔ دنیا کی رسوائی۔ دُنیا کی رُسوائی آخرت کی رسوائی کے مقابلہ پر کچھ نہیں

۱۶۵۷۔ نیک بندوں کیلئے ۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں ذخیرہ کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہو نہ کانوں نے سُنا ہو اور نہ ہمارے تصور میں وہ چیز آتی ہوگی۔

۱۶۵۸۔ خزانوں سے بہتر۔ دِل شکرگزار، زبان حمدگو، نیک بیوی لوگوں کے خزانوں سے بہتر ہیں اور ان کے ذریعے سے تم دین و دُنیا دونوں میں سرخرو ہوگے۔

۱۶۵۹۔ قرآن دوا ہے۔ قرآنِ پاک دوا ہے۔

۱۶۶۰۔ لافانی سرمایہ۔ قناعت لافانی سرمایہ ہے۔

۱۶۶۱۔ چغلخوری۔ قریب ہے کہ چغلخوری سحر (جادو) کی طرح (کفر) ہوجائے

۱۶۶۲۔ کفالتِ یتیم۔ یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں دونوں ہی جنّت میں ساتھ ساتھ ہونگے۔

۱۶۶۳۔ زکریا کا پیشہ (حضرت) زکریا پیشے کے بڑھئی تھے۔

۱۶۶۴۔ واعظِ جلیل۔ موت سے بہتر کوئی واعظ نہیں یقین سے بہتر کوئی دولت نہیں۔

۱۶۶۵۔ مسکرات۔ ہر مشروب جو نشہ پیدا کرے، حرام ہے۔

۱۶۶۶۔ میت ہے۔ ہر وہ شے جو زندگی سے علیحدہ ہوجائے مردہ ہے میں ہے۔

۱۶۶۷۔ تخلیقِ اشیاء۔ ہر شئی کی خِلقت پانی سے ہوئی ہے۔

۱۶۶۸۔ تشنہ لب۔ قیامت میں ہر شخص تشنہ لب آئیگا۔

۱۶۶۹۔ رشتہ داری کا انقطاع۔ ہر نسب اور رشتہ داری قیامت کے دن منقطع ہوجائے گی مگر میری رشتہ داری نہیں منقطع ہوگی۔

۱۶۷۰۔ مسافر کی طرح رہو۔ دُنیا میں غریب الوطن اور مسافر کی طرح رہو۔

۱۶۷۱۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ۔

۱۶۷۱۔ رشوت لینے والا اور دینے والا۔ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں پر خدا تعالیٰ کی لعنت۔

۱۶۷۲۔ لَعَنَ اللّٰهُ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَ مَانِعَ الصَّدَقَةِ۔

۱۶۷۲۔ سود خوار۔ سود خوار اور سود خوار کے موکل، سود خوار کے کاتب اور صدقہ سے روکنے والے یہ سب ملعون ہیں۔

۱۶۷۳۔ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرِئَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

۱۶۷۳۔ ہر مرض کی دوا۔ ہر مرض کی اللہ نے دوا پیدا کی ہے تو جب اُس مرض کی دوا مل جاتی ہے اللہ شفا دے دیتا ہے۔

۱۶۷۴۔ لِكُلِّ شَيْءٍ اٰفَةٌ تُفْسِدُهٗ وَ اٰفَةُ هٰذَا الدِّيْنِ وُلَاةُ السُّوْءِ۔

۱۶۷۴۔ ہر شئی کی مصیبت۔ ہر شئے کیلئے ایک خاص مصیبت ہوتی ہے۔ اور اس دین کی مصیبت بدکار حاکم ہونگے۔

۱۶۷۵۔ لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدَنٌ وَ مَعْدَنُ التَّقْوٰى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ۔

۱۶۷۵۔ ہر شئی کی کان۔ ہر شئی کی کان ہوتی ہے اور تقوی کی کان عارفین کے دل ہیں۔

۱۶۷۶۔ لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ۔

۱۶۷۶۔ ہر شئی کی کنجی۔ ہر شئے کی ایک کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی فقیروں اور غریبوں کی محبت ہے۔

۱۶۷۷۔ لِلْجَارِ حَقٌّ۔

۱۶۷۷۔ پڑوسی کا حق۔ پڑوسی کا تم پر حق ہے۔

۱۶۷۸۔ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔

۱۶۷۸۔ روتے زیادہ۔ جو مجھے معلوم ہے وہ اگر تمہیں معلوم ہوتا تو ہنستے کم اور روتے زائد۔

۱۶۷۹۔ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْهِ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمُ اَبِيْ يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔

۱۶۷۹۔ مہدی آئیگا۔ دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہوگا تو اللہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو مبعوث کریگا جس کا نام میرا نام ہوگا اور جس کے باپ کا نام وہی ہوگا جو میرے باپ کا تھا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر دی گئی ہو گی۔

۱۶۸۰۔ لَوْلَا النِّسَاءُ لَعُبِدَ اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا۔

۱۶۸۰۔ اگر عورتیں نہ ہوتیں۔ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ کی جس طرح عبادت کرنی چاہئیے اس طرح عبادت ہوتی۔

۱۶۸۱۔ لَيْسَ الْاَعْمٰى مَنْ يَعْمٰى بَصَرُهٗ اِنَّمَا الْاَعْمٰى مَنْ تَعْمٰى الْبَصِيْرَةُ۔

۱۶۸۱۔ اندھاپن۔ آنکھ کا نہ ہونا نابینائی نہیں بصیرت کا نہ ہونا اندھاپن ہے۔

۱۶۸۲۔ لَيْسَ الْبِرُّ فِيْ حُسْنِ اللِّبَاسِ وَالزِّيِّ وَلٰكِنَّ

۱۶۸۲۔ سکون ووقار۔ خوش لباسی میں نیکی نہیں بلکہ سکون ووقار میں

اَلْبِرُّ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ۔

۱۶۸۳۔ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مُسْتَكْمِلِ الْاِيْمَانِ مَنْ لَمْ يَعُدِ الْبَلَاءَ نِعْمَةً وَالرَّخَاءَ مُصِيْبَةً۔

۱۶۸۴۔ لَيْسَ الْجِهَادُ اَنْ يَضْرِبَ الرَّجُلُ بِسَيْفِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّمَا الْجِهَادُ مَنْ عَالَ وَالِدَيْهِ وَعَالَ وَلَدَهٗ فَهُوَ فِيْ جِهَادٍ وَمَنْ عَالَ نَفْسَهٗ لِيَكُفَّهَا عَنِ النَّاسِ فَهُوَ فِيْ جِهَادٍ۔

۱۶۸۵۔ لَيْسَ بِخَيْرِكُمْ مَنْ تَرَكَ دُنْيَاهُ لِاٰخِرَتِهٖ وَلَا اٰخِرَتَهٗ لِدُنْيَاهُ حَتّٰى يُصِيْبَ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَاِنَّ الدُّنْيَا بَلَاغٌ اِلَى الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا كَلًّا عَلَى النَّاسِ

۱۶۸۶۔ لَيْسَ شَيْءٌ اَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنَ الْخُلُقِ الْحَسَنِ

۱۶۸۷۔ لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ۔

۱۶۸۸۔ لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ۔

۱۶۸۹۔ لَيْسَ شَيْءٌ اَطْوَعَ لِلّٰهِ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ۔

۱۶۹۰۔ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ جِزْيَةٌ۔

۱۶۹۱۔ لَيْسَ عَلٰى وَلَدِ الزِّنَاءِ مِنْ وِزْرِ اَبَوَيْهِ شَيْءٌ۔

۱۶۹۲۔ لَيْسَ فِي الْحُلِيِّ زَكٰوةٌ۔

۱۶۹۳۔ لَيْسَ فِيْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ سَهْوٌ۔

۱۶۹۴۔ لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسْطُ الطَّرِيْقِ۔

۱۶۹۵۔ لَيْسَ لِقَاتِلٍ مِيْرَاثٌ۔

۱۶۹۶۔ لَيْسَ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ التَّمَلُّقُ وَلَا الْحَسَدُ اِلَّا فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ۔

۱۶۹۷۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ۔

۱۶۹۸۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ وَلَا مَنْ تُطُيِّرَ لَهٗ اَوْ

نیکی ہے۔

۱۶۸۳۔ کامل الایمان۔ مومن اسوقت تک کامل الایمان ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک بلا کو نعمت اور راحت کو مصیبت نہ سمجھے۔

۱۶۸۴۔ جہاد کیا ہے۔ جہاد یہ نہیں کہ انسان شمشیر زنی کرے۔ جہاد یہی ہے کہ انسان اپنے والدین اور اہل وعیال کے مصارف برداشت کرے اور اپنے نفس کو بند رکھنا اور لوگوں سے اسے دُور رکھنا یہ بھی جہاد ہے۔

۱۶۸۵۔ یہ نیکی نہیں۔ یہ نیکی نہیں ہے کہ تم دُنیا کو آخرت کے لیے یا آخرت کو دُنیا کے لئے چھوڑ دو۔ دونوں کو نباہنا چاہیے اور دنیا تو آخرت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اور دیکھو لوگوں پر بھروسہ نہ کرنا۔

۱۶۸۶۔ خُلقِ حسن۔ خُلقِ حسن سے زیادہ گراں قدر کوئی شے نہیں۔

۱۶۸۷۔ مکرم شے۔ دُعا سے زائد خدا کے نزدیک کوئی شئی مکرم نہیں

۱۶۸۸۔ محترم شخص۔ مومن سے زائد خدا کے نزدیک کوئی محترم نہیں۔

۱۶۸۹۔ سب سے زائد مطیع۔ فرزند آدم سے زائد اللہ کا کوئی مطیع نہیں۔

۱۶۹۰۔ جزیہ نہیں۔ مسلمان پر جزیہ (غیر مسلم کا ٹیکس) نہیں۔

۱۶۹۱۔ حرامی بچہ۔ حرامی بچہ ماں باپ کے گناہ میں شریک نہیں۔

۱۶۹۲۔ زیور۔ زیور پر زکاۃ نہیں۔

۱۶۹۳۔ سجدہ سہو۔ نماز خوف میں سجدہ سہو نہیں۔

۱۶۹۴۔ عورتیں راستے کے درمیان نہ چلیں۔ عورتوں کو راستے کے درمیان چلنا چاہیئے۔

۱۶۹۵۔ میراث نہیں ملیگی۔ قاتل کو مقتول کی میراث نہیں ملیگی۔

۱۶۹۶۔ حسد اور خوشامد۔ حصول علم کے سوا کسی چیز میں مومن کو حسد اور خوشامد نہ کرنا چاہیے۔

۱۶۹۷۔ مردانہ اور زنانہ انداز۔ جو مرد عورتوں سے اور جو عورتیں مردوں سے مشابہت پیدا کرتی ہیں وہ ہم سے نہیں۔

۱۶۹۸۔ ہم سے کوئی تعلق نہیں (۱) فال لینے والا (۲) کہانت

تَكَهَّنَ اَوْ تُكُهِّنَ لَهٗ اَوْ تَسَحَّرَ اَوْ سُحِّرَ لَهٗ۔

کرنے والا، جادوگر کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ان چیزوں کا استعمال کرنے والا ہم سے ہے۔

١٦٩٩۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا۔

١٦٩٩۔ ہم سے نہیں۔ جو ہمارے غیر کی سنت پر چلے وہ ہم سے نہیں۔

١٧٠٠۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ۔

١٧٠٠۔ ملاوٹ کرنے والا۔ ملاوٹ کرنے والے سے ہم نے رشتہ توڑ لیا ہے۔

١٧٠١۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔

١٧٠١۔ بے رحم و بدلحاظ۔ جو صغیر پر رحم اور بڑے کا احترام نہ کرے۔ اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

١٧٠٢۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا۔

١٧٠٢۔ ایسا شخص۔ جو چھوٹے پر ترس نہ کھائے اور بزرگ کا لحاظ نہ کرے وہ ہم سے نہیں۔

١٧٠٣۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَلَمْ يَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ يَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

١٧٠٣۔ جو ایسا کرے۔ جو چھوٹے پر رحم نہ کھائے بڑے کا احترام نہ کرے اچھی باتوں کا حکم نہ دے بری باتوں سے روکے نہیں اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

١٧٠٤۔ لَيْسَ مِنِّيْ ذُوْ حَسَدٍ وَلَا نَمِيْمَةٍ وَلَا كَهَانَةٍ وَلَا اَنَا مِنْهُ۔

١٧٠٤۔ کاہن۔ حاسد، چغلخور، کاہن نہ ان کا مجھ سے کوئی تعلق ہے نہ میرا ان سے کوئی رابطہ ہے۔

١٧٠٥۔ لَيْسَ مِنِّيْ اِلَّا عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ۔

١٧٠٥۔ عالم و متعلم۔ عالم اور متعلم کے سوا میرا کسی سے تعلق نہیں۔

١٧٠٦۔ مَاءُ زَمْزَمَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔

١٧٠٦۔ آب زمزم۔ آب زمزم ہر مرض کی دوا ہے۔

١٧٠٧۔ مَا اٰمَنَ بِيْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يَعْلَمُ۔

١٧٠٧۔ مجھ پر ایمان نہیں۔ خود شکم سیر ہو ہمسایہ بھوکا ہو اور اسے اس چیز کا پتہ بھی ہو تو وہ مجھ پر ایمان نہیں رکھتا۔

١٧٠٨۔ مَا اَحْبَبْتُ مِنْ عَيْشِ الدُّنْيَا اِلَّا الطِّيْبَ وَالنِّسَاءَ۔

١٧٠٨۔ صرف عورت اور خوشبو۔ مجھے دنیا میں صرف عورت اور خوشبو سے رغبت ہے۔

١٧٠٩۔ مَا سَلَّطَ اللّٰهُ الْقَحْطَ عَلٰى قَوْمٍ اِلَّا بِتَمَرُّدِهِمْ عَلَى اللّٰهِ۔

١٧٠٩۔ قحط کب نازل ہوتا ہے؟ اللہ قحط اسی وقت نازل کرتا ہے جب لوگ بہت سرکش ہو جاتے ہیں۔

١٧١٠۔ مَا اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الْفَقْرَ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ التَّكَاثُرَ وَمَا اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الْخَطَاءَ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الْعَمْدَ۔

١٧١٠۔ میں تمہارے بارے میں۔ میں تمہارے بارے میں فقر و مفلسی کا خیال نہیں کرتا لیکن ڈرتا ہوں کہ تم میں دولت کی کثرت نہ ہو جائے میں تمہاری بھول چوک کے بارے میں مضطرب نہیں لیکن

دھڑکا ہے کہ تم جان بوجھ کر گناہ کرو گے۔

۱۷۱۱۔ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَهْجَةٍ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ۔

۱۷۱۱۔ ابوذرؓ۔ ابوذر سے زائد سچا انسان آسمان کے نیچے زمین کے اُوپر پیدا نہیں ہوا۔

۱۷۱۲۔ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی الْاَرْضِ شَیْئًا اَقَلَّ مِنَ الْعَقْلِ وَاِنَّ الْعَقْلَ فِی الْاَرْضِ اَقَلُّ مِنَ الْكِبْرِيْتِ الْاَحْمَرِ

۱۷۱۲۔ کبریت احمر۔ زمین پر اللہ نے عقل سے کم کوئی شے نہیں پیدا کی اور زمین پر عقل کبریت احمر سے بھی کم ہے۔

۱۷۱۳۔ مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ۔

۱۷۱۳۔ جبرائیل کی مسلسل ہدایت۔ جبرائیل مجھے مسلسل ہمایہ کے بارے میں نصیحت کرتے رہے۔ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہیں پڑوسی کو وراثت میں

۱۷۱۴۔ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا شَانَهٗ وَلَا كَانَ الْحَيَاءُ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا زَانَهٗ۔

۱۷۱۴۔ جہاں فحش ہوگا۔ جہاں فحش ہوگا وہاں عیب ہوگا جہاں حیا ہوگی وہاں زیبائش ہوگی۔

۱۷۱۵۔ مَا كَانَ وَلَا يَكُوْنُ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ مُؤْمِنٌ اِلَّا وَلَهٗ جَارٌ يُؤْذِيْهِ۔

۱۷۱۵۔ جو ہمسایہ کو اذیت دے۔ وہ شخص قیامت تک مومن نہیں ہو سکتا جو اپنے ہمسایہ کو اذیت پہنچاتا ہو۔

۱۷۱۶۔ مَا مِنْ عَبْدٍ اِسْتَحْیَا مِنَ الْحَلَالِ اِلَّا ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحَرَامِ۔

۱۷۱۶۔ جو حلال میں شرماتا ہے۔ جو حلال میں شرماتا ہے اللہ اس کو حرام میں مبتلا کرتا ہے۔

۱۷۱۷۔ مَا مِنْ قَاضٍ مِنْ قُضَاةِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا وَمَعَهٗ مَلَكَانِ يُسَدِّدَانِهٖ اِلَی الْحَقِّ مَا لَمْ يُرِدْ غَيْرَهٗ فَاِذَا اَرَادَ غَيْرَهٗ وَجَارَ مُتَعَمِّدًا تَبَرَّاَ مِنْهُ الْمَلَكَانِ وَوَكَّلَاهُ اِلٰی نَفْسِهٖ۔

۱۷۱۷۔ قاضی کے ساتھ دو فرشتے۔ قاضی کیساتھ دو فرشتے رہتے ہیں جو اسے حق کی طرف لیجاتے ہیں جبتک وہ حق سے تجاوز اور عمداً ظلم نہ کرے لیکن جب وہ ایسا کرنے لگتا ہے تو اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور اسے اسکے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔

۱۷۱۸۔ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَا يَكُوْنُ فِیْ غَدٍ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَا يَكُوْنُ فِی الْاَرْحَامِ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَدْرِیْ اَحَدٌ مَتٰی يَجِیْءُ الْمَطَرُ اِلَّا اللّٰهُ۔

۱۷۱۸۔ غیب کی پانچ چیزیں۔ غیب کی پانچ چیزیں وہ ہیں جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۱۔ کوئی یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔

۲۔ رحم مادر میں لڑکا ہے لڑکی ہے کوئی نہیں جانتا۔

۳۔ قیامت کب آئیگی کسی کو علم نہیں۔

۴۔ کس زمین پر موت آئے گی۔

۵۔ بارش کب ہوگی، اس چیز کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

۱۷۱۹۔ مَنْ اٰذَی الْمُسْلِمِيْنَ فِیْ طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ

۱۷۱۹۔ لعنت واجب ہے۔ جو راستے میں مسلمانوں کو تکلیف

عَلَيْهِمُ اللَّعْنَةُ۔

پہنچائے اس پر لعنت واجب ہے۔

۱۷۲۰۔ مَنْ اٰوٰی يَتِيْمًا اَوْ يَتِيْمَيْنِ ثُمَّ صَبَرَ وَ احْتَسَبَ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ

۱۷۲۰۔ میں اور وہ ایک ساتھ۔ جو ایک یتیم یا دو یتیموں کو پالے اور اس سلسلہ میں جو تکلیف اٹھانا پڑے وہ اس پر صبر کرے ایسی صورت میں وہ اور میں جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے۔

۱۷۲۱۔ مَنِ اتَّبَعَ الْجَنَازَةَ فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ كُلِّهَا۔

۱۷۲۱۔ آداب مشایعت۔ جو جنازہ کو اٹھائے اسے جنازے کے تمام اطراف اٹھانا چاہیے۔

۱۷۲۲۔ مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ وَ الْاِفْلَاسِ۔

۱۷۲۲۔ ذخیرہ اندوز کو سزا۔ جو اجناس کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے اللہ اسکو جذام اور افلاس میں مبتلا کرتا ہے۔

۱۷۲۳۔ مَنْ اَحْزَنَ وَالِدَيْهِ فَقَدْ عَقَّهُمَا۔

۱۷۲۳۔ غمگین کرنا۔ والدین کو غمگین کرنا اُن کی نافرمانی ہی ہے۔

۱۷۲۴۔ مَنْ اَحْسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَاءَ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔

۱۷۲۴۔ اسلام وجاہلیت۔ جو اسلام کے بعد ٹھیک ہو جائے وہ جاہلیت کی غلطیوں پر ماخوذ نہیں ہوگا۔ لیکن جو اسلام کے بعد بھی بد چلن رہے اس کو ہر دو دور کی غلطیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

۱۷۲۵۔ اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ۔

۱۷۲۵۔ مکاری۔ مکاری اور چالبازی جہنم کی طرف لیجاتی ہے۔

۱۷۲۶۔ اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ۔

۱۷۲۶۔ مہدی۔ فاطمہؑ کی اولاد اور میری عترت میں سے ہوگا۔

۱۷۲۷۔ اَلْمُنَافِقُ يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ يَبْكِيْ كَمَا يَشَاءُ

۱۷۲۷۔ منافق دونوں آنکھوں پر قادر ہے جس طرح چاہے روئے۔

۱۷۲۸۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ يَدِهٖ۔

۱۷۲۸۔ صحیح مسلمان۔ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۷۲۹۔ اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلٰٓئِكَتِهٖ

۱۷۲۹۔ فرشتوں سے بھی زائد۔ مومن خدا کے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی زائد مکرم ومحترم ہے۔

۱۷۳۰۔ مَوْتُ الْغَرِيْبِ شَهَادَةٌ۔

۱۷۳۰۔ غربت کی موت۔ غربت کی موت شہادت ہے۔

۱۷۳۱۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ۔

۱۷۳۱۔ آئینہ۔ مومن مومن کا آئینہ ہے۔

۱۷۳۲۔ مَنْ لَا حَيَاءَ لَهٗ فَلَا غِيْبَةَ لَهٗ۔

۱۷۳۲۔ غیبت نہیں۔ بیحیا کی غیبت غیبت نہیں۔

۱۷۳۳۔ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔

۱۷۳۳۔ رحم نہیں کرتا۔ جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

۱۷۳۴۔ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ۔

۱۷۳۴۔ خدا بھی رحم نہیں کرتا۔ جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

۱۷۳۵۔ مَنْ يَكُنْ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ يَكُنِ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ۔

۱۷۳۵۔ خدا حاجت براری کرتا ہے۔ جو مومن کی حاجت روائی کرے خدا اسکی حاجت پوری کرتا ہے۔

۱۷۳۶۔ مَنْ لَطَمَ مَمْلُوْكَهٗ اَوْ ضَرَبَهٗ فَكَفَّارَتُهٗ اَنْ يُعْتِقَهٗ۔

۱۷۳۶۔ غلام کو مارنے کا کفارہ۔ جو غلام کو زدوکوب کرے اس کا کفارہ یہی ہے کہ اسکو آزاد کر دیا جائے۔

۱۷۳۷۔ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَلْبِسْ حَرِيْرًا وَلَا ذَهَبًا۔

۱۷۳۷۔ سونا اور ریشم کا استعمال۔ جو اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ سونا اور ریشم استعمال نہیں کریگا۔

۱۷۳۸۔ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۱۷۳۸۔ جہنم میں جائیگا۔ جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس کی بازگشت جہنم ہوگی۔

۱۷۳۹۔ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اِنْفَاذِهٖ مَلَاَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَّاِيْمَانًا۔

۱۷۳۹۔ جو قدرت کے باوجود۔ جو قدرت و اختیار کے باوجود غصہ ضبط کرے اللہ اس کا دل امن و ایمان سے لبریز کر دے گا۔

۱۷۴۰۔ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

۱۷۴۰۔ کلمۂ خدا کی بلندی کیلئے۔ جو کلمہ حق (اللہ تعالیٰ) کی سرفرازی کے لیے جنگ کرے وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

۱۷۴۱۔ مَنْ قَادَ اَعْمٰى اَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

۱۷۴۱۔ اندھے کی راہنمائی۔ جو اندھے کو چالیس قدم تک پہنچائے اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب کر دیتا ہے۔

۱۷۴۲۔ مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْكَهٗ ظَالِمًا يُقَادُ ذَلِيْلًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۷۴۲۔ غلام پر ظلم کرنیوالا۔ جو اپنے غلام کو بلا وجہ مارے وہ قیامت کے دن ذلیل طریقے سے کھینچا جائے گا۔

۱۷۴۳۔ مَنْ ضَمَّ يَتِيْمًا لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ حَتّٰى يُغْنِيَهُ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔

۱۷۴۳۔ جو یتیم کی کفالت کرے۔ جو یتیم کی کفالت کرے۔ یہاں تک کہ وہ یتیم اس کی امداد سے بے نیاز ہو جائے تو اللہ اس پر جنت واجب کر دے گا۔

۱۷۴۴۔ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔

۱۷۴۴۔ مومن کی شناخت۔ جس کو نیکیاں خوش کریں اور برائیاں غمگین کریں۔ وہ مومن ہے۔

۱۷۴۵۔ مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

۱۷۴۵۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ جو ہم پر تلوار کھینچے وہ مسلمان نہیں۔

۱۷۴۶۔ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حَرُمَهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔

۱۷۴۶۔ شراب طہور حرام۔ جو شراب پیتا رہا اور توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں "شراب طہور" اس پر حرام کر دے گا۔

۱۷۴۷۔ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ اَتٰى عَطْشَانًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۷۴۷۔ شرابی قیامت کے دن۔ شرابی قیامت میں تشنہ لب آئیگا۔

۱۷۴۸۔ مَنْ شَرِبَ خَمْرًا خَرَجَ نُوْرُ الْاِیْمَانِ مِنْ جَوْفِہٖ۔

۱۷۴۸۔ نورِ ایمان چھن جاتا ہے۔ جو شراب پیتا ہے اللہ اس سے نورِ ایمان چھین لیتا ہے۔

۱۷۴۹۔ مَنْ شَرِبَ مُسْکِرًا مَا کَانَ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃً اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔

۱۷۴۹۔ نماز قبول نہیں ہوتی۔ جو نشہ آور شے استعمال کرے اللہ چالیس دن تک اسکی نماز قبول نہیں کرتا۔

۱۷۵۰۔ مَنْ سَئَلَ مِنْ غَیْرِ فَقْرٍ فَکَاَنَّمَا یَاْکُلُ الْجَمْرَ۔

۱۷۵۰۔ انگارے کھاتا ہے۔ جو بغیر احتیاج کے سوال کرکے کھائے وہ انگارے کھاتا ہے۔

۱۷۵۱۔ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِغَیْرِ اِسْمِہٖ لَعَنَتْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ

۱۷۵۱۔ بغیر نام کے نہ بلاؤ۔ جو کسی شخص کو بغیر نام کے آواز دے ملائکہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

۱۷۵۲۔ مَنْ دَفَنَ ثَلَاثَۃً مِنَ الْوَلَدِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ۔

۱۷۵۲۔ جس کی اولاد مر جائے۔ جو اپنے ہاتھوں سے تین لڑکوں کو دفن کرے اللہ اس پر جہنم حرام کر دیتا ہے۔

۱۷۵۳۔ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

۱۷۵۳۔ ایمان کا ضعیف درجہ۔ جو شخص بدی دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے۔ اگر ایسا نہیں کرسکتا تو زبان سے اسکی مخالفت کرے اور اگر ایسا بھی نہیں کرسکتا تو کم از کم دل میں اسکی مخالفت کرے۔ اور یہ

۱۷۵۴۔ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ۔

۱۷۵۴۔ جو خواب میں مجھے دیکھے۔ جسنے خواب میں مجھے دیکھا۔ اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

۱۷۵۵۔ مَنْ تَعَظَّمَ فِیْ نَفْسِہٖ وَاخْتَالَ فِیْ مِشْیَتِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ۔

۱۷۵۵۔ متکبرانہ رفتار۔ جو اپنے کو عظیم سمجھے اور متکبرانہ رفتار اختیار کرے اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔

۱۷۵۶۔ مَنْ تَمَسَّکَ بِالسُّنَّۃِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

۱۷۵۶۔ تمسک بالسنّۃ۔ جس نے سنت سے تمسک کیا۔ وہ جنت میں داخل ہوا۔

۱۷۵۷۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ۔

۱۷۵۷۔ اللہ کیلئے عجز و انکساری۔ جس نے اللہ کے لیے انکساری کی خدا نے اسے بلند کیا

۱۷۵۸۔ مَنْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ نِعْمَۃً فَاَرَادَ بَقَآءَھَا فَلْیُکْثِرْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

۱۷۵۸۔ لاحول پڑھنا۔ جو اللہ کی عطا کردہ نعمت کو قائم رکھنا چاہے وہ اکثر لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتا رہے۔

۱۷۵۹۔ مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ظَالِمًا

۱۷۵۹۔ ظالم کو مسلط کرتا ہے۔ جو ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ اس پر اس کو مسلط کر دیتا ہے۔

۱۷۶۰۔ مَنْ اَشَارَ اِلٰی اَخِیْہِ بِحَدِیْدَۃٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ

۱۷۶۰۔ جو بھائی پر ہتھیار اٹھائے۔ جو اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھائے

تَلْعَنُهُ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ۔

۱۶۶۱۔ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ

٭

۱۶۶۲۔ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَدْ اَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبِيْ۔

۱۶۶۳۔ مَنْ اَخَافَ مُؤْمِنًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُؤْمِنَهٗ مِنْ اِفْزَاعِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

۱۶۶۴۔ مَنْ اَخْطَاَ خَطِيْئَةً اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا ثُمَّ نَدِمَ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ۔

۱۶۶۵۔ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

۱۶۶۶۔ نَبَاتُ الشَّعْرِ فِي الْاَنْفِ اَمَانٌ مِّنَ الْجُذَامِ

۱۶۶۷۔ اَلنَّاسُ وُلْدُ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔

۱۶۶۸۔ اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِّاَهْلِ السَّمَاءِ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِّاَهْلِ الْاَرْضِ۔

٭

۱۶۶۹۔ اَلنَّظَرُ اِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ۔

۱۶۷۰۔ اَلنَّظَرُ اِلَيَّ عِبَادَةٌ۔

۱۶۷۱۔ وَيْلٌ لِّمَنْ لَّا يَعْلَمُ وَوَيْلٌ لِّمَنْ عَلِمَ ثُمَّ لَا يَعْمَلُ۔

۱۶۷۲۔ اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ۔

۱۶۷۳۔ اَلْوُدُّ يَتَوَارَثُ وَالْبُغْضُ يَتَوَارَثُ۔

٭

۱۶۷۴۔ اَلْوَلَدُ ثَمَرَةُ الْقَلْبِ وَاِنَّهٗ مَجْبَنَةٌ مَّبْخَلَةٌ

ملائکہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اگرچہ وہ اسکا سگا بھائی کیوں نہ ہو۔

۱۶۶۱۔ ضرور فائدہ پہنچاؤ۔ اگر تم برادر مسلم کو نفع پہنچانیکی قدرت رکھتے ہو۔ تو اس کو ضرور فائدہ پہنچاؤ۔

۱۶۶۲۔ مدینہ والوں کو۔ مدینہ والوں کو ڈرانے والا میرے دل کو دہلانے والا ہے۔

۱۶۶۳۔ جو مومن کو ڈرائے۔ جو کسی مومن کو ڈرائے۔ اللہ پر یہ فرض ہے کہ اس کو قیامت کی دہشت سے محفوظ نہ رکھے۔

۱۶۶۴۔ ندامت گناہ کے بعد۔ جو کسی خطا اور گناہ کے کرنیکے بعد نادم ہو تو اسکی ندامت کفارہ گناہ ہو جاتی ہے۔

۱۶۶۵۔ سردار قوم۔ قوم کا سردار انہیں میں سے ہو گا۔

۱۶۶۶۔ ناک کے بال۔ ناک کے بال جذام سے محفوظ رکھتے ہیں

۱۶۶۷۔ اولاد آدم۔ لوگ آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم مٹی سے بنے ہیں

۱۶۶۸۔ ستارے اور اہلبیت۔ ستارے آسمان والوں کے لیے ذریعہ امان ہیں۔ اور میرے اہلبیت زمین والوں کے محافظ ہیں (یعنی نگہبان)

۱۶۶۹۔ دیدار کعبہ۔ کعبہ (بیت اللہ) کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

۱۶۷۰۔ دیدار نبی ﷺ۔ میری طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے۔

۱۶۷۱۔ عالم بے عمل۔ وائے ہو اس پر جو علم نہ حاصل کرے اور اس پر بھی جو علم کے بعد عمل نہ کرے۔

۱۶۷۲۔ صحبت بدکار۔ برے کی ہمنشینی سے تخلیہ بہتر ہے اور صالح ہم نشین تنہائی سے بہتر اور خیر کی تعلیم سکوت سے بہتر اور سکوت شر بیانی سے بہتر ہے۔

۱۶۷۳۔ محبت و نفرت میں وراثت۔ محبت اور نفرت میں بھی وراثت چلتی ہے۔

۱۶۷۴۔ دل کا پھل۔ لڑکا دل کا ثمر ہے اور یہ انسان کو بزدل

مُحْزِنَۃٌ۔

۱۷۷۵۔ لَا آکُلُ وَاَنَا مُتَّکِئٌ۔

۱۷۷۶۔ لَا تُؤْذُوْا مُسْلِمًا بِشَتْمِ کَافِرٍ۔

۱۷۷۷۔ لَا تَتَّخِذُوْا الْمَسَاجِدَ طُرُقًا اِلَّا لِذِکْرٍ اَوْ صَلٰوۃٍ۔

۱۷۷۸۔ لَا تَتَّخِذُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا صَلُّوْا فِیْہَا۔

۱۷۷۹۔ لَا تَتْرُکُوْا النَّارَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ حِیْنَ تَنَامُوْنَ۔

۱۷۸۰۔ لَا تَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ۔

۱۷۸۱۔ لَا تَجْلِسُوْا بَیْنَ رَجُلَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِہِمَا۔

۱۷۸۲۔ لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْہَا۔

۱۷۸۳۔ لَا تُحِدُّوا النَّظَرَ اِلَی الْمَجْذُوْمِیْنَ۔

۱۷۸۴۔ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ قَوَّامَۃً عَلٰی اَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّہَا مَنْ خَالَفَہَا۔

۱۷۸۵۔ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ ظَاہِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ۔

۱۷۸۶۔ لَا تَزَوَّجَنَّ عَجُوْزًا وَلَا عَاقِرًا فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ۔

۱۷۸۷۔ لَا یَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاہِرٌ۔

۱۷۸۸۔ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْہِ۔

۱۷۸۹۔ یُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰی نِیَّاتِہِمْ۔

۱۷۹۰۔ یَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَۃِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ۔

بخیل اور غمگین کر دیتا ہے۔

۱۷۷۵۔ آداب طعام۔ ٹیک لگا کر میں کبھی نہیں کھاتا۔

۱۷۷۶۔ کافر کی گالی سے۔ کافر کی گالی سے مسلمان کو اذیت نہ پہنچاؤ۔

۱۷۷۷۔ شارع عام نہیں۔ مساجد کو شارع عام نہ بناؤ صرف ذکر خدا اور نماز کے لئے اُدھر جاؤ۔

۱۷۷۸۔ مقبرہ نہ بناؤ۔ اپنے گھروں کو مقبرہ بنا کر اس میں نماز پڑھنا نہ شروع کر دو۔

۱۷۷۹۔ آگ روشن نہ کرو۔ سوتے وقت آگ کو روشن نہ رکھنا چاہیے۔

۱۷۸۰۔ تمنائے موت۔ موت کی خواہش نہ کرو۔

۱۷۸۱۔ بغیر اجازت۔ دو آدمیوں کے درمیان بغیر اجازت نہ بیٹھو۔

۱۷۸۲۔ قبور۔ نہ تو قبروں پر بیٹھو نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

۱۷۸۳۔ جذامیوں کو۔ جذامیوں کو گھور کر نہ دیکھو۔

۱۷۸۴۔ فرقۂ حق۔ میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہیگا اور اس کو کسی کی مخالفت ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

۱۷۸۵۔ قیامت تک۔ میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہیگا اور قیامت تک رہیگا۔

۱۷۸۶۔ بڑھیا سے نکاح نہ کرو۔ نہ تو بڑھیا سے نکاح کرو نہ بانجھ سے کیونکہ میں تمہاری کثرت سے سابقہ اُمتوں پر فخر کروں گا۔

۱۷۸۷۔ آئین مس قرآن۔ قرآن شریف کو صرف طاہر چھو سکتا ہے۔

۱۷۸۸۔ عقیدہ کے لحاظ سے۔ جس عقیدہ پر مریگا اُسی پر قیامت کے دن اٹھایا جائیگا۔

۱۷۸۹۔ نیت۔ نیتوں پر انسان قیامت کے دن اٹھائے جائینگے۔

۱۷۹۰۔ دودھ شریک۔ جو رشتے سے حرام ہیں وہ رضاعت (یعنی دودھ پلانے) سے بھی حرام ہونگے۔

۱۷۹۱- یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ۔

۱۷۹۲- یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ

۱۷۹۳- اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔

۱۷۹۴- کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ۔

۱۷۹۵- اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ۔

۱۷۹۶- مَنْ ضَحِکَ ضُحِکَ۔

۱۷۹۷- مَنْ جَدَّ وَجَدَ۔

۱۷۹۸- اَلْمَرْءُ بِالْقَرِیْنِ۔

۱۷۹۹- اَلْبُکَاءُ یُنَوِّرُ الْقَلْبَ۔

۱۸۰۰- اَلنَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ۔

۱۸۰۱- اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ۔

۱۸۰۲- اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ۔

۱۸۰۳- سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ۔

۱۸۰۴- خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا۔

۱۸۰۵- اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔

۱۸۰۶- اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ۔

۱۸۰۷- اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ۔

۱۸۰۸- ضَلَالَۃُ الْعَالِمِ ضَلَالَۃُ الْعَالَمِ۔

۱۸۰۹- خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسَ۔

۱۸۱۰- مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ۔

۱۸۱۱- مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلِیًّا جَاھِلًا قَطُّ۔

۱۸۱۲- مَنْ اَحَبَّ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ۔

۱۸۱۳- مَنْ اَکْرَمَ عَالِمًا فَقَدْ اَکْرَمَنِیْ۔

۱۷۹۱- اجتماع - اجتماع پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

۱۷۹۲- تین گروہ - تین گروہ قیامت کے دن شفاعت کریں گے
انبیاء - علماء - شہید۔

۱۷۹۳- اُونچا ہاتھ - اونچا ہاتھ (دینے والا) نیچے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔

۱۷۹۴- مؤمنین - مؤمنین ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

۱۷۹۵- اعمال عمال - اعمال تمہارے حاکم ہیں۔

۱۷۹۶- دنیا ہنسے گی - جو دوسروں پر ہنستا ہے اس پر دنیا ہنسے گی۔

۱۷۹۷- کامیاب ہوا - جس نے کوشش کی وہ کامیاب ہوا۔

۱۷۹۸- پہچانا جاتا ہے - انسان دوست سے پہچانا جاتا ہے۔

۱۷۹۹- گریہ سے - گریہ سے دل نورانی ہوتا ہے۔

۱۸۰۰- صبر سے وابستہ ہے - صبر کے ساتھ کامیابی ہے۔

۱۸۰۱- کلید راحت - صبر راحت و کشادگی کی کلید ہے۔

۱۸۰۲- آخرت کی کھیتی - دُنیا آخرۃ کی کھیتی ہے۔

۱۸۰۳- سرداری کیسے ملتی ہے - قوم کی خدمت کرنے والے ہی کو سرداری ملتی ہے

۱۸۰۴- معتدل کام - معتدل کام سب سے بہتر ہے۔

۱۸۰۵- کاسب - کمائی کرنے والا اللہ کو پسند ہے۔

۱۸۰۶- فقر مایہ فخر - فقر میرا فخر ہے۔

۱۸۰۷- حیا و ایمان - حیا ایمان سے ہے۔

۱۸۰۸- عالِم و عالَم - عالِم کی گمراہی عالَم (جہان) کی گمراہی ہے۔

۱۸۰۹- بہترین انسان - بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

۱۸۱۰- فروتنی - تواضع کرنے والے کو اللہ تعالےٰ بلند کرتا ہے۔

۱۸۱۱- جاہل - اللہ کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بناتا۔

۱۸۱۲- عالموں سے محبت - جو عالموں سے محبت کرتا ہے، وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

۱۸۱۳- اکرام عالم - جس نے عالم کا اکرام کیا اسنے میرا احترام کیا۔

۱۸۱۴- مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰی الْحَقَّ -

۱۸۱۴- مشاہدہ حق - جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

۱۸۱۵- اَلدُّنْیَا دَارُ الْمِحَنِ وَالْبَلَآءِ -

۱۸۱۵- کرب وبلا - دنیا ایک کربلا ہے۔

۱۸۱۶- اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا یَحْصِلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ -

۱۸۱۶- دھوکا - دنیا دھوکا ہے دھوکے ہی سے ملتی ہے۔

۱۸۱۷- اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ -

۱۸۱۷- مردار - دُنیا مردار کی طرح ہے اس کا طلبگار کتے کی طرح ہے۔

۱۸۱۸- لَا تَسْئَلِ النَّاسَ شَیْئًا وَلَا سَوْطَکَ وَاِنْ سَقَطَ مِنْکَ حَتّٰی تَنْزِلَ اِلَیْهِ فَتَاْخُذَهٗ -

۱۸۱۸- کچھ بھی نہ مانگ - لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگو یہاں تک کہ اگر تمہارا تازیانہ گر جائے تو سواری سے اترو اور اسے اُٹھالو۔ مگر دوسروں سے اسکے اٹھانے کی خواہش نہ کرو۔

۱۸۱۹- لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْاَحْیَاءَ -

۱۸۱۹- مُردوں کو گالی نہ دو - مردوں کو گالی دے کر زندوں کو اذیت نہ دو۔

۱۸۲۰- وَلَا تَسُبُّوا الدِّیْکَ فَاِنَّهٗ یُوْقِظُ لِلصَّلٰوۃِ -

۱۸۲۰- مرغ کو بُرا نہ کہو - مُرغ کو بُرا بھلا نہ کہو یہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔

۱۸۲۱- لَا تَشُمُّوا الطَّعَامَ کَمَا تَشُمُّهُ السِّبَاعُ -

۱۸۲۱- کھانا نہ سونگھو - درندوں کی طرح کھانے کو نہ سونگھا کرو۔

۱۸۲۲- لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ -

۱۸۲۲- مؤمن کے سوا - مومن کے سوا کسی کی صحبت نہ اختیار کرو۔ اور پرہیزگار کے سوا کسی کو اپنا کھانا نہ کھلاؤ۔

۱۸۲۳- لَا تُطْعِمُوا الْمَسَاکِیْنَ مِمَّا لَا تَاْکُلُوْنَ -

۱۸۲۳- جو تم کو ناپسند ہو - جو تم کو ناپسند ہو وہ کھانا غریبوں کو نہ کھلاؤ۔

۱۸۲۴- لَا تَغْضَبْ -

۱۸۲۴- غصہ نہ کرو - غصہ نہ کیا کرو۔

۱۸۲۵- لَا تَقُصَّ الرُّؤْیَا اِلَّا عَلٰی عَالِمٍ اَوْ نَاصِحٍ -

۱۸۲۵- خواب بیان نہ کرو - سوائے عالم اور ناصح مشفق کے دوسرں سے خواب بیان نہ کرو۔

۱۸۲۶- لَا خَیْرَ فِی الْاِمَارَۃِ لِرَجُلٍ مُسْلِمٍ -

۱۸۲۶- حکومت میں - مرد مسلمان کے لیے حکومت میں کوئی خیر اور خوبی نہیں۔

۱۸۲۷- لَا طَاعَۃَ لِاَحَدٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَۃُ فِی الْمَعْرُوْفِ -

۱۸۲۷- اللہ کی معصیت میں - اطاعت نیک کاموں میں ہے اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

۱۸۲۸- لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ -

۱۸۲۸- ایسی اطاعت - ایسی اطاعت جس سے خدا کی نافرمانی ہو۔ جائز نہیں۔

۱۸۲۹- لَا عَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ وَلَا وَرَعَ کَالْکَفِّ وَلَا

۱۸۲۹- تدبیر - تدبیر سے بہتر عقل نہیں کنارہ کشی سے بہتر زہد نہیں،

حَسَبَ كَالْحُسْنِ الْخُلُقِ۔

خوش اخلاقی سے بہتر حسب نہیں۔

۱۸۳۰۔ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ۔

۱۸۳۰۔ نابالغہ کا نکاح۔ ولی کے بغیر نابالغہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

۱۸۳۱۔ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَ شَاهِدَيْنِ۔

۱۸۳۱۔ نکاح کے لیئے۔ نکاح دو گواہوں اور ولی کی موجودگی میں ہونا چاہیئے۔

۱۸۳۲۔ لَا يَجْتَمِعُ الْكَافِرُ وَقَاتِلُهٗ فِي النَّارِ اَبَدًا۔

۱۸۳۲۔ کافر اور قاتل کافر۔ کافر اور کافر کا قاتل دونوں جہنم میں ہمیشہ ساتھ ساتھ نہیں رہ سکتے۔

•

۱۸۳۳۔ لَا يَجْلِسُ الرَّجُل بَيْنَ الرَّجُلِ وَابْنِهٖ فِي الْمَجْلِسِ۔

۱۸۳۳۔ باپ کو۔ جب بیٹا کسی محفل میں بیٹھا ہو تو باپ کو وہاں نہ بیٹھنا چاہیے۔

۱۸۳۴۔ لَا يَحْتَكِرُ اِلَّا خَاطِئٌ۔

۱۸۳۴۔ ذخیرہ اندوزی۔ گنہگار ہی ذخیرہ اندوزی کرے گا۔

۱۸۳۵۔ لَا يَدْخُلِ الْجَنَّةَ اِلَّا رَحِيْمٌ۔

۱۸۳۵۔ رحمدل۔ جنت میں رحمدل ہی جائیگا۔

۱۸۳۶۔ لَا يَدْخُلِ النَّارَ اِلَّا قَاطِعٌ۔

۱۸۳۶۔ قاطع رحم۔ قاطع رحم دوزخ میں داخل ہوگا۔

۱۸۳۷۔ لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَلَا الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ۔

۱۸۳۷۔ وارث۔ کافر مسلم کا اور مسلم کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

۱۸۳۸۔ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ۔

۱۸۳۸۔ قضا۔ قضا کو صرف دُعا رد کر سکتی ہے اور عمر کو صرف نیکی بڑھا سکتی ہے۔

۱۸۳۹۔ لَا يُقْبَلُ الْاِيْمَانُ بِلَا عَمَلٍ وَلَا عَمَلٌ بِلَا اِيْمَانٍ۔

۱۸۳۹۔ بغیر عمل۔ بغیر عمل کے ایمان قبول نہیں اور بغیر ایمان کے عمل قبول نہیں۔

۱۸۴۰۔ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔

۱۸۴۰۔ قتل نہیں۔ مسلم کو کافر کے قصاص میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔

۱۸۴۱۔ لَا يُقْتَلُ حُرٌّ بِعَبْدٍ۔

۱۸۴۱۔ آزاد کو۔ آزاد کو غلام کے قصاص میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔

۱۸۴۲۔ اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا۔

۱۸۴۲۔ ابھی عالم خواب ہے۔ لوگ سو رہے ہیں جب مر جائینگے تو جاگ جائیں گے۔

•

۱۸۴۳۔ اَلنَّاسُ اِمَّا عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ وَالْبَاقِيْ هَمَجٌ

۱۸۴۳۔ کچھ نہیں۔ انسان یا تو عالم ہے یا متعلم اور باقی تو بس یوں ہی ہیں۔

•

۱۸۴۴۔ عَدْلُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً۔

۱۸۴۴۔ عدل کا ایک لمحہ۔ عدل کا ایک لمحہ ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

۱۸۴۵۔ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

۱۸۴۵۔ ہر ایک راعی ہے۔ تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

۱۸۴۶۔ اُتْرُكِ الدُّنْيَا يَاتِيْكَ رَاغِبَةً۔

۱۸۴۷۔ طُوْبٰى لِمَنْ شَغَلَهٗ عَيْبُهٗ مِنْ عُيُوْبِ النَّاسِ

۱۸۴۸۔ لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ۔

۱۸۴۹۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

۱۸۵۰۔ اَلنَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ۔

۱۸۴۶۔ وُہ خود جھکیگی۔ دنیا کو ترک کر دو۔ وُہ خود جھکے گی۔

۱۸۴۷۔ جس کے عیب۔ خوش نصیب ہے وُہ جسکے عیب دوسروں کی عیب جوئی سے اسے روک دیں۔

۱۸۴۸۔ ایفائے وعدہ نہ کر سکے۔ جو وعدہ کا پکا نہیں وہ بے دین ہے۔

۱۸۴۹۔ اسی کے ساتھ۔ انسان اسی کے ساتھ رہتا ہے جس کو وُہ پسند کرتا ہے۔

۱۸۵۰۔ کامیابی۔ کامیابی صبر سے وابستہ ہے۔

نہج الفصاحت

حصۂ ہفتم

دعائیں

(رسولِ کریمؐ کی دُعاؤں کا نادر و نایاب مجموعہ)

تالیف و ترتیب و تہذیب

علامہ سید نصیر الاجتہادی

حرفِ مُدعا

خُدا کی عظمت وقوت کا اعلان اپنی بندگی وعاجزی کا اظہار ہے اور یہ خُدا کو پسند ہے۔

دُعا۔ عبد ومعبود میں ضبط مربوط اور ربط مضبوط ہے۔ — دُعا۔ خُدا سے ہم کلامی اور "کلیمی" ہے۔

دُعا۔ انسان کی خُدا پرستی اور توکل کی مظہر ہے۔ — دُعا۔ بندگانِ دُنیا سے حریت اور بے نیازی کا اعلان ہے۔

دُعا انسانی زندگی میں کس قدر ایک "زبردست عامل" اور مؤثر حقیقت کی حیثیت سے کام کرتی ہے اور اس سے انسان بننے اور انسانیت کی تکمیل میں کس قدر تعاون اور امداد ملتی ہے۔ دُعا سے چند امُور کی وضاحت ہوتی ہے

- دعا کرنے والا خُدا کے وجود پر یقین، اس کی "قربت" کا معتقد ہوتا ہے۔ تمام اسباب وعلل اس کے ماتحت ہیں اور اس کو صاحب قوۃ تصور کرتا ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ۔ فانی قریب۔ ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر۔ الا اللہ الخلق والامر۔ ان یقول لہ کن فیکون کا صمیم قلب سے اعلان کرتا ہے۔
- دعا سے طمانیت قلب اور سکون پیدا ہوتا ہے جس کی انسان کو شدید ضرورت ہے۔
- دعا سے اہم مقصد و آرزو کے ساتھ ایک لگن پیدا ہوتی ہے اور جب دن میں کم از پانچ مرتبہ ہر نماز کے بعد دعا کرے گا تو بلاشبہ وہ مقصد وتمنا اس کے شعور تحت الشعور میں تہ نشین ہو جائے گی اور نفسیات کا یہ طے شدہ مسئلہ امر ہے کہ "خیال" ہی کی طاقت سب سے بڑی طاقت ہے اور جب دعا کے ذریعہ سے متعدد بار ہم اس آرزو کو قلب و ذہن کے سامنے لائیں گے تو یقیناً انسان کی وہ تمام طاقتیں اس کے حصول کے لیے برسرکار ہو جائیں گی اور یہی جذبہ اور فعالیت ہے جسے توفیقِ الٰہی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ یہ غلط فہمی نہ رہے کہ دعا سے بلاسعی وکاوش کام ہو جائے گا بلکہ درحقیقت اس سے نفس میں اس آرزو کے متعلق وہ اخلاص واستقلال پیدا ہوتا ہے جس سے انسانی طاقتیں ہمہ تن حصول مراد میں مستعد ومنہمک ہو جاتی ہیں۔
- دعا انسان کو آخری سانس تک پُر امید انسان ثابت کرتی ہے جو عظمتِ انسان کی دلیل ہے۔ بعض مغرب زدہ یہ کہتے ہیں کہ "جب تقدیرِ الٰہی" اور "مصلحت خداوندی" کا پورا ہونا اگزیر ہے تو ہماری خواہش اور دعا فضول ہے"۔ لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہی بات دوا کے سلسلہ میں بھی کہی جا سکتی ہے کہ جب تقدیرِ الٰہی اور مصلحت خداوندی میں مریض کو مبتلا مصیبت ہونا ہے، مرنا ہے یا زندہ رہنا ہے تو دوا کیوں کی جاتی ہے؟ تو اگر "دوا" باوجود تقدیرِ الٰہی کے مؤثر ہو سکتی ہے تو دعا میں تردد وتامل کیوں ہے؟

اب رہا یہ سوال کہ جب خُدا نے فرمایا ہے" واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" (جب بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس سے قریب ہوتا ہوں اور اس کی دعا قبول کرتا ہوں)

پھر دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ اس کی دو وجہیں ہیں۔ شرائطِ قبول کا معدوم ہونا اور "مدعا" کا بندے کے مفاد کے خلاف ہونا۔ بچہ آگ کا انگارا مانگتا ہے۔ ماں نہیں دیتی۔ کیا ممتا میں کمی آگئی؟ نہیں۔ بچہ لاعلمی سے ایک ایسی چیز مانگ رہا ہے جو اس کے لیے دور اندیش ماں کی نظروں میں مہلک ہے۔ اگر ماں اس کو وہ تحفے دے دے تو پاگل کہلائے گی۔ پھر ایک خدائے حکیم ورحیم بندہ کی ایسی آرزو کیسے پوری کر سکتا ہے جو خود اس کے لیے یا اس اجتماعی نظام کے لیے جس کی [illegible] اور اس کی آنے والی نسلیں ایک جزو لاینفک ہیں مضر ہو۔ "دعا ومناجات" کا تصور ہر مذہب میں ہے لیکن جس طرح اور عقائد ورسوم ومسالک میں دنیا نے ٹھوکر کھائی اس راہ میں بھی منزل سے دور جا پڑی۔

دعا کے سلسلہ میں دو فرقے ہو گئے ایک وہ جو غیر اللہ کو صاحب طاقت جان کر اسے دست بدعا ہوا۔ دوسرا وہ جس نے مانگا تو اللہ ہی سے مگر وہ اللہ جس کے صفات وادصاف خود انھوں نے تراشے تھے اور جو حقیقی خدا کی شان کے خلاف تھے۔ نتیجہ دونوں صورتوں میں تحصیل حاصل" اور گمراہی پر مبنی تھا۔ رسُول کریم نے جس طرح دین ودنیا کے اور مسائل میں ترمیم وتنسیخ کی، اسی طرح "دعا" کو بھی (جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک رشتہ خاص ہے) صحیح مفہوم عطا کیا کہ کن کن اوصاف کے مالک اللہ سے کس کس انداز سے کیسے کیسے شرائط کے ساتھ مانگنا چاہیے اور خود دعا مانگ کر جہاں [illegible] سروں کو "دعوتِ دعا" دی، وہاں اپنی "عبدیت" اور بندگی کا بھی اظہار کیا، تاکہ جو غلط فہمی عیسائیوں کو "عیسیٰؑ" کے بارے میں ہوگی "محمدؐ" کے بارے میں نہ ہو۔ گویا دعا ہی اسلامی تعلیمات کا ایک اہم رکن ہو گیا جس کا انکار دعویٰ اسلام کے بعد ناممکن ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دُعا

اَلدُّعَاءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ لَا يُرَدُّ۔

اذان واقامت کے درمیان جو دُعا کی جاتی ہے۔ وہ مسترد نہیں ہوتی۔

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔

دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔

دُعا عبادت ہے۔

اَلدُّعَاءُ يَرُدُّ الْبَلَاءَ۔

دُعا سے بلا رد ہوتی ہے۔

اَلدُّعَاءُ مِفْتَاحُ الرَّحْمَةِ وَالْوُضُوءُ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ

دُعا رحمت کی، اور وضو نماز کی، اور نماز جنت کی کنجی ہے۔

اَلدُّعَاءُ جُنْدٌ مِنْ اَجْنَادِ اللّٰهِ مُجَنَّدٌ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ اَنْ يُبْرَمَ۔

دُعا خدا کے لشکروں میں سے ایک مسلح لشکر ہے، جو قضا یقینی کو بھی دفع کر دیتا ہے۔

اَلدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ

دُعا نازل شدہ اور نازل ہونے والی مصیبتوں کے دفاع میں مفید ہے۔

فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ۔

خدا کے بندو! دُعا کو اپنا وسیلہ بناؤ۔

دعائیں

فِي الْكَافِيْ عَنِ الْاِمَامِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ كَانَ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا اَصْبَحَ۔

"کافی میں امام جعفر الصادق سے منقول ہے کہ رسول کریم صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔"

— ﴿ ۱ ﴾ —

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا تُبَاشِرُ بِهٖ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا حَتّٰى اَعْلَمَ اِنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرَضِّنِيْ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيْلَ

بارالہا! میں تجھ سے ایسے "ایمان" کا طالب ہوں جس سے میرا دل معمور ہو جائے۔ اور ایسا "یقین" چاہتا ہوں جس سے مجھے یہ معلوم ہو سکے، کہ کوئی شئے مجھ پر نازل نہیں ہو گی مگر یہ کہ تو پہلے سے اسے میرے لئے مقدر"

مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا
تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ اَبَدًا۔

کر چکا ہے۔ اور اپنی تقسیم پر مجھ میں "رضا و تسلیم" پیدا کر۔ یہاں تک کہ
میں تیری تاخیر پر تعجیل نہ کروں اور تیری تعجیل پر تاخیر کو پسند نہ کروں۔
اے خدائے زندہ و قائم! تیرے ہی رحمت کے سہارے میں فریاد
کرتا ہوں۔ میرے حال کو درست کر دے۔ اور مجھے چشم زدن کے لیے بھی میرے
نفس کے حوالے نہ کر۔

(۲)

اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ السُّرُوْرَ۔ اَللّٰهُمَّ
اَغْنِ كُلَّ فَقِيْرٍ۔ اَللّٰهُمَّ اَشْبِعْ كُلَّ جَائِعٍ۔ اَللّٰهُمَّ اَكْسُ
كُلَّ عُرْيَانٍ۔ اَللّٰهُمَّ اقْضِ دَيْنَ كُلِّ مَدِيْنٍ۔
اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ كُلِّ مَكْرُوْبٍ۔
اَللّٰهُمَّ رُدَّ كُلَّ غَرِيْبٍ۔
اَللّٰهُمَّ فُكَّ كُلَّ اَسِيْرٍ۔
اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ كُلَّ فَاسِدٍ مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ۔
اَللّٰهُمَّ اشْفِ كُلَّ مَرِيْضٍ۔
اَللّٰهُمَّ سُدَّ فَقْرَنَا بِغِنَاكَ۔
اَللّٰهُمَّ غَيِّرْ سُوْٓءَ حَالِنَا بِحُسْنِ حَالِكَ۔
اَللّٰهُمَّ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ اِنَّكَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

بارالٰہا! مرنے والوں کو شادمانی عطا کر محتاج کو غنی کر۔
بارالٰہا! بھوکے کو شکم سیر کر۔ عریاں کو لباس عطا کر۔
بارالٰہا! مقروض کا قرضہ ادا ہو مصیبت زدہ اپنے غم سے جُدا
ہو۔
بارالٰہا! غریب الوطن کو وطن لوٹنا نصیب ہو۔
بارالٰہا! قیدیوں کو رہائی ملے۔
بارالٰہا! مسلمانوں کے خراب معاملات کی اصلاح کر۔
بارالٰہا! مریضوں کو شفا دے۔
بارالٰہا! اپنی غنا سے ہمارے فقر کو دور کر دے۔
بارالٰہا! بدحالی کو خوش حالی سے بدل دے۔
بارالٰہا! ہمارے قرضوں کو ادا کر دے اور فقر سے ہمیں غنی کر
دے۔ یقیناً تو ہر شے پر قادر ہے۔

(۳)

دُعَآؤُهٗ يَوْمَ بَدْرٍ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ فِيْ كُلِّ كَرْبٍ وَاَنْتَ
رَجَائِيْ فِيْ كُلِّ شِدَّةٍ، وَاَنْتَ لِيْ فِيْ كُلِّ اَمْرٍ نَزَلَ
بِيْ ثِقَةٌ وَعُدَّةٌ۔
كَمْ مِنْ كَرْبٍ يَضْعُفُ عَنْهُ الْفُؤَادُ وَ
تَقِلُّ فِيْهِ الْحِيْلَةُ وَيَخْذُلُ فِيْهِ الْقَرِيْبُ وَ

دُعائے یومِ بدر

(رسولِ کریم نے یہ دعا جنگ بدر میں باری تعالیٰ کی بارگاہ میں کی تھی)
بارالٰہا! ہر مصیبت میں تیرا ہی سہارا ہے۔ شدائد و آلام میں
تو ہی میری اُمید ہے۔
ہر معاملے میں تیرا ہی آسرا، اور تیرا ہی سہارا ہے۔ کتنے ایسے مصائب
آئے جن سے دل کانپ اُٹھے۔ حیلہ و تدبیر کے اسلحہ کند ہو گئے۔ دوستوں

يَشْمَتُ بِهِ الْعَدُوُّ وَ شَكَوْتُهُ اِلَيْكَ رَاغِبًا فِيْهِ اِلَيْكَ عَمَّنْ سِوَاكَ فَفَرَّجْتَهُ وَكَشَفْتَهُ عَنِّيْ وَ كَفَيْتَنِيْهِ ۔

فَاَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ نِعْمَةٍ وَ صَاحِبُ كُلِّ حَاجَةٍ وَمُنْتَهٰى كُلِّ رَغْبَةٍ فَلَكَ الْحَمْدُ كَثِيْرًا وَلَكَ الْمَنُّ فَاضِلًا ۔

نے ساتھ چھوڑ دیا، دشمنوں نے طعنہ زنی کی لیکن میں نے ہراسی سے رخ تجھی سے ہی فریاد کی تو تُو نے ان مصائب کو دور کر دیا، آلام کے بادلوں کو کھول دیا اور میری دستگیری کی۔

تو ہی ہر صاحب نعمت کا ولی اور ہر حاجتمند کا ہمدرد اور ہر آرزو کی انتہا ہے۔

تیری بہت بہت حمد و تعریف ہے اور تیرا احسان لازوال و کثیر ہے،

(۴)

دُعَاؤُهُ يَوْمَ اُحُدٍ

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَ اجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ فِيْ اَمَانِكَ ۔

دعائے یوم اُحد

(رسول کریم علیہ التسلیم نے یہ دعا جنگ احد میں کی تھی)

بارالٰہا! تیری ہی حمد ہے اور تجھی سے شکایت ہے تو ہی مددگار ہے۔ اے معبود! مجھے مصیبتوں پر صبر کرنے کی اور نعمتوں پر شکر کرنے کی توفیق عطا کر اور مجھ کو اپنی امان میں رکھنا۔

(۵)

دُعَاؤُهُ يَوْمَ الْاَحْزَابِ

يَا صَرِيْخَ الْمَكْرُوْبِيْنَ وَيَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ اكْشِفْ عَنِّيْ هَمِّيْ وَغَمِّيْ وَكَرْبِيْ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ حَالِيْ وَحَالَ اَصْحَابِيْ فَاكْفِنِيْ هَوْلَ عَدُوِّيْ فَاِنَّهُ لَا يَكْشِفُ ذٰلِكَ غَيْرُكَ ۔

دعائے یوم احزاب

(رسول کریمؐ نے یہ دعا جنگ خندق میں کی تھی!)

اے غمزدوں کی فریاد رسی کرنے والے! اے مضطرب دلوں کی دعائیں قبول کرنے والے! میرے رنج و غم، درد و کرب کو دور کر۔ تو میرے اور میرے اصحاب کے حال سے واقف ہے۔

ہولناک دشمن کے مقابلہ پر میری دستگیری کر کیونکہ مصیبت کا دور کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔

(۶)

دُعَاؤُهُ لِقَضَاءِ دَيْنٍ

عَلَّمَهُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْطَالِبٍ ۔

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ ۔

قرض کی ادائی کے لئے دعا

جو آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تعلیم دی تھی!

بارالٰہا! مجھے حلال روزی دے، حرام سے بچا۔

وَ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے تو اپنے فضل و کرم سے مجھے دے کسی غیر کا شرمندۂ احسان نہ کرنا۔

(۷)

دُعَاءِ اِسْتِغْفَار

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ اِغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

دُعائے مغفرت

بارالٰہا! تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا غلام ہوں۔ اور حسب استطاعت تیرے عہد و وعدہ پر قائم ہوں۔ میں اپنے شرانگیز افعال سے پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے ان احسانات کا، جو میری ذات پر ہیں۔ اعتراف کرتا ہوں (ساتھ ہی ساتھ) اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔

مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی بخشنے والا نہیں۔

(۸)

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ۔

بارالٰہا! میں اپنی ذات کو تیرے حوالے کرتا ہوں اور اپنے معاملات تجھے سونپتا ہوں۔ تیری ہی طرف میری توجہ ہے اور تجھی سے عاجزی اور خوف کے ساتھ پشت پناہی کا طالب ہوں تیرے سوا نہ کوئی پناہ گاہ ہے نہ جائے نجات اور تیری نازل کردہ کتاب پاک (قرآن مجید) اور تیرے بھیجے ہوئے نبی (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پر میرا ایمان ہے۔

(۹)

دُعَاءٌ عِنْدَ التَّهَجُّدِ

عن ابن عباس كَانَ النَّبِيُّ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاءُكَ

دعائے تہجد

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تہجد (نماز شب) کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے تھے۔

بارالٰہا! تیری ہی حمد ہے تو ہی آسمان و زمین اور ان میں جو مخلوقات ہیں انکا خالق ہے۔ تو ہی آسمان و زمین اور ان میں چلنے والی مخلوقات کا قائم کرنیوالا ہے۔

تیری ہی حمد ہے تو ہی حق ہے جہنم برحق ہے تیرا قول حق ہے تیری

حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ۔

ملاقات برحق ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) برحق ہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

بارالہا! سرِتسلیم خم ہے تجھی پر میرا بھروسہ ہے اور تجھی پر میرا ایمان ہے اور تجھی سے عفوِ گناہ کی درخواست ہے۔ میرے اگلے پچھلے، ظاہر، مخفی گناہ بخش دے۔ تُو ہی مقدم کرنے والا ہے تو ہی مؤخر کرنے والا ہے۔ اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔

(۱۰)

اَلدُّعَآءُ عِنْدَ الْكَرْبِ

دعا برائے دفع رنج و غم

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ"

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریم یہ دُعا رنج و کرب کے وقت پڑھتے تھے"

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

نہیں ہے کوئی خدا مگر وہی خدائے برتر و دانا حکیم ہے۔ کوئی خدا نہیں مگر وہی مالک عرشِ عظیم ہے۔ نہیں ہے کوئی خدا مگر وہی جو زمین اور آسمان کا پروردگار ہے۔ اور عرشِ اعظم کا مالک و مختار ہے۔

(۱۱)

دُعا برائے دفع کرب و آلام

"عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ يَقُوْلُ"

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ کریمؐ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ۔

بارالہا! میں تجھ سے رنج و غم عاجزی و کسلمندی، بزدلی اور بخل غلبۂ مردم اور دین کی خرابی سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۱۲)

دعا برائے دفع امراض اخلاقی

"عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَقُوْلُ"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ۔

بارالہا! میں کسلمندی اور پیری نقصان و گناہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى

اے میرے معبود! میں عذابِ جہنم، ابتلائے جہنم، عذاب قبر، فتنۂ دولت۔ اور فتنۂ فقر کی شرارتوں سے اور فتنۂ دجال کے شر سے پناہ

وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔

مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

اے میرے اللہ! میرے گناہوں کو (مغفرت و کرم کے) سرد و برفانی پانی سے دھو دے۔ اور میرے دل کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور میرے اور گناہوں کے درمیان میں مشرق و مغرب جیسا فاصلہ پیدا کر دے۔

(۱۳)

"عَنْ اَنَسٍ۔ كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ"

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

"انس سے روایت ہے کہ اکثر رسول کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے"

اے میرے معبود! دنیا میں بھی اچھائی ہو اور آخرت میں بھی بھلائی ہو اور عذاب جہنم سے نجات دے۔

(۱۴)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ۔

اے میرے معبود! میری روزی بڑھاپے میں بڑھا دینا۔

(۱۵)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اَخْشَاكَ حَتّٰى كَاَنِّيْ اَرَاكَ وَاَسْعِدْنِيْ بِتَقْوَاكَ وَلَا تُشْقِنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ وَخِرْلِيْ فِيْ قَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ قَدَرِكَ حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ وَاجْعَلْ غِنَايَ فِيْ نَفْسِيْ۔

بارالٰہا! مجھ میں اپنا خوف اس طرح پیدا کر جیسے کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے تقوے کے ذریعہ سعید و نیک بنا۔ اپنی نافرمانی کے ذریعہ مجھے بدبخت نہ بنانا۔ اپنی قضا کو میرے لیے انتخاب کر اور میری تقدیر کو مبارک اور بہتر بنا جسمیں تو تاخیر چاہے اس میں میں عجلت کا طالب نہ ہوں اور جسمیں تجھے تعجیل ہو اس میں تاخیر پسند نہ کروں اور میرے دل کو ہر شے سے بے نیاز کر دے۔

(۱۶)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَّفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا۔

بارالٰہا! مجھے صابر و شاکر بندہ بنا میں خود اپنی نگاہوں میں چھوٹا لگوں مگر دوسرے لوگوں کی نگاہ میں بڑا محسوس ہوں۔

(۱۷)

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاؤُوْا اِسْتَغْفَرُوْا۔

بارالٰہا! مجھے ان لوگوں کی جماعت میں داخل کر دے کہ جب وہ کوئی نیکی کرتے ہیں۔ تو خوش ہوتے ہیں اور جب ان سے غلطی ہوتی ہے تو معافی کے طالب ہوتے ہیں۔

(۱۸)

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا۔

اے میرے معبود! میری اُمت کی سحر خیزی میں برکت دے۔

(۱۹)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

اے میرے پروردگار! میرے گناہوں کو معاف کر دے میرے گھر میں فراخی عطا فرما اور میری روزی میں برکت دے۔

(۲۰)

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔

اے میرے پروردگار! میرے تمام کاموں کا انجام بخیر فرما دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

(۲۱)

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا وَلَا حَاسِدًا۔

اے میرے پروردگار! میری ہر حالت میں خواہ قیام کی حالت ہو یا قعود کی یا خواب کی ہو اسلام کے وسیلہ سے مدد کر مجھے دشمن کی سرزنش اور حاسد کے حسد میں مبتلا نہ کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ خَزَائِنُہٗ بِیَدِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُہٗ بِیَدِکَ۔

معبود! میں تجھ سے ہر خیر کا طالب ہوں اور ہر شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور کیوں نہ ہو خیر و شر تیرے ہی قبضۂ قدرت میں تو ہیں۔

(۲۲)

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَتَوَفَّنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ۔ وَاِنَّ اَشْقَی الْاَشْقِیَاءِ مَنِ اجْتَمَعَ عَلَیْہِ فَقْرُ الدُّنْیَا وَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ۔

اے میرے پروردگار! فقیرانہ زندگی ہو، فقیرانہ موت ہو اور فقیروں ہی کے گروہ میں مجھے محشور کرنا اور کتنا بدبخت ہے وہ جو دنیا میں فقیر ہے اور آخرت میں عذاب پائے۔

(۲۳)

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ

اے میرے پالنے والے! ہم میں باہمی اخلاص رہے ہمارے

قُلُوْبِنَا وَ اَهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ۔

دل ایک ہوں، سلامتی کی راہیں ہم پر واضح کر۔ ظلمات سے نکال کر ولوی نور کی طرف لے چل۔ برائیوں (خواہ وہ ظاہر ہوں یا مخفی) سے ہمیں محفوظ رکھ۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِىْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَ قُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

یاالٰہا! ہماری سماعت، بصارت، قلوب، ازدواج، خاندان، پر برکتیں نازل کر۔ ہماری توبہ قبول کر۔ بلاشبہ تُو ہی توبہ کا قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(۲۴)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ عَيْنَيْنِ هَطَّالَتَيْنِ تَشْفِيَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوْفِ الدُّمُوْعِ مِنْ خَشْيَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَكُوْنَ الدُّمُوْعُ دَمًا وَالْاَضْرَاسُ جَمْرًا۔

اے میرے پروردگار! مجھے چشم اشکبار عنایت کر جو آنسوں کے چھینٹوں سے میرے دل کو شفا دے، قبل اس کے کہ آنسو خون بن جائیں اور دانت چنگاری ہو جائیں۔

(۲۵)

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِىْ دِيْنِىَ الَّذِىْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِىْ وَاَصْلِحْ لِىْ دُنْيَاىَ الَّتِىْ فِيْهَا مَعَاشِىْ وَاَصْلِحْ لِىْ آخِرَتِىَ الَّتِىْ فِيْهَا مَعَادِىْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّىْ فِىْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّىْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ

اے میرے پروردگار! میرے دین کو جو میرا محافظ ہے۔ میری دنیا کو جس میں میرا معاش ہے میری آخرت کو جدھر میری واپسی ہوگی صلاح و فلاح عطا کر۔ اور میری زندگی کو خیر و نیکی کی زیادتی کا سبب بنا۔ اور میری موت ہر شر و بدی سے محفوظ رہے۔

(۲۶)

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔

اے میرے پروردگار! موت کی سختیوں اور جانکنی کی اذیتوں میں میری مدد کر۔

(۲۷)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ ذَنْبِىْ وَوَسِّعْ لِىْ فِىْ دَارِىْ وَ بَارِكْ لِىْ فِىْ رِزْقِىْ۔

اے میرے پروردگار! گناہوں سے معافی دے گھر کو خوش حالی میں اور روزی میں برکت عطا فرما۔

(۲۸)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ خَطِيْئَتِىْ وَجَهْلِىْ وَاِسْرَافِىْ فِىْ اَمْرِىْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ۔

اے میرے پروردگار! میرے گناہ کو میری جہالت اور اسراف کو (اور میری جس غلطی کو بھی تو جانتا ہے) بخش دے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَعَمْدِیْ وَھَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ۔

بارالہا! بخش دے میری بھول چوک کو، دانستہ خطاؤں کو، میری شوخیوں، شرارتوں، تیزیوں کو بخش دے۔ میرے سابق اور لاحق، ظاہر اور مخفی گناہوں کو۔

(۲۹)

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ ۔

بارالہا! مجھے علم کی دولت دے علم سے زینت دے تقویٰ سے عزت دے عافیت سے زیبائش دے۔

(۳۰)

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا یُھَوِّنُ عَلَیْنَا مُصِیْبَاتِ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا ۔

بارالہا! وہ خوف دے جو میرے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے وُہ جذبۂ اطاعت عطا کر جو تیری جنت میں مجھے پہنچا دے۔

وہ یقین دے جو دنیوی مصیبتوں کو مجھ پر آسان کر دے اور جب تک میں زندہ رہوں میری سماعت، بصارت، طاقت میرا ساتھ دیتی رہیں۔

جو مجھے ستائے اُس سے تُو بدلہ لے جو مجھ سے لڑے اس پر مجھ کو فتح دے میرے دین کو ہر آفت سے بچا اور دنیوی معاملات کو میری ہمت و علم سے متجاوز نہ ہونے دینا اور بے رحم کو مجھ پر مسلط نہ کرنا۔

(۳۱)

اَللّٰھُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِیْ وَاَنْتَ تَوَفَّیْھَا لَکَ مَمَاتُھَا وَمَحْیَاھَا اِنْ اَحْیَیْتَھَا فَاحْفَظْھَا وَاِنْ اَمَتَّھَا فَاغْفِرْلَھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ ۔

بارالہا! تو ہی پیدا کرنے والا ہے اور تو ہی مارنے والا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں زندگی ہے اور تیری ہی قدرت میں موت ہے۔ اگر تو زندہ رکھنا چاہتا ہے تو میری حفاظت کر میری موت چاہتا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے فلاح عطا فرما۔

*

(۳۲)

اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا ۔

بارالہا! مجھے علم سے نفع اُٹھانے کی توفیق دے اور جو علم مفید ہو وہ مجھے عطا کر اور میرے علم میں ہر آن اضافہ ہوتا رہے۔

(۳۳)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ

بارالہا! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت، استغناء

وَ الْغِنٰی۔ چاہتا ہوں۔

(۳۴)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ صِحَّۃً فِیْ اِیْمَانٍ وَّ اِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّ نَجَاحًا یَتْبَعُہٗ فَلَاحٌ۔

بارالٰہا! میں تجھ سے صحت ایمان اور حسن خلق کے ساتھ ایمان کا طلب گار ہوں اور ایسی رستگاری چاہتا ہوں جو فلاح سے وابستہ ہو۔

(۳۵)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ۔

بارالٰہا میں تجھ سے ہر خیر کا طالب ہوں خواہ اسکا مجھے علم ہو یا نہ ہو اور ہر شر سے خواہ میں اس شر سے واقف ہوں یا نہ ہوں، پناہ مانگتا ہوں۔

(۳۶)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَ الْجُنُوْنِ وَ الْجُذَامِ وَ مِنْ سَیِّئِ الْاَسْقَامِ۔

اے میرے معبود! میں برص، دیوانگی، جذام اور بدترین امراض سے پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْکَسَلِ وَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ الْھَرَمِ وَ الْقَسْوَۃِ وَ الْغَفْلَۃِ وَ الْعَیْلَۃِ وَ الذِّلَّۃِ وَ الْمَسْکَنَۃِ۔ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَ الْکُفْرِ وَ الْفُسُوْقِ وَ الشِّقَاقِ وَ النِّفَاقِ وَ السُّمْعَۃِ وَ الرِّیَاءِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الصَّمَمِ وَ الْبَکَمِ وَ الْجُنُوْنِ وَ الْجُذَامِ وَ الْبَرَصِ وَ سَیِّئِ الْاَسْقَامِ۔

اے میرے معبود! میں تجھ سے عاجزی، کسلمندی، بزدلی، کنجوسی، بڑھاپا، سنگدلی، غفلت، تنگدستی، ذلت، غربت۔ اور فقر، کفر، بدکاری، اختلاف، نافرمانی، ریاکاری اور دیوانگی، جذام، برص گونگے اور بہرے پن سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۳۷)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْکَسَلِ وَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ الْھَرَمِ۔ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ۔

بارالٰہا! میں عاجزی، کاہلی، بزدلی، کنجوسی، بڑھاپا، عذاب قبر، عذاب نار سے، زندگی اور موت کی آزمائش سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۳۸)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَ الْقِلَّۃِ وَ الذِّلَّۃِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ۔

بارالٰہا! میں فقر، تنگ دستی، ذلت سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ میں ظالم بنوں یا مظلوم بنوں پناہ مانگتا ہوں۔

(۳۹)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَ دُعَآءٍ لَا یُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ اَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ مِنْ شَرِّ هٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعِ ۔

اے میرے معبود! میں پناہ مانگتا ہوں اس "علم" سے جو مفید نہ ہو۔ اس "دل" سے جس میں خوف الٰہی نہ ہو۔ اس "دُعا" سے جو قبول نہ ہو۔ اس "نفس" سے جو آسودہ نہ ہو۔ خدایا ان چاروں مصیبتوں سے بچائے رکھنا۔

(۴۰)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ ۔

اے میرے پروردگار! قرضے کی چیرہ دستی دشمن کی دراز دستی اور مخالفین کی دشنام طرازی سے محفوظ رکھنا۔

(۴۱)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النِّسَآءِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔

اے میرے پروردگار! عورتوں کے فتنے اور قبر کے عذاب سے مجھے محفوظ رکھنا۔

(۴۲)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَ الْاَعْمَالِ وَ الْاَهْوَآءِ وَ الْاَدْوَاءِ ۔

اے میرے پروردگار! بداخلاقی، بدعملی، بُرے امراض اور اغراض سے مجھے محفوظ رکھنا۔

(۴۳)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ یَوْمِ السُّوْءِ وَ مِنْ لَیْلَةِ السُّوْءِ وَ مِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَ مِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ وَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ ۔

اے میرے پروردگار! بُرے دن سے، بُری رات سے، بُری گھڑی سے، بُرے دوست سے بُرے پڑوسی سے، مجھے محفوظ رکھنا۔

(۴۴)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَ الْهَرَمِ وَ الْمَاْثَمِ وَ الْمَغْرَمِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ ۔

اے میرے پروردگار! میں پناہ مانگتا ہوں کسلمندی، پیری گناہ، قرض سے، فتنہ قبر اور عذاب قبر سے، ذلت نار اور عذاب نار سے۔

اور پناہ مانگتا ہوں دولت اور غربت کی فتنہ انگیزی سے۔

(۴۵)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ

اے میرے پروردگار! میں شہری شریر پڑوسی سے پناہ مانگتا ہوں

الْمُقَامَةِ فَإِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ۔

کیونکہ صحرائی ہمسایہ اگر برا ہو تو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ مگر شہری ہمسایے کا بدلنا مشکل ہے۔

(۴۶)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ خَلِیْلٍ مَاكِرٍ عَیْنَاهُ تَرْیَانِیْ وَقَلْبُهٗ یَرْعَانِیْ اِنْ رَاٰی حَسَنَةً دَفَنَهَا وَاِنْ رَاٰی سَیِّئَةً اَذَاعَهَا۔

اے میرے پروردگار! اس مکار دوست سے دور رکھنا جس کی آنکھ مجھے دیکھ رہی ہو حرص کا داغ میرے حرکات پر لگا ہوا ہو میری اچھائیوں پر پردہ ڈالتا ہو۔ میری برائیوں کو اچھالتا ہو۔

(۴۷)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِیْعِ سَخَطِكَ۔

اے میرے پروردگار! زوال نعمت، انقلاب راحت، ہجوم مصیبت اور اپنی ناراضی سے مجھے محفوظ رکھ۔

(۴۸)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَعَمَلٍ لَا یُرْفَعُ وَدُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ۔

اے میرے پروردگار! اس علم سے جس سے فائدہ نہ ہو اس عمل سے جو مقبول نہ ہو اس دعا سے جو سنی نہ جائے، مجھے محفوظ رکھنا۔

(۴۹)

اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیَاةَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَیْرًا لِّیْ۔

اے میرے پروردگار! تجھے علم غیب اور اپنی قدرت کا واسطہ کہ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب یہ دیکھے کہ موت میرے حق میں بہتر ہے مجھے موت دیدے۔

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ خَشْیَتَكَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْئَلُكَ كَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ فِی الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ وَاَسْئَلُكَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی۔

بارالہا! میں چاہتا ہوں کہ تیرا خوف مجھے غیب و شہود ہر حالت میں حاصل رہے اور کلمۂ اخلاص خوشی ہو یا غصہ ہر عالم میں میری زبان پر جاری رہے اور میانہ روی خواہ میں فقیر ہوں خواہ مالدار ہر صورت میں مجھ سے جدا نہ ہو۔

(۵۰)

اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا۔

بارالہا! بڑھاتے رہنا کم نہ کرنا معزز کرنا ذلیل نہ کرنا عطا کرنا محروم نہ کرنا مجھ کو برتری دینا اور دوسرے کو مجھ پر فوقیت نہ دینا مجھ کو بھی خوش رکھنا اور اپنے کو بھی مجھ سے راضی رکھنا۔

(۵۱)

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَذَابِ الْقَبْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے میرے معبود! میں اپنے بدن، کان، آنکھ، ان سب کی خیر و عافیت چاہتا ہوں اور کفر، فقر، عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں،

٭

(۵۲)

اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔

معبود! حسن صورت کے ساتھ مجھے حسن سیرت بھی دے۔

(۵۳)

اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّلَا تَنْزِعْ مِنِّیْ صَالِحَ مَا اَعْطَیْتَنِیْ۔

ملٰہا! مجھے میرے دل کے حوالہ نہ کرنا اور جو خوبیاں دی ہیں ان کو واپس نہ کرلینا۔

(۵۴)

اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْهِ وَمَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ۔

یاالٰہا! جو میری اُمت کا حاکم ہو اور ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی کرنا اور جو حاکم میری اُمت سے نرمی کرے تو تُو بھی اس سے نرمی کرنا۔

(۵۵)

"دُعَاؤُهٗ عَلَّمَهٗ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ یَتَّقِیْ بِهٖ شَرَّ الْعَدُوِّ" یَا سَامِعَ كُلِّ صَوْتٍ یَا مُحْیِیَ النُّفُوْسِ بَعْدَ الْمَوْتِ یَا مَنْ لَّا یَعْجَلُ لِاَنَّهٗ لَا یَخَافُ الْفَوْتَ یَا دَائِمَ الثَّبَاتِ یَا مُخْرِجَ النَّبَاتِ یَا مُحْیِیَ الْعِظَامِ الرَّمِیْمِ الدَّارِمَاتِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَرَمَیْتُ كُلَّ مَنْ یُّؤْذِیْنِیْ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

"حضرتؐ نے اپنے بعض اصحاب کو شر دشمن سے بچنے کے لیے یہ دعا تعلیم کی تھی:"

اے ہر آواز کے سننے والے! موت کے بعد زندگی دینے والے اے وہ جو اس لیے جلدی نہیں کرتا، اس کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے اے ہمیشہ رہنے والے، اے نباتات کے ظاہر کرنے والے۔ اے خاک شدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے والے۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اللہ ہی کا دامن تھامے ہوئے ہوں۔ اسی خدائے زندہ اور لافانی پر بھروسہ ہے۔

اور میں اپنے ایذاء پہنچانے والے کا دفعیہ کرتا ہوں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے ذریعہ سے۔

٭

٭

ماخذو مراجع

کتاب	مصنف
صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل البخاری
صحیح مسلم	مسلم بن حجاج القشیری
سنن	ابو داؤد
سنن	دارمی
مسند	امام احمد بن حنبل
کنز العمال	علی بن حسام الدین
الطبقات الکبیر	ابن سعد
سیرۃ النبویہ	ابن اہشام
الروض الانف	عبد الرحمٰن خثعمی
جامع الصغیر	جلال الدین سیوطی
خصائص کبری	جلال الدین سیوطی
الاستیعاب	ابن عبد البر
المواہب اللدنیہ	قسطلانی
احیاء العلوم	غزالی
تاریخ طبری	محمد بن جریر طبری
العقد الفرید	احمد الاندلسی
احتجاج الائمہ	علامہ احمد بن ابو طالب طبری
بحار الانوار	ملا محمد باقر مجلسی

محمد رسول اللہ

تصنیف —— محمد رضا (مصر)

ترجمہ —— نصیر الاجتہادی

عرضِ ناشر

فاضل مصنف نے جغرافیہ عرب کے متعلق جو کچھ اختصاراً لکھا۔ اس سے نہ تو رسول اکرم (صلعم) کے عہد مبارک و مسعود کے عرب کا نقشہ ٹھیک ٹھیک سامنے آتا ہے اور نہ اس کا تطابق موجودہ جغرافیے سے کیا گیا۔ لہٰذا یہ کمی پوری کرنے کے لیے اختصاراً چند کلمات کا لکھنا ضروری معلوم ہوا۔

عرب جغرافیہ نویسوں نے اس سرزمین مقدس کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا :۔ حجاز، نجد، یمن، تہامہ اور عروض، نیز عرب عراق و عرب شام۔ اب ایک ایک کی کیفیت اختصاراً ملاحظہ فرما لیجیے :۔

(۱) حجاز وہ مقدس خطہ ہے جہاں اسلام کا چشمہ اُبلا اور جس میں اسلام کے دونوں مقدس ترین مقام یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ واقع ہیں۔

۲۔ نجد۔ یہ حجاز کے مشرق میں ایک سطح مرتفع ہے۔

۳۔ یمن۔ یہ خطۂ عرب کے جنوبی و مغربی گوشے میں واقع ہے۔ زمانۂ قدیم میں موجودہ عدن، حضرموت اور مارب بھی اُسی میں شامل تھے۔

۴۔ تہامہ۔ ساحل کے نشیبی علاقے کو کہتے ہیں۔ بعد کے زمانے میں یہ عسیر کے نام سے مشہور ہوا۔

۵۔ عروض۔ عروض ترچھے اور خم کھائے ہوئے علاقے کو کہتے ہیں۔ اس میں یمامہ، بحرین اور عمان شامل تھے۔ عرب عراق اور عرب شام کی کیفیت آگے چل کر پیش کی جائے گی۔

موجودہ حالت میں مختلف نام یا تو بدل چکے ہیں یا پہلی حالت پر باقی نہیں رہے۔ اس وقت عرب کا بہت بڑا حصّہ دولت سعودیہ میں شامل ہے۔ نجد، یمامہ، شمر یا حائل، احساء، حجاز، عسیر وغیرہ اسی کے حصّے ہیں۔ حجاز میں پیشتر معان و عقبہ بھی شامل تھے۔

جب شریف حسین اور عبدالعزیز مرحوم کے درمیان ۱۹۲۴ء میں جنگ چھڑی تو انگریزوں نے معان و عقبہ کو شرق اردن میں شامل کر دیا جو اس زمانے میں دریائے اُردن کا مشرقی علاقہ تھا اور آج کل اُسے صرف اُردن کہتے ہیں۔ حجر قوم ثمود کا مرکز تھا جس کے لیے حضرت صالح مبعوث ہوئے۔ آج کل اسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ تبوک جہاں رسول اللہ (صلعم) تشریف لے گئے تھے کیونکہ قیصر کی طرف سے حملے کی افواہیں سُنی جا رہی تھیں، مدائن صالح کے شمال میں ہے۔ دومۃ الجندل کا ذکر بھی سیرت میں آیا ہے۔ اُسے آج کل جوف کہتے ہیں۔ یہ مقامات دولتِ سعودیہ کے شمالی حصّے میں واقع ہیں۔ ایک مقام اَیلہ ہے۔ اسے آج کل عقبہ کہتے ہیں۔ اس کے قریب ہی یہودیوں کی ریاست اسرائیل نے ایلات نام کی ایک بندرگاہ بنائی ہے۔ گویا یہودیوں کا خیال ہے، اَیلا اسی جگہ تھا۔ طائف، خیبر، بدر، حنین وغیرہ مقامات دولتِ سعودیہ ہی میں ہیں۔ نجران بھی آج کل دولت سعودیہ کا حصّہ ہے۔

بحرین تھوڑی سی تصریح کا محتاج ہے۔ پہلے دولتِ سعودیہ کے اس صوبے کو بحرین کہتے تھے۔ جو خلیج فارس کے ساحل پر واقع تھا۔ آج کل اسے الحسا یا الاحسا کہتے ہیں اور بحرین ان جزیروں کا نام قرار پایا جو ساحل سے تھوڑی دُور خلیج فارس میں واقع ہیں تیل کے چشموں کی وجہ سے اُنھیں خاصی شہرت حاصل ہو گئی۔

یمن اب پہلے جتنا وسیع نہیں رہا۔ کیونکہ جنوب میں انگریزوں نے ساحل کے ساتھ ساتھ مقامی شیوخ و رؤسا کے ذریعے سے اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ پورا حضر موت، پورا علاقہ عدن، مہرہ اور ظفار، سب کسی نہ کسی حیثیت سے انگریزوں کے ساتھ وابستہ ہیں، مکلاّ اور شحر حضر موت ہی میں ہیں۔ حضر موت کے شمال میں وہ خطّہ واقع ہے۔ جہاں قوم عادؔ آباد تھی اور حضرت ہودؑ اس کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ اس کا نام الاحقاف ہے۔ اس کے اور یمن کے درمیان سبا کی آبادی تھی جس کا مرکز مارب تھا۔

خلیج فارس کی طرف آئیں تو ظفار سے ساحل کے ساتھ ساتھ مسقط و عمّان واقع ہیں۔ یہاں بھی انگریزوں کا اثر و اقتدار قائم ہے عمان کا امام اس اقتدار کے خلاف لڑ رہا ہے۔ انگریز سلطان مسقط کو آلۂ کار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ عمان کے شمال میں ساحل کے ساتھ ساتھ متعدد شیوخ ہیں۔ اس حصّے کا نام انگریزوں نے ٹروشل عمان رکھا ہے۔ یعنی عمّان کے وہ شیوخ جنھوں نے انگریزوں سے معاہدے کر رکھے ہیں۔ خلیج فارس کے شمال و مشرقی گوشے میں کویت واقع ہے۔ یہاں بھی انگریزوں کا اقتدار اب تک کسی نہ کسی شکل میں قائم ہے۔ کویت نے تیل کے چشموں کی وجہ سے بہت بلند حیثیت حاصل کر لی۔ آج کل اس حصّے کی فی کس آمدنی دُنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے۔

اب عرب شام کی مختصر سی کیفیت سُن لیجیے۔ شام کسی زمانے میں ایک وسیع علاقہ تھا۔ پھر اس پر قطع و برید کا عمل شروع ہوا۔ پہلے فلسطین کو اس سے الگ کیا گیا۔ پھر فلسطین کو تین حصّوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصّہ اسرائیل کو دیا گیا۔ ایک شرق اُردن کو اور ایک چھوٹا سا ٹکڑا، جو مصر کے علاقے سے ملحق تھا، مصر کے حوالے کیا گیا۔

پھر باقی شام کے تین ٹکڑے کیے گئے۔ ایک اصل شام جس کا مرکز دمشق ہے۔ ایک لبنان جس کا دارالحکومت بیروت ہے۔ ایک اسکندرونہ جو ترکوں کو دے دیا گیا۔ عراق کے متعلق کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

تہدیہ

میں کامل خضوع و خشوع کے ساتھ اس کتاب کو
اس ذاتِ گرامی کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جو "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ" ہیں۔
جو منزلِ قرآن، ناشرِ اسلام، ناسخ شرک و اصنام ہیں۔ جنھوں نے انسانوں کو دُنیا
میں جینے کے سلیقے اور فلاح آخرت کے طریقے بتائے۔
وہ نورِ ہدایت جو حسنِ اخلاق، کمالِ عقل، یقینِ محکم سے اس منزل پر جلوہ آرا ہوا،
جس سے ماورئی پروازِ نظر، منزلِ برتر، مقامِ بلند تر ممکن نہیں اور جس کی تعریف میں
پروردگارِ عالم نے "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" ارشاد فرمایا
یا رسول اللہ یہ آپ کی معطّر سیرت طیبہ ہے امید ہے کہ یہ آپ کی چشم التفات و نگاہِ
لطف سے بہرہ ور ہوگی۔

اس کا مقصد
محض اللہ کی رضا جوئی، اس کے رسول کی خوشنودی اور مسلمانوں کی خدمت ہے۔

مقدمہ مترجم

میں نے جب "نہج الفصاحت" کا نقشہ ذہن میں مرتب کیا تھا، اس کے ساتھ آنحضرتؐ کی مختصر سوانح عمری بھی شامل کرنے کا فیصلہ کیا تھا مگر ارادہ "تالیف" کا تھا "ترجمہ" کا نہیں۔

پھر میری نظر مصر کے مشہور عالم اور بالغ نظر مورخ علامہ محمد رضا کی کتاب "محمدؐ" پر پڑی جو مصر میں متعدد بار شائع ہوکر عام وخاص سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔

میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ مجھے یہ کتاب اپنے حُسنِ ترتیب، جامعیت، حسنِ اختصار اور تسلسل کے لحاظ سے پسند آئی۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی اور شانِ امتیاز جس نے مجھے متاثر کیا وہ یہ تھی کہ اس میں مستشرقین کے ان اعتراضات اور ایرادات کا جواب بھی دیا گیا ہے جو وہ اپنی کتابوں میں رسولِ کریمؐ اور اسلام پر کیا کرتے ہیں اور جن سے اُردو دان اور عربی دان طبقہ تقریباً نابلد ہے۔

میں نے اس کتاب کو اردو میں منتقل کر دیا۔ سوچا کہ عربی کی ایک بلند پایہ تالیف کا ترجمہ بھی ہو جائے گا اور میرا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔

رسولِ کریمؐ کی سوانح حیات اور سیرتِ طیبہ پر بے شمار کتابیں ہیں۔ اُردو میں سیرۃ النبی (شبلی نعمانی و سلیمان ندوی) اور اُسوۃ الرسول (اولاد حیدر بلگرامی) سے بہتر میری نظر میں کوئی کتاب نہیں۔ مگر یہ کتابیں بہت ضخیم ہیں لہذا ضرورت تھی کہ اُردو میں ایسی کتاب بھی ہونی چاہیے جو [illegible] اور مستند بھی ہو اور عہد حاضر کے فکر و نظر سے ہمسفر بھی، بہرحال اُردو کو ایک اور "گنجِ گرانمایہ" ملا۔

میں سختی سے اس اصول کا پابند ہوں کہ جس موضوع پر کتاب ہو، حتی الامکان اسی کے متعلق لکھا جائے کیونکہ بسا اوقات فرطِ عقیدت یا جوشِ عداوت میں مصنف کا قلم غیر متعلق مباحث میں بہہ جاتا ہے۔ شکر ہے کہ اس کتاب میں یہ بات نہ ہونے کے برابر ہے۔ رسولِ کریمؐ کی ذاتِ گرامی تمام مسلمانوں کا "کعبۂ اجتماع" اور "مسجدِ عقیدت" ہے۔ آپ کی سوانح عمری ترتیب دینے میں اہم نکتہ یہی ہے کہ مؤلف ان تمام مباحث سے پرہیز کرے جس سے کسی فرقہ کو تقویت یا کسی کے عقائد کو ضعف پہنچے۔ اس میں کیا شک کہ مسلمانوں کی تفریق وانتشار میں غلط تاریخی واقعات اور وضعی احادیث کا ہاتھ بہت حد تک کارفرما ہے اور اس پر طرہ یہ کہ جو بھی تیر پھینکتا ہے کمان آنحضرتؐ ہی کے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ ایک مسلم مصنف کا فرض ہے کہ کم از کم آپ کی سیرتِ طیبہ سے اپنے مزعومہ عقائد کی تسکین کا سامان فراہم کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس سے نہ تو تاریخ وعلم کی کوئی خدمت ہوتی ہے

اور نہ ہی کتاب کی افادیت برقرار رہتی ہے۔ میں نے پوری کتاب میں یہی کوشش کی ہے اور اس ترجمہ میں بھی آپ اس کا عکس دیکھیں گے۔

جہاں اشد ضرورت محسوس ہوئی وہاں حاشیہ دیا گیا ہے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں متعدد جگہ حاشیہ دیتا جس سے کہیں مؤلف کی وضاحت اور کہیں اختلاف مقصود ہوتا کیونکہ بہر حال مترجم "روایتی کاتب" نہیں ہوتا اور وہ مصنف سے اختلاف رکھنے کا پورا پورا حق رکھتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میں متعدد جگہ مصنف سے متفق نہ ہو سکا۔ اس کتاب کے مؤلف نے انتہائی سلیقے، حسن ترتیب، تسلسل اور مناسب تبصروں کے ساتھ آپ کی زندگی کے واقعات کو مؤثر اور دلنشیں انداز میں جمع کیا ہے اور اگر مبالغہ نہ سمجھا جائے تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ کتاب اپنی مثال آپ ہی ہے جس میں قرآن، تفسیر، تاریخ، سوانح، علم رجال، کلام، ادب اور جغرافیہ کا بلند پایہ امتزاج و اشتراک ہے۔

اس کتاب کے مصر میں متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ زیر نظر ترجمہ تیسرے ایڈیشن کا ہے۔ تمام علماء مصر اور زعماء عرب نے اس کتاب کو "خزانۂ عامرہ" اور "گنج گرانمایہ" کہا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ جس طرح مبدء فیاض نے آپ کے تمام خطبات، مکاتیب، مکالمات، مباحثات، قضایا، اقوال، ادعیہ، تالیف و تہذیب و ترجمہ اور ان کو "یکجا" کر کے پیش کرنے کا سب سے پہلے مجھے موقع دیا، اسی طرح اس کتاب کی ترجمہ کا شرف بھی مجھ ہی کو عطا ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سید نصیر الاجتہادی
۲۔ میکلوڈ روڈ
لاہور

مُقدّمۂ مؤلّف

سزاوارِ حمد ہے خدائے دوجہاں اور مستحق درود و سلام ہیں خاتم النّبیین محمد عربی اُمّی جن کے انوار ہدایت نے مکّہ معظمہ سے طلوع ہو کر تمام عالم ناپائیدار و منور کیا ظلمتوں کے لشکر کو پریشان، وثنیت کو برباد اور اصنام کو تاراج کر دیا۔

آپ کی مساعی جمیلہ سے توحید کے ستون قائم ہوئے اور ایمان کی بنیاد محکم ہوئی۔

فضیلتیں آپ کی تقلید کے جلو میں چلتی ہیں اور آپ کی تعلیمات کی پیروی میں پروان چڑھتی ہیں۔

یہ "تالیف" سیرتِ نبوی کے دریا کا ایک قطرہ ہے اور یہ کتاب صرف اس لیے میں نے مرتب و مدوّن کی کہ تاریخ اسلام کے طلبا کے لیے درس و مرکز مطالعہ کا کام دے سکے۔

اس ناپیداکنار موضوع پر علماء کرام نے قدیم زمانہ سے لے کر اب تک اپنی عمریں صرف کر کے جو تالیفات مرتب کیں ہیں اُن کی تلاش و جستجو، چھان بین، تحقیق و تدقیق میں مَیں نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے کام لیا، قابلِ اعتماد مراکز تاریخی سے مدد لی، اختلافات کی تحقیق کی، جو کتابوں میں منتشر تھا، اس کو یکجا کیا۔ میں نے صرف سیرت کی کتابوں ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ تفاسیر قرآن، معتبر کتب احادیث، سوانح صحابہ، معاجم لغت بھی پیشِ نظر رکھے۔

تلاش و جذبۂ تحقیق نے مجھے مستشرقین کی کتابوں کی طرف رغبت دلائی۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے ان کا طریقۂ بحث، ان کے شبہات، اعتراضات اور الزامات معلوم ہوں۔

مجھے مستشرقین میں منصف مزاج اہلِ قلم بہت کم ملے۔ میں نے ان کے "آرا" کو شارع کرام کے دفاع میں "صف آرا" کیا۔ مستشرقین میں بعض معتدل مؤرخین بھی تھے پھر بھی ان کی کتابیں اعتراضات، مطاعن، طنز و غمزہ سے خالی نہیں تھیں جن کی تردید تاریخی حیثیت سے وہی کر سکتا ہے جو ان کی کتابوں کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخوں کے مصادر و مراکز پر بھی عبور رکھتا ہو۔

بعض مستشرقین کا تو عجیب رنگ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انکو سوائے طنز، تعریض، حسد اور تعصب کی نمائشوں کے کوئی کام ہی نہیں وہ ایک ایسی جماعت کی مانند تھے جن کا مقصد صرف عقائد کو تباہ کرنا اور دوسروں کے ایمان پر غارتگری کرنا ہوتا ہے اور بس۔

ہم اِن کو علماء محققین کہنے کے بجائے "تاجرانِ گمرہی" کہیں گے۔ ان میں سے ہر ایک اسلام و بانیِ اسلام کی طرف ایسے خرافات و مزخرفات کو منسوب کرتا ہے جن کا وجود یا تو صرف ان کے "تنگنائے خیال" میں ہو سکتا ہے یا پھر موذی فطرت متعصب

انسانوں کے عالمِ تخیل میں۔ صحن حقیقت میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔

تاریخ اسلامی کے حقائق سے واقف ہونے کے بعد میں مجبور ہوا کہ عربی دان طبقہ کے سامنے ان کے اعتراضات وشبہات کے "اقتباسات" پیش کروں اور ساتھ ہی ساتھ معتبر تاریخی کتابوں سے ان کی تردید بھی کرتا جاؤں تاکہ شک وشبہ کے تمام کانٹے نکل جائیں اور دل و دماغ بالکل پاک وصاف ہو کر صحیح راستہ پر چل سکے۔

مخفی نہ رہے کہ ایسے متعصب دشمنانِ اسلام کو جو دین کی تجارت اور فساد کی کاشت کرتے ہیں، خرافات و اعتراضات کی نشر و اشاعت میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں، چھوڑ دینا اور علم کے اسلحہ اور دلائل کے لشکروں سے ان کی مدافعت نہ کرنا بہت بڑی کمزوری اور کوتاہی ہے جس سے اللہ ہر صاحبِ عقل سلیم کو دور رکھے۔

وہ چشمے جن سے " سیرتِ نبویؐ " سیراب ہوتی ہے، بہت ہیں، مگر اس کے باوجود آپ کے بہت سے ایسے احوال و واقعات ہیں جو تاریخ عامہ، ادب، لغت، طب، ہیئت کی کتابوں میں منتشر ہیں اور سیرت کی کتابیں ان سے خالی ہیں۔ صبر و سکون کے ساتھ ان کی تلاش وجستجو کیے بغیر ان اثمار کا چننا ممکن نہیں تھا اور یہ چیز انتہائی محنت اور طویل وقت چاہتی تھی۔

اب رہیں سیرت کی کتابیں تو ہر محقق و عالم تاریخ جانتا ہے کہ وہ انتہائی غیر مرتب شکل میں ہیں، جن سے صاف اور واضح صورت میں آسانی کے ساتھ تاریخی واقعات کا علم، حوادث کا تسلسل، شہروں اور تاریخی مقامات کا پتہ، سیرتِ رجال سے واقفیت ممکن نہیں۔ وہ یا تو اتنی طویل ہونگی کہ انسان اکتا جائے یا اتنی مختصر کہ خاک سمجھ میں نہ آئے۔

اس پر مستزاد سیرت کی کتابوں کا وہ "طومار" ہے جس کا موضوع سے بالکل تعلق نہیں ہوتا۔ اختلافات کی بھرمار متضاد روایات و واقعات کا جم غفیر اور لطف یہ ہے کہ اس سے کوئی کتاب خالی نہیں (جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے) کہ قاری اس سے کسی صحیح واقعہ یا قطعی رائے کو حاصل نہیں کر پاتا۔ یہ حالت ہے ان عربی مؤلفات کی جو ہمارے سامنے ہیں۔ ہمارے دور میں بعض مصنفین نے شخصیتِ رسولِ خدا کی ایک عام انسان کے لحاظ سے تحلیل نفسی کی ہے مگر اس سے سوائے گمراہی اور حقائقِ تاریخی کی تباہی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ آپ کی سیرتِ طیبہ عام انسانوں یا عام لیڈروں کے کردار کی طرح نہیں ہے کہ ان کی زندگی کے پیمانہ پر آپ کی زندگی دیکھی جائے اور اس میں علم النفس کے اصولوں کو دخیل اور صرف نگاہ ومشاہدہ کو حکم بنایا جائے۔ بلاشبہ آپ انسان تھے مگر "ممتاز انسان" جس کی عظمت حدِ کمال بشری پر جلوہ گر تھی۔ ایسی صورت میں آپ کا اور دنیا کے دوسرے زعما کا کیا مقابلہ۔

آپ ایسے انسان تھے جس کو خدا نے منتخب کیا اور اپنی ہمہ گیر تبلیغ و رسالت کے لیے چُن لیا تھا وحی کا نزول کیا، اور آپ کو ایسے مافوق العادت معجزات عطا فرمائے جن کے سامنے عقلِ بشری حیران ہو جاتی ہے اور اس کی کوئی توجیہہ کرتے بن نہیں پڑتی۔

ماہرین علوم اور علماء سائنس کے علی الرغم عقلِ انسانی کبھی بھی اس کی اصل حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی۔

یہ کہنا میں نہ بھول جاؤں کہ آج تاریخ کا مقام وہ نہیں جو سابق دور میں تھا کہ چند قصے ہیں جن کو لکھا اور پڑھا جائے

آج یہ ایک "مستقل علم" ہے اور اس کی اسی طرح درس و تدریس ہوتی ہے جس طرح دوسرے علوم عقلی و تحقیقی کی بلاشبہ علماء سابقین زائد تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ انھوں نے بڑی محنت سے احادیث نبوی کو جمع کیا۔ صحیح کو غلط سے نکالا، سیرت کی کتابیں لکھیں۔ پھر ہم نے ان کے شیریں چشموں سے جرعہ کشی کی اور ان کے بوستانِ مساعی سے خوشہ چینی کی۔

اب میں ان چند جملوں کے ساتھ اس کتاب کو عالم اسلامی کے سامنے پیش کرتا ہوں اور خدا سے اُمید کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ سے میں تھوڑی بہت ان حقوق کی ادائیگی کر سکوں گا جو رسولِ خدا، دینِ اسلام، توحید اور اخلاقِ فاضلہ کی جانب سے مجھ پر عائد ہوتے ہیں۔

میں شکرگزار ہوں عبدالعزیز آفندی اور محمد آفندی صاحبان کا کہ ان دونوں بزرگوں کی عنایت سے ہی اس کتاب کی بہترین طباعت اور عالم اسلامی میں مناسب نشر و اشاعت ہو سکی۔

اس کے ساتھ ساتھ میں ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے از راہِ علم دوستی اس کتاب کے جلد از جلد منظرِ عام پر آنے کے لیے اپنی دلچسپی اور بے تابی کا اظہار کیا۔

محمد رضا

عرب

عرب عظیم ایشیا کے غربی جنوب کی طرف جزیرہ نما ہے۔ شمال میں اس کی حد بندی شام و فلسطین اور جزیرہ کے ذریعہ ہوتی ہے، جنوب میں خلیج عدن اور بحر ہند اس کی حد ہیں۔ شرق میں خلیج عمان اور خلیج فارس موجود ہے اور اس کے غرب میں خلیج عقبہ، آبناء باب المندب، بحر احمر اور سویز کا دروازہ ہے۔ جزیرہ عرب کی مجموعی مساحت دس لاکھ مربع میل ہے۔ طول میں عقبہ سے لے کر عدن تک زائد سے زائد اس کی لمبائی چار سو رام ہے[1]

بلادِ عرب سے مراد وہ پہاڑ ہیں جو شرق کی جانب پھیلے ہوئے ہیں۔

عرب کی فضا گرم ہے۔ اس کی آبادی ستر لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اور یہ سامی اقوام کا وطن رہا ہے۔

عرب متعدد حصوں پر تقسیم ہے۔ اس میں سے مشہور یمن۔ حجاز۔ تہامہ۔ نجد۔ یمامہ اور بلادِ بحرین ہیں۔

یمن: پانچ حصوں پر منقسم ہے۔ حضر موت۔ شحر۔ مہرہ۔ عمان۔ نجران۔

کہا جاتا ہے کہ "حضر موت" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضر موت بن قحطان سب سے پہلے یہاں اترے تھے، ان کا نام عامر تھا چونکہ جنگ میں آپ بہت قتل کرتے تھے تو لوگ ان کو کہنے لگے "عندہ حضر موت" (ان کے پاس موت حاضر رہتی ہے) پھر اس نام کا اطلاق اس زمین پر بھی ہونے لگا جس میں ان کے قبیلے نے سکونت اختیار کی۔ پھر اس کے بعد اس نام کا اطلاق عدن کی اس دور دراز شرقی سمت پر بھی ہونے لگا جو دریا کے قریب واقع تھی اور جس میں کثرت سے ریت تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔

یمن کو یمن اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب تم مشرق کی طرف منہ کرو تو یہ کعبہ کی داہنی جانب واقع ہوتا ہے۔ یمن کا مشہور ترین شہر "صنعا" ہے جو اس کا دارالسلطنت تھا اور شاہان یمن کا پایۂ تخت رہا ہے۔ اس کے قریب کوئلہ کی کانیں ہیں۔ یہ بہترین منڈی اور وسیع تجارت گاہ ہے۔ اس کے مشرق میں شہر مارب ہے جس کو "سبا" بھی کہتے ہیں۔ عبدالشمس جو سبا سے ملقب تھا اس کی طرف انتساب کی وجہ سے اس کو سبا کہا جاتا ہے۔ اس نے یہاں عظیم بند تیار کیا تھا۔ دور دراز سے یہاں سیلاب آتا تھا۔ پھر اس بند پر شہر کی بنیاد رکھی گئی لیکن بعد میں ایسا ہوا چند سال شدید بارش ہوتی رہی جس سے بند گر گیا اور خلق کثیر تباہ ہو گئی اس لیے اس شہر کو "سیلِ عرم" بھی کہا جانے لگا۔ عرم اس چیز کو کہتے ہیں جس کے دفعیہ کی طاقت نہ ہو۔ ان اطراف میں خط حمیری میں لکھے ہوئے کتبے موجود ہیں۔

یمن کے شہروں میں سے صعدہ بھی ہے جو صنعا کے شمالِ غرب میں واقع ہے۔ ایک شہر زبیدہ ہے جو صنعا کے غرب میں

---

[1] جغرافیہ عرب کے متعلق عرض ناشر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہے اور ایک شہر بیت الفقیہ ہے۔

حجاز یمن کے شمال اور بحر احمر کے مشرق میں واقع ہے اور خلیج عقبہ تک جاتا ہے۔ اس کے ساحل پر چھوٹے چھوٹے جزیرہ ہیں جہاں بہ وقتِ ضرورت جہاز پناہ لیتے ہیں۔ اس کو حجاز[1] اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نجد و تہامہ کے درمیان واقع ہے۔

حجاز کا مشہور ترین شہر مکہ ہے۔ مکہ کا قدیمی نام علماءِ تحقیق کے نزدیک "ماکورابا" تھا۔ دوسرا مشہور شہر مدینہ منورہ یا مدینۃ الرسول ہے۔ مدینہ کا نام یثرب تھا۔ اسی جگہ حضور اکرم صلعم کا روضۂ اقدس ہے۔ اس کے شمال میں کوہ احد ہے۔ مدینہ کو طیبہ بھی کہا جاتا ہے اور اس کے بہت سے نام ہیں۔

طائف۔ سرسبز شہر ہے۔ اس کی آب و ہوا خوشگوار ہے۔ اس میں کثرت سے باغات، چشمے اور نہریں ہیں۔ مدینہ کے مشرق میں واقع ہے۔

خیبر۔ مدینہ کے شمال مشرق میں شام کے قافلوں کے راستہ پر واقع ہے۔ اس میں سات قلعے تھے جو عرب میں مشہور ناعم و قموص۔ حصن ابوالحقیق۔ حصن الشق۔ حصن الغطاط۔ حصن السلام۔ حصن الوطیح، حصن الکتیبہ۔ خیبر بخاروں کی کثرت میں مشہور ہے۔

تہامہ۔ یہ بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں حجاز اور جنوب میں یمن ہے۔ سخت گرمی اور حبس کی وجہ سے اس کو تہامہ کہا گیا۔

نجد۔ یہ شام کے جنوب، عراق کے غرب، حجاز کے شرق اور یمامہ کے شمال میں ہے۔ اس کی زمینیں شاداب ہیں۔ اس کا دارالسلطنت ریاض ہے جو وہابیوں کا مرکز ہے۔ اس کو مرحوم ابراہیم پاشا نے گرا دیا تھا۔ اس کے شمال میں کوہ شمر یعنی کوہ طی ہے جس کو شہر حائل نے کاٹ دیا تھا۔ اس کا مشہور ترین شہر آبانا ہے جس میں محمد عبدالوہاب قائد مذہب وہابیہ پیدا ہوا تھا۔

یمامہ۔ یہ نجد و یمن کے درمیان ہے اور بحرین سے شرق میں اور حجاز سے غرب میں ملتا ہے۔ اس کے شہروں میں سے یمامہ ہے جو عظیم شہر ہے چشموں اور نخلستان کی بستی ہے اور یہی مسیلمہ کذاب کا شہر ہے۔

عرب کے سرحدی حصوں میں مشہور ترین جگہ عدن ہے جو بلادِ عرب کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ تجارت کی منڈی ہے۔ بحر احمر کی مشہور سرحد اور یمنی تجارت کا مرکزِ اصلی ہے۔

حدیدہ۔ یہ یمنی شہروں میں سب سے مشہور ہے۔ بحر احمر پر واقع ہے۔ ہندی حاجیوں کے جہاز یہاں بھی ٹھہرتے ہیں۔

جدہ۔ حجاز کے ساحل پر واقع ہے اور مکہ معظمہ سے مغرب کی جانب اس کا فاصلہ ۴۵ میل ہے۔ جدہ بحر احمر کا بہترین مقام ہے (مکہ معظمہ کی اصل بندرگاہ جدہ ہی ہے)

اہلِ عرب طوفانِ نوحؑ کے بعد سب سے قدیم قوم ہیں۔ ان کو قحطان یا قحطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ عرب

---

[1] حجز کے لغوی معنی منع و فصل کے ہیں۔ چونکہ یہ نجد و تہامہ کے درمیان حد فاصل ہے اس لیے اس کو حجاز کہتے ہیں۔ (اجتہادی)

قوت و شجاعت میں ممتاز قوم ہے۔

مؤرخین نے عرب کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ بائدہ۔ عاربہ۔ مستعربہ۔ بائدہ۔ یہ عرب قدیم تھے جن کے تفصیلی حالات قدامتِ عہد اور ان کے آثار و اخبار نارسائی علم کی وجہ سے ہم سے مخفی ہیں۔ یہ عاد، ثمود، طسم، جدیس اور جرہم الاولیٰ پر مشتمل تھے۔

عاد۔ کی بستیاں یمن و عمان کے درمیان احقاف الرمل میں حضرموت و شحر تک تھیں۔ جب انھوں نے بُت پرستی کی رغبت کی تو اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

ثمود کے گھر حجر اور شام و حجاز کے درمیان وادیٔ قریٰ میں واقع تھے۔ یہ لوگ اپنے گھر پہاڑوں میں بنایا کرتے تھے اور کافر و سرکش تھے۔

جدیس۔ ان کی آبادی یمامہ میں تھی اور اس وقت تمام شہروں سے زائد اس میں شادابی، آبادی، گل و ثمر اور قصور و عمارات تھے۔

جرہم اولیٰ۔ ان کے گھر یمن میں تھے اور وہ عبرانی بولتے تھے یہ زمانہ عاد میں تھے اور پھر تباہ ہو گئے۔

جرہم الثانیہ۔ یہ قحطان کی اولاد تھے اور انہی سے اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ الخلیل کا رشتہ ہوا تھا۔

بنی قحطان کی بستیاں حجاز میں تھیں۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو مکہ میں رکھا اور وہیں جوان ہوئے ان کی شادی کی تو آپ کی اولاد پر "عرب مستعربہ" بولا جانے لگا کیونکہ حضرت اسماعیلؑ کی اصل زبان عبرانی تھی اسی لیے آپ کو اور آپ کی اولاد کو عرب کہا جانے لگا۔

عرب عاربہ۔ یہ سبا کی اولاد ہیں۔ سبا کا نام عبد الشمس تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نام اس لیے تھا کہ یہ بہت جنگجو اور بہادر تھے۔ یہ سبا ابن یشجب بن یعرب بن قحطان تھے۔ سبا کی بہت سی اولاد تھی۔ حمیر، کہلان، عمر، اشعر، عاملہ، بنو سبا۔ یمن کے تمام قبائل عرب اور بادشاہانِ تبابعہ سبا ہی کی اولاد تھے اور تمام تبابعہ بن حمیر بن سبا کی اولاد ہیں۔ سوائے عمران اور ان کے بھائی موزیقیا کے یہ دونوں عامر بن حارثہ بن امرؤ القیس بن ثعلب بن مازن بن ازد کے بیٹے ہیں۔ ازد کہلان بن سبا کے بیٹے تھے اور ان کو عاربہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ عرب بائدہ کے ساتھ بادیۂ عرب میں اترے تھے اور ان کے صفات کے حامل تھے۔

دورِ جاہلیت میں عرب اعتقاد و مسلک کے لحاظ سے چند فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک فرقہ خالق کا منکر اور دوبارہ زندہ ہونے کا بھی انکار کرتا تھا اور طبیعت، وقت اور زمانہ کا قائل تھا۔ خداوندِ عالم نے ان ہی کے متعلق کتاب عزیز میں فرمایا ہے "وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ" (یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو بس دنیا ہی کی ہے (یہیں) مرتے ہیں اور (یہیں) جیتے ہیں اور ہم کو صرف زمانہ ہی مارتا ہے)۔

ایک فرقہ خالق کا اقرار کرتا تھا مگر حشر و نشر کا قائل نہ تھا ان کے متعلق قرآن میں یوں ہے "افعیینا بالخلق

الْاَوَّلِ وَھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ" (کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں (ہرگز نہیں) مگر یہ لوگ از سرِ نو دوبارہ پیدا کرنے کی نسبت شک میں (پڑے ہوئے) ہیں)۔

ایک فرقہ اصنام کی پرستش کرتا تھا اور ان کے اصنام قبیلوں سے مخصوص ہوتے تھے۔

وَدّ۔ قبیلۂ کلب سے متعلق تھا اور دومتہ الجندل میں تھا۔ سُوَاع بنی ہذیل سے۔ یغوث و یعوق مذحج اور قبائل یمن سے۔ نَسر ذی الکلاع سے منسوب تھا جو سرزمین حمیر میں تھے۔ یعوق ہمدان سے منسوب تھا۔ لات بنی ثقیف سے جو طائف میں تھے، وابستہ تھا۔ عزیٰ قریش و بنی کنانہ کا کہا جاتا تھا۔ مناۃ اوس و خزرج کا معبود تھا۔ ہُبَل تمام اصنام کا سردار تھا اور کعبہ کی چھت پر رکھا گیا تھا۔ اساف و نائلہ صفا و مروہ کے درمیان تھے۔ عربوں میں سے بعض یہودیت کی طرف مائل، بعض نصرانیت کے مرید، بعض صابئی اور بعض ستارہ پرست تھے۔ کچھ ملائکہ کے پرستار اور کچھ جنوں کی پوجا کرتے تھے۔ عرب حسبِ ذیل علوم سے واقفیت رکھتے تھے:

علمِ انساب، علمِ نجوم، علم تاریخ، علم تعبیرِ خواب۔

جاہلیت میں بعض ایسی چیزیں ہوتی تھیں جن کی اسلام نے بھی تائید کی۔

جاہل لوگ ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح نہیں کرتے تھے۔ دو بہنوں سے ساتھ ساتھ نکاح کرنے کو بھی بہت برا سمجھتے تھے اور جو اپنے بھائی کی بیوی سے شادی کرے عرب اس کو بھی بہت برا سمجھتے تھے اور اس کو "ضیزن" کہتے تھے۔

عرب خانہ کعبہ کا حج کرتے تھے، عمرہ، احرام، طواف، سعی، توقف، رمی الجمار بجا لاتے تھے۔ ہر تین سال کے بعد ایک مہینہ کا اضافہ کرتے تھے اور غسلِ جنابت کرتے تھے۔

بادشاہانِ تبابعہ حمیر کی اولاد تھے اور ان کو تبابعہ اس لیے کہا جاتا تھا کہ ان میں ایک کے بعد دوسرا آتا تھا۔ جب ان میں سے کوئی مر جاتا تو دوسرا اٹھ کھڑا ہوتا اور جس وقت تک بادشاہ یمن، شحر اور حضرموت کا مالک نہ ہو جائے اس کو تبع نہیں کہتے تھے۔

اولادِ حمیر میں اسی طرح بادشاہت رہی یہاں تک کہ ملک ذونواس کے ہاتھ میں ۴۶۰ء میں پہنچا۔ اس کا نام زرعہ تھا۔ جب یہ اپنے آباء تبابعہ کے ملک پر قابض ہوا تو اس نے یوسف نام رکھا اور دینِ یہودیت میں سخت ہو گیا۔ اس پر یمنی قبائل نے حملہ کیا اور بنی حمیر بھی اس معاملہ میں ان کے ساتھ ہو گئے اور اہلِ نجران بھی اس کے خلاف ہو گئے۔ اہلِ نجران عرب کے درمیان دینِ نصرانیت پر تھے اور یہ دین ایک عرصہ سے بقیہ اصحابِ حوارین نے ان میں پھیلا رکھا تھا۔ ذونواس یہودیت میں اتنا سخت تھا کہ اس نے آگ کے گڑھے تیار کیے تھے اور جو یہودیت سے گریز کرتا اس کو وہ گڑھوں میں ڈال دیتا۔ اسی لیے اس کو "صاحب الاخدود (گڑھوں والا)" کہا جاتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نجران کا ایک آدمی قتل سے بچ گیا۔ وہ قیصرِ روم کے پاس پہنچا جو روم کا بادشاہ تھا اور اس سے اس نے ذونواس کے خلاف مدد طلب کی۔ قیصر نے اس کو بادشاہِ حبشہ کے پاس بھیجا اور اس کی مدد کرنے

کی سفارش کی۔ حسب الحکم، نجاشی نے ذونواس کے خلاف جنگ کی اور اس کو شکست دی۔ پھر تبابعہ کا سلسلہ ۵۲۹ء میں تباہ ہوگیا۔ اریاط یمن میں حبشہ کے ذریعہ داخل ہوگیا۔ اس نے حمیر کو ذلیل کیا اور قلعے گرا دیے اور اس بنا پر بنو حمیر کی حکومت ذونواس کے زمانہ میں ختم ہوگئی۔ اس کے بعد اریاط کے برخلاف ایک حبشی سردار نے بغاوت کی، جنگ کی اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر سب نے ابرہہ کو بادشاہ بنایا جو اشرم کے لقب سے ملقب تھا۔ جس کا ذکر قصۂ فیل میں آئے گا۔ جب ابرہہ مرگیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا یکسوم ۵۷۱ء میں والی حکومت ہوا جس نے حمیر اور قبائل یمن کو ذلیل کیا۔

یہ خلاصہ ہے عرب اور اس کی تاریخ کا جس کو ہم نے قارئین کرام کے لیے پیش کر دیا۔ اب ہم سیرتِ نبویؐ پر قلم اٹھاتے ہیں

نسب شریف

رسولِ کریمؐ کے آباؤ اجداد کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

محمدؐ بن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف ابن قصیؓ ابن کلاب ابن مُرّہؓ ابن کعب ابن لوئیؓ ابن غالب ابنِ فہرؓ ابن مالک ابن نضرؓ ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابنِ الیاسؓ ابن مُضرؓ ابنِ نزارؓ ابنِ مَعدؓ ابن عدنانؓ۔

مذکورہ بالا شجرۂ نسب جو معد ابن عدنان پر منتہی ہوتا ہے نسابین کے نزدیک متفق علیہ ہے لیکن جب سلسلۂ نسب عدنان سے آگے بڑھ کر جناب اسمٰعیلؑ سے ملتا ہے تو ان دونوں ہستیوں کے درمیان جو اسماء آتے ہیں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ کا سلسلہ نسب جناب اسمٰعیلؑ سے ملتا ہے۔

امام مالک ناپسند کرتے تھے کہ جناب آدمؑ تک آپ کا سلسلہ نسب بیان کیا جائے کیونکہ اس سلسلہ میں جو اسماء آپ کے

---

[1] بعض مورخین آپ کا نام "زید" بتاتے ہیں اور بعض کے نزدیک آپ کا نام "مجمع" ہے۔ [2] لوئی لائی کی تصغیر، اس کے معنی ہیں "وحشی بیل" [3] ایسا پتھر جو مٹھی میں آجائے [4] سُرخ سونے کو نضر کہتے ہیں۔ [5] بعض لوگ "الیاس" بھی کہتے ہیں۔ بمعنی "یاس" چونکہ آپ اپنے باپ کی آخر عمر میں پیدا ہوئے تھے (اور اس عمر میں ایک حد تک اولاد ہونے کی امید نہیں رہتی)

[6] عربی میں "سفید" کو مضر بھی کہا جاتا ہے اور مضر بنا ہے "اَللَّبَنُ الْمَاضِرُ" سے ماضر کے معنی "کھٹے" کے ہیں۔

[7] نزار نزارۃ سے مشتق ہے۔ قلت کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ [8] معد "تمعد" سے بنا ہے۔ شدت کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ [9] عدنان ماخوذ ہے "عدن فی المکان" سے۔ اور جب کوئی مکان میں قیام کرے تو یہ فقرہ بولا جاتا ہے اور اسی سے ہے "جنات عدن" (یہ فقرہ قرآن میں آیا ہے) بمعنی "جنات اقامتہ وخلود" (قائم و دائم باغات)۔

آباو اجداد کے آتے ہیں ، ان کا تاریخی حیثیت سے ثبوت فراہم نہیں کیا جا سکتا ۔ اور تمام نسابین اس پر متفق ہیں کہ معزاور ربیعہ جناب اسماعیلؑ کی نسل سے ہیں۔

رسولِ کریمؐ کا نسب تمام انساب سے بلند ہے اور اس سلسلہ میں ابن عباس کی روایت بھی ہے کہ رسولِ کریمؐ نے خود فرمایا کہ "اللہ نے مخلوق کو خلق کیا اور مجھ کو بہترین مخلوق میں سے قرار دیا پھر خدا نے قبائل کو منتخب کیا اور مجھے بہترین قبیلہ سے پیدا کیا ۔ پھر گھرانوں کو منتخب اور مجھے بہترین گھرانا دیا اور میں تمام خلائق میں ذاتی اور خاندانی حیثیت سے سب سے بہتر ہوں۔

اور واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ نے اولادِ جناب ابراہیمؑ میں جناب اسمٰعیل کو منتخب کیا اور اولادِ اسماعیلؑ میں بنی کنانہ کو چُنا اور بنی کنانہ میں قریش کو معزز کیا اور قریش میں بنی ہاشم کو معزز کیا اور بنی ہاشم میں میری ذات کو سب سے بلند قرار دیا۔

خاندانِ عالیشان

رسولِ کریمؐ کا خاندان ہمیشہ سے عزت و عظمت کا مالک اور سیادت و قیادت کا حامل تھا ۔ ملکِ عرب میں ان کی شخصیت و عظمت ایک مسلم الثبوت حقیقت تھی ، آپ کے سارے آباؤ کرام دلیری و فیاضی میں طاق اور حکمت و شجاعت میں شہرہ آفاق تھے ۔ ہمارے مختصر تعارفی تذکرے سے اس امر کا بہ خوبی اندازہ ہو سکے گا ۔

معد: جنگ و جدل کے شہسوار تھے ۔ بنی اسماعیلؑ سے آپ کی لڑائیاں اور جنگی چڑھائیاں مشہور و معروف ہیں ۔ آپ نے جس سے جنگ کی ، فتح پائی (گویا آپ جنگ و فتح کے "نامی نشان" تھے) ۔

نزار: آپ اپنے دور کے ذہین ترین اور حسین ترین آدمی تھے ۔

مضر: آپ بھی بے حد حسین تھے اور جو آپ کو دیکھتا تھا گرویدہ ہو جاتا تھا ۔ "حدی خوانی" کی ابتدا آپ ہی سے ہوئی ۔ آپ بہت خوش آواز بھی تھے ۔

الیاس: حکمت و دانائی میں ممتاز تھے اور آپ کی عرب میں وہی حیثیت تھی جو جناب لقمان کی اپنی قوم میں تھی اور آپ کا حکمت آفرین یہ مقولہ ادب العرب کی زینت ہے " جو خیر بوتا ہے وہ رشک کا پھل کاٹتا ہے اور جو شر بوتا ہے وہ ندامت کا پھل کاٹتا ہے " ۔

فہر: آپ گویا قریش کا منبع اور مجمع ہیں ۔ آپ کے اوپر کے افراد کو "قرشی" نہیں کہا جاتا تھا بلکہ ان کو "کنانی" کہتے تھے ۔ آپ انتہائی سخی اور کریم تھے ۔ محتاجوں کو تلاش کر کر کے ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے ۔

کعب: آپ اپنی قوم کو "یوم عروبہ" یعنی "یوم رحمت" جمعہ کے دن جمع کیا کرتے تھے ۔ ان کو وعظ کرتے اور رسولِ کریمؐ کی بعثت کا تذکرہ کرتے اور کہتے کہ وہ میری ہی نسل سے ہوگا اور تم لوگ اس کی پیروی کرنا ۔

مرہ: آپ رسولِ کریمؐ کے "جد ششم" ہیں ۔

کلاب: آپ کا نام حکیم تھا اور بعض لوگ "عروہ" بھی کہتے ہیں "کلاب" کا لقب اس لیے ملا کہ اکثر آپ کتوں کے ذریعہ شکار کیا کرتے تھے۔ آپ ہی کی ذات پر رسولِ کریمؐ کے والدِ گرامی اور والدہ ماجدہ کا سلسلہ نسب منتہی ہوتا ہے اور بعض مورخین کا خیال ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی نے عربی مہینوں کے نام رکھے جو آج تک رائج ہیں۔

قصی: آپ کی پیدائش سنہ ۴۰۰ء کے اطراف میں ہوئی۔ اسم شریف "زید" تھا اور بعض لوگ "مُجمّع" بھی بتاتے ہیں اور آپ ہی کی وجہ سے قبائل قریش جو متفرق اور پراگندہ ہو گئے تھے پھر یک میں جمع ہو گئے۔ اس کے پہلے قریشیوں میں بعض گھاٹیوں میں رہتے تھے اور بعض پہاڑ کی چوٹیوں پر۔ آپ نے ان سب کو مکّہ میں یکجا کیا اور انھیں رہنے کے مکانات و مقامات تقسیم کیے۔ اسی لیے آپ کو "مُجمّع" کہتے ہیں۔ (یعنی جمع کرنے والا)۔ اور یہ وہ عظیم کارنامہ اور "احسانِ عظیم" ہے جو صرف بلند ہمت اور عظیم شخصیتوں کے ہاتھوں ہی سے ظہور میں آتا ہے۔ سب سے پہلے قصی ہی نے مزدلفہ میں آگ جلائی تاکہ جو عرفات سے آرہا ہو وہ اس روشنی کو دیکھے۔ اور جناب ابراہیمؑ کے بعد آپ سب سے پہلے قریشی ہیں جنھوں نے بناءِ کعبہ کی تجدید کی۔ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ آپ کو "قصی" اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے خاندان اور وطن سے دور رہے چونکہ آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا تھا اس لیے آپ کی والدہ نے ربیعہ بن حزام[1] سے شادی کر لی تھی پھر ربیعہ آپ کی والدہ کو شام لے جانے لگے تو آپ کی والدہ آپ کو بھی اپنے ساتھ شام لے گئیں۔ (پھر ایک عرصہ تک آپ وہاں رہے)۔ جناب قصی کو جاہلیت میں مختلف مناصب حاصل تھے تولیتِ خانہ کعبہ، حاجیوں کی آب نوشی کا انتظام، حاجیوں کے طعام کا انصرام، مجلسِ شوریٰ کا انصرام، یہ سب آپ کے ذمہ تھا۔ جو اہم کام ہوتا وہ آپ ہی کے گھر میں مکمل ہوتا، تمام عقد نکاح آپ ہی کے مکان پر کیے جاتے، جنگی پرچم آپ ہی کے گھر میں باندھے جاتے۔ آپ کا مکان عرب کا "دارالندوہ" (اسمبلی) تھا اور سارے عرب تمام مشکلات میں خواہ وہ قومی ہوں یا ذاتی آپ ہی کے دولت کدہ کو اپنا ماویٰ اور ملجا سمجھتے تھے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی اولاد کو خاص طور پر شراب نوشی سے دور رہنے کی وصیت کی۔ بہت ممکن ہے کہ آپ پر شراب کی مضرتیں آشکار ہوئی ہوں اور آپ اپنے محبوب ترین افراد (اولاد) کو اس سے دور دیکھنا چاہتے ہوں۔ آپ اسی سال تک زندہ رہے اور سنہ ۴۸۰ء میں انتقال فرما گئے۔ آپ کے اقوال میں سے یہ فرمودات ہم کو ملے ہیں جو آپ کے تجربے اور ذہانت کی دلیل ہیں:

"جو بُرے آدمی کی عزت کرے وہ اس کی برائی میں شریک ہو جاتا ہے۔" "جو بُرے کو اچھا سمجھتا ہے وہ اس کی بُرائی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔" "جو باعزت طریقے سے ٹھیک نہیں ہوتا وہ پھر ذلیل طریقے سے ٹھیک کر دیا جاتا ہے۔" "جو اپنی ہمت سے بلند تر شے کا طالب ہو [illegible] محروم رہتا ہے۔" "حاسد مخفی دشمن ہے۔"

اگر ہم کلام کے ذریعہ انسان کی فطرت و سیرت کا جائزہ لیں تو یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ قصی برائی اور دناءت سے سخت نفرت کرتے تھے، جری اور بہادر تھے، غرور و حسد کو ناپسند کرتے تھے۔

---

[1] مؤلف نے حرام لکھا ہے مگر صحیح حزام ہی ہے۔

عبدِمناف :۔ آپ کا نام "مغیرہ" تھا اور آپ کو "قمر البطحا" (بطحا کا چاند) کہا جاتا تھا کیونکہ آپ بے حد حسین و جمیل تھے آپ کو فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے "فیاض" بھی کہا جاتا تھا۔

ہاشم : آپ کا نام عمرو بن عبدِ مناف تھا اور بعض لوگ آپ کو بلند مرتبہ ہونے کے سبب "عمرو العلا" بھی کہتے تھے عبد شمس آپ کا بھائی تھا عبد مناف کے بعد سرداری اور قیادت کے منصب پر آپ ہی متمکن ہوئے ۔ ایک مرتبہ خشک سالی کی وجہ سے قریش شدید قحط سے دوچار ہوئے ۔ آپ نے شام کا سفر کیا وہاں سے روٹیاں خرید کر مکے آئے ۔ روٹیوں کو توڑا ، اونٹوں کو ذبح کیا ، پھر روٹیوں کو گوشت کے شوربے میں ڈال کر ثرید تیار کیا اور تمام لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا اس لیے آپ کو "ہاشم" (توڑنے والا) کہا جانے لگا اور آپ کو "ابو البطحا" (بطحا کا باپ) "سید البطحا" (بطحا کا سردار) بھی کہا جاتا تھا۔ تنگی ہو یا آسودگی آپ کا خوانِ نعمت ہر زمانہ میں بچھا رہتا تھا۔ آپ صاحبِ مال و زر تھے ، ادائے حق میں دلیر تھے اور خوفزدہ کو پناہ دیتے تھے۔

سب سے پہلے آپ ہی نے قریش کے لیے "دو سفر" معین کیے۔ "سفرِ سرما" اور "سفرِ گرما"۔ جاڑوں میں یمن و حبشہ کی طرف جاتے اور گرمیوں میں شام کی جانب۔

ان دونوں سفروں کا ذکر سورۂ قریش میں بھی آیا ہے ۔ "رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ"۔

آپ کا انتقال شام میں بہ مقام غزہ ۵۱۰ء میں ہوا۔

عبدالمطلب : آپ کی ماں کا نام سلمٰی بنت زید النجاریہ تھا۔ آپ کا نام "شیبۃ الحمد" تھا۔ کیونکہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے بال سفید تھے اور یہ توقع تھی کہ آئندہ لوگ آپ کی حمد کریں گے اس لیے آپ کا نام شیبۃ الحمد رکھا گیا۔ آپ کو عبدالمطلب کہنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے چچا مطلب آپ کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا کرتے تھے اور فقر و فاقہ کے سبب آپ کی حالت بہت خستہ اور ناگفتہ بہ تھی۔ ایک مرتبہ اسی حالت میں کسی نے پوچھ لیا "مطلب! یہ کون ہے؟" انھوں نے شرم کی وجہ سے (کیونکہ ان کی حالت بہت خراب تھی) کہہ دیا: "یہ تو میرا غلام ہے"[1]۔ بس اسی دن سے آپ کو عبدالمطلب کہا جانے لگا۔

آپ مستجاب الدعوات تھے اور آپ وحوش و طیور کے لیے پہاڑ کی چوٹیوں پر خوانِ کرم بچھایا کرتے تھے جس سے آپ کے احساس لطیف اور خاموش طائروں سے محبت و ہمدردی کے جذبے کا پتا چلتا ہے۔

اسی لیے آپ کو "مطعم الطیر" اور "الفیاض" بھی کہا جاتا تھا۔

قریش اپنے مشکلات و مصائب میں آپ ہی کو اپنا ہادی اور ملجاء سمجھتے تھے۔ کمال اور افعال کے لحاظ سے ان میں سب سے اونچے اور ان کے سردار تھے ، سب سے پہلے آپ ہی نے مقام حرا پر خاموش اور مراقبانہ عبادت کی۔ جب ماہِ رمضان آتا تو آپ "حرا"

---

[1] مصنف نے نہ معلوم کس ضعیف روایت کا سہارا لے کر یہ واقعہ لکھ دیا۔ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ واقعہ یہ تھا کہ جب مطلب شیبہ کو لے کر مکہ پہنچے تو قریش نے دیکھ کر کہا "ھذا عبد المطلب" یہ مطلب کا غلام معلوم ہوتا ہے ، اس پر مطلب نے کہا افسوس یہ تو میرا بھتیجا شیبہ ابن عمرو ہے۔ قریش نے جو غور دیکھا تو کہا " ابنہ لعمری" واقعی یہ اس کا لڑکا ہے۔ اجتہادی۔

پر چڑھ جاتے (عبادتی اعتکاف کرنے) اور مساکین کو کھانا کھلاتے۔ مطلب کے بعد ریاست کے ذمہ دار آپ ہی ہوئے۔ اور ۱۲۰ سال تک زندہ رہے۔

اپنی اولاد کو ظلم و بغاوت سے منع کرتے۔ اعلیٰ اخلاق کے مظاہرہ پر ابھارتے۔ پست امور کے ارتکاب سے حتی الامکان دور رکھنے کی تعلیم و تلقین کرتے رہتے۔ آخر عمر میں آکر آپ کی توحید پرستی علانیہ ہو چکی تھی۔ ذ عقل کا کہنا ہے کہ آپ سرخ و سفید، کشیدہ قامت، خوبرو تھے۔ جبین پر نور نبوت کی تجلیاں، پیشانی پر شاہانہ کج کلہی کے انداز، ارد گرد دس قوی ہیکل بیٹے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیر کچھار میں ہے۔ آپ نے چاہ زمزم (جو پوشیدہ ہو گیا تھا) کا انکشاف کیا اور اس سے حاجیوں کی سیرابی کا انتظام کیا۔ اس "کارنامہ" نے آپ کو تمام عرب اور قریش پر شرف و امتیاز دے دیا تھا۔

آپ رسول کریمؐ کی بے حد عزت کرتے تھے حالانکہ رسول کریمؐ بالکل بچہ تھے۔ کہا کرتے تھے کہ "میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے"۔

آپ کی کنیت "ابوالحارث" تھی کیونکہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے کا نام "حارث" تھا۔

اولادِ عبدالمطلب:۔

عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے عبدؑ اللہ، ابو طالبؑ، زبیرؑ (ان سب کی ماں کا نام فاطمہ بنت عمرو المخزومیہ تھا۔ العباسؓ ضرارؓ۔ (ان دونوں کی ماں کا نام "نتیلتہ العربیہ" تھا) حمزہؓ، مقومؓ (ان دونوں کی ماں کا نام ہالہ بنت وہب تھا) ابو لہبؓ جس کا نام عبدالعزیٰ تھا (اس کی ماں قبیلہ بنو خزاعیہ سے تھی) الحارثؓ (ماں کا نام صفیہ۔ عامر بن صعصعہ کی نسل سے تھیں) الغیداقؓ (ماں کا نام ممنعہ تھا) اور آپ کا نام حجل تھا۔

اور چھ بیٹیاں تھیں۔ صفیہؓ۔ ام حکیم البیضاءؓ۔ عاتکہؓ۔ امیمہؓ۔ اروٰیؓ۔ برۃؓ۔

جناب عبداللہ رسولِ کریمؐ کے باپ تھے اور کنیت "ابو قثم" رکھتے تھے۔ بعض لوگ آپ کی کنیت "ابومحمدؐ" اور بعض "ابواحمدؐ" بتاتے ہیں۔ اولادِ عبدالمطلب میں سب سے چھوٹے آپ ہی تھے۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے عبدالمطلب ہی نے خضاب کا استعمال کیا کیونکہ ان کے بال تیزی سے سفید ہونے لگے تھے۔

جب ماہِ رمضان آتا تو آپ حرا پر چڑھ جاتے اور تمام لوگوں سے الگ تھلگ جلال و جمال خداوندی میں متفکرانہ غور و فکر کرتے۔

عبدالمطلب کے قائم کردہ بعض "طریقوں" اور "حدود" کو قرآن و سنّتِ نبوی نے بھی اپنا لیا۔ مثلاً نذر کا پورا کرنا، محرموں سے نکاح کا حرام کرنا، چور کا ہاتھ کاٹنا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت کرنا۔ شراب و زنا کا حرام کرنا اور ان پر حد کا قائم کرنا، خانۂ کعبہ کا عریاں ہو کر طواف کرنے کی ممانعت کرنا، چار مہینوں، (محرم، رجب، شعبان، رمضان) کی تعظیم کرنا۔

سب سے پہلے آپ ہی نے ایک آدمی کا خوں بہا سو اونٹ قرار دیئے۔ پھر یہ دیت قریش میں عام ہو گئی اور تمام عرب میں پھیل گئی۔ پھر رسولِ کریمؐ نے بھی اس کو باقی رکھا۔

زمانۂ جاہلیت میں حرب بن امیہ سے آپ کا یارانہ تھا ایک مرتبہ آپ کے پڑوسی یہودی نے تہامہ کی کسی بازار میں حرب کو بُرا بھلا

کہا جس پر حرب نے ایک شخص کو یہودی کے قتل پر ابھارا اور وہ یہودی قتل کر دیا گیا۔ جب عبدالمطلب کو یہ علم ہوا تو آپ نے یارانہ توڑ دیا اور حرب کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اُس سے یہودی کا خوں بہا (سو اونٹ) نہیں لے لیا۔ پھر وہ سو اونٹ لے کر آپ نے یہودی کے چچازاد بھائی کو دے دیے اور یہ سب کچھ صرف احترام ہمسایہ کے لحاظ سے کیا۔ پھر حرب سے یارانہ ختم کر دیا اور عبداللہ بن جدعان سے یارانہ قائم کیا۔

عبدالمطلب کی نذر

چاہِ زمزم جو مٹی میں دب گیا تھا۔ اس کی کھدائی کے وقت عبدالمطلب کو قریش سے بے حد تکلیف پہنچی۔ (کیونکہ اس وقت آپ کا صرف ایک لڑکا "الحارث" تھا۔ نہ کوئی ساتھی تھا اور نہ اولاد جو آپ کی حمایت اور پشت پناہی کرتی) اس وقت آپ نے یہ نذر مانی کہ اگر میرے یہاں ۱۰ لڑکے پیدا ہوں اور اس قابل ہو جائیں کہ وہ قریش کی مزاحمت کو روک سکیں اور مدافعت کر سکیں تو میں ایک لڑکے کو اللہ کے لیے کعبہ کے پاس ذبح کروں گا۔ اگرچہ مورخین نے اس واقعۂ نذر میں شک وشبہ کا اظہار کیا ہے لیکن مجھے اس واقعہ میں کسی قسم کا سقم نظر نہیں آتا، جب کہ تاریخ کی مرکزی کتابوں میں بھی اس کا ذکر ہے۔ ابن اسحٰق، طبری، ابن اثیر، اور ابن سعد سبھی نے اپنی اپنی کتابوں میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔

جب عبدالمطلب کی اولاد دس تک پہنچ گئی اور وہ اس قابل ہو گئے کہ وہ قریش کی مزاحمت کو روک سکیں تو انھوں نے اپنی نذر سے لڑکوں کو مُطلع کیا۔ یہ سُن کر سب نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور کہا کہ ہم کیا کریں؟ آپ نے کہا تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے نام قدح میں لکھ کر ڈالے۔ انھوں نے تعمیل کی اور وہ سب کو لیے ہوئے کعبہ کے اندر اس مقام پر آئے جہاں "ہبل" تھا اور یہ بُت دوسرے تمام بتوں سے افضل مانا جاتا تھا اور وہ ایسے کنوئیں پر نصب تھا جس میں کعبہ کے اموال نذر و نیاز اور ہدایا رکھے جاتے تھے۔ جب وہاں پہنچے تو عبدالمطلب نے وہاں کے پروہت سے کہا تم ان سب کو لے کر نام نکالو اور اس کو اپنی نذر سے مُطلع کیا۔ جناب عبداللہ سب سے چھوٹے اور اپنے باپ کے بڑے چہیتے تھے۔ جب نام نکالا جانے لگا تو عبدالمطلب کھڑے ہو گئے اور اللہ سے دُعا کرنے لگے اُدھر قرعہ اندازی میں عبداللہ کا نام نِکلا۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور اُن کو لے کر اساف و نائلہ (یہ وہ بُت تھے جن کے پاس آ کر قربانی دی جاتی تھی) کی طرف چلے۔ سارے قریش کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے عبدالمطلب! تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ عبدالمطلب نے کہا میں عبداللہ کو ذبح کروں گا تو قریش اور عبداللہ کے دوسرے بھائی کہنے لگے۔ ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ آپ اس ارادہ سے باز نہیں آجائیں گے۔ آج اگر آپ نے ایسا کیا تو پھر ہر شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرتا رہے گا۔

مغیرہ ابن عبداللہ نے کہا قسم بہ خدا آپ اس کو ذبح نہیں کر سکتے یہاں تک کہ کوئی عذر نکل آئے اور اگر اس کا فدیہ مال کی صورت میں ہو سکے تو ہم فدیہ دینے پر تیار ہیں۔

قریش اور آپ کی اولاد نے بھی اس پر اصرار کیا اور کہا کہ آپ قیام حجر پر کاہنہ کے پاس جائیں اور اس سے دریافت کریں اگر وہ ذبح کرنے کا حکم دے تو ذبح کردیں اور اگر وہ اس کے بجائے مال دینے کو کہے تو مال دے دیں۔ پھر تمام لوگ مقام خیبر پر اس کاہنہ عورت سے ملے۔ عبدالمطلب نے سارا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا تم لوگ آج چلے جاؤ اور کل میرے پاس آنا۔ میں اپنے ہمزاد سے پوچھ کر تمھیں بتادوں گی۔ یہ سُن کر سب چلے گئے اور دوسرے دن آئے۔ کاہنہ عورت نے کہا کہ مجھے اس کی بابت حکم مل گیا ہے۔ یہ بتاؤ کہ ایک شخص کا خون بہا تمھارے یہاں کیا ہے۔ حاضرین نے کہا "دس اونٹ"۔ اس کاہنہ نے کہا "تم اپنے شہر جاؤ اور دس اونٹ لو۔ عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کرو اگر قرعہ پھر بھی عبداللہ کے نام نکلے تو دس اونٹوں کے ساتھ دس اونٹ اور شریک کرلو اور پھر قرعہ اندازی کرو اور اسی طرح ہر بار دس اونٹ کا اضافہ کرتے رہو یہاں تک کہ تمھارا خدا تم سے راضی ہوجائے اور جب اونٹوں پر قرعہ نکل آئے تو ان کو ذبح کردو۔ اس میں تمھارا خدا تم سے خوش ہوجائے گا اور تمھارا لڑکا بچ جائے گا"

سب گئے آئے اور جس طرح اس نے کہا تھا ویسا ہی کیا۔ "دس اونٹوں" اور عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ انھوں نے دس اونٹوں کا اور اضافہ کرکے قرعہ اندازی کی۔ پھر بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا یہاں تک کہ اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی۔ اب جو قرعہ اندازی ہوئی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ حاضرین نے عبدالمطلب سے کہا تمھارا خدا اس امر پر راضی ہے۔ عبدالمطلب نے کہا نہیں۔ جب تک میں تین بار اسی طرح قرعہ اندازی نہ کرلوں گا نہیں مانوں گا اور پھر ایسا ہی کیا مگر ہر بار قرعہ اونٹوں ہی کے نام نکلتا رہا پھر وہ سب اونٹ ذبح کیے گئے اور چھوڑ دیے گئے۔ نہ انسانوں ہی کے لیے کوئی روک تھی اور نہ ہی حیوانات کے لیے۔ (سب نے خوب کھایا)۔ (لیکن آپ نے اور آپ کی اولاد میں سے کسی نے کچھ نہیں کھایا۔ اجتہادی)

ہر بار قرعہ عبداللہ ہی کے نام نکلنا یہاں تک کہ اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ جائے ایک عجیب سی چیز معلوم ہوتی ہے۔ اگر قریش اور اولادِ عبدالمطلب مزاحم نہ ہوتے اور کاہنہ کا مشورہ سدِّراہ نہ ہوتا تو عبداللہ نذرِ عبدالمطلب پر قربان ہوگئے ہوتے لیکن قدرت اپنے (عظیم مقصد) ظہور محمد مصطفی کی وجہ سے ان کی حفاظت کررہی تھی۔

اس نذر کا پس منظر یہ تھا کہ چاہ زمزم کے کھودنے میں عدی بن نوفل نے عبدالمطلب کی مزاحمت کی اور کہا "اے عبدالمطلب! تم ہم پر برتری کے خواہاں ہو حالانکہ تم تنہا ہو اور تمھارا کوئی لڑکا نہیں"۔ عبدالمطلب نے جواب دیا "تم مجھے قلّتِ اولاد پر شرمندہ کرتے ہو قسم بہ خُدا اگر اللہ نے مجھے دس لڑکے دیے تو ان میں سے ایک کو کعبہ کے پاس ذبح کروں گا"۔

بعض لوگ اس نذر کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ قریشیوں نے آپ سے اور آپ کے لڑکے سے جھگڑا کرنا شروع کردیا اور آمادۂ قتال ہوگئے جس سے عبدالمطلب کو شدید اذیت اور تکلیف ہوئی۔ اس وقت تک الحارث کے سوا آپ کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ اس وقت آپ نے یہ نذر کی جس کا ہم تذکرہ کرچکے ہیں۔

اونٹوں کو ذبح کرنے کے بعد عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ تھامے ہوئے بنی اسد کی ایک عورت کے پاس سے گزرے اور وہ اس وقت کعبہ کے پاس کھڑی تھی۔ اس عورت نے جب عبداللہ کے چہرہ کی طرف نگاہ کی تو کہا عبداللہ! کہاں چلے

ہو؟ جناب عبداللہ نے کہا میں اس وقت اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔ اس عورت نے کہا جتنے اونٹ تمھارے لیے اس وقت ذبح کیے گئے ہیں اتنے ہی تمھارے لیے میرے پاس اور ہیں (اگر تم مجھ سے مقاربت کرلو) جناب عبداللہ نے انکار کیا اور کہا[1] کہ میرے ساتھ میرے باپ ہیں اور نہ میں ان کے خلاف کچھ کرسکتا ہوں اور نہ ہی ان سے جدا ہوسکتا ہوں۔

جناب عبداللہ قریش میں سب سے زیادہ خوبرو پاک دامن اور سخی تھے۔ آپ کا سال ولادت ۴۵ھ ق تھا۔

جنابِ عبداللہ کی شادی

عبدالمطلب جناب عبداللہ کا رشتہ طلب کرنے وہب بن عبد مناف کے پاس گئے اس زمانہ میں وہب بزرگی اور فضل و شرف کے لحاظ سے بنی زہرہ کے سردار تھے۔ انھوں نے رشتہ منظور کیا اور اپنی صاحب زادی آمنہ کا نکاح عبداللہ سے کر دیا۔ اس زمانہ میں نسب اور حیثیت کے لحاظ سے جناب آمنہ قریش میں سب سے افضل سمجھی جاتی تھیں۔

جناب آمنہ حاملہ ہوئیں اور وہ نور جو صلب عبداللہ میں تھا وہ منتقل ہوگیا۔ ایک دن آپ اسی عورت کے پاس آئے جس نے آپ سے تمنائے وصل کی تھی۔ اس کا انداز استقبال دیکھ کر آپ نے کہا کیا بات ہے آج تم کیوں نہیں اس دن کی طرح مجھ سے طالب وصل ہوتی ہو۔ اس نے کہا "جو نور کل تھا وہ آج تم سے جُدا ہوگیا۔ اب مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں"

اس عورت نے اپنے بھائی ورقہ سے (جو نصرانی اور کتب آسمانی سے عالم تھا) سن رکھا تھا کہ یہ اس اُمت کے نبی کے باپ ہوں گے۔

جناب عبداللہ کی شادی محترمہ آمنہ سے چاہِ زمزم کھودنے کے دس سال بعد ہوئی تھی۔

پہلے جناب عبداللہ کا نام "عبدالدار" تھا لیکن جس سال ان کا فدیہ دیا گیا ہے اس سال عبدالمطلب نے کہا "یہ عبداللہ" ہے۔ (یعنی اللہ کا بندہ ہے) پھر آپ کا یہی نام مشہور ہوگیا۔

شادی کے تھوڑے عرصے کی بعد ہی آپ مکہ بغرض تجارت شام کی طرف چلے۔ راستہ میں آپ مدینہ اُتر گئے کیونکہ آپ بیمار ہوگئے تھے۔ مدینہ میں آپ کے ماموں رہتے تھے وہاں ایک مہینہ بستر مرگ پر پڑے رہے اور پھر انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات کے وقت رسولِ کریم کا حمل دو مہینہ کا تھا۔ پھر آپ کو نابغہ کے مکان "دار صغری" میں دفن کر دیا گیا۔ وفات کے وقت جناب عبداللہ کی عمر ۲۵ سال کی تھی اور بعض لوگ ۲۸ سال بتاتے ہیں۔

---

[1] بعض کتابوں میں ہے کہ جب آپ نے اس کی یہ فرمائش سنی تو یہ مصرعے پڑھے

اما الحرام فالممات دونہ ـ والحل لا حل فاستبینہ ـ فکیف بالامر الذی تنوینہ

"فعل حرام ممکن نہیں اس سے بہتر ہے کہ موت آجائے۔ اب رہا حلال تو اس کی کوئی صورت نہیں پھر وہ بات کیسے ہو جو تو چاہتی ہے" اور میں سمجھتا ہوں کہ مولف نے جو جواب آپ کا تحریر کیا ہے اس سے یہ جواب عبداللہ کی شخصیت کے پیش نظر زیادہ صحیح و بہتر ہے جبکہ طبقات ابن سعد سے بھی اس جواب کی تائید ہوتی ہے (اجتہادی)

جناب عبداللہ کے ترکہ میں ایک کنیز ام ایمن، ۵ اُونٹ اور بھیڑوں کا ایک گلہ تھا۔ رسولِ کریمؐ کے سوا جناب آمنہ کا کوئی لڑکا نہ تھا اور نہ ہی جناب عبداللہ کی آمنہ کے علاوہ کسی سے شادی ہوئی اور نہ ہی جناب عبداللہ کے علاوہ کسی اور سے نکاح ہوا۔

اصحاب فیل

رسولِ کریمؐ کے سالِ پیدائش جو عظیم واقعات و حوادث رُونما ہوئے ہیں ان میں سب سے اہم واقعہ ابرہتہ الاشرم (شاہ یمن) کا کعبہ مقدس کو گرانے کے لیے مکہ میں آنا تھا۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حمیر کے بعد خاندانِ حبشہ کو یمن کی حکومت ملی اور پھر وہ حکومت ابرہہ ابن صباح الاشرم تک پہنچی تو اس نے ایک عظیم گرجا مقام صنعا پر (جو غمدان کے پہلو میں ہے) تعمیر کیا جس کا نام "قلّیس" رکھا۔ اس زمانہ میں حسنِ تعمیر اور بلندی کے لحاظ سے اس گرجے کی مثال موجود نہ تھی۔ اس کی تعمیر میں سنگِ مرمر اور اعلیٰ سنہری لکڑیوں کا استعمال کیا گیا تھا۔

ابرہہ کعبہ کے بجائے اس گرجے کو عرب کے حج کا مرکز بنانا چاہتا تھا اور کعبہ کو مٹا دینا چاہتا تھا۔ جب یہ بات عربوں کی زبان پر آئی تو بنی فقیم میں سے ایک شخص نکلا۔ اس گرجے میں گیا۔ اس نے اس کو بطور بیت الخلا استعمال کیا۔ بعد فراغت وہاں سے نکلا اور اپنے وطن آگیا۔ جب ابرہہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ سخت غضبناک ہوا۔ اس نے قسم کھائی "کہ میں کعبہ کی طرف جاؤں گا اور اس کو ڈھا دوں گا" (اور اس سال کا نام "عام الفیل" رکھا گیا) جبکہ وہ عرب کو شکست دیتا ہوا طائف پہنچا تو اس نے مکہ کی طرف اسود بن مقصود نامی ایک فوجی کو بھیجا اس نے جا کر ساکنانِ مکہ کے اموال چھین لیے اور عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی ہنکالے گیا اور ساری چیزیں ابرہہ کے سامنے پیش کر دیں پھر ابرہہ نے حناطۃ الحمیری کو مکہ کی طرف بھیجا اور کہا کہ معلوم کرو کہ ساکنانِ مکہ کا سردار و بزرگ کون ہے۔ اس کو معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ مکہ کے سردار عبدالمطلب ہیں۔ وہ ان کے پاس گیا اور کہا کہ شاہِ یمن کا کہنا ہے کہ ہم تم سے لڑنے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ ہم تو فقط کعبہ ڈھانے کے لیے آئے ہیں۔ جناب عبدالمطلب نے کہا ہم بھی جنگ نہیں چاہتے اور نہ ہی ہمارے پاس لڑنے کی قوت ہے۔ یہ اللہ کا بیت الحرام اور اس کے خلیل ابراہیم کا گھر ہے اگر وہ حملہ آور کو نہ روکے تو اس کا گھر ہے اور اس کی عزت (جیسی مرضی ہو کرے) اور اگر وہ دشمن اور کعبہ کے درمیان حائل ہو جائے (تو یہ بھی اس کی مرضی) مگر ہم میں مدافعتِ دشمن کی طاقت نہیں۔ پھر عبدالمطلب قاصدِ ابرہہ کے ساتھ بغرضِ ملاقات ابرہہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب دربار میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی گئی تو حاضرینِ دربار نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے کہا ہاں ہاں یہی سردارِ قریش ہیں۔ ابرہہ نے اجازت دی۔ جب ابرہہ کی نظر عبدالمطلب پر پڑی تو انتہائی اکرام و اعزاز کے ساتھ استقبال کیا اور اس کو برا سمجھا کہ وہ تخت کے نیچے بیٹھیں اور اس کو بھی ناپسند کیا کہ وہ تخت پر ساتھ بیٹھیں لہٰذا ابرہہ نیچے اترا اور مسند

پر خود بھی بیٹھا اور اُن کو بھی پہلو میں باعزاز بٹھایا اور کہا اپنی خواہش سے مجھے مطلع کریں۔ عبدالمطلب نے اسود بن مقصود کی غارتگری اموال کا حال بیان کرتے ہوئے اپنے دوسو اونٹوں کا ذکر کیا جن کو اسود ہنکا لایا تھا۔ یہ سن کر ابرہہ نے کہا عبدالمطلب! جب تم کو ہم نے دیکھا تھا تو ہم نے تم کو بے حد پسند کیا تھا لیکن جب تم سے گفتگو ہوئی تو تم سے ہمارا دل ہٹ گیا۔ تم ہم سے کچھ سو اونٹوں کی تو گفتگو کر رہے ہو مگر کعبہ کے متعلق جو تمہارے آباو اجداد کا دین و مذہب ہے اور جس کو ڈھانے کے لیے میں آیا ہوں کچھ نہیں کہتے ہو۔ عبدالمطلب نے جواب دیا میں اونٹوں کا مالک ہوں کعبہ کا نہیں۔ کعبہ کا مالک اور ہے جو اس کو بچائے گا۔ پھر ابرہہ نے عبدالمطلب کو اونٹ واپس دے دیئے اور عبدالمطلب قریش کی طرف واپس آگئے۔ ان سے ساری بات بتائی اور ان کو حکم دیا کہ مکہ سے نکل کر پہاڑوں اور گھاٹیوں میں پناہ لیں تاکہ لشکر کی دست درازی سے محفوظ رہیں۔ اور ابرہہ کے لشکر کی تعداد قریش سے بہت زائد تھی۔

عبدالمطلب اور کچھ اور قریش در کعبہ کا حلقہ تھامے اللہ سے نصرت و حفاظت کی دعائیں کر رہے تھے اور فوج ابرہہ پر نصرت و حمایت کرنے کی التجا کر رہے تھے۔ عبدالمطلب حلقہ در پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے خدایا ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے، تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ صلیب کو غلبہ حاصل ہو جائے اور ان کی تدبیر تیری تدبیر پر غالب آجائے۔

جب داخلۂ مکہ کی تیاری بالکل مکمل ہو گئی تو سب سے آگے (فیل اعظم) محمود نامی ہاتھی کو کیا گیا۔ اس ہاتھی کے ذریعہ کعبہ کو ڈھانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا، لیکن محمود کا یہ حال تھا کہ جب اس کو کسی اور طرف چلایا جائے تو وہ چلتا تھا لیکن جب اس کو مکہ کی طرف چلایا جائے تو وہ بیٹھ جاتا تھا اور اس وقت کل ۱۳ ہاتھی تھے۔ اِدھر تو یہ رنگ تھا اور اُدھر:

اللہ نے سمندر کی طرف سے طائروں کا ایک لشکر بھیجا جو ابابیل کی طرح تھے۔ ہر طائر تین سنگریزے اٹھائے، ایک منہ میں اور دو پنجوں میں سنبھالے ہوئے، سنگ اندازی کر رہا تھا۔ وہ سنگریزے مسور کی دال اور چنے کے برابر تھے۔ [illegible] سنگریزے جس پر بھی پڑتے وہ فوراً ہلاک ہو جاتا۔ پھر اللہ نے ان پر پانی کی سیل بھیجی جس نے ان کو دریا میں ڈال دیا۔ جو بچ رہا وہ ابرہہ کے ساتھ یمن کی طرف بھاگا۔ ابرہہ رستہ ہی میں تھا کہ وہ سنگریزوں کا شکار ہوا اور اس کے اعضاء جھڑنے لگے۔ بشتم پشتم وہ صنعا پہنچا اور اس وقت اس کی حالت پرندے کے سہمے ہوئے بچے کی سی ہو رہی تھی۔ مرنے سے پہلے اس کا سینہ پھٹ گیا اور دل نکل آیا تھا۔

لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عرب میں چیچک اسی سال دیکھی گئی تھی۔

ابرہہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا یکسوم ۵۷۱ء میں والیِ تخت حکومت ہوا۔

اس واقعہ کی اہمیت و عظمت کے پیشِ نظر عرب اس حادثہ سے "تاریخ" بتایا کرتے تھے۔

اگر ابرہہ قریش پر غالب آجاتا اور خانہ کعبہ ڈھا دیا جاتا تو بلاشبہ مسیحیت مکہ میں داخل ہو جاتی اور عربوں کے گلے کا ہار بنتی کیونکہ یمن عیسائی والیانِ حبشہ کے ماتحت تھا اور حبشہ کی اکثریت خواہ وہ بت پرست تھے یا یہودی، مسیحیت قبول

کرنے پر مجبور ہوئے تو یہی حال عرب کا بھی ہوتا۔

اس کے پہلے عرب کا سن جناب قصیٰ کی وفات سے چلتا تھا لیکن اس حادثہ کے بعد اسی سال کو سنِ عام الفیل بنا کر تاریخ کے بنانے کے لیے استعمال کیا جانے لگا اور سنِ وفاتِ قصی کو ترک کر دیا گیا۔

اس حادثۂ فیل کا ذکر قرآن میں بھی سورۃ الفیل میں آیا ہے۔

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

"اے رسولؐ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے "ہاتھی والوں" کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اس نے ان کی تمام تدبیریں الٹی نہیں کر دیں (ہاں ہاں ضرور کر دیں) اور ان کی طرف طائروں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے جو ان پر کنکریاں پھینک رہے تھے پھر ان کو چبائے ہوئے بھوسے کی طرح (تباہ) کر دیا۔"

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو واقعہ فیل سے مطلع کر رہا ہے اور (مشتِ پر) طائروں نے "سجیل" کے پتھر پھینک کر جس طرح ان دشمنوں کو شکست دی تھی اس کا تذکرہ کر رہا ہے۔

تفسیر میں ہے کہ "سجیل" خشک مٹی کو کہتے ہیں یا اس مٹی کو جو پتھر کی مانند ہو رہی ہو اور "سجیل" کا لفظ سورہ حجر میں "وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ" (یعنی ہم نے قوم لوط پر کھرنجوں کی کنکریاں برسائیں) اور سورۂ ہود میں بھی آیا ہے۔ "وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ (اس پر ہم نے کھرنجے دار پتھر مسلسل برسائے) لیکن جن لوگوں نے سجیل کی تعریف "میکروب" سے کی ہے انھوں نے سخت غلطی کی ہے کیونکہ سجیل کے لفظ سے یہ معنی ثابت نہیں ہوتے۔ مختصر یہ کہ

اچانک اس حملہ آور لشکر پر پتھروں کی بارش ہوئی پھر وہ لشکر بے نیل و مرام شکست خوردہ واپس چلا گیا۔ وہ لوگ ایسے پتے کی طرح ہو رہے تھے جس کو چوپائے نے کھایا ہو۔ ہوتا یہ تھا کہ جس پر وہ پتھر گرتے تھے اس کے اعضا جھڑنے لگتے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے چھوٹے چھوٹے پتھر اور سارے لشکر کو اپنی زد میں لے لیں؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ یہ اللہ کی قدرت ہے جس کی وہ جلوہ نمائی کرتا رہتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو ایسا بھی کر سکتا تھا کہ طائروں کو مسلط کیے بغیر اُن کو شکست دے دیتا۔ اس کو تو اس نے صرف "بہانہ" بنایا تھا۔ حبشہ کی شکست سے اللہ کا گھر منہدم ہونے سے بچ گیا اور پھر وہ روئے زمین کے سارے مسلمانوں کا قبلہ بن گیا۔

ظہورِ نور

(۲۰ اگست ۵۷۰ء)

بارھویں ربیع الاوّل روز دوشنبہ ۱سنہ عام الفیل مطابق ۲۰۔ اگست ۵۷۰ء بشہر مکہ "سوق اللیل" کے مشہور مکان (جس کو دار محمد بن یوسف الثقفی کہا جاتا ہے) نوشیروانِ عادل کے چالیسویں سالِ جلوس میں عالمِ نور سے دنیاءِ ظہور میں تشریف لائے۔

اس مقام کو محمد ثقفی کے گھر میں مدغم کر دیا گیا تھا لیکن بعد میں خیزران نے (جو ہادی اور رشید کی ماں تھی) اس مقام کو اس گھر سے علیحدہ کر کے اس کو "مسجد" بنا دیا۔ یہ گھر اس کے پہلے عقیل بن ابی طالب کا تھا (مگر بعد میں عقیل کی اولاد نے محمد ابن یوسف الثقفی کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ ابن ہشام)۔

آپ کا ظہور شفا ام عبدالرحمٰن کے ہاتھوں ہوا جو آپ کی کھلائی تھی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو آسمان کی طرف نظریں اٹھائے ہوئے اور زمین پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بیان کرتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے تو مجھے نہ تو کوئی گرانی محسوس ہوتی ہوتی تھی اور نہ ہی حمل کے دوسرے اثرات ستاتے تھے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی مادرِ گرامی نے کسی کو آپ کے جدّ امجد عبدالمطلب کو بلانے کے لیے بھیجا اور اس وقت عبدالمطلب خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ جب وہ آئے تو جناب آمنہ نے کہا اے ابوالحارث! یہ آپ کے ہاں عجیب لڑکا پیدا ہوا۔ یہ سن کر عبدالمطلب دہشت زدہ ہو گئے اور کہنے لگے کیا "بے عیب" بچہ نہیں؟ جناب آمنہ نے کہا ہاں وہ بالکل بے عیب اور مکمل ہے لیکن پیدا ہونے کے بعد وہ سجدہ میں گر گیا اور پھر سر کو اٹھایا اور اس کی انگلیاں آسمان کی طرف بلند تھیں۔ آمنہ کہتی ہیں کہ پھر میں نے اپنے بچہ کو نکال کر عبدالمطلب کو دیا۔ عبدالمطلب نے بغور دیکھا اور پھر اس کو گود ہی میں لے کر کعبہ لے گئے۔ کعبہ جا کر اس مولود کے لیے برائیوں اور خرابیوں کے لیے استعاذہ کیا۔ اور سلامتی کی دعا کی۔ پھر وہاں سے آکر بچہ کو مجھے واپس کر دیا۔

عبدالمطلب ہی نے آپ کا نام "محمدؐ" رکھا۔ لوگوں نے کہا بھی کہ یہ آپ نے کیسا نام رکھا ہے آپ کے بزرگوں میں تو کسی کا ایسا نام نہیں تھا۔ آپ نے کہا کہ محمدؐ میں نے اس لیے اس کا نام رکھا کہ مجھے امید ہے کہ ساری دنیا اس کی حمد کرے گی۔

جس سال آپ پیٹ میں آئے ہیں وہ سال قریشیوں کے لیے کشادگی اور انبساط کا سال تھا۔ اس کے پہلے قریش شدید خشک سالی اور بدحالی میں گرفتار تھے لیکن آپ کے حمل کے ساتھ ہی زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں۔ درخت برگ و بار سے زیر بار ہو گئے اور خوش حالی نے ہر طرف اپنا دامن پھیلا دیا۔

اور جو عجیب واقعہ آپ کی پیدائش کے وقت رُواۃ بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو "ایوانِ کسریٰ" میں

زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔" غالباً یہ اشارہ اس بات کی طرف ہو کہ سلاطینِ ظلم واستبداد میں سے سوائے چودہ کے کوئی باقی نہیں ہے۔ پھر ان چودہ میں سے دس تو چار ہی سال میں ہلاک ہو گئے اور چار جناب عثمانؓ کے زمانے تک ختم ہو گئے۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بحیرۂ طبریہ (جو فلسطین میں ہے) خشک ہو گیا اور یہ اشارہ غالباً اس طرف ہے کہ آپ کے اصحاب کو شدید طاقت ہو گی۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آتش کدۂ فارس جو ایک ہزار سال سے روشن تھا، گل ہو گیا۔ ان واقعات کا ذکرِ مفصل بیہقی، ابو نعیم، خرائطی اور ابن عساکر نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آسمان کی نگرانی کے لیے "شہاب ثاقب" کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا اور شیاطین کی آمد و رفت اور جاسوسی کو یکلخت بند کر دیا گیا۔

اور بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ آپ کی پیدائش کے وقت ایک عظیم زلزلہ ظاہر ہوا۔ یعقوبی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے: "ایک عظیم زلزلہ ظاہر ہوا جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔" تاریخوں میں ہے کہ جب رشید نے ایوانِ کسریٰ کے انہدام کا اظہار کیا تو اس کے وزیر یحییٰ بن خالد البرمکی نے کہا کہ آپ اس چیز کو نہ گرایئے جو "اسلام کی آیت" ہے (خالد کا اشارہ اسی تاریخی واقعہ کی طرف تھا جو بوقتِ ولادت آنحضرتؐ ظہور پذیر ہوا تھا)۔ ولادت کے ساتویں روز آپ کے دادا نے آپ کے عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح کیا۔

"اسماءِ گرامی"

رسول کریمؐ نے خود فرمایا ہے کہ میرے بہت سے نام ہیں۔ میں "محمدؐ" بھی ہوں اور "احمدؐ" بھی، میں "ماحی" بھی ہوں (جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹائے گا) اور "حاشر" بھی (چونکہ لوگ میرے قدموں پر محشور ہوں گے۔ مجھ کو "عاقب" بھی کہتے ہیں (چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے کہا میں "محمدؐ" ہوں "احمدؐ" ہوں "نبی رحمت" ہوں "نبی توبہ" ہوں "مقفی" ہوں "حاشر" ہوں اور "نبی ملاحم" ہوں۔

کتاب تہذیب میں ہے کہ اللہ نے قرآن میں آپ کو مختلف الفاظ سے یاد کیا رسولاً، نبیاً اُمّیاً، شاہداً، مبشراً، نذیراً، داعیاً الی اللہ باذنہ، سراجاً منیراً، رؤفاً رحیماً۔ آپ کو کہیں رحمت، کہیں نعمت اور کہیں ہادی قرار دیا ہے۔ آپ کے اسماء میں سے "الفاتح" "طٰہٰ" "یٰسٓ" "عبداللہ" "خاتم الانبیاء" اور "مختار" بھی ہیں۔

آپ کی کنیت "ابوالقاسم" تھی اور جبرئیل نے آپ کی کنیت "ابوابراہیمؑ" رکھی تھی

مرضعات

(دودھ پلانے والیاں)

رسول کریمؐ کو آٹھ عورتوں نے دودھ پلایا تھا اور بعض لوگ تو اس سے بھی زائد آپ کے مرضعات کی تعداد بتاتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کی ماں جناب آمنہ نے آپ کو دودھ پلایا پھر "ثوبیہ الأسلمیہ" (حلیمہ کے آنے سے پہلے چند دن دودھ پلایا۔ ثوبیہ ابولہب کی کنیز تھی جس کو آپ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا گیا تھا) خولہ بنت المنذر، ام ایمنؓ، ایک سعدیہ عورت اور تین اور عورتیں عواتک کی تھیں جنھوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

سب سے زائد آپ کو حلیمہ بنت ابوذویب السعدیہ نے دودھ پلایا تھا۔ حلیمہ کی کنیت ام کبشہ تھی۔ عربوں میں یہ رسم تھی کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو دوسرے قبیلوں سے "مرضعات" طلب کرتے تاکہ لڑکے کی تربیت و تطہیر اور فصاحت زبان کے لیے مناسب ماحول مل سکے۔ کچھ عورتیں بنی سعد کی مکہ آئیں تاکہ شیرخوار بچوں کو لیں۔ ان ہی عورتوں میں حلیمہ سعدیہ بھی تھیں اور وہ سال سخت قحط و خشک سالی کا تھا۔ ہر عورت ایک بچہ پالنے میں کامیاب ہوگئی مگر حلیمہ سعدیہ کو کوئی نہ مل سکا۔ یہ قصہ وہ خود بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ اپنے شہر سے نکلیں (ان کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزی تھا) آپ کے ساتھ آپ کا ایک چھوٹا بیٹا بھی تھا جس کو وہ بنی سعد کی عورتوں سے (جو شیرخوار بچوں کی طالب ہوتی ہیں) دودھ پلواتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ یہ سال بڑا قحط زدہ سال تھا اور ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ بالآخر میں اپنی گدھی پر اپنے ایک سن رسیدہ اونٹ کے ساتھ نکلی۔ ایک قطرہ دودھ میرے سینہ میں نہ تھا اور لڑکا بھوک سے بلک بلک کر رونا تھا جس سے ہم رات کو سو بھی نہ سکتے تھے۔ جب ہم بچوں کو حاصل کرنے کے لیے مکہ پہنچے تو ہمارے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔ جب اس کے سامنے رسول کریمؐ لائے گئے اور اس نے سنا کہ یہ بچہ یتیم ہے تو لینے سے انکار کر دیا اور اس کی وجہ ظاہر تھی کہ ہم لڑکے کے باپ سے حسن سلوک کے خواستگار ہوتے تھے اور جس کا باپ نہ ہو اس کی ماں یا دادا کیا کر سکتا ہے۔ اس بنا پر ہم یتیم بچہ کو لینا ناپسند کرتے تھے۔ میرے ساتھ جتنی بھی عورتیں آئیں تھیں ان سب کو ایک ایک بچہ مل گیا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ پھر کیوں نہ ہم اس یتیم بچہ کو لے لیں۔ میرے شوہر نے کہا کیا مضایقہ ہے۔ ممکن ہے اللہ ہمیں اسی میں برکت دے دے۔ پھر میں وہاں گئی اور اس بچے (رسول کریم) کو لے لیا اور لینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس کے سوا ہمیں کوئی ملا ہی نہ تھا۔ بچہ کو لے کر میں اپنی سواری کے پاس آئی۔ جب میں نے اسے گود میں لیا تو وہ بچہ میرے سینہ کی طرف منہ کر کے دودھ پینے لگا یہاں تک کہ خوب سیر ہو گیا۔ پھر اس کے رضاعی بھائی (میرے بیٹے) نے دودھ پیا اور وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر وہ دونوں سو گئے حالاں کہ اس کے پہلے اس لڑکے کے رونے کی وجہ سے ہم کبھی سو نہ سکے تھے۔ پھر میرا شوہر اپنی سن رسیدہ اونٹنی کے پاس آیا اور کیا دیکھا کہ اس کا تھن دودھ سے لبریز ہے۔ اس کو دوہا۔ پھر ہم دونوں نے مل کر خوب دودھ پیا اور وہ رات

بڑے آرام سے گذاری۔

صبح کو میرے شوہر نے کہا حلیمہ! ہم نے بلاشبہ بابرکت بچہ لیا ہے جس پر میں نے کہا کہ میں بھی یہی سمجھتی ہوں۔ پھر ہم سفر پر نکلے۔ میں اپنی گدھی پر بیٹھی اور اس بچہ کو اپنے ساتھ اس پر بٹھایا۔ پھر واللہ وہ گدھی ہم کو لے کر اتنا تیز چلی کہ کیا کوئی خچر چلے گا۔ جس پر میری ہم سفر عورتیں کہنے لگیں اے حلیمہ! اتنا تیز نہ چلو اور ہم پر مہربانی کرو۔ کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر تم سوار ہو کر آئیں تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ وہی گدھی ہے۔ اس پر وہ بولیں اس کی تو اب عجیب شان ہو گئی ہے۔

پھر ہم (اپنے وطن) بنی سعد کے شہر پہنچے اور مجھے اس زمین سے زائد قحط زدہ دنیا کی کوئی اور زمین نہیں معلوم ہوتی تھی۔ جب ہم پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ہماری بھیڑیں شکم سیر پھر رہی ہیں اور ان کے تھن دودھ سے لبریز ہیں۔ ہم نے ان کا دودھ دوہا اور خوب پیا حالانکہ دوسرے لوگ اپنی بھیڑوں سے ایک قطرہ بھی دودھ کا حاصل نہیں کر سکے اور نہ ہی دوسری بھیڑوں کے تھنوں میں دودھ تھا یہاں تک کہ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہنے لگے "ارے جس طرح بنت ابو ذویب (حلیمہ) بھیڑوں کو چراتی ہے، اسی طرح تم بھی چرایا کرو۔" حال یہ تھا کہ دوسروں کی بھیڑیں بھوکی ہوتیں اور دودھ کا ایک قطرہ بھی ان کے تھنوں میں نہ ہوتا اور میری بھیڑیں شکم سیر اور شیردار تھیں۔ پھر ہم اسی طرح خیر و برکت محسوس کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال ہو گئے۔ پھر ہم نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ عام بچوں کے مقابلہ میں آپ کی نشو و نما تیزی سے ہو رہی تھی۔ ابھی دو سال کے آپ نہیں ہوئے تھے کہ آپ بھرپور نوجوان معلوم ہوتے تھے۔ پھر ہمیں آپ کو لے کر آپ کی ماں کے پاس آنا پڑا حالانکہ اس خیر و برکت کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ تھی، ہم آپ کو اپنے ہی پاس ٹھہرانا چاہتے تھے مگر مجبوری تھی۔ ہم آئے اور آپ کو جناب آمنہ کے سپرد کر دیا۔

ترغیب قتل

جب بھی یہودی حلیمہ کے پاس سے گذرتے اور حلیمہ آپ کی شان بیان کیا کرتیں تو یہود آپ کے قتل پر ابھارتے اور اور جب بھی بازاروں میں قیافہ شناسوں کے سامنے آپ کو لاتیں وہ سب چیختے اور کہتے اس بچہ کو قتل کردو۔ یہ تمہارے ہم مذہبوں کو قتل کرے گا، تمہارے بتوں کو توڑے گا اور اس کی حکومت تم پر ہو کر رہے گی۔ حلیمہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ میرے پاس سے گذر رہا تھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ تم میرے اس بیٹے کے متعلق کچھ نہیں بتلاتے۔ اس کی ماں کو جب اس کا حمل تھا تو اس کی یہ حالت تھی۔ وضع حمل کے وقت یہ کیفیت ہوئی۔ ولادت کے وقت اس کا یہ حال تھا۔ غرضکہ جو کچھ میں نے آپ کی مادر گرامی سے حالات سُنے تھے وہ اور اُن سے لینے کے بعد جو میں نے آپ کے احوال دیکھے تھے وہ سب میں نے بیان کیے اور اس طرح کہ میں ہی آپ کی ماں معلوم ہوں۔ یہ سُن کر ایک یہودی دوسرے سے کہنے لگا اس کو قتل کر دینا چاہیے۔ پھر اُنھوں نے مجھ سے پوچھا کیا یہ یتیم ہے؟ میں نے کہا نہیں میں اس کی ماں ہوں اور یہ (اپنے شوہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس کا باپ ہے۔ یہ سُن کر وہ کہنے لگے اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم اس کو قتل کر دیتے، کیونکہ اس میں نبوت کی ساری علامتیں پائی جارہی ہیں۔

اور یہ بھی حلیمہ ہی سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں بازارِ عکاظ میں گئی (اور یہ بازار طائف اور نجد کے درمیان مشہور و معروف جگہ پر واقع ہے۔ جب عرب حج کے قصد سے چلتے تھے تو اس بازار میں ماہ شوال کو قیام کرتے ہوئے بڑے زور شور سے شعر و شاعری، خاندانی مفاخرت، لسانی مناظرے، بیع و شریٰ ہوتی)۔

جب حلیمہ بازارِ عکاظ پہنچیں (اور رسولِ کریمؐ ساتھ تھے) تو ایک کاہن نے آپ کو دیکھا۔ دیکھتے ہی چیخا اور کہنے لگا: اے عکاظ والو۔ اس بچہ کو قتل کردو کیونکہ اس کو عظیم حکومت ملے گی۔ جب اس کو یہ کہتے سُنا تو حلیمہ آپ کو فوراً راستے سے ہٹا کر دوسرے گئیں اور اس طرح اللہ نے آپ کو بچا لیا۔

اللہ نے حلیمہ اور اُن کے شوہر اور بیٹوں کو دولتِ اسلام سے بھی نوازا۔

جناب آمنہ کی وفات

جب حلیمہ نے آپؐ کو آپ کی ماں کے پاس لوٹا دیا تو آپ اپنی ماں کے ساتھ رہنے لگے۔ ۵۷۵-۷۶ء میں ایک مرتبہ آپ کی والدہ آپ کو لے کر آپ کے ننھیال (جو بنی نجار میں تھی) عزیزوں سے ملنے کی غرض سے نکلیں۔ وہاں پہنچ کر آپ بیمار پڑ گئیں۔ اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ مکّے اور مدینے کے درمیان بہ مقام "ابوا" آپ کو دفن کیا گیا۔ اس وقت رسول کریمؐ کی عمر ۶ سال اور جناب آمنہ کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔

حدیث میں ہے کہ مقام ابوا پر رسولِ کریمؐ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اور اُس وقت آپؐ کے ساتھ ایک ہزار کا مسلح لشکر تھا۔ زیارت کے وقت آپ بھی خوب روئے اور حاضرین کو بھی رُلایا۔

پھر آپ کی پرورش ام ایمن کے ذمہ ہو گئی اور آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کے نگران ہو گئے۔ جناب عبدالمطلب آپ سے بے حد محبت کرتے اور انتہائی تکریم کے ساتھ پیش آتے۔

عبدالمطلب کے لیے ایک مسند زیرِ سایہ کعبہ بچھائی جاتی اور عبدالمطلب کے سارے بیٹے اس کے اردگرد بیٹھتے اور از راہِ اکرام عبدالمطلب مسند پر بیٹھنے کی جراءت نہ کرتے۔ ایک مرتبہ رسول کریم آئے (اور اس وقت آپ نوجوانی کی سرحد سے گزر رہے تھے) اور آتے ہی مسند پر بیٹھ گئے۔ فرزندانِ عبدالمطلب نے آپ کو ہٹانا چاہا۔ یہ دیکھ کر عبدالمطلب بولے "میرے بیٹے کو چھوڑ دو۔ یہ نرالی شان والا ہے۔"

پھر عبدالمطلب نے آپ کو اپنے پاس بٹھایا اور پیٹھ تھپتھپائی۔

درحقیقت آپ کی یتیمی آپ کی ماں کے انتقال کے بعد سے شروع ہوئی جس کی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا ہے (اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی) (کیا اس نے تم کو یتیم پا کر پناہ نہیں دی)۔ جس سال آپ عبدالمطلب کی آغوشِ تربیت میں آئے تھے اُس سال آپؐ کو شدید آشوبِ چشم لاحق ہوا۔

عبدالمطلب اور سیف بن ذی یزن

جب سیف بن ذی یزن الحمیری نے حبشہ پر فتح پائی (اور یہ واقعہ رسولِ کریمؐ کی ولادت کے بعد کا ہے) تو اشراف عرب اور عرب کے وفود تہنیت و تبریک کے لیے سیف کے پاس پہنچے۔ عبدالمطلب، امیہ، اسد بن عبدالعزیٰ، عبداللہ بن جدعان بھی عربوں کے وفد میں شریک تھے۔ یہ سب سیف کے غمدان نامی قصر میں پہنچے اور طالبِ ملاقات ہوئے۔ آخر ملاقات ہوئی اور جناب عبدالمطلب نے مبارک باد دی۔ جب آپ تہنیت دے چکے تو سیف نے آپ کو اپنے قریب بلایا۔ پھر سیف عبدالمطلب سے تخلیہ کر کے نزدیک ہو کر کہنے لگا "عبدالمطلب! میں تمھیں ایک خاص راز کو سونپ رہا ہوں۔ تمھارے علاوہ میں ہرگز ہرگز کسی کو نہ بتاتا لیکن تم کو اس راز کا محل سمجھتے ہوئے بتاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ راز محفوظ رہے گا یہاں تک کہ اللہ اس راز پر سے پردہ اٹھائے اور بے شک اللہ اپنے امر کو کمال تک پہنچاتا ہے۔

میں نے علم مخزون اور کتاب مکنون (جو ہم نے صرف اپنے لیے رکھی ہیں اور دوسروں سے پوشیدہ کیے ہوئے ہیں)، ایک "خبرِ عظیم" اور "نویدِ خاص" دیکھی ہے جو تمام انسانوں کی حیات و موت کے لیے شرف بنے گی۔ تیرے قبیلے کے لیے عموماً اور تیری ذات کے لیے خصوصاً اس سے عزت و اجلال وابستہ ہے۔

عبدالمطلب: وہ خبر کیا ہے؟

سیف: تہامہ میں ایک لڑکا ہوگا جس کے شانوں کے درمیان "شامہ" ہوگا اور جس کی امامت قیامت تک رہے گی۔

عبدالمطلب: اگر تمکنت شاہی حائل نہ ہوتی تو میں مزید وضاحت طلب کرتا اور مسرت حاصل کرتا۔

سیف: یہی زمانہ ہے اس کے پیدا ہونے کا اور ممکن ہے کہ وہ پیدا ہو بھی گیا ہو۔ اس کے ماں باپ مر جائیں گے۔ اس کا دادا اور چچا اس کی کفالت کرے گا۔ اللہ اس کو ظاہر کرے گا۔ ہم میں سے اس کے مددگار پیدا کرے گا اور ان کے ذریعہ اس کے دوستوں کو جلیل، اس کے دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔ زمین کے خزانے اس پر کھل جائیں گے اور لوگ مقامِ عزت سے گر جائیں گے۔ باطل مذاہب کے چراغ گل کر دے گا۔ اصنام کو توڑ دے گا اور خدا کی عبادت کرے گا۔ اس کا قول حکم ہوگا اور حق ہوگا۔ اس کا حکم عقل و عدل پر مبنی ہوگا اچھی باتوں کا حکم دے گا۔ بری چیزوں سے روکے گا۔

عبدالمطلب: آپ کی زندگی قائم، آپ کا ملک دائم، آپ کے نصیب اونچے، آپ کا فخر سربلند، کیا عالی جاہ مزید وضاحت سے مجھے مسرت عطا نہیں کریں گے۔

سیف: قسم ہے طنابوں والے خیمے کی، جھنڈیوں اور نشانوں کی کہ (پھر سن لے) اے عبدالمطلب تو ہی ہے وہ جو اس

کا دادا ہے۔

یہ سن کر عبدالمطلب سجدۂ خالق میں جُھک گئے۔ سیف کہنے لگا

"عبدالمطلب! سراٹھاؤ۔ اپنے سینے کو ٹھنڈا کرو۔ تمھارا سر بلند ہو۔ یہ تو بتاؤ جو کچھ میں نے بتایا اس کے آثار تم نے بھی دیکھے؟

عبدالمطلب: اے بادشاہ میرا ایک لڑکا تھا جس سے میں بے حد محبت کرتا تھا۔ میں نے اس کی شادی ایک بہت عزت وجلالت والی لڑکی کے ساتھ کی جس کو آمنہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے شانوں کے درمیان وہی شامہ ہے جس کا تو نے ذکر کیا اور اس میں وہ تمام علامات نبوت ہیں جو آپ نے بیان کیں۔ اس کا باپ بھی مر چکا ہے اور ماں بھی۔ اب صرف میں اور اس کا چچا اس کے کفیل ہیں۔

سیف: جو تم کہہ رہے ہو وہی ہے جو میں کہہ چکا ہوں۔ اچھا اب اپنے بیٹے کی حفاظت کرنا اور خاص طور پر یہود سے اس کو بچانا کیوں کہ وہ اس کے شدید دشمن ہیں مگر خدا نے چاہا تو وہ اس پر قابو نہ پا سکیں گے۔ اور یہ بات اپنے قبیلے والوں سے بھی چھپانا کیوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ ان کے دل میں اس بات سے حسد نہ پیدا ہو جائے کہ ریاست تمھارے گھر آجائے گی۔ پھر تمھارے لیے قدم قدم پر مصیبتیں کھڑی کرنا شروع کر دیں اور سازشوں کے جال بچھانے لگیں۔ اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ اس کی بعثت کے پہلے مجھے موت آجائے گی تو میں اپنے لشکر اور سواروں کو لے کر یثرب پہنچ جاتا جو اس کا "دار ہجرت" ہوگا کیونکہ میں نے کتاب ناطق اور علم سابق میں دیکھا ہے کہ مدینہ اس کا دار ہجرت ہوگا اور اس کے انصار کا گھر ہوگا۔ اگر میں اس کو آفات سے بچا سکتا اور مصیبتوں سے محفوظ رکھ سکتا تو میں اس کی کم سنی کے باوجود اس کے نبی ہونے کا اعلان کر دیتا اور عرب کے لشکروں کو اس کے پیچھے جمع کر دیتا لیکن اب میں اپنی کوتاہ نصیبی کی بنا پر اس کو تمھارے سپرد کرتا ہوں۔

یہ گفتگو ختم ہوگئی اور سیف نے ہر آنے والے کو دس غلام، دس حبشی کنیزیں، پانچ رطل چاندی، دو حلے یمنی اور ایک عنبر کا ڈبہ دیا اور اس سے دس گنا سامان عبدالمطلب کو پیش کرنے کے لیے کہا پھر عبدالمطلب سے کہا:

جب دوسرا سال آئے تو اس کے حالات سے مجھے اطلاع دینا۔

لیکن دوسرا سال نہیں آیا تھا کہ سیف کا انتقال ہوگیا۔

عبدالمطلب کو لوگوں نے یہ کہتے ہوئے سُنا اے قریشیو! بادشاہ کی یہ عطاءِ کثیر قابل رشک نہیں ہے کیوں کہ یہ دولت ختم ہو جانے والی ہے ہاں اگر رشک کرنا ہے تو اس چیز پر کرو جس کی بنا پر میرا اور میری نسل کا ذکر و فخر ہمیشہ کے لیے قائم رہے گا۔ لوگوں نے کہا وہ کون سی شے ہے۔ عبدالمطلب نے کہا کچھ دنوں کے بعد ظاہر ہو جائے گی۔

یمن حبشے کا زیر نگین تھا مگر یہ بات اہل یمن کو ناپسند تھی۔ سیف بن ذی یزن اٹھا اور اس نے اپنے آبائی تخت حکومت کو لینا چاہا۔ اس سلسلہ میں اس نے حاکم رومانیہ سے مدد طلب کی مگر اس نے مدد نہ کی۔ وہ بادشاہ فارس سے طالب امداد ہوا۔ پھر اس نے اس کی مدد کے لیے اپنا لشکر بھیجا۔ سیف نے حبشہ پر حملہ کیا اور حبشہ کے والی مسروق کو قتل کر کے حبشہ فتح کر لیا۔ یہ ۵۷۵ء

کا واقعہ ہے اور یہ وہی سال تھا جس میں حضرت آمنہ کا انتقال ہوا تھا۔

اور تاریخی اعتبار سے اس واقعہ میں کوئی نقص و سقم نہیں کہ وفود عرب بغرض تہنیت بادشاہ سیف کے پاس گئے ہوں۔ اور رؤساءِ عرب کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا کیوں کہ ہمسائیگی بھی تھی اور تجارتی مقاصد کا اشتراک بھی۔ عرب جس طرح گرمیوں میں شام کا سفر کیا کرتے تھے اسی طرح جاڑوں میں یمن کا سفر کرتے تھے۔ یہ اسباب یقیناً ایک ہمسایہ ملک کے بادشاہ کی کامیابی پر تہنیت و تبریک کے داعی تھے۔

استاذ "ویل" WEIL اس قصہ کو تاریخی حیثیت سے غلط سمجھتے ہیں۔

لیکن پرسیفال M.C DEPERCEVAL اپنے تشریحات سے اس اعتراض کو رد کر دیتے ہیں۔ مسٹر پرسیفال نے حبشہ کی شکست پہلی مرتبہ ۵۷۵ء میں ثابت کی ہے اگرچہ بالکلیہ شکست یمن سے ۵۹۷ء ہی میں ہوئی ہے۔

لیکن استاذ مور اس واقعہ (برائے تبریک وفود عرب اور عبد المطلب کا جانا) کی تکذیب تو نہ کر سکے لیکن وہ یہ کہتے ہیں اس واقعہ میں وہ بہت سی مبالغہ آمیز خبریں اور واقعات جو نبی منتظر کے متعلق بیان کیے جاتے ہیں محل نظر اور مشکوک ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جو بھی تاریخ و سیرت سے ذرا بھی ربط رکھتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ رسول کریمؐ کی بعثت کی پیشین گوئی کے سلسلہ میں یہ کوئی ایک ہی قصہ نہیں جو سیف نے عبد المطلب سے بیان کیا بلکہ اسی طرح کی بات بحیرا نے ابو طالب سے کہی۔ سلمان فارسی کا پہچاننا اور علماءِ یہود کا "نبی منتظر" کے سلسلہ میں پروپیگنڈہ جس کا ذکر آگے چل کر ہم کریں گے یہ ساری باتیں تاریخ کے مسلمات سے ہیں تو اگر سیف بن ذی یزن نے کہہ دیا تو کیا قیامت آگئی۔

اور عبد المطلب رسول کریمؐ کی جو اتنی خاطر مدارات اور تکریم و تعظیم کرتے تھے شاید اس کے پس پشت سیف کی یہی "اطلاع" کام کر رہی ہو۔ جب رسول کریمؐ کو فرزندانِ عبد المطلب مسندِ عبد المطلب سے اٹھانے لگے تو اس وقت عبد المطلب کا یہ کہنا "اس کو چھوڑ دو اس کی بات دوسری ہے" اسی اطلاع و خبر کی بنا پر تھا۔

ایک چھوٹا سا بچہ ہے لیکن ایک عظیم مستقبل کا مالک ہے۔ ابتداءِ عمر ہی سے عظمت و ذکاوت کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں اور ایک "جذبِ خاص" کا مالک ہے جس سے دوسرے بچے محروم ہیں۔ وہ جہاں ہوتا ہے فضیلت و محبت کا مرکز ہوتا ہے تاریخ بتاتی ہے کہ بڑے لوگ ابتداء ہی سے بڑے ہوتے ہیں۔

عبد المطلب دادا ہیں اور رسول کریمؐ پر خاص لطف و کرم کرتے ہیں حتّٰی کہ اپنی اولاد پر بھی ان کو ترجیح دیتے ہیں یہ سب اس "جذب خاص" اور عظمت و اجلال کا نتیجہ ہے جو آپ میں صغر سنی ہی سے پوشیدہ تھی جتنا آپ کا سن بڑھتا گیا یہ چیزیں بھی بڑھتی گئیں۔ صحابہ کے واقعات و اقوال بتاتے ہیں کہ رسول کریم میں ایک "خاص مقناطیسیت" تھی اور اس بنا پر وہ ان سے بے پناہ محبت اور ان کے حکم کی مدہوشانہ اطاعت کرتے۔

"ممکن" ہے کہ عبد المطلب یہ نہ جانتے ہوں کہ یہ طفل صغیر جس کو محمد کہتے ہیں اللہ کا رسول ہوگا لیکن وہ اپنی روح کی گہرائیوں

میں ان کی اس جاذبیت و عظمت خاص کا اعتراف کرتے تھے اور یہی وجہ تھی جو وہ اس درجہ آپ سے محبت و رعایت کرتے تھے۔ بلاشبہ عبدالمطلب ایک عظیم انسان ذہین و عقلمند آدمی تھے۔ ان کا اپنی اولاد سے یہ کہنا "میرے بیٹے کو چھوڑ دو۔ اس کی انوکھی شان ہے۔" عبدالمطلب کی ذہانت، قیافہ شناسی اور رمز آشنائی کی نشان دہی کرتا ہے۔

وفاتِ عبدالمطلب ۵۷۸ء کفالتِ ابوطالب

جب رسولِ کریمؐ کا سنِ مبارک آٹھ سال کا ہوا تو اس وقت آپ کے دادا جناب عبدالمطلب ۱۱۰ سال کی عمر میں ۵۷۸ء بمقام مکہ عام الفیل کے آٹھ سال بعد انتقال فرما گئے" اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انتقال کے وقت عبدالمطلب کی عمر ۱۱۰ سال سے بھی زائد تھی۔ آپ کے جنازہ کے پیچھے پیچھے رسول کریمؐ روتے ہوئے جا رہے تھے۔ پھر آپ کو مقام "حجون" (جو مکہ کا ایک پہاڑ ہے اور آپ کا خاندانی قبرستان تھا) میں آپ کے دادا قصی کی قبر کے پاس دفن کر دیا گیا۔ مرتے وقت آپ نے جناب عبداللہ کے سگے بھائی "ابوطالب" کو (جن کا نام عبدمناف تھا، آپ انتہائی مرد کریم مگر مال و دولت کے لحاظ سے غریب اور کثیر العیال تھے) آپؐ کے متعلق وصیت کی اور انہیں کی کفالت میں آپؐ کو دے دیا۔ جناب ابوطالب رسولِ کریمؐ سے آثارِ خیر و برکت دیکھا کرتے تھے اور آپ سے انتہائی محبت کرتے تھے اسی لیے ہمیشہ آپؐ کے پہلو میں سوتے۔ جب باہر نکلتے تو ساتھ لے کر جاتے۔

مرتے وقت عبدالمطلب ابوطالب سقایت زمزم (حاجیوں کو پانی پلانا) کا منصب اور اپنے دوسرے بیٹے زبیر کو حکومت اور تولیتِ کعبہ کا منصب سپرد کر گئے تھے۔ عبدالمطلب کے سالِ وفات ہی میں حاتم طائی اور کسریٰ انوشروان (عادل) کا بھی انتقال ہو گیا دگویا عبدالمطلب کے انتقال کے ساتھ سخاوت و عدالت بھی رخصت ہو گئی۔ اجتہادی)

ابن عساکر جلہمہ بن عرفطہ سے ناقل ہیں کہ جلہمہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ زمانۂ قحط میں مکے گیا۔ میں نے دیکھا کہ قریش ابوطالب سے کہہ رہے ہیں ابوطالب! قحط و خشک سالی عروج کو پہنچ چکی ہے۔ آؤ ہم طلب باراں کریں۔ یہ سن کر ابوطالب طلب باراں کے لیے نکلے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ شمس الضحیٰ ہے اور جس سے سیاہ بادل چمک اٹھے ہیں۔ اس لڑکے کے اردگرد ابوطالب کے دوسرے لڑکے تھے۔ ابوطالب نے اس لڑکے کو لیا اور اس کی پشت کعبہ سے ملا دی پھر اس لڑکے نے اپنی انگلیوں کو آسمان کی طرف دعائیہ اور سائلانہ انداز سے اٹھایا۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ اچانک بادل ہر طرف سے آنا شروع ہوئے اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ ندی نالے بہ نکلے اور چاروں طرف ہریالی اور شادابی آ گئی۔ ابوطالب کا وہ معرکتہ الآرا قصیدہ جس کا پہلا شعر

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

(وہ روشن رخ ہے جس کے ذریعہ سے بادلوں سے بارش طلب کی جاتی ہے اور جو یتیموں کا فریادرس اور ضعیفوں اور

محتاجوں کی پناہ گاہ) اسی واقعہ کا نتیجہ ہے۔ آپ کے توسل سے طلب باراں کا یہ واقعہ ابوطالب نے دیکھا اور اس عظیم الشان قصیدہ کی (جس کا پہلا شعر اوپر ذکر ہوا) بنیاد پڑ گئی۔ ایک مرتبہ اور ابوطالب نے آپ کی یہی کرامت دیکھی تھی۔ اس واقعہ کو خطابی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ قریش پر پے در پے قحط اور خشک سالی کا دور آیا اور یہ وہ زمانہ تھا جب عبدالمطلب حیات تھے۔ پھر یہ ہوا کہ عبدالمطلب اور دیگر حاضرین قریش کوہ ابوقبیس پر چڑھ گئے۔ عبدالمطلب کھڑے ہوئے اور آپ رسول کریمؐ کو بازوؤں پر لیے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے رسول کریمؐ کو اپنے کاندھے پر بٹھایا (اور اس وقت رسول کریمؐ بالکل چھوٹے تھے) اور دعا کی۔ اسی وقت بارش ہوئی اور لوگ سیراب ہو گئے اس واقعہ کا یہی مشاہدہ اس مصرعہ کا محرک اور اس قصیدہ کا خالق ہو سکتا ہے ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجھہ۔

قدیم دور جاہلیت (قبل از زمانہ عبدالمطلب) میں استسقاء (طلب باراں) کا طریقہ یہ نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ ایسا کرتے تھے کہ جب ان پر شدید قحط پڑنے لگتے تو وہ گائیوں کو جمع کرتے اور ان کی دُموں اور کونچوں میں سلع اور عشر کے درخت باندھ دیتے اور ان کو کسی سخت اور خوفناک پہاڑ پر چڑھاتے۔ ان درختوں میں آگ لگا دیتے اور ان گائیوں اور ان کے بچوں کے درمیان جدائی ڈال دیتے۔ گائیوں کو صرف سمتِ مغرب کی طرف ہنکایا جاتا اور کسی دُوسری سمت جانے نہیں دیا جاتا تھا۔ اس آگ کو جس کو وہ روشن کرتے "نارالاستمطار" (آتش باران طلب) کہتے تھے۔

ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ (وہ دُموں میں بندھے ہوئے درختوں میں آگ نہیں لگاتے تھے) بلکہ وہ گائیوں کی دُموں میں آگ لگاتے اور چونکہ بادلوں میں برق ہوتی ہے اور بجلی اور آگ تقریباً ایک ہی ہیں لہٰذا برق کی رعایت سے آگ سلگاتے اور پھر الحاح وزاری، دُعاء وندا کرتے اور وہ اپنی اس حرکت کو نزول باراں کا ذریعہ سمجھتے۔

جناب عبداللہ اور ابوطالب دونوں ایک ہی ماں سے تھے اور سگے بھائی تھے۔ جناب ابوطالب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی عباس سے کہا کہ میں نے جو کچھ محمدؐ کے متعلق دیکھا ہے وہ تم کو سناتا ہوں۔

ابوطالب کہنے لگے "میں محمدؐ کو ہر وقت سینے سے چپٹائے رکھتا تھا اور ایک پل کے لیے بھی اس کو اپنے سے جُدا نہ کرتا اور نہ میں کسی دوسرے کے حوالے اس کو کرتا۔ ایک رات میں اپنے بستر پر اسے سلا رہا تھا۔ رات کا کچھ حصّہ گذرنے کے بعد میں نے محمدؐ سے کہا کہ تم اپنے کپڑے اتار دو اور میرے ساتھ سو رہو۔ میں نے دیکھا کہ یہ سُن کر اس کے چہرہ پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے لیکن اس نے میری مخالفت پسند نہ کی اور صرف اتنا کہا" اے چچا اپنا منہ پھیر لیجیے تاکہ میں اپنے کپڑے اتار سکوں کیونکہ میرے جسم کی طرف کسی کو دیکھنا نہ چاہیے۔" مجھے اس کی بات سے تعجب ہوا اور میں نے اس کی طرف سے نظریں موڑ لیں یہاں تک کہ وہ بستر میں داخل ہو گیا۔ جب میں بھی بستر میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے اور اس کے درمیان کپڑا رکھا ہوا ہے حالانکہ میں نے وہ کپڑا بستر میں نہیں رکھا تھا۔ وہ کپڑا انتہائی نرم و لطیف اور خوشبودار تھا گویا اس کو مشک میں ڈبویا گیا تھا۔ پھر میں نے اس کے جسم کو دیکھنے کی کوشش کی تو مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ پھر میں نے بستر پر ادھر اُدھر دیکھا مگر اس کا کوئی پتہ نہ تھا۔ پھر میں بستر سے نکلا تاکہ اسے تلاش کروں کہ اچانک بستر ہی سے آواز آئی میرے چچا میں یہاں ہوں۔ یہ سُن کر میں پلٹ آیا۔ اے عباس میں اکثر اس سے ایسی باتیں سنتا ہوں جو میرے لیے تعجب انگیز و حیرت خیز

ہوتی ہیں اور یہ باتیں وہ اکثر رات کا کچھ حصہ گذر جانے کے بعد کرتا ہے۔

ہم کھانے اور پینے کی ابتدا میں بسم اللہ اور انتہا پر الحمد للہ نہیں کہتے لیکن وہ طعام کے آغاز میں بسم اللہ کہتا ہے اور فراغت کے بعد الحمد للہ کہتا ہے اور جب میں اسے یہ کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے سخت تعجب ہوتا ہے۔

پھر میں نے کبھی اسے جھوٹ بولتے ہوئے، قہقہہ لگاتے ہوئے، جہالت کی باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ کبھی کھیل کود کے شوقین بچوں کے ساتھ کھڑا ہوا۔

سفرِ شام

۵۸۲ء

جب رسولِ کریم کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی تو آپ نے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ ۵۸۲ء میں شام کا سفر کیا۔ جب قافلہ ارضِ شام پر بہ مقام بصریٰ پہنچا اس کو قصبہ حوران بھی کہتے ہیں۔ یہ قصبہ بلادِ عربیہ میں داخل تھا جو حکومت رومانیہ کے ماتحت تھے۔ بصریٰ میں ایک راہب تھا جس کو "بحیرا" کہتے تھے اور وہ وہاں کے گرجا میں مقیم تھا۔ یہ راہب بڑا صاحبِ علم اور نصرانیوں کا بہت بڑا عالم تھا اور ہمیشہ اس گرجے میں گوشہ نشین رہتا۔ اس گرجے میں ایک کتاب تھی جو ان کے بزرگوں سے ان کے پاس چلی آرہی تھی اور ان کا علم اس سے ماخوذ ہوتا تھا۔

عرب کے قافلے اکثر ادھر سے گذرتے تھے مگر وہ راہب نہ ان سے کوئی بات کرتا اور نہ کوئی پیش کش کرتا لیکن جب اس سال یہ تجارتی قافلہ گرجے کے قریب اترا تو اس نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور یہ اس لیے کیا کہ اس نے صومعہ ہی سے رسول اللہ کو دیکھ لیا تھا کہ جب قافلہ ادھر آرہا تھا تو وہ دیکھ رہا تھا کہ ایک ٹکڑا ابر آپ پر سایہ افگن ہے جب وہ لوگ ایک درخت کے نیچے اترے تو اس نے دیکھا کہ وہ ٹکڑا ابر درخت پر سایہ فگن ہو گیا اور درخت کی شاخیں رسولِ کریم پر جھکی ہوئی ہیں اور آپ اس کے سایہ میں تشریف فرما ہیں۔ جب بحیرا نے یہ حال دیکھا تو اپنے صومعہ سے نکلا اور اس قافلے کے لیے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر ایک آدمی ان کی طرف بھیجا اور کہلوایا کہ ہم نے آپ کے لیے طعام کا بندوبست کیا ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ آپ میں کا ہر شخص خواہ چھوٹا ہو یا بڑا آقا ہو یا غلام کھانے میں شریک ہو۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا بھئی بحیرا آج تو تمہارا انداز ہی بدلا ہوا ہے۔ ہم کتنی بار تمہارے پاس سے گذرتے رہے لیکن جو تم نے آج کیا وہ اس کے پہلے کبھی نہیں کیا۔ بحیرا نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو لیکن بہر حال تم ہمارے مہمان ہو اور میں چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کا خیر مقدم کروں اور ماحضر پیش کروں۔ پھر تمام اہلِ قافلہ دسترخوان پر جمع ہو گئے لیکن رسول اللہ کو کم سنی کے سبب اسی درخت کے نیچے چھوڑ گئے۔ جب بحیرا کی نظر حاضرین پر پڑی اور وہ بات نہ دکھائی دی جس کو وہ دیکھنا چاہتا تھا تو کہنے لگا دیکھو کوئی کھانے سے رہ نہ پائے۔ قریشیوں نے جواب دیا "بحیرا ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو یہاں آنہ گیا ہو سوائے ایک لڑکے کے۔ چونکہ وہ کمسن تھا اس

لیے ہم اس کو سواریوں کے پاس ہی چھوڑ آئے ہیں۔ بحیرا نے کہا نہیں نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ اس کو بلاؤ اور وہ بھی اس کھانے میں شریک ہو پھر ایک قریشی گیا اور آپؐ کو اپنی آغوش میں لے آیا اور حاضرین کے ساتھ بٹھایا۔ بحیرا نے آپؐ کو بہت غور سے دیکھنا شروع کیا اور آپؐ کے جسم کی چیزوں کو دیکھنے لگا یہاں تک کہ اس صفت کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوگیا جس کی اسے تلاش تھی۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہوگئے اور ادھر اُدھر ہوگئے تو بحیرا آپ کی طرف آیا اور کہنے لگا اے صاحبزادے! میں آپ کو لات وعزیٰ کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ میں پوچھوں آپ ٹھیک ٹھیک بتائیں۔ اور بحیرا نے ان کی قسم صرف اس لیے دی تھی کہ اس نے سُنا تھا کہ قریشی ان ہی دو بُتوں کی قسم کھاتے ہیں۔ رسولِ کریمؐ نے ان دونوں کی قسم کھانے سے انکار کیا۔ پھر بحیرا نے آپ کو خدا کی قسم دیتے ہوئے کہا کہ جو کچھ میں پوچھوں، آپ صحیح صحیح بتائیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا پوچھو جو چاہتے ہو۔ بحیرا نے آپ کے احوال و امور، آپ کی نیند اور بیداری وغیرہ کے متعلق سوالات کیے۔ آپ نے سب باتوں کا مفصّل جواب دیا۔ بحیرا کے نزدیک نبوت کے جو صفات تھے، آپ کی باتیں ان سب سے مطابقت کر رہی تھیں۔ پھر بحیرا نے آپ کی پشت پر سے کپڑا ہٹایا اور مہر نبوت کو شانوں کے درمیان دیکھا (مہر نبوت نشان حجامت یعنی پچھنے کے ایسے نشان تھے)۔ آپ سے فارغ ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آیا اور کہنے لگا: یہ نوجوان تمہارا کون ہوتا ہے؟ ابوطالب نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے کہا یہ تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس لڑکے کے باپ کو زندہ رہنا چاہیے۔ اس پر ابوطالب بولے یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ بحیرا نے کہا اس کے باپ کو کیا ہوا؟ کہا جب یہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اُس کا اسی وقت انتقال ہوگیا تھا۔ بحیرا نے کہا تم سچ کہتے ہو اور دیکھو تم اپنے بھتیجے کو اپنے شہر لے جاؤ اور یہودیوں کے شر سے اس کو محفوظ رکھنا کیونکہ اگر انہوں نے اس کو دیکھ لیا اور جیسی مجھے اس کی معرفت ہوئی ہے، ان کو ہوگئی تو وہ اس کو ضرور ضرر پہنچائیں گے کیونکہ مستقبل میں اس کی عجیب شان وعظمت ہونے والی ہے اور تم بہت جلد اس کو اس کے وطن پہنچا دو۔ یہ سن کر ابوطالب تجارت شام سے فارغ ہونے ساتھ ہی فوراً آپ کو ساتھ لے کر وارد مکہ ہوگئے۔

جب بحیرا سمجھ گیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو وہ یہود کے بارے میں ڈرا اور ابوطالب کو فوراً واپس جانے اور یہود سے محفوظ رکھنے کی نصیحت کی اور حلیمہ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے کہ جب یہود آپ کو دیکھتے اور پہچانتے تو ایک دوسرے کو آپ کے قتل پر آمادہ کرتے یہاں تک کہ حلیمہ آپ کو چھپانے اور ان سے دور رکھنے پر مجبور ہوئیں۔

بہر حال اس سے یہ تو معلوم ہی ہوتا ہے کہ سب لوگ کسی آنے والے نبی کا انتظار کر رہے تھے اور جن کو دین و مذہب سے زائد لگاؤ تھا وہ اس نبی کے علامات سے بھی واقف تھے۔

اب ہم رسول کریمؐ کے ان اوصاف کا تذکرہ کریں گے جو توریت میں مذکور ہیں اور اس امر کو کس کو شک ہو سکتا ہے کہ بحیرا کی طرح کا عالم ان صفات سے واقف تھا۔

ولیم میور کے اعتراضات اور اُن کا جواب

مسٹر ولیم میور اپنی کتاب "حیاتِ محمد" میں آپ کے سفرِ شام کی بابت لکھتے ہیں کہ ...... "وہ تمام لوگ جنھوں نے سیرۃ رسول مرتب و مدون کی ہے اس سفر کے ساتھ ایسے مضحکہ خیز قصوں اور روایتوں کو منسوب کرتے ہیں جن سے ان کے خیال میں آپ کی نبوت منتظرہ کی عظمت واضح ہوتی ہے (حالانکہ وہ واقعات و قصص یکسر بے بنیاد ہیں)"۔ اس کے بعد مسٹر میور بحیرا والا قصہ تحریر کرتے ہیں (جس کو ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اور دیگر مورخین نے بھی جس کو اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے) اور ان کے خیال میں یہ "مضحکہ خیز" قصہ ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر مسٹر میور کو اس قصے میں کون سی چیز "مضحکہ خیز" نظر آئی ہے۔ ان کو اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ واقعہ تمام مورخین نے ان ہی تفصیلات کے ساتھ لکھا ہے اور یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ ان کی کتاب "حیاتِ محمد" ان ہی مورخین کی کتابوں سے مرتب و مدون ہوئی ہے اور ان مورخین میں وہ مورخین بھی ہیں جن پر مسٹر میور اعتماد کرتے ہیں۔ ان کے کلام کو بنیاد و دلیل بناتے ہیں اور اگر ان کی کتاب میں کسی واقعہ کا ذکر نہ ہو تو وہ اس کو لائق اعتنا نہیں سمجھتے اور اکثر جب مورخین کی تحریروں میں اختلاف ہوتا ہے تو اس وقت وہ ان ہی پر اعتماد کرتے ہیں جیسے علی بن اسحاق، علی الطبری، واقدی وغیرہ (اور یہی وہ مورخینِ معتمد ہیں جنھوں نے اس واقعہ کو لکھا ہے)۔

بحیثیت مورخ کے مسٹر میور کا فرض تھا کہ جس واقعہ کو بلا استثناء تمام مورخین نے لکھا ہے وہ بھی لکھتے۔ جبکہ مسٹر میور کے پاس کوئی (معمولی سی بھی) ایسی روایت نہیں جو ان مورخین کی اس روایت سے زائد مضبوط و مستحکم ہو اور اس واقعہ کی تردید کرتی ہو (جس کو تمام مورخین نے لکھا ہے)۔

اب رہا اس واقعہ کے "مضحکہ خیز" تفاصیل کا قصہ تو جن مورخین سے انھوں نے اپنی کتاب کی تفصیل میں مدد لی ہے ان میں سے کسی نے بھی ان تفاصیل کو مضحکہ خیز و غلط نہیں کہا۔ مسٹر میور کو چاہیے تھا کہ وہ مورخین کے موقف اور ان کے مقام کو سمجھنے کی کوشش کرتے کیونکہ وہ کسی عام انسان کی تاریخ نہیں لکھ رہے تھے بلکہ ایک نبی کی تاریخ مرتب کر رہے تھے اور دنیا جانتی ہے کہ انبیاء اور رسولوں کی زندگی میں خارق العادت امور آتے ہیں جو ان کی نبوت اور رسالت کے لیے تائید و دلیل ہوتے ہیں جو فوق العادت واقعات قبل از نبوت رونما ہوتے ہیں جیسے کہ رسولِ کریم کی ولادت کے وقت کے واقعات اور وہ کیفیات جن کا حلیمہ نے مشاہدہ کیا مثلاً فراوانی رزق و ازدیادِ برکت و شقِ صدر وغیرہ اور وہ حالات جو اثناءِ سفرِ شام میں نمودار ہوئے۔ ایسے تمام واقعات کو "ارھاصات" کہیں گے اور جو ما فوق العادت واقعات نبوت کے بعد واقع ہوتے ہیں ان کو "معجزات" کہا جاتا ہے۔

اولیاء کی کرامتیں بھی انبیاء کے معجزات کی طرح ہوتی ہیں، سوائے اس کے کہ وہ دعوائے نبوت نہیں کرتے اور یہ حقیقت ہے کہ رسولِ کریمؐ سے نبوت سے قبل بھی اور نبوت کے بعد بھی مافوق العادت واقعات کا ظہور ہوا ہے جن سے انکار چند وجوہ کی بنا پر بالکل ممکن نہیں۔ اولاً اس لیے کہ یہ واقعات تاریخی حیثیت سے مسلّم ہیں اور آپ کے معاصرین اور صحابہ کرام نے ان واقعات کو دیکھا اور روایت کی۔ پھر اُن سے دیگر مورخین نے لیا اور اپنے کتابوں میں درج کیا اور اگر آج ہم ان کے مشاہدات و روایات کی تردید کریں تو پھر تاریخ کی کوئی قیمت باقی نہیں رہے گی۔

ثانیاً۔ دینی وجہ سے اس لیے کہ دین معجزاتِ انبیاء و کراماتِ اولیاء کا اعتراف کرتا ہے اور اس بنا پر وہ معجزات جو جناب عیسیٰؑ سے منسوب ہیں مثلاً عالم طفلی میں کلام کرنا، اندھوں اور مبروصوں کو اچھا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا۔ مسلمانوں کے نزدیک "مضحکہ خیز" تصور نہیں کیے جاتے ہیں اور اسی طرح ان معجزات کو بھی مسلمان "طبعزاد" نہیں سمجھتے جو جناب موسیٰؑ سے ظاہر ہوئے ہیں اور جن کا ذکر توراۃ و قرآن میں موجود ہے۔

دُنیا میں بہت سے ایسے آدمی ہوتے ہیں جو نہ نبی ہوتے ہیں اور نہ ہی ولی لیکن تم ان کو دیکھو گے کہ وہ اپنے زمانے اور دور کے لوگوں میں ایک "امتیازی" شان رکھتے ہیں۔ اور ان سے ایسے اعمال ظہور پذیر ہوتے ہیں جن کا دوسروں سے ہونا ممکن نہیں۔ ہم نے خود مصر میں ایک ان پڑھ لڑکے کو دیکھا جو ایک معمولی کسان کا لڑکا تھا۔ اس کی شہرت چاروں طرف پھیلی اور اخبارات نے اس کی تصاویر شائع کیں۔ وہ لمبے لمبے حسابات اور سوالات کا صحیح جواب بغیر قلم کو جنبش دیے ہوئے اور حیرت انگیز سرعتِ ذہن کے ساتھ دیتا کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ میں نے ذاتی طور پر اسے دیکھا تھا۔ اس کی حیرت انگیز صلاحیتوں کو دیکھ کر علماءِ ریاضی انگشت بدندان تھے۔ اربابِ حکومت و صحافت نے بھی اس کا امتحان لیا اور وہ امتحان میں کامیاب اترا۔ یہ ایک عام انسان تھا جس کو مبدءِ فیاض کی طرف سے ایک "خاص لیاقت" ملی تھی جس سے عقلاء دہر کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اس کی اس غیر معمولی صلاحیت کا انکار کردیں یا خود اس کی ذات کے منکر ہوجائیں جو ہمارے درمیان موجود ہے اور پیچیدہ مسائل کو حل کرتا ہے اور ہر سائل کے سوال کا جواب دیتا ہے۔ پھر ایک آدمی مسٹر میور کی طرح کچھ عرصہ کے بعد آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ سب "خرافات" اور "مضحکہ خیز" کہانی تھی جس کو مصریوں نے گھڑ لیا تھا۔ نہ تو کوئی ایسا آدمی تھا اور نہ ہی ایسی کوئی خاص بات۔ تو کیا کسی کا یہ کہنا اصل حقیقت کو دنیا سے معدوم کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

روایت متواترہ ہے کہ جناب زکریا جناب مریم کے پاس گرمیوں میں جاڑوں کے میوے اور جاڑوں میں گرمیوں کے پھل دیکھتے تھے اور یہ مافوق العادت امر جناب مریم کے لیے ہوا اور کسی نے بھی اس واقعہ کو غلط نہ سمجھا۔

اور یہ بھی مشہور روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزات ظاہر کیے تو مخالفین نے آپ سے سختی کے ساتھ چمگادڑ پیدا کرنے کا مطالبہ کیا۔ جناب عیسیٰ نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی پھر اس کو پھونکا اور وہ فضا میں اڑتی ہوئی دکھائی دی۔ لیکن کسی نے بھی اس واقعہ کو مضحکہ خیز قرار نہیں دیا۔ پھر آخر رسول کریم کے قبل از نبوت اور بعد نبوت کے ارہاصات اور معجزات کو بعید

از عقل و صداقت کیوں سمجھا جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰؑ نے گہوارہ میں بہ حالتِ طفلی کلام کیا اور جب ان کے حواریوں نے آسمان سے مائدہ اترنے کی درخواست کی تو جناب عیسیٰ نے اللہ سے دعا کی کہ آسمان سے مائدہ اترے تاکہ وہ ان کے لیے عید بھی بن سکے اور الٰہی نشانی بھی تو اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی اور "مائدہ اترا" پھر کیا کسی مسلمان نے یہ کہا کہ یہ واقعہ "مضحکہ خیز" معلوم ہوتا ہے۔

بحیرا

جس بحیرا کا ذکر ہم نے کیا وہ ایک "مسیحی راہب" تھا اور اس وقت شام ہی میں مقیم تھا اور "الآداب البیزنطیہ" میں لکھا ہے کہ وہ راہب مسیحی نہ تھا بلکہ "راہب نسطوری" تھا اور مذہب "اریوس و نسطور" پر تھا۔ بحیرا مسیح کو خدا تسلیم نہیں کرتا تھا اور ان کے لیے لفظ اِلٰہ کے استعمال کو ناجائز کہتا تھا بلکہ ان کے لیے لفظ "کلمۃ" کے استعمال کو ضروری سمجھتا تھا اور ان کی والدہ گرامی جناب مریم کو "والدۃ الناسوت الذی ھو مظھر الکلمۃ العالی" (ایسے انسان کی والدہ جو کلمۂ عالی کا مظہر ہے) کے الفاظ سے یاد کرتا اور ان کو "والدۃ اللہ" نہیں کہتا تھا۔

بحیرا بہت بڑا پادری، عالم فلکیات اور منجم تھا اور اس نے اس گرجے کو جو شام کو جانے والی شاہراہ پر واقع تھا، اپنا مسکن بنایا تھا وہ مدتوں وہاں رہا۔ اس کے پاس عربی اور غیر عربی قافلے گزرتے اور وہ ان کو خدائے واحد کی عبادت کی دعوت دیتا اور بت پرستی سے منع کرتا اس کے ایک شاگرد کا نام "مذھب" بھی تھا اور جناب سلمان فارسی بھی اس کے شاگردوں میں سے تھے (سلمان کی شاگردی کا زمانہ اسلام سے قبل کا تھا)۔ مذہب کا کہنا ہے کہ بحیرا بعض یہودیوں کی سازش سے قتل کر ڈالا گیا۔

سریانی میں "بحیرا" کے معنی "عالم متبحر" کے ہیں یعنی بہت بڑا عالم۔

اور "دائرۃ المعارف الاسلامیہ" میں ہے کہ بحیرا کا نام آرامی لفظ "بحیرا" سے بنا ہے جس کے معنی "منتخب" کے ہوتے ہیں، اور یہ لقب ہے۔ بحیرا کا نام بعض لوگ "سرجیوس" بتاتے ہیں اور بعض "جرجیوس"۔

حربُ الفجار

(۵۸۰-۵۹۰ م)

(حرب کے معنی "جنگ" کے ہیں اور حرب الفجار کا مطلب "فجور والی جنگ" چونکہ عرب "اشہر الحرام" حرمت والے مہینوں میں جنگ نہیں کرتے تھے لیکن بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی شوریدہ سر کے ہاتھوں اس قانون کی بے حرمتی ہوئی اور حرمت والے مہینوں میں بھی حرب و ضرب کا بازار گرم ہوا جس کی بناء پر اس کو "حرب الفجار" گناہ والی فجور والی جنگ سے تعبیر کیا گیا)۔

عرب میں اس قسم کی جنگیں جنھیں ہم "حرب الفجار" کہہ سکیں، چار مرتبہ واقع ہوئیں۔

(۱) پہلی "حرب الفجار" کنانہ اور عجز ہوازن کے درمیان ہوئی۔

(۲) دوسری قریش و کنانہ کے درمیان ہوئی۔

(۳) تیسری کنانہ اور بنی نصر بن معاویہ کے درمیان ہوئی۔

(۴) چوتھی جو آخری حرب الفجار بھی ہے "قریش و کنانہ" اور ہوازن کے درمیان ہوئی۔ اس جنگ میں قریش و کنانہ حلیف تھے اور ہوازن حریف۔ یہ جنگ آپ کی بعثت سے ۲۵ سال پہلے ہوئی تھی اور اس وقت آپ کا سن مبارک ۱۵ سال کا تھا۔

اس جنگ کا پس منظر یہ تھا کہ نعمان بن منذر (حاکم حیرہ) نے تجارتی طور پر کچھ اونٹ خوشبوؤں (مشک و عنبر وغیرہ) کے سامان سے لدے ہوئے بازار عکاظ بھیجے جس کو عروہ ؎ اپنی نگرانی اور حفاظت میں لے کر چلا۔ یہ ایک چشمہ پر جس کو "اوارۃ" کہتے ہیں، اترا۔ تبراض نے (جو بنی کنانہ کا ایک مکار آدمی تھا) موقع پا کر حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے خیبر بھاگ گیا اور وہاں پوشیدہ ہو گیا۔ راستہ میں اس کو بشر بن ابی خازم الاسدی (شاعر) ملا۔ اس نے اس کو تمام واقعہ بتا دیا اور کہا کہ اس کی خبر عبداللہ بن جدعان، ہشام بن مغیرہ، حرب بن امیہ، نوفل ابن معاویۃ الدیلمی، بلعاء بن قیس کو بھی دے دینا۔ وہ عکاظ پہنچا اور اس نے ان سب کو خبر کی۔ یہ سن کر وہ سب بیت الحرام میں پناہ گزین ہو گئے۔ پھر اس دن کے آخری حصہ ہی میں قبیلہ قیس کو بھی خبر ہوئی جس پر انھوں نے کہا کہ ہم تو قریش کی طرف سے دھوکے ہی میں تھے۔ پھر یہ سب ان کے تعاقب میں چلے مگر انھیں اس وقت پایا جب وہ حرم میں داخل ہو چکے تھے۔

قبیلہ بنی عامر کے ایک شخص نے جسے ادرم بن شعیب کہتے تھے چیخ کر ان پناہ گیروں سے یہ کہا

"آئندہ سے ہمارے تمہارے درمیان انھیں راتوں کا وعدہ ہے اور ہم مزدلفہ میں کمی اور سستی نہیں کریں گے۔"

اس سال عکاظ کا بازار نہ لگ سکا۔ قریش اور ان کے علاوہ قبیلہ کنانہ، اسد بن خزیمہ اور احابیش کے سب لوگ جو ان میں

؎ مصنف صحیح نام نہ لکھ سکے۔ اصل میں یہ "ادارۃ" (اجتہادی)

شامل تھے، سال بھر تک انتظار کرتے رہے اور جنگ کی تیاری کرتے رہے۔

قبیلہ قیس عیلان نے بھی جنگ کی تیاری کی اور آئندہ سال کے لیے حاضر ہو گئے۔

سرداران قریش

عبداللہ بن جدعان

ہشام بن المغیرہ

حرب بن امیہ

ابو احیحہ سعید بن العاص

عتبہ بن ربیعہ

عاص بن وائل

معمر بن حبیب الجمحی

عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار

یہ سب لوگ اس حال سے نکلے کہ سب کے گروہ اور پرچم علٰحدہ علٰحدہ تھے مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان سب کے سالار لشکر عبداللہ بن جدعان تھے اور وہی پورے لشکر کی قیادتِ حربی کر رہے تھے۔

سرداران قیس کے نام یہ ہیں:

ابو براء عامر بن مالک ابن جعفر

سبیع و ربیعہ بن معاویۃ النضری[1]

درید بن الصمۃ

مسعود بن معتب الثقفی

ابو عروہ بن مسعود

عوف بن ابی حارثۃ المری

عباس بن رعل السلمی

یہ سب لوگ رئیس لشکر اور قائد جنگ تھے مگر بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان سب کے سپہ سالار اعظم براء تھے اور ان ہی کے ہاتھ میں علم تھا اور وہی صفوں کو آراستہ کر رہے تھے۔

جنگ کا آغاز ہوا۔ دن کے ابتدائی حصہ میں قریش و کنانہ مغلوب ہونے لگے مگر دن کے آخری حصہ میں قریش و کنانہ نے

---

[1] مولف سے غلطی ہو گئی ہے اصل میں یہ سبیع بن ربیعہ ہے (اجتہادی)

قبیلہ قیس کو پسپا کر دیا۔ بڑا گھمسان کا رن پڑا اور بے شمار آدمی قتل ہوئے۔ یہ حالت دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ نے جو اس زمانہ میں بھر پور جوان تھے (اور ابھی پورے تیس سال کے بھی نہیں ہوئے تھے) صلح کا نعرہ بلند کیا۔ پھر اس امر پر صلح ہو گئی کہ مقتولین کا شمار کیا جائے اور قریش نے قبیلہ قیس کے جتنے زائد آدمی قتل کیے ہیں، ان کا خون بہا دے دیا جائے۔

بہر حال جنگ ختم ہو گئی اور قریش و قیس اپنے اپنے مسکن کی طرف واپس آ گئے۔

حرب الفجار کا ذکر کرتے ہوئے رسولِ کریمؐ نے فرمایا کہ "میں اپنے چچاؤں کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا اور میں نے اس میں تیر بھی چلائے تھے اور مجھے اس کی شرکت پر افسوس نہیں ہے"۔ دوسرے مقام پر آپ کے یہ الفاظ ہیں کہ "میں اپنے چچاؤں کو تیر دیتا جاتا تھا"۔

حلف الفضول

جب قریش حرب الفجار سے واپس ہوئے اس وقت حلف الفضول کی رسم ادا ہوئی اور اس کے پہلے جتنے معاہدے اور محالفے ہوئے حلف الفضول ان سب سے معزز و محترم ہے۔

سب سے پہلے اس "معاہدے" کی طرف زبیر بن عبد المطلب نے دعوت دی۔ بنی ہاشم، بنی زہرہ، بنی تیم یہ سب عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے۔ کھانے کا انتظام زبیر کی طرف سے ہوا تھا۔ پھر ان سب نے ان الفاظ کے ساتھ باہم معاہدہ کیا "بخدا ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ اس کا حق ادا ہو جائے اور معاشی طور پر بھی ہم اس کی دست گیری کریں گے جب تک دریا صوف کو بھگوتا رہے"۔ پھر اس حلف کا نام قریش نے "حلف الفضول" رکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا "میں ابن جدعان کے گھر میں جس حلف میں شریک ہوا تھا اس کو میں سُرخ رنگ کے اُونٹوں (قیمتی اونٹ) کے عوض بھی توڑنے پر تیار نہیں"۔

بنی ہاشم، زہرہ، تیم نے باہم یہ حلف اٹھایا تھا کہ ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے جب تک دریا صوف کو بھگوتا رہے۔ اس کی طرف اگر مجھے اب بلایا جائے تو میں قبول کر لوں۔ اور اسی کو "حلف الفضول" کہتے تھے۔

سفرِ یمن؟

استاذ فیل الالمانی ویل کا یہ کہنا کہ رسول کریمؐ نے ۱۶ سال کی عمر میں اپنے چچا زبیر کے ساتھ یمن کا سفر کیا تھا" بالکل غلط ہے اور اس کی تردید ڈاکٹر سپرینگر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نے بھی کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ خبر بالکل غلط ہے اور کسی معتبر کتاب میں نہیں پائی جاتی۔

اور جیسا کہ ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ "یہ خبر بالکل غلط ہے" واقعہ یہی ہے۔ ہاں طبری نے ایک روائت کا ذکر کیا ہے جس میں یہ ہے کہ جناب خدیجہ نے رسول کریمؐ اور ایک دوسرے شخص کو "بازار حباشہ" میں (جو تہامہ میں واقع ہے) بغرضِ تجارت اجرت پر بھیجا تھا، لیکن خود طبری نے اس روایت پر یہ لکھا کہ واقدی کا کہنا ہے کہ اس قسم کی ساری خبریں غلط ہیں۔ مشہور روایت جو سفر کے بارے میں ہے ابن اسحاق کی ہے جس میں آپ کے "سفرِ شام" کا ذکر ہے۔ شام کے علاوہ رسولِ کریمؐ نے نہ تو کبھی حبشہ کا سفر کیا، نہ فارس کا اور نہ ہی مصر کا۔ ایسی تمام "سفری خبریں" بے بنیاد و غلط ہیں۔

معائبِ جاہلی سے آپ کا اجتناب

بعثت سے پہلے بھی آپ نے کبھی اپنے کو بے ستر نہیں کیا۔

آپ نے قریش کی "عید بوانہ" (بوانہ ایک بت تھا جس کے حضور میں قریش قربانی کرتے تھے) میں شرکت نہیں کی اگرچہ آپ کے چچا اور پھوپھیاں آپ کی عدم شرکت پر ناراض بھی ہوئیں۔

کبھی آپ نے اصنام کے نام کا ذبیحہ استعمال نہیں کیا۔

کبھی یہودیت اور نصرانیت کے قریب نہیں گئے۔ بتوں سے ہمیشہ الگ رہے۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے ہمیشہ منع کرتے رہے اور جو شخص اپنی لڑکی کو زندہ دفن کرنے لگتا، آپ اس سے لڑکی کو لے لیتے اور اس کی کفالت کرتے۔ آپ نے کبھی شراب نہیں پی، باوجود اس کے کہ شراب نوشی اس زمانہ میں عام تھی لیکن شراب کو حرام سمجھنے میں آپ ہی منفرد نہیں ہیں بلکہ دورِ جاہلیت میں بہت سے ایسے لوگ تھے جنھوں نے شراب اپنے اوپر حرام کر لی تھی اور آپ کے بزرگوں میں قصی اور عبدالمطلب نے بھی شراب اپنے اوپر حرام کر لی تھی۔ فرق بس اتنا ہے کہ جب اسلام آیا تو اس نے تحریم عام (ہر ایک پر حرام) کا حکم دیا اور شرابی کے لیے سزا معیّن

کی۔ "زندہ درگور" کرنے کی رسم جاہلیت کی بدترین لرزہ انگن رسم تھی۔ آپ نے اس کی بالکلیہ بیخ کنی کردی اور عرب کو اس لعنت سے پاک کردیا۔ قرآن میں اسی رسم کی طرف اشارہ ہے:

(وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ "جس وقت 'زندہ درگور' لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس جرم میں تجھے مارڈالا گیا؟")

شام کا دوسرا سفر

۵۹۵ء

جب آپ کا سن شریف ۲۵ سال کا ہوا تو جناب ابوطالب نے آپ سے کہا بیٹا! میں ایک بے زر آدمی ہوں۔ زمانہ کی گرفت ہم پر سخت ہوگئی ہے۔ یہ تیری قوم کے قافلے ہیں جن کے سفر شام کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ خدیجہؓ بنت خویلد اپنے تجارتی قافلوں کے ساتھ تمھاری قوم کے افراد کو بھیجا کرتی ہیں۔ اگر تم پسند کرو تو اس کے پاس جاؤ اور اپنے آپ کو اس "خدمت" کے لیے پیش کرو۔ امید ہے کہ وہ فوراً منظور کرلیں گی۔

جب اس گفتگو کی خبر جناب خدیجہؓ کو پہنچی تو انھوں نے ایک آدمی کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ آپ کی قوم کے افراد کو جو میں اُجرت دیتی ہوں، اگر آپ جانے پر تیار ہوں تو میں آپ کو اس اُجرت سے دُگنا دُوں گی۔

پھر آپ خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ سفر شام پر روانہ ہوئے۔ آپ کے چچا نے قافلے والوں کو آپ کے خیال ونگہداشت کے لیے کہہ دیا تھا۔ بالآخر آپ شام میں بمقام بصریٰ فروکش ہوئے اور ایک درخت کے زیر سایہ آرام پذیر ہوئے۔ یہ دیکھ کر نسطورا راہب بولا اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے اور کوئی نہیں اترا۔ پھر میسرہ سے دریافت کیا "کیا اس کی آنکھ میں سُرخی ہے؟" میسرہ نے کہا "ہاں اور وہ سُرخی کبھی دور نہیں ہوتی"۔ یہ سُن کر نسطورا بولا "بلاشبہ یہ نبیؐ ہے اور آخری نبیؐ"۔

راستہ میں میسرہ یہ دیکھتا جاتا تھا کہ جب دوپہر ہوتی اور گرمی سخت ہوتی تو دو مَلک آپ پر سایہ کیے ہوتے۔ یہ سب باتیں میسرہ دماغ میں جمع کرتا رہا۔ سامان تجارت فروخت ہوا جس میں معمول سے دو چند نفع ہوا۔ اس کے بعد کہ آپ واپس تشریف لائے، جتنی باتیں میسرہ نے دیکھی تھیں اور جو کچھ نسطورا راہب سے سنا تھا وہ سب جناب خدیجہؓ کے علم میں لے آیا۔ جب خدیجہ نے اس نفع کثیر کو دیکھا تو معین شدہ اجرت سے دُگنا دیا۔

مسٹر میور اس سفر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کہ رسول کریمؐ کو کسی وقت بھی مال و دولت کی طمع نہیں رہی۔ اگر اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ انتہائی سکون و سلامتی، قناعت و خموشی کے ساتھ زندگی گزارتے اور کبھی بھی اس قسم کے سفر کی بابت نہ سوچتے لیکن جب آپ کے چچا نے آپ کو سفر کی رائے دی تو آپ کا نفس محترم اپنے چچا کی خوشی کو نہ ٹال سکا اور آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ اسے قبول کرلیا۔

حضرت خدیجہؓ سے شادی

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ایک دانش مند، دولت مند اور ذہین و حسین خاتون تھیں اور قریش میں باعتبار نسب و شرف سب سے افضل تھیں اور جاہلیت میں آپ کو "سیدہ" اور "طاہرہ" کے القاب سے پکارا جاتا تھا۔

بہت سے لوگوں نے آپ سے شادی کی خواہش کی مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔

جب رسولِ کریمؐ سفرِ شام سے واپس ہوئے تو آپؐ کے پاس خدیجہؓ نے ایک شخص کو بھیجا جو آپ کو شادی پر آمادہ کرے اور بعض روایتوں میں ہے کہ خدیجہؓ نے اپنی بہن کو بھیجا اور بعض میں یہ ہے کہ آپ نے اپنی لونڈی نفیسہ کو بھیجا۔

رسولِ کریمؐ سے جب شادی کی بات کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کیا ہے جو میں شادی کروں۔ قاصدہ نے جواب دیا، اگر سامان فراہم ہو جائے اور آپ کو مال و جمال، شرف اور ہمسر رشتہ ملے تو پھر آپ کو کیا عذر ہوگا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا وہ کون عورت ہے۔ جواب ملا خدیجہؓ! آپ نے رضامندی کا اظہار کیا۔ پھر جناب خدیجہؓ کو آپؐ کی رضامندی کی خبر دے دی گئی۔

جناب خدیجہؓ نے آپؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ فلاں وقت آپ تشریف لے آئیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے چچا عمرو بن اسد کو بھی نکاح خوانی کے لیے بلایا۔ وقت مقررہ پر رسولِ کریمؐ اپنے چچاؤں کے ساتھ تشریف لائے اور آپ کے اعمام میں سے ایک صاحب نے رسم نکاح ادا کی۔ عمرو بن اسد نے کہا "یہ وہ نکاح ہے کہ اس کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی"۔

اس شادی کے وقت آپ کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہ کی عمر ۴۰ سال کی تھی اور یہ شادی سفرِ شام سے دو مہینہ بعد ہوئی۔

نکاح میں تمام روساءِ مضر موجود تھے۔

خطبۂ نکاح جناب ابو طالب نے پڑھا (خطبہ کا ترجمہ) "حمد ہے اس خدا کی جس نے ہم کو ذریت ابراہیمؑ، کشت اسماعیلؑ، معدن معد اور اصل مضر سے قرار دیا، اپنے گھر کا محافظ اور اپنے حرم کا نگران بنایا۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے ہم کو مرکزِ خلائق گھر اور حرم محفوظ عطا کیا اور ہم کو لوگوں پر حاکم قرار دیا۔ اما بعد یہ میرا بھتیجا محمدؐ ابن عبد اللہ جس کا کوئی مقابلہ عقل و شرافت، فضل و شرف میں نہیں کر سکتا اگرچہ دولت مند نہیں ہے لیکن مال کا کیا ہے وہ ایک ناپائیدار چیز اور ڈھلتا ہوا سایہ ہے، تو میرے اس محمدؐ نے، جس کا جو رشتہ مجھ سے ہے، اس سے آپ سب خوب واقف ہیں، خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کا ارادہ کیا ہے اور جتنا بھی مہر تھا خواہ وہ موجل ہو یا معجل، وہ دے دیا ہے اور یہ خدا اس کے بعد وہ مستقبل میں "عظیم خبر" اور "شانِ جلیل" کا مالک ہوگا۔"

جب ابو طالب خطبہ پڑھ چکے تو ورقہ بن نوفل (جناب خدیجہ کے چچازاد بھائی) نے خطبہ دیا:

"حمد ہے اس خدا کی جس نے ہم کو ان فضائل و مناقب کا مالک بنایا جس کا آپ (ابو طالب) نے ذکر کیا۔ ہم ہی ہیں سردارانِ عرب اور

قائدینِ عرب اور ایسے ہی تم بھی ہو۔ کوئی قبیلہ بھی تمھارے فضل سے انکار اور کوئی شخص بھی تمھارے فخر و شرف کی تردید نہیں کر سکتا اور ہم نے چاہا کہ تمھارے رشتہ شرف سے ہمیں بھی ارتباط حاصل ہو پس گواہ رہو اے گروہ قریش کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمدؐ بن عبداللہ کے ساتھ اتنے مہر پر قرار دیا"۔ خطبہ پڑھ کر ورقہ خاموش ہو گیا۔

ابو طالب نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کچھ صاحبزادی (خدیجہ) کے چچا بھی فرمائیں۔ اس پر عمرو بن اسد نے کہا "اے گروہ قریش گواہ رہو کہ میں نے محمد بن عبداللہ کا نکاح خدیجہؓ بنت خویلد سے کر دیا"۔ پھر رسول کریم کی طرف سے رسم قبول ادا ہوئی۔ اور اس شادی میں بڑے بڑے سردارانِ قریش تشریف فرما تھے۔

پھر رسولِ کریمؐ نے ولیمہ کیا اور ایک اونٹ ذبح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ دو اونٹ ذبح کیے اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ ادھر جناب خدیجہؓ کے یہاں اس شادی کی خوشی میں دف دینے کا اہتمام ہوا۔ ابو طالب کی مسرت انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور وہ کہتے ہوئے پائے گئے" اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے کرب و غم کے بادل ہم سے دور کر دیے۔

یہ پہلا ولیمہ تھا جو رسولِ کریمؐ کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوا۔ واقدی اپنی کتاب میں ایک جھوٹی روایت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ واقدی اس سلسلہ میں ایک موضوعی روایت کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ خدیجہؓ نے رسول کریمؐ کے پاس ایک عورت کو بھیجا اور شادی کی تمنا کا اظہار کیا اور وہ ایک شرافت مآب خاتون تھیں اور قریش کا ہر فرد ان سے نکاح کا طالب تھا اور مال و دولت بھی اس سلسلہ میں خرچ کرنے پر تیار تھا۔ پھر آپ نے اپنے باپ کو بلایا۔ ان کو شراب پلائی یہاں تک کہ وہ مست ہو گئے۔ ایک گائے ذبح کی۔ والد کے جسم میں خوشبو لگائی اور ایک دھاری دار حلّہ پہنایا۔ پھر رسولِ کریمؐ کو کہلوایا کہ آپ اپنے چچاؤں کو لے کر آئیں۔ وہ سب آئے اور آپ کے ساتھ شادی ہو گئی۔ جب والد گرامی کو ہوش آیا تو اپنے مرصع الفاظ میں فرمایا، یہ عقیرہ، یہ عبیر، یہ حبیر کیا ہے (یہ قربانی، یہ خوشبو ؤں کی فراوانی، یہ دھاری دار لباس یہ سب کیا ہے) جواب ملا کہ آپ نے میری شادی محمدؐ بن عبداللہ سے کر دی ہے۔ خویلد نے کہا "میں نے تو شادی نہیں کی میں بھلا ایسا کر سکتا ہوں جب اکابر قریش نے پیغام دیے تو میں نے ایسا کیا نہیں۔ اب بھلا ایسا کروں گا"۔ اس کے بعد واقدی لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ از سرتا پا غلط ہے اور اس روایت سے جو محمد بن عبداللہ بن مسلم نے اپنے باپ سے اخذ کی اور انھوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے اور اس روایت سے جو ابن ابی زناد نے ہشام بن عروہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور ان کے باپ نے عائشہ سے روایت کی اور اس روایت سے جو ابن ابی حبیبہ نے داؤد بن حصین سے اور انھوں نے عکرمہ سے اور عکرمہ نے ابنِ عباس سے حاصل کی (اور وہ روایت یہ ہے) کہ: "رسولِ کریمؐ کی تزویج عمرو بن اسد (خدیجہ کے چچا) نے کی اور خدیجہ کے باپ خویلد حرب الفجار سے قبل انتقال کر چکے تھے"۔ یہ روایت واقعہ مذکورہ کے خلاف ایک ناقابلِ تردید دلیلِ محکم اور برہانِ اعظم ہے۔

رسولِ کریمؐ سے قبل سب سے پہلے جناب خدیجہؓ کی شادی عتیق بن عائذ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے ساتھ ہوئی۔ اس کی موت کے بعد ابو ہالۃ النباش بن زرارہ کے ساتھ ہوئی۔

عتیق سے خدیجہؓ کے یہاں ایک بیٹی ہوئی جس کا نام ہندا تھا۔

ابوہالہ سے ایک لڑکی ہندا نامی اور ایک لڑکا جس کا نام ہالہ تھا، پیدا ہوئے۔

جناب خدیجہ سے شادی کے بعد آپ نے پھر کوئی تجارتی سفر نہیں کیا۔ آپ مکہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ مدینہ سے ہجرت فرمائی۔

تجدید بناء کعبہ

سنہ ۶۰۵ء

کعبہ جو اللہ کا محترم گھر مربع شکل میں مسجد الحرام میں قائم قدآدم اونچی جس کی دیواریں اس کو جناب ابراہیم علیہ السلام نے، جو اولوالعزم پیغمبروں میں سے تھے اور بابل کے جنوب میں کلدانیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے، بنایا تھا۔

کلدانی قوم ستاروں کی پوجا اور بتوں کی پرستش کرتی تھی۔ جب ان کی نافرمانیاں حد سے بڑھیں تو جناب ابراہیمؑ ان کو چھوڑ کر مدین تشریف لے گئے اور وہاں حکم خدا ہوا کہ اپنے فرزند اسماعیلؑ اور اس کی ماں ہاجرہ کو عرب کی طرف لے جاؤ۔ پھر آپ مکہ آئے اور وہاں حکم الٰہی سے کعبہ بنایا۔

سید تقی الفاسی کا کہنا ہے کہ کتاب و سنت سے پوری طرح ثابت اور مسلّم ہے کہ خانہ کعبہ جناب ابراہیمؑ نے تعمیر کیا۔

ارزقی اپنی تاریخ (اخبار مکہ) میں ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنانا شروع کیا تو اونچائی ۹ ہاتھ رکھی اور لمبائی (سامنے کی طرف) حجر اسود سے لے کر رکن شامی تک ۳۲ ہاتھ تھی اور چوڑائی (میزاب شریف کی طرف) رکن شامی سے رکن غربی (اب جس کو رکن عراقی کہتے ہیں) تک ۲۲ ہاتھ تھی اور (لمبائی پچھواڑے کی طرف) رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس ۳۱ ہاتھ تھی اور چوڑائی رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس ہاتھ تھی۔ دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا۔ دروازہ سطح زمین کے برابر تھا، اور اس میں کواڑ چوکھٹ نہ تھے۔ یہاں تک کہ تبع الحمیری نے اس کا دروازہ بنایا۔ خانہ کعبہ میں جہاں دروازہ ہے اس کے وسط کے مقابل میں "مقام ابراہیم" ہے۔

یاقوت معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ "کعبہ بے شمار خصوصیات کا حامل ہے اس کے فضائل کا احصاء ہماری کتاب میں ممکن نہیں کوئی قوم ایسی نہیں جو اس گھر کی عزت نہ کرتی ہو اور اس کی قدامت و فضیلت کی قائل نہ ہو۔ یہ جناب ابراہیمؑ کی بنائی ہوئی عمارت ہے یہود، نصاریٰ، مجوس اور صابئین بھی اس کی عزت کرتے ہیں۔"

پھر کعبہ ابراہیمی کی تعمیر کردہ بعثت پر رسول کریم کے زمانہ تک باقی رہا مگر جب رسول کریمؐ کی عمر شریف ۳۵ سال کی ہوئی تو قریش کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں کعبہ منہدم نہ ہو جائے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے اس کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے تھے اور اس وقت وہ آدمی کے قد کے اتنا سنگ بستہ تھا (اتفاق سے) اس زمانہ میں سمندر نے ایک کشتی ساحل جدہ پر لا ڈالی۔ وہ کشتی بالکل ٹوٹ گئی تھی۔ ولید بن مغیرہ چند قریشیوں کے ساتھ نکلا اور شکستہ کشتی کی لکڑیاں کو خرید لیا اور کعبہ کی چھت بنانے کے لیے اس کو تیار کیا۔

بکہ میں ایک بڑھئی تقاجس کو اقدم کہاجاتا تھا۔ تعمیر کعبہ کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ پتھروں کے ڈھونے میں رسولِ کریم بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ جب تعمیر حجر اسود کے مقام پر پہنچی تو قبائل میں اختلاف ہونا شروع ہو گیا اور ہر قبیلہ کی خواہش یہ تھی کہ وہ حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھے یہاں تک کہ نوبت جنگ کی آگئی۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ باب بنی شیبہ سے جو پہلے پہل داخل ہو، اسی کا فیصلہ ہم سب منظور کریں۔ سب سے پہلے جو شخص باب بنی شیبہ سے داخل ہوا وہ آپ ذات گرامی تھی جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو بول اُٹھے "یہ امین ہیں۔ ہمارے معاملے میں جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہے۔ قریش نے جب آپ کو سارے معاملہ سے مطلع کیا تو آپ نے اپنی چادر کو زمین پر بچھا دیا۔ پھر حجر اسود کو اس میں رکھ کر فرمایا کہ قریش کے ہر قبیلہ کا آدمی اس کپڑے کا ایک ایک گوشہ پکڑے اور سب مل کر اٹھائیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا جب وہ اس مقام پر پہنچے تو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس حجرِ اسود کو وہاں پر رکھ دیا۔ ان سب نے اس چیز کو پسند کیا اور جنگ سے رُک گئے۔

قریش رسولِ کریمؐ کو نزولِ وحی سے قبل آپ کو وقار، راست شعاری، صداقت اور عام کمزوریوں سے بلند ہونے کی وجہ سے امین کہتے تھے۔

کتاب تہذیب الاسماء میں ہے کہ وہ پہلی عربی عورت جس نے خانہ کعبہ پر ریشمی کپڑا چڑھایا وہ نتیلہ عباس کی ماں تھی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عباس بچپنے میں ایک مرتبہ کھو گئے تھے۔ نتیلہ نے نذر مانی کہ اگر عباس مل جائے گا تو میں خانہ کعبہ پر کپڑا چڑھاؤں گی۔

امین

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں ہے کہ آپؐ کو امین اس لیے کہا جاتا تھا کہ آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا اور لفظ امین ماخوذ ہے "آمنہ" سے۔

لکھنے والے کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دوسروں کو بتائے کہ آپؐ کو امین اس لیے نہیں کہا جاتا تھا کہ آپ بہت بڑے امانت دار تھے بلکہ اس لیے کہ آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا لہذا اس رعایت سے آپ کو امین کہا جانے لگا۔ پھر ظاہر ہے کہ ایسے "امین" کے لیے فخر و فضیلت کا کونسا شمہ رہ جاتا ہے۔

لیکن یہ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تاریخی حقائق اس امر کا پورا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ آپ کو امین کا لقب صرف آپ کی "امانداری" کی بنا پر حاصل ہوا اور جناب خدیجہ نے بھی آپ کی "خدمات" اسی امانت داری کی شہرت کی وجہ سے حاصل کیں جس سے ان کو کثیر نفع بھی حاصل ہوا اور جناب خدیجہؓ نے جو آپ سے شادی کی وہ بھی آپ کے ثقہ اور قابلِ اعتماد ہونے کی ہی وجہ سے کی۔ اس کے علاوہ مختلف لوگ آپ کے پاس امانت رکھ دیا کرتے تھے۔ اور یہ آپ کی ثقاہت و صداقت ہی تو تھی کہ تجدید بناءِ کعبہ کے وقت آپ کو حکم بنایا گیا۔ (اور یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے اغیار بھی کہتے ہیں) چنانچہ موسیو SEDILLOT اپنی کتاب تاریخ العرب میں لکھتے ہیں "محمدؐ پچیس ہی سال میں اپنے حسن سیرت اور حسن سلوک کی بناء پر امین کے لقب سے ملقب ہوئے۔

اور مسٹر میور بھی کہتے ہیں کہ تمام اہالی وطن نے آپ کو اعلیٰ اخلاق و برتر صفات کی بنا پر امین کا لقب دیا۔

انگریزی میں "امین" کو اس لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ FAITH FUL

اہل مکہ ہمیشہ آپ کے پاس امانتیں رکھوایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے اور صرف اس لیے حضرت علیؓ اپنا جانشین بنا کر چھوڑ آئے کہ وہ پہلے صاحبان امانت کو ان کی امانتیں لوٹا دیں پھر اس کے بعد ہجرت کریں۔

بچپن اور جوانی

اگرچہ رسول کریمؐ کے بچپنے کے حالات تاریخوں میں بہت کم پائے جاتے ہیں اور مدونینِ سیرت نبوی نے اس کی طرف خاطر خواہ توجہ بھی نہیں دی پھر بھی ہم مختصر حالات یہاں پیش کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ قریش کے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ ان بچوں نے ننگے ہو کر اپنے اپنے تہ بندوں میں پتھر اٹھانا شروع کیے اور آپ سے بھی ان سب نے یہی چاہا مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی اور اس لیے کہ کوئی آپ کو برہنہ نہ دیکھے، آپ نے تہ بند کے بجائے کاندھوں پر پتھر اٹھائے۔

اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریمؐ کو کہتے سُنا کہ "میں نے جاہلیت کی باتوں کی طرف کبھی توجہ نہیں کی یہاں تک کہ اللہ نے مجھے نبوت سے سرفراز کیا مگر دو مرتبہ ایسا ہوا کہ میں ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوا مگر اللہ نے مجھے محفوظ رکھا۔

اور وہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ میں اور قریش کا ایک نوجوان ساتھ ساتھ بھیڑیں چرا رہے تھے۔ میں نے اس سے کہا تم ذرا میری بھیڑیں دیکھتے رہو اور میں قصہ گویانِ مکہ سے کوئی کہانی اور داستان سُن لوں جیسا کہ اور نوجوان بھی سنتے ہیں۔ ساتھی نے کہا تم جاؤ اور میں تمھاری بھیڑوں کی رکھوالی کروں گا۔ جب میں گئے واپس آ آیا ایک گھر کے قریب پہنچا تو میں نے گانے اور دف بجانے کی آواز سُنی۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ ایک شخص نے کہا فلاں شخص نے فلاں عورت سے شادی کی ہے اور یہ سارا اہتمام اسی کا نتیجہ ہے۔ پھر میں اس آواز کی طرف ملتفت ہوا ہی تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ شروع ہوا۔ پھر میں اس وقت جاگا جب آفتاب کی کرنیں مجھے جگانے آئیں میں اپنے ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا سناؤ رات کیسے گذری۔ میں نے اس کو سارا قصہ سنایا اور دوسری رات پھر اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو اس پر لہو و لعب کے دروازے اس طرح بند کر دیتا ہے اور فساد و نقص کی راہوں کو اس انداز سے اس پر دشوار و ناقابل عبور بنا دیتا ہے کہ اس کو احساس ہی ہونے نہ پائے کہ کوئی طاقت مجھے اس سے بہ جبر روک رہی ہے۔

اور اسی بلطفات جلیلہ تعالیٰ نے آپ پر نیند طاری کر دی تاکہ آپ جاہلوں کی رسم عادت کا مشاہدہ تک نہ کر سکیں اور آپ ہر عیب و ننگ سے پاکیزہ رہیں۔

ام ایمن سے روایت ہے کہ عرب دورِ جاہلیت میں "عید بوانہ" منایا کرتے تھے۔ درحقیقت بوانہ ایک بت تھا اصنام مکہ میں سے اور د

اس بُت کی عبادت کرتے تھے۔ اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے سامنے قربانی کرتے اور اسی کے سامنے قسم کھاتے اور سال میں ایک مرتبہ سارا دن اسی کے پاس بیٹھے رہتے۔

جناب ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ اس عید میں شرکت کیا کرتے تھے۔ ابو طالب نے رسول کریمؐ سے بھی کہا کہ قوم کے ساتھ تم بھی اس عید میں شرکت کرو مگر اُنھوں نے انکار کیا جس پر ابو طالب اور رسول کریمؐ کی پھوپھیاں بہت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں کہ تم جو ہمارے خداؤں سے اتنا دُور بھاگتے ہو ہمیں خوف ہے

کہ تم کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ اور محمدؐ کیا بات ہے کہ تم اپنی قوم کے ساتھ کسی تہوار میں شریک نہیں ہوتے اور نہ ان کی رونق و جمیعت میں اضافہ کرتے ہو، ان باتوں سے آخر تمھارا مطلب کیا ہے؟

پھر لوگوں کا اصرار جاری رہا۔ آخر آپ ان لوگوں کے ساتھ گئے اور واپس آئے اس حال میں کہ انتہائی مرعوب و خوفزدہ تھے۔ پھوپھیوں نے پوچھا ارے بھتیں کیا ہوگیا ہے؟ آپ نے جواب دیا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ پر کسی جن کا سایہ پڑ گیا ہے۔ آپ کی پھوپھیوں نے کہا نہیں نہیں، کبھی بھی اللہ تم پر کسی جن کو مسلط نہیں کرے گا تم تو بڑے خوش اطوار نیک کردار ہو۔ اچھا یہ بتاؤ تم نے کیا دیکھا۔ آپ نے فرمایا جب میں اس بُت کے قریب گیا تو ایک بلند قامت سفید رنگ آدمی چیختا ہوا دکھائی دیا جو کہہ رہا تھا "محمدؐ پیچھے ہٹ جاؤ اس کو چھونا مت"۔ ام ایمن کہتی ہیں کہ پھر کبھی آپ کسی تہوار میں شریک نہیں ہوئے یہاں تک کہ نبوت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے کبھی بتوں کے نام پر جو جانور ذبح ہوئے تھے ان کا گوشت نہیں کھایا۔

آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا آپ نے کبھی بتوں کی عبادت کی؟ آپ نے فرمایا "نہیں"۔

پھر آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ کبھی آپ نے شراب پی۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ سے یہی سمجھتا تھا کہ شراب پینے والا کافر ہے حالانکہ میں "کتاب و ایمان" سے واقف نہ تھا (یعنی یہ کہ کس طرح ان دونوں کی طرف دعوت دی جاسکتی ہے)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے بچپن ہی سے شعر و شاعری اور اصنام سے نفرت تھی۔

آپ کمسنی ہی میں اہلِ مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ چونکہ آپ بہت ہی رحم دل تھے اس لیے ایسا کیا کرتے تھے

آپ نے حرب الفجار میں شرکت کی اور اس وقت آپ کی عمر ۱۴ سال کی تھی اور آپ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے تھے۔

آپ نے حلف الفضول میں بھی شرکت فرمائی۔

جناب خدیجہؓ کے کاروبار کے سلسلہ میں جو آپ نے شام کا سفر کیا اس میں آپ کی امانت و دیانت کی اچھی طرح شہرت ہوئی اور تجارت میں خاطر خواہ کامیابی اور عظیم نفع حاصل کیا جس پر میسرہ غلام خدیجہؓ کو کہنا پڑا اے محمدؐ! ہم نے بارہا اس طرح کے تجارتی سفر کیے مگر اتنا فائدہ کبھی نہ ہوا اور آپ کے حُسنِ اخلاق اور امانت و دیانت کو دیکھ کر میسرہ تو آپ کا عاشق ہوگیا تھا۔

جس انوکھے طریقہ سے آپ نے حجرِ اسود کے سلسلہ میں لڑنے والوں کو مطمئن کیا اور سب کو اس میں شریک کیا، وہ آپ کی ذہانت و فراست، سوجھ بوجھ اور حاضر دماغی کی بیّن دلیل اور شاہکار ہے۔

جناب خدیجہؓ کا التفات بھی ان ہی اخلاق حمیدہ کی وجہ سے تھا جس کی شہرت ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ جناب خدیجہؓ نے جو آپ کو اجیر بنا کر بھیجا وہ آپ کی اسی صدق بیانی، امانتداری اور اخلاق کریمہ کی شہرت کی وجہ سے (اور جب نفع کثیر دیکھا) تو مقررہ اجرت سے دُگنا دیا۔ جناب خدیجہؓ ایک عقلمند اور شریف خاتون تھیں۔ جب آپ کے غلام نے آپ کے صفات حمیدہ کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے رسول کریمؐ سے کہا کہ میں قرابت، شرافت، امانت، حسنِ اخلاق اور راست گوئی کی بنا پر آپ کو پسند کرتی ہوں۔ پھر آپ نے شادی کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا اور رسولِ کریمؐ کے ساتھ آپ کا نکاح ہو گیا۔ پھر شادی کے بعد آپ ایک "مثالی شوہر" ثابت ہوئے اور جناب خدیجہؓ کا آپ کے متعلق کیا اندازہ تھا اور کیا احترام تھا، اس پر ■ فقرے بخوبی روشنی ڈال سکیں گے جو آپ نے نزولِ وحی کے بعد رسول کریم کی تسکین خاطر کے لیے فرمائے تھے "قسم بہ خدا آپ کو اللہ کبھی بھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی طرف داری کرتے ہیں۔"

جناب خدیجہؓ ہی وہ سب سے پہلی خاتون ہیں جو رسول کریمؐ کے اوپر ایمان لائیں۔ اور رسول کریمؐ نے آپ کے حق میں فرمایا کہ خواتینِ جنت میں افضل ترین عورتیں ہیں خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہؓ بنت محمدؐ، مریمؑ بنت عمران، آسیہؑ بنت مزاحم۔

اکثر رسولِ کریمؐ آپ کی اس قدر تعریف جناب عائشہؓ کے سامنے کیا کرتے تھے کہ جناب عائشہ کو غیرت آنے لگتی۔

آپؐ اور خدیجہؓ کے درمیان جو محبت و موافقت اور ازدواجی زندگی کے خوشگوار حالات تھے وہ آپ کے اسی حسنِ اخلاق و حسنِ سیرت کا نتیجہ تھے۔

ایک مرتبہ جب آپ تعریف کر رہے تھے تو جناب عائشہ کو غیرت محسوس ہوئی اور آپ کہنے لگیں کیا آپ ہر وقت اس بڑھیا کی تعریف کیا کرتے ہیں جبکہ اللہ نے اس کے عوض آپ کو اس سے بہتر بیوی دے دی ہے۔ یہ سن کر حضرت کو اس قدر غصہ آیا کہ سر کے آگے کے بال کھڑے ہو گئے اور پھر آپ نے فرمایا "قسم بہ خدا اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ ■ اس وقت ایمان لائی جب لوگ کافر تھے۔ اس نے اس وقت میری تصدیق کی جب دوسرے میری تکذیب کر رہے تھے۔ اس وقت اس نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا جب دوسروں نے مجھے محروم کر دیا تھا۔ اور اللہ نے مجھے اسی سے اولاد دی جب کہ میں دوسری عورتوں سے اولاد نہ پا سکا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پھر میں نے تہیہ کر لیا کہ کبھی ان کا تذکرہ بُرے انداز سے نہ کروں گی۔ آپ بچپن ہی سے برائیوں اور رذیلوں سے مبرا و منزہ تھے۔

آپؐ کی رسالت کا اثبات توریت وانجیل سے

خداوندِ عالم نے آپ کو تمام عالم انسانی کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور آپ کی شریعت نے پچھلی تمام شریعتیں منسوخ کر دیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ" (ہم نے تم کو تمام انسانوں کا بشیر و نذیر بنایا لیکن اکثر لوگ اس چیز سے واقف نہیں)۔

دوسری جگہ "تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا" (بابرکت ہے وہ ذات جس نے "فرقان" کو اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ وہ تمام عالم کے لیے نذیر بنے)۔

توریت وانجیل و زبور میں آپ کے متعلق بشارتیں موجود ہیں۔

قول یوحنا (ص ۱۴ ف ۱۵) میں حضرت عیسیٰ سے حکایت کرتے ہوئے ہے "اگر تم مجھ کو دوست رکھتے ہو، تم میری وصیتوں کو یاد رکھنا۔ میں اپنے باپ سے طلب کروں گا اور وہ تمھیں "فارقلیط آخر" دیگا جو ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے گا۔ اس "روحِ حق" کو عالم قبول کرنے کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ وہ نہ اس کو دیکھے گا اور نہ ہی اس کو جانے گا لیکن تم اس کو پہچان سکو گے کیونکہ وہ تمھیں میں ٹھیرے گا اور تمھارے ہی ساتھ رہے گا۔

اور صفحہ ۱۶ ف ۵ پر ہے "اب میں اس کی طرف جانے والا ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے۔ تم میں سے کوئی یہ سوال نہیں کر سکتا کہ تم کہاں جا رہے ہو لیکن یہ جو میں نے تم سے کہا اس لیے کہ تمھارے دل غم سے بریز ہو جائیں لیکن تم سے میں حق بات ہی کہوں گا کہ میرا جانا تمھارے لیے بہتر ہوگا کیونکہ اگر میں نہیں جاؤں گا تو پھر تمھارے پاس فارقلیط نہیں آئے گا۔ جب میں جاؤں گا تو اس کو تمھاری طرف بھیجوں گا۔ جب وہ آئے گا تو عالم کو اس کی خطاء پر، نیکی پر اور حساب پر جھکا دے گا۔ "خطا" یہ کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لاتے ہوں گے۔ نیکی یہ کہ میں اپنے رب کے پاس جانے والا ہوں اور تم مجھے نہ دیکھ سکو گے۔ حساب یہ کہ اس عالم کا سردار دیندار ہوگا۔) اور بھی بہت سی باتیں تم سے کہنے والی ہیں لیکن ابھی تم اس کے تحمل کی قوت نہیں رکھتے۔ جب "روحِ حق" آئے گی، وہ ایمانِ کل کی طرف تمھیں ہدایت دے گا کیونکہ وہ اپنے جی سے بات نہیں کرے گا، جو سنے گا وہی کہے گا اور تم کو مستقبل کی باتوں کی خبر دے گا۔ یہ مجھے عزت دے گا کیونکہ یہ مجھ سے کچھ نہ لے گا اور تمھیں بتائے گا۔"

یہ ردی ترجمہ ہے۔ اسلوب ضعیف ہے، الفاظ کی تکرار ہے جو نہ ہونی چاہیے جملے جدا جدا ہیں اور روحِ تاثیر سے خالی، جس سے پڑھنے والا قطعاً متاثر نہیں ہوتا۔

عربی میں فارقلیط یا بارقلیط کو احمدؐ کہتے ہیں جیسا کہ خود اللہ نے قرآن میں فرمایا "وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ" (اور میں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا)۔

مترجمین نے اس لفظ میں بہت تصرف کیا ہے اور تینوں زبانوں (عبرانی، کلدانی، یونانی) سے اس کو نقل کیا ہے کبھی "معزی" کے لفظ کے ساتھ کبھی "مخلص" تو کبھی بارقلیط لکھا ہے۔

جو ان واضح "نصوص" کو پڑھے گا اور غور و فکر سے کام لے گا ▪▪ اسی فیصلہ پر پہنچے گا کہ حضرت عیسیٰؑ جس ذات کی بشارت دے رہے تھے ▪▪ ہمارے ہی نبیؐ ہیں۔ آپ کا نام انھوں نے فارقلیط آخر رکھا ہے یعنی ایسا رسول جس کی رسالت قیامت تک باقی رہے گی اور جس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ حضرت عیسیٰؑ نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ نہیں جائیں گے تو فارقلیط نہیں آئے گا۔

اور جیسا مسیحؑ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپؐ نے ان یہود و نصاریٰ کو ذلیل کر دیا جو نبوت مسیحؑ کے منکر تھے اور جنھوں نے آپ کو تکلیفیں پہنچائیں اور آپ کے دین میں تحریف کی۔

رسول کریمؐ نے تمام عالم انسانی کو جادۂ حق کی طرف ہدایت فرمائی اور آپ نے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کی۔ وہی فرمایا جو (وحی کے ذریعہ سے) سُنا جیسا کہ قرآن میں بھی ہے کہ "وہ اپنی خواہش نفسانی سے کوئی بات نہیں کرتا مگر وہی کہتا ہے جو وحی کہتی ہے۔" اور یہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ آپ نے مستقبل کے واقعات کی پیشین گوئی فرمائی اور جیسا کہا ویسا ہی ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ کی تکریم و تمجید بھی آپ نے کی۔

جو کچھ انجیل میں آپ کی بابت آیا قرآن بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے بلاشبہ رسول کریمؐ ہی وہ فارقلیط تھے جو جناب عیسیٰؑ کے بعد آئے اور اپنی طرف سے کلام کے بجائے وحی کی ترجمانی کی اور حق کی طرف لوگوں کو رہنمائی کی۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے "قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ (اے رسول اُمّ کہ دو کہ میں کوئی نیا رسول تو آیا نہیں ہوں اور نہ ہی مجھ کو اس کا پتہ ہے کہ آئندہ میرے ساتھ اور تمھارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں تو صرف وحی کا پابند ہوں اور علانیہ ڈرانے والا ہوں)۔ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم کی روح کو تمھاری طرف بھیجا، تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں جس کو چاہتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں۔ بلاشبہ تم سیدھے ہی رستہ کی طرف ہدایت کرتے ہو)۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ۔ (جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کیے ہیں اور جو محمدؐ پر اس کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اس پر بھی ایمان لائے ہیں، تو اللہ ان سے ان کے گناہ دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا۔ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ۔ (یہ خدا کی آیتیں ہیں جن کو ہم ٹھیک ٹھیک تمھارے سامنے پڑھتے ہیں پھر اس کی آیتوں کے بعد کون سی بات ہوگی جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے)۔

اگر فارقلیط سے آپؐ کی ذات کی طرف اشارہ نہیں تو پھر کس کی طرف ہے ؟ اور عیسیٰؑ کے بعد آپ کے سوا کون آیا ؟ اور کس نے عالم کو اس کے گناہ پر سرافگندہ کر دیا اور وہ کون سی روح حق ہے جو اپنی طرف سے کلام نہیں کرتی ؟ کیا وہ رسولِ کریمؐ کے سوا کوئی اور ہو سکتا ہے ؟

اور وصیتِ جناب موسیٰؑ میں ہے ۔ (توریت کتاب پنجم باب ۳۳-۲)

" وہ خدا طور سینا پر جلوہ گر ہوگا پھر سعیر کی چوٹیوں پر چمکے گا اور اس کے بعد فاران کی بلندیوں سے ظاہر ہوگا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار نیک بندے ہوں گے ۔ اس کے داہنے ہاتھ میں آتشین شریعت ہوگی۔

جناب موسیٰؑ کی وصیتوں میں یہ آخری وصیت ہے ۔ آپ نے جناب عیسیٰؑ اور رسولِ کریمؐ دونوں کی خبر دی اور ان کے سامنے وضاحت سے بتایا کہ خدا سینا سے ظہور کرے گا اور میرے ذریعہ سے توریت کی پیروی کا حکم دے گا ، پھر عیسیٰؑ کے ذریعہ سعیر کی چوٹیوں پر نمودار ہوگا (سعیر فلسطین کے پہاڑ) پھر وہ جبل فاران پر آشکار ہوگا (اور مراد فاران سے مکہ ہے ۔ یہ وہ شہر ہے جس میں جناب اسماعیلؑ رہے تھے) اور ایک ہزار نیک بندوں سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں اور آتشین شریعت سے شریعتِ اسلامی مراد ہے کیونکہ اس نے مشرکین کو جلا دیا تھا ۔

ضروری تھا کہ جس فاران کا ذکر جناب موسیٰؑ کی وصیت میں ہے ، ہم اس سے واقف ہوں ۔ میں نے اس سلسلہ میں قابلِ اعتماد کتابوں کو چھانا اور اس کے متعلق معلومات فراہم کیں ۔ معجم یاقوت کے چھٹے حصے میں ص ۳۲۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ میں تحریر ہے " فاران مکہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے کہا جاتا ہے کہ مکہ کے پہاڑوں کا نام ہے ۔ اور کتاب " صفۃ جزیرۃ العرب " مصنفہ ہمدانی مطبوعہ لندن ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۱ میں ہے : " لیکن معدن فران یہ منسوب ہے فران بن بلی بن عمرو کی طرف جیسا کہ جبال حرم کو جبال فاران کہا جاتا ہے جیسا کہ توریت میں بھی اس کا ذکر آچکا ہے اور یہ نسبت فاران کی طرف ہے جو عملیق کے بیٹے تھے اور " کتاب الاعلام " (مولفہ قطب الدین النہروالی المکی مطبوعہ لیبسیک ۱۸۵۷ء ص ۱۸) میں مؤلف اسماء مکہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں " مکہ کا ایک نام کوثی بھی ہے اور کوثی قعیقان کے محلِ سکونت کا نام تھا اور اس کو فاران ، مقدسہ ، قریۃ النمل (چیونٹیوں کی افراط کی وجہ سے) حاطمہ (کیونکہ اس نے بڑے بڑے سرکشوں کو کچل دیا) وادی اور حرم بھی کہتے ہیں ۔"

(ان شواہد کے بعد) یہ چیز شک و شبہ سے بالاتر ہو چکی ہے کہ فاران سے مراد جبال مکہ یا خود مکہ ہے جس کو پہاڑوں کے نام سے موسوم کر دیا ہے ۔

سفر تثنیہ کی پانچویں کتاب فصل ۱۸ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کہا " کہہ دو بنی اسرائیل سے کہ میں ان کے لیے آخر زمانہ میں ایک نبی بھیجوں گا جو تمہارے مثل ہوگا (اُن کے بھائیوں کی نسل سے ہوگا ۔ "

ہر نبی جو جناب موسیٰؑ کے بعد آیا وہ بنی اسرائیل میں سے تھا اور بنی اسرائیل کے آخری نبی عیسیٰؑ تھے ۔ پھر سوائے ہمارے نبیؐ کے اور کون ہے جو " اُن کے بھائیوں کی نسل سے " کہلایا جا سکے کیونکہ آپ اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں اور جناب اسماعیلؑ

جناب اسحاقؑ کے بھائی تھے اور اسحاقؑ بنی اسرائیل کے جدِامجد تھے لہٰذا اس لحاظ سے آپ بنی اسرائیل کے بھائیوں کی اولاد ہوئے۔ اور یہی وہ "رشتہ" تھا جس کا ذکر توریت میں ہے اور اگر یہ بشارت کسی بنی اسرائیلی پیغمبر کے متعلق ہوتی تو وہ کبھی "بھائیوں کی اولاد میں سے ہوگا" کا جملہ نہ فرماتے۔

کتاب الرویا یوحنا انجیلی ص۱۹ ف ۱۱ پر نصی طور سے ہو "پھر میں نے دیکھا کہ آسمان کھلے ہوئے ہیں اور ایک سفید گھوڑا ہے جس پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہے جس کو امین و صادق کہہ کے پکارا جاتا ہے اور جو عدالت کے ساتھ جنگ و حکومت کر رہا ہے۔ اس کی آنکھیں آتشین شعلوں کی طرح چمک رہی ہیں اور اس کے سر پر بہت سے تاج رکھے ہیں۔ اس کا نام لکھا ہوا ہے مگر جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے" اور کیا شک کہ آپ نے جنگ بھی کی اور اظہارِ رسالت سے پہلے آپ کو امین اور صادق کہا جاتا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور رؤیا یوحنا الاھوتی ص۱۹ ف ۱۵ میں ہے "اس کے دہن سے ایک شمشیر آبدار نکلے گی جس سے وہ قوموں کو مارے گا اور ان کی آہنی عصا کے ذریعہ نگرانی کرے گا اور وہ پاؤں سے شراب کے آلاتِ کشیدنی کو روند ڈالے گا۔"

اس قول سے کہ آپ کے منہ میں شمشیر آبدار ہوگی قرآن مراد ہے اور یہ کہ آپ شراب کے آلاتِ کشیدنی روند ڈالیں گے، تو واقعی آپ نے شراب کو سختی سے حرام کیا۔ اب رہے عیسیٰ تو انھوں نے بر داشت میسحین پانی کو شراب سے بدل دیا۔ اور یہ فقرہ بھی آپ نے ہی کہا "یہ شراب میرا خون ہے۔"

توریت و انجیل کی یہ واضح شہادتیں اور نصوصِ قطعیہ آپ کی رسالت پر دلالت کرتی ہیں اور اسی لیے کہ بحیرا راہب نصرانیت کا بہت بڑا عالم تھا، آپ کو پہچانتا تھا اور اس نے آپ کی رسالت کی خبر دی اور یہ سب اس کو کتبِ مقدسہ سے معلوم ہوا تھا جس میں آپ کے اوصاف اور آپ کے معجزات کا ذکر تھا اور اسی لیے حلیمہ سعدیہ جب رسولِ کریمؐ کو یہودیوں، کاہنوں کے سامنے لائیں اور آپ سے متعلق ان سے باتیں کرتیں تو وہ آپ کے اوصاف و احوال سے آپ کو پہچان جاتے اور اسی لیے ورقہ بن نوفل نے بھی آپ کی رسالت کی خبر دی تھی چونکہ وہ ایک بزرگ نصرانی تھے (اور کتبِ مقدسہ کے عالم تھے) اسی لیے جب وحی کی بات معلوم ہوئی تو فوراً کہہ اٹھے "واللہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ پر اللہ بھیجتا تھا۔"

رسول کریمؐ کے متعلق یہودیوں کا ڈرانا

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصم بن قتادہ نے اپنی قوم کے چند افراد سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رحمت الٰہی اور ہدایتِ خداوندی کی دست گیری کے علاوہ جس چیز نے ہمیں اسلام کی طرف توجہ اور دعوت دی وہ وہ چیزیں ہیں جو ہم یہودیوں سے سنا کرتے تھے۔

ہم تو مشرک و بُت پرست تھے مگر وہ اہل کتاب تھے اور جو ان کے پاس علم تھا، ہم اس سے تہی دامن تھے۔ ان سے اکثر ہماری لڑائیاں ہوا کرتی تھیں اور جب ہم ان کی کسی ایسی چیز کو چھینا لیتے تھے جس کو وہ ناپسند کرتے تھے تو وہ ہم سے یہ کہتے "ٹھہر جاؤ، اس نبیؐ کا زمانۂ ظہور قریب ہے۔ پھر ہم تم کو اسی طرح قتل کریں گے جس طرح عاد و ارم کو قتل کیا گیا تھا اور ہم اکثر ان سے اسی قسم کی باتیں سنتے تھے پھر جب اللہ نے اپنے نبیؐ کو ظاہر کیا اور انھوں نے ہمیں دعوت الی اللہ دی تو ہم سمجھ گئے کہ یہ وہی ہیں جن سے یہود ہمیں ڈرایا کرتے تھے۔ پھر ہم نے بہ سُرعت ان کی دعوت قبول کی اور پھر ہم تو ان پر ایمان لے آئے مگر وہ بدستور کافر رہے۔ اور سورہ بقرہ کی یہ آیات اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں :۔

(قرآن) لما جاءھم کتاب من عند اللہ الخ۔" اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتب (قرآن) آئی اور وہ اس (کتاب توریت) کی جو ان کے پاس تصدیق بھی کرتی ہے (اور ان یہودیوں کا یہ حال تھا) کہ اس کے پہلے وہ اس کی امید پر کافروں پر فتح یاب ہونے کی دعائیں مانگتے تھے لیکن ہوا یہ کہ جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے وہ پہچانتے تھے تو پھر انکار کرنے لگے اور انکار کرنے والوں پر تو اللہ کی لعنت پڑے ہی گی۔"

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف بن محمود بن لبید بن عبد الاشہل نے سلمہ بن سلامہ بن وقش سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا (سلمہ اصحاب بدر میں سے ہیں) :۔

سلمہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل کا ایک یہودی میرا پڑوسی تھا۔ ایک روز وہ گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا، یہاں تک کہ وہ قبیلہ بنی عبدالاشہل کے (محلہ) کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

سلمہ کا بیان ہے کہ میں ان دنوں سب سے کم عمر تھا اور اپنے گھر کے صحن میں چادر پر لیٹا ہوا تھا۔ پھر اس یہودی نے قیامت، بعثت، حساب، میزان، جنت، دوزخ کا ذکر شروع کیا اور یہ باتیں وہ ان لوگوں سے کر رہا تھا جو مشرک اور بت پرست تھے اور حیات بعد الممات کو نہیں جانتے تھے۔

حاضرین نے کہا" دامے ہو تجھ پر کیا یہ ممکن ہے کہ لوگ مرنے کے بعد اٹھائے جائیں اور دوزخ یا جنت میں جائیں اور اپنے اعمال کی سزا و جزا پائیں ؟"

اس یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے، ایسا ہی ہوگا اور وہ شخص اس وقت تمنا کرے گا کہ اس کے لیے اس آگ کے حصّے کے بجائے گھر کا کوئی بڑے سے بڑا تنور ہوتا اور اس کو گرم کیا جاتا پھر اس میں ڈال کر اوپر سے مٹی سے بند کر دیا جاتا مگر یہ کہ اس آگ سے نجات پا لیتا جو کل اس کو ملنے والی ہے۔

حاضرین نے کہا وائے ہو تجھ پر، اچھا یہ بتا کہ اس کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا ان شہروں کی جانب سے ایک نبی ظاہر ہوگا۔ اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکّے اور یمن کی طرف اشارہ کیا۔

لوگوں نے پوچھا اور کب تم اسے دیکھو گے؟ سلمہ کہتے ہیں کہ اس نے میری طرف دیکھا (اور میں ان لوگوں میں سب سے کم عمر تھا) اور کہا اگر اس لڑکے کی عمر نے وفا کی تو یہ اس کو پا سکے گا۔

سلمہ کہتے ہیں کہ زمانہ نہیں گذرا کہ اللہ نے اپنے رسول محمدؐ کو مبعوث کیا اور وہ یہودی اس وقت ہمارے درمیان میں موجود تھا۔ پھر ہم تو ایمان لے آئے مگر وہ ایمان نہ لایا۔ ہم نے اس سے کہا بھی کہ وائے ہو تجھ پر کیا تو وہ نہیں جس نے آپؐ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہیں تھیں۔ اس نے کہا یقیناً میں وہی ہوں مگر وہ وہ نہیں جس کے متعلق میں نے کہا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنی قریظہ کے ایک بوڑھے شخص سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا عاصم کا کہنا تھا کہ مجھ سے اس بڈھے نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعید اور اسید بن سعید اور اسد بن عبید اور بنی ہدل کے افراد (جو بنی قریظہ کے دورِ جاہلیت میں بھائی تھے مگر دورِ اسلام میں ان کے سردار ہو گئے) کے اسلام لانے کا کیا سبب تھا۔

عاصم کہتے ہیں کہ میں نے کہا مجھے علم نہیں اس بڈھے نے کہنا شروع کیا "اسلام سے چند سال پہلے ایک شامی یہودی ہمارے پاس آکر اترا۔ اس یہودی کو ابن الہیبان کے نام سے پکارا جاتا تھا اور خدا کی قسم کہ پانچ وقت کی نماز نہ پڑھنے والوں (غیر مسلموں) میں اس سے بہتر آدمی میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

اکثر ایسا ہوتا کہ بارش نہ ہوتی تو ہم اس کے پاس آتے اور اس سے کہتے کہ تم بارش کے لیے دعا کرو۔ وہ جواب میں کہتا نہیں ہرگز نہیں جب تک تم باہر نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دے دو۔ پھر ہم کہتے کتنا دے دیں؟ اور وہ کہتا ایک صاع یا دو مد جو دے دو۔ ہم صدقہ دے دیتے۔ پھر وہ ہمیں لے کر کھیتوں سے باہر نکلتا اور ہمارے لیے بارش کی دعا کرتا۔ بخدا وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹتا مگر یہ کہ ابر آتا اور ہم سیراب ہوتے اور ایسا اس نے کئی بار کیا۔

پھر وہ ہمارے پاس ہی انتقال کر گیا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے کہنا شروع کیا اے یہودیو! تم کیا محسوس کرتے ہو یہ جو میں کباب و شراب کی وادی (شام) سے نکل کر اس مصیبت اور بھوک کی سرزمین پر آیا ہوں تو کیوں آیا؟ حاضرین نے کہا کہ تم ہی بہتر جانتے ہو، اس نے کہا میں اس مقام پر صرف اس لیے آیا تھا کہ ایک نبی کا انتظار کروں جس کا زمانہ ظہور قریب آ چکا ہے اور یہی شہر اس کی ہجرت گاہ ہے۔ مجھے پوری امید تھی کہ وہ مبعوث ہو گیا ہوگا اور میں اس کی پیروی کروں گا۔ بہر حال اب تمہارے لیے اس کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تم سے سبقت لے جائے۔ یاد رکھو کہ خوں ریزی کرے گا اور مخالفین کے بچوں اور عورتوں

کو قید کرے گا تو اس کا یہ رویہ تمھیں اس پر ایمان لانے سے نہ روک دے "۔ (پھر وہ مرگیا)۔

عاصم کہتے ہیں کہ پھر اس بڈھے نے کہا کہ جب رسول کریم مبعوث ہوئے اور بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تو ان نوجوانوں نے (جن کو ابن الہیبان نے نبی منتظر کی خبر دی تھی) کہا اے بنی قریظہ! بخدا یہ وہی نبی ہے جس کا ابن الہیبان نے تم سے عہد لیا تھا۔ لوگوں نے کہا نہیں وہ نہیں ہے۔ ان نوجوانوں نے کہا نہیں اس صفات کے لحاظ سے جو اس نے بیان کیے تھے۔ یہ وہی معلوم ہوتے ہیں پھر وہ وہاں سے آئے اور اسلام لائے اور اپنے مال وجان وعیال کی حفاظت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ وہ باتیں تھیں جو یہود سے ہم تک پہنچیں۔

حضرت سلمانؓ کا اسلام

سلمان فارسی ابوعبداللہ آپ سلمان الخیر غلام رسول اللہؐ کے الفاظ سے یاد کیے جاتے تھے۔ آپ شہر اصفہان کے قریہ "جی" کے رہنے والے تھے اور اسلام سے پہلے آپ کا نام "مابہ" بن بوذخشان بن مورسلان بن بہوزان بن فیروز بن مسہرک تھا۔ جب تک آپ بلاد فارس میں رہے مجوسی مذہب پر تھے اور "آتش کدہ" کے دربان تھے۔ آپ کا باپ مجوسی تھا۔ اتفاق سے آپ کو وہاں سے بھاگنے کا موقع ملا اور آپ راہبوں کے پاس آگئے اور ایک عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے۔ پھر آپ نبی کریمؐ کے ظہور کے قریب حجاز میں آئے اور وہاں آپ کو لانے والوں نے قریظہ کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ وہ ان کو مدینہ لے آیا۔ جب رسول کریمؐ مدینہ ہجرت کر کے گئے تو آپ آنحضرتؐ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے۔ اکثر مقامات پر آنحضرتؐ کے ساتھ رہے۔ سب سے پہلے جنگِ خندق میں آپ نے شرکت کی۔ صحابہ میں آپ کا بحیثیت فضل، زہد، علم بڑا مرتبہ ہے اور اس بنا پر کہ رسول کریمؐ نے آپ کے لیے فرمایا تھا "السلمان منّا اھل البیت" (سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے) آپ رسول کریم کے قرابت دار بھی ہوئے۔

آپ کھجور کے پتوں سے سامان تیار کرتے اور اس کی فروخت پر گزارا کرتے۔ آپ کے اور ابو درداؓ صحابی کے درمیان رسول کریمؐ نے "رشتۂ مواخات" قائم کیا تھا اور اکثر علماء نے آپ سے روایت کی ہے۔

۳۵ ہجری اور بعض ۳۷ ہجری کہتے ہیں، میں انتقال فرمایا اور مدائن میں دفن کیے گئے۔ آپ کا مدفن ایوان کسریٰ کے بالکل مقابل ہے۔ زیارت گاہ خلائق اور "مقام سلمان پاک" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ آپ کی عمر ۲۵۰ سال بتاتے ہیں اور بعض اس سے زائد۔ آپ معمرین عرب میں سے تھے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمان فارسی نے اپنی ساری سرگذشت اور اسلام لانے کی کیفیت یوں بیان کی کہ "میں فارس کے شہر اصفہان کے قریۂ جی کا رہنے والا تھا اور ایک لسان کا بیٹا تھا۔ میرا باپ مجھے بے حد چاہتا تھا اور مجھے لڑکیوں کی طرح وہ گھر ہی میں رکھتا اور باہر نکلنے نہ دیتا تھا۔ میں نے فارسیت (مجوسیت) میں انہماک واستغراق کا ثبوت دیا (اور محافظان آتشکدہ

میں شامل ہوگیا)۔

میرا باپ کافی زمین کا مالک تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے مکان کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے۔ مجھ سے کہا بیٹا! آج میں مشغول ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو لہذا آج تم زمین پر چلے جاؤ اور دیکھو وہاں رک نہ جانا ورنہ مجھے زمین سے زائد تمھاری فکر ہو جائے گی۔ یہ سن کر میں زمین کی طرف چلا۔ رستہ میں میں نے نصرانیوں کا گرجا دیکھا اور وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ میرا دل ان کی طرف کھنچنے لگا اور مجھے ان کی عبادت پسند آئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ دین میرے دین سے افضل معلوم ہوتا ہے۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس رہا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا نہ تو میں زمین ہی پر جا سکا اور نہ ہی واپس باپ کے پاس گیا۔ جب مجھے دیر ہوئی تو میرے والد نے لوگوں کو میری تلاش میں بھیجا۔

میں نصاریٰ سے پوچھ رہا تھا کہ اصل دین مجھے کہاں سے حاصل ہو سکے گا۔ ان لوگوں نے کہا اس کے لیے تمھیں شام جانا پڑے گا۔ میں اپنے والد کے پاس واپس آیا۔ میرا والد کہنے لگا بیٹا میں نے تیری تلاش میں آدمی بھیجے (تو کہاں رہ گیا تھا) میں نے کہا کہ میرا گذر ایک گرجے کی طرف سے ہوا۔ مجھے ان کا طرز عبادت پسند آیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ میرے باپ نے کہا نہیں بیٹا تمھارا دین اور تمھارے آبا و اجداد کا دین ان کے دین سے کہیں بہتر ہے۔ میں نے کہا: نہیں ہرگز نہیں۔

اس کو مجھ سے خوف محسوس ہوا اور پھر اس نے مجھے قید کر دیا۔ میں نے نصاریٰ کے پاس ایک آدمی بھیجا اور ان کو اپنے دل کی حالت سے اطلاع دی اور ان سے کہا کہ اگر کوئی شام جانا چاہے تو مجھے بتا دیں پھر ایک دن انھوں نے مجھے اطلاع دے دی۔ میں نے اپنے پیروں سے بیڑیاں اتاریں اور نکل بھاگا اس قافلہ کے ساتھ میں شام پہنچ گیا۔ میں نے وہاں دریافت کیا کہ نصرانیوں کا عالم کون ہے انھوں نے کہا اسقف (پادری) میں اس پادری کے پاس پہنچا اور اس کو سارا واقعہ سنایا اور کہا کہ اب میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ آپ کی خدمت کروں گا اور آپ ہی کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔ اس نے کہا: اچھا تم ٹھہر سکتے ہو۔ پھر میں اس کے ساتھ رہنے لگا اور وہ بدترین انسان تھا۔ نصرانیوں کو صدقے نکالنے کا حکم دیتا اور جب وہ کچھ دیتے تو اس کو وہ اپنے لیے جمع کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ اس نے سات گھڑے سونے اور چاندی کے بھر لیے۔ جب وہ مر گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو اس کا یہ راز بتایا وہ مجھ پر برہم ہوئے میں نے اس خزانے کی جگہ بتا دی۔ جب انھوں نے میرے قول کی صداقت دیکھی تو ان کی لاش کو سولی دی اور اس کی لاش کو سنگ سار کیا اور دفن نہیں کیا۔ اس کے بعد وہ اس کی جگہ ایک مرد فاضل کو لائے جو انتہائی زاہد، صالح اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا تھا۔ مجھے اس سے بے حد محبت ہوگی جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے وصیت کیجئے (اب میں کہاں جاؤں) اس نے ایک شخص کا ذکر کیا جو موصل میں رہتا تھا۔ پھر وہ مر گیا اور میں موصل پہنچ گیا اور اس شخص سے ملاقات کی اور ساری بات بتا دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ فلاں شخص نے آپ کے پاس مجھے بھیجا ہے، اس نے کہا تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو۔ میں نے اسے بھی اسی مسلک اور ڈھنگ کا آدمی پایا یہاں تک کہ اس کی بھی وفات کا وقت قریب آیا اور میں نے اس سے

کہا مجھے وصیت کیجیے، اب میں کہاں جاؤں؟ اس نے کہا میں کسی ایسے کو نہیں جانتا جو ہمارے مسلک پر ہو لیکن صرف ایک شخص ہے جو عموریہ میں رہتا ہے۔

پھر میں عموریہ پہنچا اور اس شخص سے مل کر سارا واقعہ کہہ سنایا، اس نے مجھے ٹھہرنے کو کہا میرے پاس کچھ سرمایہ جمع ہو گیا جس سے میں نے بھیڑیں اور گائیں خرید لیں (اور گذر کرنے لگا) جب اس کی بھی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہا اب آپ کس آدمی کی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا اب کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو میرے مسلک پر ہو مگر عنقریب ایک نبی آنے والا ہے جو دینِ ابراہیمؑ پر مبعوث ہوگا اور وہ کھجوروں والی زمین پر ہجرت کرے گا اور اس میں ایسی نشانیاں اور علامات ہوں گی جو پوشیدہ نہ رہ سکیں گی، اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔ وہ ہدیہ کا مال کھائے گا مگر صدقہ کا مال نہیں کھائے گا۔ اگر تو اس تک جا سکے تو چلا جا۔ پھر وہ مر گیا۔

چند دنوں کے بعد میرے پاس سے بنی کلاب کا ایک قافلہ گذرا میں نے ان سے کہا میں تمھارے ساتھ چلوں گا اور اپنی بھیڑیں اور گائیں تم کو دے دوں گا اور تم مجھے اپنے شہر لے چلو۔ وہ مجھے لے کر وادی القریٰ پہنچے اور وہاں پہنچ کر مجھے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ جب میں نے وہاں کھجور دیکھے تو مجھے خیال ہوا کہ جس جگہ کا اس نے ذکر کیا تھا وہ غالباً یہی ہے چند روز کے بعد بنی قریظہ کا ایک آدمی آیا اور اس سے مجھے خرید لیا اور میں وہاں رہ کر اس کے نخلستان میں کام کرنے لگا۔

رسول کریمؐ (مکہ میں) مبعوث بھی ہو گئے مگر مجھے پتہ نہ چلا۔ پھر جب آپؐ مدینہ تشریف لائے اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں مقیم ہو گئے تو ایک دن ایسا ہوا کہ میں کھجور کے درخت کی چوٹی پر چڑھا ہوا تھا کہ میرے مالک کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا اے سُنا خدا مدینہ کے عربوں کا ستیاناس کرے میں ابھی ابھی ان کے پاس سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک شخص کے ارد گرد کھڑے ہوئے ہیں جو مکّہ سے آیا ہے اور ان کی دانست میں وہ شخص نبی ہے۔ یہ سنتے ہی مجھے سردی لگنے لگی (کانپنے لگا) اور کھجور کا درخت ہلنے لگا قریب تھا کہ میں گر پڑوں۔ میں فوراً اترا اور اپنا کام کرنے لگا یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو میں نے کچھ چیزیں (خورد و نوش) کی جمع کیں اور لے کر چلا۔ اس وقت آپؐ مقام قباء پر صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا میرے پاس کچھ چیزیں صدقہ کی ہیں میں نے سنا ہے کہ آپ ایک نیک آدمی ہیں اور آپ کے ساتھی غریب ہیں اور میں آپ لوگوں کو اس چیز کا زائد مستحق سمجھا۔ یہ کہہ کر میں نے وہ آگے رکھ دیا۔ آپ نے خود تو ہاتھ روک لیا مگر دوسروں سے کہا کھاؤ۔ اور ان لوگوں نے کھانا شروع کر دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا (ایک نشانی تو ملی)۔ پھر میں واپس چلا گیا اور آپ تبدیل مکان کر کے مدینہ جا چکے تھے۔ پھر میں نے کچھ چیزیں جمع کیں اور وہ لے کر آپؐ کے پاس گیا اور کہا میں آپؐ کی بزرگی اور شان دیکھتے ہوئے یہ معمولی سا ہدیہ لایا ہوں اور یہ صدقہ نہیں ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے ہاتھ بڑھایا۔ آپؐ نے اور آپؐ کے اصحاب نے وہ ہدیہ نوش کیا اور میں نے دل میں کہا (دو علامتیں تو ملیں)۔ میں واپس چلا گیا۔ ایک مرتبہ پھر میں آیا تو اس وقت آپ "بقیع الفرقد" میں ایک جنازہ کے ساتھ آئے ہوئے تھے اور آپؐ کے گرد و پیش آپ کے اصحاب تھے۔ میں نے سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کی پشت پر اس مہر کو تلاش کرنے لگا۔ آپ میرا مقصد سمجھ گئے

اور اپنی چادر اس جگہ سے اٹھادی۔ میں نے بڑھ کر بوسہ دیا اور رونے لگا۔ مجھے آپؐ نے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر میں نے اپنی ساری سرگزشت آپ کے سامنے رکھ دی (جس طرح تمھارے سامنے ابن عباس ہم نے بیان کی) آپ کو میری سرگزشت پسند آئی اور آپ نے چاہا کہ دوسرے اصحاب بھی یہ سرگزشت سُن لیں۔

پھر میں غلامی کی وجہ سے بدر و اُحد میں شریک نہ ہوسکا تو ایک دن رسول کریم نے مجھ سے کہا اے سلمان مکاتبت کر لو (اپنے مالک کو کچھ دے کر آزاد ہوجاؤ) پھر میں نے اپنے مالک سے اس شرط پر آزادی لکھوائی کہ میں اس کے عوض اسے ۴۰ اوقیہ (تقریباً تین پونڈ) سونا دوں گا اور تین سو کھجوروں کے پودے زمین میں لگا کر دوں گا۔

پھر آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہر ایک تم میں سے جس سے بھی جتنا ممکن ہو اپنے بھائی کو نخل دے تو انھوں نے پندرہ پندرہ کھجور کے پودے دیئے یہاں تک کہ تعداد پوری ہوگئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے لیے گڑھے کھودو اور اس میں اس وقت تک کچھ نہ رکھنا جب تک میں اپنے ہاتھ سے اس میں نہ رکھ دوں۔ پھر میں نے دوستوں کی مدد سے گڑھے کھودے یہاں تک کہ فارغ ہوا اور آپ کے پاس آیا۔ پھر یہ ہوتا کہ میں کھجور کا درخت لاتا۔ آپ اس کو زمین میں رکھتے اور اس پر مٹی برابر کر دیتے۔ پھر آپ تشریف لے گئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے اُنھیں مبعوث فرمایا کہ ان پودوں میں سے کوئی بھی پودا نہیں سوکھا۔

اب صرف مجھے سونا دینا باقی رہ گیا تھا۔ ایک دن آپ کے اصحاب میں سے ایک مرغی کے انڈے کے برابر سونا لانا لایا اور وُہ اس کو ایک کان میں ملا تھا۔ آپ نے کہا "مسکین سلمان فارسی مکاتب" کو بلاؤ۔ پھر مجھ سے ارشاد ہوا لو اس سے بقیہ قرض ادا کردو میں نے کہا یا رسول اللہ کہاں یہ کہاں میرا قرضہ (یعنی یہ بہت کم ہے)[1]

(حضرت نے فرمایا لے تو لو۔ اللہ اس کے ذریعہ تمھارا قرضہ ادا کردے گا، تو میں نے اس کو لے لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے کہ وہ پورا چالیس اوقیہ تھا اور میں بقیہ قرضہ ادا کرکے بالکل آزاد ہوگیا)۔

یہ داستان ہے سلمان فارسی کی اور ایک منصف قاری اس داستان کو معقول سمجھے گا اس میں کسی قسم کا مبالغہ نظر نہیں آتا۔ قاری کو یہ بات بھی محسوس ہوگی کہ سلمان بچپنے ہی سے دین و مذہب کی طرف میلان رکھتے تھے اور اسی بنا پر اکابر اہل دین سے صحبت اختیار کی اور ان سے دینیات کو حاصل کیا۔ یہ واقعہ ہمارے رسولؐ کی صداقت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سلمان رسول کریمؐ کو صرف ان علامات کے سبب پہچان سکے جو ان کے "عموری دوست" نے انھیں بتائی تھیں، اور جب تک سلمان نے تحقیق نہیں کر لی، اسلام قبول نہیں کیا۔

سلمان فارسی کی سرگزشت سے ثابت ہوتا ہے کہ سلمان کے باپ مجوسی تھے اور بلاد فارس کے رہنے والے تھے۔ وہ ان کے پاس سے بھاگ آئے اور راہبوں کی صحبت یکے بعد دیگرے اختیار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول کریم سے ملاقات ہوئی اور آپ اسلام لائے۔

---

[1] اس کے بعد مصنّف نے قلم روک لیا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے آخری حصہ کو بھی تحریر میں لے آؤں تاکہ سلمان کی داستان مکمل ہوجائے۔ بریکٹ کے درمیان کا حصہ سیرت ابن ہشام سے ماخوذ ہے۔ (اجتہادی)

اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ سلمان نے ان راہبوں اور پادریوں کے نام نہیں بیان کیے اگرچہ ان کے شہروں کا ذکر کیا۔

رسول کریمؐ نے "سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے" کہہ کر سلمان کی طہارت و پاکیزگی کی شہادت دے دی۔

اور آپ ہی کے بارے میں رسولؐ کا قول ہے کہ اگر "ایمان ثریا میں بھی ہوگا تو فارس کا آدمی اسے ڈھونڈ لے گا" اور فارس کے آدمی، سے آپ کی مراد سلمان فارسی ہی تھے۔

جناب سلمان افضل ترین و زاہد ترین صحابہ میں سے تھے۔

حضرت علیؓ سے سلمان کی بابت پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا "سلمان کے پاس علم الاوّل بھی اور علم الآخر بھی اور وہ نہ خشک ہونے والا دریا ہے اور ہم اہل بیت میں سے ہے۔" اور "السلمان منّا اھل البیت" کا فقرہ رسول کریمؐ نے جنگ احزاب میں خندق کھودتے وقت فرمایا تھا جب مہاجر و انصار میں سے ہر آدمی سلمانؓ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا کیونکہ آپ مرد قوی تھے۔ اس وقت آپ نے یہ فرمایا کہ سلمان نہ انصار میں سے، نہ مہاجرین میں سے بلکہ ہم اہل بیت میں سے ہے۔

۳۵ھ آخر زمانہ خلافت عثمانؓ میں انتقال فرمایا بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ۲۵۰ سال تھی لیکن ۱۵۰ سال ہونے میں تو شک ہی نہیں۔

دورِ جاہلیت میں محمد کس کس کا نام تھا

جب عربوں نے اہل کتاب اور کاہنوں سے سنا کہ عربوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام "محمد" ہوگا تو جس جس کو یہ خبر ملی اس نے نبوت کے لالچ میں اپنے بیٹے کا نام محمد رکھ دیا۔

بنی سلیمہ میں بنی ذکوان کے یہاں خزاعی نے اپنے بیٹے کا نام محمد اسی نبوت کی لالچ میں رکھا۔ محمد بن خزاعی بن خزابہ یمن میں ابرہہ کے پاس چلا گیا اور اسی کے ساتھ اسی کے دین پر رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

اور بنی تیم میں ایک محمد بن سفیان بن مجاشع تھا جو پادری تھا اس کے باپ سفیان سے کہا گیا تھا کہ عرب میں ایک نبی ہوگا جس کا نام محمد ہوگا تو اس نے بھی اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا تھا۔

بنی سواۃ میں محمد الجشمی اور محمد الاسیدی اور محمد الفقیمی ان سب کا نام بھی اسی طمعِ نبوت کا نتیجہ ہے۔

یہ اسماء ہم نے طبقات ابن سعد میں دیکھے ہیں جو چاہے اس کتاب سے رجوع کر سکتا ہے۔ بہرحال ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب لوگ ایک نبی کا انتظار کر رہے تھے۔

عبادت اصنام

صنم (بت) یا تو لکڑی کا بنایا جاتا تھا یا چاندی اور پیتل سے تیار کیا جاتا تھا مگر بعض لوگ تفریق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صنم کا لفظ اس چیز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس کے "جسم ہو اور صورت ہو" اور اگر جسم یا صورت نہ ہو تو اسے صنم نہیں کہیں گے بلکہ "وثن" کہیں گے۔

"صنم" اور "وثن" میں فرق یہ ہے کہ وثن اس کو کہیں گے جس کا جسم زمین کی کسی دھات سے بنایا گیا ہو یا اس کی تعمیر میں لکڑی یا پتھر کا استعمال ہوا ہو۔ اس کو آدمی کی صورت پر بنایا گیا ہو پھر اس کو نصب کر کے اس کی عبادت کی جاتی۔
صنم۔ اس صورت کا نام ہے جو جسم نہ رکھتی ہو۔ بعض لوگ صنم اور وثن میں فرق محسوس نہیں کرتے اور ان کو دونوں معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور کبھی وثن کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے جو صورت نہ رکھتا ہو۔

عرب میں بت پرستی بہت زمانے سے پائی جاتی تھی۔ مورخین کہتے ہیں کہ جب جناب اسماعیلؑ بن ابراہیم نے مکہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں آپ کی نسل اتنی بڑھی کہ مکہ چھلکنے لگا اور مکہ کے سابق باشندے عمالیق نے ان کو نکالنا چاہا اور مکہ کی فضائیں ان پر تنگ ہونے لگیں تو آپس میں حرب و ضرب کا میدان گرم ہوا اور ایک نے دوسرے کو نکالنا شروع کیا تو اس وقت اولادِ اسماعیلؑ دوسرے شہروں میں تلاش معاش کے لیے پھیل گئے۔ ان کو جس چیز نے بت پرستی اور حجر پرستی کی طرف مائل کیا وہ یہ تھا کہ جو کوئی بھی مکہ سے جاتا وہ تعظیم حرم اور عشقِ مکہ کے پیش نظر ایک پتھر حرم کے پتھروں میں سے اٹھالیتا پھر وہ جہاں بھی اترتے اس پتھر کو ایک جگہ رکھ دیتے اور اس کا طواف اسی طرح کرتے جس طرح کعبہ کا طواف کرتے تھے اور یہ سب حصولِ برکت، عشقِ حرم کے جذبہ کے ماتحت کیا جاتا اور یہی نہیں کہ صرف ان ہی پتھروں کی پوجا پاٹ میں لگ جاتے بلکہ طریقۂ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ پر کعبہ کی تعظیم اور اس کے حج و زیارت کے رسوم بھی ادا کرتے۔

پھر ان کی یہ حالت ہو گئی کہ جو بھی پتھر پسند آیا اس کی عبادت شروع کر دی اور جس مسلک پر وہ تھے، اس کو بھلا دیا۔ دینِ اسماعیلؑ و ابراہیمؑ کو بدل کر دوسرا دین اختیار کر لیا بتوں کی پرستش کرتے رہے اور ان سے پہلے کی قومیں جس گمراہی و ضلالت میں تھیں، وہ بھی ان ہی چیزوں میں پڑ گئے مگر اس کے باوجود ان میں عہد اسماعیلؑ و ابراہیمؑ کے بقیہ رسم و رواج کی پابندی تھی۔ وہ بیت اللہ کی تعظیم اور اس کا طواف کرتے تھے۔ حج و عمرہ ادا کرتے تھے اگرچہ اس میں کچھ بدعتیں بھی انھوں نے شریک کر دی تھیں۔
سب سے پہلے جس نے دین اسماعیلؑ کو تبدیل کیا اور مورتیاں نصب کیں، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ کے طریقے رائج کیے وہ عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر الازدی ابو خزاعہ تھا۔ اس کی ماں کا نام فہیرہ بنت عمرو بن الحارث تھا۔
حارث کعبہ کا متولی تھا۔ جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو اس نے تولیت کے سلسلہ میں جھگڑا کیا اور بنی اسماعیلؑ کے ذریعہ سے

قبیلہ جرہم سے جنگ کی جس میں یہ کامیاب ہوا۔ پھر ان لوگوں کو اس نے کعبہ سے ہٹا دیا اور مکہ سے جلاوطن کر دیا اور انتظام کعبہ کا متولی بن بیٹھا۔

ایک مرتبہ یہ سخت بیمار پڑا اس سے کہا گیا کہ شام میں بلقاء کے مقام پر ایک چشمہ ہے۔ اگر تو وہاں جائے تو شاید اس مرض سے بچ جائے۔ وہ شام گیا اور اس چشمہ سے غسل کیا اور اچھا ہو گیا۔ وہاں اس نے لوگوں کو اصنام کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا یہ کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا ہم ان (بتوں) کے ذریعہ سے بارش طلب کرتے ہیں اور ان ہی سے دشمنوں پر ظفریاب ہوتے ہیں۔ عمرو نے کہا پھر مجھے بھی ان میں سے کچھ دے دو۔ انھوں نے اسے ایک بت دے دیا۔ یہ اس بت کو لے کر مکے میں آیا اور اس کو کعبہ کے اطراف میں نصب کر دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو بت اس کو شامیوں نے دیا تھا اس کا نام ہبل تھا۔ وہ اس کو لے کر مکہ آیا اور کعبہ کے پاس اسے رکھ دیا۔ یہ پہلا بت تھا جو مکہ میں آیا تھا۔

ہشام نے کہا کہ مجھ سے کلبی نے بیان کیا کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ میں نے عمرو کو دوزخ میں اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک کوتاہ قد، سرخ رنگ و نیلگوں آدمی ہے اور اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹے لیے جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جواب ملا یہ وہی عمرو بن لحی ہے جس نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ کے طریقے رائج کیے، دین ابراہیم کو بدل دیا اور عرب کو بت پرستی کی دعوت دی۔

قرآن میں ان پانچ اصنام کا ذکر آیا ہے جن کی قوم نوح پوجا کرتی تھی: ودّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر۔ لیکن ہبل کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان بتوں کو عمرو بن لحی ساحل جدہ سے لایا تھا اور پھر مکہ میں انھیں پھیلا دیا۔ عربوں نے ان کو خدا بنا لیا۔

مشہور و قدیم اصنام میں دو بت تھے جنھیں اساف و نائلہ کہا جاتا ہے جن کی عبادت خزاعہ قریش اور عرب کے وہ لوگ جو حاجی بیت اللہ ہونے کرتے تھے اور عرب ان کے آگے قربانیاں دیا کرتے تھے۔

مناۃ۔ ضلع ہذیل کے مقام قدید (مکہ و مدینہ کے درمیان واقع تھا) میں ساحل سمندر پر نصب تھا اور سارا عرب اس بت کی عزت اور اس کے اطراف میں قربانی کرتا تھا مگر قبیلہ اوس و خزرج سے زائد ان کی کوئی تعظیم نہیں کرتا تھا۔ مناۃ کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے "ومناۃ الثالثۃ الاُخریٰ" یہ بت ہذیل و خزاعہ کا بھی معبود تھا اور فتح مکہ کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بہ حکم رسالت مآب اس بت کو گرا دیا تھا۔

فُلس:۔ یہ قبیلہ طے کا بت تھا اور اس کو بھی حضرت علیؓ نے رسول کریمؐ کے حکم سے گرا دیا تھا۔

لات:۔ (اللہ کی تانیث ہے) اور یہ ایک "مربع پتھر" تھا اور سارے قریش اس کی تعظیم کرتے تھے۔ یہ طائف میں نصب تھا اس کا بھی قرآن میں ذکر ہوا ہے (اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی) اور وہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ جب بنی ثقیف اسلام لے آئے تو رسول کریمؐ نے مغیرہ کو بھیجا کہ اس کو جا کر گرا دے اور آگ میں جلا دے۔ لات کو لوگ "ربۃ" کہتے تھے (اس کا ترجمہ "پروردگارن" ہی

کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کو "خدائے مونث" سمجھا جاتا تھا۔ اجتہادی)

ڈکشنری آف اسلام میں ہے کہ ہیرودوت نے کعبہ کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا ہے لیکن لات کا ذکر اس نے بھی کیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ بت عرب کے بڑے خداؤں میں سے تھا اور یہ قوی دلیل ہے کہ عرب میں ایک بت لات نامی بھی تھا اور اس زمانہ کے عظیم معبودوں میں شامل تھا۔

عزیٰ:۔ یہ (تانیث ہے اعزی) اور اعز کے معنی عزیز (غالب) کے ہیں۔ یہ بت لات و منات کے بعد آیا ہے اور نخلہ شامیہ کی وادی میں نصب تھا اور قریش اس کو عظیم اصنام میں شمار کرتے۔ اس کی زیارت کرتے، چڑھاوا چڑھاتے اور قربانی دیتے۔

ابن حبیب کا کہنا یہ ہے کہ عزی وادی نخلہ میں ایک درخت حناص کے پاس بت تھا۔ قبیلہ غطفان اس کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اس بت کا ذکر بھی قرآن میں ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔

عزیٰ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ اللہ نے رسول کریم کو مبعوث کیا اور آپ نے ان بتوں کو برا کہا اور ان کو اصنام سے ہٹایا۔ ان کی عبادت سے روکا۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی آیات بھی نازل ہوئیں (مذمت اصنام میں) مگر قریش پر یہ امر بہت شاق تھا (ترک بت پرستی) (جیسا کہ اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے)۔

ابو احیحہ سعید بن العاصی بن امیہ بن عبد شمس مرض موت میں مبتلا ہوا، ابو لہب اس کی عیادت کے لیے گیا تو اس کو روتے ہوئے دیکھا۔ ابولہب نے کہا کہ ابو احیحہ تمھیں کون سی چیز رلا رہی ہے کیا موت سے ڈر کر رو رہے ہو جب کہ موت کا آنا برحق ہے؟ ابو احیحہ نے کہا نہیں میں اس لیے نہیں رو رہا ہوں، میں اس لیے رو رہا ہوں کہ مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد "عزیٰ" کی عبادت کوئی نہیں کرے گا۔ ابولہب نے کہا بلاشبہ جو آپ کی زندگی میں اس کی عبادت نہیں کی گئی اس کی وجہ آپ تھے لیکن آپ کے مرنے کے بعد اس کی عبادت ضرور کی جائے گی۔ ابو احیحہ نے کہا اب مجھے علم ہو گیا ہے کہ میرا کوئی جانشین ہے۔ عزیٰ کے نصب کی مضبوطی کی وجہ سے اس کی عبادت کو پسند کرے گا۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ عرب کو بتوں سے کس قدر وابستگی و عقیدت تھی۔

عرب میں بعض لوگ ملائکہ کی بھی عبادت کرتے تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی (جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، وہ ملائکہ کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں)۔ جب رسول کریم نے مکہ کو فتح کیا تو خالد کو انہدام عزی کے لیے بھیجا پھر خالد نے عزی کو منہدم کر دیا۔

قریش کے کچھ بت تو کعبہ کے اطراف میں تھے اور کچھ اس کے اندر تھے اور سب سے بڑا بت ان کے نزدیک ہبل تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ انسانی صورت پر سرخ عقیق سے بنایا تھا۔ اس کا داہنا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا۔ قریش نے اس کو اسی حالت میں پایا تھا۔ پھر اس کا ہاتھ سونے کا بنا دیا گیا۔

سب سے پہلے اسے جس نے نصب کیا اس کا نام خزیمہ ابن الیاس بن مضر تھا اور اس کو "ہبل خزیمہ" بھی کہا جاتا تھا۔

اور یہی بت ہے جس کے آگے عبداللہ کا نام قربانی کے لیے نکلا تھا۔
ان بتوں میں جو کعبہ کے اطراف میں تھے، اساف و نائلہ بھی تھے جن کو رسولِ کریمؐ نے یومِ فتح مکہ مسجد سے نکال کر جلوا دیا تھا اور ان بتوں کی تعداد جن کو عرب پوجتے تھے ۳۶۰ تھی۔
اس کے ساتھ ساتھ ہر گھر میں بھی ایک بُت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ جب کوئی سفر کرتا تھا تو آخری کام اس کا یہی ہوتا تھا کہ وہ اس بت پر ہاتھ پھیرتا تھا اور سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہو کر جو سب سے پہلا کام کرتا وہ یہی کہ اس بت سے ہاتھ کو مس کرتا۔ جن بتوں کو اطرافِ حرم میں نصب کیا گیا تھا، ان کو 'انصاب' کہا جاتا تھا۔
ان کے اصنام میں بعض کے نام یہ تھے۔
ذوالخلصہ، سعد، ذوالکفین، ذوالشریٰ، اقیصر، سعیر، عمیانس، الم، اشہل، اوال، باجر، بجہ، بعیم، بلج، بولتہ، تیم، جریش۔
صنم پرست دوبارہ زندہ ہونے کا قائل نہ تھا۔ بعض اہلِ عرب عقیدۂ تناسخ پر بھی یقین رکھتے تھے۔ اور مسخ ہو جانے کا بھی اعتقاد رکھتے اور اکثر امراض کا سبب جن کو قرار دیتے۔ بعض بعض لوگ تو جن کی بھی پرستش کرتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں کے خدا بے شمار تھے۔

دینِ ابراہیمؑ

اس کے باوجود کہ سارا عرب بت پرستی میں غرقاب تھا، دورِ جاہلیت میں ہی کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو بتوں کو نہیں مانتے تھے اور ان کو اس کا احساس تھا کہ یہ بت نہ فائدہ دے سکتے ہیں نہ نقصان۔
ایک روز قریش ایک تہوار میں ان بتوں میں سے ایک بُت کے پاس جمع ہوئے اور اس بت کے طواف و اعتکاف میں مصروف ہو گئے۔ مگر چار آدمی ورقہ ابن نوفل، عبداللہ بن جحش، عثمان بن الحویرث، زید بن عمرو، آپس میں یہ کہتے ہوئے پائے گئے کہ تم خوب جانتے ہو کہ تمھاری قوم جس مسلک پر ہے (ظاہر ہے) کہ انھوں نے دینِ ابراہیمؑ کو چھوڑ دیا ہے اور یہ پتھر جن کا ہم طواف کرتے ہیں۔ یہ نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ ان کے ہاتھ میں نفع ہے نہ نقصان لہٰذا تم صحیح دین کی تلاش کرو۔ جس مسلک پر تم ہو وہ غلط ہے۔
پھر وہ سب مختلف شہروں میں تلاش دین ابراہیم کے لیے منتشر ہو گئے۔
۱۔ ورقہ بن نوفل جو جناب خدیجہ کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے دینِ نصرانیت کو مضبوطی سے اختیار کیا۔ کتب نصرانیت کا مطالعہ کیا اور اہلِ کتاب کا بڑا عالم ہو گیا۔
۲۔ عبیداللہ بن جحش جس شک کی حالت پر تھا اسی حالت پر رہا یہاں تک کہ اسلام لایا۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی

اس کے ساتھ اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابوسفیان تھی (جو مسلمان ہو گئی تھیں) پھر وہ نصرانی ہو گیا اور اسلام کو ترک کر دیا۔ دینِ نصرانیت پر مرگیا۔ اس کے بعد رسولِ کریمؐ نے ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح کیا۔

۳۔ عثمان بن الحویرث شاہ روم کے پاس چلا گیا اور نصرانیت قبول کرلی۔ قیصر کی نگاہ میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی۔

۴۔ زید بن عمرو بن نفیل نے توقف کیا۔ نہ یہودیت اختیار کی نہ نصرانیت۔ اپنی قوم کے دین کو ترک کر دیا اور بتوں سے علٰحدگی اختیار کرلی۔

کانون سل کا بے بُنیاد نظریہ

مسٹر کانون سل CANON SELL اپنی کتاب حیاتِ محمدؐ "لائف آف محمدؐ" میں کہتے ہیں " زید اور ان کے ساتھی دینِ ابراہیم کی پیروی اور اس کی اشاعت کے متمنی تھے اور گمان کیا جاتا ہے کہ یہ "فکر" محمدؐ نے ان سے حاصل کی"۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں " زید دینِ حنیف پر قائم رہے اور اہلِ مکہ کو ان کی بت پرستی پر لعنت و ملامت کرتے رہے جس سے اہلِ مکہ مشتعل ہو گئے اور انھوں نے آپ کو ترکِ مکہ پر مجبور کیا جس کی بنا پر آپ کو کوہِ حرا پر قیام کرنا پڑا۔

ایک عرصہ تک آپ اسی فکر میں غلطاں اور پیچاں رہے۔ پھر اسی عالم میں آپ کا انتقال ہو گیا اور آپ کو زیر کوہ دفن کر دیا گیا۔ زید کا انتہائی اثر محمدؐ پر تھا اور محمد زید کی بہت قدر و منزلت کرتے تھے اور ان سے بہت متاثر تھے۔

بلاشبہ ایسے لوگ اور اس طرح کی سمجھ دار ہستیاں عرب میں اور بھی تھیں جو عرب کی اجتماعی زندگی کے انحطاط، انتشارِ اصنام، مرکزِ سیاسی کے فقدان پر اظہارِ تاسف کرتے اور اس مسئلہ پر گفتگو اور صلاح و مشورہ کرتے۔

عثمان بن الحویرث "مرکزی طاقت" کے پیدا کرنے میں اس لیے کامیاب نہ ہو سکا کہ اس کا اعتماد اجنبی حکومت (حکومت رومانیہ) پر تھا۔

بہرحال ضرورت تھی کہ ایک "مرکزی طاقت" بنائی جائے۔ کعبہ کی عظمت مسلّم کرائی جائے اور کعبہ کو عرب کے لیے ایک "دینی قوت" کی صورت میں قائم کیا جائے۔ ایسا کیوں کر ہو؟ بت پرستی کیسے مٹے؟ یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ نبی کے ظاہر ہونے کا زمانہ آگیا اور ان کے ظہور کا وقت قریب ہے (ایسے حالات میں) قوی شخصیت کے مالک، عقلمند، سیاست دان اور قومِ عرب کی محدود رسالت پر فائق نبیؐ نے ظاہر ہونے میں تاخیر نہیں کی"۔

یہ وہ لچر اور پوچ خیالات ہیں جن کا اظہار مسٹر کانون سل نے کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ اس وقت کے لوگ بت پرستی، تعدّد اصنام اور اس سے پیدا شدہ انتشار پر گفتگو کرتے تھے اور "دین صحیح" کی کھوج اور تلاش میں تھے لیکن "ایسی باتیں" بہت کم ہوئی ہیں اور نہ ہی ان باتوں کا کوئی اثر قائم ہو سکا اور ہیں تو کہیں سے۔

بھی یہ خبر نہیں ملی کہ رسولِ کریمؐ ان کے ساتھ گھلتے ملتے اور عرب کی دینی اور سیاسی حالات پر تبصرہ اور گفتگو کرتے۔

" زید کو ستایا گیا اور وہ حرا میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے" ٹھیک لیکن ان کی ملاقاتیں رسولِ کریمؐ کے ساتھ نہیں ہوئیں کہ اس کی بناء پر کہا جا سکے کہ "آپس میں مسائلِ دین پر تبادلہ خیالات ہوتا تھا" اور "زید نے آپؐ کے دل پر اپنا گہرا اثر چھوڑا" یا یہ کہ "آپؐ نے زید سے "دینِ ابراہیم" کا "نظریہ" اخذ کیا" فرض کیجئے کہ دین کا نظریہ ان سے اخذ کر لیا لیکن یہ فرمائیے کہ یہ جو کتابِ عظیم یعنی قرآن اور اس کے دامن میں جو معجز از فصاحت و بلاغت، بلیغ حکمتیں، مضبوط مثالیں انبیاء گذشتہ کے قصے، امم سابقہ کے واقعات، مستقبل کی خبریں، انسان کا خالق سے رشتہ، انسان کا انسان سے تعلق اور وہ عظیم الشان قوانین شرعی (جو علماءِ اعلام و مجتہدین کرام کا دوامی موضوعِ بحث ہیں) ۔ کیا یہ سارے حقائق، یہ علم عظیم، یہ معارف رسول کریمؐ اور زید بن عمر کی حرا" یا راستہ میں اتفاقی ملاقات کا نتیجہ ہو سکتی ہیں؟

اور آگے چلیے: آج تک کیا کسی تاریخ سے یہ ثابت ہوا کہ آپ نے لوگوں کے ساتھ ایسے مذاکرے اور صلاح مشورے کیے یا کسی نے آپ کو بچپنے سے تعلیم دی یہاں تک کہ آپ نبی ہو گئے۔ اس کے برخلاف تاریخوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اُمّی تھے۔ کتابت و قراءت سے قطعاً واقف نہیں تھے اور وحی سے قبل آپ کو دین اور اس کے اصول سے بالکل لاعلمی تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ آپؐ کی رسالت صرف قومِ عرب پر محدود نہ تھی جیسا کہ ستل اور ان کی طرح کے لوگ کہتے ہیں۔ بلکہ آپ کی رسالت تمام عالمِ انسانی کے لیے تھی جیسا کہ قرآن میں صراحتہً ذکر ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اگرچہ اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔

زید بن عمرو

زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرظ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک القرشی العدوی جو سعید بن زید کے والد اور عمر بن الخطاب کے چچازاد بھائی تھے، ان دونوں صاحبان نے رسولِ کریمؐ سے زید کے متعلق سوال کیا۔ رسولِ کریمؐ نے فرمایا: "زید زندہ کیے جائیں گے اس حال میں کہ وہ تنہا ایک امت کے برابر ہوں گے۔" زید دورِ جاہلیت میں عبادت کرتے تھے، دینِ ابراہیمؑ کے طالب تھے۔ توحید خداوندی کے قائل تھے اور یہ کہتے تھے کہ میرا اللہ وہ ہے جو ابراہیمؑ کا اللہ ہے اور میرا دین دینِ ابراہیمؑ ہے اور ان ذبیحوں پر جو بتوں کے نام پر ہوتے زید قریش کو ملامت کرتے اور کہتے "بکری پیدا کرے اللہ اور اس کے لیے زمین سے گھاس اگائے اللہ، اور ذبح کرو تم غیر اللہ کے نام پر۔" (کتنے افسوس کی بات ہے) اور آپ غیر اللہ کے نام کے ذبیحوں کا گوشت استعمال نہیں کرتے تھے۔ قبل از وحی ایک مرتبہ رسولِ کریمؐ کی زید بن عمرو سے مقام بلدح پر ملاقات ہوئی تھی اور اس زمانہ میں زید لوگوں کو لڑکیوں کے زندہ دفن کرنے سے روکتے تھے۔

زید بن حارثہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ گرمیوں کے دن میں میں اور رسولِ کریمؐ باہر نکلے اور رسولِ کریمؐ مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھائے ہوئے تھے کہ اچانک ہماری ملاقات زید بن عمرو سے ہوگئی۔ ہم نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ پھر رسولِ کریمؐ نے فرمایا: زید! کیا بات ہے کہ ہم تمھاری قوم کو تم سے برگشتہ و مخالف دیکھتے ہیں۔ زید نے کہا ان سے میری دوری نہیں تھی لیکن جب میں دینِ ابراہیمؑ کی تلاش میں نکلا اور علماءِ خیبر کے پاس گیا اور ان کو بھی اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ شرک کرتے ہوئے دیکھا تو پھر میں نے کہا یہ وہ دین نہیں جس کا میں خواہش مند ہوں پھر میں وہاں سے بھی نکلا۔ مجھ سے ایک بزرگ نے کہا تم جس دین کی تلاش میں ہو اس دین کے مطابق عبادت کرنے والے زمین پر سوائے ایک "شیخ حیرہ" کے کوئی نہیں۔ زید کہتے ہیں پھر میں وہاں سے نکلا اور حیرہ میں اس بزرگ سے ملا۔ جب اس نے مجھے دیکھا پوچھا کہاں سے آئے ہو میں نے کہا میں اہل بیت اللہ میں سے ہوں اور کانٹوں اور درخت سلم کی بستی کا آدمی ہوں۔ اس نے کہا جس کی تجھے تلاش ہے وہ تمھارے ہی شہروں میں ظاہر ہوگا۔ وہ نبی مبعوث ہو چکا ہے۔ اس کا ستارہ طالع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ جن کو بھی تم دیکھو گے وہ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ زید کہتے ہیں کہ پھر مجھے کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی۔

زید بن حارثہ کہتے ہیں کہ زید بن عمرو کا انتقال ہوگیا اور رسولِ کریمؐ پر نزولِ وحی ہوا تو زید کے بارے میں آپ نے یہ فرمایا کہ وہ زندہ کیے جائیں گے اس حال میں کہ تنہا ایک امت کے برابر ہوں گے۔

حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی صحن خانہ کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا اور زید بن عمرو بھی کہ امیہ بن ابی الصلت ادھر سے گذرا اس نے کہا اے خیر کے چاہنے والے کس طرح صبح کی۔ زید نے جواب دیا "بہ خیر و خوبی" اس نے پھر کہا ارے خیر پایا؟ زید نے کہا نہیں مگر میں مایوس نہیں۔ یہ نبی یا ہم میں سے ہوگا یا تم میں سے یا اہلِ فلسطین میں سے۔ ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے اس کے

قبل کسی "نبی منتظر" کی بات نہیں سنی تھی۔ پھر میں ورقہ ابن نوفل کے خیال سے باہر نکلا۔ اکثر ان کی نگاہیں آسمان کا جائزہ لیتی رہتیں اور ان کے سینہ سے غراہٹ کی آواز آیا کرتی تو وہ مجھے مل گئے۔ میں نے ان سے سارا قصہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا میرے بھائی کے بیٹے! یہ درست ہے اگرچہ اہلِ کتاب و علماء انکار کرتے ہیں مگر یہ کہ وہ نبی منتظر اس خاندان سے ہوگا جو نسب کے اعتبار سے اوسط عرب ہوگا اور مجھے علم نسب سے واقفیت ہے۔ قبیلہ قریش ہی ہے جو نسب کے لحاظ سے اوسط عرب ہے (یعنی وہ نبی قریش میں سے ہوگا)۔ میں نے کہا اے چچا وہ نبی کیا کہے گا۔ ورقہ نے کہا وہ وہی کہے گا جو اس سے خدا کہے گا۔ مگر یہ کہ وہ نہ ظلم کرے گا اور نہ ظلم کی شکایت کرے گا۔"

اسماء بنت ابوبکر سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ کہہ رہے تھے " اے گروہِ قریش! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ آج میرے علاوہ تم میں سے کوئی بھی دینِ ابراہیمؑ پر نہیں ہے اور اس کے بعد وہ یہ کہہ رہے تھے بارالٰہا! اگر میں اس محبوب طریقہ کو جانتا جس سے تیری عبادت کرنا چاہیے تو اسی طرح عبادت کرتا لیکن مجھے علم نہیں ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرنے کے لیے جھک گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے زید کے گھر والوں نے کہا کہ جب زید کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو کہتے تھے لبیک حقاً حقاً تعبداً ورقاً عذت بما عاذ بہ ابراھیم۔ عجز و انکسار کے ساتھ غلامانہ ذلت کے ساتھ تیرے حضور میری حاضری ہے میں اس ذات کی پناہ مانگتا ہوں جس کی ابراہیم نے پناہ مانگی تھی۔ اور پھر وہ کہتے درآں حالیکہ وہ کھڑے ہوئے ہوتے کہ بارالٰہی! میں تیرے لیے ذلت کے ساتھ خاک پر اپنی ناک کو رگڑ رہا ہوں۔ جو جو تو مجھ پر تکلیفیں ڈالے گا اس کو برداشت کرنے پر تیار ہوں۔ میں نیکی کا طلب گار ہوں مال کا نہیں اور بھلا وطن کا چھوڑنے والا دوپہر میں آرام سے سونے والے کے برابر ہو سکتا ہے؟

خطاب بن نفیل نے زید کو بہت تکلیف دی یہاں تک کہ وہ مکہ کی سطح بلند کی طرف نکل گئے اور مکہ کے مقابل مقام حرا میں اتر پڑے۔ خطاب نے ان کے پیچھے قریش کے کچھ نوجوانوں اور جاہلوں کو لگا دیا تھا کہ ان کو مکہ میں داخل نہ ہونے دینا۔ پھر جب بھی ان کو مکہ آنا ہوتا تو چھپ کر آتے اور اگر ان کو ان کے آنے کی خبر مل جاتی، خطاب کو مطلع کر دیتے اور خطاب آکر ان کو نکال دیتے اور ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے اس ڈر سے کہ وہ کہیں ان کا دین نہ بگاڑ دیں اور کہیں ان میں سے کوئی الگ ہو کر زید کا پیرو نہ بن جائے۔ زید کی وفات رسول کریمؐ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہی ہو گئی تھی۔ ورقہ ابن نوفل نے آپ کا مرثیہ کہا۔

زید اکثر یہ کہا کرتے تھے " اے گروہِ قریش! ریاکاری سے بچو کیونکہ ریاکاری سے فقر پیدا ہوتا ہے۔

یہ مختصر سا خاکہ تھا زید کی زندگی کا جن کی گردن میں دینِ ابراہیم کا طوق تھا اور جو بت پرستی سے بھاگتے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ اللہ کس طریقۂ عبادت کو بہتر سمجھتا ہے۔ اور کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک مرتبہ سے زائد رسول کریمؐ سے ان کی ملاقات ہوئی ہو اور نہ ہی حضرت ابوبکرؓ سے ان کی ایک ملاقات کے سوا (جس کا تذکرہ کیا جا چکا ہے) کوئی اور ملاقات ہوئی تھی۔

ابتداءِ وحی

۶۔اگست سنہ ۶۱۰ء

جب زمانۂ نزولِ وحی قریب آنے لگا تو رسولِ کریمؐ زائد سے زائد خلوت پسند ہوتے گئے۔ آپ "غارِ حرا" میں گوشہ نشین ہو گئے اور متعدد راتیں وہیں عبادت و مراقبہ میں گذارنے لگے۔ آپ گھر آتے اور سامانِ خورد و نوش لیتے اور پھر غارِ حرا میں بیٹھ کر راتیں گذارتے اور عبادت کرتے۔ آپ کی عبادت دینِ ابراہیمؑ کے طریقے پر ہوتی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ الہامی طریقے سے عبادت کرتے تھے۔ جو خواب آپ کو نظر آتے صبحِ صادق کی طرح ہوتے اور یہی رویاءِ صادقہ وحی نبوت کی تمہید تھے اور یہ سلسلہ (بہ قولِ بعض) چھ مہینہ تک جاری رہا۔

جب آپ پورے چالیس سال کے ہوئے تو جبرئیلؑ "نبوت" لے کر حاضر ہوئے اور جس دن جبرئیلؑ آئے، وہ دن دوشنبہ کا تھا اور ماہِ رمضان کی ۱۷ تاریخ تھی اور آپ کو پیدا ہوئے چالیس سال ہو چکے تھے۔ قمری حساب سے آپ کی عمر اس وقت ۴۰ سال ۶ مہینے اور آٹھ دن کی تھی اور یہ مطابق تھا ۶ اگست سنہ ۶۱۰ء کے۔ نزولِ جبرئیلؑ غارِ حرا میں ہوا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کہا آپ نے کہ وحی سے پہلے رسولِ کریمؐ سچے خواب دیکھنے لگے تھے اور ہر خواب آپ کو صبحِ صادق کی طرح نظر آتا تھا۔ پھر آپ شدت سے خلوت پسند ہو گئے اور قبل اس کے کہ اپنے گھر آتے سامان خورد و نوش لیتے، آپ نے متعدد راتیں غارِ حرا میں بیٹھ کر عبادت و مراقبہ میں گذار دیں۔ پھر آپ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور سامانِ خورد و نوش لیا اور پھر غارِ حرا میں گوشہ نشین ہو گئے یہاں تک کہ 'امرِ حق' کا نزول ہوا۔

آپ غارِ حرا میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرشتہ آیا اور آپ سے کہنے لگا "اِقْرَاْ" پڑھ۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا نہیں کرتا۔ رسولِ کریمؐ نے فرمایا کہ پھر جبرئیلؑ نے مجھ کو پکڑ کر بھینچ لیا اور مجھے سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا اِقْرَاْ (پڑھ) میں نے پھر کہا میں پڑھا نہیں کرتا۔ پھر انھوں نے وہی کیا اور مجھے شدید مشقت اٹھانا پڑی۔ مجھے چھوڑتے ہوئے پھر کہا "پڑھ" میں نے پھر کہا میں پڑھا نہیں کرتا۔ تیسری بار پھر مجھے جبرئیلؑ نے پکڑ کر بھینچ لیا اور مجھے سخت اذیت محسوس ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑتے ہوئے کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ الخ۔ پھر رسولِ کریمؐ نے یہ الفاظ دہرائے۔ حالت یہ تھی کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ خدیجہؓ کے پاس پہنچے اور فرمانے لگے مجھے کسی چادر میں لپیٹ دو۔ "مجھے چادر میں لپیٹ دو۔" پھر سب نے آپ کو چادر میں لپیٹ دیا۔ یہاں تک کہ وہ دہشت آپ کے دل سے نکل گئی۔ پھر آپؐ نے خدیجہؓ سے سارا واقعہ سنایا اور فرمایا خدیجہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ خدیجہؓ نے کہا لا واللہ خدا آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں۔ مسکینوں اور مزدوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، لوگوں کو وہ چیزیں دیتے ہیں جو آپ کے علاوہ کہیں سے نہیں پاتے۔ مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور مصیبتوں میں حق کی مدد کرتے ہیں۔ پھر جناب خدیجہؓ آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل ابن اسد بن عبدالعزیٰ (جو جناب خدیجہؓ کا چچازاد بھائی تھا) کے پاس آئیں۔ ورقہ نے دورِ جاہلیت میں

نصرانیت کو قبول کر لیا تھا اور وہ اس زمانہ میں ایک کتاب عبرانی میں لکھ رہے تھے۔ بہت سن رسیدہ اور نابینا تھے۔ ورقہ سے جناب خدیجہؓ نے کہا "میرے بھائی، اپنے بھتیجے سے سارا ماجرا سُن لیجئے"۔ پھر ورقہ نے مجھ سے کہا "میرے بھتیجے تو نے کیا دیکھا"۔ پھر رسولِ کریمؐ نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ سارا قصہ سُن کر ورقہ نے کہا یہی ناموس تھا جو اللہ نے موسیٰؑ پر اتارا تھا اور کاش میں تیرے ظہورِ نبوت کے وقت جوان ہوتا اور اے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب تجھ کو تیری قوم نکال رہی ہوتی۔ رسول کریمؐ نے ورقہ سے کہا کیا "لوگ مجھے مکّہ سے نکال دیں گے؟" ورقہ نے کہا ہاں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جو ایسا پیغام لائے اور پھر ستایا (نکالا) نہ جائے اور اگر میں نے تیرا زمانہ پایا تو تیری بے حد مدد کروں گا۔

پھر ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور (ادھر) وحی کا سلسلہ کچھ عرصے (تین سال) کے لیے منقطع ہو گیا۔

قرآن کی سب سے پہلے جو سورۃ نازل ہوئی وہ "سورہ اقراء" ہے جیسا کہ حضرت عائشہ کے بیان سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ موسیٰ اشعری اور عبید بن عمر سے بھی اسی طرح روایت ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ یہی درست ہے اور اس پر سلف و خلف سب کا اتفاق ہے۔

"نبی منتظر!"

تمام ارباب سیرت و مورخین عرب متفق ہیں کہ اہل کتاب اس زمانہ میں ایک نبی کے ظہور کے منتظر تھے اور اہل کتاب اس نبی کے اوصاف و احوال سے بھی واقف تھے اور اسی لیے اس نبی کا تذکرہ مختلف آدمیوں نے مختلف موقعوں پر کیا جس کو ہم ترتیب وار بیان کرتے ہیں۔

۱۔ یہ روایت متواتر ہے اور پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ "شق و سطیح" دو کاہن تھے جنھوں نے ہمارے رسول کریمؐ کے ظہور کی خبر آپ کے ظاہر ہونے سے پہلے دی تھی۔

۲۔ قصہ حلیمہ السعدیہ (جس کا ذکر آچکا) کہ جب بھی حلیمہ یہودیوں کے رُوبرو آپؐ کو پیش کرتیں اور یہودیوں سے آپ کے حالات بیان کرتیں تو وہ ایک دوسرے کو آپ کے قتل پر ابھارتے۔ پھر یہ رنگ دیکھ کر حلیمہ آپ کو لے کر چلی جاتیں۔

۳۔ تمام ارباب سیرت کا اتفاق ہے کہ ان علامات کی وجہ سے جو رسول کریمؐ میں تھیں۔ بحیرا نے آپ کو پہچان لیا تھا۔ اسی بناء پر اس نے ابوطالب سے کہا تھا "ابوطالب! اپنے بھتیجے کو اپنے وطن لے جاؤ اور دیکھو یہود سے اسے محفوظ رکھنا۔ اگر انھوں نے اس کو دیکھ لیا اور جو معرفت مجھے حاصل ہوئی وہ ان کو ہو گئی تو وہ ضرور اس کو نقصان پہنچائیں گے اور (یاد رکھو) کہ اس کی عنقریب بڑی شان ہونے والی ہے پس جلدی اس کو اس کے شہر لے جاؤ۔

۴۔ سیرۃ ابن ہشام میں مستقل ایک فصل ہے "انذار یہود برسول اللہ" کے سرنامہ سے جو ابن اسحاق کی روایت سے منقول ہے اور ہم نے اس کتاب میں بھی تذکرہ کیا ہے (ملاحظہ ہو "رسول کریم کے متعلق یہودیوں کا ڈرانا")۔

۵۔ قصۂ سلمان فارسی جو رسول کریمؐ کے ان علامات کو دیکھنے کے بعد اسلام لائے جو انھیں "راہب عموریہ" سے معلوم ہوئے تھے۔
قصۂ سلمان فارسی مشہور و معروف ہے اور مورخین جن مرکزی کتابوں پر اعتماد کرتے ہیں، اُن میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہوا ہے اور یہ کسی طرح "طبعزاد" نہیں ہو سکتا۔ خود ابن عباس نے سلمان فارسی سے بلاواسطہ سنا ہے اور اسی لیے تفصیل سے ہم نے یہ واقعہ گذشتہ صفحات میں لکھا ہے۔

۶۔ اسلام عبداللہ بن سلام بن الحارث جو بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے خود رسول اللہ کی باتیں سُنی اور میں آپ کے نام اور اوصاف سے اس زمانہ سے واقف تھا جب ہم ان کی جستجو میں تھے مگر میں چپ رہا اور اس امر کو مخفی رکھا یہاں تک کہ رسول اللہ مدینہ تشریف لائے۔" تفصیل سے واقعہ ہم نے آگے تحریر کیا ہے۔

۷۔ تمام عرب اہلِ کتاب اور کاہنوں سے یہ سنتے رہتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد ہوگا۔ اسی بنا پر جس جس کو اس کی خبر ہوئی، اس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔ جن میں سے بعض کے نام ہم نے اس کتاب میں بھی تحریر کیے ہیں۔

۸۔ "باب بدء الوحی" صحیح بخاری میں ہے کہ ورقہ ابن نوفل جو نصرانیت کا بہت بڑا عالم تھا اور جس نے انجیل کو عبرانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کیا تھا۔ جب اس کے سامنے خدیجہ نے رسول کریمؐ کا واقعہ رکھا تو اس نے فوراً کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر نازل ہوا تھا۔

۹۔ رسول کریمؐ نے جب بنی قینقاع (یہودیوں کے گروہ) کو جمع کیا تو ان سے کہا: اے یہودیو! ڈرو اللہ سے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو مصیبت قریش پر نازل ہوئی ہے وہ تم پر بھی نازل ہو جائے۔ دیکھو! اسلام لے آؤ جب کہ تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں اور جب کہ اس چیز کا ذکر تمھاری کتاب اور تمھارے اس عہد میں بھی ہے جو اللہ نے تم سے کیا تھا۔

۱۰۔ قیس بن نشبہ دورِ جاہلیت میں منجم اور فلسفی تھے اور وہ رسولِ کریم کے ظہور کی پیشین گوئی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول کریمؐ کے پاس آئے اور سوال کیا اے محمد! مُحَلَّةٌ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "آسمان"۔ پھر اس نے پوچھا مُحْلَةٌ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "زمین"۔ یہ سُن کر وہ ایمان لے آئے اور کہنے لگے کہ اس چیز کو سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ جب قیس کے قبیلہ والے رسول کریمؐ کے پاس سے گذرتے تو آپ ان سے فرماتے "سناؤ تمھاری "خیر" کا کیا حال ہے؟"
یہ تمام شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تمام لوگ اس زمانے میں ایک نبی کے ظہور کا انتظار کر رہے تھے اور یہ کوئی تعجب خیز و حیرت انگیز بات نہیں کیونکہ آپ کی بشارت توریت و انجیل میں دی جا چکی تھی (جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں کتاب مقدس کے آیات سے ثابت کیا ہے۔)

ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے اہل کتاب کے پاس اور بھی دوسری کتابیں ہوں گی جو کتاب مقدس کی شرح میں لکھی گئی ہوں گی، اور انھوں نے ان کتابوں کے معلومات اور مندرجہ علامات سے یقیناً رسول اللہ کے اوصاف اُن کا وطن، ان کا زمانہ، دشمنوں کے مظالم

اور آپ کی ہجرت وغیرہ معلوم کرلی ہوگی۔ ہم اس چیز کو اہمیت دیتے ہوئے زور وشور کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ جب ہم نے اس کتاب مقدس سے جو ہمارے زمانے میں طبع ہوئی ہے وہ آیات نکال لیے جن سے آپ کی رسالت کی بشارت ثابت ہوتی ہے اور آپ کے اوصاف، شریعت، وطن اور اصحاب کا پتہ چلتا ہے تو پھر اس قدیم زمانہ میں علماء اہلِ کتاب نے ان عبرانی نسخوں سے جو ان کے پاس تھے اور ہم تک نہ پہنچ سکے وہ معلومات نہ حاصل کیے ہوں گے اور رسول اللہ کے وہ خواص جو ہمیں عجیب وغریب نظر آتے ہیں، ان کے علم میں آئے ہوں گے، ضرور آئے ہوں گے۔

اور یہی وہ فیصلہ ہے جس پر ہر مؤرخ پہنچنے پر مجبور ہے اور نہ صرف مورخ بلکہ جو بھی رسولِ کریمؐ کی سیرت کا مطالعہ کرے گا، وہ بھی یہی کہے گا۔ لیکن مقامِ حیرت ہے کہ مسٹر میور نے اپنی کتاب کے جزء ثانی میں ان چیزوں کا ذکر نہیں کیا اور ان روایات کے جتنے بھی تاریخی مراکز ومصادر تھے، ان سب کی تکذیب کی اور جس جگہ بھی ایسے روایات آئے ہیں جن سے اہل کتاب ایک نبی کے منتظر معلوم ہوتے ہیں، ان سب کو چھوڑ دیا ہے۔ ان کے خیال میں "یہ روایات صحت کی بنیادوں پر استوار نہیں اور مورخین کے 'ایجادات' ہیں۔" اور وہ بے چارے ایسا کرنے پر مجبور تھے کیونکہ اگر وہ ان واقعات وروایات کی صحت کا اعتراف کرلیتے تو پھر وہ رسالتِ محمدؐ کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوتے (اور ایسا وہ کرنا نہیں چاہتے)۔

ان کی ساری قلابازیوں کا ماحصل یہ نکلتا ہے کہ محمد مصطفیٰ نبی نہیں تھے بلکہ ایک ایسے انسان تھے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کا دائرہ اقتدار ورسوخ وسیع ہوگیا۔

نبیِ اُمّیؐ

سب سے پہلے جو سورۃ "آپ پر نازل ہوئی ہے وہ "سورۃ اقراء" ہے جیسا کہ حضرت عائشہ، ابو موسیٰ اشعری اور عبید بن عمیر کے روایات سے معلوم ہوتا ہے اور یہ قول نووی اس پر سلف وخلف سب کا اتفاق ہے۔

حضرت کا جواب "اِقْـرَأْ" (پڑھ) پر یہ کہنا "ما انا بقاری" (میں پڑھا نہیں کرتا) کا مطلب یہ تھا کہ میں امّی ہوں اور میں نے کتابیں نہیں پڑھی ہیں۔

زجاج کا قول ہے کہ "امی" اس کو کہتے ہیں جو پیدائشی حالت پر رہے اور جس نے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو" اور تنزیل عزیز میں بھی آیا (وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ) اور کچھ ان میں سے ایسے ان پڑھ ہیں کہ وہ کتابِ خدا کو اپنے مطلب کی باتوں کے سوا کچھ نہیں سمجھتے)۔ اس آیت میں امیین کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو نہ پڑھنا جانتے ہوں نہ لکھنا۔

ابو اسحاق امی کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ اس کے لیے بولا جاتا ہے جو اس حالت پر رہے جس پر اس کی ماں نے اسے پیدا کیا ہے یعنی لکھنا نہ جانتا ہو کیونکہ کتابت اکتسابی چیز ہے۔ اب جو کتابت سے واقف نہیں وہ گویا اس حالت پر ہے جس حالت پر وہ پیدا

ہوا ہے۔

کتابت اہل عرب میں اہل طائف سے آئی جس کو انھوں نے حیرہ کے ایک آدمی سے سیکھا تھا اور اہل حیرہ نے اسے اہل انبار سے حاصل کیا تھا اور حدیث ہے کہ "انا امت امیہ لا تکتب ولا تحسب" ہم امت امیہ ہیں نہ کتابت سے واقف ہیں نہ حساب سے اس سے مراد یہی ہے کہ ہم جس حالت پر پیدا ہوئے تھے اسی حالت پر اور جبلت اولیہ پر قائم ہیں۔ حدیث میں ہے "بعثت الی امتہ اُمیہ" میں امی امت کی طرف بھیجا گیا ہوں یعنی کتابت سے ناواقف قوم کی طرف۔ عرب کو امیین کہا گیا کیونکہ کتابت ان کے یہاں شاذ ہی کسی کو معلوم تھی۔

لغت عربیہ میں لفظ امی کے یہی معنی ہیں اور عرب اس کو اسی طرح بولتے اور سمجھتے ہیں۔

سورہ اعراف میں ہے "الذین یتبعون الرسول النّبی الامّی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل اور دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے وَمَا كُنتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِيْنِكَ۔

فخرالدین رازی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ عرب کی اکثریت کتابت و قراءت سے ناواقف تھی اور رسول کریم بھی ایسے ہی تھے اور اسی لیے آپ کو امّی کہا گیا۔

محققین کا کہنا ہے کہ اس مفہوم کے ساتھ آپؐ کا "امی" ہونا آپ کے معجزات میں داخل ہے اور اس کے حسب ذیل دلائل ہیں:۔

(۱) رسول کریم قرآن مجید کو ترتیب کے ساتھ ایک کے بعد ایک بغیر کسی تبدیلیٔ الفاظ اور تغیر کلمات کے پڑھتے ہیں ایک عرب کا خطیب اگر کوئی فی البدیہہ خطبہ دے اور پھر اس کا اعادہ کرنا چاہیے تو لامحالہ اس میں کمی یا زیادتی ہوگی۔ پھر رسول کریمؐ کا اس کے باوجود کہ نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا، قرآن مجید کو بغیر کسی اضافہ اور تغیر و تبدل کے پڑھنا آپ کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے اور اسی طرف قرآن میں اشارہ ہے "سنقرئك فلا تنسیٰ" (ہم اس طرح تمھیں پڑھائیں گے کہ تم بھول نہ سکو گے)۔

(۲) اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے کتب اولین کا مطالعہ کرکے یہ علوم حاصل کیے ہیں لیکن جب لوگ یہ دیکھیں کہ بغیر قلم و مطالعہ کے آپ ایسا قرآن پیش کر رہے ہیں جو مختلف علوم کا حامل ہے تو بلاشبہ یہ آپ کا معجزہ متصور ہوگا اور اسی طرف اشارہ ہے اس آیت کا "وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینك اذاً لارتَابَ المُبْطِلُوْنَ۔

(۳) خط کا سیکھنا کچھ زائد مشکل بات نہیں۔ ایک وہ شخص جو معمولی سی بھی ذہانت رکھتا ہو بآسانی کتابت سیکھ سکتا ہے لیکن علم کا نہ ہونا یہ بلاشبہ فہم و ذہن کا نقصان عظیم ہے۔

آپ کے یہاں ایک طرف تو عالم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم اولین و آخرین جمع کر دیے اور وہ حقائق و معارف عطا کیے جس تک پرواز فکر انسانی نہیں ہو سکتی دوسری طرف آپ کو اس "کتابت" سے محروم رکھا جو معمولی ذہن کا بھی آدمی حاصل کر لیتا ہے، تو پھر یہ حالتوں کا تضاد اور ضدین کا اجتماع، خرقِ عادت اور آپ کے اعجاز کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

جب میں نے علماءِ مغرب کی ان کتابوں کا مطالعہ کیا جس میں آپ کے سوانح حیات درج ہیں اور خاص طور پر اس بحث پر علماءِ مغرب کی گرافشانیوں کا بہ غائر مطالعہ کیا تو ان کو وحشت زدہ اور متوحش پایا۔

چنانچہ استاذ نولدکہ الامانی اپنی کتاب "تاریخ القرآن" میں اس سوال کے اوپر کہ "کیا رسول کریمؐ قراءت وکتابت سے واقف تھے" گھبرا جاتے ہیں اور کوئی بات بھی یقین واعتماد سے نہیں کہہ پاتے اور کہتے ہیں تو یہ کہ قرآن میں جو لفظ امی آیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ قراءت وکتابت سے ناواقف تھے بلکہ مطلب یہ تھا کہ آپ اسفار اربعہ (توریت، انجیل، زبور وغیرہ) سے ناواقف تھے۔

بہرحال تاریخ، قرآن اور حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول کریم قراءت وکتابت سے ناواقف تھے خواہ علماء مستشرقین اس کے برخلاف کتنی ہی زور آزمائی کیوں نہ کریں لیکن ان حقائق باہرہ کی موجودگی میں ان کو چاہیے تھا کہ وہ کھلے دل سے اس کا اعتراف کرتے کہ آپ لکھنے پڑھنے سے واقف نہ تھے۔

ڈکشنری آف اسلام میں ہے "یہ بات متحقق ہو چکی ہے کہ رسول کریمؐ حتی الامکان یہ "ظاہر" کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ آپ قراءت وکتابت سے واقف نہیں تاکہ "انشاءِ قرآن" کو معجزہ ثابت کرسکیں"۔

اس بیدردی اور یاوہ گوئی کی کوئی انتہا ہے۔ اگر رسول کریمؐ قرات وکتابت سے واقف ہوتے تو کیا آپ کے اصحاب اور آپ کے دشمن اس کا تذکرہ نہ کرتے اور کیا یہ چیز زندگی بھر چھپ سکتی تھی جب کہ حالت یہ تھی کہ آپ کے تمام اعمال، افعال، صفات کی ایک ایک تفصیل صحابہ نے بیان کی ہے یہاں تک کہ آپ کی خلوت گاہ کے امور بھی بیان وقلم کی زد سے نہ بچ سکے (اس کے بعد اگر کوئی یہ کہے کہ "وہ ظاہر یہی کرتے تھے کہ ہم لکھنا پڑھنا نہیں جانتے" تو کتنے بڑے جہل کا مظاہرہ اور حماقت عظیمہ کا ارتکاب ہوگا۔ اس کے باوجود علماء مغرب میں کچھ ایسے انصاف پسند مصنف بھی ہیں جنھوں نے کشادہ دلی سے آپ کی "اُمیت" کا اعتراف کیا ہے چنانچہ موسیو سیدیو اپنی کتاب "تاریخ العرب" (ج اول ص۵۹ طبع ثانی) میں لکھتے ہیں: "چونکہ آپ نے اپنے ہم وطنوں کی طرح کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی اس لیے آپ پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اور اسی طرح طامس کارلائل اپنی کتاب الابطال میں (جس کا ترجمہ استاد محمد السباعی نے کیا) کہتا ہے کہ "ہمیں یہ آخری بات نہ بھولنا چاہیے کہ انھوں نے کسی استاد سے سبق حاصل نہیں کیا۔ جب کہ فن خط وکتابت اس زمانہ میں نیا نیا عرب میں آیا تھا اور یہ چیز ظاہر کرتی ہے کہ محمدؐ فی الحقیقت کتابت وقراءت سے واقف نہیں تھے اور ان کے سارے معلومات کا تعلق صرف صحرائی زندگی اور صحرائی احوال سے تھا۔ اس سے آگے کچھ نہ تھا۔ کونٹ ہنری دی کاستری اپنی تالیف "اسلام" میں جس کا ترجمہ احمد فتحی زغلول نے کیا ہے) کہتا ہے "محمدؐ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے بلکہ جیسا کہ وہ خود اپنے متعلق کئی بار کہہ چکے تھے کہ "میں امی ہوں"۔ (ان کا یہ کہنا) بالکل درست تھا اور آپ کے کسی معاصر نے آپ کے اس "وصف" (امیت) انکار نہیں کیا اور واقعہ بھی یہ ہے کہ کسی مشرقی انسان کے لیے یہ بہت مشکل ہے کہ وہ علم حاصل کرے اور لوگ اس کی "تعلیم" سے واقف نہ ہوسکیں کیونکہ مشرقی زندگی بالکل ظاہر و باہر ہوتی ہے۔

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ اس زمانہ میں بلادِ عرب میں قراءت وکتابت ایک حد تک معدوم تھی اور اسی لیے کہ رسولِ کریمؐ امی تھے آپ کو کاتبوں کی ضرورت ہوتی تھی اور آپ کے پاس بہت سے لکھنے والے تھے۔ جن کا ذکر حافظ ابو القاسم نے تاریخ دمشق میں سارے اسانید کے ساتھ کیا ہے۔

کاتبین کرام

حضرت علیؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، ابی بن کعبؓ، زیدؓ بن ثابت، معاویہؓ، محمدؓ بن مسلمہ، ارقمؓ، ابانؓ، خالدؓ بن سعید، ثابتؓ بن قیس، حنظلہ بن ربیع، عبداللہؓ بن ارقم، عبداللہؓ بن زید، علاؓ بن عتبہ، مغیرہؓ، سجلؓ، شرجیلؓ بن حسنہ۔

عنقریب غزوہ احد میں تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ آئے گا کہ جناب عباس نے مکہ سے رسول کریمؐ کو ایک خط تحریر کیا جس میں آپ کو قریش کے جمع ہونے کے متعلق اور ان کے خروج کے متعلق خاص اطلاع دی تھی۔ جب اس خط کو بنی غفار کے ایک آدمی نے لاکر حضرتؐ کو دیا تو آپ نے اس کی مہر توڑ دی اور ابی بن کعب کو پڑھنے کے لیے دیا۔ ابی نے اس خط کو پڑھا مگر آپ نے پھر ابی سے اس خط کو چھپایا۔ اب اگر آپ پڑھنا جانتے ہوتے تو کبھی ایسا رازدار خط کسی کو پڑھنے کے لیے نہ دیتے۔

زید بن ثابت کا بیان ہے کہ میں رسول کریمؐ کا ہمسایہ تھا۔ جب آپ پر وحی ہوتی تھی تو آپ کسی آدمی کو میرے پاس بھیجتے اور میں اس کو لکھتا۔

ابن ماکولا ذکر کرتے ہیں کہ تمیم بن جراشہ کا بیان ہے کہ میں ثقیف کے وفد کے ہمراہ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے رسول کریم سے خواہش کی کہ وہ ایک ایسی تحریر لکھ دیں جس میں اسلام کے شرائط ہوں۔ آپ نے فرمایا تم خود جس طرح چاہو لکھ لو پھر میرے پاس لاؤ۔ پھر ہم نے چاہا کہ اس تحریر میں یہ آجائے کہ ہمارے لیے زنا اور سود جائز ہے مگر حضرت علیؓ نے اس طرح کی تحریر لکھنے سے انکار کر دیا پھر ہم نے خالدؓ بن سعید سے یہی درخواست کی تو حضرت علیؓ نے ان سے کہا تم سمجھتے ہو کہ کیا لکھ رہے ہو۔ خالدؓ نے کہا جو یہ کہہ رہے ہیں وہ لکھ رہا ہوں اور رسولِ کریمؐ کا حکم سب سے اولیٰ ہے۔ پھر ہم وہ تحریر لے کر رسولِ کریمؐ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے فرمایا پڑھو۔ جب وہ پڑھتے پڑھتے "سود" کے مقام پر آیا تو آپ نے فرمایا میرا ہاتھ اس مقام پر رکھ دو۔ پھر آپ نے اس مقام پر ہاتھ رکھ کر کہا "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا" پھر آپ نے ہماری تحریر کو مٹا دیا اور ہمیں اطمینانِ خاطر میسر ہوگیا۔ پھر ہم نے اس مسئلہ میں آپ سے کوئی بات نہیں کی۔ پھر جب پڑھنے والا "زنا" کے مقام پر پہنچا تو آپ نے وہاں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: "وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً" پھر اس تحریر کو جو ہم نے لکھی تھی مٹا دیا اور ہمیں دوسری تحریر لکھنے کا حکم دیا۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ رسول کریمؐ نے قدیم مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان سے معلومات اخذ کیے۔ بالکل غلط اور سراپا جہالت پر مبنی ہے۔ سب سے پہلے تو یہی کہ جزیرہ عرب میں عربی زبان میں دینی کتابیں موجود ہی نہیں تھیں اور دوسری خاص بات یہ کہ یہ امر تو بالکل یقینی اور غیر اختلافی ہے کہ آپ دوسری زبانوں سے واقف نہ تھے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب رسولِ کریمؐ بغرضِ تجارت شام گئے تو جس آدمی سے آپ نے کاروبار کیا اس سے بعض مسیحی تعلیمات حاصل کیں۔ یہ خیال بھی بالکل لغو ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ تاجر عربی جو آرامی اور یونانی زبان سے واقف نہ ہو اس کے لیے شامی نصرانیوں سے دینی معلومات حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اب رہے وہ مسیحین جو عربی زبان سے واقفیت رکھتے تھے تو وہ بالکل جاہل اور اَن پڑھ ہوتے تھے۔ اب رہا بعض لوگوں کا یہ خیال کہ ورقہ ابن نوفل نے بعض مسیحی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں منتقل کیا تھا تو یہ امر کسی طرح بھی پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچ سکا اور درمنغم کا اپنی کتاب "حیاۃ محمدؐ" میں یہ کہنا کہ ورقہ نے انجیلوں کا ترجمہ عربی زبان میں کیا تھا ایک بے بنیاد خیال ہے۔

وہ مستشرقین جن کا یہ نظریہ ہے کہ رسول کریم لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ان تمام حقائق سے آنکھیں بند کرلی ہیں جن سے آپ کا امّی ہونا (روزِ روشن کی طرح) آشکار ہے۔

ان کا یہ نظریہ اس بنا پر ہے کہ جب وہ قرآن کو دیکھتے ہیں تو اس کے اعجاز کے معترف ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اس میں گذشتہ دور کے قصے ہیں، ایسی شریعت ہے جو تمام شریعتوں پر فائق ہے۔ اس میں بلیغ مواعظ، عظیم حکمتیں اور لطیف مثالیں ہیں اور اس دور کے لوگ باوجود علوم و فنون کے ارتقا اور یونیورسٹیوں کی کثرت کے اس شریعت کے مثل کوئی شریعت اور ان اخلاق و آداب کے متبادل اخلاق و آداب نہیں پیش کر سکتے جو قرآن آج سے سینکڑوں سال پہلے پیش کرچکا ہے۔ وہ یہ سب کچھ دیکھتے ہیں اور پھر پریشان ہوجاتے ہیں، عالم حیرت میں غرق ہوجاتے ہیں اور دل ہی دل میں کہتے ہیں کہ یہ "علم تمام" محمدؐ کو کہاں سے ملا اور ایسی صورت میں وہ کس طرح امّی ہوسکتے ہیں؟ اب اگر ان سے کوئی کہے کہ جناب یہی تو آپ کی نبوت کی دلیل ہے اور اسی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی تو یہ بات کبھی وہ نہ مانیں گے (اور وہ بھی بے چارے کیا کریں) کیونکہ اگر وہ یہ مان لیں کہ آپ پر وحی ہوتی تھی تو پھر ان کو آپ کی تصدیقِ رسالت پر مجبور ہونا پڑے گا (جو وہ چاہتے نہیں)۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ امّی نہ تھے لکھنا بھی جانتے تھے، پڑھنا بھی اور کتبِ قدیمہ آپ کے مطالعہ میں بھی رہ چکی تھیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ تاریخی حقائق ان کے نظریہ کی تصدیق کرنے سے عاجز ہیں کیونکہ آنحضرتؐ کے تمام معاصرین آپ کے امّی ہونے کا علی الاعلان اقرار کرتے ہیں اور کوئی اس امر میں اختلاف کرتا ہوا نظر نہیں آتا تو وہ یہ کہنے لگتے ہیں کہ بات یہ ہے کہ اُنھوں نے اس معاملہ کو حد درجہ مخفی رکھا اور کسی پر یہاں تک کہ اہل و عیال و اصحاب پر بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ میں پڑھنا جانتا ہوں۔" یہ کتنا مضحکہ خیز نظریہ اور محیرالعقول دعویٰ ہے۔ اگر وہ لکھنا پڑھنا جانتے تو یہ یقینی امر ہے کہ کوئی نہ کوئی آپ کو ضرور دیکھتا بلکہ اکثریت انسانوں کی دیکھتی کیونکہ جس طرح کھانا پینا چھپ نہیں سکتا اسی طرح یہ امر بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔

بہرحال ہمارے مذکورہ بالا دلائل و استشہاد سے یہ واضح ہوگیا کہ آپ کا امّی ہونا ایک حقیقت ثابتہ ہے اور اسی کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں اور ہر اس شخص کے لیے جو سیرۃ محمدیہؐ اور شریعت اسلامیہ سے بحث کرتا ہے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔

عارضی انقطاعِ وحی

صحیح بخاری میں جابر ابن عبداللہ الانصاری سے روایت ہے۔ جابر دورِ انقطاعِ وحی کی داستان سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ فرمایا رسولِ کریمؐ نے "کہ چلنے کے دوران میں مَیں آسمانی آواز کو سنتا تو اپنی نظریں اوپر اٹھاتا۔ دیکھتا کہ وہی فرشتہ جو حرا میں آیا تھا، آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر مجھ پر رعب و خوف طاری ہوا اور میں گھر میں آکر کہا مجھے چادر میں لپیٹ دو۔ مجھے چادر میں لپیٹ دو۔ اس وقت یہ آیت اتری: یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔ پھر وحی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سب سے پہلے نزولِ وحی رمضان کے مہینہ میں ہوا اور اس دعویٰ کے استشہاد میں قرآن کی یہ آیات پیش کرتے ہیں "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ (روزوں کا مہینہ رمضان ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کا رہنما ہے اور اس میں رہنمائی اور حق و باطل کے تمیز کی روشن نشانیاں ہیں)۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔

حٰمٓ۔ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ (حم۔ روشن کتاب کی قسم، ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا۔ بیشک ہم عذاب سے ڈرانے والے تھے۔ اس رات کو تمام دنیا کے حکمت و مصلحت کے کام فیصل کیے جاتے ہیں)۔

اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ۔

(اگر تم خدا پر ایمان لا چکے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندہ پر فرقان کے دن اور اس دن جس دن دو جماعتیں باہم گتھ گئی تھیں، اتارا ہے، ایمان لا چکے ہو) اور مقامِ بدر پر رسولِ کریمؐ کی مشرکین سے مڈبھیڑ جمعہ ۱۷ رمضان کو ہوئی تھی۔

جب کچھ عرصہ کے لیے وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تو رسولِ کریمؐ پر حزن و غم کا ایک طوفان چھا گیا اور افراطِ اندوہ و غم میں آپ کی یہ حالت ہو گئی کہ پہاڑ کی چوٹیوں پر اس خیال سے چڑھتے کہ اپنے آپ کو وہاں سے گرا دیں۔ جب آپ پہاڑ کی چوٹی پر آتے تو جبرئیل ظاہر ہوتے اور کہتے اے محمدؐ واقعی اللہ کے رسول ہو۔ یہ سن کر طوفانِ غم کو قرار اور نفس کو اطمینان ہوتا۔

جیسا کہ ابن اسحٰق کا خیال ہے کہ مدت انقطاعِ وحی تین سال تھی۔ پھر جبرئیل سورۃ والضحیٰ لے کر نازل ہوئے جس میں اللہ آپ کو بتاتا ہے کہ یہ انقطاع ناکشیدگی کا نتیجہ ہے اور نہ ہی تمہیں چھوڑنے کا خیال ہے۔

روایت ہے کہ جب وحی کا آنا بند ہو گیا تو مشرکین طعنہ زنی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے۔ تو ان کی تردید میں یہ آیت اتری وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کیونکہ وہ باقی رہنے والی اور خرابیوں سے بالکل پاک زندگی

ہوگی اور یہ فانی زندگی ہے جس میں آلام و مصائب کی آمیزش ہے۔

"سب سے پہلے اسلام لانے والے"

سب سے پہلے بچوں میں حضرت علیؓ، عورتوں میں جناب خدیجہؓ، اور آزاد بالغوں میں ابوبکر، آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارثہ اور غلاموں میں بلال بن رباح الحبشی اسلام لائے۔

علماءِ سیر لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والی ہستی جناب خدیجہؓ کی ہے اور آپ نے رسول کریمؐ کے ساتھ دوشنبہ کے دن آخری وقت میں رسول کریمؐ کے ساتھ نماز پڑھی (اور اسی دن سے رسولِ کریمؐ نے نماز کا آغاز کیا تھا) اور اس زمانہ میں نماز کی صورت یہ ہوتی تھی کہ دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں شام۔

حضرت علی بن ابی طالب جب اسلام لائے تو اس وقت تک آپ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال کی تھی اور وحی سے قبل ہی آپ کا کھانا پینا رسولِ کریمؐ کے ساتھ تھا اور آپ ہی تھے جو آنحضرتؐ کا "امر" لے کر اٹھے۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے کم سن تھے اور عنقریب ہم آپ کے سببِ اسلام کا ذکر کریں گے۔

عورتوں میں جناب خدیجہؓ کے بعد جو خواتین سب سے پہلے اسلام لائیں وہ یہ ہیں: ام ایمن، ام الفضل، اسما بنت ابی بکر، ام جمیل بنت خطاب۔

حضرت ابُوبکرؓ کا اِسلام لانا

حضرت ابوبکرؓ کا نام وسلسلہ نسب :

عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی القرشی التیمی ۔

ابوبکرؓ ۵۷۳ء میں پیدا ہوئے آپ کی ماں کا نام ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا اور وہ ابو قحافہ کی چچازاد بہن تھیں آپ رسولِ کریمؐ کے ساتھ غار اور ہجرت میں رہے اور اُن کے بعد خلیفہ ہوئے ۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے ۔ بعض لوگ آپ کا نام عبدالکعبہ بتاتے ہیں بعد میں رسولِ کریمؐ نے عبداللہ رکھ دیا تھا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے خاندان ہی نے آپ کا نام عبداللہ رکھا تھا اور "عبداللہ" کا نام رکھا جانا اسلام سے قبل بھی پایا جاتا ہے ۔ دورِ جاہلیت میں ابوبکرؓ رؤسائے قریش میں سے تھے ۔

آپ علم انساب قریش ، ان کی خرابیوں اور اچھائیوں سے واقف تھے ۔ مال دار تاجر ، کریم ، آداب محفل سے واقف اور تعبیر رویا کے عالم تھے ۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ ابوبکر کا انتقال جمعہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ مطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ء کو ہوا اور عمر بن الخطاب نے نماز پڑھائی ۔ آپ رسولِ کریم کے بعد دو سال اور کچھ مہینہ تک زندہ رہے ۔ مرتے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی ۔

حضرت ابوبکر سفید رنگ ، نحیف ولاغر ، باریک رُخسار ، چہرہ کا گوشت کم ، آنکھیں اندر دھنسی ہوئی ، ابھری پیشانی اور ہاتھ کی رگیں نکلی ہوئی تھیں ۔ آپ حنا و وسمہ سے خضاب لگاتے تھے ۔

آپ کے اسباب موت میں اختلاف ہے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو زہر دے دیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے سرد دن میں غسل کیا جس سے آپ کو پندرہ دن تک بخار رہا جو موت پر ختم ہوا ۔

علیؓ بن ابی طالب کا اسلام لانا

علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب، آپ رسولِ کریمؐ کے چچازاد بھائی تھے۔ ۶۰۰ء میں آپ کی ولادت (کعبہ) میں ہوئی۔ والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا، کنیت ابوالحسن تھی، رسول کریم کے داماد اور جناب فاطمہ زہرا کے شوہر، رسول کریم کے دونوں نواسوں کے باپ تھے۔ آپ پہلے ہاشمی ہیں جن کے ماں باپ دونوں ہاشمی ہوئے۔ اسلام لاتے وقت آپ کی عمر شریف ابن اسحاق کے قول کے مطابق دس سال کی تھی۔ وحی سے پہلے آپ رسول کریم کی آغوشِ کفالت میں پلتے رہے۔

آپ کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ آپ رسول کریم کی خدمت میں آئے تو دیکھا رسولِ کریم اور حضرت خدیجہؓ دونوں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ رسول کریم نے فرمایا یہ اللہ کا وہ دین ہے جس کو اس نے اپنی ذات کے لیے منتخب کیا ہے اور جس کی نشرواشاعت کے لیے رسول بھیجے۔ اب میں تم کو وحدانیتِ خداوند عالم کی دعوت دیتا ہوں اور اس کی عبادت اور لات وعزیٰ کی تکفیر کی طرف بلاتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا یہ بات تو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سُنی۔ جب تک میں اس کا ذکر ابوطالب سے نہ کرلوں، کوئی فیصلہ ممکن نہیں اور رسول کریمؐ نہیں چاہتے تھے کہ "اعلانِ اسلام" سے پہلے یہ راز ظاہر ہو رسولِ کریم نے آپ سے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو تم اس امر کو مخفی رکھو۔ ایک رات حضرت علیؓ نے توقف فرمایا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے آپ کو "ہدایتِ خاص" عطا کی اور صبح آپ رسولِ کریمؐ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے۔

انس ابن مالک کہتے ہیں کہ رسول کریم دوشنبہ کو مبعوث برسالت ہوئے اور منگل کو حضرت علیؓ اسلام لائے۔

شبِ ہجرت آپ ہی کو رسولِ کریمؐ نے اپنے بستر پر سو رہنے کا حکم دیا اور فرمایا جب قریش تم کو سوتا ہوا دیکھیں گے تو مجھ کو تلاش نہ کریں گے۔ پھر آپ نے رسولِ کریمؐ کے تمام قرضے ادا کرکے اور امانتیں اہلِ امانت کو واپس کرکے مدینہ میں اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے دونوں پاؤں سوجے ہوئے تھے اور ان سے خون ٹپک رہا تھا۔ رسول کریم صلعم آپؓ کو گلے لگاکر خوب روئے اور اپنا لعاب دہن آپ کے ہاتھوں اور پاؤں پر لگایا اور آپ کی عافیت کے لیے دعا کی۔ پھر کبھی حضرت علیؓ کو پاؤں میں کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔

آپ غزوہ بدر اور اس کے علاوہ تمام غزوات میں (سوائے غزوہ تبوک) رسول کریم کے ساتھ رہے اور غزوہ تبوک میں اس لیے شریک نہ ہوسکے کہ رسول کریم آپ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بناکر چھوڑ گئے تھے۔ جنگِ احد میں آپ پر ۱۶ ضربیں پڑیں۔ آپ غیر معمولی شجاع ہونے کے ساتھ بہت بڑے عالم بھی تھے۔

قتلِ عثمان کے بعد آپ جمعہ ۲۵ ذی الحجہ ۳۵ھ ۲۳ جون ۶۵۶ء کو خلیفہ بنے اور مسجد نبوی میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی

گئی۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ ، ۶۶۱ء کو ابن ملجم کی تلوار سے مجروح ہوئے۔ اس کے تین دن کے بعد آپ کی رحلت ہوئی۔ ۱۹ رمضان کو آپ کوفہ میں دفن کیے گئے۔ شہادت کے وقت عمر شریف ۶۳ سال کی تھی۔ آپ کی خلافت ۳ مہینہ کم ۵ سال رہی۔

زید بن حارثہ ـــ اور ـــ اسلام

زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزی۔ آپ کے نسب میں اختلاف ہے۔ آپ رسول اللہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سب سے زائد مشہور ہیں۔ آپ کو رسول کریمؐ بے حد عزیز رکھتے تھے۔ جس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی جناب خدیجہؓ نے آپ کو رسول کریم کی غلامی میں دے دیا تھا۔ پھر رسول کریمؐ نے آپ کو آزاد کر دیا اور متبنیٰ بنا لیا۔

بیٹا بنانے کا واقعہ یوں ہوا کہ آپ کے باپ کو آپ کے کھو جانے اور غلام ہو جانے کا بے حد صدمہ اور رنج تھا۔ جب حارثہ کو معلوم ہوا کہ زید مکہ میں ہیں تو حارثہ مکہ میں آئے تاکہ فدیہ دے کر چھڑا لیں۔ حارثہ کے ساتھ ان کا بھائی کعب بھی تھا۔ یہ دونوں رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے عبد المطلب کے بیٹےؐ، اے ہاشم کے فرزند، اے سردارِ قوم کے دلبند، ہم تمہارے پاس اپنے بیٹے کے لیے آئے ہیں۔ ہم پر کرم کر۔ ہم پر احسان کر اور اس کا فدیہ لے کر ہمارے حوالے کر دے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ کون ہے؟ انھوں نے کہا زید بن حارثہ۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کیا اس کے علاوہ بھی کوئی اور شکل ہو سکتی ہے۔ حارثہ نے کہا یعنی وہ کیا؟ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ اور اس پر چھوڑ دو۔ اگر وہ تم کو پسند کرے تو وہ تمھارا ہے اور اگر وہ مجھے پسند کرے تو قسم بخدا جو مجھے پسند کرے میں بھی اس کے علاوہ کسی کو پسند نہیں کر سکتا۔ ان دونوں نے کہا واقعی آپ نے انصاف کیا۔ پھر رسول کریم نے زید کو بلا کر کہا تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو؟ زید نے کہا ہاں یہ میرا باپ ہے یہ میرا چچا ہے۔ پھر آپ نے کہا مجھ کو بھی تم اچھی طرح جانتے ہو اور میری صحبت دیکھ چکے ہو۔ اب ہم دونوں میں سے جس کو چاہو پسند کر لو۔ زید نے کہا میں ان میں سے نہیں ہوں جو آپ کے سوا کسی اور کو پسند کرے۔ آپ ہی میرے باپ ہیں، آپ ہی میرے چچا ہیں۔ حارثہ اور کعب نے کہا وائے ہو زید تجھ پر تو غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے اور اپنے باپ اور خاندان کے مقابلہ پر غیر کو پسند کرتا ہے۔ زید نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ میں نے اس شخص میں ایسی چیزیں دیکھی ہیں جس کی بنا پر میں اس کے علاوہ کسی اور کو پسند نہیں کر سکتا۔ یہ سُن کر رسول کریمؐ نے ان کو گود میں بٹھا لیا اور کہا حاضرین گواہ رہنا کہ زید میرا بیٹا ہے، یہ میرا وارث ہے، میں اس کا وارث ہوں۔ جب یہ حال زید کے باپ اور چچا نے دیکھا تو ان کو اطمینان و فرحت حاصل ہوئی پھر وہ واپس چلے گئے۔

زید نے رسول کریمؐ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، آپ بدر، احد، خندق، حدیبیہ، اور خیبر میں بھی ساتھ رہے۔ آپ کی شادی رسول کریمؐ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن کے ساتھ کی جس سے آپ کا لڑکا اسامہ پیدا ہوا۔ پھر آپ کی شادی زینب بنت جحش سے ہوئی جن کو زید نے طلاق دے دی تھی اور رسولِ کریمؐ نے بعد میں عقد فرمایا تھا۔

علماء کرام کا کہنا ہے کہ رسولِ کریمؐ کے اصحاب اور دیگر انبیاء کرام کے اصحاب میں سے کسی کا قرآن میں ذکر نہیں مگر زید کہ ان کے بارے میں قرآن کی آیت اتری فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ۔ یوم مواخات میں حضرت حمزہؓ کو زید کا بھائی بنایا گیا تھا۔ رسولِ کریمؐ نے غزوہ موتہ میں امیر لشکر بنا کر بھیجا تھا۔ وہاں آپ نے شدید جنگ کی اور پھر قتل ہو گئے۔ یہ حادثہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا۔ زید سُرخ و سفید رنگ کے تھے اور ان کے فرزند اسامہ تھے۔

مخفی دعوتِ اسلام

سورہ "یا ایہا المدثر" اترنے کے بعد رسولِ کریمؐ نے تمام لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی چونکہ آپؐ کو علی الاعلان دعوت کا حکم نہیں ملا تھا اس لیے تین سال تک خفیہ طریقہ سے آپ اسلام کی دعوت دیتے رہے اور جو مسلمان بھی نماز پڑھنا چاہتا وہ کسی گھاٹی میں جا کر مشرکین سے چھپ کر ادائے فرض صلوٰۃ کرتا کچھ دنوں کے بعد بعض مشرکوں کو سعد ابن ابی وقاص کے متعلق نماز کی اطلاع مل گئی۔ سعد چند مسلمانوں کے ہمراہ گھاٹیوں میں نماز پڑھتے تھے چنانچہ مشرکوں نے ان کے اس فعل پر انھیں طعنہ دیا اور اُن سے لڑائی جھگڑا شروع کیا یہاں تک کہ باہم جدال و قتال ہوا اور سعد نے ان میں سے ایک آدمی کو مارا اور اس کے سر کو زخمی کر دیا اور یہ پہلا خون تھا جو اسلام کی راہ میں بہایا گیا۔

یہ حال دیکھ کر رسول کریمؐ اور آپ کے اصحاب دارِ ارقم (ارقم سابقین اسلام میں سے تھے اور آپ کا گھر کوہ صفا کے دامن تھا) میں نماز و ارکانِ عبادت بجا لانے لگے یہاں تک کہ اظہارِ دعوت کا وقت آگیا۔

اسی زمانہ میں حضرت عثمانؓ، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبیداللہ، رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور نماز پڑھتے رہے۔

مختصر تذکرہ

(۱) حضرت عثمان بن عفان، خلیفہ ثالث تھے۔ حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی اور مدینہ کی طرف بھی اور آپ کو ذوالنورین کہا جاتا تھا۔ عام الفیل کے چھ سال کے بعد پیدا ہوئے۔ جمعہ ۱۰ ذی الحجہ ۳۵ھ ۸۲ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی خلافت ۱۲ سال تک رہی۔ آپ خوش رو گندم گون، میانہ قد تھے۔ آپ کی جلد نازک داڑھی گھنی، بال بہت تھے اور قریش میں محبوب تھے۔

(۲) زبیر بن العوام ماں کا نام صفیہ بنت عبدالمطلب تھا۔ رسول کریمؐ کے پھوپھی زاد بھائی اور جناب خدیجہؓ کے بھائی کے لڑکے تھے۔ اسلام لاتے وقت عمر ۱۲ سال کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے جن حضرات میں خلافت کا انحصار کر دیا تھا ان اصحابِ شوریٰ میں سے ایک آپ بھی تھے۔ حبشہ اور مدینہ دونوں جگہ آپ نے ہجرت کی۔

بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، حصارِ طائف، ہر جگہ رسول کریمؐ کے ساتھ رہے۔ جنگ یرموک میں بھی تھے۔

اور مصر کو فتح کیا۔ آپ گندم گوں تھے، معتدل القامت، گداز جسم تھے۔ داڑھی خشخشی رکھتے تھے۔ جمل کے دن زبیرؓ نے جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور واپس چلے گئے لیکن بصرہ کے قریب وادی السباع میں ایک غوغا کی جماعت نے آپ کو قتل کر دیا۔ پھر وہیں آپ کا مدفن بنا۔ قتل کا واقعہ جمادی الاول ۳۶ھ میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال کی اور بقول بعض ۶۶ سال کی تھی۔

(۳) عبدالرحمٰن بن عوف عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ "عشرہ مبشرہ" اور اصحاب شوریٰ میں سے بھی ہیں۔ حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی اور مدینہ کی طرف بھی۔ بدر، اُحُد، خندق، بیعت الرضوان وغیرہ میں رسول کریمؐ کے ساتھ رہے۔ جنگِ احد میں آپ کے ۲۱ زخم لگے۔ ایک زخم پیر پر بھی آیا اور آگے کے دو دانت بھی ٹوٹ گئے۔ آپ بہت سخی تھے۔ ایک دن میں آپ نے ۳۱ غلام آزاد کر دیے۔ تجارت سے آپ نے بہت دولت کمائی۔

آپ سُرخ و سفید، خوش رُو، کشادہ چشم تھے۔ آپ کی پلکیں گھنی ہتھیلیاں پر گوشت اور انگلیاں موٹی تھیں ۳۲ھ میں انتقال کیا۔ بقیع مدفن بنا۔ مرتے وقت عمر ۷۲ سال کی تھی۔

(۴) سعد بن ابی وقاص۔ اسلام لاتے وقت ۱۹ سال کے تھے۔ "عشرہ مبشرہ" اور "اصحابِ شوریٰ" میں آپ کا بھی نام تھا۔ آپ پہلے وہ شخص ہیں جس نے اللہ کی راہ میں خون بہایا۔ رسولِ کریمؐ کی ہجرت سے قبل ہی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ بدر، احد، خندق اور دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ آپ کو "فارس الاسلام" کہا جاتا تھا۔ جنگ احد میں سخت مصیبت برداشت کی۔ بلادِ فارس کی طرف جو لشکر حضرت عمرؓ نے بھیجا تھا اس کے آپ سپہ سالار تھے اور جس لشکر نے قادسیہ اور جلولا میں فارسیوں کو شکست دی، وہ بھی آپ ہی کی سرکردگی میں تھا۔ فتح مدائن و بناءِ کوفہ آپ ہی کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو عراق کا والی بھی بنایا تھا۔ جنگ اُحُد میں سعد نے ایک ہزار تیر پھینکے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ شہید کیے گئے تو سعد گوشہ نشین ہو گئے اور پھر کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ ۵۵ سال کی عمر میں قصرِ عقیق میں (جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا) انتقال کیا بقیع میں دفن کیے گئے۔ آپ گندم گوں، طویل القامت، بلیم و شحیم تھے۔

(۵) طلحہ بن عبیداللہ۔ آپ بھی عشرہ مبشرہ اور اصحاب شوریٰ میں شریک ہیں۔ رسول کریمؐ نے آپ کا نام طلحۃ الخیر، طلحۃ الجود رکھا تھا۔ آپ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں۔ بدر میں آپ شریک نہ تھے مگر اُحد اور دیگر غزوات میں آپ کی شمولیت ثابت ہے۔ ۱۰ ر جمادی الاولیٰ ۳۶ھ جنگ جمل میں آپ قتل کیے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۴ سال کی تھی۔ بصرہ میں آپ کا مشہور مزار ہے۔

یہ مختصر سے حالات ان پانچ ہستیوں کے تھے جو حضرت ابوبکرؓ کی دعوت پر اسلام لائے اور تاریخ اسلام میں ان کی شخصیت مسلم ہے کیونکہ ان سے اعمالِ جلیلہ کا ظہور ہوا۔

ان حضرات کے بعد اسلام لانے والوں میں ابوعبیدۃ الجراح، ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد، عثمان بن مظعون اور آپ کے دونوں بھائی قدامہ اور عبداللہ، عبیدہ بن الحارث، سعید بن زید، فاطمہ بنت الخطاب، اسماء بنت ابی بکر، عائشہ بنت ابی بکر،

جناب ابن الارت، عمیر بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، مسعود ابن قاری، سلیط بن عمر، حاطب بن عمر، عیاش بن ابی ربیعہ، اسماء بنت سلامہ، خنیس بن حذافہ، عامر بن ربیعہ، عبداللہ ابن جحش، ابو احمد ابن جحش، جعفر ابن ابی طالب، اسماء بنت عمیس، حاطب بن الحارث وغیرہ تھے۔

مسٹر مارگوئتھ کی تردید

ہم نے اس کے پہلے ذکر کیا کہ ابوبکر کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے حضرت عثمان اسلام لائے لیکن استاذ مارگوئتھ اپنی کتاب "محمد" میں عثمان کے اسلام لانے کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کو جناب رقیہ سے عشق تھا اور وہ ان سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ رقیہ کی کہیں اور شادی ہو رہی ہے تو بے حد پریشان ہوئے اور ابوبکر سے ساری بات کہہ سنائی اور رسول کریم کے پاس آنا جانا شروع کیا۔ کسی نہ کسی طرح سے ابوبکرؓ نے رسولِ کریم کے کانوں تک حرفِ مدعا پہونچایا۔ بات پختہ ہوئی۔ عثمان اسلام لے آئے اور رقیہ زوجیت میں آگئیں۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ مسٹر مارگوئتھ کو کس تاریخ، کس کتاب اور کس مقام سے یہ "جھوٹ" دستیاب ہوا ہے اگر اس کا کوئی ماخذ و مصدر مرجوع ذکر کرتے تو پھر ہم اس پر بحث و جرح کا قلم اٹھاتے بھی لیکن ایسی صورت میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ہر روایت اخذ کرنے کے قابل ہوتی ہے اور نہ ہر قصہ پر بھروسہ ہی کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد مسٹر مارگوئتھ خالد بن سعید اور ان کے اسلام پر قلم اعتراض جنبش میں لاتے ہیں۔ خالد سابقینِ اسلام میں تھے۔ اسلام لانے والوں میں آپ کا نمبر تیسرا۔ چوتھا تھا۔ بعض لوگ پانچواں بھی کہتے ہیں۔

سببِ اسلام۔ خالد نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ ایسی آگ کے دہانہ پر کھڑے ہوئے ہیں جس کی وسعت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ان کے باپ ان کو اس آگ میں ڈھکیلنا چاہتے ہیں مگر رسول کریم ان کو پکڑے ہوئے ہیں کہ کہیں آگ میں نہ گر جائیں اس خواب سے دہشت زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہنے لگے کہ میں حلفیہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے۔ پھر آپ ابوبکر کے پاس آئے اور ان سے سارا واقعہ سنایا۔ ابوبکر کہنے لگے کہ میں اس میں تمھاری خیر و فلاح دیکھ رہا ہوں۔ یہ اللہ کے رسول ہیں، ان کا اتباع کرو۔ ان کے اتباع سے تم اس اسلام کے پیرو ہو جاؤ گے جو تمھیں اس آگ سے بچائے گا جس میں تمھارا باپ ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر خالد محلہ اجیاد میں رسول کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ کی دعوت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں تمھیں خدائے واحد و لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور تم سے محمدؐ کی عبدیت و رسالت پر ایمان کا طالب ہوں۔ اور ان بتوں سے بغاوت چاہتا ہوں جو نہ سامع ہیں نہ بصیر، نہ مضر نہ مفید۔ یہ سن کر خالد نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور رسول کریمؐ کے چہرہ مبارک پر آثار مسرت نمودار ہوئے۔

مسٹر مارگولیتھ خالد کے اس خواب اور ابوبکر کی اس تعبیر کا ذکر مختصر کرنے کے بعد سائنسدانانہ انداز میں اپنے "تامل" اور بے یقینی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "واقعی لوگ اس قسم کا خوابِ حقیقت دیکھتے ہیں یا دیکھ سکتے ہیں۔ پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ
فلا ماریون اور مائیرز (مشہور علماء علم النفس) کا تو یہ نظریہ ہے کہ اس قسم کے "سچے خواب" لوگ دیکھتے ہیں۔

لیکن باوجود امریکن اور یورپین علماءِ علم النفس کے اقرار کے موصوف کو یقین نہیں آتا کہ لوگ اس قسم کے خواب دیکھ سکتے ہیں۔ حالاں کہ یہ حقیقت ہے کہ "سچے خواب" کوئی انوکھی شے نہیں بلکہ تمام لوگوں کی زندگی میں (مختلف موقعوں پر) یہ آتے رہتے ہیں۔ اسی طرح خالد نے بھی کوئی انوکھی اور معجزاتی چیز نہیں دیکھی جس کے ماننے میں تامل ہو یا موصوف کی طرح کوئی شک کرنے لگے (ایسے خواب تو عام ہیں۔ اگر خالد نے بھی دیکھ لیا تو کون سا شک طلب اور حیرت انگیز فعل صادر ہو گیا) لیکن اگر اس "تشکیک" سے موصوف کا کچھ اور منشا ہو (عدم تصدیق رسالت) تو وہ اور بات ہے۔

ہر شخص خواب دیکھتا ہے۔ بعض خواب حق و صداقت کے آئینہ دار اور بعض خواب تاویل و تعبیر کے محتاج ہوتے ہیں اور یہ مشکل ہی سے ہوتا ہے کہ کوئی طبعزاد خواب بیان کرے (جب کہ بظاہر اس خواب کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ بھی نہ ہو رہا ہو) خواب کے کچھ لگے بندھے ضابطے بھی نہیں کہ کہ یہ کہا جا سکے یہ خواب تو سچ ہے اور یہ خواب جھوٹا ہے۔ اگرچہ اس وقت اس کی گنجائش نہیں کہ خالد کے خوابِ صادق پر جو مسٹر مرجولیوث نے تبصرہ کیا ہے، اس پر محاکمہ کیا جائے لیکن اتنا ہم جانتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جس خواب کا تذکرہ اپنے باپ سے کیا تھا وہ چالیس سال کے بعد متحقق ہوا اور وہ دو شخص جو جناب یوسفؑ کے ساتھ قید خانہ میں تھے اور جن کے خواب کی تعبیر جناب یوسف نے دی تھی بالآخر وہ ظہور میں آئی اور ایک ان میں سے اپنے سابق عہدہ پر آیا اور دوسرا رہ سپار ملکِ عدم ہوا۔ (تو جب ایسے "حقائق" ہمارے سامنے موجود ہیں تو پھر خالد کے خواب پر اعتراض کس قدر صریحی ظلم ہے)۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ مسٹر مارگولیتھ کا مطلب صرف اسلام کے ساتھ تمسخر ہے نہ کہ "رؤیاء صادقہ" کی حقیقت سے انکار کیونکہ دل میں وہ رویاء صادقہ کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں) اگرچہ اک ایسے مستشرق کو یہ کردار زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ حقائق کا انکار صرف اس لیے کرے کہ اس سے کسی مذہب کی تصدیق ہوتی ہے۔

اظہارِ اسلام

سنہ ۶۱۳ء

آخرکار حکم الٰہی آہی گیا کہ اب علی الاعلان کلمہ حق کی دعوت دیں اور لوگوں کو حق کی طرف بلائیں اور اس کے (مفہوم کا) حکم دیں (واضح رہے) کہ اخفا اور اظہار کے درمیان ۳ سال کی مدت گذری تھی۔ جب اخفاءِ امر کو تین سال ہو گئے تو آیت اُتری "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ" امرِالٰہی کو آپ ظاہر کردیں اور مشرکین سے بے پرواہ ہو جائیں۔ یعنی آپ مشرکین کا کوئی خیال اور ان کی ملامت و مخاصمت کا کوئی لحاظ نہ کریں" وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" (اے رسول تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو (عذاب خدا سے) ڈراؤ اور جو مومنین تمہارے پیرو ہوں، ان کے سامنے اپنا بازو جھکا دو)۔ (جب حکم الٰہی نے صراحتہً تمام ستر و اختفا کے پردے چاک کر دیے) تو رسولِ کریم کوہ صفا پر چڑھ گئے اور وہاں سے پکارا اے گروہِ قریش! تمام قریشیوں نے کہا محمدؐ کوہِ صفا پر پکار رہا ہے۔ تم سب کے سب چلو اور سنو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ سب جمع ہو گئے اور کہنے لگے محمدا کیا بات ہے؟ آپ نے کہا اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکرِ جرار ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ سب قریشیوں نے کہا ہاں ہاں کیوں نہیں۔ ہم نے کبھی تم کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا سنو! میں تم کو اس ہولناک طوفان عذاب سے ڈراتا ہوں (جو آنے والا ہے) اے عبدالمطلب کے بیٹو! اے نسلِ عبد مناف! اے خاندانِ زہرہ کے لوگو! (پھر آپ نے قریش کی تمام شاخوں کو گنا ڈالا) خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے رشتہ داروں کو (عذاب الٰہی سے) ڈراؤں۔ یاد رکھو کہ میں تم کو نہ تو دنیا سے کوئی فائدہ دے سکتا ہوں اور نہ آخرت میں کوئی حصہ مگر یہ کہ تم لا الہ الا اللہ کہو۔

ابولہب نے یہ سن کر فوراً کہا (تبا لک) "مردتم" کیا اسی لیے تم نے ہمیں بلایا تھا۔ آیت اتری تَبَّتْ يَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ جب ابولہب نے یہ آیت سُنی تو کہنے لگا جو کچھ محمدؐ نے کہا اگر یہ سچ ہے تو میں اس آیت کے بدلے ان کو مال و عیال دینے کے لیے تیار ہوں۔ پھر آیت اتری "مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ" (نہ اس کا مال ہی اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی)۔

ابولہب کا یہ حال تھا کہ جب کوئی آپ کی بابت سوال کرتا تو وہ یہی کہتا تھا کہ ارے محمدؐ! وہ تو (معاذ اللہ) دیوانہ اور پاگل ہے تاکہ لوگ ملاقات کرنے سے پہلے ہی بددل ہو کر لوٹ جائیں۔

اس سورہ لہب نے ابولہب کی عداوت و بغض کا پردہ چاک کر دیا اور کسی کے نزدیک بھی رسول کریمؐ کے متعلق اس کا خیال قابلِ قبول نہ ہو سکا۔ اس کی کوششیں باطل اور اس کی کاوشیں لاحاصل ہو گئیں۔

طارق المحاربی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریمؐ کو دیکھا کہ وہ بازاروں میں کہتے ہوئے جا رہے ہیں" لا الٰہ

الا اللہ کہو، فلاح پاؤ گے! لاالٰہ الا اللہ کہو، فلاح پاؤ گے اور ان کے پیچھے ایک شخص چلا آرہا ہے جو آپ کے پتھر مار رہا تھا جس سے آپ کے جسم مبارک سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ شخص کہتا جاتا تھا اس کی پیروی نہ کرنا یہ جھوٹا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ ایک شخص نے کہا یہ محمدؐ ہیں اور ان کے پیچھے آپ کا چچا ابولہب ہے۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل بھی (جو ابوسفیان کی بہن اور معاویہ کی پھوپھی تھی) آپؐ سے شدید بغض و عداوت رکھتی تھی اور آپ کی راہ میں کانٹے بچھاتی تھی۔

زہری کہتے ہیں کہ جب رسولِ کریمؐ نے خفیہ اور علانیہ اسلام کی طرف دعوت دی تو بہت سے نوجوانوں اور کمزوروں نے ایمان قبول کیا اور آپ پر ایمان لانے والوں کی کثرت ہوگئی۔ قریش آپ کو کہنے سے نہیں روکتے تھے اور جب آپ ان کے محافل و مجالس میں جاتے تھے تو وہ اشارہ کرکے کہتے تھے یہی عبدالمطلب کا فرزند ہے جو "آسمانی باتیں" سناتا ہے۔ کفارِ قریش کا یہ رویّہ ایک عرصہ تک رہا لیکن جب آپ نے ان کے خداؤں (بتوں) کو بُرا کہنا اور عیب لگانا شروع کیا اور یہ فرمانے لگے کہ تمہارے آبا و اجداد (جو مر گئے) ہیں وہ حالتِ کفر پر مرے ہیں تو ان کی آتشِ نفرت بھڑکی اور شعلہ عداوت تیز ہوتا گیا۔

ابن عتبہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریمؐ اور آپ کے ساتھیوں نے اسلام کو ظاہر کیا اور مکہ میں اسلام پھیلنے لگا اور ایک دوسرے کو دعوتِ حق دینے لگے تو ابوبکرؓ تو درپردہ دعوتِ اسلام دیتے۔ سعیدؓ بن زید اور عثمانؓ بھی پوشیدہ طریقہ سے دعوت دیتے لیکن جناب حمزہؓ عمرؓ، ابوعبیدہؓ بن جراح علانیہ دعوتِ اسلام دیتے رہتے اس سے قریش بھڑک اٹھے اور رسول کریمؐ سے ان کا حسد و تنفر بڑھتا گیا۔ رسولِ کریم کی دشمنی اور عداوت میں جو لوگ آگے آگے تھے آپؐ سے اور آپؐ کے اصحابِ کرام سے جنگ و جدل کے خواہاں تھے وہ یہ لوگ تھے:

ابوجہل بن ہشام، ابولہب، الاسود بن عبدیغوث، الحارث بن قیس بن عدی، الولید بن المغیرہ، ابی بن خلف، ابوقیس بن الفاکہ العاص بن وائل، النضر بن الحارث، منبہ بن الحجاج، زہیر بن ابی امیہ، السائب بن صیفی، الاسود بن عبدالاسد، العاص بن سعید، العاص بن ہاشم، عقبہ بن ابی معیط، ابوالاصدی الھذلی، الحکم بن ابی العاص، عدی بن الحمراء۔ ان کی عداوت اس لیے زائد تھی کہ یہ لوگ آپ کے پڑوسی تھے۔

ان سب میں رسول کریمؐ کے جانی دشمن تین شخص تھے ابوجہل، ابولہب، عقبہ بن ابی معیط۔ عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور ابوسفیان یہ رسولِ کریمؐ کے دشمن تھے لیکن انھوں نے کبھی آپ کی قریش سے برائی نہیں کی۔ ان میں سے ابوسفیان کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوا۔

عبداللہ بن مسعودؓ

سب سے پہلے جس نے قرآن علی الاعلان پڑھا

رسولِ کریم کے بعد عبداللہ بن مسعود ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے علی الاعلان کفار مکہ کے سامنے قرآن کی تلاوت کی۔

ایک روز اصحاب کرام میں یہ گفتگو ہوئی کہ ابھی تک کسی آدمی نے یہ قرآن قریش کو علی الاعلان نہیں سنایا۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اُن کو قرآن سنا سکے۔ عبداللہ بن مسعود بڑھ کر کہنے لگے میں تیار ہوں۔ صحابہ نے کہا ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمھیں کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔ ہم تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو قبیلہ والا ہو کہ اگر وہ کوئی شرارت کرنا چاہیں تو اس کے قبیلہ والے اس کی حفاظت کر سکیں۔

عبداللہ بن مسعود نے کہا تم مجھے جانے دو۔ اللہ میری حفاظت کرے گا۔

پھر عبداللہ چاشت کے وقت مقام ابراہیمؑ پر آئے اور اس وقت قریش اپنی اپنی محفلوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر عبداللہ نے بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ سارے قریش متوجہ ہونے لگے پھر انھوں نے ان کے سامنے پڑھا۔ وہ سب بیچ میں پڑ گئے۔ پھر کہنے لگے یہ کیا کتاب ہے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ ان آیات کی تلاوت کرتا ہے جو محمد پر نازل ہوئے ہیں۔ وہ سب لوگ بڑھے اور ان کے چہرے پر ضربیں لگانے لگے مگر وہ پڑھتے رہے، سناتے رہے اور جہاں تک ان کو سنانا تھا، وہاں تک وہ پڑھتے ہی رہے اور حملے تیز سے تیز ان کے چہرہ پر ہوتے رہے۔ پھر آپ اصحاب کرام کے پاس اس حال میں واپس گئے کہ چہرہ کفار کے مظالم کا اعلان کر رہا تھا۔ اصحاب کرام نے کہا ہم اسی سے ڈر رہے تھے۔ عبداللہ نے کہا آج سے زائد یہ کافر میری نگاہ میں کبھی ذلیل و پست نہیں ہوئے تھے۔ اگر کہو تو کل پھر اسی طرح انھیں قرآن سناؤں اصحاب کرام نے کہا نہیں بس کافی ہے بہر حال جو چیز وہ) ناپسند کرتے تھے، تم اس کے سنانے میں کامیاب ہو چکے ہو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ (جب قرآن سنا رہے تھے) تو ابوجہل نے آپ کے طمانچہ مارے جس سے آپ کے کان پھٹ گئے اور خون بہنے لگا۔ جب آپ واپس گئے تو اس وقت آپ کی آنکھیں خون کا پیالہ بنی ہوئی تھیں۔ جب رسول کریمؐ نے ملاحظہ فرمایا، سخت اذیت و کرب ہوا اور سر کو نیچے جھکا لیا۔ جبرئیل ہنستے ہوئے اترے۔ آپ نے فرمایا جبرئیل تم ہنس رہے ہو اور مسعود کا بیٹا رو رہا ہے۔ جبرئیل نے کہا آپ عنقریب جان لیں گے۔

جب بدر کے دن مسلمانوں نے دشمنوں پر فتح پائی تو عبداللہ ابن مسعودؓ نے رسول کریم سے عرض کی کہ مجھے بھی جہاد میں حصہ ملے۔ آپؐ نے فرمایا کہ نیزہ ہاتھ میں لو اور زخمیوں کو ڈھونڈو۔ جس میں رمق جاں بھی ہو، اس کو قتل کر دو۔ تمھیں مجاہدین کا ثواب ملے گا۔

لہ عبداللہ بہت ہی کوتاہ قد، لاغر اندام اور کمزور تھے۔ اسلام لانے والوں میں ان کا چھٹا نمبر تھا۔ انھوں نے دو ہجرتیں کیں۔ بدر، احد، خندق بیعت رضوان اور دوسرے غزوات میں رسول کریمؐ کے ہمراہ رہے (مؤلف)

پھر عبداللہ نے زخمیوں اور مقتولوں کو تلاش کرنا شروع کیا کہ ایک جگہ ان کو ابوجہل زمین پر گرا ہوا ملا اور اس کے گلے سے آواز آرہی تھی عبداللہ نے اس خیال سے کہ کہیں اس میں قوت نہ ہو کہ مجھ پر حملہ کردے۔ دُور ہی سے اس کی گردن پر نیزہ رکھ کر پار کر دیا۔[1]

دست درازی، بدکلامی

کفارِ قریش آیاتِ قرآنی سنتے تو لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے اور بجائے اس کے کہ وہ غور و فکر سے کام لیتے، کذب وجنوں کا اتہام سحر و جادوگری کا الزام لگاتے اور جو بھی بلند آواز سے قرآن پڑھتا، اس کو مارتے پیٹتے۔ ظاہر ہے کہ سب وشتم، ضرب و ظلم کمزور جاہل کے ہتھیار ہوتے ہیں۔

رسولِ کریمؐ ان کے خداؤں کو برا کہتے تھے۔ علی الاعلان کہتے تھے کہ یہ اصنام جن کو تم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان، نہ سامع ہیں نہ بصیر، ان کو چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرو، تو اگر ذرہ برابر ان میں عقل ہوتی اور قدیم باطل عقائد سے ان کا دل و دماغ مسخر نہ ہو چکا ہوتا تو وہ ضرور ان بندھنوں کو کاٹ دیتے (جس میں ان کے باطل پرست آبا و اجداد باندھ گئے تھے۔)

میں یہ کہتا ہوں کہ اگر عقیدۂ باطلہ کا اثر و نفوذ نہ ہوتا تو وہ اپنی عقلوں کو حاکم بناتے اور تیزی سے ایمان باللہ کی طرف بڑھتے لیکن یہ ان کو سخت ناگوار تھا کہ انھیں میں کا ایک آدمی آئے اور ان کو کافر و گمراہ بتائے اور اُن کے اِن قدیم خداوں کی توہین و تذلیل کرے جن کو ان کے آبا و اجداد پوجتے آئے ہیں اور ان کے سامنے قربانیاں پیش کرتے رہے ہیں۔ آخر کار ان کو حرب و ضرب سب وشتم کے دامن میں ہی پناہ لینا پڑی جو ہر متعصب و جاہل کی عادت رہی ہے۔

جب رسول کریمؐ مکہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے تو آپ نے ان بتوں کو گرانے کا حکم دیا جن کے متعلق وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کو کوئی بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ وہ بت گرے پڑے تھے اور انھوں نے دیکھ لیا کہ ان بتوں کے پاس نہ کوئی قوت تھی اور نہ ہی کوئی طاقت۔ پھر ان کو یقین ہو گیا کہ وہ صریحی گمراہی میں مبتلا تھے اور رسول کریمؐ کہہ رہے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا،، بارالہا! ہمارے دلوں کو شرک سے پاک رکھنا اور ہم کو اسلام پر مرنے کی توفیق دینا۔

---

[1] تفسیر رازی جلد ۲ ص۵۸۵

قرآن نے عرب کو دنگ کر دیا

عرب دنگ ہو گئے جب انھوں نے قرآن کو دیکھا جو انھیں کی زبان میں نازل ہوا تھا حالانکہ عربوں کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا۔

جب قریش کو دین اسلام کی اشاعت اور اصنام پر رسول کریم کی فتح کا احساس ہونے لگا تو ان سب نے بالاتفاق حضرت کا ایسا نام رکھنے پر غور کیا جس کو سن کر قبائل آپ سے برگشتہ ہو جائیں۔ آپ کی شہرت خراب ہو جائے اور تبلیغ حق کی راہ میں سنگِ گراں پیدا ہو جائے۔

ولید بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے بزرگ تھا، قریش کا ایک اجتماع کیا اور یہ وقت وہ تھا جب حج کا زمانہ آنے والا تھا۔ ولید نے حاضرین قریش سے کہنا شروع کیا اے گروہ قریش موسم حج آنے والا ہے۔ عنقریب عرب کے وفود ہر چہار طرف سے ادھر آئیں گے اور تمھارے صاحب کا معاملہ ان کے کانوں تک پہنچ چکا ہے لہٰذا تم سب ایک رائے ہو جاؤ اور ایک بات اس طرح طے کر کہ پھر تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی تکذیب و تردید کرتا نہ پھرے۔

حاضرین قریش نے کہا کہ اے عبد شمس تم ہی کچھ بتاؤ اور ہمارے لیے کوئی ایک راستہ تجویز کرو۔ ولید نے کہا پہلے تم بتاؤ کہ ہمیں ان کا کیا نام رکھنا چاہیے۔ قریش نے کہا ہم ان کو کاہن کہنا شروع کر دیں۔ ولید بولا واللہ وہ کاہن نہیں۔ میں نے بہت سے کاہنوں کو دیکھا مگر نہ ان کے پاس نہ کاہنوں کی سی زمزمہ آرائی ہے اور نہ ویسی سجع بندی۔ پھر قریش بولے اچھا ہم ان کو مجنون کہیں گے۔ ولید نے کہا کہ وہ مجنوں بھی نہیں۔ میں نے جنون کو دیکھا اور میں اس مرض کو پہچانتا ہوں لیکن ان میں نہ وہ جنون اختناق ہے نہ اختلاج نہ ذہنی اختلال ہے نہ شیطانی وسوسے۔ قریش بولے اچھا ہم ان کا شاعر نام رکھ دیں۔ ولید نے کہا بلاشبہ وہ شاعر نہیں۔ میں شاعری سے اچھی طرح واقف اور شعر کے تمام اقسام رجز، ھزج، قریض، مقبوض اور مبسوط وغیرہ پر عبور رکھتا ہوں۔ بہر حال ان کے پاس شعر و شاعری میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔

قریش نے کہا کہ پھر ہم اسے ساحر کہنے لگیں۔ ولید نے کہا وہ ساحر بھی نہیں ہے۔ میں ساحروں سے اور ان کے سحر سے واقف ہوں۔ اس کے پاس نہ تو اس طرح کا جنتر منتر ہے نہ جادوگرانہ گرہ بندی۔ (زچ ہو کر) قریش نے کہا کہ ابو عبد شمس، پھر ہم اسے کیا کہیں ولید بولا بہ خدا ان کے قول میں ایک حلاوت جس کی جڑ زمین کی گہرائیوں کے اندر اور جس کی شاخ ثمر آور ہے۔ تم ان باتوں میں سے جو بات بھی ان کے لیے چن لو، اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ بہر حال پھر بھی سب سے قرین عقل جو نام ہے وہ ساحر ہے۔ تم یہ کہو کہ یہ ساحر ہے اور ایسا ساحرانہ کلام پیش کرتا ہے جس کے ذریعہ بیٹے کو باپ سے، بھائی کو بھائی سے، شوہر کو زوجہ سے، آدمی کو خاندان سے جدا کرتا ہے۔"

یہ سن کر سب منتفرق ہوگئے اور آنے والوں کی گزرگاہوں میں بیٹھ کر آپ کے خلاف حسب قرارداد یاوہ گوئی شروع کردی اور لوگوں کو آپ سے دور رکھنے کی کوشش کی مگر نتیجہ برعکس نکلا کہ آپ کا شہرہ تمام بلادِ عرب میں پھیل گیا۔

ضماد بن ثعلبۃ الازدی دورِ جاہلیت میں رسولِ کریم کا دوست ہوا کرتا تھا۔ اس سے لوگ علاج اور جھاڑ پھونک کرواتے تھے جب اس نے جاہلانِ مکّہ سے یہ سُنا کہ محمدؐ کو جنون ہوگیا ہے تو یہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں منتر جنتر جانتا ہوں۔ اگر کچھ ہو تو میں اسے جھاڑ دوں۔ حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا "حمد ہے خداوندِ عالم کی۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔" یہ سن کر ضماد نے کہا ذرا یہ کلمات دوبارہ تو سنائیے۔ نبی نے ان کلمات کو تین مرتبہ دہرایا۔ ضماد نے کہا میں نے کاہنوں کے فقرے، جادوگروں کے الفاظ، شاعروں کے اشعار سنے ہیں مگر ایسے کلمات جو انتہائی منزلِ رفعت تک پہونچے ہوئے ہوں، نہیں سُنے۔ آپ ہاتھ بڑھائیے۔ میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ حضرت نے ہاتھ بڑھایا بیعت ہوئی اور وہ مسلمان ہوگیا۔

اس طرح ان کی کوششیں ناکام اور ان کے جھوٹ ناکامیاب ہوتے رہے۔ حاسد کبھی غالب نہیں ہوسکتا اور جھوٹ کی دیوار کبھی قائم نہیں رہ سکتی۔ ضروری تھا کہ حق سربلند ہو اور باطل اس کے سامنے سرنگوں ہو اور پھر ایسا ہی ہوا۔

ابوطالب سے قریش کی پہلی گفتگو

جب قریش نے دیکھا کہ ابوطالب ہر طرح رسولِ کریمؐ کے حامی اور سینہ سپر ہیں تو اشرافِ قریش میں سے بعض اشخاص ابوطالب کی خدمت میں گئے

عتبہ وشیبہ فرزندان ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، الاسود بن المطلب، الولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، العاص بن وائل السہمیؔ بنیہ اور منبہ فرزندانِ حجاج۔

ان لوگوں نے ابوطالب سے کہا اے ابوطالب! تمھارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کی بدگوئی کی، ہمارے دین میں عیب نکالے، ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف بتایا۔ ہمارے اسلاف کو گمراہ کہا اب یا تو تم اپنے بھتیجے کو روک لو ورنہ ہم کو اس سے نپٹنے دو۔ یہ سن کر ابوطالب نے ان سے بہت خوشگوار پیرایہ میں گفتگو کی اور تسلّی دلاسا دے کر ان کو ہنسی خوشی رخصت کردیا۔ وہ لوگ پلٹ آئے اور رسولِ کریم اس مقام ادلیں پر کھڑے ہوئے دعوت الی الحق دیتے رہے۔ یہ پہلی بات چیت تھی جو قریش نے رسولِ کریمؐ کے متعلق ابوطالب سے کی تھی۔

دوسری گفت وشنید

دلوں کے فاصلے نفرت وعداوت کے ساتھ بڑھتے گئے اور اب قریش میں ہر وقت رسول کریمؐ کا ذکر ہونے لگا۔ ان سب نے پھر دوبارہ گفتگو کرنے کی ٹھانی اور سب لوگ ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے " اے ابو طالب آپ کی قریش میں ایک خاص منزلت، بزرگی اور مقام شرف ہے ہم نے آپ سے یہ چاہا تھا کہ آپ اپنے بھتیجے کو روکیں مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا۔ یہ آپ یاد رکھیں کہ ہم زائد دیر تک ہرگز اس پر صبر نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص ہمارے خداؤں کو برا کہے۔ ہمارے بزرگوں کی توہین کرے۔ ہمارے دانش وروں کو بے وقوف بتائے۔ پھر یا تو ہم انھیں ان باتوں سے روک دیں گے یا دو ٹوک جنگ کریں گے آپ علیحدہ رہیں یہاں تک کہ ہم میں سے ایک فریق باقی رہ جائے۔ یہ کہہ کر وہ سب چلے گئے اور ابو طالب شش و پنج میں پڑ گئے۔ قوم کی جدائی اور ان کی عداوت کا صدمہ، دوسری طرف رسولِ کریمؐ کو بھی سپرد نہیں کر سکتے اور ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا بالآخر آپ نے ایک شخص کو رسول کریم کے پاس بھیجا اور قریش کی گفتگو اور ان کے مطالبے کی روداد سنائی۔ حضرت ابو طالب نے رسول کریم سے کہا جانِ عم! اپنی جان پر بھی رحم کھاؤ اور میرا بھی خیال کرو۔ ایسا بوجھ نہ ڈالا جائے کہ اٹھایا نہ جا سکے۔ یہ سن کر رسولِ کریمؐ کو یہ گمان سا ہونے لگا کہ شاید میرے چچا میری مدد سے دست بردار ہونا چاہتے اور مجھے کس مپرسی کے عالم میں چھوڑنا چاہتے ہیں۔ فرمانے لگے میرے چچا! اگر یہ لوگ داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند اس شرط پر رکھیں کہ میں یہ کام چھوڑ دوں تو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ یا تو اللہ اس امر کو غالب کر دے اور یا میں تبلیغ حق کرتے کرتے مر جاؤں۔ اور یہ کہہ کر چشمِ رسالت نے اشکوں کے موتی بکھیرنا شروع کیے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور جانے لگے۔

جب آپ جانے کے لیے مڑے تو جناب ابو طالب نے آواز دی۔ آپ مڑے اور آپ نے سنا کہ ابو طالب کہہ رہے ہیں چچا کی جان! جس طرح چاہتے ہو کہتے رہو، میں کسی قیمت پر بھی تم کو ان کے حوالے نہیں کروں گا۔

تیسری گفت وشنید

ابوطالب رسول کریمؐ کی حمایت وحفاظت زور وشور سے کرتے رہے اور کیوں نہ کرتے بہر حال وہ آپ ہی کی آغوش کفالت میں پلے تھے اور آپ ہی کے گھر میں بڑھے تھے لیکن اس حفاظت وحمایت کے باوجود اپنے آبا واجداد کے دین پر قائم رہے اور اظہارِ اسلام نہیں کیا۔ ابوطالب کے سامنے ایک طرف قریش تھے جو اپنے مذہب کے بارے میں سخت تھے اور جن کو رسول کریمؐ کی اسلامی سرگرمیوں، اصنام کے خلاف جہاد نے مشتعل کر دیا تھا اور دوسری طرف اجلالِ دعوت وعزیمت کا وہ امین تھا جس کو قیامِ حق سے نہ کسی شخص کا تمسخر واستہزا ہٹا سکتا ہے اور نہ کسی جابر کا ظلم وتشدد۔

اگر ابوطالب اسلام لے آتے تو آپؐ کا دفاع زائد عظیم ہوجاتا اور آپ کی صحبتِ حق عرب کے سامنے زائد شد ومد سے آجاتی لیکن ابوطالب اپنے آبا واجداد کے دین پر قائم رہے[۱] اور رسول کریمؐ کی مدافعت وحفاظت کرتے رہے۔ عقیدہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ قرابت کے لحاظ سے۔

---

[۱] سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شخص ساری قوم سے جنگ کرتا ہے۔ اپنے قبیلہ سے عداوت مول لیتا ہے۔ اپنے لڑکوں کو اس دین پر کاربند دیکھتا ہے جو بخیال مولف ابوطالب کی نظر میں دینِ حق نہ تھا اور کچھ نہیں کرتا۔ سیاسی اور سماجی بائیکاٹ کراتا ہے۔ تین سال تک پتوں اور نباتات پر گذارہ کرتا ہے۔ ذہنی، جسمانی، مالی، معاشی تکالیف اٹھائے، اپنے قصیدوں میں علی الاعلان رسول کی نبوت وصداقت کا اعلان کرے۔ نبوت جس کی گود میں پروان چڑھی ہو رسالت جس کی حفاظت میں آگے بڑھی ہو، اسلام جس کی گھاٹی میں آکر محفوظ ہوگیا ہو اور قرآن جس کے ظلِ حمایت میں لب کشا ہوا ہو اس کے متعلق کہا جائے کہ وہ مسلمان نہیں تھا، ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جائے کہ ابوجہل دشمن اصنام تھا اور اسلام کی محبت پر شہید ہوا۔ مقام افسوس ہے کہ حضرت ابوطالب اور ابوجہل دونوں کا آخرۃ میں ایک ہی انجام (جہنم) ہو۔ وہ کہ جس نے ساری زندگی اسلام کی بیخ کنی میں اور رسول کریمؐ کی عداوت میں گذاری اور وہ جس نے زندگی، عزت، دولت، وقار، گھر بار سب کچھ عشقِ رسول میں قربان کر دیا ہو دونوں برابر۔ اگر یہی اسلام ہے تو پھر السلام۔

"سیرۃ ابن ہشام" میں جو اس کتاب کا ایک حد تک مرکزی ماخذ ہے ابوطالب کا قصیدہ نقل کیا ہے اس کے چند شعر حاضر ہیں اور اس میں ابوطالب کے اس دل کو پڑھ لیجئے جو ایمان کا مرکز ہے: لقد علموا ان ابننا غیر مکذب۔ لَدَیْنَا وَلَا یُعْنٰی بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ (سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہمارا بیٹا "جھوٹا" نہیں (جو کچھ وہ کہتا ہے وہ سچ ہے) اور جھوٹے الزامات لگانے والوں کی تو ہمیں پرواہ ہی نہیں۔

فَاَیدہ رب العباد بنصرہٖ۔ وَاظهر دینًا حقہ غیر باطلِ۔ بندوں کے پروردگار نے اس کی مدد کی اور اپنے "سچے دین" کو جو باطل نہیں" غالب کر دیا۔ علامہ شبلی کے یہ الفاظ ناقابل تردید ہیں" ابوطالب نے آنحضرتؐ کے لیے جو جاں نثاریاں کیں اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ وہ اپنے جگر گوشوں تک کو آپ پر نثار کرتے تھے۔ آپ کی محبت میں تمام عرب کو اپنا دشمن بنا لیا۔ آپ کی خاطر محصور ہوئے، فاقے اٹھائے، شہر سے نکالے گئے۔ تین تین برس تک آب ودانہ بند رہا۔ کیا یہ محبت، یہ جوش، یہ جاں نثاریاں سب ضائع ہو جائیں گی؟ (سیرت النبی ص ۲۴۵)

اس دفعہ قریش عمارہ بن الولید کو آپ کے پاس لے کر گئے اور کہنے لگے اے ابوطالب! یہ عمارہ بن الولید ہے۔ قریش کا جوان رعنا، سب سے زیادہ ذہین و حسین ہے، اس کو لے لیجئے۔ اس کی دانش مندی اور نصرت آپ کی ہوگی۔ اس کو آپ اپنا بیٹا بنا لیں اور اپنے اس بھتیجے کو ہمارے سپرد کر دیں جو ہمارے دانش وروں کو پاگل کہتا ہے۔ آپ کے اور ہمارے آباؤ اجداد کے دین کا مخالف ہے اور جس نے آپ کی جماعت میں تفریق کی دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ ہم اس کو قتل کر دیں اور یہ عمارہ اس کا عوض آپ کو مل جائے گا۔
یہ سن کر ابوطالب (برافروختہ ہو کر) بولے خوب خوب اچھا سودا تم میرے ساتھ کر رہے ہو۔ اپنا لڑکا تو تم اس لیے دو کہ میں اسے کھلاؤں پلاؤں اور میں اپنے بیٹے کو اس لیے دوں کہ تم اسے قتل کر دو۔ قسم بہ خدا یہ کبھی نہ ہوگا۔

اس پر مطعم بن عدی بولا اے ابوطالب تمھاری قوم نے تمھارے ساتھ انصاف کرنا چاہا اور میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنی قوم کی کوئی بات ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہو۔ ابوطالب نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ انھوں نے میرے ساتھ کوئی انصاف نہیں کیا اور تمھاری تو یہی خواہش ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو۔ اور میرے خلاف قوم کی حمایت کرو۔ بہر حال جو دل چاہے کرو۔

ہر عاقل سمجھتا ہے کہ قریش کا مطالبہ انتہائی احمقانہ تھا مگر وہ بار بار چاہتے تھے کہ کسی طرح رسول کریمؐ سے چھٹکارا حاصل ہو جائے لیکن جب ان کی درخواست اور خواہش پوری نہ ہو سکی تو قریش نے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا۔ ہر قبیلہ اپنی قوم کے مسلمانوں کو اذیتیں اور تکلیفیں دینے لگا اور ان کو دین سے برگشتہ کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ ادھر حضرت ابوطالب آپ کی مدافعت پر پوری طرح ڈٹ گئے اور بنی ہاشم کو رسول کریمؐ کی حفاظت کے لیے بلایا جس پر بنی ہاشم نے لبیک کہی۔

مظالمِ قریش

(آخر کار وہی ہوا جس کا اندیشہ نہیں، یقین تھا کہ) قریش نے رسول کریمؐ اور آپؐ کے اصحاب پر مصائب کے پہاڑ توڑنا شروع کیے اور کمزور مسلمانوں کو شدید مظالم کا نشانہ بنایا جس سے ان کی انتہائی عصبیت اور سنگ دلی ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت بلالؓ

جن لوگوں کو اسلام لانے کی وجہ سے تکلیفیں دی گئیں، ان میں سرِ فہرست حضرت بلال بن رباح الحبشی کا نام ہے۔ آپ کے والد حبشہ کے قیدیوں میں سے تھے۔ آپ کی والدہ حمامہ بھی حبشہ کے قیدیوں میں سے تھیں۔ پھر بلال امیہ بن خلف الجمحی کے غلام ہو گئے۔ جب سورج انتہائی تیز ہوتا تو امیہ بن خلف الجمحی آپ کو لے کر نکلتا اور آپ کو جلتی ہوئی زمین پر چت لٹا دیتا اور پھر کسی کو بڑا پتھر لانے کا حکم دیتا اور وہ آپ کے سینے پر رکھ دیتا۔ پھر امیہ کہتا کہ تم اسی حال میں رہو گے یہاں تک کہ مر جاؤ گے یا محمدؐ سے بغاوت کرو اور لات و عزیٰ کی پرستش کرو مگر بلال کا یہ حال کہ ظلم کی چٹان سینہ پر اور زبان پر احد احد ہے۔ جب حضرت ابوبکر نے آپ کو اس حال میں دیکھا تو کہنے لگے ارے کچھ تو اللہ سے ڈرو۔ یہ غریب مسکین آدمی ہے۔ امیہ کہنے لگا کہ تم ہی نے اس کو بگاڑا ہے تو تمھیں

اس کو اس سے نکالو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے پاس ایک غلام حبشی ہے جو اس سے زیادہ قوی ہے اور تیرے دین پر قائم ہے۔ میں تجھ کو وہ دیتا ہوں تو مجھ کو یہ دے۔ اس نے کہا منظور ہے۔ پھر آپ نے اپنا دوسرا غلام اس کو دے دیا اور حضرت بلالؓ کو لے کر آزاد کر دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے ان کو ۵ اوقیہ کا خرید لیا تھا۔ (مگر بعد میں) انھیں معاذ بن عفرا ۔ خارجہ بن زید اور حبیب بن رساف کے اشتراک سے امیہ بن خلف کو اور اس کے بیٹے علی کو عمار بن یاسر اور حبیب بن اساف نے بدر میں قتل کیا۔

حضرت عمار یاسر۔ (آپ پر جس قدر مصائب و تکالیف نازل کیے گئے کسی اور پر نازل نہیں ہوئے۔) عمار بن یاسر ابوالیقظان العنسی آپ بنی مراد کی شاخ سے تھے۔

آپ اور آپ کے ماں باپ سب پہلے ہی اسلام لا چکے تھے، جس زمانہ میں رسول کریمؐ "دارارقم" میں مقیم تھے آپ اس زمانہ میں ۳۲ آدمیوں کے بعد اسلام لا چکے تھے۔ حضرت حبیب اور آپ کے اسلام لانے کا دن ایک ہی تھا۔ جناب یاسر بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ بنی مخزوم جناب عمار اور آپ کے والدین کو لے کر نکلتے اور مکہ کی جلتی زمین پر لٹا کر تکلیفیں دیتے رسول کریمؐ کا ادھر گذر ہوتا اور یہ دیکھتے تو فرماتے اے آل یاسر صبر کرو یقیناً تمھارا وعدہ گاہ جنت ہے۔ آخر جناب یاسر ان ناقابل برداشت شدائد سے جاں بحق ہوئے۔ جناب سمیہ (زوجہ یاسر) نے ابوجہل کو ملامت کی تو اس نے اپنے نیزہ سے آپ کا زیر ناف حصہ کچل دیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوگئی اور آپ تاریخ اسلام میں "شہیدہ اول" ہیں۔

انتہائی چلچلاتی دھوپ میں آپ کے سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھا جاتا اور کہتے کہ ہم اس وقت تک تم کو نہیں چھوڑیں گے جب تک تم محمدؐ کے بارے میں کلمہ بد اور لات وعزیٰ کے بارے میں کلمہ خیر نہ کہو۔ آخر حضرت عمارؓ کو کہنا پڑا۔ جب انھوں نے چھوڑ دیا تو آپ روتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں آئے۔ رسولِ کریمؐ نے دریافت فرمایا کیا ہوا۔ عمار نے کہا یارسول اللہ بہت برا ہوا۔ پھر آپ نے سارا واقعہ سنایا۔ رسول کریمؐ نے پوچھا دل کا کیا حال ہے؟ کہا اطمینان و ایمان سے سرشار ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر پھر وہ تم سے اس طرح چاہیں تو تم اسی طرح کرنا۔ اس پر آیت اتری اِلاَّ مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ (مگر جو شخص مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (تو اس کے لیے کچھ نہیں)۔

خبابؓ بن الارت۔ آپ بھی سابقین اسلام میں سے تھے بقول آپ کا اسلام چھٹے یا ساتویں نمبر پر آتا ہے۔ آپ رسول کریمؐ "دارارقم" میں داخل ہونے سے پہلے ہی اسلام لا چکے تھے۔ کفار مکہ آپ کو پکڑتے اور سخت ترین عذاب دیتے۔ مشرکین آپ کو برہنہ کرتے اور جلتی ہوئی زمین پر لٹا دیتے۔ پھر آگ میں گرم کیا ہوا پتھر آپ کے سر پر رکھتے پھر بھی آپ ان کے حسب خواہش کوئی کلمہ تک زبان پر نہ لاتے

آپ نے مدینہ ہجرت بھی کی اور رسول کریمؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے آخر عمر میں کوفہ میں سکونت اختیار کی ۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے "اللہ رحمت نازل کرے خبابؓ پر جو محبت کے ساتھ اسلام لائے۔ ارادت کے ساتھ ہجرت کی۔ جہاد کے ساتھ زندگی گذاری اور اللہ کسی کے نیک اعمال ضائع نہیں کرتا۔

صہیبؓ ابن سنان الرومی : اس سے پہلے کہ آپ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو رسول کریمؐ نے آپ کی کنیت "ابو یحییٰ" رکھی تھی۔ آپ پر بھی کفار نے بے حد مظالم کیے۔ جب آپ نے ہجرت کرنا چاہی تو قریش مزاحم ہوئے۔ آپ نے سارا مال دے کر اپنی جان چھڑائی۔

عامر بن فہیرہ : طفیل بن عبد اللہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ طفیل جناب عائشہؓ کی ماں ام رومان کے بیٹے تھے۔ گویا ماں کی طرف سے عائشہ کے بھائی تھے۔ رسولِ کریمؐ کے "دارارقم" میں جانے سے پہلے اسلام لائے اور ان کا شمار کمزور اور بے سہارا افراد میں تھا۔ طفیل بن عبد اللہ کے غلام تھے آپ پر بھی مصائب و مظالم کے پہاڑ توڑے گئے لیکن دین سے منحرف نہیں ہوئے۔ ابوبکرؓ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ جب رسولِ کریمؐ اور ابوبکر غار کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے تو یہی عامر تھے جن کو بھیڑیں چرانے کو کہا تھا۔ انھوں نے بھیڑیں چرائیں اور خدمت کرتے ہوئے مدینہ ہجرت کی۔ عامر بدر و احد کی جنگ میں شریک ہوئے۔ ۴۰ سال کی عمر سے ۴ھ "بئر معونہ" کی جنگ میں قتل ہو گئے۔

لبینہؓ : آپ بنی مومل بن حبیب بن کعب کی لونڈی تھیں۔ عمر بن الخطاب سے پہلے اسلام لائیں۔ حضرت عمر ابن خطاب آپ کو اس قدر عذاب و اذیت دیتے تھے کہ آپ بے ہوش ہو جاتی تھیں اور پھر چھوڑ کر کہتے کہ میں نے اس لیے تجھے چھوڑا ہے کہ میں تھک گیا ہوں اور جب تک تجھ کو موت نہ آ جائے گی میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ جس کے جواب میں آپ کہتیں کہ اللہ بھی تمھارے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ اگر تم اسلام نہیں لاؤ گے۔ آپ کو بھی ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

یہ مختصر سی مثالیں تھیں جس سے قارئین کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ ان مظلوم مردوں اور عورتوں پر کفار کے مظالم کا کیا حال تھا۔

بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ ہم سب کے ساتھ صحن خانہ کعبہ میں رسول کریمؐ بھی موجود تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے رسولِ کریمؐ کا کندھا پکڑ کر آپ کی گردن میں چادر کو ڈال کر کسنا شروع کیا اور جہاں تک ممکن تھا، اس نے گلا دبایا اتنے میں ابوبکرؓ آ گئے اور اس کو حضرت سے دور کیا۔ ایک روایت میں یہ فقرے بھی آپ کی طرف منسوب ہیں کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔

اور بخاری میں روایت ہے کہ رسول کریمؐ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش کے آدمی جمع ہونا شروع ہو گئے۔ ان میں سے ایک قریشی بولا ذرا اس ریاکار کی طرف دیکھنا۔ تم میں سے کون ہے جو فلاں کوچڑ خانہ میں جا کر خون، گوبر وغیرہ لائے اور جب آپ سجدہ میں جائیں تو اس کے شانوں کے درمیان رکھ دے۔ ان میں سے ایک بدبخت اٹھا اور اس نے وہی کیا کہ جب آپ سجدہ میں تشریف لے گئے تو وہ سارا سامان آپ کی گردن پہ رکھ دیا۔ رسولِ کریمؐ سجدہ ہی میں پڑے رہے اور یہ لوگ ہنستے ہنستے دوہرے ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں جناب فاطمہ زہرا دوڑتی ہوئی آئیں اور جلدی جلدی وہ سارا کوڑا کرکٹ آپ کی پشت سے علٰحدہ کیا اور ان سب کو لعنت ملامت کی۔

جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا بارالٰہا قریش سے بدلہ لینا۔ پھر نام لے لے کر ہر ایک کے لیے بد دعا کی۔

عمرو بن ہاشم، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف عقبہ بن ابی معیط، عمارۃ بن الولید۔ آپ نے جن جن کے نام لیے تھے وہ سب بدر کے دن مارے گئے اور ان کو گھسیٹ کر بدر کے اندھے کنوئیں میں ڈال دیا گیا لیکن عقبہ بن معیط بدر کے قیدیوں میں تھا اور رسولِ کریم کے حکم سے قتل کیا گیا۔

ابوجہل

ابوالولید عتبہ بن ربیعہ کی سرکردگی میں قریش کا ایک وفد آیا جس نے رسولِ کریمؐ کے سامنے کچھ معروضات پیش کیے جن میں ترغیب و تحریص کے تحفے بھی تھے اور بحث و جدل کے ہتھیار بھی، رسولِ کریمؐ نے ان کا دندان شکن اور صاف صاف جواب دیا۔ (جس کی تفصیل نہج الفصاحت کے باب ششم میں پوری طرح سے ہے)۔ اس کے بعد جب آپ وہاں سے دل برداشتہ اور ان کے کفر و طغیان پر رنجیدہ اٹھے تو ابوجہل نے کہا اے گروہ قریش تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے ہر بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ ہمارے دین میں عیب نکالتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کو برا کہتا ہے اور ہمارے خداؤں کو غلط سمجھتا ہے لہٰذا میں عہد کرتا ہوں کہ کل ایک ایسا پتھر جس کو میں اٹھا سکوں لے کر بیٹھوں گا اور جب محمدؐ سجدہ میں جائے گا تو اس کے سر پر دے ماروں گا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوجہل کو آپؐ سے کس قدر عداوت تھی اور وہ کس قدر آپ کی دشمنی میں آپے سے باہر ہو گیا تھا اور اجہل مخلوق کا جو طریقہ کار ہو سکتا ہے وہی اس نے بھی اختیار کر لیا تھا۔ لیکن اللہ نے اپنے نبیؐ کو اس کے شر سے بچایا اور اس کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رکھا۔

ابوجہل اس امت کا فرعون تھا۔ اس کا نام عمرو بن ہشام تھا اور بدر کے دن مار ڈالا گیا۔ جنگ بدر ہجرت کے دوسرے سال ہوئی تھی۔ ابوجہل کو عمرو بن الجموع اور ابن عفراء (یہ دونوں بزرگ انصاری تھے) نے قتل کیا تھا۔

احادیث میں پایا جاتا ہے کہ جب رسولِ کریمؐ نے ابوجہل کو مقتول پایا تو فرمایا (آج) اس امت کا فرعون قتل ہو گیا۔ ابوجہل انتہائی بدخلق، درشت مزاج اور سنگ دل تھا۔

ایک مرتبہ زبید سے ایک تاجر تین عمدہ اونٹ لے کر آیا۔ ابوجہل نے اس سے ثلث قیمت پر ان اونٹوں کا سودا کیا مگر اس کے چرواہے ہونے کی بنا پر اس سودے کو ختم کر دیا اور اس کے مال کو خراب کر دیا۔ پھر رسولِ کریمؐ نے اس کے ساتھ انصاف کیا۔ آپ نے اُس کے حسبِ منشا اُس سے سودا کیا۔ ان اونٹوں میں سے دو کو آپ نے قیمت کے ساتھ فروخت کیا۔ ایک اونٹ کو باقی رکھا پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت بنی عبدالمطلب کے غریبوں میں تقسیم کر دی۔ ابوجہل ایک یتیم کا ولی بھی تھا جس کا سارا مال اس نے کھا لیا اور پھر اس کو نکال بھی دیا۔ وہ یتیم رسولِ کریم کے پاس آیا۔ آپ اس کے ساتھ گئے اور اس سے سارا مال دلوایا۔

ایک مرتبہ اس نے ایک شخص سے جس کا نام اراشی تھا، کچھ اونٹ خریدے مگر اس کی قیمت نہیں دی۔ وہ شخص رسولِ کریمؐ

کے پاس آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا میں مسافر ہوں، غریب الوطن ہوں اور ابوجہل نے میرا حق مار لیا ہے۔ یہ سُن کر آپ اس کو ساتھ لے کر ابوجہل کے گھر پر گئے دروازہ پر دستک دی۔ ابوجہل بولا کون؟ جواب ملا محمدؐ۔ ابوجہل نکلا اور اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اس شخص کو اس کا حق دے دے۔ ابوجہل پر ایسی ہیبت بیٹھی کہ (منہ سے کچھ نہ نکلا) اور اس کا حق اسے دے دیا۔ یہ ہے ظالم اور درشت خُو، دوسروں کے حقوق ہضم کرنے والا ابوجہل۔ قاموسؔ الاسلام دوسرا ایڈیشن ۱۸۹۶ء صٓ پر ہے کہ "ابوجہل متکبر و فاجر تھا۔

رسولِ کریمؐ کا اِمتحان

قریش نے اس پر اکتفا نہیں کی بلکہ چاہا کہ آپ کو اور تنگ کریں اور آپ سے ایسے سوالات دریافت کیے جائیں کہ آپ سے اس کا جواب بن نہ پڑے۔

بالآخر طے ہوا کہ نضر ابن الحارث، عقبہ ابن ابی معیط کو علماءِ یہود کے پاس مدینہ بھیجا جائے۔ قریش نے ان دونوں سے کہا دیکھو تم علماءِ یہود سے محمدؐ کے متعلق دریافت کرو اور ان کے سامنے محمدؐ کے صفات اور قول کو پیش کرو۔ وہ اہل کتاب ہیں اور جو علم انبیاء ان کے پاس ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔

یہ لوگ مدینہ آئے اور علماء یہود سے ملے۔ آپ کے اوصاف اور اقوال ان کے سامنے پیش کیے اور ان سے کہا کہ تم حاملِ توراۃ ہو اور ہم تمھارے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ تم ہمارے صاحب کے متعلق بتا دو۔ علماءِ یہود نے ان سے کہا کہ اس سے تین سوال کرو۔ اگر وہ تمھیں اس کا جواب دے دے تو سمجھ لو کہ وہ نبی مرسل ہے اور اگر نہ دے سکے تو سمجھو لو کہ وہ کاذب ہے اور جو چاہے اس کے متعلق رائے قائم کرو۔

- اس سے ان نوجوانوں کے متعلق معلوم کرو جو پہلے زمانہ میں (نامعلوم جگہ) چلے گئے تھے کہ ان کا کیا معاملہ تھا کیونکہ ان کی عجیب و غریب داستان ہے۔
- اس سے اس شخص کے متعلق معلوم کرو جو بہت گھومنے والا تھا اور زمین کے مغرب و مشرق کی انتہا کو پہنچا، کہ اس کا کیا واقعہ ہے۔
- اس سے روح کی ماہیّت کے متعلق دریافت کرو۔

اگر وہ ان باتوں کا جواب دے دے تو اس کی پیروی کرو کہ وہ بلاشبہ نبی ہے اور اگر وہ جواب نہ دے سکے تو سمجھ لو کہ مرد حیلہ ساز ہے۔ یہ سن کر یہ دونوں قریش مکہ کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے اے قریشیو! ہم ایک ایسی چیز لائے ہیں جو

DICTONARY OF ISLAM 2nd EDITION (1896) PAGE 8.

تمہارے اور محمدؐ کے درمیان فیصلہ کن ثابت ہو گی۔

ہم سے علماءِ یہود نے کہا ہے کہ ہم ان چیزوں کے متعلق سوال کریں۔ اگر وہ جواب دے دیں تو نبی ورنہ متنبی (بنے ہوئے نبی) اور پھر جو چاہے تم ان کے متعلق رائے قائم کرو۔ پھر یہ سب رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سوالات کرنا شروع کیے

(۱) اے محمدؐ آپ ہمیں ان نوجوانوں کے متعلق بتائیے جو پچھلے زمانہ میں غائب ہو گئے تھے۔ ان کی عجیب و غریب داستان سے ہمیں آگاہ کیجیے۔

(۲) ہمیں اس سیاح آدمی کے متعلق بتائیے جو زمین کے مشرق و مغرب کے انتہائی حصہ پر پہنچا تھا۔

(۳) روح کی ماہیت کی بابت فرمائیے کہ وہ کیا ہے؟

یہ سُن کر رسولِ کریمؐ نے ان سے کہا کہ کل میں تم کو ان سوالات کا جواب دوں گا (اور اس کل کہنے میں استثناء نہیں کیا تھا)۔ لوگ واپس چلے گئے اور ادھر رسولِ کریمؐ کو پندرہ دن ہو گئے لیکن خدا کی جانب سے کوئی وحی نہیں آئی اور نہ ہی جبریل ہی آئے۔ ادھر مکّہ والوں کو موقع ملا اور کہنے لگے محمدؐ نے ہم سے "کل" کہا تھا اور آج پندرہ دن ہو گئے کہ جن باتوں کے متعلق پوچھا تھا، ان کا کوئی جواب نہیں ملا۔ رسولِ کریمؐ پر وحی کا رکنا سخت شاق ہو رہا تھا اور اہلِ مکہ کی باتیں الگ دل پر چرکے لگا رہی تھیں کہ جبریل سورہ کہف لے کر نازل ہوئے جس میں آپ کے غم زدہ ہونے پر تنبیہہ بھی تھی اور ان کے سوالات کے جواب بھی۔ جبریل اللہ کی طرف سے ان خبروں کو لے کر اترے جن کے متعلق انھوں نے دریافت کیا تھا۔

نوجوانوں کے متعلق یہ آیت اتری "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا" (اے رسول! کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری آیتوں میں سے ایک آیت تھے) اور اس مرد سیاح کے متعلق یہ آیت اتری "وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا" (اے رسول تم سے لوگ ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں۔ تم ان سے کہدو کہ میں بھی ان کا کچھ حال بتاتا ہوں) اور روح کے متعلق یہ آیت اتری "وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ" (وہ تم سے روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ دو کہ روح حکم ربانی ہے)۔

اس روایت کی تائید ڈاکٹر ولفنسون الاسرائیلی (جو جامعہ مصر میں مدرس اللغات السامیہ ہیں) کی اُس تحریر سے بھی ہوتی ہے جو ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب "تاریخ الیہود فی بلاد العرب" کے صفحہ ۹ پر لکھی ہے۔

"بعض مستشرقین نے کسی اطمینان بخش دلیل کے بغیر اس واقعہ کی صحت سے انکار کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخی قصہ کا انکار بہت مشکل ہے جو سورۂ کہف کے اس حصہ، روح اور ذوالقرنین سے متعلقہ آیات کے نزول کا سبب ہوا ہے۔ ہمارے پاس ایک ایسی دلیل ہے جس سے اس روایت کی واقعیت ثابت ہونے کا امکان ہے۔

تلمود میں ایک قصہ ہے جو اہلِ کہف کے قصہ سے مشابہ ہے اور اسی قصہ سے علماءِ یہود نے وہ سوال مرتب کیا تھا جو قریشیوں نے آپ سے دریافت کیا تھا۔"

ہمارے مسلک اور اس قصہ کی تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ مکہ میں کوئی یہودی نہ تھا کیونکہ اگر مکہ میں کوئی یہودی ہوتا تو قریش کبھی بھی احوالِ نبی کے استفسار کے لیے اپنے وفد کو مدینہ میں علماءِ یہود کے پاس نہ بھیجتے اور اگر مدینہ میں کوئی یہودی فرض بھی کیا جائے تو وہ بلاشبہ عالم نہ ہوگا۔

اور جب آپ کی قوم نے اپنے لیے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ پہاڑ چلائیں اور زمین کو طے کریں اور ان کے مردہ آبا و اجداد کو پھر سے زندہ کریں تو اس بارے میں یہ آیت اتری۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا " (اور اگر کوئی ایسا قرآن بھی نازل ہوا ہوتا جس کی تاثیر سے پہاڑ چلتے، زمین کی مسافت طے کی جاتی اور مُردوں سے کلام ہو سکتا تو بھی یہ لوگ نہ مانتے) یقیناً تمام امور کا اختیار اللہ کو حاصل ہے) یعنی میں ان باتوں میں سے کچھ بھی نہیں کروں گا مگر جو چاہوں گا۔

" وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا (یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے اور اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں آتا کہ اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی خدا سے لوگوں کو ڈرائے یا کم سے کم) اس کے پاس خزانہ ہی گرا دیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا کہ اس سے کھاتا (پیتا) اور یہ ظالمین کہتے ہیں کہ تم تو ایک سحرزدہ آدمی کی پیروی کرتے ہو۔ اے رسول دیکھو تو ان لوگوں نے تمھارے لیے کیسی مثلیں گڑھی ہیں۔ یہ گمراہ ہیں اور راہ یابی کی طاقت نہیں پاتے۔ خدا تو ایسا بابرکت ہے کہ اگر چاہے تو تو اس سے بہتر باغات دے سکتا ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہوں اور تمھارے لیے محل بھی بنا سکتا ہے)۔

اور جو کچھ عبداللہ بن امیہ نے آپ سے کہا اس کے بابت آیت اتری " وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا "

(اے رسول کفار مکہ نے) تم سے کہا کہ جب تک ہمارے واسطے زمین سے چشمہ نہ نکالو گے ہم تو تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے (یا یہ نہیں تو) کھجوروں اور انگوروں کا تمھارا کوئی باغ ہو جس کے بیچوں بیچ تم نہریں بہا دو یا جیسا تمھارا گمان ہے، آسمان کو ٹکڑے (ٹکڑے) کر کے دکھاؤ یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ یا پھر تمھارا کوئی سنہرا محل ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور جب تک

تم خدا کے یہاں سے کتاب نازل نہ کرو گے کہ ہم اسے خود پڑھ لیں اس وقت تک ہم تمھارے آسمان پر چڑھنے کے بھی قائل نہ ہوں گے،

اور جب انھوں نے یہ کہا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ کو یمامہ کا ایک آدمی رحمٰن نامی یہ سب باتیں بتاتا ہے اور ہم اس پر کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے تو آیت اتری " كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِىْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِىْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ (اے رسول جس طرح ہم نے اور پیغمبر بھیجے تھے اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا ہے جس سے پہلے اور بہت سی امتیں گذر چکی ہیں تاکہ تم ان کے سامنے جو قرآن ہم نے وحی کے ذریعہ تمھارے پاس بھیجا ہے پڑھ کر سنا دو اور یہ لوگ تو خدائے رحمٰن کے منکر ہیں۔ کہہ دو کہ وہی میرا پروردگار ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اس پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں)۔

اور جو کچھ ابوجہل نے آپ کے متعلق کہا اور کرنے کا ارادہ کیا اس کے متعلق قرآن میں " اَرَاَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے تو وہ روکتا ہے بھلا دیکھو کہ اگر یہ راہِ راست پر ہو یا پرہیزگاری کا حکم کرے تو روکنا کیسا بھلا دیکھو تو کہ اگر اس نے سچے کو جھٹلایا اور اس نے منہ پھیرا تو نتیجہ کیا ہوگا کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ دیکھو اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کو پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے جھوٹے اور خطا کار کی پیشانی کے بال (ہاں ہاں) وہ یارانِ محفل کو بلائے۔ ہم بھی جلاد فرشتوں کو بلائیں گے۔ اے رسول دیکھو ہرگز اس کی اطاعت نہ کرنا سجدے کرتے رہو اور قرب حاصل کرو۔)

اور جب انھوں نے آپ کو مال و دولت دینا چاہی تو آیت اتری " قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ " (کہہ دو اے رسول کہ میں جو اجر چاہتا ہوں، وہ تمھارے لیے ہے۔ میرا اجر تو اللہ پر ہے اور وہ ہر شئے کا نگران ہے)۔

جابر بن عبداللہ

استاذ مرجولیوث اپنی کتاب "محمد" کے صفحہ ۱۶ پر ان اساتذہ کی بحث چھیڑتے ہوئے جو ان کے (زعم ناقص) میں رسول کریمؐ کے استاد تھے اور رسولِ کریم کو کتب مقدسہ کی تعلیم دیتے تھے لکھتے ہیں:۔

"جابر بن عبداللہ جو بنی عبدالدار کا آزاد کردہ غلام تھے اور مکہ میں سناری کا کام کرتا تھا اور یاسر (یہودی) دونوں تجارتی معروفیت کے درمیان وقت نکال کر کتاب مقدس پڑھتے اور محمدؐ ان کے پاس جاتے تھے اور ان سے کتاب مقدس سنتے تھے"۔ مرجولیوث کے کہنے کا مطلب صاف ہے کہ رسول کریم کے افکار و عقائد کی تشکیل میں وہ "تورات" کارفرما ہے جو جابر بن عبداللہ آپ کو پڑھ کر سناتا تھا لیکن کچھ دلچسپ کروہ لکھتے ہیں کہ جب جابر نے رسول کریم کو سورۃ یوسف پڑھتے سُنا تو اسلام لے آیا" تو اگر جابر قصہ یوسف سُن کر ایمان لے آتے ہیں جب کہ قصہ یوسف توراۃ میں خود مذکور ہو تو اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن نے جس باریک بینی اور تفصیلات و جزئیات کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اس نے اس جابر کو حیرت زدہ کر دیا جس کو مرجولیوث نے معلم رسول اللہ کی حیثیت سے پیش کرنے کی بے حد کوشش کی ہے۔

اور مرجولیوث کا یہ اعتراف کہ "بالآخر جابر اسلام لائے" اعجازِ قرآن اور قرآن کے منزّل من اللہ ہونے کی ایک اور دلیل ہے۔ یاسر بھی اسلام لے آئے تھے اور اس اسلام کی وجہ سے ان کو طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں جس سے بالآخر انتقال کر گئے۔ استاذ مرجولیوث لکھتے ہیں کہ "گمان کیا جاتا ہے کہ قرآن میں جو حصہ مسیحیت کے متعلق ہے وہ رسول کریمؐ نے اس صہیب سے حاصل کیا تھا جو ابتدائی دور میں اسلام لے آئے تھے۔ موصل کے رہنے والے تھے اور رومی تھے"۔

میں کہتا ہوں کہ ان سب کا اسلام لانا ہی محمد کی رسالت و صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے (کیونکہ یہ سب اصحاب عالمانِ کتاب تھے اور اس کے باوجود قرآن کی عظمت و حقانیت نے ان کو معتقدِ اسلام کر دیا)۔

جس زمانہ میں رسولِ کریم دارارقم میں تھے اس زمانہ میں اسلام لے آئے تھے۔ صہیب مکہ کے کمزور لوگوں میں سے تھے۔ انھوں نے اسلام کی خاطر بہت تکلیفیں برداشت کیں۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسولِ کریمؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔

بہر حال حقیقت وہی ہے جو ہم نے ذکر کی اور جس کا اعتراف استاذ نولدکہ نے بھی کیا ہے کہ رسول کریم کتب سابقہ سے واقف نہیں تھے۔ مرجولیوث جو کہتے ہیں وہ کوئی نئی بات نہیں۔ کفار قریش بھی یہی کیا کرتے تھے۔ قرآن میں ہے "وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ" (کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن تو نرا جھوٹ ہے جس کو اس نے گھڑ لیا ہے اور اس "افترا" میں دوسروں نے بھی اس کی مدد کی ہے)۔

کلبی اور مقاتل کا کہنا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حال میں اتری جو یہی کہا کرتا تھا کہ دوسروں نے اس میں مدد کی ہے یعنی

اس نے جو مویطب بن عبدالعزی کا آزاد کردہ غلام تھا اور یسار نے جو عامر بن الحضرمی کا غلام تھا اور جبیر نے جو عامر کا آزاد کردہ غلام تھا۔ یہ تینوں اہل کتاب میں سے تھے توریت پڑھا کرتے تھے اور اس کے واقعات بیان کیا کرتے تھے۔ جب اسلام لائے تو رسول کریم ان کی محافظت کرنے تھے اسی لیے نضر یہ کہتا تھا۔

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت

ماہِ رجب ۵ھ نبوی (۶۱۵ء ہجری)

جب رسول کریمؐ نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب پر روز بروز بلا و تکلیف کے طوفان بڑھتے جا رہے ہیں اور خود آپ اللہ تعالیٰ کی رعایت خصوصی اور ابوطالب کی حفاظت کی وجہ سے محفوظ ہیں اور آپ بذاتِ خود ان کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے تو آپ نے ان سے فرمایا:

"اگر تم لوگ سرزمین حبشہ چلے جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا کیونکہ وہاں کے بادشاہ کے سامنے کسی پر ظلم نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ اللہ تمہاری گلوخلاصی اور موجودہ مصائب سے نجات کی کوئی صورت نکال دے"۔

اس وقت کے بادشاہ نجاشی کا نام اصحمہ بن ابجر تھا اور اصحمہ کے معنی عربی میں عطیہ کے ہیں اور ہر وہ شخص جو حبشہ کا حاکم ہو اس کو نجاشی کہا جاتا تھا اور جتنے باشندگان حبشہ تھے وہ سب نسطوری عیسائی تھے۔

بالآخر مہاجرین پوشیدہ طور پر حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ماہ رجب ۵ھ ۶۱۵ء اعلانِ نبوت کے پانچ سال کے بعد کا یہ واقعہ ہے۔

ہجرت کرنے والوں میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ یہ سب مقام شعیبہ پر پہنچے۔ ان میں سے بعض سواری پر تھے بعض پیادہ پا۔ رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی اور اس وقت دو کشتیاں تاجروں کی آگئیں جن میں یہ لوگ بیٹھ کر سرزمین حبشہ پہنچے قریش نے ان کا تعاقب کیا لیکن جب دریا کے پاس پہنچے تو وہ کشتی پر سوار ہو چکے تھے اور یہ کسی کو بھی نہ پکڑ سکے اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ مہاجرین خفیہ طریقے سے روانہ ہوئے تھے۔

مہاجرین کہتے ہیں کہ جب سے ہم زمین حبشہ میں داخل ہوئے ہم نے وہاں بہترین ہمسائگی دیکھی۔ ہمارا دین محفوظ تھا۔ ہم اللہ کی عبادت کرتے تھے اور ہمیں کسی قسم کی اذیت نہیں پہنچائی جاتی تھی، نہ کوئی ناگوار کلمہ ہمارے سننے میں آتا۔ اگرچہ مہاجرین کی تعداد کم تھی مگر یہ ہجرت تاریخ اسلام میں عظیم حیثیت کی مالک ہے کیونکہ اس ہجرت نے اہل مکہ کو بتا دیا کہ مسلمانوں کا ایمان مخلص ہے اور وہ اپنے عقیدہ کی وابستگی میں ہر مصیبت و نقصان برداشت کر سکتے ہیں۔ یہ ہجرت حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کا مقدمہ اور ہجرت مدینہ کی تمہید تھی۔

اسماء مہاجرین:

عثمانؓ بن عفان، ابو حذیفہؓ بن عتبہ، مصعبؓ بن عمیر، زبیرؓ بن العوام، عبدالرحمنؓ بن عوف، ابو سلمہؓ بن عبدالاسد، عثمان ابن

عبد اللہ بن مسعود ، عامر بن ربیعہ ، حاطب بن عمرو ، سہیل بن بیضا ، ابو سبرہ۔

اسماء مہاجرات :

جناب رقیہ ، سہلہ بنت سہیل ، ام سلمہ ، لیلیٰ بنت ابی حثمہ۔

"غرانیق"

بعض مورخین نے یہ واقعہ لکھا ہے اور ان سے بعض مفسرین نے بھی اپنی تفاسیر میں نقل کیا ہے کہ جب رسول کریم نے قوم کا اعراض و اعتراض دیکھا تو ایک جگہ تنہا بیٹھ گئے اور یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش مجھ پر ایسی وحی نازل نہ ہو جو قوم کو مجھ سے دور کر دے (اور اس زمانہ میں) رسول کریم اپنی قوم میں مقرب ہو گئے تھے آپ ان کے قریب اور وہ لوگ آپ کے قریب ہو گئے تھے۔

کعبہ کے ماحول میں جو محفلیں گرم ہوتی تھیں ان ہی میں سے ایک محفل میں آپ نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى اس کے بعد آپ اس آیت پر پہنچے "اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى" اس کے بعد شیطان نے آپ کی زبان پر یہ کلمے اور جاری کر دیئے "تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى"۔ جب رسول کریم نے یہ دو کلمے ادا کیے اور بقیہ سورہ مکمل کر کے سجدہ کیا تو ساری قوم نے سجدہ کیا اور ولید بن مغیرہ جو بہت کبیر السن تھا اور سجدہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے مٹی اٹھا کر اپنی پیشانی پر ڈالی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ولید بن مغیرہ نہ تھا بلکہ ابو احیحہ سعید بن العاص تھا جس نے مٹی اٹھا کر پیشانی پر ڈالی تھی۔ مختصر یہ کہ بعض ولید کا نام لیتے ہیں اور بعض سعید کا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں تھے پھر ساری قوم رسول کریم سے خوش ہو گئی اور انھوں نے کہا کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ خدا ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وہی پیدا کرتا ہے اور وہی رزق دیتا ہے لیکن ہمارے یہ خدا اس کے سامنے ہماری شفاعت کریں گے اور جب کہ تم نے ان کا بھی ایک حصہ مقرر کر دیا ہے تو اب ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ جب شام ہوئی اور جبرئیل آئے تو آپ نے سورۃ کو دہرایا۔ جبریل سن کر کہنے لگے کیا یہ دو کلمے میں آپ کے پاس لایا تھا۔ رسول اللہ کہنے لگے میں نے اللہ سے وہ قول منسوب کیا جو اس نے نہیں کہا تھا۔ پھر یہ آیت اتری وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا (اے رسول ہم نے جو (قرآن) تمھارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا اگرچہ لوگ تو تمھیں اس سے بہکانے ہی لگے تھے تاکہ تم قرآن کے علاوہ پھر (دوسری باتوں کا) افترا باندھو (اور جب تم یہ کر گزرتے) تو یہ لوگ تم کو اپنا سچا دوست بنا لیتے اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رکھتے تو تم بھی کچھ نہ کچھ ان کی طرف ملتفت ہوتے۔ اس وقت ہم تم کو زندگی میں بھی اور مرنے پر بھی دوہرے دوہرے مزے چکھاتے اور پھر تم کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ ملتا)۔

اس روائت کو ابن سعد نے طبقات میں عبداللہ بن حنطب سے نقل کیا ہے مگر ترمذی کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن حنطب نے رسول کریمؐ کا زمانہ پایا ہی نہ تھا (طبقات ۳ جلد)۔

اب رہی وہ آیت جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اس لیے نازل ہوئے کہ رسول کریم نے اللہ پر وہ بات کہی (ذکر شفاعت غرانیق) جو اس نے نہیں کہی تو وہ آیت یہ بیان کی جاتی ہے " وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ عَنِ الَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ "
واقعہ یہ ہے کہ آیہ مذکورہ کی شانِ نزول یہ نہ تھی۔ ابن عباس بروایت عطا یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت بنی ثقیف کے ایک وفد کے بارے میں اتری تھی۔ ایک مرتبہ بنی ثقیف کا وفد رسول کریم کے پاس آیا اور آپ سے ناجائز مطالبہ کیا۔ وہ کہنے لگے کہ ہمیں ایک سال تک "لات" سے فائدہ اٹھانے دیجئے۔ ہماری وادی کو اسی طرح محترم کر دیجئے جس طرح مکہ کے اشجار و طیور و وحوش محترم ہیں۔ آپ نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ انھوں نے دوبارہ اس امر کی درخواست کی اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ عرب ہماری فضیلت کو جان لیں اور اگر آپ ہمارے مطالبہ کو ناپسند کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ عرب یہ کہیں گے کہ تم نے ان کو وہ عطا کیا جو ہمیں نہیں دیا تو آپ کہہ دیجئے گا کہ اللہ نے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ یہ سن کر آپ نے ان سے رُخ موڑ لیا۔ حضرت عمرؓ ان پر چیخے اور کہنے لگے کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمھارے مطالبے نے رسول کریم کو خاموش کر دیا ہے۔ اس وقت یہ آیت اتری " وان کادو الخ " (تفسیر فخر رازی)۔

صاحب الکشاف شان نزول یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک نوشتہ لے کر آپ کے پاس آئے اس میں لکھا تھا " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نوشتہ جو اللہ کے رسول محمد نے بنی ثقیف کے لیے تحریر کیا ہے یہ لوگ نہ عُشر دیں گے نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے جائیں گے اور نہ خراج دیں گے "۔

رسولِ کریم خاموش ہو گئے۔ وہ کاتب سے کہنے لگے لکھو کہ یہ لوگ خراج نہیں دیں گے " کاتب رسولِ کریم کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے، تلوار کھینچ لی اور کہنے لگے۔ اللہ تمھارے دلوں میں آگ لگائے، تم نے ہمارے نبی کو مشتعل کیا۔ کہنے لگے ہم تم سے ہم کلام نہیں محمدؐ سے بات کر رہے ہیں یہ واقعہ مدینہ میں ہوا تھا اسی لیے اس آیت کو مدنی کہتے ہیں۔

طبری اس مسئلہ میں کہتے ہیں کہ یزید بن زیاد المدنی نے محمد بن کعب القرظی سے اور ان سے محمد بن اسحاق نے سنا اور محمد بن اسحاق نے مجھ سے بیان کیا پھر وہ محمد بن کعب القرظی کی روایت کو مفصل بیان کرتے ہیں یہ روائت قریب قریب وہی ہے جو عبداللہ بن حنطب کی روائت ہے اور جس کو ہم نے طبقات ابن سعد سے ابھی ابھی نقل کیا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت یہ آیت " وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْ اُمْنِیَّتِهٖ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ " (اے رسول) ہم نے تم سے پہلے جب بھی کوئی نبی اور رسول بھیجا تو یہ ضرور ہوا کہ جس وقت اس نے تبلیغ احکام کی آرزو کی شیطان نے اس کی آرزو میں (لوگوں کو برگشتہ کر کے) خلل ڈال دیا پھر جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے، اللہ اسے مٹا دیتا ہے

اور پھر اپنے احکام کو مستحکم کرتا ہے") انتہی جس سے خداوند عالم نے اپنے نبی کا غم برطرف کر دیا اور جس چیز سے وہ خائف تھے اس سے وہ محفوظ ہو گئے اور شیطان نے جو آپ کی زبان مبارک پر کفار کے خداؤں کا "انھا الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترجی" کے الفاظ میں ذکر جاری کیا تھا اس کو اس آیت سے منسوخ کر دیا" اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَىٰ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ" الی آخرہ۔ (کیا تمھارے لیے تو بیٹے ہوں اور اس کے لیے بیٹیاں۔ یہ تو بہت بے انصافی کی تقسیم ہے۔ یہ تو بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمھارے آبا واجداد نے گھڑ لیے ہیں، خدا نے تو اس کی کوئی سند نازل نہیں۔" ایسی صورت میں کیسے تمھارے خداؤں کی شفاعت اس کے نزدیک قابل قبول ہو سکتی ہے۔

محمد بن کعب القرظی۔ یہ یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنی قریظہ سے تھے، تابعی تھے۔ ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب میں ان کی بابت یہ تحریر ہے" اور جو قتیبہ کے بیان کے مطابق یہ لکھا گیا کہ یہ عہد رسول کریم میں پیدا ہوا تھا، غلط ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ آپ کے عہد مبارک میں ان کا باپ پیدا ہوا تھا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ قریظہ کے قیدیوں میں تھے اور بالغ نہیں ہوئے تھے جس کی بنا پر ان کو آزاد کر دیا گیا۔ یہی بخاری نے بھی محمد کی سوانح میں لکھا ہے۔

فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے ذیل میں قصۂ شفاعت غرانیق ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ روایت عامی ظاہر پرست مفسرین کی ہے لیکن اہل تحقیق اس روایت کو بالکل باطل اور فرضی سمجھتے ہیں اور اپنے اس ادعا پر قرآن و سنت و عقل سے دلیل لاتے ہیں۔

قرآنی دلائل:-

- دلیل اول۔ قرآن میں ہے" وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (اگر رسول ہماری نسبت کوئی غلط بات کہیں تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ کے ضرور ان کی گردن اڑا دیتے)۔
- دلیل دوم۔ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ (اے رسول تم کہہ دو کہ مجھے اختیار نہیں کہ میں اسے اپنے جی سے بدل ڈالوں میں تو وحی کا پابند ہوں)۔
- دلیل سوم۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ [وہ (رسول) اپنی خواہش نفسانی سے بات نہیں کرتا۔ یہ تو بس وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے)۔

اب اگر اس آیت کے بعد رسول تلك الغرانیق العلیٰ (جو اسی سورہ میں ہے) پڑھتے تو اللہ کا کذب (معاذ اللہ) اس وقت ظاہر ہو جاتا اور ایسا بہرحال ایک مسلم تو نہیں کہہ سکتا۔

- دلیل چہارم۔ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا (اے رسول ہم نے جو [قرآن] تمھارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا اگرچہ لوگ تو تمھیں اس سے بہکانے ہی لگے تھے تاکہ تم

قرآن کے علاوہ (دوسری باتوں کا ہم پر افترا باندھو اور اُس وقت تم کو یہ لوگ اپنا دوست سمجھتے)۔ اور کاد کے معنی یہ ہیں کہ "قریب ہے کہ ایسا ہو" یہ نہیں کہ "ایسا ہو چکا ہے۔"

▪ دلیل پنجم: وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا "اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رکھتے تو تم ان کی طرف ملتفت ہو گئے تھے)۔

کلمہ "لولا" وجود غیر کی بنا پر شی کی نفی کرتا ہے اور اس بنا پر یہ یہاں بتاتا ہے کہ یہ خدا کے ثابت قدم رکھنے کی بنا پر التفات قلیل ظہور پذیر نہ ہو سکا۔

• دلیل ششم: "كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ (ہم نے اس طرح اس لیے نازل کیا تاکہ تمھارے دل کو اس سے مضبوط کر دیں)۔

• دلیل ہفتم: "سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ" (ہم تم کو اس طرح پڑھائیں گے کہ تم نہ بھول سکو گے)۔

اب رہے احادیث تو محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ ان سے اس قصہ کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ "زندیقوں کی من گھڑت ہے" اور اس بارے میں انھوں نے ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی۔ امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی کا کہنا ہے کہ یہ قصہ نقل و حدیث سے ثابت نہیں ہوتا پھر انھوں نے اس قصہ کے راویوں کے متعلق کہا کہ وہ سب ملعون و مشکوک ہیں اور اسی طرح بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ رسول کریمؐ نے سورہ والنجم کی تلاوت کی اور تمام مسلمانوں، مشرکین، انس و جن نے سجدہ کیا" اور اس میں غرانیق کی کوئی بات نہیں لکھی۔ یہ حدیث مختلف طریقوں سے روایت کی گئی ہے اور اس میں غرانیق کا تذکرہ بالکل نہیں ہے۔

عقلی وجوہ:۔

(۱) جس نے رسول کریمؐ کے متعلق یہ کہا "کہ آپؐ نے بتوں کی تعظیم کی" وہ کافر ہو گیا کیونکہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش دکوشش اصنام کی بیخ کنی تھی۔

(۲) یہ ناممکن تھا کہ آپ ابتدائی دور میں مشرکین کی ایذا رسانی سے بے خوف ہو کر کعبہ کے پاس نماز اور قرآن پڑھ سکتے تھے آپ صرف رات کو، وہ بھی اس وقت نماز پڑھتے تھے جب مشرکین نہیں ہوتے تھے یا اوقاتِ خلوت میں پڑھتے تھے اور یہ چیز ان کے اس افتراء کو باطل کر دیتی ہے۔

(۳) مشرکین کی آپ سے دشمنی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ ان کا حقیقت امر سے واقف ہوئے بغیر اس قدر آیات پڑھنا ناممکن ہے، پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انھوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ آپ نے ان کے خداؤں کو معظم سمجھا یہاں تک کہ وہ سجدہ گر گئے جب کہ آپ سے کبھی ان کی موافقت کا اظہار نہیں ہوا۔

(۴) قرآن کی آیت ہے "فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ" (پھر جو وسوسہ شیطان

ڈالتا ہے، خدا اسے مٹا دیتا ہے اور پھر اپنے احکام کو مضبوط کرتا ہے)۔ ان آیات کے منسوخ کرنے سے بہتر تھا کہ وہ شیطانی القاء ہی کو رسولِ کریم تک نہ پہنچنے دیتا اور آیات کو مستحکم کرتا۔ ظاہر ہے کہ جب اللہ یہ چاہتا ہے کہ آیات کو مضبوط کر دیا جائے تاکہ قرآن و غیرِ قرآن میں التباس نہ ہونے پائے تو ایسی صورت میں بہتر تو یہ تھا کہ اصلاً شیطان ہی کی وسوسہ اندازی کو روک دیا جائے۔

(۵) اور یہ سب سے قوی دلیل ہے کہ ہم اس چیز (القاءِ شیطانی) کو جائز سمجھ لیں تو شرع سے اطمینان اٹھ جائے گا اور ہر شرعی حکم و امر میں ایسا ہی خیال کیا جا سکتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مقصد) باطل ہو جائے گا۔ "یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ؕ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (اے رسول جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے حکم نازل ہوا ہے اس تبلیغ کر دو اور اگر ایسا تم نے نہیں کیا تو گویا اس کی رسالت کا فرض انجام نہیں دیا اور اللہ لوگوں سے تمہیں بچائے رکھے گا۔" کیونکہ عقل کے نزدیک وحی میں کمی ہو یا زیادتی مطلقاً برابر ہیں۔

ان وجوہ کی بناء پر ہم لبطور اجمال یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ قصہ خود ساختہ ہے اور جو کچھ مفسرین نے اس باب میں جمع روایات کیا ہے وہ حدِ تواتر تک نہیں پہنچا۔ اور "خبرِ واحد" دلائلِ عقلی و نقلی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر فخر الدین رازی نے دوسری تفصیلات لکھی ہیں جن کو وہاں دیکھنا چاہیے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ قصہ باطل ہے، گھڑا ہوا ہے اور مخالفینِ اسلام زندیقوں کا خود ساختہ ہے۔ یہ کسی طرح عقل میں نہیں آسکتا کہ رسولِ کریم غرانیق کی شفاعت کا اعتراف کر سکتے ہیں حالانکہ آپ عبادتِ خداوندی کی طرف دنیا کو دعوت دیتے تھے اور اصنام سے آپ کی شدید جنگ تھی اور اگر شیطان کو اس درجہ ہم آپ پر حاوی مان لیں کہ وہ آپ پر القاء کرتا تھا اور کفر کے الفاظ آپ کی زبان پر جاری کرتا تھا تو گویا وہ آپ سے کھیلتا تھا اور نہ صرف اس قصہ میں بلکہ اس کے علاوہ تمام مقامات پر وہ آپ سے (اسی طرح) کھیل سکتا ہے حالانکہ نبی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

بیضاوی قصہ غرانیق کے تذکرہ کے بعد کہتے ہیں "پھر جبرائیل نے آپ کو متنبہ کیا جس سے آپ کو شدید غم ہوا اور پھر اللہ نے اس آیت سے آپ کو تسکین دی۔" یہ واقعہ محققین کے نزدیک نادرست ہے اور اگر اس واقعہ کو صحیح مان لیا جائے تو یہ (گویا) ایک قسم کا ابتلا ہوگا جس میں راسخ الایمان افراد کو ضعیف الاعتقاد لوگوں سے ممتاز کرنا مقصود ہوگا۔

اسماعیل قنوی حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ محققین کے نزدیک صحیح نہیں بلکہ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس کو غلط سمجھے کیونکہ اس میں تمام علاماتِ کذب موجود ہیں اور بیضاوی کا یہ کہنا کہ "اگر یہ صحیح ہو......" اس واقعہ کی عدم صحت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ قاضی عیاض شفا میں کہتے ہیں کہ کسی موثق کتاب میں سند صحیح کے ساتھ یہ واقعہ نہیں پایا جاتا اور یہ زندیقوں کا خود ساختہ ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ حدیث اہلِ صحت و ثواب میں سے کسی نے بھی بیان نہیں کی اور نہ کسی معتبر راوی نے سندِ سلیم و متصل کے ساتھ اس کو

روایت کیا ہے۔ اس روایت کے گرویدہ وہی مفسرین و مورخین ہیں جو ہر انوکھی اور عجوبہ بات پر دیوانہ ہو جاتے ہیں۔

ابن حزم کتاب ملل و نحل جلد ۳ صفحہ ۲۴ میں کہتے ہیں کہ اس میں جو یہ واقعہ بتایا جاتا ہے کہ "انهن الغرانیق العلی و ان شفاعتهن لترتجی" آپ نے کہا بالکل غلط ہے اور طریق نقل و روایت سے ثابت نہیں اور نہ اس میں سرگردانی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دروغ بافی سے کوئی شخص بھی عاجز نہیں۔

بیہقی کہتے ہیں کہ اس قصہ کے تمام راوی مطعون و مردود ہیں اور امام نووی اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اخباری اور مفسرین جو یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسول کریم کے ساتھ سجدہ ان کلمات کی بنا پر کیا تھا جو آپ کی زبان پر جاری ہوئے تھے اور جن سے ان کے خداؤں کی تعریف نکلتی تھی" تو یہ غلط ہے اور اس میں سے کوئی بات نہ نقلاً صحیح ہے، نہ عقلاً کیونکہ اللہ کے سوا کسی اور خدا کی مدح کفر ہے اور رسول کریم کی طرف اس فعل کی نسبت صحیح نہیں اور نہ یہ کہنا صحیح ہے کہ شیطان نے آپ کی زبان پر ان کلمات کو جاری کر دیا تھا اور نہ ہی شیطان کا تسلط آپ پر ممکن ہے، ورنہ وحی پر سے اعتماد ختم ہو جائے گا۔

آلوسی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں" فساد انگیز بدترین قول جو ہم اس باب میں دیکھتے ہیں، وہ یہ ہے کہ آپ نے یہ کلمات اپنی طرف سے بڑھا دیئے تاکہ آپ کی قوم ایمان لے آئے لیکن پھر آپ ان الفاظ سے منحرف ہو گئے"۔ اس کے قائل پر توبہ واجب ہے اور یہ بہت بُری بات ہے جو ان کے دہنوں سے نکلی ہے۔ جو جھوٹ کے سوا کچھ نہیں اور ایسا ہی یہ بھی قول ہے کہ یہ قرآن کی آیت تھی جو ملائکہ کے وصف میں اتری تھی پھر جب مشرکین کو یہ خیال ہوا کہ اس سے اُن کے خداؤں کی مدح ہوتی ہے تو یہ آیت منسوخ ہو گئی" اور تحقیق معلوم ہے کہ خدا کے اس قول " وما ارسلنا الخ " کی تفسیر اس قصہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی"۔ خداوند عالم نے قرآن مجید میں جو یہ فرمایا ہے" وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ " (ہم نے تو تم سے پہلے اے رسول جب بھی کوئی رسول بھیجا تو یہ ہوا کہ جس وقت اس نے (تبلیغ احکام کی) آرزو کی شیطان نے اس کی آرزو میں (لوگوں کو بہکا کر) خلل ڈال دیا (لیکن) اللہ شیطان کے وسوسہ کو مٹا دیتا ہے اور اپنے احکام کو مضبوط کرتا ہے۔)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جن رسولوں کو بھیجتا ہے ان کو وہ علم کے ساتھ خطاء سے محفوظ رکھتا ہے لیکن ان کو سہو اور وسوسہ شیطانی سے نہیں بچاتا بلکہ وہ ان چیزوں سے گذرتے ہیں بلاشبہ یہ آیت قصہ غرانیق کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس وسوسہ شیطانی کے ساتھ خاص ہے جو عام طور پر انبیاء اور مرسلین کو عام انسانوں کی طرح لاحق ہوتا ہے۔ انسانوں پر واجب یہ ہے کہ انبیاء کی اطاعت ان افعال میں کریں جو وہ علم (الٰہی) کی روشنی میں کرتے ہیں اور یہی احکام الٰہی کی مضبوطی و استحکام ہے۔

ابو مسلم اس آیت کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ گویا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگوں کی طرف ملک کو نہیں بھیجتے اور ہم جو نبی ان کی طرف

بھیجتے ہیں وہ ان ہی میں سے ہوتا ہے اور کوئی ایسا رسول نہیں جو تلاوتِ وحی کے وقت وسوسہ شیطانی سے خالی ہے اور اس کے دل میں مخالفِ وحی امور کے القاء کی کوشش نہ کرے مگر اللہ نبی کو وحی اور حفظِ وحی پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ وحی کی حقانیت اور شیطان کا بطلان واضح کرتا ہے اور اس کے پہلے یہ آیت گذر چکی ہے "قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ" (کہہ دو اے رسول کہ اے لوگو میں تمہارے لیے علانیہ نذیر ہوں)۔ یہ آیت تاویلِ مذکورہ کی تائید کرتی ہے گویا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ کافروں سے کہہ دے کہ میں تمہارے لیے نذیر ہوں لیکن انسانوں میں سے ہوں، ملائکہ میں سے نہیں اور اللہ میری طرح کے انسانوں کو فرشتہ بنا کر نہیں بھیجتا بلکہ آدمی بنا کر، جن پر شیطان اپنے وسوسوں کو ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔"

اس قسم کے جھوٹے، طبعزاد قصے اور رسولِ کریم اتہام سازی اس لیے کی گئی تاکہ دشمنانِ اسلام کی نقد و تعریض کے لیے میدان بن سکے۔ حقائق کا چہرہ مسخ کیا جائے اور محاسن کو رذائل میں بدلا جائے (اس پر طرہ یہ کہ) بدنصیبی سے ہماری کتابوں میں بغیر نقد و تحقیق کے ان قصوں کو جمع کر دیا گیا۔

اب ہم ایک دوسرے طریقہ سے تاریخی حیثیت سے اس قصہ کی بے بنیادی پر روشنی ڈالتے ہیں:۔

ہجرتِ اولیٰ حبشہ کی طرف رجب ۵ھ نبوی میں ہوئی اور سجدہ کا قصہ رمضان میں اسی سال ہوا یعنی جناب حمزہؓ اور عمرؓ کے اسلام لانے سے قبل کیونکہ یہ دونوں ۶ھ میں اسلام لائے ہیں۔

تمام مورخین کا اجماع ہے کہ تمام مسلمان قبلِ اسلام عمرؓ دارارقم میں چھپے ہوئے تھے۔ شعائرِ دینی کو اپنے اپنے گھروں میں خفیہ بجا لاتے تھے اور اصحابِ نبی کو اتنی قدرت نہ تھی کہ وہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ سکیں یہاں تک کہ عمر اسلام لائے۔ جب وہ اسلام لائے تو قریش سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ کعبہ کے قریب نماز پڑھنے لگے اور ان کے ساتھ دوسرے مسلمان بھی اور آپ کے فاروق کہے جانے پر سب نے اتفاق کیا۔

پھر جب (یہ ثابت ہو گیا کہ) مسلمان قبلِ اسلامِ عمر کعبہ کے قریب نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ رسولِ کریم نے کعبہ کے قریب سجدہ کیا اور ان کے ساتھ تمام قومِ قریش نے سجدہ کیا (لہٰذا معلوم ہوا کہ) یہ روایت بالکل جھوٹی اور طبعزاد ہے۔

مسٹر میور "حیاتِ محمد" کی دوسری جلد میں کہتے ہیں کہ جناب حمزہؓ اور عمرؓ ۶ھ نبوی میں اسلام لائے اور مسلمانوں نے اپنی نمازوں کو گھروں میں پوشیدہ طریقے سے پڑھنے کا پھر اعادہ نہیں کیا بلکہ اس واقعہ کے بعد کعبہ کے گرد جمع ہوتے اور مطمئن و محفوظ ہو کر نماز پڑھتے تھے۔

(اب رہا) مہاجرین کا حبشہ سے مکہ واپس آنا تو اس کا سبب یہ تھا کہ ان کو خبر ملی تھی کہ حالات خوش گوار ہو گئے ہیں (یا ممکن ہے) کہ انھوں نے کوئی ایسی جھوٹی خبر سنی ہو جس سے وہ مطمئن ہو گئے۔ وہ لوگ شوال ۵ھ میں آئے۔ ان میں سے

کوئی بھی بغیر امان و حفاظت کے نہیں آیا سوائے عثمان ابن مظعون کے کہ وہ بغیر کسی کی حفاظت کے آئے۔ کچھ دن رہے، پھر تیزی سے حبشہ چلے گئے کیونکہ مسلمان بدستور پریشان تھے اور رسول کریم اصنام کی بیخ کنی میں مصروف۔

یہ تمام دلائل اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ قصۂ غرانیق ہو یا رسول کریم کا معبودان قریش کی تعریف کرنا یہ سب کچھ افترا جھوٹ اور من گھڑت بات ہے اور نا ممکن ہے کہ کسی محقق مورخ نے اس قصہ کی تصدیق کی ہو۔

کتاب "تاریخ القرون الوسطیٰ" جامعہ کامبرج دوسری جلد ص ۳۱۰-۳۱۱ (CAMBRIDGE MEDIEVAL HISTORY VOL. 2 (1913) P.P. 310-311) میں اس واقعہ کو صحیح ملتے ہوئے لکھا ہے کہ پھر رسول اپنے کیے پر نادم ہوئے اور جو کچھ شیطان نے ان کی زبان پر جاری کیا تھا اس کو منسوخ کر دیا۔ بہر حال مصنف نے بھی یہ نتیجہ نکالا کہ آپ بھی اس بات کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ آپ نے اسرائیلی کی پیروی کی خواہ آپ نے ان کلمات کو جاری کیا ہو یا اس سے عدول کیا ہو لیکن مصنف نے حاشیہ پر لکھ دیا ہے "مسلم محققین کی کثرت اس قصہ کو خرافات و بے بنیاد سمجھتی ہے (اور بہر حال) ان سے اس کی توقع تھی لیکن حیرت تو یہ ہے کہ "کاتیانی" ایسا مورخ بھی اس واقعہ کا انکار کرتا ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ جو مورخ اپنے موقف سے واقف ہوتا ہے اور کسی کے ساتھ اس کا تعصب نہیں ہوتا تو وہ حقیقت کا اعتراف کر لیتا ہے اور ہر پہلو اور اعتبار کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

استاذ کاتیانی اٹلی کے بہت بڑے مورخ ہیں اور تاریخ اسلام پر ان کی ضخیم تصانیف نکل چکی ہیں۔ انھوں نے جو اس قصہ کی صحت کا انکار کیا ہے تو صرف اس لیے کہ انھوں نے اس قصہ کے ثابت کرنے کا تہیہ نہیں کیا۔ انھوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ جو اس مسئلہ میں حق ہو گا اس کو لکھیں گے اور تعصب کو کارفرما نہ ہونے دیں گے۔

حضرت حمزہؓ

آپ کا اسم گرامی حمزہؓ باپ کا نام عبدالمطلب، ماں ہالہ بنت وھب بھتیں رسول کے چچا اور رضاعی بھائی تھے کیونکہ آپ کو اور رسول کریمؐ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا۔ آپ رسولِ کریم سے دو سال بڑے تھے۔ سید الشہدا لقب پایا۔ زید بن حارثہ اور آپ کے درمیان مواخات قرار پائی اعلان نبوت کے چھ سال بعد اسلام قبول کیا آپ کی کنیت ابوعمارہ تھی، انتہائی شجاع، بہادر قوی الجثہ، طویل قامت تھے۔

آپ کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ ابوجہل رسول کریمؐ کے پاس سے گذرا تو اس نے آپؐ کو نازیبا کلمات کے اذیت پہنچائی۔ آپؐ کے دین کی مذمت کی اور آپ کو ضعف پہنچانے کی کوشش کی لیکن رسول کریمؐ نے اس کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ عبداللہ بن جدعان کی لونڈی اپنے مکان سے جو صفا کے اوپر تھا، یہ سب کچھ دیکھ سن رہی تھی۔

ابوجہل یاوہ گوئی کرکے واپس چلا گیا اور کعبہ کے قریب قریش کی جو محفل جمی ہوئی تھی اس میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں جناب حمزہؓ گلے میں کمان ڈالے شکار سے واپس ہوتے ہوئے وہاں آ گئے۔

جناب حمزہؓ شکار کے شوقین تھے تیر سے شکار کرتے۔ اکثر شکار کے لیے باہر نکل جایا کرتے تھے اور جب شکار سے پلٹتے تو گھر جانے کے بجائے پہلے کعبہ کا طواف کرتے اور اس کے بعد قریش کی محفل میں ٹھہرتے۔ سلام دعا کرتے، کچھ باتیں ہوتیں اور بس۔

قریش میں آپ معزز سمجھے جاتے اور سخت طبیعت کے تھے جب جناب حمزہ اس لونڈی کے پاس سے گذرے تو اس وقت رسول کریمؐ اپنے گھر جا چکے تھے۔ لونڈی نے کہنا شروع کیا اے ابوعمارہ! کاش آپ اس تکلیف کو دیکھ سکتے جو ابوالحکم نے آپؐ کے بھتیجے کو ابھی ابھی یہاں پہنچائی تھی۔ کس طرح ان کو وہ اذیت دے رہا تھا اور گالیاں دے رہا تھا۔ اور جتنی باتیں ان کو ناپسند تھیں وہ سب ان سے ان کے سامنے کہیں اور چل دیا مگر محمدؐ نے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔ یہ سُن کر جناب حمزہ کو سخت غصہ آیا اور تیزی سے چلے اور کسی کے پاس نہیں ٹھہرے حتیٰ کہ طواف کعبہ بھی نہیں کیا تاکہ فوراً ابوجہل پر ٹوٹ پڑیں۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ابوجہل لوگوں میں بیٹھا ہوا ہے آپ اس کی طرف چلے یہاں تک کہ اس کے سر کے پاس پہنچ کر کمان اس کے سر پر دے ماری جس نے اس کا سر شدید طور پر زخمی ہو گیا۔ یہ دیکھ کر قبیلۂ قریش کے بنی مخزوم ابوجہل کی مدد کے لیے حمزہ کی طرف بڑھے اور کہنے لگے حمزہ! ہم دیکھ رہے ہیں کہ شاید تو بھی صابی (جو شخص اسلام لے آتا تھا اس کو کفار مکہ صابی کہتے تھے) ہو گیا ہے۔ جناب حمزہ نے کہا مجھے کونسی چیز اس سے منع کر سکتی ہے جب کہ مجھ پر ان کا امر حق واضح ہو گیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں حق کہتے ہیں۔ قسم بخدا میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں تو اگر تم اپنے دین میں سچے ہو تو آؤ مجھے روکو۔

ابوجہل کہنے لگا ابوعمارہ کو چھوڑ دو میں نے واقعی ان کے بھتیجے کو بری بری گالیاں دی تھیں۔ پھر حمزہؓ اپنے اسلام پر استقلال

کے ساتھ قائم رہے۔ حمزہ کے اسلام لانے کے بعد قریش سمجھ گئے کہ اب رسول کریمؐ زائد قوی اور محفوظ ہو گئے ہیں اور اگر کوئی بات ہماری طرف سے ہوئی تو یقیناً حمزہؓ ان کی مدد کریں گے۔ اس وجہ سے اگر موقع بھی ملتا تو بھی یہ لوگ آپ کو تکلیف نہیں دیتے تھے۔

پھر جناب حمزہؓ نے مدینہ ہجرت فرمائی اور جنگ بدر میں شرکت کی اور جس عظیم ابتلاء سے جنگ بدر میں گذرے وہ مشہور و معروف ہے۔ بدر کے دن آپ دو تلواروں سے لڑے تھے۔

جنگ احد میں (ہفتہ کے دن ۱۵ شوال ۳ھ ہجری) بہت سے مشرکین کو قتل کرنے کے بعد آپ شہید ہوئے اور آپ کے مقتولین کی تعداد ۳۱ (اکتیس) بتائی جاتی ہے۔ آپ گھمسان کی لڑائی لڑ رہے تھے کہ آپ کے پیر کو لغزش ہوئی کمر کے بل گرے جس سے زرہ شکم سے جدا ہوگئی۔ یہ دیکھ کر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی حبشی نے تاک کر بھالا مارا جس سے آپ شہید ہوگئے۔ پھر مشرکین نے آپ کے اعضاء کو مثلہ کیا اور (نہ صرف آپ کے ساتھ بلکہ) مشرکین کی عورتوں بالخصوص ہندہ اور اس کی سہیلیوں نے تمام مسلمان مقتولین کے اعضاء پارہ پارہ کیے اور ان کے شکم چاک کیے۔ ہندہ نے جناب حمزہؓ کا شکم مقدس چاک کیا اور آپ کا جگر نکال کر چبانا چاہا مگر وہ چبا نہ سکی آخر اس نے منہ سے نکال دیا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اگر جگرؓ کا کوئی حصہ اس کے پیٹ میں پہنچ جاتا تو اس کو نار جہنم چھو نہ سکتی۔[1] جب آپ کو رسول کریمؐ نے اس حال میں دیکھا تو بہت روئے لیکن اس کے باوجود اس رحمتِ تمامؐ نے یوم فتح مکہ ہندہ کو معاف کر دیا تھا۔ آپ کو اُحد کے نزدیک ایک مقام پر دفن کر دیا گیا۔ اس وقت عمر شریف ۵۹ سال تھی۔ جناب حمزہؓ وہ پہلے شہید ہیں جن پر رسول کریمؐ نے نماز پڑھائی تھی۔

---

[1] یہ حدیث ناقابل اعتبار ہے۔ اجتہادی

حضرت عمرؓ بن الخطاب

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ ۔ ماں کا نام ختمہ بنت ہاشم عام الفیل کے تیرہ سال کے بعد پیدا ہوئے اور خود آپ سے روایت ہے کہ میں بڑی حرب الفجار کے چار سال کے بعد پیدا ہوا اور آپ کے سال پیدائش ۵۸۱ء تھا۔ دراز قامت مشہور تاجر، اور اشراف قریش میں سے تھے۔ دور جاہلیت میں "سفارت" کا کام انجام دیتے تھے۔ جب قریش کے درمیان یا ان سے اور ان کے غیر سے کوئی لڑائی جھگڑا ہوتا تو آپ کو سفیر بنا کر بھیجتے۔

جب رسولِ کریمؐ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت عمر رسولِ کریمؐ کے اور مسلمانوں کے شدید دشمن تھے اور اس کے پہلے ہم ذکر کر چکے کہ آپ بنی مومل کی ایک لونڈی کو اسلام لانے پر طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دیتے تھے۔

حضرت عمرؓ خود اپنے اسلام لانے کا سبب بیان کرتے ہیں " میں تمام انسانوں میں سب سے زائد رسولِ کریمؐ کا دشمن تھا۔ ایک دن شدید گرمی تھی۔ دوپہر کے وقت میں مکہ کی ایک گلی میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک قریشی ملا۔ وہ کہنے لگا ابن الخطاب کہاں جا رہے ہو۔ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم ایسے ہو (اسلام کے دشمن) حالانکہ یہ معاملہ تمہارے گھر تک پہنچ گیا ہے۔ میں نے کہا کون ہے ؟ اس نے کہا تیری بہن۔ یہ سُن کر میں انتہائی غصہ میں پلٹا۔

رسول کریمؐ کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی اسلام لے آتا تھا تو ایک یا دو آدمیوں کو صاحبِ حیثیت مسلمان کے سپرد کر دیتے تھے اور وہ ان کے ساتھ کھانا پیتا تھا۔ میرے بہنوئی کے ساتھ بھی آپ نے دو آدمیوں کو شریک کر دیا تھا میں دروازہ کے پاس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی کون ہے ؟ میں نے کہا، فرزند خطاب اور اس وقت لوگ بیٹھے ہوئے وہ صحیفہ پڑھ رہے تھے جو ان کے پاس تھا۔ جب انھوں نے میری آواز سنی، جلدی سے چھپ گئے مگر صحیفہ کو جلدی میں کھلا چھوڑ گئے۔ میری بہن اٹھی۔ دروازہ کھولا میں نے کہا اے دشمنِ جان میں نے سنا ہے کہ تو صابی ہو گئی ہے آپ کہتے ہیں کہ پھر جو کچھ میرے ہاتھ میں تھا اس سے میں نے اسے مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس کے خون بہنے لگا۔ جب بہن نے خون دیکھا تو رونے لگی اور کہنے لگی اے خطاب کے فرزند تیرا جو کچھ دل چاہے کر۔ میں ایسا ہی کرتی رہوں گی اور سن کہ میں اسلام لے آئی ہوں۔ یہ سن کر میں غصہ کے عالم میں اندر داخل ہوا اور ایک تخت پر جا کر بیٹھ گیا۔ اچانک میری نظر ایک صحیفہ پر پڑی جو صحنِ خانہ میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے کہا یہ کتاب کیسی ہے ؟ مجھے دو (حضرت عمرؓ پڑھنا جانتے تھے) میری بہن نے کہا کہ تم اس کے اہل نہیں ہو اور میں یہ کتاب تم کو نہیں دوں گی۔ تم نہ غسلِ جنابت کرتے ہو اور نہ پاک رہتے ہو اور اس کو صرف پاک و پاکیزہ لوگ چھو سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اصرار کرتا رہا مگر یہ کہ اس نے مجھے اسی وقت وہ کتاب دی جب میں نے غسل کر لیا۔ اس کتاب میں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پر نظر پڑی۔ جب میں نے رحمٰن و رحیم کہا تو مجھ پر

دہشت طاری ہونے لگی اور کتاب میں نے ہاتھ سے رکھ دی۔ پھر میرے نفس نے اس کی طرف مجھے توجہ دلائی۔ پھر میری نظر پڑی تو اس میں دیکھا "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اسماءِ الٰہی کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ مجھ پر دہشت طاری ہوتی جاتی تھی۔ میں اور آگے بڑھا اور اس آیت پر پہنچا آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ" اور جب "اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" پر پہنچا تو بے اختیار میں نے کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ میری زبان سے یہ کلمہ نکلنا تھا کہ نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور میرے اسلام لانے پر سب نے اللہ کی حمد کی۔"

جب انھیں میرے اخلاص و صدق کا یقین آگیا تو میں نے ان سے رسول کریمؐ کی قیام گاہ دریافت کی۔ اُنھوں نے کہا کہ وہ کوہ صفا کے نیچے ایک مکان میں رہتے ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ دریافت کیا گیا کون ہے میں نے کہا فرزند خطاب اور وہ سب لوگ میری محمدؐ کی دشمنی سے واقف تھے مگر میرے اسلام سے باخبر نہ تھے۔ کچھ تامل کیا گیا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ میں اندر اس حال میں داخل ہوا کہ میرے دونوں بازو لوگ پکڑے ہوئے تھے۔ جب میں رسول کریمؐ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ پھر میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا اے خطاب کے فرزند اسلام لا۔ میں نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا۔ یہ سن کر مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

آپ بعثت کے ۶ سال بعد بہ عمر ۳۶ سال حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے تین دن بعد اسلام لائے۔

آپ نے بدھ کے دن ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو زخمی ہوئے اور اتوار یکم محرم ۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء بہ عمر ۶۲ سال بنا بر روایتِ صحیحہ مشہور دفن کیے گئے۔ آپ کو زخمی کرنے والا مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لولو فیروز تھا۔ آپ کا دورِ حکومت ۱۰ سال ۵ مہینے ۲۱ دن تک رہا۔

حبشہ کی طرف

دوسری ہجرت

جب رسولِ کریمؐ کے اصحاب ہجرتِ اولیٰ (حبشہ) سے واپس آ گئے تو ان پر ان کی قوم نے مظالم اور سختیاں سخت سے سخت، تیز سے تیز کر دیں اور ان پر جارحانہ حملے بھی کیے گئے۔ یہ حال دیکھ کر رسولِ کریمؐ نے انھیں پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی۔ یہ دوسری ہجرت جو حبشہ کی طرف ہوئی اس میں بہت زائد دقیق اور دشواریاں مسلمانوں کو پیش آئیں اور قریش سے بہت اذیتیں پہنچیں اور جب قریش کو مسلمانوں کے ساتھ نجاشی کے حسنِ سلوک کی خبر ملی تو وہ بہت چراغ پا ہوئے اور ان کو اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں یہ اجنبی حکومت مسلمانوں کی قوت کا باعث نہ بن جائے۔

حضرت عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہؐ پہلی ہجرت میں بھی آپ نہ تھے اور اس ہجرت میں بھی آپ نہیں ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم نے اللہ کی طرف بھی ہجرت کی اور میری طرف بھی ہجرت کی۔ تمھیں دونوں ہجرتوں کا ثواب ملے گا۔ یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے کہا "یا رسول اللہ آپ کا یہ کہنا کافی ہے۔"

اس ہجرت میں مردوں کی تعداد ۸۳ تھی اور عورتوں میں گیارہ قریشی عورتیں تھیں اور سات غیر قریش۔ پھر یہ مہاجرین حبشہ میں نجاشی کے پاس آرام سے رہنے لگے جب انھوں نے سنا کہ رسول کریمؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے تو ان میں سے ۳۳ مرد اور آٹھ عورتیں واپس آ گئیں۔ ان واپس آنے والوں میں سے دو تو مکہ ہی میں وفات پا گئے اور سات آدمی قید کر لیے گئے۔

"شعب ابوطالب"

جب قریش نے یہ دیکھا کہ آپؐ کے بعض اصحاب حبشہ میں امن وامان کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور نجاشی ان تمام لوگوں کی حفاظت وحمایت کرتا ہے جو اس کے پاس مقیم ہیں، عمرؓ اسلام لے آئے۔ حمزہؓ ایسے شیر دل کی حمایت بھی آپ کو حاصل ہوگئی ہے، اسلام تیزی سے قبائل عرب میں پھیل رہا ہے تو ان سب نے ایک جگہ جمع ہو کر مجلس مشاورت قائم کی جس میں یہ طے پایا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف ایک تحریری معاہدہ لکھا جائے جس میں ہر ایک یہ عہد کرے کہ وہ نہ تو بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب سے خرید وفروخت کرے گا نہ ان سے میل جول رکھے گا اور نہ ہی ان سے شادی بیاہ کرے گا اور اس وقت تک ان سے نرمی اور آشتی نہیں کی جائے گی جب تک وہ رسول کریم کو قتل کے لیے ہمارے سپرد نہ کر دیں گے۔ گویا ان سب نے مل کر ان کا پوری طرح سے بائیکاٹ کر دیا اور یہ صرف اس لیے تاکہ وہ ان سے اسلام اور رسولؐ کی حمایت کا انتقام لے سکیں۔ یہ معاہدہ ایک کاغذ پر تحریر کیا گیا تاکہ ہر ایک اپنے دل میں پختہ ہو جائے۔ پھر اس کو کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۷ھ نبوی ۶۱۷ء کو ہوا تھا اس معاہدہ کو منیص بن عامر بن ہاشم نے لکھا تھا جو رسول کریمؐ کی بددعا سے مشلول ہو گیا تھا۔

جب یہ معاہدہ ہو گیا تو بنی عبدالمطلب اور بنی ہاشم ابوطالب کے پاس پہنچے اور ان کے ساتھ شعب ابوطالب میں داخل ہو گئے۔ لیکن ابولہب بنی عبدالمطلب سے جدا ہو کر قریش کا حامی ہو گیا اور بنی ہاشم کے خلاف ان کی مدد کرنے لگا۔

پھر بنی ہاشم کا ہر طرح سے مقاطعہ شروع ہو گیا۔ سامانِ خورد ونوش اور دیگر ضروریاتِ زندگی ان سے روک لی گئیں بنی ہاشم موسم حج کے علاوہ کسی موسم میں نکل نہیں سکتے تھے۔ تکلیفیں انتہائی بڑھ گئیں تھیں اور گھاٹی کے پیچھے سے بچوں کے رونے کی آتی تھیں۔ قریش میں بعض لوگ تو اس سے خوش ہوتے تھے مگر کچھ قریشیوں کو اس سے تکلیف پہنچی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ منیص بن عامر پر جو مصیبت آئی ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ تین سال اسی گھاٹی میں سب گذر کرتے رہے یہاں تک کہ رسول کریمؐ نے اپنا سارا مال خرچ کر دیا اور حضرت ابوطالب نے سارا مال اپنا خرچ کر دیا اور جناب خدیجہؓ نے سارا مال اپنا صرف کر دیا اور نوبت فقر و فاقہ تک پہنچ گئی۔

پھر اللہ نے اپنے رسولؐ کو "صحیفہ" کے حال سے مطلع کیا کہ دیمک نے اس ظالمانہ معاہدہ کو کھا لیا ہے سوائے اس مقام کے جہاں اللہ کا ذکر تھا کہ وہ [illegible] گیا ہے۔ اس بات کا تذکرہ رسول کریم نے ابوطالب سے کیا اور ابوطالب نے اپنے عزیزوں سے اس کا ذکر کیا اور پھر سب کو مسجد الحرام کی طرف لے گئے۔

ابوطالب نے کفار قریش سے کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے اور انھوں نے ہرگز مجھ سے غلط نہیں کہا ہے کہ خداوند عالم نے تمھارے نوشتہ پر دیمک کو مسلط کیا جس نے اس تمام عبارت کو چاٹ لیا جو ظلم وجور اور قطع رحم کے مفہوم پر مشتمل تھی۔ اب

صرف اس میں اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے ۔ اب اگر میرا بھتیجا سچ کہتا ہے تو تم لوگ اپنی اس بری رائے سے باز آؤ اور اگر وہ جھوٹے ہیں تو میں ان کو تمھارے سپرد کردوں گا تم چاہے انھیں قتل کر دینا چاہے زندہ چھوڑ دینا" ۔ یہ سن کر سب نے کہا کہ تم نے انصاف کیا۔ عہد نامہ منگایا گیا۔ اس کو کھول کر دیکھا گیا تو اس کو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول کریم نے فرمایا تھا ۔ یہ دیکھ کر معاہدہ ان کے ہاتھ سے گر گیا اور ان کے سر جھک گئے ۔

اس پر ابوطالب نے کہا ہم کب تک اس طرح قید رہیں گے اور کب تک محصور رہیں گے جب کہ حق واضح ہو چکا ہے ۔ یہ کہہ کر آپ اور ہمراہیوں کے ساتھ کعبہ کے اندر گئے اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہنے لگے بارالہا ان لوگوں کے برخلاف ہماری مدد کر جو ہم پر ظلم کریں ، ہم سے قطع رحم کریں اور ہماری جو چیزیں ان پر حرام ہیں ، انھیں حلال سمجھیں ۔ پھر یہ سب لوگ شعب ابوطالب میں واپس آ گئے ۔

بنی ہاشم کے ساتھ قریش کا جو رویہ تھا اس پر قریش ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ان ملامت کرنے والوں میں مطعم بن عدی ، عدی بن قیس ، زمعہ بن الاسود ، ابوالبختری بن ہشام ، زہیر بن ابی امیہ پیش پیش تھے ۔ ان لوگوں نے ہتھیار باندھے اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ اپنے اپنے مکانات کو چلے جائیں ۔ پھر بنی ہاشم نے ایسا ہی کیا۔

جب قریش نے یہ دیکھا تو ان کے ہوش اڑ گئے اور سمجھ گئے کہ اب ہرگز یہ لوگ انھیں سپرد نہیں کریں گے ۔ شعب ابی طالب سے ان کی روانگی سنہ نبوی کو ہوئی تھی ۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ وہ اسی حالت پر دو یا تین سال تک رہے یہاں تک کہ سخت تکلیف اٹھانا پڑی ۔ اگر کوئی شے ان تک پہنچانا ہوتی تو قریش سے پوشیدہ کر کے پہنچائی جاتی ۔

ایک مرتبہ ابوجہل ابن ہشام ۔ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد کو ملا ۔ حکیم کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو کچھ گیہوں اٹھائے ہوئے تھا ، جس کو جناب خدیجہ کے پاس لے جانا تھا ۔ اس وقت جناب خدیجہ بھی رسول کریم کے ساتھ شعب ابوطالب میں تھیں ۔ ابوجہل نے جب یہ دیکھا تو ان سے چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ کیا تم بنی ہاشم کو کھانا دینے جا رہے ہو ۔ قسم بہ خدا تم اس مقام سے اس وقت تک نہیں جاؤ گے جب تک میں تمھیں مکہ میں ذلیل نہ کر دوں گا ۔ اتنے میں ابوالبختری بھی آ گیا ۔ وہ کہنے لگا ارے یہ تو اس کی پھوپھی کا غلہ ہے جو اس نے اس کے پاس بھیجا ہے تو اگر یہ غلہ وہ اس تک پہنچا رہا ہے تو تم روکنے والے کون ہوتے ہو ۔ اس کو جانے دو ۔ ابوجہل نہ مانا ۔ پھر ایک نے دوسرے پر موقع پا لیا اور ابوالبختری نے اونٹ کی ہڈی سے ابوجہل کے سر کو زخمی کر دیا اور اس کی خوب پٹائی کی ۔ حمزہ بن عبدالمطلب قریب ہی تھے اور یہ سارا واقعہ دیکھ رہے تھے کفار اس بات کو پسند نہ کرتے تھے کہ اس واقعہ کی خبر رسول کریم اور ان کے اصحاب تک پہنچے اور وہ خوشیاں منائیں ۔

اس عظیم الشان "مقاطعہ" کے باوجود رسول کریم دن رات خفیہ و علانیہ طریقے سے امر الٰہی کی تبلیغ کرتے اور کسی سے خوف محسوس نہ کرتے تھے ۔

سلہ رسول کریمؐ کے قول و صداقت پر ابوطالب کے اعتماد عظیم کا یہ اجلال ۔ کیا اب بھی ایمان ابوطالب محل تامل ہے ؟ (اجتہادی)

تعجب ہوتا ہے کہ مارے تُتھ کہتے ہیں کہ ابوجہل اپنی ذہانت و ذکاوت میں مشہور تھا اور قارئین پر واضح ہو گیا ہوگا کہ مارے تُتھ کو ابوجہل میں آثار ذکاوت و ذہانت نظر آئے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ "■ آپ کا مخالف تھا" حالانکہ ابوجہل کے جن اعمال وافعال کا ہم نے مختصر ساذکر کیا اس سے کہیں بھی (ذرہ برابر) دانشمندی نہیں ظاہر ہوتی۔

رسول کریمؐ خدائے واحد کی دعوت دیتے ہیں اور بت پرستی سے روکتے ہیں گویا دوسرے معنی میں وہ ان کو اس دینی انحطاط سے جس میں ■ غرق تھے نکال کر بلند مراتب اور رفیع نصب العین تک پہنچانا چاہتے ہیں، ان میں تہذیب و تمدن کے آئین، مکارم اخلاق، معاشرتی آداب عالیہ کے نفاذ و رواج کی کوشش کرتے ہیں تو پھر ایسے آدمی کے دشمن کو (مارے تُتھ کے سوا) کون شخص عاقل کہہ سکتا ہے؟

پھر مارے تُتھ ان لوگوں پر برستے ہیں جو اسلام لائے اور بالخصوص ان مسلمانوں پر جو جوانمردانِ روزگار میں سے تھے، ان سے صفاتِ قبیحہ کے انتساب کرنے کی کوشش کرتے ہیں (رتم العجب)۔

"طفیل بن عمرو الدوسی"

قریش کو جب یہ معلوم ہوتا کہ عرب کا کوئی شخص آیا ہے تو اس کو رسول کریمؐ سے ڈراتے اور آپ کی برائیاں کرتے کیونکہ ان کو ہر آن یہ دھڑکا رہتا کہ کہیں کوئی اسلام نہ لے آئے اور پھر اپنے شہر جاکر تبلیغ اسلام کرتا نہ پھرے لیکن طفیل بن عمرو الدوسی نے ان کی تحذیر و ترہیب کی پرواہ نہیں کی اور اپنی عقل کو حاکم بنا کر رسولِ کریمؐ سے ملے۔ ان سے قرآن سنا، شاعر ہونے کی وجہ سے اس کی حلاوت و لذت سے لطف اندوز ہوئے اور اسلام لے آئے۔

آپ کا نام طفیل تھا، سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے طفیل بن عمرو بن طریف بن العاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن نصر بن الازد الدوسی (ملقب بہ ذوالنون)۔

طفیل بیان کرتے ہیں کہ جب میں مکہ آیا تو رسول کریمؐ اس زمانہ میں مکہ ہی میں تھے۔ میرے پاس قریش کے کچھ آدمی آئے۔ (طفیل شریف، عقلمند اور اچھے شاعر سمجھے جاتے تھے) اور کہنے لگے طفیل تم ہمارے شہر آئے ہو۔ اس شخص (رسول کریمؐ) کا معاملہ خطرناک ہوتا جا رہا ہے اس نے ہماری جماعت میں افتراق پیدا کر دیا ہے۔ یہ ساحرانہ طریقے سے گفتگو کرتا ہے۔ بیٹے کو باپ سے بھائی کو بھائی سے شوہر کو زوجہ سے جدا کرتا ہے۔ ہمارا تمھارا اور تمھاری قوم کا خیال ہے۔ دیکھو ہرگز ہرگز اس سے کلام نہ کرنا اور نہ اس کی کوئی بات نہ سنوں گا اور نہ ہی کلام کروں گا اور اس ڈر سے کہ کہیں آپ کی کوئی بات کان میں پڑ جائے میں نے اپنے کانوں میں روئی بھر لی اور نہ سننے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

پھر میں مسجد الحرام گیا۔ اس وقت رسولِ کریم کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کے قریب کھڑا ہوا۔ پھر اللہ کی

یہی مرضی ہوئی کہ میں آپ کا کلام سنوں۔ پھر میں نے ایک پاکیزہ کلام سُنا۔ میں نے اپنے دل میں کہا وائے ہو تجھ پر طفیل تو شاعر دانشمند ہے۔ حسن و قبح کے لیے قوت امتیاز رکھتا تو پھر مجھے اس کی بات سننے میں کون سی رکاوٹ ہے۔ اگر ان سے اچھا کلام سنوں گا تو قبول کروں گا۔ برا کلام ملے گا ترک کر دوں گا۔ پھر میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ رسول کریمؐ اپنے گھر کی طرف مراجعت فرما ہوئے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو میں بھی پہنچ گیا اور میں نے کہا اے محمد! آپ کی قوم نے مجھ سے آپ کے متعلق یہ یہ کہا ہے۔ پھر اللہ کی مرضی یہی ہوئی کہ میں آپ سے کچھ سنوں۔ میں نے سنا اور کیا کہنا اس کلام کا جو آپ سے سنا۔ اب آپ وضاحت سے مجھے اپنے سارے معاملے سے خبردار کیجیے۔ آپ نے میرے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن کے آیات کی تلاوت کی۔ میں نے (اپنی ساری عمر میں) اس کلام سے بہتر کوئی کلام اور اس امر سے بہتر کوئی امر نہیں سنا تھا جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنی قوم میں با اثر آدمی ہوں اور میں ان کی طرف جاؤں گا اور ان کو اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی ایسی "نشانی" عطا کرے جو ان کے مقابلہ پر میری مدد کرے۔ آپ نے دعا فرمائی" یا الٰہا اس کو کوئی نشانی دے۔

پھر میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں ان دو پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا جہاں سے مجھے بستی نظر آتی تھی تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور پیدا ہوا۔ میں نے کہا یا الٰہا۔ اس نور کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ جلوہ گر کر دے کیونکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ آبائی دین ترک کرنے کی "سزا" اس کو نہ سمجھنے لگیں۔ پھر وہ نور میرے تازیانہ کے سرے میں آ گیا۔ تمام بستی کے لوگ اس نور کو دیکھ رہے تھے جو میرے تازیانہ میں ایک معلق قندیل کی طرح تاباں تھا۔ پھر میں درہ سے نکل کر بستی پہنچا۔ میرا باپ بہت بڈھا تھا۔ جب وہ میرے پاس آیا تو میں نے کہا بابا نہ تم مجھ سے نہ میں تم سے۔ میرے باپ نے کہا "کیوں بیٹا" میں نے کہا میں اسلام لا چکا ہوں۔ میرے باپ نے کہا بیٹا جو تیرا دین وہی میرا دین۔ پھر وہ اسلام لے آیا۔ پھر میری بیوی آئی۔ میں نے اس سے بھی یہی کہا۔ وہ بھی اسلام لے آئی مگر کہنے لگی کہ میں ڈرتی ہوں کہ صنم ذوالشریٰ " کوئی مصیبت نہ ڈال دے (ذوالشریٰ بت کی یہ لوگ پرستش کرتے تھے) میں نے کہا اس کا ضامن میں۔ پھر میں نے قبیلہ دوس کو دعوتِ اسلام دی مگر انھوں نے اسلام لانے میں تامل کیا۔ میں رسول کریمؐ کے پاس واپس مکہ گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ قبیلہ دوس کی سود خواری مجھ پر غالب آ گئی ہے۔ آپ ان کے لیے بد دعا کیجئے۔ آپ نے کہا یا الٰہا قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔ پھر آپ نے فرمایا اب تم دوس کی طرف جاؤ اور ان کو دعوت اسلام دو اور نرمی سے کام لو۔ پھر میں واپس آ گیا اور دوس کو دعوتِ اسلام دیتا رہا یہاں تک کہ رسول کریمؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور غزوہ بدر واحد و خندق سب گذر گئے۔

پھر میری قوم میں جو مسلمان ہو گئے ان کو رسول کریمؐ کی خدمت میں لے کر چلا۔ اس وقت آپ خیبر میں تھے میں مدینہ پہنچا اور میرے ساتھ دوس کے تقریباً ستر اسی گھرانے تھے۔ پھر میں رسولِ کریمؐ سے خیبر میں قدم بوس ہوا۔ آپ نے مسلمانوں کے ساتھ ہم کو مال غنیمت دیا۔ پھر میں آپ ہی کے ساتھ رہا یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا۔

جب مکہ فتح ہوگیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے صنم ذوالکفین کے پاس بھیج دیجئے تاکہ میں اسے جلا دوں۔ پھر طفیل اس کو جلانے کے لیے نکلے اس کو جلاتے جارہے تھے اور کہتے جا رہے تھے۔

اے ذوالکفین میں تیرے پرستاروں میں سے نہیں۔ میری پیدائش تیری پیدائش سے پہلے کی ہے۔ اور میں آگ کو تیرے جگر کے اندر بھر دوں گا (ذوالکفین لکڑی کا بت تھا)۔

پھر طفیل رسولِ کریمؐ کے پاس واپس مدینہ گئے یہاں تک کہ آنحضرتؐ رفیق اعلیٰ سے مل گئے۔

وفاتِ خدیجہؓ

جنابِ ابوطالب کے انتقال کے تین دن بعد جناب خدیجہ بھی انتقال فرماگئیں بعض تاریخوں میں تین دن سے زائد کا وقفہ بتایا گیا ہے۔
آپ کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے بعمر ۶۰ سال ہوا۔ شادی کے بعد آپ رسول کے پاس ۲۴ سال ۶ مہینہ رہیں۔ مقام حجون میں رسولِ کریمؐ نے آپ کو دفن کیا اور اس وقت تک "نماز جنازہ" کا حکم نہیں ہوا تھا۔

جناب خدیجہؓ کی وفات کا رسول کریمؐ کو بے حد غم ہوا۔ آپ خدیجہؓ کی قبر میں بھی اترے تھے۔ جناب ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات نے آپ پر مصائب کے پہاڑ توڑ گئے کیونکہ سب سے زائد یہی دو آپ کے محافظ اور مددگار تھے۔ ان کے بعد قریش کی زیادتیاں بڑھتی گئیں یہاں تک کہ بعض قریشیوں نے آپ پر خاک ڈالی اور بعض نے حالتِ نماز میں بکری کی اوجھڑی آپ کے سر مبارک پر ڈال دی۔

جس سال ابوطالب و خدیجہؓ کا انتقال ہوا اس سال کو "عام الحزن" (غم واندوہ کا سال) کہا جانے لگا۔
خدیجہ کی وفات کے بعد بھی آپ کی محبت رسول کریمؐ کے دل سے نہیں نکلی اور آپؐ ہمیشہ مرحومہ کی مدح کرتے تھے۔ آپ نے ان کی موجودگی میں ازراہِ اکرام واحترام دوسری شادی نہیں کی۔ آپ ایک مثالی وفادار زوجہ تھیں۔ آپ نے اپنی جان، اپنا مال سب رسول پر قربان کر دیا۔ نزولِ وحی کے وقت آپ ہی تھیں جنھوں نے رسولِ کریم کی تصدیق کی۔

وفاتِ ابوُطالب

جناب ابوطالب رسول کریمؐ کی سب سے عظیم دفاعی دیوار تھے لیکن آپ اسلام نہیں لائے اور اپنے آبائی دین کو ترک نہیں کیا۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں "جب تک ابوطالب زندہ رہے قریش مجھ سے ڈرتے رہے"۔

رسولِ کریمؐ کی انتہائی خواہش تھی کہ آپ کے چچا اسلام لے آئیں کیونکہ انھوں نے آپ کی کفالت کی تھی اور آخر دم تک وہ آپ کی مدافعت و حمایت کرتے رہے۔

جب مرض بڑھنے لگا تو رسول کریمؐ نے فرمایا چچا! کلمہ شہادت زبان پر جاری کیجیے تاکہ میں قیامت کے دن آپ کی شفاعت کروں۔ آپ سے ابوطالب نے کہا میرے بھتیجے! اگر طعن وتشنیع اور اس کا خوف نہ ہوتا کہ قریش کہیں گے کہ موت کے ڈر سے میں نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا تو میں ضرور کلمہ شہادت۔ آیت اتری: اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ" (سورہ قصص)۔

زجاج کہتے ہیں کہ تمام مفسرین نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیت ابوطالب کی شان میں نازل ہوئی ہے جب کہ آپؐ نے ابوطالب سے کہا کہ لاالٰہ الا اللہ کہیں تو آپ نے اس خوف سے کہ قریش ملامت کریں گے، نہیں کہا۔ ملامت وطعن کے خوف نے اور اس خیال سے کہ آپ بزرگوں کا دین چھوڑ کر بھتیجے کا مذہب اختیار کریں جس کو گودیوں میں کھلایا۔ آپ نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ نہیں کہا مشہور یہی ہے کہ ابوطالب کافر مرے۔

لڑکے: جناب جعفر طیار۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ عقیلؓ۔ طالب۔

لڑکیاں: جناب ام ہانی اور آپ کا نام فاختہ تھا اور جمانہ۔ طالب کے سوا سب آپ کے بعد زندہ رہے۔

ابوطالب کے پاؤں میں لنگ تھا۔ بعثت کے دس سال بعد اور ہجرت سے تین سال پہلے ۸۰ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرات امامیہ کا یہ مسلک ہے کہ حضرت ابوطالب نے مسلمان ہو کر وفات پائی تھی۔ سرالغابہ میں ہے کہ جب ابوطالب کا مرض بڑھا تو آپ نے عبدالمطلب کی اولاد کو بلایا اور کہا "تم لوگ ہمیشہ محمدؐ کی بات سنتے رہنا۔ ان کے حکم کا اتباع کرنا۔ ان کی پیروی کرو ان کی تصدیق کرو۔ ہدایت پاؤ گے۔ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو رسولِ کریمؐ نے فرمایا اللہ آپ پر رحمت نازل کرے۔ میں ہمیشہ آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ منع کر دے۔ مسلمان بھی اپنے مشرک مردوں کا استغفار کرنے لگے۔ آیت اتری

ما کان للنبی ..... الخ

سلہ کیا اب بھی ابوطالب کے اسلام میں شک ہے۔

"طائف کا سفر"

"طائف" مکہ سے ۶۵ میل دُور، شرقی جانب حجاز کا ایک شہر ہے جو اپنی تر و تازگی، سبزہ و روئیدگی، میوہ جات بالخصوص انگور، انار، آلو بخارا، شفتالو اور بہتے چشموں کے لحاظ سے مشہور ہے۔ انگور تو اس کے ضرب المثل ہیں۔ جاڑوں میں اکثر وہاں کا پانی جم جایا کرتا ہے جس پہاڑ پر وہ واقع ہے اس کو "غزوان" کہا جاتا تھا۔ مکہ کے سرمایہ دار گرمیاں گزارنے یہاں آیا کرتے تھے اور "عزیٰ" کا مشہور بت بھی یہیں تھا۔

ماہِ شوال کی تکمیل میں جب تین دن رہ گئے تو سنہ۱۰ نبوی (جنوری۔ فروری ۶۲۰ء میں) رسول کریمؐ زید بن حارثہ کے ساتھ ثقیف سے مدد لینے کے خیال سے طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپؐ طائف کے شرفاءِ ثقیف کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی تو ان میں سے ایک بولا "کیا اللہ کو آپؐ کے علاوہ کوئی اور نہیں ملا تھا جس کو وہ بھیجتا" دوسرے نے کہا میں آپؐ سے بات نہیں کروں گا کیونکہ اگر آپؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں (جیسا کہ آپؐ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے) تو آپؐ کی ذات اس سے بلند ہے کہ میں آپ کے کلام کی تردید کروں اور اگر آپؐ نے اللہ پر بہتان باندھا (خدا کے رسول نہیں) تو مجھے آپؐ سے کلام کرنا نہ چاہیے۔

پھر ان لوگوں نے طائف کے جاہلوں کو اور اپنے غلاموں کو آپؐ پر اُبھارا۔ اُنھوں نے آپؐ کو گالیاں دیں۔ آپ پر خشت باری کی یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے آپؐ کو ایک دیوار میں پناہ دی۔ اس وقت آپؐ (فداہ ابی وامی) کے پیروں سے خون بہہ رہا تھا۔ جب تھوڑا سکون ہوا اور مخالفین چلے گئے۔ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے:

" بار الہا میں اپنی ناتوانی، بے چارگی اور بے کسی کی تیری بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں۔ اے خدا! اے رحم کرنے والے، اے کمزوروں کے پروردگار! تو میرا رب ہے۔ پھر کس کے سپرد تو مجھے کرے گا؟ کسی ایسے کے سپرد جو مجھ سے ترش روئی کے ساتھ پیش آئے یا کسی دشمن کے حوالہ کرے گا جو میرے امر پر غالب آ جائے۔ اگر تو مجھ پر غضب ناک نہیں تو مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں، تیری رحمت و عافیت تو وسیع ہے۔ میں تیرے اس نور جلال و جمال کے ذریعہ جس سے ظلمتیں منور ہو گئیں اور دنیا و آخرت کے امور درست ہو گئے۔ اس بات سے کہ کہیں تیرا غضب مجھ پر نازل نہ ہو جائے اور تو مجھ سے ناراض نہ ہو جائے اس وقت تک پناہ مانگتا رہوں گا جب تک تو راضی نہ ہو جائے گا۔ خداوند عزوجل تیرے سوا کہیں بھی قوت و طاقت کا مرکز نہیں۔" یہ دعا "دعا الطائف" کے نام سے مشہور ہے۔

جب (فرزندانِ ربیعہ) عتبہ اور شیبہ نے رسول کریمؐ کا یہ حال دیکھا تو رگِ حمیتِ خاندانی جوش میں آئی۔ اُنھوں نے عداس نامی ایک غلام نصرانی کو بلایا اور اس سے کہا یہ انگور کا گچھا لو اس کو اس طبق میں رکھ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس سے

کہو کہ یہ کھالے۔ عداس نے وہ انگور لیے، چلا اور رسولِ کریمؐ کے سامنے وہ طبق انگور رکھ دیا۔ جب رسولِ کریمؐ نے ہاتھ بڑھایا تو فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عداس یہ سن کر آپؐ کا چہرہ دیکھنے لگا۔ پھر کہنے لگا میں نے یہاں کے باشندوں کو تو اس طرح کا کلمہ آج تک کہتے نہیں سُنا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا تم کس شہر کس دین کے آدمی ہو۔ عداس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا مردِ صالح یونسؑ بن متی کے قریہ کے رہنے والے ہو۔ عداس بولا آپؐ یونس کو کیا جانیں۔ آپؐ نے فرمایا یونس میرے بھائی تھے۔ وہ بھی نبی تھے، میں بھی نبی ہوں۔ عداس یہ سُن کر سرِ مبارک کی طرف جھکا اور آپؐ کے سر کا بوسہ لیا۔ ہاتھوں کو چوما، پھر قدم بوس ہوا۔ عتبہ شیبہ ایک دوسرے سے کہنے لگے تمھارے غلام کو اس نے بگاڑ دیا۔ جب عداس ان لوگوں کے پاس واپس آیا تو یہ کہنے لگے ذلیل ہو تجھ پر کیا ہوگیا تھا تجھ کو جو اس کے سراپا کے بوسے لینے لگا۔ عداس نے کہا مالک! روئے زمین پر اس سے نیک کوئی آدمی نہیں۔ اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی جس کو صرف ایک نبیؑ ہی بتا سکتا ہے۔ انھوں نے کہا تجھ پر خدا کی پھٹکار کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تجھ کو تیرے دین سے برگشتہ کر دے۔ تیرا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

پھر رسول کریمؐ طائف سے مکہ واپس آگئے کیوں کہ اہلِ ثقیف سے آپ ایک حد تک مایوس ہو چکے تھے۔ یہاں آکر آپ کی قوم نے پہلے سے زائد آپ پر ظلم وستم کرنے شروع کیے۔ صرف تھوڑے سے کمزور مسلمان تھے، مگر وہ بے چارے آپؐ کی مدد کیا کر سکتے تھے:) طبری میں ہے کہ بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ رسول کریمؐ جب طائف سے مکہ جانے لگے تو مکہ کا ایک شخص آپ کے پاس سے گذرا۔ اس سے آپ نے کہا کیا تم میرا پیغام پہنچا سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اخنس بن شریک کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمدؐ کہتا ہے کہ کیا تم مجھے اپنی پناہ میں لے سکتے ہو؟ یہاں تک کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں"۔ وہ شخص اخنس کے پاس آیا اور آپ کا پیغام پہنچایا۔ اخنس نے کہا کہ ایک حلیف ایک کھلے ہوئے دشمن کو پناہ نہیں دے سکتا۔ اس نے آکر آپ سے اس کی بات سنا دی۔ آپ نے کہا کیا تم پھر جا سکتے ہو کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اب سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کیا تم مجھے اپنی پناہ میں لے سکتے ہو یہاں تک کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا دوں"۔ اس شخص نے آکر سہیل کو آپ کا پیغام دیا۔ اس نے کہا بنی عامر بن کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اس نے واپس جاکر آپؐ کو اس کا بھی جواب سنا دیا۔ آپ نے کہا تم پھر جا سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اب مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کیا تم مجھے اپنی پناہ میں لے سکتے ہو یہاں تک کہ میں اپنے رب کا پیغام سنا دوں"۔ اس نے جاکر مطعم سے کہا پھر آپ کو اس کے راضی ہونے کی خبر دی۔

مطعم نے ہتھیار لگائے، اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو ساتھ لیا۔ مسجد الحرام میں آیا۔ ابوجہل نے اسے دیکھ کر کہا تو پناہ دینے والے کی حیثیت سے آیا ہے یا پیرو کی حیثیت سے۔ اس نے کہا میں نے پناہ دی ہے۔ اس پر ابوجہل بولا جس کو تو نے پناہ دی اس کو ہم نے بھی پناہ دی۔ پھر رسولِ کریمؐ مکہ میں داخل ہوئے اور وہاں رہنے لگے۔ ایک دن آپ مسجد الحرام آئے۔ اس وقت

مشرکین کعبہ کے پاس تھے۔ جب ابوجہل نے آپؐ کو دیکھا تو کہنے لگا اے بنی عبدمناف! یہ تمہارا نبی ہے۔ اس پر عتبہ بولا: ہم میں سے کسی کا نبی ہونا یا بادشاہ ہونا امر بعید نہیں۔" جب آنحضرتؐ نے یہ سُنا تو آپ ان لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا: عتبہ! تو نے اللہ و رسول کی حمایت میں یہ نہیں کہا بلکہ خاندانی حیثیت کے لحاظ سے یہ کہا اور تم ابوجہل عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب تم کم ہنسو گے اور زائد روؤ گے اور قریش یاد رکھو کہ عنقریب تم ایسی چیزوں میں داخل ہو گے جس کا تم انکار کرتے ہو اور ناپسند کرتے ہو۔"

کہا جاتا ہے کہ رسول کریمؐ طائف میں صرف دس دن ٹھہرے اور ظاہر ہے کہ آپ کا یہ سفر ان سے طلب مدد کے لیے تھا لیکن انھوں نے آپؐ کی مدد نہیں کی اور ثقیف سے آپ کا طالب امداد ہونا جناب ابوطالب و خدیجہؓ کے بعد ہوا (کیونکہ ان دونوں کے بعد آپؐ بے حد مجبور و بے کس ہو گئے تھے)۔

جب آپؐ طائف سے واپس ہو رہے تھے تو راہ میں اہل نصیبین یمن میں سے سات جن آپ کے پاس سے گذرے۔ اس وقت آپ سورہ جن پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے کلام الٰہی سنا اور آپ پر ایمان لائے لیکن آپ کو اس وقت تک علم نہ ہوا جب تک یہ آیت نہ اتری:

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ۝ (جب ہم نے جنوں میں سے کئی افراد کو تمہاری طرف متوجہ کیا کہ وہ دل لگا کر قرآن سنیں تو جب اس کے پاس حاضر ہوئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے خاموش بیٹھے (سنتے) رہو۔ پھر جب (پڑھنا) تمام ہوا تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے کہ ان کو (عذاب سے) ڈرائیں)۔

بعض ان کی تعداد سات بتاتے ہیں اور بعض اس سے زائد۔

اسرا اور معراج

(سنہ ۶۱۲ء)

"اسرا" کا واقعہ ہجرت سے ایک سال قبل ہوا تھا۔ ابن حزم نے اسرا کی قطعی تاریخ ۲۷ رجب بتائی ہے۔ یہی مشہور ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل بھی ہے "اسرا" دوشنبہ کی رات اور آپ کے طائف سے مراجعت فرما ہونے کے بعد ہوا ہے۔

"اسرا" بیت المقدس کی طرف ہوا تھا اور "معراج" آسمانوں کی طرف۔ اسی رات نماز پنج گانہ فرض کی گئی تھی۔ اسرا کا ذکر قرآن کی اس میں ہے:-

"سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا وہ مسجد جس کا ماحول با برکت تھا تاکہ ہم اپنی نشانیاں دکھائیں اور بلاشبہ وہ (سب کچھ) سنتا اور دیکھتا ہے)۔

اسرا کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ جسم سمیت گئے تھے[1]۔ مگر ایک طبقہ وہ بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپ کی معراج روحانی تھی۔

محمد بن جریر الطبری کی تفسیر میں حذیفہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "یہ خواب تھا اور آپ جسم کے ساتھ نہیں گئے تھے بلکہ روح کے ساتھ آپ کی معراج ہوئی اور یہی قول عائشہؓ اور معاویہؓ سے بھی مروی ہے۔ مگر حدیثِ عائشہؓ اس لیے قابلِ التفات و اثبات نہیں کہ اس وقت تک عائشہؓ رسولِ کریمؐ کی زوجیت میں نہیں آئی تھیں۔

نسفی کا قول ہے کہ معراج عالم بیداری میں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ اس معراج میں رسولِ کریمؐ کا جسم شریک نہ تھا صرف روحانی معراج آپ کو نصیب ہوئی۔ معاویہ سے بھی اسی قسم کی حدیث ملتی ہے۔

لیکن جمہور مسلمین آپ کی جسمانی معراج کے قائل ہیں اور ظاہر ہے کہ "خوابی سفر" اور "رویائی معراج" کی نہ کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی اس سے کسی قسم کی عظمت و رفعت ثابت ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی اکثریت آپ کی معراج جسمانی ہی کی قائل ہے اور یہی مسلک صحیح ہے۔

ابن القیم نے زاد المعاد میں تحریر کیا ہے "ابن اسحٰق نے حضرت عائشہؓ و معاویہ سے نقل کیا ہے کہ معراج روح کے ساتھ

---

[1] قاضی عیاض اپنی کتاب اشعار میں کہتے ہیں کہ بزرگانِ دین اور اجلہ مسلمین کا یہ مسلک ہے کہ اسرا جسم اور بیداری کے ساتھ ہوا اور حق یہی ہے۔ یہی مسلک ابن عباس کا ہے۔ یہی جابر، انس، حذیفہ، عمر، ابوہریرہ، مالک بن صعصعہ، ابو حبہ البدری، ابن مسعود، ضحاک، سعید بن جبیر، قتادہ، ابن مسیب، ابن شہاب، ابن زید، حسن، ابراہیم، مسروق، مجاہد، عکرمہ، ابن جریج کا ہے۔

ہوئی تھی۔ آپ کا جسم اس میں شریک نہ تھا" اور حسن بصری کا بھی ایسا ہی قول نقل کیا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس قول میں کہ "معراج خواب کی حالت میں ہوئی" اور اس قول میں کہ "معراج روحانی ہوئی اور جسم اس میں شریک نہ تھا" فرق سمجھا جائے کیوں کہ ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

عائشہؓ اور معاویہؓ یہ نہیں کہتے کہ "معراج خواب کے عالم میں ہوئی" بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ "آپ گئے مگر روح کے ساتھ جسم کے ساتھ نہیں"۔ اور ان دونوں میں بہت فرق ہے کیونکہ سونے والوں کو عالم خواب میں ان صورتوں کے امثال نظر آتے ہیں جو وہ عالم محسوس میں دیکھتا ہے۔ وہ کبھی یہ دیکھتا ہے کہ میں آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہوں، یا مکہ گیا ہوں، یا وہ زمین کے کسی دور و دراز حصہ میں اپنے کو دیکھتا ہے مگر اس کی روح نہ تو کہیں جاتی ہے اور نہ کہیں پرواز کرتی ہے۔ یہ صرف قوت خواب کی کرشمہ سازیاں اور جلوہ فرمائیاں ہوتی ہیں۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسولؐ کو معراج ہوئی وہ دو طبقوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ رسول کو معراج روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوئی۔ دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ معراج روح کے ساتھ ہوئی جسم اسی طرح بستر پر رہا مگر یہ طبقہ یہ نہیں کہتا کہ معراج خواب کے عالم میں ہوئی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی روح کو لے جایا گیا اور آپ کی روح کو واقعتہً عروج ہوا اور روح جسم سے جدا ہونے کے بعد جن منزلوں سے دوچار ہوتی ہے، ان مراحل سے آپ کی روح کو بھی گذرنا پڑا اور جو حال اس کا جسم سے مفارقت کے بعد ہوتا وہی حال اب ہوا۔ ایک آسمان کے بعد دوسرا آسمان، یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہونچی اور پھر دربار ذوالجلال میں حاضر ہوئی پھر جس طرح چاہا اس نے اس طرح روح کو مامور کیا۔ پھر روح کا نزولِ اجلال زمین پر ہوا۔ اور جس قدر مرتبت و مقام روح کو جسم سے مفارقت کے بعد ملتا اس سے زائد مکمل اور کامل شرف آپ کی روح کو لیلتہ الاسریٰ میں مل گیا، اور ظاہر ہے یہ تصور اس تصور سے بلند ہے جو صرف معراج کو "خوابی پرواز" سمجھتا ہے۔

اسرا قطعاً خواب نہ تھا کیونکہ اگر یہ سب کچھ خواب ہوتا تو کبھی مشرکین تکذیب نہ کرتے کیوں کہ بہت سے لوگ خواب میں دیکھتے ہیں کہ وہ آسمان کی طرف پرواز کر رہے ہیں اور لمبے دور و دراز منزلوں کو طے کر رہے ہیں جن کو وہم و خیال میں بھی طے نہیں کیا جاسکتا (مگر کوئی شخص اس کی تردید نہیں کرتا پھر مشرکین آپ کے خواب کو جھٹلانے لگے)۔

(علاوہ بریں) خواب معجزہ اور خارق عادت چیز بھی نہیں اور روح حالت خواب میں جسم سے جدا نہیں ہوتی۔ اور اگر اسرا خواب ہوتا تو رسولِ کریمؐ ضرور اس کی وضاحت کرتے۔

طبری اپنی تفسیر میں "صرف روحانی معراج" کی انکار کرتے ہیں اور جو صرف روحانی معراج کے قائل ہیں ان کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ہمارے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ اللہ اپنے بندے محمدؐ کو شب میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا" جیسا کہ اللہ نے بھی اپنے بندے کو اس کی خبر دی اور رسولِ کریمؐ کی احادیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ نے آپ کو براق پر سوار کیا اور بیت المقدس لایا۔ وہاں آپ نے دوسرے انبیاء و مرسلین کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر خدا نے جس طرح چاہا اپنے بندے کو

"جلوہ گاہِ آیات" کی سیر کرائی اور اس قول کا کچھ مطلب نہیں کہ "آپ کی روح کو لے گیا اور آپ کے جسم کو چھوڑ گیا"؛ کیونکہ اگر واقعۃً ایسا ہی ہوتا تو یہ امر نہ آپ کی نبوت کی دلیل ہوتا اور نہ ہی اس میں آپ کی رسالت کے لیے حجت بننے کی صلاحیت تھی اور نہ ہی وہ مشرکین جو اس حقیقت کا انکار کر رہے تھے، آپؐ کی تکذیب کرنے کی کوشش کرتے کیونکہ نہ ان میں سے اور نہ ہی انسانوں میں کوئی بھی صحیح فطرت کا آدمی ایسا ہے کہ جو کسی ایسے خواب کی تردید کرے جس میں سونے والا یہ دیکھے کہ میں نے ایک سال کی مسافت کی راہ طے کر لی چہ جائے کہ کوئی صرف خواب میں ایک ہی مہینہ کی راہ کو طے کرنے کا اظہار کرتا ہے اور لوگ اس کی تردید و تکذیب پر آمادہ ہو جائیں۔

اگر معراج روحانی ہوتی تو روح کبھی براق پر نہ سوار ہوتی کیونکہ چوپایہ اجسام کو اٹھاتے ہیں ارواح کو نہیں لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ معراج روحانی کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریمؐ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ کے جسم کو براق پر سوار کیا گیا ہے تو یہ کہنا ان تمام روایات کی تردید کرتا ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو براق پر جبرئیل نے سوار کیا کیونکہ اگر ان کے قول کے مطابق یہ خواب تھا اور اس وقت نہ روح تھی جو چوپایہ پر سوار ہوتی اور نہ ہی براق پر آپ کا جسم سوار ہوا تو اس کا مطلب صاف ہے کہ براق پر نہ تو آپ کا جسم سوار ہوا اور نہ ہی آپ کی کوئی شے تو پھر اس طرح یہ سارے کا سارا واقعہ سونے والے کے خواب پریشان کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ اور ایسا تصور قرآن، احادیثِ رسول اور آثار صحابہ اساطیرِ تابعین سب کی تردید کرتا ہے۔

فخرالدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں "کہ اہلِ تحقیق کا قول یہ ہے کہ قرآن اور حدیث دونوں سے آپ کی معراج روحانی و جسمانی ثابت ہوتی ہے۔

قرآن سے اس طرح کہ آیت اسریٰ میں لفظ عبد استعمال ہوا ہے اور عبد جسم و روح کے مجموعہ کو کہتے ہیں لہٰذا ضروری ہوا کہ معراج رُوح اور جسم دونوں کے ساتھ ہو۔

خبر سے اس طرح کہ صحاح میں مشہور حدیث ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ جسم و روح دونوں کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے سموات تک گئے۔

آپ کو آسمان پر اس لیے لے جایا گیا تاکہ آپ عالم ملکوت کے عجائبات ملاحظہ کر لیں جیسا کہ ارشاد ہے کہ ہم لے گئے تاکہ اسے اپنے آیات کا مشاہدہ کرائیں ورنہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے وہاں نہیں گئے تھے کیونکہ نہ اس پر زمان حاوی ہے اور نہ اس کو مکان محیط۔

اس رات آپؐ نے آپ پروردگار کا جلوہ دیکھا اور اس نے اپنے بندے سے جو چاہا کہا۔ نماز پنج گانہ آپ پر فرض کیں۔ آپ کے لیے تمام انبیاء کو جمع کیا اور ان کے ساتھ بیت المقدس میں نماز پڑھی۔ پھر انھوں نے آسمانوں پر آپ کا استقبال کیا اور پھر آپ اسی رات مکہ واپس آ گئے۔

عیسائی رسول کریمؐ کی معراج کو تسلیم نہیں کرتے اور یہ قابلِ تعجب بات بھی نہیں۔ مگر یہ ضرور حیرت ہے کہ عیسائی مسیحؑ کو زندہ مانتے ہیں اور ان کے آسمانی صعود کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

آخر انجیل مرقس میں ہے "پھر رب ان سے بات کرنے کے بعد آسمان کی طرف بلند ہوا اور اللہ کے داہنی جانب بیٹھ گیا۔
اور انجیل لوقا میں "کہ مسیح ان سے علٰحدہ ہوا اور آسمان کی طرف اسے اٹھایا گیا۔"

خبر پھیلتی ہے

جب صبح ہوئی تو رسول کریمؐ نے لوگوں کو رات کے واقعہ کی اطلاع دی۔ جن کے ایمان قوی تھے انھوں نے تسلیم کیا مگر بعض مومنین مرتد ہو گئے اور آپ کی بات کا اعتبار نہ کر سکے۔ کفار کا تو پوچھنا ہی کیا۔ ان سب نے تکذیب کی اور آپ سے بیت المقدس کے اوصاف واحوال بیان کرنے کو کہا۔ آپ نے بیت المقدس کی نقشہ کشی کی ان لوگوں نے مسجد اقصیٰ کے تفاصیل طلب کیے۔ آپ کے سامنے وہ مسجد آ گئی۔ آپ اس کو دیکھتے جاتے اور اس کے تفصیلات بیان کرتے جاتے اور آپؐ نے ایک ایک کرکے اس کے تمام دروازے شمار کرکے ان کو بتا دیے جو ان لوگوں کو بھی بالکل درست وصحیح معلوم ہوئے۔ انھوں نے اپنے قافلہ کے متعلق بھی پوچھا۔ آپ نے اس کی اطلاع اور آنے کی خبر بھی دی۔ پھر جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

روایت ہے کہ جب آپ معراج سے واپس مکہ آئے تو آپ نے حضرت علیؓ کی بہن ام ہانیؓ سے ساری سرگذشت سنائی اور آپ نے اپنی قوم کی طرف جانے کا ارادہ کیا تاکہ ان کو اس امر عظیم سے مطلع کریں یہ اس لیے کہ آپ پسند کرتے تھے کہ خدا کی قدرت وقوت کو آشکار کریں جب کہ اس سے آپؐ کی بھی عظمت ورفعت ثابت ہوتی تھی۔ جب آپ نے جانے کا ارادہ کیا تو ام ہانی نے آپ کی چادر پکڑ لی اور کہنے لگیں آپ کو خدا کی قسم ابن عم! آپ قریش سے یہ بات نہ کہیے گا کیونکہ جو آپ کی تصدیق بھی کر چکے ہیں وہ بھی اس معاملہ میں آپ کی تکذیب کریں گے یہ سن کر آپ نے چادر کو پکڑ کر کھینچا۔ ام ہانی کہتی ہیں اس وقت آپ کے دل کے قریب ایسا نور ساطع ہوا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور میں سجدہ میں گر گئی۔ جب میں نے سر اٹھایا تو آپؐ جا چکے تھے میں نے اپنی کنیز حبشیہ سے کہا آپؐ کے پیچھے جا اور دیکھ کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ جب وہ واپس آئی تو اس نے مجھے بتایا کہ رسول کریم مقام حطیم پر قریش کے پاس پہنچے اور اس مجمع میں مطعم بن عدی اور ابوجہل بن ہشام بھی تھا۔ آپؐ نے ان کو "اسرا" کا واقعہ سنایا۔

جب رسول کریمؐ مجمع قریش کے سامنے واقعہ اسرا سنا چکے تو انھوں نے اس کو بڑی اہمیت دی۔ بعضوں نے تالیاں بجائیں اور تعجب سے اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے نظر آئے (اگر معراج "خواب" ہوتی تو یہ لوگ اچنبھا پن محسوس نہ کرتے اور اس طرح کا شور وغوغا نہ ہوتا)۔

مطعم بن عدی بولا: آج سے پہلے تمھارے امر کا قبول کرنا آسان تھا مگر تمھارا آج کا بیان یہ بتاتا ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ ہم ایک مہینہ

تک اونٹوں کے جگر تحلیل کر دیتے ہیں تب جا کے بیت المقدس پہنچتے ہیں اور تم یہ کہتے ہو کہ ہم ایک ہی رات میں وہاں جا کے آ بھی گئے ۔قسم ہے لات وعزیٰ کی میں تمھاری تصدیق نہیں کروں گا اور جیسا تم کہہ رہے ہو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ ابوبکر بولے : اے مطعم تم نے جو کچھ کہا برا کہا ۔ تم اپنے بھائی کے بیٹے کی تردید و تکذیب کرتے ہو مگر میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ صادق ہیں ۔

پھر مطعم نے کہا اے محمدؐ ذرا بیت المقدس کا نقشہ بتائیے ۔ ابوبکر بولے آپ مجھ سے اس کے اوصاف بیان کیجئے کیونکہ میں وہاں جا بھی چکا ہوں ۔ اس وقت جبرئیل نے بیت المقدس کی صورت آپ کے سامنے کر دی ۔ پھر آپ نے بیان کرنا شروع کیا کون سا دروازہ کہاں ہے کون سا دروازہ کس جگہ ہے اور ابوبکر کہتے جا رہے تھے ہیں آپ کی صداقت کی گواہی دیتا ہوں یہاں تک کہ آپ نے بیت المقدس کے تمام تفصیلات بتائے ۔

یہ احادیث صحیح بخاری میں وارد ہوئے ہیں اور خاص اسرا اور معراج سے متعلق ہیں جن کی تشریح قسطلانی سے نقل کر کے حواشی میں تحریر کی گئی ہے ۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ کو کہتے سنا کہ جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں مقام حجر کے پاس کھڑا ہوا تھا ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے ظاہر کر دیا ۔ پھر میں بیت المقدس کو دیکھتا جاتا تھا اور اس کے علامات و خصوصیات بتاتا جاتا تھا ۔

معراج

مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے واقعہ لیلتہ الاسریٰ سناتے ہوئے فرمایا کہ میں مقام حطیم پر لیٹا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا ۔ گلے سے لے کر ناف تک اس نے شق کر دیا اور میرا دل نکال کر ایک سونے کے طشت میں رکھ دیا جو ایمان سے لبریز تھا پھر میرے دل کو دھویا گیا ۔ پھر اس کو بھرا گیا اور سینہ میں رکھ دیا ۔ اس کے بعد ایک سفید سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی ۔ راوی کہتا ہے کہ وہ براق تھا جس کا قدم حد نظر پر پڑتا تھا ۔ پھر مجھے اس پر بٹھایا گیا اور جبریل مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا پر پہنچے ۔ جب انھوں نے اس کو کھولنا چاہا تو سوال ہوا کون ؟ انھوں نے کہا جبریل ۔ ا ۔ ملا تمھارے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ ۔ اُدھر سے کہا گیا ۔ کیا یہ رسول ہیں ۔ جبریل نے کہا ہاں ۔ پھر اُدھر سے مرحبا اور خوش آمدید کا نعرہ بلند ہوا اور حارث ۔ ان اول نے دروازہ کھولا ۔ جب میں آسمان پر پہنچا تو وہاں جناب آدم موجود تھے ۔ جبریل نے کہا یہ آپؑ کے باپ آدمؑ ہیں ، ان کو سلام کیجے ۔ میں نے انھیں سلام کیا ۔ پھر آپ نے بھی جواب سلام دیتے ہوئے کہا مرحبا فرزند صالح ! پھر جبریل مجھے لے کر دوسرے آسمان پر پہنچے اور باب آسمان کھولنا چاہا ۔ کہا گیا کون ہے ۔ جواب دیا گیا جبریل ۔ ادھر سے سوال ہوا کون ہے تمھارے ساتھ ۔ جبریل نے کہا محمدؐ ۔ سوال ہوا کیا یہ رسول

ہیں؟ کہا کہ ہاں - ادھر سے مرحبا خوش آمدید کا نعرہ بلند ہوا اور دروازہ کھلا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں یحییٰ اور عیسیٰ نظر آئے (عیسیٰ اور یحییٰ دونوں خالہ کے بیٹے تھے[1]) جبریل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں۔ ان پر سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ پھر انھوں نے سلام کرتے ہوئے کہا مرحبا برادر صالح، نبی صالح۔ پھر جبریل مجھے لے کر تیسرے آسمان پر پہنچے۔ جبریل نے باب آسمان کھولنا چاہا۔ کہا گیا کون ؟ جواب ملا جبریل۔ پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہے۔ جواب ملا محمدؐ۔ سوال ہوا کیا یہ رسول ہیں کہا ہاں پھر مرحبا خوش آمدید کے ساتھ دروازہ کھولا گیا۔ جب میں اندر پہنچا تو وہاں یوسف تھے۔ جبریل نے کہا یہ یوسف ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ پھر میں نے سلام پھر یوسفؑ نے بھی جواب سلام دیا اور کہا مرحبا برادر صالح نبی صالح۔ پھر جبریل مجھے لے کر چوتھے آسمان پر پہنچا وہاں بھی جب جبریل نے باب آسمان کھولنا چاہا تو کہا گیا کون ؟ جواب ملا جبریل۔ سوال ہوا تمھارے ساتھ کون ہے جواب دیا محمد۔ کہا گیا کیا یہ رسول ہیں۔ جواب دیا ہاں۔ پھر اسی طرح مرحبا اور خوش آمدید کے ساتھ دروازہ کھولا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں ادریسؑ تھے۔ جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں۔ آپ ان پر سلام کریں۔ پھر میں نے سلام کیا۔ انھوں نے جواب سلام دیا اور کہا مرحبا برادر صالح، نبی صالح۔ پھر جبریل مجھے لے کر پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنا چاہا - ادھر سے سوال ہوا کون ؟ ادھر سے جواب ملا جبریل۔ سوال ہوا تمھارے ساتھ کون ہے۔ کہا گیا محمد۔ پھر سوال ہوا کیا یہ رسول ہیں جواب دیا ہاں۔ پھر مرحبا اور خوش آمدید کے ساتھ دروازہ کھلا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں ہارون موجود تھے۔ جبریل نے کہا یہ ہارون ہیں۔ ان پر آپ سلام کریں۔ میں نے سلام کیا۔ انھوں نے جواب سلام دیا اور کہا برادر صالح، نبیؐ صالح۔ پھر جبریل مجھے لے کر چھٹے آسمان پر پہنچے اور حسب سابق وہاں بھی دروازۂ آسمانی کھولنا چاہا۔ سوال ہوا کون ؟ جواب ملا جبریل۔ سوال ہوا تمھارے ساتھ کون ہے جواب دیا گیا محمدؐ۔ پھر سوال ہوا کیا یہ رسول ہیں ؟ کہا ہاں۔ پھر خوش آمدید اور مرحبا کے ساتھ دروازہ کھلا۔ جب میں اندر پہنچا تو وہاں جناب موسیٰؑ تھے۔ جبریل نے کہا یہ موسیٰؑ ہیں ان پر سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ موسیٰؑ نے جواب سلام دیتے ہوئے کہا مرحبا برادر صالح نبی صالح۔ جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا تم کیوں رو رہے ہو؟ جناب موسیٰؑ نے کہا میں اس بات پر روتا ہوں کہ میرے بعد یہ مبعوث ہوا لیکن اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت کے لوگوں سے زائد داخلِ جنّت ہوں گے۔

پھر جبریل مجھے لے کر ساتویں آسمان پر پہنچے - دروازہ کھولنا چاہا۔ پوچھا گیا کون۔ جواب دیا جبریل۔ کہا تمھارے ساتھ کون ہے کہا محمد۔ پوچھا کہ کیا یہ رسول ہیں۔ جواب اثبات میں تھا۔ پھر دروازہ تحسین و خوش آمدید کے ساتھ کھلا۔ جب میں

---

[1] یحییٰ بن زکریا اور عیسیٰ بن مریم۔ یہ دونوں خالہ کے بیٹے تھے کیونکہ یحییٰ کی ماں الیشاع تھیں جو فاقوذ کی بیٹی اور حنہ بنت فاقوذ جو جناب مریم کی ماں تھیں، ان کی بہن تھیں۔ عمران بن ماثان نے حنہ سے شادی کی جس سے مریم پیدا ہوئیں اور جناب زکریا نے الیشاع سے شادی کی جس سے یحییٰ پیدا ہوئے۔ اس بنا پر الیشاع جناب مریم کی خالہ ہوئیں اور حنہ جناب یحییٰ کی خالہ ہوئیں۔ اس اعتبار سے آپ دونوں کو خالہ کے بیٹے کہا گیا۔

اندر گیا تو وہاں جناب ابراہیمؑ موجود تھے۔ مجھ سے جبریل نے کہا یہ ابراہیم ہیں۔ آپ ان پر سلام کریں۔ میں نے سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا: فرزند صالح نبی صالح مرحبا!

پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند ہوا۔ اس کے پھل کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح ملے تھے۔ جبریل سے کہا یہ کیا ہے جبریل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے پھر مجھے چار نہریں نظر آئیں۔ دو ظاہری نہریں، دو باطنی نہریں۔ میں نے جبریل سے کہا یہ کیا ہے۔ جبریل نے کہا یہ جو دو باطنی نہریں ہیں یہ جنت کی ہیں اور ظاہری نہریں نیل و فرات ہے۔ پھر میرے لیے بیت المعمور اٹھایا گیا۔ اس بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے تھے۔ پھر میرے سامنے شراب، دودھ اور شہد کے تین پیالے لائے گئے۔ میں نے دودھ کا پیالہ پسند کیا۔ جبریلؑ نے کہا یہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت قائمؑ رہے گی۔ پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں واپس آیا اور جناب موسیٰ کے پاس سے گذرا تو انھوں نے کہا آپ کو کیا حکم ملا۔ میں نے کہا مجھے ہر روز پچاس نمازوں کا حکم ملا ہے۔ انھوں نے کہا آپ کی امت میں اس کی استطاعت نہیں۔ میں نے آپ سے پہلے انسانوں کو آزمایا اور جانچا ہے اور میں نے بنی اسرائیل کا بہت علاج کرنا چاہا (مگر نہ ہو سکا) آپ اپنے رب کے پاس جائیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے۔ پھر میں پلٹا تو دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ جب میں پھر جناب موسیٰ کے پاس سے گذرا تو انھوں وہی کہا جو وہ پہلے کہہ چکے تھے میں پھر واپس گیا اور لوٹا۔ اب کی دس اور کم ہو گئیں۔ جناب موسیٰ نے پھر وہی کہا۔ پھر میں گیا اور دس نمازیں اور کم ہو گئیں۔ جناب موسیٰ نے پھر وہی کہا میں گیا اور دس نمازیں اور کم ہو گئیں۔ جناب موسیٰ نے پھر وہی کہا۔ میں پھر گیا اور آیا۔ جناب موسیٰ ۵ نمازیں یومیہ ہو گئیں۔ جناب موسیٰ نے کہا تمھاری امت یہ بھی نہ پڑھ سکے گی۔ میں تم سے قبل لوگوں کا خوب تجربہ کر چکا ہوں اور ہر طرح سے بنی اسرائیل کو درست کرنے کی کوشش کر چکا ہوں، اپنے رب سے تخفیف کی درخواست کرو۔ میں نے کہا کہ میں اپنے رب سے اتنی بار سوال کر چکا ہوں کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔ بہر حال میں اس پر راضی ہوں اور اسلام لاتا ہوں۔ جب آگے چلا تو ایک آواز آئی تو نے میرا فریضہ ادا کر دیا اور میرے بندوں کی تکلیف کم کی۔

ابن عباس نے آیہ "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ" کے متعلق کہا کہ یہ "خواب بیداری" تھا جو رسول کو اس شب دکھایا گیا جس شب آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا تھا اور جس "الشجرۃ الملعونہ" کا ذکر قرآن میں ہے اس کے متعلق کہا کہ یہ شجرہ زقوم ہے۔

فریضۂ نماز

ہجرت سے ایک سال قبل معراج کی رات نماز پنج گانہ واجب کی گئی اور آج جو تعدادِ رکعات ہم میں جاری وساری ہے وہی تعداد فرض کی گئی تھی۔

نماز ایک شرعی فریضہ ہے جس کی فرضیت کتاب سے ثابت ہو جیسا کہ ارشادِ حق ہے "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" (نماز پڑھو)۔ دوسری جگہ "حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی" (حفاظت کرو نمازوں کی نماز وسطیٰ کے ساتھ) اور یہ آیات نماز کے وجوب پر دلالت کرتے اور رسول کریمؐ کی حدیث ہے۔" ان اللّٰہ فرض علی کل مسلم و مسلمۃ فی کل یوم ولیلۃ خمس صلوات" اللہ نے ہر (بالغ) مسلم و مسلمہ پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

نماز کا مقصد یہ ہے کہ خداوند عالم کے سامنے انسان اظہار بندگی و ذلت کرے۔ قراءت و ذکر کے ذریعے سے اظہار خلوص کرے اور اس کی بارگاہ میں اعضاء بدنی کی عابدانہ حرکات کا مظاہرہ کرے۔

ظاہری عبادات بدنی میں یہ عبادت سب سے اول و برتر ہے۔

ابن سینا نے رسالہ "الصلاۃ" میں لکھا ہے کہ نماز انسانی نفس ناطق کو اجرام فلکی اور عبادت دائمی سے مشابہ کر دیتی ہے تاکہ ثوابِ سرمدی حاصل ہو۔

رسول کریمؐ کی حدیث ہے کہ "الصلوۃ عماد الدین" نماز دین کا ستون ہے۔

شیطانی کدورتوں، نفس خبیث کی شرارتوں اور دنیاوی کے عوارض سے نفس انسانی کے خالی ہونے کا نام دین ہے۔ علتِ اولیٰ اور معبودِ اعلیٰ کی عبادت کو نماز کہتے ہیں اور اس مفہوم کے یقینی کے بعد اب آیہ "مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ" (ہم نے جن و انس کو عبادت کے لیے خلق کیا) میں یعبدون کی تاویل "یعرفون" سے کرتے ہیں۔ اس کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ عبادت درحقیقت معرفت ہی کو کہتے ہیں یعنی واجب الوجود کا عرفان اور دلِ پاک و نفس صافی کے ساتھ اس کا یقین کیونکہ حقیقت نماز یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اس کے واجب الوجود ہونے کا علم ہو اور اس کی ذات کی تقدیس، اس کے صفات کی پاکیزگی کا اعتراف اخلاص کے ساتھ نمازیں ہو اور اخلاص سے ہماری مراد یہ ہو کہ اللہ کے صفات کا علم اس طرح ہو کہ نہ اس میں کثرت کی گنجائش ہو اور نہ اضافت کی آرائش۔ اور جس نے اس طرح عبادت کی، اس نے واقعی اخلاص و نماز کا حق ادا کیا، گمراہی وضلالت سے دور ہوا۔ جس نے ایسا نہیں کیا اس نے کذب و افترا سے کام لیا اور نافرمان ہوا۔

رسولِ کریمؐ کی حدیث ہے کہ جو نماز نہ پڑھے، وہ مومن نہیں، اور جو امانت نہ دے وہ مومن نہیں۔ اور ارشاد فرمایا نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ ۔ نماز فواحش و منکرات سے روکتی ہے اور ذکر خدا سب سے برتر ہے جو تم کرتے ہو اور اللہ اس سے خوب واقف ہے ۔)

قبائلِ عرب

ابتدا میں رسول کریمؐ خفیہ دعوتِ حق دیتے رہے پھر سنہ نبوی میں علی الاعلان دعوتِ حق ہونے لگی۔
دس سال تک آپ اس طرح دعوت اسلام دیتے رہے کہ آپ موسم حج میں ہر سال آتے تھے۔ حجاج کو ان کے منازل میں تلاش کرتے۔ قبیلے قبیلے، منزل بہ منزل آپ جاتے اور تبلیغِ اسلام کرتے۔ حج کے مشہور بازاروں عکاظ، مجنہ، ذوالمجاز میں آپ پہنچتے اور اعلانِ حق کرتے۔

عرب کا دستور تھا کہ جب حج کرتے تو ماہِ شوال بازار عکاظ میں گذارتے پھر بیس دن کے لیے بازار مجنہ میں محفلیں گرم ہوتیں۔ پھر وہاں سے آتے اور بازار ذوالمجاز میں ایام حج تک ڈیرے ڈالے رہتے۔ رسول کریمؐ ان کے پاس جاتے اور ان کو اس امر کی دعوت دیتے کہ وہ رسول کریمؐ کی حفاظت کریں تاکہ آپ اپنے پروردگار کا پیغام ہر طرف پہنچا سکیں۔ آپ لوگوں کی منزلوں کا طواف کرتے اور ان سے کہتے اے لوگو اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔ ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے ہوتا اور کہتا جاتا ارے یہ شخص تمھارے آبائی دین کو تم سے چھڑانا چاہتا ہے۔

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ آپ بنی کندہ، بنی کلب، بنی حنیفہ، بنی عامر بن صعصعہ کے پاس گئے اور ان سے تبلیغ حق میں طالب امداد ہوئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا فرض کرو ہم تمھارے دین پر آجائیں۔ پھر اللہ تمھیں تمھارے دشمنوں پر فتح دے۔ تو کیا تمھارے بعد "حکومت" ہماری ہوگی۔ آپ نے فرمایا "اَلۡاَمۡرُ اِلَی اللّٰهِ يَضَعُهٗ حَيۡثُ يَشَآءُ (حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے دے) اس پر وہ کہنے لگے ہاں ہم تمھارے لیے عرب سے لڑیں پھر جب اللہ تمھیں کامیاب کردے تو حکومت ہمارے اغیار کے لیے ہو۔ جاؤ ہمیں تمھارے کام سے کوئی دلچسپی نہیں۔

جب بنی عامر فراغتِ حج کے بعد اپنے وطن پہنچے تو ان کے وطن میں ایک بزرگ تھا جو اس قدر مسن تھا کہ موسم حج میں شریک نہیں ہوسکتا تھا۔ جب لوگ حج سے واپس آتے تو ان سے وہاں کے واقعات، حالات اور خبریں سنتا تھا۔ اس مرتبہ بھی اس نے وہاں کی خبریں پوچھیں۔ انھوں نے کہا کہ قریش کا ایک جوان جو عبدالمطلب کی نسل سے تھا، ہمارے پاس آیا تھا۔ اس کو یہ خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔ اس نے چاہا کہ ہم اس کی حفاظت کریں اور اس کے کام کو سرانجام دینے کے لیے کھڑے ہوں اور اس کو لے کر اپنے شہروں میں آجائیں۔" یہ سن کر اس بزرگ نے اپنے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا آہ! کیا اب بھی تلافی

کی کوئی صورت ہے۔ قسم بخدا وہ جھوٹا نہیں اور جو کچھ اس نے کہا وہ حق کہا اور یقیناً تمہاری رائے اس کے بارے میں غلط ہے۔

واقدی نے روایت کی ہے کہ رسولِ کریمؐ قبیلۂ بنی عبس، بنی سلیم، بنی محارب، بنی فزارہ، بنی مرہ، بنی النضر، بنی عذرہ، بنی محارب کے پاس آئے لیکن یہ لوگ آپؐ کے ساتھ بہت بری طرح سے پیش آئے اور کہنے لگے " آپ کا قبیلہ آپ کا خاندان تو آپ سے خوب واقف تھا پھر اس نے آپؐ کی پیروی کیوں نہیں کی؛ عرب میں بنی حنیفہ (جو اہلِ یمامہ اور مسیلمہ کذاب کی قوم تھی) سے زیادہ بُرا رویہ آپؐ کے ساتھ کسی قبیلہ نے نہیں اختیار کیا اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ (شَرُّ قَبَائِلِ الْعَرَبِ بَنُوْحَنِیْفَہ) اور قبیلہ ثقیف بھی ایسا ہی تھا چنانچہ ان کے لیے بھی حدیث میں ہے " شَرُّ قبائل الْعَرب بنوحنیفہ و ثقیف " (یعنی قبائل عرب بدترین قبیلے بنو حنیفہ اور بنو ثقیف کے قبیلے ہیں)۔

پھر اسی طرح آپ ہر موسمِ حج میں دعوتِ حق دیتے رہے۔ فرماتے تھے " میں کسی کو کسی چیز پر مجبور نہیں کرتا جو میری دعوت کو خوشی سے قبول کرے بہتر ہے جو ناپسند کرے اس کو میں مجبور نہیں کرتا اور میں جو اپنی حفاظت چاہتا ہوں وہ صرف اس لیے کہ میں اپنے پروردگار کا پیغام لوگوں تک پہنچا دوں "۔ لیکن ان قبائل میں سے کسی نے بھی آپ کو دعوت کو قبول نہ کیا اور یہی کہتے رہے " خاندان والے اپنے آدمی کو خوب جانتے ہیں۔ کیا کوئی شخص ایسا ہے جو ہماری تو اصلاح کرنا چاہے اور اپنی قوم کو بگاڑ دے "۔

انصار کے اسلام کی ابتدا

جیسا کہ رسول کریمؐ کا دستور اور طریقہ تھا کہ ہر سال حج کے موقع پر آپ قبائل عرب کے سامنے اپنے " مقاصد " کا اظہار فرماتے تھے اسی طرح آپؐ نے ایک سال حج کے موقع پر مقام جمرۃ العقبہ " اوس " و " خزرج " کے قبیلے سے ملاقات کی۔ جس طرح اور عرب قبائل حج کرنے آتے تھے، یہ قبیلے بھی حج کرنے آئے تھے۔ یثرب کے یہ دونوں قبیلے عرب میں عظیم حیثیت اور اونچی شہرت کے مالک تھے۔ رسول کریمؐ نے ان لوگوں کو " انصار " کے لقب سے ملقب کیا کیونکہ آپ نے ان کی طرف ہجرت کی تھی اور ان لوگوں نے آپؐ کی حفاظت و نصرت کی تھی۔

بنی خزرج کے جن لوگوں سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی وہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ، عوف بن الحارث (جو عفراء کے بیٹوں کی حیثیت سے مشہور اور قبیلہ بنی نجار سے مربوط تھے)، رافع بن مالک بن العجلان، عامر بن عبد حارثہ (یہ دونوں بنی زریق قبیلہ سے تھے)، قطبہ بن عامر بن حدیدہ (قبیلہ بنی سلمہ کے افراد) عقبہ بن عامر بن نابی (قبیلہ بنی غنم سے) جابر بن عبداللہ بن رباب (بنی عبید سے) تھے۔ رسول کریمؐ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا۔ قرآن کی تلاوت کی۔ پھر ان کے سر قبولیتِ حق کے لیے اور دل اثر پذیری کے لیے جھک گئے۔

یہودی اوس و خزرج کے ساتھ مدینہ میں رہتے تھے۔ یہود اہلِ کتاب تھے اور اوس و خزرج صنم پرست اور مشرک تھے۔
اور جب بھی یہودیوں میں اور ان میں کوئی تنازعہ ہوتا یہودی کہتے کہ عنقریب ایک نبی آئے گا جن کے ہم پیرو ہوں گے۔ پھر
ان کی معیت میں ہم تم لوگوں کو عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے۔ اور ان کے علم میں آپؐ کے جو صفات تھے، ان کو بھی
بیان کرتے تھے۔

پھر جب یہ لوگ مدینہ واپس گئے اور اپنی قوم سے آپؐ کا ذکر کیا اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو ان میں سے
اکثر لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جب دوسرا سال حج کا آیا تو انصار میں سے بارہ آدمیوں نے آپ سے مقام عقبہ پر ملاقات کی
اور آپ کے ہاتھوں پر "بیعتِ نساء" کی اور اس بیعت کو 'بیعتِ نساء' اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ بیعت ان امور پر تھی جن کا ذکر قرآن
کے سورہ ممتحنہ میں خاص طور پر بیعت النسا کے سلسلہ میں ہوا ہے۔ آیت یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ
یُبَایِعْنَكَ عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ
وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ
فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔" (اے نبی جب تمہارے پاس ایمان دار عورتیں
تم سے اس بات پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ خدا کا کسی کو شریک نہیں بنائیں گی۔ چوری اور زنا نہیں کریں گی، اولاد کو قتل نہیں
کریں گی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کے سامنے کوئی بہتان گھڑیں گی۔ کسی نیک کام میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو تم ان سے بیعت لے
لو۔ ان کے لیے استغفار کرو اور اللہ بڑا بخشنے والا رحیم ہے)۔ اس بیعت کے مکمل ہونے کے بعد آپ نے مصعب بن عمیر بن ہاشم
کو ان لوگوں کے پاس مدینہ بھیجا تاکہ ان کو قرآن پڑھائیں، اصول اسلام کی تعلیم دیں اور اسی لیے مدینہ میں مصعب کا نام "مقری"
(پڑھانے والا) پڑ گیا تھا۔

مصعب کے ہاتھ پر سعد بن معاذ، اسید بن حضیر اسلام لائے اور سعد اپنی قوم کے عظیم سرداروں میں سے تھے۔ پھر
اسلام مدینہ میں پھیلتا گیا۔

جب سعد اسلام لے آئے تو بنی عبدالاشہل سے کہنے لگے کہ جب تک تم اسلام نہ لاؤ گے تمہارے مردوں اور تمہاری
عورتوں سے میرا سلام کلام حرام"۔ پھر وہ بھی اسلام لے آئے۔

سعد اسلام میں عظیم برکت بن کر آئے۔ غزوہ بدر میں آپ موجود تھے اُحد و خندق میں بھی آپ تھے۔ خندق میں آپ کے
تیر لگا تھا اور آپ ہی تھے جو بنی قریظہ پر حکم بنائے گئے تھے۔ ان کے برخلاف فیصلہ کرنے کے بعد حالت یہ تھی کہ خون آپ
کے جسم سے بہہ رہا تھا۔ رسول کریمؐ نے آپ کو بڑھ کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ خون منزلِ نبوت سے گذرتا ہوا زمین پر گر رہا تھا۔
ابوبکر آئے اور یہ حال دیکھا تو بے اختیار ان کی زبان پر "آہ کمر ٹوٹ گئی" کا فقرہ نکلا جس پر رسول کریمؐ نے فوراً چُپ کرا دیا۔ پھر
حضرت عمرؓ نے اس غمناک منظر پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا۔ جب رسول کریم ان کو دفن کر کے آ رہے تھے تو آنسو

کا سیلاب آپ کی ریشِ مبارک پر جاری تھا اور (لا فزالم میں) آپ ہاتھ سے داڑھی پکڑے ہوئے تھے۔

انصار کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جس میں مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نہ ہوں لیکن بنی امیہ بن زید، خطمہ، وائل، واقف، کہ ان کے گھروں میں نورِ اسلام نہیں پہنچا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں ابوقیس بن الاسلت مشہور شاعر اور قائد تھا۔ یہ سب اس کے اندھے پیرو اور فرماں بردار تھے۔ چونکہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اس لیے یہ لوگ بھی اس کی پیروی میں اسلام نہیں لائے یہاں تک کہ رسول کریم ہجرت فرما کے مدینہ ہوئے۔

عُقبہ ثانیہ

تمام انصار نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ وہ رسول کریمؐ سے ملاقات کریں گے اور یہ ملاقات پوشیدہ اور خفیہ ہوگی۔ جب حج کا موسم آیا تو تمام انصار اپنی قوم کے دوسرے کافروں کے ساتھ مکہ پہنچے۔ آپ کے پاس آئے اور وسط ایام تشریق (۹ ذی الحجہ سے ۳ ذی الحجہ تک) میں ملاقات کا وعدہ ہوا۔ جب ثلث شب گذر گئی تو یہ سب لوگ نکلے اور عقبہ پر جمع ہوئے ان لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حرام ابوجابر (جو اسی رات اسلام لائے تھے) بھی تھے۔ پھر رسول کریمؐ بھی تشریف لائے اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباسؓ بھی تھے۔

سب سے پہلے جناب عباسؓ نے گفتگو کا آغاز اس تقریر کے ساتھ کیا " اے گروہ خزرج تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ کس طرح ہمارے درمیان عزت و حفاظت کے ساتھ ہیں اور انھوں نے سوائے تمھارے اور سب کی مدد کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اگر تم لوگ دیکھو کہ تم یہ بوجھ اٹھا سکتے ہو اور ان کی حفاظت کر سکتے ہو تو تم ہو اور یہ محمدؐ ہیں لیکن اگر تم ان کو وقت آنے پر چھوڑ دینے کا خیال رکھتے ہو تو ابھی سے تم ان کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اپنی قوم میں عزت و حفاظت کے ساتھ رہ رہے ہیں۔"

یہ سن کر انصار نے کہا "جو کچھ آپ نے کہا ہم نے سنا اب یا رسول اللہ آپ کچھ فرمائیے اور اپنی ذات اور اپنے پروردگار کے متعلق جس طرح چاہتے ہیں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے تلاوت قرآنِ مجید کی۔ اسلام کی طرف رغبت دلائی اور فرمایا تم میری اسی طرح حفاظت کرو گے جس طرح اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہو۔

براء بن معرور اس رات مقام اخلاص اعلیٰ پر پہنچ گئے۔ جب انھوں نے رسول کریمؐ کا ہاتھ پکڑ کر کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسالت پر فائز کیا کہ جس طرح ہم اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح آپ کی بھی حفاظت کی جائے گی۔ یا رسول اللہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں اور ہم جنگی شہسوار ہیں۔ ابوالہیثم بول اٹھے یا رسول ہمارے اور کچھ دوسرے قبیلوں کے درمیان کچھ معاہدے ہیں جن کو ہمیں قطع کرنا پڑے گا (یعنی یہودیوں سے لڑنا پڑے گا) پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اللہ کامیاب

کہے تو آپ اپنی قوم کے پاس چلے جائیں اور ہمیں چھوڑ دیں۔" یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا خون۔خون ، خون مباح خون مباح۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔ جس سے تمہاری صلح اس سے ہماری صلح جس سے تمہاری جنگ اس سے ہماری جنگ!

اس رات ستر مردوں اور دو عورتوں نے بیعت کی۔ وہ دو عورتیں نسیبہ بنت کعب ، ام عمارہ اور اسماء بنت عمرو بن عدی تھیں جو قبیلہ بنی سلمہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

پھر آپ نے ان میں سے بارہ نقیب چن لیے ۹ خزرج سے اور ۳ اوس سے اور ان سے کہا تم لوگ اپنی اپنی قوم کے اسی طرح ذمہ دار ہو جس طرح جناب عیسیٰ کے حواری ذمہ دار تھے اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں۔

یہ حضرات رسول کریمؐ کی جانب سے اپنی قوم کے نقیب بنے تھے۔

(۱) سعد بن عبادہ (۲) اسعد بن زرارہ (۳) سعد بن الربیع (۴) سعد بن خیثمہ (۵) المنذر بن عمرو۔ (۶) عبداللہ بن رواحہ (۷) البراء بن معرور (۸) ابو الہیثم بن التیہان (۹) اسید بن حضیر (۱۰) عبداللہ بن عمرو بن حرام (۱۱) عبادہ بن الصامت (۱۲) رافع بن مالک بن العجلان۔

ایک روایت میں ہے کہ ان نقیبوں کے نقیب اسعد بن زرارہ بنائے گئے تھے۔

جب یہ انصار آپ کی بیعت کر چکے تو مدینہ واپس چلے گئے۔ انصار ذی الحجہ میں آئے تھے۔

رسول کریمؐ نے مکہ میں ذی الحجہ، محرم، صفر گذارا اور ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

جب قریش کو انصار کے اسلام کی خبر ملی تو مکہ کے مسلمانوں پر اور سختیاں کرنا شروع کی۔ جب مصائب انتہا کو پہنچ گئے تو رسول کریمؐ نے ہجرت مدینہ کا حکم دیا اور مسلمانوں نے ہجرت کرنا شروع کی یہاں تک کہ مکہ میں سوائے حضرت علیؑ بن ابی طالب اور ابوبکرؓ بن قحافہ کے کوئی نہیں رہ گیا۔ یہ دونوں بانتظارِ اجازت میں وہیں مقیم رہے۔

انصار کا اسلام نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ تاریخِ عالم میں ایک عظیم حیثیت کا حامل ہے۔

قتل کی سازش

قریش کے مظالم کے اضافہ کے ساتھ ساتھ ہجرت کا جذبہ بھی بڑھتا گیا۔ مسلمانوں میں کچھ لوگ حبشہ کی طرف چلے گئے اور باقی ماندہ آپؐ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جب قریش کو معلوم ہوا کہ اصحاب رسولؐ پے در پے مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے ہیں اور یہ کہ آپؐ کے انصار و شیعہ ان کے علاوہ اور بھی پیدا ہو رہے ہیں تو ان سب نے "دار الندوہ" مجلس مشاورت قائم کی۔ دار الندوہ (قصی بن کلاب کا گھر تھا) وہاں آپ کے محبوس کرنے یا جان سے مار دینے کے منصوبے پر غور کیا گیا۔ پھر اس پر سب کا اتفاق ہوا کہ ہر قبیلہ سے ایک مضبوط جوان چن لیا جائے، پھر سب مل کر آپ کو قتل کریں تاکہ آپ کے خون میں تمام قبائل شریک ہو جائیں اور بنی عبد مناف میں اتنی قوت نہیں کہ وہ سب سے بدلے لے سکیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ رائے ابو جہل کی تھی اور جہاں بھی رسول کریمؐ کے خلاف کوئی مشورہ ہو، سازش ہو، ابو جہل اور ابولہب کا نام وہاں ضرور ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو عداوتِ نبیؐ کے سوا کوئی کام ہی نہ تھا۔

اس رات جب سب آپ کے قتل پر آمادہ و مستعد ہو گئے تو جبریل اترے اور اُنھوں نے کہا آج رات کسی اور کو اپنے بستر خواب پر سلائیے۔

جب رات کا ایک تہائی حصہ گذر گیا تو کفار آپ کے دروازے پر جمع ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ کب آپ سوئیں، اور ہم حملہ کریں۔ ادھر آپ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو۔ میرے بعد تم میری جانشینی کرنا اور ان امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دینا۔"

حضرت علی نے تعمیلِ حکم کی۔ آپ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے مرضی رب کے لیے اپنے نفس کو راہِ خدا میں فروخت کر دیا اور اپنی ذات کو موت کے منہ میں ڈال کر رسولِ کریم کی ذات کو بچا لیا۔

یہاں پر یہ کہنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ استاذ مرحوم ہیکل کی یہ عادت ہے کہ وہ رسولِ کریمؐ کے دشمنوں کی فراست و ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔ اور لطف یہ ہے کہ اس کتاب کا حوالہ بھی نہیں دیتے جس سے وہ غیر تحقیقی شے پیش کرنے کی کوشش چنانچہ اپنی کتاب "محمدؐ" میں ابو جہل کے متعلق موشگافی کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کہ اس کی ذہانت کی شہرت اس قدر ہو گئی تھی کہ ▪ تیس ہی سال کی عمر میں "دار الندوہ" میں داخل ہو گیا تھا حالانکہ چالیس سال سے کم عمر کا کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ چالیس سال کی قید غیر قرشی کے لیے تھی تاکہ قرشی اور غیر قرشی کا امتیاز ظاہر ہو سکے اور یہ جو ابو جہل چالیس سال سے پہلے ہی دار الندوہ میں داخل ہو گیا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ بہت ذہین، فطین، عقلمند تھا بلکہ اس لیے کہ ▪ قرشی تھا۔

قرآن

ابن عباس سے روایت ہے کہ تمام قرآن آسمانِ دنیا پر شب قدر میں نازل ہو گیا۔ پھر وہاں سے بتدریج بیس سال تک اترتا رہا۔ مدینہ میں بالاتفاق آپ کا قیام دس سال تک رہا لیکن اعلان نبوت کے بعد مکہ میں آپ کا قیام علی المشہور تیرہ سال رہا ہے کیونکہ چالیس سال کی عمر سے آپ پر وحی ہوئی اور انتقال کے وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال کی تھی۔ اس لحاظ سے دونوں جگہ کی مذکورہ مدت درست معلوم ہوتی ہے۔

قرآن کے آیات میں بعض مکی ہیں بعض مدنی۔ جو آیات ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئے وہ مکی ہیں اور جو آیات ہجرت کے بعد اترے خواہ مدینہ میں اترے ہوں یا مدینہ کے علاوہ کسی اور جگہ حتیٰ کہ مکہ اور عرفہ میں بھی آیات نازل ہوئے، وہ بھی مدنی کہلائیں گے۔

اللہ اور رسول کریم کے درمیان سفارت کے فرائض حضرت جبریل نے ادا کیے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے "نَزَّلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ (یہ قرآن وہ ہے) جس کو لے کر روح الامین تمہارے قلب پر اترتے ہیں تاکہ تم ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ۔) دوسری جگہ ہے: إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (بے شک یہ امر حق ایک معزز فرشتے (جبریل) کی زبان کا پیغام ہے جو صاحب عرش کی بارگاہ میں بلند مرتبہ ہے۔ وہاں سب فرشتوں کا سردار و امانت دار ہے)۔

خداوند عالم نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن کے ایک سورے کا جواب لے آؤ مگر وہ جواب لانے سے قاصر رہے۔ قرآن رسول کریم کا قیامت تک کے لیے لافانی معجزہ ہے جس میں علوم کثیرہ، قصص صادقہ اور عارفانہ احکام موجود ہیں۔ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا اور قریش عرب کا فکری اور عمرانی لب لباب تھے۔ قرآن کے بہت سے نام ہیں ۱۔ فرقان، تنزیل، الحدیث وغیرہ وغیرہ۔ قرآن کے معنی قراءت کے ہیں۔ ابن عباس کا قول ہے کہ "قرآن اور قراءت کا ایک ہی مفہوم ہے۔"

قرآن ۱۱۴ سورتوں پر مشتمل ہے۔ سب سے لمبا سورہ سورہ بقرہ ہے۔ مکہ میں بیاسی سورے نازل ہوئے۔ باقی مدینہ میں نازل ہوئے۔ سب سے پہلے اقراء باسم ربک الذی خلق، پھر سورہ نون پھر سورہ قلم پھر والضحیٰ، یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر، فاتحۃ الکتاب، تبت یدا، اذا الشمس کورت، سبح اسم ربک الاعلیٰ، واللیل اذا یغشیٰ، والفجر، الم نشرح لک صدرک، رحمٰن، والعصر، انا اعطیناک الکوثر، الھاکم التکاثر، ارایت الذی یکذب بالدین، الم ترکیف،

والنجم اذھوی ، عبس وتولی ، إنا انزلناہ فی لیلۃ القدر ، والشمس وضحاھا ، والسماء ذات البروج ، والتین والزیتون ، لایلاف قریش ، القارعۃ ، لا اقسم بیوم القیامت ، ویل لکل ھمزۃ ، والمرسلات عرفا ، قٓ والقرآن المجید ، لا اقسم بھذا البلد ، والسماء والطارق ، اقتربت الساعۃ ، ص والقرآن ذی الذکر ، الاعراف ، الجن ، یٰسٓ ، تبارک الذی نزل الفرقان ، حمد الملائکۃ ، مریم ، طٰہٰ ، طسم الشعراء ، طس النمل ، طسم القصص ، بنی اسرائیل ، یونس ، ھود ، یوسف ، الحجر ، الانعام ، الصافات ، لقمان ، المومن ، حم السجدہ ، حم عسق ، الزخرف ، سبا ، تنزیل الزمر ، حم الشوری ، الاحقاف ، والذاریات ، ھل اتاک حدیث الغاشیہ ، الکھف ، النحل ، انا ارسلنا نوحاً ، ابراھیم ، اقترب للناس حسابھم ، قد افلح المومنین ، الرعد ، الطور ، تبارک الذی بیدہ الملک ، الحاقہ ، سأل سائل ، عم یتساءلون ، والنازعات غرقا ، اذا السماء انفطرت ، الروم ، العنکبوت۔

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قرآن نجماً نجماً نازل ہوا اور سورہ سورہ کرکے نازل نہیں ہوا۔ جس سورے کے ابتدائی آیات مکہ میں نازل ہوئے خواہ اس کا اختتام مدینہ میں ہوا ہو اس کو ہم نے مکی قرار دیا ہے۔ اسی طرح مدنی سوروں میں بھی اس چیز کو ملحوظ رکھا ہے۔ ایک سورہ کی دوسری سورہ سے انفصال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ذریعہ معلوم ہوتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلا سورہ ختم ہوا اور دوسرا سورہ شروع ہوا۔

مدینہ کی طرف

(۱۲ ربیع الاول ۶۲۲ء)

وہ چشم براہ تھے کہ رسول کریمؐ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے نکلے اور سورہ یٰسین کی آیت فاغشیناھم فھم لا یبصرون پڑھتے ہوئے نکل گئے۔ وہ لوگ آپ کو نہ دیکھ سکے جب وہ اپنی مدہوشی سے چونکے تو انھوں نے بہ غور دیکھا تو دیکھا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب سو رہے ہیں اور وہ محمد مصطفیٰؐ سمجھتے ہوئے حضرت علیؓ کی نگرانی کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ جب صبح ہوئی اور حضرت علیؓ اٹھے تو انھوں نے پوچھا کہ تمھارا ساتھی کہاں ہے۔ آپ نے کہا مجھے کیا معلوم یہ سن کر وہ سمجھ گئے کہ رسول کریمؐ نکل گئے۔ حضرت علیؓ مکہ ہی میں مقیم رہے یہاں تک کہ آپ نے وہ سب امانتیں ادا کر دیں جو رسول کریمؐ آپ کو سونپ گئے تھے۔ ادھر رسول کریمؐ ابوبکرؓ کے گھر گئے اور ان کو خدا کے حکم ہجرت سے مطلع کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا یارسول اللہ کیا میری ہمراہی مراد ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ افراط مسرت سے ابوبکرؓ رونے لگے۔

پھر عبداللہ بن اریقط الدیلی کو جو مشرک تھا۔ رہبری کے لیے اجرت پر ساتھ لیا تاکہ وہ مدینہ تک رہنمائی کرے اور عام شاہراہ سے ہٹ کر چلے۔ رسول کریمؐ کے اس سفر سے سوائے حضرت علیؓ اور ابوبکرؓ کے کوئی واقف نہ تھا۔ آپ مکہ سے یکم ربیع الاول پنجشنبہ کو چلے اور مدینہ بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن پہنچے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۵۳ سال کی تھی۔ اس وقت ۲۸ جون ۶۲۲ء تھا۔

روایت ہے کہ جس وقت آپ مکے سے نکل رہے تھے تو یہ کلمات آپ کی زبان پر جاری تھے "بارالٰہا یہ لوگ مجھے میرے محبوب وطن سے نکال رہے ہیں۔ اب جو مقام تجھے سب سے زیادہ پسند ہو وہاں میری اقامت کا انتظام کرنا۔" (اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے) بعثت کے بعد مکہ میں آپ کی سکونت کل تیرہ سال رہی۔

پھر رسول کریمؐ اور ابوبکرؓ اس غار ثور کے پاس آئے جو مکہ سے ۳ میل کے فاصلے پر جنوب غربی میں واقع ہے۔ ابوبکرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو تو مکہ بھیجا تاکہ وہ سن گن لیں اور رات کو یہاں آکر سب خیر خبر بتائیں اور عامر بن فہیرہ سے کہا کہ وہ دن میں تو بھیڑیں چرائے مگر رات کو لے آئے تاکہ اس کا دودھ پیا جا سکے۔ جناب اسماء کھانا غار میں پہنچاتی تھیں۔ تین دن بھر غار میں آپ کا قیام رہا۔ جب قریش نے آپ کو غائب دیکھا تو تعاقب کیا اور ایک قیافہ شناس بھی ساتھ لیا تاکہ وہ نقش قدم دیکھتا ہوا جائے مگر جب وہ قیافہ شناس غار پر پہنچا تو اس نے کہا یہاں سے نقش قدم کا سراغ نہیں ملتا اور غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تان دیا تھا اور دروازہ پر کبوتروں نے گھونسلا بنایا تھا۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا اس کے پیچھے کیا ہو سکتا ہے۔

قریش نے اس شخص کو سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا تھا جو آپ کو واپس لے آئے۔ جب تین راتیں گذر گئیں اور لوگوں کے جوش وخروش میں کمی ہوگئی تو وہ رہبر دو اونٹ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔ رسول کریمؐ نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ کو اپنے لیے منتخب کیا اور اس کی قیمت ابو بکر کو ادا کردی تاکہ اس ہجرت میں اپنے نفس اور مال کے سوا کسی اور کی شرکت نہ ہو اور ہجرت کا مکمل ثواب آپ کو حاصل ہو۔ پھر آپ اپنے ناقہ پر سوار ہوئے اور ابو بکر دوسرے ناقہ پر اور عامر بن فہیرکو ابو بکر نے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ اسماء نے راستے کے لیے توشہ تیار کیا اور اپنی اوڑھنی پھاڑ کر اس توشہ دان کو اس سے باندھ دیا۔ اسی لیے آپؓ کو "ذات النطاقینؓ" کہا جانے لگا (یعنی دو اوڑھنی والی) ابو بکرؓ نے اپنا سارا زر نقد جو چھ ہزار درہم کی صورت میں تھا، ساتھ لے لیا تھا۔

اس وقت نہ رسول کریمؐ ہی کے پاس ہتھیار تھے اور نہ ابو بکر ہی مسلح تھے۔ راستہ میں سراقہ بن مالک بن جُعشم کی نظر آپ پر پڑی۔ اس نے پیچھا کیا اور دونوں کو لوٹنا چاہا۔ رسولِ کریمؐ نے بد دُعا کی۔ اس کے گھوڑے کے پیر زمین میں دھنس گئے سراقہ نے کہا اے محمدؐ آپ دُعا کیجئے تاکہ میں اس مصیبت سے نجات پاؤں۔ میں آپ کے پاس سے پلٹ جاؤں گا۔ آپ نے دعا کی۔ اس کا گھوڑا رہا ہوگیا مگر اس نے پھر پیچھا کیا۔ آپ نے پھر بددعا کی اور اب کی مرتبہ اس کے گھوڑے کے پیر اور سختی سے دھنس گئے اس نے پھر آپ سے خلاصی کی استدعا کی۔ آپ نے پھر دعا فرمائی اور اس کا گھوڑا رہا ہوگیا، اور اس نے یہ عہد کیا کہ نہ تو وہ آپؐ سے لڑے گا اور نہ کسی کو بتائے گا اور تین راتوں تک آپؐ کے معاملے کو چھپائے رکھے گا۔ پھر سراقہ پلٹ گیا اور وہ لوگ جو آپ کی تلاش میں سرگرداں تھے ان کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ وہ لوگ یہاں کہاں۔

رسول کریمؐ اپنے وطن مالوف مکے کے چھوڑنے پر مجبور ہوئے کیونکہ آپ کی قوم نے آپ سے تمسخر کیا۔ آپ کی دعوت حق کو ٹھکرایا، قدیم آبائی عقیدے سے چپٹے رہے۔ انھوں نے اپنی عقلوں سے کام نہیں لیا اور اس امر کا اعتراف نہیں کیا کہ اللہ کے سوا کسی بت کی عبادت کرنا کفر ہے۔ پھر کفر کے بعد کون سا گناہ رہ جاتا ہے اور شرک سے بڑی کون سی گمراہی رہ جاتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے "کہ اللہ نہیں بخشے گا شرک کو، اس کے سوا ہر گناہ وہ بخش سکتا ہے" (اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ)۔

رسول کریمؐ مکہ چھوڑ رہے تھے اور آپ کا دل اپنی قوم کی جدائی پر اندوہناک تھا۔ آپ نے ان کی سختیوں پر صبر کیا اور طویل عرصہ تک آپ ان کا صبر و تحمل کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے (آخر کب تک) پھر ان کو اس نور تاباں، علم بے پایاں، ہمت بلند، نفس ارجمند، روح مطہر، مقناطیسی شخصیت نے چھوڑ دیا جس کا چہرہ ابتسام جمیل و اخلاص لطیف کی کرنوں سے منور

۱؎ مولف "ذات النطاقین" کی پوری وجہ بتانے سے قاصر رہے۔ سارا واقعہ یوں ہوا ہے کہ اسماء نے اوڑھنی کا ایک ٹکڑا لے کر تو اس سے طعام سفر باندھا اور پھر اوڑھنی کا "دوسرا" ٹکڑا کام اور اس سے مشکیزے کے منہ کو بند کردیا۔ چونکہ آپ نے اوڑھنی کے دو ٹکڑے کیے تھے اس لیے آپ کو ذات النطاقین یعنی دو اوڑھنی والی کہا جانے لگا (اجتہادی)

تھا اور جس کا دہن اقدس ماینطق عن الھوی سے سر بمہر تھا ان کو چھوڑ دیا۔ اس رسول نے جو امین تھا۔ اس ہادی نے جو صراط مستقیم کی رہبری کر رہا تھا اس مبلغ نے جو خدائے دوجہان کے پیغامات سنانے آیا تھا۔ اگر قریش اس کی حقیقت سے واقف ہوجاتے اور تعصب سے اپنے کو آزاد کر لیتے تو اس شجرہ طیبہ سے جدا نہ ہوتے۔ اس کے دامن کرم سے لپٹے رہتے۔ اس کے بحر علم و حکمت سے جرعہ کشی کرتے۔ اس کی ہدایت سے آراستہ، اس کے اخلاق سے پیراستہ ہو کر دین و دنیا کی نعمتوں سے شادکام ہوتے۔

رسول کریمؐ نے اپنی ہجرت سے مکہ کو اتھاہ تاریکیوں میں چھوڑ دیا اور جب مدینے پہنچے تو اس کے اطراف ہدایت کے انوار سے جگمگا اٹھے۔ لوگ جوق در جوق آپ کے استقبال اور مشاہدہ جمال جہاں آرا کے لیے بیتابانہ نکلے۔ انھوں نے آپ سے اخذ برکت، مہمانداری اور حصول حکمت کا ارادہ کیا۔ ان کے شعور نے اس نور کو جس انداز سے دیکھا وہ ان کے اس جملے سے ظاہر ہوتا ہے: طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا (ہم پر چاند نکلا)۔

نزولِ اجلال

مدینہ میں

ربیع الاول بروز دوشنبہ قریب وقت ظہر سرکار رسالت کا مدینے میں نزول اجلال ہوا۔ آپ منزل قبا پر کلثوم بن الہدم (جو قبیلہ اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف کے شیخ تھے)، کے پاس قیام پذیر ہوئے "قبا" مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر جنوب میں ایک سرسبز و شاداب قریہ ہے جہاں انگور، کھجور، انجیر و انار کے باغات ہیں۔ آپ وہاں دوشنبہ، منگل بدھ، جمعرات تک مقیم رہے۔ مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ آپ کے پہنچنے کے بعد حضرت علی مع فاطمہ بنت محمدؐ، ام ایمن اور آپ کے صاحبزادے ایمن اور کمزور مسلمانوں کی ایک جمعیت کے ساتھ ان تمام امانتوں کو ادا کر کے جو رسول کریمؐ آپ کو تفویض کر گئے تھے، نزول فرمائے مدینہ ہوئے اور آپ بھی رسولِ کریمؐ کی پیروی میں کلثوم بن الہدم کے گھر اترے۔ آپؑ کا انداز سفر یہ تھا کہ رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو کسی مقام پر پوشیدہ ہو جاتے۔ چلتے چلتے آپ کے پیروں کا یہ حال ہو گیا تھا کہ اس میں سے مسلسل خون بہتا جاتا تھا۔ جب رسول کریمؐ نے آپؑ کو دیکھا تو بے تابانہ آگے بڑھے اور گلے لگایا اور خوب روئے۔ پھر آپؐ نے لعاب دہن لے کر آپ کے پیروں پر لگایا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ کو پیروں کی کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

پھر رسول کریمؐ جمعہ کے دن مدینہ کے ارادے سے سوار ہوئے اور بنی سالم میں آپ نے جا کر اس مسجد میں نماز پڑھائی جو وادی کے اندر تھی۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مسلمانوں کی تعداد سو تھی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو مدینہ میں ہوا اور پہلا خطبہ تھا جو اسلام

سلہ ملاحظہ ہو خطبہ (۲) بہ عنوان "دعوت حق"

کے بارے میں آپ نے وہاں دیا۔ پھر آپ ناقہ قصوی پر سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف بڑھے۔ آپ نے اس کی لگام چھوڑ دی وہ ناقہ جن انصاری کے گھر کے آگے سے گذرتا وہ یہی کہتا یا رسول اللہ یہاں قوت، ثروت، حفاظت کے سامان میں تشریف لائیے اور پھر وہ ناقہ کے راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے۔ رسول کہتے کہ اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے محکوم ہے۔ یہاں تک کہ وہ ناقہ اس جگہ بیٹھ گیا جہاں (آج کل) مسجد ہے اور یہ جگہ کھجوروں کے خشک کرنے کی جگہ تھی جو دو یتیم لڑکوں (سہل وسہیل) کی ملکیت میں تھی۔ جب ناقہ اس جگہ بیٹھ گیا تو آپ اس سے اترے نہیں۔ پھر وہ اٹھی اور کچھ دور چلی۔ پھر وہ پیچھے ہٹی اور اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی اور اپنی گردن وہاں رکھ دی۔ پھر رسول کریمؐ اس ناقہ پر سے اتر آئے۔ ابوایوب آگے بڑھے اور آپ کا کجاوہ اتار کر گھر لے گئے۔ پھر رسول کریمؐ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ آپ آپ کے حجرے اور مسجد تیار ہو گئی۔ رسول کریمؐ نے اس زمین کے مالک ان دو لڑکوں کو بلایا اور ان سے زمین کی قیمت معلوم کی تاکہ آپ وہاں مسجد بنا سکیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم آپ کو ہبہ کرتے ہیں۔ آپ نے کہا میں اس طرح نہیں لوں گا۔ پھر آپ نے دس دینار طلائی پاس زمین کو خرید لیا۔ پھر وہاں مسجد بنائی۔ تعمیر مسجد میں آپؐ نے بہ نفس نفیس حصہ لیا۔ دوسروں کے ساتھ آپ بھی اینٹیں اٹھاتے تھے۔ آپ اینٹیں اٹھاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے:۔

ھذا الحمال لاحمال خیبر!	بار ہے تو یہ بار ہے، نہ کہ خیبر کا بار
ھذا البر ربنا واطھرا	اے ہمارے پروردگار یہ بار اس بار سے زائد پاکیزہ و بہتر ہے
ان الاجر اجر الآخرۃ	اجر ہے تو آخرت کا اجر
فارحم الانصار والمھاجرہ	اے اللہ انصار و مہاجرین پر رحم کرنا

پھر رسول کریمؐ نے یہود سے صلح فرمائی۔ آپ کے اور ان کے درمیان ایک صلحنامہ مرتب کیا گیا (جو آگے مذکور ہے)۔

تعمیر مسجد کی تکمیل سے قبل ہی سعد بن زرارہ حلق میں درد سے انتقال کر گئے۔ آپ بنی نجار کے نقیب تھے۔ بنی نجار نے آپؐ کی جگہ نقیب کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا اب میں تم لوگوں کا نقیب ہوں اور آپ کے علاوہ کسی کو بھی ان کا نقیب نہیں بنایا (یہ امر سعد کے مناقب میں سے ہے)۔

رسول کریمؐ تعمیرِ مسجد میں ربیع الاول سے لے کر صفر تک مصروف رہے۔ یہ مسجد کشادہ تھی۔ دیواریں اینٹوں کی تھیں۔ نیو پتھر کی تھی۔ چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔ نہ اس میں کسی قسم کا نقش ونگار تھا اور نہ ہی منبر۔ آپ ابتداء میں خطبہ بغیر منبر کے دیا کرتے تھے۔

آپ کے آنے سے اہلِ مدینہ کو بے پناہ مسرت وخوشی حاصل ہوئی اور انتہائی سرخوشی کے ساتھ آپ کا استقبال ہوا۔ پردہ دار لڑکیاں بالائے بام چڑھ گئیں تاکہ آپ کے جمالِ جہاں آرا سے چشم وقلب کو شادکام کریں۔ حضرت عائشہ ناقل ہیں کہ جب رسول مدینے پہنچے تو عورتیں لڑکے بچے زور زور سے کہہ رہے تھے: طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا (ہم پر چاند نکلا)۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ دوشنبہ ہی کے دن رسولِ کریمؐ پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کے دن آپ مبعوث برسالت ہوئے۔ دوشنبہ ہی کے دن آپ نے حجرِ اسود اٹھایا۔ دوشنبہ ہی کے دن آپ کا انتقال ہوا، اور دوشنبہ ہی کے دن آپؐ مدینے پہنچے۔

اسلام میں تاریخ کی ابتدا ہجرت رسول کریمؐ سے کی گئی اور سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے (حضرت علی کی رائے کو تسلیم کرتے ہوئے) ۱۷ھ ہجری کو سن ہجرت کی بنیاد ڈالی لیکن یہ ضرور ہے کہ تاریخ ہجری ہجرت سے دو مہینے قبل سے شمار کی گئی کیونکہ انھوں نے تاریخ ہجرت کی ابتدا اس سال کے محرم سے کی حالانکہ رسولِ کریمؐ اس زمانہ میں مکّہ ہی میں مقیم تھے اور ہجرت ربیع الاوّل میں ہوئی ہے۔

قرآن میں ذکرِ ہجرت

ارشادِ خداوندی ہے، اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا " (اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو اللہ اس کی مدد کرے گا۔ اس نے اپنے رسول کی اس وقت مدد کی جب کفار مکہ نے اسے گھر سے باہر نکال دیا تھا، اس وقت دو آدمی تھے۔ دو میں دوسرے (رسول) تھے۔ وہ دونوں غارِ (ثور) میں تھے اور رسول اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے) اس سے مقصود یہ تھا کہ اللہ اصحاب رسول کو بتانا چاہتا تھا کہ اللہ دشمنانِ دین کے مقابلہ پر اپنے رسولؐ کی مدد کا ضامن و مددگار ہے خواہ اس کی مدد کریں یا نہ کریں" اذ یقول لصاحبہ "جب رسول کریمؐ اپنے ساتھی حضرت ابوبکرؓ سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو۔ چونکہ ابوبکرؓ کو دشمن کی تلاش سے یہ خوف ہوگیا تھا کہ کہیں ان کو ان کی جگہ کا پتہ نہ مل جائے، اس لیے وہ غمگین تھے اس پر رسولؐ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ ہماری مدد کرے گا۔ مشرکین کو ہمارا علم نہ ہو سکے گا۔ وہ ہم تک نہ پہونچ سکیں گے اور اللہ نے دشمن کے مقابلہ پر اپنے رسولؐ کی مدد کی حالانکہ وہ اس خوف و قلت تعداد کے عالم میں تھے۔

رسولِ کریم کا یہود سے معاہدہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک عہدنامہ تحریر کیا تھا جس میں ان سے مصالحت و معاہدہ کیا گیا تھا اور جس کی رو سے ان کو ان کے دین و دولت پر علی حالہ باقی رکھا گیا تھا۔ ان پر کچھ شرائط عائد کیے گئے اور کچھ شرائط ان کے لیے قائم کیے گئے تھے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ تحریر نبی خدا محمدؐ کی جانب سے قریش و یثرب کے مومنین و مسلمین کے لیے ہے جو لوگ کہ ان کی پیروی کریں گے اور ان سے ملحق ہوں گے ان کے ساتھ جہاد کریں گے۔ وہ سب دوسروں کے مقابلہ پر ایک قوم شمار ہوں گے۔

- مہاجرین قریش اپنی اسی حالت (اسلام) پر رہیں گے اور ایک دوسرے کے شریک رہیں گے۔ وہ اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور کے ساتھ دیتے رہیں گے۔
- بنی عوف۔ اپنی اسی حالت پر رہیں گے اپنے پچھلے تاوانوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے شریک رہیں گے اور ان کا ہر طائفہ اپنے اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور کے ساتھ دیتا رہے گا۔
- بنی ساعدہ - اپنی اسی حالت پر رہیں گے اور اپنے پچھلے تاوانوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے شریک رہیں گے اور ان کا ہر طائفہ اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور کے ساتھ دیتا رہے گا۔
- بنی حارث: اپنی اسی حالت پر رہیں گے اور اپنے پچھلے تاوانوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے شریک رہیں اور ان ہر طائفہ اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور سے دیتا رہے گا۔
- بنی جشم۔ اپنی اسی حالت پر رہیں گے اور اپنے پچھلے تاوانوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے شریک رہیں گے اور ان کا ہر طائفہ اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور کے ساتھ دیتا رہے گا۔
- بنی نجار۔ اپنی اسی حالت پر رہیں گے اور اپنے پچھلے تاوانوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے شریک رہیں گے اور ان کا ہر طائفہ اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور کے ساتھ دیتا رہے گا۔
- بنی عمرو بن عوف۔ اپنی اسی حالت پر رہیں گے اور اپنے پچھلے تاوانوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے شریک رہیں گے اور ان کا ہر طائفہ اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور کے ساتھ دیتا رہے گا۔
- بنی بنیت۔ اپنی اسی حالت پر رہیں گے اور اپنے پچھلے تاوانوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے شریک رہیں گے اور ان ہر طائفہ اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور کے ساتھ دیتا رہے گا۔

- اپنی اسی حالت پر رہیں گے اور اپنے پچھلے تاوانوں کی ادائیگی میں ایک دوسرے کے شریک رہیں گے اور ان کا ہر طائفہ اپنے قیدی کا فدیہ مومنین کے درمیان انصاف و دستور کے ساتھ دیتا رہے گا۔
- اور مومنین کسی ایسے مقتول کو جس کا قاتل نامعلوم ہو فدیہ یا خون بہا دیے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔
- مومنین میں سے جو ظلم کرے گا یا ظلم و جرم، سرکشی و فساد سے کچھ حاصل کرے گا تو سب لوگوں کا اس پر ہاتھ رہے گا یعنی سب اس کو پکڑیں گے۔ خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا کیوں نہ ہو۔
- کافر کے لیے مومن کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ کافر کی مومن کے مقابلہ پر مدد کی جائے گی۔
- اللہ کا عہد ایک ہوگا جس میں ان کا معمولی آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے، مومنین دوسروں کے مقابلہ پر ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔ یہودیوں میں سے جو ہمارا اتباع کرے گا، اس کی مدد کی جائے گی اور اس کے ساتھ مساوات برتی جائے گی، ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی جائے گی۔ مومنین کی صلح ایک تصور ہوگی ایک مومن دوسرے مومن کے مقابلہ پر فی سبیل اللہ جنگ میں صلح نہیں کرے گا مگر عدل و برابری کے ساتھ۔
- مومنین جو فی سبیل اللہ خون بہا پائیں گے اس میں ایک دوسرے کو مساوات کے ساتھ دیں گے۔
- مومنین بہترین ہدایت اور صراط مستقیم پر رہیں گے۔
- کوئی مشرک قریش کے مال و جان کو پناہ نہیں دے اور نہ ان کے لیے کسی مومن کے مقابلہ پر آئے گا۔
- اور جو کوئی کسی مومن کو گواہوں کے سامنے قتل کردے گا وہ کھینچ کر لایا جائے گا یہاں تک کہ مقتول کے ورثہ راضی ہو جائیں
- تمام مومنین اس پر متفق ہیں اور ان کے لیے سوائے اس عہدنامہ پر قائم رہنے کے اور کچھ روا نہیں ہے اور جو مومن کہ اس عہدنامہ کا اقرار کرتا ہو اور اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی محدث (خلاف سنت نئی بات کہنے والے کی) مدد کرے یا اس کو پناہ دے اور جو اس کی مدد کرے گا اور پناہ دے گا اس پر اللہ کی لعنت اور غضب قیامت تک رہے گا اور اس سے درست و نادرست کوئی چیز نہیں لی جائے گی۔
- اور تم لوگوں میں جب بھی کوئی اختلاف ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔
- مومنین جب جنگ کریں گے تو یہود ان کا ساتھ دیں گے اور بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم سمجھے جائیں گے۔ یہودیوں کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین ہوگا۔ یہی حال ان کے دوستوں اور عزیزوں کا ہوگا مگر ان میں سے جو ظلم کرے گا اور مرتکب جرم ہوگا تو اس کی خمیازہ کشی اس پر اور اس کے گھر والوں کے ذمہ ہوگی۔
- بنی نجار، بنی حارث، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی اوس، بنی ثعلبہ کے یہودیوں سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو بنی عوف کے یہودیوں کے ساتھ ہوگا مگر جو ظالم اور مجرم ہوگا، اس کی پاداش وہ اور اس کے گھر والے بھگتیں گے۔

- بنی ثعلبہ کی شاخوں کی حیثیت بنی ثعلبہ کی طرح ہوگی۔ بنی شطنہ کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو بنی عوف کے ساتھ۔ اور یہ سب تعلق خیر کے ساتھ ہے، گناہ کے ساتھ نہیں۔ بنی ثعلبہ کے دوست بنی ثعلبہ کے مانند سمجھے جائیں گے۔
- یہودیوں کے اہل وعیال یہودیوں کی طرح سمجھے جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی بغیر محمدؐ کی اجازت کے نہیں نکلے گا۔ وہ زخم کا بدلہ لینے سے نہیں رکیں گے۔ اور جو اچانک کسی پر حملہ کرے تو وہ اس کے اور اس کے گھر والوں کا عمل تصور ہوگا مگر مظلوم اس سے مستثنیٰ ہے اور اللہ اس پر رضامند ہے۔
- یہودیوں پر یہودیوں کا نفقہ اور مسلمانوں پر مسلمانوں کا نفقہ لازم ہوگا اور جو بھی اس معاہدہ کے شرکا سے جنگ کرے گا سب پر اس کا مقابلہ لازم ہوگا اور یہ لوگ آپس میں نصیحت، خیر خواہی اور نیکی کرتے رہیں گے اور ارتکاب جرم نہ کریں گے۔ کسی حلیف کے جرم کا کوئی شخص ذمہ دار نہ ہوگا۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی اور جب مسلمان کسی سے جنگ کریں گے تو یہودی مومنین کے ساتھ خرچ کریں گے۔
- اندرونِ مدینہ شرکاءِ معاہدہ ہٰذا پر (برائے قتل وحرب) حرام ہے۔
- پناہ دینے والے کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا اور وہ بے گناہ متصور ہوگا۔
- کسی کی حریت کو صاحبِ حرمت کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی اور جو کچھ شرکاءِ معاہدہ کے درمیان میں اختلاف وفساد و انتشار ہوگا اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اللہ اس معاہدہ کی متقیانہ خیر و خوبی پر نگران ہے۔
- قریش اور معاونین قریش کو پناہ نہ دی جائے گی۔ جب یثرب پر اچانک کوئی حملہ کرے تو یہ لوگ باہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔
- اور جب ان کو صلح کی طرف مصالحت وارتباط کے لیے بلایا جائے تو یہ صلح واشتراک کریں اور اسی طرح جب یہ صلح وارتباط کی کسی کو دعوت دیں تو مومنین پر بھی صلح وارتباط لازم ہوگا مگر جو دین میں جنگ کرے گا اس سے مستثنیٰ ہوگا۔
- لوگوں کو ان کا حصہ ماقبل کے لحاظ سے ملے اور بنی اوس کے یہودیوں، ان کے دوستوں اور عزیزوں کے لیے وہی سب کچھ حسن سلوک اور نیکی روا رکھی جائے گی جو شرکاءِ عہد نامہ ہٰذا کی طرف سے شریکان معاہدہ ہٰذا کے ساتھ ہوگی۔ مگر یہ حسن سلوک وغیرہ نیکی میں ہوگا، گناہ میں نہیں۔
- جو شخص جیسا کرے گا وہ اسی کی ذات پر جائے گا اور اللہ اس "معاہدہ" کی صداقت واصلیت پر نگران ہے اور یہ معاہدہ ظالم ومجرم پر صادق نہیں آئے گا۔ جو مدینہ سے نکل جائے اس کو امان اور جو جنگ سے کنارہ کش ہو وہ بھی مدینہ میں امان کے ساتھ ہے مگر ظالم ومجرم کے لیے یہ رعایت نہیں اور ہر نیکو کار اور متقی کو اللہ اور اللہ کا رسول محمدؐ پناہ دینے والا ہے۔

خزرج اور اوس

خزرج اور اوس۔ یہ دو عرب کے مشہور قبیلے ہیں جو یثرب (مدینہ) میں رہتے تھے۔ رسول کریم جب ان کی طرف ہجرت کرگئے تو ان کو "انصار" کا لقب دیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے آپ کی مدد اور حفاظت کی تھی ان کا ذکر تذکرہ بیعت عقبہ اولی اور عقبہ ثانیہ میں گذر چکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ متجسس النسان ان دونوں قبیلوں کی تاریخ معلوم کرنا چاہے گا اور جو ان کے اور یہود کے درمیان آمیزش اور آویزش رہی اس کے بھی حالات جاننا چاہے گا تاکہ اس سے اس کو باشندگان مدینہ کی تاریخ سمجھنے میں مدد ملے۔ اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں انصار و یہود کے موقف کو سمجھا جا سکے، مدینہ میں آپ کی ہجرت کے بعد جن واقعات میں انھوں نے حصّہ لیا ہے، اس پر شواہد و دلائل قائم کیے جا سکیں۔

خزرج اور اوس دو بھائی تھے۔ ان کے باپ کا نام حارثہ بن ثعلبۃ العنقاء بن عمرو مزیقیا بن عامر بن ماء السماء بن حارثۃ الغطریف بن امرءالقیس البطریق بن ثعلبہ بن مازن بن الازد بن الغوث بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا۔

ان دونوں کی ماں کا نام قیلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن قضاعہ تھی اسی لیے ان دونوں کو 'فرزندانِ قیلہ' بھی کہا جاتا تھا۔ ان دونوں سے عرب میں دو مشہور قبیلے یثرب میں گذرے ہیں اور ان کا اکثر ساتھ ساتھ ذکر کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں سے ایک کو اوس اور دوسرے کو خزرج کہتے تھے۔

لیکن خزرج کا نام غالب آگیا ان کو "انصار" بھی کہا جانے لگا کیونکہ یہی سب سے پہلے رسول کریمؐ کی مدد کے لیے اٹھے، جنگوں میں آپ کی مدد کی اور آپ کو اپنی زمین پر پناہ دی۔

ان کی اصل جیسا کہ سیرت کی کتابوں میں آیا ہے یہ تھی کہ جب سیل عرم سے اہل سبا متفرق ہو گئے تو مزیقیاء یمن سے نکلے اور غسان . . . شام میں بادشاہ ہو گیا پھر وہ ہلاک ہو گیا اور اس کا بیٹا ثعلبۃ العنقاء بادشاہ بنا۔ جب وہ ہلاک ہوا تو اس کے بعد اس کے بھائی جفنہ کا بیٹا عمرو بادشاہ ہوا ثعلبہ کے بیٹے حارثہ نے وہاں رہنا پسند نہ کیا اور یثرب کی طرف کوچ کیا۔ یہاں آکر وہ یہود خیبر کے پاس آکے اترا اور ان سے حلفِ امان طلب کیا انھوں نے اس کا مطالبہ پورا کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ثعلبہ بن عمرو بن عامر اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا اور یثرب سے گذرا تو اوس و خزرج کو جو حارثہ کے بیٹے تھے . . . ان کے ہمراہیوں کے ساتھ یثرب ہی میں چھوڑ گیا۔ ان میں سے بعض مزار میں اترے اور بعض قریٰ میں ان لوگوں کے پاس اونٹ اور بکریاں نہیں تھیں کیونکہ ان مقامات پر سبزہ اور نخلستان نہیں تھے اور نہ کھیتی باڑی تھی صرف تھوڑے سے پھل دار کھجور ہوتے تھے۔ انھوں نے بنجر زمینوں کو ٹھیک کیا۔ اس میں زراعت کی لیکن آمدنی یہودیوں کی ہوتی۔ یہ اسی حال میں ایک زمانہ تک

رہے اور یہ زمانہ انتہائی تنگی اور بدحالی کا تھا۔ پھر ان میں کا ایک آدمی مالک بن عجلان ابو جبیلہ الغانی کے پاس آیا۔ ان سے ان کی حالت پوچھی۔ اس نے بتایا کہ وہ بہت تنگ دستی سے گذر کر رہے ہیں۔ اس نے کہا تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم ان پر غلبہ نہیں حاصل کرتے جس طرح ہم نے اپنے شہر والوں پر غلبہ حاصل کر رکھا ہے پھر اس نے وعدہ کیا کہ وہ ان کی طرف جائے گا اور ان کی مدد کرے گا۔ مالک واپس آ گیا اور اپنی قوم کو ابو جبیلہ کا وعدہ کہہ سنایا۔ وہ اس کے منتظر رہے۔ پھر ابو جبیلہ آیا۔ اس نے اس خوف سے کہ کہیں یہود قلعہ بند نہ ہو جائیں، ایک وسیع چار دیواری بنائی اور ان کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ ان کے خواص، نوکر، چاکر نے آنا چاہا اس نے داخلہ کی اجازت دی۔ پھر اپنے لشکروں کو قتل عالم کا حکم دیا۔ ایک متنفس نہیں بچا۔ اس کے بعد اس نے اوس و خزرج سے کہا کہ اگر ان لوگوں کے قتل کے بعد بھی تم اپنے شہروں پر قابض نہیں ہوئے تو میں تم سب کو جلا دوں گا۔ پھر ابو جبیلہ شام چلا گیا۔ اس کے بعد ان کے دل میں یہود سے عداوت بیٹھ گئی۔ (کچھ عرصہ بعد) مالک بن عجلان نے ان کی دعوتِ طعام کی اور ان کو بلایا۔ انہوں نے اندیشۂ دغا سے انکار کیا۔ مالک نے ابو جبیلہ کے فعل کا عذر کیا اور وعدہ کیا کہ اس کا وہ قصد نہیں ہے۔ انھوں نے دعوت قبول کی۔ وہ لوگ آئے پھر ان کے ساتھ دغا ہوئی اور ان کے ۸۷ سردار قتل کر دیے گئے۔ بقیہ بھاگ گئے۔

اس کے بعد یہودیوں نے مالک کی تصویر اپنے کنیسوں اور معابد میں بنائی۔ جب وہ وہاں جاتے تو اس پر لعنت کرتے۔ ابن اثیر نے ایک دوسری روایت میں لکھا ہے کہ یہودیوں کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام فیطون تھا۔ یہ بہت ظالم اور فاسق تھا۔ اس نے یہ رسم بنائی تھی کہ ہر شادی شدہ عورت اپنے شوہر سے "ملاقات" کے پہلے اس سے "ملے"۔ ایک دن ایسا ہوا کہ مالک کی بہن یوم زفاف اس محفل میں آئی جس میں اس کا بھائی موجود تھا اور اس نے اپنی پنڈلی عریاں کی۔ اس کے بھائی نے کہا تو نے بری حرکت کی۔ اس نے کہا آج رات جو مجھ سے کیا جائے گا وہ اس سے بھی زائد برا ہو گا۔ مالک کے سر میں نخوت پیدا ہوئی، وہ عورت کے بھیس میں اپنی بہن کے ساتھ بادشاہ فیطون کے پاس گیا اور تخلیہ کے وقت اس کو ہلاک کر دیا۔ پھر وہ ابو جبیلہ کے پاس بھاگ گیا ابو جبیلہ غسان کا بادشاہ نہیں تھا۔ صرف بادشاہِ غسان کا مقرب بارگاہ تھا۔

مالک کی اس حرکت کے بعد سب جھک گئے اور ڈر گئے۔ پھر ہر قوم نے اوس و خزرج کے گروہ سے پناہ لینا چاہی۔ ان سے مدد چاہی اور ان کے حلیف بنے مالک کی شان بڑھ گئی اور اس کو حیان نے سردار بنا دیا کچھ زائد زمانہ نہیں گذرا تھا کہ اوس و خزرج مال دار ہو گئے۔ ان کے اطراف محفوظ ہو گئے۔ نسل چلی اور بڑھی اور مختلف گروہوں میں منقسم ہو گئی۔ ابناءِ اُدس سارے کے سارے مالک بن اوس کی اولاد ہیں۔ ان میں خطمہ بن جشم بن مالک، ثعلبہ اور لوذان اور عوف یہ سب عمرو بن طوف بن مالک کی اولاد ہیں۔

بنی عوف سے حنش، مالک۔ کلفہ۔ تھے۔

مالک سے معاویہ اور زید۔

زید سے عبید، ضبیعہ، امیہ۔

کلفتہ سے جحجبا۔

مالک بن اوس سے حارث و کعب یہ دونو خزرج بن عمرو بن مالک کے بیٹے تھے۔

کعب سے بنی ظفر ہوئے۔

حارث بن خزرج سے حارثہ اور جشم۔ جشم سے بنی عبدالاشہل ہوئے۔

مالک بن اوس سے سعد و عامر کی اولاد بھی ہے جو مرہ بن مالک کے بیٹے تھے۔

بنی سعد جعادرہ تھے۔

بنی عامر سے عامر، عطیہ۔ امیہ۔ وائل تھے۔ جو زید بن قیس بن عامر کے بیٹے تھے۔

مالک بن اوس سے اسلم اور واقف بھی تھے جو امرالقیس بن مالک کے بیٹے تھے۔

یہ ہے اوس کی اولاد جس کا ذکر ابن خلدون نے کیا ہے۔

اب رہے خزرج تو ان کے پانچ کنبے ہیں جو کعب، عمرو، عوف، جشم اور حارث سے ہیں۔

۱۔ کعب بن خزرج سے بنی ساعدہ بن کعب ہیں۔

۲۔ عمرو بن خزرج سے بنی نجار ہیں اور یہی تیم اللہ بنی ثعلبہ بن عمرو ہیں اور ان کی بہت سی شاخیں ہیں: بنی مالک، بنی عدی بنی مازن، بنی دینار۔ اور یہ سب کے سب بنی نجار ہیں۔ مالک بن نجار سے مبدول (جس کا نام عامر تھا) غانم، عمرو تھے اور عمرو سے عدی اور معاویہ تھے۔

۳۔ عوف بن خزرج سے بنی عالم اور قواقل اور یہ دونوں عوف بن عمرو بن عوف کی اولاد ہیں۔

قواقل سے ثعلبہ اور مرضخہ ہیں جو قوقل بن عوف کی اولاد ہیں۔

سالم بن عوف سے بنی عجلان بن زید بن عصم، بن سالم اور بنی سالم بن عوف ہیں بن سالم اور بن عوف۔

۴۔ جشم بن خزرج سے بنی غضب بن جشم، یزید بن جشم تھے۔

غضب سے بنی بیاضہ۔ بنی زریق، بنی عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب ہیں۔

اور یزید بن جشم سے بنی سلمہ بن سعد بن علی بن راشد بن ساردہ بن یزید ہوئے۔

۵۔ حارث بن خزرج سے بنی خدرہ۔ بنی حرام تھے جو عوف بن حارث بن خزرج کے بیٹے تھے۔

پھر جب یہودیوں کے ساتھ جو کرتا وہ یہ لوگ کر چکے اور قوت و تعداد میں بڑھ گئے تو یہ لوگ مدینہ کے بالائی اور زیریں حصہ میں پھیل گئے اور اپنے پڑوسی مضر کے قبیلوں سے معاہدہ کیا ہے جس کی رُو سے یہ مدینہ کے مالک ہو گئے۔ پھر ان دونوں قبیلوں میں لڑائیاں اٹھ کھڑی ہوئیں اور ہر ایک ان میں سے اپنے مضری اور یہودی حلیفوں سے مدد طلب کرتا

تھا۔ عمرو بن الاطنابہ خزرجی بادشاہ حیرہ کے پاس گئے جس نے ان کو حیرہ کا حاکم بنا دیا پھر ریاست مستقل خزرج میں رہی اور اوس و خزرج میں جنگ چلتی رہی۔

اوس و خزرج

کے درمیان پہلی جنگ

پہلی جنگ جو اوس و خزرج کے درمیان ہوئی اس کو "جنگِ سمیر" کہتے ہیں۔ ایک شخص کعب نامی نے کسی چیز میں اوس پر فخر کیا۔ ان میں کے ایک آدمی سمیر کو غصہ آگیا اور اس کو گالی دے دی۔ پھر وہ انتظار میں رہا یہاں تک کہ اسے تنہائی میں قتل کر دیا۔ اس پر مالک بن عجلان کو غصہ آیا اور اس کے قبیلے سے آدمی کو مانگا۔ انھوں نے انکار کیا اور دیت پیش کرنے کی پیشکش کی۔ انھوں نے قبول کیا۔ انھوں نے آدھی دیت بھیجی کیونکہ وہ شخص حلیف تھا، برادری کا نہ تھا۔ انھوں نے پوری دیت سے کم قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ کل دینے سے منکر ہوئے۔ معاملہ طول پکڑ گیا۔ نوبت جنگ تک آئی۔ دو مرتبہ جنگ ہوئی۔ دوسری مرتبہ جنگ میں فتح اوس کو ہوئی۔ جب یہ لوگ جدا ہوئے تو اوس نے مالک کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ ہمارے درمیان منذر بن حرام النجاری الخزرجی فیصلہ کر دے اور یہ حسان بن ثابت کا دادا تھا۔ انھوں نے اس چیز کو منظور کیا کہ اوس مالک کو پوری دیت دیں۔

پھر یہ لوگ اپنی قدیم روش پر آگئے اور اس پر رضامند ہو گئے لیکن دل جدا ہو گئے۔ دلوں میں بغض کی آگ بھڑکتی رہی اور دونوں قبیلوں میں عداوت مستقل ہو گئی۔

پھر یہ ہوا کہ کعب بن عمرو المازنی الخزرجی نے بنی سالم کی ایک عورت سے شادی کی۔ احیحہ بن جلاح جو بنی جحجبا کا رئیس تھا۔ اس نے ایک جماعت کو حکم دیا کہ وہ اس کی گھات میں رہیں اور قتل کر دیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ مقتول کے بھائی عاصم نے اپنے قبیلے کو مدد کے لیے بلایا وہ تیار ہوئے۔ پھر اوس اور وہ ٹکرا گئے اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔ بنی جحجبا کو شکست ہوئی۔ احیحہ بھاگا۔ عاصم نے اس کا تعاقب کیا۔ اس کو اس وقت پایا جب وہ قلعہ میں داخل ہو کر اس کا دروازہ بند کر چکا تھا۔ عاصم نے اس کو تیر مارا مگر لگا نہیں۔ پھر عاصم نے اس کے بھائی کو قتل کر دیا۔ احیحہ نے ارادہ کیا کہ اچانک بنی نجار پر حملہ کرے۔ (اتفاق یہ کہ احیحہ) ان ہی کی ایک عورت سے شادی کیے ہوئے تھا۔ وہ عورت اس پر راضی نہیں ہوئی اور اپنی قوم کے بارے میں ڈر گئی۔ وہ رات کو ان کی طرف گئی ادھر احیحہ طویل بیداری کے بعد پڑا ہوا سو رہا تھا۔ احیحہ کی بیوی اپنی قوم کو ڈرا آئی۔ پھر جب احیحہ نے حملہ کا ارادہ کیا تو ان کو مسلح پایا اور ان پر قابو نہ پاسکا۔ پھر جب اس کو بیوی کی حرکت کا علم ہوا تو اس کو یہاں تک مارا کہ ہاتھ ٹوٹ گیا اور اسے طلاق دے دی۔

اس کے بعد اوس کے بنی وائل بن زید اور خزرج کے بنی مازن بن نجار میں جنگ ہوئی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حصین

بن اسلت الاوسی نے بنی مازن کے ایک آدمی سے نزاع کی اور اُسے قتل کر دیا ۔ بنی مازن کی قوم نے اس کا پیچھا کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر اس کے بھائی ابوقیس بن اسلت کو ملی اس نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا پھر اوس و خزرج ایک دوسرے سے دست وگریبان ہو گئے اور گھمسان کی جنگ ہوئی اور اوس کو شکست ہوئی ۔ پھر جنگ اوس کے بنی ظفر اور خزرج کے بنی مالک اور بنی نجار کے درمیان واقع ہوئی ۔ وجہ یہ ہوئی کہ بنی ظفر کا ایک آدمی اپنی زمین کی طرف بنی نجار کی زمین سے گذر کر جا رہا تھا۔ بنی نجار کے آدمی نے منع کیا مگر وہ نہ مانا ۔ اس نے جھگڑنا شروع کیا ۔ پھر ظفری نے اس کو قتل کر دیا۔ ان دونوں کی قوم جمع ہو گئی اور جنگ ہوئی ۔ بنی مالک بن نجار کو شکست ہوئی ۔

پھر ایک مرتبہ بنی نجار کے ایک آدمی نے قضاعہ کے ایک نوجوان کو قتل کر دیا ۔ نوجوان کا چچا معاذ بن نعمان اوس کا پڑوسی تھا۔ معاذ نے بنی نجار سے خوں بہا طلب کیا ۔ انھوں نے نہیں دیا ۔ پھر اپنی قوم کے ساتھ حسان بن ثابت نے "قلعہ فارع الطم" پر ان لوگوں سے ٹکر لی ۔ ان کے درمیان اس زمانہ تک جنگ ہوتی رہی جب تک کہ عامر بن الالمنابہ نے اس کا خوں بہا نہیں دے دیا ۔ پھر صلح ہو گئی ۔

اس کے بعد عظیم الشان جنگ ہوئی جو حرب حاطب کے نام سے مشہور ہے۔

حاطب بن قیس بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف الدوسی کی اولاد تھا ۔ "جنگ سمیر" اور ان دونوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے ۔ ان جنگوں کا سبب یہ تھا کہ حاطب ایک شریف آدمی تھا اور اپنی قوم کا سردار تھا ۔ بنی ثعلبہ بن سعد بن ذبیان کا ایک آدمی اس کے پاس آکر ٹھہرا ۔ دوسرے دن وہ بازار قینقاع گیا ۔ جہاں اس کو یزید بن حارث جو ابن قسم کے نام سے مشہور تھا دیکھ لیا (قسم اس کی ماں کا نام تھا) اور یہ حارث بن خزرج کا بیٹا تھا ۔ یزید نے ایک یہودی سے کہا اگر تو اس ثعلبی کے کولھوں پر ہاتھ مارے تو یہ میری چادر تیری ۔ اس نے اس کی چادر لے لی اور اس کے ایسا ہاتھ مارا کہ جو بھی بازار میں تھا اس نے وہ آواز سنی ۔ وہ ثعلبی چیخا حاطب تیرے مہمان کے کولھوں پر ہاتھ مارا گیا اور اس کو رسوا کیا حاطب کو اس کی خبر کی گئی ۔ وہ اس کے پاس آیا ۔ اس نے پوچھا کہ کس نے مارا ہے ۔ اس نے یہودی کی طرف اشارہ کیا ۔ حاطب نے اس کے تلوار ماری اور اس کی کھوپڑی توڑ دی ۔ ابن قسم کو خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا کہ یہودی قتل ہو گیا اور حاطب نے اس کو قتل کر دیا ہے ۔ یہ سن کر وہ تیزی سے حاطب کے پیچھے چلا مگر وہ اس کو اس وقت ملا جب وہ گھر میں داخل ہو چکا تھا ۔ ابن قسم کو بنی معاویہ کا ایک آدمی ملا ، اس نے اسی کو قتل کر دیا ۔ (ہمیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آخر کیوں ابن قسم نے اس یہودی کو کہا تھا کہ وہ ثعلبی کو مارے ۔)

پھر اوس و خزرج میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور اس میں فتح خزرج کو ہوئی ۔ یہ دن ان کے لیے غیر معمولی ایام میں سے تھا اس کے بعد جتنے بھی واقعات جنگ ہوئے وہ سب کے سب اسی حرب حاطب کا نتیجہ ہیں ۔ ان واقعات میں سے یوم الربیع یوم البقیع ، یوم الفجار الاول ، یوم فجار الثانی ، یوم بعاث ۔ یوم بعاث ان کی آخری جنگ ہے ۔

فجار الثانی میں قریظہ اور نضیر خزرج کے برخلاف اوس کے حلیف بنے ۔ پھر ان لوگوں میں جنگ ہوئی ۔ اس

دن کو یوم فجار الثانی کہا گیا۔

یوم بعاث کی جنگ کا سبب یہ تھا کہ قریظہ اور نظیر نے اوس کے ساتھ گذشتہ معاہدوں کی تجدید کی کہ ایک دوسرے کے لیے شریک کار اور مدد و معاون رہیں گے۔ جب ان کا معاملہ مضبوط ہوگیا تو انھوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور ان کے ساتھ دیگر قبائلِ یہود بھی آکر مل گئے۔ جب خزرج نے یہ سُنا تو اُنھوں نے بھی تیاری شروع کردی۔ لوگوں کو جمع کیا اور اپنے حلیفوں میں سے اشجع اور جہینہ کے پاس آدمی بھیجے۔ اوس نے اپنے حلیف بنی مزینہ کے پاس آدمی دوڑائے۔ چالیس دن تک یہ لوگ جنگ کی تیاریاں کرتے رہے۔ پھر مقام بعاث پر جو قریظہ کی عمل داری میں تھا، مڈبھیڑ ہوئی۔

اوس قائد حضیر تھے جو اسید بن حضیر کے والد تھے اور خزرج کے عمرو بن نعمان البیاضی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے تابعین سمیت خزرج سے علحدہ ہوگیا۔ بنو حارثہ بن حارث اوس سے کنارہ کش ہوگئے۔ ٹکراؤ ہوا اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔ پھر اوس زخم خوردہ ہوکر بھاگے۔ جب حضیر نے ان کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اونٹ کو بٹھایا اور اپنے نیزہ کی انی اس کے پیر میں ماری اور چیخا ہائے اونٹ زخمی ہوگیا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں نہیں پلٹوں گا، یہاں تک کہ قتل ہو جاوں اے گروہ اوس اگر تم دشمن کے سپرد مجھے کرنا چاہتے ہو تو ایسا ہی کرو۔ ان لوگوں کو اس کا خیال آگیا اور اس کی حفاظت میں بنی عبدالاشہل کے دو نوجوان، جن کو محمود و یزید کہا جاتا تھا، آئے اور جنگ کی یہاں تک کہ قتل ہوگئے۔ ایک تیر آیا جس کے پھینکنے والے کا پتہ نہ چل سکا۔ اور وہ تیر عمرو بن نعمان البیاضی رئیس خزرج کے لگا اور اس کو ختم کرگیا۔

عبداللہ بن اُبی جنگ کے دوران گھوڑے پر سوار بعاث کے قریب واقعات کی رفتار کا اندازہ کر رہا تھا۔ جب عمرو بن نعمان لپٹے چٹنے میں مقتول اس حال میں کہ چار آدمی اس کو اٹھائے ہوئے اس کے پاس سے گذرے تو عبداللہ بولا: بغاوت کا مزہ چکھ۔ خزرج کو شکست ہوئی اور اوس نے ان کو ہتھیاروں پر رکھ لیا۔ ایک چیخنے والا چیخا۔ اے گروہ اوس مہربانی کرو اور اپنے بھائیوں کو نہ مارو۔ ان کی ہمسائیگی ثعالب کی ہمسائیگی سے بہتر ہے۔ پھر اُنھوں نے دست درازی سے ہاتھ روک لیا اور ان کو نہیں لوٹا۔ ان کو صرف قریظہ اور نظیر نے لوٹا۔ اوس حضیر کو زخمی حالت میں اٹھاکر لائے۔ پھر وہ مرگئے اوس نے خزرج کے گھروں کو جلا دیا اور ان کے نخلستان کو تباہ کردیا۔

سعد بن معاذ الاشہلی نے بنی سلمہ کے اموال، نخلستان اور گھروں کو بچا لیا اور یہ اس احسان کے بدلہ تھا جو بنی سلمہ نے رعل میں ان کے ساتھ کیا تھا۔

زبیر بن ایاس بن باطا نے ثابت بن قیس بن شماس الخزرجی کو بچا لیا۔ اس کو پکڑا۔ اس کی پیشانی کے بال کاٹے اور چھوڑ دیا اور یہی وہ احسان تھا جس کا بدلہ ثابت نے یوم بنی قریظہ میں اسلام کی حالت میں دیا تھا۔

خلاصہ

تاریخ خزرج واوس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ثعلبۃ العنقاء بن عمرو مزیقیاء کے بیٹے تھے جو اہل سبا کی سیل عرم سے تباہی کے بعد یمن سے نکل گئے تھے۔ یہ "سیل" کوئی بے عقل کی کہانی نہیں بلکہ حقیقت تھی۔ یہ سیل کی باڑھ آئی۔ بند کو تباہ کر گئی اور شہروں کو ڈبو دیا۔

خزرج واوس ایک عرصہ تک یہود کے ساتھ رہے۔ بنجر زمینوں کو قابل کاشت بناتے تھے اور اس میں کھیتی باڑی کرتے تھے اور انتہائی افلاس میں زندگی کے گذار رہے تھے۔ (ان کے برخلاف) یہودی مالدار تھے۔ پھر ان کے اور یہود کے درمیان رنجش و عداوت ہو گئی اور یہ دشمنی اسی انداز کی تھی جس طرح دورِ آخر میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے برخلاف مزدوروں اور مزارعین کے دلوں میں پیدا ہو گئی تھی۔

پھر اوس و خزرج کے درمیان جنگ کی آگ بھڑکتی رہی۔ اس میں کبھی فتح خزرج کو اور کبھی اوس کو ہوتی رہی۔ لیکن اکثر فتح خزرج کو ہوئی۔

آخر میں قریظہ اور نضیر خزرج کے برخلاف اوس کے حلیف بنے۔ بنی قینقاع خزرج سے مل گئے اور دونوں برادریوں کے درمیان جنگ کی چکی چلتی رہی۔ اس کا سبب جیسا کہ ہمیں تاریخ سے معلوم ہوا ہے، عام انفرادی عداوت ہوتی تھی جس کا مٹایا جانا ممکن تھا لیکن عداوتیں بڑھتی رہیں کیونکہ عرب کے مزاج میں انتقام پرستی شدت سے ہے۔

رسولِ کریمؐ کی ہجرت سے پہلے اوس و خزرج میں بے انتہا عداوت تھی۔ ان کی آخری جنگ یوم بعاث نامی ہے جس میں خزرج کو شکست ہوئی۔ یہ زمانہ ۶۱۶ء کے قریب کا تھا۔ جب سب جنگ و جدل سے عاجز ہو گئے تو انھوں نے عبداللہ بن ابی کی تاجپوشی اور اس کو بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا۔ یہ ابن سلول وہی ہے جو رئیس المنافقین کے لقب سے ملقب تھا۔ یہ خزرج کا سردار تھا۔ جب اس نے اپنی قوم کو اسلام کا حلقہ بگوش دیکھا تو یہ بھی دل پر جبر کر کے مسلمان ہو گیا لیکن اپنے نفاق اور کینہ توزی پر قائم رہا۔ یہ منافقین کا سرخیل تھا اور اسی کے پاس منافقین جمع ہوتے تھے۔ اس کو رسول کریمؐ سے حسد اس لیے تھا کہ اسلام اس کی تاج پوشی میں حائل ہوا تھا۔ اور اس کے وقار کو چھین لیا تھا۔ اس کے دل میں نفرت کا طوفان تھا جو غزوہ مصطلق میں ان الفاظ کے ساتھ نکلا "لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ" (جب ہم مدینہ جائیں گے تو وہاں کے معززین ذلیلوں کو نکال دیں گے)۔ اس کے عبداللہ نے رسول کریمؐ سے عرض کی یا رسولِ! بخدا [illegible] ذلیل ہے اور آپؐ معزز۔ اگر آپ اس کے قتل کا حکم دیں تو میں اس کو قتل کر دوں۔ اور خزرج جانتے ہیں کہ ان میں کوئی بھی مجھ سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں، لیکن میں ڈرتا ہوں کہ آپ کسی اور مسلمان کو اس کے قتل کا حکم دیں اور میرا نفس مجھے اس بات کی اجازت

نہ دے کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو زمین پر چلتا ہوا دیکھوں اور اس کو قتل نہ کروں۔ آپ نے فرمایا! ہم اس سے اچھے تعلقات رکھیں گے اور جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا، ہم اس پر مہربانی کریں گے۔ تاکہ وہ لوگ یہ کہتے نہ پھریں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا پھرتا ہے تو اپنے باپ سے نیکی کر اور حسن سلوک کرتا رہ۔ پھر جب اللہ نے خزرج اور اوس کو نعمت اسلام سے سرفراز کیا تو وہ دونوں متحد الکلمہ ہو گئے۔ منظم ہو گئے اور دونوں فریق ایک دوسرے کے بھائی ہو گئے۔ رسولِ کریمؐ نے ان دونوں کا ایک نام کر دیا۔ اور ان کو انصار کا لقب دیا، کیونکہ انھوں نے آپ کی مدد کی اسلام کے پرچم کے نیچے نام کے ایک ہو جانے سے ان کے قلوب میں عظیم انقلاب پیدا ہو گیا جس سے عداوت ختم ہو گئی، دل صاف ہو گئے اور سب ایک غرض اور ایک نصب العین کی طرف چل کھڑے ہوئے اور مقصد نشر و اشاعتِ اسلام تھا۔

"دائرۃ المعارفِ اسلامیہ" میں مادہ انصار (ANSAR) کے متعلق آیا ہے "محمدؐ نے ارادہ کیا تھا کہ کلمہ انصار اور لفظ نصاریٰ میں جو مسیحین پر بولا جاتا ہے، ایک گونہ مشابہت ہو جائے۔" یہ فاش غلطی ہے کیونکہ انصار جمع ہے نصیر کی برخلاف اس کے نصاریٰ کہ اس کی نسبت فلسطین کے ایک مقام ناصرہ یا نصران کی طرف ہے۔ خزرج و اوس کو انصار کہنے کا سبب واضح ہے کیونکہ انھوں نے آپ کی مدد کی تھی اور رسولِ کریمؐ کی ذات تقلید و تشبہ سے بہت بلند ہے۔

مدینہ

اسلام کے بعد یثرب کا نام مدینہ رسول رکھا گیا۔ اس سے مراد وہ تمام قریے ہیں جو سرسبز نشیب میں واقع ہیں۔ اس کے اور مکّہ کے درمیان دوسو میل کا فاصلہ ہے اور یہ مکّہ کے شمال میں واقع ہے۔ یاقوت کی معجم البلدان' میں ہے کہ اس شہر کے ۲۹ نام ہیں۔ پھر انھوں نے تفصیل سے وہ نام لکھے ہیں۔

اسی طرح مجد الشیرازی اللغوی نے تیس کے قریب نام بتائے ہیں۔ سمہودی نے کتاب وفاء الوفا میں ۹۴ نام گنوائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کثرت اسماء شرف مسمی کی دلیل ہے۔ ابن زبالہ نے نقل روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مدینہ کے توراۃ میں چالیس نام ہیں۔

اس کے ناموں میں سے اثرب و یثرب ہے جیسا کہ ارشاد ہے " وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا " (جب کہ ایک گروہ نے کہا اے اہلِ یثرب یہ تمہارا مقام نہیں، پلٹ جاؤ۔) اور "بلد" بھی ہے۔ ارشاد ہے " لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ " (میں اس بلد کی قسم کھاتا ہوں) اس کے علاوہ دارالهجرة والسنة، طیبہ، طابہ، قریۃ الانصار، مدینۃ الرسول، مضجع الرسول، اکالۃ البلدان، مبارکہ مسکینہ، عذرا، یارہ، فاضحہ ہے۔

اس کی وسعت مکہ سے آدھی ہے۔ یہ دلدلی اور بے ریت کی زمین میں واقع ہے، اس میں کثرت سے نخلستان، چشمے کھیتیاں ہیں جن کو کنوئیں سے سیراب کیا جاتا ہے۔ مدینہ کی ایک شہر پناہ بھی ہے۔ مسجد اس کے وسط میں واقع ہے اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے مشرقی حصہ میں ہے۔ آپ کی قبر ایک بیت مرتفع ہے اور اس کے اور مسجد کی چھت کے درمیان صرف ایک شگاف ہے یہ مکان بند ہے۔ اس کا کوئی دروازہ نہیں اور اسی میں آپ کی قبر ہے اور ابوبکر و عمر کی قبر ہے اور وہ منبر ہے جس پر رسول کریمؐ خطبہ دیتے تھے۔ وہ ایک دوسرے منبر سے مل گیا ہے۔ روضہ منبر کے آگے قبر اور منبر کے درمیان ہے۔ عیدمیں جہاں آپ نماز پڑھتے تھے، وہ مدینہ کے غرب داخل الباب میں ہے۔

بقیع الغرقد: یہ مدینہ سے باہر مشرقی حصہ میں ہے اور اہلِ مدینہ کا قبرستان ہے۔

قبا: مدینہ سے تقریباً دو میل دور ہے اور ایک قریہ کی طرح ہے۔

احد: شمال احد میں ایک پہاڑ ہے اور وہ پہاڑوں میں سب سے زائد قریب ہے۔ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے قریب کھیتیاں، نخلستان اور اہلِ مدینہ کی جائیداد ہے۔ اس کے اور فرع کے درمیان وادی عقیق ہے۔

فرع :

مدینہ سے چار دن کے فاصلہ پر اس کے جنوب میں واقع ہے۔ یہاں مسجد جامع ہے۔ یہاں کی زیادہ تر زمین خراب ہے اور اسی طرح مدینہ کے اطراف میں اکثر زمینیں خراب ہیں۔ ان اطراف میں سب سے میٹھا پانی عقیق کے کنووں کا ہے۔ رسول کریمؐ نے مدینہ کے اطراف میں بارہ میل تک درختوں کو (کاٹنا) حرام کردیا تھا مگر پتوں کے استعمال کی اجازت دے دی تھی اور درختوں پر اس طرح لکڑی چلانے کو بھی ممنوع کیا تھا کہ اس سے پتے جھڑیں۔ نیز درختوں کا ہنسیا سے کاٹنا اور اس کی شاخوں کو توڑنا بھی حرام قرار دیا تھا۔ مدینہ سرسبز و ثمر آور شہر نہیں ہے، اس میں کچھ نخلستان اور مویشی ہیں۔ مدینہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ہوا بہت عمدہ اور عطر آگین ہے۔ دوسری جگہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے صیحانی کھجور کی مثال بھی دوسرے مقامات پر ملنا ناممکن ہے۔ وہاں دانہ کندر ہوتا ہے جو وہاں سے دوسرے شہروں میں بھیجا جاتا ہے۔ مدینہ کے کوہ احد کو رسول کریمؐ نے بڑی فضیلت دی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ " اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر قائم ہے"۔ احد کے پتھر جرانیت کے ہیں۔

فاصلے : مدینہ سے مکہ کا فاصلہ دو سو میل ہے۔ کوفہ سے مدینہ چار سو میل پر ہے اور بصرہ مدینہ سے ۲۶۰ میل ہے۔ جو معدن نقرہ کے قریب راہ کوفہ سے ملتی ہے۔ رقہ سے مدینہ تک چار سو میل کا فاصلہ ہے۔ بحرین سے مدینہ تک ساحلی راستہ ہے۔ جب رسول کریمؐ نزول فرمائے مدینہ ہوئے تو وہاں کے لوگوں کو ناپ تول میں بہت بدتر پایا۔ آیت اتری وَیْلٌ لِلْمُطَفِّفِیْنَ۔ کم تولنے والوں پر وائے ہو" اس کے بعد اہل مدینہ ناپ تول اچھی طرح کرنے لگے۔

مسجد رسول اللہؐ

ابن عمر کا کہنا ہے کہ مسجد رسول کریمؐ کے عہد میں بنی تھی۔ اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ ابوبکر نے اپنے عہد میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس میں اضافہ کیا اور جس انداز پر تھی اس انداز پر اس کو بنایا مگر حضرت عثمان نے اس کو بدل دیا۔ اس کو منقش پتھروں اور چاندی سے بنایا۔ اس کے ستون بھی منقش پتھروں سے تیار کیے۔ اس کی چھت ساکھو کی لکڑی سے بنائی اور اس میں اضافہ کیا۔

صحیح میں بناءِ مسجد کے تذکرہ میں ہے کہ "ہم ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت عمار دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ رسولِ کریمؐ کی نگاہ آپ پر پڑی۔ آپ نے ان کی مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: عمار تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

جو لوگ اس مسجد کی بنیاد رکھ رہے تھے، انھوں نے اس کا طول قبلے کی طرف سے پیچھے تک سو ہاتھ رکھا اور اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا اور اس کے تین دروازے بنائے۔ ایک دروازہ پچھلے حصّہ میں اور آج وہی دروازہ جہتِ قبلہ میں ہے اور ایک دروازہ باب عاتکہ کے نام سے بنایا اس کو باب رحمت بھی کہتے ہیں۔ ایک دروازہ وہ بنایا جس سے رسول کریمؐ داخل ہوتے تھے اور آج کل اس دروازہ کو باب آلِ عثمان کہتے ہیں اور یہ دونوں دروازے قبلہ کے بدلنے کے بعد بھی نہیں بدلے گئے۔ تحویلِ قبلہ کے وقت پچھلے حصّہ کا دروازہ بند کرا دیا گیا۔ اور اس کے مقابل پر دروازہ بنا دیا گیا۔ جب آپؐ تعمیر مسجد سے فارغ ہوگئے تو مسجد کے پہلو میں اپنی دو بیویوں حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کے لیے اینٹ اور کھجور کی شاخوں سے دو حجرے بنائے۔ حضرت عائشہ کے حجرہ کا ایک دروازہ سرو کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ جب رسولِ کریمؐ نے اور شادیاں کیں تو ہر بیوی کے لیے ایک حجرہ بنا۔ یہاں تک کہ مختلف اوقات میں ۹ حجروں کی تعمیر ہوئی۔ ازواجِ رسولؐ کے حجرے اگرچہ مسجد میں داخل نہ تھے مگر ان کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔

جب رسول کریمؐ خطبہ دیتے تھے تو درخت کے تنے پر ٹیک لگاتے تھے۔ ایک انصاری عورت (یا مرد) نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے لیے ایک منبر نہ بنا دیں؟ آپ نے فرمایا اگر چاہو تو بنا سکتے ہو۔ جب آپ منبر پر بیٹھے اور اس تنے کو چھوڑا تو اس تنے سے غمناک آواز بلند ہوئی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا تم لوگ اس کے رونے سے کیوں تعجب نہیں کرتے۔ یہ سن کر لوگ اس تنے کی طرف متوجہ ہوئے تو اس سے دردناک آواز سنی یہاں تک کہ وہ سب رونے لگے پھر رسول کریمؐ منبر سے اترے اور اس تنے کو سینے سے لپٹایا پھر وہ خاموش ہوا۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے ہے کہ رسول کریمؐ درخت کے تنے سے لگ کر خطبہ دیتے تھے جب منبر بن گیا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ پھر اس تنے سے آواز دردناک بلند ہوئی۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا (پھر وہ خاموش ہوگیا)۔

بلاشبہ تنے کا بین کرنا آپ کے معجزات میں سے ہے اور حدیث الجذع (تنے کی حدیث) مشہور ہے اور ۹۔ اشخاص نے صحابہ سے روایت کی ہے۔

منبر جھاڑ کے درخت کی لکڑی سے بنایا گیا۔ اس کے دو زینے اور ایک نشست گاہ تھی۔

ابن بطوطہ اپنے سفرنامے میں اس "تنے" کے متعلق کہتا ہے "جب ہم حرم شریف میں داخل ہوئے اور مسجد تک پہنچے تو ہم باب السلام پر کھڑے ہو گئے اور ہم نے روضہ میں جو قبر و منبر کے درمیان ہے، نماز پڑھی۔ پھر اس تنے کے باقیماندہ حصہ کو چوما جس نے رسول کریم کی جدائی پر نوحہ بلند کیا تھا اور وہ تنہ قبلہ رُخ کے دائیں جانب قبر و منبر کے درمیان قائم شدہ ستون سے متصل و مربوط ہے"۔ پھر ابن بطوطہ قبر مطہر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"حدیث میں ہے کہ رسول کریمؐ مسجد میں تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس تنہ سے ایسی آواز غم بلند ہوئی جیسے اونٹنی اپنے بچے کے لیے نکالتی ہے۔ پھر آپ اترے اور اسے سینے سے لگایا تو وہ چپ ہوا اور فرمایا کہ اگر اس کو نہ چپٹاتا تو قیامت تک یہ یوں ہی بین کرتا رہتا۔

منبر کس نے بنایا اس میں اختلاف ہے۔ بعض تمیم الداری کا نام لیتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عباس کے ایک غلام نے بنایا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ ایک انصاریہ کا غلام تھا جس نے منبر بنایا تھا جیسا کہ اس کا ذکر حدیث صحیح میں بھی ہے۔ وہ منبر جھاڑ کے درخت سے بنایا گیا تھا اور اس کے تین درجے تھے۔ رسول کریمؐ سب سے بلند زینے (عرشے) پر بیٹھتے تھے اور پائے اقدس دوسرے زینے پر رکھتے تھے۔ جب حضرت ابوبکر کی حکومت ہوئی تو وہ دوسرے زینے پر بیٹھتے تھے اور پیر پہلے زینے پر رکھتے تھے۔ جب حضرت عمر والی حکومت ہوئے تو وہ پہلے زینے پر بیٹھنے لگے اور پیر زمین پر رکھتے تھے۔ ابتدائی دور حکومت میں حضرت عثمانؓ نے بھی ایسا ہی کیا مگر پھر تیسرے زینے پر بیٹھنے لگے۔ جب حکومت معاویہ کے ہاتھ میں آئی تو منبر کو شام میں منتقل کرنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں نے سخت احتجاج کیا۔ جب معاویہ نے یہ رنگ دیکھا تو اپنا ارادہ فسخ کر دیا اور اس منبر کے نیچے ۶ درجے اور بنا کر اس کو ۹ درجوں کا منبر کر دیا۔"

جب مہدی ابن منصور العباسی نے ۱۶۱ھ میں حج کیا تو اس نے منبر کو حالتِ قدیم پر لوٹانے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن امام مالکؒ نے گر جانے کے خوف سے اس کو منع کیا اور وہ مان گیا۔

کہا گیا ہے کہ جس منبر کو معاویہ نے بنا کر اس پر رسول کریمؐ کا منبر رکھا تھا وہ امتداد زمانہ سے گر گیا تھا اور بعض خلفاء عباسیین نے اس کی تجدید کرائی تھی اور منبر نبوی کی باقی ماندہ لکڑیوں کی تبرکاً کنگھیاں بنائی تھیں۔ جب رمضان ۶۵۴ھ عہد مستعصم میں مسجد نبوی جلی تو یہ منبر بھی جل گیا اور حملہ تاتار کی وجہ سے مستعصم اس کی تعمیر سے معذور رہا۔ پھر مظفر والی یمن نے منبر بنوایا اور ۶۵۶ھ میں اس کو مدینے بھیج دیا جو منبر نبوی کی جگہ رکھ دیا گیا اور یہ منبر ۶۶۶ھ تک باقی رہا۔

رسولِ کریمؐ کی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے تزویج

حضرت عائشہ ابوبکر کی بیٹی تھیں۔ آپ کی ماں کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر تھا۔ ہجرت سے ۸ سال یا ۹ سال پہلے (۶۱۳ء۔ ۶۱۴ء) میں پیدا ہوئیں۔ ہجرت سے قبل مکہ میں ماہ شوال کو آپؐ کے ساتھ عقد ہوا اور ہجرت کے آٹھ مہینہ کے بعد ماہ شوال میں ابوبکر کے مکان واقع سنح میں آپ کی رخصتی ہوئی۔ آپ کا مہر چار سو درہم تھا اور کنیت آپ کی ام عبداللہ تھی چونکہ آپ کی بہن اسماء کے بیٹے عبداللہ ابن زبیر نے آپ ہی کی آغوش میں پرورش پائی اور آپ کو وہ ماں کہہ کر پکارتے تھے اس لیے آپ کی کنیت "ام عبداللہ" رکھی گئی۔

آپ نے رسولِ کریمؐ سے ایک ہزار سے زائد احادیث کی روایت کی۔ آپ ذہین، فصیح تھیں۔ شستہ اور شائستہ گفتگو کرتی تھیں۔ آپ کو بہت سے قصائد یاد تھے۔ آپ سے بے شمار مردوں اور عورتوں نے احادیث کی روایت کی۔

بعض مورخین نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ کے پاس قرآن کا ایک نسخہ تھا جس وقت رسولِ کریمؐ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر ۱۸ سال کی تھی اور آپ کے سوائے کسی "دوشیزہ" سے رسول کریمؐ کا نکاح نہیں ہوا۔

شب سہ شنبہ ۱۷ رمضان ۵۷ھ (۱۳ جون ۶۷۸ء) کو آپ کا انتقال ہوا۔ ۶۷ سال تک آپ زندہ رہیں۔ ابوہریرہؓ نے آپ پر بقیع میں نماز پڑھی اور اسی رات آپ کو دفن کر دیا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مروان معاویہ کی طرف سے مدینہ کا والی تھا اور اس سال جب وہ عمرہ کے لیے جانے لگا تو ابوہریرہ کو اپنا جانشین کر گیا تھا۔

بیت المقدس سے کعبہ کی طرف

جب رسول کریمؐ مدینہ پہنچے تو وہاں بھی آپ سولہ مہینے تک بیت المقدس ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے لیکن جب یہودیوں کو یہ کہتے سنا کہ "محمدؐ ہماری تو مخالفت کرتے ہیں مگر منہ ہمارے ہی قبلے کی طرف کرتے ہیں۔" تو آپ کی خواہش ہوئی کہ بیت المقدس کے بجائے کعبہ قبلہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ نے جبریل سے کہا "میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرا رُخ قبلہ یہود سے موڑ دے۔ جبرئیل نے کہا میں تو حکم کا غلام ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کیجیے۔

جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو امرِ الٰہی کے انتظار میں بار بار اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا رہے تھے (کیونکہ دعا کا قبلہ آسمان ہے) کہ آیت اتری: قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ اِلَى السَّمَآءِ الخ ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرہ کا اٹھنا دیکھ رہے تھے۔ ہم ضرور آپ کا رُخ ایسے قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں گے، پھر اللہ نے کعبہ میں میزاب کی طرف آپ کا رُخ کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ رسول کریمؐ نے اپنی مسجد میں نماز ظہر کی دو رکعتیں مسلمانوں کو پڑھائی تھیں کہ آپ کو حکم ہوا کہ مسجد الحرام کی طرف منہ کریں۔ آپ اس کی طرف گھوم گئے۔ ساتھ ہی تمام مسلمان بھی گھوم گئے۔

اور ایک روایت یوں بھی ہے کہ رسول اللہ ام بشر بن البراء بن معرور کو دیکھنے کے لیے بنی سلمہ گئے۔ انھوں نے آپ کے لیے طعام کا انتظام کیا کہ اتنے میں ظہر کا وقت آگیا۔ آپ نے ظہر کی دو رکعتیں ہی مسلمانوں کو پڑھائی تھیں کہ حکم آیا کہ اپنا رُخ کعبہ کی طرف کر لو۔ پھر آپ کعبہ کی طرف مڑ گئے اور میزاب کو سامنے کیا۔ اس مسجد کا نام "مسجد قبلتین" (دو قبلوں والی مسجد) رکھ دیا گیا۔

یہ دوشنبہ کے دن ۱۵ رجب المرجب ہجرت کے اٹھارویں[1] مہینہ کی ابتدا میں ہوا تھا۔

جمہور اعظم کے قول کے مطابق ۱۵ شعبان ہجرت کے اٹھارویں (سترھویں) مہینے (نومبر ۶۲۳ء) تحویل قبلہ کا واقعہ ہوا ہے اور بخاری میں ہے کہ لوگ مقام قبلہ میں نماز صبح پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ "رسول کریمؐ پر وحی اتری ہے۔ آپ نے کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم دیا ہے لہٰذا تم سب کعبہ کی طرف منہ کر لو چنانچہ سب کعبہ کی طرف گھوم گئے۔

ارشاد باری تعالٰی ہے "سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" (بعض احمق یہ کہیں گے کہ مسلمان جس قبلہ کی طرف پہلے (سجدہ کرتے) تھے اس سے (دوسرے قبلہ کی طرف) مڑ جانے کا سبب کیا ہوا۔ کہہ دو کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ خدا جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔) یہ تردید ہے ان یہودیوں اور منافقوں کی جن کو یہ (تحویل قبلہ) ناگوار معلوم ہوا تھا۔ یزید نحوی نے عکرمہ اور حسن بصری سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جو چیز قرآن میں منسوخ ہوئی ہے وہ قبلہ ہے۔

---

[1] مولف نے غلطی سے اٹھارواں مہینہ تحریر کیا ہے۔ درحقیقت سترھویں مہینے کی ابتداء میں یہ ہوا۔ اجتہادی۔

اذان

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ کی خواہش ہوئی کہ کوئی ایسی چیز ہو جس سے لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جا سکے۔ بعض لوگوں نے کہا اس کے لیے صور مناسب رہے گی۔ بعض نے ناقوس کا مشورہ دیا مگر آپ نے ان چیزوں کو ناپسند کیا یہاں تک کہ عبداللہ بن زید انصاری کو خواب میں اذان دکھائی گئی اور یہی خواب اس رات حضرت عمرؓ نے بھی دیکھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے خیال کیا کہ جب صبح ہو گی تو رسول اللہ کو مطلع کروں گا مگر انصاری اسی رات رسول کریمؐ سے ملے اور ساری بات بتادی پھر رسول کریمؐ نے بلال کو حکم دیا اور انھوں نے نماز کے لیے اذان دی۔

آپ کے موذنین میں بلال اور ابن مکتوم تھے۔ بلال اسلام کے سب سے پہلے مؤذن ہیں اور آپ نے جامع عمرمیں بھی اذان دی تھی۔ آپ نے دمشق میں وفات پائی۔

رسول کریمؐ کے مسجد بنانے کے بعد ہجرت کے پہلے سال میں اذان مقرر ہوئی۔ اب رہا یہ کہ اذان ایک غیر شخص کے خواب سے بنی اور وحی ربانی سے اس کی تشکیل نہیں ہوئی تو چونکہ اس میں رسول کریم کی عظمت اور رفعت ذکر مضمر تھی اس لیے آپ کی زبان کے بجائے غیر کی زبان سے اس کا تذکرہ بہتر تھا اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ خواب سے پہلے وحی بھی آچکی تھی۔

اذان کے لغوی معنی خبردار کرنے اور اطلاع دینے کے ہیں اور یہ مصدر ہے اَذَّنَ تاذیناً۔ شرعی لحاظ سے مخصوص اطلاع کو اذان کہتے ہیں۔

پنج گانہ نماز کے اوقات میں مقام بلند پر اذان دینا مردوں کے لیے سنتِ مؤکدہ ہے خواہ نماز قضا کیوں نہ پڑھ رہا ہو اور پنج گانہ نماز کے علاوہ کسی نماز کے لیے اذان نہیں دی جائے گی۔ آج کل جو موذنین ترنم کے ساتھ اذان دیتے ہیں یہ نہ سنت ہے، اور نہ مستحب۔

مقصد صرف یہ ہے کہ مستحسن آواز ہو اور الفاظ غیر شرعی طور پر نہ نکلیں اس طرح آج کل اذان میں اضافہ بھی کہتے ہیں جو بہرحال اذان مسنونہ میں سے نہیں ہے۔

روزے

جب عرب نے مہینوں کے نام لغت قدیمہ سے نقل کیے تو ان مہینوں کا نام اس زمانے کے لحاظ سے رکھا جس میں وہ مہینے آتے تھے۔ چونکہ رمضان شدید گرمی میں آتا تھا اس لیے اس کو رمضان کہا جانے لگا۔

ہجرت کے اٹھارویں سال کی ابتدا ماہ شعبان میں تحویل قبلہ کے بعد ماہ رمضان کے روزے واجب کیے گئے تھے۔ قرآن میں ارشاد ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ "(اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے) پھر ہر مقیم تندرست پر روزے واجب کیے گئے لیکن مریض و مسافر کو رخصت دی گئی۔

جو کبیر السن روزے نہ رکھ سکے اس پر مساکین کو کھانا کھلانا فرض کیا گیا۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ "ایام جاہلیت میں قریش عاشورے کے دن روزہ رکھتے تھے اور رسول کریمؐ بھی قریش کی موافقت میں اس دن روزہ رکھتے تھے مگر آپ نے اپنے کسی اصحاب کو اس کا حکم نہیں دیا لیکن جب آپ مدینہ آگئے تو آپ نے روز عاشورہ روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب ماہ رمضان کے روزے واجب کیے گئے تو عاشورے کا روزہ ترک کر دیا۔ اب جس کا دل چاہے اس دن روزہ رکھے اور جس کا چاہے نہ رکھے۔"

مدینے کے یہودی عاشورے کے دن روزہ رکھتے تھے اور اس دن کا بہت احترام کرتے تھے کیونکہ اس دن اللہ نے جناب موسیٰ اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون کو اس کی قوم کے ساتھ غرق کیا تھا اس لیے جناب موسیٰ نے شکرِ خداوندی کے طور پر اس دن روزہ رکھا تھا اور رسول کریمؐ نے بھی اس دن روزہ رکھا۔ اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: میں موسیٰؑ کا تم سے زائد حق دار ہوں۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ میں موسیٰ سے زائد حق دار ہوں۔ یوم عاشورا محرم کی دسویں تاریخ ہے۔

اور روزہ یہ ہے کہ منطرات سے اپنے کو روکا جائے اور اسی سال زکوٰۃ فطرہ کا بھی حکم دیا گیا اور یہ زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے فرض ہوا تھا۔

رسول کریمؐ عید الفطر سے دو دن قبل مصلیٰ پر جانے سے پہلے خطبہ دیتے اور اس میں زکوٰۃ فطرہ نکالنے کا حکم دیتے تھے۔ رسول کریم مدینہ میں دس سال تک ہر سال قربانی دیتے تھے۔ آپ "فربہ اندام، سینگوں والے سفید و سیاہ رنگ کے مینڈھوں کی قربانی دیتے تھے۔ ایک اپنی لونڈی کی طرف سے اور ایک اپنے اور اور اپنی آل کی طرف سے۔ آپ بھی اس میں سے کھاتے اور اپنے ازواج کو بھی کھلاتے اور مساکین کو بھی دیتے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ہے ۔ ہجرت کے دوسرے سال زکوٰۃ فرض کی گئی تھی ۔ رسول کریمؐ کا ارشاد ہے کہ "اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے ۔ کلمہ شہادت (لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اقامت نماز ، ادائیگی زکوٰۃ ، صیام رمضان ، حج کعبہ"۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے "وَ آتُوا الزَّكَاةَ" (زکوٰۃ دو) ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے ۔ وَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ " (ان کے اموال میں سائل و محروم کا حق ہے) ۔ ایک جگہ اس طرح ارشاد ہے : إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ " ۔ (زکوٰۃ تو بس خاص فقیروں مسکینوں اور زکوٰۃ کے کارندوں کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلب کی گئی ہو اور جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا پڑا ہوا ہو اور جو قرضدار ہیں اور یہ خدا کی راہ اور پردیسیوں کی کفالت میں خرچ کرنا چاہیے ۔ یہ حقوق خدا کی طرف سے ہیں اور خدا بڑا علیم و حکیم ہے) ۔

زکوٰۃ دل سے حبِ دنیا کو مٹاتی ہے اور تونگروں کی سرکشی کا سدباب کرتی ہے ۔ رسول کریمؐ کا فرمان ہے "أَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ" (اپنے مال کی زکوٰۃ دو) ۔

زکوٰۃ نکالنے سے سرمایہ دار فقیروں اور مساکین کی نگاہ میں محبوب ہوں گے اور ان کے دل سے کینہ ، حسد ، رشک دور ہو جائے گا ۔ فاضل مال کو جب انسان روک لیتا ہے تو وہ معطل ہو جاتا ہے ۔ تو اس وقت واجب ہے کہ اس کو فقیروں کی اصلاح احوال کے لیے صرف کیا جائے ۔

زکوٰۃ اسلام کی عظیم نعمت ہے اور اس کے محاسن میں سے ہے اور خدا کا یہ قول کہ "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً" (ان کے اموال میں سے صدقہ لے لو) امام کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ ہر ایک کے مال سے زکوٰۃ لے لے ۔ اسی طرح رسول کریمؐ اور ان کے بعد دونوں خلیفہ لوگوں سے زکوٰۃ لیتے رہے ۔ اور محتاجوں میں تقسیم کرتے رہے لیکن جناب عثمان نے اپنے دورِ خلافت میں اموال باطنہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی ان کے مالکوں کے سپرد کر دی تھی مگر یہ امر امام سے بالکلیہ زکوٰۃ لینے کا حق ساقط نہیں کرتا ۔ اسی لیے اگر اس کو یہ علم ہو جائے کہ فلاں شہر کے لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے تو وہ ان سے طلب کر سکتا ہے ۔

دولت مندوں کی اکثریت زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کرتی جس سے فقراء کی حالت روز بروز خراب و بدتر ہوتی جا رہی ہے جس سے ان کے دلوں میں سرمایہ داروں کی طرف سے بغض و عداوت کے طوفان اٹھنے لگتے ہیں اور ان کے ہاتھ چوری اور قتل کی طرف

بڑھنے لگتے ہیں اسی لیے ہم پوری بہتری اسی میں سمجھتے ہیں کہ حکومت زکوٰۃ حاصل کرے اور غریبوں کی اصلاحِ احوال کرے۔ ان کے رہنے، کھانے، کپڑے، تعلیم، صحت کا انتظام کرے بجائے اس کے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے اور وہ بھوک، برہنگی، امراض ذلت و نکبت میں گرفتار ہوں اور اس اشتراکیت کے دام میں اسیر ہوں جو غریبوں اور سرمایہ داروں کے درمیان اختلاف کی دیوار سے پیدا ہوتی ہے۔ اسلامی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ پرورشِ غربا اور قیام و قرارِ امن کے پیشِ نظر زکوٰۃ کے جمع و حصول کا مستقل انتظام کریں اور اگر اس کو مال والوں کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا تو نہ تو ادائیگیٔ زکوٰۃ ہو سکے گی اور نہ ہی مقصدِ زکوٰۃ پورا ہو سکے گا۔

مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات

ہجرتِ مدینہ کے قبل تمام اصحاب کو رسول کریمؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تھا۔ حسب الحکم تمام اصحاب مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ سب سے پہلے جو مدینہ میں آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد، عامر بن ربیعہ، عبداللہ بن جحش تھے۔ رسول کریمؐ نے اپنے مدینہ پہنچنے کے پانچ مہینے بعد مہاجرین و انصار میں مواخات قائم کی اور ایک دوسرے میں بھائی کا رشتہ قائم کر دیا تاکہ مہاجرین کے دل سے غریب الوطنی کی وحشت دور ہو جائے اور خاندان و قوم کے چھوٹنے کا رنج و غم مٹ جائے اور سب باہم مربوط ہو کر ایک دوسرے کے قوتِ بازو اور معاون و مددگار ہو جائیں۔

آپؐ نے اس شرط پر ایک دوسرے میں رشتہ مواخات قائم کیا کہ حق پر ساتھ رہیں گے اور باہم ہمدردی و غم خواری کریں گے اور مرنے کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

یہ نوّے افراد تھے ۴۵ مہاجرین، ۴۵ انصار اور بعض لوگ سو کی تعداد بتاتے ہیں۔ پچاس مہاجرین اور پچاس انصار۔ میراث میں "مواخات" بدر سے پہلے تھی۔ جب جنگ بدر ہوئی اور یہ آیت اتری "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" (خدا کی کتاب میں صاحبانِ قرابت (دوسروں کی بہ نسبت) ایک دوسرے کے زائد حق دار ہیں بلاشبہ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے)۔ اس آیت نے ماقبل کے حکم کو منسوخ کر دیا اور میراث میں مواخات کالعدم ہو گئی اور ہر انسان کی میراث اس کے نسب ورثے اور رشتہ داروں کی طرف لوٹ گئی۔

اب ہم ان میں سے بعض افراد کا ذکر کرتے ہیں جن کے درمیان عقدِ مواخات قائم ہوا۔

رسول کریمؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "یہ میرا بھائی ہے"۔ پھر ان حضرات کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا حضرت ابوبکر اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر الانصاری۔ عمر ابن الخطاب اور عتبان بن مالک الانصاری۔ حضرت جعفر بن ابی طالب اور معاذ بن جبل الانصاری۔ حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ۔ ابوعبیدہ الجراح اور سعد بن معاذ الانصاریؓ

عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن الربیع الانصاری ۔ الزبیر بن العوام اور سلمہ بن سلامتہ الانصاری۔ طلحہ بن عبیداللہ اور کعب بن مالک الانصاری۔ عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت الانصاری۔ ابوحذیفہ بن عتبہ اور عباد بن بشر الانصاری ۔ عمار بن یاسر اور حذیفتہ بن الیمان العبسی الانصاری ۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور عویم بن ساعدۃ الانصاری ۔ سلمان الفارسی اور ابوالدرداء الانصاری۔ ابوذر الغفاری اور منذر بن عمرو الانصاری ۔ ابوسبرہ بن ابی رہم اور سلامہ بن وقش الانصاری۔ خباب ابن الارت اور تمیم (غلام آزاد کردہ) خراش بن الصمتہ۔ صفوان بن وہب اور رافع بن العجلان۔ صہیب بن سنان اور حارث ابن الصمتہ عبداللہ بن مخرمہ اور فردہ بن عمرو بن ورقہ۔ مسعود بن ربعیہ اور عبید بن التیہان ۔ معمر بن الحارث بن معمر اور معاذ بن عفرا۔ واقد بن عبد مناف اور بشر بن البرا۔ زید بن الخطاب اور معد بن عدی ۔ ارقم بن ابی الارقم اور طلحہ بن زید۔

مہاجرین نے کہا "یارسول اللہ جس قوم (انصار) کے پاس ہم آئے ہیں اس سے زائد ہم نے ہمدرد و غمگسار اور بذل و عطا والی کوئی قوم نہیں دیکھی۔ انھوں نے ہم سے برابر کا سلوک کیا اور ہم کو اپنے کام میں شریک کیا۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں سارے کا سارا اجر وہی نہ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس مدح و ثنا سے تم نے ان کے احسانات کا بدلہ دے دیا۔

اللہ تعالےٰ سورہ مجادلہ (سورہ حشر۔ اجتہادی) کی اس آیت میں انصار کی مدح کرتا ہے " وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ (جو لوگ مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے پھر جب لوگ ہجرت کرکے ان کے پاس آئے تو انھوں نے ان سے محبت کی اور جو کچھ دیا جاتا تھا۔ اس کی ان کے دلوں میں خواہش نہ تھی۔ وہ دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں خواہ ان پر تنگی ہی کیوں نہ ہو۔

اس آیت میں "دار" سے مراد مدینہ ہے جہاں انصار مہاجرین سے قبل سکونت پذیر تھے اور اس آیت میں "ولایجدون فی صدورھم حاجتہ" کے فقرہ مطلب یہ ہے کہ جو مہاجرین کو دیا جاتا ہے اس سے ان کے دل میں کسی قسم حسد بغض اور عناد پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے انصار سے فرمایا "اگر تم چاہو تو مہاجرین کو اپنے گھروں میں اور مال میں شریک کرلو اور میں تم کو مال غنیمت میں ان کے ساتھ شریک کرلوں ورنہ تمھارے گھر اور تمھارے مال و دولت تمھارے پاس رہے اور مال غنیمت مہاجرین کا حصہ رہے۔ انصار نے کہا یارسول اللہ یوں نہیں ہم ان کو اپنے اموال و مکانات میں شریک کیے لیتے ہیں اور وہ ہمیں "مال غنیمت" میں شریک نہ کریں۔ اس وقت یہ آیت اتری " ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ۔"

انصار نے مہاجرین کا حد درجہ خیال رکھا تاکہ ان کی احتیاج کی مصیبتیں دور ہو جائیں۔ انھوں نے اپنی ذات کو محروم رکھا تاکہ وہ اپنی اسلامی بھائیوں کی مدد کرسکیں۔ باوجودیکہ انھوں نے نیا نیا اسلام قبول کیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کا تعاون اور حسن سلوک ضرب المثل ہوگیا۔

عبداللہ بن سلام الاسرائیلی کا اسلام

عبداللہ بن سلام جیسا کہ بعض خود ان کے خاندان والے ان کو عالم متبحر سمجھتے تھے۔ یہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ عبداللہ کا کہنا ہے کہ میں رسولِ کریمؐ سے آپ کی صفت اور اسم مبارک سے واقف تھا اور اس زمانہ سے بھی واقف تھا جس میں آپ کی ملاقات کا منتظر تھا۔ میں خوش تھا مگر خاموش تھا یہاں تک کہ آپؐ مدینہ تشریف لائے۔ جب آپؐ مقام قبا پر اترے تو ایک شخص نے آپ کے آنے کی خبر دی اور میں اس وقت ایک کھجور پر چڑھا ہوا اس کو ٹھیک کر رہا تھا اور میری چچی خالدہ بنت الحارث میرے نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ جب میں نے آپؐ کے آنے کی خبر سنی تو بے اختیار ہو کر تکبیر کہی۔ میری چچی نے مجھ سے کہا نامراد! جتنی خوشی تجھے ان کے آنے ہوئی شائد موسیٰ بن عمران آنے کی اتنی ہوتی۔ میں نے کہا چچی! واللہ یہ موسیٰ کے بھائی ہیں اور اسی کے دین (اسلام) پر ہیں اور جس پر وہ مبعوث ہوئے تھے، یہ بھی اسی پر مبعوث ہوئے ہیں۔ میری چچی نے کہا، بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہے جس کے متعلق ہم سنتے تھے کہ قیامت کے قریب آئے گا۔ میں نے کہا ہاں یہ وہی ہیں۔ اس پر وہ بولیں تب تو ٹھیک ہے۔

پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ پھر واپس گھر جا کر اپنے گھر والوں کو مسلمان کیا لیکن میں نے اپنا اسلام یہودیوں سے چھپائے رکھا۔

اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قوم یہود بڑی جھوٹی اور بہتان لگانے والی قوم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے کسی گھر میں مجھے چھپالیں۔ پھر میرے پیٹھ پیچھے میری بابت ان سے پوچھیے کہ میں ان میں کیا حیثیت رکھتا ہوں لیکن ان کو میرے اسلام لانے کی خبر نہ ہونا چاہیے ورنہ وہ مجھے برا کہیں گے اور مجھ میں عیب تراشی کریں گے۔

حسب خواہش رسولِ کریمؐ نے مجھے ایک گھر میں چھپا دیا۔ جب یہودی آئے اور آپ سے بات چیت کی۔ سوالات کیے تو آپؐ نے ان سے فرمایا اسے یہ تو بتاؤ کہ تم میں حصین بن سلام کون ہے۔ انھوں نے کہا وہ ہمارا سردار ہے، سردار زادہ ہے، ہمارا عالم ہے۔ جب وہ یہ کہہ چکے تو میں نکلا اور میں نے کہا اے یہودیو! اللہ سے ڈرو اور جو تمھارے پاس آیا ہے اسے مان لو قسم بخدا تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے نام نامی، اوصافِ گرامی توراۃ میں تم دیکھ چکے ہو۔ میں ان کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ ان پر ایمان رکھتا ہوں۔ ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کا تعارف کراتا ہوں۔ یہودی کہنے لگا تو جھوٹا ہے۔ پھر وہ میرے پیچھے پڑگئے میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے نہیں کہا تھا یہ بڑی مکار چالباز اور جھوٹی قوم ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے اسلام کو عالم نشرح کر دیا۔ میری چچی بھی مسلمان ہو گئی اور اس کا اسلام بہت اچھا رہا۔

دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے کہ عبداللہ بن سلام مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا۔ اس کا نام حصین تھا۔ رسولِ کریمؐ نے اسلامی نام

عبداللہ رکھا۔ ۴۳ھ (۶۶۳ - ۶۶۴ء) میں وفات پائی۔

عبداللہ بن سلام بنی خزرج کے حلیف تھے۔ ابو یوسف کنیت تھی۔ قبیلۂ بنی قینقاع میں سے تھے۔ جاہلی نام حصین۔ آپ کی شان میں یہ آیت اتری۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ (حالانکہ بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس کے مثل کی گواہی بھی دے چکا ہے اور ایمان بھی لے آیا ہے اور تم نے سرکشی کی) اور "آیہ" قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔" (کہدو اے رسول کہ میرے اور تمھارے درمیان میری رسالت کی گواہی کے واسطے اللہ کافی ہے اور وہ جس کے پاس علم الکتاب ہے[۱])۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب عبداللہ کو رسول کریم کے مدینہ میں آنے کی خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبداللہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے تین چیزوں کے متعلق سوال کیا جن کو سوائے نبی کے اور کوئی نہیں بتا سکتا تھا (۱) قیامت کی پہلی شرط کیا ہے۔ (۲) جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا۔ (۳) کس وجہ سے لڑکا کبھی اپنے باپ پر پڑتا ہے اور کبھی ماں پر جاتا ہے۔ میرے سوالات سن کر رسول اللہ نے فرمایا۔ مجھے ابھی ابھی جبریل نے ان کے جوابات بتائے ہیں۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ ملائکہ میں جبرئیل ہی وہ ہیں جن سے یہودی جلتے ہیں۔ رسول اللہ نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: (۱) پہلی شرط (علامت) قیامت کی یہ ہوگی کہ ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ (۲) جنتیوں کا پہلا کھانا مچھلی کا وہ گوشت ہوگا جو جگر سے ملا ہوا ہوتا ہے (۳) رابطہ جنسی کے وقت اگر مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آجائے تو لڑکا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر اس کے برعکس ہو تو لڑکا ماں پر جاتا ہے۔" یہ سن کر میں نے کہا۔ اشہد انک رسول اللہ۔

طبری کا قول ہے کہ عبداللہ بن سلام کا انتقال مدینہ میں ۴۳ھ میں ہوا اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔

۱۔ یہ سورہ مکی ہے اور عبداللہ بن سلام مدینہ میں اسلام لائے ہیں لہذا یہ ان کی شان میں بہر صورت نہیں ہو سکتی۔ سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے اپنی کتاب ناسخ میں سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا و من عندہ علم الکتاب سے عبداللہ بن سلام مراد ہیں تو کہنے لگے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ عبداللہ بن سلام تو مدینہ میں اسلام لائے اور یہ سورہ مکی ہے۔ اجتہادی۔

قوم یہود کی عداوت

مدینہ کے بعض یہودی آپ سے بے پناہ دشمنی رکھتے تھے اور اپنی دشمنی میں مشہور بھی تھے۔ حالانکہ علماء یہود کو اس بات کا علم تھا کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہوگا اور وہ اس نبی کے صفات کو توریت میں بھی دیکھ چکے تھے۔ (مگر پھر بھی اپنی دشمنی پر بضد تھے)۔

جن یہودیوں کا نصب العین ہی آپ کی عداوت اور دشمنی تھا وہ یہ تھے:۔ ا۔حی ، ابو یاسر ، سلام ابن مشکم ، کنانہ بن الربیع ، کعب بن الاشرف ، عبداللہ بن صوریا ، ابن صلوبا ، مخیریق (جو بعد میں اسلام لے آیا) لبید بن اعصم۔ یہ لبید وہی ہے جس کو یہودیوں نے بھڑکا کر آپ پر جادو کرایا تھا۔ پھر جبریل آئے اور آپ کو اس کے سحر کی خبر دی اور اس کے مکان کا پتہ دیا لیکن آپ نے اس کو معاف کر دیا اور فرمایا "رہا میں تو مجھ کو اللہ نے اس کے سحر سے محفوظ رکھا اور میں اس کو برا سمجھتا ہوں کہ شر کو لوگوں پر ابھاروں"۔ یعنی اس کے قتل کو پسند نہیں کرتا۔

آپ کے شدید دشمنوں میں مالک بن الصلت بھی تھا اور یہ یہودیوں کا بڑا عالم اور ان کا سردار بھی تھا۔ ایک دن وہ کہنے لگا کہ "اللہ نے کبھی بھی کوئی شے انسان پر نازل نہیں کی"۔ وہ عداوتِ رسول ؐ میں اتنا اندھا ہوا کہ ہمارے رسول کے ساتھ جناب موسیٰ کا بھی انکار کر بیٹھا اور قرآن کے ساتھ توریت کی بھی تردید کر دی۔

یہودیوں نے اس سے باز پرس کی اور کہا "یہ تم نے کیا کہا۔ وہ بولا "اس نے مجھے غصہ دلایا اور غصہ کے جوش میں میرے منہ سے یہ نکل گیا۔ یہودیوں نے بساطِ ریاست اس کے نیچے سے کھینچ لی اور اس کی جگہ کعب بن الاشرف کو بٹھا دیا۔

علماءِ یہود میں سب سے زائد شاس بن قیس لوگوں کو اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ یہ مسلمانوں سے بے حد جلتا تھا اور ان پر شدید طعنہ زنی کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ یہ انصار کے پاس سے گذرا (اس وقت انصار کے دونوں قبیلے) اوس اور خزرج باہم سر جوڑے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ کہاں ان دونوں قبیلوں کی وہ عداوت اور کہاں اب یہ محبت والفت ، جل ہی تو گیا کہنے لگا قیلہ کے بیٹے (دونوں قبیلے) متحد ہو گئے ہیں جب تک ان میں اتحاد ہے مجھے قرار کہاں۔ پھر ایک یہودی نوجوان سے کہا ان کے پاس جا اور ان میں بیٹھ جا۔ پھر جنگِ بعاث کا تذکرہ چھیڑ دے یعنی اس جنگ کا قصہ چھیڑ دے جو پہلے ان میں ہو چکی تھی اور ان کے سامنے وہ رجزیہ اشعار بھی پڑھنا جو لڑتے وقت وہ پڑھتے تھے۔ اس یہودی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ لوگ بھی اس "جنگ" پر بات کرنے لگے اور ہر ایک اپنے شاعر کے اشعار پڑھنے لگا۔ بات بڑھنے لگی ، کھچاؤ شروع ہو گیا ایک دوسرے کو جنگ کی دھمکی دینے لگا۔ ایک قبیلے نے یا آل الاوس ، دوسرے قبیلے نے یا آل الخزرج کا نعرہ بلند کیا جنگ کے لیے آگے بڑھے۔ ہتھیاروں کو لیا۔ صف بندی شروع کی اور قریب تھا کہ جدال و قتال کی صورت اختیار کرنے

کہ آپؐ کو خبر ملی۔ آپؐ فوراً مہاجرین کی معیت میں ان کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ "اے گروہ مسلمین! اللہ اللہ تمہارا کیا حال ہے، خدا سے ڈرو۔ تم جاہلیت کے نعرے لگانے لگے حالانکہ میں تمہارے درمیان ہوں اور تم کو اللہ نے اسلام کی ہدایت سے مشرف کیا ہے اور امرِ جاہلیت کو برطرف کر دیا ہے۔ اس نے اسلام کے ذریعے تم کو کفر سے نجات دی اور تمہارے درمیان رشتۂ اتحاد قائم کیا۔ کیا تم کفر کی حالت میں جس رنگ پر تھے اسی حال پر لوٹ جاؤ گے؟"

بعد میں لوگوں کو ہوش آیا اور وہ سمجھے کہ یہ وسوسہ شیطانی اور مکرِ دشمن ہے۔ وہ روئے اور اوس و خزرج ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ پھر وہ سب سرِ اطاعت و سماعت جھکائے ہوئے آپ کے ساتھ ہو لیے۔ قرآن میں اسی شاس بن قیس کے بارے میں یہ آیت اتری یَا اَھْلَ الْکِتَابِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللہِ مَنْ آمَنَ تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا (اے اہلِ کتاب! راہِ حق میں مومنین کے کیوں سدِ راہ ہوتے ہو اور کج روی اختیار کرتے ہو)۔ اور انصار کے بارے میں یہ آیات اتریں:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کَافِرِیْنَ وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ آیَاتُ اللہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللہُ لَکُمْ آیَاتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ (سورہ آلِ عمران)

اے ایمان والو اگر تم نے اہلِ کتاب کے کسی فرقہ کا بھی کہا مانا تو یاد رکھو کہ وہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر دوبارہ کافر بنا کے چھوڑ دیں گے اور بھلا تم کیونکر کافر بن جاؤ گے حالانکہ تمہارے سامنے خدا کی آیتیں برابر پڑھی جاتی ہیں اور اس کا رسول بھی تم میں موجود ہے اور جو شخص خدا سے وابستہ ہو وہ یقیناً صراطِ مستقیم پر ہے۔ اے ایمان لانے والو جو حق ہے ڈرنے کا اس طرح خدا سے ڈرو اور دینِ اسلام کے سوا کسی اور دین پر نہ مرنا۔ اللہ کی رسی کو متحدہ حیثیت سے مضبوط پکڑے رہنا اور باہم افتراق نہ پیدا کرنا اور خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو خدا نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کر دی اور تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم تو سلگتی ہوئی آگ کے دہانہ پر کھڑے تھے اور گرا ہی چاہتے تھے کہ خدا نے تم کو بچا لیا۔ خدا اپنے احکام یوں ہی واضح کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر آ جاؤ)۔

یہودی اکثر آپ سے ازراہِ مکر و عناد بہت سے چیزوں کے متعلق سوال کرتے اور وہ اس لیے پوچھتے تھے تاکہ حق کو باطل سے خلط ملط کر دیں (اور لوگوں کو دھوکا دینے کا موقع ملے)۔

ایک مرتبہ آپؐ کے پاس دو یہودی آئے اور اللہ کے اس قول " وَلَقَدْ آتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ آیَاتٍ " (ہم نے موسیٰ کو (۹) نو آیات عطا کیں) کی تشریح چاہی۔ آپ نے فرمایا: وہ نو آیات یہ ہیں:-

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو (۲) زنا نہ کرو (۳) ناحق کسی کو قتل نہ کرو (۴) چوری نہ کرو (۵) سحر نہ کرو۔ (۶) سفارش کے لیے سلطان کے پاس نہ جاؤ۔ (۷) سود نہ کھاؤ (۸) پاک دامن عورتوں پر تہمت نہ لگاؤ۔ (۹) اور یہ خاص تمہارے لیے ہے کہ ہفتہ کے دن کسی پر حملہ نہ کرو۔ یہ سن کر ان دونوں نے آپ کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اسلام لانے سے کیا چیز مانع ہے۔ کہا ہم ڈرتے ہیں اگر ہم اسلام لے آئے تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

ایک مرتبہ کچھ یہودی آئے اور آپ سے پوچھنے لگے "نبی کی علامت کیا ہے؟" آپ نے فرمایا "اس کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا ہے۔" پھر سوال کیا "وہ کونسا طعام تھا جو بنی اسرائیل نے توریت سے قبل اپنے اوپر حرام کرلیا تھا؟" آپ نے فرمایا "تم کو اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ پر توریت اتاری۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ اسرائیل یعنی جناب یعقوبؑ ایک مرتبہ مرض شدید میں مبتلا ہوئے۔ جب آپ کا مرض بڑھا تو آپ نے نذر کی کہ اگر اللہ مجھے اس مرض سے نجات دے گا تو میں محبوب ترین مشروب اور محبوب ترین طعام اپنے اوپر حرام کرلوں گا اور ان کے نزدیک محبوب ترین "طعام" اونٹ کا گوشت اور "مشروب" اونٹ کا دودھ تھا۔ انھوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

ایک مرتبہ یہودی کہنے لگے "اس شخص کو عورتوں سے شادی کے سوا کوئی کام ہی نہیں۔ اگر یہ نبی ہوتا جیسا کہ اس کا خیال ہے تو نبوت اس کو "عورتوں" سے روک دیتی اس وقت یہ آیت اتری" وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (تمہارے پہلے ہم نے رسول بھیجے جن کے ازواج بھی تھے اور اہل وعیال بھی)۔

یہودیوں کی شرارتوں میں اوس وخزرج کے بھی کچھ لوگ شریک ہو گئے تھے جو درحقیقت اپنے آبائی دین شرک وتکذیب نبوت پر قائم تھے لیکن اس لیے کہ اسلام سب پر غالب آچکا تھا اور تقریباً ان کی ساری قوم مسلمان ہوچکی تھی لہٰذا وہ قتل سے بچنے کے لیے مسلمان بن گئے تھے لیکن باطن میں ان کی دلی ہمدردیاں یہودیوں کے ساتھ تھیں اور یوں وہ مسلمانوں میں نظر آتے تھے۔ انھیں لوگوں کو منافق کہا جاتا تھا۔ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ رسول کریمؐ کے دور میں منافقین کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی تھی۔ انھیں منافقین میں عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول بھی تھا جو منافقین کا سردار تھا۔ اس کے نفاق کی شہرت اس قدر تھی کہ اس کا شمار "صحابہ" میں نہیں کیا گیا۔

عبداللہ بن ابی مدینہ کے عظیم الشان معزز لوگوں میں سے تھا اور رسولؐ کے مدینہ میں آنے سے پہلے اہلِ مدینہ نے اس کے لیے پتھر کے نگینوں کا ایک ہار بھی اس خیال سے بنایا تھا کہ اس کو تاج کے طور پر اس کے سر پر باندھ دیا جائے اور پھر اس کو بادشاہ بنا دیا جائے۔ عبداللہ خوبصورت بھرپور، تنومند، خوش بیان تھا اور یہی معنی ہیں قرآن کی اس آیت کے " وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ (اگر تم ان کو دیکھو تو ان کے جسم خوشنما معلوم ہوتے ہیں)۔

نفاق کی ایک مثال: ثعلبی نے لکھا ہے کہ ابن عباس آیہ " اذا لقوا الذین آمنوا الی آخرہ " کے متعلق

کہتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہے اور واقعہ یوں ہوا کہ ایک مرتبہ یہ لوگ (منافقین) جا رہے تھے کہ رسول کریمؐ کے چند اصحابؓ مل گئے ابن ابی کہنے لگا تم لوگ دیکھتے جاؤ کس طرح میں" ان بیوقوفوں" کو تم سے دور کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابن ابی آگے بڑھا اور حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔ واہ واہ کیا بات ہے آپ کی۔ آپ ہیں سردار بنی تیم، بزرگ اسلام یار غار، رسول خدا پر جان و مال قربان کرنے والے۔ پھر حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑا سبحان اللہ، سبحان اللہ! آپ ہیں سردار بنی عدی دین اسلام کے بازو قوی، اللہ کے رسول کے لیے جان و مال قربان کرنے والے۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا مرحبا مرحبا رسول خدا کے برادر و داماد اور سوائے رسول اللہ کے تمام بنی ہاشم کے بزرگ و سردار۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا: اے عبداللہ کچھ تو اللہ سے ڈرو اور نفاق سے کام نہ لو کیونکہ بدترین مخلوق اللہ کی وہ ہے جسے "منافقین" کہتے ہیں۔ یہ سن کر عبداللہ کہنے لگا چھوڑیے بھی ابوالحسن آپ مجھ سے یہ کہتے ہیں واللہ! جس طرح آپ لوگوں کا ایمان ہے، ویسا ہی ہمارا بھی ایمان اور جو حال آپ کی تصدیق کا ہے وہی حال ہماری تصدیق کا ہے۔ جب صحابہ چلے گئے تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا دیکھا تم نے میرا رویہ! ان سب نے اس کی تعریف کی۔ پھر مسلمان نے جا کر رسول کریمؐ سے اس کی ان باتوں کی اطلاع دی۔ اس پر یہ آیت اتری" وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ "(جب یہ لوگ ایمان والوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی مومن ہیں اور جب وہ اپنے شیطانوں سے تخلیہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہیں) آخر تک تمام آیتیں منافقین اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہیں۔

رسول کریمؐ کو مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں سے بہت تکلیفیں پہنچیں لیکن مکہ کے مقابلہ پر یہ اذیتیں گویا کچھ نہیں تھیں۔ آپ مدینہ میں پہلے ہی دن سے انتہائی عزت و حفاظت اور قوت کے ساتھ تھے۔ یہود آپ سے خواہ مخواہ بحث و نزاع مجادلہ و مباحثہ کرتے اور مکارانہ سوالات کرتے اور یہی تکلیف "تھی جو وہ زائد سے زائد آپ کو دے سکتے تھے۔

جب اسلام کی شوکت بڑھنے لگی اور اس کے بازو قوی ہو گئے تو آپ کو "قتال" کا حکم ملا۔

"اھلِ صفہ"

اہلِ صفہ ان فقیر مہاجرین کو کہا جاتا تھا جنھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ان کے پاس رہنے کو کوئی مکان نہ تھا اور نہ ہی ان کے اقارب و رشتہ دار تھے وہ چار سو کی تعداد میں تھے۔ مسجدِ مدینہ ہی میں رہتے اور اسی کے زیرِ سایہ زندگی گذارتے تھے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے اور (زائد تر) روزے سے رہتے تھے اور ہر غزوہ میں شریک ہوتے تھے۔ رسول کریمؐ شام کا کھانا نوش فرمانے وقت ان کو بلاتے اور ان کو اپنے اصحاب پر (کھانے کھلانے کے لیے) تقسیم کر دیتے ان میں سے ایک گروہ رسول کریمؐ ہی کے ساتھ کھانا کھاتا یہاں تک کہ اللہ نے تونگری دی۔ حضرت ابوہریرہ بھی اہلِ صفہ میں سے تھے۔ جب رسول کریمؐ کے پاس کہیں سے صدقہ آتا تھا تو آپ وہ صدقہ ان لوگوں کو بھیج دیا کرتے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول کریمؐ باہر تشریف لائے اور فرمایا میرے اصحاب کو بلاؤ یعنی اہلِ صفہ کو بلاؤ میں نے ایک ایک شخص کو تلاش کرکے جگایا یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے۔ پھر ہم سب رسولِ کریمؐ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے۔ ہم نے حاضری کی اجازت طلب کی۔ اجازت دی گئی۔ آپؐ نے ہمارے سامنے ایک پیالہ رکھا جس میں جَو کی بنی ہوئی کوئی چیز تھی۔ پھر اس پیالہ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ہم لوگوں نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا۔ پھر ہم نے ہاتھ اٹھا لیے۔ پیالہ رکھتے وقت آپ نے فرمایا تھا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، اس کھانے کے سوا جو تم دیکھ رہے ہو، آلِ محمدؐ کو آج کی رات کچھ اور نہیں ملا"

ہم نے ابوہریرہ سے پوچھا تمھارے فارغ ہونے کے بعد وہ کتنا رہ گیا تھا۔ ابوہریرہ نے کہا جیسا رکھا گیا تھا ویسا ہی رہا، البتہ اس میں انگلیوں کے نشان ضرور پڑ گئے تھے۔

رسولِ کریمؐ اکثر اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال پر ان لوگوں کو ترجیح دیتے تھے اور جو ہاتھ آتا وہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔

ابوہریرہ سے روایت ہے:۔

ایک روز میں اس راستہ پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گذرتے تھے کہ تھوڑی دیر میں ابوبکر ادھر سے گذرے۔ میں نے ان سے قرآن کی آیت کے متعلق سوال کیا اور سوال کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھ کو کھانا کھانے کے لیے پوچھیں وہ چلے گئے اور میرا پیٹ نہ بھر سکے۔ پھر حضرت عمر کا ادھر سے گذر ہوا۔ میں نے ان سے بھی قرآن کی ایک آیت کے متعلق سوال کیا اور مقصد صرف یہ تھا کہ یہ کھانا کھلا دیں۔ پھر وہ بھی چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں رسول کریمؐ ادھر سے گذرے۔ مجھ کو دیکھا تو مسکرائے اور جو میرے دل میں اور چہرہ پر تھا اس کو سمجھ گئے۔ پھر فرمایا: ابوہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا "حق" اور چلنے لگے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ گھر میں داخل ہوئے۔ میں نے بھی اجازت چاہی

اجازت عطا ہوئی۔ داخل ہو کر کیا دیکھتے ہیں کہ دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دودھ کہاں سے آیا۔ لوگوں نے کہا یہ فلاں شخص یا فلاں عورت نے ہدیتہً بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوھر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا "حق دار اہلِ صفہ ہیں ان کو بُلا کر لاؤ"۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اہلِ صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ نہ وہ کسی عزیز کے یہاں پناہ لیتے نہ مال کی طرف التفات کرتے اور نہ ہی کسی اور سے مدد کے طالب ہوتے۔ جب آپ کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آتی تو آپ سب کی سب ان کو بھر ادیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے۔ اور جب کوئی ہدیہ بھیجتا تو وہ بھی آپ ان کو بھیج دیتے لیکن خود بھی کچھ لے لیتے اور ان کو شریک کرتے تھے۔ (جب آپ نے بلانے کے لیے فرمایا تو) مجھے آپ کی یہ بات کچھ ناگوار گذری۔ میں نے سوچا اتنا سا دودھ اہلِ صفہ کا کیا بنائے گا؟ میں اس کا زیادہ حق دار تھا۔ میں ہی اگر اس دودھ کو پی لیتا تو کچھ تقویت حاصل کر لیتا۔ پھر جب وہ لوگ آئے تو مجھے حکم دیا کہ میں ان کو یہ دودھ پلاؤں اور مجھے اپنے تک اس دودھ کے پہنچنے سے مایوسی ہو چکی تھی لیکن اللہ اور رسول کی اطاعت سے چھٹکارا کیسے تھا۔ میں نے انھیں بلایا۔ وہ آئے۔ اجازت ملی اور ہر ایک اس گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ فرمایا ابوھر! میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ فرمایا اس پیالہ کو پکڑ اور ان کو پلاتا جا۔ پھر میں نے پیالہ لیا اور ہر ایک آدمی کو دینا شروع کیا۔ وہ پیتا تھا یہاں تک کہ سیر ہو جاتا تھا۔ پھر وہ مجھے پیالہ لوٹا دیتا اور میں دوسرے کو دے دیتا۔ پھر وہ پیتا اور بالکل سیر ہو جاتا۔ پھر وہ پیالہ واپس کرتا اور میں دوسرے کو دیتا یہاں تک کہ پیالہ رسول کریم کے پاس پہنچا اور اس وقت تمام حاضرین سیراب ہو چکے تھے۔ آپ نے وہ پیالہ لے کر اپنا ہاتھ اس پر رکھ دیا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے فرمایا ابوھر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ۔ فرمایا: اب ہم اور تم رہ گئے۔ میں نے کہا سچ فرمایا آپ نے۔ پھر آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ کر پینے لگا۔ پھر فرمایا پیو۔ میں پیتا رہا اور آپ مسلسل مجھے پینے کا حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا یا رسول اللہ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ اب گنجائش نہیں رہی۔ پھر وہ پیالہ میں نے آپ کو دے دیا۔ آپ حمد خدا کرنے لگے اور بسم اللہ کر کے بقیہ دودھ نوش فرما گئے۔ بخاری نے اس روایت کو "باب استیذان" میں لکھا ہے۔

خداوند عالم قرآن اہل صفہ کا ذکر یوں کرتا ہے "لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ"۔ (یہ خیرات خاص ان لوگوں کے لیے ہے جو فقیر ہیں جو خدا کی راہ میں محصور ہو گئے ہیں اور زمین پر نہیں چل سکتے۔ ناواقف ان کو سوال نہ کرنے کی وجہ سے مال دار سمجھتا ہے۔ لیکن اگر تم ان کی صورت سے ان کی احتیاج سمجھ سکتے ہو اگرچہ یہ لوگ چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔ اور جو کچھ بھی تم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہو، اللہ اسے خوب جانتا ہے)۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم اصحاب صفہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور ان کی محتاجی اور تکالیف کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے ان کو تسلی دلاسا دیتے ہوئے فرمایا یا اصحاب صفہ جو بھی (قیامت) میں مجھ سے اس حال پر

ملاقات کرے گا جس پر تم ہو اور اس حالت پر راضی بھی ہو گا تو وہ میرا (جنت میں) رفیق ہو گا۔

اکثر مہاجرین نے مکہ میں اپنے املاک واموال چھوڑ دیے تھے۔ سوائے حضرت عثمان کے کہ وہ اپنے ساتھ اپنا سارا مال و زر لے آئے تھے اور بہت مال دار تھے۔ مدینہ میں مہاجرین نے زراعت کا کام شروع کر دیا تھا۔ زمین اہل مدینہ سے ملی تھی جس سے وہ فائدہ اٹھاتے تھے۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول کریمؐ کے مدینہ میں آنے کے بعد جب کوئی قریب مرگ ہوتا تو ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دیتے۔ آپ اس کے پاس آتے اور اس کے لیے استغفار کرتے جب اس کا انتقال ہو جاتا تو آپ اور آپ کے ہمراہی واپس چلے جاتے۔ اکثر آپ اس کے دفن تک بیٹھے رہتے اور اکثر یہ پابندی آپ پر طویل ہو جاتی۔ جب ہمیں آپ کی اس تکلیف کا احساس ہوا تو بعض لوگوں نے کہا واللہ کیا اچھا ہوتا کہ جب تک آدمی مر نہ لیتا۔ ہم آپ کو اطلاع نہ کرتے۔ جب وہ مر جاتا تو ہم اطلاع دے دیتے تاکہ آپ کو زائد تکلیف اور پابندی برداشت کرنا نہ پڑتی۔

پھر ہم لوگوں نے یہی کیا کہ مرنے کے بعد آپ کو اطلاع دیتے۔ آپ تشریف لاتے۔ نماز پڑھتے۔ دعاء استغفار کرتے۔ کبھی اس کے بعد واپس چلے جاتے اور کبھی دفن تک ٹھہرے رہتے۔ پھر ایک زمانہ تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ پھر آپس میں مسلمانوں نے یہ کہا "کیا اچھا ہوتا کہ ہم رسول کریمؐ کو اپنی جگہ سے نہ اٹھاتے اور میت کو آپ ہی کے گھر لے جاتے۔ پھر آپ کو کہلا بھیجتے اور آپ وہیں اس پر نماز پڑھا دیتے۔ یہ آپ کے لیے زائد آسان اور آرام دہ طریقہ تھا۔ پھر ہم نے یہی کیا۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ اسی لیے اس مقام کا نام "موضع الجنائز" (جنازگاہ) رکھ دیا گیا کیونکہ جنازے وہاں لائے جاتے تھے۔ اور یہ معمول آج تک ہے کہ جنازے وہاں لے جائے جاتے ہیں اور اسی مقام پر ان پر نماز پڑھی جاتی ہے۔

"حکمِ جہاد"

بالآخر ۱۲ صفر ۲ھ کو آنحضرت جہاد پر مامور ہوئے۔ ۱۳ سال تک آپؐ کفار قریش کو بغیر قتال و جدال کے ترکِ بت پرستی اور دعوتِ خدا پرستی کی تعلیم دیتے رہے اور صبر و شکر کے ساتھ ان کی ایذا رسانیوں کو برداشت کرتے رہے مگر ان کی ظلم آفرینی اور ستم آرائی میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ آپ پر اور آپ کے اصحاب پر تکالیف و مصائب بڑھتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ ترکِ وطن و مال پر مجبور ہوئے۔

صحابہ جب کسی مسلمان پر ظلم و ستم ہوتے دیکھتے تو کہتے صبر کرو۔ صبر۔ ابھی ہم جہاد پر مامور نہیں ہیں۔" صحابہ کا ایک گروہ جن میں عبدالرحمٰن بن عوف، مقداد ابن اسود، قدامہ بن مظعون، سعد بن ابی وقاص وغیرھم تھے، رسولِ کریم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہم جب مشرک تھے تو انتہائی معزز تھے لیکن جب سے ایمان لائے ہیں، ذلیل و بے کس ہو گئے ہیں لہٰذا آپ ہم کو ان سے قتال کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا ان سے ہاتھ روکے رہو کیونکہ میں ابھی قتال پر مامور نہیں ہوا ہوں۔

آخرِ کار بت پرستوں کی وارداتوں کے مقابلہ پر اسلحے کا استعمال کرنا ہی پڑا کیونکہ معاملہ موت و حیات پر آ گیا تھا۔ یا ایسی فتح جس سے دین کا علم بلند ہو جائے یا ایسی شکست جس کے بعد مسلمان پھر کبھی سر نہ اٹھا سکیں اور اگر کہیں قریش کو مدینے اور مسلمانوں پر فتح حاصل ہو جاتی تو پھر اسلام کا خدا حافظ تھا۔ اس زمانہ میں رومی عیسائی فارس سے برسرِ پیکار تھے اور ان پر غالب آ چکے تھے۔

جب رسولِ کریم مدینے آ گئے اور آپؐ کے عقیدت مندوں کی تعداد بڑھنے لگی، انصار آپ کی مدد پر بالکل تیار ہو گئے اور مشرکین اپنے کفر و ستم آرائی پر اسی طرح جمے رہے۔ اس وقت آپ کو حکمِ جہاد ملا۔ پھر آپ نے جنگی رسالے بھیجنا شروع کیے اور بذاتِ خود بھی جنگوں میں شریک ہوئے۔

پہلی آیت قتال کے بارے میں جو اتری وہ یہ تھی:۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

(جن مسلمانوں سے کفار لڑا کرتے تھے چونکہ وہ بہت مظلوم ہو گئے تھے اس لیے ان کو جہاد کی اجازت دے دی گئی۔
یہ وہ لوگ ہیں جو صرف اتنی سی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار خدا ہے، ناحق اپنے اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا تو گرجے، یہودیوں کے معبد، مجوس کے عبادت خانے اور مساجد جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے، سب کے سب ڈھا دیے گئے ہوتے۔ بلاشبہ جو شخص خدا کی مدد کرے گا اللہ بھی اس کی مدد کرے گا۔ بیشک خدا غالب و قادر ہے)۔

سریہ حمزہ بن عبدالمطلب

جس شخص کو سب سے پہلے آپ نے جنگ کا علم دیا جناب حمزہؓ کی ذات تھی۔
ہجرت کے ساتویں مہینے ماہِ رمضان میں تیس مہاجرین کے ساتھ جناب حمزہ کو روانہ کیا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس رسالے میں آدھے انصار اور آدھے مہاجرین تھے مگر متفق علیہ روایت یہی ہے کہ سب مہاجرین ہی تھے اور غزوہ بدر سے پہلے آپ نے کسی انصاری کو میدان جنگ میں نہیں بھیجا کیونکہ انصار پہلے ہی یہ شرط کر چکے تھے کہ مدینہ ہی میں آپ کی حفاظت کریں گے۔

حمزہ قافلۂ قریش کو روکنے کے لیے روانہ ہوئے۔
یہ قافلہ شام سے آرہا تھا اور مکے جا رہا تھا۔ اس قافلہ میں ابوجہل تین سو آدمیوں کے ساتھ تھا۔
جب مہاجرین عیص کی طرف سے سمندر کے ساحل پر پہنچے تو دونوں فریقوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ پھر طرفین جنگ کے لیے صف آرا ہو گئے مگر مجدی بن عمرو جو فریقین کا حلیف تھا، مانع آیا اور جنگ کیے بغیر فریقین واپس چلے گئے۔ اس جنگ میں رسول کریمؐ نہ تھے۔ ابو مرثد کناز بن الحصین الغنوی علم اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ پہلا علم تھا جو رسول کریمؐ نے جنگ کے لیے تیار کیا تھا۔ اس علم کا رنگ سفید تھا۔

سریہ عبیدہ بن الحارث

ہجرت کے آٹھویں مہینے ماہ شوال (۱ھ/۶۲۳ء) میں عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف "رابغ" کی طرف بھیجے گئے۔ اس سریہ میں آپ کے لیے سفید علم تیار کیا گیا جس کو مسطح ابن اثاثہ عبدالمطلب اٹھائے ہوئے تھے۔ اس لشکر میں ساٹھ مہاجرین تھے۔ انصاری کوئی نہیں تھا۔

چشمۂ احیاء (جو جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر "رابغ" کا حصہ ہے۔ یہ فاصلہ اس صورت میں ہے جب کہ بائیں ہاتھ کے راستے سے قدید کا ارادہ کیا جائے) پر آپ کا ٹکراؤ ابوسفیان بن حرب سے ہوا۔ اس کے ہمراہ اس وقت دو سو قریشی تھے ان لوگوں نے سیدھا راستہ صرف اس لیے چھوڑا تھا تاکہ ان کے اونٹوں کو اچھی چراگاہ میسر آسکے۔ فریقین میں تیر اندازی ہوئی مگر شمشیر زنی نہیں ہوئی اور نہ ہی صف آرائی ہوئی۔ تیر اندازی بھی اس لیے ہوئی تھی کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر پھینک دیا تھا۔ اور وہ سب سے پہلا تیر تھا جو اسلام کی راہ میں پھینکا گیا۔ پھر ہر فریق اپنی اپنی "پناہ گاہ" میں واپس چلا گیا۔

"سریہ سعد بن ابی وقاص"

سعد بن ابی وقاص کا یہ سریہ مقام "خرار" کی طرف تھا۔ خرار حجاز کی اس وادی کا نام ہے جو جحفہ کے راستہ میں پڑتی ہے۔ یہ سریہ ۹ شوال ہجرت کے نویں مہینہ کے آغاز میں ہوا۔ اس میں سعد کے لیے "علم سفید" معین کیا گیا جس کو مقداد بن عمرو البہروانی اٹھائے ہوئے تھے۔

سعد کو بیس مہاجرین کے ساتھ اس لیے بھیجا گیا تاکہ وہ ان کی طرف سے گذرنے والے قافلہ قریش کے سدراہ ہوسکیں۔ سعد کا کہنا ہے کہ ہم پیادہ پا روانہ ہوئے۔ دن کو کمین گاہ میں چھپتے اور رات کو سفر کرتے یہاں تک پانچویں روز صبح کو ہمیں قافلہ کے متعلق یہ علم ہوا کہ وہ شب ہی کو گذر گیا۔ پھر ہم مدینے لوٹ آئے۔

"غزوہ ودان"

سب سے پہلے جس غزوہ میں آپؐ نے شرکت فرمائی وہ غزوہ ودان (یا غزوہ ابوا) تھا۔ حضرت زین العابدین بن الحسین بن علیؓ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہم قرآن کے سورتوں کو جانتے ہیں اسی طرح ہم رسول اللہ کے غزوات سے بھی واقف ہیں اور اسماعیل بن محمد بن سعد ابن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ہمارے باپ ہمیں سرایا اور غزوات کی تعلیم دیتے تھے اور کہتے تھے "بیٹا یہ تمہارے بزرگوں کا مایۂ فخر و شرف ہے۔ اس کو مت بھولنا"

یہ پہلا غزوہ تھا جس میں آپ شریک ہوئے۔ یہی غزوہ ودان تھا۔ بعض اس کو "غزوہ ابوا" بھی کہتے ہیں۔ مورخین میں بعض ودان کی طرف اس غزوہ کو منسوب کرتے ہیں اور بعضے "ابوا" کی طرف کیونکہ یہ دونوں وادی فرع میں قریب ہی قریب ۶ میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔

۱۰ صفر ہجرت کے بارھویں مہینہ کے شروع (۱۲۳ء) میں آپ قریش اور بنی ضمرہ کے قافلے کو روکنے کے لیے نکلے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ بنی ضمرہ کے قصد سے نہیں بلکہ قافلہ قریش کے ارادے سے نکلے تھے پھر جب آپ کی ملاقات "بنی ضمرہ" سے ہوئی تو آپ نے ان سے چند شرائط پر مصالحت فرمائی۔

آپ ساٹھ مہاجر سواروں کے ساتھ نکلے تھے مگر جس قافلہ کا ارادہ تھا وہ نہ مل سکا۔

آپ کے اور بنی ضمرہ کے درمیان ان شرائط پر مصالحت ہوئی تھی کہ نہ آپ ان سے جنگ کریں گے۔ نہ وہ آپ سے جنگ کریں گے اور نہ ہی وہ آپ کے خلاف لشکر جمع کریں گے اور نہ ہی دشمن کی مدد کریں گے۔ حملہ آور کے خلاف وہ آپ کی مدد کریں گے اور جب بھی ان کو مدد کے لیے بلایا جائے گا وہ مدد کریں گے۔ پھر ان کے سردار مخشی بن عمرو الضمری اور آپؐ کے درمیان مذکورہ بالا مفہوم پر مشتمل ایک صلحنامہ مرتب ہوا۔

اس جنگ کے علمدار حضرت حمزہ تھے۔ رنگ لوا سفید تھا۔ مدینہ میں آپؐ نے سعد بن عبادہ کو چھوڑا تھا۔ پندرہ راتوں تک آپ مدینہ سے باہر رہے۔

"غزوہ بواط"

ماہ ربیع الاوّل (۲۳ ۶ء) ہجرت کے تیرھویں مہینے کے شروع میں یہ غزوہ واقع ہوا۔ علم سفید تھا اور حامل علم سعد بن ابی وقاص تھے۔ سعد بن معاذ کو مدینہ میں چھوڑ کر آپ دو سو مہاجرین کو لے کر اس قافلۂ قریش کو روکنے کے لیے مقام بواط پر پہنچے جس میں امیہ ابن خلف الجمحی کے ساتھ سو قریشی اور دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے مگر قافلہ نہ مل سکا۔ جنگ نہیں ہوئی اور آپ مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔

"غزوہ سفوان"

ماہ ربیع الاوّل کی ابتدا میں رسول کریمؐ لشکر کی ہمراہی میں کرز بن جابر الفہری کی تلاش میں نکلے۔ آپ کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ اس غزوہ کے علمدار حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ مدینہ میں آپؐ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کو چھوڑا تھا۔ ہوا یہ کہ کرز بن جابر مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر کے جانوروں کو ہنکائے گیا تھا وہ اپنے جانور چراگاہ "حما" میں چرایا کرتا تھا۔ آپ اس کی تلاش میں وادی سفوان پہنچے جو بدر کے اطراف میں واقع ہے، آپ سے اس کا مقابلہ نہ ہو سکا، اور آپ مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے اس غزوہ کو "غزوہ بدر اولیٰ" بھی کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد کرز اسلام لے آئے۔ رسول کریمؐ نے اُس لشکر کی قیادت بھی اُن کو دی تھی جو عرینین کی تلاش میں نکلا تھا۔ یہ عرینین وہ ہی تھے جنہوں نے آپ کے چرواہے کو مار ڈالا تھا۔ کرز یوم فتح مکہ ۸ھ میں قتل کر دیے گئے۔

ابن اسحاق اس غزوہ کو عشیرہ کے بعد ذکر کرتے ہیں اور ابن حزم دس دن بعد۔

"غزوہ عشیرہ"

اکتوبر ۶۲۳ء ہجرت کے سولھویں مہینہ کے آغاز میں ماہ جمادی الاولیٰ اور بقول بعض جمادی الآخر میں یہ غزوہ ہوا تھا حامل لوا حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کو چھوڑ کر ڈیڑھ سو یا بروایتے دو سو مہاجرین کو لے کر آپؐ قافلہ قریش کو روکنے کے لیے جو شام سے آرہا تھا، نکلے۔ لشکر میں کل تیس اونٹ تھے۔ آپ نے کسی کو ہمرکابی پر مجبور نہیں کیا تھا۔

جب آپ کو یہ خبر ملی کہ مکے سے قافلہ چل چکا ہے اور اس میں قریش کا کافی مال ہے تو آپ ذوالعشیرہ پہنچے جو ینبع کی جانب بنی مدلج کی بستی ہے۔ ینبع اور مدینہ کے درمیان نو قاصدوں (۱۰۰ میل) کا فاصلہ ہے۔ اس قافلہ کے متعلق معلوم ہوا کہ کچھ دن پہلے جا چکا ہے۔ یہ وہی قافلہ تھا کہ جب شام سے لوٹا تو آپ اس کے ارادے سے نکلے مگر وہ سمندر کے کنارے ہی سے نکل گیا۔ قریش کو اس کی خبر پہنچی تو وہ اس کی حفاظت کے لیے روانہ ہوئے اور "مقام بدر" پر رسول کریم سے ملے۔ پھر آپؐ نے ان پر حملہ کیا اور جسے قتل ہونا تھا وہ قتل ہوا۔

"عشیرہ" ہی میں رسول کریمؐ نے علی بن ابی طالب کی کنیت ابوتراب مقرر فرمائی۔ جب آپؐ نے حضرت علیؓ کو غبار آلود خاک پر سوتا ہوا دیکھا تو فرمایا اے ابوتراب بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے۔ اسی غزوے میں آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلیفوں (بنی ضمرہ) سے صلح فرمائی۔ پھر آپ مدینہ کی طرف واپس آئے اور جنگ نہ ہوئی۔

سریہ عبداللہ بن جحش الاسدی

رسول کریمؐ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو کہا کہ وہ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ جب [illegible] تیار ہو گئے اور جانے لگے تو خیال رقت سے رونے لگے۔ آپؐ نے ان کی جگہ عبداللہ بن جحش الاسدی کو بارہ مہاجرین کے ہمراہ بطن نخلہ کو روانہ کیا۔ ان میں سے ہر دو آدمیوں کے قبضہ میں ایک تھا۔ نخلہ مکہ کے قریب ابن عامر کا باغ ہے۔

یہ واقعہ ماہ رجب ہجرت کے سترھویں مہینے کے آغاز (نومبر ۶۲۳ء) میں ہوا تھا۔

ان کو ایک "نوشتہ" دیا گیا جس کی بابت ان سے کہا گیا کہ اس کو دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد پڑھیں اور اس کے مندرجات پر عمل کریں اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی پر جبر نہ کریں پھر انھوں نے ایسا ہی کیا۔ نوشتہ میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ [illegible] نخلہ اور طائف کے درمیان اتریں۔ قریش کی نگرانی کریں اور ان کی خبروں کو معلوم کرتے رہیں۔ پھر عبداللہ نے اپنے

---

[1] رسول کریمؐ کے پھوپھی زاد بھائی جن کو علامہ شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی میں غلطی سے ماموں زاد بھائی لکھا ہے۔

تمام ساتھیوں کو اس "راز" سے مطلع کیا۔ وہ سب ساتھ چلے لیکن جب وہ معدن پر پہنچے تو سعد بن ابی وقاص جو عتبہ بن غزوان کے اونٹ پر ہمنشین تھے راستہ بھول گئے۔ پھر یہ دونوں دو روز تک ان کی تلاش میں اس مقام پر ٹھہرے رہے اور عبداللہ اور ان کے ساتھی نخلہ چلے گئے۔ جب یہ لوگ نخلہ پہنچے تو ادھر سے قافلۂ قریش گذرا جو شراب، چمڑا اور کشمش لادے ہوئے طائف سے آرہا تھا۔ اس قافلہ میں عمرو بن الحضرمی، عثمان بن المغیرہ، اس کا بھائی نوفل، حکم بن کیسان وغیرہ تھے۔ وہ قافلہ ان کے پاس اترا۔ قافلہ والوں کو ان سے خوف معلوم ہوا۔ عکاشہ بن محصن الاسدی سر منڈوائے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھ کر وہ مطمئن ہوگئے اور کہنے لگے (یہ لوگ یہیں کے ہیں) ان سے کوئی ڈر نہیں۔ یہ ماہ رجب کی آخری تاریخ تھی۔ پھر مسلمانوں نے باہم مشورہ کیا اور قتال پر آمادہ ہوگئے۔ واقد بن عبداللہ التیمی نے عمرو بن الحضرمی کے تیر مارا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ پہلا شخص تھا جس کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا۔ پھر مسلمان ان پر ٹوٹ پڑے۔ عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ، حکم بن کیسان گرفتار کیے گئے۔ نوفل بھاگ گیا اور مال مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ کہا جاتا ہے کہ جب عبداللہ "نخلہ" سے واپس آئے تو مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور تمام مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور یہ پہلا خمس تھا جو فرض ہونے کے قبل اسلام میں معین کیا گیا تھا اور یہ پہلی "غنیمت" تھی جو مسلمانوں کو حاصل ہوئی اور عمرو بن الحضرمی پہلا شخص تھا جس کو مسلمانوں نے قتل کیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان وہ پہلے افراد تھے جن کو مسلمانوں نے اسیر کیا اور جنھوں نے حکم کو قید کیا وہ مقداد بن عمرو تھے۔ پھر رسول کریم نے الحکم کو دعوتِ اسلام دی جس کو انھوں نے قبول کیا اور پھر "بئر معونہ" میں شہادت پائی۔

سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان اس جنگ میں شریک نہ ہو سکے اور لشکر کی واپسی کے چند روز بعد مدینہ پہنچ سکے۔

جب عبداللہ بن جحش اپنے ساتھیوں اور قیدیوں کو لے کر حاضر خدمت ہوئے تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا "میں نے تم کو شہر حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا"..... پھر آپ نے قافلے اور دونوں اسیروں کو ٹھہرائے رکھا عبداللہ بہت شرمندہ ہوئے اور مسلمانوں نے ان کو کافی ملامت کی۔ قریش کہنے لگے کہ محمدؐ اور ان کے اصحاب نے شہر حرام کی حرمت ضائع کر دی۔ پھر آیت اتری يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ" (اے رسول تم سے لوگ حرمت والے مہینوں کی نسبت پوچھتے ہیں کہ آیا اس میں جہاد جائز ہے تو تم ان سے کہہ دو کہ ان مہینوں میں قتال و جدال حرام ہے) پھر آگے قرآن نے یہ بھی کہا کہ ان مہینوں میں جہاد بیشک حرام ہے لیکن اگر کفار زیادتی کریں تو تم کیوں خیال کرو۔ جب یہ آیات اتریں تو مسلمانوں کا رنج و غم دور ہوگیا۔ رسول اللہ نے مال غنیمت میں تصرف فرمایا اور اسیروں کا فدیہ لیا۔

"غزوۂ بدر کبریٰ"

۱۷ رمضان ۲ھ جنوری ۶۲۴ء

بدر۔ جار کے جنوب مشرق میں ملک حجاز کی ایک بستی ہے۔ جار ساحل بحر ہے۔ ان دونوں کے درمیان ایک مرحلہ کا فاصلہ ہے۔ اس کو بدر حنین کہتے ہیں۔ یہ نرم زمین پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں مشرق تک سخت پہاڑ ہیں۔ اس کے جنوب میں پتھریلے ٹیلے ہیں۔ اس کے غرب میں ریگستان ہے۔ جمعہ ۱۷ رمضان ہجرت کے انیسویں مہینہ کی ابتدا میں غزوۂ بدر واقع ہوا۔
سریہ عبداللہ میں عمرو الحضرمی کا قتل ہونا اور ابوسفیان کی سرگردگی میں شام قافلۂ قریش کا آنا اس غزوہ کا سبب بنا۔
اس قافلہ کے ساتھ بہت سا مال و اسباب تھا۔ یہاں تک کہ اس کی تعداد تقریباً ۲۰۰۰۰ جنیہ (۳۰،۵۰۰ روپیہ) تک پہنچ گئی تھی
قریش کے تیس یا چالیس آدمی جن میں مخرمہ بن نوفل الزہری بن العاص بھی تھا، اس قافلہ کے ساتھ تھے۔ جب آپ کو اس قافلہ کی خبر ملی تو آپ نے مسلمانوں کو ان کی طرف نکلنے کی دعوت دی۔ فرمایا: یہ قریش کا قافلہ ہے جن میں ان کی مال و دولت ہے۔ تم ان کی طرف روانہ ہو۔ شاید اللہ کامیابی دے۔ آپ کی دعوت کو مسلمانوں نے قبول کیا لیکن اس خیال سے کہ رسول کریمؐ جنگ نہیں کریں گے۔ لوگوں کو تکلیف ہوئی۔

ابوسفیان کو اس بات کی سن گن مل گئی تھی کہ آنحضرتؐ قافلہ کا قصد کر رہے ہیں۔ وہ ڈرا اور اس نے فوراً ضمضم بن عمرو الغفاری کو ۲۰ مثقال سونے کی اجرت پر مکہ کی طرف بھیجا کہ قریش سے مدد طلب کرے اور ان کو اس کی اطلاع دے دے۔ وہ مکہ پہونچا اور ان کو اطلاع دی۔ کفار قریش خبر سنتے ہی نکلے اور جو نہ جا سکا اس نے اپنا قائم مقام بھیجا۔ اشراف مکہ میں ابولہب کے سوا کوئی ایسا نہ تھا جو پیچھے رہ گیا ہو۔ ابولہب نے اپنی جگہ عاص بن ہشام کو چار ہزار درہم کے مساوی اجرت پر بھیجا۔ ان کے نکلنے کا سبب قافلہ کی حمایت اور اس کی حفاظت تھی۔

قوت قریش

قریش کے ایک ہزار آدمی نکلے تھے جن میں سے چھ سو زرہ پوش تھے۔ ان کے ساتھ سو گھوڑے سوار ہیں، پیدل دستوں کی زرہوں کے علاوہ تھیں۔ ان کا جھنڈا سائب بن یزید کے ہاتھ میں تھا جو بعد میں اسلام لائے۔ ان کو امام شافعی کے سلسلہ اجداد میں پانچویں نمبر ہے۔ ان کے ساتھ سات سو اونٹ بھی تھے۔ جب وہ نکلے تھے تو ان کے ساتھ گانے والی کنیزیں بھی تھیں جو دف زنی کر رہی تھیں اور مسلمانوں کی شان میں ہجویہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔ کفار قریش انتہائی مست و مغرور ہو رہے تھے کیونکہ ان کو اپنی تعداد اور سامانِ جنگ پر بھروسہ تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں اسی کی حکایت کر رہا تھا" وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم

بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ۔ (ان لوگوں کے ایسے نہ ہو جاؤ جو اتراتے ہوئے نمائش کے لیے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ یہ لوگ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اللہ ان کے اعمال پر محیط ہے)۔

اس لشکر کو بارہ آدمی کھانا کھلاتے تھے۔ ہر ایک دس اونٹ یومیہ ذبح کرتا تھا۔ یہ بارہ آدمی یہ تھے: ابوجہل، عتبہ و شیبہ فرزندانِ ربیعہ، حکیم بن حزام، عباس بن عبدالمطلب، ابوالبختری، زمعہ بن الاسود، ابی بن خلف، امیہ بن خلف، نضر بن حارث، بنیہ و منبہ فرزندان حجاج اور انھیں کے بارے میں یہ آیت اتری ہے" اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ۝ (کفار اپنا مال صرف اس لیے خرچ کر رہے ہیں تاکہ اللہ کی راہ میں رکاوٹ ڈال سکیں۔ عنقریب یہ مال خرچ کریں گے جو بعد میں سرمایۂ حسرت ثابت ہوگا اور یہ مغلوب ہو جائیں گے)۔

مسلمانوں کی طاقت

رسول کریم کے ہمراہیوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جب آپ نے شمار کیا اور تعداد تین سو تیرہ نکلی تو بے حد مسرور ہوئے اور فرمایا "یہ تعداد جالوت کے ان اصحاب کے اتنی ہے جنھوں نے جالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا" آپ کے ہمراہ انصار بھی تھے اور اس کے پہلے انصار آپ کے ساتھ کبھی نہیں نکلے تھے۔ انصار دو سو سات تھے باقی مہاجرین تھے۔ ستر اونٹ اور ۵ گھوڑے اس جنگ میں تھے۔

جب آپ روانہ ہونے لگے تو "زرہ ذات الفضول" زیب تن اور عضب نامی تلوار حمائل کی۔

صغیر السن افراد کو آپ نے واپس کر دیا تھا۔ واپس کیے جانے والوں میں اسامہ بن زید، رافع بن خدیج، برا بن عازب اسید بن ظہیر، زید بن ارقم، زید بن ثابت بھی تھے۔ عمیر بن ابی وقاص کو بھی آپ واپس کرنے لگے تھے لیکن وہ رونے لگے آپ نے اذن شرکت عطا کیا۔

آٹھ صحابی پیچھے ہی رہے مگر اجر و غنیمت میں حصہ دار رہے۔ ان اصحاب میں تین مہاجر تھے۔

(۱) عثمان بن عفان چونکہ آپ کی زوجہ جناب رقیہ بیمار اس لیے رسول کریم نے آپ کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید۔ ان دونوں کو آپ نے قافلہ شام کے تجسس احوال کے لیے بھیجا تھا اور یہ لوگ راہِ شام کی طرف نکل گئے۔ ابوامامہ ابن ثعلبہ انصاری نے بھی بدر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تھا چونکہ ان کی ماں بیمار تھیں، اس لیے رسولِ کریم نے آپ کو ماں ہی کے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا۔

▪ انصاری تھے :

ابولبابہ بن عبدالمنذر الاوسی ۔ آپ کو مدینہ کا نگران بنا کے چھوڑا تھا۔
عاصمؓ بن عدی العجلانی ۔ ان کو آپ نے اہل عالیہ (مدینہ کی بالائی آبادی) پر نگران بنایا تھا۔
حارثؓ بن حاطب العمری ان کو "روحا" سے واپس بلا کر بنی عمرو بن عوف کی طرف بھیجا تھا کیونکہ ان کی طرف سے کچھ ایسی ہی خبریں ملی تھیں۔
حارثؓ بن صمہ جو (روحا میں) ٹانگ ٹوٹنے کی وجہ سے واپس کر دیے گئے تھے اور یہی وجہ خواتؓ بن جبیر کی واپسی میں کارفرما تھی۔
بلااختلاف یہ آٹھ افراد اس غزوہ میں شرکت حاصل نہ کر سکے۔

ستر اونٹ تھے جن پہ باری باری سفر ہوتا۔ دو گھوڑے تھے ایک مقداد بن عمرو کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا ۔ جھنڈا مصعب ابن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ رسول کریمؐ کے آگے دو سیاہ جھنڈے تھے۔ ایک حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا جس کو "عقاب" کہا جاتا تھا اور دوسرا ایک انصاری اٹھائے ہوئے تھا۔ اور ساقئ لشکر قیس بن ابی صعصعۃ الانصاری کو بنایا گیا تھا۔
مسلمانوں کی قوت دشمنوں کے مقابلہ پہ بہت کم تھی۔
مدینہ میں ابولبابہ کو نگران اور ابن ام مکتوم کو پیش نماز بنایا تھا۔

اصحاب سے مشورہ

رسول کریمؐ نے دو آدمیوں کو احوالِ قافلہ کے تجسس کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں لبسس بن عمرو اور عدی ابن ابی الزغبلہ تھے ۔ یہ دونوں بدر پہنچے اور ٹیلہ کے پاس جو چشمہ کے قریب تھا اپنے اونٹ بٹھا دیے اور پانی پینے لگے۔ دو لڑکیوں کی گفتگو سنی ۔ ایک دوسرے سے کہہ رہی تھی "قافلہ کل یا پرسوں تک آ جائے گا۔ میں اس کی خدمت کروں گی پھر تیرا قرضہ اتار دوں گی"۔ یہ سُن کر دونوں وہاں سے چل پڑے۔ رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات کہہ سنائی۔

رسولِ کریمؐ نے اپنے اصحاب سے قافلہ کی طلب اور قریش سے جنگ کے بارے میں مشورہ لیا۔ یعنی ان دو باتوں میں سے ایک بات چن لینے کے لیے فرمایا 'قافلہ' یا 'قریش سے جنگ' پھر ان کو قریش کے چل پڑنے کی اطلاع دی۔ آپؐ نے ان سے فرمایا "خدا نے تم سے دو میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے یا قافلہ یا قریش۔ مگر سب قافلہ کو پسند کر رہے تھے تاکہ اس کے مال و دولت سے گھوڑے اور اسلحہ خریدے جا سکیں۔ ان میں سے بعضوں نے یہ بھی کہا کہ آپ نے تو ہم سے جنگ کے لیے کہا ہی نہ تھا کہ ہم اس کی تیاری کر کے آتے۔ ہم تو صرف قافلہ کے لیے نکلے ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! قافلے کا قصد کیجیے، دشمن کو چھوڑ دیجیے۔ یہ سُن کر رسولِ کریم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔

اس پر مہاجرین نے اظہارِ خیال کیا اور مناسبِ حال کلام کیا۔ جب آپ نے مہاجرین سے مشورہ چاہا تو حضرت ابوبکر

کھڑے ہوئے۔ تقریر کی اور اچھی کی۔ آپ کے بعد حضرت عمر کھڑے ہوئے انھوں نے تقریر کی اور اچھی کی۔

رسول کریم کو یہ اندیشہ تھا کہ (حسب معاہدہ) انصار آپ کی مدد اسی وقت اپنے اوپر فرض سمجھیں گے جب دشمن مدینہ پر حملہ آور ہو اور ان پر یہ فرض نہیں کہ وہ دشمنوں کے مقابلہ کے لیے اپنے مقامات سے باہر نکلیں۔

پھر جب آپ نے فرمایا "مجھے مشورہ دو" تو سعدؓ ابن معاذ جو قبیلہ اوس کے سردار تھے بلکہ انصار کے سردار تھے اور انصار میں وہی حیثیت رکھتے تھے جو حضرت ابوبکرؓ کی مہاجرین میں تھی یہ عرض کی "ہم آپ ایمان لا چکے ہیں، آپ کی تصدیق کر چکے، اور جو کچھ آپ لائے، اس کی حقانیت کی شہادت دے چکے اور آپ کی اطاعت و فرماں برداری پر عہد و پیمان کر چکے ہیں، یا رسول اللہ آپ نے جو ارادہ فرمایا ہے، اس پر عمل فرمائیے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق پر مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمارے ساتھ اس دریا کو پار کرنا چاہیں تو ہم آپ کے ساتھ اس میں بھی گھس جائیں گے۔ ہم میں کا کوئی شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ ہمیں یہ ناگوار نہیں کہ کل آپ ہمیں ساتھ لے کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ ہم لڑائی میں صابر اور دشمن سے مقابلہ کے وقت صادق رہتے ہیں۔ شاید اللہ ہم سے (ایسے کارنامے) دکھلائے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ آپ ہم کو اللہ کی برکت سے لے چلیں۔ رسول کریمؐ سعد کی گفتگو سے مسرور ہوئے۔ اس (انصار کی آمادگی) سے آپ جنگ پر بالکل تیار ہو گئے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا! اللہ کا نام لے کر چلو اور خوش ہو کہ اللہ نے دو جماعتوں میں سے ایک کا [illegible] فرمایا ہے۔ (قافلہ یا گروہ قریش)۔

ابوسفیان سے ابوجہل کا اختلاف

ابوسفیان بدر کو بائیں طرف چھوڑتے ہوئے ساحلِ سمندر سے قافلہ کو مکہ کی طرف تیزی سے لے کر چلا اور بچ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ قافلہ محفوظ ہو گیا ہے تو قریش کی طرف ایک قاصد بھیجا اور اس وقت قریش "جحفہ" پر تھے کہ "اللہ نے تمھارے قافلے اور مال و دولت کو بچا لیا لہٰذا تم سب لوٹ آؤ"۔ ابوجہل نے یہ سن کر کہا واللہ جب تک ہم بدر پر نہ اتر لیں گے، پلٹیں گے نہیں (بدر عرب کے تماشا گاہوں میں سے ایک تماشہ گاہ تھا جہاں ہر سال ایک دفعہ میلا لگتا تھا)۔ ہم وہاں تین دن ٹھہریں گے اونٹ ذبح کریں گے، کھائیں گے کھلائیں گے، شرابیں اڑائیں گے۔ جب عرب یہ سنیں گے تو ہمیشہ کے لیے ان کے دل میں ہماری ہیبت بیٹھ جائے گی۔

کہا جاتا ہے کہ اس وقت ابوجہل ستر سال کا تھا مگر اس کے باوجود وہ قوی ہیکل تھا۔

جب ابوسفیان کو ابوجہل کی اس بات کا علم ہوا تو اس نے کہا "یہ زیادتی ہے اور زیادتی سے سوائے نقصان اور بدبختی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ قوم کے نکلنے کا مقصد مال کی حفاظت تھا اور وہ حاصل ہو چکا ہے"۔

ابوجہل کی ان باتوں کو سن کر بنی زہرہ جو قریش ہی کی ایک شاخ تھے، پلٹ گئے۔ وہ سو کے قریب تھے اور بعض تین سو بھی کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اسی لیے بدر میں بنی زہرہ کا کوئی آدمی قتل نہیں ہوا۔ بنی زہرہ کے قائد اخنس بن شریق الثقفی تھے اور یہ ان

کے حلیف تھے۔ انھوں نے کہا " اے بنی زہرہ ! اللہ نے تمھارے اموال اور تمھارے ساتھی مخرمہ بن نوفل کو جو قافلہ کے ساتھ تھے بچالیا ہے۔ تم لوگ اس لیے نکلے تھے کہ ان کی اور ان کے مال کی حفاظت کرو۔ لہذا اب تم پلٹ جاؤ۔ ایک بے فائدہ کام کے لیے نکلنے کی کوئی ضرورت نہیں اور جو یہ (ابوجہل) کہتا ہے اس کو نظرانداز کر دو۔" اور اسی طرح قبیلہ قریش کے بنی عدی نے بھی کیا۔ ان دونوں قبیلوں میں سے کوئی بھی جنگِ بدر میں موجود نہ تھا۔ پھر بھی یہ اختلاف جنگ کی آگ کو بھڑکنے سے نہ روک سکا۔

دونوں لشکروں کا راستہ اور بارش

قریش کا لشکر وادی کے آخری حصہ پر اترا اور مسلمان نرم اور ریتلی زمین پر اترے جس میں آدمیوں کے پاؤں اور چوپایوں کے سم دھنسے جاتے تھے۔ مشرکین پہلے ہی سے چشمہ بدر پہنچ گئے۔ اس کو محفوظ کر لیا اور دوسرے کنوئیں کھود لیے تاکہ اس میں دوسرے چشموں سے پانی فراہم کر کے جمع کریں۔ خود پئیں اور اپنے جانوروں کو پلائیں۔

ادھر مسلمانوں پر نیند طاری ہو گئی اور وہ پانی تک نہ پہنچ سکے کہ پیتے اور غسل و وضو کرتے۔ پھر رحمتِ الٰہی نے بارش بھیجی جس سے وادی لبریز ہو گئی۔ مسلمان اس سے سیراب ہوئے۔ وادی کے کنارے پر متعدد حوض بنائے، غسل کیا، وضو کی، سواریوں کو پلایا، مشکیزوں میں بھرا۔ اس بارش نے غبار کو بجھا دیا اور زمین کو سخت کر دیا یہاں تک کہ بہت آسانی سے اس پر انسان اور جانور چل سکتے تھے مگر اس بارش نے مشرکین کو سخت نقصان پہنچایا کیونکہ ان کی زمین نرم و لطیف تھی اور اس کی وجہ سے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا تھا۔ اور اسی کی طرف خداوندِ عالم اپنے کلام میں اشارہ فرماتا ہے۔ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ " (یہ وہ وقت تھا جب اللہ اپنی طرف سے اطمینان دینے کے لیے تم پر نیند کو غالب کر رہا تھا اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس سے تمھیں پاک و پاکیزہ کر دے۔ تم سے شیطان کی گندگی دفع کر دے۔ تمھارے دلوں کو مضبوط کرے اور تمھیں ثابت قدم بنا دے)۔ رات رسول کریمؐ نے دعا و مناجات میں گذاری۔ زیر شجر آپ نے نماز پڑھی اور سجدہ میں کثرت سے "یاحی یاقیوم" فرماتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب فجر طالع ہوئی تو رسولِ کریم نے " اللہ کے بندو! نماز" کی آواز بلند کی۔ پھر آنحضرتؐ نے نماز پڑھائی۔ ایک (بلیغ) خطبہ ارشاد فرمایا جو جہاد کی پُرجوش دعوت پر مشتمل تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسولِ کریمؐ بہ سرعت روانہ ہو کر کنوؤں کی طرف آئے اور جو کنواں بدر کے قریب تھا، وہاں فروکش ہوئے۔ حباب ابن منذر بولے یارسول اللہ! کیا اس جگہ کا انتخاب از روئے وحی ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی یا اس کا انتخاب جنگ، تدبیر اور سیاست حربی کے نقطہ نظر سے ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ حربی ہوشیاری کے لحاظ سے۔ حباب ابن منذر نے کہا اگر یہ بات ہے تو یہ جگہ مناسب نہیں آپ اپنے ہمراہیوں کو ایسی جگہ لے چلیں جہاں

پانی قوم سے قریب تر ہو۔ میں جانتا ہوں کہ کہاں زائد پانی ہے، ہم وہیں اتریں گے اور اس کے آس پاس جتنے کنوئیں ہوں گے ان سب کو پاٹ دیں گے۔ پھر ہم اس پر حوض بنائیں گے اور اس کو پانی سے بھر سکیں گے۔ خود اس کو استعمال کریں گے اور دوسروں کو پینے نہیں دیں گے۔ آپ نے فرمایا تم نے عاقلانہ مشورہ دیا۔ پھر آپ اپنے ہمراہیوں سمیت اسی کنوئیں کے پاس پہنچے جو قوم سے قریب تھا۔ آپ وہاں فروکش ہوئے۔ کنوؤں کو پاٹنے کا حکم دیا جس کنوئیں پر اترے تھے، اس پر ایک حوض بنایا۔ اس کو پانی سے بھر لیا۔

حباب اس طرف کے تمام کنوؤں سے واقف تھے۔ رسول کریمؐ نے ان کے مشورے کو قبول کیا اور حربی نقطہ نگاہ سے ان کی رائے بڑی صائب تھی کیونکہ اس کی وجہ سے لشکر کا پانی سے رابطہ قائم رہتا ہے اور پانی سے کسی وقت بھی بے نیاز نہیں ہوا جا سکتا۔ اسی دن سے حباب کو "ذوالرائے" (صاحب الرائے) کہا جانے لگا۔

اس کے بعد سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ ہم کیوں نہ آپ کے لیے ایک عریش بنا دیں جس میں آپ تشریف رکھیں اور آپ کے پاس آپ کی سواریاں بھی باندھ دیں۔ پھر ہم دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں۔ اگر اللہ نے ہمیں غلبہ دیا اور ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح بخشی تو یہ چیز وہ ہوگی جس کو ہم بے حد پسند کریں گے اور اگر معاملہ برعکس ہوا تو آپ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر ان لوگوں کے پاس چلے جائیں جو ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اے اللہ کے نبی! جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان سے ہماری محبت زائد نہیں اگر ان کو یہ یقین ہوتا کہ آپ جنگ کریں گے تو ہرگز وہ پیچھے نہیں رہتے مگر وہ تو قافلہ کے خیال میں ہیں۔ اللہ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت کرے گا۔ وہ آپ کے مخلص ہیں اور آپ کے ساتھ جہاد کریں گے۔ آپؐ نے سعدؓ کی تعریف کی اور ان کے لیے دعاء خیر کی اور فرمایا اے سعد! اللہ خیر ہی کرے گا۔ پھر آپ کے لیے سائبان ایک ٹیلہ کے اوپر بنایا گیا جہاں سے آپ معرکہ جنگ دیکھ سکیں اور اس میں آپ تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکر بھی آپ کے ساتھ وہیں بیٹھ گئے۔ سعد تلوار لگائے ہوئے پہرہ دینے لگے۔

عریش خیمہ سے مشابہ ہوتا ہے اور اس سے چھاؤں ملتی ہے۔ لکڑی سے بنایا جاتا ہے۔ سید سمہودی کہتے ہیں کہ عریش مسجد بدر کے پاس ہے اور وہ کھجور کے پاس مشہور و معروف مقام ہے۔ اس سے قریب ہی چشمہ بھی ہے۔

عتبہ بن ربیعہ کی نصیحت!

اس کے پہلے گذر چکا ہے کہ ابوسفیان قریش کے پلٹ جانے کے حق میں تھا کیونکہ قافلہ بخیر و عافیت گذر چکا تھا اور اموال محفوظ تھے لیکن ابوجہل جنگ کا مصمم ارادہ کیے ہوئے تھا۔ جب قریش پڑاؤ ڈال کر مطمئن ہو گئے تو انھوں نے عمیر بن وہب الجمحی کو جاسوسی کے لیے روانہ کیا۔ وہ گھوڑے پر سوار رسول کریمؐ کے لشکر کے ارد گرد منڈلایا اور ان کی تعداد کم و بیش تین سو پائی۔ واپس آکر کہا اے گروہ قریش! میں نے ایسی مصیبتوں (لشکر) کو دیکھا جو فنا بدوش ہیں۔ یثرب کے ایسے مرد ہیں جو زہریلی موت کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ تم ان کو گونگا دیکھو گے۔ وہ کسی سے بات نہیں کرتے اور جس طرح سانپ زبان نکالتا ہے اسی طرح وہ زبانیں نکالے

ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اہل و عیال کی طرف جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے آنکھیں ان کی نیلی ہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے پانی کے نیچے سنگریزے۔ ایسے لوگ ہیں جن کا تلوار کے سوا کوئی محافظ نہیں۔ قسم بہ خدا میں تو نہیں دیکھتا کہ ہم ان کے کسی آدمی کو قتل کر دیں اور تم میں کا کوئی آدمی قتل نہ ہو اور جب وہ اپنی تعداد کے برابر تم کو قتل کر دیں گے تو اس کے بعد جینے کا کیا مزہ لہٰذا اپنے معاملہ میں غور کر لو۔ جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا۔ ابوالولید! تم بزرگِ قریش ہو اور تمھاری بات سب مانتے ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ آخر زمانے تک تمھارا ذکرِ خیر کیا جائے۔ عتبہ نے کہا اے حکیم میں کیا کروں۔ حکیم نے کہا لوگوں کو لے کر واپس چلے جاؤ۔

پھر عتبہ نے قریش سے خطاب کیا اے گروہِ قریش! قسم بہ خدا تم کو محمدؐ اور ان کے ساتھیوں سے لڑ کر کچھ نہیں ملے گا۔ اگر تم محمدؐ کو قتل بھی کر دو گے تو تم میں سے ہر ایک تکلیف دہ مشاہدہ پر مجبور ہو گا یعنی یہ کہ وہ یا تو چچیرے بھائی کا قاتل یا ماموں زاد بھائی کا قاتل یا اپنے قبیلہ کے کسی آدمی کا قاتل ہو گا لہٰذا واپس چلے جاؤ۔ محمدؐ اور باقی عرب کو آپس میں نپٹ لینے دو۔ اگر عرب نے ان کو قتل کر دیا تو یہی تمھارا منشا ہے اور اگر اس کے برعکس ہوا تو وہ تم کو ایسے حال میں پائیں کہ تم نے ان سے تجاوز نہیں کیا ہو گا۔ لوگو! آج کی ذلت میرے سر پہ رکھ دو اور کہہ دو کہ عتبہ ڈر گیا حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تم سے زیادہ ڈرپوک نہیں۔ جب ابوجہل نے عتبہ کی یہ بات سنی تو اس پر بزدلی کا الزام لگایا اور کہنے لگا ہم قسم بہ خدا واپس نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور محمدؐ کے درمیان فیصلہ کر دے۔ پھر ابوجہل نے عتبہ کی رائے کو لوگوں کی نظر میں خراب کیا اور مسلمانوں سے جنگ کو ناگریز قرار دیا۔

مُسلمانوں کی صف بندی اور رسولِ کریمؐ کی دُعا

جب صبح ہوئی تو رسولِ کریمؐ نے اصحاب کی صفیں درست کیں اور قریش نے اپنے پیچھے صف بندی کی۔ آپ نے کہا بارالٰہا! قریش اپنے غرور و فخر کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ تجھ سے جنگ چاہتے ہیں اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔ بارالٰہا! جس مدد کا وعدہ کیا ہے اس کو روانہ کر۔

اسود مخزومی جو انتہائی کمینہ خصلت آدمی تھا یہ کہتا ہوا نکلا میں عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض سے پانی پیوں گا یا اس کو گرا دوں گا یا اس کے پاس مر جاؤں گا۔ جب وہ بڑھا تو حمزہ بن عبدالمطلب اس کی طرف بڑھے اور حوض کے پاس اس کے ایسی ضرب لگائی کہ وہ پیٹھ کے بل گر پڑا۔ اس کے پاؤں سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر وہ قسم پوری کرنے کے خیال سے حوض میں کود گیا۔ حضرت حمزہؓ نے حوض میں اس کو قتل کر دیا۔

یہ اسود وہی ہے جو عبدالاسد المخزومی کا بیٹا ہے اور حضرت عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی کا بھائی اور حضرت ام سلمہ کا شوہر تھا۔ جنگ بدر میں مشرکین میں سب سے پہلے یہی قتل ہوا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کے بائیں

ہاتھ میں نوشتہ اعمال ہوگا اور اس کے بھائی عبداللہ بن عبدالاسد کے قیامت کے دن سب سے پہلے دائیں ہاتھ میں نوشتہ اعمال ہوگا جیسا کہ متعدد احادیث میں آیا ہے۔

"مبارزت"

عتبہ بن ربیعہ نے اپنے سر کے لیے خود طلب کیا مگر لشکر میں کوئی ایسا خود نہ تھا جو اس کے سر پہ آ سکے۔ اس کا سر بہت بڑا تھا آخرکار اس نے چادر کا صافہ باندھ لیا اور باندھنے کے بعد اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ نکلا۔ صف سے آگے بڑھ کر مبارز طلب ہوا۔ ادھر سے ان کے مقابلہ کے لیے انصار کے نوجوان عوف، معاذ فرزندان حارث اور عبداللہ بن رواحہ بڑھے قریش نے کہا تم کون ہو، ان لوگوں نے کہا انصاری۔ یہ لوگ بولے ہمیں تمہاری ضرورت نہیں۔ ہم اپنی قوم کے آدمی چاہتے ہیں۔ پھر ان کے منادی نے آواز دی محمدؐ! ہماری طرف ہماری قوم کے ہمسر لوگوں کو بھیجو۔ پھر انصار کو پلٹنے کے لیے کہا گیا اور ان کی طرف ان ہی کے ہم قوم اشخاص کو دعوتِ جنگ دی۔

آپؐ نے فرمایا: عبیدہ بن حارث، حمزہؓ! علیؓ! اُٹھو۔ پھر عبیدہؓ جو مسلمانوں میں سب سے سن دراز تھے عتبہ کے مقابل ہوئے جو تینوں میں سن دراز تھا۔ حمزہؓ شیبہ کے مقابل ہوئے۔ علیؓ ولید کے۔ حمزہؓ نے شیبہ کو قتل کیا۔ علیؓ نے ولید کو قتل کیا۔ عبیدہؓ اور عتبہ میں ضربتوں کا تبادلہ ہوا۔ دونوں اپنے ساتھی کے مقابلہ پر جمے رہے۔ پھر حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے اپنی تلواروں سے عتبہ پر حملہ کیا اور اس کو مار دیا۔ پھر دونوں حضرات عبیدہؓ کو اٹھا کر آپؐ کے اصحاب کے پاس لے گئے جو ضربات عبیدہؓ کے لگی تھی وہ ان کے گھٹنے پر تھی۔ جب مسلمان مقام صفرا سے گذر رہے تھے تو آپ انتقال فرما گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلی مبارزت تھی جو اسلام میں واقع ہوئی۔

مسلمانوں کی صف بندی اور دعوتِ جہاد

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب مبارز طلب قتل ہو گئے تو حضرتؐ ان کی صفوں کو برابر کرنے کے لیے عریش سے برآمد ہوئے۔ آپ کے ہاتھ میں نیزہ تھا جس سے آپ صفوں کو برابر کر رہے تھے۔ جب آپ سواد بن غزیہ حلیف بنجار کے پاس سے گذرے تو اس کو صف سے نکلا ہوا دیکھا۔ آپ نے اس کے پیٹ پر نیزہ لگایا اور فرمایا برابر ہو سواد! سواد نے کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے حالانکہ اللہ نے آپ کو حق اور عدالت کے ساتھ مبعوث کیا ہے لہٰذا مجھے اپنے ذات سے قصاص لینے دیجئے۔ یہ سن کر رسول کریم نے شکم مبارک سے دامن اٹھایا اور فرمایا بدلہ لے لو۔ سواد نے رسولِ کریمؐ سے معانقہ کیا اور شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا سواد! تم نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگے یا رسول اللہ! موت حاضر ہے۔ میں نے چاہا کہ آخر وقت میں میرا بدن آپ کے بدن سے مس ہو جائے۔ پھر آپؐ نے سواد کو دعائے خیر دی۔

جب آپ صفیں درست فرما چکے تو فرمایا "جب قریش تم سے قریب ہو جائیں تو ان سے مقابلہ کرنا اور ان پر تیر اندازی کرنا۔ اور (دیکھو) جب تک تم پر ٹوٹ نہ پڑیں، تلواریں نہ کھینچنا۔"

پھر آپؐ نے ان کے سامنے دعوتِ جہاد و تلقینِ صبر پر مشتمل تقریر فرمائی اور پھر اسی عریش میں آکر تشریف فرما ہو گئے۔ اس عریش میں آپؐ تھے اور حضرت ابوبکرؓ ان کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ سعد بن معاذ تلوار لٹکائے عریش کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ کچھ انصاری بھی تھے۔ جو اس خیال سے کہ آپ پر دشمن حملہ نہ کردے، حفاظت کر رہے تھے۔

مسلمانوں اور مشرکوں کے علم

رسولِ کریمؐ کا سب سے بڑا علم مہاجرین کا علم تھا جو مصعب ابن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ خزرج کا عَلَم حباب ابن منذر اور اوس کا علم سعد بن معاذ کے ہاتھ میں تھا۔ رسولِ کریمؐ نے مہاجرین کا شعار (علامتِ خاص) "یا بنی عبدالرحمٰن" انصار کا شعار "یا بنی عبداللہ" اور اوس کا شعار "یا بنی عبیداللہ" قرار دیا۔ (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ اس دن تمام مسلمانوں کا شعار "یا منصور امت" تھا۔

مشرکین کے ساتھ تین جھنڈے تھے۔ ایک جھنڈا ابوعزیز بن عمیر کے پاس ایک نضر بن حارث کے پاس۔ ایک طلحہ بن ابوطلحہ کے پاس اور یہ سب بنی عبداللہ کے قبیلہ کے آدمی تھے۔

گھمسان کی جنگ

رسولِ کریمؐ کے عریش میں جانے کے بعد دونوں فوجیں مقابلہ کے لیے ایک دوسرے کی طرف بڑھیں۔ قریش کے چند آدمی نکلے اور آپ کے حوض پر پہنچے۔ آپ نے فرمایا ان کو کچھ نہ کہو۔ اس حوض میں سے اس دن جس نے بھی پانی پیا وہ قتل ہوا سوائے حکیم بن حزام کے کہ اسلام لائے۔

رسولِ کریمؐ نے مسلمانوں سے کہہ دیا تھا کہ میرے کہے بغیر مشرکین پر حملہ نہ کرنا۔ آپ پر تھوڑی دیر کے لیے نیند طاری ہو گئی۔ پھر آپؐ نیند سے بیدار ہو گئے۔ خداوند عالم نے آپ کو اس خواب میں قریش کی تعداد کم دکھائی۔ آپؐ نے اصحاب کو مطلع فرمایا تاکہ ان کے دل مضبوط ہو جائیں۔ پھر آپؐ مومنین کو جنگ پر ابھارتے ہوئے نکلے۔ آپؐ نے ایک مٹھی کنکریوں کی لے کر کفار کی طرف پھینکی اور فرمایا "شاہت الوجوہ" (ان کے چہرے بگڑ جائیں)۔ تمام لشکر کفار پر وہ خاک پھیل گئی۔ پھر آپؐ نے اصحاب کو حکم دیا سخت حملہ کرو۔ وہ شکست کھائیں گے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ بدر کے دن رسولِ کریمؐ عریش میں، کہہ رہے

تھے بارالٰہا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، اسے پورا کر۔ خدایا! اگر یہ گروہ آج ہلاک ہوگیا تو پھر تیری عبادت نہ ہو سکے گی۔ ایک روایت یہ ہے کہ اگر آج مومنین کا یہ گروہ ہلاک ہوگیا تو رُوئے زمین پر تیری عبادت نہ ہو سکے گی۔"

نسائی اور حاکم نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن ایک طرف جنگ کرتا تھا اور پھر رسولِ کریمؐ کی خیر خبر کے لیے آپؐ کے پاس جاتا آپؐ کو میں سجدہ میں یہی کہتا ہوا پاتا "یا حی یا قیوم" اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ پھر پلٹتا جنگ کرتا اور آپؐ کے پاس آتا اور اسی حالت میں یہی کہتے ہوئے پاتا اور ایسا میں نے چار بار کیا۔ چوتھی بار فتح ہو چکی تھی اور یہی امر اس اسمِ الٰہی کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔

جب آپؐ نے مشرکین کی طرف سنگریزے پھینکے تھے تو کوئی ایسا مشرک نہ تھا جس کی آنکھ، ناک اور منہ میں وہ سنگریزے پڑے نہ ہوں اور وہ نہیں جانتا تھا کہ کدھر منہ کرے کہ اس خاک سے بچ سکے اور اپنی آنکھوں سے اس خاک کو نکال سکے۔ وہ بھاگے اور مسلمان ان کو قتل کرتے قید کرتے ہوئے پیچھے دوڑے۔ اسی طرف قرآن کی یہ آیت اشارہ کر رہی ہے:-

مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى "جب تم (خاک) ان کی طرف پھینک رہے تھے تو تم نہیں پھینک رہے تھے بلکہ اللہ پھینک رہا تھا) یہ امر آپؐ کے معجزات میں داخل ہے۔

رسولِ کریمؐ عریش سے یہ کہتے ہوئے نکلے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (قرآن) (عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ موڑ کر بھاگیں گے)۔ اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ آج کے دن جو شخص قتال کرے گا اور اس حال میں قتل ہو جائے گا کہ وہ صبر و تحمل کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور پیٹھ نہ موڑی تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

عمیر بن حمام انصاری کھجوریں کھا رہے تھے۔ کہنے لگے "واہ واہ میرے اور داخلۂ جنت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں۔" یہ کہا اور کھجوریں ہاتھ سے پھینکیں۔ جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

مہجع جو عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ کی طرف مشرکین نے تیر پھینکا جس سے موت واقع ہو گئی۔ پھر حارثہ ابن سراقہ انصاری کو ایک تیر لگا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

پھر گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں مشرکین کو شکست فاش ہوئی اور جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل ہوئے۔ جن کو قید ہونا تھا وہ قید ہوئے۔ جنگ کی ابتدا صبح کو ہوئی تھی اور کفار کو شکست ظہر کے وقت ہوئی۔ مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ۷۰ آدمی اسیر ہوئے۔ مسلمانوں میں ۱۴[1] شہید ہوئے جن میں ۶ مہاجر تھے اور آٹھ انصاری۔

---

[1] عبیدہ بن حارث، عمیر بن ابی وقاص، عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ، عاقل بن ابی بکیر، مہجع، صفوان بن بیضا (مہاجرین) سعد بن خیثمہ، مبشر بن عبدالمنذر، حارثہ بن سراقہ، عوف و معوذ پسران عفراء، عمیر بن حمام، رافع بن معلی، یزید بن حارث (انصار)۔ اجتہادی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے اپنے باپ کو قتل کیا تھا۔ آپ کا باپ مشرک تھا۔

جناب بلال نے امیہ بن خلف الجمحی کو قتل کیا جو عبدالرحمٰن بن عوف کا دورِ جاہلیت میں رفیق تھا امیہ جناب بلال کو مکہ میں ترکِ اسلام نہ کرنے پر طرح طرح کے عذاب دیا کرتا تھا۔

ابن عفراء نے ابوجہل کے ایک کاری ضرب لگائی اور ابن جموح نے اس کی ٹانگ کاٹ لی۔ جب رسول کریمؐ نے ابوجہل کو مقتولین میں تلاش کرنے کا حکم دیا تو ان تلاش کرنے والوں کے ساتھ عبداللہ ابن مسعود بھی نکلے۔ آپ نے اس کو دیکھ لیا اور اس وقت اس میں رمقِ جان باقی تھی۔ پھر آپ نے اس کی گردن پر اپنا پیر رکھا اور اس کا سر کاٹ کر رسولِ کریمؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر رسولِ کریمؐ اس حال میں کہ سرِ ابوجہل کا آپ کے سامنے پڑا ہوا تھا، اٹھے اور ابنِ مسعود کے ساتھ چل کر اس کی لاش کے پاس آئے، اور فرمایا "حمد ہے اس خدا کی جس نے تجھ کو اے دشمنِ رسولؐ! رسوا کیا۔ یہ اس امت کا فرعون تھا، اور کفر کا سردار تھا۔" ابن مسعود کہتے ہیں کہ آپ نے اس کی تلوار مجھے عطا کر دی۔ وہ تلوار چھوٹی اور چوڑی تھی۔ اس میں چاندی کی گرہ اور قبضہ تھا۔

ملائکہ کی امداد

آیات واحادیث شاہد ہیں کہ خداوند عالم نے بدر کے دن ملائکہ کے ذریعے مسلمانوں کی مدد کی اور انھوں نے مسلمانوں کے دوش بدوش کفار سے قتال کیا۔ جب بدر کا معاملہ گذر گیا تو اس کے بارے میں سورہ انفال میں آیات نازل ہوئے اور خاص طور پر ملائکہ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (یہ وہ وقت تھا) جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے۔ پھر اس نے تمھاری سن لی اور جواب دیا کہ میں تمھاری لگاتار ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا اور ایسا خدا نے صرف تمھاری خوشی کے لیے کیا تھا تاکہ تمھارے دل مطمئن ہو جائیں (اور یاد رکھو) کہ مدد سوائے خدا کے کوئی نہیں کرتا۔ بیشک خدا غالب وحکیم ہے)۔

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (یہ وہ وقت تھا جب تمھارا پروردگار فرشتوں سے فرما رہا تھا کہ میں یقیناً تمھارے ساتھ ہوں۔ تم مومنین کو ثابت قدم رکھو اور ہم بہت جلد کافروں کے دلوں میں تمھارا رعب ڈال دیں گے۔ ہاں ہاں ان کفار کو گردنوں پر ضربیں لگاؤ اور ان کی پور پور کو مجروح کر دو)۔

سورہ آل عمران میں ارشادِ خداوندی ہے " وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ (یقیناً خدا نے جنگِ بدر میں تمھاری مدد کی باوجودیکہ تم بے مقدور تھے۔ پس تم خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم اس کے شکر گذار رہو۔ اے رسول اس وقت تم مومنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا یہ تمھارے لیے کافی نہیں کہ خدا تین ہزار ملائکہ تمھاری مدد کے لیے اتارے)۔ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ (ہاں ضرور کافی ہے بلکہ اگر تم ثابت قدم رہو اور متقی رہو اور کفار اپنے جوش میں ابھی تم پر چڑھ بھی آئیں تو تمھارا پروردگار ایسے پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان جنگ لگائے ہوں گے، تمھاری مدد کرے گا اور خدا نے یہ امداد صرف تمھاری خوشی کے لیے کی ہے تاکہ اس سے تمھارے دل مطمئن ہو جائیں اور (یاد رکھو) کہ مدد صرف خدائے غالب و حکیم ہی کی طرف سے ہوتی ہے)۔

صحیح بخاری میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریم یوم بدر فرما رہے تھے یہ جبریل ہیں جو لجام فرس تھامے ہوئے ہیں اور اس پر سامانِ حرب موجود ہے۔"

ملائکہ کا مسلمانوں کی مدد کرنا رسول کریم کا ایک معجزہ ہے جس پر قرآن کریم کے آیات نصی طور پر شاہد ہیں اور مجالِ انکار ممکن نہیں۔

سہل بن حنیف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا ہم بدر کے دن یہ دیکھتے تھے کہ ہمارا ایک آدمی اپنی تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کرتا اور تلوار کے لگنے سے پہلے اس کا سر اس کے جسم سے جدا ہو جاتا۔"

علامتِ ملائکہ

بدر کے دن ملائکہ سفید عمامے پہنے ہوئے تھے جن کے سرے پشت پر لہرا رہے تھے مگر جبرئیل علیہ السلام کا عمامہ زرد رنگ کا تھا۔ بعض لوگ سُرخ بتاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملائکہ میں سے بعض زرد عمامے پہنے ہوئے تھے بعض سفید، بعض سیاہ اور بعض سُرخ۔

ابن مسعود کہتے ہیں کہ بدر کے دن ملائکہ کی پہچان وہ عمامے تھے جن کے سرے دوش پر بکھرے ہوئے تھے جن میں سے بعض سبز اور زرد اور بعض سُرخ تھے۔

زبیر بن عوام نے بھی بدر کے دن زرد عمامہ استعمال کیا تھا۔ ملائکہ کے گھوڑے چتکبرے اور نشان دار تھے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ ابر جو بنی اسرائیل پر "تیہ" میں "سایہ فگن" ہوا تھا، بدر کے دن ملائکہ اسی میں آئے تھے۔

گڑھے میں لاشیں ڈال دی گئیں

رسولِ کریمؐ نے حکم دیا کہ مشرکین کی لاشوں کو مقتل سے اٹھا کر گڑھے میں ڈال دیا جائے چنانچہ ساری لاشیں گڑھے میں ڈال دی گئیں۔ لیکن امیہ بن خلف جو زرہ میں پھول گیا تھا، جب اس کو اپنی جگہ سے حرکت دینا چاہی تو اس کے اعضاء جدا جدا ہو گئے۔ پھر اس کی لاش کو مٹی اور پتھروں سے وہیں چھپا دیا۔ مشرکین کی لاشوں کو گڑھے میں اس لیے ڈال دیا تھا کہ وہ بہت تھے۔ گڑھے میں ان کا ڈالنا دفن کرنے کی بہ نسبت زائد آسان تھا۔

۳ دن کے بعد شب کے وقت اپنے اصحاب کے ساتھ رسولِ کریمؐ اس گڑھے کے کنارہ پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر فرمایا:

"اے افتادگانِ چاہ! تم اپنے نبی کے کیسے برے ہم قبیلہ تھے۔ میں تمہارا معتمد تھا مگر تم نے میری تکذیب کی حالانکہ دوسروں نے میری تصدیق کی۔ اے عتبہ! اے شیبہ! اے امیہ بن خلف! اے ابوجہل! (اور دیگر افتادگانِ چاہ کو آپ نے پکارتے ہوئے فرمایا) جو کچھ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ فرمایا ہم نے اسے سچ پایا کیا تم نے بھی اپنے پروردگار کے وعدے کو سچ پایا؟"

حضرت عمر بولے "یارسول اللہ! بے جان لاشوں سے خطاب کیسا؟" آپؐ نے فرمایا "تم ان سے زائد نہیں سنتے ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔"

قیدی اور فدیہ

قیدیوں کا فدیہ (فی کس) چار ہزار درہم اور اس سے کم تھا۔ (اس سے زائد نہ تھا) ان کے مال کی قدر و قیمت کے لحاظ سے فدیہ لیا جاتا تھا۔

اہلِ مکہ لکھنا جانتے تھے۔ اہلِ مدینہ کتابت سے ناواقف تھے۔ جس کے پاس زرِ فدیہ کا انتظام نہیں تھا اس کو دس مدنی لڑکے تعلیم کتابت کے لیے دے دیے جاتے۔ جب وہ لکھنا سیکھ جاتے تو یہی اس کا فدیہ ہو جاتا۔ زید بن ثابت نے اسی طرح کتابت سیکھی تھی۔ قیدیوں میں عباس بھی تھے جو رسولِ کریمؐ کے چچا تھے اور آپؐ کے باپ کے بھائی تھے۔ رسولِ کریمؐ سے آپ دو سال بڑے تھے۔ بعض لوگ تین سال کہتے ہیں۔ جاہلیت میں رئیسِ قریش تھے۔ عمارت مسجد الحرام اور "سقائت" کے مہتمم تھے۔ بدر کے دن مشرکین کے ساتھ نکلے تھے۔ اسیر کیے گئے۔ آپ کے اعضا بہت کس کر باندھے گئے تھے، رسولِ کریمؐ اس رات جاگتے رہے اور سوئے نہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کونسی چیز آپ کو جگا رہی ہے۔ فرمایا عباس کی کراہٹ

سونے نہیں دیتی"۔ ایک شخص نے کہا میں بندشیں ڈھیلی کیے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا" (تو پھر) سارے قیدیوں کی بندشیں ڈھیلی کر دو۔ رسولِ کریمؐ نے جناب عباس سے فرمایا" اے عباس تم اپنا فدیہ، اپنے دونوں برادر زادوں عقیل بن ابی طالب، نوفل بن الحارث کا فدیہ اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کے سَو اوقیے اور چالیس اوقیہ (۴۰۰۰ درہم) فی کس کے حساب سے دے دو۔ عباس نے عرض کی مجھ کو تو آپؐ نے فقیر کر دیا ہے۔ میرے پاس کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا" وہ مال کہاں ہے جو تم نے ام الفضل کے پاس یہ کہتے ہوئے رکھوایا تھا" اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو یہ میرے بیٹوں (فضل، عبداللہ، قثم،) کے لیے ہے۔ یہ سن کر ابن عباس بولے قسم بہ خدا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اس چیز کو سوائے میرے اور ام الفضل کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ عباسؓ نے رسولِ کریمؐ سے عرض کی آپ نے مجھے فقیرِ قریش کر دیا۔ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا تم کیسے فقیرِ قریش ہو سکتے ہو حالاں کہ تم نے اپنی زوجہ کو سونے کے توڑے یہ کہہ کر دے چکے ہو کہ اگر میں ہلاک ہو گیا تو تجھے زندگی بھر کسی کی محتاج نہیں رہے گی۔ یہ سن کر عباس نے کہا: جو کچھ آپؐ نے فرمایا میں اس کی شہادت دیتا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی بھی آپ کو یہ نہیں بتا سکتا تھا۔ پھر عباس نے آپؐ کے سامنے کلمہ شہادتین زبان پہ جاری کیا۔

کہا جاتا ہے کہ عباس اسلام لے آئے تھے مگر ان قرضوں کی وجہ سے جو ان کے قریش پہ تھے، اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے اور ڈرتے تھے کہ اگر اسلام ظاہر کر دیا تو قرضے نہ مل سکیں گے؟ بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ جناب عباس نے کہا: ہم لوگوں سے فدیہ کیسا۔ ہم تو مسلمان تھے۔ ایک روایت میں یوں ہے " میں مسلمان تھا، مگر قوم نے مجھے مجبور کیا۔ حضرت نے فرمایا "جو کچھ تم کہہ رہے ہو، اللہ کو اس کا زائد علم ہے۔ اگر تمہارا کہنا حق ہے تو اللہ اس کی جزا دے گا لیکن بظاہر تو ایسا ہی ہے کہ تم ہمارے مخالف ہو کر آئے تھے۔" قرآن کی یہ آیت جناب عباس ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے:

" يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (اے رسول! جو قیدی تمہارے قبضہ میں ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی دیکھے گا تو جو مال تم سے چھین لیا گیا ہے اس سے کہیں بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے)

اس آیت کے نزول کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جناب عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں اس کو پسند کروں گا کہ جتنا میں لوں اس کا دگنا تم مجھ سے لو" اور واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور یہ واقعہ ہے کہ

اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو مال کثیر عطا کیا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس سو غلام ہو گئے اور ہر ایک غلام کے قبضہ میں مال تجارت تھا۔

قریش کی طرف سے جو اسیروں کا فدیہ دیا گیا، اس کی تعداد بیس ہزار درہم سے زائد تھی۔

قیدیوں میں نضر بن حارث العبدری بھی تھا۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شدید دشمن تھا۔ اور قرآن مجید کے بارے میں کہتا تھا کہ یہ "اساطیر اولین" ہے" اور یہ بھی کہتا تھا کہ "اگر میں چاہوں تو ایسا میں بھی کہہ سکتا ہوں" اور اسی قسم کے اور خرافات بھی بکا کرتا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا پھر آپ نے اس کی گردن ماردی۔ جب یہ خبر اس کی بہن قتیلہ کو پہنچی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کی بیٹی تھی تو اس نے دردناک مرثیہ کہا اور اسلام لائی۔ "اسد الغابہ" میں ہے کہ وہ "قتیلہ بنت النضر تھی۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے بدر کے دن اپنے باپ کے قتل پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اشعار کہے تھے۔

جب وہ دردناک اشعار آپ نے سماعت فرمائے تو گریہ فرمایا اور کہا: "اگر یہ شعر اس کے قتل سے قبل مجھ تک پہنچتے تو میں مقتول پر رحم کرتا۔

قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط بن ذکوان بھی تھا اور یہ بھی آپ سے شدید عداوت رکھتا تھا اور آپ کا مذاق اڑاتا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ عقبہ کو جب قتل کیا جانے لگا تو اس نے بلند آواز سے کہا۔ اے گروہ قریش! مجھے کیوں صابر و مجبور حالت میں قتل کیا جا رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے کفر اور تیری ان گستاخیوں کی وجہ سے جو تو اللہ اور اس کے رسول کی شان میں کیا کرتا تھا۔ یہ عقبہ وہی ہے جس نے مکہ میں اوجھڑی آپ کی پشت پر سجدہ کے عالم میں رکھی تھی۔

نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط یہ دونوں وہ قیدی تھے جن کے قتل کا آپ نے حکم دیا تھا۔ باقی قیدیوں کے بارے میں آپ نے مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ سے مشورہ کیا کہ دونوں میں سے کونسی چیز مناسب ہے قتل یا فدیہ۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ یہ آپ کے خاندان کے آپ کی قوم کے افراد ہیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ "یہ آپ کے چچا کے بیٹے، ہم قبیلہ اور بھائی ہیں۔ اللہ نے ان پر آپ کو فتح و غلبہ عطا کیا ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ ان کو زندہ رکھا جائے اور آپ ان سے فدیہ لے لیں۔ جو کچھ ہم ان سے لیں گے وہ ہمارے لیے کفار کے مقابلہ پر سرمایہ قوت ہوگا اور یہ بھی امید ہے کہ اللہ انہیں ہدایت دے اور یہ آپ کے دست و بازو ہو جائیں۔ صحابہ نے

بھی حضرت ابوبکرؓ کی اس رائے (فدیہ) سے اتفاق کیا۔

حضرت عمرؓ نے کہا، یا رسول اللہ! ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی، آپؐ کو وطن سے نکالا۔ آپؐ سے قتال کیا، میری رائے نہیں جو ابوبکر کی ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ آپ میرے سپرد فلاں (ایک اپنے رشتہ دار کا نام لیا) کو کر دیجیے میں اس کی گردن مار دوں۔ علی کے حوالہ عقیل کو کر دیجیے وہ انھیں قتل کر دیں۔ حمزہ کو عباس پر مسلط کر دیجیے وہ ان کو قتل کر دیں۔ تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ہمارے دل میں مشرکین کی کچھ بھی محبت نہیں۔ میری تو قیدیوں کے بارے میں یہی رائے ہے کہ ان کی گردن اڑادی جائے۔ یہ قیدی قریش کے سر برآوردہ قائدین اور رہنما ہیں۔ یہ سُن کر رسول کریمؐ نے ان سے روگردانی کی۔ سعد بن معاذ بولے ؟ ان لوگوں کو باقی رکھنے کی بہ نسبت میں ان کا قتل زیادہ پسند کرتا ہوں۔

مگر حضرت علیؑ کا کوئی جواب نہیں ملتا ہے حالانکہ جن لوگوں سے آپؐ نے مشورہ لیا تھا اس میں آپ بھی شامل تھے۔ علامہ زرقانی آپ کے جو مشورہ نہ دینے کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے اختلاف شیخین کی وجہ سے رسول کریمؐ کا تامل محسوس کیا تو کوئی جواب نہیں دیا۔ یا یہ کہ آپ پر مصلحت واضح نہ ہوئی ہو یہاں تک کہ اس کا ذکر ہو گیا۔

عبداللہ بن رواحہ کی رائے یہ تھی کہ ان کو ایسی جگہ جہاں لکڑیاں بہت ہوں جلا دیا جائے۔

لیکن رسول کریمؐ نے ابوبکرؓ کی رائے کو ترجیح دی اور فرمایا ان کی رہائی یا تو فدیہ سے ہو گی یا گردن زدنی کی صورت میں۔ آیت اتری:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (کسی نبی کے لیے مناسب نہیں کہ زمین پر اچھی طرح خونریزی کیے بغیر قیدی بنائے۔ تم لوگ تو دنیا کے سازوسامان کے خواہاں ہو اور خدا تمھارے لیے آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اور خدا زبردست حکمت والا ہے اور اگر خدا کی طرف سے پہلے ہی حکم نہ آچکا ہوتا تو تم نے جو فدیہ لیا تھا اس پر شدید عذاب نازل ہوتا۔ اب جو تم نے مال غنیمت حاصل کیا ہے اسے کھاؤ وہ تمھارے لیے حلال ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا غفور رحیم ہے)

رسول کریمؐ اور حضرت ابوبکرؓ روئے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا قریب تھا کہ عمرؓ بن الخطاب کی مخالفت میں ہم پر عذاب نازل ہو جاتا۔ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے فرزند خطاب کے کسی کو نجات حاصل نہ ہوتی۔ آپ نے ابن رواحہ کا نام نہیں لیا کیونکہ انھوں نے آگ میں جلانے کا مشورہ دیا تھا جو غیر شرعی امر تھا۔

جب "فدیہ" کی قرار داد طے ہو گئی، تو رسول کریمؐ نے قیدیوں کو اصحاب میں تقسیم کیا۔

سب سے پہلے جس قیدی کا فدیہ ملا وہ "ابو وداعۃ الحارث" تھا۔ اس کا فدیہ چار ہزار درہم اس کے بیٹے مطلب نے دیا (مطلب ایک تجربہ کار تاجر تھا)۔ بعد میں ابو وداعۃ مسلمان بھی ہو گئے۔ بعض لوگ اس کو صحابہ میں سے شمار کرتے ہیں۔ اور پھر اس وقت سے قریش نے قیدیوں کے فدیے بھیجنا شروع کر دیئے۔ فدیہ ان کی حیثیت اور مالیت کے لحاظ سے تھا۔ چار ہزار سے لے کر تین ہزار، دو ہزار، ایک ہزار درہم تک "فدیہ" تھا۔ جو فدیہ نہ دے سکے اور کتابت سے واقف تھے، اس کے سپرد دس مدنی لڑکے کر دیئے جاتے جو ان کو کتابت کی تعلیم دیتا۔ جب وہ لکھنا سیکھ جاتے تو "یہ" اس کا فدیہ ہو جاتا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

قیدیوں میں ابو العاص بن الربیع بھی تھے، جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

ابو العاص زینب کے شوہر اور جناب خدیجہؓ کی بہن ہالہ کے فرزند تھے اور اس وقت تک مسلمان عورت کی شادی کافر مرد سے حرام نہیں ہوئی تھی اور حکم حرمت بعد میں آیا ہے کیوں کہ احکام شرعی بہ تدریج نافذ ہوئے ہیں۔ جناب زینبؓ "بدر" کے ایک مہینے بعد مدینہ آئی تھیں۔

رسول کریمؐ نے فدیہ کے لیے زید بن حارثہ کو آپ کے پاس بھیجا تھا۔ بعد میں آپ کے شوہر اسلام لے آئے مہینے ہجرت کی۔ بغیر عقدِ جدید کے نکاحِ اول ہی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب زینب کو ابو العاص کے حوالہ کر دیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عقدِ جدید ہوا تھا۔

قیدیوں میں وہب بن عمیر بھی تھے جو بعد میں مسلمان ہوئے۔ ابو عمیر شیاطینِ قریش میں سے ایک شیطان تھا۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد اذیتیں پہونچائی تھیں۔ ایک روز یہ صفوان کے ساتھ مقام حجر پر بیٹھا ہوا تھا اور باہم غزوۂ بدر اور مشرکینِ مکہ کی شکست و ذلت کا تذکرہ ہو رہا تھا صفوان بولا۔ ان کے بعد (مقتولین بدر) زندگی میں کیا مزہ۔ عمیر نے کہا کہتے تو سچ ہو۔ واللہ اگر قرضوں کی ادائگی اور عیال کی بربادی کا خیال نہ ہوتا تو میں محمدؐ کے پاس جاتا اور ان کو قتل کیے بغیر نہ چھوڑتا اور وہاں جانے کا ایک حیلہ بھی ہے۔ میرا بیٹا ان کے ہاتھوں میں اسیر ہے۔ صفوان نے اس بات کو غنیمت جانا۔ ان سے کہنے لگا "تمھارا قرضہ میں ادا کر دوں گا۔ رہے عیال تو تیرے بچے میرے بچوں کے ساتھ رہیں گے اور تا زندگی میں ان کا خیال و لحاظ رکھوں گا۔ عمیر نے کہا اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔ صفوان نے کہا اچھا۔

پھر عمیر نے اپنی تلوار اٹھائی۔ اس کو تیز کیا، زہر میں بجھایا اور چل کھڑا ہوا۔ مدینہ پہنچا۔ حضرت عمرؓ مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے غزوہ بدر کا ذکر کر رہے تھے کہ ان کی نظر عمیر پر پڑی جب کہ وہ مسجد کے دروازہ پر اپنا ناقہ بٹھا رہا

تھا۔ اور تلوار حمائل کیے ہوئے تھا۔ کہنے لگے یا سگِ ناپاک، دشمنِ خدا عمیر ہے اور شرارت کے خیال سے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ دشمنِ خدا عمیر بن وہب ہے اور تلوار حمائل کیے ہوئے ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو آنے دو حضرت عمرؓ واپس ہوئے۔ اپنی تلوار کے پرتلہ سے جو اس کی گردن پر رکھا تھا، اسے روکا۔ اس وقت جو انصاری جمع تھے ان سے کہا تم لوگ رسول کریمؐ کے پاس جاؤ اور ان کے پاس بیٹھو۔ یہ خبیث قابل اطمینان نہیں۔ پھر اس کو لیے ہوئے رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اس کی گردن پر تلوار کا پرتلہ رکھے ہوئے ہیں تو فرمایا: عمرؓ! اسے چھوڑ دو۔ عمیر قریب آؤ۔ عمیر قریب گیا اور کہا انعمو صباحاً (صبح بخیر) اور جاہلیت میں یہی تحیہ رائج تھا۔ حضرت نے فرمایا: عمیر! اللہ نے تمھارے تحیہ سے بہتر تحیہ سے (جو السلام ہے) ہمیں سرفراز کیا ہے اور یہ "السلام" جنتیوں کا تحیہ ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا عمیر! کیسے آنا ہوا۔ عمیر نے کہا میں اس قیدی کے لیے آیا ہوں جو آپؐ کے ہاتھوں میں قید ہے۔ (اس کی مراد اپنے لڑکے وہب سے تھی)۔ آپ اس کے سلسلہ میں مجھ پر کرم فرمائیں آپؐ نے ارشاد فرمایا پھر تلوار لانے کی کیا ضرورت تھی۔ عمیر لولا اللہ ان تلواروں کا ستیاناس کرے کیا یہ ہمیں کچھ فائدہ دے سکتی ہیں، رسولِ کریمؐ نے فرمایا سچ سچ بتاؤ کون سی چیز تمھیں یہاں لائی ہے۔ عمیر نے کہا میں اسی لیے (رہائی) حاضر ہوا ہوں۔ اب آپ نے فرمایا: "ایسا نہیں ہے۔ تم اور صفوان مقام حجر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر تم دونوں نے (گڑھے میں مدفون) مقتولینِ بدر کا تذکرہ شروع کیا۔ پھر تم بولے کہ اگر قرضے اور عیال کا خیال نہ ہوتا تو میں محمدؐ کو ضرور قتل کر دیتا۔ پھر صفوان نے تمھارے قرضے اور عیال کا بار اپنے ذمے لیا اس شرط پر کہ تم مجھے قتل کر دو۔ اور اللہ تمھارے اور اس امر کے درمیان حائل ہے۔ یہ سن کر عمیر نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ یا رسول اللہ! جو آپ آسمانی خبریں اور نازل شدہ وحی ہمیں سناتے تھے، ہم اس کی تکذیب کرتے تھے۔ اس بات کے وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی بھی دوسرا نہیں تھا۔ واللہ میں سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں جانتا کہ وہ اس کی خبر آپ تک پہنچائے اس خدا کی حمد جس نے مجھے اسلام کا راستہ دکھایا اور اس منزل پر مجھے پہنچایا۔ پھر عمیر نے کلمہ حق زبان پر جاری کیا۔

رسولِ کریمؐ نے فرمایا: اپنے بھائی کو دینیات کی تعلیم دو۔ اس کو قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔ پھر اصحاب نے ایسا ہی کیا۔ کچھ قیدیوں پر رسولِ کریمؐ نے فضلِ خاص فرمایا اور بغیر فدیہ لیے ان کو چھوڑ دیا۔ ان قیدیوں میں ابو عزۃ الجمحی شاعر بھی تھا۔ یہ رسولِ کریمؐ اور صحابہؓ کو اپنے اشعار سے تکلیف پہنچاتا تھا۔ کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں ایک فقیر غریب بال بچوں والا آدمی ہوں۔ میری غربت سے آپؐ بھی واقف ہیں۔ مجھ پر کرم فرمائیے۔ رسول کریمؐ نے ازراہِ نوازش اسے چھوڑ دیا اور اس سے یہ عہد لے لیا کہ آپؐ کے برخلاف کسی کی مدد نہیں

کرے گا لیکن جب وہ مکہ پہونچا تو کہنے لگا میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جادو کر دیا تھا۔ پھر سابقہ حالت پر پلٹ گیا اور آپ کے برخلاف شاعری کرنے لگا۔ اُحد میں مشرکین کے ساتھ نکلا تھا اور اپنے اشعار سے کفار کو مسلمانوں کے برخلاف برانگیختہ کر رہا تھا۔ جب وہ قید ہوا تو آپ نے گردن مارنے کا حکم دیا۔ کہنے لگا: مجھے آزاد کر دیجئے، مجھے رہائی دے دیجئے، میں توبہ کرتا ہوں، حضرتؐ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جا سکتا؛ اس کی گردن ماردی گئی اور اس کا سر مدینہ بھیج دیا گیا۔ اس کے بارے میں آیت اتری:

" وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ (اگر یہ لوگ تم سے فریب کرنا چاہتے ہیں تو خدا سے پہلے ہی فریب کر چکے ہیں۔ (تو اس کی سزا میں) خدا نے ان پر تمہیں قابو دے دیا ہے)

مدینہ میں فتح کا اثر

خبرِ فتح کا عظیم الشان اثر لوگوں پر ہوا۔ مدینے اور اُس کے اطراف میں آپ کے جتنے دشمن تھے۔ وہ سب خوف زدہ ہو گئے۔ یہودیوں کی کثیر تعداد اسلام لائی۔ ان ہی میں سے عبداللہ بن ابی بھی تھا لیکن وہ اپنے اسلام میں مخلص نہیں تھا۔ اور مرتے دم تک منافق ہی رہا۔ اس کے باوجود کہ بدر میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، یہودیوں کی مخالفت اور دسیسہ کاریاں ختم نہیں ہوئیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ یہود مسلمانوں کے برخلاف تھے اور ان کی بربادی چاہتے تھے۔ منافقین کی تعداد مردوں میں تین سو اور عورتوں میں ستر تھی۔ یہ لوگ پیٹھ پیچھے اذیت پہنچاتے اور سامنے خوشامد کرتے۔

پھر رسولِ کریمؐ نے فتح کی خوش خبری سنانے کے لیے مدینہ کی بالائی آبادی کی طرف عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا اور زیریں آبادی کی طرف زید بن حارثہ کو۔

جب رسول کریمؐ مدینہ کے قریب پہنچے تو آپؐ کے استقبال کے لیے مسلمان نکلے اور مقام "رجا" پر شرف قدم بوسی حاصل کیا۔

جب آپ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے تو لڑکیاں دف پر گا رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ! مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

(کوہِ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چاند نکل آیا!)

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

(جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے)۔

رسول کریمؐ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ مالِ غنیمت میں ایک سو پچاس اونٹ، دس گھوڑے اور بہت سا سامان ہتھیار چمڑے، کپڑے، کھالیں تھیں جن کو مشرکین بہ غرضِ تجارت ساتھ لائے تھے۔ پھر ایک منادی نے ندا کی "قاتل مقتول کے سامان کا مالک" قیدی اس کے لیے ہے جس نے اسے قید کیا ہے۔ مالِ غنیمت میں سے آپؐ نے اپنے حصہ کے ساتھ ابوجہل کا اونٹ اور ذوالفقار نامی تلوار بھی لی تھی۔

میدانِ قتال سے پلٹنے والوں سے جب قریش نے رسول کریمؐ کی فتح کی خبر سُنی اور ابوسفیان ابن الحارث نے چشم دید حالات ابولہب کو سنائے تو ابولہب کا دماغ خراب ہوگیا (اور اسی پاگل پن میں) اس نے ابورافع کو خوب پیٹا۔ صرف سات دن زندہ رہا۔ پھر چیچک میں مرگیا۔ مرنے کے تین دن بعد تک اس کی لاش پڑی رہی اور اس خوف سے کہ کہیں مرض ہمیں نہ لگ جائے کوئی اس کی لاش کے قریب نہیں گیا یہاں تک کہ اس کی لاش سے بو آنے لگی۔

جب قریش کو ہزیمت، قتل و قید کی خبر کی تحقیق ہوگئی تو ایک مہینہ تک مردوں پر نوحہ کرتے رہے اور عورتوں نے اپنے بال کھول دیے۔ پھر سب نے بالاتفاق گریہ و نوحہ بند کردیا تاکہ مسلمان مذاق نہ اڑائیں اور ایک دوسرے کو انتقام لینے پر ابھارنے لگے۔

مسلمانوں کو فتح کیوں ہوئی

سب سے پہلے مسلمانوں کو جس غزوہ میں فتح حاصل ہوئی وہ غزوۂ بدر ہے۔ کثرت تعداد لشکر اور سازو سامان جنگ کے اعتبار سے بدر کا واقعہ عظیم الشان جنگوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی اور مقابلہ پر ایک ہزار کفارِ مکہ تھے۔

لیکن اس حیثیت سے یہ واقعہ بہت اہمیت حاصل کرتا ہے کہ یہ آنے والی جنگوں میں رسول کریم کے لیے فتح و ظفر کا سنگ بنیاد بن گیا۔ بدر کی فتح تاریخ اسلام اور تاریخ عالم میں عظیم انقلاب کا دیباچہ تھی۔

اس موقع پر اہل مکہ شکست کھاتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ ان کی تعداد کثیر تھی اور ان کے پاس بہت زیادہ گھوڑے تھے۔ میدانِ جنگ میں ان کی ناتوانی اور کمزوری ظاہر ہو گئی۔

اس پر مورخین بیکار متحیر ہیں کہ باوجودیکہ دشمنانِ اسلام کی تعداد زائد تھی اور ان کے ساتھ سو گھوڑے سات سو اونٹ تھے پھر بھی ان سے بزدلی و نامردی کا اظہار ہوا، کیونکہ بلاشبہ مسلمانوں کا جنگی نظم و نسق ان کے مقابلہ پر بہت اچھا تھا رسول کریمؐ نے خود ان کی صفوں کو درست کیا تھا، اپنی تقریر سے ان کی ہمتوں کو بلند کیا اور عریش سے وہ خود موقع جنگ کو ملاحظہ فرما رہے تھے، احکام صادر کر رہے تھے اور ان کی ہمہ گیر قیادت فرما رہے تھے۔ اور کسی صحابی سے آپ کے احکام کی ذرہ بھر خلاف ورزی نہیں ہو رہی تھی۔ برخلاف اس کے ابوسفیان کوئی تجربہ کار قائد ثابت نہیں ہوا۔ حوض کی تعمیر اور پانی کی کثرت بھی فتح میں ممد ثابت ہوئی اور قرآن کریم و احادیث نبوی صراحتاً بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی باطنی مدد فرمائی۔ ملائکہ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کفار سے جنگ کی اور دشمنوں کے برخلاف ان کی مدد کی۔ بعض صحابہ نے اور کفار مکہ کے بھی بعض افراد نے بھی میدانِ جنگ میں ملائکہ کو دیکھا اور مخصوص علامتوں کے ساتھ ان کا ذکر بھی کیا۔ اس لیے بعض لوگوں نے کہا کہ بدر کے دن ملائکہ کی علامت یہ تھی کہ وہ عماموں کے سرے اپنے دوش پر ڈالے ہوئے تھے۔ عمامون رنگ سبز، زرد اور سرخ تھے۔ زبیر بن عوام بھی زرد عمامہ پہنے ہوئے تھے۔ اسی لیے رسول کریمؐ نے فرمایا کہ بعض ملائکہ ابوعبداللہ یعنی زبیرؓ کے بھیس میں آئے۔ ملائکہ کے گھوڑے چتکبرے نشان دار اور ساز و یراق سے آراستہ تھے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ بدر کے دن تیز آندھی آئی اور ایسی تیز آندھی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ پھر دوسری بار اسی طرح آندھی آئی پھر تیسری بار اسی طرح تیز آندھی آئی۔ پہلی مرتبہ جبریلؑ ایک ہزار ملائکہ جلو میں لیے رسول کریمؐ کے سامنے حاضر ہوئے۔ دوسری مرتبہ میکائیلؑ ایک ہزار ملائکہ کے ساتھ رسول کریمؐ کی داہنی جانب اترے۔ تیسری بار اسرافیلؑ نے ایک ہزار ملائکہ کے ساتھ رسول کریمؐ کی بائیں جانب پڑا جمایا۔ اور ایسا ہی کچھ جناب عباس سے

بھی سنا گیا۔ جب آپ کو ابوالیسر نے گرفتار کیا اور ابوالیسر نحیف اور عباس لحیم شحیم آدمی تھے ابوالیسر سے کہا گیا۔ کیسے تم نے عباس کو قید کر لیا۔ اس نے کہا اس معاملہ میں ایک شخص نے میری مدد کی اور اس کے پہلے اس کو میں نے نہیں دیکھا تھا اور اس کا یہ یہ نقشہ تھا۔ رسول کریم ؐ نے فرمایا تیری مدد ملک کریم نے کی تھی۔

رسول کریم ؐ نے بھی اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ میں نے جبریلؑ کو دیکھا اور ان کے دندان پیشین پر غبار تھا۔

قبیلہ بنی غفار کا ایک آدمی کہتا ہے کہ میں اور میرا چچا زاد بھائی ایک پہاڑ پر چڑھے تاکہ جنگ کا تماشہ دیکھیں۔ ہم مشرک تھے اور اس انتظار میں تھے کہ شکست ہو تو ہم لوٹ مار کریں۔ ہمارے قریب سے ایک ٹکڑا ابر گزرا اس سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی سی آواز آرہی تھی۔ ہم نے سنا کہ کہنے والا کہہ رہا ہے آگے بڑھ پہاڑ! وہ کہتا ہے کہ میرا چچا زاد بھائی تو وہیں مر گیا اور قریب تھا کہ میں بھی ہلاک ہو جاؤں مگر پہاڑ سے چمٹ گیا۔

ابوداؤد المازنی کا کہنا ہے کہ میں قتل کرنے کے خیال سے ایک مشرک کا پیچھا کر رہا تھا لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے قبل میری تلوار اس تک پہنچے اس کا سر زمین پر پڑا ہوا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اس کا قتل کرنے والا میرے علاوہ کوئی اور ہے۔ سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ ہم میں کا کوئی مشرک کی طرف اپنی تلوار سے اشارہ کرتا تھا کہ اس کا سر جسم سے علیحدہ پڑا ہوا ہوتا تھا۔ حالانکہ ہماری تلوار اس تک نہیں پہنچتی تھی۔ (ان گراں قدر شہادتوں کے بعد) کیسے ممکن ہے کہ ہم اللہ کی اس مدد کی تکذیب وتردید کر سکیں جو اس نے ملائکہ کے ذریعہ اپنے رسول کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو معجزات کے ساتھ سرفراز کرتا ہے اور یہ ان معجزات میں سے ایک معجزہ تھا جس کا انکار ممکن نہیں اگرچہ سیرت نبوی مدون کرنے والے مستشرقین اس کا انکار کرتے ہیں لیکن یہ چیز قرآن واحادیث نبوی سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔

حویطب بن عبد العزی کہتے ہیں کہ میں بدر میں موجود تھا اور مشرک تھا میں نے بہت سے ملائکہ آسمان وزمین کے درمیان دیکھے جو قتل کر رہے تھے اور گرفتار کر رہے تھے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

مسلمانوں کی کامیابی کی ایک وجہ خاص ان کے عقیدہ کا استحکام اور جوش ایمان تھا اور لڑائیوں میں اس کی بے پناہ تاثیر ہوتی ہے۔

کتنا فرق ہے اس کے درمیان جو کامل یقین وراسخ الاعتقادی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کے لیے جنگ کر رہا ہو اگر قتل ہو جائے تو شہادت کی نعمت حاصل کرے گا اور جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ اور اس شخص کے درمیان جو اس عقیدہ کی قوت سے ناآشنا ہے جس نے اس کے دشمن کو بے پرواہی کے ساتھ میدان جنگ میں دھکیل دیا ہے۔ مسلمان اللہ کی راہ میں موت کے مشتاق (نظر آرہے) تھے اسی لیے رسول کریم ؐ جب عریش سے یہ آیت پڑھتے ہوئے نکلے "سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ" اور مسلمانوں کو جنگ پر ابھارتے ہوئے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے آج کے دن جو شخص قتال کرے گا اور اس حال میں قتل ہو جائے گا کہ

وہ صبر و تحمل کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہو اور پیٹھ نہ موڑے تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔" عمیر بن الحمام انصاری نے کہا اور ان کے ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو وہ کھا رہے تھے: "واہ واہ میرے اور داخلۂ جنت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں۔ پھر کھجوریں پھینک دیں اور قتال کیا یہاں تک کہ قتل ہو گئے اور اس کی تائید مسٹر ولیم میور کی اس تحریر سے بھی ہوتی ہے کہ "کفار مکہ اپنے عزیز و اقارب کے کشت و خون سے بچنا چاہتے تھے، برخلاف اس کے مسلمانوں میں قتال کی شدید خواہش تھی اور یہ ایک اہم سبب مسلمانوں کی کامیابی کا بن گیا۔"

اہل بدر

ایک صحابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! میرا چچا زاد بھائی منافق ہو گیا ہے، مجھے اس کی گردن زدنی کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ غزوۂ بدر میں شریک تھا امید ہے کہ اس کا گناہ معاف کر دیا جائے۔" ایک روایت میں یوں ہے کہ "تو کیا جانے، ممکن ہے اللہ نے اہلِ بدر سے کہہ دیا ہو کہ جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔"

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ اہلِ بدر سے واقف ہے اور اس نے فرمایا ہے جیسا چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا، یا یہ فرمایا تھا کہ تمہارے لیے جنت مقدر ہو چکی ہے۔"

اور امام احمد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: "مجھے امید ہے کہ شریک جنگ بدر و صلح حدیبیہ کو اللہ جہنم میں داخل نہیں کرے گا۔" رسولِ کریم ﷺ اہلِ بدر کی تکریم فرماتے تھے اور ان کو دوسروں پر مقدم کرتے تھے۔ اور "الخصائص الصغریٰ" میں ہے کہ بدری صحابہ کے جنازے میں تکبیراتِ اربعہ پر اضافہ فرماتے تھے تاکہ ان کی فضیلت ظاہر ہو۔

جناب رقیہؓ کی حضرت عثمانؓ سے مکہ میں شادی ہوئی تھی اور آپ نے عثمانؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی وہاں آپ یہاں ایک لڑکا بھی پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا تھا اور حضرت عثمانؓ کی کنیت اسی لڑکے پر تھی۔ جب لڑکے کی عمر چھ سال کی ہوئی تو مرغ نے آنکھ میں چونچ مار دی جس سے چہرہ متورم ہو گیا اور بیمار رہ کر جمادی الاولیٰ ۴ھ میں انتقال کر گیا۔ جب رسول کریم ﷺ بدر کی طرف چلے تھے تو جناب رقیہ بیمار تھیں اس لیے جناب عثمان پیچھے رہ گئے تھے اور جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ جس دن زید بن حارثہ رسول کریم ﷺ کی کامیابی کی خبر دینے مدینہ آئے تھے اس دن آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا خسرہ کے مرض میں انتقال ہوا تھا۔

جناب فاطمہ زہراؓ کی شادی

جناب فاطمہ زہراؓ جو رسول کریمؐ کی بیٹی تھیں اور یہ استثناء جناب مریمؑ تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کی مادر گرامی جناب خدیجہؓ بنت خویلد تھیں۔ آپ کی کنیت ام ابیہا ر باپ کی ماں) تھا اور رسول کریمؐ آپ کو سب سے زائد محبوب رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی شب زفاف سے ساڑھے چار مہینے کے بعد رسول کریمؐ نے آپ کا عقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا۔

عقد نکاح کے وقت آپ پندرہ سال اور پانچ مہینے کی تھیں۔ رسول کریمؐ کی نسل صرف آپ کے ذریعہ قائم رہی کیونکہ رسول کریمؐ کی اولاد ذکور صغر سنی ہی میں مر چکی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے رسول کریمؐ سے حضرت فاطمہ کا رشتہ طلب کیا مگر آپ نے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا یا علی وہ آپ کے لیے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا میرے پاس تو سوائے زرہ کے اور کچھ نہیں"۔ رسول کریمؐ نے آپ کی تزویج حضرت فاطمہؓ سے فرمادی جب حضرت فاطمہ کو یہ خبر ملی تو روئیں۔ رسول کریمؐ آپ کے پاس آئے فرمایا: "فاطمہ! تم کیوں روتی ہو واللہ میں نے تمھارا نکاح اس سے کیا جو سب سے زائد عالم ہے سب سے زائد حلیم ہے اور سب سے پہلے اسلام لایا ہے"۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب رسول کریمؐ سے فاطمہ کا رشتہ طلب کیا جانے لگا مجھ سے میری کنیز نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ رسول کریمؐ سے فاطمہ کا رشتہ طلب کیا جا رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں اس نے کہا ان کا رشتہ مانگا جا رہا ہے۔ آپ رسول کریمؐ کے پاس کیوں نہیں جاتے کہ وہ آپ کے ساتھ شادی کر دیتے۔ میں نے کہا میرے پاس کون سی شے ہے جو میں شادی کر سکوں"۔ اس نے کہا اگر آپ رسول خدا کے پاس جائیں تو وہ شادی کر دیں گے۔ وہ مجھے مسلسل امید دلاتی رہی یہاں تک کہ میں رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول کریمؐ کی جلالت و ہیبت ایسی تھی کہ جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو مجھے یہ ذہن ہو گیا اور یارائے تکلم باقی نہیں رہا۔ آپؐ نے فرمایا: "کیسے آنا ہوا؟" میں خاموش رہا۔ آپؐ نے فرمایا "شاید فاطمہ کا رشتہ طلب کرنے آئے ہو"۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا "تمھارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے وہ حلال ہو سکے" (مہر) میں نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "اس زرہ کا کیا ہوا جو میں نے تم کو دی تھی"؟ میں نے کہا "میرے پاس ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں علیؓ کی جان ہے کہ وہ حطمی زرہ ہے جس کی قیمت چار سو درہم بھی نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "میں نے تمھاری شادی کر دی اس کو بھیج دو کہ یہ فاطمہ بنت رسول اللہ کا مہر ہے۔

شب زفاف فاطمہؓ رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: "جب تک میں نہ آؤں تم کوئی بات نہ کرنا۔" پھر آپؐ نے پانی طلب کیا۔ اس پانی سے وضو کیا۔ پھر اس پانی کو آپؐ نے حضرت علیؓ پر چھڑکا اور فرمایا: "بارالٰہا ان دونوں میں برکت ہو، ان دونوں پر برکت ہو، اور ان دونوں کے لیے ان کی نسل میں برکت عطا کر۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک "نا تہمت زدہ" (سچے) آدمی نے بیان کیا کہ رسول کریمؐ اپنی لڑکیوں کے بارے میں شدید غیرت رکھتے تھے اور سوکن پر اپنی بیٹی نہیں دیتے تھے۔

مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریمؐ کو منبر پہ کہتے ہوئے سنا کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت چاہی ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں (تو سن لو) کہ میں اجازت نہیں دیتا۔ نہیں دیتا، مگر یہ کہ علی میری بیٹی کو طلاق دینے کا ارادہ کر لیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے اور جس نے اسے تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ فاطمہ کا جہیز تیار کیا جائے۔ آپ کے لیے ایک پوست خرما کی رسی کا بنا ہوا تخت تیار کیا گیا اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں درخت خرما کی چھال بھری ہوئی تھی۔ رسول کریمؐ نے اسماء بنت عمیس کو بھیجا، انھوں نے گھر کو آراستہ کیا۔ پھر آپؐ نے نماز عشا پڑھ کر حضرت فاطمہؓ کو بھیجا۔ آپ ام ایمنؓ (جو آپ کی آزاد کردہ حبشی کنیز تھیں) کے ساتھ گھر آئیں اور گھر کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں۔ حضرت علیؓ گھر کے دوسرے حصہ میں تشریف فرما تھے۔ پھر رسول کریمؐ نماز عشا پڑھنے کے بعد تشریف لائے اور کہا یہاں میرا بھائی ہے۔ ام ایمن بولیں۔ آپؐ "بھائی" کہہ رہے ہیں درانحالیکہ آپ نے اپنی بیٹی اس سے بیاہ دی ہے۔ فرمایا: "ہاں وہ منزلت میں میرے بھائی کی طرح ہے لیکن یہ مواخات اپنی بیٹی کے ساتھ اس کے عقد میں مانع نہیں۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: فاطمہ پانی لاؤ۔ حضرت فاطمہ اٹھیں اور شرم سے آپ اپنے لباس میں کانپ رہی تھیں۔ ایک بڑے پیالہ میں پانی لائیں۔ آپؐ نے اس کو لیا اور منہ میں پانی لے کر اسی بڑے پیالہ میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا: "بڑھو۔" پھر میں بڑھی۔ پھر آپؐ نے اس پانی کو میرے سر و سینہ پر چھڑکا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (بارالٰہا اس کو اور اس کی نسل کو شیطان رجیم سے محفوظ رکھنا) پھر فرمایا: "پیچھے مڑو۔" میں مڑ گئی۔ آپؐ نے میرے شانوں کے درمیان اس پانی کو چھڑکا۔ پھر ایسا ہی حضرت علیؓ کے ساتھ کیا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: "اب تم اپنی زوجہ کے پاس اللہ کے نام و برکت کے ساتھ جاؤ۔"

حضرت فاطمہؓ کا مہر چار سو نقرئی درہم تھا۔ حضرت علیؓ نے شکر خدا کے طور پر زمین پر سجدہ کیا۔

آپ کا لقب بتولؑ تھا کیونکہ دنیا سے کنارہ کش تھیں۔ حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ، ام کلثومؓ آپ کے یہاں

پیدا ہوئے۔ آپ کی رفتار رسول کریمؐ کی رفتار کی طرح تھی۔

حضرت فاطمہ رسول کریمؐ کی وفات کے چھ مہینے بعد وفات پا گئیں۔ جیسا کہ عائشہ رضؓ سے منقول ہے اور یہی صحیح روایت ہے۔ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ واصل باللہ ہو گئیں۔ خاندانِ رسالت میں سب سے پہلے آپ ہی رسول کریمؐ سے ملحق ہوئیں۔

اسلام میں سب سے پہلے آپ ہی کی نعش کو تابوت میں چھپایا گیا۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھ کو رات میں دفن کیا جائے۔ کہا گیا ہے کہ ۳ رمضان ۱۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر شریف کوئی تیس سال کے لگ بھگ تھی۔

غزوہ بنی سلیم

بدر سے آنے کے بعد مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام سات دن رہا۔ اس کے بعد آپؐ بہ نفس نفیس بنی سلیم کے ارادہ سے جنگ کے لیے نکلے۔ مدینہ پر سباع بن عرفطۃ الغفاری کو عامل بنایا سباعؓ مشاہیر صحابہ میں سے تھے۔ امامت نماز ابن ام مکتوم کو دی۔ آپؐ کا علم سفید رنگ کا تھا جس کو حضرت علیؑ بن ابی طالب اٹھائے ہوئے تھے۔ رسول کریمؐ چشمہ کدر پر پہنچے اور وہاں تین رات قیام کیا پھر آپؐ مدینہ واپس ہوئے اور جنگ نہ ہو سکی۔ ادھر دشمن بھاگ کھڑے ہوئے اور مال و دولت چھوڑ گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اموال کو قبضہ میں لیا اور مدینے لے کر چلے آئے۔ مدینہ سے تین میل پر مقام صرار میں مال غنیمت تقسیم کیا جو پانچسو اونٹوں پر مشتمل تھا۔

مدینہ سے ۱۵ دن آپؐ دور رہے۔

غزوہ بنی قینقاع

سنہ ۲ھ، ۶۲۳ء

قینقاع مدینہ کے یہودیوں کی ایک گھاٹی کا نام ہے اور انہی کی طرف مدینہ کی ایک بازار بھی منسوب تھی جس کو "سوق بنی قینقاع" کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ قبیلۂ خزرج کے دوست اور عبداللہ بن صامت اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے حلیف تھے۔ ان کی تعداد قلیل تھی اور ان کا پیشہ زرگری تھا۔ باشندگانِ مدینہ میں یہ قبیلہ سب سے زیادہ مالدار تھا۔ ان کے اور بنی نضیر اور بنی قریظہ کے درمیان دَورِ جاہلیت سے پرانی عداوت تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ جنگ بعاث میں یہ قبیلے خزرج کے ساتھ تھے جیسا کہ سابق میں گذرا۔

یہ غزوہ ۱۵ شوال سنہ ۲ھ (فروری ۶۲۴ء) میں واقع ہوا۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قینقاع کو بازار بنی قینقاع میں جمع کر کے فرمایا: "اے گروہِ یہود! اللہ سے ڈرو، کہیں اسی مصیبت (بدر والی مصیبت) میں تم بھی مبتلا نہ ہو جاؤ جس میں قریش مبتلا ہوئے۔ اسلام لے آؤ، تم خوب جانتے ہو کہ مَیں نبی مرسل ہوں اور اس امر کو تم اپنی کتاب میں بھی دیکھ چکے ہو اور اللہ کے عہد میں بھی۔"

اُن لوگوں نے کہا: "محمدؐ! کیا تم نے ہم کو بھی اپنی قوم کی طرح سمجھ لیا ہے۔ تم اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تم کو ایسی قوم سے سابقہ پڑا تھا جو فنِ حرب سے ناواقف تھی اور تمہیں ان پر غلبہ کا موقع مل گیا۔ بہ خدا اگر تم کو ہم سے پالا پڑا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد ہیں۔" (اس کا مطلب یہ کہ) انھوں نے آپؐ کو اعلانیہ جنگ کی دعوت دے دی۔

رسول کریمؐ نے بنی قینقاع کو اسلام کی دعوت دی اور بطور نبی اس نبوت کا اقرار چاہا جس کو وہ اپنی کتاب مقدس میں دیکھ چکے تھے لیکن انھوں نے اپنی قلت تعداد کے وجود اور مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ اقامت کے باوصف سخت جواب دیا اور آپؐ کا ادب نہیں کیا اور اپنی جوانمردی و بہادری کی نمائش کی۔

ڈاکٹر ولفنسون اپنی کتاب "تاریخ الیہود" میں اس "طرزِ عمل" کی وضاحت میں جو انھوں نے رسول کریمؐ کے مقابلہ میں اختیار کیا تھا لکھتے ہیں: "انھوں نے انتہائی جرأت و فخر و تکبر کے ساتھ جواب دیا تھا" (ص۱۲۹) اور (آگے چل کر) لکھتے ہیں "یہ جواب اس امر کی وضاحت کرتا تھا کہ بنی قینقاع کو اپنے خزرجی حلیفوں پر اعتماد ہے کہ رسول کریمؐ سے جنگ کی صورت میں وہ ان کی مدد کریں گے۔ کیونکہ یہ تو تصور ہی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ ایک چھوٹا سا قبیلہ جیسا کہ بنی قینقاع کا تھا مدینہ کی کثرت کے مقابلہ میں اعلان جنگ کرنے کی جرأت کر سکے۔ لیکن خزرجیوں نے ان کی کوئی مدد نہیں کی اور ان کی حمایت کے لیے حرکت

نہیں کی باوجود اس کے کہ وہ ان کے دوست تھے (ص ۱۲۹، ف ۱۳۱)

بنی قینقاع وہ پہلے یہودی ہیں جنھوں نے اس معاہدہ کو توڑا جو اُن کے اور رسول کریمؐ کے درمیان قائم ہوا تھا اور بدر و اُحد کے درمیانی زمانہ میں آپؐ سے لڑتے رہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر بن مسور بن مخرمہ نے ابوعون کو کہتے ہوئے سنا کہ بنی قینقاع کا واقعہ یوں ہوا تھا کہ عرب کی ایک عورت اپنا مال لے کر آئی اور اس کو بازار بنی قینقاع میں بیچا۔ ایک سُنار کے پاس بیٹھ گئی۔ ان لوگوں نے اس کا چہرہ کھولنا چاہا۔ اس نے انکار کیا اس سنار نے یہ کیا کہ اس کے لباس کا ایک کونہ اس کے عقبی دامن سے باندھ دیا۔ جب وہ اٹھنے لگی تو اس کی شرمگاہ برہنہ ہو گئی وہ لوگ اس پر ہنسنے لگے۔ یہ دیکھ کر وہ چیخی ایک مسلمان اس سنار پر جھپٹ پڑا اور اس کو قتل کر دیا۔ وہ سنار یہودی تھا۔ پھر سارے یہودی اس مسلمان پر ٹوٹ پڑے اور اس مسلمان کو قتل کر دیا۔ پھر اس مسلمان کے وارثوں نے مسلمانوں سے یہود کے برخلاف مدد چاہی پھر مسلمان بھی غضبناک ہو گئے ان کے اور بنی قینقاع کے درمیان نزاع قائم ہو گئی۔

اس واقعہ کو ابن اسحاق نے نقل نہیں کیا۔ اسی طرح طبری نے اپنی تاریخ اور ابن سعد نے طبقات میں اس واقعہ کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس قصہ میں عورت، سنار اور اس مسلمان قاتل کے ناموں کا پتہ چلتا ہے اور اسی لیے ہم اس قصہ کی واقعیت میں شک کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ اس لیے نہیں کہ ابن اسحاق نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے بلکہ اس لیے کہ روایت کی نوعیت ہمیں شک پر مجبور کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو بحث و تحقیق میں ہماری مدد کر سکے اس لیے ہم اس قصہ پر اعتماد نہیں کر سکتے۔

رسول کریمؐ پندرہ راتوں تک ان کا محاصرہ کیے رہے۔ محاصرہ کرتے وقت کسی کو خبر نہ ہو سکی۔ پھر وہ سب آپؐ کے حکم سے اُترے اور اُن کی مُشکیں کسی گئیں آپ ان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ محصورین کی تعداد تین سو تھی۔ جب آپؐ ان پر اپنی طرح قبضہ کر چکے تو عبداللہ بن ابی بن سلول آپؐ کے پاس آیا (یہ لوگ عبداللہ بن ابی اور عبادہ بن صامت کے حلیف تھے) اور کہا اے محمدؐ! ان لوگوں پر کرم کیجیے۔ حضرت متامل ہو [illegible] ں نے پھر کہا اے محمدؐ میرے حلیفوں پر رحم کیجیے۔ حضرتؐ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے رسول کریمؐ کی زرہ کے گریبان کو پکڑ لیا۔ رسول کریمؐ نے غضبناک ہو کر فرمایا! مجھے چھوڑ دے اور لوگ دیکھ رہے تھے کہ آپؐ کے چہرہ کا رنگ بدل رہا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر مجھے چھوڑ دے۔ عبداللہ نے کہا قسم بہ خدا میں اس وقت تک آپؐ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ کی میرے حلیفوں کے ساتھ کرم بخشی نہ ہو گی۔ ان میں چار سو بغیر زرہ کے ہیں اور تین سو زرہ پوش ہیں۔ انھوں نے میری ہر اسود و احمر سے حفاظت کی ہے اور جن کو آپ ایک دن میں کاٹ دینا چاہتے ہیں میں واللہ ان پر بھروسہ نہیں کرتا اور مصائب سے ڈرتا ہوں۔

رسول کریمؐ نے فرمایا وہ تمھارے لیے ہیں اللہ تمھیں ان میں برکت نہ دے۔

عمر بن قتادہ سے یوں روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا "چھوڑ دو ان کو ان کے ساتھ اللہ کی لعنت ہو" پھر آپؐ نے ان لوگوں کو جلا وطنی کا حکم دیا اور اللہ نے اپنے رسول اور مومنین کو ان کے اموال کا مالک بنا دیا۔

ان کے پاس زمینیں نہیں تھیں کیونکہ یہ سنار تھے۔ رسول کریمؐ نے ان سے ہتھیار اور سناری کے اوزار حاصل کیے اور ان کو مع اہل وعیال کے مدینہ سے نکالنے پر عبادۃ بن الصامت کو مامور کیا۔ وہ ان کو لے کر مقام ذباب تک گئے۔ رسول کریمؐ نے مدینہ پر ابولبابہ بن عبدالمنذر کو چھوڑا تھا۔

ان کا بالکلیہ اخراج تین دن میں ہو سکا۔ یہ لوگ اذرعات (شام کا ایک مقام) کی طرف چلے گئے اور ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ سب آپؐ کی اس بددعا کی وجہ سے جو آپؐ نے ابن ابی کو "لا بارک اللہ لک فیہم" کہہ کر دی تھی ہلاک ہو گئے۔ ان میں چار سو بے زرہ اور تین سو زرہ پوش تھے۔ انھوں نے رسول کریمؐ سے یہ درخواست کی تھی کہ آپؐ ان کا راستہ چھوڑ دیں وہ مدینہ سے اپنے اہل وعیال سمیت چلے جائیں۔ بقیہ اموال رسول کریمؐ کے لیے چھوڑ جائیں متروکہ اموال میں ہتھیار بھی تھے۔ ان کے پاس کوئی نخلستان یا زرعی زمین نہ تھی۔ اس امر پر مصالحت ہوئی اور وہاں سے چلے گئے۔ ان کے مال کے پانچ حصے کیے گئے ان میں سے چار حصے مومنین مجاہدین کو دیے۔ پانچواں حصہ اپنے لیے مخصوص کیا۔ یہ پہلا خمس تھا جس پر رسول کریمؐ نے تصرف فرمایا تھا۔ ان کے مکانات میں بہت سے ہتھیار پائے گئے۔ آپؐ نے ان کے اسلحوں میں سے تین کمانیں لے لیں ایک کمان کو (الکتوم) کہا جاتا تھا تیر پھینکنے کے وقت اس سے آواز نہیں نکلتی تھی۔ یہ کمان احد میں ٹوٹ گئی تھی۔ دوسری کمان کا نام "الروحا" تھا۔ تیسری کمان کا نام "البیضا" تھا اور دو زرہیں لیں ایک زرہ کو "السغدیۃ" کہا جاتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہ زرہ تھی جس کو جناب داؤدؑ جالوت کے قتل کرتے وقت پہنے ہوئے تھے۔ دوسری زرہ کو "فضہ" کہا جاتا تھا۔ تین نیزے اور تین تلواریں بھی آپؐ نے لیں۔ رسول کریمؐ نے ایک زرہ محمد بن مسلمہ کو دے دی اور ایک زرہ سعد بن معاذ کو عطا کی۔

یوم بنی قینقاع میں آپؐ کا سفید رنگ کا علم حمزہ بن عبدالمطلب کے ساتھ تھا۔

غزوۂ السّویق

ابوسفیان بن حرب غزوہ سویق کے لیے ماہ ذوالحجہ ۲ھ (اپریل ۶۲۴ء) میں نکلا لیکن پھر اسی ماہ و سال میں مشرکین کو بھاگنا بھی پڑا۔

ابوسفیان جب بدر کے بعد مکہ کی طرف پلٹا تھا تو یہ عہد کیا تھا کہ جب تک محمدؐ سے جنگ نہ کرلوں گا نہ غسل جنابت کرونگا اور نہ ہی عورتوں کے قریب جاؤں گا۔ وہ دوسو قریشی سواروں کے ساتھ اپنی نذر پوری کرنے نکلا۔ وہ نجدیہ پہنچا اور نیب نامی پہاڑ کے نالہ پر اترا جو مدینہ سے ایک قاصد یا اس سے کم و بیش فاصلے پر تھا۔ پھر رات کے وقت بنی نضیر سے ملنے کے لیے نکلا اور حی بن اخطب کے دروازہ پر گیا جو رؤسا و بنی نضیر میں سے تھا اور ام المومنین صفیہؓ کا باپ تھا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن خوف کی وجہ سے اس نے کھولنے سے انکار کردیا۔

پھر ابوسفیان وہاں سے مایوس ہو کر سلام بن مشکم کے پاس گیا اور یہ بھی سرداران بنی نضیر میں سے تھا اور ان کا خزانچی تھا۔ اس نے داخلے کی اجازت چاہی، اس کو اجازت ملی۔ سلام نے ابوسفیان کی خوب مہمان نوازی کی شراب کے دور چلے۔ تمام اطلاعات اس کو بہم پہنچائی گئیں۔ پھر یہ اسی رات کے آخری حصہ میں نکلا اور اپنے ساتھیوں سے مل گیا۔ اس نے کچھ قریشیوں کو مدینہ کی طرف بھیجا وہ مدینہ کے ایک موضع عریض نامی پر پہنچے اور انھوں نے وہاں کا نخلستان جلا دیا وہاں ان لوگوں نے معبد بن عمرو الانصاری اور ان کے حلیف کو ان کے کھیت میں دیکھ لیا تو ان دونوں کو بھی قتل کر دیا اور پھر واپس پلٹ آئے اور یوں نذر پوری کرلی۔

رسول کریمؐ دوسو مہاجرین و انصار کو لے کر مدینہ پر بشیر بن عبدالمنذر کو حاکم بنا کر ان کے تعاقب میں نکلے۔ یہاں تک کہ آپؐ مقام قرقرہ الکدر پہنچ گئے۔ مگر ابوسفیان اور اس کے ساتھی نہ مل سکے۔ مسلمانوں نے مشرکین کے اس زادِ راہ کو دیکھا جس کو وہ کھیتوں میں بوجھ ہلکا کرنے کے خیال سے پھینک گئے تھے۔ جب آپؐ مسلمانوں کے ساتھ واپس آنے لگے تو مسلمانوں نے آپؐ سے دریافت کیا یارسول اللہ! کیا آپؐ ہمارے لیے جنگ کی خواہش رکھتے ہیں؟۔ فرمایا ہاں۔ اس غزوہ کو "غزوۃ السویق" اسی لیے کہا گیا کہ مشرکین نے کثرت سے راستہ میں "ستو" پھینکے تھے جن کو مسلمان سمیٹ کر مدینہ لے آئے تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان صرف قسم پوری کرنے کے لیے نکلا تھا۔ کیونکہ وہ یہ وہم بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس معمولی سی قوت (دوسو سواروں) کے ساتھ اس لڑائی میں مسلمانوں پر فتح حاصل کر سکے گا۔ جب کہ ان کے دم خم کو وہ غزوۂ بدر میں دیکھ چکا تھا۔ اسی بنا پر اس حملہ کی کوئی وقعت نہیں سمجھی گئی۔

غزوہ ذی امر

یا

غزوۂ غطفان

جب رسول کریمؐ غزوہ سویق سے واپس مدینہ پہنچے تو ماہ ذی الحجہ کا باقی مہینہ یا اس کے قریب وہیں گزارا۔ پھر آپؐ جنگ کے لیے نجد کی طرف غطفان کے ارادہ سے نکلے اس کو غزوہ ذی امر اس لیے کہتے ہیں کہ بنی ثعلبہ اور محارب کی ایک جماعت نے "ذی امر" میں جمع ہو کر آپؐ پر غارت گری کا ارادہ کیا تھا۔ ان لوگوں کا جمع کرنے والا دعثور بن الحارث المحاربی تھا۔ آپؐ نے مدینہ پر جناب عثمانؓ کو حاکم بنایا اور چار سو پچاس آدمی لے کر نکلے جب اُن کو آپؐ کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ آپؐ پلٹ آئے اور لڑائی نہ ہو سکی آپ نے مقام نجد پر صفر کا کچھ کم یا سارا مہینہ گزارا۔ مسلمانوں کو ایک شخص جسے جبار الثعلبی کہا جاتا تھا ملا۔ آپؐ نے اس کو دعوتِ اسلام دی وہ اسلام لے آیا۔ پھر اسے بلالؓ کے ساتھ کر دیا تاکہ اس کو شریعت اسلامیہ کی تعلیم دی جا سکے۔ کیونکہ آپؐ ازراہِ عنایت مسلمانوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ فرمایا کرتے تھے۔

اس غزوہ میں دعثور آپؐ کا ایک معجزہ دیکھ کر ایمان لے آیا۔ حالانکہ اس نے جنگ کے لیے تمام لوگوں کو جمع کیا تھا۔ دعثور سردار قبیلہ اور بہادر تھا۔ اسلام لانے کے بعد اپنی قوم کی طرف گیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جس سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

حضرت ام کلثومؓ کی شادی

ام کلثومؓ رسول کریمؐ کی بیٹی تھیں، عمر میں حضرت رقیہ سے کم تھیں۔ کیونکہ رسولِ کریمؐ نے حضرت رقیہ کی شادی حضرت عثمان بن عفان سے کر دی تھی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو پھر ام کلثوم سے ان کی شادی کر دی اور یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ آپ بڑی کو چھوڑ کر چھوٹی کی شادی کر دیتے۔

رسول کریمؐ، رقیہ اور ام کلثوم کی شادی عتبہ اور عتیبہ فرزندانِ ابولہب کے ساتھ کر چکے تھے۔ جب تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ کی آیت اُتری تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا: میرا سر تمھارے سروں پر حرام ہو اگر تم محمدؐ کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو۔ اور ام جمیل جو اُن دونوں کی ماں تھی کہنے لگی رقیہ اور ام کلثوم دونوں صابی ہو گئی ہیں لہٰذا تم طلاق دے دو۔ پھر انھوں نے طلاق دے دی اور ان سے قربت نہ ہو سکی تھی۔

پھر رسول کریمؐ نے جناب رقیہ کی تزویج عثمانؓ سے کر دی۔ ان کی وفات پر ام کلثومؓ کا بھی عثمانؓ سے عقد کر دیا۔ آپ کا نکاح ۱۰ ربیع الاول ۳ھ میں ہوا۔ رخصتی جمادی الآخر ۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ رسول کریمؐ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت حفصہؓ سے شادی

شعبان ۳ھ میں جناب رسول کریمؐ نے حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب سے عقد کیا جبکہ حفصہؓ اپنے شوہر خنیس بن حذافہ کا عدۃ وفات گذار چکی تھیں۔ حضرت عمرؓ کا کہنا ہے کہ حفصہؓ آپ کی بعثت سے پانچ سال پہلے اس زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔

حضرت عمر نے اپنی بیٹی حفصہؓ حضرت ابو بکرؓ [illegible] کی مگر آپ نے قبول نہیں کیا پھر حضرت عثمانؓ پر پیش کی مگر انھوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ میں نے حفصہؓ عثمان کو پیش کی مگر انھوں نے اعتنا نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا عثمانؓ کی شادی تمہاری بیٹی سے بہتر عورت سے ہو گی اور تمہاری بیٹی عثمان سے بہتر شوہر پائے گی۔ پھر عثمان نے ام کلثوم سے اور آنحضرتؐ نے حفصہؓ سے شادی فرمائی اور اس وقت حضرت حفصہؓ کی عمر ۲۰ سال کی تھی۔

رسول کریمؐ نے حضرت حفصہؓ سے حضرت عائشہؓ کے بعد ۳ھ میں شادی کی۔ جب آپؐ نے حفصہؓ کو طلاق دی اور اس کی خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی تو آپ نے خاک سر پہ ڈالی اور کہا کیا ارادہ ہے اللہ کا عمرؓ اور اس کی بیٹی کے ساتھ۔ پھر رسولؐ نے رجوع فرمایا۔ آپ نے ۴۱ھ عہد حکومت معاویہ میں انتقال فرمایا۔

سریہ زید بن حارثہ

زید بن حارثہ کا سریہ "قردہ" کی طرف ہوا تھا۔ قردہ نجد کے چشموں میں ایک چشمہ ہے۔

بناء جنگ یہ ہوئی کہ قریش واقعہ بدر کے بعد اس راستہ سے ڈر گئے جس سے وہ شام جایا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا ایک مرتبہ تاجروں کا قافلہ نکلا جس میں ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، حویطب بن عبدالعزیٰ وغیرہ بھی تھے۔ یہ سب کے سب فتح مکہ کے دن اسلام لے آئے۔ ان لوگوں کے ساتھ بہت سی چاندی تھی۔ رسول کریمؐ نے زید بن حارثہ کو سو سواروں کے ساتھ بھیجا۔ زید کی ان سے چشمہ (قردہ) پر مڈبھیڑ ہوئی زید کو قافلہ اور اس کا سازو سامان مل گیا مگر بڑے بڑے لوگ بھاگ گئے وہ قافلے کر رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اس کو پانچ حصوں پر تقسیم فرمایا۔ اس کا ایک خمس بیس ہزار درہم کا تھا۔ یہ سریہ ۳ھ جمادی الآخر (ستمبر ۶۲۴ء) میں واقع ہوا تھا۔

کعب بن اشرف کا قتل

کعب بن الاشرف یہودی تھا۔ اس کا باپ عربی تھا اور بنی نبہان کے قبیلے سے تھا۔ جاہلیت میں اس نے خون کیا تھا پھر وہ مدینہ آگیا اور بنی نضیر کا حلیف تھا اور ان میں کافی معزز ہوگیا۔

اس نے عقیلہ بنت ابی الحقیق سے شادی کی جس سے کعب پیدا ہوا۔

کعب لمبا جسیم آدمی تھا۔ اس کا پیٹ اور سر بڑا تھا۔ عمدہ شاعر تھا۔ اپنی کثیر دولت کی وجہ سے حجاز کے یہودیوں کا سردار بن گیا۔ یہ علماء یہود کو وظیفے دیا کرتا تھا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا۔ اپنے اشعار میں رسولِ کریم کی ہجو کرتا اور کفار قریش کو آپؐ سے لڑائی کی ترغیب دیتا۔

اس کی عداوت کا یہ حال تھا کہ جب بدر میں کفار کو ہزیمت ہوئی اور زید بن حارثہ مدینہ کی زیرین آبادی اور عبداللہ بن رواحہ بالائی آبادی کی طرف بشیر (خوش خبری سنانے والا) بن کر آئے (ان لوگوں کو رسول کریمؐ نے مسلمانان مدینہ کی طرف بھیجا تھا تاکہ وہ اسلام کی فتح کی انہیں خبر دے دیں اور مقتولین و اسیران جنگ کی اطلاع دیں) تو کعب کو یہ سخت ناگوار ہوا اور کہنے لگا کیا یہ سچ ہے؟ تم دیکھ رہے ہو کہ محمدؐ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور ان دونوں آدمیوں کو "بشیر" کہا گیا ہے۔ یہ لوگ اشراف عرب اور سرداران قوم تھے اگر واقعی محمدؐ ان پر مسلط ہوگئے تو زمین کا پیٹ اس کے پیٹ سے بہتر ہے۔ جب خبر کی تصدیق ہوگئی اور اس نے قیدیوں کو دیکھ لیا تو قریش کے پاس گیا ان کے مقتولین پر گریہ کیا اور اپنے اشعار سے ان کو رسول کریمؐ سے لڑائی کی ترغیب دی اور ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ کے پاس گیا۔ اس کی خبریں رسول کریمؐ تک پہنچتی رہیں آپ اس کا ذکر حسان سے فرماتے پھر وہ اس کی ہجو کرتے۔ رسول اللہ نے فرمایا "بار الٰہا! جس صورت سے چاہے مجھ سے ابن الاشرف کے شر کو روک دے۔" پھر کعب مدینہ آگیا اور مسلمان عورتوں پر غزل گوئی کی اور ان کا بُرے انداز سے ذکر کرنے لگا اور کسی طرح اذیت رسانی سے باز نہ آیا (والعیاذ باللہ) رسول کریمؐ کو جلال آگیا اور فرمایا ابن اشرف کے لیے کون تیار ہے۔ محمد بن مسلمہ جو بنی عبدالاشہل کے بھائی تھے کہنے لگے یا رسول اللہ میں اس کے لیے حاضر ہوں ■ میرا ماموں ہے میں اس کو قتل کروں گا۔

آپؐ نے فرمایا اگر ہمت ہے تو پھر تیار رہو۔ محمد بن مسلمہ گئے اور تین دن رُکے رہے اور اس عرصہ نہ کچھ کھایا اور نہ پیا، صرف قوت لایموت پر اکتفا کی اس کا ذکر آپ نے رسول کریمؐ سے بھی کیا۔ آپ نے ان کو دعا دی اور پوچھا تم نے کیوں کھانا پینا چھوڑا؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے آپؐ سے ایک بات کہی ہے میں نہیں جانتا کہ وہ پوری کر سکوں گا یا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم پر صرف کوشش فرض ہے۔

پھر محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی ابو نائلہ کے پاس آئے جو شاعر تھے اور عباد بن بشر، حارث بن اوس کے پاس آکر ابن اشرف کے قتل کے متعلق جو رسول کریمؐ سے وعدہ کیا تھا اس کی اطلاع دی ان سب نے حامی بھری اور کہا

کہ ہم سب اس کو قتل کریں گے پھر وہ سب رسول کریمؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے: "یا رسول اللہ ضروری ہوگا کہ ہم کچھ کہیں"۔
آپؐ نے فرمایا: اس بارے میں تم مجاز ہو جو چاہو کہو" مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ آپ سے ایسی بات کہنے کی اجازت چاہتے تھے جو اگرچہ مطابق واقع نہ ہو لیکن کعب دام ہو جائے اور اس کا قتل آسان ہو سکے۔ اور اس کے لیے ان کو حیلے کی ضرورت تھی کیونکہ وہ ایک محفوظ قلعہ میں مقیم تھا۔
آپ نے دروغ (مصلحت آمیز) کو اس کام کے لیے مباح کیا کیونکہ ایسا طرز عمل "فریب حربی" میں داخل ہے (جو جائز ہے)
محمد بن مسلمہ، کعب بن الاشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے
محمد بن مسلمہ: "اس شخص نے (یعنی رسول کریمؐ نے) ہم سے "صدقہ" طلب کیا ہے (حالانکہ) ہمارے پاس خود اپنے کھانے کی کوئی چیز نہیں اس نے ہمیں سخت کوفت پہنچائی ہے۔ اب ہم تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تم سے کچھ قرض لے سکیں"۔
کعب: "(ابھی کیا ہے) ابھی تمہیں اور تکالیف پہنچیں گی"۔
محمد بن مسلمہ: "ہم ان کی پیروی کر چکے ہیں۔ ہم یہ پسند نہیں کریں گے کہ ان کو (یکایک) چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے (اس وقت) ہم تم سے ایک وسق یا دو وسق غلہ قرض لینا چاہتے ہیں"۔
کعب: "اب بھی تم نہیں سمجھے کہ تم باطل پر ہو"۔
پھر کعب ان کو قرضہ دینے پر راضی ہو گیا۔ مگر کہنے لگا میرے پاس کوئی چیز رہن رکھ دو کہنے لگے تم کیا چاہتے ہو۔ کہا تم اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھ دو۔ وہ کہنے لگے: "ہم کیسے تمہارے پاس عورتیں گروی رکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ تم عرب میں سب سے زیادہ حسین ہو"۔
کعب: "پھر اپنے بیٹے رہن کر دو"۔
وہ لوگ: "ہم کیسے اپنے بیٹوں کو گروی کر دیں کہ لوگ ان لڑکوں کو طعنہ دیں گے۔ کہ ایک یا دو وسق پر گرو ہیں یہ ہمارے لیے سخت باعث ذلت ہوگا۔ البتہ ہم اپنے اسلحہ گروی رکھ سکتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ تم جانتے ہو کہ ہمیں ان کی کتنی ضرورت ہے"۔
کعب: "اچھا"۔
اسلحے والی بات ان لوگوں نے اس لیے کہی تھی کہ جب وہ اسلحے لے کر آئیں تو کہیں کعب کو شک نہ جائے۔ پھر یہ لوگ اس سے آنے کا وعدہ کر گئے (اور چلے گئے)
(پھر) اس کے پاس ابو نائلہ بھی آئے اور اس سے کہنے لگے۔
ابو نائلہ: ابن اشرف! تم پر وائے ہو۔ میں تمہارے پاس ضرورت سے آیا ہوں اور اس کو بیان کرنا چاہتا (مگر) تم اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔

کعب: "میں ایسا ہی کرونگا۔"

ابو نائلہ: اس شخص (رسول کریمؐ) کا ہمارے یہاں آنا ایک مصیبت بن گیا ہے۔ سارا عرب ہمارا دشمن ہو گیا اور ایک کمان سے ہم پر تیرے چلانے لگا ہے ہم پر (کاروبار کی) تمام راہیں بند ہو گئیں۔ بچے بھوکے ہیں۔ جان ضیق میں ہے۔ ہم نے اس حال میں صبح کی ہے کہ ہم اور ہمارے عیال سخت تکلیف میں ہیں۔

کعب: "میں اشرف کا بیٹا ہوں ابن سلامہ! میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ وہی ہوگا جو میں کہوں گا۔"

ابو نائلہ: "میں چاہتا ہوں کہ تم ہم لوگوں کے ہاتھ کھانا بیچو اور ہم تمہارے پاس (چیزیں) رہن رکھ دیں تم اس بارے میں ہم پر کرم کرو، میرے ساتھ میرے دوست بھی ہیں جو یہی رائے رکھتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو تمہارے پاس لاؤں تم ان کو غلہ دو اور ان پر نوازش کرو۔ ہم تمہارے پاس ہتھیار رہن رکھیں جن میں وفا ہے۔

کعب: یقیناً ہتھیاروں میں وفا ہے

ابو نائلہ کعب کا رضاعی بھائی تھا اور محمد بن مسلمہ اس کا رضاعی بھتیجا تھا۔

پھر محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ اس کے پاس آئے ان کے ساتھ عباد بن بشر، حارث بن اوس بن معاذ، ابو عبس ابن جبر بھی تھے اور یہ سب کے سب قبیلہ اوس کے تھے۔

جب رسول کریمؐ سے یہ رخصت ہوئے تو آپ بقیع الغرقد تک ان کے ساتھ گئے پھر آپ نے ان کی طرف رُخ کرکے فرمایا۔ "بسم اللہ آگے جاؤ۔ بار الہا ان کی مدد کرنا۔"

پھر آپ بیت الشرف تشریف لے آئے۔ یہ شب کا واقعہ تھا اور رات چاندنی کی تھی۔ پھر وہ سب چلے یہاں تک کہ قلعہ میں جا پہنچے۔ کعب نے نئی نئی شادی کی تھی (آتے ہی) ابو نائلہ نے آواز دی پھر دوسرے ساتھیوں نے پکارا۔ وہ پہچان گیا اور چادر اوڑھے ہوئے اٹھا اس کی بیوی اس کا دامن پکڑ کر کہنے لگی تم حرب و ضرب کے آدمی ہو اور مردان جنگی ایسے وقت نہیں اترتے وہ کہنے لگا یہ ابو نائلہ ہے اگر مجھے سوتا ہوا پاتا تو نہ جگاتا۔ اس کی عورت کہنے لگی بخدا میں ان کی آواز میں شرارت دیکھ رہی ہوں۔ کعب نے کہا اگر جوان کو نیزے کی بھی دعوت دی جائے تو قبول کرنا چاہیئے۔ یہ کہہ کر وہ نیچے اتر آیا اور ان سے باتیں کرنے لگا۔ وہ بھی اس سے باتیں کرنے لگے کہ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگے فرزند اشرف! کیا یہ ممکن ہے کہ تم شعب عجوز[1] تک چلو۔ پھر باقی رات ہم وہیں باتوں میں گذاریں۔

کعب کہنے لگا اگر تمہاری خواہش ہو (تو ایسا ہی سہی) پھر وہ وہاں سے نکلے اور آگے چلنے لگے تھوڑی دور چل کر ابو نائلہ نے کعب کے بالوں کے اندر ہاتھ ڈالا اور پھر اپنے ہاتھ کو سونگھا اور کہا میں نے جیسی آج رات خوشبو دیکھی اس سے بہتر نہیں دیکھی۔ پھر کچھ دور چلے اور یہی کیا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر کچھ دیر چل کر ایسا ہی کیا

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے جو ان سے قریب ہی واقع تھی۔

(ہاتھ بالوں میں ڈالا) اور (زور) سے اس کے بال پکڑ لیے اور کہا اللہ کے دشمن کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے تلواروں سے اس پر حملہ کر دیا وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر انھوں نے اس کا سر کاٹ کر اس توشہ دان میں رکھا جو اُن کے پاس تھا اور رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ۳ھ ماہ ربیع الاول (جون ۶۲۴ء) کا واقعہ ہے۔ اس واقعہ نے تمام یہودیوں کے دل میں خوف و ہراس کی لہر پیدا کر دی۔ پھر رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا "یہودیوں کو جہاں پاؤ مار دو" پھر ایسا ہوا کہ خوف کی وجہ سے یہودیوں کا کوئی بڑا آدمی نہیں نکلتا تھا۔

جب محیصہ بن مسعود کو رسول کریمؐ کے اس حکم کی اطلاع ہوئی تو وہ ابن سنینہ یہودی پر جو تاجر تھا ٹوٹ پڑے۔ اور اس کو قتل کر ڈالا۔ آپ کے بھائی حویصہ نے کہا (اور حویصہ مشرک تھے) اے دشمنِ خدا تو نے اسے قتل کر دیا، حالانکہ تیرے جسم میں جو چربی ہے اس کی اکثریت اس کے مال و منال سے حاصل ہوئی ہے۔ محیصہ نے کہا "مجھے اس کے قتل کا حکم ایسے شخص نے دیا تھا کہ اگر وہ تمہارے بھی قتل کا حکم دیتے تو میں تمہیں بھی قتل کر دیتا۔

یہ خلاصہ ہے قتل کعب بن الاشرف کا جس کو ہم نے معتمد ترین تاریخی مراکز سے اخذ کیا ہے، لیکن بعض سیرت نگار افرنگی اس سے انکار کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ کے حکم سے کعب کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کعب نے خود اپنی ذات کے ساتھ دشمنی کی۔ غرور نے اسے دولت، جاہ اور شاعری کے بل بوتے پر رسول کریمؐ کی دشمنی میں حد سے زائد گنہگار دیا تھا۔ جبکہ وہ دوسرے یہودیوں کے ساتھ رسول کریمؐ سے معاہدہ بھی کر چکا تھا۔ اس نے عہد کو توڑ دیا اور بدمست ہو کر رسول کریمؐ اور فرزندانِ اسلام کی ہجو کرنے لگا مکے گیا اور وہاں لوگوں کو جنگ پر ابھارا۔ جب مدینہ واپس آیا تو مسلمان عورتوں پر "غزل خوانی" کرنے لگا۔ بلاشبہ یہ تمام چیزیں غیبوں کو غیظ و غضب سے لبریز کر دیتی ہیں۔ خصوصاً عرب اس کو کبھی معاف نہ کرتے تھے کہ کوئی شخص ان کی عورتوں کا بری طرح تذکرہ کرے یہی وہ وجوہ ہیں جن سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے خود اپنے آپ کو ہر اس مسلمان کے سامنے قتل کے لیے پیش کیا جو اپنے حرم اور دین کی ذرہ برابر بھی غیرت رکھتا ہے۔

ہم نے اسی لیے واقعہ احد سے قبل مقتل کا ذکر کیا کہ "سریہ محمد بن مسلمہ" ۳ھ ربیع الاول کے مہینے میں ہوا اور غزوہ احد ۳ھ ماہ شوال میں واقع ہوا ہے۔

جب رسول کریمؐ نے دو آدمیوں کو مدینہ بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کو بدر میں فتح اسلامی اور مقتولین و اسیرانِ کفر کی اطلاع دیں تو کعب نے ان دونوں کی تصدیق نہیں کی لیکن جب اس نے دوسرے آدمیوں سے دریافت کیا اور خبر کی سچائی ثابت ہوگئی تو فوراً مکے گیا اور قریشیوں کے ایک ایک گھر جا کر اپنے اشعار کے ذریعہ مسلمانوں کے قتل پر برانگیختہ کرنے لگا۔ پھر مدینہ واپس آ گیا اور مسلمانوں کی عورتوں سے "شاعرانہ چھیڑ خوانی" کرنے لگا (جب اس کی زیادتیاں حد سے بڑھنے لگیں تو) اس وقت رسول کریمؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر یہ قتل ہو گیا۔ اس کا قتل بدر سے لیکر احد سے

قتل ہوا تھا۔ اس وقت ہوا جب کہ اس نے کفار مکہ کی شکست اور مسلمانوں کی عالم آشکار فتح سے جل کر مکے کا سفر کیا اور مظاہرۂ عداوت کیا۔

ابن ہشام، ابن اثیر نے اور ابن سعد نے اپنے طبقات میں اور امام ابوالعباس نے کتاب السیرۃ میں قتل کعب کو احد کے قبل تحریر کیا ہے اور اسی طرح طبری نے بھی احد سے قبل ۳ھ کے واقعات کے ساتھ اس واقعہ کو لکھا ہے۔

واقدی سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول کریمؐ نے کعب کی طرف جانے والے شخص کو ماہ ربیع الاول ۳ھ میں بھیجا تھا۔ مسٹر میور اس واقعہ کو جون ۶۲۴ء (۳ھ) میں بتاتے ہیں۔

انتہائی تعجب ہے کہ مسٹر ولفنسون اپنے رسالے "تاریخ الیہود" میں تاریخ کی تمام مرکزی کتابوں سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور یعقوبی کی رائے کو پکڑ لیتے ہیں اور اس کو صحیح بتاتے ہیں (صرف) اسی لیے کہ یعقوبی یہ کہتا ہے کہ رسول کریم نے قتل کعب کا حکم غزوہ احد کے بعد دیا ہے یعنی ماہ ربیع الاول ۴ھ میں (قتل کعب ہوا ہے)

اور جس بنا پر استاذ ولفنسون اس رائے کی طرف گئے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کعب کو ان تمام الزامات سے بری سمجھتے ہیں جو اس پر لگائے گئے تھے یعنی یہ کہ "اس نے قریش کو قتال پر آمادہ کیا" اور "وہ مسلمان عورتوں پر غزل خوانی کرتا تھا" اور اسی بنا پر وہ روایت ابن ہشام اور دیگر عظیم مورخین کی تردید و تکذیب پر مجبور ہوئے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ (پھر کعب قتل کیوں کیا گیا) تو استاذ ولفنسون کہتے ہیں "کہ وہ ۴ھ میں بنی نضیر کے محصور ہونے سے قبل قتل ہوا ہے چونکہ یہودیوں کے خلاف عام اعلانِ جنگ ہو گیا تھا اور وہ ان کے قائدین میں سے تھا اسی لیے استاذ ولفنسون کعب سے الزامات کو دور کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ رسول کریم نے جو اس قائد بنی نضیر کے قتل کی رائے دی تھی کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ ان کے برخلاف اعلان جنگ کی وجہ سے (ایسا حکم دیا تھا)

غزوۂ احد

ہفتہ، ۱۵ شوال سنہ ۳ھ (جنوری سنہ ۶۲۵ء)

احد مدینہ کے شمال مغرب میں ایک مشہور پہاڑ ہے اس میں اور مدینہ میں ۳ میل کا فاصلہ ہے اس کو احد اس لیے کہتے تھے کہ وہ اس "پہاڑی سلسلہ" میں سب سے الگ تھلگ اور جدا ہے اور یہی جناب موسیٰ کے بھائی ہارون کا مدفن ہے۔ اس غزوہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب قریش پر بدر میں مصائب کے پہاڑ ٹوٹے تو عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابو جہل، صفوان بن امیہ (یہ سب بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) اور اشراف قریش کے دوسرے آدمی جن کے باپ بیٹے بھائی بدر میں مارے گئے تھے اور وہ تمام لوگ جن کی تجارت اس قافلہ میں تھی جو جنگ بدر کا سبب بنا ہے اور اس قافلہ کا مال و متاع دارالندوہ میں محبوس و جمع تھا اور ان کے مالکوں کو (اس میں سے کچھ بھی) نہیں دیا گیا تھا ان سب نے مل کر ابو سفیان سے کہا: "محمدؐ نے تمہیں سخت تکلیف پہنچائی ہے، تمھارے اچھوں کو قتل کیا۔ لہٰذا تم اس مال سے ہماری ان سے جنگ کرنے میں مدد کرو شاید ان سے ہم اپنے مصائب کا بدلہ لے سکیں اور ہم بہت خوش ہوں گے اگر تم اس قافلہ کے نفع سے محمدؐ کے برخلاف ایک لشکر تیار کرو۔

ابو سفیان نے کہا میں سب سے پہلے اس کو منظور کرتا ہوں (اور اس معاملہ میں) خاندان عبد مناف بھی میرے ساتھ ہے۔

پھر انھوں نے اس کام کے لیے نفع وقف کر دیا اور قافلہ والوں کو اصل سرمایہ دے دیا جو پچاس ہزار دینار تھا اور اس کا نفع نکال لیا ہر دینار پر ایک دینار آیا پھر قریش اور ان کے دوسرے دوست قبائل کنانہ و تہامہ نے تیزی سے تیاریاں کرنا شروع کر دیں۔

صفوان بن امیہ نے ابو عزت جمحی سے کہا ابو عزت! تو مرد شاعر ہے اپنی زبان سے ہماری مدد کر اور جب میں لوٹ آؤں گا تو تجھے مالا مال کر دوں گا۔ اگر تو ہلاک ہوا تو میں تیری بیٹیوں کو اپنی بیٹیوں کے ساتھ راحت و تکلیف ایک حال میں رکھوں گا۔ یہ کہنے لگا محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے مجھے آزاد کر دیا میں بدر کے قیدیوں میں سے ایک قیدی تھا، میں یہ نہیں چاہتا کہ ان کے برخلاف (میدان جنگ میں) نکلوں صفوان نے کہا بہتر تم صرف زبان سے ہماری مدد کرو۔

پھر ابو عزت اور مسافع اپنے اشعار سے لوگوں کو ابھارتے ہوئے نکلے۔ جبیر ابن مطعم نے اپنے غلام حبشی کو طلب کیا اور کہا: "اگر تو نے حمزہ بن مطلب کو میرے چچا طعیمہ بن عدی کے بدلے میں قتل کر دیا تو تو آزاد ہے۔

حمزہ ہی نے بدر کے دن طعیمہ کو قتل کیا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے آقا کی بیٹی طعیمہ نے اس سے کہا تھا کہ اگر تو محمدؐ، حمزہؓ، علیؑ ان میں سے کسی کو بھی میرے باپ کے بدلے میں قتل کر دے تو تو آزاد ہے۔

ابو سفیان بن حرب ان کا قائد بنا ان کی تعداد تین ہزار تھی جس میں سات سو زرہ پوش، دو سو گھوڑے، ۱۰ اونٹ

تھیں جن کے ہمراہ دف، آلاتِ موسیقی، سامان لہو ولعب تھا (اس ٹولی میں) زنا کار عورتیں بھی تھیں۔ ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان جس کے باپ کو بدر میں قتل کیا گیا تھا، اپنے باپ کے انتقام کے لیے نکلی وہ کہہ رہی تھی: نحن نبات طارق ✣
تمشی علی النمارق ✣ ان تقبلوا نعانق ✣ او تدبروا نفارق ✣ فراق غیر وامق۔
یعنی ہم طارق کی بیٹیاں ہیں۔ ہم قالینوں پر چلتے ہیں۔ اگر تم آگے بڑھے گلے لگائیں گے۔ پیچھے ہٹے تو علیحدہ ہو جائیں گے اور یہ علیحدگی عاشقانہ نہ ہو گی۔

ام حکیم بنت طارق اپنے شوہر عکرمہ کے ساتھ نکلی۔ ربطہ بنت منبہ السہمیہ اپنے شوہر عمرو بن عاص کے ساتھ نکلیں اور ان کے علاوہ دوسری عورتیں نکلیں جو مقتولین بدر پر گریہ (اس لیے کہ رونا عورتوں کی عادت ہے) اور نوحہ کر رہی تھیں مردوں کو قتال اور استقامت و قرار پر ابھار رہی تھیں۔ ۵ شوال کو کفار مکہ سے نکلے۔

جناب عباسؓ نے رسول کریمؐ کی جانب ایک مکتوب روانہ کیا جس میں ان کی جمعیت و خروج کی اطلاع بہم پہنچائی تھی۔ کفار مکہ نے عباس کو بھی چاہا کہ ساتھ نکلیں لیکن انھوں نے انکار کیا اور بدر کے دن جس چیز کا سامنا کرنا پڑا تھا اس کی بنا پر عذر خواہ ہوئے اور ان کی کسی قسم کی مالی امداد نہیں کی۔

خط رسولِ کریمؐ کو اس وقت ملا جب آپ قباء میں تھے۔ جناب عباسؓ نے وہ خط بنی غفار کے ایک شخص کے ہاتھوں بھجوایا تھا اس کو اجرت پر مقرر کیا تھا۔ شرط یہ تھی کہ تین دن تین رات میں مدینہ پہنچے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب خط آپ کو موصول ہوا اس کی مہر جدا کی اور ابی بن کعب کو پڑھنے کے لیے دیا پھر ابی نے وہ خط پڑھ کر سنایا۔

یہ (طرز عمل) اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ آپ امی تھے یعنی پڑھنا اور لکھنا نہیں جانتے تھے ورنہ آپ خود پڑھتے۔ اور راز کو محفوظ رکھتے بجائے اس کے کہ آپ ابی کعب کو پڑھنے کے لیے طلب کرتے ہیں پھر ان سے چھپاتے ہیں۔ پھر آپ سعد بن ربیع کے پاس آئے اور ان کو عباس کے خط کی اطلاع دی۔ انھوں نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ بہتر ہی ہو گا۔ آپ نے ان سے بھی مضمون خط چھپانے کو کہا۔ جب رسول کریمؐ ان کے پاس سے گئے تو ان کی بیوی نے ان سے کہا: رسول کریمؐ نے تم سے کیا کہا؟ انھوں نے کہا: ام محمد! تم کو اس سے کیا۔ وہ کہنے لگیں جو آپؐ نے فرمایا تھا میں نے سن لیا پھر جو رسول کریمؐ نے سعد سے کہا تھا وہ بتا دیا۔ وہ واپس لوٹے زوجہ کا ہاتھ پکڑا رسول کریمؐ کے پاس آئے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ راز فاش نہ ہو جائے اور آپ یہ محسوس کریں کہ میں نے فاش کیا حالانکہ آپ نے مجھے اس کے اخفاء کے لیے فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے۔

قریش روانہ ہوئے اور ان کی تعداد تین ہزار تھی ان کے ساتھ وہ احابیش بھی تھے جو قریش کے حلیف تھے۔ درحقیقت بنی مصطلق، بنی ہون بن خزیمہ ان کے ساتھ ابو عامر راہب بھی ستر سواروں کے ساتھ نکلا۔ رسول کریمؐ نے اس کا نام راہب کے بجائے فاسق رکھا۔ اس کا بیٹا حنظلہ افاضل صحابہ میں سے تھا اور احد میں موجود تھا۔ احابیش۔ مقام حبش پر جو مکہ کے

نشیب میں ایک پہاڑ ہے جمع ہوئے تھے اور اس پر حلف اٹھایا تھا کہ وہ قریش کے ساتھ ایک ہاتھ ہو کر رہیں گے، جب تک رات چھاتی رہے، دن چمکتا رہے اور حبشی اپنے مقام پر رہے۔

قریش روانہ ہوئے یہاں تک کہ وادی احد میں جو مدینہ کے مقابل پر تھی مقام ذو الحلیفہ میں اترے اس جگہ وہ بدھ کے دن ۱۲ شوال کو پہنچے تھے۔ بدھ، جمعرات، جمعہ کو وہاں قیام کیا۔

مدینہ سے نکل کر جنگ کرنے کے بارے میں مسلمانوں نے باہم مشورہ کیا۔ عبداللہ بن ابی سلول کی رائے رسول کریمؐ کی رائے سے متفق تھی۔ آپؐ مدینہ سے نکلنا مناسب نہیں سمجھتے تھے مگر بعض صحابہ کے اصرار کی بنا پر نکلے۔ پھر آپؐ احد کی گھاٹی میں ۱۵ شوال بروز شنبہ پہنچ گئے۔

رسول کریمؐ نے مدینہ سے روانہ ہونے سے قبل ایک خواب دیکھا وہ رات جمعہ کی تھی۔ صبح کو آپؐ نے فرمایا: میں نے بہتر (خواب) دیکھا ہے۔ میں نے ایک گائے کو ذبح ہوتے دیکھا، میں نے دیکھا کہ میری تلوار کا ایک حصہ ٹوٹ گیا ہے، میں نے دیکھا کہ میں اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں ڈال رہا ہوں اور گویا میں ایک مینڈھے کے پیچھے ہوں (تعبیر یہ ہے) کہ گائے سے مراد میرے اصحاب ہیں جو قتل کیے جائیں گے۔ تلوار کے رخنے سے مراد میرے اہل بیت میں سے کسی کا قتل ہے۔ مضبوط زرہ سے مراد مدینہ ہے اور مینڈھے کا مطلب یہ ہے کہ میں سالار لشکر کو قتل کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب کو سچ کر دکھایا۔ اہل بیت میں سے جو شخص قتل ہوا وہ جناب سید الشہدا حمزہؓ کی ذات تھی۔ حضرت علی نے علمدار مشرکین طلحہ بن عثمان العبدری کو قتل کیا جو سالار لشکر تھا۔ کبش قوم سے مراد سردار قوم ہوتا ہے اور اس طلحہ کی تلوار سے جو آپ کے چہرہ مبارک پر زخم آئے اس کا عنقریب ذکر آتا ہے۔

رسول کریمؐ نے اصحاب سے فرمایا: "مدینہ میں ٹھہرے رہو اگر قریش مدینہ میں داخل ہوئے تو ہم ان سے قتال کریں گے اور گھروں کے اوپر سے ان پر حملے کریں گے"۔

اصحاب نے مدینہ کو ہر طرف سے مضبوطی کے ساتھ مستحکم کر دیا تھا اور وہ ایک قلعہ کی طرح ہو گیا تھا۔ اور یہی رائے اکابر مہاجرین و انصار کی بھی تھی۔ پھر آپ نے ایک شخص کو عبداللہ بن ابی ابن سلول کی طرف بھیجا اور تالیف قلب کی بنا پر اس سے مشورہ طلب کیا۔ حالانکہ اس کے قبل اس سے مشورہ نہیں کیا گیا تھا تو پھر عبداللہ کی رائے بھی آپؐ کی رائے سے متفق نکلی۔

لیکن چند مسلمان جو بدر میں حاضر نہ تھے اور اس کے ثواب کی محرومی پر متاسف تھے، کہنے لگے: "یا رسول اللہ! ہماری تو یہ تمنا ہے کہ آپ ہمیں دشمن کے مقابلہ پر لے کر نکلیں اور کہیں وہ یہ محسوس نہ کریں کہ ہم ان سے ڈر گئے ہیں"۔ اس رائے کی تائید جناب حمزہؓ کی طرف سے بھی ہوئی۔

ابن ابی نے کہا یا رسول اللہ! آپ مدینہ ہی میں ٹھہرے رہیں اور ان کی طرف نہ نکلیں۔ قسم بخدا ہم مدینہ سے جب بھی دشمن کی طرف نکلے ہم پر مصیبت پڑی اور (مدینہ) میں جب بھی ہم پر کوئی حملہ آور ہوا ہم نے اسے نقصان پہنچایا۔ یا رسول اللہ

ان کو چھوڑ دیجیئے، اگر وہ ٹھہرے رہیں گے تو بری جگہ ٹھہریں گے اگر وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو ان سے رو برو مرد مقابلہ کریں گے اور (گھروں کی چھتوں پر سے) اوپر سے عورتیں اور بچے حملہ کریں گے اگر وہ پلٹ گئے تو جس طرح آئے تھے اسی طرح ناکام واپس ہوں گے۔

حمزہؓ بن عبدالمطلب، سعدؓ بن عبادہ، نعمان بن مالک اور چند انصاریوں نے عرض کی: "یارسول اللہ (نہ نکلنے سے) ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم ڈر کے مارے ان کے مقابلہ کے لیے نہیں نکل رہے ہیں اور اس بنا پر وہ ہم پر اور دلیر ہو جائیں گے۔" جناب حمزہؓ نے کلام کو بڑھاتے ہوئے کہا: "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ پر کتاب اتاری میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک ان سے بیرونِ مدینہ جنگ نہ کر لوں۔" نعمان بولے یا رسول اللہ ہمیں جنت سے محروم نہ کیجیئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ضرور جنت میں داخل ہو کر رہوں گا۔

پھر آپؐ نے ان لوگوں کی رائے کو ترجیح دی حالانکہ ابتداءً آپ (باہر نکل کر جنگ کرنے کو) پسند نہیں کرتے تھے۔ تاکہ جو ہونے والا ہے اس کو اللہ کر دکھائے۔ اس سلسلہ میں کوئی وحی نہیں آئی تھی۔ اسی لیے آپ کو ان کا مشورہ عمل میں لانا پڑا۔

رسول کریمؐ نے نمازِ جمعہ ادا کی، پھر صحابہؓ کو وعظ کیا جد وجہد کا حکم دیا اور ان کو بتایا کہ جب تک صبر و استقلال رہے گا فتح انہیں کی رہے گی۔ پھر آپؐ نے تیاری کا حکم دیا اور آپ نماز عصر پڑھا کر داخل بیت الشرف ہوئے۔ آپؐ کے ساتھ آپ کے دو اصحاب بھی تھے۔ انھوں نے آپ کے عمامہ باندھا، لباس پہنایا اور شمشیر حمائل کی اس حال میں کہ زرہ در تن کمان بردوش تھی نیزہ بکف ہو کر گھر سے برآمد ہوئے۔ لوگ صف باندھے ہوئے آپؐ کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے سعدؓ بن معاذ، اسید بن حضیر صحابہ سے کہنے لگے تم نے رسول کریمؐ کو (مدینہ سے) باہر نکلنے پر مجبور کیا۔ (اب بھی غنیمت ہے) آپ ہی پر اس امر کو موقوف رکھو۔

جب رسول کریمؐ تلوار حمائل کیے ہوئے نکلے تو جو لوگ باہر نکل کر لڑنے کے حق میں تھے نادم ہوئے اور کہنے لگے۔ ہمیں زیبا نہ تھا کہ آپؐ کی مخالفت کرتے۔ آپ جو مناسب سمجھیں کریں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر آپ چاہیں تو مدینہ ہی میں قیام فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: نبی کے لیے مناسب نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو اس وقت نہ اتارے جب تک اللہ اس کے اور دشمن کے درمیان کوئی فیصلہ نہ کر دے۔

آپؐ جمعہ کے دن روانہ ہوئے احد کی گھاٹی میں سنیچر کے دن ۷ شوال کو پہنچے۔ آپ پیادہ پا تھے۔ جب آپؐ ابی کی رائے کی مخالفت کرتے ہوئے (مدینہ سے) باہر نکلے تو ابی کو یہ امر سخت ناگوار ہوا۔ کہنے لگا بچوں کی بات مانی اور میری نافرمانی کی۔

مدینہ پر آپؐ نے "ابن ام مکتوم" رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا۔ تین علم تیار کیے "علم اوس" "اسید بن حضیر کے ہاتھ میں دیا۔ علم خزرج حباب بن المنذر کے سپرد کیا۔" علم مہاجرین" علی بن ابی طالبؓ نے سنبھالا۔

مسلمانوں میں سو زرہ پوش تھے۔ رسول کریمؐ فرس پر سوار ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ پا پیادہ روانہ ہوئے دو سعد آپؐ کے آگے آگے دوڑ رہے تھے: "سعدؓ بن معاذ" "سعدؓ بن عبادہ" یہ دونوں زرہ پوش تھے۔

، مسلمانوں کو صغر سنی کی وجہ سے آپؐ نے واپس کر دیا۔ واپس کیے جانے والوں میں اسامہ بن زید۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ زید بن ثابت ابو سعید الخدری۔ نعمان بن بشیر، رافع بن خدیج، سمرہ بن جندب تھے۔

بعد میں رافع بن خدیج کو آپ نے (شرکت جنگ) کی اجازت دے دی تھی کیونکہ بعض لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ اچھے تیر انداز ہیں۔ جب یہ نکلے تو ان کی ہنسلی میں ایک تیر لگا۔ تیر کھینچا گیا مگر پھل اسی میں رہ گیا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا۔ رسول کریمؐ نے دیکھا کہ ایک جماعت یہود عبداللہ بن ابی کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ اسلام لے آئے؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کو حکم دو کہ پلٹ جائیں۔ ہم مشرکین کے برخلاف مشرکین سے مدد نہیں چاہتے۔

آپ کے ہمراہ ایک ہزار مسلمان نکلے پھر عبداللہ بن ابی علیحدہ ہو گیا وہ اور اس کے ساتھ تین سو منافقین واپس ہو گئے۔ اور مسلمانوں کی تعداد سات سو رہ گئی۔ مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی۔

مسلمانوں کے لشکر میں دو گھوڑے تھے ایک رسول کریمؐ کا فرس اور ایک ابو بردہ کا۔

ابن ابی واپس جاتے وقت کہنے لگا: "میری نہیں سنی، بچوں اور بیوقوفوں کی بات پر عمل کیا۔ کیوں ہم اپنی جان دیں، لوگو واپس چلو۔"

جب ابن ابی اور اس کے ساتھی علیحدہ ہو گئے تو مسلمانوں کے دو گروہ بنو حارثہ (خزرجی) اور بنو سلمہ (اوسی) کے دل ٹوٹ گئے اور جی چھوٹ گئے تھے۔

رسول کریمؐ چلے یہاں تک کہ دامن کوہِ احد کی ایک گھاٹی میں اُترے پہاڑ کو اپنی پشت پر اور لشکر کو احد کی طرف رکھا۔ اپنے اصحاب کے ساتھ صف باندھ کر نماز صبح ادا کی پھر مسلمان زمین شور پر صف آرا ہوئے۔

لشکر مشرکین کے میمنہ پر خالد ابن ولید تھے، میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل۔ پیدل دستہ پر صفوان بن امیہ کو مقرر کیا بعض لوگ کہتے ہیں عمرو ابن العاص کو معین کیا گیا تھا۔

رسول کریمؐ نے زبیر بن عوام کو حکم دیا کہ "خالد کا مقابلہ کرو اور اس کے مقابل ہو جاؤ۔" اسی طرح دوسرے اسلامی دستوں کو مشرکین کے رسالوں کے مقابل کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ ایک فرس یا دو فرس تھے۔

رسول کریمؐ نے عبداللہ بن جبیر بن نعمان اوسی جو خوات بن جبیر کے بھائی تھے، تیراندازوں پر (سردار) مقرر کیا۔ تیر انداز پچاس کی تعداد میں تھے۔ رسول کریم نے ان لوگوں کو ایک چھوٹی اور اونچی پہاڑی پر مقرر کرتے ہوئے فرمایا: "ہماری پشت کی حفاظت کرو، کوئی عقب سے ہم پر نہ آ سکے ان پر تیر چلاؤ کیونکہ لشکر تیروں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ جب تک تم اپنی جگہ رہو گے ہم غالب رہیں گے۔ بارالٰہا! میں تجھ کو ان پر گواہ بناتا ہوں۔"

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا: "اگر تم دیکھو کہ ہم پر پرندے جھپٹا مار رہے ہیں تب بھی تم اپنی جگہ سے نہ ٹلنا یہاں تک کہ میں کسی آدمی کو تمھارے پاس بھیجوں۔ اگر تم دیکھو کہ ہم نے شکست کھائی یا ان پر غالب ہوئے اور وہ

دمشرکین) قتل ہوگئے تو بھی نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں کسی کو تم تک بھیجوں۔

پھر رسول کریمؐ نے ایک تلوار اٹھائی اور فرمایا: "کون اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہے؟"

بہت سے لوگ اٹھے اور انھوں نے اس کے لیے ہاتھ پھیلائے اور ہر ایک نے یہی کہا: "یا رسول اللہ میں"۔ ان میں ابو بکرؓ، عمرؓ، زبیرؓ بھی تھے لیکن آپؐ نے ہر ایک سے ان کو روکے رکھا اور کسی کو وہ تلوار نہیں دی۔ یہاں تک کہ ابو دجانہ اس کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا: "یا رسول اللہ اس کا حق کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "دشمنوں کے چہرے پر اتنا مارو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے"۔ ابو دجانہ بولے۔ یا رسول اللہ پھر میں لونگا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "ممکن ہے کہ یہ تلوار میں تم کو دوں اور تم آخر صف (پیچھے) میں اس سے لڑو۔ ابو دجانہ کہنے لگے: "یا رسول اللہ ایسا نہیں ہوگا"۔

پھر آپؐ نے وہ تلوار ان کو عطا کی۔ ابو دجانہ بہادر آدمی تھے اور جنگ کے وقت اکڑ کر چلتے تھے جب رسول کریمؐ نے ان کی مغرورانہ رفتار کو دیکھا تو فرمایا: "اللہ اس رفتار کو ناپسند کرتا ہے مگر ایسے موقع پر نہیں)

ابو دجانہ نے اس تلوار کو اٹھایا کسی مشرک سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی مگر یہ کہ انھوں نے اس کو قتل کیا۔ جب تلوار کند ہو جاتی تھی تو اس کو پتھر سے ٹھیک کرتے اور پھر دشمنوں کو تحس نحس کرنا شروع کر دیتے۔

جب مشرکین صف آرا ہوئے تو ابو سفیان نے آواز دی اے قبیلۂ اوس و خزرج! "ہم کو اپنے بھائیوں سے نپٹنے دو۔ ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں"۔ (اس فقرہ پر) ان لوگوں نے اسے بہت باتیں سنائیں اور بد ترین لعنتیں بھیجیں۔

طلحہ بن ابی طلحہ نکلا اس کے ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا تھا۔ کئی بار مبارزت طلب کی مگر کوئی نہ نکلا۔ پھر حضرت علی نکلے۔ آپ نے تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور اس کے دو پیر کاٹ دیے سو وہ زمین پر گر پڑا۔ اور ننگا ہوگا۔ آپ پلٹ آئے (اور اس کا سر نہیں کاٹا)

پھر مشرکین کا جھنڈا اس کے بھائی عثمان بن طلحہ نے اٹھایا۔ اس پر جناب حمزہ نے حملہ کیا۔ اس کے ہاتھ اور بازو کاٹ دیئے اس کے بعد مشرکین کا جھنڈا طلحہ اور عثمان کے بھائی ابو سعید بن ابی طلحہ نے اٹھایا۔ سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ جو اس کے گلے میں ترازو ہو گیا اور وہ مر گیا۔

پھر جھنڈا مسافع کے بھائی حارث بن طلحہ نے اٹھایا۔ جناب عاصم نے تیر چلا کر اس کو مار ڈالا۔ پھر کلاب بن طلحہ نے جھنڈا سنبھالا اس کو زبیر نے قتل کر دیا اب علمداری جلاس بن طلحہ کے ہاتھ آئی۔ طلحہ بن عبید اللہ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر ارطاۃ بن شرجیل نے علم سنبھالا حضرت علیؑ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر ابو زید بن عمرو نے جھنڈا پکڑا۔ قزمان نے اس کو قتل کر دیا پھر علم کو شرجیل بن ہاشم کے لڑکے نے اٹھایا اس کو بھی جناب قزمان نے قتل کیا۔ پھر اس جھنڈے کو صواب نے اٹھایا جوان کا غلام حبشی تھا اس کو حضرت علی نے قتل کیا۔ پھر جھنڈا اسی طرح پڑا رہا یہاں تک کہ عمرہ بنت علقمہ الحارثیہ نے اسے قریش کے لیے اٹھایا پھر وہ سب اس کے گرد جمع پھرنے لگے۔

مشرکین کے علم ان کے لیے نشان بدبختی بن گئے تھے جس نے بھی اٹھایا مارا گیا۔ اسی طرح گیارہ علمداران مشرکین پے درپے

قتل ہو گئے، مسلمان ایک خاص انداز سے مشرکین کے علمدار کی طرف پوری توجہ مرکوز کر دیتے تھے کیونکہ وہ لشکر کا سردار ہوتا تھا۔

اور جس نے بھی مسافع، حارث، کلاب، جلاس میں سے علم اٹھایا مارا گیا۔ یہ سب طلحہ بن ابی طلحہ کی اولاد تھے اور سارے کے اپنے باپ اور چچا عثمان و ابو سعید کی طرح قتل کیے گئے۔

جب علمداران مشرکین مارے گئے تو قریش کا لشکر منتشر ہو گیا اور مسلمانوں نے جوش و خروش سے حملے شروع کر دیے، یہاں تک کہ کفار کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ اس دن مسلمانوں کا "شعار" امت! امت! تھا اور کفار کا "شعار" یا للعزیٰ! یا لہبل!

مسلمانوں پر یلغار

مشرکین کو شکست ہو گئی، مسلمان لوٹنے اور مال غنیمت کے حصول میں لگ گئے اور لڑائی سے بے پروا ہو گئے۔

عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے جو تیر انداز تھے اور جن کو رسول کریمؐ نے اپنی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا تھا کہنا شروع کیا۔ "لوگو! غنیمت غنیمت تمہارے ساتھی غالب آ چکے ہیں اب کا ہیکا انتظار ہے"۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ تیر انداز غنیمت کی لالچ میں آ جائیں اور قائد اعظم (رسول کریمؐ) کے اس حکم کو فراموش کر دیں جو آپ نے ان کو مرکز پر ثابت قدمی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا تھا "جب تک تم اپنی جگہ پر رہو گے ہم غالب رہیں گے"۔ ان کے سردار عبداللہ بن جبیر بولے؟ کیا تم رسول کریمؐ کے ارشاد کو فراموش کر گئے یعنی جو آپ نے ثابت قدم رہنے کے متعلق کہا تھا (اس کو بھول گئے) مگر ان لوگوں نے اطاعت سے انکار کر دیا اور کہنے لگے "واللہ ہم لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر مال غنیمت لوٹیں گے۔ جب مشرکین شکست خوردہ ہو چکے تو اب ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے ان لوگوں کو یہ خیال تھا کہ جنگ ختم ہو چکی ہے اور قریش رہا نکلیہ شکست کھا چکے ہیں۔ مگر عبداللہ بن جبیر اور دس سے کم تیر انداز وہیں جمے رہے۔

جب تیر اندازوں کا دستہ مال غنیمت کی طرف بڑھا تو مشرکین نے پلٹ کر حملہ کر دیا، خالد بن ولید کی نظر اس درہ پر پڑی جس پر تیر انداز مقرر تھے۔ وہاں تیر اندازوں کی کمی دیکھی اپنا رسالہ لے کر حملہ کیا اور اسی کے ساتھ عکرمہ بن ابی جہل بھی ان بقیہ تیر اندازوں پر حملہ آور ہوا۔ ان سب کو قتل کر دیا۔ تیر اندازوں کے امیر عبداللہ بن جبیر کو قتل کر دیا اور مثلہ بھی کیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مسلمان پسپا ہونے لگے۔ انہوں نے رسول کریمؐ کے حکم کی مخالفت کی لہذا اس کی سزا بھگتنا پڑی۔ مسلمان آپس رل مل گئے اور ایک دوسرے کو مارنے لگے۔

رسول کریمؐ کا ثبات و استقلال

رسول کریمؐ ثابت قدم رہے اور مشرکین کی شکست کے وقت جہاں پہنچ گئے تھے وہاں سے ایک بالشت بھی آپ اپنی جگہ سے نہیں سرکے، حالانکہ شدید گڑبڑ ہو گئی تھی اور مسلمان اپنے اور بیگانے میں تمیز کرنا بھول گئے تھے۔ مسلمانوں نے اپنا وہ

"شعار" بھی چھوڑ دیا جس سے ایک دوسرے کو پہچانتے تھے" امت! امت!" اور مشرکین اپنے "شعار" کو اپناتے رہے تھے۔

ابن قمئتہ اللیثی کے ہاتھوں مصعبؓ بن عمیر کے قتل ہونے سے مسلمانوں کی گھبراہٹ اور پریشانی بڑھ گئی کیونکہ مصعب رضہ جب زرہ پہن لیتے تھے تو رسول کریمؐ سے مشابہ ہو جاتے تھے۔ خیال کیا گیا کہ رسول کریمؐ قتل ہو گئے اور یہ افواہ پھیل گئی (اس وقت جناب مصعبؓ رسول کریمؐ کی حفاظت کر رہے تھے۔ مسلمانوں میں شہیدوں کی تعداد ستر تھی، مشرکین کے مقتولین کی تعداد ۲۳ ہو تھی حنظلہ بن (ابوسفیان بھی اسی میں تھا۔

دشمن رسول تک پہنچ گیا اور آپ پر اس قدر سنگ باری کی کہ آپؐ گر پڑے اور آپ پر غشی طاری ہو گئی گھٹنے چھل گئے حضرت علیؓ نے آپؐ کو پکڑا، طلحہ بن عبیداللہ نے سہارا دیا یہاں تک کہ آپ سیدھے کھڑے ہو گئے) دندان مبارک آپ کے شہید ہو گئے چہرہ زخمی ہو گیا، نیچے کا ہونٹ مجروح اور خود سر پر ٹوٹ چکا تھا۔ مالک بن سنان نے وہ خون چاٹ لیا اور نگل گئے۔ آپؐ نے ارادہ کیا کہ گھاٹی کے پتھر پر چڑھیں لیکن جب آپ نے اٹھنا چاہا تو ضعف کی وجہ سے نہ اٹھ سکے کیونکہ آپؐ کے چہرے اور سر سے کافی خون نکل گیا تھا، حالانکہ آپ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ پھر طلحہ بن عبیداللہ آپ کے نیچے بیٹھے اور آپ ان کے سہارے سے اٹھے، یہاں تک کہ اس پتھر پر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ آپ کو شدید پیاس لگی محمد بن مسلمہ تلاش آب میں نکلے پانی نہ ملا پھر چشموں کی طرف گئے اور شیریں پانی لائے، آپؐ نے پانی نوش فرمایا اور محمد بن مسلمہ کو دعا خیر دی۔

بعض روایات میں ہے کہ عورتیں مدینہ نکل آئیں جن میں آپ کی بیٹی فاطمہؓ زہرا بھی تھیں۔ جب آپ نے رسول کریمؐ کو دیکھا تو گلے سے لپٹ گئیں۔ آپ زخم دھوتی جاتی تھیں اور حضرت علی پانی ڈالتے جاتے تھے۔ خون زیادہ بہنے لگا۔ جب جناب فاطمہ زہرا نے یہ دیکھا تو آپ نے بردیؔ سے بنی ہوئی چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر آگ میں خاک کر لیا پھر اس خاک کو آپ نے باریک کیا اور اس کو زخم پر رکھ دیا جس سے خون بہنا موقوف ہو گیا۔

شکست خوردہ مسلمان

مسلمانوں کے تین گروہ ہو گئے تھے۔

ایک گروہ: مدینہ کی طرف بھاگتا ہی رہا اور جب تک لڑائی ختم نہیں ہوئی واپس نہیں آیا۔ اس گروہ کے بارے میں آیت اتری: "إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ۔ (جس دن (یوم احد میں) دو جماعتیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں اور تم میں سے لوگ بھاگ رہے تھے تو درحقیقت ان کے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے ان کو بہکا دیا تھا اور (اس وقت تو) خدا نے ان سے منہ پر درگذر کی) بیشک اللہ غفور و رحیم ہے)

لہ بردی ایک خاص قسم کا پودہ جس کی چھال کو علمائے مصر کتابت کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں (اجتہادی)

دُوسرا گروہ: وہ تھا کہ جب اس نے سنا کہ رسول کریمؐ شہید ہو گئے، تو وہ حیران وحواس باختہ ہو گیا اور پھر ان میں سے ہر ایک کا مقصد یا تو اپنی حفاظت تھا یا اتنی جنگ کرنا کہ قتل ہو جائے اور اکثر صحابہ اسی گروہ سے تھے۔

تیسرا گروہ: رسول کریمؐ کے ساتھ ثابت قدم رہا، پھر جب آپ کی زندگی کا علم ہوا تو دوسرے گروہ نے بھی آہستہ آہستہ پلٹنا شروع کیا۔

بھاگنے والوں میں حضرت عثمان بن عفانؓ غنی۔ ولید بن عقبہ، خارجہ بن زید، رفاعہ بن معلی تھے یہ لوگ تین دن کے بعد رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ جب بعض لوگوں کی آنکھوں سے رسول کریمؐ اوجھل ہو گئے اور مسلمان آپس میں دست وگریبان ہو گئے تو انھوں نے ایک منافق کی آواز سنی کہ وہ کہہ رہا تھا: "اگر اس امر (اسلام) سے ہمیں کچھ بھی فائدہ ہوتا تو ہم یہاں (اس طرح قتل نہ ہوتے"۔ دوسرے منافق نے کہا: اگر یہ نبی ہوتے تو ہرگز قتل نہ ہوتے، لوگو! اپنے پہلے مذہب پر لوٹ جاؤ۔ اس بارے میں یہ آیت اتری: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔ (محمدؐ (خدا) نہیں مگر ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں اگر یہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اپنی پچھلی حالت پر لوٹ جاؤ گے)

ایک منافق کہنے لگا، کاش کوئی ہمارا قاصد عبداللہ بن ابی کے پاس جاتا اور اس سے کہتا کہ وہ ابوسفیان سے ہمیں امان دلا دے۔ لوگو! محمدؐ قتل ہو چکے ہیں تم لوگ اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار تم پر آپڑیں، تمھیں قتل کر دیں اور پھر وہ گھروں میں گھس جائیں"۔

انس بن نضر جو انس بن مالک کے چچا تھے کہنے لگے لوگو! اگر محمدؐ قتل ہو گئے تو کیا ہوا، خدائے محمدؐ تو قتل نہیں ہوا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے لڑنا شروع کیا۔ انس کے اس قول کی گواہی رسول کریمؐ کے روبرو سعد بن معاذ نے بھی دی تھی۔ بہت سے صحابہ انس بن نضر کے اس قول پر کاربند ہوئے اور یہی لوگ صاحبان صدق ویقین تھے ایمان ان لوگوں کے دلوں میں نقش ہو گیا تھا۔

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ انس بن نضر (انس بن مالک کے چچا) حضرت عمر بن خطاب اور طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آئے اور یہ لوگ مہاجرین وانصار کے ساتھ (مایوس بیٹھے ہوئے تھے) حضرت انسؓ کہنے لگے جب وہ قتل ہو گئے تو ان کے بعد تم جی کر کیا کرو گے کھڑے ہو اور اسی پر تم بھی مر جاؤ جس پر وہ مر گئے۔ پھر انسؓ آگے بڑھے، دشمن سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ اس دن انسؓ بن نضر پر ستر ضربیں لگی تھیں، سوائے ان کی بہن کے کوئی ان کو پہچان نہ سکا۔ بہن نے بھی انگلیوں سے پہچانا۔ بخاری میں جناب انس سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نضر بدر میں شریک نہ تھے وہ رسول کریمؐ سے کہنے لگے یا رسول اللہ! میں پہلی جنگ میں غائب رہا تا کہ اللہ دکھائے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ پھر جب احد کا دن آیا اور

مسلمان بھاگنے لگے تو جناب انسؓ نے کہا بار الٰہا! جو یہ لوگ (صحابہ) کر رہے ہیں اس پر میں تجھ سے معذرت خواہ ہوں اور جو یہ لوگ (مشرکین) کر رہے ہیں اس سے میں اظہار براءت کرتا ہوں پھر آگے بڑھے سامنے سعد بن معاذ آ رہے تھے کہنے لگے سعد! جنت! پروردگار نضر کی قسم میں جنت کی خوشبو احد کے پاس سونگھ رہا ہوں۔ سعد کہتے ہیں کہ پھر جو انہوں نے کیا اس کی ثنا و صفت میں نہیں بیان کر سکتا۔ مشرکین نے آپ کو بھی مثلہ کیا تھا۔ یہ مثلہ کرنا بھی کتنا ذلیل فعل ہے مگر انتقام کی آگ نے ان کو اندھا کر دیا تھا۔

ثابتؓ بن دحداح نے بھی وہی کہا تھا جو انس بن نضر نے کہا تھا۔ آپ نے کہا تھا: گروہ انصار! اگر محمد قتل ہو گئے تو اللہ تو زندہ و لافانی ہے اپنے دین کی حفاظت پر جنگ کرو اللہ تمہیں کامیاب کرے گا اور تمہاری مدد کرے گا پھر چند انصاری آپ کے ساتھ ہوئے آپ نے ان کو لے کر اس دستہ پر حملہ کیا جس میں خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عکرمہ، ضرار بن خطاب وغیرہ تھے۔ خالد بن ولید نے جناب ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نیزے کا وار کیا اور آپ کو شہید کر دیا، خالد بن ولید نے آپ کے ساتھ چند انصاری ساتھیوں کو بھی شہید کیا۔

رسول اللہ اور ثابت قدم اصحاب

یہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ رسول کریمؐ ثابت قدم رہے اور اپنے موقف و مقام سے نہ ہلے۔ مسلمان بھاگ رہے تھے۔ گرد مڈ ہو گئے تھے قتل ہو رہے تھے، بھاگ رہے تھے مگر آپ جمے رہے۔ ابن سعد کا کہنا ہے کہ آپ مسلسل اپنی کمان سے تیر پھینکتے رہے یہاں تک کہ کمان کا ایک ٹکڑا (ہاتھ میں) رہ گیا۔ پھر آپ پتھر پھینکنے لگے۔ آپؐ ہی سب سے زائد دشمن کے قریب تھے۔ اس امر کی تائید کہ آپؐ سب سے زیادہ شجاع اور ثابت قدم تھے غالب کل غالب حضرت علیؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ جب جنگ ہوتی تھی تو ہم رسول اللہ کی پناہ لیتے تھے یعنی ان کو آگے کرتے تھے اور لوگ ان کے پیچھے ہوتے تھے۔

سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ احد کے دن جب لوگوں نے رسول کریمؐ کے پاس سے بھاگنا شروع کیا، میں نے کہا میں مدافعت کروں گا یہاں تک کہ یا تو میں شہید ہو جاؤں اور یا رسول کریمؐ سے ملحق ہو جاؤں۔ میں اس حال میں تھا کہ میں نے ایک سرخرو شخص کو دیکھا جس کو میں نہیں جانتا کہ کون ہے تمام مشرکین اس پر ٹوٹے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے کہا یہ سب اس کو کچل دیں گے اس شخص نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں پھر ان کے چہروں کی طرف پھینکیں تو وہ سب رجعت قہقری پر مجبور ہوئے یہاں تک کہ پہاڑ پر آ گئے۔ اس شخص نے ایسا چند بار کیا، میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا میرے اور اس کے درمیان مقداد حائل تھے۔ میں نے چاہا کہ مقداد سے اس کی بابت دریافت کروں کہ مقداد بولے سعد! یہ ہیں رسول اللہ تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہاں ہیں؟ انھوں نے میری طرف اشارہ کیا میں کھڑا ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مجھے کوئی تکلیف ہی نہیں اور مجھے کسی نے ان کے سامنے بٹھا دیا۔ میں نے کہا بار الٰہا تیرے تیروں کو میں تیرے دشمنوں پر پھینکوں گا اور رسول اللہ فرما رہے تھے بار الٰہا! سعد کی دعا

قبول کر، بار الٰہا اس کی تیر اندازی کو مضبوط کر اور اس کی دعا قبول کر (اس کے بعد سعد مستجاب الدعوات ہو گئے تھے) یہاں تک کہ جب تیر میرے ترکش میں نہ رہے تو پھر رسول کریمؐ کے ترکش میں جو کچھ تھا اس کو آپؐ نے میری طرف پھینکنا شروع کیا اور دشمنوں کا ہجوم چھٹنے لگا۔

سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریمؐ مجھے تیر دیتے جا رہے تھے اور فرما رہے ہیں "میرے ماں باپ تم پر فدا، خوب تیر پھینکو"۔ یہاں تک کہ آپؐ نے مجھے ایسے بھی تیر دیے جن کے پھل نہ تھے اور فرمایا "اس کو بھی پھینکو"۔

جناب سعدؓ نے احد کے دن ایک ہزار تیر پھینکے ہر تیر پر رسول کریمؐ فرماتے تھے: "میرے ماں باپ فدا تیر پھینکو۔" گویا اس روز آپ نے ایک ہزار مرتبہ (ماں باپ کو) ان پر فدا کیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سوائے سعد کے اور کسی کے متعلق رسول کریمؐ کو "فداک ابی و امی" کہتے نہیں سنا۔ آپ کی مراد احد کے دن سے تھی آپ کا یہ کہنا اس بات کے منافی نہیں ہے کہ زبیر سے رسول کریمؐ نے خندق کے دن یہی فقرہ کہا تھا

رسول کریمؐ کے ساتھ چودہ اشخاص ثابت قدم رہے۔

سات مہاجرین: ابوبکرؓ، عمرؓ، سید الرحمان، سعدؓ بن ابی وقاص، طلحہؓ بن عبید اللہ، زبیرؓ بن عوام، ابوعبیدہؓ بن جراح۔

اب رہے غالب کل غالب حضرت علیؓ تو تمام احادیث متفق ہیں کہ آپ ثابت قدم رہے اور بعض راویوں نے جو آپ کا ذکر نہیں کیا تو اس لیے کہ مصعب کے بعد لشکر اسلام کے علمدار ہی آپ تھے۔

سات انصاری: ابودجانہؓ۔ حبابؓ بن منذر۔ عاصمؓ بن ثابتؓ، حارثؓ بن صمہؓ۔ سہلؓ بن حنیفؓ۔ سعدؓ بن معاذؓ۔ اسیدؓ بن حضیرؓ

رسول کریمؐ مسلسل اپنی کمان سے تیر پھینکتے رہے، یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ یہاں تک کہ آپ کی کمان ٹوٹ کر آپ کے ہاتھ میں ایک بالشت رہ گئی۔

ایک عورت کی بہادری

جب مسلمان ہٹنے لگے اور ان میں گڑبڑ مچ گئی تو ام عمارہ مازنیہ جن کا نام نسیبہ تھا اور زید بن عاصم کی زوجہ تھیں (انتہائی دلیری سے) ثابت قدم رہیں وہ خود بیان کرتی ہیں کہ احد کے دن میں نکلی تاکہ دیکھوں کہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ ایک مشک تھی اس میں پانی تھا جس سے میں زخمیوں کو پانی پلا رہی تھی۔ میں رسول کریمؐ تک پہنچی۔ آپؐ اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے اور اس وقت ہوا مسلمانوں کے موافق تھی۔ لیکن جب مسلمانوں کو شکست ہونے لگی تو میں رسول کریمؐ کی طرف بڑھی اور وہیں آپؐ کی مدافعت میں مصروف قتال ہوئی۔ تلوار کے ذریعہ آپ سے دشمنوں کو بھگانے لگی اور کمان سے تیر پھینک رہی تھی، یہاں تک کہ مجھے ایک زخم آگیا۔ روایت ہے کہ آپ کے کاندھے پر ایک گہرا زخم لگا تھا۔

ان سے پوچھا گیا یہ زخم کس نے لگایا؟ کہا ابن قمئہ نے۔ جب رسولِ کریمؐ کے پاس سے اصحاب بھاگنے لگے تو ابن قمئہ یہ کہتا ہوا حضرت کی طرف بڑھا، مجھے محمد (صلعم) تک جانے دو اگر وہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ پھر میں اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بیچ میں آگئے تو اس نے یہ وار مجھ پر کیا میں نے بھی اس پر بہت سی ضربیں لگائیں لیکن وہ دشمن خدا دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب احد کے دن نسیبہ، اُن کے شوہر زید بن عاصم، ان کے دونوں بیٹے حبیب و عبداللہ نکلے تو رسول کریمؐ نے فرمایا، اللہ تم لوگوں پر برکت نازل کرے۔ یہ سُن کر جناب نسیبہ نے کہا، آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ جنت میں ہم آپؐ کے ساتھ ہوں۔ آپؐ نے دعا کی "بار الٰہا! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنانا" اس وقت نسیبہؓ بولیں (اب) ہمیں کسی مصیبت کی پروا نہیں۔

ان کے بارے میں رسولِ کریمؐ کا فرمانا ہے "احد کے دن نہ وہ داہنی جانب مڑتی تھی نہ بائیں طرف، میں نے دیکھا کہ وہ میری حفاظت میں لڑ رہی تھی"

آپ کے بارہ زخم آئے تھے، جن میں کچھ نیزے کے تھے اور کچھ تلوار کے۔ یہ واقعی ایک عورت کی محیر العقول شجاعت تھی اور جو زخم اللہ کی راہ میں انھوں نے کھائے وہ مردوں کے لیے ناقابلِ برداشت تھے۔ چہ جائیکہ عورتوں کے لیے۔ جبکہ وہ یہ جانتی تھیں کہ لوگ خوف اور گڑبڑ کی وجہ سے میدان جنگ سے بھاگ رہے ہیں۔ صاف محسوس ہوتا تھا کہ مسلمان مشرکین سے جنگ کرنے میں شہادت کے طلب گار تھے تاکہ جنت نعیم پر فائز ہوں۔ یہ لوگ دنیاوی زندگی کی پروا نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ زندگی فانی اور غمناک ہوتی ہے۔ لیکن آخرت وہ پائدار گھر ہے جس میں شہدا اور صالحین اخروی نعمتوں

سے متنعم ہوں گے۔

عورتیں مردوں کے ساتھ جنگ کر رہی تھیں اور زخم کھا رہی تھیں۔

اسد الغابہ میں آیا ہے کہ ام عمارہ بیعتہ العقبہ میں بھی موجود تھیں۔ احد میں بھی اپنے شوہر اور بیٹوں کے ساتھ تھیں۔ بیعت الرضوان میں بھی اور جنگ یمامہ میں بھی۔ انھوں نے قتال کیا۔ یہاں تک کہ ان کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ آپ نے احد کے دن بارہ زخم کھائے تھے۔

عکرمہ (ابن عباس کے آزاد کردہ غلام) نے ان سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول کریم سے عرض کی کہ "میں ہر جگہ مردوں کا ذکر پاتی ہوں لیکن عورتوں کا کچھ بھی ذکر نہیں دیکھتی۔ آیت اتری اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

یہی روح تھی جس سے مسلمان تمام جنگوں میں کامیاب ہوئے اور اسلام پھیلا۔

آپؐ کا ایک معجزہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے معجزات ہیں جن کا آگے ذکر آئے گا۔ ان معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ قبیلہ بنی ظفر کے قتادہ بن نعمان کی آنکھ کا ڈھیلا نکل کر رخسار پر آگیا۔ رسول کریمؐ نے اس کو پھر حلقہ چشم میں رکھ دیا۔ ان کی آنکھ اچھی اور (پہلے سے بہتر) ہو گئی (طبری)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بتایا کہ رسول کریم صلعم اپنی کمان سے تیر پھینک رہے تھے کہ اس کی تانت ٹوٹ گئی۔ پھر قتادہ بن نعمان نے اس کو لے لیا اور وہ انھیں کے پاس رہی اور اس دن ان کی آنکھ پر ایسی افتاد پڑی کہ وہ رخسار پر آگئی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عاصم بن عمر نے کہا کہ رسول کریمؐ نے اپنے دست مبارک سے اس کو وہیں رکھ دیا تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بہتر اور تیز ہو گئی اور جب دوسری آنکھ کو آشوب ہوتا تو یہ آنکھ (پھر بھی) رمد آلودہ نہ ہوتی۔

ابی بن خلف کا قتل

ابی بن خلف احد کے دن آپؐ کی طرف یہ کہتا ہوا بڑھا - محمد (صلعم) کہاں ہیں۔ اگر (آج) وہ بچ گئے تو میں زندہ نہیں رہوں گا - اس کے مقابلہ کے لیے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بڑھے۔ اس نے جناب مصعبؓ کو شہید کر دیا پھر دوسرے مسلمان اس کے مقابلہ کے لیے بڑھے۔ رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ اس کے لیے راستہ خالی کر دیا جائے۔ آپؐ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے اے کذاب! کہاں جاتا ہے پھر آپؐ نے حارث بن صمہ یا زبیر بن عوام سے حربہ لیا اور اس کی طرف پھینکا - وہ اس کی گردن پر لگا اور اس کو تھوڑی سی خراش آگئی - اس خراش سے خون بہنے لگا - یہ کہتا ہوا پلٹا: "واللہ محمدؐ نے مجھے مار ڈالا"۔

اس کے ساتھی کہنے لگے واللہ تمہارے ہوش جاتے رہے ہیں۔ ہم نے تیروں کو اپنی پسلیوں سے نکال کر پھینکا ہے اور تم کو تو کوئی (خاص) تکلیف بھی نہیں پہنچی (پھر) کیوں ڈر رہے ہو۔ یہ تو بس خراش سی ہے۔ اگر ہم میں سے کسی کی آنکھ پر بھی چوٹ لگتی تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ وہ کہنے لگا

"لات و عزیٰ کی قسم، اگر یہ چوٹ ذی المجاز والوں پر پڑتی تو وہ بھی سب کے سب مرجاتے (ذوالمجاز جاہلیت کے بازاروں میں سے ایک بازار تھا جو عرفہ کے موقع پر لگتا تھا)

انھوں نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تمہیں قتل کرونگا۔ قسم بخدا اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو بھی مجھے مار دیتے۔

ابی نے مکہ میں آپؐ سے کہا تھا: "محمدؐ! میرے پاس عود (گھوڑے کا نام) ہے ہر روز میں اس کو ایک فرق (۸ سیر) جوار کھلاتا ہوں تاکہ میں اس پر بیٹھ کر تمہیں قتل کروں"۔

رسول کریمؐ نے فرمایا: "ان شاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا"۔

رسول کریمؐ نے اپنے دستِ مبارک سے سوائے ابی بن خلف کے کسی کو قتل نہیں کیا۔

جب کفار مکہ کی طرف جارہے تھے تو ابی مقام سرف اور بقولے بطن رابغ میں مرگیا۔

رسول کریمؐ پر ہجوم مصائب

جیساکہ ہم نے بیان کیا کہ دشمن رسول کریمؐ تک پہنچ گیا اور آپؐ پر پتھروں کی بارش کرنا شروع کر دی جس سے آپؐ کے دائیں طرف نیچے کی کچلی اور سامنے کے دانتوں کے درمیان چار دانت ٹوٹ گئے۔ آپؐ کا چہرہ زخمی ہوگیا اور نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہوگیا۔ جس نے یہ مصیبت ڈھائی وہ عتبہ بن ابی وقاص تھا جو سعدؓ بن ابی وقاص کا بھائی تھا۔

خون آپؐ کے چہرۂ اقدس پر بہہ رہا تھا اور آپؐ فرما رہے تھے: "وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کے چہرے کو (خون سے) آلودہ کرے، حالانکہ وہ ان کو اپنے رب کی طرف دعوت دے رہا ہو۔"

آیت اتری "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ o"

آپ کو اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں خدا چاہے تو ان کو معاف کرے یا ان پر عذاب نازل کرے، بلاشبہ یہ ظالمین ہیں۔

مغفر کی دو کڑیاں آپؐ کے رخسار مبارک میں دھنس گئی تھیں اور خود آپ کے سر میں در آیا۔

خون آپؐ کے چہرہ پر بہہ رہا تھا وہ لوگ آپؐ پر پتھر پھینک رہے تھے یہاں تک کہ آپؐ اس بوچھاڑ کی وجہ سے گڑھے میں گر گئے۔ طلحہ بن عبید اللہ نے آپؐ کو سینہ سے لگایا، یہاں تک کہ آپؐ سیدھے ہو کر کھڑے ہوگئے۔ ابوعبیدہ عامر بن الجراح نے ان دونوں کڑیوں کو جو آپؐ کے چہرہ میں گھس گئی تھیں دانت سے پکڑ کر علیحدہ کیا۔ ان کڑیوں کی وجہ سے آپؐ کے دونوں آگے کے دندان مبارک گر گئے۔

مالک بن سنان نے جو ابوسعید الخدری کے والد تھے آپؐ کے چہرے سے خون کو چاٹا اور نگل لیا۔

رسول کریمؐ نے فرمایا: "جس کا خون میرے خون سے مس ہو جائے اُس کو آگ ضرر نہیں پہنچائے گی۔" پھر یہ اس غزوہ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

رسول کریمؐ پر یہ افتاد اس طرح پڑی تھی کہ ابن قمیہؓ نے آپ پر تلوار چلائی مگر تلوار کارگر نہ ہوئی سوائے اس کے کہ تلوار کے بوجھ سے آپ کا شانہ متاثر ہوا۔ اور مہینہ بھر اس کی شکایت رہی۔ پھر رسول کریمؐ پر پتھروں کی اس طرح بوچھار ہوئی کہ اس کی شدت سے آپ گر پڑے جب آپ پر یہ مصیبت پڑی تو اصحاب نے کہا آپ ان کے لیے بددعا کریں۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے کے لیے مبعوث نہیں ہوا ہوں۔ میں داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ بارالٰہا! میری قوم کی ہدایت کر کیوں کہ یہ میرے رتبہ شناس نہیں۔" آپؐ نے ان کی طرف سے عذر کیا اور اللہ سے چاہا کہ وہ ان کو مہلت دے یہاں تک کہ ان میں سے یا ان کی ذریت میں سے جس کو مومن ہونا ہو وہ ہو جائے۔ یہ ہے انتہائے صبر و حلم!

مسلمان مثلہ کیے گئے

مشرکین کے تمام مرد اور عورتیں مسلمانوں کی لاشوں کو مثلہ کرنے میں مصروف ہوگئے۔ ان کے ناک، کان، اعضاء مخفیہ کاٹتے تھے۔ پیٹ چاک کرتے تھے اور وہ یہ گمان کرتے تھے کہ گویا انھوں نے رسول کریمؐ اور اشراف صحابہ کے ساتھ ایسا کیا۔

ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان (امیر معاویہ کی ماں) نے لوگوں کے کان اور ناک سے پازیب اور ہار تیار کیا، اور اپنی پازیب، ہار اور بُندے جبیر کے غلام وحشی کو دیے۔ ہند نے (پیٹ) چاک کر کے جناب حمزہؓ کا جگر نکالا اور اس کو چبایا مگر وہ چبا نہ سکی تو اس نے منہ سے نکال دیا۔ اس نے یہ نذر کی تھی کہ اگر مجھے حمزہؓ پر قابو ملیگا تو ان کا جگر کھاؤں گی۔ یہ وہی ہند ہے جو ابوسفیان کی زوجہ اور معاویہ کی ماں تھی اور فتح مکہ کے وقت اپنے شوہر کے بعد ایمان لے آئی تھی جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

مثلہ کیے جانے والوں میں عبداللہ بن جحش کی بھی لاش تھی۔ آپ اور آپ کے ماموں حمزہ ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔

اسلام نے مثلہ کرنے سے روکا ہے کیونکہ یہ درندگی پر دلالت کرتا ہے اور وقار انسانیت کے منافی ہے۔

اس دن جناب حمزہؓ نے بڑے زور وشور سے قتال کیا۔ آپ دو تلواروں سے لڑ رہے تھے آخری شخص جس کو آپ نے قتل کیا وہ سباع بن عبدالعزی الخزاعی تھا۔ جب آپ زرہ لینے کے لیے جھکے تو وحشی غلام جبیر بن مطعم نے آپ کو قتل کر دیا (یہ اس کے بعد مسلمان ہوگیا تھا) ہند نے جناب حمزہ کے قتل پر اس کو باجرت مقرر کیا تھا۔

رسول کریمؐ نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی تلاش شروع کی تو آپ کو اس حال میں پایا کہ پیٹ چاک، ناک، کان ندارد۔ ان لوگوں نے بری طرح آپ کو مثلہ کیا تھا (یہ دیکھ کر) آپؐ نے فرمایا:

"خدا کی قسم اگر اللہ نے کسی جگہ مجھے قریش پر غلبہ دے دیا تو میں ان کے تیس آدمیوں کو مثلہ کر دوں گا"

آپؐ کے چچا کے ساتھ جو زیادتی کی گئی تھی اس پر آپ کے غم و غصہ کا جب مسلمانوں نے مشاہدہ کیا تو وہ بھی کہنے لگے: قسم بہ اللہ جب بھی ہمیں ان پر خدا نے تسلط بخشا تو ہم اس بُری طرح ان کو مثلہ کریں گے کہ کسی عربی نے اس طرح مثلہ نہ کیا ہوگا۔

مثلہ:- دور جاہلیت میں جب عربوں کا غصہ انتہاء کو پہنچ جاتے تو وہ جنگ میں انتقام کے خیال سے دشمنوں کی لاشوں کے اعضا کاٹتے تھے۔ لیکن اسلام نے اس کی قباحت کو دیکھتے ہوئے اس کو حرام کر دیا تھا۔

ابن عباسؓ سے روائت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے اس کہنے پر اللہ نے یہ آیت اتاری:۔

" اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ ۚ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ "

(اگر مخالفین کے ساتھ سختی کرنا ہے تو اتنی ہی سختی کرو جتنی سختی ان لوگوں نے تم پر کی ہے۔ اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ (اے رسول) تم صبر کرو، حالانکہ تم صبر بھی بغیر اس کی مدد کے نہیں کر سکتے اور مخالفین کے حال پر تم رنج نہ کرو اور جو مکاریاں یہ لوگ کرتے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہو)

پھر رسولِ کریمؐ نے درگزر سے کام لیا اور مثلہ کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا: "صبر کرو اور ٹھہر جاؤ۔"

(ایک طرف تو)

ہے جس کی دین اسلام ممانعت کر رہا ہے اور قائدین لشکر اسلام بھی اپنے لشکروں کو اس سے منع کر رہے ہیں۔

(دوسری طرف)

ہم بیسویں صدی کی متمدن حکومتوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے دشمنوں کو مثلہ کرتی ہیں اور پھر بھی وہ خیال کرتی ہیں کہ دین اسلام درندگی اور وحشت کا مذہب ہے حالانکہ وہ خود اس عہد تمدن میں ایسی درندگی کا ارتکاب کرتی ہیں۔

رسول کریمؐ اپنے اصحاب کے ساتھ گھاٹی میں تھے کہ خالد بن ولید کی سرکردگی میں کفارِ قریش کا لشکر ابھرا۔ آپؐ نے کہا بار الٰہا! یہ ہم پر غالب نہ آئیں بار الٰہا! تیری ہی ذات سے ہمیں قوت ہے۔ پھر ان لوگوں سے حضرت عمرؓ اور دیگر مہاجرین نبرد آزما ہوئے اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔

مسلمانوں کی شکست کے اسباب

ابو سفیان بن حرب احد کے دن قریش کی بالکلیہ قیادت کر رہا تھا اور وہ قیادت لشکر اور تنظیم عسکر میں رسول کریمؐ سے زائد تجربہ کار نہ تھا۔ وہ ایک تجارت پیشہ آدمی تھا لیکن وہ یہ صلاحیت رکھتا تھا کہ قریش کا ایک بڑا لشکر تیار کر دے (اسی بنا پر) ان کی تعداد تین ہزار تھی جس میں تین سو زرہ پوش تھے اور ان کے ساتھ دو سو گھوڑے تھے اور رسول کریمؐ کے ساتھ جو لوگ جنگ کے لیے نکلے تھے ان کی مجموعی تعداد صرف سات سو تھی جن میں سے ایک سو زرہ پوش تھے اور صرف دو گھوڑے تھے (واضح رہے کہ) عبداللہ بن ابی رسول کریمؐ کو چھوڑ کر تہائی فوج لے کر مدینہ پلٹ گیا تھا۔

پھر یہ کہ جب مسلمان کوہ احد کے نیچے صف آرا ہو گئے تو رسول کریم نے تیر اندازوں کے دستہ کو ایک پہاڑی پر تعینات کیا اور ان کو حکم دیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ آپؐ نے ان سے فرمایا تھا: "ہماری پشت کی اس طرح حفاظت کرنا کہ پیچھے سے ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں"۔

لیکن لوگوں پر غنیمت کی طمع غالب آگئی اور انھوں نے اپنا مرکز چھوڑ دیا جس کی بنا پر خالد بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمان چھٹ گئے اور آپس میں گڈمڈ ہو گئے۔ لشکر میں خبر اڑ گئی کہ رسول کریمؐ شہید ہو گئے (اس سے اور) مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے اور وہ شکست خوردہ بھاگے اور بعض لوگ تو مدینہ کی طرف بھاگ گئے تھے۔

پھر بھی یہ ضرور ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرکز سے نہیں ہلے اور بعض صحابہ نے جب آپؐ کو دیکھا تو آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ آپ کے ساتھ جمے رہے اور گھمسان کی جنگ کی یہاں تک کہ سعدؓ بن ابی وقاص نے تن تنہا ایک ہزار تیر پھینکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کمان سے اتنی تیر اندازی کی کہ کمان ٹوٹ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مہاجرینؓ نے پہاڑی پر چڑھنے والے قریشیوں کو نیچے دھکیل دیا۔ لیکن یہ سب کچھ اس شکست کے بعد ہوا، جو مسلمانوں کو مخالفت حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے حاصل ہو چکی تھی۔ حالانکہ ابتدا میں مسلمانوں ہی کی فتح ہو رہی تھی۔

اس موقع پر ۷۰ مسلمان شہید ہوئے اور بیس مشرکین مارے گئے۔

ندائے ابوسفیان

اس حادثہ کے بعد ابوسفیان ایک بلند مقام پر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ کیا اس جماعت میں محمدؐ ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "اس کو دو مرتبہ جواب نہ دینا" پھر اس نے تین بار کہا کیا ان لوگوں میں ابن ابی قحافہ ہیں۔ رسول کریمؐ نے پھر فرمایا: "اس کو جواب نہ دینا" پھر اس نے تین بار کہا کیا ان لوگوں میں فرزند خطاب ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "جواب نہ دینا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہنے لگا۔ یہ سب لوگ قتل ہو گئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنے نفس پر قابو نہیں رہا اور بول اُٹھے دشمنِ خدا جھوٹا ہے تو: اللہ نے تیرے رسوا کرنے والوں کو زندہ رکھا ہے۔ اُس نے کہا اعلی ہبل، اعلی ہبل۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے بلند آواز کے ساتھ کہا۔ جنگ تو کبھی موافق ہوتی ہے کبھی مخالف۔ احد کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ "بلند رہ ہبل"۔

"اعلی ہبل" کہنے کا سبب یہ تھا کہ جب وہ (جنگ کے لیے) نکلنے لگا تو اس نے ایک تیر پر "نعم" (ہاں) لکھا، اور دوسرے پر "لا" (نہیں) پھر ان دونوں کو ہبل کے سامنے ڈالا تو "نعم" والا تیر نکلا۔ پھر اس نے احد کا ارادہ کیا۔ اسی لیے اعلی ہبل کہتا تھا یعنی اس کی بلندی زیادہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو جواب دو۔ ان لوگوں نے کہا ہم کیا کہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو "اللہ اعلیٰ واجل" (اللہ بزرگ و برتر ہے)۔ ابوسفیان بولا: لنا العزی ولا عزی لکم" (ہمارے لیے عزی ہے اور تمہارے لیے نہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا جواب دو۔ اصحاب نے کہا کیا کہیں فرمایا کہو "اللہ مولنا، ولا مولیٰ لکم" (اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں۔)

جب حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو جواب دیا، تو ابوسفیان بولا "عمرؓ! ادھر آنا! رسول کریمؐ نے فرمایا جاؤ اور دیکھو کہ اس کی کیا حالت ہے۔ حضرت عمرؓ اس کے پاس گئے۔ ابوسفیان نے کہا عمر! تمہیں قسم ہے کیا واقعی ہم نے محمد (صلعم) کو قتل کر دیا؟ حضرت عمرؓ بولے "بخدا نہیں اور وہ اب بھی تیرا کلام سن رہے ہیں۔" اس پر ابوسفیان بولا تم میرے نزدیک ابن قمئة سے زیادہ سچے ہو اور ابن قمئة کے اس قول سے کہ "میں نے محمدؐ کو قتل کیا" تمہارا کہنا زیادہ صحیح ہے۔

پھر ابوسفیان نے چیخ کر کہا۔ تمہارے مقتولین میں مثلہ بھی ہوئے۔ واللہ نہ میں اس پر خوش ہوں نہ خفا۔ نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی اس سے منع کیا۔

حلیس بن زبان جو بنی حارث بن عبد مناۃ کا بھائی تھا اور اس دن احابیش کا سردار تھا۔ ابوسفیان کے پاس سے گذرا اس وقت ابوسفیان اپنے نیزے کے نچلے حصے سے مقتول حمزہؓ کے رخسار پر ضربیں لگا رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ نافرمان!

مزہ چکھ۔ حلیس بولا اے بنی کنانہ دیکھ رہے ہو جو یہ سردار قریش اپنے ابن عم کے گوشت کے ساتھ کر رہا ہے۔

ابوسفیان بولا: "وائے ہو تجھ پر میری اس چیز کو چھپا، بلاشبہ یہ ہم سے غلطی ہوئی"۔ اس کا یہ اعتراف بتاتا ہے کہ اس نے ایک قبیح فعل کا ارتکاب کیا اور اس سے ایک ناپسندیدہ عمل ہوا تھا۔

جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی پلٹنے لگے تو اس نے زور سے کہا: "آنے والے سال میں ہم تم سے بدر میں ملیں گے"۔ رسول کریم نے ایک صحابی سے فرمایا: "کہو ہاں وہ ہمارے اور تمہارے درمیان وعدہ گاہ ہے"۔

پھر رسول کریم نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بھیجا اور فرمایا: "ان کے پیچھے جاؤ دیکھو یہ کیا کرتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اگر یہ لوگ گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھو کہ مکے جا رہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اونٹوں کو ہنکایا تو سمجھو کہ مدینہ جا رہے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر انھوں نے مدینہ کا ارادہ کیا تو ہم ان کی طرف جائیں گے اور وہاں ان کا مقابلہ کریں گے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ کیا کرتے ہیں ان کے تعاقب میں نکلا انھوں نے گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سواری کی اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہ اس کے قبل مدینہ کے لوٹنے کے بارے میں باہم مشورہ کر چکے تھے لیکن صفوان بن امیہ نے ان سے کہا کہ ایسا نہ کرو۔

ظاہر ہوتا ہے کہ ابوسفیان اس فعل کے انجام سے جو اس نے حضرت حمزہ کے رخسار مبارک کے ساتھ کیا، ڈرتا تھا اسی لیے اس نے حلیس سے کہا اس کو پوشیدہ رکھو۔ بلاشبہ یہ غلطی ہو گئی ہے اور اپنے اعلان میں اپنے نفس کو یہ کہہ کر بری کیا تھا: "بخدا نہ میں اس پر خوش ہوں نہ خفا، نہ میں نے روکا اور نہ ہی میں نے کہا"۔

لیکن اس کا یہ اعلان: "کہ آنے والے سال میں بدر وعدہ گاہ ہے"۔ تو اس کی بہت بڑی غلطی تھی کیونکہ اس دھمکی نے مسلمانوں کو سامان جنگ کی فراہمی اور ان پر غالب ہونے کی مہلت دے دی۔

باوجود اس کے کہ لشکر مکہ اس موقع پر مسلمانوں کو مغلوب کر چکا تھا مگر انھوں نے اسی پر اکتفا کی، فتح کا پھل نہیں چکھا اور مدینہ پر ٹوٹ پڑنے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ واپس مکے چلے گئے۔ ظاہر ہے کہ مدینہ تک مسلمانوں کے تعاقب سے ابوسفیان ڈرتا تھا۔

سعدؓ بن ربیع کی شہادت

رسول کریمؐ نے فرمایا کون ہے جو سعد بن ربیع کو دیکھے کہ کیا ہوا آیا وہ زندوں میں ہیں یا مُردوں میں"۔ یہ اس لیے کہ آپؐ دیکھ چکے تھے کہ سنانیں سعد کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

ایک انصاری ابیؓ بن کعب نے کہا یا رسول اللہ! مَیں دیکھتا ہوں کہ سعدؓ کس حال میں ہیں۔ پھر انھوں نے دیکھنا شروع کیا تو ان کو لاشوں کے درمیان زخمی پایا اور ان میں رمق جان باقی تھی۔ بارہ زخم لگے ہوئے تھے۔ ابی بن کعب نے ان سے کہا "رسول اللہؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں دیکھوں تم زندہ لوگوں میں ہو یا مُردوں میں" آپ نے کہا مجھے مُردوں میں سمجھو، میری طرف سے رسولِ کریمؐ کی خدمت میں سلام پہنچاؤ اور ان سے عرض کرنا کہ سعدؓ بن ربیع کہتا تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزاء خیر عطا کرے جو ایک نبی کو اس کی امت کی طرف سے ملتی ہے اور اپنی قوم کو بھی میرا سلام پہنچانا اور کہنا سعد بن ربیع نے تم سے کہا ہے اگر تمھارے نبیؐ کو کوئی تکلیف پہنچی تو تم خدا کے سامنے کوئی عذر نہ پیش کرسکو گے"۔

ابی بن کعب کہتے ہیں کہ پھر میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا۔ میں رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات کہہ سنائی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحمت نازل کرے زندگی اور موت میں وہ کس قدر اللہ اور اس کے رسول کا خیر خواہ تھا"۔

سعدؓ نے دو لڑکیاں چھوڑی تھیں ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی میراث سے دو ثلث دلائے۔

سعدؓ بن ربیع دورِ جاہلیت میں کاتب تھے یوم عقبہ نقباء میں سے تھے، بدر میں موجود تھے، احد میں شہادت پائی۔ ایسے پراگندہ اور ضیق وقت میں رسول کریم کا سعد بن ربیع کے متعلق پوچھنا یہ بتاتا ہے کہ آپ کس قدر اصحاب کرام سے محبت والفت رکھتے تھے اور یہی آپؐ کا خلق عظیم تھا۔ جنگ ہو یا صلح آپ صحابہ کے متعلق دریافت کیا کرتے تھے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔

راسی کا نتیجہ تھا کہ) اصحاب بھی آپؐ سے شدید محبت کرتے، آپ کی محبت ہر محبت سے اونچی رکھتے، آخر دم تک آپؐ کی حفاظت کرتے اور ڈرتے کہ کہیں آپؐ کو تکلیف نہ پہنچ جائے۔

رسول کریمؐ کی حفاظت کے بارے میں سعد بن ربیع نے دمِ آخر جو اپنی قوم کو وصیت کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے دل میں آپ کی کیا شان و منزلت تھی اور وہ کس قدر آپ سے محبت کرتے تھے۔

قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چہرہ سے آپؐ کے چہرہ کو بچاتے تھے۔ آخری تیر اُن کی آنکھ پر لگا، جس سے آنکھ کا ڈھیلا حلقۂ چشم سے باہر نکل آیا۔ اُنھوں نے اس کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور رسولِ کریمؐ کی طرف دوڑے، آپؐ نے وہ ڈھیلا حلقۂ چشم میں پھر رکھ دیا اور وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بہتر ہو گئی۔

دیکھو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کی محبت کس درجہ بڑھی ہوئی تھی۔

مخریق کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مقتولینِ احد میں مخریق بھی تھا اور وہ بنی ثعلبہ بن الفیطون کے خاندان کا ایک فرد تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب احد کا دن آیا مخریق بولا: "اے گروہ یہود تم خوب جانتے ہو کہ تم پر محمدؐ کی نصرت یقینی ہے"

انھوں نے کہا: "آج یوم السبت[1] ہے"۔

اس نے کہا: "تمھارے لیے کوئی سبت نہیں"۔

پھر اس نے تلوار اور اپنا ساز و سامان لیا اور کہا اگر میں مر جاؤں تو میرا مال محمدؐ کے لیے ہے جو چاہیں وہ کریں۔ پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی معیت میں جنگ کی۔ یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "مخریق بہترین یہودی تھا"۔

مخریق بنی نضیر میں سے تھا۔ عالم متبحر تھا، مالدار تھا۔ اس کے بہت سے نخلستان تھے اور وہ رسول کریمؐ کو آپ کے اوصاف اور اپنے علم کی بنا پر پہچانتا تھا۔ اس نے قوم یہود کی مخالفت کی اور موقعہ احد میں رسول کریمؐ کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے علاوہ کوئی یہودی آپ کا شریک کار نہ ہوا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو آپؐ نے اس کا مال و متاع لے کر تصدق فرما دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا میرا مال و متاع محمدؐ کا ہے وہ جیسا چاہیں کریں۔

وہ بہت مالدار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مال کو تقسیم کر دیا۔

---

[1] ہفتہ کا دن جو یہودیوں کا خاص دن ہے۔

قزمان کی خودکشی

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بتایا کہ ہمارے درمیان ایک آدمی تھا جس کے متعلق معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے اس کو "قزمان" کہا جاتا تھا۔
جب بھی اس کا تذکرہ ہوتا تو رسولِ کریمؐ فرماتے کہ "وہ جہنمی ہے"۔ جب احد کا دن آیا تو اس نے سخت جدال وقتال کیا اور تن تنہا سات یا آٹھ مشرکین کو قتل کیا۔ وہ بہت طاقتور تھا (دوران جنگ میں) اس کے زخم لگا۔ اس کو قبیلہ بنی ظفر کے گھر پہنچا دیا گیا۔ مسلمان اس سے کہتے قزمان! آج تو تم نے کمال کر دیا بشارت ہو تمہارے لیے قزمان کہنے لگا۔ بشارت کیسی میں نے شرف قومی کے لیے جنگ کی ہے اگر اس کا خیال نہ ہوتا تو کبھی جنگ نہ کرتا۔
جب زخم کی شدت بڑھی تو اس نے ایک تیر ترکش سے نکالا اور اس سے بازو کے اندر کی رگوں کو کاٹ دیا خون بہا اور وہ مرگیا۔ رسول کریمؐ کو اس بات کی اطلاع دی گئی۔ آپؐ نے فرمایا: "اَشْهَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا" (میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسولِ برحق ہوں) چونکہ وہ خودکشی سے مرا تھا اس لیے آپؐ نے ایسا فرمایا۔ (خودکشی سے مرنے والا جہنمی ہے اور آپ نے اس کی جہنمی ہونے کی پہلے سے پیشین گوئی کر دی تھی)

تدفینِ شہدا

یوم احد شہیدوں کی تعداد زائد تھی۔ تین تین شہیدوں کو ایک ہی کفن اور ایک ہی قبر میں اسی خون آلودہ حالت میں دفن کیا گیا۔
رسول کریمؐ نے تدفین شہدا کا حکم دیا۔ کسی پر نماز نہیں پڑھی گئی اور نہ ہی کسی کو غسل دیا گیا کچھ لوگوں نے اپنے مُردوں کو اُٹھانا چاہا کہ مدینہ میں ان کو دفن کیا جا سکے کہ رسول کریمؐ کی جانب سے ایک منادی آیا اور اس نے کہا، مقتولین کو ان کی خواب گاہ پر پہنچا دو۔
منادی نے ایک آدمی کو دیکھا اور وہ شماس بن عثمان المخزومی تھے وہ قتل کیے گئے مگر ان کو مدینہ لے جایا گیا۔ کیوں کہ ان میں رمق جان باقی تھی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: ان کو ام سلمہ کے پاس لے جاؤ۔ ان کو اٹھا کر ان کے پاس پہنچا دیا گیا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ پھر رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ ان کو احد لے جایا جائے۔ پھر وہ وہیں دفن کیے گئے۔ اور کوئی بھی ایسا نہ تھا جو مدینہ میں دفن ہوا ہو، لیکن جو دفن ہو چکے تھے ان کو بدستور رہنے دیا گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھو یہ دونوں دنیا میں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ ان کو ایک ہی قبر میں رکھو۔

رسول کریمؐ کی مراجعت

جب رسول کریمؐ نے مدینہ مراجعت فرمانا چاہی تو گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ مسلمان آپؐ کے اردگرد تھے۔ جن میں سے اکثر زخمی تھے۔ آپؐ کے ہمراہ چودہ عورتیں بھی تھیں۔ جب وہ پہاڑ کے نیچے ہی تھے تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ صف بندی کرو۔ یہاں تک کہ میں اپنے پروردگار کی ثنا کر لوں (آپؐ نظم و ضبط کو بے حد پسند کرتے تھے) آپؐ کے پیچھے مردوں نے صف بندی کر لی اور مردوں کے پیچھے عورتیں ہو گئیں۔ آپؐ نے دعائیہ کلمات زبان پر جاری فرمائے:

"بار الٰہا! ساری حمد تیرے ہی لیے ہے، جس کو تو نے پھیلانا چاہے اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا اور جس تو روک دے اس کو کوئی پھیلا نہیں سکتا، جس کو تو گمراہ دیکھنا چاہے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جس کو تو ہدایت دینا چاہے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ جس کو تو دینا چاہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو تو نہ دینا چاہے اس کو کوئی دے نہیں سکتا، جس تو دور کر دے اس کو کوئی قریب نہیں کر سکتا اور جس کو تو مقرب بنانا چاہے اس کو کوئی دور نہیں کر سکتا۔"

پھر آپؐ مدینہ واپس آئے۔ مقتولین کی عورتوں کو آپؐ نے تسلی دی اور ان کے لیے دعا کی اُن کو طمانچے مارنے سر منڈوانے، چہرہ زخمی کرنے اور گریبان چاک کرنے سے منع کیا۔

ان مفرورین سے جو بھاگ کر مدینہ آ گئے تھے، آپؐ نے کسی قسم کا سخت و گرم خطاب نہیں کیا، بلکہ ان سے بڑی نرمی اور ملائمت سے پیش آئے اور ان کو معاف کر دیا۔ ان پر فضل و احسان میں اضافہ فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہوا: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (اے رسول) تم، اللہ کی رحمت کی وجہ سے ان کے لیے نرم دل ہو اور اگر تم ان پر سخت سنگ دل ہوتے تو وہ تم سے علیحدہ ہو جاتے" یہ نرمی و عفو آپؐ کے محاسن اخلاق میں سے ہے۔

اس خیال سے کہ کہیں قریش پلٹ کر مدینہ نہ آ جائیں، بزرگانِ اوس و خزرج مسجد میں آپؐ کے دروازہ پر پہرہ دیتے رہے۔

شماتتِ یہود و منافقین

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ پہنچے، تو یہودیوں اور منافقین نے اظہار شماتت و مسرت کیا اور وہ (آپ کی شان میں) گستاخانہ کلام کہنے لگے۔ ان کے فقرے اس قسم کے تھے: "محمدؐ ملک (وریاست) چاہتے ہیں۔ کسی نبی پر ایسی افتاد نہیں پڑی کہ اس کے جسم پر مصیبت نازل ہوئی ہو۔ اور اس کے اصحاب بھی مبتلائے مصیبت ہوئے ہوں۔ اگر تمھارے مقتولین ہمارے ساتھ ہوتے تو کبھی قتل نہ ہوتے۔"

ابن ابی نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو احد میں زخمی ہوئے تھے زجر و توبیخ کی۔ اس کے بیٹے نے جواب دیا:

"جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کے ساتھ کیا بہتر کیا۔"

یہی حال یہودیوں کا تھا کہ وہ مسلمانوں کی تخذیل اور ان کی پست ہمتی سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

نزولِ ملائکہ

علید بن عمیرؓ کا کہنا ہے کہ احد میں ملائکہ نے قتال نہیں کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن ابی سبرہ نے عبدالمجید بن سہیل سے روائت کرتے ہوئے بیان کیا کہ عمر بن الحکم کہتے ہیں کہ "احد کے دن رسول کریمؐ کسی ایک ملک کے پاس سے بھی نہیں گزرے۔ ملائکہ صرف بدر کے دن آئے تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ ایسی ہی روائت عکرمہ سے سننے میں آئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجاہد کا کہنا ہے کہ ملائکہ احد کے دن موجود تھے۔ مگر قتال نہیں کیا۔ انھوں نے صرف بدر کے دن قتال کیا تھا۔

ابوہریرہؓ سے روائت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے مسلمانوں کی امداد کو صبر سے مشروط کیا تھا۔ لیکن جب وہ چھٹ گئے اور چھپٹ گئے تو ملائکہ (ان کی معیت میں) قتال نہ کر سکے۔

قرآن اور روایات صحابہ سے ملائکہ کا نزول و قتال صرف غزوۂ بدر میں ثابت ہو چکا ہے۔

غزوۂ احد اور قرآن

غزوہ احد کے بارے میں خداوند کریم نے قرآن میں ساٹھ آیتیں سورہ آل عمران میں نازل فرمائی ہیں:۔
ارشاد ہو رہا ہے: "وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝" (اے رسول ایک وقت وہ بھی تھا جب تم اپنے بال بچوں سے تڑکے ہی تڑکے نکل کھڑے ہوئے اور مومنین کو لڑائی کے مورچوں پر بٹھا رہے تھے اور خدا سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے، جب تم میں سے دو گروہوں نے طے کر لیا تھا کہ پسپائی کریں اور پھر سنبھل گئے کیونکہ خدا ان کا سرپرست تھا اور مومنوں کو صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔")

علماء مغازی کی اکثریت کا یہی کہنا ہے کہ یہ آیت واقعہ احد کے بارے میں نازل ہوئی۔ احد میں مسلمان زائد تعداد میں تھے لیکن جب انھوں نے حکم رسول کی مخالفت کی تو شکست پا گئے۔
"وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ (یقیناً خدا نے جنگ بدر میں تمھاری مدد کی باوجودیکہ تم لوگ بے حقیقت تھے پس تم خدا سے ڈرتے رہو تاکہ اس کے شکرگذار رہو)

خداوند عالم نے تذکرۂ احد کے ساتھ قصۂ بدر بھی چھیڑ دیا کیونکہ بدر میں مسلمان انتہائی کمزور اور کفار انتہائی شہ زور تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی تو وہ دشمن پر غالب آ گئے۔
پھر ارشاد ہوتا ہے: "إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ۝ (اے رسول اس وقت تم مومنین سے کہہ رہے تھے کیا یہ تمھارے لیے کافی نہیں ہے کہ تمھارا پروردگار تین ہزار فرشتے بھیج کر تمھاری مدد کرے)

یہ وعدہ بدر کے دن سے متعلق ہے اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ملائکہ نے بدر کے دن قتال کیا تھا اور کسی غزوہ میں انھوں نے جنگ نہیں کی اور یہ مدد آپ کے معجزات میں سے ہے۔
" بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ (ہاں ضرور کافی ہے) لبشرطیکہ تم ثابت قدم رہو اور (رسول کی مخالفت سے) بچو اگر کفار اپنے جوش میں ابھی تم پر چڑھ بھی آئیں تو تمھارا رب ایسے پانچ ہزار ملائکہ سے تمھاری مدد کریگا جو نشان دار ہوں گے)

پانچ ہزار ملائکہ کی آمد تین چیزوں کے ساتھ مشروط تھی : صبر، تقویٰ اور کفار کا جوش میں دوڑ پڑنا۔ لیکن جب یہ شرائط نہ پائے گئے تو ظاہر ہے کہ مشروط بھی نہ ہوگا۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝ (خدا نے یہ امداد تمہاری خوشی کے لیے کی تھی تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور مدد صرف خدائے عزیز و حکیم ہی کی جانب سے ہوتی ہے اور یہ مدد اس لیے کی تھی تاکہ کافروں کے ایک گروہ کو کاٹ دیا جائے اور ان کو ایسا تباہ کیا جائے کہ وہ نامراد اپنے گھر واپس چلے جائیں)

"کبت" سے مراد رسوائی، ہلاکت، ہزیمت، تذلیل، غضبناکی ہے۔ مفسرین نے "کبت" کی تفسیر ان تمام چیزوں سے کی ہے۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ (تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں، چاہے خدا ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو سزا دے کیوں کہ وہ بلاشبہ ظالم ہیں)

یہ آیت بھی احد کے بارے میں اتری ہے۔

جب عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کے سر مبارک کو زخمی کیا اور آپ کے دندان مبارک شہید کیے، خون آپ کے چہرہ مبارک پر بہہ رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے : "وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون سے آلودہ کرے حالانکہ وہ ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلا رہا ہو" اس وقت یہ آیت اتری۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب آپ نے قوم پر لعنت کی تو اس وقت یہ آیت اتری۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(نہیں ہیں محمدؐ مگر رسول، ان سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گذرے، پھر کیا اگر یہ (محمدؐ) انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پیروں اپنے کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے اور (یاد رکھو کہ) جو الٹے پیروں پھرے گا وہ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب خدا شکر گزاروں کو اچھی جزا دے گا)

جب یہ چیخ سنائی دی گئی کہ "محمدؐ قتل ہو گئے" جیسا کہ اس کا ذکر ہم غزوۂ احد میں کر چکے ہیں تو بعض تو یہ کہنے لگے کہ اگر محمدؐ نبی ہوتے تو ہرگز قتل نہ ہوتے، واپس چلو اپنے برادران قومی اور دین (سابق) کے پاس۔ اس پر انسؓ بن النضر (انس بن مالک کے چچا) بولے : "اے قوم اگر محمدؐ قتل ہو گئے (تو کیا ہوا) محمدؐ کا خدا تو زندہ ہے اور رسول

کے بعد زندگی کا تم کیا کرو گے جس پر انھوں نے قتال کیا اس پر تم بھی قتال کرو جس پہ وہ مرے اس پر تم بھی مرو۔"
پھر کہنے لگے "بارالٰہا! جو یہ کہہ رہے تھے اس کا میں نے تیرے سامنے عذر پیش کر دیا۔" پھر تلوار کھینچ کر قتال شروع کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

جب رسول کریمؐ کا سر مبارک زخمی ہوا اور دندان پیشیں شہید ہوئے تو طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو اٹھایا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؑ اور دوسرے کچھ اصحاب نے آپ کی حفاظت و مدافعت شروع کی۔ پھر رسول کریمؐ نے ندا دی "اللہ کے بندو میری طرف آؤ۔" یہ آواز سن کر صحابہ کا ایک طائفہ آپ کی طرف پلٹا اور آپ نے ان کو "ہزیمت" پر ملامت فرمائی انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہمیں آپ کی خبر شہادت سنائی دی تو ہمارے دل مرعوب ہو گئے اور ہم بھاگنے پر مجبور ہوئے۔

خداوند عالم نے آیۂ ذیل میں ان مصائب کی حکمت بتائی ہے جو ان کو مخالفت حکم رسول کی بنا پر اٹھانا پڑے بعد ان کو اس نافرمانی اور مخالفت کے نتیجہ بد سے آشنا کیا جو تیر اندازوں نے اپنی جگہ قائم نہ رہ کر کی تھی جبکہ رسول (تاکید سے) کہہ چکے تھے کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا
وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰٮكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (بے شک خدا نے جنگ احد میں اپنا وعدہ سچ کر دکھایا تھا جب تم اس کے حکم سے ان کفار کو خوب قتل کر رہے تھے مگر اس کے بعد تم میں بزدلانہ پن آ گیا اور حکم رسول کے بارے میں تم نے جھگڑنا شروع کیا اور باوجود اس کے کہ ہم تم کو تمھاری پسند کی چیز (فتح) دکھا چکے تھے تم نے رسول کی نافرمانی کی۔

تم میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو آخرت کے طلبگار ہیں پھر تمھاری بزدلی نے تم کو کفار کی طرف سے پھیر دیا اور تم بھاگ کھڑے ہوئے اور خدا کو تمھارا ایمان آزمانا منظور تھا۔ اس پر بھی خدا مومنین پر بڑا فضل کرنے والا ہے)

خداوند عالم اصحاب کرام کو مصائب و شہادت پر تعزیت پیش کر رہا ہے: "وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (کاہلی نہ کرو اور نہ غم کرو اگر تم سچے مومن ہو تو کامیاب تم ہی ہو گے)
مطلب یہ ہے کہ احد میں جو تم کو دشمنوں سے قتل و زخم ملے ہیں اس کی بنا پر دشمنوں سے جہاد و قتال میں تم دل برداشتہ نہ ہو جاؤ، حزن و یاس کو جگہ نہ دینا تم کو مصائب کی جزا ملے گی اور تم ہی غالب رہو گے اور انجام کار فتح و ظفر تم ہی کو حاصل ہو گی بشرطیکہ تم سچے مسلمان ہو تے۔

غزوہ حمراء الاسد

"حمراء الاسد" ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہ غزوہ احد کے دوسرے دن ہوا تھا۔
غزوہ احد کا دن ہفتہ تھا اور یہ غزوہ اتوار ۱۶ شوال ۳ھ کو واقع ہوا۔ یہ غزوہ اُن کفار کے تعاقب کے لیے ہوا تھا جو گذشتہ دن (احد) میں موجود تھے۔ واقدی لکھتا ہے کہ اعیانِ انصار رات بھر آپ کے دروازہ پر پہرہ دیتے رہے جب صبح ہوئی اور بلالؓ نے اذان دی تو عبداللہ بن عمرو المزنی نے رسول کریمؐ کو اطلاع دی کہ "وہ (عبداللہ) اپنے گھر والوں کے پاس سے جو مقام ملل میں رہتے ہیں آرہے ہیں۔ (ملل مدینہ سے قریب ایک موضع ہے۔ قریش وہاں اُترے اور انھوں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: "تم نے کچھ نہیں کیا۔ سردارانِ اسلام ابھی موجود ہیں جو پھر تمھارے برخلاف مجتمع ہو سکتے ہیں۔ واپس چلو تاکہ بقیہ افراد کا قلع قمع کیا جا سکے۔ لیکن صفوان بن امیہ اس امر کی مخالفت کر رہا تھا۔ اس نے کہا: "ایسا نہ کرو مسلمان سخت اشتعال میں ہیں ہمیں ڈر ہے کہ خزرج کے جو لوگ کنارہ کش ہو گئے تھے وہ بھی کہیں نہ تم پر ٹوٹ پڑیں۔ واپس چلو کامیابی تمھاری ہی ہوئی ہے مگر میں اس سے بیخوف نہیں کہ اگر تم پلٹ کر حملہ زن ہو تو فتح تمھارے برخلاف ہو جائے۔" یہ سُن کر آپؐ نے ارشاد فرمایا ان سب سے زائد عقل مند صفوان ہے اور (ان میں) کوئی دانا نہیں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہم نے ان کے لیے پتھروں کو فراہم کر لیا ہے اگر وہ پلٹ کر آتے تو وہ گذرے ہوئے دن کی طرح ہوں گے۔"

جب آپؐ نماز صبح پڑھ چکے تو لوگوں کو بلایا گیا اور آپؐ کے موذن کو روانگی کے اعلان کے لیے کہا گیا۔ یعنی بلال کو حکم دیا کہ وہ اعلان کریں کہ رسول کریمؐ تم لوگوں کو دشمنوں کے تعاقب کے لیے طلب فرما رہے ہیں۔ اور کوئی شخص ہمارے ساتھ نہ نکلے سوائے ان لوگوں کے جو کل موجود تھے یعنی احد میں موجود تھے۔ اس اعلان سے آپؐ دشمنوں پر اپنی شدت اور شرکاء احد کی عظمت ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے اس میں منافقین کی شرکت کو منع فرما دیا تھا۔

اس غزوہ میں سوائے شرکاء احد کے اور کوئی شریک نہ ہو سکا۔ لیکن جابرؓ بن عبداللہ شریک ہوئے۔ آپ نے رسول کریم کی خدمت میں عرض کی احد کے دن میرا باپ سات بہنوں پر مجھے چھوڑ گیا تھا اور میں شریک جنگ نہ ہو سکا۔ اجازت دیجیے کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔" رسولِ کریمؐ نے آپ کو اجازت دے دی۔ آپؐ کے ساتھ ان کے سوا اور کوئی شخص ان کے علاوہ نہیں نکلا۔

آپؐ نے اسلم کے تین آدمیوں کو کفار قریش کے نشان قدم پر مخبر بنا کر بھیجا۔ ان میں سے دو آدمی کفار سے مقام "حمراء الاسد" میں ملے انھوں نے جوں ہی ان کو دیکھا قتل کر دیا۔

رسول کریمؐ روانہ ہوئے اور آپ کے دلیل راہ ثابت بن ضحاک بن ثعلبہ بن الخزرج تھے۔ آپؐ مقام

"حمراء الاسد" پر پہنچے۔ آپؐ نے (مخبر دستہ کے) دو آدمیوں کو مقتول پایا ان کو دفن کر دیا۔

آپؐ کی اس وقت حالت یہ تھی کہ زخمی تھے اور چہرہ پر (مغفر کی) دو کڑیوں کے دھنسنے کا نشان تھا۔ آپؐ نے طلحہ سے فرمایا: "طلحہ! اس طرح وہ (کفار) ہمیں کبھی نہیں پائیں گے یہاں تک کہ اللہ ہمیں مکہ پر فتح دے گا۔" اور عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا: "فرزند خطاب! اب کبھی بھی قریش ہمیں اس طرح نہ دیکھ پائیں گے یہاں تک کہ ہم رکن کو بوسہ دیں گے۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمراء الاسد میں پیر، منگل، بدھ مقیم رہے۔

مسلمانوں نے ان راتوں میں پانچسو چولہے روشن کیے جو دور دور سے دکھائی دیتے تھے۔ ان کے لشکر اور آگ کی آواز ہر طرف جاتی تھی اور اس کے ذریعہ اللہ نے دشمنوں کو خائف و ذلیل کیا۔

اس غزوہ میں علم حضرت علیؑ کے دست مبارک میں تھا۔ مدینہ پر ابن ام مکتوم کو آپؐ نے عامل مقرر کیا تھا۔ ابن عباس کا کہنا ہے کہ احد کے دن جو کچھ ابوسفیان کو حاصل ہوا تھا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ہیبت ڈال دی جس کی بنا پر وہ مکہ واپس چلا گیا۔

حمراء الاسد میں آپؐ کو ابوعزت شاعر ملا، یہ بدر میں اسیر ہوا تھا آپ نے ازراہ کرم اس کی بیٹیوں (کی تیمی) کے خیال سے فدیہ لیے بغیر اس کو چھوڑ دیا تھا اور اس سے عہد لے لیا تھا کہ وہ آپؐ سے جنگ نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی آپ کے خلاف لشکر جمع کرے گا اور نہ ہی آپ کے خلاف کسی کو مدد دیگا۔ لیکن اس نے نقض عہد کیا قریش کے ساتھ احد میں نکلا، لوگوں کو اس نے بھڑکایا اور ان کو آپؐ سے قتال پر اشعار کے ذریعہ آمادہ کیا۔ وہ کہنے لگا: "اے محمدؐ! مجھ پر رحم کیجئے، مجھ پر احسان فرمایئے اور مجھے میری بیٹیوں کے طفیل چھوڑ دیجئے میں عہد کرتا ہوں کہ جو کچھ مجھ سے ہوا ہے اس کا اعادہ نہیں کرونگا۔"

اس پر رسول کریمؐ نے فرمایا: "بخدا تو اپنے رخساروں کا مکہ میں مسح نہ کر سکے گا (اور ایسا نہ ہو سکیگا) کہ تو پتھر پر بیٹھ کر کہے کہ میں نے دو مرتبہ محمدؐ کو دھوکا دے دیا۔ زید! گردن مار دو۔ "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جا سکتا۔" اس کی گردن ماردی گئی اور اس کے سر کو مدینہ بھیجدیا گیا۔

یہ ضرب المثل "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈسا نہیں جا سکتا" آپؐ کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنی گئی۔ پھر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ واپس ہوئے اور بروز جمعہ مدینہ پہنچے۔ مدینہ کی طرف واپسی کے وقت آپؐ کو معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص جو عبدالملک بن مروان کا دادا تھا پکڑا ملا۔ آپؐ نے اس کے بھی قتل کا حکم صادر فرمایا۔

طبری کہتا ہے کہ ۳ھ میں جناب فاطمہ زہراؑ کو حضرت حسینؑ کا حمل ہوا اور کہا جاتا ہے کہ جناب حسنؑ کی ولادت اور حمل جناب حسینؑ میں پچاس راتوں کا فصل تھا اور اسی سال جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کا ماہ شوال میں حمل ہوا۔

واقعۂ رجیع

صفر ۴ھ، مئی ۶۲۵ء

رجیع، ہذیل کے چشمہ کا نام ہے۔ ابن اسحاق اور واقدی کہتے ہیں کہ رجیع ہذیل کے چشمہ کا نام ہے جو ہداۃ سے قریب ہے یہ ہداۃ مکہ و طائف کے درمیان واقع ہے۔

اس واقعہ کو رجیع کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جو کچھ واقعہ پیش آیا وہ رجیع کے قریب پیش آیا تھا یہ عاصم بن ثابت انصاری کا سریہ[1] ہے۔ آپ ماہ صفر ۴ھ (مئی ۶۲۵ء) میں ادھر بھیجے گئے تھے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ قبیلہ ہذیل کے بنی لحیان، بنی حون بن خزیمہ بن مدرکہ کے دو قبیلوں عضل و قارہ کے پاس گئے اور ان کو اس شرط پر اونٹ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ رسول کریمؐ سے بات کر کے آپؐ کے کچھ اصحاب ان کی طرف نکال لائیں۔ یہ سن کر ان میں سے سات آدمی اظہار اسلام کرتے ہوئے رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں میں بھی اسلام پہنچ چکا ہے۔ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے کچھ صحابی بھیجیے جو ہم کو دینیات کا سبق دیں۔ اور قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلام کی تعلیم دے سکیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ کا ارادہ یہ ہوا تھا کہ کچھ جاسوس مکہ کی طرف بھیجیں تاکہ وہ قریش کے حالات کی خبر دیں۔ پھر جب یہ لوگ فقہ دین بتانے والے کو طلب کرتے ہوئے آئے تو آپؐ نے ان کے ساتھ چھ[2] اصحاب کو بھیج دیا تاکہ دونوں کام ساتھ ساتھ ہو جائیں۔

ان حضرات کو بھیجا گیا تھا: عاصمؓ بن ثابت۔ مرثدؓ بن ابی مرثد الغنوی۔ خبیبؓ بن عدی الاوسی البدری۔ زیدؓ بن الدثنہ۔ عبداللہؓ بن طارق۔ خالدؓ ابن بکیر رضی اللہ عنہم۔

یہ حضرات روانہ ہوئے یہاں تک کہ رجیع پر پہنچے۔ پھر ان لوگوں نے غداری کی اور ان پر امداد کے برخلاف قبیلہ ہذیل کو مدد کے لیے پکارا تاکہ وہ ان کو قتل کرنے میں ان کی مدد کریں۔ یہ جماعت غدار جو سواریوں پر تھی صرف ان لوگوں سے ڈر رہی تھی جن کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔

جناب عاصم اور ان کے ساتھیوں نے دفاع کے لیے تلواریں کھینچ لیں۔ یہ لوگ کہنے لگے قسم بخدا ہم تمہارا قتل نہیں چاہتے جبکہ ہم تم سے عہد و پیمان بھی کر چکے ہیں کہ تم کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ ان لوگوں نے صرف اس

---

[1] بعض مورخین اس کو مرثد بن ابی مرثد کا سریہ بتاتے ہیں (اجتہادی)

[2] طبقات ابن سعد نے ان کی تعداد دس لکھی ہے جبیں سات کے اسماء گرامی تحریر کیے ہیں اور تین کے نہیں دیگر مورخین بھی اس کے موید ہیں (اجتہادی)

لیے کہا تاکہ ان کو زندہ پکڑ کر کفار کے سپرد کیا جا سکے۔ اور اس کے عوض کفار سے اجر و انعام حاصل کریں، کیونکہ یہ جماعت عہد شکن جانتی تھی کہ کفار قریش کو اس سے زائد کوئی چیز پسند نہیں کہ اصحاب رسول میں سے کوئی صحابی ان کو مل جائے اور وہ اس کو مثلہ کریں اور مقتولین بدر و احد کے عوض انہیں قتل کریں۔

لیکن مسلمانوں نے ان کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔

مرثد، خالد بن بکر اور عاصم بن ثابت نے یہ کہہ کر "بخدا ہم کبھی بھی مشرکین کا عہد و معاملہ نہیں قبول کریں گے" جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے، لیکن زید و خبیب اور عبداللہ بن طارق نرم پڑ گئے اور زندگی کی خواہش کی بنا پر اپنے کو ان کے حوالہ کر دیا۔ انھوں نے ان سب کو قید کیا اور ان کو لیکر مکہ روانہ ہو گئے تاکہ وہاں ان سب کو بیچ ڈالا جائے جب یہ سب ظہران پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنے ہاتھ رسی سے چھڑا لیے اور تلوار اٹھا لی۔ مشرکین ان سے پیچھے رہ گئے تھے اس لیے انھوں نے ان پر پتھروں کی بارش کی اور وہ شہید ہو گئے ان کی قبر ظہران ہی میں ہے۔

خبیب بن عدی اور زید بن الدثنہ کو لے کر وہ لوگ مکہ آئے اور ان کو فروخت کر دیا۔ جناب خبیبؓ کو حجیر بن ابواہاب التمیمی نے جو بنی نوفل کا حلیف تھا۔ عقبہ بن حارث بن عامر بن نوفل کے لیے خرید لیا حجیر، حارث بن عامر کا بہنوئی تھا اور اس کو اس لیے خریدا تھا تاکہ عقبہ اپنے باپ کے عوض ان کو قتل کر دے۔

جناب زید بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تاکہ اپنے باپ امیہ بن خلف کے عوض ان کو قتل کرے۔

ان دونوں حضرات کی خرید ماہ ذی قعدہ میں ہوئی تھی پھر ان کو قید کر دیا گیا یہاں تک کہ اشہر حرام (وہ مہینہ جن میں عرب قتل و خونریزی کو حرام سمجھتے تھے) گذر گئے تو جناب زید کو ان لوگوں نے قتل کر دیا۔

جناب خبیبؓ بھی اسی طرح قید رہے یہاں تک کہ جب اشہر حرم نکل گئے تو تمام مشرکین نے ان کے قتل پر اجماع کیا ابتداء میں ان لوگوں نے آپ کو قید میں سخت تکلیف دی تھی جس پر آپ نے کہا: "ایک کریم قوم کو اپنے قیدی کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہ کرنا چاہیئے۔" اس کے بعد ان لوگوں کا رویہ ان سے اچھا ہو گیا اور آپ کو ایک عورت کی نگرانی میں نظر بند کر دیا گیا۔ اس عورت کو ماویہ کہتے تھے اور یہ حجیر کی آزاد کردہ کنیز تھی۔ ماویہ کا کہنا ہے کہ خبیب تہجد میں قرآن پڑھتے تھے۔ جب عورتیں سنتی تھیں تو ان پر روتی تھیں اور ترس کھاتی تھیں۔ ایک دن میں نے ان سے کہا تمھاری کوئی خواہش ہے؟ آپ نے کہا نہیں لیکن یہ کہ تو مجھے شیریں پانی پلا دیا کر اور بتوں کے نام پر جو ذبح ہو وہ مجھے نہ کھلایا کر۔ اور جب یہ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے بتا دینا۔

جب انھوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو میں نے ان کو بتا دیا۔ بخدا انھوں نے کچھ بھی اس کی پروا نہیں کی۔ جب وہ لوگ بہ قصد قتل خبیبؓ کو حرم سے لے کر نکلے تو خبیبؓ نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور پھر آپ نے نماز ادا کی۔ پھر اس زمانہ سے یہ سنت ہو گئی کہ جس کو قتل کیا جائے وہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔

خبیبؓ نے کہا اگر یہ لوگ یہ نہ کہتے کہ خبیبؓ ڈر گیا تو میں زائد رکعات پڑھتا اور مجھے اس کی پروا نہیں کہ میں اللہ کے لیے کس پہلو پر قتل کیا جاؤں۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا:

وَذٰلِكَ فِی ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاْءُ
یبارك علیٰ اوصالی شلو ممزع

(یہ جو کچھ ہے خدا کے لیے ہے اگر وہ چاہے تو ان پارہ پارہ ٹکڑوں پر بھی برکت نازل کرے گا۔ بارالٰہا ان کی تعداد کو گھیر لے اور ان کو منتشر کر دے۔)

پھر آپ کو ابو سروعہ بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف لے کر نکلا۔ آپ پر ضربت لگائی اور شہید کر دیا (اللہ کی ہزار بار رحمتیں نازل ہوں)

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ جب خبیبؓ کے قتل کا یہ لوگ فیصلہ کر چکے اور آپ کے جسم پر متعدد ہتھیار (تیر، نیزے پیوست کر دیے اور سولی پر لٹکا دیا) تو ان لوگوں نے زور سے کہا کیا تم پسند کرتے ہو کہ محمدؐ تمھاری جگہ پر ہوتے (اور تمھاری جان بچ جاتی) آپ نے جواب دیا بخدا میں اپنی جان کے برابر اس کو بھی عزیز نہیں کرتا کہ ان کے پیر میں کانٹا چبھ جائے۔ کہا جاتا ہے کہ زیدؓ بن دثنہ سے بھی ان لوگوں نے ایسا ہی کہا تھا اور انھوں نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ اس پر ابو سفیان کہنے لگا۔ میں نے لوگوں میں کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ کسی سے ایسی محبت کرتے ہوں جتنا اصحاب محمدؐ محمدؐ سے محبت کرتے ہیں۔

جناب زیدؓ کو نسطاس نے قتل کیا تھا۔

بنی ہذیل نے جب عاصمؓ کو قتل کیا تو انھوں نے چاہا کہ ان کا سر کاٹ کر سلافہ بن سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کریں کیونکہ جب اس کا بیٹا بدر میں مارا گیا تو اس نے نذر کی تھی کہ اگر میں عاصم کے سر پر قدرت پاؤں گی تو اس کے کاسۂ سر میں شراب پیوں گی۔ مگر ہوا یہ کہ شہد کی مکھیوں نے ان کو (سر کاٹنے سے) روک دیا۔ جب مکھیاں ان کے اور بنی ہذیل کے درمیان حائل ہو گئیں تو وہ کہنے لگے: اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ رات آ جائے پھر یہ مکھیاں چلی جائیں گی اور ہم سر کاٹ لیں گے۔ قدرت خدا سے ایک سیل آئی جو عاصمؓ کے لاشہ کو بہا لے گئی۔

جناب عاصمؓ نے اللہ سے مشرکین کی نجاست کی وجہ سے یہ عہد کیا تھا کہ نہ کبھی ان کو کوئی مشرک چھوئے گا اور نہ وہ کبھی کسی مشرک کو مس کریں گے۔

جب حضرت عمرؓ کو مکھیوں کی مدافعت کی خبر ملی تو کہنے لگے: "واہ کس طرح خدا نے بندۂ مومن کی حفاظت کی"۔

لہ یہ پوری طویل نظم ہے جس میں ۹ اشعار ہیں دیگر ارباب سیرت نے سارے اشعار نقل کیے ہیں (اجتہادی)

عاصمؓ نے یہ عہد کیا تھا کہ اپنی زندگی میں ان کو نہ مشرک مس کرے گا اور نہ وہ مشرک کو مس کریں گے۔ تو اللہ نے ان کی وفات کے بعد بھی ان سے ان کو اسی طرح دور رکھا جس طرح وہ زندگی میں ان سے دور رہے۔

جب وہ سب لوگ شہید ہو گئے جن کو رسول کریمؐ نے رجیع کے قبیلہ عضل وقارہ کی طرف بھیجا تھا اور آپ کو اس کی اطلاع ملی تو آپؐ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ایک انصاری کے ساتھ مکہ بھیجا اور ان دونوں کو قتل ابو سفیان پر مامور فرمایا۔ عمرو مکہ میں عالم اور پیغامبر رہ چکے تھے۔ جب یہ دونوں مکہ پہنچے اور رات کے طواف کعبہ کر رہے تھے تو ان میں سے ایک نے عمر کو پہچان لیا اور بڑی زور سے چیخ کر کہا یہ عمرو بن امیہ ہے۔ پھر یہ دونوں وہاں سے فرار ہو گئے اور بہ حفاظت مدینہ پہنچ گئے۔

سریہ بئر معونہ

صفر ۴ھ۔ مئی ۶۲۵ء

اس سریہ کو "سریہ منذر بن عمرو الخزرجی" اور بعض لوگ "سریۃ القراء" بھی کہتے ہیں۔ یہ سریہ ماہ صفر ۴ھ مئی ۶۲۵ء میں واقعۂ احد کے چار مہینہ کے بعد واقع ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے۔ واقعہ یہ ہوا تھا۔ رسولِ کریمؐ کی خدمت میں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر العامری جو "ملاعب الاسنہ" کے لقب سے مشہور تھا حاضر ہوا آپؐ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا مگر وہ اسلام نہیں لایا مگر دور بھی نہیں ہوا۔

عامر نے آپؐ سے عرض کی: یا محمدؐ! میں آپ کے اس امر (اسلام) کو اچھا اور بہتر سمجھتا ہوں اور میری قوم پیچھے ہے۔ اگر آپ اپنے کچھ اصحاب میرے ساتھ بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ آپؐ کے امر کو تسلیم کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے اہل نجد کی طرف سے اندیشہ ہے۔ عامر نے کہا میں ان کا ضامن بنتا ہوں۔ پھر رسول کریمؐ نے منذر بن عمرؓ کے ساتھ ستر صحابیوں کو بھیجا جو قاری تھے۔

جب یہ سب چاہ معونہ پر پہنچے تو انھوں نے حرام بن ملحان کے ہاتھ جو ام سلیم کا بھائی اور انس بن مالک کا ماموں تھا آپؐ کا گرامی نامہ عامر بن طفیل بن مالک بن جعفر الکلابی العامری کو بھیجا یہ ابو برا کا بھتیجا تھا۔ اس نے گرامی نامہ کو بھی نہیں دیکھا اور حرام پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ پھر اس نے اپنی قوم بنی عامر کو مسلمانوں کے برخلاف پکارا مگر انھوں نے مدد سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ابو براء کے مہمانوں کے ساتھ دغا نہیں کی جا سکتی۔ پھر اس نے قبائل سلیم میں سے عصیہ، رعلا اور ذکوان کو مدد کے لیے پکارا وہ اس کے ساتھ چلے اور اس کو اپنا سردار بنا لیا۔

جب مسلمانوں نے حرام کے آنے میں دیر محسوس کی تو ان کے نقشِ قدم پر چلے راستہ میں ان کی مشرکین سے مڈبھیڑ ہوئی۔

مشرکین نے مسلمانوں کو گھیر لیا، دشمنوں کی تعداد زیادہ تھی، جنگ ہوئی اور تمام اصحاب رسول شہید ہو گئے۔ جب رسول کریم ؐ کو یہ خبر ملی تو فرمایا: "یہ ابوبراء کی وجہ سے ہوا۔ جب اس نے ان کو اپنی حفاظت میں لیا تھا، لہٰذا اس پیمان کی حفاظت لازمی تھی اور اسی لیے میں اس امر کو ناپسند کر رہا تھا اور ڈر رہا تھا۔"

اس بات کی خبر ابوبراء کو پہنچی وہ اس کے بعد اپنے بھتیجے عامر بن طفیل کی اس حرکت پر نادم و پشیمان مر گیا۔ پھر عامر بن طفیل بھی مر گیا۔

حسانؓ بن ثابت نے مقتولین بئر معونہ کا مرثیہ کہا۔

رسول کریم ؐ کو جس قدر مقتولین بئر معونہ کا رنج و غم ہوا اتنا کسی مقتول کا نہیں ہوا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان حضرات کو جنگ کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ یہ لوگ تو بس مبلغ تھے اور یہ عرب کی قدیم عادت تھی کہ سفیروں کو قتل نہیں کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان حضرات کے ساتھ غداری کی گئی۔

علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بئر معونہ اور رجیع کے اصحاب کرام کی بابت ان کے نکلنے سے قبل کسی قسم کی اطلاع نہیں دی، جیسا کہ اس نے متعدد جگہ اس قسم کے مواقع پر مطلع کیا تھا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ خداوند عالم کے علم میں گذر چکا تھا کہ یہ حضرات شرفِ شہادت سے مکرم ہوں گے اور ظاہر ہے کہ ایسا ہونا ابوبراء اور اصحاب رجیع کے بلانے والوں کی آمد پر موقوف تھا۔

اس سریہ میں عمرو بن امیۃ الضمری بھی تھے اور ان کے سوا باقی سب شہید ہو گئے تھے۔ یہ ان کے ہاتھوں قید ہو گئے۔ ان سے عامر بن طفیل نے کہا کہ "میری ماں نے ایک نذر کی تھی لہٰذا تم اس کی طرف سے آزاد ہو" پھر اُن کی پیشانی کے بال کاٹ لیے اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر کی تھی ان کو اس کی طرف سے آزاد کر دیا۔

جب یہ رسول کریم ؐ کی خدمت میں آئے تو کہنے لگے "ان میں سے صرف میں واپس آیا ہوں۔"

عمرو جب مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو مقام قرقرہ پر بنی عامر کے دو آدمی ملے۔ یہ دونوں ان کے ساتھ ایک سایہ دار جگہ پر آتے یہ دونوں رسول کریم کی امان و عہد میں تھے لیکن عمرو اس چیز سے واقف نہ تھے۔ ان دونوں سے عمرو نے پوچھا تم کون ہو۔ انھوں نے کہا ہم بنی عامر میں سے ہیں۔ انھوں نے ان کو اسی حالت میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ سو گئے تو عمرو نے ان کو قتل کر دیا اور یہ خیال کیا بئر معونہ کے بعض مقتولین کا بدلہ تو ہو گیا۔ رسول کریم ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا: "جو تم نے کیا بُرا کیا۔ ان کو میری طرف سے امان ملی ہوئی تھی۔ مجھے ان کی دیت دینا ہوگی۔" اس کے بعد آپؐ نے ان کی دیت ان کی قوم کو بھیج دی۔ بئر معونہ میں قتل ہونے والے قاریوں میں عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام بھی تھے یہ وہی ہیں جن کو کفار طرح طرح کے عذاب دیتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ آپ بھی اس موقع پر شہید ہو گئے اور اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

غزوۂ بنی النضیر

ربیع الاول ۴ھ، جون ۶۲۵ء

نضیر اُن یہودیوں کو کہا جاتا تھا جو مدینہ میں مقیم تھے۔ یہ اور بنی قریظہ بیرونِ مدینہ رہائش رکھتے تھے اور وہیں ان کے باغات اور قلعے وغیرہ تھے۔

ایک سیرت نگار کے سوا سب کا یہ کہنا ہے کہ یہود جب مدینہ آئے تھے تو اس کے نشیبی حصّہ میں اُترے لیکن وہاں کی آب وہوا ناسازگار ہوئی تو یہ مدینہ کے بالائی حصّہ میں آ گئے۔ بنو نضیر "لطحان" میں اور بنو قریظہ "مہزور" میں اُترے۔ یہ دونوں وادیاں سیاہ پتھر والی زمین سے نیچے تھیں اور ان سے شیریں پانی نکلتا تھا۔ پھر بنو نضیر باغات اور قلعے تعمیر کرکے وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ ان کے اور مدینہ کے درمیان دو یا تین میل کے قریب فاصلہ تھا اور وہی مدینہ کے اطراف میں نخلستان کے مالک تھے۔

یہ غزوہ ماہ ربیع الاول ۴ھ (ہجرت کے سینتیسویں ۳۷ مہینہ) جون ۶۲۵ء میں واقع ہوا۔ رسول کریمؐ منفتہ کو روانہ ہوئے۔ مسجد قباء میں نماز پڑھی۔ آپ کے ہمرکاب دیگر مہاجرین و انصار تھے۔ پھر آپؐ بنی نضیر کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ وہ بنی کلاب کے ان مقتولین کی دیت میں شرکت کریں جن کو عمرو بن امیّہ الضمری نے (لاعلمی میں) قتل کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی کریں گے۔

رسول کریمؐ ان کے کسی گھر کی دیوار کے زیر سایہ بیٹھ گئے (یہ دیکھ) ان میں سے بعض یہودیوں نے تخلیہ میں یہ طے کیا کہ آپ کے ساتھ غدر و مکر کیا جائے۔ عمرو بن جحاش بن کعب بن بسیل النضری بولا میں مکان پر چڑھتا ہوں اور وہاں سے آپ پر پتھر پھینکوں گا۔

سلام بن مشکم نے کہا تم لوگ ایسا نہ کرو۔ یہ خدا جس چیز کا تم نے ارادہ کیا ہے اس کی اُن کو خبر ہو جائے گی اور (علاوہ ازیں) یہ اس معاہدہ کے خلاف بھی ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان ہو چکا ہے۔

آپ کو (وحی کے ذریعہ) ان کے ارادوں کی خبر ہو گئی۔ آپؐ اس تیزی سے کہ گویا کسی حاجت کا ارادہ فرما رہے ہیں اٹھے اور مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ پھر آپ کے اصحاب بھی آپ سے آ کر مل گئے۔

اس کے بعد رسول کریمؐ نے محمد بن مسلمہ کو ان کی طرف یہ کہہ کر بھیجا کہ میرے شہر (مدینہ) سے نکل جاؤ، اور میرے ساتھ اس میں نہ رہو، جو کچھ تم نے غداری کا ارادہ کیا وہ کیا (لیکن اب) میں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے

بعد جو دکھائی دے گا اس کی گردن مار دی جائے گی۔

وہ اس پر بھی چند روز ٹھہر کر تیاری کرتے رہے اور اپنی مدد کرنے والوں کے پاس ذوالجدر میں قاصد بھیجے اور مضبوط قسم کے اونٹ لوگوں سے کرایہ پر لیے۔

ابن ابی نے ان کی طرف قاصد بھیج کر کہلوایا تم اپنے گھروں سے نہ نکلنا اور اسی طرح اپنے قلعوں میں مقیم رہو۔ میرے پاس اپنی قوم کے دو ہزار افراد ہیں اور ان کے علاوہ دیگر عرب ہیں جو تمھارے ساتھ قلعوں میں داخل ہوں گے اور آخر دم تک مر جائیں گے (مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے) علاوہ ازیں قریظہ اور ان کے غطفانی حلیف بھی تمہاری مدد کریں گے۔ اس کے کہنے پر حی بھرے میں آگیا اور ایک قاصد کے ہاتھ رسول کریم کو کہلا بھیجا "ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلیں گے۔ آپ کا جو دل چاہے کر لیجیے" یہ سن کر آپ نے تکبیر فرمائی جس پر تمام صحابہ نے تکبیر کہی اور فرمایا: "یہود نے اعلان جنگ کر دیا پھر آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ روانہ ہوئے اور نماز عصر بنی نضیر کے میدان میں پڑھی۔

آپ کے علم حضرت علیؑ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اٹھائے ہوتے تھے۔ مدینہ پر ابن ام مکتوم کو عامل بنایا۔

جب انھوں نے رسول کریمؐ کو دیکھا تو قلعوں پر چڑھ گئے اور تیر و سنگ پھینکنا شروع کیے۔ (لیکن ہوا یہ کہ) قریظہ ان سے الگ رہے اور ان کی مدد نہیں کی۔ ابن ابی ان کے غطفانی حلیفوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا، وہ ان سب کی مدد سے مایوس ہو گئے۔ ادھر رسول کریم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کے نخل قطع کر دیے۔ اس پر وہ کہنے لگے یا ابا القاسم! (آپ کی کنیت) تم فساد سے روکتے ہو اور خود اس کے (نخل کے) بنانے والے پر عیب لگاتے ہو۔ نخل کے کاٹنے اور جلانے سے فائدہ؟ اور اس چیز (وہی) جس کے متعلق تمھارا خیال ہے کہ وہ اللہ نازل کرتا ہے" فساد فی الارض" (کی دعوت) پاتے ہو؟ پھر کہنے لگے ہم تمہارے شہر سے نکلے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آج میں اس کو نہیں مانتا۔

پھر آپ نے فرمایا نکل جاؤ یہاں سے اس طرح کہ تمہاری جانیں ہوں گی اور سوائے زرہ کے جو کچھ اونٹ لاد سکتے ہیں وہ ہو گا۔ اس شرط پر وہ راضی ہو گئے اور اتر آئے۔

ان کا محاصرہ ۱۵ دن رہا۔

بنی نضیر نے اتنا سامان ساتھ لے لیا جتنا اونٹ اٹھا سکتے تھے ان میں ایک آدمی اپنا گھر ڈھاتا اور اس میں سے جو اچھی لکڑی جیسے دروازہ اور چھجہ وغیرہ وہ اکھیڑتا اور اونٹ کی پیٹھ پر لاد کر چل دیتا۔

پھر وہ سب خیبر کی طرف چل دیے اور بعض شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ خیبر کی طرف جانے والوں میں سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق۔ حی بن اخطب وغیرہ تھے۔ جب وہ خیبر میں اترے تو وہاں کے لوگ ان کے مطیع ہو گئے۔

جب بنو نضیر کو جلاوطنی کا یقین ہو گیا تو اس جلن میں کہ مسلمان ان کے مکانات میں رہیں گے انھوں نے اندر سے

مکانات کو برباد کردیا اور جو بھی دروازہ یا اچھی لکڑی ان کو مکان میں لگی ہوئی نظر آتی تو وہ گھر کو گرا کر نکال لیتے اور اس کو اونٹوں پر لاد دیتے۔

ڈاکٹر اسرائیل ولفنسون اپنی کتاب "تاریخ الیہود فی بلاد العرب" میں کہتا ہے کہ "انہدام مکانات کا مقصد عمارت کی تخریب یا لکڑیوں کا حاصل کرنا نہ تھا بلکہ گھروں کے چھجوں کے گرانے کا تعلق ان کے مشہور عقیدۂ تلمودیہ سے تھا۔

اور وہ یہ ہے کہ ہر یہودی دروازوں کے چھجے میں ایک "صحیفہ" چھپا دیتا تھا۔ اس صحیفہ میں وہ وصیت مرقوم ہوتی جو جناب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو کی تھی اور وہ یہ تھی کہ "ہر بنی اسرائیل خدائے واحد پر ایمان کو باقی رکھے اور اس میں کبھی تبدیلی نہ کرے خواہ اس کو کتنا ہی معذب کیوں نہ کیا جائے اور خواہ اس کو قتل کیوں نہ کردیا جائے"۔

(اس کے بعد یہ طریقہ ہوگیا کہ) جب یہود اپنے گھروں سے جلا وطن ہونے لگتے تو اس کو اپنے ساتھ لے لیتے۔ اور یہ عادت معمولہ آج تک جاری ہے (آگے چل کر وہ لکھتا ہے کہ) ظاہر ہوتا ہے کہ بلاد عرب کے یہود بھی اس خوف سے کہ کہیں ہوا یا ہاتھ کے چھونے سے وہ تلف نہ ہوجائے اس صحیفہ کو اپنے گھروں کے چھجوں کے اندر رکھتے تھے۔ لہٰذا جب وہ جلا وطن ہونے لگے تو انھوں نے گھروں کے چھجوں کو گرادیا اور اس کو نکال لیا۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہودیوں کی یہ "عادت" تھی اور اس بارے میں ہم کسی قسم کی نزاع نہیں کرنا چاہتے۔ کہ وہاں مقدس صحیفوں کو لینا چاہتے تھے لیکن صحیفوں کے لینے کا یہ مطلب نہیں کہ گھر ڈھا دیے جائیں۔ (اگر ان کی یہی عادت تھی تو پھر ایسا ہونا چاہیئے تھا کہ) جب بھی کوئی یہودی ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتا تو پہلا گھر اس صحیفہ کو نکالنے کے لیے گرا دیتا اور (ظاہر ہے کہ) ایسا کبھی نہیں ہوا (اور نہ ہو سکتا ہے)

(مزید برآں) ابن اسحاق کی عبارت صراحتہً بتاتی ہے کہ ان میں کے ہر آدمی نے اپنا گھر دروازہ کے چھجے کی طرف سے گرایا اور اس کو اونٹ پر لادا اور چلتا بنا۔

اور "سیرت حلبیہ" میں تو یہ ہے کہ وہ ستونوں اور چھتوں کو توڑتے تھے اور لکڑیوں کو نکالتے تھے۔ یہاں تک میخیں بھی نکال لے گئے۔ اور حد میں دیواروں کو توڑ دیا تاکہ مسلمان اس میں نہ رہ سکیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ انھوں نے عورتوں، لڑکوں اور اموال کے ساتھ کوچ کیا ان کے ساتھ دف، بانسریاں اور گانے والیاں تھیں جو ان کے پیچھے گاتی ہوئی چلی آرہی تھیں۔

ان میں ام عمرو زوجۂ عروہ بن ورد العبسی بھی تھی جس کو انھوں نے خرید لیا تھا۔ اور یہ بنی غفار کی عورتوں میں سے تھی۔ یہ سب ایسی آرائش و احتشام سے نکلے جس کی نظیر اس زمانہ میں کسی قبیلہ کے یہاں نہیں پائی گئی۔ انھوں نے اپنا مال و متاع چھ سو اونٹوں پر لادا تھا۔

منافقین کو ان کے جانے کا سخت صدمہ ہوا، کیونکہ وہ ان کی ہمدردی کرتے تھے۔

رسول کریمؐ نے ان کے متروکہ اموال، زرہوں اور ہتھیاروں پر قبضہ کیا۔ آپؐ نے پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواروں پر قبضہ کیا۔ بنی نضیر کا تمام مال رسول کریمؐ کے لیے مخصوص ہُوا۔

آپؐ نے اس کو اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا اور اس سے ایک سال کے لیے جو اور کھجور کا آذوقہ اپنے ازواج اور بنی مطلب کے لیے جمع کیا اور جو بچ رہا وہ سلاح اور گھوڑوں کے لیے رکھا اور یہی خیال امام ابو حنیفہؒ کا بھی ہے۔

لیکن امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ آپؐ نے اس کو مہاجرین میں تقسیم کیا تاکہ انصار کچھ مہاجرین کے بارے سبکدوش ہو جائیں۔ اور یہ مسلک اس روایت سے متفق ہے جو ابن اسحاق نے بیان کی ہے کہ "ان اموال کو رسول کریمؐ کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا کہ آپؐ جہاں چاہیں صرف کریں۔ پھر آپؐ نے ان کو مہاجرین اولین پر تقسیم کیا اور انصار کو نہیں دیا۔ دو انصاری سہل بن حنیف اور ابو دجانہ سماک ابن خرشہ کہ انھوں نے آپؐ سے اپنے فقر و احتیاج کا اظہار کیا تو آپؐ نے ان کو بھی دیا۔

رسول کریمؐ نے سعد بن معاذ کو ابن ابی الحقیق (جو بنی نضیر کے سرداروں میں سے تھا) کی مشہور تلوار عنایت کی بنی نضیر میں سے صرف دو شخص مسلمان ہوئے یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن حجاش اور ابو سعد بن وہب۔ دونوں اپنے اموال کی سلامتی کے ساتھ اسلام لائے اور اپنے مال کو بچا لیا۔

اس غزوہ میں بنی نضیر کا مشہور بہادر اور تیر انداز عزوک قتل کیا گیا اور اس کو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے قتل کیا۔ پھر رسول کریمؐ نے ابو دجانہ اور سہل بن حنیف کو دس آدمیوں کے ساتھ بھیجا کہ جو حضرت علیؑ سے بچ رہے ہیں ان کو پکڑ لائیں پھر ان سب نے ان مفرورین کو قتل کیا اور ان کے سروں کو کنوئیں میں ڈال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تمام سورۂ حشر بنی نضیر کے بارے میں اُترا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا یابی، رسول کریمؐ کا تسلط اور ان کے بارے میں آپؐ کے "عمل" کا ذکر کیا ہے۔

بخاری میں سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کے سامنے سورہ حشر کہا آپ نے کہا بلکہ اس کو "سورہ نضیر" کہو۔

(نوٹ: میں نے تاریخ و سیرت کی جتنی بھی کتابوں کا مطالعہ کیا اس میں مدینہ سے جلا وطن بنی نضیر کی تعداد کا حال نہ معلوم ہو سکا۔ بنی نضیر میں سے کچھ خیبر کی طرف چلے گئے جو مدینہ سے سو میل کے فاصلہ پر ہے اور کچھ جنوب کو شام میں اذرعات کی طرف چلے گئے۔ چونکہ سورۂ حشر میں تمام بنی نضیر سے متعلق احوال و واقعات ہیں) اس لیے ابن عباس سورۂ حشر کو سورہ بنی نضیر کہتے ہیں جیسا کہ بخاری میں آیا ہے۔

حرمتِ شراب
عظیم اجتماعی اصلاح

بعض صحابہ نے آپؐ سے عرض کی کہ شراب کے بارے میں ہمیں حکم دیجئے یہ رہزن عقل و مال ہے۔
آیت اتری: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (البقرہ)
یہ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ اس میں گناہ عظیم اور نفع (قلیل) ہے۔

پھر بعض لوگوں نے بخیال نفع پینا شروع کیا اور بعض نے بخیال گناہ چھوڑ دیا۔ ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن عوف نے دعوت کی جس میں لوگوں نے شراب پی اور مخمور ہوگئے بعض اس نشہ میں نماز مغرب پڑھنے کھڑے ہو گئے اور اس میں قرآنی آیت اس طرح پڑھی: "یَاۤ اَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ" یعنی لا چھوڑ گئے۔ (اس کا ترجمہ یہ ہوا۔ اے کافرو جس کی تم عبادت کرتے ہو اسی کی ہم بھی عبادت کرتے ہیں، حالانکہ اصل میں یوں ہے کہ لَاۤ اَعْبُدُ جس کی تم عبادت کرتے ہو اس کی ہم عبادت نہیں کرتے۔
اس طرح قرأت میں اختلاط ہونے لگا۔ آیت اتری: یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (اے ایمان لانے والو نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو، جو کچھ تم کہتے ہو وہ سمجھ بھی تو سکو)
پینے والوں کی تعداد کم ہو گئی۔

پھر ایک مرتبہ انصاریوں کا اجتماع ہوا جس میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ جام چلے نشہ چڑھا اور رجز خوانیاں اور شعر خوانی شروع ہو گئی۔ سعد نے بھی اشعار پڑھے جس میں انصار کی ہجو تھی۔ ایک انصاری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سعد کے سر پر دے ماری جس سے ان کے سر پر نمایاں زخم آ گیا۔ انھوں نے رسول کریمؐ سے شکایت کی حضرت عمرؓ کہنے لگے بار الٰہا! شراب کے بارے میں واضح حکم نازل کر۔ کیونکہ یہ عقل افگن اور زر اور غارت گر مال ہے آیت اتری: یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (مومنو! شراب اور جوا، بت اور پاسے یہ سب ناپاک اور شیطانی کام ہیں۔ ان سے اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پا سکو)

حضرت عمرؓ نے کہا پروردگارا ہم آخر تک پہنچ گئے۔

پھر سب شراب نوشی سے دست بردار ہو گئے۔ شراب مدینہ میں حرام کی گئی تھی۔ شراب کی تدریجی تحریم میں حکمت یہ تھی کہ قوم بے انتہا شراب کی رسیا تھی اور ان کو اس سے عظیم فائدہ حاصل ہوتا تھا۔ خداوند عالم جانتا تھا کہ دفعتہً ممنوع کیا جانا ان پر بہت شاق ہوگا۔

ابو داؤد نے اپنی "سنن" میں شعبی سے اور شعبی نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ حرمت شراب کی آئت جس دن اترنا تھی اتری۔ شراب پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے۔ انگور سے، کھجور سے، گیہوں سے، جَو سے اور مکئی سے۔

خطابی کا کہنا ہے کہ خمر کو ان پانچ چیزوں سے مخصوص کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ خمر ان پانچوں کے علاوہ کسی اور سے بنتی ہی نہیں بلکہ ان چیزوں بلکہ ان چیزوں کا ذکر خصوصیت سے اس لیے کیا گیا کہ اس زمانہ میں ان ہی چیزوں سے شراب بنتی تھی۔

اور جو شراب کہ شارع نے حرام کی [illegible] وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اور چھپا لے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے منبر نبوی پر سنا کہ وہ کہہ رہے تھے "لوگو! آیہ تحریم خمر نازل ہو چکی ہے اور یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو۔ اور شراب اس کو کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لے (بخاری)

ابو داؤد نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا "جس چیز کا کثیر حصہ نشہ آور ہو اس کا قلیل بھی حرام ہے"

اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ کریمؐ کو فرماتے سنا کہ "ہر مسکر حرام ہے اور جس کو فرق (نامی کا ایک برتن) سے نشہ آجائے تو اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔

رسول کریمؐ نے ہر نشہ آور اور مفتر شے کو حرام کیا اور مفتر ہر اس شراب کو کہیں گے جو دماغ میں فتور لائے اور اعضاء کو بے حس کر دے۔

دیلم حمیری کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریمؐ سے سوال کیا "یا رسول اللہ ہم ایک ٹھنڈی زمین پر رہتے ہیں جس میں ہمیں سخت ریاضت کرنا پڑتی ہے۔ ہم اس گیہوں سے شراب بناتے ہیں تاکہ ہم اپنے اعمال اور اپنی بستی کی سردی پر قابو پا سکیں۔" آپؐ نے فرمایا "کیا نشہ بھی ہوتا ہے؟" میں نے "ہاں!" آپؐ نے فرمایا "پھر اجتناب کرو"۔ میں نے کہا "وہاں کے لوگ اس کو نہیں چھوڑ سکتے۔" آپؐ نے فرمایا "اگر نہیں چھوڑتے تو ان سے قتال کرو۔"

شریعتِ اسلامیہ وہ پہلی شریعت ہے جس نے شراب کو بالکل حرام قرار دیا کیونکہ اس کے پینے سے خرابیاں جرائم، اخلاقی، جسمانی، مالی نقصانات تھے اور اسی لیے رسولِ کریمؐ اور خلفاء نے شارب الخمر کی حد مقرر فرمائی۔

لیکن اس کے باوجود یہ ہمارے شہروں میں عام ہے اور حکومتیں اس پر اسی طرح ٹیکس لیتی ہیں جس طرح دوسری تجارتوں پر ٹیکس لیتی ہیں۔

شراب نوشی کی سزا

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے شراب نوشی پر لکڑی اور نعلین سے مارا ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے چالیس درّے لگائے۔

ترمذی کی ایک روایت ہے کہ رسول کریمؐ کے پاس ایک شرابی آیا۔ آپؐ نے اس کو چالیس مرتبہ لکڑی سے مارا اور ایسا ہی حضرت ابوبکرؓ نے بھی کیا۔

حرمت شراب کا حکم ۴ھ غزوہ بنی نضیر کے دوران میں نافذ ہوا ہے۔

بعض لوگوں نے دَورِ جاہلیت میں بھی شراب کو حرام قرار دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلا وہ شخص جس نے شراب کو حرام کیا ولید بن مغیرہ تھا، مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ قیس بن عاصم السعدی تھا۔ حرام کرنے والوں میں (قابلِ ذکر افراد) حضرت عبدالمطلب، حضرت ابوطالب، حضرت قصی بن کلاب، ورقہ بن نوفل اور شیبہ بن ربیعہ وغیرہ تھے۔

مگر اب مسلمانوں کے شہروں میں مسکرات عام ہیں اور ان کی تجارت جاری ہے، یہاں تک کہ یہ (مصیبت) دیہاتوں تک میں پہنچ گئی ہے۔ علماء دین اس کے انسداد سے عاجز ہیں اور صرف وعظ و ہدایت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور ہم نہیں دیکھتے کہ وہ پرجوش اجتماعی اقدام سے حکومتوں کو قانون تحریم کے نفاذ پر آمادہ کریں۔

مغربی ممالک حیرت میں ہیں کہ مسکرات ان ممالک میں عام رائج و مباح ہے جہاں کے باشندے اس دین اسلام کے مطیع ہیں جو شراب کو "پلید گی" اور "عمل شیطانی" سے تعبیر کرتا ہے۔

بار الٰہا ہم کو اتنی دلیری، ہمت اور قوت اقدام عطا کر اور حکومتہائے اسلامیہ کو یہ توفیق عطا کر کہ وہ دین مستقیم کی تعلیمات پر عمل کر سکیں!

غزوہ ذات الرقاعؑ

اس غزوہ کو "غزوہ ذات الرقاع" کیوں کہتے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذات الرقاع اس مقام پر ایک شجر کا نام ہے اور اس کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس کو غزوہ ذات الرقاع کہا جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ ان کے پیروں کو چلنے سے تکلیف ہوتی تھی۔ اس لیے انھوں نے اس پر چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اس لیے اس غزوہ کا یہ نام رکھا گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ ان جھنڈوں میں پیوند لگے ہوئے تھے اس لیے اس کو ذات الرقاع کہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ "ذات الرقاع" وہاں ایک پہاڑ تھا جس میں سیاہی، سفیدی، سرخی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا پہاڑ پر ان رنگوں کے (پیوند لگا دیے گئے ہیں۔ تو پہاڑ کی بنا پر اس غزوہ کو ذات الرقاع کہنے لگے۔

مگر صحیح یہی ہے کہ یہ اس مقام کا نام تھا جیسا کہ دعثور کہتا ہے "حتیٰ اذا کنا بذات الرقاع" یہاں تک کہ ہم ذات الرقاع میں پہنچے۔

اس غزوہ کو غزوہ محارب، غزوہ بنی ثعلبہ۔ غزوہ بنی انمار اور غزوہ صلاۃ الخوف بھی کہتے ہیں۔ "غزوہ صلاۃ الخوف" اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں "نماز خوف" پڑھی گئی تھی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ بنی نضیر کے بعد رسول کریمؐ ربیع الاول، ربیع الثانی اور ماہ جمادی الاول کے کچھ دن مدینہ ہی میں مقیم رہے پھر آپ بنی محارب بنی ثعلبہ غطفانی کے خیال سے دلیرانہ نجد کی طرف نکلے۔ اس جگہ کو ذات الرقاع کہا جاتا تھا۔ وہاں ایک غطفانی دستہ سے مڈبھیڑ ہوئی دونوں لشکر ایک دوسرے سے قریب ہوئے مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی لیکن (خوف حملہ زنی) بدستور رہا یہاں تک کہ رسول کریمؐ نے نماز خوف پڑھائی۔ پھر مسلمان واپس ہو گئے۔

یہ پہلی نماز خوف تھی جو رسول کریمؐ نے پڑھائی تھی۔

نماز خوف: صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول کریمؐ کے ساتھ نجد کی طرف روانہ ہوا۔ پس ہم دشمن کے سامنے ہوئے اور صفیں باندھ لیں۔ پھر رسول کریمؐ ہمیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے

لہ رقاع جمع رقعہ کی بمعنی ٹکڑا۔ پارچہ۔ پیوند۔ پرزہ۔ قطعہ۔ (اجتہادی)

لہ یہ غزوہ ماہ محرم ۵ھ میں واقع ہوا جیسا کہ طبقات ابن سعد وغیرہ میں مذکور ہے (اجتہادی)

تو ایک دستہ تو آپؐ کے ساتھ نماز میں کھڑا رہا اور دوسرا دستہ دشمنوں کے سامنے رہا۔ پھر آپؐ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی۔ اور دو سجدے کیے پھر وہ دستہ اس دستہ کے مقام پر چلا گیا جنھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی پھر وہ لوگ آئے رسول کریمؐ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔ پھر ان میں سے ہر ایک چلا گیا اور آپ نے فرادیٰ ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ مخالفین نے جنگ کے لیے لشکر جمع کرنا شروع کیا تھا۔ آپؐ نے اصحاب کرام کو مطلع کیا اور ان کو تیاری کا حکم دیا۔ آپؐ چار سو اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے ایک ضعیف سی روایت میں اس کی زائد تعداد بتائی جاتی ہے۔

مدینہ پر آپؐ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو والی بنایا اور ایک ضعیف روائت میں جناب عثمان رضؓ کا نام بھی بتایا جاتا ہے

آپ روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جس کو "وادی الشقرہ" کہا جاتا ہے اور فوجی دستوں کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ پھر وہ سب رات کو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ہم کو تو کوئی نظر نہیں آیا۔ پھر آپؐ روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام نخل پر پہنچے۔ اور یہ نجد میں ایک مقام ہے جو غطفان کی آراضی میں شامل ہے لیکن ان مقامات پر سوائے عورتوں کے آپ نے کسی کو نہیں دیکھا۔ جن کو پکڑ لیا گیا۔

یہ خبر مخالفین کو مل گئی، ڈر کر پہاڑ کی چوٹیوں پر منتشر ہو گئے۔ پھر اُن میں سے کچھ لوگ جمع ہو کر لشکر رسولؐ سے جنگ کرنے کے لیے آئے مگر آپس میں ہی ایک دوسرے کو ڈرانے لگے اور ان سے جنگ نہ ہو سکی۔

غزوہ بدر الاخیرہ

اس غزوہ کو "غزوہ بدر الصغریٰ" بھی کہا جاتا ہے اور "غزوہ بدر الموعد" بھی کہتے ہیں کیونکہ احد کے دن ابوسفیان سے اس جگہ قتال کا وعدہ تھا۔ اس کو بدر الثالثہ اور "غزوہ السویق" بھی کہا جاتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمرکاب پانچ سو اصحاب اور دس گھوڑے تھے۔

یہ غزوہ ماہ شعبان ۴ھ ابوسفیان کی وعدہ گاہ میں واقع ہوا تھا۔

مدینہ پر آپ نے عبداللہ بن رواحۃ الخزرجی کو والی بنایا اور علم مبارک حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمایا۔

ابوسفیان دو ہزار قریش اور پچاس گھوڑے لے کر نکلا اور "مرالظہران" کے قریب مقام پر اترا۔[1] مگر وہاں پہنچ کر اس کو واپسی کی سوجھی۔ وہ کہنے لگا "گروہ قریش! تمہارے لیے تو وہ سال مناسب ہے جو سرسبز و شاداب ہو جس میں تم اپنے مویشیوں کو چرا سکو اور دودھ پی سکو۔ تمہارا یہ سال تو خشک سال ہے۔ لہٰذا میں پلٹتا ہوں اور تم بھی واپس چلو" پھر وہ واپس چلا گیا اور لوگ بھی اس کے ساتھ واپس چلے گئے۔

ان کا نام مکے والوں نے "جیش سویق" رکھا تھا وہ کہتے تھے کہ تم ستو پیتے ہوئے نکلے تھے۔ سویق ستو کو کہتے ہیں۔ یہ صاف ابوسفیان کا بہانہ تھا کیونکہ وہ ہرگز جنگ نہیں چاہتا تھا وہ صرف اس لیے نکلا تھا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اس نے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور عسب وعدہ نہیں نکلا اور یہ بھی لطف ہے کہ کسی لشکری نے بھی پلٹنے میں کچھ پس و پیش نہیں کیا (معلوم ہوتا ہے کہ) لشکر بھی جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ابوسفیان نے نعیم نامی ایک شخص کو اس مقصد سے مدینہ بھیجا کہ وہ صحابہ کرام کو کثرت تعداد دشمن سے مرعوب کرے اور ان کو عدم خروج کی ترغیب دے اور یہ سب کچھ اس نے اس لیے کیا تھا تاکہ پلٹنے کا بہانہ ہاتھ آئے۔ لیکن رسول کریم نے نہ تو کثرت تعداد لشکر کی پرواہ کی اور نہ ہی لوگوں کے توقف کی۔ آپ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کوئی میرے ساتھ نہ نکلے گا تو میں تنہا ہی نکلوں گا۔ پھر آپ بدر میں آٹھ دن تک ابوسفیان کے انتظار میں مقیم رہے اس عرصہ میں مسلمان سامان تجارت فروخت کرتے رہے اور کثیر نفع حاصل کیا۔

اسی ۴ھ میں آپ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ سے تزویج فرمائی۔ اسی سال آپ نے زید بن ثابت کو کتاب یہود کے تعلم کا حکم دیا۔ اسی سال عبداللہ بن عثمان نے چھ سال کی عمر میں انتقال کیا اور اسی سال سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

---

[1] اس مقام کا نام مجنہ تھا (اجتہادی)

غزوہ دومۃ الجندل

شام کا پہلا غزوہ

دومۃ الجندل ایک شہر ہے، دمشق اور اس کے درمیان پانچ راتوں کی مسافت ہے، مدینہ سے پندرہ راتوں کی مسافت کے فاصلے پر واقع ہے۔

یہ غزوہ ماہ ربیع الاول ۵ھ (جولائی ۶۲۶ء) میں واقع ہوا۔ مدینہ پر آپ نے سباع بن عرفطۃ الغفاری کو والی بنایا۔

سبب ا۔ آپ کو خبر ملی کہ وہاں ایک کثیر جماعت ہے جو وہاں سے گذرنے والوں پر ظلم کرتی ہے اور وہ مدینہ کے قریب آنے کا ارادہ کر رہے ہیں (یہ سُن کر) آپ ایک ہزار صحابہ کی معیت میں روانہ ہوئے بنی عذرہ کا ایک آدمی راستہ بتانے کے لیے ہمراہ تھا، اس کا نام "مذکور" تھا۔ دومۃ الجندل والوں پر آپ کا رعب غالب آگیا۔ وہ متفرق ہو گئے اور آپ مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے اونٹوں کی "غنیمت" حاصل ہوئی۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ آپ ان سے ملنے سے پہلے ہی واپس ہو گئے اور لڑائی نہ ہو سکی بقیہ سال آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔

حضرت زینبؓ سے نکاح

ماہ صفر ۵ھ (جولائی ۶۲۶ء) میں آپ نے زینبؓ بنت جحش بن رئاب الاسدیہ سے تزویج فرمائی۔

آپ عبداللہ بن جحش کی بہن تھیں آپ کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا جو رسول کریم کی پھوپھی اور سابقین اسلام میں سے تھیں۔

جب آپ کے شوہر زید بن حارثہ نے آپ کو طلاق دے دی تو رسول کریمؐ نے آپ سے نکاح کیا۔ زید بن حارثہ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے جنکو حضرت (خدیجہؓ) نے قبل بعثت رسول کریم کو ہبہ کیا تھا، اس وقت زید کی عمر ۸ سال کی تھی، آپؐ نے ان کو آزاد کیا اور (منہ بولا) بیٹا بنایا۔ لوگ ان کو "زید بن محمدؐ" کہہ کر پکارتے تھے۔ رسول کریمؐ نے زید کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے کر دیا تھا جب رسول کریمؐ نے زید سے ان کا نکاح کرنا

چاہا تو آپ نے ان کے نکاح میں آنے سے انکار کیا، جس پر رسول کریم نے فرمایا: "اس سے نکاح کرو" آپ نے کہا یا رسول اللہ ذرا میں اپنے دل سے پوچھ لوں، باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ آیت اتری (وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا) (جب کسی چیز کا اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کر دے تو کسی مومن یا مومنہ کے "اختیارات" باقی نہیں رہتے، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگا) اس وقت جناب زینبؓ بولیں، یا رسول اللہ! میں نکاح پر راضی ہوں۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے۔ حضرت زینبؓ نے کہا میں رسول اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گی اور اس کے نکاح میں اپنا نفس دیتی ہوں۔ ابتداء میں جناب زینب کے انکار کا سبب یہ تھا کہ زید آپ کے کفو (جوڑ کے) نہیں تھے اور آپ اس کا اظہار بھی کر چکی تھیں کہ میں حسب و نسب میں اس سے بہتر ہوں اور (یہ طے شدہ بات ہے کہ) عورت اس بارے میں سخت ہوتی ہے (لیکن) جب آیت اتری تو آپ راضی ہو گئیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد زید نے رسول کریمؐ سے آپ کی شکایت کی کہ زینب مجھے اذیت پہنچاتی ہیں اور اپنے نسب کی برتری اور میری کمتری نسب کی بنا پر اپنی بڑائی کا اظہار کرتی ہیں۔ آپ انہیں فرماتے، اپنی زوجہ کو اپنے پاس رہنے دو "یعنی طلاق نہ دو" لیکن وہ ان کے ساتھ نہ رہ سکے اور طلاق دے دی۔ یہ فطری بات ہے کہ انسان اپنی اس زوجہ کے ساتھ نہیں رہ سکتا جو اس پر اپنی برتری کا اظہار کرے اور اپنی شخصیت کو اس سے بلند سمجھے۔

عدت گزرنے کے بعد رسول کریمؐ نے آپ سے نکاح فرما لیا اور اپنے اس اقدام سے منہ بولے بیٹے کے ساتھ جو روایات تھے اس کو باطل کر دیا، کیونکہ قانونِ شریعت جس طرح آپؐ کے قول سے بنتا ہے اسی طرح آپؐ کے فعل سے بھی تشکیل پاتا ہے۔ اور اسی لیے جب اللہ نے زوجۂ متبنٰی کی تحریم کو منسوخ کرنا چاہا تو فرمایا (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ) (محمد تمہارے کسی آدمی کا باپ نہیں) اور فرمایا (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ) (تم ان کو ان کے باپ سے منسوب کر کے پکارا کرو یہی اللہ کے نزدیک زائد قرینِ انصاف ہے) اس کے بعد زید کو زید بن حارثہ کہہ کے پکارا جانے لگا۔

(فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا) (جب زید اپنی حاجت پوری کر چکے (طلاق دے دی) تو ہم نے اس عورت کا نکاح تم سے کر دیا تاکہ عام مومنین کو اپنے لے پالک لڑکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جب وہ ان کو طلاق دے چکے ہوں کسی طرح کی تنگی نہ رہے اور خدا کا حکم تو قطعی ہوتا ہے)

اللہ تعالیٰ نے رسول کریمؐ کی طرف وحی کی تھی کہ زید عنقریب اپنی زوجہ کو طلاق دے دیگا اور اس کے بعد تم اس سے شادی کرو گے لیکن رسول کریمؐ نے حد درجہ اخفا سے کام لیا اور زید سے کہا کہ اپنی زوجہ کو اپنے پاس ہی رہنے دو اس

بنا پر اللہ نے عتاب آمیز انداز سے فرمایا: وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ (اے رسول وہ وقت یاد کرو) جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر خدا نے بھی احسان کیا تھا اور تم نے بھی کہ تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور خدا سے ڈر اور تم خود اس بات کو دل میں چھپاتے ہوئے تھے جس کو خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم (اس بارے میں) لوگوں (کے طعن و تشنیع سے) ڈرتے تھے حالانکہ ڈرنا صرف خدا سے چاہیئے)

یہ عتاب "ترک اولی" پر نازل ہوا کیونکہ ایسے معاملہ میں بہتر یہی تھا کہ آپ چپ رہتے یا معاملہ کو زید کی رائے پر رکھتے۔ رسول کریمؐ نے منافقوں اور دشمنوں کے طعن و تشنیع کے خوف کی وجہ سے اس وحی کی خبر نہیں دی جو "زید کی طلاق" اور آپ سے "تزویج" کی بابت تھی۔ چنانچہ اس پر عتاب ہوا۔ اور ممکن ہے کہ (اس لیے بھی آپ نے خبر نہ دی ہو) کہ آپ کو خبر دینے کے لیے نہیں کہا گیا تھا اور یہ صرف "آپ کے لیے اطلاع" تھی۔

لیکن قصہ تراشوں نے اس مقام پر ناقابلِ قبول فسانہ طرازیاں کی ہیں اور (یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے) کہ نبی ایسے امور سے محفوظ و معصوم رہتا ہے۔

حضرت زینبؓ اکثر ازواجِ نبی کے مقابلہ میں فخر کرتیں اور کہتیں کہ میرا نکاح تو اللہ نے آسمان پر کیا ہے۔ رسول کریمؐ نے "نان و گوشت" کا ولیمہ کیا تھا۔

حضرت زینبؓ انتہائی نیک، روزہ دار، نمازی اور اپنے ہاتھ سے بہت خیرات اور صدقہ دینے والی خاتون تھیں۔ ان کا نام "برہ" تھا رسول کریمؐ نے زینب رکھا۔ نکاح کے وقت آپ کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔ جناب زینب ہی کے سبب آیہ حجاب نازل ہوئی۔

سنہ۲۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور اس وقت آپ کی عمر ۵۳ سال تھی۔ جناب زینبؓ وہ پہلی بیوی ہیں جن کا ازواج میں آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلے انتقال ہوا۔

حضرت عمرؓ نے آپ کی طرف بارہ ہزار درہم جیسا کہ ازواج کے لیے مقرر کیے گئے تھے بھیجے، آپ نے وہ رقم لے لی اور اپنے رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کردی اور فرمایا "بار الٰہا اس کے بعد عمر بن خطابؓ کا کوئی عطیہ مجھے نہ ملے"۔ پھر آپ کا انتقال ہوگیا۔ نماز جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھائی۔ اسامہ بن زید اور محمد بن عبداللہ بن جحش اور عبداللہ ابن ابی احمد بن جحش آپ کی قبر میں اُترے۔

کہا جاتا ہے کہ آپ پہلی عورت ہیں جن کے لیے "نعش" (تابوت) بنایا گیا۔ اس کی طرف اسماء بنت عمیس نے توجہ دلائی تھی۔ انھوں نے حبشہ میں ایسا دیکھا تھا۔ خانہ عقیل اور خانہ ابن حنفیہ کے درمیان بقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اللہ رحمت نازل کرے زینبؓ جحش پر انھوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا جس تک کوئی شرف

نہیں پہنچ سکتا، ان کا نکاح اللہ نے اپنے نبیؐ کے ساتھ اس دنیا میں کیا اور قرآن میں ان کے متعلق آیت اتاری۔ ایک مرتبہ رسول کریمؐ نے فرمایا اور ہم سب ان کے ارد گرد بیٹھے تھے کہ "سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ فیاض ہے پھر رسول کریمؐ نے ان کو اپنے سے جلد ملحق ہونے کی بشارت دی اور وہ آپ کی جنت میں زوجہ ہیں۔

غزوۃ المریسیع

یا

غزوہ بنی مصطلق

"مریسیع" بنی خزاعہ کے چشمہ کا نام ہے اس غزوہ کو "غزوہ بنی مصطلق" بھی کہا جاتا ہے۔ بنی مصطلق بنی خزاعہ میں سے تھے۔ یہ غزوہ شعبان ۵ھ (دسمبر ۶۲۶ء) میں واقع ہوا۔

سبب۔ حارث بن ابی ضرار خزاعی نے ایک لشکر رسول کریمؐ سے جنگ کرنے کے لیے جمع کیا (یہ سن کر) رسول کریمؐ ان لوگوں (کی سرکوبی) کے لیے روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ بہت سے منافقین بھی نکلے جو اس کے قبل کسی غزوہ میں اس تعداد میں روانہ نہیں ہوئے تھے۔

آپ کے ساتھ تیس گھوڑے تھے جس میں سے دس مہاجرین کے تھے اور دس انصار کے تھے۔ مدینہ پر زید بن حارثہ اور بقولے ابوذر غفاری کو والی بنایا۔

آپ کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ اور عائشہؓ بھی تھیں۔ آپؐ نے مشرکین کا ایک جاسوس بھی قتل کیا۔ آپ قدید کی جانب سے مریسیع کے ساحل کی طرف پہنچ گئے اور اپنے اصحاب کو صف بندی کا حکم دے دیا۔ مہاجرین کا حضرت ابوبکرؓ اور انصار کا پرچم سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا۔ مسلمانوں نے مشرکین پر حملہ کیا، دس کو قتل اور باقی کو اسیر کیا۔ ان لوگوں کی تعداد سات سو سے زائد تھی۔

مردوں، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا۔ اونٹوں اور بکریوں کو ہنکا لیا گیا۔

مسلمانوں میں سے صرف ہشام بن صبابہ قتل ہوئے اور وہ بھی دھوکے سے قتل ہوئے۔ عبادہ بن صامت کے قبیلہ سے ایک انصاری تھا اس نے دشمن سمجھتے ہوئے قتل کر دیا تھا۔

قیدیوں میں جناب جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار (جو رئیس بنی مصطلق تھا) بھی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب آپؐ نے بنی مصطلق کے قیدی تقسیم کرنا شروع کیے تو جویریہ ثابت بن قیس ابن شماس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں۔ لیکن انھوں نے مکاتب[1] بنانا چاہا اور جویریہ حسین وجمیل عورت تھیں جو بھی

---

[1] مکاتبت۔ مال معینہ کی ادائگی کی شرط پر آزاد کرنا۔

ان کو دیکھتا وہ اس کے دل پر قابض ہو جاتیں، وہ رسول کریمؐ کے پاس زرِ مکاتبت میں مدد کی خواستگاری کے لیے آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ میں جویریہ بنت حارث ہوں اور حارث اپنی قوم کا سردار تھا اور جس بلا میں میں گرفتار ہوئی ہوں وہ آپ پر مخفی نہیں میں نے اپنی مکاتبت چاہی ہے تو "زرِ حریت" کی ادائیگی میں آپ میری مدد فرمائیے۔ رسول کریم نے فرمایا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں اس رقم کو ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں۔ آپ نے کہا بہت بہتر۔

پھر رسول کریمؐ نے ایسا ہی کیا، لوگوں کو خبر پہنچی کہ آپؐ نے جناب جویریہؓ سے شادی کر لی ہے تو کہنے لگے یہ (قیدی) رسولِ کریمؐ کے قرابت دار ہو گئے ہیں۔ پھر انھوں نے بنی مصطلق کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ آپ کی وجہ سے بنی مصطلق کے سو گھرانہ آزاد ہوئے۔ ہم نہیں جانتے کہ کوئی عورت اس عورت سے زائد اپنی قوم کے لیے بھاگوان ثابت ہوئی ہو۔

جب رسول کریمؐ نے آپ سے شادی کی تو پردے بٹھا دیا اور ان کا بھی حصہ معین کیا۔ شادی کے وقت آپ کی عمر بیس سال کی تھی۔ سنہ ۵۰ھ میں بعمر ۶۰ سال انتقال فرمایا۔

رسول کریمؐ سے آپ کی شادی کی وجہ سے خداوند عالم نے بنی مصطلق کی اکثریت کو اسلام کی طرف ہدایت دی اور پھر حارث بھی اسلام لے آیا اور یہیں سے تزویج جویریہؓ کی حکمت ظاہر ہوتی ہے۔

ہشام بن صبابہ کا قتل

ہم نے کہا تھا کہ ہشام بن صبابہ ایک انصاری کے ہاتھوں دھوکے سے قتل ہو گئے تھے۔

لوگ چشمہ مریسیع پر تھے کہ ایک جماعت پانی پینے کے لیے آئی۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ ایک شخص جو بنی غفار میں سے تھا جس کو جہجاہ بن سعید کہتے تھے اپنے گھوڑے کو کھینچتا ہوا پانی پر آنے لگا۔ پھر جہجاہ اور سنان جہنی (جو بنی عوف بن خزرج کا حلیف تھا) نے باہم ایک دوسرے کو چشمہ پر دھکیلنا شروع کیا۔ نوبت قتال تک آئی۔ جہنی چیخا یا انصار! جہجاہ چیخا یا مہاجرین! عبداللہ بن ابی سلول کو غصہ آیا۔ اس وقت اس کے پاس اس کی قوم کے کچھ لوگ تھے، جن میں زید بن ارقم بھی تھے جو نوخیز اور کم سن تھے وہ کہنے لگا جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے تو نے کتے کو اس لیے موٹا کیا کہ وہ تجھے کھا لے۔ واللہ اگر ہم مدینہ پلٹے تو وہاں سے عزت دار ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ پھر وہ اپنی قوم کے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: "یہ خود تمھارا کیا ہوا ہے تم نے ان کو اپنے گھروں میں اتارا، اپنے مال کو ان میں تقسیم کیا۔ واللہ اگر (آج بھی) تم ان سے ہاتھ روک لو تو وہ تمھارے شہروں کے علاوہ کہیں اور چلے جائیں"۔ زید بن ارقم نے یہ سب کچھ سنا، اس وقت وہ کم عمر تھے، وہ رسول کریمؐ کے پاس آئے اور یہ وقت وہ تھا جب آپؐ دشمن سے فارغ ہو چکے تھے۔ انھوں نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس وقت آپؐ کے پاس حضرت عمرؓ بھی تھے، سنتے ہی بولے یا رسول اللہ عباد بن بشر بن وقش کو حکم دیجئے کہ وہ اس کو قتل کر دے۔ آپؐ نے فرمایا "عمر یہ کیسے ہو سکتا ہے (کیا تم یہ چاہتے ہو) کہ لوگ یہ کہیں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا رہتا ہے۔ نہیں،

دالیسا نہیں ہوگا لیکن اب کوچ ہوگا" حالانکہ اس وقت رسولِ کریمؐ جانے کے لیے تیار نہ تھے۔

لوگوں نے کوچ شروع کیا۔ عبداللہ بن ابی کو جب یہ خبر ملی کہ زید بن ارقم نے جو کچھ سنا تھا گوشِ اقدس رسولؐ تک پہنچا دیا، تو حاضرِ خدمت ہو کر قسمیں کھانے لگا کہ میں نے ایسا نہیں کہا ہے اور نہ ایسی بات کہی ہے۔

عبداللہ بن ابی اپنی قوم میں معزز و مکرم تھا، اس وقت جو انصاری صحابہ حاضر تھے وہ کہنے لگے یا رسول اللہؐ! ممکن ہے کہ اس بچّے کو اس کی بات سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے اور جو اس نے کہا اس کو وہ (پوری طرح) محفوظ نہ رکھ سکا ہو اور یہ انھوں نے عبداللہ بن ابی پر مہربانی کرتے ہوئے بچانے کے خیال سے کہا تھا۔

جب رسول کریمؐ کوچ پر تیار ہوئے اور وہاں سے روانہ ہوئے تو (راہ میں) اسید بن حضیر آپ سے ملے۔ بعد سلام عرض پرداز ہوئے یا رسول اللہ! آپ اس وقت جا رہے ہیں حالانکہ ایسی ساعت میں آپ سفر نہیں فرمایا کرتے۔ آپ نے فرمایا، جو کچھ تمھارے ساتھی نے کہا وہ تم نے بھی سنا، عرض کی یا رسول اللہ کون ساتھی؟ آپ نے فرمایا عبداللہ بن ابی۔ عرض کی اس نے کیا کہا۔ فرمایا "وہ گمان کرتا ہے کہ اگر وہ مدینہ گیا تو وہاں کے معزز لوگ ذلیلوں کو نکال دیں گے"۔

اسید نے کہا یا رسول اللہ بلکہ آپ اس کو نکال دیں گے۔ بہ خدا وہ ذلیل ہے اور آپ جلیل۔ پھر کہنے لگے یا رسول اللہؐ اس کے ساتھ رحم فرمائیے، بہ خدا وہ اس وقت آپ کے پاس آیا جب اس کی قوم نے اس کے لیے موتیوں کا ہار تیار کیا تھا، تاکہ اس کی تاج پوشی کریں۔ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ آپ نے اس سے حکومت چھین لی۔

پھر رسول کریمؐ اس دن سارا دن چلتے رہے، یہاں تک کہ رات ہو گئی اور پھر رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اور دوسرا دن شروع ہو گیا یہاں تک کہ سورج (کی گرمی) تکلیف دینے لگی۔ پھر آپ نے لوگوں کے ساتھ منزل کی۔ پھر اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ انھوں نے زمین پائی اور سو گئے۔ اور ایسا آپ نے اس لیے کیا تھا کہ عبداللہ بن ابی کی بات کو لوگ بھول جائیں۔ پھر آپ نے لوگوں کے ساتھ سفر شروع کیا اور حجاز کا راستہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ آپ حجاز میں ایک مقام ہے "فویق النقیع" وہاں ایک چشمہ ہے جس کو "نقعا" کہا جاتا ہے وہاں اُترے۔

جب آپؐ چلنے لگے تھے تو اس وقت سخت آندھی چلی تھی۔ جس نے شدید تکلیف پہنچائی اور لوگ اس سے خوفزدہ ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا ڈرو نہیں، یہ (آندھی) ایک عظیم کافر کی موت کی وجہ سے چل رہی ہے۔ جب لوگ مدینہ آئے تو ان کو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن ثابت بن تابوت اسی دن مرا تھا۔ یہ بنی قینقاع کا فرد تھا۔ زعماء یہود میں سے تھا اور منافقین کی پناہ گاہ تھا۔

سورہ جس میں منافقین کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس ایسے کرتوت والوں کے بارے ہی میں اترا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا (اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ) جب یہ سورہ اترا تو آپؐ نے زید بن ارقم کو بھیجا کہ وہ یہ آیات ان کو سنا دیں اور پھر اُن سے فرمایا اللہ نے تیرے بیان کی تصدیق کر دی۔

جب عبداللہ بن ابی کے بیٹے جناب عبداللہ کو اپنے باپ کے معاملہ کی خبر ہوئی تو آپ حاضرِ خدمت رسولؐ

ہوئے اور کہنے لگے مجھے خبر ملی ہے کہ جو بات اس کی طرف سے آپ تک پہنچی ہے اس کی بنا پر آپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کا یہ ارادہ ہے تو آپ مجھے حکم دیں کہ میں اس کا سر اتار کر آپ کی خدمت میں لے آؤں اور بخدا خزرج جانتے ہیں کہ خزرج میں مجھ سے زائد کوئی شخص اپنے باپ کا مطیع نہیں اور مجھے خوف ہے کہ مبادا آپ میرے غیر کو اس کے قتل کا حکم دیں اور وہ اس کو قتل کر دے اور پھر میرا نفس اس پر رضامند نہ ہو کہ میں عبداللہ بن ابی کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھوں اور میں اس کو قتل کر بیٹھوں تو میں ایک مومن کو کافر کے لیے قتل کر دونگا اور پھر جہنم میں جاؤں گا۔

یہ سُن کر آپ نے فرمایا "نہیں! میں تو اس کے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہوں اور جب تک وہ میرے ساتھ ہے میں حُسن سلوک ہی کرتا رہوں گا۔"

مقیس بن صبابہ مکہ سے مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور اپنے بھائی کی دیت چاہتا ہوں۔ آپ نے اس کے بھائی ہشام بن صبابہ کی دیت اس کے حوالہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وہ بہت کم آپ کے پاس رہا پھر اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اور مکہ کی طرف مرتد ہو کر بھاگ گیا۔

تیمم کی آیت

تیمم کی آیت اسی غزوہ میں نازل ہوئی۔ شان نزول یہ تھی کہ حضرت عائشہ رضؓ کا ہار گم ہو گیا تھا۔ اس کی تلاش و جستجو میں رسول کریمؐ اور آپ کے اصحاب پڑے رہے۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے سب پانی سے دور ہو گئے۔ رسول کریمؐ جناب عائشہؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ صبح ہوئی تو پانی ندارد، پھر اللہ نے تیمم کی آیت نازل کی۔

ہار کا گم ہونا اس آیت کے نزول کا سبب ہوا۔ حضرت ابو بکر رضؓ اپنی بیٹی سے کہنے لگے حالانکہ اس کے قبل وہ ان پر غصہ کر چکے تھے "میری بیٹی! خدا کی قسم جیسا کہ میں جانتا ہوں تو مبارک ہے۔"

آیہ تیمم سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ میں مذکور ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ اور قصۂ افک

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ تہمت تراشی کا قصہ غزوہ بنی مصطلق میں ہوا تھا لیکن علماء سیرت اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا آیت تیمم کا قصہ پہلے ہوا یا افک کا افسانہ پہلے ہوا۔

افسانہ اتہام یہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد جب کوچ کی آواز بلند ہوگئی تو حضرت عائشہ رضؓ قضاء حاجت کے لیے لشکر سے دور گئیں اور جب اپنی سواری کی طرف جانے لگیں تو انھوں نے دیکھا کہ ہار غائب ہے پھر وہ پلٹیں اور اس کو ڈھونڈنے

گئیں، یہاں تک کہ وہ ہار اُن کو مل گیا۔ لیکن جب وہ (ڈھونڈھ کے) پلٹیں تو انھوں نے دیکھا کہ لشکر جاچکا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ بیٹھ گئیں اور سو گئیں۔ صفوان بن معطل سلمی جو لشکر کے پیچھے تھا، اس نے اُن کو دیکھ لیا، پھر اس نے ان کو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر جگایا اور اپنی سواری بٹھا کر ان کو سوار کیا، وہ چلا یہاں تک کہ لشکر سے نحر الظہیرہ پر آ کے مل گیا۔ اس وقت لشکر وہاں پڑاؤ ڈالے ہوا تھا۔

عبداللہ بن ابی نے لشکر میں اس بات کو غلط انداز سے پیش کر دیا اور مدینہ میں پہنچنے کے بعد بھی رسول کریم کی دشمنی میں اس بات کو خوب ہوا دی۔ حضرت عائشہ رضہ ایک مہینہ بیمار رہیں ادھر رسول کریم شدید غم کے عالم میں رہے۔ پھر حضرت عائشہ رضہ اپنے باپ کے گھر چلی گئیں اور وہاں ان کو لوگوں کی چہ میگوئیوں کا علم ہوا۔ اپنی ماں سے کہنے لگیں لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ وہ کہنے لگیں: بیٹی کوئی خیال نہ کرا ایسا کم ہوا ہے کہ کوئی حسین وجمیل عورت ہو اس کا شوہر اس کو چاہتا بھی ہو اور اس کی سوتیں بھی ہوں اور وہ اس پر زیادتی نہ کریں۔ پھر آپ لوگوں کے خرافات واباطیل پر روئیں اور اس رات شدت حزن وبکا سے نیند نہیں آئی۔

رسول کریم کو سخت قلق تھا اور تاخیر وحی سے صدمہ میں اور اضافہ ہوا۔ آپ کو اصحاب سے مشورہ کے سوا کوئی اور چارہ کار نظر نہ آیا۔ آپ نے حضرت علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو طلب کیا اور ان دونوں سے حضرت عائشہ رضہ سے علیحدگی کے بارے میں مشورہ لیا۔

اسامہ رضہ نے آپ کی اہلیہ کی براءت میں جو کچھ علم تھا اس کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت علی رضہ نے عرض کی یا رسول اللہ" اللہ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ ان کے سوا اور بھی بہت عورتیں ہیں۔ حضرت عائشہ رضہ کو آپ کے اس قول کی خبر ملی جس کو آپ مدت العمر نہیں بھولیں) پھر حضرت علی رضہ نے کہا آپ اس کنیز سے دریافت فرمائیے جو عائشہ رضہ کی خدمت میں رہتی ہیں۔۔ وہ سچ سچ بتا دے گی۔ رسول کریم نے بریرہ کو بلایا اور اس سے پوچھا۔ اس نے بقسم کہا کہ میں نے ان میں کوئی ایسی برائی نہیں دیکھی۔

حضرت عائشہ کو یہ امید تھی کہ رسولِ کریم (حقیقت حال) خواب میں دیکھ لیں گے اور اللہ ان کی براءت ظاہر کر دیگا۔ لیکن اس کا وہم بھی نہ تھا کہ اللہ ان کی شان میں وحی نازل کرے گا۔

رسول اللہ عالم تحیر میں تھے کہ وحی براءت عائشہ رضہ کی نوید دیتے ہوئے اُتری، ارشاد ہوا: اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (بے شک جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ تمھیں میں سے ایک گروہ ہے۔ تم اس تہمت کو اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمھارے لیے بہتر ہے اور ان میں سے جس شخص نے اس تہمت کا بڑا حصہ لیا اس کے لیے بڑی سخت سزا ہو گی۔

قرآن پاک میں حضرت علی سے متعلق جو والی آیات نازل ہوئی ہے اس کا یہاں ذکر نہیں ہوا

تہمت لگانے والوں میں حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ، حمنہ بنت جحش اور عبداللہ بن ابی تھا۔ جب براءت عائشہ رض کی وحی نازل ہوئی تو رسول کریمؐ نے ہر ایک کے اسّی کوڑے لگائے، مگر عبداللہ بن ابی کے آپ نے کوڑے نہیں لگائے اور اس کو چھوڑ دیا۔

سہیلی کا کہنا ہے کہ جو حضرت عائشہ رض کی طرف زنا کی نسبت دے وہ کافر ہے کیونکہ ایسا خیال صراحتاً نصوص قرآنیہ کی تکذیب ہے۔ اور قرآن کی تکذیب کرنے والا کافر ہے۔

عروہ کا قول ہے کہ میں فقہ، طب اور شعر میں حضرت عائشہ سے زائد کسی کو عالم نہیں جانتا اور اگر آپ کے کچھ بھی فضائل نہ ہوتے تو قصہ افک ہی آپ کے فضل و علوِ مرتبت کے لیے کافی تھا۔ اس بارے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں جن کی قیامت تک تلاوت کی جائے گی۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے آپ کہتی ہیں کہ رسول کریمؐ جب کسی سفر پر جانے لگتے تو اپنے ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے، جس زوجہ کے نام قرعہ نکلتا اس کو ساتھ لے کر آپ روانہ ہوتے۔ ایک مرتبہ ایک غزوہ میں ہم بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالا میرا نام نکلا۔ میں آپ کے ساتھ گئی اس وقت تک پردہ کے متعلق آیات اُتر چکے تھے۔ میں ہودج میں اٹھائی جاتی اور اسی میں اتاری جاتی پھر ہم روانہ ہو گئے۔ جب آپؐ اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ہونے لگے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک رات ہمیں کوچ کی اطلاع ملی جب انھوں نے کوچ کرنے کی اطلاع دی تو میں برائے رفع حاجت اٹھ کھڑی ہوئی اور چلنے لگی یہاں تک کہ لشکر سے آگے بڑھ گئی جب قضاء حاجت ہو چکی اور میں اپنی سواری کی طرف بڑھی تو میں نے (اتفاقاً) اپنا سینہ چھوا تو میرا ہار جو مہرہ کا تھا اور ظفار سے آیا تھا غائب تھا۔ میں نے اپنا ہار ڈھونڈنا شروع کیا اور اس کی چاہت نے مجھے روکے رکھا۔ پھر میرے اونٹ پر کجاوہ باندھنے والوں نے کجاوہ کو میرے اونٹ پر یہ سمجھتے ہوئے کسا کہ میں اس میں موجود ہوں۔ اور عورتیں ان دنوں ہلکی پھلکی ہوتیں نہ ہی وہ بھاری ہوتی ہیں اور نہ ہی ان پر گوشت ہوتا ہے وہ تو صرف تھوڑا سا کھانا کھاتی تھیں۔ پھر جب انھوں نے اٹھایا تو ہودج کی گرانی کا احساس نہ کرسکے انھوں نے ہودج اٹھا کر ناقہ پر رکھ دیا۔ اس وقت میں کمسن لڑکی تھی انھوں نے اونٹ کو روانہ کیا اور خود بھی چلے گئے۔ جب لشکر چلا گیا، تو مجھے میرا ہار مل گیا میں اس جگہ آئی لیکن وہاں کوئی نہ تھا پھر میں نے اس جگہ کا ارادہ کیا جہاں میں تھی اور خیال یہ تھا کہ جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میرے پاس واپس آئیں گے۔ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب ہوئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل جو پہلے سلمی تھا اور پھر ذکوانی ہو گیا لشکر کے پیچھے ہی تھا۔ وہ میرے پاس سے گزرا اور وہ ایک سوتے ہوئے آدمی کا وجود دیکھ کر میرے پاس آیا اور وہ حجاب سے قبل مجھے دیکھ چکا تھا اس نے کلمہ استرجاع سے مجھے جگایا اپنے ناقے کو بٹھایا اس نے دونوں ہاتھ ٹیک دیئے میں اس پر سوار ہو گئی اور وہ ناقہ کو کھینچتا ہوا چلا۔ یہاں تک کہ ہم لشکر تک پہنچ گئے اور اس وقت لشکر دوپہر کی سخت گرمی کے باعث اُتر چکا تھا۔ پھر جس کو ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ پھر میں مدینہ آئی اور وہاں ایک ماہ تک بیمار پڑی رہی۔ اور لوگ

متہمین کی باتوں میں بہنے لگے تھے اور مجھ کو میری بیماری میں اور زائد بیقرار کر رہے تھے۔ جب سے میں بیمار ہوئی تھی وہ لطف و عنایت جو میں آپؐ سے دیکھا کرتی تھی وہ بھی مشاہدہ میں نہیں آرہا تھا آپ آتے اور سلام کرتے اور فرماتے کیسی ہو؟ اور میں نہ سمجھ سکی کہ ایسا کیوں ہے یہاں تک کہ میں بہت لاغر ہو گئی۔ ایک مرتبہ میں اور ام مسطح مناصع کی طرف جو جائے رفع حاجت تھی نکلی۔ ہم وہاں ایک رات جاکر دوسری رات تک کو نمٹ جاتے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ ہم نے بیت الخلا گھروں سے قریب نہیں بنائے تھے۔ ہم عرب اولین کی عادت پر تھے یا بہ خیال پاکیزگی ایسا کرتے تھے۔ میں اور ام مسطح بنت ابی رہم جا رہے تھے کہ وہ اپنی چادر سے الجھی (گرنے لگی) اس نے کہا مسطح کے لیے ہلاکت۔ میں نے کہا تو نے بُری بات کی کیا تو اس کو گالی دے گی جو بدر میں شریک ہوا ہو۔ وہ کہنے لگی اے کیا تم نے نہیں سنا جو یہ کہتے ہیں پھر اس نے مجھے تہمت کی ساری کہانی سنائی میرے مرض میں اور اضافہ ہو گیا جب میں گھر گئی تو رسول کریمؐ میرے پاس آئے سلام فرمایا اور کہا کیسی ہو؟ میں نے کہا مجھے میرے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجئے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں اس وقت یہ چاہتی تھی کہ اپنے ماں باپ سے اس خبر کی تصدیق کروں۔ آپؐ نے مجھے اجازت دی اور میں والدین کے پاس آئی پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ ان سے کیا باتیں کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا، بیٹی! کچھ خیال نہ کرو، بہ خدا بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی عورت حسین و جمیل ہو اور اس کا شوہر اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوتیں بھی ہوں پھر وہ اس پر زیادتی نہ کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ لوگ ایسی باتیں بنا رہے ہیں۔ پھر آپ کہتی ہیں کہ میں نے رات گزاری یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ نہ ہی میرے آنسو تھمے اور نہ ہی مجھے نیند آئی۔ صبح ہوئی اور رسول کریمؐ نے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زید کو تاخیر وحی کی وجہ سے طلب کیا اور ان سے اپنی اہلیہ کی علیحدگی کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔

اسامہ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کی زوجہ کے متعلق میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا، لیکن حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ اللہ نے آپ پر کسی قسم کی تنگی نہیں کی ہے اور اس کے سوا اور بہتیری عورتیں ہیں۔ آپ ان کی خادمہ سے پوچھ لیں وہ آپ کو سچ سچ بتا دیگی۔ رسول کریمؐ نے بریرہ کو بلایا۔ آپؐ نے فرمایا بریرہ! کیا تو نے کوئی ایسی چیز اس میں دیکھی ہے جو تجھ کو شک میں ڈالتی ہو۔ بریرہ نے کہا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے میں نے ان میں اس کے سوا کوئی قابلِ گرفت بات نہیں دیکھی کہ وہ ایک کمسن لڑکی ہیں آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں بکری آتی ہے اور اسے کھا جاتی ہے (یہ سن کر) آپ اسی روز اٹھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی طرف سے معذور تبلانے والا طلب کیا اور فرمایا مجھ کو اس شخص کی طرف سے کون معذور کرتا ہے جس نے مجھ کو میری گھر والی کے بارہ میں اذیت پہنچائی کیونکہ میں نے واللہ اپنی گھر والی میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا اس کے ساتھ ہی انھوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس کے اندر میں نے سوا خیر کے کچھ نہیں دیکھا اور میرے گھر میں میری معیت کے سوا کبھی نہیں آیا۔ سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! بخدا میں آپ کو اس کی طرف سے معذور جانتا ہوں (جو چاہیں سزا دیں) اگر وہ اوس میں ہو گا تو بھی اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے خزرج بھائیوں میں سے ہو گا تو بھی جیسا آپ کہیں گے ہم کریں گے۔ یہ سن کر سعد بن عبادہ جو خزرج کے سردار تھے کھڑے ہوئے اور وہ اس کے قبل مرد صالح تھے لیکن

حمیت قبیلہ غالب آئی کہنے لگے بہ خدا تو جھوٹا ہے تو اسے نہ قتل کر سکے گا اور نہ ہی تو اس پر قادر ہے۔ اس پر اسید بن الحضیر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے بہ خدا تو جھوٹا ہے بہ خدا ہم اس کو قتل کر دیں گے اور تو منافق ہے جو منافقین کی طرف سے لڑ رہا ہے۔ دونوں قبیلے اوس و خزرج بھڑک اٹھے یہاں تک کہ انھوں نے جنگ و قتال کا قصد کیا، حالانکہ رسول کریمؐ منبر پر تھے۔ آپؐ منبر سے اُترے اور ان کو خاموش کیا یہاں تک کہ لوگ خاموش ہو گئے اور آپؐ بھی خاموش ہو گئے۔ میں اس دن تمام روز روتی رہی نہ ہی میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ صبح کے وقت پھر میرے پاس میرے ماں باپ آئے اس وقت تک مجھے روتے ہوئے دو راتیں اور ایک دن گزر چکا تھا حتیٰ کہ میں خیال کرنے لگی کہ یہ گریہ میرے جگر کو شق کر دے گا۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ جس وقت میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دی، وہ میرے پاس بیٹھ گئی اور رونے لگی۔ اتنے میں رسول کریمؐ داخل ہوئے اور میرے پاس بیٹھ گئے حالانکہ جس روز سے مجھ پر بہتان لگایا گیا تھا آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ اور ایک مہینہ گزر چکا تھا کہ میرے بارہ میں کوئی وحی بھی نہیں اتری تھی۔ پھر آپ نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور فرمایا اے عائشہ مجھے تیری بابت ایسی ایسی خبر ملی ہے اگر تو اس سے بَری ہے تو عنقریب خداوند تعالیٰ تیری براءت نازل فرمائیگا اور اگر تو کسی گناہ کی مرتکب ہوئی ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کر اور توبہ کر کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے پھر اس سے تائب ہو جاتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ پھر جب رسول کریمؐ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو میرے آنسو بند ہو گئے یہاں تک کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کرتی تھی۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میری طرف سے رسول کریمؐ کو جواب دیجیے انھوں نے کہا میں خدا کے رسول سے کیا کہوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ میری طرف سے رسول خداؐ کو جواب دیجیے۔ انھوں نے کہا میں بھی نہیں سمجھتی کہ رسول خدا کو کیا کہوں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نو عمر لڑکی تھی۔ قرآن بھی بہت پڑھی ہوئی نہ تھی۔ لیکن میں نے کہا واللہ میں نے جان لیا ہے کہ جو کچھ وہ لوگ باتیں بناتے ہیں وہ سب تم سن چکے ہو اور یہ باتیں تمھارے دلوں میں بیٹھ گئی ہیں اور تم اس کی تصدیق بھی کر چکے ہو۔ لہٰذا اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس فعل سے بری ہوں اور اللہ بھی خوب جانتا ہے کہ میں اس فعل سے بری ہوں تو تم مجھے سچا نہ سمجھو گے اور اگر میں تمھارے سامنے کسی بات کا اقرار کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو تم (جھٹ) تصدیق کرنے لگو گے واللہ میں اس وقت تمھاری اور اپنی مثال یوسف علیہ السلام کے باپ یعقوب علیہ السلام کی سی پاتی ہوں۔ جب انھوں نے کہا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ سے مدد چاہتا ہوں)

پھر میں اپنے بستر پر چلی گئی اور امید کرتی تھی کہ خداوتعالیٰ میری براءت نازل فرمائے گا۔ لیکن بہ خدا میں اپنے کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ خدا میرے بارے میں ایسی وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی اور بے شک اب بھی میں اپنے آپ کو اس سے حقیر اور کمتر ہی یقین کرتی ہوں کہ میرے معاملہ میں قرآن شریف کے اندر گفتگو ہو۔

مجھے یہ خیال تھا کہ شاید رسولؐ کو سوتے میں کوئی خواب دکھلائی دے جس سے خدا مجھ کو بری قرار دے۔ خدا کی قسم آپؐ

اپنی مجلس سے جدا نہیں ہوئے اور نہ کوئی گھر والا اپنے گھر سے نکلا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی اور آپ حسب دستور پسینہ پسینہ ہونے لگے یہاں تک کہ پسینہ کے قطرات آپ سے موتیوں کی مانند ٹپکنے لگے حالانکہ موسم سردی کا تھا۔ پھر جب آپؐ اس حالت سے فارغ ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ سب سے پہلے جو آپ کے دہن سے کلمہ نکلا تو وہ یہ کہ اے عائشہ اللہ کی حمد کرو اللہ نے تمھیں بری کر دیا۔ میری ماں نے کہا کہ رسول خدا کے سامنے کھڑی ہو کر شکریہ ادا کرو تو میں نے عرض کی واللہ آپ کے سامنے نہ کھڑی ہوں گی اور نہ ہی خدا کے سوا کسی کا شکریہ ادا کروں گی۔ آیت اتری اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الخ

پھر جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت میں آیات اتار دیے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اب کبھی بھی میں کوئی چیز مسطح پر نہیں خرچ کرونگا۔ حالانکہ قرابت کی وجہ سے مسطح بن اثاثہ کا خرچ وہی اٹھاتے تھے۔ آیت اُتری وَلَا یَاْتَلِ اولوا الفضل منکم الخ اس پر ابوبکر نے کہا کہ ہاں میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے گناہ معاف فرمائے۔ پھر آپ اسی مسطح کی طرف جس کو خرچ دیا کرتے تھے روانہ ہوگئے۔

رسول خدا (اکثر) جناب زینبؓ بنت جحش سے میرے بارہ میں دریافت کرتے تھے کہ اے زینب تو کیا جانتی ہے اور تو نے کیا دیکھا ہے۔ وہ کہتیں یا رسول اللہ میں اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں۔ واللہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ حالانکہ وہی ایک ایسی بیوی تھیں جو میرے مدِ مقابل ہو سکتی تھیں لیکن اللہ نے ان کو تقویٰ کی وجہ سے محفوظ رکھا۔

یہ ہے قصۂ افک کا ماجرا۔ ظاہر ہو گیا کہ یہ سب منافقین کا افترا تھا اور ان کا سب سے بڑا سردار عبداللہ بن ابی تھا جو رسولِ کریمؐ سے انتہائی کینہ رکھتا تھا۔ ان منافقین نے حضرت عائشہ رضؓ کو متہم کیا حالانکہ وہ بہترین گھرانہ کی تھیں ان کی بریت مشکل تھی کیونکہ منافقین نے آپ کی صاف و شفاف شہرت کو داغدار کیا تھا۔ لیکن خداوند عالم نے ان کو بری کیا اور ان کی قدر و عزت میں اضافہ کیا جس سے آپ کے شوہر رسول کریمؐ اور آپ کے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کو اطمینان تام میسر ہوا۔ اگرچہ ہر زمانہ میں حاسدین کی یہی حالت اور روش ہوتی ہے۔ لیکن اللہ بھی اپنے نیک بندوں کی حفاظت و رعایت کرتا رہتا ہے اور دشمنوں پر ان کو منصور و مظفر کرتا ہے۔

غزوۂ خندق

یا

غزوۂ احزاب

تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ غزوہ ماہ شوال ۵ھ (فروری ۶۲۷ء) میں واقع ہوا، مگر ابن خلدون اپنی تاریخ میں ذکر کرتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ غزوہ ۴ھ میں ہوا اور اس سنہ کی تقویت ابن عمرؓ کے اس کہنے سے بھی ہو جاتی ہے کہ "رسول کریمؐ نے مجھے احد کے دن لوٹا دیا اور اس وقت میں ۱۴ سال کا تھا، پھر انہوں نے مجھے غزوۂ خندق میں اجازت دی اور اس وقت میری عمر پندرہ سال کی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ ان دونوں غزوات میں ایک سال سے زائد مدت نہیں اور یہی صحیح ہے اور بلاشبہ یہ غزوہ (دومۃ الجندل سے قبل واقع ہوا تھا) (سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، واقدی۔ طبقات ابن سعد وغیرہ) جب بنی نضیر کی جلاوطنی ہو گئی تو ان میں سے کچھ معززین جیسے سلام بن مشکم اور رئیس بنی نضیر کنانہ بن ابی الحقیق النضری اور حی بن اخطب اور ہوزہ بن قیس الوائلی اور ابو عامر الفاسق مکہ آئے اور قریش کو رسول کریمؐ سے جنگ پر برانگیختہ کرنے لگے۔

اسناد ولفنسن کہتے ہیں کہ جب اشراف بنی نضیر خیبر پہنچے تو ان کو انصار سے انتقام کی فکر ہوئی اور انھوں نے ان وسائل پر سوچنا شروع کیا جن سے وہ اپنے قلعوں میں جا سکیں اور منطقہ یثرب کے کھیتوں تک پہنچ سکیں۔ پھر کچھ یہودی جن میں سلام بن ابی الحقیق، حی بن اخطب، کنانہ بن ربیع تھے اس بات کا عزم کر کے اٹھے کہ مسلمانوں کے برخلاف لشکر جمع کریں گے۔

کونسا دین بہتر ہے؟

جب قوم یہود نے قریش کو رسول کریمؐ سے جنگ کرنے کی دعوت دی اور ان سے کہا کہ "ہم بھی تمھارے ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا بالکل استیصال ہو جائے" تو وہ ان کے معاملہ میں ذرا مشکوک ہو گئے کیوں کہ دین یہود اپنے جوہر اساسی کے لحاظ سے اسلام سے قریب ہے اور بُت پرستی سے بہت دور ہے اور قریش بت پرست تھے اسی لیے وہ ان سے کہنے لگے۔

قریش: اے گروہ یہود تم کتاب اوّل کے حامل ہو۔ ہمارا محمدؐ سے جو اختلاف ہے اس کو تم جانتے ہو یہ بتاؤ کیا ہمارا دین بہتر ہے یا ان کا یہ سُن کر یہود بولے، تمہارا دین کہیں ان سے بہتر ہے اور تم ان سے زائد حقدار ہو۔ جب انھوں نے قریش سے یہ کہا تو ان کو اس گفتگو نے بے حد مسرور کر دیا اور وہ جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ پھر وہی یہودی قبیلۂ غطفان کے

پاس آئے اور ان کو جنگ میں شریک ہونے کی دعوت دی اور ان سے قریش کی آمادگی کا ذکر کیا۔ انھوں نے ان کی دعوتِ قتال کو قبول کیا۔

یہودیوں نے قریش کو یہ جواب دیا تھا کہ دینِ قریش (بت پرستی) دینِ محمدؐ سے بہتر ہے اور اس سے انھوں نے اپنے اس دین کی مخالفت کی، جو خدائے واحد کی عبادت کی طرف بلاتا ہے اور مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمانوں سے جنگ کی جائے اور ان کو مدینہ سے نکال دیا جائے اور اپنے بھائیوں کو اپنے اپنے گھروں میں واپس کر دیا جائے حالانکہ ان کے لیے یہ بہتر تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اتفاق سے رہتے وسیہ کاریوں، فتنہ انگیزیوں اور دشمنوں سے ساز باز کرنے سے بچتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے بارے میں اتارا ہے: "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا" (اے رسول کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جن کو کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا تھا کہ وہ شیطان اور اصنام پر ایمان لے آئے ہیں اور کافروں کی بابت کہتے ہیں کہ وہ مومنوں سے زائد راہِ راست پر ہیں)

اور یہ احساس استاذ ولفنسون کو بھی ہوا کہ انھوں نے دینِ قریش کو اسلام پر ترجیح دے کر سخت غلطی کی۔ چنانچہ وہ کتاب تاریخ یہود کے صفحہ ۱۴۲ پر لکھتے ہیں: "اور وہ چیز جو ہر موحد یہودی اور مسلمان کو یکساں اذیت دینے والی ہے وہ، وہ مذاکرات ہیں جو چند یہودیوں اور بت پرست قریشیوں کے درمیان ہوئے تھے، جس میں انھوں نے قریش کے مذہب کو رسولِ اسلامی کے دین پر فضیلت دی تھی۔"

مخفی نہ رہے کہ جن لوگوں نے ترجیح دی تھی وہ عام یہودی نہ تھے کہ کہا جا سکے کہ وہ اپنے معقولات کو سمجھ نہیں رہے تھے، بلکہ وہ یہودیوں کے سردار تھے اور ان میں صاحب اثر و نفوذ تھے۔ تو پھر کیا یہ لوگ تادیب و سزا کے مستحق نہ تھے۔

قریش کا لشکر ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں نکلا اور غطفان کے بنی فزارہ عیینہ بن حصن کی قیادت میں نکلے بنی مرہ کا سردار حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری بنا۔ مسعود بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف کو اپنی قوم اشجع کے تابعین کی سپہ سالاری ملی۔

خندق

جب رسول کریمؐ کو ان کے اجتماع اور روانگی کی خبر ملی تو آپ نے مدینہ کے غیر مستحکم اطراف کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا تاکہ دشمن اچانک حملہ کرنے سے قاصر رہے اور وہ سلمان فارسی ہی تھے جنھوں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا کیونکہ فارسی لوگ جنگ میں مدافعتِ دشمن کے لیے خندق کھودا کرتے تھے۔

سلمان نے عرض کی یا رسول اللہ، ہم فارس میں جب محصور ہو جایا کرتے تھے تو اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے۔ بہر حال

خندق کا لفظ فارسی الاصل ہے۔

رسول کریمؐ بنفس نفیس خندق کھودنے میں مصروف ہوئے تاکہ مسلمان آپ کی پیروی کریں اور ان کی قوتِ عمل برانگیختہ کیا جا سکے۔ مسلمان آپ کے ساتھ لگ گئے۔ لیکن منافقین سستی کر رہے تھے اور آپ کی اجازت بغیر واپس جا رہے تھے۔ کام کو دو بھر اور عزائم کو پست کر رہے تھے۔ بہت سے منافقین پیچھے رہ گئے اور ہر ایک ان میں سے بغیر اجازت اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جا رہا تھا۔

رسول کریمؐ نے خندق کی کھدائی کے لیے خط کھینچ دیا تھا اور پھر ہر دس آدمی کے حصہ میں چالیس ہاتھ کا قطعہ ڈال دیا۔ سلمانؓ فارسی چونکہ قوی ہیکل آدمی تھے اس لیے مہاجرین و انصار ان کے لیے کشمکش کر رہے تھے۔ انصار کہتے تھے کہ "سلمان ہم میں سے ہیں" مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ یہ دیکھ کر رسول کریمؐ نے فرمایا "سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں"

سفید پتھر اور اعجازِ رسولؐ

مسلمانوں کی ہر جماعت اپنے مخصوص حصّوں کی کھدائی میں مصروف تھی اور ان کے ساتھ ساتھ جناب سلمان فارسی بھی مشغول کار تھے کہ ایک سخت سفید پتھر نکل آیا جس نے کدالوں کے لوہے کو توڑ دیا اور لوگوں کو دشواری میں ڈال دیا۔

ان سب نے جناب سلمانؓ سے کہا "اے سلمان! تم رسولِ کریمؐ کی خدمت میں جاؤ اور آپؐ کو اس پتھر کا حال سناؤ۔ پھر یا ہم اس سے علیحدہ رہیں یا اس کے بارے میں وہ حکم دیں کیونکہ ہم یہ نہیں پسند کرتے کہ خطِ معینہ سے تجاوز کریں۔

سلمانؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلمان نے عرض کی: "یا رسولؐ اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر نثار، خندق میں ایک سخت سفید پتھر نکل آیا ہے، جس نے ہمارے لوہے تک کو بیکار کر دیا اور ہم کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ ہم اس میں سے نہ تھوڑا توڑ سکے اور نہ بہت، لہذا ہمیں حکم فرمایئے کیونکہ ہم آپ کی خط کشیدہ حد سے آگے بڑھنا نہیں چاہتے" یہ سُن کر آپؐ سلمان کے ساتھ نیچے اُترے اور سلمان فارسی سے کدال لے کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا اور اس پتھر پر ضرب لگائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس پتھر کا ثلث حصّہ منتشر ہو گیا اور اس میں سے ایک نور ساطع ہوا جس کی روشنی مدینہ تک گئی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر، مجھ شام کی کنجیاں عطا کی گئیں بخدا میں اس وقت اس جگہ سے شام کے سُرخ قصر دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسری ضرب آپؐ نے لگائی جس سے دوسرا ثلث بھی ٹوٹ گیا اور فارس کی جانب سے ایک چمک پیدا ہوئی۔ جس نے پھر مدینہ تک روشنی پھیلا دی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر، مجھ کو فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میں واللہ اس وقت مدائن کے سفید قصر دیکھ رہا ہوں۔ مسلمانوں تم کو فتح کی بشارت ہو یہ سن کر تمام مسلمان مسرور ہو گئے۔ پھر بسم اللہ کہہ کر آپؐ نے تیسری ضرب لگائی جس سے پتھر کا بقیہ حصّہ ٹوٹ گیا اور یمن کی جانب سے ایک نور ساطع ہوا جس نے مدینہ تک کے اطراف روشن کر دیے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چراغ جل رہا ہو۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئیں، واللہ میں اس وقت اس جگہ سے صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

صحیح بخاری میں جناب جابر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم غزوۂ خندق میں خندق کھود رہے تھے کہ ہمیں ایک سخت پتھر ملا۔ سب لوگ آپ کی خدمت میں آ کر کہنے لگے ہمیں خندق میں ایک سخت پتھر سے سابقہ کرنا پڑا۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا میں اُترتا ہوں پھر آپؐ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم تین دن سے اس حال میں تھے کہ کھانے کی کوئی چیز چکھنا نصیب نہیں ہوئی تھی۔ پھر رسولِ کریمؐ نے کدال لی اور اس پتھر پر ماری وہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔

تعدادِ لشکر

اہل خندق (مومنین) کی تعداد تین ہزار تھی۔

جب رسولِ کریمؐ خندق کی کھدائی سے فارغ ہوگئے تو قریش چل پڑے اور دس ہزار لشکریوں کے ساتھ دومہ میں جرف و غابہ کے درمیان مجتمع الاسیال پر اُترے اور ان ہی کے ساتھ کنانہ اور اہل تہامہ کے افراد بھی اترے۔ اہل غطفان اور ان کے نجدی تابعین بھی چل کھڑے ہوئے اور احد کی جانب "ذنب نقمی" میں آ کر فروکش ہوئے۔

شکستِ عہد

کعب بن اسد القرظی بنی قریظہ کا سردار تھا اور اس نے رسول کریمؐ سے اپنی قوم کے لیے مصالحت کر لی تھی اور اس کا معاہدہ ہو چکا تھا۔

حی بن اخطب نضری (لشکر جمع کرنے والوں میں سے ایک یہ بھی تھا) کعب کے پاس گیا جب کعب نے سنا کہ حی بن اخطب آیا ہے تو اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اس نے داخلہ کی اجازت چاہی مگر اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ ابن اخطب نے منت سماجت کی آخر اس نے دروازہ کھول دیا۔ حی اس کو ہم خیال کرتا رہا اور نقض عہد پر برابر ابھارتا رہا۔ یہاں تک کہ کعب نے معاہدہ توڑ دیا اور جو معاہدہ اس کے اور رسول کریمؐ کے درمیان ہوا تھا اس سے اس نے اظہار براءت کیا اور پھر کعب اور اس کی قوم (بنو قریظہ) مخالفین کے ساتھ ہو گئے۔ رسولِ کریمؐ کو بھی اس بات کا علم ہو گیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں عظیم رنج و بلا اور شدید خوف و ہراس پھیل گیا۔

عساکر مخالفین کے اجتماع سے خوف و ہراس بڑھ گیا تھا۔ خصوصیت سے بنو قریظہ کی عہد شکنی اور دشمنوں سے اشتراک نے (مسلمانوں میں) زائد ہراس پھیلا دیا۔ مومنین کو (شکست کا) پورا گمان ہو گیا۔ منافقین کو بد دلی پھیلانے کا بہترین موقع مل گیا۔ بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے یہ عذر کرتے ہوئے کہ ان کے گھر خطرہ میں ہیں اور مدینہ سے باہر ہیں آپ کو چھوڑنے کی

مصمم ارادہ کر لیا تھا، مگر پھر اللہ نے انھیں ثبات قدم کی توفیق بخشی (اور وہ علیحدہ نہیں ہوئے)

تقریباً ایک ماہ تک مسلمانوں کا محاصرہ رہا اور سوائے آپس میں تیراندازی کے اور کچھ نہ ہوا۔ مسلمانوں کے پاس آزوقہ کا اتنا ذخیرہ تھا، جو ان کو سال بھر سے زائد تک کے لیے کافی ہو سکتا تھا۔

خندق کو عبور کر لیا

قریش کے سوار جنگ کے ارادے سے اپنے گھوڑوں پر نکلے۔ لیکن جب انھوں نے خندق کو دیکھا تو اس کے ورے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یہ دہبت بڑی) چال ہے اور عرب ایسی چال نہیں چل سکتے پھر انہوں نے خندق کے (آس پاس) تنگ مقام کو ڈھونڈا اپنے راہواروں کو ایڑ مار کر خندق کے پار ہو گئے۔ ادھر سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ چند مسلمانوں کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ آپ نے اُن کو اسی مقام پر پکڑ لیا جہاں سے وہ پھاندے تھے۔

عمرو بن ودّ مبارزطلبی کرتے ہوئے نکلا اور اس وقت اس کی عمر نوے سال کی تھی، حضرت علیؓ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسولِ کریمؐ کے پاس قاصد بھیجے تاکہ وہ آپ سے عمرو بن ود کا مردہ دس ہزار میں خرید لیں۔ آپ نے فرمایا: "وہ تمھارے لیے ہے اور ہم مردوں کی قیمت نہیں کھایا کرتے"۔ عمرو بن ود کے مرتے ہی بقیہ سوار شکست خوردہ ہو گئے اور بھاگتے ہوئے خندق کے پار ہو گئے۔ عمرو کے ساتھ دو آدمی اور قتل ہوئے تھے ——

(۱) منبہ بن عثمان بن عبید بن السباق بن عبد الدار، اس کو تیر لگا اور وہ مکہ جا کر مر گیا۔

(۲) بنی مخزوم کا نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ۔ یہ خندق پھاندرہا تھا کہ گر پڑا، مسلمانوں نے اس پر پتھر برسانا شروع کیے وہ کہنے لگا اے گروہ عرب اس سے بہتر تو یہ ہے کہ قتل کر دو۔ یہ سن کر حضرت علی نیچے اُترے اور اس کو قتل کر دیا۔

(اس غزوہ میں) مسلمانوں سے جن لوگوں نے جنگ کی ان میں خالد بن ولید اور عمرو بن عاص بھی تھے اور یہ ان کے اسلام لانے سے قبل کی بات ہے۔

اس دن سعد بن معاذؓ کے ایک تیر لگا اور وہ تیر ابن العرقۃ العامری نے یہ کہتے ہوئے مارا تھا اس کو لے اور میں عرقہ کا بیٹا ہوں۔ سعد نے کہا اللہ تیرے چہرہ کو آگ میں غرق کرے۔ وہ تیر اکحل (بازو کی ایک رگ) پر پڑا جس سے وہ رگ کٹ گئی۔ سعدؓ نے کہا بارِ الٰہا اس وقت تک مجھے موت نہ دینا جب تک میں بنی قریظہ سے (انتقام لے کر) اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کر لوں اور یہ لوگ سعد کے دورِ جاہلیت میں حلیف اور موالی تھے سعد کو اسی زخمی حالت میں رفیدہ کے خیمہ میں لایا گیا اور رفیدہ وہ عورت تھی جو مجروحین کی (صحن) مسجد میں مرہم پٹی کرتی تھیں۔

حسان بن ثابت

جنگ سے ڈرتے تھے

جناب صفیہ بنت عبد المطلب، حسان بن ثابت کے ساتھ قلعہ میں تھیں وہ خود کہتی ہیں کہ حسان ہمارے ساتھ، عورتوں اور بچوں کے قلعہ میں تھے۔ صفیہ کہتی ہیں کہ ہماری طرف سے ایک یہودی گذرا اور وہ قلعہ کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ اس وقت بنو قریظہ آپ سے برسرپیکار تھے اور ان کے اور آپؐ کے درمیان جو کچھ معاہدہ تھا منقطع ہو چکا تھا اور ہمارے اور ان (بنو قریظہ) کے درمیان کوئی ایسا نہ تھا جو ہماری مدافعت و حفاظت کر سکے۔ رسولِ کریمؐ اور مسلمان دشمنوں کے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اور یہ ممکن نہ تھا کہ اگر دشمن کا کوئی آدمی آئے تو وہ ان کو چھوڑ کر ہماری طرف پلٹیں۔ جناب صفیہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا حسان! یہ یہودی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو قلعہ کا چکر کاٹ رہا ہے اور میں واللہ ڈر رہی ہوں کہ کہیں یہ یہود کو ہمارے عقب میں کسی غیر محفوظ مقام سے نہ لے آئے جبکہ رسول کریمؐ اور آپ کے اصحاب کی اس وقت ہماری طرف توجہ بھی نہیں کر سکتے، لہٰذا اترو اور اس کو قتل کر دو۔ حسان کہنے لگے۔ عبد المطلب کی بیٹی اللہ آپ کی مغفرت کرے، آپ خوب جانتی ہیں کہ میں اس کام کا آدمی نہیں جناب صفیہ کہتی ہیں کہ جب حسان نے مجھ سے یہ کہا اور میں نے ان کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں دیکھی جس سے میں دفاع کر سکتی تو میں نے خیمہ کی ایک چوب لی اور قلعہ سے اتر کر اس کی طرف گئی اور وہی چوب خیمہ اس کے ماردی یہاں تک کہ وہ مرگیا۔ جب میں اس سے فارغ ہوئی تو قلعہ واپس آئی اور کہا حسان! اس کے پاس جاؤ اور اس کا سامان اتار لو، میں نے اس لیے اس کے کپڑے وغیرہ نہیں اتارے کہ وہ مرد تھا۔ حسان کہنے لگے عبد المطلب کی بیٹی! مجھے اس کے ساز و سامان کی حاشا و کلا کوئی ضرورت نہیں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ) صفیہ حسان کے مقابلہ پر بہت بہادر تھیں۔

جنگ جاری رہی اور نماز قضا ہو گئی

ایک دن خندق کی تمام اطراف سے زور شور کی لڑائی رات تک ہوتی رہی۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نماز نہ آپ ہی پڑھ سکے اور نہ ہی دوسرے مسلمانوں نے پڑھی۔

مسلمان کہتے تھے کہ ہم نماز نہ پڑھ سکے رسول کریمؐ فرماتے تھے اور نہ میں پڑھ سکا۔ جب جنگ کے بادل چھٹے اور رسول کریمؐ اپنے خیمے میں تشریف لائے تو آپ نے بلالؓ کو حکم دیا انھوں نے ظہر کی اذان و اقامت کہی، جس کے بعد آپ نے نماز پڑھی اور پھر آپ نے نمازوں کی اقامت کرائی۔ آپ نے اور آپ کے اصحاب نے نماز پڑھی اور جابر کی روایت میں ہے کہ آپ نے ہر نماز کے لیے اذان و اقامت کہلوائی اور نووی نے ان دونوں قضیوں کو جمع کر دیا اور کہا کہ یہ دونوں

باتیں غزوۂ خندق میں پیش آئی تھیں، کیونکہ یہ غزوہ پندرہ دن تک رہا تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو نماز فوت ہوئی نمازِ عصر ہے اور اس چیز کو اس امر پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ غزوۂ خندق کے بعض دنوں میں ایسا بھی ہوا ہو۔ اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ "انھوں نے ہم کو "نماز وسطیٰ" پڑھنے سے روک دیا (یعنی نمازِ عصر ہم نہ پڑھ سکے) یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اللہ ان کے شکم اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔"

جنگ اور حیلہ گری

نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ رسول کریمؐ کی خدمت میں آکر کہنے لگے "یا رسول اللہ! میں اسلام لاچکا ہوں مگر میری قوم کو میرے اسلام لانے کا کچھ پتہ نہیں، آپ مجھے اپنا منشا پورا کرنے کی اجازت دیجئے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا، تم ہم میں ایک ہی آدمی ہو اگر تم مقدور رکھتے ہو تو (دشمنوں کو باہم ایک دوسرے سے) ترکِ مدد پر اکساؤ۔ کیونکہ حرب حیلہ گری کا نام ہے۔

نعیم بن مسعود آپؐ سے رخصت ہو کر بنی قریظہ کے پاس آئے اور بنی قریظہ دورِ جاہلیت میں آپ کے ندیم تھے۔ ان سے آپ نے کہا بنی قریظہ! جو مجھ کو تم سے محبتِ خاص ہے اور جو تعلق خاطر ہمارے اور تمھارے درمیان ہے اس کو تم خوب جانتے ہو۔ وہ کہنے لگے تم سچ کہتے ہو اور ایسی کوئی چیز ہمیں نہیں ملی جس سے ہم تمھارے اخلاص میں شک کریں، اس کے بعد ان سے آپ نے کہا "قریش اور بنی غطفان محمدؐ سے جنگ کرنے کے لیے آئے ہیں اور تم نے محمدؐ کے برخلاف ان کی امداد کی ہے۔ لیکن (تمھیں یہ نہ بھولنا چاہیئے) کہ قریش اور غطفان تمھاری ایسی پوزیشن کے مالک نہیں۔ یہ شہر تمھارا ہے جس میں تمھارے مال، اولاد، مستورات ہیں۔ اور تم میں اتنی طاقت نہیں کہ ان کو اس جگہ کے علاوہ کہیں اور منتقل کردو۔ اب رہے قریش اور غطفان تو ان کے مال، اولاد، مستورات اور وطن یہاں نہیں، تو وہ تمھاری سی حیثیت نہیں رکھتے۔ اگر ان کو شکار اور غنیمت ملا تو وہ اس کو لے لیں گے اور اگر اس کے علاوہ کچھ ہوا تو وہ اپنے وطن چلے جائیں گے اور تم کو اور اس آدمی (محمدؐ) کو تمھارے شہر میں تنہا چھوڑ جائیں گے اور اگر وہ تنہا تمھارے ساتھ رہ گئے تو تم میں (ان کے دفاع کی) طاقت نہیں تو دیکھو اس وقت تک ان کا ساتھ نہ دو، جب تک ان لوگوں (کفار مکہ وغیرہ سے) ان کے کچھ معززین بطور یرغمال نہ رکھ لو۔ تاکہ وہ تمھارے ہاتھوں میں اس بات کی ضمانت رہیں کہ جب تک تم ان سے لڑتے رہو گے یہ تمھارے ساتھ محمدؐ سے لڑتے رہیں گے۔"

(یہ سن کر) ان لوگوں نے کہا کہ تم نے خیر خواہانہ مشورہ دیا۔

پھر نعیم قریش کے پاس آئے اور ابو سفیان اور دیگر سردارانِ قریش سے یوں گویا ہوئے۔ اے گروہِ قریش! تم میرے اس اخلاص کو جو تم سے اور اس انقطاع کو جو محمدؐ سے ہے خوب جانتے ہو اور مجھے ایک خبر ملی ہے۔ میں نے

اپنا فرض سمجھا کہ وہ تم تک مخلصانہ طریقے سے پہنچا دوں، مگر میرا نام نہ ظاہر ہونے پائے۔ قریش نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ یہود نے جو محمدؐ سے برتاؤ کیا اس پر وہ نادم ہیں اور ان کی طرف قاصد دوڑا کر یہ کہلوایا ہے کہ جو کچھ ہم نے کیا اس پر ہم نادم ہیں تو کیا آپ اس پر ہم سے خوش ہو سکتے ہیں کہ ہم ہر دو قبیلہ قریش اور غطفان سے معززین و رؤساء کو گرفتار کر کے آپ کے حوالے کر دیں تاکہ آپ ان کی گردن مار دیں پھر ان سے جو کچھ بچ رہے گا ہم آپ کے ساتھ اس میں شریک ہوں گے۔ تو اس بات پر محمدؐ نے ان سے ہاں کر دی ہے۔ اگر یہود تمہاری طرف کوئی آدمی بھیج کر یہ مطالبہ کریں کہ تم اپنے چند آدمی بطور ضمانت ہم کو دے دو تو ہرگز ہرگز ایک آدمی بھی ان کو نہ دینا"!

وہاں سے فرصت پا کر آپ بنی غطفان کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے کہ تم میری بنیاد ہو اور میرے قبیلہ کے ہو اور تمام لوگوں میں سب سے زائد محبوب ہو اور میں نہیں دیکھتا کہ تم میرے اخلاص کو مشکوک سمجھتے ہو۔ بنی غطفان بولے تم سچ کہتے ہو پھر وہ کہنے لگے، دیکھو میرا نام نہ بتانا۔ انھوں نے کہا ہرگز نہیں۔ پھر انھوں نے ان سے بھی وہی کہا جو قریش سے کہا تھا اور جس طرح اُن کو ڈرایا تھا ان کو بھی ڈرایا۔

پھر جب ۵ھ ماہ شوال کی شب شنبہ آئی اور اس رات اللہ کو جو اپنے رسولؐ کے لیے کرنا تھا وہ کیا (یا دھر بھی) تو ابو سفیان اور رؤساء غطفان نے بنی قریظہ کی طرف عکرمہ بن ابو جہل کی سرکردگی میں چند قریشی اور غطفانی بھیجے اور ان سے کہلوایا کہ ہم محفوظ مقام پر نہیں، ہمارے سارے مویشی ہلاک ہو گئے، تو تم علی الصباح قتال کے لیے تیار ہو جاؤ تاکہ ہم محمدؐ سے (فیصلہ کن) جنگ لڑ سکیں اور جو ہمارے اور ان کے درمیان (رسہ کشی) ہے اس سے فراغت نصیب ہو۔

بنی قریظہ نے ان کی طرف قاصد بھیج کر کہلوایا کہ "ہفتہ کا دن وہ دن ہے جس دن ہم کوئی کام نہیں کرتے اور اس دن ہمارے بعض اسلاف نے کام کیے پھر جو اُن کے ساتھ ہوا وہ تم پر مخفی نہیں۔ اور علاوہ ازیں ہم اس وقت تک تمہارے ساتھ نہیں لڑیں گے۔ جب تک تم بطور ضمانت اپنے کچھ آدمی ہمارے حوالے نہ کر دو۔ جو ہمارے ہاتھوں میں اس وقت تک کے لیے ایک ضمانت ہوں گے، جب تک کہ محمدؐ سے ہماری (فیصلہ کن) جنگ نہ ہو جائے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر جنگ تمہیں کاٹنے لگے اور لڑائی تم پر دو بھر ہو جائے تو تم اپنا دامن سمیٹ کر اپنے شہروں کی طرف چلے جاؤ اور ہم کو ہمارے شہر میں اس آدمی کے ساتھ تنہا چھوڑ جاؤ جبکہ ہم (تنہا) محمدؐ سے (لڑنے) کی سکت نہیں رکھتے"۔ جب بنی قریظہ کے قاصد ان کا پیغام دے کر رخصت ہوئے تو قریش و غطفان کہنے لگے! سچ ہے تم واللہ جو تم سے نعیم بن مسعود نے کہا تھا وہ ٹھیک تھا۔ پھر انھوں نے بنو قریظہ کی طرف پیغام بھیجا کہ بہ خدا ہم تمہارے سپرد ایک آدمی بھی نہیں کریں گے، اگر تم لڑنا چاہتے ہو تو نکلو اور جنگ کرو۔ جب بنی قریظہ کو ان کے قاصدوں نے یہ پیغام پہنچایا تو آپس میں کہنے لگے کہ جو کچھ تم سے نعیم بن مسعود نے کہا تھا وہ سچ تھا۔ اس قوم کا سوائے اس کے اور کچھ منشا نہیں کہ جنگ کریں اگر موقع غنیمت ملے تو فائدہ اٹھائیں اور اگر معاملہ برخلاف ہو تو اپنے اپنے شہروں کی طرف چلے جائیں اور تم کو اس آدمی کے ساتھ تنہا چھوڑ جائیں۔ پھر انھوں نے قریش و غطفان کی

طرف پیغام بھیجا کہ جب تک تم ہم کو ضمانت نہ دو گے ہم تمھارے ساتھ لڑائی میں شریک نہ ہوں گے۔ انھوں نے انکار کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان انقطاع پیدا کر دیا اور اس طرح وہ حیلہ کامیاب ہو گیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ رسولِ کریمؐ کا دس راتوں سے زائد محاصرہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ ہر آدمی شدید کرب و بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اس وقت رسول کریمؐ نے ارادہ کیا کہ غطفان کا علاج اس طرح کیا جائے کہ ان کو انصار کی پیداوار (پھل) کا تہائی حصّہ دے دیا جائے اور وہ دشمنوں میں نااتفاقی پھیلا دیں اور ان سے علیحدہ ہو جائیں انصار نے اس بات کو نہ مانا پھر آپ بھی اپنے ارادے سے دستبردار ہو گئے اور ابھی ہمکو معلوم ہو چکا ہے کہ نعیم بن مسعود نے اس سے بہتر کام کر دکھایا۔

عناصر کی جنگ

نعیم بن مسعود اپنے حیلہ میں کامیاب ہو گئے۔ بنی قریظہ اور قریش کے درمیان پھوٹ پڑ گئی۔ پھر جاڑوں کی راتوں میں برفیلی ہوا چلی جس نے ہانڈیوں کو الٹ دیا خیموں کو گرا دیا اور ہر ایک یخ ہو گیا، سارے مویشی مر گئے۔

جب رسول کریمؐ کو اُن کے "اختلافات" اور خدا نے جس طرح ان کی جماعت کو متفرق کیا اس کی اطلاع ملی تو آپ نے حذیفہ کو بلایا اور ان کو دشمن کی طرف بھیجا تاکہ وہ معلوم کریں کہ شب کو دشمن نے کیا کیا اور یہ وہی حذیفہ ہیں جو منافقین کے بارے میں رسول کریمؐ کے خاص رازدار تھے اور ان کے سوا کسی کو بھی منافقین کا علم نہ تھا۔ رسول کریمؐ نے ان کو خاص طور سے منافقین کی بابت بتایا تھا۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں گیا اور ان لوگوں تک پہنچا باد صرصر اور اللہ کے لشکر نے جو کرنا تھا وہ ان کے ساتھ کر دیا تھا۔ نہ ہانڈی تھی نہ چولھا نہ ہی کوئی خیمہ ثابت رہ گیا تھا۔ ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ (ایمان والو خدا کے اس کرم کو یاد کرو جب کہ تم پر فوجیں ٹوٹ پڑیں تو ہم نے ان پر باد صرصر اور ایسا لشکر بھیجا جس کو تم دیکھ نہ سکتے تھے اور اللہ تمھارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے)

خطبہ ابوسفیان

ابوسفیان بن حرب کھڑا ہوا اور کہنے لگا "گروہِ قریش! انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہم نشیں کو دیکھے"۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میرے پہلو میں ایک آدمی تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے کہا تم کون ہو؟ اس نے اپنا نام، ولدیت بتائی۔ پھر ابوسفیان بولنے لگا "گروہِ قریش! بخدا تم محفوظ مقام پر نہیں ہو۔ مویشی، جانور سب ہلاک ہو گئے، بنو قریظہ نے وعدہ خلافی کی اور ان کی طرف سے ہم کو ناپسندیدہ باتیں پہنچیں۔ پھر ہمیں اس آندھی کی مصیبت گلے پڑی، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو

واللہ نہ ہمارے پاس ہانڈیاں رہیں اور نہ ہی چولھے۔ خیمے بھی باقی نہیں رہے۔ لہذا کوچ کرو اور میں بھی چلتا ہوں۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا اور اونٹ جو بندھا ہوا تھا اس پر بیٹھ گیا پھر اس کو مارا تو وہ تین پیروں سے کودا اس نے اس کی رسی اس وقت تک نہیں کھولی، جب تک وہ کھڑا نہ ہو گیا۔ یہ لشکر کے سامنے ابوسفیان کی تقریر تھی اور ابوسفیان ان کا سپہ سالار تھا اور جب سپہ سالار پلٹ جائے اور ان کو واپسی کی ترغیب دے تو بھلا فوج کہاں ٹکتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ قیام سے اکتا گئے تھے اور جتنا انتظار کر چکے تھے اس سے زیادہ انتظار کرنے میں ان کو کوئی فائدہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

سردی کی شدت، آندھی کے جھکڑ اور بنی قریظہ کی جنگ سے لاپرواہی نے ان کی بہت بری حالت کر دی تھی۔ مدینہ میں داخلہ کی امید رکھتے تھے، مگر خندق ان کے راستہ میں ان کی کثرت کے علی الرغم ایک سخت گھاٹی ثابت ہوئی۔

جب بنو غطفان نے قریش کا حال سنا تو وہ بھی اپنے شہروں کی طرف بھاری بھرکم سازوسامان کو چھوڑ کر چلے گئے اور مسلمانوں کو وہ مال بطور غنیمت ملا۔

مسلمان بھی خندق سے چلے گئے اور مدینہ پلٹ آئے۔ مشرکین کے پندرہ دن کے محاصرہ کے خاتمہ کے بعد انھوں نے ہتھیار اتار دیے۔ آپ غزوہ خندق سے ۲۳ ذی قعدہ بروز چہارشنبہ واپس ہوئے۔

لشکروں کے واپس جانے کے بعد آپؐ نے فرمایا اس سال کے بعد اب کبھی تم سے قریش نہیں لڑیں گے اور جیسا کہ آپؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

اور یہ غزوہ رؤساء مکہ کی دین جدید یعنی اسلام کے برخلاف آخری کوشش تھی (جو بحمداللہ ناکامیاب ہو گئی)

مسلمانوں کے نقصانات

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ غزوہ خندق میں مسلمانوں کے صرف چھ آدمی شہید ہوئے۔

تین اوس کے: سعد بن معاذ، انس بن اوس، عبداللہ بن سہیل۔

تین خزرج کے: طفیل بن نعمان، ثعلبہ بن غنمہ، کعب بن زید۔

مشرکین کے نقصانات

مشرکین کے مقتولین کی تعداد تین تھی: (۱) منبہ بن عبد العبدری اس کے تیر لگا اور یہ مکہ جا کر مر گیا۔ (۲) نوفل بن عبداللہ المخزومی (۳) اور عمرو بن عبدود۔

(اور ان دونوں کے قاتل حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں)

غزوۂ بنی قریظہ

(ذلیعقدہ ۵ھ، اپریل ۶۲۷ء)

بنی قریظہ مدینہ کے یہودیوں کی ایک قوم تھی جو قبیلہ اُوس کی حلیف تھی اور اس وقت اُوس کے سردار سعد بن معاذ تھے۔

ہم ذکر کرچکے ہیں کہ بنی قریظہ نے "عہد شکنی" کی تھی اور مخالفین کے ساتھ مل کر رسول کریمؐ کے مقابلہ پر صف آرا ہوئے تھے۔ (جس کی بنا پر) مسلمانوں کی تکالیف میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔ لیکن جب نعیم نے ان کے اور قریش کے درمیان پھوٹ ڈلوادی تو انھوں نے جنگ سے ہاتھ روک لیا۔

لہٰذا ان کی سرکوبی ناگزیر تھی اور اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ تھی کیونکہ مدینہ میں ان کا وجود مسلمانوں کے لیے "خوفناک خطرہ" تھا۔ اور اس لیے بھی کہ انھوں ہی نے ساری مخالف جماعتوں کو اکٹھا کیا تھا اور غزوۂ خندق میں شریک دشمن ہوئے تھے۔

جب رسول کریمؐ اور آپ کے اصحاب خندق سے پلٹ کر ۲۳ ذی قعدہ ۵ھ کو مدینہ پہنچے تو آپؐ نے ہتھیار اتار دیے صبح کی نماز پڑھی اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں داخل ہو گئے۔ جب ظہر کا وقت آیا تو جبرئیلؑ اطلسی عمامہ باندھے ہوئے ایک ایسے خچر پر سوار جس کے زین پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی بیٹھے ہوئے رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا ہاں جبرئیلؑ نے عرض کی کہ ملائکہ نے ابھی تک اپنے ہتھیار نہیں اتارے اور آپ نہیں پلٹے ہیں مگر طلب دشمن کے لیے، اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اے محمدؐ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی ان کی طرف جا رہا ہوں اور ان کو ہلا دونگا۔

بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوہ خندق سے واپس آئے اور ہتھیار کھول کر غسل فرما چکے تو جبرئیلؑ آئے اور ان کے سر پر غبار تھا۔ جبرئیلؑ نے کہا، آپؐ نے ہتھیار اتار دیے واللہ میں نے ابھی تک نہیں اتارے آپؐ نے فرمایا کہاں کا قصد ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہیں اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر رسول کریمؐ ان کی طرف روانہ ہو گئے۔

رسول کریمؐ نے موذن کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کرا دو کہ ہر سامع اور مطیع نماز عصر بنی قریظہ کے مقام پر پڑھے پھر آپؐ نے مدینہ پر ابن ام مکتوم کو والی بنایا (جیسا کہ ابن ہشام کا بیان ہے) اور روانہ ہو گئے۔

رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اپنا علم مبارک عطا کیا اور بنی قریظہ کی طرف آگے روانہ کیا اور لوگ بھی بہ سرعت ادھر بڑھے جنگ کی طرف بڑھنے والے مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی اور چھتیس گھوڑے ساتھ تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ قلعہ کے قریب پہنچے، آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار کا دستہ تھا۔ قلعہ کے نیچے پہنچکر آپ نے

علم گاڑ دیا۔

جب بنی قریظہ سے آپ نے رسول کریمؐ اور آپ کے ازواج کے بارے میں نازیبا کلمات سنے تو آپ پلٹے یہاں تک کہ راہ میں رسول کریمؐ سے ملاقات ہوئی، آپ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ان خبیثوں کے قریب نہ جائیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کیوں؟ کیا تم نے میری نسبت ان سے کچھ تکلیف دہ کلمات سنے۔ آپ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب وہ مجھے دیکھیں گے تو کچھ بھی نہ کہہ سکیں گے۔ جب رسول کریمؐ ان کے قلعوں کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے بندروں کی برادری کیا اللہ نے تمھیں ذلیل نہیں کیا اور تم پر اپنا عذاب نازل نہیں کیا؟ وہ کہنے لگے اے ابوالقاسم آپ جاہل تو نہ تھے۔

رسول کریمؐ بنی قریظہ تک پہنچنے سے مقام صورین پر اپنے چند اصحاب کے پاس سے گزرے، آپ نے دریافت کیا۔ کیا ابھی کوئی گزرا ہے؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس سے دحیہ بن خلیفہ الکلبی گزرے ہیں جو سفید خچر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور خچر پر زین تھا جس پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ جبرئیلؑ تھے جو بنی قریظہ کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان کے قلعوں کو ہلائیں اور ان کے دل میں رعب ڈالیں۔

رسول کریمؐ نے پندرہ راتوں تک ان کا محاصرہ کیا جیسا کہ ابن اسحاق کا بیان ہے مگر واقدی گیارہ راتیں کہتے ہیں یہاں تک کہ محاصرے نے ان کو پریشان کر دیا اور اللہ نے ان کے دلوں پر رعب بٹھا دیا (ان دنوں) صحابہ کی خوراک کھجور تھے جو سعد بن عبادہ نے ان کی طرف بھیجے تھے۔

جب قریش اور غطفان بنی قریظہ سے رد ہو کر پلٹ گئے، تو حی بن اخطب اس معاہدہ کی بنا پر جو ان سے کعب بن اسد نے کیا تھا بنی قریظہ کے قلعوں میں آ گیا تھا۔

جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ (رسول کریمؐ) بغیر لڑے واپس نہ جائیں گے تو کعب بن اسد نے ان سے یوں خطاب کیا اے گروہ یہود! جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ تم پر مصیبت نازل ہو چکی ہے میں تمہارے سامنے تین باتوں کو رکھتا ہوں جس بات کو چاہو پسند کر لو۔

انھوں نے کہا وہ کیا باتیں ہیں۔ کعب نے کہا:

ہم اس شخص کی پیروی کر لیں اور اس کی (رسالت کی) تصدیق کریں کیونکہ یہ تم پر واضح ہو چکا ہے کہ "یہ نبی مرسل" ہے اور یہ وہی نبی ہے جس کی پیشگوئی تم اپنی کتاب میں بھی دیکھ چکے ہو اور اپنی جان، مال، اولاد، مستورات کو بچا لو۔ انھوں نے کہا ہم حکم تورات کو کبھی نہیں چھوڑ سکتے اور ہم اس کے بدلے کوئی دین نہیں چاہتے۔ اس نے کہا اگر تمھیں اس سے انکار ہے تو آؤ! ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو قتل کر ڈالیں اور پھر محمدؐ اور ان کے اصحاب کے مقابلہ پر مردانہ وار دست بقبضہ میدان میں نکل آئیں اور اپنے پیچھے کوئی ایسا بوجھ نہ چھوڑیں جو ہمیں پریشان کر سکے۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور محمدؐ کے درمیان فیصلہ کر دے اگر ہم ہلاک ہو گئے تو ہلاک ہو جائیں گے اور اپنے بعد کوئی نسل نہ چھوڑیں گے جس کے بارے میں ہمیں ڈر لگا

رہے اور اگر ہم کامیاب ہو گئے تو اپنی جان کی قسم ہم عورتیں اور لڑکے پا سکتے ہیں۔

ان لوگوں نے کہا۔ ان غریبوں کو ہم قتل کر دیں پھر ان کے بعد زندگی کا کیا مزہ؟

کعب نے کہا اگر تمھیں یہ چیزیں بھی پسند نہیں تو دوستو! آج کی رات سبت کی رات ہے اور بہت امکان ہے کہ محمدؐ اور ان کے اصحاب بے خوف و خطر پڑے ہوئے ہوں۔ لہذا نیچے اترو، شاید ہم محمدؐ اور ان کے اصحاب کی غفلت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

کہنے لگے ہم اپنے سبت کو فاسد کریں اور اس میں وہ بات کریں جو ہمارے اسلاف نے نہیں کی۔ مگر یہ کہ جن لوگوں نے کی وہ مسخ ہو گئے جیسا کہ تم پر بھی مخفی نہیں۔

کعب نے کہا تم میں سے کسی نے بھی جب سے وہ پیدا ہوا ہے ایک رات بھی سمجھ داری سے نہیں گزاری۔

پھر انھوں نے رسولِ کریمؐ کی خدمت میں قاصد بھیج کر کہلوایا کہ آپ ابو لبابہ یعنی رفاعہ بن عبدالمنذر برادر بنی عمرو بن عوف کو ہمارے پاس بھیجیں (اور وہ لوگ اوس کے حلیف تھے) تاکہ ہم اپنے بارے میں اس سے مشورہ کر لیں رسولِ کریمؐ نے ابو لبابہ کو ان کے پاس بھیج دیا جب ان لوگوں نے ان کو دیکھا تو سارے مرد ان کی طرف بڑھے اور تمام عورتیں بچے بھی بیتابانہ ان کے گرد جمع ہوئے۔ محاصرہ کی شدت سے یہ سب اشکبار تھے۔ ان کے دل میں رحم اور ترس پیدا ہوا۔ بنی قریظہ نے ان سے کہا! ابو لبابہ! کیا تم مناسب سمجھتے ہو کہ ہم محمدؐ کے حسب الحکم (قلعہ سے) نیچے اتریں۔ انھوں نے کہا ہاں! اور پھر اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ تمھیں ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ ابو لبابہ کہتے ہیں کہ میں نے وہاں سے قدم نہیں بڑھائے مگر یہ خیال کیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ افشاء راز کر کے خیانت کی ہے اور یہیں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابو لبابہ اس کے قبل کہ ان کے بارے میں سعد کوئی حکم نافذ کرتے یہ جانتے تھے کہ وہ قتل کیے جائیں گے۔

پھر ابو لبابہ وہاں سے چلے گئے اور رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے اور مسجد میں جا کر اس کے ایک ستون کے ساتھ اپنے کو باندھ لیا اور کہنے لگے کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک مجھے موت نہ آ جائے یا اللہ میرے کیے کو معاف نہ کر دے اور یہ عہد کیا کہ بنی قریظہ کے پاس کبھی نہ جائیں گے اور کہنے لگے اللہ کبھی بھی مجھے اس جگہ نہیں دیکھے گا جس جگہ میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خیانت کی ہے۔

جب رسولِ کریمؐ کو ان کی خبر ملی اور انھوں نے آنے میں دیر کی اور وہ دیر کرنا بھی چاہتے تھے تو آپؐ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اسے معاف کر دیتا۔ لیکن جو کچھ اس کو کرنا تھا جب وہ کر بیٹھا تو میں اس کو اس وقت تک اس کی جگہ سے رہائی نہیں دلاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ معاف نہ کر دے۔

پھر ابو لبابہ کی معافی کے بارے میں وحی نازل ہوئی اور اس وقت آپؐ جناب ام سلمہؓ کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ ام سلمہؓ نے ابو لبابہ کو معافی کی خوش خبری سنائی پھر رسولِ کریمؐ نے ان کو وہاں سے آزاد کیا۔

مثلہ

جب بنی قرلیظہ رسول کریمؐ کے حکم پر نیچے اُترے تو اُوس ان پر جھپٹ پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ وہ ہمارے ہم عہد ہیں خزرج کے نہیں اور کل جو آپ خزرج کے حلیفوں کے بارے میں کر چکے ہیں اس کا آپ کو خوب علم ہے اور رسول کریمؐ بنی قرلیظہ سے پہلے بنی قینقاع کا محاصرہ کر چکے تھے اور یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ جب یہ لوگ آپ کے حکم پر قلعہ سے اترے تو عبداللہ بن ابی ابن سلول نے ان کو آپؐ سے مانگ لیا آپ نے ان کو اس کے سپرد کر دیا۔

جب اُوس نے یہ کہا تو آپ نے فرمایا: اے گروہِ اُوس کیا تم اس بات کو پسند نہ کرو گے کہ تم میں سے ایک آدمی ان کے بارے میں فیصلہ کرے انھوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر وہ ہیں سعد بن معاذ۔ (یہی فیصلہ کریں گے)

اس وقت سعد بن معاذ کو آپؐ نے ایک رفیدہ نامی مسلمان عورت کے خیمہ میں رکھا ہوا تھا اور وہ خیمہ صحنِ مسجد میں تھا یہ عورت اس میں زخمیوں کا علاج وغیرہ کرتی تھی اور اس نے اپنے کو زخمی اور مجروح مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ جب ان کو غزوہ خندق میں تیر لگا ہے تو آپ نے ان کی قوم سے کہا تھا کہ اس کو رفیدہ کے خیمہ میں لے جاؤ میں اس کی عیادت کے لیئے عنقریب آؤں گا۔

سعد کا فیصلہ

ابولبابہ بن عبدالمنذر کو بنی قرلیظہ کے بارے میں رسول کریمؐ کا فیصلہ معلوم ہو چکا تھا۔ اس لیے جب وہ ان کے پاس گئے تو ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتا دیا تھا کہ وہ ذبح کرنا چاہتے ہیں پھر وہ اس اشارہ پر نادم بھی ہوئے اور اس کو اللہ اور رسولؐ کے حق میں خیانت تصور کیا اور پھر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا۔

لیکن سعد بن معاذ تو ان کا بھی بنی قرلیظہ کے بارے میں فیصلہ الم نشرح تھا کیونکہ جب غزوہ خندق میں آپ کے تیر لگا ہے تو آپ نے کہا تھا کہ اے اللہ اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک بنی قرلیظہ (کے حشر) سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔ سعد اسی زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے کہ آپؐ نے ان کو طلب فرمایا کہ وہ بنی قرلیظہ کے بارے میں اپنا فیصلہ سنائیں۔ ان کے پاس ان کی برادری کے لوگ آئے اور ان کو گدھے پر سوار کیا۔ سعد جسیم آدمی تھے۔ اور ان کو لے کر رسول کریمؐ کی طرف چلے وہ کہتے جاتے تھے یا ابا عمرو! اپنے حلیفوں پر رحم کیجیے گا۔ رسول کریمؐ نے آپ کو اسی لیے ان کا مختار بنایا ہے تاکہ ان پر احسان کریں۔ جب ان پر تقاضوں کی بھرمار ہونے لگی تو وہ کہنے لگے سعد پر وہ وقت آگیا ہے جب اس کو کسی کی ملامت کا خیال دامنگیر نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر ان کی قوم کے بعض آدمی جوان کے ساتھ تھے بنی عبدالاشہل کے گھر گئے۔ اور قبل اس کے کہ سعد بنی قرلیظہ تک پہنچ کر (کوئی فیصلہ کریں) صرف اس فقرے کی بناء پر جو ان سے سنا تھا انھوں نے ان کو بنی قرلیظہ کے آدمیوں کی موت کی اطلاع دے دی۔

جب سعد رسول کریمؐ اور مسلمانوں کے قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا اپنے سردار کی طرف جاؤ اور ان کو (عزت سے)

اتاردو۔ پھر رسول کریمؐ نے آپ سے فرمایا ان کے بارے میں فیصلہ کرو۔ انھوں نے کہا میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جنگ کرنے والے قتل کیے جائیں ان کی ذریت قید کی جائے، ان کے اموال تقسیم کیے جائیں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ عورتیں اور اطفال بنی نجار کی ایک عورت ابنۃ الحارث کے گھر اور دوسرے قیدیوں کے بارے میں حکم دیا کہ وہ اسامہ بن زید کے گھر ٹھہرائے جائیں پھر آپ بازار مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں جا کر چند گڑھے کھودے اور ہر بالغ کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ پھر آپ نے طلبی کے لیے ان کی طرف آدمی بھیجا پھر وہ کھلے ہوئے آئے اور ان کی گردنیں ماری گئیں اور ان کو خندقوں میں ڈال دیا گیا۔ مقتولین میں دشمنِ خدا حی بن اخطب اور سردار قوم کعب بن اسد بھی تھا یہ لوگ چھ سو یا سات سو کے قریب تھے بعض لوگ ان کی تعداد آٹھ سو سے لے کر نو سو تک بتاتے ہیں۔

جب کہ یہ سب کھلے ہوئے رسول کریمؐ کی خدمت میں لائے جا رہے تھے تو اس وقت بنی قریظہ نے کعب بن اسد سے پوچھا کعب! کیا خیال ہے، ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ کعب نے کہا تم ہر جگہ بیوقوف ثابت ہوئے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ بلانے والے سے جھگڑا نہیں کیا جا سکتا اور تم میں سے جو جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا، بخدا وہ قتل کریں گے۔

یہ سلسلہ (قتل) جاری رہا یہاں تک کہ آپ ان (کے قتل) سے فارغ ہو گئے، پھر آپ نے ان پر مٹی ڈال دی۔

جب حیی بن اخطب مقتل کی طرف آ رہا تھا تو (اس وقت) اس کے جسم پر گلابی رنگ کا حلہ تھا، جس کو ہر طرف سے پور پور کر کے چاک کر دیا تھا کہ کوئی اس کو چھین نہ لے اور اس کے ہاتھ رسی کے ساتھ پسِ گردن بندھے ہوئے تھے۔

جب اس کی نظر رسول کریمؐ پر پڑی تو وہ کہنے لگا واللہ میں تمھاری عداوت پر اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا، لیکن بات یہ ہے کہ جو اللہ کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ بے سہارا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا لوگو! خدا کے حکم کی تعمیل میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ لکھا ہوا تھا یہ مقدر ہو چکا یہ سزا تھی جو اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے معین کر دی تھی۔

وہ بیٹھ گیا پھر اس کی اور کعب بن اسد کی گردن ماری گئی۔

بنی قریظہ کے قتل کا انتظام حضرت علیؓ اور زبیر بن عوامؓ کے ہاتھوں میں تھا۔

بنو قریظہ کے مرد جب قتل کیے جا رہے تھے تو ان کی عورتیں چیخ رہی تھیں گریبان چاک کر دیے تھے، بال بکھرا دیے رخساروں پر طمانچے پڑ رہے تھے اور مدینہ ان کے نوحوں سے گونج رہا تھا۔

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ "بنی قریظہ کی صرف ایک عورت قتل کی گئی تھی وہ کہتی ہیں کہ وہ مجھ سے باتیں کرتی جاتی تھی اور مسکراتی جاتی تھی اور رسول کریم بازارِ (مدینہ) میں اس کی قوم کے آدمیوں کو قتل کرواتے جاتے تھے کہ ایک شخص نے اس کا نام پکار کر کہا کہ وہ کہاں ہے، وہ بولی بخدا وہ میں ہوں۔ میں نے کہا وائے ہو تجھ پر تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی میں نے کہا کیوں؟ وہ کہنے لگی میں نے ایک جرم کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ پھر وہ چلی گئی اور اس

کی گردن ماردی گئی۔ حضرت عائشہ رض کہا کرتی تھیں کہ میری حیرت کبھی نہیں جائے گی۔ کیا اس کا اطمینان قلب تھا کس شدت سے وہ ہنس رہی تھی حالانکہ وہ جانتی تھی کہ قتل کی جاؤں گی۔

میں کہوں گا کہ حضرت عائشہ رض بنانہ کے اطمینانِ قلب اور اس کی شگفتگی کی بنا پر ترس کھاتی تھیں۔ یہاں تک کہ زندگی کے آخری لمحوں میں بھی وہی اس کی طمانیت تھی حالانکہ وہ جانتی تھی کہ وہ قتل کی جائے گی۔ کیونکہ اس نے ایک مسلمان خلاد بن سوید پر چکی کے پاٹ پھینک کر اسے مار ڈالا تھا۔ تاکہ وہ اپنے شوہر کے بعد زندہ نہ رہ سکے۔ چنانچہ (حسب خواہش) اس کو سزا مل گئی۔ اس کے علاوہ بنی قریظہ کی کوئی عورت نہیں قتل نہیں کی گئی۔ اس عورت کو بنانہ کہا جاتا تھا۔ یہ حکم قرظی کی بیوی تھی اس نے خلاد بن سوید کو چکی پھینک کر مار ڈالا تھا اور ایسا اس نے شوہر کے حکم سے کیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ میرے بعد زندہ رہے اور کوئی اور اس سے شادی کرے۔ اس غزوہ میں مسلمانوں میں سے سوائے خلاد کے اور کوئی شہید نہیں ہوا۔ جناب خلاد عقبہ بدر اور احد میں شریک رہے ہیں۔

مالِ غنیمت

رسولِ کریمؐ نے حکم دیا کہ قلعوں میں جتنی زرہیں، ہتھیار وغیرہ ہیں وہ سب جمع کیے جائیں۔ سارا سامان جمع کیا گیا۔ اس ذخیرہ میں:

پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور پانچ سو ڈھالیں جن میں خالص چمڑے کی بھی ڈھالیں تھیں پائی گئیں اور اس کے علاوہ بہت سا اثاثہ اور برتن تھے۔ اور پانی کھینچنے والے اور چلنے والے اونٹ اور بہت سی بکریاں تھیں۔ آپؐ نے اس میں نخلستان میں اور قیدیوں میں خمس نکالا پھر باقی مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ ۳۰۷۲ حصے بنے کیونکہ مسلمان تین ہزار تھے اور ۳۶ گھوڑے تھے گھوڑے کے دو حصے اور سوار کا ایک (لہٰذا گھوڑوں کے بہتر ہوئے اور سب ملا کر ۳۰۷۲ ہوئے) پھر آپ نے سعد بن زید الانصاری کو جو بنی عبدالاشہل کی برادری کے تھے بنی قریظہ کے قیدیوں کے ساتھ نجد کی طرف بھیجا اور ان کے عوض مسلمانوں کے لیے گھوڑے اور ہتھیار خرید واٹے۔ آپ نے اپنے لیے ان عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو بن جناؤ کو منتخب کیا۔ پھر یہ حین حیات آپ کے پاس رہیں۔ یہ آپ کی ملک میں تھیں، آپؐ نے ان سے فرمایا کہ شادی کر لو اور پردے میں بیٹھ جاؤ۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اپنی کنیزی ہی میں رہنے دیجئے یہ مجھ پر اور آپ پر دونوں پر آسان ہے آپ نے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا پھر وہ اسلام لے آئیں۔

وفاتِ سعد

جب بنی قریظہ کا خاتمہ ہو گیا، تو سعد بن معاذ کا زخم کھل گیا اور آپ نے شہادت پائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے معاذ بن رفاعۃ الزرقی نے کہا کہ جس شب کو سعد بن معاذؓ کا انتقال ہوا اس شب جبریلؑ اطلسی عمامہ باندھے رسول کریمؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمدؐ یہ کون مرا ہے جس کے لیے آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور عرش کانپ اٹھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پھر رسول کریمؐ تیزی سے دامن کشاں سعدؓ کی طرف گئے وہاں ان کو مردہ پایا۔ اور حسن بصری سے روایت ہے کہ سعد مرد جسیم تھے۔ مگر جب لوگوں نے انھیں اُٹھایا تو ہلکا پایا۔ تو ایک مسلمان نے کہا، بہ خدا اگرچہ وہ بھاری جسم کے تھے مگر ان سے زائد ہلکا جنازہ ہم نے کسی کا نہیں اٹھایا۔ جب یہ خبر رسول کریمؐ کو پہنچی، تو آپؐ نے فرمایا ان کو تمھارے علاوہ اور بھی اٹھانے والے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح کو بشارت دے رہے تھے اور ان کے لیے عرش کو اہتزاز ہوا تھا۔ جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جب سعد کو دفن کیا گیا تو ہم رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ رسول کریمؐ نے تسبیح پڑھی تو لوگوں نے بھی تسبیح پڑھی تکبیر کہی تو اوروں نے بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ نے تسبیح کیوں پڑھی؟ فرمایا: "اس عبد صالح پر اس کی قبر تنگ ہو رہی تھی کہ اللہ نے اسے کشادہ کر دیا۔"

سعد کو "بقیع الفرقد" میں دفن کیا گیا تھا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "سعد بن معاذ پر نوحہ کرنے والی کے سوائے نوحہ کرنے والی جھوٹی ہے۔"

سعدؓ کی ماں کا نام کبیشہ بنت رافع بن معاویہ بن جبید بن ثعلبہ بن عبد بن الابجر تھا اور مستورات انصاریہ میں یہ پہلی انصاریہ تھیں جنھوں نے آپ کی بیعت کی تھی۔

غزوہ بنی قریظہ میں مسلمان مقتولین

(۱) خلاد بن سوید۔ ان پر چکی پھینکی گئی تھی۔

(۲) ابوسنان بن محصن۔ ان کا اس وقت انتقال ہوا جب رسول کریمؐ بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ یہ بنی قریظہ کے اس مقبرہ میں دفن کیے گئے جس میں وہ اس وقت تک دفن ہوتے تھے اور اسی میں ان کے مسلمان مردے بھی دفن ہونے لگے تھے۔ بعض غیر مسلم مورخین نے بنی قریظہ کے اس طرح قتل کیے جانے کو بہت بُرا سمجھا ہے لیکن وجہ ظاہر ہے کہ انھوں نے عہد شکنی کی تھی باوجودیکہ وہ حلیف بن چکے تھے پھر عہد شکنی کی ان کو امان دی گئی تھی۔ ان کو دین وعبادت کی آزادی عطا کر دی گئی تھی۔ اس کے باوجود وہ انتہائی خطرناک موقع پر دشمن سے مل گئے اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہوئے۔ پھر ان کی سزا موت ہی ہو سکتی تھی اور ہم جدید تاریخ میں بھی اس قسم کے واقعات پاتے ہیں۔

محمد علی پاشا نے قلعہ میں ممالیک کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔ کیونکہ انھوں نے اس کے قتل کی سازش کی تھی اور پھر اسی طرح محمد علی اپنے دشمنوں سے چھٹکارا پا سکا اور ان کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکا۔

غزوۂ خندق و بنی قریظہ کے بارے میں آیاتِ قرآنی

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خندق اور بنی قریظہ کے بارے میں سورۂ احزاب میں آیات آئی ہیں جس میں اس بلا کا بھی ذکر ہے جو ان پر نازل ہوئی تھی اور اس کے احسان و دستگیری کا بھی ذکر ہے۔ جب اللہ نے یہ مصائب کے بادل ان سے دور کر دیے۔ (یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَیْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیرًا) (اے ایمان والو! خدا کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا تھا جب تم پر لشکر امنڈ آئے تھے تو ہم نے ان پر آندھی اور اس لشکر کو بھیجا جس کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے)

لشکروں سے مراد قریش، غطفان اور بنی قریظہ کے لشکروں سے ہے اور وہ لشکر جو اللہ نے آندھی کے ساتھ بھیجا وہ ملائکہ تھے۔

ارشاد ہوتا ہے: إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا (جس وقت وہ تم پر اوپر نیچے سے ٹوٹ پڑے تھے آنکھیں خیرہ اور کلیجہ منہ کو آنے لگتا تھا اور خدا کے بارے میں تم کو وسوسے آ رہے تھے) اوپر سے آنے والے بنی قریظہ تھے، نیچے سے آنے والے قریش اور غطفان تھے۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا (یہاں پر مومنوں کا امتحان لیا گیا تھا اور وہ خوب اچھی طرح جھنجوڑے گئے تھے اور جس وقت منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں کفر کا مرض تھا کہنے لگے کہ خدا اور رسول نے جو ہم سے ے کیے تھے وہ بالکل جھوٹے تھے) یہ معتب بن قشیر نے کہا تھا۔

وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا (اور جب ان میں کا ایک گروہ کہنے لگا تھا کہ اے مدینہ والو تمہارا کہیں ٹھکانا نہیں بہتر ہے کہ اب بھی پلٹ جاؤ اور ان میں سے کچھ لوگ رسول سے واپسی کی اجازت بھی مانگنے لگے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔

وہ لوگ تو بھاگنا چاہتے تھے۔) اوس بن قیظی اور اس کی قوم کے بعض افراد کا یہ قول تھا۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ٥ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ٥ (اور اگر ایسا ہی) لشکر ان لوگوں پر مدینہ کے اطراف سے آپڑے اور ان سے فساد کرنے کی درخواست کی جاتے تو یہ لوگ اس کے لیے فوراً آموجود ہوں گے اور اس وقت اپنے گھروں میں بہت کم ٹھہریں گے، حالانکہ اس کے قبل وہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں دکھائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے عہد کی بابت سوال ہوگا) یہ بنی حارثہ تھے اور یہ وہی تھے جنھوں نے احد کے دن بھی بنی سلمہ کے ساتھ بزدلی اور نامردی دکھائی تھی۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ٥ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ٥ (اہل کتاب میں جن لوگوں نے کفار کی مدد کی تھی خدا ان کو قلعوں سے نیچے اتار لایا اور ان کے دلوں میں تمھارا ایسا رعب بٹھا یا کہ تم ان کے کچھ لوگوں کو قتل کر سکے اور کچھ کو قیدی بنا لیا اور اللہ نے تم کو ان کی زمینوں، ان کے گھروں اور ان کے مال و دولت کا اور اس زمین (خیبر) کا وارث بنا دیا جس میں تم نے قدم تک نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر شے پر قادر ہے) مدد کرنے والے بنی قریظہ تھے۔

مدینہ کے یہودی

اوس و خزرج کے درمیان پرانی لڑائی تھی، جب رسولِ کریمؐ مدینہ تشریف لائے تو ان کو "انصار" کے لقب سے سرفراز کیا، کیونکہ انھوں نے آپؐ کی "نصرت" کی تھی پھر دونوں فریق ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔ باہمی عداوت کا خاتمہ ہوگیا اور فیضِ اسلام نے انھیں اخوت کے رشتہ میں جکڑ دیا۔ بعد میں آپؐ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کر دی۔

مدینہ کے یہودیوں میں بنی قریظہ اور بنی نضیر تو اوس کے حلیف تھے اور بنی قینقاع خزرج کے۔ رسول کریمؐ نے بھی یہود مدینہ سے معاہدہ کر لیا تھا اور ان کے مذہب و اموال کو باقی رکھا تھا، لیکن انھوں نے حملہ کیا، عہد کو توڑ دیا۔ ایذا رسانی کی، آپؐ کی فتوحات پر حسد کیا، مکاری کرنے لگے اور آپؐ کی نبوت میں سدّ راہ ہونے لگے۔

جب آپؐ نے ان سے غداری، شدید دشمنی و سیہ کاریاں دیکھیں تو آپؐ ان سے چھٹکارا پانے کے لیے کسی مناسب وقت کا انتظار کرنے لگے۔

غزوۂ بدر کے بعد آپؐ نے بنی قینقاع کو اسلام کی طرف دعوت دی، یہ لوگ مدینہ ہی میں رہتے تھے۔

انھوں نے انکار کیا اور جسارت سے جواب دیا تو آپؐ نے ان سے جنگ کا قصد کیا اور پھر ہجرت کے دوسرے سال ان کو شام کے اطراف میں جلاوطن کر دیا۔"

پھر آپؐ نے ایک شخص کو کعب بن اشرف کے قتل پر مامور کر کے بھیجا۔ یہ کعب شاعر تھا اپنے شعروں میں رسولِ کریمؐ کی ہجو کرتا تھا۔ اور کفارِ قریش کو آپؐ کے برخلاف مشتعل کرتا تھا اور یہ ہجرت کے تیسرے سال کا واقعہ ہے۔

چار ہجری کو آپؐ نے بنی نضیر سے جنگ کی اور اس غزوہ کے وجوہ کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ ان کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا۔ ان میں سے کچھ شام کی طرف چلے گئے اور کچھ خیبر کی طرف۔

پانچ ہجری کو بنی قریظہ کا آپؐ نے محاصرہ کیا، کیونکہ غزوۂ خندق میں انھیں لوگوں نے آپؐ پر کفر کے لشکروں کو جمع کیا تھا۔ اور انتہائی نازک اور خطرناک موقع پر یہ دشمنوں سے مل گئے تھے۔

غزوہ بنی قریظہ کے بعد مدینہ میں یہودیوں کا قیام ختم ہو گیا اور منافقین پوری طرح جھک گئے اور ان کی تعداد بہت کم تھی۔ اب مدینہ صرف مظلوموں کی پناہ گاہ ہی نہ تھا بلکہ وہ عظیم دینی سلطنت کا مرکز ہو گیا تھا۔ اور چند سال کے بعد وہ سارے جزیرۂ عرب کو جھکانے کی طاقت کا مالک تھا۔

سریہ قرطا

سنہ ۶ھ ۱۰ محرم کو یہ سریہ واقع ہوا تھا۔

رسولِ کریمؐ نے تیس شتر سوار اور فرس سواروں کے ساتھ محمد بن مسلمہ انصاری کو یہ کہہ کر بھیجا کہ رات کو سفر رہے دن کو کمینگاہ میں چھپو اور ان پر غارتگری کرو۔ جیسا آپؐ نے فرمایا تھا محمد بن مسلمہ نے ویسا ہی کیا۔ جب ان پر حملہ ہوا تو کچھ قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے، مقتولین کی تعداد دس تھی اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں۔ ایک سو پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریاں ہنکا لائے۔ اونٹ دس بکریوں کے برابر شمار ہوا۔ محمد بن مسلمہ ختم محرم میں جب ایک دن باقی رہ گیا تو وارد مدینہ ہوئے۔ انیس دن مدینہ سے باہر قیام رہا۔ ثمامہ بن اثال کو گرفتار کیا گیا۔

ابن اسحاق ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریمؐ کے سواروں نے ایک آدمی کو پکڑا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون ہے۔ وہ اس کو لے کر رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے۔ یہ ثمامہ بن اثال الحنفی ہے۔ پھر ان کو مسجد کے ایک ستون میں آپؐ کے حکم سے باندھ دیا گیا تاکہ مسلمانوں کی نماز کے حسن منظر اور ہیئت اجتماع کو دیکھ کر ان کا دل (اسلام کے لیے) گداز ہو جائے۔

(بعد نماز) آپؐ ان کی طرف سے گذرے فرمایا "ثمامہ! کیا ہے تمہارے پاس؟" ثمامہ نے کہا خیر ہے اے محمدؐ! اگر آپ قتل کریں گے تو ایک مستحق قتل کو قتل کریں گے اور اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکر گذار پر احسان

کریں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو مانگیئے جتنا چاہیئے گا ملے گا۔ آپؐ اس کو اسی حال پر چھوڑ کر چلے گئے۔ یہاں تک کہ دوسرا دن آیا پھر آپؐ نے ان سے فرمایا ثمامہ کیا ہے تمہارے پاس۔ ثمامہ نے کہا وہی جو میں آپ سے کہہ چکا کہ اگر آپ کرم فرمائیں گے تو ایک شکر گذار آدمی پر کرم ہوگا۔ آپ اُن کو چھوڑ کر چلے گئے، یہاں تک کہ کل آئی پھر آپؐ نے ان سے کہا ثمامہ کیا ہے تمہارے پاس؟ ثمامہ نے کہا وہی جو میں آپ سے کہہ چکا ہوں۔ ارشاد ہوا ثمامہ کو آزاد کر دو۔

ثمامہ مسجد کے قریب ایک نخلستان میں گئے، وہاں غسل کیا اور پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہ پھر کہنے لگے: اے محمدؐ! روئے زمین پر آپ سے زائد میری نگاہ میں قابل نفرت کوئی نہ تھا اور آج آپؐ سب سے زائد مجھے محبوب ہیں۔ آپؐ کے دین سے زائد مجھے کسی دین سے نفرت نہ تھی اور آج وہ تمام ادیان سے زائد عزیز ہے۔ تمام شہروں میں آپ کے شہر سے میں سب سے زائد جلتا تھا۔ آج آپ کا شہر تمام شہروں سے زائد مجھے پسند ہے۔ آپؐ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا تھا اور میں عمرہ کے خیال میں تھا۔ آپؐ فرمائیں کیا حکم ہے۔

رسولِ کریمؐ نے ثمامہ کو دین و دنیا کی بھلائی کی بشارت دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ مکہ تلبیہ کرتے ہوئے اور غیر اللہ کی نفی کرتے ہوئے آئے، تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا تم صابی ہو گئے ہو؟ کہنے لگے نہیں بلکہ میں پروردگارِ عالم پر رسولِ کریمؐ کے ساتھ ایمان لایا ہوں۔ بخدا اس وقت تک یمامہ سے تمہارے پاس ایک گیہوں کا دانہ بھی نہ آئے گا جب تک رسولِ کریمؐ اجازت نہ دے دیں گے۔ آپ نے یمامہ کے اجناس کا داخلہ مکہ میں بند کر دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریش اون و خون کھانے لگے۔

جناب ثمامہؓ کا افاضل صحابہ میں شمار ہونے لگا اور آپ کے ذریعہ آپ کی قوم کے بہت سے لوگ فیضیاب ہدایت ہوئے۔ جب اہلِ یمامہ نے ارتداد کا مظاہرہ کیا، تو آپ نہ تو مرتد ہوئے اور نہ ہی حلقہ اطاعت سے باہر نکلے۔ آپ رسولِ کریمؐ کے انتقال کے بعد قابلِ تعریف کردار کے حامل رہے۔ جب اہلِ یمامہ مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہوئے تو آپ نے یہ آیات پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ہ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ہ اور کہا: کہاں یہ (آیات) اور کہاں مسیلمہ کے خرافات؟ پھر یمامہ کے تین ہزار آدمی آپ کے ساتھ ہو گئے اور مسلمانوں سے آملے۔

غزوہ بنی لحیان

یہ غزوہ ۶ھ ابتداء ماہ ربیع الاول مطابق جون، جولائی ۶۲۷ء میں واقع ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ رسول کریمؐ عاصم بن ثابت اور ان قاری صحابہ کرام کی وجہ سے جو بئر معونہ صفر ۴ھ میں شہید ہوئے تھے سخت دردمند اور رنجیدہ تھے (اور ان کا بدلہ لینا چاہتے تھے)

آپؐ نے ظاہر یہ کیا کہ شام جا رہے ہیں تاکہ دشمنوں کو غفلت کے عالم میں جالیں۔ آپ مدینہ سے نکلے اور شام

کے راستہ میں جو غراب نامی پہاڑ ہے اس پر روانہ ہوئے۔ پھر آپؐ نیفیض پر گئے پھر تبراء پر پھر آپ ذات الیسار کی طرف گھومے اور یمن کے راستے نکلے پھر صخیرات الیمام پہنچے وہاں سے آپ نے ایسا راستہ اختیار کیا جو راہ مکہ کے درمیان میں پڑتا تھا۔ پھر آپؐ نے رفتار تیز کردی اور غران پہنچے جہاں بنی لحیان کے مکانات تھے آپ اس شہر کی طرف بڑھے جس کو سایہ کہا جاتا تھا آپ کے ساتھ دو سو پیادے، بیس سوار تھے۔ مدینہ پر ابن مکتوم کو والی بنایا تھا۔

وہاں جا کر رسول کریمؐ کو معلوم ہوا کہ دشمن بچ گیا اور پہاڑ کی چوٹیوں میں محفوظ ہوگیا ہے۔ ایک دن یا دو دن آپ نے وہاں قیام کیا۔ آپؐ نے (دشمنوں کی تلاش میں) ہر طرف دستے روانہ کیے۔ پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور عسفان پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ کو دس سواروں کے ساتھ روانہ کیا تاکہ قریش سنیں اور دہشت زدہ ہوں۔ پھر آپؐ واپس آگئے اور لڑائی نہ ہو سکی۔ ۱۴ دن تک مدینہ آپ سے خالی رہا۔

عینیہ بن حصن کی غارتگری

غزوہ بنی لحیان سے واپس آکر آپؐ نے چند دن ہی قیام کیا ہوگا کہ عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری نے چند غطفانی سواروں کے ساتھ رسول کریمؐ کی دودھ دینے والی بیس اونٹنیوں پر جو الغابہ میں تھیں حملہ کیا وہاں بنی غفار کا ایک مرد اور ایک عورت بھی تھی۔ مرد کو تو قتل کر دیا اور عورت کو اونٹنیوں کے ساتھ لے گئے۔

جس شخص کو قتل کیا گیا تھا وہ ابوذرؓ کے فرزند "ذر" تھے جو اونٹ چرا رہے تھے اور وہ عورت جس کو گرفتار کر کے لے گئے تھے لیلیٰ تھی اور بعد میں وہ ان کے چنگل سے نکل آئی تھی۔ ہوا یہ کہ انھوں نے اس کو باندھ دیا تھا اور خود اپنے گھروں کے سامنے اپنے اونٹوں کو واپس لانے میں مصروف ہو گئے۔ اس نے اپنے آپ کو آزاد کیا اور ان کی بے خبری میں رات کے وقت آپؐ کے ناقہ پر بیٹھ کر فرار ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اس ناقہ کو عضباء کہتے تھے۔ جب وہ وہاں سے فرار ہو گئی اور ان کو پتہ چلا تو وہ اس کی تلاش میں نکلے مگر وہ ان کی دسترس سے نکل چکی تھیں۔ انھوں نے نذر بھی کی تھی کہ اگر ان سے نجات ہوئی تو اس ناقہ کو ذبح کروں گی۔ جب رسول کریمؐ کے پاس آئیں تو اپنی اس نذر سے بھی آپ کو مطلع کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ میں نے یہ نذر کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مجھے نجات دیگا تو میں اسے ذبح کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا تو نے کتنا برا انعام دیا کہ اگر اللہ اس پر تجھے اٹھا کر نجات دے دے تو تو اس کو حلال کر دے گی۔ معصیت اور غیر مملوکہ چیز میں کسی کے لیے نذر جائز نہیں۔ یہ میرا ناقہ ہے۔ اللہ کا نام لے اور اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔

غزوہ ذی قرد

یا

غزوہ الغابہ

ذو قرد ایک چشمہ ہے جو مدینہ سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلہ پر بلاد غطفان سے متصل واقع ہے۔ یہ غزوہ ربیع ۶ھ (مطابق جولائی ۶۲۷ء) میں واقع ہوا تھا۔

بخاری میں ہے کہ یہ غزوہ خیبر سے تین دن قبل اور حدیبیہ کے بیس دن بعد واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا یہ تھا کہ عیینہ بن حصن فرازی نے آپؐ کی اونٹنیوں پر غارت گری کی تھی۔

جب دشمنوں نے آپ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا تو ایک فریادی آیا اور کہنے لگا الفزع! الفزع! (مصیبت! مصیبت!) ندا دی گئی شہسوار و چلو۔ پہلا وہ شخص جو دشمن سے بھڑا، سلمہ بن عمرو بن الاکوع الاسلمی تھے۔

رسول کریمؐ پانچ سو صحابہ کے ساتھ نکلے۔ مدینہ پر حسب عادت ابن ام مکتومؓ کو والی بنایا۔ سعد بن عبادہؓ کو تین سو آدمیوں کے ساتھ مدینہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا۔

پرچم مقداد رضی اللہ عنہ کے نیزہ پر باندھا اور فرمایا جاؤ یہاں تک کہ لشکر تمھیں مل جائے اور میں بھی تمھارے پیچھے آرہا ہوں۔

بالآخر اس غزوہ میں مسلمان دشمنوں کو پانے میں کامیاب ہو گئے، شکست دی، ان کے سرداروں کو قتل کیا۔ اور ان سے کل اونٹنیاں چھین لیں اور بعضوں کا کہنا ہے کہ "کچھ" اونٹنیاں چھیننے میں کامیاب ہوئے۔ مسلمانوں میں صرف محرز بن نضلہ شہید ہوئے۔

رسول کریمؐ روانہ ہو کر ذی قرد میں جو خیبر کے اطراف میں واقع تھا پہنچ گئے۔ دشمن نے بنی غطفان کے یہاں پناہ لی۔ سلمہ بن اکوع نے اس غزوہ میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور یہ (بڑے) تیر انداز تھے۔

ابو قتادہ نے مسعدہ بن حکمت الفزاری کو قتل کیا۔ آپؐ نے اس کا مرکب و اسلحہ ان کو دے دیا۔ راستہ میں عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کا تصادم ابان بن عمرو اور اس کے بیٹے کے ساتھ ہوا وہ دونوں اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دونوں کو اپنے نیزے سے چھید کر مار دیا۔

رسولِ کریمؐ سے مدینہ پانچ دن خالی رہا۔ آپ نے مقام ذی قرد پر نماز خوف ادا کی تھی۔

سریۃ الغمر

یا

سریہ عکاشہ بن محصن اسدی

مکہ کے راستہ میں جو فید نامی قلعہ ہے اس سے دو راتوں کی مسافت کے فاصلہ پر بنی اسد کا چشمہ ہے جس کو "غمر" کہتے ہیں۔

یہ غزوہ ۶ھ ماہ ربیع الاول میں پیش آیا۔

جناب عکاشہ چالیس آدمیوں کے ساتھ نکلے دشمن کو خبر ملی تو وہ بھاگ گئے آپ ان کی بستی میں داخل ہو گئے ان کے گھر خالی تھے۔ مسلمانوں نے ایک ہراول دستہ روانہ کیا۔ انھوں نے قریب ہی اونٹوں کے نشانات دیکھے وہ ان کے تعاقب میں بڑھے ان کا ایک آدمی پکڑ لیا اس کو امان دے دی اس نے اپنی قوم کے اونٹوں کا پتہ بتا دیا۔ انھوں نے حملہ کیا اور دو سو اونٹ لے لیے اس آدمی کو آزاد کر دیا۔ اونٹوں کو لے کر رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس غزوہ میں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ محمد بن مسلمہ انصاری

ماہ ربیع الاول (۶ھ) (اگست ۶۲۷ء)

محمد بن مسلمہ دس آدمیوں کے ساتھ بنی ثعلبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ لوگ رات کے وقت ان تک پہنچے۔ مشرکین کو ان کے آنے کی جو اطلاع ہوئی، تو وہ چھپ گئے۔ یہاں تک کہ محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی سو گئے دشمن نے (چاروں طرف سے) گھیر لیا۔ مسلمانوں کو اس وقت تک احساس نہ ہوا جب تک تیر ان پر آنہ گئے۔ محمد بن مسلمہ اُٹھے اور ان کے پاس کمان تھی۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے چیخ کر کہا "السلاح" (ہتھیار) پھر ان کے ساتھی بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور طرفین سے تھوڑی رات تک تیر اندازی ہوتی رہی پھر ان کے ساتھی ان سے آملے ان لوگوں نے دشمن کا ایک آدمی قتل کیا تھا۔

پھر دشمن نے ان پر نیزوں سے حملہ کیا اور سوائے محمد بن مسلمہ کے سب کو قتل کر دیا۔ محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر

گر پڑے ان کو ایک مسلمان زخمی حالت میں اٹھا کر مدینہ لایا۔ پھر ماہ ربیع الثانی میں رسول کریمؐ نے چالیس آدمیوں کے ساتھ ابوعبیدہؓ عامر بن جراح کو ان کے مقامات کی طرف بھیجا انھوں نے ان کی بستی پر حملہ کیا۔ مگر کوئی نہ ملا۔ چند اونٹ اور بکریاں ملیں جن کو یہ ہنکا لائے۔ ایک آدمی بھی ملا تھا جو اسلام لے آیا لہٰذا اس کو چھوڑ دیا، ان کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ اور تھوڑا بہت مال و متاع لے کر مدینہ آگئے۔

محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ساتھ بنی ثعلبہ و بنی انمار پر حملہ کرنے کے لیے بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ خبر ملی تھی کہ بنی ثعلبہ اور بنی انمار اس امر پر متفق ہوئے ہیں کہ مدینہ کے جانوروں پر غارت گری کی جائے۔ یہ جانور مقام جیفاء میں چرا کرتے تھے جو مدینہ سے سات میل کے فاصلہ پر تھا۔ غنیمت کی وجہ سے مویشیوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ لیکن جب محمد بن مسلمہ کے ساتھی قتل ہو گئے تو ابوعبیدہؓ کو رسول کریمؐ نے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے بھیجا۔

سریہ زید بن حارثہ

ماہ ربیع الثانی کے آخر میں زید بن حارثہ کا بنی سلیم کی طرف سریہ ہے جو جموم میں رہتے تھے۔ وہاں ان کو اونٹ اور بکریاں ملیں اور چند لوگ دکھائی دیے جن کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر زید بن حارثہ کا عیص کی طرف سریہ ہوا اور یہ سریہ سنہ ۶ ھ جمادی الاولیٰ (ستمبر سنہ ۶۲۷ء) میں ہوا تھا۔

اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ رسول کریمؐ کو یہ خبر پہنچی کہ مشرکین کا ایک قافلہ شام سے آیا ہے آپ نے ان کو روکنے کے لیے ستر سواروں کے ساتھ زید بن حارثہ کو بھیجا۔ زید بن حارثہؓ ان کو پانے میں کامیاب ہو گئے۔ انھوں نے ان کو پکڑ لیا اور جو کچھ تھا وہ لے لیا۔ اس دن صفوان بن امیہ بن خلف کی بہت سی چاندی ہاتھ آئی۔ ان میں سے کچھ لوگ گرفتار کیے گئے گرفتار ہونے والوں میں ابوالعاص بن ربیع، ام ہالہ بنت خویلد جناب خدیجہؓ کی بہن بھی تھیں۔ ابوالعاص مکّے کے ان چند لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے جو تجارت، دولت اور امانت کے لحاظ سے مشہور تھے۔ یہ جناب زینب کے شوہر تھے۔ جناب زینب رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور جو اُن سے چھینا گیا تھا اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے منظور کرتے ہوئے فرمایا:
"اپنے مقام کا احترام کرو وہ تم تک نہ پہنچے کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔"

پھر ابوالعاص مکہ گئے، وہاں ہر ایک مالک کو اس کا مال دیا۔ پھر اسلام لائے، وہاں سے چلے اور مدینہ طیبہ پہنچ گئے جناب زینب ان کے پہلے مدینہ چلی آئی تھیں اور ان کو ان کے شرک پر چھوڑ دیا تھا۔ لیکن جب وہ اسلام لائے اور ہجرت بھی کر لی تو آپؐ نے جناب زینب کو ان کے حوالہ کر دیا۔

زیدؓ بن حارثہ کا دوسرا سریہ

یہ سریہ جمادی الثانی ۶ھ (اکتوبر ۶۲۷ء) میں حسمی کی جانب ہوا تھا یہ وہ مقام تھا جس میں قبیلہ جذام رہتا تھا۔ یہ جگہ وادی القریٰ کے پیچھے ہے جو شام کی سمت واقع ہے۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسولِ کریم صلعم نے دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کے ہاتھ دعوتِ اسلام پر مشتمل ایک مکتوب گرامی قیصر کو بھیجا تھا۔ قیصر نے دحیہؓ کو انعام و خلعت سے سرفراز کیا۔ دحیہؓ وہ سامان لیے ہوئے آ رہے تھے کہ راستہ میں ہنید بن عارض (چند آدمیوں کے ساتھ) کی ان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ انھوں نے حملہ کیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا وہ لے لیا۔ یہ سب کچھ حسمی کے مقام پر ہوا تھا۔ اس کی خبر بنی الضبیب کے چند آدمیوں کو ملی جو رفاعہ بن زید الجذامی کے گروہ سے تھے اور مسلمان ہو چکے تھے۔ انھوں نے ان لوگوں سے وہ مال چھین لیا اور دحیہؓ کو لوٹا دیا۔

دحیہؓ نے رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ نے زید بن حارثہ کو پانچ سو آدمیوں کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ زیدؓ رات کو چلتے دن کو چھپتے ہوئے چلے ان کے ساتھ بنی عذرہ کا ایک رہنما تھا جس نے ان کو دشمن تک پہنچا دیا۔ انھوں نے دشمن پر حملہ کیا اور شدید خونریزی کی۔ ہنید اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔ ان کے مویشی اور عورتیں چھین لیں۔

ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں، ایک سو قیدی جن میں عورتیں اور بچے بھی حاصل ہوئے۔ یہ تعداد تقریباً بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ تحریروں سے پتہ چلتا ہے۔

بعد میں رفاعہ بن زید الجذامی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ خط پیش کیا جو آپؐ نے ان کی قوم کے لیے اس وقت لکھا تھا جو وہ آئے تھے اور مسلمان ہوئے تھے۔ جب رسولِ کریمؐ کو مکتوب پڑھ کر سنایا گیا، تو آپؐ نے فرمایا: میں مقتولین کے لیے کیا کر سکتا ہوں۔ رفاعہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے آپ پر نہ کسی حلال کو حرام کیا اور نہ حرام کو حلال۔ یہ سن کر آپ نے حضرت علیؓ کو زیدؓ کی طرف بھیجا کہ جو کچھ ان سے چھینا گیا ہے وہ ان کو لوٹا دیا جائے۔

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف

بجانب دومۃ الجندل

غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول ۵ھ (جولائی ۶۲۶ء) میں پیش آیا تھا۔ جیسا کہ اس کا ذکر پیشتر ہم کر چکے ہیں۔

لیکن یہ سریہ شعبان ۶ھ (نومبر ۶۲۷ء) میں پیش آیا تھا۔

رسول کریمؐ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اس سریہ کی تیاری کا حکم دیا۔ وہ سیاہ کھردرے کپڑے کا عمامہ باندھ کر حاضر خدمت ہوئے تو آپؐ نے ان کو اپنے سے اور قریب کیا اور اپنے سامنے بٹھا کر اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا۔ بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ ان کو جھنڈا دیں پھر آپؐ نے حمدِ خدا اور درود کے بعد فرمایا: "ابن عوف! اس پرچم کو لو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، کافروں سے جنگ کرو مگر نہ تو خیانت کرنا، اور نہ مکر کرنا اور نہ ہی مثلہ کرنا اور نہ ہی بچوں کو قتل کرنا۔ یہ اللہ کی طرف سے تمھاری ذمہ داری ہے اور یہی اس کے نبیؐ کا تمھارے درمیان اسوۂ حسنہ ہے۔ عبدالرحمٰنؓ نے جھنڈا لیا۔ آپؐ نے ان کو دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب کے پاس بھیجا اور فرمایا اگر وہ تمھاری بات مان لیں اور اسلام لے آئیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔

عبدالرحمٰن اپنے لشکر کے ساتھ جس کی تعداد سات سو تھی روانہ ہوئے۔ دومۃ الجندل پہنچ کر تین دن قیام کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ پہلے تو "تلوار" کے سوا انھوں نے کچھ دینے سے انکار کیا لیکن تیسرے دن وہ اسلام لے آئے۔

اصبغ بن عمرو الکلبی جو نصرانی اور ان کا بادشاہ اور سردار تھا اسلام لایا اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت سے آدمی اسلام لائے۔ باقی لوگوں پر عبدالرحمٰن نے جزیہ لگایا اور اصبغ کی بیٹی تماضر سے شادی کر کے اس کو مدینہ لے آئے تماضر رسول کریمؐ کی فیضِ صحبت سے فیضیاب ہوئیں اور یہی مادرِ دخترِ ابوسلمہ ہیں۔

سریہ علی ابن ابی طالبؓ

بجانب بنی سعد بن بکر

حضرت علی کرم اللہ وجہ سو آدمیوں کے ہمراہ شعبان ۶ھ میں ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ رسولِ کریمؐ کو خبر ملی کہ یہ لوگ خیبری یہودیوں کی امداد کے لیے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔

پھر حضرت علیؓ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور بہت سے اونٹ اور بکریاں چھین لیں۔ چرواہے بھاگ گئے اور لشکر اسلام اونٹوں اور بکریوں کو اپنے ساتھ لایا۔ پانچ سو اونٹ اور دو سو بکریاں لے کر حضرت علیؓ مع اپنے ہمراہیوں کے وارد مدینہ ہوئے۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب ام قرفہ

رمضان سنہ ۶ھ میں یہ سریہ پیش آیا۔ اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ زید بن حارثہ تجارت کے سلسلہ میں شام کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ساتھ صحابہ کرام کا مال تجارت بھی تھا (اور یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ کوئی صحابی بہ غرض تجارت شام کی طرف نکلا ہو) جب آپ وادی القری میں پہنچے تو قبیلہ بنی بدر کی فزارہ قوم کے آدمیوں سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی جنھوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو زدوکوب کیا اور جو کچھ ان کے پاس مال ومتاع تھا چھین لیا۔ انھوں نے آکر رسول کریمؐ سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ نے دشمن کی سرکوبی کے لیے ان کے ساتھ لشکر روانہ کیا جس نے دشمن کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور بنی فزارہ کے جتنے آدمی مل سکے ان کو قتل کر دیا۔ ام قرفہ کو گرفتار کر لیا۔ یہ ربیعہ بن بدر الفزاری کی بیٹی تھی اور ان کی شہزادی اور سردار اور اپنی قوم میں بلند و باوقار اور سن دراز بڑھیا تھی۔ اس کو قیس بن محسر اور بقولے ابن سحل نے بہت بری طرح قتل کیا اس کے دونو پیر رسی میں باندھے پھر ان دونوں پیروں کو دو اونٹوں میں باندھ کر دو کر دیا اور اس کو اس طرح قتل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے رسول کریمؐ کو گالی دی تھی اور بعض لوگ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں: کہ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے تیس سواروں کا ایک دستہ تیار کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ مدینہ جاؤ اور محمدؐ کو قتل کردو۔

زید بن حارثہ اسی حالت میں مدینہ آئے، باب نبوت پر دستک دی۔ رسول کریمؐ کپڑے کھینچتے ہوئے ان کی طرف بڑھے، گلے لگایا، بوسہ دیا، پوچھا زید نے فتح کی خبر دی۔

اس غزوہ کا ذکر قدی نے بھی کیا ہے اور سید دحلان نے بھی "السیرۃ النبوۃ" کے حصہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن مجھے اس طرح کی تفاصیل کے ساتھ اس واقعہ کی صداقت میں شک ہے۔ پہلے مجھے اس میں شک ہے کہ وہ قیس ہی ہے۔ جس نے ام قرفہ کو گرفتار کیا بعض لوگ اس کا نام ابن المحسر اور بعض ابن مسحل اور بعض ابن المحسن بتاتے ہیں۔

اور مجھے اس میں بھی شک ہے کہ کوئی صحابی کسی عورۃ کو مثلہ کرے یا اس کو اس بری طرح قتل کرے جبکہ وہ جانتے تھے کہ رسول کریمؐ نے مثلہ کرنے سے منع کیا ہے۔ جب عبدالرحمن کو آپ نے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا تو فرمایا تھا۔ (اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے بالکل تیار رہو جاؤ، کافروں سے قتال کرو مگر نہ خیانت کرو نہ فریب نہ مثلہ کرو اور نہ ہی نابالغ کو قتل کرنا۔ یہی اللہ کا تم سے عہد ہے اور یہی اس کے نبیؐ کی تمھارے درمیان "سیرت")

اور عبدالرحمن بن عوف کے سریہ اور اس سریہ میں ایک مہینہ سے زائد کا فاصلہ بھی نہیں۔ (پھر وہ ایسا کیسے کر سکتے تھے)

اور عنقریب سریہ عبداللہ بن عتیک میں بھی آئے گا کہ رسول کریمؐ نے بچوں اور عورتوں کا قتل ممنوع قرار دیا ہے۔

بہرحال یہ ناممکن ہے کہ رسول کریمؐ کو ام قرفہ کے اس بُری طرح مارے جانے کی خبر ملی ہو اور آپؐ نے اس پر رنج کا اظہار نہ کیا ہو (لہذا ماننا پڑے گا) کہ ام قرفہ کے مثلہ کرنے کی جو روایت ہے وہ مردود ہے۔

سریہ عبداللہ بن عتیک

رمضان ۶ھ (دسمبر ۶۲۷ء)

یہ سریہ ابو رافع عبداللہ یا سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے ہوا تھا یہ شخص رسول کریمؐ کے ان (سخت ترین) دشمنوں میں سے تھا جنھوں نے "یوم خندق" میں عساکرِ کفر کو جمع کیا تھا۔ اور مشرکین کی کثیر مال سے مدد کی تھی۔ مورخین نے اس غزوہ کی تاریخ میں اختلاف کیا ہے۔

بعض مورخین ذی الحجہ ۵ھ غزوۂ خندق کے بعد بتاتے ہیں۔

بخاری میں ہے کہ زہری کہتے ہیں کہ یہ سریہ کعب بن اشرف کے ۳ھ میں قتل کے بعد ہوا ہے۔

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نصف جمادی الآخر ۳ھ لکھتے ہیں۔

لیکن واقدی کا خیال یہ ہے کہ یہ سریہ جو ابو رافع یا سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے تیار کیا گیا تھا ذی الحجہ ۴ھ میں پیش آیا۔ لیکن یہ مسلم ہے کہ سلام بن ابی الحقیق ان لوگوں میں سے تھا جس نے غزوۂ خندق میں عساکرِ کفر کو جمع کیا تھا اور غزوۂ خندق ۵ھ میں ہوا تھا۔ یہ سلام ان لوگوں میں تھا جو بنی نضیر کی جلا وطنی کے بعد خیبر چلے گئے تھے پھر اس نے خندق کے بعد بنی فزارہ اور دوسرے قبائل کو آپ کے برخلاف مشتعل کرنا شروع کیا اس لیے ہم اس سریہ کا ۶ھ میں وقوع پذیر ہونا زائد قرین قیاس سمجھتے ہیں جیسا کہ سید دحلان نے بھی کہا ہے کہ "یہ سریہ رمضان ۶ھ (دسمبر ۶۲۷ء) میں واقع ہوا تھا۔

خزرج کے حسب ذیل حضرات:

(۱) عبداللہ بن عتیک (۲) عبداللہ بن انیس (۳) ابو قتادہ

(۴) اسود بن خزاعی (۵) مسعود بن سنان الاسلمی

رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کی اجازت طلب کی اس وقت سلام خیبر میں تھا۔ چونکہ قبیلہ اوس کے آدمی کعب بن اشرف کو قتل کر چکے تھے اس لیے قبیلہ خزرج نے بھی (اس قسم کا) ارادہ کیا۔ تاکہ رسول کریمؐ کی نظر میں اوس زائد وقیع نہ ہو جائیں۔

آپ نے قتلِ سلام کی اجازت دی، بچوں اور عورتوں کے قتل کی ممانعت فرمائی۔
آپ نے ان افراد پر عبداللہ بن عتیک کو سردار بنایا۔
یہ لوگ خیبر پہنچے اور (ایک جگہ) پوشیدہ ہو گئے جب لوگ سو گئے تو یہ اس کے مکان کی طرف چلے وہ ایک اونچے قلعہ میں رہتا تھا۔ جب یہ لوگ اس کے قریب پہنچے تو سورج ڈوب رہا تھا اور لوگ اپنے جانوروں کو لیے ہوئے واپس آرہے تھے۔

عبداللہ بن عتیک نے کہا تم بیٹھے رہو میں جاتا ہوں اور دربان کو ہٹاتا ہوں تاکہ قلعہ میں داخلہ ہو سکے۔ وہ چلے یہاں تک کہ دربان کے قریب پہنچے پھر کپڑا اپنے اوپر ڈال لیا تاکہ پہچان نہ ہو سکے گویا وہ کسی سے سوال کے لیے آئے ہیں کہ پہچان نہ لیے جائیں وہ اندر داخل ہوئے اور باب قلعہ کے قریب چھپ گئے پھر اس کی طرف بڑھے۔ عبداللہ بن عتیک یہودی زبان میں کلام کر لیتے تھے۔ ان کے ساتھیوں نے اسی لیے ان کو آگے کیا تھا تاکہ وہ ابورافع سے کلام کر سکیں۔ انھوں نے کھڑکی کا دروازہ کھولا ابورافع کی عورت نے دیکھا۔ تم کون ہو؟ عبداللہ نے کہا میں ابورافع کے لیے ہدیہ لایا ہوں اس نے دروازہ کھولا اور کہا یہ رہے تمھارے دوست مگر جب اس نے ہتھیار دیکھے تو چیخنا چاہا، انھوں نے تلوار کا اشارہ کیا وہ دم بخود ہو گئی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ابورافع! تاکہ اس کی جگہ پہچان لوں اس نے کہا یہ کون ہے؟ میں اس آواز پر بڑھا اور اس کے ایک ضرب لگائی۔ لیکن میں گھبرایا ہوا تھا، حملہ کاری نہ ہو سکا اور اس کو قتل نہ کر سکا۔ ابورافع چیخا اور میں گھر سے نکل کر تھوڑی ہی دور جا کر چھپ گیا اس کی بیوی نے کہا ابورافع یہ تو عبداللہ بن عتیک کی آواز معلوم ہوتی تھی۔ کہنے لگا تیری ماں تیرے غم میں روئے عبداللہ بن عتیک (یہاں) کہاں۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر میں اس کے پاس گیا گویا میں اس کی مدد کرنے آیا ہوں اور اپنی آواز کو بدل دیا۔ میں نے کہا ابورافع یہ چیخ کیسی تھی؟ کہنے لگا وائے ہو تجھ پر ابھی کچھ دیر ہوئی کہ ایک آدمی میرے گھر گھسا اور اس نے مجھ پر تلوار ماری۔" میں نے اس پر (پھر) بھرپور وار کیا مگر قتل نہ کر سکا۔ وہ چیخا اس کے گھر والے اُٹھ بیٹھے اس کی بیوی چیخنے لگی میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں اتار دی یہاں تک کہ وہ اس کی کمر میں گھس گئی اور میں نے اس کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی اور میں سمجھ گیا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا۔ طبری میں ہے کہ جب اس کی بیوی ہم کو دیکھ کر چیخی تو ہمارے ایک آدمی نے اس پر تلوار بلند کی، لیکن پھر رسول کریم ؐ کی ممانعت یاد آگئی اور ہاتھ روک لیا۔
ابن عتیک کہتے ہیں کہ میں نے ایک ایک دروازہ کھولنا شروع کیا یہاں تک کہ میں ایک زینہ پر پہنچا۔ میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں پیر رکھ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں شب ماہ میں گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اس کو عمامہ سے باندھ لیا۔
عبداللہ بن عتیک کی آنکھوں میں خرابی تھی در تو ندی آتی تھی)
جب عبداللہ بن عتیک کو یہ یقین ہو گیا کہ انھوں نے ابورافع کو قتل کر دیا تو آکر رسول کریم ؐ کو خوش خبری سنائی۔

بعض روایات میں یہ ہے کہ ابورافع کے قاتل عبداللہ بن انیس ہیں لیکن صحیح وہی ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ابورافع کو عبداللہ بن عتیک نے قتل کیا اور اسد الغابہ میں ان کے لیے ہے "کہ یہ وہی ہیں جنھوں نے ابورافع بن ابی الحقیق کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور ان کو ضعف بصر لاحق تھا۔

سریہ عبداللہ بن رواحہؓ

بجانب اُسیرؓ بن رزام

عبداللہ بن رواحہ انصاری خزرجی کا یہ سریہ اُسیر بن رزام یہودی (مقیم خیبر) کی جانب شوال ۶ھ (جنوری ۶۲۸ء) میں پیش آیا۔

سبب: جب ابورافع سلام بن ابی الحقیق قتل ہوگیا تو یہود نے اُسیر کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے رسول کریمؐ سے انتقام لینا کا ایک نیا طریقہ طے کیا۔ یہود نے اس طریقہ کو بروئے کار لانے کے لیے اسی کو معین کیا۔ وہ طریقہ کار یہ تھا کہ وہ غطفان کے پاس جائے، ان کو جمع کرے اور پھر آپؐ کے گھر کی طرف بڑھے۔ حسب قرارداد وہ غطفان کے پاس گیا۔ جب آپؐ کو خبر ملی تو آپ نے ماہ رمضان میں عبداللہ بن رواحہ کو تین آدمیوں کے ساتھ تفتیش حالات کے لیے روانہ کیا۔ وہ خیبر کی طرف گئے جو دیکھا سنا تھا واپس آکر آپ کو مطلع کیا۔

خارجہ بن حسیل بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نے اُسیر کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ یہودیوں کے لشکر کے ساتھ آپ کی طرف بڑھ رہا ہے۔

رسولِ کریمؐ نے لوگوں کو بلایا تیس آدمی تیار ہوئے عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنا کر ان کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ اس کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ رسول کریمؐ نے تمھارے پاس ہم کو بھیجا ہے تُو آپ کی خدمت میں چل تاکہ وہ تجھ کو خیبر کا عامل بنائیں اور تجھ پر احسان کریں۔ اس کو طمع پیدا ہوئی۔ اس نے یہودیوں سے مشورہ کیا انھوں نے جانے کی مخالفت کی اور کہنے لگے محمدؐ کسی اسرائیلی کو عامل کبھی نہیں بنائیں گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے مگر ہم جنگ سے عاجز ہو گئے ہیں۔

پھر اُسیر تیس یہودیوں کے ساتھ روانہ ہوا ہر یہودی ایک مسلمان کا ردیف (ہم نشین) تھا۔ جب وہ لوگ مقام "قرقرہ" پر پہنچے تو اُسیر پچھتایا اور عبداللہ بن رواحہ کو دھوکے سے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جس کو عبداللہ سمجھ گئے۔ وہ تلوار نکالنا چاہتا تھا۔ عبداللہ اس سے گتھ گئے اور پھر اپنی تلوار سے حملہ کیا اور اس کے پیر کاٹ دیے۔ اس کے

لہ جیساکہ ابن سعد نے "طبقات" میں لکھا ہے۔ (اجتہادی)

لہ یہ نام اسی طرح ہے مگر مسٹر میور نے اس کو "ابن زارم" لکھا ہے اور اس طرح لکھا ہے OSIC IBN. ZARIM حالانکہ یہ تحریف ہے

ہاتھ میں شوحط کا مڑا ہوا ڈنڈا تھا، اس نے اس سے عبداللہ کا سر زخمی کر دیا۔

اور ایک روایت میں عبداللہ بن رواحہ سے یوں مروی ہے "کہ اُسیر نے میری تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسیر بے ہتھیار تھا) میں نے اپنا اونٹ آگے بڑھا لیا اور کہا: اللہ کے دشمن! یہ غداری؟ اور یہ دو مرتبہ کہا۔ پھر میں اُتر آیا اور سب کے پیچھے ہو گیا، یہاں تک کہ میں اور اُسیر تنہا رہ گئے میں نے اس کے تلوار ماری، اس کی ران اور پنڈلی کا کافی حصہ الگ ہو گیا اور وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا۔ پھر دیگر صحابہ اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کو قتل کر دیا اور ایک کے سوا ان میں کا کوئی نہ بچا اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی قتل نہ ہوا۔ پھر سب رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا سنایا۔ آپؐ نے فرمایا: یقیناً اللہ نے تم کو ظالموں سے نجات دی۔"

سریہ کرز بن جابر الفہری

کرز بن جابر فہری رؤسائے قریش میں سے تھے، ہجرت کے بعد اسلام لائے، عام الفتح میں شہید ہوئے اور یہ وہی ہیں جن کی تلاش میں رسول کریمؐ غزوہ بدر اولیٰ میں نکلے تھے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

یہ سریہ جمادی الاولیٰ سنہ ۶ھ میں پیش آیا اس کا سبب یہ تھا کہ قبیلہ عکل و عرینہ کے کچھ لوگ جو تعداد میں آٹھ تھے رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت کی مشرفِ اسلام ہوئے اور کلمۂ توحید کو زبان پر جاری کیا۔ جب یہ لوگ مدینہ آئے تھے تو مریض تھے، ان کے رنگ زرد تھے اور پیٹ بڑھے ہوئے تھے (مسٹر میور لکھتے ہیں کہ یہ لوگ تلی کے مرض میں مبتلا تھے)

یہ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم مویشیوں والے (ریگستانی) آدمی ہیں اور سبزہ زار زمین کے اہل نہیں۔ مدینہ میں قیام ہم پسند نہیں کرتے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم (آپؐ کے) اونٹوں کی طرف جائیں۔ آپؐ نے ان کو اونٹوں کی (چراگاہ) طرف لے جانے کا حکم دیا۔ ان اونٹوں کے ساتھ ایک چرواہا بھی تھا۔ آپؐ نے ان کو اونٹوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا تاکہ وہ ان کے دودھ و پیشاب کا استعمال کر سکیں وہ چلے گئے لیکن جب وہ اس ریگستانی زمین پر رہنے لگے اور رسولِ کریمؐ کی ہدایت پر عمل کرنے سے تندرست ہو گئے تو اسلام کے بعد انھوں نے کفر اختیار کیا۔ آپؐ کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ یہ چرواہا آپؐ کا غلام تھا جس کا نام یسار تھا۔ جب اس کو قتل کر چکے تو اس کو مثلہ کیا اور اس کے ہاتھ پیر کاٹے اس کی آنکھوں میں کانٹے چبھوئے اور اونٹوں کو ہنکا لے گئے۔ یسار کی لاش قبا لے گئے اور وہاں ان کو دفن کر دیا۔

یہ بدو عرب قسی القلب اور سنگدل تھے احسان کا بدلہ برائی سے ادا کرتے تھے رسول کریمؐ نے ان پر کرم کیا تھا۔ ان کو مویشی دیئے تھے از راہ مہربانی ان کے ساتھ چرواہا بھیجا تھا۔ ان کو شافی دوا بتائی تھی۔ انھوں نے اونٹوں کے دودھ

پیئے اور یہ تندرست ہو گئے۔ پھر انھوں نے احسان فراموشی کی۔ اسلام کے بعد کفر اختیار کیا۔ اس غریب مسکین چرواہے کو قتل کیا۔ اس کو بری طرح مثلہ کیا۔ اونٹ الگ چرا لے گئے وہ متعدد جرائم کے مرتکب ہوئے تھے پھر کیا یہ لوگ عفو و احسان اور اچھے برتاؤ کے مستحق تھے۔

ہرگز نہیں بلکہ حکمت کا تقاضہ یہ تھا کہ ان کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دی جائے اور ان کا بالکلیہ استیصال کر دیا جائے۔ تاکہ یہ دیدہ عبرت نگاہ کے لیئے "عبرت" بن جائیں اور پھر ایسے چور قاتل اور خائنوں کو اسلام و مسلمانوں سے اس قسم کی حرکت کی جرأت نہ ہو۔

اور پھر ایسا ہی آپ نے کیا جب داد خواہ چیختا ہوا آیا تو آپؐ نے ان کے تعاقب میں بیس کے قریب مسلمان بھیجے اور کرز بن جابر فہری کو ان کا امیر بنایا۔ وہ لوگ پکڑ لیے اور ان کو لے کر یہ لوگ واپس آئے آپؐ نے ان کے ہاتھ پیر کاٹنے اور آنکھیں نکالنے کا اور آنکھیں نکالنے کا حکم دیا ان میں سے کوئی نہ بچا ان کو ریتلی زمین پر دھوپ میں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے ان ہی لوگوں کے بارے میں آیت اتری: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (یہ سزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں)

یہ لوگ تھے جنھوں نے کفر کیا، قتل کیا، مثلہ کیا، رہزنی کی اور چوری کی۔

امر حدیبیہ

(ذیلقعدہ ۔ ۶ھ فروری ۶۲۸ء)

"حدیبیہ" ایک کنوئیں کا نام تھا مگر پھر اس قریہ کو بھی اسی نام سے پکارا جانے لگا یہ ایک متوسط قریہ تھا جو زائد بڑا نہ تھا۔ اس کے اور مکہ کے درمیان ایک منزل کا فاصلہ تھا اور مدینہ سے یہ ۹ منزلوں کی مسافت پر تھا اس کا بعض حصہ "حل" میں داخل ہے اور بعض حصہ حرم میں۔

واقعہ یوں ہوا کہ رسول کریمؐ نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ اور آپ کے صحابہؓ بیت اللہ میں سر منڈوائے بال کترائے امن و امان سے داخل ہو رہے ہیں۔

یہ خواب دیکھ کر آپؐ ذی قعدہ ۶ھ (فروری ۶۲۸ء) عمرہ (زیارتِ کعبہ) کی نیت سے روانہ ہوئے (واضح ہے) کہ جنگ پیش نظر نہ تھی۔

چونکہ مدینہ ہجرت کیے ہوئے چھ سال ہو چکے تھے اور اس عرصہ میں نہ مکہ دیکھا تھا نہ عمرہ کیا اور نہ ہی آپ کوئی حج کر سکے تھے۔ آپ مکہ کے بیحد مشتاق تھے۔ چنانچہ ۶ھ میں آپؐ عمرہ کے خیال سے روانہ ہوئے۔

بادیہ نشین عرب اور گرد و نواح کے وہ اعرابی جو مسلمان ہو چکے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوئے لیکن اس خیال سے کہ قریش جنگ نہ کر بیٹھیں اور بیت الحرام کی زیارت میں مزاحم نہ ہوں۔ آپ نے بہت سے عربوں کو روک دیا۔

مہاجرین و انصار اور جو عرب کے لوگ ہمراہ ہو گئے تھے آپ کے ساتھ روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ ہدی (قربانی کے اونٹ) بھی تھے۔ مقام ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد احرام باندھا تاکہ لوگوں کو جنگ کا خدشہ نہ رہے اور وہ سمجھ لیں کہ آپ کا مقصد صرف "زیارت کعبہ" اور "آستان بوسی" ہے۔ آپؐ کے ساتھ آپ کی زوجہ گرامی جناب ام سلمہؓ تھیں مدینہ پر آپؐ نے ابن ام مکتوم کو امام نماز بنایا۔ تمام حضرات جو آپ کے ساتھ نکلے تھے ان کی تعداد چودہ سو سے لے کر سولہ سو تک بیان کی جاتی ہے۔ رسولِ کریمؐ ناقہ قصواء پر سوار تھے۔

ابن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ آپؐ کے ساتھ جو قربانی کے جانور تھے وہ ستر تھے اور ۷۰۰ آدمی تھے۔ ایک قربانی کا جانور دس آدمیوں پر پڑتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ تعداد وہ ہو گی جو ابتداءِ روانگی میں تھی اور دیگر اعرابی آپؐ کے ساتھ شریک سفر نہیں ہوئے تھے۔

آپؐ صرف مسافرانہ ہتھیار نیام پوش (تلواروں) کے ساتھ نکلے تھے۔

جب آپؐ عسفان کے مقام پر پہنچے تو بشیر بن سفیان کعبی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! قریش کو آپؐ کی آمد کی خبر ہو گئی وہ مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں اور ان کے بچے ساتھ ہیں انھوں نے چیتوں کی کھالیں پہن لی ہیں اور ذی طویٰ میں پہنچ کر اس پر قسمیں کھائی گئی ہیں کہ مکہ میں آپ لوگوں کو ہرگز داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ خالد بن ولید ان کے سواروں کے ساتھ غمیم کی حدوں تک آ چکا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: ہائے افسوس! قریش کو جنگ نے کھا لیا، کاش وہ مجھ کو اور تمام عرب کو چھوڑ دیتے اگر وہ مجھ پر غالب آجاتے تو یہی ان کی مراد تھی اور اگر اللہ ان پر مجھے تسلط دیتا تو وہ دائرہ اسلام میں آجاتے اور اگر ایسا انھوں نے نہیں کیا اور جنگ کی تو اگرچہ ان کے پاس قوت ہے مگر قریش کیا سمجھتے ہیں (وہ جان لیں) کہ میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا کہ یا اللہ مجھے ان پر غلبہ دے دے یا پھر میری گردن جدا ہو جائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کون ہے جو ہم کو ان کے راستہ سے جدا راستہ پر لے چلے ایک مسلمان نے کہا یا رسول اللہ! میں۔ پھر وہ ان سب کو ایک دشوار راستہ سے لے گئے (ان کا نام حمزہ بن عمرو الاسلمی تھا) پھر ہزار دشواریوں کے بعد وہ وہاں سے نکل کر ایک سہل رستہ پر پہنچے جہاں پر وادی ختم ہوتی تھی۔ آپؐ نے لوگوں سے کہا تم سب استغفار توبہ کرو۔ سب نے توبہ و استغفار کے کلمات زبان پر جاری کیے۔ آپؐ نے فرمایا واللہ یہی وہ حطۃ (بخشش) ہے جو بنی اسرائیل کو پیش کیا گیا تھا مگر انھوں نے لیا۔

پھر آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حمض کے درمیان ثنیۃ المرار کے راستہ مکہ کے زیریں حصہ حدیبیہ کے آثار کی طرف بڑھیں۔ لشکر اسی راستہ پر چل پڑا جب قریش کے سواروں نے دیکھا کہ لشکر نے مخالف راستہ اختیار کیا ہے تو وہ قریش

کے پاس واپس گئے، یہ ذکر ہو چکا ہے کہ قریش کے سوار دو سو کی تعداد تھے جن میں عکرمہ بن ابوجہل بھی تھا ان سواروں کی کمان خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی)

(اسی راستہ پر) رسول اللہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ "ثنیۃ المرار" پہنچے وہاں پر پہنچ کر آپ کا ناقہ قصواء بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا بلا وجہ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: نہ وہ بلا وجہ بیٹھی ہے اور نہ ہی یہ اس کی عادت ہے لیکن اس کو اُس نے روک لیا ہے جس نے ہاتھیوں کو مکہ سے روک لیا تھا۔ قریش آج مجھ سے صلہ رحم نہیں طلب کریں گے مگر یہ کہ میں ان سے صلہ رحم کروں گا۔

پھر آپ نے لوگوں سے کہا اُتر آؤ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس وادی میں کوئی چشمہ نہیں کہ اس پر اُترا جائے۔ آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک صحابی کو عنایت کیا وہ اس کو لے کر ایک کنوئیں میں اُترے اور اس کو اس کے بیچ میں داخل کیا پانی ابلا یہاں تک کہ وہ اونٹوں کی بیٹھک بن گیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ کنویں میں تیر لے کر کون اُترا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ قربانی کے اونٹوں کو ہنکانے والا ناجیہ بن جندب تھا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ براء بن عازب تھا بعض اس کا نام عبادہ بن خالد بتاتے ہیں۔

بخاری میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کنویں کی مُنڈیر پر بیٹھ گئے۔ ایک برتن منگوایا کلی کی پھر دعا کی اور اس کو کنویں میں ڈال دیا۔ پھر آپ نے فرمایا اس کو تھوڑی دیر چھوڑے رکھو پھر تم خود پینا اور اپنی سواریوں کو سیراب کرنا یہاں تک کہ کوچ ہو۔

بخاری و مسلم میں جابرؓ کی حدیث ہے کہ حدیبیہ میں لوگوں کو پیاس لگی اور رسول اللہ کے سامنے ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی جس سے آپ وضو کر رہے تھے لوگ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا تمھارا کیا خیال ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس نہ وضو کے لیے پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ صرف یہی پانی ہے جو آپ کی چھاگل میں ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں سے چشمہ کی طرح نکلا۔ پھر ہم سب اس پانی سے سیراب ہوئے اور وضو کیا۔

ابن حبان نے ان دونوں روایتوں کو جمع کیا ہے یعنی باختلاف اوقات یہ دونوں واقعہ ہوئے ہیں اور چھاگل کا قصہ کنویں کے واقعہ سے پہلے کا ہے۔

جب رسول اللہ مطمئن ہو گئے تو بدیل بن ورقاء الخزاعی چند خزاعی لوگوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گفتگو کی اور آنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا میں جنگ کے ارادے سے نہیں آیا ہوں میں صرف زیارت کعبہ اور تعظیم بیت اللہ کی غرض سے آیا ہوں۔ پھر جو آپ نے بشیر بن سفیان سے فرمایا تھا وہی ان سے کہا۔ یہ لوگ قریش کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا۔ اے گروہ قریش! تم نے محمدؐ کے بارے میں عجلت کی۔ محمدؐ قتال کے لیے نہیں آئے ہیں وہ صرف اس گھر کی زیارت چاہتے ہیں۔ یہ سن کر قریشیوں نے ان کو متہم کیا اور بری طرح پیش آئے اور کہنے لگے

"اگرچہ وہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں پھر بھی بخدا وہ ہمارے علی الرغم یہاں کبھی داخل نہیں ہو سکتے۔ اور عرب کو ہم سے" یہ خبر" بیان کرنے کے لیے کبھی بھی نہ مل سکے گی (کہ محمدؐ زبردستی مکہ میں داخل ہو گئے)

بنی خزاعہ خواہ ان میں کا کوئی مسلم ہو یا مشرک آپؐ کے ہمیشہ مخلص رہے اور جب آپؐ مکہ میں تھے تو بھی یہ آپ سے کچھ نہیں چھپاتے تھے۔

پھر ان لوگوں (قریش) نے آپؐ کی طرف مکرز بن حفص کو بھیجا جو بنی عامر کا بھائی تھا۔ جب آپؐ نے اس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "یہ دھوکے باز آدمی ہے" جب وہ آپؐ کے قریب آیا اور گفتگو کی تو آپؐ نے وہی فرمایا جو بدیل اور اس کے ساتھیوں سے کہہ چکے تھے۔ وہ واپس ہوا اور قریش کو آپ کی ساری گفتگو کہہ سنائی۔

پھر آپؐ کی طرف قریش نے حلیس بن علقمہ کو بھیجا جو اس زمانہ میں احابیش کا سردار تھا آپؐ نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ عبادت گذار قوم کا فرد ہے قربانی کے اونٹ اس کے سامنے لے جاؤ تاکہ یہ دیکھ لے جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے جس سے وادی بھری پڑی تھی اور ان کی گردنوں میں قربانی کے نشانات دیکھے اور یہ محسوس کیا کہ وہاں زائد دیر تک رکنے کی وجہ سے ان اونٹوں نے اپنے بال کھا لیے ہیں۔ تو بغیر ملے ہوئے ہی واپس ہو گیا اور جو کچھ دیکھا تھا قریش کو جا سنایا۔

قریش نے کہا تم ایک بدو آدمی ہو تمھیں کیا پتہ! یہ سن کر حلیس غضبناک ہوا اور کہنے لگا اے گروہ قریش ہم نے اس بات پر تم سے حلف اٹھایا ہے اور نہ کوئی معاہدہ کیا۔ بھلا جو تعظیم بیت اللہ کے لیے آیا ہو کیا اس کو روکا جا سکتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں حلیس کی جان ہے کہ تم محمدؐ اور ان کے ہمراہیوں کے درمیان تنہا رہ جاؤ گے اور میں قوم احابیش کے ایک ایک فرد کو لے کر چلا جاؤں گا (یہ دیکھ کر) وہ کہنے لگے حلیس رک جاؤ یہاں تک کہ جو ہم ان کے لیے پسند کریں اس کو اختیار کر لیں۔

پھر ان لوگوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجنا چاہا۔ اس نے کہا اے گروہ قریش! جس بری طرح اور جن برے لفظوں کے ساتھ تم ان قاصدوں سے پیش آتے ہو جن کو تم محمدؐ کے پاس بھیجتے ہو اس کو میں خوب دیکھ رہا ہوں اور تم خوب جانتے ہو کہ تم باپ ہو اور میں بیٹا (عروہ۔ سبیعہ بنت عبد الشمس کا بیٹا تھا) تمھارے پاس آنے والوں کی میں نے (ساری باتیں) سنی ہیں۔ میں نے اپنی قوم کے کچھ ہم خیال لوگوں کو جمع کیا ہے اور از راہ مواسات و ہمدردی میں تمھارے پاس آیا ہوں۔

ان لوگوں نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو، تمھارا خلوص ہمارے نزدیک ہر شک و شبہ سے بلند ہے۔

پھر وہ وہاں سے چل کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ کے سامنے بیٹھ کر گویا ہوا اے محمدؐ تم بھانت بھانت کے آدمی جمع کر کے اپنے خاندان اور کنبہ کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہو (تمھیں معلوم ہونا چاہیئے) کہ قریش نکل چکے ہیں (اور ان کے ساتھ دودھ دینے والی اونٹنیاں اور ان کے بچے ساتھ ہیں۔ انھوں نے چیتوں کی کھالیں پہن لی ہیں اور وہ اللہ سے یہ عہد کر چکے

کہ تم لوگوں کو کبھی داخل نہ ہونے دیں گے (اور یہ کلام اس نے بار بار کہا اور یہی بشر بن سفیان بھی کہہ چکا تھا) قسم بہ خدا میں دیکھ رہا ہوں (کہ اگر کوئی خرابی ہوئی) تو یہ مجمع تمھارے پاس سے چھٹ جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ رسولِ کریمؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، اس سے کہنے لگے: "لات تم پر خدا کی مار ہو" کیا ہم آپؐ کو چھوڑ جائیں گے؟"

حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہہ کر "لات تم پر خدا کی مار ہو" عروہ کو طعن کرنے میں مبالغہ سے کام لیا انھوں نے ازراہِ توہین عروہ کے معبود (لات) کو عورت کی جگہ پر لاکھڑا کیا اور عرب اسی طرح لعن طعن کیا کرتے تھے۔ درحقیقت عروہ کے اس قول سے کہ (کل کوئی بات ہوئی) تو یہ اصحاب چھوڑ کر چلے جائیں گے" حضرت ابوبکرؓ کو سخت تکلیف پہنچی تھی۔

اس لعن طعن کو سن کر عروہ نے کہا یہ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا ابوقحافہ کا بیٹا۔ عروہ نے کہا بخدا اگر تمھارا احسان مجھ پر نہ ہوتا تو میں ضرور اس کا جواب دیتا۔

زہری کہتے ہیں کہ وہ احسان (جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا) یہ تھا کہ عروہ کے ذمہ دیت تھی جس کی ادائیگی میں ابوبکرؓ نے حسنِ تعاون سے کام لیا تھا۔

عروہ دورانِ گفتگو میں رسولِ کریمؐ کی داڑھی پکڑ لیتا تھا (یہ عرب کی عادت تھی اس کا مقصد توہین نہ ہوتا تھا) مغیرہ بن شعبہؓ آپؐ کی پشت پر مسلح کھڑے ہوئے تھے۔ جب عروہ آپؐ کی داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو یہ اس کے ہاتھ کو جھٹک دیتے اور کہتے اس کے قبل کہ یہ ہاتھ واپس نہ جائے ہاتھ روک لے۔ عروہ نے کہا وائے ہو تجھ پر کتنا تندخو بدمزاج ہے۔ رسولِ کریمؐ مسکرائے۔ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ تیرا برادرزادہ مغیرہ بن شعبہ ہے۔ اس نے کہا اے مکار گزرے ہوئے دن کے علاوہ کیا تو نے طہارت کر کے پاکیزہ کر لیا ہے۔

ہم اس مقام کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ عروہ کا برادرزادہ تھا۔ عروہ جس وقت رسولِ کریمؐ سے گفتگو کر رہا تھا اس وقت مغیرہ حفاظت کے خیال سے آپؐ کے پسِ پشت کھڑے ہوئے تھے، تلوار حمائل کیے سر پر خود رکھے ہوئے تھے اور جب بھی عروہ آپؐ کی داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا مغیرہ نیام کی نوک سے اس ہاتھ کو جھڑکتے اور کہتے ہاتھ روک لے۔ عرب کی عادت تھی کہ مخاطب کی داڑھی پکڑتے خصوصاً ملاطفت و تالیف کے موقعے پر اس حرکت کو نیاز و قرب کا ذریعہ بنایا جاتا اور اکثر ایک مقابل دوسرے مقابل سے ایسا کرتا۔

چونکہ عروہ کو اپنی قوم میں رفعت و منزلت حاصل تھی اس لیے وہ اپنے کو رسولِ کریمؐ کا مقابل سمجھتا تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ آپؐ کے مقابل نہیں۔ لہٰذا اس کو منع کرنا مناسب تھا اور آنحضرتؐ بوجہ تالیفِ خاطر اس کو منع نہیں کر رہے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس فقرہ سے کہ "گزشتہ دن کے علاوہ کیا تو نے اپنی شرمگاہ دھولی" عروہ کا اشارہ اس

طرف تھا کہ (ایک مرتبہ) اسلام سے پہلے مغیرہ نے بنی مالک کی شاخ ثقیف کے تیرہ آدمی قتل کر دیے جس سے ثقیف کے دونوں قبیلہ برہم ہو گئے۔ بنو مالک جو مقتولین کا گروہ تھا اور احلاف جو مغیرہ کا گروہ تھا۔ چنانچہ عروہ بن مسعود ثقفی نے تیرہ آدمیوں کی دیت دی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

عروہ کو جو کچھ کہنا تھا جب وہ کہہ چکا تو آپؐ نے وہی باتیں کہیں جو اس کے دوسرے اور ساتھیوں سے آپؐ نے کہی تھیں اور اس کو بتایا کہ آپؐ جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں۔

بالآخر وہ آپ کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور رکہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا اور جس طرح صحابہؓ آپؐ کا احترام واکرام کرتے تھے اس سے وہ بہت متاثر ہوا، اس نے دیکھا تھا کہ رسولِ کریمؐ وضو فرماتے ہیں اور صحابہ تیزی سے آپ کے وضو کے پانی کو (ہاتھوں ہاتھ) لیتے ہیں اور آپؐ کے لعاب دہن کے حصول کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہیں اور جس کے ہاتھ میں آتا ہے وہ اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ کوئی بال نہیں گرتا ہے مگر یہ کہ وہ لوگ اُٹھا لیتے ہیں۔ جب آپؐ بولتے ہیں تو اس وقت صحابہ اپنی آواز دھیمی کر لیتے ہیں اور ازراہِ تعظیم آپؐ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ اس نے قریش سے جا کر کہا: "اے قوم! واللہ میں بہت سے بادشاہوں کے پاس گیا، میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے مگر میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی اس طرح کرتے ہوں جس طرح محمدؐ کے اصحاب محمدؐ کی کرتے ہیں۔ واللہ کوئی لعاب دہن ایسا نہیں ہوتا جو اُن کے ہاتھوں پر نہ گرتا اور وہ اس کو اپنے چہرہ اور جلد پر مل نہ لیتے ہوں۔ جب وہ حکم دیتے ہیں تو فوراً تعمیلِ حکم کے لیے بڑھتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کے لیے ہر ایک جھگڑتا ہے۔ جب آپؐ بات کرتے ہیں تو صحابہ اپنی آواز کو پست کر لیتے ہیں اور تعظیماً آپؐ کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتے۔ انھوں نے تمھارے سامنے صحیح راستہ پیش کیا ہے۔ لہٰذا اچھی طرح سوچ بچار کر لو اور مجھے اندیشہ ہے کہ تم اُن پر فتح نہ پا سکو گے۔

لیکن قریش نے عروہ کی نہیں سنی اور صلح کی طرف راغب نہیں ہوئے جس کا اثر یہ ہوا کہ عروہ اور اس کے ساتھی طائف کی طرف واپس چلے گئے۔

اس کے بعد جب رسول کریمؐ ثقیف سے واپس چلے گئے ہیں تو عروہ اسلام لے آئے تھے۔ انھوں نے ثقیف کو بھی دعوتِ اسلام دی جس کے نتیجہ میں وہ قتل کر دیے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے صاحبانِ علم نے بیان کیا کہ پھر رسول کریمؐ نے خراش بن امیۃ الخزاعی کو طلب کیا اور اس کو مکّے قریش کے پاس ثعلب نامی ایک ناقہ پر بٹھا کر بھیجا تاکہ وہ اشراف مکہ کو آپؐ کا پیغام پہنچا دے۔ لیکن انھوں نے اس ناقہ کو مار ڈالا اور ان کو بھی قتل کرنا چاہا لیکن احابیش (متحدہ محاذ) سدِّ راہ ہوا جس کی بنا پر انھوں نے چھوڑ دیا اور وہ (بحالت پریشان) حاضر خدمتِ رسولؐ ہوئے۔

قریش نے چالیس پچاس آدمی اس غرض سے چھوڑے تاکہ جو بھی ہمراہی رسول نظر آئے اس کو ہلاک کر دیا جائے۔ لیکن

وہ سب پکڑے گئے اور آپؐ کی خدمت میں لائے گئے آپؐ نے ان سب کو معاف کر دیا اور انکو جانے دیا، ان لوگوں نے مسلمانوں پر سنگ باری اور تیر اندازی بھی کی تھی۔

پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ کو طلب کیا تاکہ وہ اشرافِ قریش کو آپؐ کا پیغام پہنچا دیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: "یا رسول اللہ میں اپنے بارے میں قریش سے ڈرتا ہوں اور مکہ میں بنی عدی بن کعب کا کوئی آدمی نہیں جو میری حفاظت کر سکے اور جو قریش سے میری عداوت اور ان پر میری سختی تھی اس کو وہ بخوبی جانتے ہیں، لیکن میں آپ کو ایسا آدمی بتا سکتا ہوں جو مجھ سے زائد وہاں معزز اور مناسب رہے گا اور وہ "عثمانؓ بن عفان" ہیں"۔ آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو طلب کیا اور ان کو ابوسفیان اور دیگر رؤساء قریش کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم جنگ کے لیے نہیں آئے ہیں اور مقصد صرف زیارتِ کعبہ اور تعظیم و احترام ہے۔

عثمانؓ راضی ہو گئے کیونکہ وہ مکہ سے غائب رہے تھے اور ان کا کوئی دشمن وہاں نہیں تھا۔ پھر یہ کہ وہ بنی امیہ میں سے تھے۔ عثمانؓ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت یا داخل ہونے سے قبل ابان بن سعید بن العاص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کو پناہ دی یہاں تک کہ رسولِ کریمؐ کا پیغام پہنچا دیا۔

عثمانؓ ابوسفیان اور دیگر معززین قریش کے پاس آئے اور رسولِ کریمؐ کا پیغام ان کو سنایا۔ جب عثمانؓ پیغام دے چکے تو انھوں نے کہا اگر تم چاہو تو طواف کر لو۔ حضرت عثمانؓ نے کہا جب تک رسولِ کریمؐ طواف نہ کرلیں گے اس وقت تک میں طواف نہیں کرونگا۔ پھر قریش نے اپنے پاس انھیں روک لیا۔ رسولِ کریمؐ اور مسلمانوں کو خبر ملی کہ عثمانؓ قتل کر دیے گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عثمانؓ بن عفان اور آپ کے ساتھ دس صحابہ رسولِ کریمؐ کی اجازت سے مکہ والوں کی ملاقات کے لیے گئے، جن کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ قریش نے حضرت عثمانؓ کو تین دن تک روکے رکھا اور یہ خبر اڑا دی کہ وہ اپنے دس ہمراہیوں سمیت قتل کر دیے گئے۔

بہرحال اسباب کچھ بھی ہوں، حضرت عثمانؓ کو پلٹنے میں دیر ہوئی جس سے مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا، جب آپؐ کو یہ خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا "ہم جنگ کیے بغیر نہ جائیں گے"۔

بیعتِ رضوان

رسولِ کریمؐ نے مسلمانوں کو بیعت کے لیے طلب کیا اور (ببول کے) درخت کے نیچے سب سے بیعت لی۔ حضرت عمرؓ کو حکم دیا گیا کہ بیعت کے لیے لوگوں کو بلائیں۔

سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ میں نے اور لوگوں نے (آپؐ کے ہاتھ پر) نہ بھاگنے کی بیعت کی فتح یا شہادت۔ اور ایک روایت

میں ہے کہ ہم نے موت پر بیعت کی۔

کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو بیعت میں حاضر نہ ہوا ہو سوائے جد بن قیس برادر بنی سلمہ کے۔ جابرؓ بن عبداللہ کہتے تھے کہ "واللہ جیسے کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ ناقہ کی بغل سے لپٹا ہوا اس کی آڑ میں پناہ لیتا لوگوں سے چھپ رہا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ منافق تھا۔

جس نے سب سے پہلے آپؐ کی بیعت کی وہ ابوسنان الاسدی تھے جو عکاشہ بن محصن کے بھائی تھے۔ چونکہ عثمانؓ موجود نہ تھے لہذا آنحضرتؐ نے ان کی حیات تسلیم کرتے ہوئے دستِ راست کو دستِ چپ پر رکھا اور فرمایا بارالٰہا یہ عثمان کی طرف سے ہے وہ تیرے اور تیرے رسول کے منشا کے لیے دگیا ہوا) ہے اور اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ عثمان قتل نہیں ہوئے تھے۔

لوگوں نے یہ بیعت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے کی تھی۔ کیونکہ مشہور یہی تھا کہ قتل کردیے گئے) تاکہ ثباتِ قدم و تقویتِ قلب پیدا ہو۔ حضرت عثمانؓ نے مکہ سے واپس ہونے کے بعد بیعت کی۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ سورۂ فتح میں اس بیعت کا تذکرہ وحی الٰہی اس طرح کرتی ہے: "لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" (اس وقت خدا مسلمانوں سے خوش ہو رہا تھا جب وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے)

قریش نے سہیل بن عمرو برادر بنی عامر بن لوی کو رسول کریمؐ کے پاس بھیجا اور یہ کہا۔ محمدؐ کے پاس جاؤ اور مصالحت کرو اور صلح کی شرط اوّل یہی ہے کہ وہ اس سال پلٹ جائیں ورنہ بہ خدا عرب یہی کہتے رہیں گے کہ وہ زبردستی ہمارے (مکہ) میں داخل ہو گئے۔

جب سہیل آپ کی طرف آرہے تھے تو آپؐ نے فرمایا: اس شخص کو بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ قریش صلح چاہتے ہیں پھر آپؐ کے اور سہیل کے درمیان طویل گفت گو ہوئی۔ جب جنگ نہ کرنے پر مصالحت ہوگئی اور صرف لکھنا باقی رہ گیا تو حضرت عمرؓ اٹھے اور ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ وہ اللہ کے رسولؐ نہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا کیوں نہیں، عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا کیوں نہیں! عمرؓ نے کہا کیا وہ مشرکین نہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا کیوں نہیں! اس پر حضرت عمرؓ کہنے لگے تو پھر کیوں ہم اپنے دین کو ذلیل کر رہے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا عمر ان کی رکاب تھامے رہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

پھر عمرؓ رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر عمرؓ نے کہا کیا وہ مشرکین نہیں ؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت عمر نے کہا پھر کیوں ہم اپنے دین کو پست کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسولؐ ہوں اور اس کی کسی امر میں مخالفت نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ مجھے ضائع کرے گا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اس دن کے گستاخانہ کلام کی بنا پر (بطور کفارہ) ہمیشہ خیرات دیتا، روزے رکھتا، نماز پڑھتا، غلام آزاد کرتا۔ یہاں تک کہ مجھے خیر و

عافیت کی امید ہوگئی۔

پھر رسولِ کریمؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور فرمایا لکھو" بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا ہم اس رحمٰن ورحیم کو نہیں جانتے اس کے بجائے باسمکَ اللّٰھُمّ لکھیے پھر آپؐ نے یہی لکھا۔

اہل جاہلیت" باسمک اللھم" لکھا کرتے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد اللہ کے رسول نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے۔ سہیل نے کہا اگر ہم آپؐ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو جنگ ہی نہیں کرتے اور بیت اللہ سے نہ روکتے اس کے بجائے آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیں۔ رسولِ کریمؐ نے فرمایا (اچھا) لکھو یہ وہ ہے جس پر محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے مصالحت کی دونوں نے اس امر پر صلح کی ہے۔

(۱) کہ دس سال تک جنگ نہ ہوگی اور طرفین امن سے رہیں گے اور ایک دوسرے پر دست درازی نہ کریں گے۔

(۲) کہ اگر بغیر ولی کی اجازت کوئی قریش کا آدمی محمدؐ کے پاس آجائے گا تو ان کو واپس کرنا پڑے گا اور جو محمدؐ کا آدمی کے پاس چلا جائے گا تو وہ اس کو واپس نہیں کریں گے۔

(۳) ہمارے درمیان بہت سی باتیں سربمہر رہیں گی۔ طرفین چوری اور خیانت نہیں کریں گے۔

(۴) جو چاہے محمدؐ کے ساتھ ہو جائے اور ان سے معاہدہ میں شریک ہو جائے اور جو چاہے قریش کے دائرہ میں آجائے اور ان کا ہم عہد ہو جائے۔

(حضرت علیؓ اور بعض صحابہ نے جن میں اسید بن حضیرؓ، سعد بن عبادہؓ بھی تھے۔ کلمہ" رسول اللہ" مٹانے پر تعرض کیا تھا)

خزاعہ بڑھے اور کہنے لگے ہم محمدؐ کے ساتھ ہیں۔ بنو بکر نے کہا کہ ہم قریش کے ہم عہد ہیں۔

(۵) اس سال آپ پلٹ جائیں اور مکہ نہ جائیں، آئندہ سال ہم نکل جائیں گے آپ آجائیں گے، آپ وہاں تین دن قیام کریں۔ آپ کے پاس (صرف) مسافرانہ ہتھیار ہونا چاہیئے۔

ایک دوسرا نسخہ اس معاہدہ کا لکھا گیا تاکہ وہ مسلمانوں کے پاس رہے کیونکہ سہیل نے کہا تھا کہ یہ صلحنامہ میرے پاس رہے گا۔ اور ایک ضعیف سا قول ہے کہ دوسرا نسخہ محمد بن مسلمہ نے لکھا تھا اور وہ تمام شرائط جو رسولِ کریمؐ نے قبول کیے تھے سوائے ابوبکرؓ کے کسی مسلمان نے پسند نہیں کیے۔

اور نوشتۂ صلح میں" اِنَّ بَیْنَنَا عیبۃ مکفوفۃ" کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے درمیان بہت سی ایسی باتیں ہیں جو سینوں میں محفوظ ہیں اشارہ ہے اس بات پر کہ گذشتہ اسباب جنگ اور دیگر معاملات پر مواخذہ نہ کیا جائے۔" اسلال واغلال" کا مطلب یہ کہ نہ وہ چوری کریں گے اور نہ خیانت۔

اس صلح کی خوبیاں

نووی نے علما سے نقل کیا ہے کہ اس صلح کی جو مصلحت پیش نظر تھی بالآخر اس کے ثمرات اور فوائد ظاہر ہوئے۔ اس امر کا رسولِ کریمؐ کو پہلے سے علم تھا مگر دشمن پر مخفی تھے۔ اس بنا پر آپؐ نے ان (مخالف) کی موافقت کی کیونکہ صلح سے پہلے وہ مسلمانوں سے ملتے جلتے نہیں تھے اور رسول کریمؐ کے اصل امور ان پر ظاہر نہیں ہو پاتے تھے اور نہ وہ ایسے شخص کے پاس آسکتے تھے جو ان کو مفصل طور پر یہ باتیں بتا سکتا۔ جب صلح ہو گئی وہ مسلمانوں سے ملے جلے مدینہ آئے مسلمان مکہ آئے اور ان کے خاندان اور دوستوں اور ان لوگوں سے جو نصیحت چاہتے تھے ملاقاتیں ہوئیں اور ان سے رسول کریمؐ کے احوال، معجزات، علاماتِ نبوت، حسنِ سیرت، جمال کردار کے احوال و کوائف سنے اور بہت کچھ خود بھی دیکھے تو ان کے دل ایمان کی طرف مائل ہوئے۔ یہاں تک کہ فتح مکہ سے قبل ہی بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ان میں خالد بن ولید، عمرو بن عاص وغیرہ تھے اور جو اسلام نہ لا سکے تو ان کا میلان یقیناً بڑھ گیا اسی لیے فتح مکہ کے دن سب نے اسلام قبول کیا۔ کیوں کہ دل پہلے ہی سے پوری طرح راغب ہو چکے تھے۔

ہم یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ اس صلح میں بے شمار خوبیاں اور فوائد تھے جو صحابہ پر مخفی اور رسول کریمؐ پر متجلی تھے۔ سب سے بڑی بات تو یہ کہ اس معاہدہ سے قریش نے یہ اعتراف کر لیا کہ آپؐ ایک "مستقل قوت" ہیں۔

اس مصالحت سے مسلمانوں کو جزیرہ عرب میں نشر اسلام کی بلا مقابلہ آزادی مل گئی۔ پھر یہ کہ رسولِ کریمؐ صحابہ کرام کے اخلاص، حبِّ رسولؐ، عقیدہ اسلامیہ سے تمسک واثق کے پیش نظر بہ وثوق تھے کہ وہ قریش سے نہ مل جائیں گے۔ لیکن دوسرے قبائل کے اسلام لانے کی توقع تھی اور اس سے بالا یہ کہ آپؐ کو آنے والے سال میں فریضۂ دینیہ کی ادائیگی کے لیے زیارت کعبہ کا شرف اور مکہ میں بغیر تعرضِ دشمن تین دن قیام کا موقع بھی مل رہا ہے۔ اس معاہدہ سے یہ خاص فائدہ بھی ہوا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ حدیبیہ میں لشکر کی تعداد چودہ سو تھی پھر ان کی تعداد دو سال کے بعد فتح مکہ کے وقت دس ہزار ہو گئی۔ دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صلح حدیبیہ میں قریش پر کھلی ہوئی سیاسی کامیابی حاصل ہو گئی۔

جب رسول کریمؐ (تحریر) صلح سے فارغ ہوئے اور مسلمانوں میں سے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ اور محمد بن مسلمہؓ نے اور قریش میں سے حویطب و مکرز گواہ بن گئے تو آپؐ قربانیوں کے اونٹوں کی طرف بڑھے ان کو ذبح کیا۔ پھر آپؐ بیٹھ گئے سر منڈوایا۔ کہا جاتا ہے کہ اس دن جس نے سر مونڈا وہ خراش بن امیہ ابن فضل الخزاعی تھے اور یہ حجام تھے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول کریمؐ نے قربانی دی اور سر منڈوایا تو وہ

لوگ بھی قربانی اور "حلق راس" کے لیے بڑھے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حدیبیہ میں کچھ لوگوں نے سر منڈوایا اور کچھ نے بال کم کرائے رسول کریمؐ نے فرمایا اللہ محلقین (سر منڈوانے والوں) پر رحم کرے۔ لوگوں نے کہا اور مقصرین (بال کم کروانے والوں) کے لیے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ محلقین پر رحم کرے۔ پھر لوگوں نے کہا اور مقصرین کے لیے آپؐ نے فرمایا اللہ محلقین پر رحم کرے لوگوں نے کہا اور مقصرین پر آپؐ نے فرمایا اور مقصرین پر بھی۔ لوگوں نے کہا آپؐ نے ترحیم محلقین پر بھیجی، مقصرین پر کیوں نہیں بھیجی آپؐ نے فرمایا انھوں نے شک نہیں کیا تھا۔ رسول کریمؐ نے حدیبیہ میں قربانی کے اونٹوں میں ابوجہل کے اونٹ کو بھی رکھا، اس کے سر پر چاندی کا حلقہ تھا اس سے مشرکین غضبناک بھی ہوئے تھے۔

حدیبیہ میں جو اونٹ قربان کیے گئے ان کی تعداد ستر تھی۔ رسول کریمؐ نے فقراء پر دہ گوشت تقسیم کیا۔ حدیبیہ میں بیس دن آپؐ کا قیام رہا۔

زہری کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ پلٹ کر واپس گئے اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے تو سورہ فتح نازل ہوا: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (ہم نے تجھ کو کامل فتح بخشی تاکہ خدا تمھاری امت کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اس نے تم پر اپنی نعمت کو مکمل کیا اور تم کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھا)

ذکر بیعت کے متعلق ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ٥ (وہ لوگ جو تیری بیعت کر رہے تھے درحقیقت وہ خدا کی بیعت کر رہے تھے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر تھا۔ پھر جس نے عہد توڑا اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور جس نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا اس کو اللہ عنقریب اجر عظیم دیگا)

فتح سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف ہے ابن عباس، انس اور براء بن عازب یہ کہتے ہیں کہ فتح سے یہاں "فتح حدیبیہ" مراد ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فتح سے "فتح مکہ" مراد ہے یہ سورۃ حدیبیہ سے پلٹتے ہوئے نازل ہوا تھا جس میں فتح کا وعدہ تھا اور ماضی کا صیغہ اسی لیے استعمال ہوا تاکہ اس کا وقوع یقینی سمجھا جائے اور ہم ترجیح دیں گے کہ مقصود فتح سے "فتح حدیبیہ" ہے کیوں کہ یہ آیت حدیبیہ سے پلٹنے کے بعد نازل ہوئی تھی اور یہ فتح "فتح مکہ" کا مقدمہ تھی۔

امام احمد، ابوداؤد، حاکم نے مجمع بن جاریۃ الانصاری الاوسی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حدیبیہ میں موجود تھے جب ہم حدیبیہ سے پلٹے تو ہم نے رسول کریمؐ کو کراع الغمیم کے پاس دیکھا کہ آپؐ لوگوں کو جمع کر رہے ہیں اور ان کے سامنے پڑھ رہے تھے "انا فتحنا لک فتحا مبینا"۔

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ فتح ہے۔ آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے

کہ یہ فتح ہے۔ موسیٰ بن عقبہ، زہری، بیہقی نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم پلٹ کر آرہے تھے کہ آپ کے ایک صحابی نے کہا یہ کیا فتح ہوئی کہ ہم کو اور ہماری قربانیوں کو بیت اللہ سے روکا گیا۔ اس شخص کا قول جب آپؐ نے سنا تو فرمایا کہ اس نے بُری بات کی یہ تو بہت بڑی فتح ہوئی مشرکین اس پر راضی ہو گئے کہ ان کو بہ خوشی اپنے شہروں سے دُور کر دیں تم سے انھوں نے فیصلہ چاہا اور امان کے لیے تمھاری طرف راغب ہوئے اور جس چیز کا نظارہ ان کو ناپسند تھا اسی کا تم سے مشاہدہ کرنا پڑا۔ اللہ نے تم کو ان پر غالب کیا اور تم کو سلامتی اور ماجوریت کے ساتھ واپس کیا اور یہ بہت بڑی فتح ہے۔ کیا تم احد کے دن کو بھول گئے جب تم چڑھ رہے تھے اور کہیں نہیں ٹھہرتے تھے اور میں تمھارے پیچھے تمھیں بلا رہا تھا اور کیا تم یوم احزاب بھول گئے جب وہ تحت و فوق سے تم پر ٹوٹ پڑے تھے۔ آنکھیں خیرہ اور دل منہ تک آ گئے تھے اور تم اللہ کی طرف سے برے برے گمان کرنے لگے تھے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول سچ کہتے ہیں۔ واقعی یہ بہت بڑی فتح ہے۔ یا رسول اللہ جو آپؐ نے سوچا وہ ہم نہیں سوچ سکتے تھے آپ ہماری بہ نسبت اللہ اور اس کے حکم سے زائد واقف ہیں۔

جس درخت کے نیچے بیعت واقع ہوئی تھی اس کو "شجرۃ الرضوان" کہا جانے لگا حضرت عمرؓ کو اپنے عہد خلافت میں خبر ملی کہ لوگ اس کے پاس نماز پڑھتے ہیں انھوں نے ان کو دھمکایا ڈرایا۔ پھر اس درخت کے قطع کرنے کا حکم دیا چنانچہ ظہور بدعت کے خوف سے وہ درخت کاٹ دیا گیا۔

معاہدہ کا نفاذ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدہ کو خوبصورتی کے ساتھ قائم رکھا۔

مدت صلح میں مہاجر مردوں کو آپؐ واپس کرتے تھے مگر مہاجر خواتین کو "امتحان" کے بعد واپس نہیں کرتے تھے۔ امتحان یہ ہوتا تھا کہ مہاجر خاتون یہ حلف اٹھاتی تھیں کہ ان کی ہجرت شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ ان کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے ہوئی ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ) مومنین! جب تمھارے پاس مومن خواتین مہاجر ہو کر آئیں تو ان کا امتحان لو، جب آپ کی طرف ام کلثوم بن عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے آئیں (آپ مکہ میں اسلام لا چکی تھیں اور ہجرت کے قبل ہی آپ آنحضرتؐ سے بیعت ہو چکی تھیں) پھر وہ دوران صلح میں پاپیادہ مکہ سے مدینہ آئیں اور ایک خزاعی کے ساتھ رہنے لگیں (یہ عثمان بن عفانؓ کی ماں کی طرف سے بہن تھیں) تو رسول کریمؐ نے ان کو واپس نہیں کیا کیونکہ شرط صرف مردوں کی واپسی کی تھی اور جب ان کے بھائی عمارہ اور ولید از روئے عہد ان کو واپس لینے کے لیے نکلے تو آپؐ نے فرما دیا مومن خواتین واپس نہیں کی جائیں گی کیونکہ عہد نامہ کی شرط کا تعلق صرف مردوں سے ہے اور عورتوں کا امتحان لیا جائے گا۔ وہ دونوں مکہ واپس گئے اور قریش کو اس بات کی اطلاع کر دی۔ وہ اس امر پر راضی ہو گئے۔

رسول کریمؐ نے ابو بصیر کو واپس کر دیا وہ خنیس جوان کو لینے آیا تھا اس کو قتل کر کے شام کے راستہ میں ایک مقام ذو المروہ تھا وہاں چلے گئے پھر وہاں وہ مسلمان بھی جو کہیں محبوس تھے جانے لگے۔ ابو جندل بن سہیل بن عمرو جن کو رسول کریمؐ نے حدیبیہ میں واپس کر دیا تھا ستر مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور ابو بصیر سے مل گئے اور رسول کریمؐ کی خدمت میں زمانہ صلح تک اس خیال سے نہیں آئے کہ کہیں آپ واپس نہ کر دیں۔ علاوہ ازیں اور بہت سے غفار، اسلم، جہینہ اور عرب کے بہت سے قبیلہ کے لوگ جو مسلمان ہو گئے تھے آ آ کر ان لوگوں سے ملتے گئے یہاں تک کہ یہ تین سو ہو گئے۔ انھوں نے قریش کے قافلوں کو لوٹنا شروع کیا۔ جس کو پاتے قتل کر دیتے کوئی قافلہ ادھر سے نہیں گزرتا مگر یہ کہ وہ اس کو پکڑ لیتے یہاں تک کہ قریش نے آپ کو کہہ دیا کہ ہمیں ان کی حاجت نہیں (یعنی ہم واپسی کی شرط سے باز آتے ہیں) پھر ابو جندل اور ابو بصیر کو آپ نے لکھ دیا کہ وہ ہمارے پاس آ جائیں اور وہ تمام مسلمان جو ان کے ساتھ ہیں اپنے اپنے وطن اور خاندان والوں کے پاس چلے جائیں اور جو بھی قریشی یا قافلہ ان کی طرف سے گذرے، اس سے تعرض نہ کریں۔ یہ مکتوب گرامی ان دونوں کے پاس پہنچا اور اس وقت ابو بصیر اپنے مرض کی وجہ سے عالم نزع میں تھے رسول کریمؐ کا خط ان کے ہاتھ میں تھا اور پڑھتے پڑھتے انتقال کیا۔ ابو جندل نے آپ کو اپنی قیام گاہ میں دفن کر دیا اور آپ کی قبر کے قریب مسجد بنائی اور ابو جندل چند صحابہ کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے باقی اپنے گھر والوں کے پاس چلے گئے (اس کے بعد) قریش اپنے قافلوں کی طرف سے بے خوف ہو گئے۔

رسول کریمؐ نے حدیبیہ کے دن جو فرمایا تھا وہ سچ ثابت ہوا کہ عنقریب اللہ ابو جندل اور ان کے ساتھیوں کے لیے کشادگی اور خلاصی پیدا کر دے گا۔

جب کفار لڑائی سے بے خوف ہو گئے تو مسلمانوں سے اختلاط بڑھنے لگا۔ اسلام ان میں جاگزیں ہونے لگا اور کثیر تعداد مسلمان ہو گئی۔ حضرت ابو بکرؓ کہا کرتے تھے کہ فتح حدیبیہ سے بڑھ کر اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی، لیکن جو رسولؐ اور خدا کے درمیان بات تھی اس تک لوگوں کی فکر نہ پہنچ سکی۔ بندے جلدی کرتے ہیں لیکن اللہ لوگوں کی عجلت سے تعجیل نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ معاملات منزل مراد تک پہنچ جاتے ہیں۔

سفیرانِ نبویؐ

ملوک و امراء کے درباروں میں

دعوتِ اسلام

اس کے قبل کہ ہم ان خطوط کا تذکرہ کریں جو آپؐ نے بادشاہانِ وقت اور امراء کو بھجوائے تھے، مناسب ہے کہ ہم ایک نظر رومانی حکومت اور سلطنتِ فارس پر ڈال لیں۔

رومانی حکومت اور فارس کی سلطنت کے درمیان (ایک عرصہ سے) لڑائیاں برپا تھیں۔ سنہ ۶۲۱ء میں عساکرِ فارس کو فتح حاصل ہوئی اور وہ شام، مصر، ایشیا کوچک پر قابض ہو گئے۔ ہجرت سے ایک سال قبل کی بات ہے اور اس وقت فارس قسطنطنیہ کو ڈرا رہا تھا۔ بالآخر ہرقل کا ظہور ہوا اور اس نے اپنی گئی ہوئی حکومت کا اعادہ چاہا۔

زمانہ ہجرت سنہ ۶۲۲ء میں رومی ایشیائے کوچک سے غارتگروں کو بھگا رہے تھے۔ دوسرے موقع پر رومی لشکرین بلادِ فارس میں قدم رکھ رہے تھے اور ان تین سالوں کے درمیان جن میں ہرقل رومی عظمتِ رفتہ کو بلا رہا تھا، رسولِ کریمؐ قریش سے برسرِ پیکار تھے۔

اس کے بعد فارس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور یہ واقعہ غزوہ احزاب میں مدینہ کے حصار (جولائی سنہ ۶۲۶ء) کے نصف سال میں ہوا تھا۔ تیسرا موقع وہ ہے جب ہرقل نے اپنی پہلی فتح کو اور مضبوط کیا اور ابتداء دسمبر سنہ ۶۲۶ء نینوی کے مقام پر مکمل فتح حاصل ہو گئی۔ فارس کا لشکر شکستہ ہو گیا جمعیت منتشر ہو گئی اور اسی مہینہ کی ۲۹ تاریخ کسریٰ اپنے پایۂ تخت کی طرف بھاگا۔

فروری سنہ ۶۲۸ء میں اس کے بیٹے شیرویہ نے اس کو قتل کر دیا اور تخت پر بیٹھ گیا اور شاہ روم سے اس بنیاد پر معاہدۂ صلح کر لیا کہ دونوں حکومتوں کو ان کی سابق سرحدوں پر باقی رکھا جائے گا ان ہی ایام میں آپؐ نے رؤسا قریش کے ساتھ "صلح حدیبیہ" کی اور اسی سال کے موسم بہار میں ہرقل زیارت بیت المقدس کے لیے نکلا۔

جب رسولِ کریمؐ صلح حدیبیہ سے فارغ ہوئے اور افراد و قبائل میں اسلام تیزی سے پھیلتے ہوئے دیکھا تو آپؐ نے محسوس کیا کہ جزیرہ عرب سے باہر بھی دعوت اسلام کی ہمہ گیری اور نشر و توسیع کا وقت آ گیا ہے۔

پھر آپؐ اس مقصد کے لیے ان تاجر مسلمانوں کو سفارت کے لیے منتخب کیا جو اس کے قبل ان شہروں میں جا چکے

تھے جن کے بادشاہوں کو آپؐ دعوتِ اسلام دینا چاہتے تھے اور ان کے عادات و اطوار سے اچھی طرح واقف و آشنا تھے۔

مُہر

جب آپؐ نے "بادشاہانِ وقت" کو دعوتِ اسلام پر مشتمل" مکاتیب روانہ کرنا چاہے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ جس مکتوب پر مُہر نہ ہو، بادشاہانِ وقت اس کو پڑھتے نہیں۔

لہٰذا آپؐ نے چاندی کی ایک انگوٹھی اور اس میں تین سطروں میں محمد ۔ رسول ۔ اللہ اس طرح کہ سب سے اوپر اللہ پھر رسول پھر محمد نقش کیا۔ کتابت معکوس کرائی تھی تاکہ مہر لگنے کے بعد نقوش سیدھے آئیں۔ یہ انگوٹھی آپؐ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں آئی اور اُن سے "اریس" کے کنویں میں" سالِ قتل" گر گئی۔ تین دن تک تلاش رہی مگر نہ ملی۔

مکاتیب کے خط و خال

اکثر آپ خطوط کی ابتداء "من رسولِ اللہِ اِلیٰ فلانٍ" سے کرتے تھے۔ کبھی افتتاحیہ میں" اما بعد" ہوتا کبھی "ھٰذا کتاب" سے آغاز ہوتا اور کبھی" سلم انت" سے شروع کرتے۔

ابتدائی دور کے خطوط میں اکثر آپؐ مکتوب الیہ کے نام کی صراحت کر دیتے تھے اور کبھی صرف اس کی شہرت پر اکتفا کرتے۔ اگر مکتوب الیہ بادشاہ ہوتا تو اس کے نام کے بعد "عظیم القوم الفلانین" اور کبھی "صاحب مملکۃ کذا" کے الفاظ بڑھا دیتے۔

دورانِ تحریر میں اپنی ذات کے لیے کبھی آپ واحد متکلم جیسے انا ۔ لی ۔ جاءنی ۔ عَلَیَّ کے منما ئر لاتے اور کبھی جمع متکلم کی ضمیریں استعمال کرتے جیسے "بلغنا" "جاءنا" وغیرہ۔ اسی طرح جب مکتوب الیہ کو مخاطب کرتے تو اگر ایک ہوتا تو "کاف خطاب" جیسے لک وعلیك اور کبھی تاء مخاطب جیسے انت قلت کذا ۔ فعلت کذا اور کبھی تثنیہ کی ضمیریں جیسے انتما ۔ لکما ۔ علیکما اور بہت سے لوگوں کو خطاب کرنے کے لیے انتم ۔ لکم ۔ علیکم اور اس کے مشابہ الفاظ استعمال کرتے۔

ابتداء مکتوب میں آپؐ سلام" لکھتے، اگر مخاطب مسلم ہو تو" سلام علیك" اور کبھی والسّلام علیٰ من اٰمن باللّٰہ ورسولہ" اگر مخاطب کافر ہو تو" سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ" اور کبھی آپ" سلام" قلم انداز کر دیتے۔

اور کبھی آپؐ سلام کے بعد حمد باری کرتے" فانی احمد الیك اللّٰہ الّذی لا الٰہ الّا ھو" اور تحمید:

کرتے اور کبھی حمد کے بعد "کلمات شہادت" کہتے اور کبھی نہیں۔

کبھی مقصد تحریر (بعد سلام وغیرہ) اما بعد کے لفظ سے "تے اور کبھی غرض تحریر بغیر اس کے بیان ہوتی۔ خط کا خاتمہ سلام کے ساتھ ہوتا۔ مسلم مخاطب ہو تو "والسلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور کبھی صرف "والسلام" مخاطب کافر ہو تو "والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ"۔ اور کبھی "سلام" آخر میں نہ لکھتے۔

آپؐ نے ہرقل۔ حارث بن ابی شمر۔ کسریٰ۔ مقوقس۔ نجاشی۔ ہوذہ بن علی الحنفی۔ منذر بن ساوی التیمی۔ جیفر وعبد وغیرہم کو (تبلیغی) خطوط لکھے جیسا کہ "مکاتیب رسول کریمؐ" میں تفصیل سے آچکا ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

نتائج مکاتیب

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے قبل آپؐ نے ملوک وامراء کو خطوط لکھے جس میں آپؐ نے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی۔

بلاشبہ آپؐ نے یہ مکاتیب بھیج کر حیرت انگیز قوت اور عظیم جرأت کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ اگرچہ رسول کریمؐ قریش مکہ سے صلح کر چکے تھے لیکن ایسا نہیں تھا کہ مکہ فتح ہوگیا ہو اور سارے اہل مکہ مسلمان ہوگئے ہوں۔

ان مکاتیب کو ایسے عظیم اشخاص کے پاس بھجوانا خصوصیت سے ہرقل وکسریٰ اور مقوقس کو دعوت اسلام دینا، (انتہائی جرأت انگیز وحیرت خیز نظر آتا ہے) اگر آپ اللہ کے رسول نہ ہوتے تو یقیناً اس کے انجام سے ڈرتے۔ کیونکہ یہ ملوک آپؐ کے شہروں کی سرحدوں پر بھی دست اندازی کر سکتے تھے لیکن چونکہ آپؐ کو قوتِ رسالت پر اعتماد تھا اور اللہ کی مدد پر بھروسہ تھا اس لیے آپؐ نے عزم صادق اور دلیری کے ساتھ سفراء کو بھیجنے کے لیے قدم اٹھایا۔ اس کے یہ نتائج برآمد ہوئے:

(۱) ان ملوک وامراء کی جو آپ کے ساتھ "روشِ سیاست" اور جو میلان قلبی تھا اس سے آپ واقف ہوگئے گویا یہ خطوط ان کی "نبض" کے ترجمان بن گئے۔

(۲) امیر یمن باذان اور اس کے ساتھی ایمان لے آئے۔

(۳) مقوقس نے اگرچہ اسلام نہیں قبول کیا مگر آپؐ کے ساتھ اظہارِ اخلاص وارادت کیا اور ہدایا بھیجے۔

(۴) نجاشی اسلام لایا جیسا کہ تاریخی کتابوں میں مذکور ومشہور ہے

(۵) منذر بن ساوی التیمی صاحب البحرین نے قبول اسلام کیا۔

(۶) عمان کے دونوں امیر اور ان کے ساتھ خلق کثیر مشرف بہ اسلام ہوئی۔

ہمیں کہنا پڑیگا کہ اسلام ان ملوک وامراء کی طرف سفارت بھیج کر فائدہ میں رہا۔ اس کی شان بلند ہوئی اور اس کو دوسری حکومتوں کے درمیان ایک دینی اور سیاسی حیثیت حاصل ہوگئی اور یہ سب کچھ فتح مکہ سے قبل ہوا۔

ام حبیبہؓ سے عقد رسولؐ

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے نجاشی کی طرف ایک سفارت اس مقصد سے بھیجی کہ وہ آپ کا نکاح ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان سے کرادے اور ام حبیبہؓ کو مسلمانوں کے ہمراہ آپؐ کے پاس بھیج دے۔

نجاشی نے ابرہ نامی ایک کنیز کو ام حبیبہؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ رسولؐ کی "رشتہ طلبی" کے متعلق ان کو بتادے، وہ اس خبر سے خوش ہوئیں اور اس کو (ابرہ کو) پازیب اور چاندی کے چھلے دیے۔ نجاشی نے ان کو کہلوایا تھا کہ وہ اپنا وکیل نکاح منتخب کرلیں۔ انھوں نے خالد بن سعید بن عاص کو وکیل تزویج بنایا۔ نجاشی نے رسولِ کریمؐ کی جانب سے نکاح پڑھا اور خالد نے ام حبیبہ کی طرف سے۔ پھر ام حبیبہؓ کا آپ سے نکاح ہوگیا۔ پھر نجاشی نے چار سو دینار منگوائے اور مہر کے طور پر خالد بن سعید کے حوالے کردیئے۔ جب ام حبیبہؓ کے پاس وہ ابرہ یہ دینار لے کر آئی تو آپ نے اس کو پچاس مثقال دیتے ہوئے کہا کہ میں یہ رقم تجھ کو دیتی ہوں، میرے پاس تو کچھ بھی نہ تھا اور اللہ نے مجھ کو یہ دیا ہے۔ ابرہ نے کہا بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے کچھ بھی نہ لوں اور جو کچھ بھی آپ سے لیا ہے وہ سب واپس کردوں۔ میں بادشاہ کے لباس روغنیات کی مہتمم ہوں، میں محمدؐ کو اللہ کا رسول سمجھتی ہوں اور ان پر ایمان لاتے ہوئے ہوں۔ میں صرف آپ سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ آپ (جب جائیں) تو ان کو میرا سلام کہیں۔ ام حبیبہؓ نے کہا اچھا۔ بادشاہ نے اپنی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ ان کے پاس عود و عنبر میں سے ہو وہ آپ کو بھیجیں۔ رسولِ کریمؐ نے ان چیزوں کو ام حبیبہؓ کے پاس دیکھا اور برا نہیں سمجھا۔ ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ ہمارے ساتھ دو کشتیاں تھیں اس نے ہمارے ساتھ ملاح بھی بھیجے تھے یہاں تک کہ ہم جار پر پہنچے۔ پھر ہم اونٹوں پر سوار ہوکر مدینہ چلے۔ ہم نے رسولِ کریمؐ کو خیبر میں پایا پھر جس کو جانا تھا وہ خیبر کی طرف گیا میں مدینہ ہی میں مقیم رہی۔ یہاں تک کہ رسولِ کریمؐ تشریف لائے۔

آپ اکثر مجھ سے نجاشی کی بابت پوچھا کرتے تھے میں نے ابرہ کا سلام آپؐ تک پہنچایا آپؐ نے جواب سلام دیا۔

جب ابوسفیان کو یہ خبر ملی کہ ام حبیبہؓ کا نکاح آپؐ سے ہوگیا تو اس نے کہا کہ اس رشتہ سے ناک نہیں کٹتی ام حبیبہؓ سے رسول کریمؐ کا مقصدِ نکاح یہ تھا کہ ابوسفیان آپؐ کے قضیہ کی طرف مائل و ملتفت ہوجائے۔

مدینہ میں مہاجرین حبشہ فصل خریف جمادی الاولیٰ ۷ھ (اگست ۶۲۸ء) میں آئے تھے۔

سیرت ابن ہشام میں حبشہ سے پلٹنے والے مہاجرین کے نام مذکور ہیں۔

ام حبیبہؓ آپ کو اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کی ایک بیٹی تھی حبیبہ جو عبیداللہ بن جحش سے پیدا ہوئی تھیں۔ آپ کا نام رملہ تھا۔ اپنے شوہر عبیداللہ کے ساتھ حبشہ گئیں وہیں حبیبہ پیدا ہوئیں۔ عبیداللہ نصرانی ہوگیا اور نصرانی ہی ہوکر حبشہ میں مرگیا۔ ام حبیبہؓ بدستور اپنے اسلام پر حبشہ میں رہیں۔ پھر رسولِ کریمؐ سے نکاح کے بعد آپ وہاں سے نکلیں

اور مدینہ آئیں۔

کہا جاتا ہے کہ ام حبیبہؓ نے جس کو اپنے نکاح کا وکیل کیا تھا وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ ۴۴ھ میں جناب ام حبیبہؓ کا انتقال ہوا۔

غزوۂ خیبر

(محرم ۷ھ۔ اگست ۶۲۸ء)

خیبر شام کی طرف مدینہ سے آٹھ برید کے فاصلہ پر ایک سرسبز مقام ہے (برید بارہ میل عربی کا ہوتا ہے۔ تمام مسافت ۹۶ میل عربی ہوئی۔

خیبر کے رہنے والے یہودی تھے۔ خیبر قلعے، کھیت اور نخلستان کی بستی تھی وہاں کے رہنے والے ایک جگہ پر مجتمع نہیں تھے بلکہ آس پاس کی وادیوں میں متفرق رہتے اور ان مضبوط مکانوں میں جو گیہوں اور نخلستان کے بیچ میں تھے رہتے تھے۔ خیبر ان یہودیوں کی سیہ کاریوں کا مرکز تھا جو (مختلف اطراف سے) وہاں آئے ہوئے تھے۔

خیبر کے قلعے

مرکزی طور پر خیبر میں تین قلعے تھے جو بہت سے قلعوں سے مل کر بنے تھے۔

(۱) نطاۃ کے قلعے' اور وہ چار تھے: (ناعم۔ الصعب۔ الکتیبہ۔ بقلہ)

(۲) شق کے قلعے' اور وہ دو تھے: (ابی۔ البری)

(۳) کتیبہ کے قلعے' اور وہ تین تھے: (قموص۔ وطیح۔ سلالم)

قزوینی کہتا ہے کہ خیبر میں بخار کثرت سے ہوتا تھا اور وہاں کے لوگ ہر وقت بخار میں مبتلا رہتے تھے۔ وہاں کے یہود مکر و فریب میں مشہور تھے اور خیبر ہی کا سموال بن عادیہ (رہنے والا) تھا جو الیفائے عہد میں مشہور آدمی گزرا ہے۔ خیبر کے یہود جنگجو تھے اور ان کے بہت سے مضبوط قلعے تھے اور وہ سات تھے جن کا ہم نے ذکر کیا۔

جنگجو ہونے کے علاوہ یہ لوگ مکر و فریب کے بہت عادی تھے۔ اس لیے رسول اللہؐ نے چاہا کہ ان کی ہمسائیگی سے نجات

---

[1] لغت عبرانی میں خیبر کے معنی قلعے کے ہیں۔ [2] ڈاؤٹی سیاح خیبر سے مدینہ کا فاصلہ دو سو میل لکھتا ہے۔ مارگولیس ص ۲۵۶ مگر مصنف طبقات ابن سعد کے تحریر کردہ فاصلے سے متفق معلوم ہوتا ہے (اجتہادی)

حاصل ہو جائے جیساکہ آپؐ نے مدینہ کے ان یہودیوں سے خلاصی حاصل کی تھی جن میں سے کچھ خیبر میں آکر پناہ گزین ہو گئے تھے۔

غزوہ خیبر ۷ھ (اگست ۶۲۸ء) میں واقع ہوا۔

رسول اللہ جب حدیبیہ سے پلٹے تو ذوالحجہ اور محرم ۷ھ کے کچھ دنوں تک مدینہ میں مقیم رہے پھر آپؐ اسی ماہ محرم میں خیبر کے لیے روانہ ہوئے آپؐ کے ساتھ سولہ سو آدمیوں کا بہترین مسلح لشکر تھا جس میں دو سو سوار تھے۔ یہ چیز قابل غور ہے کہ اس غزوہ میں سواروں کی تعداد بڑھ گئی تھی، کیونکہ پچھلے غزوات میں تیس سواروں سے زائد نہ ہوتے تھے۔ اور ایسا اس لیے ہوا کہ رسول کریمؐ خاص طور پر گھوڑوں کی دیکھ بھال اور تربیت فرمائے تھے۔

ازواج میں سے ام سلمہؓ آپ کے ہمراہ تھیں اور یہی آپ کے ساتھ حدیبیہ میں تھیں۔

مدینہ پر آپؐ نے سباع بن عرفطہ الغفاری کو والی بنایا صرف انھیں لوگوں کو آپؐ نے دعوت جہاد دی جو حدیبیہ میں شریک ہو چکے تھے۔ کچھ لوگوں نے جو حدیبیہ میں آپ سے پیچھے رہ گئے تھے، غنیمت کی توقع میں نکلنا چاہا۔ آپؐ نے فرمایا "میرے ساتھ صرف جہاد کی نیت سے نکلو، غنیمت کے خیال سے نہیں" (کیونکہ بنیادی مقصد جہاد ہے نہ کہ غنیمت)

جب آپؐ حدیبیہ سے پلٹ رہے تھے تو خداوند عالم نے سورہ فتح میں آپ سے کثیر غنیمت کا وعدہ فرما رہا تھا:۔

"وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا" (خدا تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرماتا ہے کہ تم ان پر قابض ہو جاؤ گے)

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ رات کو خیبر پہنچے۔ رات بھر آپؐ نے صحابہ کے ساتھ استراحت فرمائی تڑکے آپ سوار ہو کر روانہ ہوئے اور صبح جنگ چھڑ گئی۔ ابن اسحاق کی ایک روایت ہے کہ جب آپؐ نے خیبر کو دیکھا تو اصحاب سے فرمایا: "ٹھہر جاؤ!" پھر عرض کی "اے خدایا تو جو آسمانوں اور ان تمام چیزوں کا پروردگار ہے جن پر وہ سایہ فگن ہیں اے خدا تو جو زمینوں اور ان تمام چیزوں کا جن کو زمینیں اٹھائے ہوئے ہیں پروردگار ہے اے خدا تو جو شیاطین اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں۔ پروردگار ہے اے ہواؤں اور جن کو ہوائیں اڑاتی ہیں ان کے پروردگار! ہم اس قریہ سے اور اس کے رہنے والوں اور اس کی چیزوں سے "خیر" چاہتے ہیں اور ہم اس کے باشندوں اور اس کی چیزوں کے "شر" سے پناہ مانگتے ہیں"۔ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو۔ لشکر چار دن تک چلتا رہا یہاں تک کہ خیبر پہنچا۔

جب صبح ہوئی تو (حسب معمول) یہود کدال اور ٹوکرے لے کر اپنے کھیتوں کی طرف چلے۔

(ادھر) آپؐ نے اپنا علم عقاب حباب ابن منذر کو دیا اور ایک علم سعد بن عبادہ کو عطا ہوا اور آپؐ وادی رجیع میں اترے یہ جگہ خیبریوں اور غطفانیوں کے درمیان تھی اور اسی لیے آپؐ یہاں اترے تھے تاکہ غطفانی یہودیوں کی مدد نہ کر سکیں۔ کیونکہ یہ لوگ یہودیوں کے حلیف اور رسول کریمؐ کے برخلاف ان کے مددگار رہ چکے تھے جب غطفان کو آپؐ کے آنے کی خبر ملی تو وہ مسلح ہو کر خیبر کی طرف (مدد کے لیے) بڑھے۔ لیکن ان کو اپنے پیچھے خطرہ محسوس ہوا اور ان کو خیال ہوا کہ کہیں مسلمان ان

کے پیچھے ان کے اہل وعیال پر نہ جا پڑیں اس لیے وہ پلٹ گئے اور اقامت پذیر ہو کر خیبریوں کی امداد سے کنارہ کش ہو گئے خیبریوں میں دس ہزار جنگجو افراد تھے۔

خیبر کے یہودیوں نے کیتبہ نامی قلعہ میں تو مال وعیال کو رکھا اور محاذ جنگ قلعہ نطاتہ کو بنایا۔

رسولِ کریمؐ قلعہ نطاۃ کے قریب اُترے تھے حباب ابن منذر نے یہ کہتے ہوئے وہاں سے ہٹ جانے کا مشورہ دیا:

"میں اہلِ نطاۃ سے بخوبی واقف ہوں۔ کوئی قوم ان سے زائد "دور رس" قادر انداز نہیں وہ ہم سے اونچے ہیں جس کی بنا پر ان کے تیر تیزی سے نیچے گریں گے اور ہم ان کی اس شبخونی سے بھی بے خوف نہیں ہو سکتے جو وہ نخلستان میں گھس کر ہم پر کریں گے۔"

پھر رسولِ کریمؐ اور لشکر دوسرے مقام پر اہل خیبر اور غطفانیوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ اسی جگہ رسولِ کریمؐ نے مسجد بنائی جہاں آپ مدتِ قیام تک نماز پڑھتے رہے۔ آپؐ نے قلعہ نطاۃ کے رہنے والوں کے نخلوں کو کاٹنے کا حکم دیا مسلمان کاٹنے پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ چار سو نخل کاٹ دیے پھر آپؐ نے ان کو روک دیا اور ان (چار سو) کے علاوہ خیبر کا اور کوئی نخل نہیں کاٹا گیا۔

اس دن رسولِ کریمؐ کی طرف سے شدید قتال وجدال ہوا۔ آپؐ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ خود ومغفر سے آراستہ ظرب نامی گھوڑے پر سوار تھے آپؐ کے ہاتھ میں نیزہ اور ڈھال تھی اسی دن محمود بن مسلمہ جو محمد بن مسلمہ کے بھائی تھے قتل ہوئے۔ آپ پر قلعہ ناعم سے مرحب خیبری نے چکی پھینک دی تھی۔ اس دن شدید گرمی پڑتی تھی، آپؐ سات دن تک ٹھہرے رہے اور اہل نطاۃ سے لڑتے رہے ہر روز آپ محمد بن مسلمہ کے ساتھ جنگ کے لیے جاتے اور عثمانؓ بن عفان کو لشکر کی فرودگاہ پر چھوڑ جاتے شام کو اسی مقام پر لوٹ آتے۔ مسلمانوں میں جو زخمی ہوتا اُس کو اٹھا کر بیجا یا جاتا۔ یہودی اپنی عادت کے مطابق قلعہ کے سامنے لڑتے وہ میدان میں لڑتے ہوئے ڈرتے تھے۔ جب وہ شکست کھانے لگتے تو قلعوں ہی واپس آ جاتے اور اس کو بند کر دیتے۔

جب چھٹی رات آئی تو ایک خیبری یہودی نصف شب کو رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپؐ کو بتایا کہ وہ قلعہ نطاۃ سے نکل کر آیا ہے۔ وہاں کے لوگ اس قلعہ کو چھوڑ کر اسی رات چپکے چپکے قلعہ شق کی طرف جا رہے ہیں جہاں وہ اپنے اہل وعیال کو رکھیں گے اور پھر پوری طرح جنگ پر آمادہ ہوں گے اس نے یہ بھی بتایا کہ قلعہ نطاۃ میں جو قلعہ صعب ہے اس کے ایک گھر میں زمین کے نیچے منجنیق، دبابہ (ٹینک کی تنزل یافتہ شکل) زرہیں، تلواریں ہیں۔ پھر جب رسول کریمؐ اس قلعہ میں داخل ہوئے تو اس نے آپؐ کو وہاں کے اسرار سے باخبر کیا۔

ان ہی دنوں میں آپؐ کو درد شقیقہ عارض ہوا۔ آپؐ نے کچھ لوگوں کو اپنے اصحاب کا سردار بنا کر بھیجا لیکن ناکامی ہوئی اور فتح نہ ہو سکی۔ ان ناکام لوگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

پھر آپ نے محمد بن سلمہؓ سے فرمایا: لاعطین الرایۃ غداً رجل یحب اللہ ورسولہٗ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یولی الدبر یفتح اللہ عزّ وجلّ علے یدیہ فیمکنہ من قاتل اخیک" (کل میں اس کو علم دوںگا جو مرد ہوگا اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوگا اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہوگا، پیچھے نہ ہٹتا ہوگا اللہ اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح دیگا اور اس کو تیرے بھائی کے قاتل پر مسلط کرے گا۔)

دوسرے دن رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کی طرف ایک شخص کو بھیجا، ممدوح اس زمانہ میں شدید آشوبِ چشم میں مبتلا تھے، رسول کریمؐ کی خدمت میں لائے گئے۔ آپ کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ رسولِ کریمؐ نے آپ کے لیے "سعید علم" تیار کیا لعاب دہن آنکھوں میں لگایا۔ پھر آپ ایسے تندرست ہوئے گویا کبھی ان میں تکلیف تھی ہی نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اس تکلیف کے جانے کے بعد پھر کبھی آنکھیں نہیں آئیں۔ پھر رسولِ کریمؐ نے حضرت علیؓ کے لیے خاص دعاء فرمائی: اَللّٰھُمَّ اکفہ الحرّ والبرد" بارِ الٰہا علیؓ کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھنا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ پھر کبھی مجھ کو حرارت برودت محسوس نہ ہوئی۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ شدید گرمی میں گرم قبا اور تیز سردیوں میں ہلکا کپڑا پہنتے تھے اور سردی (گرمی) کی پرواہ نہ کرتے تھے۔

جب حضرت علیؓ نے جھنڈا لیا تو فرمایا: میں ان سے اس وقت تک لڑتا رہونگا یہاں تک کہ وہ ہمارے مثل ہو جائیں۔ رسولِ کریمؐ نے ارشاد فرمایا: "اپنے دستہ کے ساتھ جاؤ ان کے میدان میں اُترو اُن کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ نہ مانیں تو لڑو۔ واللہ اگر ایک بھی ان کا تمہاری وجہ سے ہدایت پائے تو وہ تمہارے لیے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے"!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ روانہ ہوئے، قلعہ کے نیچے جھنڈا گاڑا، قلعہ والے مقابلہ کے لیے نکلے۔ سب سے پہلے جو نکلا وہ مرحب کا بھائی حارث تھا اور شجاعت میں مشہورِ روزگار تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ یہود شکست کھا کر قلعہ (ناعم) میں پناہ گزین ہو گئے۔ پھر آپ کی طرف مرحب اس حال میں نکلا کہ دو زرہیں پہنے ہوئے، دو تلواریں حمائل کیے ہوئے ہوئے دو عمامے سر پر باندھے ہوئے اور دونوں عماموں پر (آہنی) خود اس پر پتھر نیزہ لیے ہوئے نکلا۔ حضرت علیؓ اس کے مقابلہ پر بڑھے مرحب نے حضرت علیؓ پر حملہ کیا، ضرب لگی اور آپ کے ہاتھ سے ڈھال چھُٹ گئی۔ حضرت علیؓ نے قلعہ کا ایک دروازہ اُکھاڑ لیا اور اس سے اپنی حفاظت کرتے رہے وہ اس وقت تک آپ کے ہاتھ میں رہا جب تک آپ لڑتے رہے یہاں تک کہ قلعہ فتح کر لیا۔

پھر حضرت علی نے مرحب پر تلوار کا وار کیا۔ مرحب نے ڈھال پیدو کا مگر تلوار نے اس ڈھال کو پھاڑ دیا آہنی خود کو کاٹ دیا۔ آہنی خود کے نیچے جو پتھر تھا اس کو کاٹا پھر اُن دونوں عماموں کو کاٹا پھر اس کے سر کو دو کیا یہاں تک دانتوں تک تلوار اُتر آئی۔

بعض ضعیف روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہ نے اپنے بھائی کے انتقام میں مرحب کو قتل کیا، لیکن وہ صحیح روایت

جس پر تمام اہلِ سیرت و حدیث کا اجماع ہے یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی نے مرحب کو قتل کیا۔

پھر مرحب کا بھائی یاسر مبارز طلبی کرتے ہوئے نکلا یہ بھی مشہور سوار اور بہادر تھا اس کے مقابلہ پر جناب زبیر نکلے، قتل کیا۔ اس وقت رسولِ کریمؐ نے فرمایا: "تجھ پر چچا اور ماموں فدا، ہر نبی کے انصار ہوتے ہیں اور تو میرا ناصر ہے۔"

سب سے پہلے جو قلعہ مسلمانوں نے فتح کیا وہ قلعہ ناعم تھا جو نطاۃ کے قلعوں میں سے تھا اور یہ قلعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھوں فتح ہوا پھر اسی طرح مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہیں اور مسلمان یکے بعد دیگرے قلعہ فتح کرتے گئے یہاں تک کہ سارے قلعہ فتح ہو گئے۔ مقتولین یہود ۹۳ شہداء اسلام ۱۵[1]۔

رسول کریمؐ نے ابوالحقیق کی آل کا سارا خزانہ لے لیا اور یہ بنی نضیر کا خزانہ تھا جس کو حیی بن اخطب مدینہ سے جلاوطن ہوتے وقت لے آیا تھا۔

رسول کریمؐ نے کنانہ اور اس کے بھائی ربیع کے قتل کا حکم دیا کیونکہ ان دونوں نے حیی کے مال کو چھپایا تھا۔ رسولِ کریمؐ مال کی جگہ سے بھی واقف تھے آپ اس کو وہاں لے کر آئے اس کی قیمت دس ہزار دینار بتائی جاتی ہے۔ خزانہ میں کنگن، بازوبند، پازیب، گوشوارے، انگوٹھیاں، زمرد اور گوہرین ہار، سنہری ہاتھی دانت کے ہار تھے۔

قلعوں کی فتح سے قبل مسلمان بھوک کی تکلیف اٹھاتے رہے، لیکن جب قلعہ صعب فتح ہو گیا اور یہی قلعہ وہ تھا جس میں سب سے زائد خوراک تھی۔ گیہوں، کھجور، گھی، زیتون اور چربی اس کے علاوہ اور سامان، چوپائے تھے۔ اس قلعہ میں ۵۰۰ لڑنے والے تھے۔ رسول کریمؐ نے مسلمانوں کو کھانے اور چرانے کا حکم دیا لیکن اس کو اپنے گھروں کو لے جانے کا حکم نہیں دیا۔ غنائم کے مہتمم ابوالیسر کعب بن زائد الانصاری تھے۔

تمام قلعے زبردستی فتح کیے گئے لیکن وطیح اور سلالم کے قلعے، ان قلعوں کا محاصرہ کیے ہوئے مسلمان چودہ دن تک پڑے رہے مگر ان میں سے کوئی نہ نکلا، رسولِ کریمؐ نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور منجنیق نصب کرنے کا ارادہ کیا، جب ان کو تباہی نظر آنے لگی تو انھوں نے رسول کریمؐ سے اس پر صلح کرنا چاہی کہ ہم لوگوں کا خون نہ بہایا جائے۔ ہمارے اہل و عیال چھوڑ دیئے جائیں، ہم خیبر سے نکل جاتے ہیں اور اس کی زمین ہمارے خاندان کے لیے ہو اور کوئی بھی ایک کپڑے سے زائد لے کر جائے۔ آپؐ نے اس پر صلح فرمائی۔ مگر یہ شرط لگا دی کہ اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہو جائے گا اگر انھوں نے کوئی چیز چھپائی۔

بالآخر جو کچھ ان کے پاس تھا، سب چھوڑ گئے۔ زمین، مال، سونا، چاندی، گائے، بکریاں، زرہیں۔ سوائے ایک

---

[1] ربیعہ بن اکثم۔ ثقف بن عمرو بن سمیط۔ رفاعہ بن مسروح۔ عبداللہ بن امیہ۔ محمود بن مسلمہ۔ ابو ضیاح بن نعمان۔ الحارث بن حاطب۔ عدی بن مرہ بن سراقہ۔ اوس بن حبیب۔ انیف بن وائل۔ مسعود بن سعد بن قیس۔ بشر بن البراء بن معرور۔ فضیل بن نعمان۔ عامر بن اکوع۔ عمارہ بن عقبہ بن عباد بن ملیل۔ اس کے علاوہ یسار حبشی غلام اور قبیلہ اشجع کا ایک فرد (اجتہادی) طبقات ابن سعد، ابن ہشام وغیرہ۔

جوڑے کپڑے کے اور سب کچھ چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے ان دونوں قلعوں میں سو زرہیں، چار سو تلواریں، ایک ہزار نیزے اور پانچ سو عربی کمانیں ترکشوں سمیت حاصل کیں۔ اثنا و غنیمت میں تورات کے متعدد صحیفے بھی مسلمانوں نے پائے۔ بعد میں یہود اس کو لینے آئے جس پر آپ نے لوٹا دینے کا حکم صادر فرمایا اور اسی مناسبت سے ہم استاد نفنسون کی وہ عبارت جو انھوں نے "تاریخ الیہود ببلادِ العرب" صفحہ ۱۷ پر درج کی ہے تحریر کرتے ہیں :-

"یہ چیز بتاتی ہے کہ رسولِ کریمؐ کے دل میں ان "صحیفوں" کی کتنی عزت تھی اور اسی بنا پر یہودی آپؐ کی طرف اشارہ (عزت) کرتے تھے اور آپ کے اس احسان کو محفوظ و محسوس کر رہے تھے۔ آپؐ نے ان کے صحیفوں کے ساتھ بے احترامی نہیں کی وہ اس کے مقابلہ میں حکومتِ رومانیہ کے اس کردار کا موازنہ کر رہے تھے، جب وہ یروشلم پر غالب ہوئے اور اس کو ۷۰ء میں فتح کیا اور انھوں نے مقدس کتابوں کو جلا دیا ان کو پیروں سے روندا۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ ان متعصب نصاریٰ کی ان لڑائیوں کو بھی یاد کر رہے تھے جو اندلس میں ہوئیں۔ جن میں انھوں نے یہودیوں پر سخت ترین مظالم توڑے اور توریت کے نسخوں کو جلا دیا۔ کتنا نمایاں فرق تھا رسولِ اسلام اور ان فاتحین کے درمیان"۔ ہم اس پر اتنا اور اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ آپؐ کی یہ مہربانی اور ان کے صحائف کے ساتھ یہ برتاؤ اور باوجود شدت عداوت یہود آپ کا ان صحائف کے ساتھ احترام و احتفاظ کا معاملہ اسی بار نہیں ہوا بلکہ اس کے پہلے بھی ہو چکا ہے۔

جب غزوہ بنی نضیر میں ان یہودیوں کی جلا وطنی ہوئی ہے تو آپؐ نے ان کے ان مقدس صحیفوں کو جو وصیت جناب موسیٰؑ پر مشتمل تھے بخش دیا۔ (جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں)

پھر رسولِ کریمؐ نے قیدیوں کو جمع کیا۔ دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کے حصہ میں صفیہ بنت حیی آئیں۔ صفیہ ایک حسین خاتون تھیں لوگوں لے ان کے بارے میں جھگڑا کرنا شروع کیا ایک شخص آپ کے پاس آیا " یا نبی اللہؐ آپؐ نے دحیہ کو صفیہ دے دی جو بنی قریظہ اور بنی نضیر کی سردار زادی ہے وہ تو صرف آپؐ کو زیبا ہے۔ آپؐ نے فرمایا دحیہ کو صفیہ سمیت بلاؤ جب آپؐ نے صفیہ کو دیکھا تو دحیہ سے خطاب ہوا۔ تم قیدیوں میں سے دوسری کنیز کو لے لو۔ پھر انھوں نے کنانہ بن ربیع کی بہن کو لے لیا۔ یہ کنانہ جناب صفیہ کا شوہر تھا۔ جناب صفیہ جناب ہارونؑ برادر جناب موسیٰؑ کی نسل سے تھیں آپؐ نے ان کو اپنے لیے منتخب کیا۔ پھر ان کو ام سلیم جو انس خادمِ رسول کی ماں تھیں سپرد کیا، یہاں تک کہ انھوں نے ہدایت پائی اور اسلام لائیں۔ آپ بے انتہا حسین تھیں۔ آپؐ نے ان کو آزاد کیا اور پھر عقد فرمایا اور آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔ آپ کا نام زینب تھا۔ رسولِ کریمؐ نے صفیہ رکھا۔ اس وقت جناب صفیہ کی عمر ۱۷ سال تھی۔ مواہب میں ہے کہ رسولِ کریمؐ نے صفیہ کو اس لیے اپنایا کہ وہ یہودیوں کے بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ اسی غزوہ میں آپ کو ایک یہودیہ نے زہر آلود بکری کا گوشت ہدیہ کیا اسی یہودیہ کا نام زینب بنت الحارث تھا یہ سلام بن مشکم کی بیوی اور مرحب کی بہن تھی اور ایسا اس نے اپنے باپ۔ شوہر اور بھائی کے انتقام کے لیے کیا تھا۔

بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جب خیبر فتح ہو گیا اور اس کی فتح کے بعد آنحضرتؐ مطمئن ہو گئے تو ایک یہودیہ نے رسول کریمؐ کو ایک زہریلی بکری ہدیہ کی۔ آپ نے اس میں سے ایک ٹکڑا چبایا اور پھر تھوک دیا۔ کیونکہ اس ہڈی نے بتایا کہ وہ زہر آلود ہے۔ مگر بشر بن البراء ؓ سے وہ لقمہ نگل چکے تھے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: ہاتھ اٹھا لو پھر آپ نے یہودیہ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور کہلوایا کیا تو نے اس بکری کو زہر آلود کیا ہے۔ اس نے کہا آپ کو کس نے بتایا۔ فرمایا مجھ کو اس نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے اور اشارہ شانہ کی طرف کیا۔ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا ایسا تو نے کیوں کیا؟ وہ بولی (میں نے ایسا اس لیے کیا) کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ آپؐ کو بتا دیگا اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو دنیا کو آپ سے راحت مل جائے گی اور اب مجھ پر ظاہر ہو گیا ہے کہ آپؐ سچے نبی ہیں اور میں آپؐ کو اور حاضرین کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ میں آپ کے دین پر ہوں گواہی دیتی ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپؐ نے اس کو معاف کر دیا اور سزا نہیں دی[1]۔

آپ کے ساتھ جن لوگوں نے وہ گوشت کھایا تھا اس میں سے صرف بشر بن البراء کا انتقال ہوا۔ چونکہ آپؐ نے اس بکری کا گوشت کھایا تھا اس لیے آپؐ نے گردن کے نیچے پچھنے لگوائے۔

فتح خیبر کے بعد حبشہ سے جعفرؓ بن ابوطالب آئے آپ کے ساتھ ۷۰ مسلمان مرد بھی آئے۔ رسول کریمؐ نے جعفر سے ملاقات کی پیشانی پر بوسہ دیا، معانقہ کیا اور ان کے لیے کھڑے رہے۔ پھر فرمایا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کس چیز کی زائد خوشی کروں فتح خیبر کی یا جعفر کے آنے کی۔ آپؐ نے جناب جعفر سے فرمایا تم خلق و خُلق میں مجھ سے مشابہ ہو۔ جناب جعفرؓ نے اس خطاب کے سرور و مسرت کی بہتات سے رقص کیا اور آپؐ نے اس رقص کو منع نہیں فرمایا اور یہی بنیاد ہے اس رقص کی جو صوفیہ کرام مجالس ذکر و سماع میں وجد و حال کے موقع پر فرماتے ہیں۔

حبشہ سے ابوموسیٰ اشعری اور ان کے دونوں بھائی ابورہم اور ابوبردہ اور ان کی قوم کے کچھ آدمی بھی آئے۔ رسول کریمؐ نے مال غنیمت میں ان لوگوں کا بھی حصہ لگایا اور بجز ان کے جو وہاں آپ کے ساتھ تھا غائب ہونے والوں کا حصہ نہیں لگایا۔ آپؐ نے خیبر کی غنیمت یوں تقسیم کی کہ مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔ پھر پیادہ کو ایک حصہ سوار کو تین حصہ۔ پھر آپؐ نے اہل خیبر کو اس شرط پر زمین دی کہ جو پھل یا زراعت ہو اس میں نصف نصف ہوگا اور فرمایا کہ جب ہم چاہیں گے تم کو نکال دیں گے۔ پھر وہ حضرت عمرؓ کے دور حکومت تک اسی طرح کرتے رہے۔ لیکن جب ان سے خیانت و غداری

---

[1] علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا آپ نے اسے قتل کروا دیا تھا یا نہیں۔ قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ اوّلاً جب آپ کو اس کی اس حرکت کا علم ہوا تو قتل نہیں کیا۔ آپ سے کہا گیا کہ قتل کر دیں مگر آپؐ نے انکار کیا۔ لیکن جب بشر بن البراء اس زہر سے مر گئے تو آپؐ نے اس کو ان کے ولیوں کے سپرد کر دیا۔ ان لوگوں نے ان کے قصاص میں اس کو قتل کر دیا۔ آپ کی معافی کا تعلق بشر بن البراء کی موت سے قبل ہے۔

ظاہر ہوئی تو ان کو دیگر صحابہ سے مشورہ کر کے شام کی طرف جلا وطن کر دیا گیا۔

جب رسول کریمؐ خیبر سے پلٹے تو آپ ایک جگہ پہنچے اور رات ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے جو صبح تک ہماری حفاظت کرے تا کہ ہم سو لیں۔ جناب بلالؓ نے کہا میں یا رسول اللہ آپ کی حفاظت کرونگا۔ پھر رسول کریمؐ اس جگہ اُترے اور دوسرے لوگ بھی (سواریوں سے) اُترے۔ بلالؓ کھڑے ہو گئے اور نمازیں پڑھنا شروع کیں اور پھر جتنی اللہ نے چاہیں انھوں نے نمازیں پڑھیں پھر وہ اپنے اونٹ کے پاس آئے اور ٹیک لگا کر صبح کا انتظار کرنے لگے اور دیر تک انتظار میں رہے پھر ان پر نیند غالب آ گئی اور وہ سو گئے پھر اُن کو آفتاب کی گرمی نے جگا دیا۔

سب سے پہلے رسول کریمؐ بیدار ہوئے اور فرمایا بلال! ہمارے ساتھ تم نے کیا کیا۔ بلال نے کہا یا رسول اللہ اسی نے میرے نفس پر قابو پایا جس نے آپ کے نفس پر قابو پایا۔ آپؐ نے فرمایا سچ کہا تم نے پھر رسول کریمؐ اپنے اونٹ کو کچھ دور کھینچ لے گئے اور اس کو بٹھایا پھر آپؐ نے وضو کیا اور لوگوں نے وضو کیے۔ پھر آپؐ نے اقامتِ نماز کا حکم دیا اور آپؐ نے نماز پڑھائی۔ جب آپؐ سلام کر چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جب تم نماز بھول جاؤ تو جب بھی یاد آ جائے پڑھ لو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ (مجھ کو یاد کرنے کے لیے نماز قائم کرو)

خیبر صفر میں فتح ہوا

پالتو گدھوں کا گوشت حرام

خیبر میں رسول کریمؐ نے پالتو گدھوں کے گوشت کو ممنوع قرار دیا۔

مسلمانوں کو بھوک لگی انھوں نے تیس گدھے دیکھے جو آس پاس کے قلعوں سے نکل آئے تھے۔ بعض مسلمانوں نے ان کو پکڑ کر ذبح کر دیا اور پتیلیوں اور پتھر کی ہانڈیوں میں ان کو پکانے لگے۔ جب رسول کریمؐ ان کے پاس سے گزرے تو ان سے پوچھا کہ ان پتیلیوں اور سنگی ہانڈیوں میں کیا ہے انھوں نے کہا پالتو (گدھوں کا) گوشت۔ آپؐ نے اس کے کھانے سے ان کو روکا یہاں تک کہ پتیلیاں اوندھا دی گئیں، حالانکہ وہ جوش کھا رہی تھیں۔ بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ ان پتیلیوں کو بھی دھویا جائے۔

خیبر میں صحابہ بخار میں مبتلا ہوئے

جب رسول کریمؐ خیبر میں تشریف لائے تو اس وقت کھجور سبز تھے۔ صحابہ نے کثیر تعداد میں ان کو کھا لیا جس سے اُن کو بخار آ گیا انھوں نے اس کی شکایت رسول کریمؐ سے کی۔ آپؐ نے کہا اس حرارت کے لیے پرانی مشک کے پانی کو ٹھنڈا کرو

اور پھر اس پانی کو فجر تک ڈالو اور اللہ کا نام اس پر پڑھو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور ران کا بخار چلا گیا۔

صلح اہل فدک

فدک، خیبر کے قریب یہودیوں کی ایک بستی ہے۔ جب فدک والوں نے خیبریوں کی شکست سنی تو وہ ڈرے اور انھوں نے رسولِ کریم کے پاس اس چیز پر مصالحت کرنا چاہی کہ فدک کی زراعت کا آدھا حصہ آپ کو دیں گے۔ آپ کے پاس ان کے قاصد آئے آپ نے قبول فرمایا۔

فدک خالص رسول کریمؐ کے لیے ہو گیا، کیونکہ اس پر گھوڑے اور سوار نہیں دوڑے۔ مدنی وہاں سے ہوتی اس کو آپؐ مسافروں اور بنی ہاشم کے چھوٹوں پر خرچ کرتے اور ہاشمی بیواؤں کی شادی کرتے۔ جب آپؐ کا انتقال ہو گیا اور حضرت ابو بکرؓ والیٔ خلافت ہوئے تو صدیقہ کبریٰ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے ابو بکرؓ سے فدک کی کل آمدنی یا نصف آمدنی کا اپنے لیے مطالبہ کیا ابو بکرؓ نے انکار کیا اور ان سے کہا کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا ہے کہ ہم گروہِ انبیا کوئی ورثہ نہیں چھوڑتے اور جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ (تمام مسلمانوں پر) صدقہ ہوتا ہے۔

غزوہ وادی القریٰ

وادی قری۔ شام و مدینہ کے درمیان ایک وادی ہے جو تیما اور خیبر کے بیچ میں ہے اس میں بہت سے قریے ہیں اس لیے اس کو "وادی القریٰ" کہا گیا۔ اسی میں یہود اترتے تھے اور زراعت کرتے تھے۔ جب رسولِ کریمؐ خیبر سے پلٹے تو وادی القریٰ میں سرِ شام اُترے۔ وہاں یہود رہتے تھے آپؐ نے ان کو دعوتِ اسلام دی انھوں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ آپؐ نے ان کا چار دن تک محاصرہ کیا۔ آپ کے اصحاب آمادۂ قتال ہوئے اور ان کے گیارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ رسول کریمؐ نے زبردستی ان پر فتح پائی۔ اللہ نے آپؐ کو ان کے اموال غنیمت عطا کیے۔ مسلمانوں نے بہت سے اثاثہ اور مال متاع پائی۔ رسولِ کریمؐ کو جو غنیمت ملی اس کو اصحاب پر تقسیم فرمایا۔ لیکن زمین، نخلستان یہودیوں کے ہاتھوں میں باقی رکھے اور ان ہی کو اس پر بدستور قابض رہنے دیا اور عمرو بن سعید بن العاص کو اس جگہ کا والی بنایا۔

اہل تیما کو جب وادی القریٰ کے فتح کی خبر ملی تو آپؐ سے جذیہ پر مصالحت کر لی۔ آپ نے تیما میں یزید بن ابی سفیان کو والی بنایا۔ یہ وادی قری کے وقت اسلام لائے تھے۔

تیما مدینہ و شام کے درمیان مشہور بستی ہے مدینہ سے سات منزلوں کے فاصلہ پر پھر آپ مدینہ واپس آئے جبکہ آپؐ کا اثر و نفوذ تمام شمالی مدینہ کے یہودیوں پر قائم ہو چکا تھا۔ مسٹر میور کہتے ہیں کہ وادی القریٰ کا غزوہ جمادی الثانی ۷ھ (دسمبر ۶۲۸ء) میں واقع ہوا تھا کیونکہ ان کے نزدیک خیبر میں فوج کشی کی تاریخ ماہ

جمادی الاولی / اگست ۶۲۸ء) ہے۔ بعض لوگ غزوہ خیبر اور غزوہ وادی القریٰ کو ایک غزوہ شمار کرتے ہیں کیونکہ آپ خیبر سے نہیں پلٹے تھے (اور اسی دوران میں اس کو فتح کیا تھا)

پانچ سرایا

موسم خریف و سرما ۷ھ (۶۲۸ء)

خیبر سے پلٹنے کے بعد رسول کریمؐ نے بقیہ موسم خریف و سرما مدینہ میں گذارا اور اس دوران میں آپؐ نے پانچ سرایا بھیجے، جن میں سے تین ۷ھ شعبان میں واقع ہوئے۔

۱- **سریہ عمر بن الخطابؓ:** آپ کے ساتھ تیس آدمی تھے آپ قبیلہ بنی ہوازن کی طرف جو مکہ کے قریب ایک "تربہ" نامی بستی میں رہتے تھے روانہ ہوئے، جب انھیں لشکرِ اسلام کی آمد کا پتہ چلا تو وہ بھاگ گئے اور آپ مدینہ پلٹ آئے۔

۲- **سریہ ابوبکر رضی اللہ عنہ:** بنی کلاب کی طرف ہوا، جو نجد کا ایک قبیلہ تھا۔ بنی کلاب میں سے کچھ قید ہوئے اور کچھ قتل ہوئے۔

۳- **سریہ بشیر بن سعد انصاریؓ:** یہ وہ سریہ ہے جو بہ مقام فدک بنی مرہ کی طرف ہوا۔ آپ کے ساتھ تیس آدمی تھے۔ جب وہاں پہنچے تو لشکرِ اسلام کی مڈبھیڑ چرواہوں سے ہوئی۔ بشیر انصاریؓ اونٹ اور بکریاں لے کر مدینہ کی طرف چلے رات کے وقت بنی مرہ کی کثیر تعداد نے ان کو گھیر لیا اور انھوں نے تیر پھینکنا شروع کیے یہاں تک کہ مسلمانوں کے سارے تیر ختم ہو گئے اور وہ مارے گئے اور جس کو بھاگنا تھا وہ بھاگا بشیر زخمی ہو گئے اور بہ ہزار دقت و خرابی مدینہ پہنچے۔

۴- **سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی:** یہ سریہ اہل مَیفعہ کی طرف ہوا جو نجد کے اطراف میں مدینہ سے آٹھ برید (۹۶ میل) کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ آپ کے ساتھ ۱۳۰ پیادے تھے یہ لوگ ان کے مکانات کے درمیان حملہ آور ہوئے۔ ان میں سے بہتوں کو قتل کیا اور اونٹ بکریاں مدینہ کی طرف ہنکا لے گئے۔

اسی سریہ میں اسامہ بن زید نے ایک شخص کو جس کو "نہیک بن مرداس الاسلمی" اور بروایتے "مرادس بن نہیک" کہا جاتا تھا قتل کیا تھا۔ حالانکہ اس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا تھا۔ رسول کریمؐ کے استفسار پر اسامہ نے عرض کی کہ اس نے ڈر کر ایسا کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ تجھے معلوم ہوتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ اسامہ نے کہا میں اب کبھی کلمہ گو سے قتال نہیں کرونگا۔

۵- شوال میں آپؐ نے پھر بشیر بن سعد کو یُمن اور جناب کی طرف جو غطفانیوں کی سرزمین ہے بھیجا۔ آپ کے

ساتھ تین سو آدمی تھے یہ اسی لیے بھیجے گئے تھے کہ آپ کو خبر ملی تھی کہ سرزمین غطفان پر بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اور عیینۃ بن حصین نے ان کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار کیا ہے لیکن جب ان کو بشیر کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ بھاگ گئے اور بشیر انصاری کو بہت سے اونٹ ملے جن کو انھوں نے پکڑ لیا۔

واقدی کہتا ہے کہ اسی سال (سنہ ۷ھ) رسول کریمؐ نے جناب زینب کو ابوالعاص بن ربیع کے پاس بھیجا اور یہ واقعہ محرم میں ہوا (ابوالعاص یوم بدر اسیر ہوئے تھے۔ رسول کریمؐ نے اس وجہ سے کہ یہ جناب زینب کے شوہر تھے بغیر فدیہ کے ان کو آزاد کر دیا۔ پھر رسول کریمؐ نے "نکاح جدید" کے ساتھ جناب زینب کو لوٹا دیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ "نکاح اوّل" ہی کو برقرار رکھتے ہوئے واپسی ہوئی (اور یہ قبل فتح مکہ اسلام لے آئے تھے۔) واقدی کہتا ہے کہ اسی سال حاطب بن ابی بلتعہ مقوقس کے پاس سے ماریہ اور ان کی بہن سرین اور دلدل نامی خچر اور خر یعفور اور چادر لائے۔ مقوقس نے ان دونوں کے ساتھ ایک خواجہ سرا بھی بھیجا تھا اور اسی سال رسول کریمؐ نے وہ منبر بنوایا جس پر سے آپ خطبہ دیتے تھے اس منبر کے دو زینے اور ایک نشست گاہ تھی۔ طبری میں ہے کہ یہ سنہ ۸ھ کی بات ہے۔

عمرۃ القضاء

ذیقعد سنہ ۷ھ (فروری سنہ ۶۲۹ء)

اس عمرہ کو "عمرہ قضاء" کہنے میں اختلاف ہے۔ مالک، شافعی اور جمہور کا یہ کہنا ہے کہ اس کو عمرہ قضاء اس لیے کہیں گے کہ آپؐ نے قریش سے یوم حدیبیہ اس کا فیصلہ کر لیا تھا تو "مراد قضا" سے وہ فیصلہ ہے جس پر حکم واقع ہو چکا تھا نہ کہ وہ اس عمرہ کی قضاء ہے جس سے ان کو روک دیا گیا تھا کیونکہ وہ فاسد نہیں ہوا تھا کہ اس کی قضاء واجب ہوتی بلکہ وہ "عمرہ کامل" تھا۔

اور ابو حنیفہ اور امام احمد یہ کہتے ہیں کہ جو بیت اللہ سے رک جائے تو اس پر قضاء لازم ہے تو اس معنی میں اس کو قضاء نہ کہنا ظاہر ہے (اور یہ عمرہ غزوات میں نہیں ہے)

رسول کریمؐ خیبر سے مدینہ کی طرف آئے تو وہاں ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان، شوال تک مقیم رہے۔

پھر آپؐ ذی قعدہ سنہ ۷ھ میں نکلے یہ وہی مہینہ تھا جس میں آپ کو مشرکین نے حدیبیہ میں روکا تھا۔ آپؐ عمرہ قضا کے قصد سے نکلے۔ آپؐ کے عمرہ کی جگہ وہیں سے ہوئی جہاں آپؐ کو روکا گیا تھا۔ مدینہ پر عولیف بن

الاخیط الدیلمی کو عامل بنایا۔

اس کو "عمرۃ القصاص" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے رسول کریمؐ کو ماہ حرام ذیقعدہ ۶ھ میں روکا تھا۔ آپؐ نے پھر ان سے قصاص لیا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ شریکانِ حدیبیہ میں سے کوئی نہ رہ جائے اور ان کے ساتھ دوسرے بھی نکلیں عورتوں اور بچوں کو ہٹا کر ان کی تعداد دو ہزار ہو گئی تھی۔ آپ کے ساتھ ساٹھ قربانی کے اونٹ تھے۔ ہتھیار، زرہیں اور نیزے ساتھ تھے سو سوار قیادت کر رہے تھے کہ کہیں اہل مکہ غداری نہ کریں۔ جب اہل مکہ نے آپؐ کی آمد کو سنا تو وہاں سے نکل گئے قریش آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ اور ان کے اصحاب انتہائی تنگی، تکلیف اور مصیبت میں ہیں لہٰذا دار الندوہ کے پاس صف باندھ کر کھڑے ہو جاؤ تاکہ ان کو اور ان کے اصحاب کی حالتِ زار کو دیکھ سکو۔ جب رسول کریمؐ داخل ہوئے تو آپؐ نے داہنی بغل سے چادر کو نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لیا اور داہنا ہاتھ نکال لیا پھر آپؐ نے فرمایا اللہ رحم کرے اس نے ان کو آج اپنی طاقت دکھادی۔ پھر آپؐ نے رکن کا بوسہ لیا اور دوڑتے ہوئے نکلے اور آپ کے اصحاب بھی دوڑتے ہوئے نکلے۔ پھر آپؐ نے رکن یمانی کو بوسہ دیا پھر چلے اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر اسی طرح دوڑے اور تین طواف کیے مسلمان بھی آپ کے ساتھ طواف کرتے رہے۔ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے آگے آگے عبداللہ بن رواحہؓ تھے آپؐ کے ناقہ کی مہار تھامے ہوئے تھے اور مشرکین قعیقعان کے پہاڑ پر فروکش تھے۔

پھر آپؐ نے مروہ اور صفا کے درمیان اپنی سواری پر سعی کی۔ بعد فراغت آپؐ نے قربانی کے اونٹوں کو مروہ کے پاس ذبح کیا اور وہیں آپؐ نے سر منڈوایا۔ پھر آپؐ نے اپنے دو سو صحابیوں کو حکم دیا کہ وہ "بطنِ یاجج" میں جو اصحاب ہیں ان کے پاس جائیں، خود ہتھیاروں کے پاس کھڑے رہیں اور دوسروں کو بھیج دیں تاکہ وہ مناسک حج بجا لائیں۔ پھر انھوں نے ایسا ہی کیا۔

آپؐ مکہ میں تین دن مقیم رہے جیسا کہ صلح نامہ میں قریش نے شرط کر لی تھی۔ جب چوتھے دن فجر کا وقت آیا تو سہیل ابن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ آپ کے پاس آئے اور کہا حسبِ عہد آپ کی مدت پوری ہو گئی مگر آپؐ ہماری زمین سے نہیں نکلے سعد بن عبادہ نے تردید کرنا چاہی آپؐ نے روک دیا اور کوچ کا حکم دیا۔

بخاری میں براء کی حدیث ہے کہ جب آپؐ مکہ میں گئے اور مدت پوری ہو گئی تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے صاحب سے کہو کہ اب ہمارے پاس سے جائیں مدت پوری ہو چکی۔ پھر رسول کریمؐ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

حضرت میمونہؓ سے نکاح

رسول کریمؐ نے عمرہ قضاء ۷ھ میں میمونہ بنت حارث الھلالیہ سے نکاح فرمایا۔ آپ کا نام "برہ" تھا لیکن رسول کریمؐ نے نام میمونہ رکھا یہ ام الفضل کی بہن تھیں جو جناب عباس کی بیوی تھیں اور اسماء بنت عمیس جو جناب حمزہؓ

کی زوجہ تھیں ان کی مادری بہن تھیں۔ آپؐ سے ان کی شادی عباس بن عبدالمطلب نے کی اور چار سو دینار مہر باندھا۔ آپ نے چاہا کہ شبِ زفاف مکہ ہی میں ہو لیکن انھوں نے آپ کو اتنی مہلت نہ دی۔ آپ نے ان سے فرمایا تمھیں کیا ہو جائے گا اگر تم مجھے چھوڑ دو اور یہیں میں تم لوگوں کے درمیان "فریضۂ عروسی" انجام دوں اور تم لوگوں کے لیے کھانا (ولیمہ) تیار کروں۔ انھوں نے کہا ہمیں آپ کے طعام کی ضرورت نہیں، آپ ہماری زمین سے نکل جائیں۔ یہ تین دن جو تھے وہ گزر چکے ہیں۔ پھر آپ وہاں سے روانہ ہو گئے اور قریب مکہ مقام سرف پر شبِ زفاف ہوئی۔

جناب میمونہؓ کو مکہ کے کچھ سرپھروں سے قلبی تکلیف پہنچی ابو رافع یوں بیان کرتے ہیں کہ مکہ کے کچھ سرپھروں نے ہمارے سامنے رسول کریمؐ اور جناب میمونہؓ کی بارگاہ میں زبان درازیاں کیں جس سے ہم کو تکلیف پہنچی ہیں نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ واللہ (ابھی) یہ گھوڑے، ہتھیار (بطن یا جج میں موجود ہیں کیا تم لوگ بدعہدی اور مدت شکنی کرنا چاہتے ہو۔ یہ سن کروہ کر سر جھکائے پلٹ گئے۔

جناب میمونہؓ وہ آخری زوجہ ہیں جن سے آپ نے تزویج فرمائی اور آپ کا تمام ازواج کے آخر میں انتقال ہوا۔ ایرنیج اپنی کتاب حیاتِ محمدؐ میں لکھتا ہے: "رسولِ کریمؐ نے میمونہؓ بنت حارث سے سیاسی شادی کی تھی اس سے وہ دو بہادر انسانوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ میمونہؓ غریب اور سن دراز تھیں۔ ان کی عمر ۵۱ سال کی ہو چکی تھی۔ ان میں سے ایک خالدؓ بن ولید تھے جو میمونہ کے بھانجے اور مشہور بہادر تھے اور محمدؐ سے غزوہ احد میں لڑے تھے۔ جب اسلام لائے تو ان کو سیف اللہ کہا گیا اور دوسرے ان کے دوست عمرؓ بن العاص تھے۔ اور یہی وہ (مصالح) ہیں جو ہم "اسبابِ کثرتِ ازواج" کے سلسلے میں کہہ چکے ہیں۔ چنانچہ جب آپ ان کی خالہ میمونہ سے نکاح کر چکے تو خالد کچھ ہی دنوں کے بعد اسلام لے آئے اور انھیں کے ساتھ اسی دن عمرو بن العاص بھی اسلام لائے۔ جناب میمونہ آپؐ کی آخری بیوی تھیں۔

سریہ موتہ سے پہلے

غزوہ موتہ سے قبل موسم گرما میں جناب رسولِ کریمؐ نے چند سرایا روانہ کیے۔

پہلا۔ سریۃ الاخرم: ذی الحجہ ۷ھ (اپریل ۶۲۹ء) میں بنی سلیم کی طرف پچاس آدمیوں کے ساتھ اخرم کا یہ سریہ ہے۔ اخرم دعوتِ اسلام کے لیے ان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کو ان کے آنے کا پتہ مل گیا۔ انھوں نے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کی اور ہر طرف سے ان کو گھیر لیا۔ یہاں تک کہ سب قتل ہو گئے اور امیر لشکر زخمی ہو گئے پھر آپ بدقت تمام اوّل ماہ صفر میں رسولِ کریمؐ کی خدمت میں پہنچے۔

دوسرا۔ سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی کا ماہِ صفر ۸ھ (جون ۶۲۹ء) میں ہے۔ یہ سریہ بنی ملوح کی طرف ہوا تھا یہ لوگ مقام قدید میں رہتے تھے۔

مسلمان روانہ ہوئے یہاں تک کہ "قدید" پہنچے، وہاں حارث بن مالک اللیثی سے جو ابن برصاد کی کنیت سے مشہور تھے ملاقات ہوئی - یہ برصا اُن کی ماں تھی - ان لوگوں نے گرفتار کر لیا - انھوں نے کہا ہم تو اسلام کے لیے نکلے تھے لیکن انھوں نے ان کو باندھ لیا اور ایک آدمی حفاظت کے لیے ان پر چھوڑ کر بنی ملوح پر ٹوٹ پڑے اور ان کے اونٹ ہنکا لیے ابن برصا کو بھی اٹھا کر مدینہ لے آئے پھر ابن برصا اسلام لے آئے آپ کا معاویہ کے آخر دورِ حکومت میں انتقال ہوگیا - آپ سے صرف ایک حدیث منقول ہے کہ رسول کریمؐ نے یوم فتح مکہ فرمایا: "آج کے دن کے بعد قیامت تک مکہ نہیں لڑے گا۔"

تیسرا: یہ بھی سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی کا ہے - جب غالب سریہ اولیٰ سے لوٹے تو رسولِ کریمؐ نے آپ کو خدک کی طرف اس جگہ بھیجا جہاں بشیر بن سعد کے اصحاب مارے گئے تھے -

آپ کے ساتھ دو سو آدمی تھے اور یہ ماہ صفر ۸ھ کی بات ہے - اس سریہ میں کامل فتح ہوئی - مسلمانوں نے تھوڑی دیر جنگ کی اور سب کو تلواروں پر رکھ لیا ان کے بہت سے آدمی قتل کیے گئے اور بہت سے اونٹ، بکریاں اور قیدی ملے جن کو وہ لے کر مدینہ کی طرف واپس آگئے -

چوتھا - یہ شجاع بن وھب الاسدی کا سریہ ہے - جو ہوازن کے ایک گروہ کی جانب بہ مقام "سی" ہوا تھا ان کو بن عامر کہا جاتا تھا - یہ سریہ ماہ ربیع الاوّل ۸ھ (جولائی ۶۲۹ء) میں ہوا - آپ کے ساتھ چوبیس آدمی تھے - اس سریہ میں بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں جن کو وہ ہنکا کر مدینہ لے آئے - مدینہ سے یہ لوگ ۱۵ دن غیر حاضر رہے -

پانچواں - کعب بن عمیر الغفاری کا یہ سریہ "ذات اطلاح" کی جانب ہے یہ مقام سرزمین شام "ذات القریٰ" کے پیچھے واقع ہے -

یہ سریہ ماہ ربیع الاول ۸ھ میں پندرہ آدمیوں کے ساتھ ہوا - جب یہ لوگ پہنچے تو وہاں بہت سے لوگ دیکھے انھوں نے ان کو دعوت اسلام دی انھوں نے انکار کیا اور ان پر تیر باری کی - صحابہ نے بھی گھمسان کی جنگ کی مگر سب قتل ہو گئے سوائے ایک زخمی کے اور کوئی نہیں بچا ابن سعد کا کہنا ہے کہ وہ (پیچھے والے) امیر لشکر تھے - جب رات کی ٹھنڈک انھیں محسوس ہوئی تو بدقت تمام وہاں سے چل کر رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا سارا واقعہ سنایا آپ کو بے حد رنج ہوا - آپؐ نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف لشکر بھیجیں مگر خبر ملی کہ وہ وہاں سے جا چکے ہیں آپ نے چھوڑ دیا -

اسلام عمرو بن عاص

۸ھ (۶۲۹ء ۶۳۰ء)

عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب القرشی السہمی۔
ابو عبداللہ کنیت تھی اور بعضے ابو محمد کنیت بتاتے ہیں۔ ماں کا نام نابغہ بنت حرملہ تھا جو بنی جلان بن عتیک بن اسلم بن یذکر بن عنزہ کی کنیز تھی۔

ان کے مادری بھائی۔ عمرو بن اثاثۃ العدوی۔ عقبہ بن نافع بن عبد قیس الفہری۔
ایک شخص نے عمرو عاص سے "ماں" کے متعلق سوال کیا۔ کہا ان کا نام سلمیٰ بنت حرملہ تھا اور لقب نابغہ تھا اور یہ بنی عنزہ کے خاندان سے تھے۔ ان پر عرب نے حملہ کیا۔ پھر یہ عکاظ میں بیچی گئیں ان کو فاکہ بن مغیرہ نے خریدا اس سے عبداللہ بن جدعان نے خریدا پھر وہ عاص بن وائل کے پاس آگئیں اور پھر اس سے میں پیدا ہوا۔

اور انھیں کو قریش نے نجاشی کے پاس بھیجا تھا تاکہ جو اس کے پاس مسلمان (پناہ گزین) جعفر ابن ابی طالب وغیرہ ہیں، ان کو وہ ان کے حوالہ کر دے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور کہا عمرو! کس طرح تیرے ابن عم کا امر (حق) تجھ پر مخفی رہا، واللہ وہ رسول برحق ہیں۔ عمرو بولے تم ایسا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا خدا کی قسم (میں یہ کہہ رہا ہوں) میری اطاعت کر۔ (یہ سن کر) یہ اس کے پاس سے روانہ ہوئے اور مہاجر ہو کر رسول کریم کی خدمت میں آئے اور فتح خیبر کے سنہ میں اسلام لائے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نجاشی کے پاس ہی مسلمان ہو گئے تھے اور پھر رسول کریم کی طرف ہجرت کی اور بعض یہ کہتے ہیں وہ صفر ۸ھ میں فتح مکہ سے چھ مہینہ پیشتر اسلام لائے تھے حالانکہ ان کا ارادہ تھا کہ نجاشی کے پاس سے پلٹ کر رسول کریم کی خدمت میں جائیں لیکن انھوں نے اس وقت تک توقف کیا اور پھر وہ اور خالد بن ولید، عثمان بن طلحۃ العبدری رسول کریم کے پاس آئے۔ خالد آگے بڑھے اسلام لائے اور بیعت کی پھر عمرو آگے بڑھے اسلام لائے اور اس شرط پر بیعت کی کہ ان کی پچھلی خطائیں معاف ہو جائیں آپ نے فرمایا اسلام و ہجرت ماقبل کے کفر و طغیان کو مٹا دیتا ہے

حسب روائت ابن اسحاق وغیرہ عمرو عاص اپنے اسلام کا سبب یوں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم لشکر کے ساتھ خندق سے پلٹے تو میں نے قریش کے ان چند آدمیوں کو جمع کیا جو میری رائے کو محسوس کرتے اور میری سنتے تھے میں نے ان سے کہا "ہم دیکھ رہے ہیں کہ محمدؐ کا "امر" تمام امور پر ہمارے علی الرغم غالب و بلند ہوتا جا رہا ہے۔ میں نے ایک بات سوچی ہے تمھاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا تم نے کیا سوچا ہے۔ میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم نجاشی سے مل جائیں اور اسی کے پاس رہیں۔ اگر محمدؐ ہماری قوم پر غالب آگئے تو ہم نجاشی کے پاس ہوں گے اور ہمیں محمدؐ کے ماتحت

رہنے سے نجاشی کے ماتحت رہنا زیادہ پسند ہے اور اگر ہماری قوم غالب آگئی تو ہم ان کے جانے پہچانے ہوں گے۔ ان سے سوائے خیر کے ہمیں کچھ نہ ملے گا۔ انھوں نے کہا یہ واقعی عمدہ رائے ہے۔ میں نے کہا اچھا اب تم سب اس کے لیے "ہدیہ" مہیا کرو۔ اور (یاد رکھو کہ) بہترین تحفہ ہماری زمین کا جو اس کے لیے ہو سکتا ہے وہ "چمڑے" ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لیے بہترین چمڑے مہیا کیے اور اسکو لے کر اس کے پاس پہنچے۔ واللہ جب ہم اس کے پاس موجود تھے تو ہمیں عمرو بن امیۃ الضمری جو رسول اللہ ؐ کے سفیر تھے اور جعفر اور ان کے ساتھیوں کو ملنے آئے تھے اس کے پاس جاتے نظر آئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "یہ عمرو بن امیۃ الضمری ہے۔ جب میں نجاشی سے ملاقات کرونگا تو اس کو مانگ لونگا وہ مجھے دے دیگا اور پھر میں اس کی گردن مار دونگا اور جب سفیر محمدؐ کو قتل کر دوں گا تو قریش یہ محسوس کریں گے کہ میں نے ان کا بدلہ لیا ہے۔

پھر میں دربار میں داخل ہوا اور اس کو سجدہ کیا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا خوش آمدید میرے دوست! کیا تم اپنے وطن سے ہمارے لیے کچھ تحفہ لائے ہو؟ میں نے کہا ہاں بادشاہ سلامت! میں آپ کے لیے بہت سے چمڑے لایا ہوں۔ پھر میں نے اس "ہدیہ" کو اس کے قریب کیا وہ اس کو بے حد پسند آئے اور اچھے لگے۔ پھر میں نے اس سے کہا میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے جو (ابھی ابھی) آپ کے پاس سے گیا ہے اور وہ ایسے شخص کا سفیر ہے جو ہمارا دشمن ہے آپ اس کو میرے حوالے کر دیں تاکہ میں اس کو قتل کر دوں کیونکہ اس نے ہمارے بہت سے شرفاء اور نیک لوگوں کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر وہ غضبناک ہوا اور اس نے اپنا ہاتھ کھینچ کر اپنی ناک پر مارا۔ مجھے خیال ہوا کہ کہیں اس نے ناک کو توڑ نہ دیا ہو (اس وقت) ایسی دھڑکن ہوئی کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتا۔ پھر میں نے کہا بادشاہ! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تو اس چیز کو اتنا برا مانے گا تو میں ہرگز اس کا مطالبہ نہ کرتا۔ اس نے کہا میں ایسے شخص کے سفیر کو تمھارے حوالے کر سکتا ہوں جس پر وہی ناموس اکبر آتا ہو جو موسیٰ پر آتا تھا اس لیے تاکہ تم اس کو قتل کر دو۔ میں نے کہا بادشاہ! کیا وہ ایسا ہے؟ اس نے کہا عمرو! وائے ہو تجھ پر تو میری بات مان اور اس کی پیروی کر۔ بخدا وہ حق پر ہیں، حق ہیں اور اپنے مخالفین پر اسی طرح غالب آئیں گے جس طرح موسیٰؑ فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے تھے۔ میں نے کہا تو پھر کیا تم ان کے نام پر اسلام پر میری بیعت لیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، میں نے اسلام پر اس کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور میری رائے ان کے مسلک سے ہٹ چکی تھی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے اسلام کو چھپایا اور پھر میں رسولِ کریمؐ کی خدمت میں اس ارادے سے روانہ ہوا (راستہ میں) خالد بن ولید سے ملاقات ہوئی۔ یہ بات فتح مکہ سے پہلے کی ہے۔ خالد مکہ سے آرہے تھے میں نے کہا ابو سلیمان! کہاں؟ انھوں نے کہا حق ثابت ہو چکا ہے اور وہ واقعی نبی ہیں واللہ تم بھی چلو اور اسلام لے آؤ۔ کب تک یوں ہی چلے گا اور میں اسلام لانے ہی کے لیے نکلا ہوں۔ پھر ہم دونوں رسولِ کریمؐ کی خدمت میں مدینہ پہنچے۔ خالد آگے بڑھے، اسلام لائے بیعت کی۔ پھر میں قریب ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ؐ میں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میری پچھلی خطائیں معاف ہو جائیں۔ مگر میں نے اگلے گناہوں کی معافی کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

رسولِ کریمؐ نے فرمایا: عمرو! بیعت کر یاد رکھ کہ اسلام و ہجرت ماقبل کی تمام چیزوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ پھر میں نے بیعت کی اور واپس آگیا۔ (سیرت ابن ہشام)

زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عمرو بن عاصؓ سے پوچھا کہ اسلام لانے میں تم نے تاخیر کیوں کی حالانکہ تم بہت عقلمند آدمی تھے۔ انھوں نے کہا ہم ایسے افراد کے ساتھ تھے جن کو ہم پر تقدم حاصل تھا اور ان لوگوں کی عقلیں پہاڑوں کے برابر تھیں اور ہم ان کی پناہ لیتے تھے جب وہ چلے گئے اور وہ اعتماد ہماری طرف آیا تو ہم نے سوچا اور غور کیا پھر حق واضح ہوگیا اور اسلام ہمارے دل میں جاگزیں ہوگیا۔

نجاشی کے ہاتھ پر عمرو بن عاص کے اسلام لانے میں لطیفہ یہ ہے کہ صحابی تابعی کے ہاتھ پر اسلام لایا اور کوئی مثال ایسی نظر نہیں آتی۔

عمرو عاص جنگی اور سیاسی آدمی تھے اور ہم نے خود ان کی زبانی وہ تمام باتیں ذکر کیں۔ حبشہ کا جانا، سبب اسلام وغیرہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ... اسلام کی توسیع اور اس کے بارے میں طویل سوچ بچار میں مصروف تھے۔ بہترین راستہ جو مرکز اسلام سے گلو خلاصی کا ان کو نظر آیا وہ یہ تھا کہ وہ قریش کی طرف سے حبشہ چلے جائیں اور عمرو بن امیتہ الضمری کو قتل کردیں۔ ان کو خیال تھا کہ نجاشی ان کو ان کے سپرد کردے گا۔ اس کے پاس وہ ہدایا لے کر گئے تاکہ وہ اور مقرب بنیں اور ان کو نجاشی کی دوستی پر اعتماد تھا۔ اس طرح انھوں نے ایک طرف قریش کی خدمت بھی کی اور دوسری طرف حبشہ میں رہ کر ان تمام جھگڑوں سے بھی محفوظ رہے جو رسول کریمؐ اور قریش کے درمیان ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ جب رسولِ کریمؐ کامیاب ہوگئے اور مکہ فتح ہوا تو وہ حبشہ میں محفوظ تھے، لیکن نجاشی نے عمرو بن امیتہ الضمری اور دیگر مسلمانوں کو ان کے حوالہ کرنے سے انکار کردیا اور ان پر غضبناک ہوا۔ اس پر طرہ یہ کہ اُن پر اسلام پیش کیا پھر اس کے سوا کہ وہ اسلام کے نام پر نجاشی کے ہاتھ پر بیعت کریں کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کیونکہ انھوں نے محسوس کیا کہ نجاشی دل سے اسلام لے آیا ہے اور آپؐ کی رسالت کا اعتقاد رکھتا ہے اور رسول کریمؐ یقیناً اسی طرح اپنے مخالفین پر غالب ہوں گے جس طرح موسیٰؑ فرعون اور اس کے لشکر پر ہوئے تھے۔ عمرو عاص کے قول سے اسلام نجاشی پر بھی واضح روشنی پڑتی ہے۔

فتح مکہ سے پہلے ۸ھ (مطابق ۶۲۹-۶۳۰ء) بہ عمر ۴۳ سال عمرو عاص اسلام لائے تھے۔ حکومتِ اسلامیہ نے عمرو عاص اور خالد بن ولید کے اسلام سے بہت کچھ حاصل کیا۔ یہ دونوں بڑے بہادر اور اونچے سپہ سالار تھے فتح اسلامی اعزاز دین، توسیع دعوت کی تاریخ میں ان کا دور اہمیت کا مالک ہے۔

جناب ام سلمہؓ نے جو رسولِ کریمؐ کے ازواج مطہرات اور حبشہ کے مہاجرات میں سے تھیں ان تمام تفاصیل کو بیان کیا ہے۔ مسلمانوں کی حبشہ میں اقامت، قریش کا عبد اللہ بن ربیعہ بن المغیرہ المخزومی اور عمرو العاص کا وفد بھیجنا، عمرو بن العاص کے تدابیر اور وہ مناقشہ جو نجاشی اور بطریقوں کے سامنے ہوا اور وہ جنگ جو نجاشی اور اس کے مخالفین

کے درمیان اس لیے ہوئی کہ نجاشی مبادی اسلامیہ کی صحت کا معتقد تھا اور جس کا تذکرہ عمرو عاص نے نہیں کیا تھا ۔ وہ کہتی ہیں کہ جب ہم سرزمین حبشہ پر اُترے تو ہم نے نجاشی کو بہترین ہمسایہ پایا ۔ ہم اپنے دین کے بارے میں بے خوف تھے ۔ اللہ کی عبادت کرتے تھے ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں تھی اور نہ ہی تکلیف دہ باتیں سننے میں آتی تھیں جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو انھوں نے ہمارے لیے نجاشی کی طرف دو مضبوط آدمی بھیجنے کا ارادہ کیا اور ان کے ساتھ مکہ کی چیزوں میں سے جو اچھی چیزیں ہو سکتی تھیں ان کے تحائف بھیجنے کا خیال کیا اور ان تحائف میں سب سے بہتر جو چیز ہو سکتی تھیں وہ کھالیں تھیں انھوں نے بہت سی کھالیں جمع کیں اور کوئی ایسا بطریق نہ تھا جس کے لیے انھوں نے ہدیے نہ لیے ہوں پھر انھوں نے ان تمام چیزوں کے ساتھ عبداللہ بن ربیعہ بن مغیرہ مخزومی اور عمرو عاص بن وائل السہمی کو روانہ کیا اور ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ اس کے قبل کہ تم نجاشی سے بات کرو ہر بطریق کو ہدیہ دے دینا پھر نجاشی کے پاس ہدیے لیکر جانا اور اس سے قبل کہ وہ اُن سے بات کرے تم اس سے مطالبہ کرنا کہ وہ مہاجرین کو تمھارے سپرد کر دے ۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ وہ دونوں وہاں سے چل کر نجاشی کے پاس آئے اور اس وقت ہم بہت اچھے حال میں تھے اور بہت بہتر ہمسایہ کے پاس زندگی گذار رہے تھے ۔ پھر انھوں نے نجاشی سے بات چیت کرنے کے پہلے ہر بطریق کو تحفے دیے اور ہر بطریق سے کہا کہ کچھ ہمارے سرپھرے نوجوان تمھارے بادشاہ کے ملک میں آگئے ہیں انھوں نے اپنی قوم کا مذہب ترک کر دیا ہے اور تم لوگوں کا بھی مذہب اختیار نہیں کیا وہ ایک جدید دین لے کر آئے ہیں جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ تم ہم کو بادشاہ کی طرف ان ہی لوگوں کے اشراف قوم نے بھیجا ہے تاکہ بادشاہ ان کو ان کی قوم کے حوالے کر دے ۔ لہٰذا جب ہم ان کے بارے میں بادشاہ سے گفتگو کریں تو تم بھی بادشاہ سے یہی کہنا کہ وہ ان کو ہمارے سپرد کر دے اور کوشش کرنا کہ وہ ان سے کوئی کلام نہ کرنے پائے ان کی قوم عزت کے اعتبار سے ان سے اعلیٰ ہے اور جو وہ عیب ان میں نکالتے ہیں ان سے خوب واقف ہے ۔ ان لوگوں نے ان سے کہا بہتر ہے (ہم یہی کہیں گے)

پھر ان دونوں نے نجاشی کے سامنے تحائف پیش کیے جن کو اس نے قبول کیا پھر ان لوگوں نے گفتگو شروع کی اور کہا " بادشاہ ! ہمارے کچھ شوریدہ سر نوجوان تیرے شہر میں آگئے ہیں ۔ انھوں نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا اور تیرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے وہ ایک ایسے جدید دین کو لے کر آئے ہیں جس سے تو واقف ہے نہ ہم ۔ ہم کو ان کے خاندان اور قوم کے شرفا نے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ تو اُن کو ان کی طرف واپس کر دے ۔ وہ عزت کے اعتبار سے ان سے بلند ہیں اور جو وہ عیب نکالتے ہیں اس سے خوب واقف ہیں اور اس بارے میں وہ ان پر سختی بھی کر چکے ہیں ۔

سب سے زائد جو چیز عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو عاص کو ناپسند تھی وہ یہ کہ نجاشی کہیں مسلمانوں کا کلام نہ سن لے ۔ نجاشی کے گرد و پیش جو بطریق تھے انھوں نے کہنا شروع کیا ۔ بادشاہ ! ان لوگوں نے سچ کہا ان کی قوم ان سے عزت کے اعتبار سے بلند اور ان سے زیادہ واقف ہے ان لوگوں کو ان کے سپرد کر دیا جائے تاکہ یہ لوگ ان کو

ان کے وطن اور قوم کے پاس لے جائیں۔ یہ سن کر نجاشی غضبناک ہوا اور کہا خدا کی قسم ہرگز نہیں میں کبھی اُن کو ان کے سپرد نہیں کرونگا اور نہ میں ایسے لوگوں کو جو میرے ہمسایہ بنے ہوں میرے شہر میں اترے ہوں اور صرف (پناہ طلبی کے لیے) مجھے منتخب کیا ہو ہرگز ہرگز دھوکا نہ دونگا۔ میں ان لوگوں کو بلاتا ہوں اور جو اُن کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں اُن سے پوچھتا ہوں۔ اگر وہ ان کے کہنے کے مطابق ہوئے تو ان کو ان کے سپرد کر دونگا اور ان کی قوم کے پاس لوٹا دوں گا اور اگر وہ اس کے برعکس نکلے تو ان سے ان کی حفاظت کرونگا اور جو میری ہمسایگی چاہیں گے ان کا بہترین ہمسایہ بنونگا؟

پھر اس نے مسلمانوں کو بلانے کے لیے ایک آدمی بھیجا۔ جب بادشاہ کا قاصد ان لوگوں کے پاس پہنچا تو وہ سب جمع ہوئے اور باہم ایک دوسرے سے کہنے لگے جب تم اس کے پاس جاؤ گے تو کیا کہو گے؟ انھوں نے کہا ہم کو نہ اس کی کوئی تعلیم دی گئی ہے اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی حکم دیا تھا بہر حال جو کچھ ہونا ہے وہ ہو گا۔

جب وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو نجاشی نے پادریوں کو بلایا وہ اس کے گرد مصحف کھول کر کھڑے ہو گئے۔ اس نے ان سے سوال کرتے ہوئے کہا "یہ کونسا دین ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے اور میرے دین میں بھی تم داخل نہیں ہوئے؛ اور نہ ہی موجودہ امتوں میں سے کسی امت کے دین پر تم قائم ہوئے ہو؟"

پھر جس نے اُن سے بات کی وہ جعفر بن ابی طالب تھے۔ آپ نے تقریر کرنا شروع کی۔

"بادشاہ! ہم جاہل قوم تھے۔ اصنام کی پرستش کرتے تھے، مُردار کھاتے تھے، فواحش کا ارتکاب کرتے، قطع رحم کرتے، قیدی بناتے تھے۔ ہمارا قوی ضعیف کو کھالیا کرتا تھا ہم اسی حال پر رہے کہ اللہ نے ہماری طرف رسول کو بھیجا جس کے نسب حسب، صدق و عفت سے ہم واقف تھے۔ اس لے ہم کو اللہ کی طرف دعوت دی تاکہ ہم اس کی توحید کا اقرار کریں، اس کی عبادت کریں اور ہم اور ہمارے آبا و اجداد اس کے علاوہ جن چیزوں کی عبادت کرتے تھے مثلاً پتھر اور اصنام ان سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اس نے ہم کو صدق گفتاری، امانت داری، صلہ رحم، احترام ہمسایہ، محارم اور خون ریزی سے اجتناب کی تعلیم دی۔ ہم کو بُری باتوں سے روکا، جھوٹ بولنے، مال یتیم کھانے، پاک دامن عورتوں پر بہتان لگانے سے ہم کو منع کیا۔ ہم کو حکم دیا کہ ہم صرف خدائے واحد کی عبادت کریں اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اس نے ہم کو نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیا اور بہت سے امور اسلامی کی تعلیم دی۔ ہم نے ان کی تصدیق کی ان پر ایمان لائے اور جو کچھ وہ لائے اس کی پیروی کی۔ خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں اس کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔ اس کے حرام کو حرام اس کے حلال کو حلال سمجھتے ہیں۔ اس پر ہماری قوم نے ہم کو شدید عذاب دیئے، ہم کو ہمارے دین میں تکلیف پہنچائی تاکہ وہ پھر ہم کو اللہ کی عبادت سے منحرف کر کے اصنام پرستی کی طرف واپس کر دیں اور جن بُرائیوں کو ہم پہلے کرتے تھے ان کو پھر کرنے لگیں۔ جب انھوں نے ہم پر ستم کیے، سختیاں کیں، ہم کو تنگ کیا اور ہمارے اور ہمارے دین میں حائل ہونے لگے تو ہم تیرے ملک کی طرف آئے اور صرف تجھی کو منتخب کیا اور تیری ہمسائگی کو پسند کیا اور امید کی کہ تیرے ہوتے ہم پر کوئی ظلم نہ کرسکیگا۔

یہ سن کر نجاشی ان سے کہنے لگا "جو کچھ وہ اللہ کی جانب سے لائے ہیں اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟"

حضرت جعفرؓ نے فرمایا ہاں، پھر ان سے نجاشی نے کہا ہمارے سامنے اس میں سے کچھ پڑھو۔ حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ بہ خدا نجاشی رویا۔ یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر ہو گئی اور اسقفوں نے بھی گریہ کیا یہاں تک کہ ان کے مصحف بھیگ گئے۔

پھر نجاشی نے کہا "واللہ یہ ویسا ہی کلام ہے جیسا موسیٰ لائے تھے یہ دونوں (شعاعیں) ایک ہی چراغ سے نکلی ہیں تم لوگ چلے جاؤ۔ کبھی ان کو تمہارے سپرد نہیں کرونگا اور ان سے کبھی دغا نہیں کرونگا"

ام سلمہؓ کہتی ہے جب وہ دونوں اس کے پاس سے گئے تو عمر عاص نے کہا۔ واللہ میں کل ان کے عیب کو اس کے سامنے پیش کرونگا اور ان کی بیخ کنی کرونگا۔ اس پر عبداللہ بن ابی ربیعہ نے جو ہمارے بارے میں اپنے ساتھی سے بہتر تھا کہا ایسا نہ کرو بہر حال یہ ہمارے عزیز ہیں اگرچہ ہمارے مخالف کیوں نہ ہوں۔ عمرو عاص نے کہا واللہ میں اس کو بتاؤں گا کہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ عیسیٰؑ بندے ہیں۔ پھر جب دوسرا دن آیا تو عمرو عاص نے کہا: "بادشاہ! یہ لوگ جناب عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں بڑی باتیں بناتے ہیں۔ ان کی طرف کسی آدمی کو بھیج کر دریافت کیجیئے کہ وہ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں"

اس نے ایک آدمی استفسار کے لیئے ان کی طرف بھیجا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ایسا وقت ہم پر کبھی نہیں آیا تھا۔ سب لوگ جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ جب وہ تم سے عیسیٰؑ کے بارے میں پوچھے گا تو کیا کہو گے۔ انھوں نے کہا ہم وہی کہیں گے جو اللہ نے کہا ہے اور جو ہمارے نبیؐ لائے ہیں جو ہونا ہو وہ ہو۔ جب وہ دربار میں گئے تو اس نے ان سے کہا تم عیسیٰؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جعفر بن ابی طالبؑ نے اُن سے کہا "ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبیؐ لائے ہیں" وہ اللہ کے بندے ہیں، اس کے رسول اس کی روح ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جس کو اس نے پاک دامن مریمؑ کے اندر ودلیعت کیا تھا" یہ سن کر نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک تنکا اُٹھایا اور کہا جو کچھ تم نے کہا اس سے عیسیٰؑ اس تنکے سے بھی زائد نہیں۔

یہ سن کر اس کے گرد جو بطریق تھے انھوں نے برہمی کا اظہار کیا۔ اس نے کہا اگر تم برہم ہوتے ہو تو بہ خدا تم چلے جاؤ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس سنہری کپڑے ہوں اور میں تم میں سے کسی کو اذیت دوں۔ ان دونوں کے تحائف واپس کر دو، ہم کو ان کی حاجت نہیں۔ واللہ جب اللہ نے مجھے میرا ملک دیا تو مجھ سے رشوت نہیں لی تھی کہ میں اس کے بارے میں رشوت لوں اور میرے بارے میں لوگوں نے اطاعت نہیں کی جو میں ان کی اطاعت کروں"

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ پھر وہ دونوں اس کے پاس سے ناکام ہو کر گئے اور ان کے ہدایا ان کو لوٹا دیے گئے پھر ہم امن وامان اور سکون سے اس کے پاس رہنے لگے۔

ایک عرصہ تک ہم اسی حالت پر رہے کہ اس کے ملک پر حملہ ہوا۔ واللہ ہم لوگوں کو جتنا اس زمانہ میں حزن وغم تھا

دتنا کبھی نہ ہوا، صرف اس ڈر میں کہ اگر دشمن نجاشی پر کامیاب ہوا تو وہ ایک ایسا شخص ہوگا جو نجاشی کی طرح ہمارے حقوق سے واقف نہ ہوگا۔ پھر نجاشی (جنگ کے لیے) روانہ ہوا۔ ان دونوں کے درمیان نیل حائل تھا۔ رسولِ کریمؐ کے اصحاب نے کہا کہ کون ہے جو میدانِ جنگ میں جائے اور خبر لائے۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں کہ میں سب سے کم سن تھا۔ انھوں نے ایک مشک پھلا کر مجھ کو دی اس کو میں نے سینے کے نیچے رکھا اور تیر گیا یہاں تک کہ میں نیل کے اس طرف چلا گیا جہاں دونوں لشکروں کا ٹکراؤ تھا۔ پھر میں وہاں سے چل کر ان کے پاس آگیا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ہم اللہ سے دعا کر رہے تھے کہ نجاشی کو دشمن پر فتح حاصل ہو اور اس کو اپنے شہروں پر تسلط رہے اور حبشہ کی حکومت پر اس کے ہاتھ مضبوط رہیں (حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم اس کے پاس رہے، بہت اچھی طرح رہے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ کی خدمت میں پہنچے۔

یہ دونوں روایتیں ہیں جن سے عمرو عاص کا حبشہ جانا اور جو اس کے اور نجاشی کے درمیان خاص طور پر مسلمان مہاجرین کے بارے میں واقعات رونما ہوئے ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ پہلی روایت خود عمرو عاص کی زبانی ہے اور دوسری روایت ام سلمہؓ سے ہے۔ پہلی روایت سیرت ابن ہشام کی اسحاق سے منقول ہے۔ دوسری مسند امام احمد حنبل میں ہے۔ عمرو عاص کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قریش کی طرف سے سفیر بن کر حبشہ گئے اور ان کے ساتھ بہت سی کھالیں تھیں۔ جن کو وہ نجاشی کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ تمام مہاجرین کو ورنہ چند کو تو ضرور ان کے سپرد کر دے۔ لیکن جب وہ نجاشی کے سامنے آئے اور اس سے ان کا مطالبہ کیا تو وہ شدید غضبناک ہوا اور ان کے مطالبہ کو مسترد کر کے ان کے تحائف کو واپس کر دیا۔

لیکن اس مناقشہ کا ذکر عمرو نے نہیں کیا جو نجاشی کے روبرو اس کے اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان ہوا تھا۔ عمرو عاص نے صرف یہ کہا کہ انھوں نے اس کا مصافحہ کیا۔ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ عمرو عاص خواہ وہ قریش کی طرف سے گئے ہوں خواہ وہ اس خیال رسول کریمؐ کے مقابلہ سے نکل جائیں، اپنی خواہش سے گئے ہوں اپنی مہم میں کامیاب نہ ہو سکے اس لیے وہ اس وقت تک وہیں رہے اور اسلام نہیں لائے یہاں تک کہ اسلام مدینے اور اس کے آس پاس پھیلنے لگا اور مسلمان شہ زور ہو کر مکہ کو ڈرانے لگے پھر ان کو ڈر ہوا کہ اگر وہ اسی حال میں رہے اور اسلام نہیں لائے اور اسلام مکہ میں بھی چھا گیا تو وہ اس وقت پریشان ہو جائیں گے۔

جب انھوں نے دیکھا کہ نجاشی نے اُن کے سپرد کچھ نہیں کیا اور وہ احترام ہمسایہ کی رعایت پر کاربند ہے نیز وہ رسولِ کریمؐ کی رسالت کا معتقد ہے تو وہ اس ارادے کے ساتھ پلٹے کہ رسولِ کریم کے پاس جائیں گے اور اسلام لائیں گے اور پھر ایسا ہی ہوا کہ وہ اور خالد بن ولید اسلام لے آئے۔

خالد بن الولید اور اُن کا اسلام

خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ابو سلیمان کنیت اور بعض ابو الولید القرشی المخزومی کہتے ہیں۔ ماں کا نام لبابۃ الصغریٰ اور وہ حارث بن حزن الہلالیہ کی بیٹی تھی اور میمونہؓ بنت حارث زوجہ رسول کریمؐ اور لبابۃ الکبریٰ زوجہ عباس بن عبدالمطلب کی بہن تھیں۔ عباسؓ کی وہ اولاد جو لبابۃ الکبریٰ سے ہیں خالد ان کی خالہ کے بیٹے ہیں جاہلیت ہی یہ شرفاء قریش میں سے تھے اور قبہ واعنہ (نقارہ زنی اور لگام برداری فرس) ان کے ذمہ تھی۔ قبہ کو جمعیت لشکر اور تیاری لشکر کے لیے بجایا جاتا تھا۔ اعنہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ سواران قریش پر میدان حرب میں متقدم رہتے تھے۔ خالد جنگی اور شہسوار آدمی تھے۔ جب انھوں نے اسلام کا ارادہ کیا تو وہ اور عمرو بن عاص، طلحہ بن ابی طلحہ العبدری رسول کریم کے پاس آئے۔ رسول اللہؐ نے اُن کو دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا: مکہ نے اپنے جگر پیش کر دیے ہیں۔

ہم حدیبیہ کے ذکر کے سلسلہ میں بیان کر چکے ہیں کہ جب رسول کریمؐ عسفان پہنچے تو بشر بن ابی سفیان الکعبی ملا اور کہنے لگا یا رسول اللہ قریش کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہے۔ ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں اور ان کے بچے ہیں وہ چیتوں کی کھالیں پہنے ہوئے ہیں اور ذی طویٰ میں اُتر چکے ہیں وہ اس امر پر حلف اُٹھا چکے ہیں کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اور یہ خالد بن ولید ہے جو قریش کے لشکر کے ساتھ ہے جس کو قریش نے کراع الغمیم تک بھیج دیا ہے۔ خالد بن ولید کہتے ہیں کہ جب اللہ نے میرے ساتھ جو خیر کا ارادہ کرنا چاہا تھا تو میرے دل میں اسلام ڈال دیا اور میری رکی ہوئی عقل آ گئی۔ میں نے کہا کہ میں تمام مقامات پر محمدؐ کے برخلاف موجود رہا اور جس جگہ بھی رہا وہاں سے پلٹ آنے کے سوا کچھ نہیں ہوا۔ میں دل میں سوچتا تھا کہ میں کسی چیز میں نہیں اور محمدؐ یقیناً غالب ہوں گے۔ پھر جب وہ عمرۃ القضیہ کے لیے آئے تو میں وہاں سے غائب ہو گیا اور ان کے داخل ہونے کے وقت موجود نہ تھا۔ میرا بھائی ولید بن ولید آپ کے ساتھ آیا اس نے مجھے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ اس نے میری طرف خط لکھا جس میں تحریر تھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، مجھے تمہارے اسلام سے انحراف سے بہت تعجب ہوا جبکہ تم ایک عقل مند آدمی ہو اور کیا اسلام ایسے (مذہب سے) کوئی جاہل رہ سکتا ہے اور رسول کریمؐ تمہاری بابت پوچھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ خالد کہاں ہے۔ میں نے کہا اللہ ان کو لائے گا۔ آپ نے فرمایا اس قسم کا آدمی اسلام سے ناواقف نہیں رہ سکتا ہے۔ لہٰذا میرے بھائی! بہترین مواقع جو تمہارے ہاتھ سے جاتے رہے ہیں ان کی تلافی کر لو۔"

جب بھائی کا خط آیا تو میں جانے کے لیے بیتاب ہو گیا اور اسلام کی طرف میری رغبت بڑھ گئی۔ آپ نے جو کچھ میرے متعلق فرمایا اس سے میں بے حد مسرور ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تنگ اور قحط زدہ شہروں سے نکل کر سرسبز اور وسیع شہروں کی طرف آ گیا ہوں۔ جب مدینہ جانے کا میں نے فیصلہ کر لیا تو صفوان بن امیہ سے ملاقات ہوئی

میں نے کہا ابو وہب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ محمدؐ عرب و عجم پر غالب آگئے ہیں اگر ہم ان کے پاس گئے اور ان کی پیروی کی تو یقیناً ان کا عز و شرف ہمارا شرف ہوگا۔ صفوان نے کہا اگر میرے سوا کوئی بھی نہ رہ جائے تو بھی میں ان کی پیروی نہ کروں گا۔ میں نے خیال کیا کہ اس شخص کا باپ اور بھائی بدر میں قتل ہوا ہے۔ پھر میں عکرمہ بن ابوجہل سے ملا اور جو میں نے صفوان سے کہا تھا وہی ان سے کہا۔ اس نے وہی جواب دیا جو صفوان نے دیا تھا۔ میں نے کہا جو میں نے تم سے کہا ہے اس کو چھپائے رکھنا اس نے کہا میں کسی سے نہ کہوں گا۔ پھر میری ملاقات عثمان بن طلحۃ الحجبی سے ہوئی۔ میں نے سوچا یہ میرا دوست ہے لہٰذا ارادہ کیا کہ اس کا ذکر کروں۔ پھر میں نے اس کے باپ طلحہ، اس کے چچا عثمان اور اس کے چاروں بھائی مانع، حلاس، حارث، کلاب کا ذکر کیا جو سب کے سب احد میں قتل کیے گئے تھے پھر میں نے اس سے کچھ کہنا بُرا سمجھا۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ ہم اس طرح ہیں جس طرح لومڑی بھٹ میں ہو کہ اگر اس میں پانی ڈالا جائے تو وہ نکل جائے۔ پھر میں نے اس سے وہی کہا جو صفوان و عکرمہ سے کہا تھا۔ اس نے میری بات فوراً مان لی اور وعدہ کیا کہ اگر وہ پہلے نکل گیا تو فلاں جگہ انتظار کرے گا، اور اگر میں اس سے پہلے پہنچ جاؤں تو اس کا انتظار کروں۔ صبح پوری طرح نمودار نہیں ہوئی تھی کہ ہم سب مل گئے۔ پھر ہم دوڑے یہاں تک کہ "ھدہ" پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے عمرو عاص کو دیکھا انھوں نے ہم لوگوں کو مرحبا کہا۔ ہم نے بھی ان کو مرحبا کہا۔ انھوں نے کہا کہاں کی تیاری ہے۔ میں نے کہا اسلام لانے جا رہا ہوں۔ وہ بولے یہی چیز ہم کو بھی لائی ہے اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ عمرو نے خالد سے کہا "ابو سلیمان! کہاں کا ارادہ ہے"؟ کہا "واللہ حق ظاہر ہو چکا ہے اور یہ آدمی یقیناً نبی ہے لہٰذا جاؤ اور اسلام لے آؤ کب تک یوں ہی رہو گے"۔ عمروؓ نے کہا میں بھی اسلام لانے کے لیے آیا ہوں۔ پھر ہم سب ساتھ ہو گئے۔

جب ہم مدینہ پہنچ گئے تو خالد کہتے ہیں میں نے مناسب لباس پہنا اور رسولِ کریمؐ کی طرف چلا۔ رستہ میں بھائی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا جلدی جاؤ رسول اللہؐ تمھارے آنے سے بیحد خوش ہیں اور وہ تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم تیز چلے اور آپ کی خدمت میں پہنچے۔ رسولِ کریمؐ مسکرا رہے تھے میں سامنے کھڑا ہوا اور آپ کو نبوتی سلام کیا۔ آپ نے کشادہ روئی کے ساتھ جواب سلام دیا۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا اس خدا کی حمد جس نے تجھے راہِ ہدایت دکھائی میں تمہیں عقلمند سمجھتا تھا اور امید کرتا تھا کہ اللہ تجھے خیر ہی کے سپرد کرے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ان مقامات پر جن میں میں آپ کے مخالف تھا معاف کر دے۔ آپ نے فرمایا: اسلام ماقبل کی تمام چیزوں کو مٹا دیتا ہے۔ پھر عثمان و عمر عاص آگے بڑھے اور اسلام لائے۔

خالدؓ بن ولید کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے عمرہ کیا اور اپنا سر منڈوایا لوگ آپؐ کے بالوں کو لینے کے لیے بڑھ رہے تھے میں بھی بڑھا اور آپ کی پیشانی کے بال اپنی ٹوپی میں رکھ لیے جس جنگ میں بھی اسے ساتھ لے گیا میں کامیاب ہوا۔

قول اکثر یہی ہے کہ دورِ حکومت عمر بن خطابؓ میں بہ مقام حمص ۲۱ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۷۸ سال کی تھی۔

سریہ موتہ

روم سے جنگ

جمادی الاولیٰ ۸ھ (ستمبر ۶۲۹ء)

موتہ بلقاء کے مضافات میں سے ہے جو شام کا مشہور شہر ہے اور جنوب شرق بحر میت میں بیت المقدس سے دو مہینہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ سریہ جمادی الاولیٰ ۸ھ (ستمبر ۶۲۹ء) میں ہوا۔

بخاری نے اس سریہ کو غزوہ کہا ہے اگرچہ اس میں رسول کریمؐ شریک نہ تھے، صرف مسلمانوں کی کثرت تعداد کے پیشِ نظر انھوں نے اس کو غزوہ کہا ہے۔

اس سریہ کا سبب یہ ہوا کہ رسول کریمؐ نے حارث بن عمیر ازدی کے ہاتھ امیر بصریٰ کے نام جو ہرقل کی جانب سے بصریٰ کا امیر تھا گرامی نامہ بھیجا۔ بصریٰ کا امیر حارث بن ابی شمر الغسانی تھا۔ جب حارث موتہ میں اُترے تو شرجیل بن عمرو الغسانی جو امراء قیصر میں سے تھا اور شام پر حاکم تھا سدِّ راہ ہوا اور پوچھا کہاں کا ارادہ ہے شاید تم محمدؐ کے سفیروں میں سے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں! یہ سن کر اُن کو گرفتار کیا اور اُن کو قتل کر دیا اور ان کے سوا آپؐ کا کوئی سفیر نہیں قتل ہوا۔ جب رسولِ کریمؐ کو اس کی خبر ملی تو آپؐ کو بہت تکلیف ہوئی اور آپؐ نے روم سے جنگ کرنے کے لیے لشکرکشی کی تیاری شروع کر دی۔ اکثر مورخین نے اس غزوہ کا یہی سبب بیان کیا ہے۔

مگر ابن اسحاق نے اس سریہ کا سبب تحریر نہیں کیا اور یہ پہلا سریہ ہے جس میں مسلمان مسیحی لشکر سے لڑے ہیں جو اس وقت دنیا کے تمام لشکروں سے عظیم لشکر تھا۔ رسولِ کریمؐ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید کو تین ہزار مسلمانوں پر امیر بنایا اور لوگوں کو بلا کر آپؐ نے فرمایا: اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب کو لوگوں پر سردار بنانا، اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ علمدار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ کسی کو پسند کر کے امیر یعنی سپہ سالار بنا دیں۔

حاضرین میں نعمان نامی ایک یہودی تھا اس نے کہا اے محمدؐ! جن جن کا تم نے نام لیا ہے تمام کے تمام قتل ہوں گے۔ کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل جب کسی شخص کو لوگوں پر امیر بناتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ اگر وہ مرجائے تو فلاں کو بنانا،

از فلاں کو بنانا تو اگر وہ اسی طرح سو آدمیوں کا نام لیتے تو وہ سب کے سب قتل ہوتے۔ پھر اس نے زید سے کہنا شروع کیا، یقین مانو اگر محمدؐ نبی ہیں تو تم پلٹ کر نہیں آؤ گے۔ زید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے رسول ہیں۔

رسولِ کریمؐ نے سفید علم تیار کیا اور زید کو دیا اور اس کے پہلے زید کو کبھی قیادت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ (پہلے) حارث بن عمیر کی قتل گاہ میں جائیں اور وہاں سے ان کو دعوتِ اسلام دیں، اگر وہ قبول کریں تو بہتر ورنہ اللہ کا نام لے کر جنگ کریں۔

لوگ تیزی سے روانہ ہوئے اور مقام جرف (شام کی طرف مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام پر پہنچ گئے۔

لشکر کو رسول کریمؐ کی وصیت

رسولِ کریمؐ نے موتہ جانے سے قبل لشکر سے فرمایا: "میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اور جو تمہارے ساتھ مسلمان ہیں ان سے حُسن سلوک کرنا، میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں اللہ کے منکروں سے جنگ کرنا، دھوکا نہ دینا، زیادتی نہ کرنا، بچے، عورت، بڈھوں کو قتل نہ کرنا۔ صومعہ نشینوں کو قتل نہ کرنا، کسی نخل کے قریب نہ جانا۔ درخت نہ کاٹنا کسی عمارت کو منہدم نہ کرنا۔"

یہ وہ عظیم وصیت ہے جو مسلمانوں کو موتہ میں عسکرِ رومی سے جنگ کے قبل آپؐ نے فرمائی تھی اور یہ وصیت اس قابل ہے کہ اس کو بار بار پڑھا جائے اور دنیا کے تمام قائدین لشکر اس پر غور کریں اور اس کے مقصد پر حرف بہ حرف عمل کریں۔ درانحالیکہ جنگ سے کوئی گریز اور مفر کی صورت نہ نکلے (ورنہ بہتر یہی ہے کہ جنگ سے کنارہ کشی کریں)

کیونکہ موجودہ جنگیں جن کا پرکار گردش کر رہا ہے ان پر امن شہریوں کے حق میں جن کا جنگ سے کوئی تعلق نہیں ظلم و ستم جور و تعدی میں تمام حدود کو پھلانگ گئیں ہیں۔ ان جنگوں نے گھر گرا دیے، شہر برباد کر دیے اور ان کے ساکنوں کے ساتھ جو شقاوت ممکن ہو سکتی تھی وہ برتی اور ان قسی القلب غارت گروں نے اطفال مستورات، بڈھے، دینی پیشواؤں اور علیل زخمیوں کے ہسپتالوں کا بھی کوئی خیال نہیں کیا اور یہ سب کچھ بیسویں صدی میں ہوا جو تمدن کے عروج اور علوم کے ارتقا کا زمانہ ہے۔

انسانوں کو چاہیئے کہ وہ اس عظیم وصیت کو جو مرکز رحمت وانسانیت قلب کی زبان سے جاری ہوتی ہے۔ ہر وقت پیش فکر و نظر رکھیں۔

رسولِ کریمؐ اپنے لشکر کو مکر و غدر سے منع کرتے ہیں: بچوں، عورتوں، بڈھوں اور صومعہ نشین دینی پیشواؤں کے قتل سے روکتے ہیں۔ درختوں کے کاٹنے اور گھروں کے گرانے سے یہاں تک کہ جنگ کرنے والوں کے گھروں کے انہدام سے بھی روکتے ہیں۔ پر امن شہریوں کے گھروں کا تو پوچھنا ہی کیا۔

یہ ہے جنگوں کے لیے اسلامی قانون اور یہی خالص انسانی قانون ہے اور یہی رسول اللہ کے وہ احکام ہیں جن پر مسلمان عمل کرتے رہے ہیں اور اسی سنت کا اتباع کرتے رہے ہیں۔

جب لشکر مدینہ سے چل کھڑا ہوا اور دشمن نے آمد محسوس کی تو شرجیل بن عمرو الغسانی کھڑا ہوا جس نے ایک لاکھ سے زائد روم سے لشکر جمع کیا اور ان کے ساتھ دیگر قریبی دوست قبائل کو شریک کر لیا۔ جب مسلمان زمین شام میں مقام معان پر پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ ہرقل علاقہ بلقاء پر آب کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔ دو راتوں تک مسلمانوں کا لشکر معان میں پڑا رہا اور ان کے بارے میں سوچتا رہا بعض مسلمانوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ کی خدمت میں خط لکھیں جس میں دشمن کی تعداد کا ذکر کریں پھر یا تو آپ اور آدمیوں کو بھیج کر ہماری مدد کریں گے یا کوئی اور حکم دیں گے پھر جیسا آپ کہیں گے ہم کریں گے۔

لیکن عبداللہ بن رواحہؓ نے لشکر کو چلنے کے لیے ابھارا اور کہا: "جس چیز کو تم ناپسند کر رہے ہو وہ وہی ہے جس کی طلب میں تم نکلے ہو، یعنی شہادت۔ اور ہم دشمن سے تعداد و کثرت کی بنیاد پر جنگ نہیں کرتے، ہم صرف اس دین کے لیے جنگ کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو سرفراز کیا ہے اور وہ ہمیں بلند کرے گا۔ اور اگر دوسری بات ہوئی یعنی شہادت تو وہ بھی ان دونوں چیزوں میں بری چیز نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا ابن رواحہ سچ کہتے ہیں۔

وہ سب لوگ موتہ کی طرف روانہ ہوئے ادھر سے مشرکین کا لشکر چلا جو ہرقل کے بھائی تیودور کی قیادت میں تھا۔ تیودور ایسے لشکر کے ساتھ آیا تھا جس سے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں ہو سکتی تھی۔ ایک لاکھ سے زائد لشکر، اسلحہ، گھوڑے، آلات جنگ ہمراہ اور مزید برآں قبائل عرب مثلاً بنی بکر، بنی لخم، بنی جذام کے قبیلے بھی جن کی تعداد ایک لاکھ تھی ساتھ تھے۔ مسلمانوں کے تینوں سپہ سالاروں نے اس دن پاپیادہ جنگ کی۔

زید بن حارثہؓ نے علم اٹھایا۔ عسکر اسلامی نے ان کے ماتحت دشمنوں کی صفوں پر شدید حملہ کیا۔ یہاں تک کہ زیدؓ کو نیزہ لگا اور وہ شہید ہو گئے۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے علم سنبھالا، جنگ کی، وہ گھوڑے پر تھے۔ دشمنوں نے ان کو روک کیا اور چاروں طرف سے گھیر لیا وہ اپنے سرخ رنگ گھوڑے سے اتر آئے اور اس کو پٹے کر دیا۔ گھمسان کی جنگ کی، یہاں تک کہ شہید ہو گئے گھوڑے کو اس لیے کاٹ دیا تھا کہ کہیں دشمن اس کو لے کر اس پر بیٹھ کر مسلمانوں سے جنگ نہ کریں۔ جب آپ نے علم لیا تو قیامت کی جنگ کی۔ آپ کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا۔ آپ نے علم بائیں ہاتھ لیا جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو اس کو سینہ سے لگا لیا اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ آپ کے جسم میں ۷۰ زخم آئے تھے، جن میں کچھ تلوار کے تھے اور کچھ نیزوں کے زخم تھے۔ پھر علم عبداللہ بن رواحہ نے اٹھایا، آگے بڑھے وہ گھوڑے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے نیچے اترنا چاہا کچھ دیر تردد رہا پھر گھوڑے سے اُتر پڑے اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

سعید بن منصور کی روایت ہے کہ جناب زید، جناب جعفر طیار اور عبداللہ بن رواحہ یہ سب کے سب اس دن

ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔

پھر ثابت بن اقرم العجلانی البلوی نے علم اٹھایا یہ انصار کے حلیف تھے اور "بدری" تھے انھوں نے کہا مسلمانو! اپنے میں سے کسی کی سرداری پر اجتماع کر لو، لوگوں نے کہا آپ ہی بہتر ہیں۔ انھوں نے کہا میں اس قابل نہیں، تم سب خالدؓ پر متفق ہو جاؤ"۔ صحیح میں ہے یہاں تک کہ علم کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے اٹھایا۔ پھر خالد بن ولید نے دشمنوں سے خوب جنگ کی۔ خالد کے اسلام کو ابھی تین مہینہ بھی نہیں گذرے تھے۔ جب عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے تو مسلمان پراگندہ ہو گئے اور شکست خوردہ ہو گئے یہاں تک کہ دو آدمی بھی اکٹھا نہیں دکھائی دیتے تھے کہ خالد بن ولید علم اٹھانے کے بعد سنبھلے اور قیادت کی یہاں تک کہ وہ سب مجتمع ہو گئے۔ انھوں نے مقدمہ لشکر کو پیچھے کیا۔ میمنہ کو میسرہ کی جگہ کیا دشمن یہ سمجھا کہ مدد آگئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب خالدؓ نے جھنڈا اٹھایا دشمن کی مدافعت کی سست ہوئے پھر یہ ہٹے اور دشمن سے شکست کھائی یہاں تک کہ واپس ہوئے۔ ابن اسحاق اس غزوہ میں مقتول مسلمانوں کی تعداد بارہ لکھتے ہیں۔ دشمن کے مقتولین کی تعداد ہمیں نہ معلوم ہو سکی۔ یہ جنگ سات دن تک جاری رہی۔

مدینہ میں لشکر کی واپسی سے پہلے ہی رسول کریمؐ اپنے اصحاب کو میدان جنگ کے واقعات بتا چکے تھے۔ لوگوں میں الصلاۃ جامعہ کی ندا دی گئی۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور فرمایا: باب خیر، باب خیر، میں تمھیں اس لشکر کی خبر سناتا ہوں۔ لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دشمن سے جا ٹکرائے۔ پھر زید شہید ہو گئے تم سب ان کے لیے استغفار کرو۔ پھر علم جعفر نے اٹھایا اور دشمن پر شدید حملے کیے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ تم لوگ ان کے لیے استغفار کرو۔ پھر علم عبداللہ بن رواحہ نے اٹھایا اور انتہائی ثابت قدمی سے لڑے اور شہید ہوئے تم لوگ ان کے لیے استغفار کرو۔ پھر علم خالد بن ولیدؓ نے اٹھایا اور وہ علمداروں اور سپہ سالاروں میں سے نہیں۔ وہ صرف اپنی ذات کے امیر تھے۔ ہاں وہ اللہ کے سیوف میں سے ایک سیف ہیں اور وہ نصر کے ساتھ پلٹے۔

بعضوں کا کہنا ہے کہ جو کچھ بھی یوم موتہ ہوا اس کو فتح و کامیابی ہی سے تعبیر کیا جائے گا۔ دشمنوں کو چاروں طرف سے گھیر لینا اور مسلمانوں سے کئی گنا ان کی کثرت، کیونکہ وہ دو لاکھ سے زائد تھے اور صحابہ کی تعداد تین ہزار۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کا آخری بھی قتل ہو جاتا۔

اس غزوہ میں صحابہ کے ایک دستہ نے جب رومی اژدہا دیکھا تو مدینہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ اہل مدینہ ان کو فراری (بھاگنے والے) کہنے لگے۔ رسول کریم نے فرمایا نہیں یہ کرار ہیں۔ جو مدینہ بھاگ آئے تھے ان کے ساتھ بہت بری ہوئی۔ ان میں کا ایک آدمی اپنے گھر گیا دروازہ کھٹکھٹایا، گھر والوں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اور کہا تم مرد ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں آئے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ تو شرم کے مارے خانہ نشین ہو گئے۔ جب ان میں سے کوئی باہر نکلتا تو لوگ اس پر آوازے کستے اور پھر رسول کریم ان لوگوں کو (منع کرنے کے لیے) ان کے پاس ایک ایک آدمی بھیجتے۔

سب سے پہلے جو لشکر کی خبر لایا وہ یعلی بن امیہ تھے جب یہ آئے تو رسول کریمؐ نے ان سے کہا اگر تم چاہو تو بتا دو، ورنہ میں بتا دوں انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں اضافہ یقین کے لیے چاہتا ہوں کہ آپ بیان کریں۔ پھر رسول کریمؐ نے سارے واقعات انھیں بتائے اور جو کچھ ہوا تھا وہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا آپؐ نے ان باتوں کا ایک حرف بھی نہیں چھوڑا اور جیسا آپؐ نے بیان کیا ویسا ہی ماجرا گذرا۔

لیکن مسٹر میور اس روایت کو غلط بتاتے ہیں جس میں یہ ہے کہ رسول کریمؐ نے کسی خبر پہنچنے سے پہلے ہی میدان جنگ کے تمام واقعات کی خبر دیدی تھی (ان کے خیال میں) یہ خبریں رسول کریمؐ کو خالد بن ولید کے پہلے قاصد ہی سے معلوم ہو چکی تھیں، لہذا جیسا کہ مسلمانوں کا خیال ہے اس کو معجزہ سے تعبیر نہیں کر سکتے۔

لیکن (تعجب ہے) کہ مسٹر میور نے اس معجزہ پر کوئی حاشیہ آرائی نہیں کی جس سے جناب زید و جعفر و عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی اطلاع پائی جاتی ہے اور یہ جو کچھ کہا تھا ان لوگوں کے میدان جنگ جانے سے قبل کہا تھا۔ اور پھر جس ترتیب سے آپؐ نے بیان کیا اسی طرح سب شہید ہوئے۔ تو بہ حیثیت مورخ ان پر فرض تھا کہ وہ اس مسئلہ میں ہی اپنی رائے کی وضاحت کرتے نہ کہ وہ بغیر کسی حاشیہ آرائی کے چشم پوشی کر کے گذر گئے اور حقیقت تو یہ ہے کہ جب موصوف نے محسوس کیا کہ یہ معجزہ دن کے آفتاب کی طرح روشن ہے تو اس کے اعتراف و اقرار سے گریز کی کوشش کی۔

آل جعفر کے ساتھ رسولِ کریمؐ کی ہمدردی

اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر طیار سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جب جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے تو رسول کریمؐ میرے پاس آئے اور فرمایا میرے پاس جعفر کے بیٹوں کو لاؤ پھر میں آپ کے پاس جعفر کے بیٹوں کو لائی، آپؐ نے ان کو سونگھا اور آپؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ روئے یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک تر ہو گئی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ پر فدا کس چیز نے آپؐ کو رولایا ہے کیا آپ کو جعفر اور ان کے اصحاب کی کوئی اطلاع ملی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ سب آج شہید ہو گئے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں چیختی ہوئی اٹھی اور عورتیں بھی جمع ہو گئیں رسول کریمؐ نے کہنا شروع کیا اے اسماء ناسزا بات نہ کہنا اور رخسارے نہ پیٹنا اور پھر فرمایا بار الٰہا! ان کو بہترین ثواب دینا اور ان کے پسماندگان میں ان کے بہترین جانشین کا انتظام کرنا جو اپنے بندوں میں سے کسی بندے کی اولاد کے لیے تو کر سکتا ہے۔

پھر آپؐ اپنے ازواج کے پاس گئے اور فرمایا جعفر کی اولاد کے لیے کھانا تیار کرنے میں کوتاہی نہ کرو ان کو جعفر کے غم نے مشغول کر رکھا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں آپؐ جناب فاطمہؓ کے پاس آئے اس وقت آپ کہہ رہی تھیں ہائے چچا! یہ سن کر آپؐ نے فرمایا جعفر ایسے پر رونا ہی چاہیئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو وہ آج اپنے آپ میں نہیں اور یہی کھانا جو جعفر کی اولاد کے لیے تیار کیا گیا "تعزیتی طعام" کی بنیاد بن گیا۔ عرب اس کو "وضیمہ" کہتے ہیں جس کو لکھنؤ میں کڑوی روٹی کہتے ہیں (اجتہادی)

حسان بن ثابتؓ نے جعفر بن ابی طالب کا مرثیہ بھی کہا۔

فردہ بن عامر الجذامی کا اسلام

فردہ حاکم روم کی طرف سے معان سے متصل جو عرب تھے ان پر عامل تھا اس نے رسولِ کریمؐ کو سفید خچر کا ہدیہ بھی دیا اور ایک سفارت بھیجی جس کے ذریعہ اپنے اسلام کی اطلاع پہنچائی جب روم کو اس کے اسلام کی خبر پہنچی تو اس نے ان کو بلایا پھر اس کو پکڑ کر بند کیا جب تمام روم اکٹھا ہو گیا تو اس کو چشمہ عفری پر جو فلسطین میں ہے سولی دے دی۔

مسٹر M.C. DE PARCEVAL کہتے ہیں کہ اس کو اس کے جرم اسلام کی، غزوہ موتہ کے بعد سولی دی گئی۔ مگر گمان غالب یہی ہے کہ ایسا فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں ہوا ہے اور اس سال عرب دینِ خداوندی میں فوج در فوج، جوق در جوق داخل ہو رہے تھے۔

سریہ ذات السلاسل

جمادی الثانی ۸ھ (اکتوبر ۶۲۹ء)

جمادی الاولیٰ میں غزوہ موتہ ہوا تھا جس میں تینوں علمداران اسلام کی شہادت کے بعد خالد نے قیادت سنبھالی تھی اور ان کو عمرو عاص کے ساتھ اسلام لائے ہوئے نیا نیا زمانہ ہوا تھا۔ انھوں نے روم کے عظیم لشکر کے سامنے اپنی حربی صلاحیت کا اچھا اظہار کیا تھا اور پراگندہ ہونے کے بعد مسلمانوں کے لشکر کو مجتمع کیا۔ مسلمانوں میں کچھ لوگ مدینہ واپس آ گئے تھے۔ پھر خالدؓ بھی پلٹ آئے اور مسلمانوں کو معمولی نقصان برداشت کرنا پڑا۔

جمادی الثانی یعنی صرف ایک مہینہ کے بعد (اکتوبر ۶۲۹ء) عمرو بن عاص کا دور آیا رسول کریمؐ نے عمرو عاص کو "بلی" اور "عذرہ" کی طرف تین سو بہادر مہاجرین و انصار کے ساتھ بھیجا لشکر کے ہمراہ تیس گھوڑے بھی تھے۔

اس سریہ کا سبب یہ ہوا کہ آپؐ کو خبر ملی کہ قضاعہ کی ایک جماعت مسلمانوں پر غارت گری کرنے کے لیے جمع ہوئی ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ اطراف مدینہ کے قریب جائیں اور موتہ میں مسلمانوں کی شکست سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں۔

اس سریہ کو "ذات السلاسل" اس لیے کہتے ہیں کہ دشمنوں نے ایک کو دوسرے سے (مسلسل و مربوط) باندھ دیا تھا تاکہ بھاگ نہ جائیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں اس نام کی وجہ یہ ہے کہ وہاں ایک چشمہ تھا جس کو "سَلسَل" کہا جاتا تھا۔

عمرو عاص بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے میرے پاس ایک آدمی بھیج کر کہلوایا کہ میں اپنے کپڑے اور ہتھیار لے لوں پھر آپؐ نے فرمایا عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجوں اللہ تمھیں غنیمت دیگا اور صحیح و سالم رکھیگا۔ میں نے

کہا میں اسلام مال کی رغبت کی وجہ سے نہیں لایا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: "بہترین مال حلال ہے جو مرد صالح کے لیے ہو۔ پھر آپؐ نے سفید پرچم تیار کیا اور اس کے ساتھ پرچم بھی رکھا پھر عمرو عاص اور ان کے ساتھی روانہ ہو گئے۔ یہ دن میں چھپتے تھے اور رات کو چلتے تھے جب یہ لوگ دشمن کے قریب پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے۔ انھوں نے رافع بن مکیث الجہنی کو رسولِ کریمؐ کے پاس مدد کے لیے بھیجا۔ آپؐ نے عمرو عاص کی مدد کے لیے ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجا ان کے ہاتھ میں علم دیا اور ان کے ماتحت دو سو مہاجرین و انصار کو بھیجا جن میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ آپ نے ابو عبیدہؓ کو حکم دیا کہ وہ عمرو سے ملیں اور ساتھ ساتھ رہیں اور اختلاف نہ کریں۔ جب ابو عبیدہؓ نے امامت کا خیال کیا تو عمرو عاص نے کہا آپ میری مدد کے لیے آئے ہیں امیر میں ہی ہوں۔ ابو عبیدہؓ نے کہا نہیں بلکہ میں جس پر ہوں ان پر رہوں گا اور تم جس پر ہو اُن پر رہو گے۔ ابو عبیدہؓ نرم مزاج ملائم طبع آدمی تھے عمرو سے کہنے لگے کہ رسول کریمؐ نے مجھ سے کہا ہے کہ اختلاف نہ کرنا تو اگر تم میری نافرمانی بھی کرو گے تو میں تمھاری اطاعت کروں گا۔ پھر ابو عبیدہؓ ان کے ماتحت ہو گئے اور عمرو امامت نماز کراتے رہے یہاں تک کہ دشمن سے تصادم ہوا۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا وہ لوگ مختلف بستیوں میں بھاگ گئے۔ وہ لوگ تھوڑی دیر لڑ کر ہی پشت زدہ ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے انہیں شکست دی لیکن مالِ غنیمت ہاتھ نہ لگا۔ لیکن بلاذری کہتا ہے کہ مسلمانوں نے مالِ غنیمت حاصل کیا۔ عمرو عاص نے ایک قاصد کو رسول کریمؐ کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ آپؐ کو عمرو کی اولین کامیابی کی خبر سنائے پھر عمرو علمِ رسول کریمؐ کے اثر و نفوذ کو شام کی سرحدوں میں مضبوط کر کے مدینہ واپس آئے۔

سریہ ابو عبیدہؓ بن جراح

بخاری نے اس سریہ کو "غزوۂ سیف البحر" کہا ہے اس سریہ کا مشہور نام "سریۃ الخبط" ہے۔ رسولِ کریمؐ نے رجب ۸ھ (نومبر ۶۲۹ء) میں ابو عبیدہ بن جراح کو تین سو آدمیوں پر سردار بنا کر بھیجا ماتحت افراد میں حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی تھے۔ رسول کریمؐ نے اس لشکر کو "جہینہ" کی طرف بھیجا تھا تاکہ قافلہ قریش سے مڈبھیڑ ہو اور جہینہ کے قبیلے سے جنگ بھی کی جائے۔ مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ بھی زادِ راہ تھا وہ ختم ہو گیا تو انھوں نے درختوں کے پتے کھائے۔ بھوک سے لشکر کو شدید اذیت پہنچی۔ اہلِ سیر کہتے ہیں کہ پھر اللہ نے ایک دریائی جانور جس کو عنبر کہتے ہیں ان لوگوں کے لیے ظاہر کیا۔ عنبر بہت بڑی مچھلی کو کہتے ہیں۔ لشکر نے اس مچھلی کو خوراک بنایا۔

شعبان ۸ھ (دسمبر ۶۲۹ء) میں رسول کریمؐ نے ابو قتادہ کو نجد کی طرف پندرہ آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنی غطفان پر ارضِ محارب میں حملہ کریں پھر ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، جنگ کی، بہت سے قید کیے اور اونٹوں کو ہنکا لائے۔

اول ماہ رمضان ۸ھ میں رسولِ کریمؐ نے اِضَم کی طرف جو مدینہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے ابو قتادہ کو آٹھ آدمیوں کے ساتھ بھیجا تاکہ قریش کو یہ پتہ چل جائے کہ آپؐ کی توجہ اس علاقہ کی طرف ہے۔ یہ سب کچھ قریش کی عہد شکنی کے بعد کی بات ہے

تاکہ ان پر اچانک حملہ ہو اور وہ جنگ کے لیے تیار نہ ہو سکیں۔

ابوقتادہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان لوگوں کی ملاقات عامر بن اضبط الاشجعی سے ہوئی۔ انھوں نے ان لوگوں کو اسلامی سلام کیا لیکن ان کو محلم بن جثامہ (ان کا نام یزید بن قیس تھا) نے نامعلوم وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان مخفی تھی ان پر حملہ کیا اور قتل کر دیا ان کا اونٹ اور سامان چھین لیا۔ جب یہ لوگ رسول کریمؐ کے پاس آئے اور آپؐ کو سارا قصہ سنایا تو آیت نازل ہوئی (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا) (مومنو! جب تم سفر کرو تو خوب سمجھ لو کہ اگر تمھیں کوئی سلام کرے تو اس کو یہ نہ کہہ دو کہ تم مومن نہیں ہو)

اس آیت کی شانِ نزول میں بہت اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مقدادؓ اور بہ قولے غالب اللیثی کے بارے میں اتری ہے۔

ابوقتادہ اور ان کے ساتھیوں کا دشمن سے تصادم نہ ہو سکا۔ پھر ان لوگوں کو خبر ملی کہ آپؐ مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ یہ لوگ آپؐ سے مقام "سقیا" میں ملے اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ محلم نے آپؐ سے استغفار کی درخواست کی آپؐ نے فرمایا: "اللہ تجھے نہیں بخشے گا۔" یہ زجر و توبیخ اس لیے تھی تاکہ لوگ مومن کے قتل کو معمولی بات نہ سمجھیں۔ محلم کھڑے ہو گئے اور وہ اپنے آنسوؤں کو اپنی چادر سے پونچھ رہے تھے۔ سات دن نہیں گزرے تھے کہ مر گئے۔

طبری نے ذکر کیا ہے کہ محلم بن جثامہ رسول کریمؐ کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے۔ ان کو دفن کیا گیا زمین نے یکے بعد دیگرے ان کو اگل دیا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو دو پہاڑوں کے درمیان رکھ کر پتھر رکھ دیا جائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: زمین اس سے بھی برے آدمی کو قبول کر لیتی ہے، لیکن خدا قتل مومن کے بارے میں (اپنے غضب کی) نشانی دکھانا چاہتا ہے۔

غزوۂ فتحِ مکّہ

(رمضان ۸ھ - جنوری ۶۳۰ء)

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان حدیبیہ کا صلح نامہ ہوا تو اس میں یہ شرط تھی کہ جو رسولِ کریمؐ کا حلیف ہونا چاہے وہ رسولِ کریمؐ کے ساتھ ہو سکتا ہے اور جو قریش کے دائرہ میں آنا چاہے وہ ان کے ساتھ آ جائے۔ اسی بنا پر بنی بکر قریش کے ہم عہد ہو گئے اور بنی خزاعہ رسولِ کریمؐ کے حلیف بن گئے۔

خزاعہ اس لیے رسولِ کریمؐ کے ہم عہد ہوئے تھے کہ خزاعہ آپؐ کے جد امجد عبد المطلب کے اس وقت حلیف ہوئے تھے جب عبد المطلب سے ان کے چچا نوفل نے سقایت کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔ سقایت کا منصب عبد المطلب کے پاس تھا جس کو نوفل نے چھین لیا عبد المطلب نے اپنی قوم کو مدد کے لیے اٹھانا چاہا مگر کسی نے اُن کا ساتھ نہیں دیا۔ کہنے لگے کہ ہم تمھارے اور تمھارے چچا کے درمیان لڑائی میں دخل نہیں دے سکتے۔ پھر عبد المطلب نے اپنے ننھیال بنی نجار کو لکھا وہاں سے ستر آدمی آئے۔ ان لوگوں نے کہا اس گھر کے پروردگار کی قسم تم نے جو کچھ ہمارے بھانجے سے لیا ہے اس کو واپس کر دو ورنہ ہم تلوار کو تم سے بھر دیں گے۔ نوفل نے سقایت کا منصب لوٹا دیا۔ پھر نوفل اپنے بھتیجے عبد الشمس کے حلیف ہو گئے اور جناب عبد المطلب خزاعہ کے حلیف ہو گئے۔ رسولِ کریمؐ کو بھی اس واقعہ کا علم تھا۔

خزاعہ حدیبیہ کے دن عبد المطلب کا نوشتہ لے کر آپؐ کے پاس آئے ابی بن کعب نے آپ کو پڑھ کر سنایا۔ رسولِ کریمؐ نے ان کو ان کی مخالفت و ہم عہدی پر باقی رکھا۔

جاہلیت میں بنی بکر اور بنی خزاعہ کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں، لیکن جب اسلام آیا تو باہمی جنگ و جدل سے وہ رک گئے لیکن جب حدیبیہ کی صلح ہو گئی اور مسلمانوں اور قریش کے درمیان جنگ موقوف ہو گئی تو بنی بکر کے ایک طائفہ نے جن کو "بنی نفاثہ" کہا جاتا تھا اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ ہوا یہ کہ بنی نفاثہ کے ایک آدمی نے رسولِ کریم کی ہجو کی اور اس ہجو کو وہ گا گا کر پڑھنے لگا۔ اس کو خزاعہ کے ایک نوجوان نے سنا، یعنی اسی قبیلے کے فرد نے جو رسولِ کریمؐ کا ہم عہد تھا اس نوجوان کو غصہ آ گیا اور اس نے اس کو مار دیا اور اس کا سر پھوڑ دیا۔ پھر وہ آگ جو دونوں قبیلوں میں دبی ہوئی تھی بھڑک اٹھی۔ بنی نفاثہ نے شرفاءِ قریش سے مطالبہ کیا کہ وہ بنی خزاعہ کے خلاف آدمیوں اور ہتھیاروں سے ہماری مدد کریں۔ قریش نے مدد دی۔ بنی خزاعہ وتیر نامی چشمہ پر رات کو آرام سے سو رہے تھے کہ لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور بیس یا تیئیس آدمی قتل کر دیے۔ اور بنی نفاثہ کے ساتھ مخفی طور پر قریش نے بھی قتال کیا۔ قریشیوں میں سے صفوان بن امیہ، حویطب بن عبد العزیٰ،

عکرمہ بن ابی جہل، شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو تھے ۔ یہ سب اس واقعہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے) وہ لوگ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقہ خزاعی مکہ میں داخل ہوئے (اور بنی خزاعہ کی جان بچائی)

جب قریش بنی خزاعہ کے برخلاف بنی نفاثہ کی مدد کر چکے اور اس معاہدہ کو جو رسولِ کریمؐ اور ان کے درمیان تھا اپنی اس حرکت سے شکستہ کر دیا تو وہ پشیمان ہوئے۔ حارث بن ہشام ابوسفیان کے پاس آیا ساری بات کہہ سنائی۔

ابوسفیان بولا یہ وہ معاملہ ہے جس میں ہم حاضر بھی نہیں اور غائب بھی نہیں، یہ بہت بری بات ہوئی۔ بہ خدا محمدؐ جنگ کریں گے۔ مجھ کو ہند بنت عتبہ (ابوسفیان کی زوجہ) نے اپنا خواب بتایا ہے کہ اس نے ایک ڈراونا خواب دیکھا ہے۔ اس نے دیکھا کہ خون کا ایک سیلاب ہے جو حجون سے چلا ہے اور خندمہ کے پاس آ کر رکا ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس کو برا سمجھا

ادھر عمرو بن سالم الخزاعی جو خزاعہ کے سردار تھے مدینہ میں رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ رسول کریمؐ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے۔ اس وقت آپؐ اصحاب کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عمرو نے اشعار پڑھنا شروع کیے۔ جن کا مطلب یہ تھا:۔

بار الہا! ہم محمدؐ کو وہ معاہدہ یاد دلاتے ہیں جو ہمارے اور ان کے اسلاف کے درمیان ہوا تھا۔
قریش نے معاہدہ کے خلاف کیا اور میثاقِ مستحکم کو توڑ دیا۔
قریش یہ سمجھے کہ ہم کسی کو مدد کے لیے بلا نہ سکیں گے اور ہم ذلیل ہیں اور اقلیت میں ہیں۔
ہمارے گھروں پر شب کے وقت چڑھ دوڑے اور ہم کو قتل کر دیا درآنحالیکہ اس وقت ہم میں سے کوئی رکوع میں تھا اور کوئی سجود میں۔

رسول کریمؐ نے فرمایا: عمرو بن سالم! تمہاری مدد کی جائے گی۔ اس وقت آپؐ کی چشم مبارک سے آنسو بہ رہے تھے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپؐ کھڑے ہوئے اور فرمایا: جس سے میں اپنی مدد کرتا ہوں اگر اس سے میں بنی خزاعہ کی مدد نہ کروں تو میری بھی مدد نہ کی جائے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں ان کی حفاظت کروں گا جس طرح میں اپنی اور اپنے گھروالوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے جس قدر رسول کریمؐ کو بنی کعب کے بارے میں غضبناک دیکھا اتنا غضبناک کبھی نہیں دیکھا۔

پھر آپؐ نے عمرو بن سالم اور ان کے ساتھیوں سے حقیقت حال معلوم کرنے کے بعد فرمایا تم لوگ واپس جاؤ اور بستیوں میں متفرق ہو جاؤ۔ پھر وہ سب لوگ پلٹ گئے اور منتشر ہو گئے اور وہ چالیس سوار تھے۔ ان کے متفرق کرنے سے آپؐ کا منشا ان کی آمد کو چھپانا تھا۔

بدیل بن ورقہ بھی خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ حاضر دربار رسولؐ ہوئے اور جو ان پر گذری تھی وہ سنائی اور

جس طرح قریش نے بنی بکر کی ان کے برخلاف مدد کی تھی وہ بھی بتایا پھر وہ سب مکہ واپس چلے گئے، لیکن ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ بدیل کے وفد نے کیا کہا اور رسول کریمؐ نے کیا جواب دیا۔

ابوسفیان مدینہ کی طرف

رسولِ کریمؐ لوگوں سے کہ رہے تھے کہ گویا ابوسفیان تجدید وتشدید معاہدہ اور توسیع مدت کے لیے آرہا ہے۔
بدیل بن ورقاء اور ان کے ہمراہی روانہ ہو چکے تھے۔ راہ میں عسفان پر ابوسفیان سے ملاقات ہوئی جس کو قریش نے اپنی کرتوتوں سے ڈر کر تجدید معاہدہ و توسیع مدت کے لیے بھیجا تھا۔ جب ابوسفیان بدیل سے ملا تو کہنے لگا بدیل کہاں سے آرہے ہو؟ ابوسفیان سمجھ رہا تھا کہ یہ رسول کریمؐ کے پاس سے آرہے ہیں۔ بدیل نے کہا میں خزاعہ کے ساتھ اس ساحل اور اس وادی کے اندر گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا محمدؐ کے پاس تو نہیں گئے تھے؟ بدیل نے کہا نہیں جب بدیل مکہ کی طرف چلے تو ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ سے آرہا ہے تو یقیناً ان ناقوں نے گٹھلیاں کھائی ہوں گی۔ وہ اونٹوں کی فرودگاہ میں گیا اور ان کی مینگنیاں اٹھائیں اور اس کو مسلا اس میں گٹھلی دیکھی کہا میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں۔ پھر ابوسفیان رسول کریمؐ کے پاس مدینہ آیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہؓ (زوجہ رسولِ کریمؐ) کے پاس گیا۔ جب وہ آپؐ کے فرش پر بیٹھنے لگا تو انھوں نے فرش ہٹا لیا۔ ابوسفیان نے کہا میں نہ سمجھ سکا کہ مجھ کو تو نے فرش سے بچایا ہے یا فرش کو مجھ سے بچایا ہے۔ کہا نہیں میں نے فرش کو بچایا ہے۔ یہ رسولِ اللہ کا فرش ہے اور تم مشرک ہو انجس ہو۔ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ تم رسول اللہؐ کے فرش پر بیٹھو۔ ابوسفیان کہنے لگے واللہ میرے بعد تم خراب ہو گئی ہو۔ وہ بولیں ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ نے مجھے اسلام سے سرفراز کیا ہے اور تم بہرے اندھے پتھروں کی عبادت کرتے ہو اور میرے باپ تم سے ایسا ہونا کتنا تعجب خیز ہے۔ حالانکہ تم قریش کے سردار ہو اور ان کے بڑے ہو۔

پھر وہ وہاں سے نکل کر آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے تجدید معاہدہ اور توسیع مدتِ صلح کی بات چیت کی آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا پھر وہ ابوبکرؓ کے پاس گیا اور ان سے چاہا کہ وہ رسول اللہؐ سے اس کی بات کرا دیں۔ انھوں نے کہا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے یہی بات کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "میں تمھاری رسولِ کریمؐ سے سفارش کروں؟ اگر مجھے ذرہ کے سوا کچھ بھی نہ ملے تو بھی میں تم سے جہاد کروں۔" پھر وہ وہاں سے رخصت ہو کر حضرت علیؓ کے پاس آیا اس وقت جناب سیدہ زہراؓ کے سامنے امام حسن رضی اللہ عنہ چل پھر رہے تھے۔ وہ کہنے لگا یا علی تم خاندانی قرابت کے لحاظ سے سب سے قریب ہو میں ایک حاجت لے کر آیا ہوں تو ایسا نہ ہو کہ جس طرح اور جگہوں سے ناکام پلٹا ہوں یہاں سے بھی اسی طرح پلٹوں۔ تم رسول اللہؐ سے میری سفارش کرو۔ آپ نے کہا ابوسفیان! وائے ہو تجھ پر جب رسول اللہؐ کسی چیز کا عزم کر لیتے ہیں تو پھر ہم اس میں کلام کی مجال نہیں رکھتے۔ پھر اس نے جناب سیدہ کو کہلوایا کہ اے دخترِ محمدؐ اگر تم اپنے اس

بیٹے کو یہ حکم دے دو کہ یہ لوگوں میں صلح صفائی کرا دے تو آخر زمانہ تک عرب کا سردار کہلائے گا۔ جناب سیدہ نے فرمایا میرا بیٹا اتنا بڑا نہیں کہ لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کراتا رہے اور نہ ہی رسول کریمؐ کے منشاء کے خلاف کوئی صلح صفائی کرا سکتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا ابوالحسن! میں دیکھ رہا ہوں کہ معاملات سخت ہوتے جا رہے ہیں آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا واللہ مجھے نہیں معلوم کہ کون سی چیز تمھیں فائدہ دے سکتی ہے مگر یہ بہتر ہے کہ تم بنی کنانہ (قریش) کے سردار ہو تم لوگوں میں اعلان صلح کر دو اور پھر اپنے وطن چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا آپ کیا اس میں میرا کوئی فائدہ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں اس میں کوئی (خاص) فائدہ نہیں دیکھ رہا ہوں۔ مگر کروں بھی کیا کہ اس کے سوا تمھارے لیے کوئی چارہ بھی نہیں۔ ابوسفیان مسجد میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا لوگو! میں نے لوگوں کے درمیان تجدید صلح کر دی۔ پھر ناقہ پر بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔

میں کہوں گا کہ ابوسفیان کا مدینہ جانے سے مقصد یہ تھا کہ وہ تاسیس عہد و توسیع مدت کرے، لیکن رسول کریمؐ نے اعراض فرمایا اور کوئی جواب نہ دیا اس نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ حضرت علیؑ جناب فاطمہ زہراؑ سے بھی بالکل روگردانی دیکھی کسی نے بھی اس کو کوئی ڈھارس نہ دی یہاں تک کہ وہ مایوس اور آہیں بھرتا لوٹ گیا۔ لیکن وہ یہ بہر حال جانتا تھا کہ بنی بکر کا جور و ستم اور قریش کی اس ظلم میں پشت پناہی پر رسول کریمؐ نے ضرور کچھ سوچا ہے کیونکہ یہ کھلی ہوئی عہد شکنی تھی۔ بعض مستشرقین کا یہ خیال ہے کہ ابوسفیان نے رسولؐ سے اس بات پر سمجھوتہ کر لیا تھا کہ جب مکہ آئیں تو خوں ریزی سے اجتناب کریں اور اسی لیے ابوسفیان نے اہل مکہ کو نبرد آزمائی سے روکا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس تخیل کی کوئی اساس نہیں اور سیرت میں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جو اس سمجھوتہ پر روشنی ڈال سکے۔

مستشرقین یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ فتح مکہ کے لیے کسی بہانہ اور حیلہ کے منتظر تھے۔ پھر جب خزاعہ پر ظلم ہوا تو آپ نے غیظ و غضب کا اظہار کیا اور انتقام لینے اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن مستشرقین کو معلوم ہونا چاہیے کہ بنی بکر کا ظلم و تعدی صریح عہد شکنی تھی اور آپ کو کیسے غصہ نہ آتا جبکہ خزاعہ جو آپؐ کے حلیف تھے ان کے بیس آدمی مار ڈالے گئے۔ انھوں نے آپ کا دامن پکڑا اور آپ سے اس ظلم کی مدافعت کی درخواست کی (لہٰذا آپ کا مدد کرنا واجب تھا)

اور اس امر کی دلیل کہ جب ابوسفیان پلٹا ہے تو کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا۔ یہ ہے کہ جب وہ قریش کے پاس آیا تو انھوں نے کہا کہ کیا کر کے آئے؟ ابوسفیان نے کہا میں نے محمدؐ سے بات کی مگر انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں پھر ابوبکرؓ کے پاس گیا اُن کے پاس بھی بھلائی نظر نہ آئی۔ پھر میں عمر بن خطابؓ کے پاس آیا ان کو بھی دشمن جانی پایا۔ پھر میں علیؑ بن ابی طالب کے پاس آیا ان کو سب سے زیادہ مہربان دیکھا۔ انھوں نے مجھے ایک مشورہ دیا۔ جس کو میں عملی صورت میں لایا۔ خدا جانے اس سے ہمیں کچھ فائدہ ہوگا یا نہیں۔ ان لوگوں نے کہا پھر انھوں نے کیا مشورہ دیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا انھوں نے کہا میں لوگوں میں صلح کا اعلان کر دوں۔ قریش نے پوچھا کیا محمد (صلعم) نے اس کی اجازت دے دی تھی۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا وائے ہو تجھ پر تجھ سے تو کھیلا گیا جو کچھ تو نے کہا اس سے ہمیں کیا فائدہ۔ ابوسفیان نے کہا واللہ اس کے سوا کوئی اور صورت بھی نہ تھی۔

ہاں یہ ضرور تھا کہ جب قریش نے ابو سفیان کی مکہ میں طویل غیر حاضری دیکھی تو اس پر شدید تہمت لگائی کہ وہ صابی ہو گیا ہے اور محمد کا پوشیدہ پیرو بن گیا ہے اور اپنے اسلام کو چھپاتا ہے، لیکن نہ وہ صابی بنا اور نہ اس نے رسول کریمؐ کا تتبع کیا۔ اس کو دیر اس لیے لگی تھی کہ وہ اکثر صحابہ سے التجا و سفارش، صلاح و مشورے میں مشغول تھا تاکہ وہ رسول کریمؐ سے اس کی سفارش کریں، لیکن جب انتظار بڑھتا رہا اور مایوس ہو گیا تو بے نیل مرام مکے واپس ہو گیا۔

مکہ کے لیے رسولِ کریمؐ کی خفیہ تیاری

مکہ کے لیے رسولِ کریمؐ نے مخفی تیاری کی آپؐ فرماتے تھے "بار الہٰا ان کے کانوں اور آنکھوں کو معطل کر دے۔ یہ اچانک ہمیں دیکھیں اور دفعتاً ہماری خبر سنیں۔" حضرت عائشہؓ سے آپؐ نے کہا مجھے زادِ راہ تیار کر دو اور بات کو چھپائے رکھنا۔ جناب عائشہؓ نے گیہوں، ستو اور آٹا مہیا کیا اور اس کے پہلے کہ آپ کسی سے مشورہ لیں یہ سب کچھ ہوا۔ پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع دی کہ قریش "مقصد سفر" ہیں اور فرمایا ابوبکر! اس بات کو پوشیدہ رکھو پھر آپ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا اور منزل کو ان کی نظر سے اوجھل رکھا۔ دیہاتوں اور اردگرد جتنے مسلمان تھے ان سب کو کہلوایا جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ رمضان میں مدینہ آجائے اور یہ اعلان حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے مشورہ کے بعد کیا تھا۔ ابوبکرؓ نے آپؐ کو یہ کہہ کر سفر سے روکا کہ وہ آپ کی قوم ہے جس پر حضرت عمرؓ نے کہا: "لیکن وہ کفر کی بنیاد ہیں اور آپ کو ساحر کاذب سمجھتے ہیں۔" اور پھر وہ تمام بری باتیں جو وہ کہتے تھے آپ سے کہیں اور کہا جب تک اہلِ مکہ جھکیں گے نہیں عرب نہ جھک سکیں گے۔

حاطب کا خط مکہ کی طرف

جب لوگوں کو قریش کی طرف آپؐ کے سفر کا حال معلوم ہوا تو حاطب بن ابی بلتعہ بدری نے جو بنی اسد کے حلیف تھے اہلِ مکہ کو خط لکھا جس میں آپ کے سفر کی اطلاع تھی اس خط کو ایک عورت کے ہاتھ بھیجا تھا جس کو دس دینار اور ایک چادر کے معاوضہ پر تیار کیا تھا۔ چلتے وقت اس سے کہہ دیا تھا جتنا ممکن ہو اس کو چھپانا اور شاہراہِ عام سے نہ جانا۔ کیونکہ اس پر جاسوس موجود ہیں اس نے اس ڈر سے کہ کوئی جان نہ جائے وہ خط اپنے جوڑے میں باندھ لیا پھر وہ وہاں سے الٹی اور اجنبی راستہ پر چل کھڑی ہوئی (ادھر) خبر آسمانی نے حاطب کے فعل کی آپؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن عوام کو بھیجا۔ آپ نے فرمایا تم دونوں اس عورت کو تلاش کرو۔ اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جس کو انہوں نے قریش کے لیے لکھا ہے اور ہم نے جو قریش کے بارے میں ارادہ کیا ہے اس سے انہیں خبردار و خائف کر دیا ہے اس سے وہ خط لے لو لیکن اس کو جانے دو۔ (حاطب وہی تھے جو ۶ھ میں مقوقس کے پاس آپؐ کی جانب سے سفارت لے کر گئے تھے)

یہ دونوں حضرات روانہ ہوئے۔ مقام خلیقہ پر اس عورت کو پالیا۔ یہ بنی ابی احمد کا خلیقہ کہلاتا تھا اس کی سواری میں اس خط کو ڈھونڈا وہاں کچھ نہ پایا۔ حضرت علیؑ نے اس سے کہا میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ نہ اللہ کا رسول جھوٹا ہے اور نہ ہم ہی جھوٹے ہیں خط ہم کو دے دو ورنہ ہم تمہارے جسم کی تلاشی لینے پر مجبور ہوں گے۔ جب اس نے آپ کو انتہائی مستعد پایا تو کہا آپ ٹھہر جائیں۔ آپ رک گئے۔ اس نے اپنے سر کا جوڑا کھولا اور وہ خط نکال کر آپ کو دیدیا۔ آپ وہ خط لے کر حاضر خدمت رسولؐ ہوئے۔ رسول کریمؐ نے حاطب کو طلب کیا۔ فرمایا حاطب! تم نے ایسا کیوں کیا۔ حاطب نے جواب دیا یا رسول اللہ! بہ خدا میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں میں نے کوئی تغیر و تبدل (دین میں) نہیں کیا لیکن (بات یہ تھی کہ) میں ایسا شخص ہوں جس کا قوم قریش میں کوئی نہ رشتہ دار ہے اور نہ کنبہ والا۔ میرے بال بچے مکہ میں ہیں میں نے چاہا کہ ان پر احسان کردوں تاکہ وہ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دی جائے۔ اس نے نفاق برتا ہے (حکم کی مخالفت کی ہے) رسول اللہ ص نے فرمایا: یہ بدر میں موجود تھا اور عمر! تمہیں کیا معلوم کہ شاید اللہ اصحاب بدر سے واقف ہو اور ان سے یوم بدر کہہ چکا ہو جو چاہو کرو میں نے تم کو معافی دی۔ آیت اتری: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (اے ایمان والو ہمارے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ)

مضمون خط یہ تھا کہ "یہ خط ہے حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے سہیل بن عمرو، عکرمہ بن ابو جہل، صفوان بن امیہ کے نام۔ اما بعد۔ اے گروہ قریش (تمہیں معلوم ہونا چاہیے) رسول کریمؐ تمہارے پاس ایک عظیم لشکر لے کر آرہے ہیں جو سیلاب کی طرح موجزن ہے۔ بہ خدا اگر وہ تنہا بھی تشریف لائیں تو اللہ ان کو کامیاب کرے گا اور اپنا وعدہ (فتح) پورا کرے گا لہٰذا اپنی بابت غور کرلو۔ والسلام"

ایک اور روایت میں یہ الفاظ بتائے گئے ہیں: رسول کریمؐ نے جنگ کا اعلان کردیا ہے اور مجھے بجز تمہارے ان کا کوئی اور ہدف نظر نہیں آرہا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم پر یہ میرا احسان رہے۔"

بہر حال قریش کے پاس اس خط کا بھیجنا افشاء راز رسول کا مترادف تھا جبکہ آپؐ اخفاء کا حکم دے چکے تھے۔ بلاشبہ اگر حاطب مجاہدین غزوۂ بدر میں سے نہ ہوتے تو رسول کریمؐ ضرور سزا دیتے، تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمرؓ اس کی گردن مارنا چاہتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جناب حاطبؓ سے کہا اللہ تمہیں مارے تم نہیں دیکھ رہے تھے کہ رسول کریمؐ اس کو چھپا رہے تھے اور تم نے قریش کو خط لکھ مارا۔

بالآخر رسول کریمؐ سفر پر روانہ ہوگئے۔ مدینہ پر ابورہم کلثوم بن حصین بن خلف الغفاری اور بقولے ابن ام مکتوم کو عامل بنایا حافظ دمیاطی ابن ام مکتوم ہی کے تقرر کو حتمی سمجھتے ہیں۔

آپؐ ۱۰ رمضان ۸ھ (اول جنوری ۶۳۰ء) کو روانہ ہوئے۔ رسول کریمؐ اور دیگر رفقاء سفر سب روزے سے تھے۔

جب کدید پر جو عسفان و آمج کے درمیان ہے پہنچے تو رسولِ کریمؐ نے روزہ افطار کیا پھر آپؐ چلے یہاں تک کہ مر الظہران پہنچے آپؐ کے ساتھ اس وقت دس ہزار مسلمان تھے۔ آپ نے گردو پیش کے اعراب کی طرف آدمی بھیجے تھے اور ان کو بلایا تھا۔ یہ اعراب اسلم، غفار، اشجع، سلیم کے قبیلوں سے متعلق تھے آپؐ نے ہر طرف اپنے سفرا بھیجے تھے (تاکہ مسلمان اکٹھے ہوں) بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف مدینہ سے دس ہزار مسلمان لے کر آپؐ نکلے تھے۔ پھر دو ہزار راستہ میں مل گئے اور مجموعی تعداد بارہ ہزار ہو گئی اور اس سفر میں کوئی مہاجر و انصار پیچھے نہیں رہا۔

سیرۃ الحلبیہ میں تعداد لشکر کی تفصیل یوں ہے:۔

٧٠٠	مہاجرین	اور ان کے ساتھ	٣٠٠	گھوڑے
٤٠٠٠	انصار	اور ان کے ساتھ	٥٠٠	گھوڑے
١٠٠٠	قبیلہ مزینہ کے افراد	اور ان کے ساتھ	١٠٠	گھوڑے
٤٠٠	قبیلہ اسلم کے افراد	اور ان کے ساتھ	٣٠	گھوڑے
٨٠٠	جہینہ کے افراد	اور ان کے ساتھ	٥٠	گھوڑے
٦٩٠٠	افراد		٩٨٠	گھوڑے

لیکن یہ تعداد مشہور تعداد سے بہت کم ہے بلکہ جو مدینہ سے ساتھ ہوئے تھے ان کی تعداد سے بھی یہ اعداد کم ہیں۔
ازواجِ مطہرات میں سے آپؐ کے ہمراہ ام سلمہؓ اور میمونہؓ تھیں۔ آپؐ عصر کے بعد روانہ ہوئے تھے۔ رسولِ کریمؐ نے ان دنوں روزے نہیں رکھے تاکہ مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو، یہاں تک کہ مہینہ گذر گیا۔ آپؐ ماہِ رمضان ختم ہونے سے پہلے بھی مکہ آ سکتے تھے لیکن آپؐ سازو سامانِ جنگ کے ساتھ تھے (اس لیے نہیں آئے) قریش تمام خبروں سے غافل رہے اور ان کو آپؐ کے متعلق کسی قسم کی خبر نہ ملی اور نہ ہی وہ یہ جان سکے کہ آپؐ کیا کرنے والے ہیں۔

اس رات ابو سفیان، حکیم بن حزام، بدیل بن ورقا الخزاعی آپؐ کی جاسوسی کے لیے نکلے وہ لوگ چلتے رہے یہاں تک کہ مر الظہران پہنچے۔ جناب عباس جو مکہ سے نکل چکے تھے کہتے ہیں کہ میں نے ابو سفیان کو کہتے ہوئے سنا۔ میں نے آج کی ایسی آگ کبھی نہیں دیکھی۔ بدیل نے کہا یہ خزاعہ کے چولہوں کی آگ ہے ان کو جنگ نے مشتعل کیا ہے۔ ابو سفیان نے کہا بھلا یہ خزاعہ کہاں وہ اس سے حقیر و کمتر ہیں۔ جناب عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آواز پہچان لی۔ میں نے کہا ابو حنظلہ! (ابو سفیان) ابو سفیان بولا (کون) ابو الفضل (عباس)، میں نے کہا ہاں ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہیں حاضر ہوں یہ تمہارے عقب میں کیا ہو رہا ہے۔ میں نے کہا میرے عقب میں رسول کریمؐ ہیں جو تمہارے پاس اس طرح آئے ہیں کہ اس سے پہلے اس طرح نہ آئے ہونگے۔ دس ہزار مسلمانوں کا لشکر لے کر آئے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا میری بابت کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا اس خچر کے پیچھے بیٹھ جاؤ میں رسول کریمؐ سے تمہاری جان بخشی کی درخواست کرونگا۔ بخدا اگر تم پر وہ فتح یاب ہو گئے تو گردن اڑائے بغیر

نہ رہیں گے۔ پھر وہ میرے پیچھے بیٹھ گیا۔ پھر میں رسول اللہ کے خچر پر بیٹھا ہوا اس کو لے کر نکلا۔ یہاں تک کہ میرا گذر عمر بن خطابؓ کے "آتش کدہ" کے پاس ہوا۔ انھوں نے ابوسفیان سے کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے بغیر کسی عہد و معاہدہ کے تجھ پر قدرت بخشی پھر وہ رسول کریم کی طرف بھاگے میں خچر پر سوار پیچھے ابوسفیان کو بٹھائے ہوئے چلا یہاں تک کہ باب القبہ پہنچا اور میں عمرؓ سے اتنا پہلے پہنچا جتنا ایک کم رفتار جانور ایک کم رفتار آدمی سے آگے چل سکتا ہے۔ عمرؓ رسول کریمؐ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ دشمن خدا ابوسفیان ہے اور اللہ نے بغیر کسی عہد و معاہدہ کے اس پر تسلط بخشا ہے مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے اس کو پناہ دی ہے۔ پھر میں رسول اللہؐ کے پاس بیٹھ گیا اور آپ کا سر تھام لیا اور میں نے اس کے بارے میں گفتگو شروع کر دی۔ بخدا اس دن میرے سوا کسی نے بھی آپ سے تخلیہ میں گفتگو نہیں کی۔ جب عمرؓ ابوسفیان کے بارے میں زیادتی سے کام لینے لگے تو میں نے کہا کہ تم صرف اس لیے ایسا کر رہے ہو کہ وہ عبدمناف کی اولاد ہے اور اگر وہ عدی بن کعب کی اولاد میں سے ہوتا تو تم ایسا نہ کہتے۔ اس پر عمرؓ نے کہا عباسؓ اس چیز کو چھوڑو۔ بخدا جس دن آپ اسلام لائے تو اگر خطاب بھی اسلام لاتا تو بھی مجھے اس کی بہ نسبت آپ کا اسلام زائد محبوب و عزیز تھا۔ اور یہ اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ رسول کریمؐ کی نگاہ میں آپ کا اسلام خطاب کے اسلام سے اگر وہ اسلام لاتا تو زائد محبوب و عزیز تھا۔

رسول کریمؐ نے فرمایا جاؤ ہم نے اس کو امان دی اور کل سویرے لے کر آنا پھر وہ ابوسفیان کو لے کر اپنے گھر گئے جب صبح ہوئی تو رسول کریمؐ کی خدمت میں لے کر آئے۔ جب آپؐ کی نظر ابوسفیان پر پڑی تو فرمایا ابوسفیان وائے ہو تجھ پر اب بھی وہ وقت نہیں کہ تو سمجھ سکے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان کس قدر آپ رحیم و حلیم و کریم ہیں بخدا میں سوچتا ہوں کہ اگر اللہ کے علاوہ بھی کوئی اور ہوتا تو مجھے ضرور فائدہ دیتا۔ پھر آپ نے فرمایا: وائے تجھ پر ابوسفیان اب بھی وقت نہیں آیا کہ تو سمجھے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ وہ بولا میرے ماں باپ آپ پر فدا کتنے رحیم و حلیم و کریم ہیں آپ ہاں اس کے بارے میں میرے دل میں کچھ ہے۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس سے کہا وائے تجھ پر اس سے پہلے کہ تیری گردن مار دی جائے تو کلمہ شہادت زبان پر جاری کر۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ پھر اس نے کلمہ پڑھا۔ جب ابوسفیان کلمہ پڑھ چکا تو آپؐ نے حضرت عباسؓ سے کہا۔ عباسؓ جاؤ اور اس کو پہاڑ کی چوٹی کے قریب ایک درہ میں محبوس رکھنا یہاں تک کہ اس کے سامنے سے اللہ کا لشکر گذر رہے۔ میں نے آپؐ سے کہا ابوسفیان خود پسند سا آدمی ہے اس کے لیے کچھ کر دیجیے جو اس کی قوم میں (اس کے لیے باعث شان) ہو۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے "جو ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے وہ امان سے جو

مسجد میں ہو وہ مامون، جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ محفوظ" پھر میں نکلا اور اس کو درۂ کوہ میں پہاڑ کی چوٹی کے پاس محبوس کیا۔ پھر اس کے سامنے سے قبیلے گذرنا شروع ہوئے۔ اس نے کہا عباس یہ کون لوگ ہیں۔ میں نے کہا قبیلۂ سلیم۔ اس نے کہا مجھے سلیم سے کیا۔ پھر دوسرا قبیلہ گذرا۔ اس نے کہا یہ کون لوگ ہیں میں نے کہا اسلم۔ اس نے کہا مجھ کو اسلم سے کیا۔ پھر قبیلہ جہینہ گذرا اس نے کہا مجھ کو جہینہ سے کیا۔ پھر رسول کریمؐ "اخضریں لشکر" کے ساتھ نکلے جس میں مہاجرین و انصار تھے اور وہ اس طرح لوہے میں غرق تھے کہ سوائے حدقۂ چشم کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس نے کہا یہ کون لوگ ہیں میں نے کہا یہ رسول اللہ ہیں اور آپ کے ہمرکاب مہاجرین و انصار ہیں۔ اس نے کہا ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت بہت بڑی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا وائے ہو تجھ پر یہ نبوت ہے۔ اس پر ابوسفیان نے بھی کہا ہاں جی ہاں۔ پھر میں نے کہا کہ اس وقت قوم کا تجھ پر حق ہے کہ تم ان کو جاکر ڈراؤ۔ پھر وہ تیزی سے نکلا یہاں تک کہ مکے پہنچا اور مسجد میں جاکر ندا دی: "اے گروہِ قریش! یہ محمدؐ ہیں جو تم پر اس کے قبل اس طرح تمہارے سامنے نہیں آئے۔" ان لوگوں نے کہا پھٹکار ہو تم پر۔ ابوسفیان نے کہا: "جو میرے گھر میں داخل ہو جائے وہ محفوظ ہے۔" قریشیوں نے کہا وائے ہو تجھ پر اپنے گھر سے تو نے ہم کو اب بھی بے نیاز نہیں کیا۔ پھر اس نے کہا: "جو مسجد میں داخل ہو جائے ▪▪ محفوظ جو دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے وہ محفوظ۔" ابن اسحاق کی روایت میں اسی طرح ہے۔ پھر لوگ اپنے اپنے گھروں اور مسجد میں پناہ گزیں ہو گئے۔

موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے کہا ہے کہ عباس کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریمؐ سے عرض کیا کہ ابوسفیان، حکیم اور بدیل کو میں نے پناہ دی ہے اور وہ آپ کی خدمت میں آنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آنے دو۔ وہ آکر آپ کے پاس پوری رات ٹھہرے۔ آپ نے ان سے استفسار احوال کیا دعوت اسلام دی، وحدانیت خدا اور رسالت رسول کی شہادت طلبی کی۔ بدیل و حکیم نے اسلام قبول کیا مگر ابوسفیان نے کہا میں اس چیز کو نہیں جانتا بہ خدا میرے دل میں اس کے لیے کچھ (تامل) باقی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ابوسفیان سے کہا اسلام لا سالم رہے گا۔ ابوسفیان نے کہا میں لات و عزیٰ کے ساتھ کیا کروں۔ حضرت عمرؓ نے کہا ان پر فضلہ گرا۔ حضرت عمرؓ قبہ سے باہر تھے پھر عمر نے کہا بہ خدا اگر تو قبہ سے باہر ہوتا تو میں یہ نہ کہتا۔ ابوسفیان نے کہا وائے ہو تم پر عمر! تم تو فحش گو آدمی ہو۔ مجھ کو میرے عم زادے کے ساتھ چھوڑ دو۔ میں اس سے خود بات کروں گا۔

جن لوگوں نے آپ سے راستہ میں ملاقات کی ان میں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب تھے جو آپ کے حلیمہ سعدیہ سے رضاعی بھائی تھے اور ابوسفیان بن حارث کے ساتھ آپ کا بیٹا جعفر اور عبداللہ بن امیۃ المخزومی تھے جو آپ کی پھوپھی عاتکہ بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور جناب ام سلمہؓ زوجہ رسول کریمؐ کے پدری بھائی بھی تھے کیونکہ جناب ام سلمہؓ کی ماں عاتکہ بنت عامر بن قیس تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ [illegible] رسول کریمؐ سے مشابہ تھے وہ یہ لوگ تھے جعفر بن ابو طالب۔ امام حسن بن علیؓ۔ قثم بن عباس

ابو سفیان بن حارث۔

ابو سفیان بن حارث مقبول شعرا میں سے تھے۔ آپ نے پہلے رسولِ کریمؐ کی ہجو بھی کی تھی، جس کا جواب حسان بن ثابت نے دیا تھا۔

ابو سفیان بن حارث اور جو آپ کے ساتھ تھا اس نے آپؐ سے عقاب پر جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا ملاقات کی، ان دونوں نے رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضری چاہی۔ ام سلمہؓ نے ان دونوں کے بارے میں آپؐ سے گفتگو کی" یا رسول اللہ! یہ آپ کے چچا کا بیٹا، آپ کی پھوپی کا بیٹا ہے اور سسرالی رشتہ دار بھی ہے۔ آپؐ نے کہا رہا اس کا ابن عم ہونا تو اس نے میری بےعزتی کی۔ اب رہا یہ کہ یہ میری پھوپی کا بیٹا ہے اور میرا سسرالی رشتہ دار ہے تو یہ وہی ہے جس نے مکہ میں کہا تھا "بہ خدا ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ ایک سیڑھی بنا کر آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور پھر آپؐ ہاں سے ایک اقرار نامہ اور چار ملائکہ لائیے جو اس پر گواہی دیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے"۔

جب اس بات کی ان کو خبر ملی اُن کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا انھوں نے کہا بہ خدا یا تو وہ اذنِ دخول دیں ورنہ میں اپنے اس بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر زمین میں چلا جاؤں گا یہاں تک کہ بھوکا پیاسا مر جاؤں۔ جب آپؐ کو اس کی خبر ملی تو آپ کو ترس آیا اور آپ نے حاضری کی اجازت دی یہ لوگ حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ پھر ابو سفیان نے اسلام کے بارے میں اشعار کہے جن میں گذشتہ حرکات پر اعتذار تھا۔

حضرت علیؓ نے ابو سفیان بن حارث سے جبکہ وہ اذنِ دخول چاہتے تھے فرمایا کہ تم حضور کے سامنے جانا اور آپؐ سے وہی کہنا جو یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا تھا: تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ (واللہ آپؐ کو خدا نے ہم پر فضیلت دی اور بیشک ہم ہی خطاوار تھے) تو آپ اس کو ناپسند کریں گے کہ کسی کا قول آپ سے بہتر ہو۔ پھر ابو سفیان بن حارث نے ایسا ہی کہا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ (اب آج سے تم پر کوئی الزام نہیں اللہ تمھارے گناہ معاف کرے اور وہ سب سے زائد رحیم ہے)

صحابہ کو افطار کی اجازت

رسولِ کریمؐ سفر کے دوران روزے رکھتے رہے اس لیے کہ وہ مہینہ رمضان کا تھا اور صحابہ بھی روزے سے تھے لیکن جب لوگ کدید کے مقام پر جو عسفان و قدید کے درمیان تھا پہنچے تو آپ نے افطار کیا اور آپؐ کی طرف سے ایک منادی نے ندا کی کہ جو روزہ رکھنا چاہتا ہے وہ روزہ رکھے اور جو افطار کرنا چاہتا ہے وہ افطار کرے۔ بعض دنوں میں ایسا بھی ہوا کہ آپؐ نے اپنے سر و چہرۂ مبارک پر تشنگی کی وجہ سے پانی ڈالا اور آپؐ اس وقت روزہ سے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب مقام کدید پر پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ لوگوں پر روزہ ازحد شاق ہے اور وہ منتظر ہیں کہ آپؐ کیا کرتے ہیں۔ آپ بعد عصر سواری پر تشریف فرما ہوئے اور جام آبی طلب کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں دودھ تھا آپ نے اس کو نوش کیا۔ پھر ایک دوسرے شخص کو جو آپ کے پہلو میں تھا دیا۔ اس نے بھی پیا اس کے بعد آپؐ سے کہا گیا کہ بعض لوگوں نے روزے رکھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ نافرمان ہیں کیونکہ انھوں نے خدا کی نافرمانی کی۔ اس نے ان کو افطار کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ وہ دشمن سے قتال میں قوت وطاقت سے کام لے سکیں۔ چنانچہ جب اصحاب دشمن سے قریب ہونے لگے تو آپؐ نے فرمایا: "تم لوگ دشمن سے قریب ہو چکے ہو اور افطار تمھاری قوت کا باعث ہوگا۔" پھر آپؐ نے روزے نہیں رکھے یہاں تک کہ رمضان گذر گیا۔ رسول کریمؐ نے پرانے کپڑے کے چھوٹے بڑے جھنڈے تیار کیے اور مختلف قبائل کو عطا کیے۔

بنی سلیم کو لوا (چھوٹا جھنڈا) اور رایت (بڑا جھنڈا) دونوں دیے۔ بنی غفار کو رایت دیا بنی اسلم کو دو لواء دیے بنی کعب کو رایت دیا۔ بنی مزینہ کو تین لواء دیے۔ بنی جہینہ کو چار لواء دیے۔ بنی بکر کی ایک جماعت مسلمان ہوئی تھی، اس کو ایک لواء دیا بنی اشجع کو دو لواء دیے۔

آگ

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران پر اترے تو آپؐ نے اصحاب کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ صحابہ نے دس ہزار چولھے روشن کیے تاکہ قریش اس کا نظارہ کریں یا جب اس کی خبر سنیں تو کثرت تعداد سے ڈر جائیں۔ پہرے پر حضرت عمرؓ کو مقرر کیا گیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ جب رسولِ کریمؐ مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو کوئی یہ کہتا تھا کہ آپ قریش کا ارادہ رکھتے ہیں کوئی کہتا تھا کہ آپؐ ہوازن کی طرف جا رہے ہیں کسی کا یہ خیال تھا کہ آپؐ کی منزل بنی ثقیف ہیں۔ پھر رسول کریمؐ نے دعا کی کہ اللہ ان تک کسی قسم کی خبر نہ پہنچنے دے۔ اللہ نے اپنے رسول کی دعا مستجاب کی اور اہل مکہ سے تمام حالات پوشیدہ رہے اور آپؐ کی روانگی کی خبر ان کو اس وقت ملی جب وہ مغموم و محزون اور خوفزدہ ہو رہے تھے۔

آپؐ نے لشکر کو بہت تیز چلایا۔ آپؐ مرالظہران ساتویں یا آٹھویں دن پہنچ گئے۔ حالانکہ وہ مکہ سے صرف ایک منزل کی راہ تھی۔

جب ابوسفیان بن حرب نے چولھوں کی کثرت دیکھی تو کہنے لگا کہ میں نے آج کی رات جتنی آگ اور لشکر دیکھا کبھی نہیں دیکھا۔

رسولِ کریمؐ نے ہر قبیلہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے علمدار کے جھنڈے کے ساتھ رہیں اور قوت و سامان کی نمائش

کریں۔ قبائل اپنے قائدین کے ساتھ اور لشکر اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزر رہے تھے۔ قبائل کو دستوں کی شکل میں تقسیم کر دیا تھا۔ لشکر کے گذرنے کے دوران ابوسفیان کھڑا ہو کر برابر دیکھ رہا تھا۔ سب سے پہلے خالد بن ولید بنی سلیم کے ساتھ گذرے ان کے عقب میں زبیر بن عوام پھر بنی غفار کا دستہ جن کا علم ابوذر کے ہاتھ میں تھا گذرا۔ اسی طرح سارا لشکر گذرتا رہا جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ال جب سعد بن عباد ابوسفیان کے مقابل سے گذرے تو کہنے لگے ابوسفیان! آج معرکہ کا دن ہے آج کعبہ حلال کر دیا جائے گا۔ ابوسفیان نے کہا عباس! یوم ہلاکت کا کیا کہنا۔ سعد بن عبادہ کا یہ فقرہ ایک صحابی نے سنا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں سعد سے قریش پر حملہ کا خوف ہے۔ آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ سعد سے علم لے لو۔ پھر بعد میں آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ سعد کے لڑکے کو علم دے دو۔ آپ کو سعد کی خاطر شکنی کا خیال آیا لہذا علم کو ان کے بیٹے کی تحویل میں دینے کا حکم دیا۔ رسول کریم نے حکم دیا کہ علم نبوی کو حجون میں نصب کیا جائے حلبی نے "السیرۃ" میں کہا ہے کہ اسی جگہ ایک مسجد بنائی گئی جس کو "مسجد الرایۃ" کہا جاتا ہے۔

رسول کریم مکہ میں بلندی کے راستہ سے داخل ہوئے اور خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں کو اپنے زیرین راستہ سے داخل ہونے کا حکم دیا۔

بخاری نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریمؐ "یوم فتح" کو مکہ کے بالائی راستہ سے داخل ہوئے آپؐ ناقہ قصوا پر بیٹھے ہوئے، آپ کے پیچھے اسامہ بن زید بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپؐ نے اس فتح عظیم و کثرت تعداد مسلمین کا مشاہدہ کیا تو ازراہ تواضع وانکسار سر مبارک کو سواری پر جھکائے ہوئے داخل مکہ ہوئے۔ زبان اطہر پر یہ فقرہ تھا۔ بارالہا! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔" آپ دوشنبہ کے دن مکہ میں نزول فرمائے اجلال ہوئے۔ سرخ رنگ کی یمنی چادر کا ایک پارچہ جسم مبارک پر ڈالے ہوئے تھے۔

جس دن آپؐ مکہ میں داخل ہوئے ہیں اس دن آپؐ کا لواء سفید تھا اور رایت سیاہ رنگ کا تھا جس کا نام عقاب تھا یہ جناب عائشہؓ کی چادر سے تیار ہوا تھا اور یہ وہی علم تھا جو خیبر کے دن (حضرت علیؓ کے ہاتھ میں) تھا۔ داخلہ مکہ کے لیے آپؐ نے غسل فرمایا تھا۔

رسول کریمؐ نے قائدین لشکر کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ جنگ سے دست کش رہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "صرف اس سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرے۔"

خالد بن ولید چلے یہاں تک کہ زیرین حصہ سے مکہ پہنچے وہاں بنی بکر و بنی حارث اور بنی ہذیل کے کچھ لوگ جمع تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن سے قریش نے مدد طلب کی تھی۔ انھوں نے خالد سے قتال کیا اور ان کو داخل ہونے سے روکا۔ ہتھیار کھینچے اور تیر اندازی کی اور کہنے لگے تم زبردستی داخل نہیں ہو سکتے۔ خالد نے اپنے ساتھیوں کو للکارا اور ان سے جنگ شروع کر دی ان کو بہت بری شکست ہوئی۔ بنی بکر کے ۲۴ آدمی مارے گئے۔ ہذیل کے چار۔ یہاں تک کہ جنگ جزورہ تک پہنچی جو مکہ کا ایک

بازار تھا پھر وہ لوگ گھروں میں گھس گئے اور ان میں سے ایک گروہ پہاڑ پر بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا۔ حکیم بن حزام اور ابوسفیان چیخے "اے گروہ قریش کیوں اپنی جانوں کو تباہ کر رہے ہو، جو میرے گھر میں آجائے وہ محفوظ، جو ہتھیار رکھ دے محفوظ" وہ سب گھروں میں گھس گئے اور دروازے بند کر لیے اور ہتھیاروں کو راستہ میں چھوڑ دیا، جس کو مسلمانوں نے اٹھا لیا۔ مسلمانوں میں دو شخص قتل کیے گئے جو راستہ بھول گئے تھے کرز بن جابر الفہری، دوسرے خالد اشقر الخزاعی۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے خالد سے اطمینان کے بعد فرمایا: "تم نے جنگ کی، حالانکہ ہم نے تم کو جنگ سے منع کیا تھا"۔ خالد نے کہا جنگ کی ابتدا انھوں نے کی اور ہم پر تیر پھینکے، جتنا ممکن ہوسکا میں نے ہاتھ روکے۔ آپ نے فرمایا خدا کا فیصلہ بہتر ہوتا ہے۔

آپ مکہ میں جب داخل ہوئے تو رمضان کے دس دن رہ گئے تھے (جنوری ۶۳۰ء) آپ کے ہمراہ ازواج میں سے جناب ام سلمہؓ اور جناب میمونہؓ تھیں۔ ام سلمہؓ ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کی بیٹی تھیں اور آپ کا نام ہند تھا۔ جناب میمونہؓ حارث کی بیٹی تھیں اور خالد بن ولید کی خالہ تھیں۔

جن کے قتل کا حکم صادر فرمایا گیا

رسول کریم نے چند لوگوں کو امان سے مستثنیٰ کر دیا تھا اور ان کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ یہ پندرہ مرد و عورت تھے، ان کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ عبداللہ بن ابی سرح بن حارث العامری (عثمان بن عفان کا رضاعی بھائی)

۲۔ عبداللہ بن خطل

۳۔ عکرمہ بن ابوجہل

۴۔ حویرث بن نقید

۵۔ مقیس بن حبابہ

۶۔ ہبار بن اسود بن المطلب

۷۔ کعب بن زہیر بن ابی سلمی المزنی

۸۔ حارث بن ہشام المخزومی (یہ ابوجہل کا پدری بھائی تھا)

۹۔ زہیر بن امیۃ المخزومی (ام سلمہ کا بھائی)

۱۰۔ صفوان بن امیہ بن خلف الجمحی

۱۱۔ وحشی بن حرب (جناب حمزہ کا قاتل)

یہ تو مردوں کے نام تھے، جن عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا وہ یہ تھیں۔

۱۲-۱۳-۱- دوگانے والیاں جو عبداللہ بن خطل کے پاس رہتی تھیں اور رسول کریمؐ نیز مسلمانوں کی شان میں ہجو یہ اشعار گاتی تھیں۔

۱۴- سارہ، بنی مطلب بن عبد مناف کی آزاد کردہ لونڈی۔

۱۵- ہند بن عتبہ ابوسفیان کی زوجہ۔ امیر معاویہ کی ماں۔

لیکن ہوا یہ کہ ان میں اکثر بچ گئے اور بعد میں مسلمان ہو گئے۔ اب ہم ان افراد کے "اسباب حکم قتل" کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) عبداللہ بن ابی سرح۔ یہ اسلام لایا تھا پھر مرتد ہو گیا اور مکہ چلا گیا اور رسول کریمؐ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا جس کی بنا پر یوم فتح آپؐ کو اس کا خون مباح کرنا پڑا۔ جب اس کو اس چیز کا پتہ چلا تو وہ حضرت عثمانؓ بن عفان کے پاس پناہ کے لیے آیا کیونکہ یہ اس کے رضاعی بھائی تھے وہ کہنے لگا میرے بھائی! اس کے قبل کہ میری گردن ماری جائے تم رسول کریمؐ سے میرے لیے امان لے لو پھر حضرت عثمان نے اس کو غائب کر دیا یہاں تک کہ لوگ پرسکون و مطمئن ہو گئے پھر وہ اس کو لے کر رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عثمان نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اس کو پناہ دی ہے۔ اس نے آپؐ کی بیعت کرنا چاہی آپؐ نے کئی بار اعراض کیا۔ پھر فرمایا اچھا اور ہاتھ بڑھا دیا۔ عبداللہ نے بیعت کی اسلام لائے اور ان کا اسلام بہتر رہا۔

سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ رسول کریمؐ نے عبداللہ بن ابی سرح کے قتل کا حکم اس لیے دیا تھا کہ جب وہ قبل فتح مکہ اسلام لایا تھا تو وہ رسول کریمؐ کے املاء سے وحی لکھتا تھا لیکن جب آپؐ سمیعاً بصیراً املا کراتے تو وہ علیماً حکیماً لکھتا اور جب علیماً حکیماً لکھواتے تو وہ غفوراً رحیماً لکھتا اور وہ ایسی ایسی خیانتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی زبان سے یہ فقرہ نکلا کہ محمدؐ نہیں جانتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر جب اس کی خیانت ظاہر ہو گئی تو مدینہ میں قیام اس کے لیے ناممکن ہو گیا وہ مرتد ہو گیا اور پھر نکلے بھاگ گیا اور کہا جاتا ہے کہ جب اس نے آیۃ " وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ " تک لکھی تو اس کو تفصیل خلقت انسان سے تعجب ہوا اور اس کے پہلے کہ رسولِ کریمؐ اس کو املا کرائیں اس نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اس کو لکھ لے آیت یوں ہی اتری ہے۔ اس پر عبداللہ نے کہا کہ اگر محمدؐ نبی ہیں اور ان پر وحی ہوتی ہے تو میں بھی نبی ہوں اور مجھ پر بھی وحی ہوتی ہے پھر وہ مرتد ہو گیا اور مکہ چلا گیا اور قریش سے کہتا تھا کہ میں محمدؐ کو جس طرح چاہتا تھا چکر دیتا تھا وہ مجھے " عزیزٌ حکیم " لکھواتے تھے تو میں کہتا تھا یا " علیمٌ حکیم "۔ تو وہ کہتے ہاں سب کچھ ٹھیک ہے اور جو میں کہتا تھا وہ کہتے کہ لکھو آیت اسی طرح اتری ہے۔

استاد " درمنجم " نے " حیاتِ محمدؐ " میں اس کا نام عبداللہ بن سعد لکھ کر غلطی کی ہے صحیح وہی نام ہے جو ہم نے لکھا ہے۔

(۲) عبداللہ بن خطل۔ یہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جو قبل فتح مدینہ آئے اور اسلام لائے اس کا نام عبدالعزی تھا۔ رسول کریمؐ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اس کو مال صدقہ لینے کے لیے بھیجا۔ ایک انصاری کو خدمت کے لیے اس کے

ساتھ کردیا۔ یہ ایک جگہ اُترا اور اس انصاری کو ایک بکرا ذبح کرنے اور کھانا تیار کرنے کا حکم دیا پھر یہ سو گیا جب جاگا تو دیکھا کہ کچھ تیار نہیں ہوا اور وہ انصاری سو رہا ہے۔ یہ اس پر سخت غضبناک ہوا اور انصاری کو قتل کر دیا۔ پھر یہ مرتد ہو کر مشرک ہو گیا۔ یہ شاعر تھا اس نے رسول کریمؐ کی اپنے اشعار میں ہجو کی اس کے پاس دو گانے والیاں تھیں جو رسول کریمؐ کی شان میں ہجویہ اشعار گایا کرتی تھیں۔ فتح مکہ کے دن یہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ زرہ پہنی، ہاتھ میں نیزہ لیا اور قسم کھائی کہ وہ محمد کو زبردستی داخل نہ ہونے دیگا۔ لیکن جب اس نے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو ڈر گیا اور خانہ کعبہ چلا گیا اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس کے دامن سے لپٹ گیا۔ رسولِ کریمؐ نے اس کو طواف کے وقت اس حال میں دیکھا آپؐ نے فرمایا اس کو قتل کر دو، کعبہ نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور حد واجب کے قائم ہونے سے نہیں روکتا۔ پھر وہ قتل کر دیا گیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ اس کا قاتل کون تھا۔ اب رہیں [illegible] دوگانے والیاں۔ ان میں سے ایک کا نام فرتنا اور دوسری کا قریبہ تھا۔ قریبہ قتل کر دی گئی۔ فرتنا کے لیے رسولِ کریمؐ سے امان طلب کی گئی۔ آپؐ نے امان دی وہ اسلام لائی اور دورِ حکومت عثمانؓ تک زندہ رہی۔

(۳) عکرمہ بن ابو جہل۔ رسولِ کریمؐ نے ان کے بھی قتل کا حکم دیا تھا کیونکہ یہ رسول کریمؐ کے شدید دشمن تھے اور مسلمانوں پر انتہائی متشدد تھے۔ جب ان کو خبر ملی کہ آپؐ نے ان کا خون مباح کر دیا تو یہ بھاگ گئے تاکہ کسی کنوئیں میں گر کر مر جائیں یا شہروں شہروں مارے پھریں اور مر جائیں۔

ان کی زوجہ ام حکیم تھیں جو حارثؓ بن ہشام کی بیٹی تھیں اور یہ ان کے پہلے اسلام لاچکی تھیں۔ انھوں نے رسول کریمؐ سے اُن کے لیے امان چاہی۔ رسولِ کریمؐ نے امان دیتے ہوئے فرمایا وہ مامون ہے۔ یہ اس کی تلاش میں نکلیں اور ان کو ڈھونڈ لیا۔ پھر وہ ام حکیم کے ساتھ واپس آئے اور رسول کریمؐ کے سامنے اسلام لائے۔ اس کے بعد یہ افاضل صحابہ میں شمار ہوئے خالد بن ولید ان کے چچازاد بھائی تھے۔ جناب عکرمہ یرموک میں قتل ہوئے۔

(۴) حویرث بن نقید۔ رسول کریمؐ نے اس کا بھی خون مباح کر دیا تھا کیوں کہ یہ آپ کی شان میں گستاخانہ کلام کرتا اور ہجویہ اشعار کہتا اور جب آپؐ مکہ میں تھے تو آپ کو شدید تکلیفیں پہنچائیں۔ جس وقت جناب زینبؓ ہجرت کر رہی تھیں تو یہ جناب زینبؓ کے اونٹ کے نیزہ مارنے میں ہبار بن اسود کا شریک تھا۔ اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قتل کیا۔

(۵) مقیس بن صبابہ۔ یہ اسلام لاچکا تھا۔ پھر یہ ایک انصاری کے پاس آیا اور اس کو قتل کر دیا کیونکہ اس انصاری نے اس کے بھائی ہشام بن صبابہ کو "غزوہ ذی قرد" میں غلطی سے دشمن سمجھتے ہوئے قتل کر دیا تھا۔ مقیس آیا اس نے خون بہا بھی لیا اور اس انصاری کو بھی قتل کر دیا۔ پھر مرتد ہو گیا اور قریش کے پاس چلا گیا۔ رسول کریمؐ نے اس کا خون مباح کر دیا۔ پھر اس کو اس کے ہی ہم قوم نمیلہ بن عبداللیثی نے قتل کر دیا۔

(۶) ہبار بن اسود۔ یہ مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچاتا تھا۔ جب جناب زینبؓ ہجرت کر رہی تھیں تو یہ سدِّ راہ ہوا اور اس نے آپ کے اونٹ کو بھڑکا دیا جس سے آپ پتھر پر گر پڑی تھیں اور حمل ساقط ہو گیا تھا۔ پھر آپ مسلسل بیمار رہیں یہاں تک کہ انتقال

فرمایا۔ اس بھڑکانے میں حویرث بن نقید بھی شریک تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ یوم فتح اُس کا بھی خون مباح کر دیا گیا تو۔ بھاگ کر چھپ گیا۔ پھر رسول کریمؐ کے پاس آکر اعتراف گناہ کیا۔ رحمۃ اللعالمینؐ نے معاف کر دیا اور مسلمانوں کو اس پر دشنام طرازی سے منع فرمایا حالانکہ یہی جنابِ زینبؓ کی موت کا سبب بنا تھا۔

(۷) کعب بن زہیر۔ یہ شاعر تھے اور رسولِ کریمؐ کی ہجو کہتے تھے اور یہ اپنے بھائی بجیر کو اسلام لانے کی وجہ سے عیب لگایا کرتے تھے۔ آپؐ نے ان کا خون مباح کر دیا۔ جب ان کو خبر ملی کہ آپؐ نے حکم قتل صادر فرمایا ہے تو ڈر گئے اور مکہ سے روانہ ہوئے مدینہ آئے اور اس وقت رسول کریمؐ فتح مکہ سے واپس آچکے تھے۔ آپؐ کے روبرو اسلام لائے اور اپنا مشہور قصیدہ پڑھا جس کا پہلا مصرعہ یہ تھا: "بانت سعاد فقلبی الیوم مقبول" اور اسی قصیدہ میں یہ شعر ہے: "ان الرسول لنور یستضاء به ؞ مهند من سیوف الله مسلول" (یہ رسولؐ ایسے نور ہیں جن سے کھچی ہوئی خدائی تلواریں نور حاصل کرتی ہیں) جب انھوں نے یہ شعر پڑھا تو آپؐ کے دوش پر چادر تھی، آپؐ نے ان کی طرف پھینک دی۔ امیر معاویہؓ نے اپنے دورِ حکومت میں اس چادر کے لیے دس ہزار درہم دینا چاہے تو انھوں نے کہا کہ میں رسولِ کریمؐ کے پیرہن سے جو آپؐ نے مجھ کو دیا کسی اور کو کرم و سرفراز نہیں کر سکتا۔ جب آپ مر گئے تو معاویہؓ نے آپ کے ورثا کے پاس بیس ہزار درہم بھیجے اور یہ چادر اُن سے لے لی اور یہ وہی چادر تھی جو سلاطین کے پاس رہی اور وہ اس کو تقریبات عید پر پہنتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ چادر حملۂ تاتار کے وقت گم ہو گئی۔ کعب بن زہیر چوٹی کے شعراء میں سے تھے اور اسی طرح ان کے باپ زہیر، بھائی بجیر، بیٹا عقبہ بن کعب اور پوتا عوام بن عقبہ بھی بلند پایہ شعراء میں سے تھے۔

(۸) حارث بن ہشام۔ یہ رسول کریمؐ اور مسلمانوں پر سختیاں کرتے تھے۔ عبدالرحمٰن ابن حارث بن ہشام ان ہی کے بیٹے تھے۔

(۹) زہیر بن امیہ۔ یہ بھی حارث بن ہشام کی طرح اپنے کفر میں سخت تھے۔ یوم فتح رسول کریمؐ نے ان دونوں کا خون مباح کر دیا تھا۔ یہ دونوں بھاگ کر ام ہانی کے گھر میں چھپ گئے۔ ام ہانی ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہن تھیں آپ نے ان دونوں کو پناہ دی اور رسول کریمؐ نے ام ہانی کی امان کو امان قرار دیا۔ پھر آپ ان دونوں کو لے کر رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں یہ دونوں اسلام لائے اور ان دونوں کا اسلام بہتر رہا۔

(۱۰) صفوان بن امیہ۔ رسول کریمؐ اور مسلمانوں کی عداوت اور ایذارسانی میں یہ تمام آدمیوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ رسول کریمؐ نے ان کا خون مباح کر دیا یہ چھپ گئے اور دریا میں خودکشی کا ارادہ کیا۔ ان کے چچازاد بھائی عمیر بن وہب الجمحی رسول کریمؐ کے پاس آئے کہنے لگے یا نبی اللہ! صفوان سردار قوم ہے اور وہ بھاگ گیا ہے تاکہ دریا میں ڈوب کر جان دے دے آپ اس کو پناہ دیں آپ ہر احمر و اسود کو امان دی ہے رسول کریمؐ نے فرمایا اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرو اس کو امان دی گئی۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ کوئی ایسی نشانی دیجئے بس کو وہ آپ کی "امان" کی نشانی سمجھے میں نے اس سے پلٹنے کے لیے کہا تھا اسے کہا میں اس وقت تک نہیں پلٹوں گا جب تک کوئی ایسی نشانی نہ لاؤ گے جو میری پہچانی ہوئی ہو۔ رسول کریمؐ نے

ان کو اپنا عمامہ دیا جو آپ مکہ میں داخل ہوتے وقت باندھے تھے۔ یہ فوراً اس سے جا کر ملے اور وہ اس وقت دریا میں کودنے ہی والے تھے صفوان نے دیکھ کر کہا مجھ سے دور رہو اور کوئی بات نہ کرو۔ انھوں نے کہا صفوان! تجھ پر میرے ماں باپ فدا میں ایسے شخص کی خدمت سے تیرے پاس آیا ہوں جو سب سے افضل، رحیم، حلیم اور بہتر ہے اور وہ تیرا ابن عم ہے اس کی عزت تیری عزت ہے اس کا شرف تیرا شرف ہے اس کا ملک تیرا ملک ہے۔ صفوان نے کہا مجھے ان سے اپنی جان کا خطرہ ہے! انھوں نے کہا وہ اس سے کہیں حلیم اور برتر ہیں پھر اسے وہ عمامہ دکھایا جو ساتھ لائے تھے۔ پھر وہ اس کے ساتھ پلٹے اور رسول کریمؐ کے روبرو آکر کھڑے ہو گئے کہنے لگے یہ شخص یہ خیال کرتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے آپؐ نے فرمایا سچ کہتا ہے۔ صفوان نے کہا مجھے دو مہینہ تک خود مختار رکھیئے۔ آپؐ نے کہا بلکہ چار مہینے تک۔ پھر جب آپؐ جنگ ہوازن کے لیے نکلے تو ان سے چالیس ہزار درہم قرض طلب کیے اور وہ زرہیں مانگیں جو ان کے پاس تھیں۔ انھوں نے کہا محمدؐ! زبردستی رجا ہتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا نہیں عاریتاً چاہتا ہوں پلٹا دی جائیں گی۔ پھر جب رسول کریمؐ جنگ ہوازن کے لیے روانہ ہوئے تو یہ بھی ہمرکاب تھے اور آپؐ سے پیچھے چل رہے تھے جب آپؐ نے ہوازن کا مال غنیمت حنین میں تقسیم کیا تو ان کو سو اونٹ دیے پھر سو دیے پھر اور سو دیے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ یہ اس درہ کو دیکھ رہے ہیں جو اونٹوں اور بکریوں سے چھلک رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تمھیں پسند ہے انھوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ اس میں ہے وہ سب تمھارے لیے ہے۔ صفوان نے ان تمام چیزوں پر قبضہ کیا اور کہنے لگے بادشاہوں کے دل ایسے اچھے نہیں ہوتے اس طرح کا نفس نفیس سوائے نبی کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا پھر کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اسلام لائے اور ان کا اسلام بہتر رہا اور جو مہلت طلب کی تھی اس کو ترک کر دیا۔

(۱۱) وحشی بن حرب۔ رسول کریمؐ نے اس کا بھی خون مباح کر دیا تھا کیونکہ اس نے جناب حمزہ کو احد کے دن قتل کیا تھا اور صحابہ کرام اس کے قتل کے شدید آرزو مند تھے جب کہ فتح ہوا تو یہ طائف بھاگ گیا پھر جب طائف کا وفد اسلام لانے کے لیے وہاں سے چلا تو اس پر تمام راستے تنگ ہو گئے پھر یہ بھی نکلا، آیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا۔ پھر جب حضرت ابو بکرؓ کے دور میں اہل ردہ سے قتال کے لیے لشکر چلا تو یہ بھی ساتھ تھا تو اس نے اسی تیغہ سے جس سے جناب حمزہ کو شہید کیا تھا مسیلمہ کو قتل کیا وہ کہا کرتا تھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ اس کا بدل ہو گیا ہو گا یعنی اس نے میرے گناہ کو صاف کر دیا ہو گا۔

(۱۲-۱۳) دونوں مغنیہ: ان دونوں کا ذکر گذر چکا ہے۔

(۱۴) سارہ۔ یہ بنی مطلب کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ رسول کریمؐ نے اس کا بھی خون مباح کر دیا تھا۔ کیونکہ یہ مکہ کی مغنیہ تھی اور ہجویہ اشعار گاتی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہی حاطب بن ابی بلتعہ کی نامہ بر تھی۔ یہ مدینہ آئی تنگ دستی کی شکایت کی، طالب کرم ہوئی۔ آپ نے فرمایا تیرا غناء تجھے غنی نہیں کرتا۔ کہنے لگی جب سے بدر میں قریش کے آدمی قتل ہوئے ہیں قریشیوں نے رقص و سرود چھوڑ دیا ہے۔

آپؐ نے اس پر عنایت کی اور اس کے لیے ایک اونٹ سامان خورد و نوش سے بھرا ہوا دیا وہ مکہ واپس آگئی جہاں ابن خطل

اس کو رسول کریمؐ کی ہجو میں اشعار دیتا اور وہ اس کو گاتی۔ فتح مکہ کے وقت وہ چھپ گئی پھر اس نے آپؐ سے امان طلب کی پھر وہ آئی اسلام لائی اور اس کا اسلام بہتر رہا۔ حضرت ابوبکرؓ کے دورِ حکومت تک زندہ رہی۔

(۱۵) ہند بنت عتبہ بن ربیعہ ابوسفیان کی بیوی اور امیر معاویہ کی ماں تھی۔

رسولِ کریمؐ نے اس کا بھی خون مباح کر دیا تھا کیونکہ اس نے احد کے دن آپ کے چچا حمزہؓ کی لاش کو مثلہ کیا تھا اور آپ کا جگر چبایا تھا۔ فتح مکہ کے دن یہ اپنے شوہر ابوسفیان کے گھر چھپ گئی پھر اسلام لے آئی، کہا جاتا ہے کہ اس کے اور اس کے شوہر کے اسلام لانے میں ایک رات کا فاصلہ ہے۔ ہند خود پسند اور عقلمند عورت تھی۔ یرموک میں جب رومیوں سے قتال ہوا تو یہ ابوسفیان کے ساتھ لشکر میں موجود تھی اور ان عورتوں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ تھیں اور مسلمانوں کو جنگ و قتال پر ابھار رہی تھیں۔

ان تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ نے جن لوگوں کا خون مباح کیا تھا ان کی تعداد پندرہ تھی اور سوائے چار کے سب صحیح و سالم رہے۔ مسٹر میور بھی کہتے ہیں کہ جو قتل ہوئے ان کی تعداد صرف چار تھی۔

عتبہ، معتب پسرانِ ابولہب پوشیدہ ہو گئے پھر اسلام لے آئے۔ سہیل بن عمرو بھی پوشیدہ ہو گئے تھے۔ ان کا بیٹا مسلمان ہو ہی چکا تھا پھر یہ بھی جعرانہ میں اسلام لے آئے۔

شیخ محمد الخضری بک کی "تاریخ الامم الاسلامیہ" میں صفحہ ۱۸۷ پر ہے "جب آپؐ مکہ میں داخل ہونے لگے تو مجرموں کے قتل کا حکم دیا پھر ان کی اکثریت قتل کر دی گئی" خضری کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مقتولین اقلیت میں تھے نہ کہ اکثریت میں۔

رسول کریمؐ کے لیے مقام حجون پر چرمی قبہ بنایا گیا زبیر بن عوام رایت لیے چلے اور اس قبہ کے پاس نصب کر دیا۔ رسولِ کریمؐ تشریف لائے اس قبہ میں داخل ہوئے۔ آپؐ سے عرض کی گئی کہ آپؐ اپنے مکان میں نہیں اتریں گے؟ آپؐ نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لیے مکان چھوڑے ہیں۔

طواف: جب رسول کریمؐ کعبہ کے پاس مسلمانوں کے ساتھ پہنچے تو آپؐ نے رکن کو محجنہ[1] سے چھوا اور تکبیر فرمائی۔ تمام مسلمانوں نے تکبیر پر تکبیر کہی اور مسلسل تکبیریں کہی گئیں یہاں تک کہ مکہ تکبیروں سے گونج اٹھا پھر رسولِ کریمؐ نے سکوت کا اشارہ کیا اور مشرکین پہاڑوں کے اوپر سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ پھر آپؐ نے سات بار طواف کعبہ کیا۔ محمد بن مسلمہ آپ کے ناقہ کی مہار تھامے ہوئے تھے اور ہر مرتبہ محجنہ سے آپ حجرِ اسود کا استلام فرماتے۔ یہ دوشنبہ کا دن تھا اور رمضان کے ختم ہونے میں دس دن باقی تھے۔ آپؐ حالت احرام میں نہیں تھے۔ جب آپ طواف سے فارغ ہوئے ناقہ سے اترے۔ مقام ابراہیم پر گئے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ زمزم کی طرف مڑے اور فرمایا اگر بنی عبدالمطلب اس پر چھائے ہوئے نہ ہوتے تو میں اس سے ایک ڈول لے لیتا پھر

---

[1] ٹیڑھے سر والے عصا کو کہتے ہیں۔

جناب عباسؓ آپؐ کے لیے ایک ڈول میں آبِ زمزم لائے آپؐ نے پانی نوش فرمایا اور وضو فرمایا۔ مسلمان آبِ وضو پر ٹوٹے پڑتے تھے اور اپنے چہروں پر ڈال رہے تھے مشرکین تعجب سے کہہ رہے تھے اس سے ان سے زائد ہم نے کسی بادشاہ کا اقتدار دیکھا نہ سنا۔

کعبہ میں داخلہ

رسولِ کریمؐ صحن مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ سر پر تلوار لیے کھڑے ہیں آپؐ نے دربان خانہ کعبہ عثمان بن طلحہ کو بلایا ان سے کنجی لی کعبہ میں داخل ہوئے۔ یمانی عمودوں کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی پھر دروازہ خانۂ کعبہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

"نہیں ہے کوئی خدا مگر وہ وحدہٗ لاشریک اس نے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا اپنے بندہ کی مدد کی اور تن تنہا کفر کے لشکروں کو شکست دی۔ سن لو! تمام خاندانی فخر و غرور، خون بہا پچھلی مالی لین دین یہ سب میرے دونوں قدموں کے نیچے ہے مگر صرف دو عہدے کعبہ کی دربانی اور حجاج کی آب رسانی (باقی رکھے جائیں گے) آگاہ ہو کہ غلطی سے قتل کرنا ویسا ہی ہے جیسا کہ عمداً تازیانہ اور لکڑی سے کسی کو قتل کر دیا گیا ہو ان دونوں کا خون بہا چالیس موٹی تازی اونٹنیاں جن کے پیٹ میں بچے ہوں مقرر کیا گیا ہے۔ اے گروہِ قریش! اللہ نے تم سے جاہلی غرور اور آبائی تفاخر کو چھین لیا ہے تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ (انسانو! ہم نے تم کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا۔ پھر تم کو خاندانوں اور قبیلوں میں تعارف و شناسائی کے لیے (تقسیم) کر دیا اللہ کے نزدیک تم میں سب سے برتر وہی ہے جو تقویٰ میں بہتر ہو۔)

اے گروہ قریش! باشندگانِ مکہ! تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا۔ سب نے کہا "بھلائی کریم، ابن کریم! پھر آپؐ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو!"

رسولِ کریمؐ نے سب کو آزاد کر دیا حالانکہ اللہ نے آپ کو اُن کی گردنوں پر اُن کے علی الرغم تسلط بخشا تھا اور وہ سب آپ کے لیے "فیٔ" کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی لیے اہل مکہ کو "طلقاء" کہا جاتا تھا۔[۱]

کعبہ کی کنجی آپؐ نے عثمان بن طلحہ کو واپس کر دی اور فرمایا اے ابو طلحہ کی اولاد اس کنجی کو اپنے پاس رکھو سوائے ظالم کے

---

[۱] اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاویہ کو لکھا تھا "انی لیستوی المولی والمعتق" آزاد کردہ غلام اور آزاد کرنے والا برابر کیسے ہو سکتا ہے یعنی ہم نے تم کو آزاد کیا تھا جب اللہ نے ہم کو تم پر اقتدار بخشا۔ (مصنف محترم)

تم سے کوئی نہیں چھینے گا۔

"آب رسانی" کا عہدہ عباسؓ بن عبدالمطلب کو عطا ہوا۔

اس دن آپ سرداز مکہ تھے حالانکہ یہی وہ مکہ تھا جہاں سے آپؐ نے پریشان ہو کر ہجرت کی تھی لیکن آج آپ کا لشکر مکہ پر مستولی تھا۔ شرک کے برخلاف فیصلہ کیا گیا اور اصنام کو گرا دیا گیا۔

اہلِ مکہ کی بیعت

لوگ مکہ میں رسول کریمؐ کی بیعت کے لیے جمع ہوئے آپؐ ان کے لیے صفا پر بیٹھے اور عمر بن خطاب رسول کریمؐ کے نیچے بیٹھے ہوئے آخذ بیعت تھے لوگ "اطاعتِ خدا و رسول پر" رسول کریمؐ کی بیعت کر رہے تھے اور جو بھی رسول کریم کی بیعت اسلام پر کرتا اسی طرح بیعت کرتا تھا۔ رسول کریم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ ایک شخص کانپتا ہوا آپؐ کے پاس آیا۔ آپؐ نے فرمایا گھبراؤ نہیں میں بادشاہ نہیں ہوں تو اس قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی، اور اس دن اسلام پر بیعت کرنے والوں میں سے معاویہ بن ابوسفیان بھی تھے آپؐ نے فرمایا مرحبا۔ پھر یہ کاتب وحی بھی ہو گئے۔

پھر جب آپؐ مردوں کی بیعت سے فارغ ہو گئے تو عورتوں نے آپؐ کی بیعت کرنا شروع کی۔ خواتین قریش جمع ہو گئیں۔ جن میں ہند بنت عقبہ زوجہ ابوسفیان بھی تھی جو نقاب ڈالے ناقابل شناخت حالت میں تھی۔ اپنے کرتوتوں اور لاشہ جناب حمزہؓ کے ساتھ بدسلوکی سے ڈری ہوئی کہ کہیں رسول کریمؐ گذشتہ جرائم کا مواخذہ نہ کریں۔ جب عورتیں بیعت کے لیے آپ کے قریب آئیں، تو آپؐ نے فرمایا بیعت اس پر کرو کہ تم اللہ کا شریک کسی کو قرار نہ دو گی۔

ہند: بخدا آپؐ ہم سے وہ عہد لے رہے ہیں جو مردوں سے آپ نے نہیں لیا، بہرحال ہم اقرار کرتے ہیں۔

رسول کریمؐ: چوری نہ کرنا۔

ہند: میں ابوسفیان کے مال میں سے تھوڑا بہت لے لیا کرتی تھی پتہ نہیں وہ حلال ہے یا حرام۔

ابوسفیان نے جو اس کے پاس اس وقت پاس کھڑا تھا کہنے لگا جو کچھ تم نے پچھلے دور میں لیا وہ سب حلال ہے۔

رسول کریمؐ: تو ہند بنت عقبہ ہے۔

ہند: ہاں میں وہی ہوں اللہ آپ کو بخشے۔ پچھلی خطائیں معاف کیجیے۔

رسولِ کریمؐ: زنا نہ کرنا۔

ہند: کیا شریف عورت بھی زنا کرتی ہے۔

رسول کریمؐ: اپنے بچوں کو قتل نہ کرنا۔

ہند: جب چھوٹے تھے تو ہم نے پالا، جب بڑے ہوئے تو بدر میں آپؐ نے مار ڈالا اب آپ جانیں اور وہ جانیں

(عمرؓ بن خطاب اس کے اس کہنے سے اتنا ہنسے کہ آنسو نکل آئے)
رسولِ کریمؐ: کسی پر جھوٹا الزام نہ لگانا۔
ہند: یقیناً بہتان لگانا بری بات ہے مگر بعض جگہ تجاوز مناسب ہوتا ہے۔
رسولِ کریمؐ: معروف میں میری نافرمانی نہ کرنا۔
ہند: ہم اس مجلس میں اس ارادہ سے نہیں آئے کہ آپ کی معروف میں نافرمانی کریں گے۔
پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے اخذِ بیعت کو فرمایا اور آپؐ نے عورتوں کے لیے استغفار کیا۔ رسول کریمؐ نہ کسی عورت سے مصافحہ کرتے تھے اور نہ کسی عورت کو چھوتے تھے اور نہ سوائے محرم اور آپ پر حلال شدہ عورتوں کے کوئی عورت آپ کو مس کرتی تھی۔
عورتوں سے صرف آپؐ کلام کے ذریعہ بیعت لیتے۔ جب ہند مسلمان ہو گئی تو اپنے گھر میں رکھے ہوئے بت کے پاس آئی اور اس کو ٹھوکریں ماریں اور کہا "ہم تجھ سے دھوکے میں تھے"۔
امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اسی طرف گئے ہیں کہ رسول کریمؐ کا مکہ میں داخلہ اور قبضہ صلح کے ساتھ ہوا ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے زبردستی فتح کیا بہرحال رسول کریمؐ قریش سے نہیں لڑے اور نہ کسی سپہ سالار کو آپ نے ان سے جنگ کے لیے کہا بلکہ مکہ میں آپ بلا حرب و ضرب داخل ہوئے ہیں اور جس طرح انھوں نے آپ کو پریشان کیا شہر سے نکالا۔ آپ کے قتل کی سازش کی اس کا کوئی انتقام آپ نے نہیں لیا بلکہ اقتدار کے وقت آپ نے ان کو معاف کر دیا یہاں تک کہ داخلہ مکہ کے وقت آپ ایک تلوار بھی حمائل کیے ہوئے نہ تھے۔

بُت شکنی

یوم فتح رسول کریمؐ مکہ میں داخل ہوئے اس وقت کعبہ میں ۳۶۰ بُت تھے۔ عرب کے ہر قبیلہ کا ایک بت تھا۔ بتوں کے پیروں کو سیسہ سے مضبوط کر دیا گیا تھا۔ رسول کریمؐ آئے آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی آپ اس سے ہر صنم کی طرف اشارہ کرتے وہ منہ کے بل گر جاتا۔ آپ فرماتے جاتے: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ؕ (حق آیا اور باطل گیا بلاشبہ باطل مٹ جانے والی چیز ہے) ہبل کے توڑنے کا آپ نے حکم دیا۔ مسجد سے تمام بت نکال دیئے گئے اور جلا دیے گئے۔ کعبہ کے تمام تصاویر مٹا دیے گئے۔ جناب ابراہیم اور جناب اسماعیل کی بھی تصویروں کو جن کے ہاتھوں میں فال کے تیر تھے اور عرب ان کی قسم کھلاتے تھے مٹا دیا گیا۔ رسول کریمؐ کی طرف سے منادی نے مکہ میں ندا کی کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے گھر میں کوئی صنم توڑے بغیر نہ چھوڑے۔ پھر سب نے ان بتوں کو جو ان کے گھروں میں تھے بلا تردد توڑ دیا۔ پھر رسول کریمؐ نے مکہ کے اطراف میں جو بُت تھے ان کے توڑنے کے لیے سریے بھیجے۔ عربوں نے اپنے لیے اصنام

بنا لیے تھے اور اصنام کے لیے گھر بنائے وہاں کی تعظیم کرتے ان کو چڑھاوے چڑھاتے اور ان کا اسی طرح طواف کرتے جس طرح کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ ہر قبیلہ میں ایک صنم ہوتا۔ ان ہی اصنام میں سے عزیٰ۔ مناۃ۔ سواع۔ لوانہ امدیو الکفین بھی تھے۔

پشتِ کعبہ پر اذانِ بلالیؓ

رسولِ کریمؐ نے حضرت بلالؓ کو یوم فتح حکم دیا کہ پشت کعبہ پر اذان دی جائے بعض مکیوں کو آپ کی اذان اچھی نہیں معلوم ہوئی ایک کہنے والے نے کہا "محمدؐ کو اس سیاہ کوّے کے سوا اور کوئی موذن نہیں ملا تھا" حکم بن عاص بولا: "واللہ یہ عظیم حادثہ ہے۔ کہ بنی جمح کا غلام ابو طلحہ کی عمارت پر چیخ رہا ہے۔ مگر ابو سفیان نے اس خوف سے کہ آپ کو اس کی بات کا علم ہو جائے گا کچھ نہ کہا بعض استہزا کرتے اور غصہ میں ان کی آواز کی نقل اتارتے تھے ان لوگوں میں ابو محذورہؓ بھی تھے اور یہ آواز کے لحاظ سے سب سے بہتر تھے۔ جب رسولِ کریمؐ نے سنا تو ان کو حکم دیا کہ اہل مکہ کے لیے اذان دیں اور اس وقت ان کی عمر ۱۶ سال کی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ گئے اور اپنے باپ عثمان کو جو ابو قحافہ کنیت رکھتے تھے پکڑ کر لائے کیونکہ یہ نابینا ہو گئے تھے۔ جب آپؐ نے ان کو دیکھا تو فرمایا تم نے اس شیخ کو گھر ہی میں کیوں نہ رہنے دیا میں خود آجاتا۔ ابوبکرؓ نے کہا یہ اس کے بجائے کہ آپؐ آئیں اس کا فرض ہے کہ وہ آپ کے پاس آئے۔ پھر ابوبکرؓ نے ان کو رسول کریمؐ کے سامنے بٹھایا۔ رسول کریمؐ نے ان کا سینہ چھوا اور فرمایا اسلام لاؤ سلامتی پاؤ گے۔ پھر وہ مسلمان ہوئے اور آپؐ نے ابوبکرؓ کو ان کے باپ کے اسلام کی تبریک دی۔

قابلِ غور بات ہے کہ ابو قحافہ کا اسلام فتح مکہ تک تاخیر میں پڑا رہا اور وہ بیس سال کے بعد اسلام لائے یعنی قریش کے مسلمان ہونے کے بعد۔ مسعودی کہتے ہیں کہ ابو قحافہ نے حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں ۹۹ سال کی عمر میں انتقال کیا (۱۴) اور یہ وہی سال ہے جس میں عمرؓ بن خطاب خلیفہ ہوئے اور یہ اسلام میں پہلے آدمی ہیں جو خلیفہ کے وارث ہوئے ہیں۔

فتح مکہ کے بعد آپؐ ۱۸ دن اور مقیم رہے جیسا کہ بخاری نے یقین سے کہا ہے اور دوران اقامت میں آپؐ نماز قصر ہی پڑھتے رہے کیونکہ ہر آن آپ کو ہوازن کے لیے سفرِ جنگ کا خیال رہتا تھا۔ کیونکہ یہ لوگ آپؐ سے لڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ جب رسول کریمؐ مکہ فتح کر چکے تو جس صنم کی طرف اشارہ کرتے وہ منہ کے بل گر جاتا۔ راشد بن حفص نے اس موقع پر اشعار پڑھے۔ راشد بنی سلیم کے سواع نامی صنم کے دربان تھے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا تمہارا نام؟ انھوں نے کہا غاوی بن ظالم۔ آپؐ نے فرمایا تو راشد بن عبداللہ ہے۔

فتح مکہ کے بعد عرب نے بت پرستی ترک کر دی۔ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے اور رسول کریمؐ کے ساتھ دین قیم کی نشر و اشاعت کے لیے جنگ کی۔ یہ کتنی عظیم کامیابی اور فتح مبین تھی۔

لہ ان کا نام اوس بن معیر بن لوذان بن ربیعہ بن عریج بن سعد بن جمح تھا۔ مگر کنیت مشہور ہو گئی ۵۹ھ مکہ میں انتقال ہوا۔ (مصنف محترم)

اسلام نے صورت کشی، رہبانیت کو حرام کیا۔ انسانی مساوات قائم کی، عورت کی شان بلند کی اور اس کو وہ حقوق دیئے جس سے وہ محروم تھی۔ فسق و فجور کو مٹایا۔ اولاد کو زندہ درگور کرنا، جاہلی جنگیں، انتقام، شراب نوشی، خنزیر کا گوشت۔ جوا، سود، رشوت یہ سب ممنوع قرار دیے حالانکہ یہ چیزیں جاہلیت میں عام تھیں۔ لوگوں میں عدل قائم کیا، ان کے جان و مال کو محفوظ کیا۔ گھروں کا احترام فرض قرار دیا، والدین کی عزت واجب کی۔ بیواؤں اور یتیموں کی حفاظت اور زکوٰۃ فرض کی۔ حیوانات سے بھی مہربانی سے پیش آنے کو کہا۔ اس کے علاوہ دیگر اوامر و نواہی کا اجرا کیا جو کتب شریعت میں تفصیل کے ساتھ مندرج ہیں۔

سریہ خالد بن ولید

عزیٰ

جب رسول کریمؐ ان اصنام کا فیصلہ کر چکے جو کعبہ میں تھے اور "تصاویر" کو مٹا چکے اور اپنے فرمان سے مکّہ کے گھروں کے تمام بتوں کو تڑوا چکے تو آپؐ نے اپنی توجہ اُن اصنام کی طرف مبذول فرمائی جو مکّہ کے آس پاس تھے تاکہ تمام مقامات بت پرستی سے پاک وصاف ہو جائیں اور صرف خدائے واحد کی عبادت کی جائے اور دین صحیح کی بنیادوں کو مضبوط کیا جائے۔

جب آپؐ نے مکہ فتح کر لیا تو ۲۰ رمضان ۸ھ کو خالد بن ولید کو صنم عزیٰ گرانے کے لیے بھیجا۔ خالد تیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس کو جا کر گرایا پھر واپس آ کر رسول کریمؐ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا تو نے کچھ دیکھا؟ خالد نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر تم نے اس کو نہیں گرایا۔ خالد پلٹے اور اس وقت وہ غصّہ کی حالت میں تھے۔ انھوں نے پہنچتے ہی تلوار کھینچ لی۔ ایک بال پریشان سیاہ عورت انھیں آتی ہوئی دکھائی دی۔ دربان نے اس کو دیکھ کر چیخنا شروع کیا۔ خالد نے اس کے ایک ضرب لگائی جس سے وہ دو ٹکڑے ہو گئی۔ پلٹے اور رسول کریمؐ کو آ کر سارا ماجرا سنایا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ عزیٰ تھی اور اب تمھارے شہروں میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکی ہے۔

یہ بت نخلہ میں تھا (جو مکہ سے ایک رات کے فاصلہ پر واقع ہے) یہ بت قریش اور تمام بنی کنانہ کا کہلاتا تھا اور یہ سب سے بڑا بت تھا اس کے مجاور بنی سلیم کے بنی شیبان تھے۔

ابن حبیب کا کہنا ہے کہ عزیٰ ایک درخت تھا نخلہ میں جس کے پاس یہ بت تھا اور غطفان اس کی پرستش کرتے تھے۔ جب رسول کریمؐ نے خالد بن ولید کو بھیجا تو انھوں نے درخت کاٹ دیا گھر ڈھا دیا اور بت توڑ دیا۔ گھر جو تھا وہ عزیٰ پر بنا ہوا تھا اور وہ اس پر اس طرح چڑھاوے چڑھاتے تھے جس طرح کعبہ پر چڑھاتے تھے اس کا طواف کرتے تھے اور اس کے پاس قربانی دیتے تھے۔

سریہ سعد بن زید الاشہلی

منات

منات، اوس وخزرج اور غسان کا صنم تھا اور یہ مشلل میں تھا۔ مناۃ بہت قدیمی بت تھا اور عرب عبد مناف نام رکھا کرتے تھے اور اس کا حج کیا کرتے تھے۔ اوس وخزرج سے زائد اس کی کوئی تعظیم نہیں کرتا تھا۔

رسول کریمؐ نے سعدؓ بن زید انصاری الاشہلی کو منات گرانے کے لیے بھیجا اور یہ واقعہ ۲۴ رمضان کا ہے۔ سعدؓ بیس سواروں کے ساتھ نکلے اور اس تک پہنچ گئے۔ مجاورِ مناۃ نے کہا کیا چاہتے ہو۔ منات کو ڈھانا چاہتے ہیں جواب ملا۔ اس نے کہا "تم اور وہ" سعد نے اس بت کی طرف بڑھنا شروع کیا کہ ایک سیاہ عورت بال پریشان نالہ و آہ کرتی سینہ پیٹتی نکلی۔ سعد نے بڑھ کر ضرب لگائی اور اس کو قتل کر دیا اور ان کے ساتھی صنم کی طرف بڑھے اور اس کو گرا دیا۔ اس کے خزانہ میں کچھ بھی نہ ملا۔

یہ جو ذکر کیا گیا کہ منات کے انہدام کے لیے سعد بن زید گئے تھے۔ تو یہ طبقات ابن سعد کی اتباع میں صاحب مواہب کا قول ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ منات کی طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لے گئے تھے۔

سعد بن زید الاشہلی۔ یہ وہی ہیں جن کو رسول کریمؐ نے بنی قریظہ کے قیدیوں کو نجد لے جا کر ان کے بدلے گھوڑے اور اسلحہ خریدنے کے لیے کہا تھا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جو نجد گئے تھے وہ سعد بن زید بن مالک الاشہلی تھے۔

کتنا مضحکہ خیز ہے ان بت پرستوں کا بت میں اس سیاہ عورت کو چھپانا تاکہ دست درازی کرنے والا ڈر جائے اور پرستاروں کو اس کی قوت و رعب کا احساس رہے۔

سریہ عمروؓ عاص

سواع

ماہ رمضان ۸ھ کو فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ نے عمرو عاص کو سواع کی طرف بھیجا۔ یہ ہذیل کے بت کا نام تھا اور یہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر بطن نخلہ کی رہاط نامی زمین پر تھا اس کے مجاور بنی لحیان تھے۔

عمرو کہتے ہیں کہ جب میں سواع کے پاس پہنچا تو وہاں ایک مجاور دیکھا وہ کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا رسول کریمؐ نے حکم دیا ہے کہ میں اس بت کو گرا دوں۔ اس نے کہا تم ایسا نہ کر سکو گے۔ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ یہ محفوظ ہے۔ میں نے کہا اب بھی تم خرافات میں پڑے ہوئے ہو، کیا یہ سنتا اور دیکھتا ہے؟ پھر میں آگے بڑھا اور اس کو توڑ دیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خزانہ کا حجرہ گرا دو لیکن اس میں سے کچھ بھی نہ مل سکا۔ پھر میں نے مجاور سے کہا تم نے دیکھا۔ اس نے کہا کہ میں اللہ کے آگے جھک گیا۔

کسی کتاب سے عمرو عاص کے ساتھیوں کی تعداد نہ معلوم ہو سکی۔

سریہ خالدؓ بن ولید

جذیمہ

شوال ۸ھ کو رسول کریمؐ نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ (جو کنانہ سے تھے) کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ مکے سے نیچے یلیم کے نواح میں ایک شب کے راستہ پر رہتے تھے اور یہی سریہ "یوم الغمیصا" بھی کہلاتا۔

خالد کو دعوت اسلام دینے کے لیے بھیجا تھا لڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔

خالد ۳۵۰ آدمیوں کو لے کر نکلے ان میں مہاجر بھی تھے انصار بھی اور بنی سلیم بھی۔ خالد ان تک پہنچے پوچھا تم کون لوگ ہو انھوں نے کہا ہم مسلمان ہیں محمدؐ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے میدانوں میں مساجد بنائے ہیں۔ جن میں ہم اذانیں دیتے ہیں۔ خالد کہنے لگے پھر یہ ہتھیار کیسے تم لگا کر آئے ہو۔ وہ کہنے لگے ہماری ایک عربی قوم سے عداوت ہے ہم سمجھے کہ کہیں وہ نہ ہوں۔ پھر خالد نے کہا ہتھیار رکھ دو۔ انھوں نے ہتھیار رکھ دیے۔ پھر صحابہ سے کہا قید کر لو اور وہ قید کر لیے گئے۔ اور بعض کی مشکیں بھی کس دیں۔

جب صبح ہوئی تو خالد نے منادی کی "کہ جس کے ہمراہ قیدی ہو وہ تلوار سے اس کا کام تمام کردے"۔ بنی سلیم نے اپنے قیدیوں کو قتل کردیا مگر مہاجرین و انصار نے اپنے قیدی چھوڑ دیے۔

جب رسولِ کریمؐ کو خالد کے اس فعل کی خبر ملی تو آپ نے کہا اے اللہ میں خالد کے فعل کی وجہ سے براءت چاہتا ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا۔ انھوں نے ان مقتولین کا خون بہا ادا کیا اور دوسرے نقصان کی تلافی کی۔ پھر رسول کریمؐ کے پاس آکر آپ نے ان چیزوں کی خبر دی۔ اس سلسلہ میں رسول کریمؐ کا حضرت علیؑ کو بھیجنے سے اپنے اخلاص اور ان کے قتل پر انتہائی غم کا اظہار مقصود تھا۔

عہدِ جاہلیت میں بنو جذیمہ نے عوف بن عبد عوف (عبدالرحمٰن بن عوف کے باپ) اور فاکہ بن مغیرہ (خالد کے چچا) پر حملہ کیا تھا۔ یہ دونوں یمن سے تجارت کرکے آرہے تھے جب یہ ان کی وادی میں اترے تو انھوں نے ان کو قتل کردیا اور ان دونوں کا مال چھین لیا۔

جب خالد بن ولید کو جذیمہ کی طرف بھیجا گیا اور باوجود رسولِ کریمؐ کی ممانعت کے خالد نے جن کو قتل کرنا تھا ان کو قتل کیا تو رسول کریمؐ نے خالد کے فعل سے اظہار براءت کیا کیونکہ بنی جذیمہ نے اپنے اسلام کا اعلان و اظہار کیا تھا (اور اس کے بعد خالدؓ کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا) اس سلسلہ میں عبدالرحمٰن بن عوف اور خالد کے درمیان گفتگو بھی ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم نے جاہلیت کا کام اسلام میں کیا۔ خالد نے کہا میں نے تو تمھارے باپ کا بدلہ لیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا تم جھوٹے ہو تم نے میرے باپ کے قاتل کو واقعی قتل کیا لیکن بدلہ اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا لیا ہے۔ اس چیز کی رسول کریمؐ کو خبر ملی آپ نے فرمایا خالد! چھوڑ دو بخدا اگر تمھارے لیے کوہ احد سونے کا بھی ہو جائے اور تم سب کو خدا کی راہ میں بانٹ بھی دو تو بھی تم میرے کسی صحابی کی صبح و شام نہیں پا سکتے۔

رسول کریمؐ ہمیشہ حق کہتے تھے اور کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ کیونکہ آپؐ کو حق کی قوت ملی اسی لیے آپؐ نے خالد کے فعل پر اپنے رنج و غم کو مخفی نہیں رکھا۔

غزوۂ حنین

۱۰- شوال ۸ھ، فروری ۶۳۰ء

حنین، طائف کے راستہ میں ذوالمجاز کے پاس ایک وادی کا نام ہے اور اس کے اور مکے کے درمیان ۳ راتوں کا فاصلہ ہے۔

اس کو غزوہ اوطاس بھی کہتے ہیں۔ اوطاس اس مقام کا نام تھا جہاں یہ واقع ہے۔ اوطاس، دیارِ ہوازن میں ایک وادی ہے۔ اس غزوہ کو غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں۔

ہوازن عرب کے اس بڑے قبیلہ کا نام ہے جس کی متعدد شاخیں ہیں۔

یہ غزوہ ۱۰ شوال ۸ھ (فروری ۶۳۰ء) میں واقع ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو رئیسان ہوازن و ثقیف کو خوف ہوا کہ کہیں آپ ان کی طرف بھی نہ آ جائیں اور ان سے جنگ نہ چھیڑ دیں تو قبل اس کے کہ وہ ان سے لڑیں یہ آپ سے جنگ پر تیار ہو گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فتح مکہ سے قبل ہی یہ جنگ پر تیار ہو چکے تھے۔

جب ان لوگوں نے سنا کہ آنحضرتؐ مدینہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو معاً خیال کیا کہ آپؐ ان ہی کی طرف آ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے مسندِ ریاست مالک بن عوف کے سپرد کی۔ یہ تیس سالہ جوان بنی نصر سے تعلق رکھتا تھا۔ تمام قبائل اس کی زیرِ قیادت جمع ہوئے۔ جمع ہونے والوں میں سعد بن بکر بھی تھے۔ عہدِ شیر خواری آپ نے ان ہی میں گزارا تھا۔

ان لوگوں کے ساتھ دُرَید بن الصمہ بھی تھا۔ یہ بنی جشم کا رئیس اور سردار تھا بہادر اور تجربہ کار تھا لیکن بہت عمر رسیدہ ہو گیا تھا اس کی عمر ایک سو بیس سال کی ہو گئی تھی۔ بعض لوگ اس سے بھی زائد بتاتے ہیں۔ یہ نابینا بھی ہو گیا تھا۔ صرف اس کی رائے تجربے اور مہارتِ جنگی سے فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ بنی ثقیف کا قائد کنانہ بن عبد یا لیل تھا۔ جو بعد میں اسلام لے آیا تھا۔

دشمن کی استعداد و تعداد

جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ اس لشکر کا قائد مالک بن عوف تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جنگ میں ہر شے کو ساتھ لے جائیں۔ مویشی، اموال، عورتیں، اولاد تاکہ سب ثابت قدم رہیں اور فرار نہ کر سکیں۔ ان لوگوں نے اس سے یہ شرط کر لی تھی کہ "دُرَید بن صمہ کی رائے پر چلے گا کیونکہ وہ بہادر رہی ہے اور آزمودہ کار رہی۔

جب یہ سب مقام اوطاس پر اُترے تو دُرَید نے کہا: "کیا ہو گیا ہے کہ میں اونٹوں کے بلبلانے، گدھوں کے چیخنے، بچوں کے رونے، بکریوں کی آوازیں اور گائے کی صدائیں سن رہا ہوں۔ اس کو بتایا گیا کہ مالک بن عوف ان سب کو میدانِ جنگ

میں کھینچ لایا ہے اس نے مالک کو طلب کیا جب وہ آیا تو اس نے اس سے پوچھا۔ مالک نے کہا میں نے ہر ایک کے پیچھے اس کے اہل وعیال، مال ومتاع کو رکھ دیا ہے تاکہ ان کی حفاظت کے خیال سے خوب لڑیں۔

دُرَید نے اس رائے کو اچھا نہ سمجھا اور اس کو مشورہ دیا کہ وہ اموال وعیال کو واپس کرا دے، لیکن مالک نے اس کے مشورہ کو قبول نہ کیا اور اس کی کبر سنی کی وجہ سے اس کی رائے کو ضعیف قرار دیا۔

اس کے بعد مالک نے لشکر کو صف آرائی کا حکم دیا۔ لشکر کی صف بندی ہوئی۔ عورتوں کو اونٹوں پر رکھا اور سپاہیوں کی صفوں کے پیچھے رکھا۔ ان کے عقب میں اونٹ، گائے اور بھیڑیں رکھیں اور یہ سب کچھ اس لیے کیا تاکہ وہ مال و اہل وعیال کے خیال سے فرار نہ کر سکیں۔ پھر لشکر سے کہا کہ جب تم دیکھو کہ میں نے ان پر حملہ کیا ہے تو تم بھی شدید حملہ کرنا۔ اس لشکر میں بنی سعد اور بنی ثقیف کے چار ہزار آدمی تھے اور دوسرے عربوں کی تعداد کثیر تھی۔ اس لشکر کی مجموعی تعداد تیس ہزار تھی اور بعض مورخین بیس ہزار بتاتے ہیں۔ اہل ہوازن بڑے تیر انداز تھے۔

مسلمانوں کے لشکر کی استعداد و تعداد

رسول کریمؐ کی معیت میں بارہ ہزار آدمی تھے (دس ہزار تو وہ تھے جو آپ کے ساتھ مدینہ سے فتح مکہ کے لیے آئے تھے اور دو ہزار وہ تھے جنہوں نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا تھا) حضرت ابوبکرؓ نے کہا: آج کے دن ہم قلتِ تعداد کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ قول ابوبکرؓ کے علاوہ کسی اور کا ہے۔

جب لوگوں نے رسول کریمؐ کا عزم جہاد دیکھا تو آپ کو بتایا کہ صفوان بن امیہ کے پاس بہت سی زرہیں اور اسلحے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی اس کی طرف بھیجا اس نے آپ کو سو زرہیں دیں ایک روایت میں ہے کہ چار سو زرہیں دیں۔ آپ نے اُن زرہوں کو میدانِ جنگ میں منتقل کرنے کی اس سے خواہش کی اس نے بھی اپنی رضا مندی ظاہر کی۔

پھر آپ نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے جو آپ کا چچا زاد بھائی تھا تین ہزار نیزے مستعار لیے۔ آپ نے فرمایا:
"میں دیکھ رہا ہوں کہ تمھارے نیزے مشرکین کی کمر توڑ رہے ہیں۔

آپ مکہ سے ہفتہ کے دن ۲۴ ر شوال ۸ھ (۲۸ر جنوری ۶۳۰ء) کو روانہ ہوئے۔ اہل مکہ آپ کے ہمراہ تھے اس میں کچھ سوار تھے اور کچھ پیدل یہاں تک کہ عورتیں بھی تھیں اور وہ لوگ بھی تھے جن کا اسلام کامل نہ تھا۔

رسول کریمؐ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص کو مکہ پر امیر مقرر کیا۔ یہ ایک جوان آدمی تھے اور معاذ بن جبل انصاری خزرجی کو مکہ میں اس لیے چھوڑا تاکہ وہ لوگوں کو احکام شریعت کی تعلیم دیں۔ آپ عالم بالقرآن اور علوم دینی سے واقف تھے۔

ترتیب صفوف و تقسیم رایات

جب رسول کریمؐ محاذ دشمن سے قریب ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب کی ترتیب اور صف بندی کی اور رایت ولواء

کو اصحاب میں تقسیم کیا:۔

۱۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو لواء مہاجرین عطا ہوا۔

۲۔ سعد بن ابی وقاص کو رائت ملا۔

۳۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کو رائت ملا۔

۴۔ حباب بن المنذر کو لوائے خزرج عطا ہُوا۔

۵۔ اسید بن حضیر کو لواءِ اوس مرحمت ہوا۔

اسی طرح دیگر قبائل عرب کو مرتب و صف آراء کیا گیا اور ان میں لواء و رائت کی تقسیم کی۔ خود سرورِ کائنات نے دو زرہیں زیب تن کیں، خود و مغفر پہنا اور دلدل نامی بغلہ پر سوار ہوئے۔

جس دن آپ مکہ سے روانہ ہوئے اسی دن بنی سلیم کو خالد بن ولید کی سرکردگی میں بطور مقدمۃ الجیش روانہ کیا۔ خالد بدستور مقدمۃ الجیش میں رہے۔ یہاں تک کہ آپ جعرآنہ پہنچے۔

دشمن کے جاسوس

مالک بن عوف (رئیس ہوازن) نے تین جاسوسوں کو مسلمانوں کے لشکر کی طرف بھیجا وہ لرزہ براندام واپس آئے اور انھوں نے اپنے لشکر کو پلٹ جانے کا مشورہ دیا۔ مالک نے ان کو بزدل بتایا اور اس خیال سے کہ کہیں یہ لوگ اس بات کو لشکر میں پھیلا کر لوگوں کی ہمتوں کو پست اور ان کے ولولوں کو سرد نہ کر دیں ان کو قید کرلیا۔

مسلمانوں کے جاسوس

رسول کریمؐ نے ایک صحابی عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو دشمن کے لشکر کی طرف بھیجا تاکہ دشمن کے حالات اور ارادوں سے واقفیت بہم پہنچائیں آپ ایک یا دو دن لشکرِ دشمن میں مقیم رہے پھر حاضر خدمت ہو کر بتایا کہ میں نے مالک بن عوف کے خیمہ تک رسائی حاصل کی اس کے پاس رؤساء ہوازن کا اجتماع تھا وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ محمدؐ نے صحیح معنی میں اس سے قبل کسی قوم سے جنگ نہیں کی وہ ناتجربہ کار اور جاہل قوم سے لڑتے رہے ہیں، جن کو حربی علم قطعاً حاصل نہ تھا۔ اسی لیے وہ ان پر قابو پا گئے۔ جب صبح ہو تو تم لوگ اپنے مویشی، اہل و عیال کو اپنے پیچھے صف آراء کرنا پھر خود صف بندی کرنا۔ پھر حملہ تمھاری جانب سے ہو نیاموں کو توڑ ڈالو اور بیس ہزار تلواروں کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑو، جس طرح تن تنہا کوئی شخص حملہ کرتا ہے اس طرح حملہ کرو اور یاد رکھو کہ غلبہ اسی کا ہوگا جو پہلے حملہ کریگا۔

جنگ

رسول کریمؐ حنین میں تھے اور وادی میں اتر چکے تھے اور وقت آخر شب کا تھا کہ دشمن نے حملہ کیا۔
دُرَید بن الصمہ کے مشورہ کے لحاظ سے یہ لوگ گھاٹیوں اور دروں میں چھپے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا یہ لوگ چھٹ گئے۔ مسلمان مال غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہ چیز میں غزوہ احد کے اس واقعہ کی یاد تازہ کر دیتی ہے کہ جب مسلمانوں نے دشمن کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو جنگ سے دستبردار ہو کر جمع غنائم کی طرف متوجہ ہو گئے اور جس جگہ رسول کریمؐ نے تیراندازوں کو تعینات کیا تھا اور (آخر دم تک) باقی رہنے کا حکم دیا تھا وہاں سے وہ لوگ علیحدہ ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان منتشر ہو گئے اور خالد بن ولید نے ان پر حملہ کیا۔

اس غزوہ میں بھی جب مسلمان مال غنیمت کی طرف متوجہ ہوئے تو دشمن نے تیروں سے ان کا استقبال کیا۔ مسلمان شکست خوردہ بھاگم بھاگ پلٹے۔ بنی سلیم کا لشکر جو آپؐ کے ساتھ تھا منتشر ہو کر بھاگا۔ اہل مکہ اور دوسرے لوگوں نے ان کی پیروی کی ہوازن سخت تیرانداز تھے۔

ثابت قدم رسولؐ

جس طرح رسول کریمؐ غزوۂ احد میں ثابت قدم رہے اسی طرح آپؐ اس موقع پر بھی آپ ثابت قدم رہے اور آپؐ کا ثبات ہی میدان جنگ کے حصول کا ذریعہ بنا۔ آپ داہنی طرف ہو گئے آپ کے ساتھ چند لوگ تھے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، حضرت علیؓ، جناب عباسؓ ان کے بیٹے فضلؓ، ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب (آپؐ کے چچا زاد بھائی) ایمن ام ایمن کے بیٹے۔
آپ کے ساتھ ثابت قدم لوگوں کی تعداد میں اختلاف ہے کہا جاتا ہے ایسے لوگوں کی تعداد سو سے زائد نہ تھی۔ رسول کریمؐ بغلہ پر بیٹھے ہوئے ہوازن کی طرف بڑھ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۔ اَنَا ابنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (میں نبی ہوں اور جھوٹا نہیں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں)
آپؐ نے جناب عبداللہ کا نام نہیں لیا کیونکہ عرب آپؐ کو دو وجہوں سے جناب عبدالمطلب کی طرف منسوب کرتے تھے اولاً جناب عبدالمطلب کی شہرت کی وجہ سے ثانیاً اس لیے کہ جناب عبداللہ کا انتقال جناب عبدالمطلب کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا۔ آپؐ نے ایک مشت خاک لی اور دشمنوں کی طرف "شاھت الوجوہ" کہہ کے پھینکی پھر وہ لوگ شکست کھا گئے۔ اسی طرح آپؐ نے غزوہ بدر میں بھی دشمنوں پر خاک ڈالی تھی اور یہ چیز آپؐ کے معجزات میں سے ہے۔

شکست کے بعد فتح

رسولِ کریمؐ ثابت قدم رہے اور آپؐ کے ساتھ آپ کے کچھ اصحاب بھی جمے رہے تو آپؐ نے اپنے چچا عباسؓ سے فرمایا:

"اے گروہ انصار، اے گروہ شجرِ بیعت کہ کر آواز دو" جناب عباسؓ کی بہت بڑی آواز تھی۔ ایک روایت میں نداشیہ الفاظ یہ ہیں:
"اے یوم حدیبیہ میں بیعت کرنے والو، اے اصحاب سورۂ بقرہ" یہ سننا تھا کہ سب اس طرح بڑھے جس طرح اونٹ اپنے بچوں کی طرف بڑھتے ہیں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ دشمن پر حملہ کرو۔ پھر انھوں نے گھمسان کی جنگ شروع کی جب آپؐ نے ان کی جنگ کو دیکھا تو فرمایا:
"الآن حمی الوطیس" (اب جنگ کا تنور گرم ہوا) بالآخر مشرکین نے راہِ فرار اختیار کی اور مسلمان قتل کرتے گرفتار کرتے ہوئے ان کا پیچھا کرنے لگے۔ بعض مسلمانوں نے دشمن کی ذریت کو بھی قتل کیا تو آپؐ نے ممانعت فرمائی اور فرمایا قاتل مقتول کے مال کا مالک ہے۔
دُرَید بن الصمہ قتل ہوا اس کو ربیعہ بن رفیع اسلمی نے قتل کیا۔ خالد بن ولیدؓ زخموں سے چُور چُور ہو گئے۔ آپؐ نے اُن کے زخموں پر لعاب دہن ڈالا، زخم اچھے ہو گئے۔ جب دشمن بالکل شکست کھا گیا تو کفارِ مکہ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ سب کے سب اسلام لے آئے۔

مالِ غنیمت

دشمن کے بے شمار آدمی اور عورتیں گرفتار ہوئیں چھ ہزار تک تعداد بتائی جاتی ہے تیئیس ہزار (۲۳۰۰۰) اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی حاصل کی (اوقیہ تین تولہ ۹ ماشہ کا ہوتا ہے)

تقسیم غنائم

رسول کریمؐ نے اموال کو تقسیم کرنا شروع کیا مولفۃ القلوب میں سب سے پہلے ابوسفیان بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیئے اسی طرح اس کے دونوں بیٹے یزید اور معاویہ کو بھی دیا گیا۔ حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیئے اس نے سو اور طلب کیے، وہ بھی عطا ہوئے۔ نضر بن حارث بن کلاہ کو سو اونٹ دیئے اسی طرح اسید بن جاریۃ الثقفی اور حارث بن ہشام، صفوان بن امیہ، قیس بن عدی۔ سہیل بن عمرو۔ حویطب ابن عبدالعزی۔ اقرع بن حابس التمیمی۔ عینیہ بن حصن اور ملک بن عوف (یہ سب مولفۃ القلوب میں سے تھے) کو سو سو اونٹ ملے۔ عباس بن مرداس کو چالیس اونٹ دیئے انھوں نے اس سلسلہ میں چند دعویہ اشعار کہے آپؐ نے سو اونٹ اور دیئے۔ مخرمہ بن نوفل کو پچاس اونٹنیاں عطا ہوئیں اسی طرح علاء بن حارثہ، سعید بن یربوع عثمان بن وہب، ہشام بن عمرو العامری پر بخشش ہوئی۔
جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ان کو مجموعی طور پر ۱۴۸۵۰۔ اونٹ ملے اور یہ سب کے سب اپنے خمس میں سے دیئے تھے (ابن سعد کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک سب سے بہتر یہی قول ہے)
پھر آپؐ نے زید بن ثابت کو مردم شماری اور مال غنیمت کے حساب کا حکم دیا پھر آپؐ نے ہر ایک پر غنیمت تقسیم کی ہر شخص کے حصہ میں چالیس اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں۔ اگر سوار ہوتا تو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں لیتا اور اگر اس

کے پاس گھوڑے زائد ہوتے تو اس کا حصہ نہ لگتا۔

قیدیوں کی واپسی

ہوازن کا وفد رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ تعداد میں چودہ تھے رئیس وفد زہیر بن صرد تھا۔ اس وفد میں ابوبرقان رسول کریمؐ کے رضاعی چچا زاد بھائی بھی تھے یہ قبیلہ بنی سعد سے تعلق رکھتے۔ یہ لوگ مسلمان ہو کر حاضر ہوئے تھے اور آپ سے یہ درخواست کرنے آئے تھے کہ قیدیوں کو واپس کر دیا جائے۔ آپ راضی ہو گئے پھر مسلمان بھی رسول کریمؐ کی رضامندی کے ساتھ رضامند ہو گئے۔ سب نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دیے اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ سوائے عیینہ بن حصین کے جو ایک وحشی بدو تھا اس کے حصے میں ایک بڑھیا آئی تھی اس نے واپس کرنے سے انکار کیا مگر بعد میں واپس کر دیا۔ پھر آپ کی خدمت میں مالک بن عوف رئیس ہوازن آیا۔ آپ نے اس کے مال و عیال کو واپس کر دیا اور اس کو سو اونٹ بھی مرحمت فرمائے جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا وہ اسلام لایا اور اس کا اسلام بہت اچھا رہا۔ آپ نے اس کو اس کی قوم کے مسلمانوں پر عامل مقرر کیا۔

انصار اور مال غنیمت

جب انصار نے رسول کریمؐ کی قریش و عرب پر داد و دہش کی یہ برسات دیکھی تو چہ میگوئیاں کرنا شروع کر دیں اور کہنے لگے انسان خاندان ہی کی طرف جھکتا ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "اے گروہِ انصار کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لیکر گھر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھر کی طرف لے جاؤ۔ انصار چیخے اے اللہ کے رسول ہم اس حصہ و قسمت پر راضی ہیں۔ آپ نے دعا فرمائی بار الٰہا! انصار پر رحم فرما، ان کے بیٹوں پر رحم فرما ان کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

مدینہ کی طرف

رسول کریمؐ پلٹے آپ مقام جعرانہ پر شب پنجشنبہ ۵ ذیقعدہ کو پہنچے وہاں تیرہ راتیں گذاریں جب مدینہ کی واپسی کا ارادہ ہوا تو آپ شب چہارشنبہ ۱۸ ذیقعدہ کو نکلے عمرہ کا احرام باندھا مکہ میں داخل ہوئے طواف و سعی فرمائی سر منڈایا پھر رات گذار کر اسی شب جعرانہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ پھر جمعرات کا دن ہوا اور آپ مقام سرف پر پہنچے۔ پھر آپ نے مرالظہران کا راستہ اختیار کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اس موقع پر سورہ توبہ میں اللہ نے آیات نازل فرمائیں:-

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ

سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝

(مسلمانو! خدا نے تمہاری متعدد مقامات پر (غیبی) امداد کی، خاص کر جنگ حنین کے دن۔ جب تمہیں اپنی کثرت نے مغرور کر دیا تھا۔ پھر وہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آ سکی اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگے تب خدا نے اپنے رسول اور مومنین پر سکینہ نازل کیا اور ایسے لشکر کو بھیجا جنہیں تم دیکھتے بھی نہیں تھے اور کفار پر عذاب نازل کیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔)

اس غزوہ میں طلحہ بن عبید اللہ کو "الجواد" کا خطاب ملا کیونکہ آپ نے لشکر پر بہت مال خرچ کیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ "فیاض" کا لقب ملا تھا۔

سریہ عامر اشعری

ابو عامر اشعری ابو موسیٰ اشعری کے چچا تھے اور کبار صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

جب رسول کریمؐ غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے ان کی سرکردگی میں ایک لشکر ہوازن کے فراریوں کے تعاقب میں اوطاس کی طرف بھیجا۔ یہ شکست خوردہ ہوازن تین ٹولیوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک گروہ تو طائف سے مل گیا تھا ایک گروہ نخلہ چلا گیا اور ایک گروہ اوطاس بھاگ گیا تھا۔

ابو عامر جب پہنچے تو یہ مجتمع تھے انھوں نے ان کو دیکھتے ہی ہلّہ بول دیا۔ ابو عامر نے ان میں سے ہر ایک کو دعوتِ اسلام دی (مگر وہ نہ مانے) اور عامر نے ان کے نو جنگجو قتل کر دیے۔ دسواں بھاگ گیا۔ پھر ابو عامر کو حارث بن جشم کے دو بیٹوں علاء اور اوفی نے شہید کر دیا۔ ابو عامر کی جگہ ابو موسیٰ نے سنبھالی کیونکہ ابو عامر ان کو خلیفہ بنا گئے تھے۔ لوگوں نے بھی ان کو اس عہدہ پر برقرار رہنے دیا۔ پھر مسلمانوں نے دشمن سے بھرپور جنگ کی اور دشمن کو شکست ہوئی۔ مسلمان کامیاب ہوئے مال غنیمت اور قیدی دستیاب ہوئے۔

سریہ طفیل بن عمرو الاوس

جب رسول کریمؐ نے سفر طائف کا عزم کیا تو طفیلؓ کو ذو الکفین (صنم چوبی) کی طرف روانہ کیا۔ یہ واقعہ شوال ۸ھ کا ہے۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ ذو الکفین کو گرا دیں اور اپنی قوم کا تعاون حاصل کر کے طائف میں آپ سے ملیں۔ طفیل

تیزی سے اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ ذوالکفین کو منہدم کیا اس کے جوفِ شکم میں آگ بھری اس کو جلاتے جاتے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے:

"ذوالکفین میں تیرا پرستار نہیں، ہماری پیدائش تیری پیدائش سے قدیم ہے۔ میں تیرے جگر کو آگ سے بھر دوں گا"

آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے چار سو آدمی ہو لیے اور یہ سب طائف میں قدم بوسِ رسالت ہوئے۔ آپ کو طائف آئے ہوئے چار دن ہو گئے تھے۔ دبابہ اور منجنیق بھی طائف میں لائے گئے تھے۔ پہلی مرتبہ غزوہ خیبر میں دبابہ اور منجنیق کا ذکر آتا ہے۔

غزوہ طائف

شوال ۸ھ۔ فروری ۶۳۰ء

غزوۂ طائف شوال ۸ھ (فروری ۶۳۰ء) میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ اس کے پہلے طائف کا ذکر کیا جا چکا ہے، جبکہ رسولِ کریمؐ نے جناب ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد طائف کا سفر فرمایا اور بنی ثقیف سے نصرت و تعاون چاہی مگر انھوں نے حمایت کرنے سے انکار کر دیا اور آپؐ واپس مکہ تشریف لے آئے یہ بعثت کے دسویں سال کی بات تھی۔

اس مرتبہ جب آپ حنین سے روانہ ہوئے تو پیشِ نظر غزوۂ طائف تھا۔ کیونکہ آپؐ کو علم ہو گیا تھا کہ مالک بن عوف اور اس کی قوم کے دوسرے روٴساء شکست کھانے کے بعد طائف میں پناہ گزیں ہو گئے ہیں اور بنی ثقیف نے اپنے قلعوں کی مرمت و درستگی کر لی ہے اور اس میں سال بھر کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے۔ جب یہ اوطاس سے شکست خوردہ بھاگے تو یہ اس قلعہ میں داخل ہو گئے اور اس کو بند کر کے جنگ کی تیاری شروع کر دی ان لوگوں کے ساتھ مالک بن عوف نضیری بھی تھا۔ رسولِ کریمؐ طائف کے قلعہ کے قریب اُترے اور مسلمانوں نے وہیں پڑاؤ ڈالا۔ ان لوگوں نے مسلمانوں پر شدید تیر باری کی یہاں تک کہ بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے اور بارہ شہید ہوئے۔ مقتولین میں عبداللہ بن ابوبکرؓ بھی تھے۔ ان کا زخم مندمل ہو گیا تھا مگر بعد میں کھل گیا اور ان کی موت واقع ہو گئی۔

اسی تیراندازی سے ابوسفیان کی آنکھ نکل پڑی۔ یہ رسول کریمؐ کی خدمت میں چشم بکف حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! یہ میری آنکھ ہے جو اللہ کی راہ میں قربان ہو گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر کہو تو دعا کروں اور آنکھ تمھاری صحیح و سالم ہو جائے ورنہ چاہو تو یہ تمھاری آنکھ جنت میں جائے۔ ابوسفیان نے کہا جنت۔ اور آنکھ پھینک دی۔

رسول کریمؐ نے مسجد طائف کے اس مقام کو جہاں بعد میں مسجد بنائی گئی اپنی اقامت گاہ بنایا۔ آپؐ کے ساتھ ازواج جناب ام سلمہؓ اور جناب زینبؓ تھیں ان دونوں کے لیے دو قبے بنے تھے آپ دونوں قبوں کے درمیان نماز قصر پڑھتے

طائف کا محاصرہ اٹھارہ دن تک رہا۔

اس غزوہ میں منجنیق کا استعمال کیا گیا اور قلعہ کے گرد و پیش کانٹے دار درخت بچھائے گئے۔ ایک منادی نے رسولِ کریمؐ کی طرف سے یہ اعلان کیا کہ جو شخص بھی قلعہ سے اُترے گا اور ہمارے لیے خروج کرے گا وہ آزاد تصور ہوگا۔ اس اعلان پر تیرہ آدمی قلعہ سے اُترے جن کو رسولِ کریمؐ نے آزاد کر دیا۔ رسول کریمؐ نے انگوروں کو کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے تیزی سے کاٹنا شروع کیا جس پر ان لوگوں نے درخواست کی کہ ان انگوروں کو نہ کاٹا جائے۔ چنانچہ قطع بُرید موقوف ہو گئی۔

مسلمانوں نے اس غزوہ میں دبابہ کا استعمال کیا۔ یہ ایک جنگی ہتھیار ہے جو کھالوں سے بنایا جاتا ہے اور اس میں داخل ہو کر دیواروں تک جاتے ہیں تاکہ اس میں نقب لگا سکیں۔

مناسب ہے کہ یہاں ہم ایک لطیف واقعہ کا ذکر کریں۔

حنین کے قیدیوں میں رسولِ کریمؐ کی ایک رضاعی بہن شیما بھی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ماں جناب حلیمہ رضؓ تھیں۔ جب شیماء نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ! میں آپؐ کی رضاعی بہن ہوں تو آپؐ نے فرمایا کوئی نشانی؟ اس وقت شیماء نے آپؐ کو یاد دلایا کہ جب آپ حلیمہ کے یہاں رہتے تھے تو اس وقت آپ نے مجھے کاٹ لیا تھا۔ پھر اس کاٹنے کا نشان بھی دکھایا۔ آپؐ نے پہچان لیا اور وہ واقعہ آپؐ کو یاد آگیا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی۔ اور وہی طرح جو آپ اپنی رضاعی ماں حلیمہ کے آنے کے وقت برتتے تھے ان کے ساتھ بھی اختیار کیا۔ اس وقت آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جب آپؐ نے شیما کو پہچان لیا تو فرمایا: "جو مانگو ملے گا جس کی شفاعت کرو قبول ہوگی۔"

ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیماء کی قوم نے ان سے کہا کہ یہ شخص تمہارا بھائی ہے اگر تم اس کے پاس جاؤ اور اپنی قوم کے بارے میں سوال کرو تو ہمیں امید ہے کہ یہ ہماری رعایت کرے گا۔ پھر انہوں نے آپؐ سے قیدیوں کو مانگا جن کی تعداد چھ ہزار تھی۔ آپ نے وہ قیدی ان کی وجہ سے ان کی قوم کے حوالے کر دیے۔

ایسی لاثانی کرامت کہاں ہے اور اپنی قوم کے لیے اتنی بابرکت کون عورت ہوئی ہے۔ پھر آپؐ نے ان کو مجاز کیا اور فرمایا اگر تم چاہو تو میرے پاس اکرام و عزت کے ساتھ رہو اور اگر چاہو تو میں تمہیں آسودہ حال کر دوں اور تم اپنی قوم کے پاس واپس چلی جاؤ۔ شیما نے کہا آپؐ مجھ پر عنایت فرمائیں میں اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہتی ہوں۔ آپؐ نے ان کو اونٹ اور بکریاں عطا کیں اور ان کے ساتھ ایک مکحول نامی غلام اور ایک کنیز کو بھیجا۔

قیس بن سعد صدا کی طرف

جب رسول کریمؐ جعرانہ سے پلٹے تو آپؐ نے قیس بن عبادہ الخزرجی کو یمن کی طرف چار سو سواروں کے ساتھ روانہ

کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ صدا سے جو یمن کا ایک قبیلہ ہے جنگ کریں۔ معجم البلدان میں ہے کہ صدا مخلافِ یمن ہے اس کے اور صنعا کے درمیان ۴۲ فرسخ کا فاصلہ ہے۔ قبیلہ کے نام پر اس مقام کا نام رکھا گیا۔

زیاد بن حارث صدائی حاضر خدمت ہوئے اور اس لشکر کی روانگی کے مقصد کے متعلق دریافت کیا۔ ان کو ساری بات بتائی گئی۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اپنے لشکر کو واپس بلا لیجیے میں اپنی قوم کے اسلام و فرماں برداری کی ضمانت دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ان کی طرف جاؤ اور ان کو واپس کر دو۔ انھوں نے عذر کیا کہ میرا ناقہ تھک گیا ہے۔ پھر آپ نے دوسرے آدمی کو لشکر کی طرف بھیجا اور ان کو واپس بلا لیا۔ بعد میں صدائی اپنی قوم کی طرف واپس گئے۔ پندرہ دن کے بعد ان کی قوم کے آدمی حاضر خدمتِ رسول ہو کر اسلام لے آئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا تھا پھر وہ لوگ اسلام کے ساتھ قدم بوسِ رسالت ہوئے۔ رسولِ کریمؐ نے فرمایا اے برادر صدا! تیری قوم تیری بات مانتی ہے۔ انھوں نے کہا بلکہ اللہ نے ان کو ہدایت کی توفیق عطا کی۔ حارث نے کہا کیا آپ مجھے ان پر امیر بنائیں گے آپؐ نے فرمایا ہاں! لیکن مومن کے لیے امارت میں کوئی خیر نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ نے امارت ترک کر دی۔ رسولِ کریمؐ نے حارث کو حکم دیا کہ نمازِ فجر کی اذان کہیں۔ انھوں نے اذان دی۔ بلالؓ نے اقامت کہنا چاہی آپؐ نے فرمایا برادرِ صدا نے اذان دی ہے اور جو اذان دیگا وہی اقامت بھی کہے گا۔

سریہ عیینہ بن حصن الفزاری

محرم ۹ھ (اپریل ۶۳۰ء) میں رسول کریمؐ نے عیینہ بن حصن الفزاری کو پچاس عرب سواروں کے ساتھ بنی تمیم کی طرف روانہ کیا اس لشکر میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصاری۔ عیینہ رات میں چلتے دن میں چھپتے ایک صحرا میں اچانک ان پر جا پڑے صحرا میں گھس گئے اور ان کے مویشیوں کو کھول دیا جب انھوں نے جمعیت لشکر دیکھی تو بھاگے پھر بھی ان کے گیارہ آدمی گرفتار ہوئے ایک اور جگہ مسلمانوں کو گیارہ عورتیں اور تیس بچے ملے ان سب کو مدینہ لے آیا گیا۔ رسول کریمؐ نے ان سب کو رملہ بنت حارث کے گھر میں نظر بند کر دیا۔ پھر بنی تمیم کے رؤساؑ ایک وفد کی صورت میں آپ کی خدمت میں آئے۔ جب ان عورتوں اور بچوں نے ان کو دیکھا تو رونا پیٹنا شروع کیا۔ یہ لوگ تیزی سے حاضر درِ نبیؐ ہوئے اور قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی۔ رسول کریمؐ نے تمام قیدی واپس کر دیے۔

اراکین وفد کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض ستّر اور بعض اسّی بتلاتے ہیں۔ یہ سب اسلام لائے اور جب تک قرآن و دینیات کی تعلیم حاصل نہ کر لی مدینہ میں ہی مقیم رہے۔

لہ بعض کے نام یہ ہیں۔ عطارد بن حاجب۔ زبرقان بن بدر۔ اقرع بن حابس۔ قیس بن حارث۔ نعیم بن سعد۔ عمرو بن اہتم۔ رباح بن حارث (مصنف محترم)

اس سریہ کا سبب یہ ہوا تھا کہ رسول کریمؐ نے بشر بن سفیان العدوی الکلبی کو تحصیل صدقات کے لیے بنی کعب (جو خزاعہ میں سے تھے) کی طرف بھیجا بنی کعب بنی تمیم کے ساتھ ایک ہی چشمہ پر فروکش تھے جب بشر نے بنی کعب سے صدقات وصول لیے تو بنی تمیم ان سے کہنے لگے تم اپنا مال ان کو کیوں دے رہے ہو اور پھر بنی تمیم نے مجتمع ہو کر اور اسلحے نکال کر تحصیل صدقات میں بشر کی مزاحمت کی۔ ان لوگوں سے بنی کعب والوں سے کہا بھی کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ہمارے دین میں زکات کا دینا فرض ہے۔ مگر بنی تمیم کہنے لگے واللہ ہم ایک اونٹ بھی جانے نہ دیں گے جب بشر نے یہ حال دیکھا تو مدینہ واپس آئے اور رسول کریمؐ کو ساری بات بتائی۔ پھر رسول کریمؐ نے عینیہ کو بنی تمیم کی طرف بھیجا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا۔

سریہ ولید بن عقبہ

بنی مصطلق سے وصولی صدقات و زکات کے لیے رسول کریمؐ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بھیجا یہ لوگ اسلام لا چکے تھے مسجد بنا چکے تھے۔ ان لوگوں اور ولید کے درمیان "دورِ جاہلیت میں عداوت رہ چکی تھی۔ لیکن جب انھوں نے یہ سنا کہ ولید صدقات لینے کے لیے آیا ہے تو بنی مصطلق کے بیس آدمی ادائگی زکاۃ کے لیے ازراہِ تعظیم خدا و رسولؐ اونٹوں اور بھیڑوں کو لے کر ہنسی خوشی نکلے۔ ولید نے خیال کیا کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے آرہے ہیں کیونکہ انھوں نے ان کے پاس ہتھیار بھی دیکھے تھے حالانکہ انھوں نے ہتھیار صرف شان وتجمل کے لیے لگائے تھے۔ یہ ان سے ملے بغیر ہی واپس آگئے اور آنحضرت سے کہنے لگے کہ انھوں نے ارتداد اختیار کر لیا ہے اور وہ مجھ سے مسلح ہو کر ملے اور تحصیل صدقات میں حائل ہوئے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف فوج کشی کی جائے جب ان لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ لوگ جو ولید کے استقبال کے لیے نکلے تھے حاضر خدمت ہوئے اور آپ کو ساری حقیقت سے مطلع کیا۔ اس وقت یہ آیت اتری:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ (الحجرات)

(اے ایمان والو! اگر کوئی بدکردار تمھارے پاس کوئی چیز لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو)

آپؐ نے ان کو یہ آیت سنائی پھر ان کے ساتھ عباد بن بشر کو بھیجا تاکہ ان سے تحصیل صدقات کریں اصول اسلام کی تعلیم دیں اور ان کو قرآن پڑھائیں۔ ولید بن عقبہ حضرت عثمانؓ کا مادری بھائی تھا۔ فتح مکہ کے دن یہ اور اس کا بھائی خالد بن عقبہ مسلمان ہوئے۔ یہ وہی ہے جس نے اہل کوفہ کو صبح کی چار رکعتیں پڑھا کر کہا اگر کہو تو اور زائد پڑھا دوں اس وقت یہ حالت نشہ میں تھا۔ جب لوگوں نے اس کی شراب نوشی کی گواہی دی تو حضرت عثمانؓ نے اس کے درے لگوائے اور امارت کوفہ سے معزول کر دیا۔ اور جس فاسق کا ذکر آیہ مذکورہ میں ہے وہ یہی ولید بن عقبہ تھا جس نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بنی مصطلق کے ارتداد کی

خبر دی اور یہ کہا کہ وہ مسلح ہو کر میرے مقابلہ پر آئے تھے ولید شرابی تھا اور خوب شاعری کرتا تھا۔

سریہ قطبہ بن عامر

صفر ۹ھ کو آپؐ نے بیس آدمیوں کے ساتھ قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو قبیلہ خثعم کی طرف روانہ کیا۔ خثعم تبالہ کے اطراف میں ایک مقام کا نام تھا۔

یہ لوگ دس اونٹوں پر سوار ہو کر نکلے۔ ان کو ایک آدمی ملا۔ انھوں نے اس سے سوالات کیے مگر وہ گونگا بنا رہا اور قبیلہ والوں کو چیخ کر آواز دی اور ان کو خبردار کیا۔ ان لوگوں نے اس کی گردن مار دی۔ پھر انتظار کرتے رہے، یہاں تک کہ قبیلہ سو گیا پھر ان پر شدید غارت گری کی اور گھمسان کی جنگ ہوئی طرفین کے کثیر آدمی زخمی ہوئے۔ قطبہ بن عامر نے جس کو قتل کرنا تھا قتل کیا پھر ان کی بھیڑیں، بکریاں اور عورتیں مدینہ کی طرف لے کر چلے۔ اُن کے اور ان کے درمیان پانی کی ایک سیل حائل ہو گئی اور یہ لوگ ان تک پہنچنے کی راہ نہ پا سکے۔ ان میں سے ہر ایک کا حصّہ چار اونٹنیاں بنیں اور ایک اونٹنی دس بھیڑوں کے برابر متصور ہوئی۔ یہ حصّہ خمس کے نکالنے کے بعد بنتا تھا۔

سریہ ضحاک بن سفیان

ربیع الاول ۹ھ کو رسول کریمؐ نے ضحاک بن ابوبکر الکلابی کی سرکردگی میں ایک لشکر قرطا کی جانب روانہ کیا۔ ضحاک بہت بہادر تھے ان کے ساتھ اصید بن سلمہ بن قرط بھی تھے۔

ان لوگوں کی دشمن سے مڈبھیڑ زج لاوہ پر ہوئی۔ انھوں نے ان کو دعوت اسلام دی جس کو انھوں نے ٹھکرا دیا۔ انھوں نے حملہ کیا شکست دی اور ان کے اموال کو لوٹ لیا۔ اصید کا اپنے باپ سلمہ سے ٹکراؤ ہو گیا۔ اس وقت سلمہ زج کے تالاب میں اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ اصید نے ان کو دعوت اسلام دی اور امان دینے کا وعدہ کیا۔ سلمہ نے ان کو اور ان کے دین کو گالیاں دینا شروع کیں۔ اصید نے ان کے گھوڑے کے کونچ پر ہاتھ مارا۔ جب گھوڑا کونچ کے بل گرنے لگا تو سلمہ نے اپنے اس نیزہ کا سہارا لیا جو پانی میں تھا اور اس کو پکڑے رہا یہاں تک کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے آکر اس کو قتل کر دیا۔ سلمہ کو اصید نے قتل نہیں کیا۔

سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی

ربیع الثانی ۹ھ رجولائی ۶۳۰ء) میں علقمہ بن مجزز المدلجی کا حبشہ کی طرف سریہ ہوا۔
اس سریہ کا سبب یہ ہوا کہ رسول کریمؐ کو خبر ملی کہ حبشہ کے چند لوگوں کو اہل جدہ نے دیکھا ہے آپ نے ان کی طرف تین سو آدمیوں کو علقمہ کی سرکردگی میں بھیجا۔ یہ اس جزیرہ تک پہنچ گئے اور دریا میں گھس گئے وہ لوگ بھاگ نکلے جب واپسی ہونے لگی تو بعض لوگ بقیہ لشکر کی واپسی کے قبل ہی گھر جانے کے لیے بیتاب ہو گئے۔ انھوں نے اجازت دے دی جلدی کرنے والوں میں عبداللہ بن حذافۃ السہمی بھی تھے علقمہ نے جلدی کرنے والوں پر ان کو امیر مقرر کر دیا۔ ان میں کچھ مزاحیہ رنگ بھی تھا جب یہ لوگ ایک جگہ اُترے اور آگ روشن کر کے تاپنے اور کھانا پکانے لگے تو انھوں نے کہا کیا تم لوگوں پر میری اطاعت واجب نہیں ان لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ یہ سن کر عبداللہ کہنے لگے تو پھر تم اس آگ میں پھاند پڑو بعض لوگ کھڑے ہو گئے اور پھاندنے لگے۔ جب ان کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ واقعی آگ میں کود جائیں گے تو کہنے لگے تم لوگ بیٹھ جاؤ میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا جب رسول کریمؐ کو اس کی خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا جو تمھیں معصیت کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔
یہ علقمہ وہی ہیں جن کو عمرؓ بن خطاب نے حبشہ بھیجا تھا اور پھر یہ مع لشکر کے ہلاک ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن حذافہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ غزوۂ بدر میں موجود تھے دور حکومت عثمانؓ میں بہ مقام مصر انتقال کیا۔

سریہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

رسول کریمؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو فلس نامی ایک بت کے انہدام کے لیے نجد کی طرف بھیجا۔ قبیلہ طی اس بت کی پرستش کرتا تھا یہ واقعہ ربیع الثانی ۹ھ کا ہے۔
آپ ایک سو پچاس انصار کے ساتھ سو ناقوں اور پچاس گھوڑوں کو لے کر روانہ ہوئے آپ کے ساتھ "رایت سیاہ" اور "لواء سفید" تھا۔
صبح کے وقت محلۂ آلِ حاتم پر حملہ ہوا فلس کو گرا دیا اور اس کے پرخچے اُڑا دیے۔ بے شمار قیدی اونٹ بکریاں چاندی ہاتھ آئی۔ قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی عدی بن حاتم کی بہن سفانہ بھی تھی۔ عدی بھاگ کر شام چلا گیا۔
فلس کے خزانہ میں تین تلواریں پائی گئیں رسوب۔ مخذم۔ سیف یمانی۔ اور تین زرہیں۔ رسول کریمؐ نے ابو قتادہ کو قیدیوں کا مہتمم بنایا تھا اور مویشی اور دیگر معمولی سامان کا نگران عبداللہ بن عتیک کو مقرر کیا تھا۔ جب یہ لوگ مقام رکگ پر

پہنچے تو مال غنیمت کو باہم کر لیا رسول کریمؐ کے رسوب و مخذم نامی تلواریں الگ کر لی گئیں بعد میں تیسری تلوار بھی آپؐ کا حصّہ بنا دی گئی۔ خمس کو بھی علیحدہ کر لیا گیا اور آلِ حاتم کو بھی تقسیم سے الگ رکھا اور پھر یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

رسولِ کریمؐ نے سفانہ پر مہربانی فرمائی وہ اسلام لے آئیں اور ان کا اسلام مستحسن سمجھا گیا۔ سفانہ پر کرم فرمائی کا نتیجہ عدی بن حاتم کے اسلام کی صورت میں نکلا۔

سفانہ شام میں اپنے بھائی عدی سے ملیں۔ عدی نے کہا کہ اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے۔ سفانہ نے کہا بخدا جس قدر جلد اُن سے مل سکتے ہو ملو۔ اگر وہ نبی ہیں تو ان کی طرف سبقت کرنے والے کے لیے فضیلت ہے اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو بھی تو ہمیشہ عزت میں رہے گا اور جو تو ہے وہی رہے گا۔ یہ سن کر عدی نے کہا بخدا رائے ہے تو یہی۔ پھر وہ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

غزوۂ تبوک

رجب ۹ھ۔ ستمبر۔ اکتوبر ۶۳۰ء

تبوک اس مقام کو کہتے ہیں جو وادی قریٰ اور شام کے درمیان واقع ہے۔ تبوک اور مدینہ کے درمیان شام کی جانب سے ۱۴ منزلوں کی مسافت ہے اور دمشق کی جانب سے گیارہ منزلوں کا بعد ہے۔

اس غزوہ کو "غزوۂ عسرت" بھی کہتے ہیں اور یہ نام اس آیت سے ماخوذ کیا گیا ہے۔ "اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ فِیْ سَاعَۃِ الْعُسْرَۃِ"۔

یہ غزوہ ماہِ رجب ۹ھ (ستمبر، اکتوبر ۶۳۰ء) میں واقع ہوا تھا اور یہ رسول کریمؐ کا آخری غزوہ تھا جس وقت لشکر اسلام روانہ ہو رہا تھا اس وقت قیامت کی گرمی اور بلا کا قحط پڑ رہا تھا۔ اس لیے آپؐ نے معمول کے برخلاف اس غزوہ کو پوشیدہ نہیں رکھا بلکہ بیان و وضاحت کے ساتھ فرما دیا کہ ہمارا مقصد روم ہے۔ گرمی کی شدت تھی کہ لوگوں نے اونٹ ذبح کیے اور اس کی تھیلی کے پانی کو استعمال کیا۔ اس غزوہ کو "غزوۂ عسرت" شدت اور ضیق، تنگی اور قحط کی وجہ سے کہا جاتا تھا اور یہ آپؐ کا آخری غزوہ تھا۔

اخلاصِ صحابہ

رسول کریمؐ نے لوگوں کو دعوتِ جہاد دی اور جس مقام کا ارادہ تھا اس سے لوگوں کو مطلع کیا تاکہ اس سفر کا بندوبست کریں، مکہ اور قبائل عرب کی طرف لوگوں کو بھیجا تاکہ ان میں جوشِ جہاد پیدا ہو آپؐ نے لوگوں کو اس سلسلہ میں مالی امداد کرنے کا حکم دیا اور ان میں جذبہ ایثار و انفاق پیدا کیا۔ لوگ اموال لے کر حاضر ہوئے اولین پیشکش حضرت ابوبکرؓ کی چار ہزار درہم تھی۔ آپؐ نے فرمایا اپنے بال بچوں کے لیے کچھ چھوڑا؟ عرض کی اللہ و رسول کی سرپرستی چھوڑی ہے۔ حضرت عمرؓ نصف مال لے کر آئے آپؐ نے سوال کیا گھر والوں کے لیے کچھ چھوڑا؟ عرض کی نصف مال۔ عبدالرحمٰن بن عوف دو سو اوقیہ لے کر آئے عاصم بن عدی نے ستر وسق کھجور کے تصدق کیے۔ حضرت عثمانؓ نے ثلث لشکر کا بندوبست کیا۔

رونے والے

سات رونے والے حاضر خدمت رسول ہوئے اور سواریاں طلب کیں ارشاد ہوا کہ ہمارے پاس کہاں۔ بعض لوگ ان کی تعداد سات سے زائد بتاتے ہیں۔ جب ان کو یہ مایوس کن جواب ملا تو روتے ہوئے واپس ہو گئے ان ہی کی شان

یں ارشاد ذاتِ باری ہے: "وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ" ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں جو تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تم ان کے لیے سواری بہم پہنچا دو تو تم نے کہا میرے پاس تو تمہاری سواری کے لیے کچھ نہیں۔ پھر وہ لوگ واپس ہونے لگے اور اس صدمہ سے کہ وہ کچھ نہ خرچ کر سکے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

کچھ منافقین نے رسول کریمؐ کی خدمت میں بلا وجہ معقول تخلف رپیچھے رہ جانے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت دے دی یہ تعداد میں تراسی تھے۔

ایک شخص نے ان منافقین سے کہا، گرمی میں جہاد سے کنارہ کشی نہ کرو، حق میں شک نہ کرو اور رسول کریمؐ کو بے قرار کرنے کی کوشش نہ کرو۔ پیچھے رہ جانے والوں میں سے عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا۔

عذر باطل

کچھ عربوں نے عذر باطل پیش کیا تاکہ آپ ان کو تخلف کی اجازت دے دیں۔ مگر آپؐ نے ان کو معذور سمجھنے سے انکار کر دیا کہا جاتا ہے کہ یہ عذر خواہاں باطل قبیلہ اسد و غطفان سے تعلق رکھتے تھے۔

رسول کریمؐ نے لشکر پر صلوٰۃ کے لیے حضرت ابوبکرؓ کو اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ کو مامور کیا (ابن سعد کا کہنا ہے کہ ہمارے نزدیک محمد بن مسلمہ کا تقرر ہی مسلم الثبوت ہے)

رسول کریمؐ نے حضرت علی بن ابی طالب کو تا بہ قیام تبوک اپنے خاندان والوں پر خلیفہ بنایا۔ منافقین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بابت جھوٹی خبریں اُڑانا شروع کر دیں اور کہنے لگے کہ آپ کو رسول اللہ نے استخفاف و ناگواری کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ جب حضرت علی کو یہ خبر ملی تو آپ نے اپنے ہتھیار لیے اور روانہ ہوئے مقام جرف پر رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے اے اللہ کے رسول منافقین یہ گمان کرتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے از راہ استخفاف و ناگواری چھوڑا ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں میں نے تمہیں اپنے پسماندگان پر خلیفہ بنایا ہے لہذا تم واپس جاؤ میرے اور اپنے اہل و عیال پر میری جانشینی کرو۔" اے علی کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا" یہ سن کر حضرت علی مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔

جب رسول کریمؐ ثنیۃ الوداع سے تبوک کی طرف رہ سپار ہوئے تو آپؐ نے لواء و رائت کو تیار کیا ایک لواء ابوبکرؓ اور ایک رایت زبیرؓ کو دیا۔ رایت اوس اسید بن حضیر کو۔ رایت خزرج حباب بن منذر کو اور پھر ہر انصاری قبیلہ اور دیگر عرب قبیلوں کو ایک ایک رائت اور لوا عطا کیا۔

تعداد لشکرِ اسلام

رسول کریمؐ لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ان کی تعداد تیس ہزار تھی، گھوڑے دس ہزار تھے اور یہ تعداد منافقین وغیرہ کے تخلف کے بعد تھی۔ اس کے باوجود یہ لشکر عرب کے لشکروں میں سب سے عظیم لشکر تھا۔

رسول کریمؐ نزول فرمائے تبوک ہوئے آپ کے ساتھ تیس ہزار لشکر تھا۔ آپ تبوک میں بیس دن رہے اور دو رکعتیں پڑھتے رہے۔

اکیدر کی طرف

رجب ۹ھ میں آپؐ نے خالد بن ولید کو اکیدر بن عبدالملک کی طرف بمقام دومۃ الجندل روانہ کیا۔ دومۃ الجندل اور مدینہ کے درمیان پندرہ راتوں کی مسافت کا فاصلہ تھا۔

اکیدر خاندان کندہ سے تعلق رکھتا تھا اور ان کا امیر تھا اس کا مذہب نصرانی تھا اور یہ ہرقل کی طرف سے وہاں کا امیر تھا جب خالد پہنچے تو اکیدر اور اس کا بھائی حسان قلعہ سے باہر نکلے ہوئے چاندنی رات کا لطف اٹھا رہے تھے۔ خالد کے لشکر نے حملہ کیا اور اکیدر کو گرفتار کر لیا اس کے بھائی حسان نے جنگ کی اور وہ قتل کر دیا گیا ان دونوں کے ساتھی بھاگ گئے اور قلعہ بند ہو گئے۔ خالد نے اس شرط پر اکیدر کو پناہ دی کہ وہ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو اور آپ کے لیے دومۃ الجندل کو غیر مقفل کر دے۔ اس نے مان لیا اور دو ہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہیں اور چار سو نیزوں کو دے کر صلح کر لی۔ رسول کریمؐ کا حصہ نکالنے کے بعد تمام مال لشکر میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر شخص کے پانچ حصے بنے تھے۔

اس کے بعد اکیدر اور اس کے بھائی مصاد (جو قلعہ ہی میں تھا اور جس نے ان چیزوں پر صلح کی تھی) کو لے کر مدینہ کی طرف چلے۔ اکیدر رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس امر پر کہ اکیدر سے جزیہ لیا جائے اکیدر اور اس کے بھائی کا خون نہ بہایا جائے اور ان کو جانے کی اجازت دی جائے بہترین ہدیے پیش کیے۔ رسولِ کریمؐ نے ایک امان نامہ جس میں شرائط صلح بھی مذکور تھے تحریر کر کے ان کو دیا اور اس روز مہر آپؐ نے اپنے انگوٹھے سے لگائی تھی۔

تبوک میں آپؐ نے نگرانی لشکر کا کام عباد بن بشر کے سپرد کیا تھا۔ عباد لشکر کے اطراف و جوانب میں گشت لگاتے رہے۔

معجزات و کرامات

اس غزوہ میں رسول کریمؐ سے بعض معجزات و کرامات اور اخبار بالغیب کا ظہور ہوا جس کا ہم تذکرہ کرتے ہیں:-

جب آپؐ مقام حجر سے گذرے تو اس مقام پر آپ نے رختِ سفر کھولا لوگوں نے چاہ حجر سے اپنی پیاس بجھائی جب

وہ سیر ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا اس پانی سے کچھ نہ پینا اور نہ ہی اس سے وضو کرنا جو آٹا ہو اس کو تم گوندھو اور اونٹوں کو کھلا دو مگر خود اس میں سے نہ کھانا۔ کوئی شخص تم میں سے رات کے وقت بغیر کسی ساتھی کے نہ نکلے۔

جیسا آپ نے ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی لوگوں نے کیا لیکن بنی ساعدہ کے دو آدمی اس حکم پر عامل نہ رہ سکے ان میں سے ایک رفع حاجت کے لیے نکلا تھا اور دوسرا تلاش ناقہ میں جو رفع حاجت کے لیے نکلا تھا اس کا راستہ میں کسی نے گلا گھونٹ دیا۔ اور جو ناقہ کی تلاش میں نکلا تھا اس کو ہوا نے کوہ طے پر پھینک دیا۔ رسول کریمؐ کو اس معاملہ کی خبر پہنچائی گئی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں نے تم لوگوں کو منع نہیں کیا تھا کہ بغیر ساتھی کے نہ نکلنا۔ پھر آپؐ نے دعا کی اور پھر وہ افتادہ راہ شفایاب ہو گیا۔ دوسرا شخص جو کوہ طے پر جا پڑا تھا اس کو کوہ طے نے رسول کریمؐ کی خدمت میں اس وقت پیش کر دیا جب آپؐ نزول فرمائے مدینہ ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی اور قحط آب کی شکایت لوگوں نے آپؐ سے کی تو آپؐ نے دعا فرمائی اللہ نے ابر بھیجا بارش ہوئی اور تمام لوگ سیراب ہو گئے اور پانی سے اپنی تمام ضروریات پوری کر لیں۔

ایک جگہ رسول کریمؐ کا ناقہ گم ہو گیا صحابہ اس کی تلاش میں نکلے۔ رسول کریمؐ کی خدمت میں ایک صحابی جن کو عمارہ بن حزم الانصاری کہا جاتا تھا موجود تھے۔ آپ کے کجاوہ میں زید بن لصیت القینقاعی تھا یہ شخص منافق تھا۔ زید بن لصیت جو عمارہ کے کجاوہ میں تھا کہنے لگا اور اس وقت جناب عمارہ رسول کریمؐ کے پاس تھے کہ کیا محمد یہ گمان نہیں کرتے کہ وہ تم لوگوں کو آسمانی خبر بتاتے ہیں حالانکہ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کا ناقہ کہاں ہے۔ عمارہ رسول کریمؐ کے پاس ہیں اور اچانک رسول کریمؐ نے فرمایا۔ ایک شخص نے یہ کہا ہے کہ یہ محمد جو تمہیں بتاتا ہے کہ میں نبی ہوں اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ تم کو آسمانی خبریں بتاتا ہے۔ حالانکہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کا ناقہ کہاں ہے۔ بخدا مجھے اسی وقت علم ہوتا ہے جب اللہ بتاتا ہے اور خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ایک گھاٹی جو اس اس قسم کی ہے اس کی وادی میں ناقہ موجود ہے اس کی مہار ایک درخت میں پھنس گئی ہے جس سے وہ محبوس ہو گیا ہے جاؤ اور اس تک پہنچو۔ وہ لوگ وہاں گئے اور پھر اس کو لے کر آئے۔

رسول کریمؐ ایک جگہ سے روانہ ہوئے ایک شخص پیچھے رہ گیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ فلاں شخص پیچھے رہ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اگر اس میں خیر ہے اللہ تم سے اس کو ملحق کر دے گا اور اگر ایسا نہیں تو سمجھو کہ اللہ نے اس سے تمہارا چھٹکارا کر دیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ابوذر بھی پیچھے رہ گئے ہیں اور ان کا ناقہ بھی ان کے ساتھ موخر رہ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اگر اس میں خیر ہے تو اللہ اس کو تم سے ملائے گا ورنہ یہ سمجھو کہ اللہ نے اس سے تمہیں خلاصی بخشی۔ ابوذر نے ناقہ کا انتظار کیا۔ جب دیر محسوس کی تو سامان اٹھا کر پشت پر لادا اور رسول کریمؐ کے نقش قدم پر پیدل چل کھڑے ہوئے۔
رسول اللہ ایک جگہ پڑاؤ ڈال چکے تھے ایک مسلمان کی نظر پڑی کہنے لگا یا رسول اللہ یہ شخص تنہا پیادہ آ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کن اباذر (ہو جا ابوذر) جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ وہ ابوذر ہی نکلے۔ آپؐ نے فرمایا: "اللہ رحمت نازل کرے ابوذر پر، تنہا چلتا ہے، تنہا مرے گا اور تنہا ہی مبعوث کیا جائے گا۔" آپ کی یہ پیشینگوئی

پوری ہوکر رہی۔ چنانچہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو شہر بدر کیا تو ابوذرؓ کو ربذہ میں اترنا پڑا اور وہاں وہ جورِ تقدیر کا نشانہ بنے آپ کے ساتھ سوائے زوجہ اور غلام کے کچھ نہ تھا۔ آپ نے ان دونوں کو وصیت کی کہ تم مجھے غسل وکفن دینا پھر راستہ میں نمایاں جگہ میرا جنازہ رکھ دینا۔ پہلا قافلہ جو بھی گزرے اس سے کہنا یہ ابوذر صحابی رسول کا جنازہ ہے ان کی تکفین میں ہماری مدد کرو۔ جب ابوذرؓ کا انتقال ہوگیا تو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا کہ جنازہ کو راستہ میں رکھ دیا۔ عبداللہ بن مسعودؓ اور عراقیوں کا قافلہ آرہا تھا انھوں نے (اچانک) ایک جنازہ کو راہ گذر پر دیکھا اور قریب تھا کہ اونٹ اس جنازہ کو پامال کردیں اور دیکھا کہ ایک غلام ان کی طرف بڑھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے یہ ابوذر صحابی رسول ہیں ان کی تدفین میں ہماری مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ روتے ہوئے اترے وہ کہہ رہے تھے سچ فرمایا تھا اللہ کے رسولؐ نے "تنہا چلے گا، تنہا مرے گا اور تنہا اٹھایا جائے گا" پھر عبداللہ اور آپ کے دوسرے ساتھی اترے اور ان کو دفن کیا۔ پھر عبداللہ نے ان لوگوں سے ان کا قصہ بتایا اور جو رسول کریمؐ نے تبوک جاتے وقت ان کی بابت فرمایا تھا وہ بتایا۔

جناب ابوذرؓ کا اسم گرامی جندب بن جنادہ تھا۔ آپ کا انتقال ۳۲ھ میں ہوا۔

انہدامِ مسجدِ ضرار

جب رسول کریمؐ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو اس کے قبل کہ آپ مدینہ میں داخل ہوں کچھ منافقین آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے عرض کی کہ آپ ان کی مسجد قبا میں آئیں اور اس میں نماز پڑھیں۔ اس مسجد کو مسجد ضرار کہتے تھے جس کو انھوں نے مسلمانوں کی مضرت رسانی اور ان کی تفریق اور جماعتی انتشار کے لیے مسجد قبا کے مشابہ بنایا تھا۔ منافقین اس مسجد میں جمع ہوتے، رسول کریمؐ کی عیب گوئی کرتے اور آپؐ کا تمسخر اڑاتے تھے۔

رسول کریمؐ نے کرتہ طلب کیا تاکہ اس کو پہن کر ان کے پاس جائیں کہ آیت اتری:

اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا۔ (سورہ توبہ)

(اور۔ وہ لوگ منافق ہیں) جنھوں نے (مسلمانوں کو) نقصان پہنچانے، کفر کرنے اور مومنین کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے اور اس لیے کہ جو خدا اور رسول سے پہلے لڑ چکا ہو اس کی تاک لگائی جائے مسجد بنائی ہے۔ یہ لوگ ضرور بہ حلف کہیں گے کہ ہمارا مقصد صرف بھلائی ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اے رسول تم اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہونا)

رسول کریمؐ نے مالکؓ بن دخشم کو معن بن عدی بن عامر بن سکن کو اور وحشی کو طلب کیا کہ تم لوگ اس مسجد کی طرف جاؤ کے

---

[1] مالک بن دخشم دعلان کی سیرۃ نبویہ میں نون کے ساتھ اس طرح ہے الاخشن در حقیقت الاخشن لیکن صحیح "میم" ہی کے ساتھ ہے جیسا کہ طبری۔ اسدالغابہ اور زاد المعاد میں ہے۔

باقی ظالم ہیں جاؤ اس کو گرا دو، جلا دو۔ یہ لوگ تیزی سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بنی سالم بن عوف تک جو مالک بن دخشم کا قبیلہ تھا پہنچے مالک نے کہا تم لوگ میرا انتظار کرو یہاں تک کہ میں آگ لے کر پلٹوں، مالک اپنے گھر گئے اور ایک کھجور کی شاخ کو روشن کر کے نکلے پھر یہ لوگ تیزی سے مسجد میں گھسے وہاں بانیانِ مسجد موجود تھے ان لوگوں نے مسجد کو جلانا اور ڈھانا شروع کر دیا۔ پھر وہ لوگ بھی متفرق ہو گئے۔ آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ اس مقام کو کوڑا کرکٹ اور مردار کے پھینکنے کی جگہ بنایا جائے۔

مسجد ضرار والے آپ کے پاس اس وقت آئے تھے جب آپ تبوک کی تیاری کر رہے تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے مریضوں حاجتمندوں کے لیے برسات اور جاڑوں کی راتوں کے لیے مسجد بنائی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ آئیں اور ہمیں نماز پڑھائیں آپ نے فرمایا اس وقت تو میں ساز و برگ سفر درست کر رہا ہوں۔ ہاں جب ہم پلٹیں گے تو انشاءاللہ تمھارے یہاں آئیں گے اور نماز پڑھائیں گے لیکن جب آپ مقام ذی آوان پر پہنچے تو مسجد کے بارے میں آسمانی اطلاع ملی (اور پھر جو کچھ ہوا اس کا ذکر کیا جا چکا ہے) اس مسجد کے بنانے والے بارہ افراد تھے۔ خذام بن خالد (اور اسی کے گھر سے یہ مسجد تفرقہ انداز ظہور میں آئی) ثعلبہ بن حاطب معتب بن قشیر۔ ابوحبیبہ بن الازعر۔ عباد بن حنیف۔ جاریہ بن عامر اور اس کے دو بیٹے مجمع ابن جاریہ اور زید بن جاریہ نبتل بن حارث۔ بحزج بجاد بن عثمان۔ ودیعہ بن ثابت۔

مالک بن دخشم جن کا پہلے ذکر گذر چکا ہے وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے مسجد ضرار کو منہدم کیا یہ بھی منافقین میں سے سمجھے جاتے تھے ان ہی کے بارے میں عتبان بن مالک نے رسول کریمؐ سے کہا تھا "یہ منافق ہے"۔ آپ نے فرمایا کیا یہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت نہیں دیتا۔ عتبان نے کہا کیوں نہیں مگر اس کی شہادت شہادت نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا یہ نماز نہیں پڑھتا۔ عتبان نے کہا کیوں نہیں مگر اس کی نماز نماز نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن سے اللہ نے مجھ کو روکا ہے اور نفاق کی نسبت ان کی طرف دینا صحیح نہیں پھر ان سے حسن اسلام ظاہر ہوا جو اس تہمت نفاق کی تردید کے لیے کافی ہے۔

مسجد ضرار کیوں بنی

خداوند عالم نے مسجد ضرار کے چار صفات بیان کیے ہیں:۔

۱۔ "ضرار" اور ضرار کا مطلب ہے نقصان پہنچانا۔

۲۔ "کفر"۔ ابن عباس کا کہنا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مومنین کو نقصان پہنچانا اور وحی الٰہی کا انکار کرنا۔

۳۔ "تفریقاً بین المومنین"۔ وجہ افتراق اس کو اس لیے کہا کہ منافقین نے کہا کہ ہم مسجد بنائیں گے اس میں نماز پڑھیں گے اور محمدؐ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ ہاں جب وہ یہاں آئیں گے تو ہم ان کے ساتھ نماز پڑھیں گے، پھر ہم ان کے اور ان لوگوں کے درمیان جو مسجد نبوی میں نماز پڑھتے ہیں جدائی ڈال دیں گے اور یہ چیز اختلاف کلمہ اور اختتام الفت کا باعث ہوگی۔

۴۔ ارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہٗ " واللہ ورسول سے لڑنے والوں کی تاک)

یہ وہ اسباب تھے جن کی بنا پر منافقین نے مسجد ضرار کی تعمیر کی تھی جیسا کہ قرآن کریم میں وضاحت سے مذکور ہے۔ جب خدا وند علیم ان چار صفات کا تذکرہ کر چکا تو ارشاد ہوا۔ اور یہ لوگ بہ حلف کہیں گے کہ ہم تو صرف بھلائی چاہتے ہیں۔ یعنی وہ قسمیہ یہ کہیں گے کہ تعمیر سے ہمارا مقصد صرف کارِ خیر ہے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ بھلائی مقصود ہے وہ مسلمان جو ضعیف ہیں، بیمار ہیں مسجد رسولؐ تک جانے سے معذور ہیں۔ ان کے لیے یہ بنائی ہے اور اسی لیے ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہم نے یہ مسجد مریضوں اور حاجتمندوں کے لیے برسات اور جاڑے کی راتوں کے لیے بنائی ہے۔

پھر ارشاد ہوا: " واللہ یشھد انھم لکاذبون " اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کو بتا رہا ہے کہ انھوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے۔

یہ ہم بیان کر ہی چکے ہیں کہ اس مسجد کا مآل کیا ہوا۔ گرادی گئی، جلادی گئی اور وہ مقام مُردار اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ بن گیا۔

عبداللہ بن ابی سلول کی موت

اسی سال ۹ھ ماہ ذیقعدہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول بیس دن بیمار رہ کر رہ سپارِ ملکِ عدم ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب عبداللہ بیمار ہوا تو رسولِ کریمؐ اس کی عیادت کو گئے۔ عبداللہ نے آپ سے التجا کی کہ جب میں مر جاؤں تو آپ میری نمازِ جنازہ پڑھائیں اور میری قبر پر کھڑے ہوں۔ پھر اس نے آپؐ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور آپؐ سے آپ کا کرتہ طلب کیا تاکہ اس میں کفن دیا جائے۔ آپؐ نے بالائی کرتہ دے دیا۔ پھر اس نے آپؐ سے وہ کرتہ طلب کیا جو جسم سے متصل رہتا ہے تاکہ اس میں کفن دیا جا سکے۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ اپنا کرتہ اس پلید ناپاک کو نہ دیجیے گا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا میری قمیص کی وجہ سے اللہ اس کو کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور شاید اللہ اس کی وجہ سے ایک ہزار آدمی دائرۂ اسلام میں داخل کر دے۔ منافقین عبداللہ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ وہ آپؐ سے کرتہ طلب کر رہا ہے اور امید کرتا ہے کہ اس کرتہ سے اس کو فائدہ ہوگا تو اس دن ایک ہزار منافقین اسلام لائے۔ جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا آپؐ کے پاس اطلاع دینے آیا۔ آپ نے اس کے بیٹے سے کہا اس پر نماز پڑھ اور اس کو دفن کر۔ اس نے کہا یا رسول اللہ اگر آپؐ اس پر نماز نہیں پڑھیں گے تو کوئی مسلمان اس پر نماز نہیں پڑھے گا۔ یہ سن کر آپؐ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ بھی کھڑے ہوئے رسولِ کریمؐ کے اور قبلہ کے درمیان کھڑے ہو گئے تاکہ آپ نماز نہ پڑھ سکیں۔ آیت اتری:

" وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ " (توبہ)

(منافقین کے مردوں میں سے کسی پر نماز نہ پڑھنا اور نہ ہی کسی فاسق کی قبر پر کھڑے ہونا، ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور حالتِ فسق میں ان کو موت آئی ہے)

زجاج کا کہنا ہے کہ جب آپ میت کو دفن کر چکے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کی اس وقت ممانعت آئی تھی۔ صحیح میں ابن عباس سے روائت ہے کہ آپؐ نے اس پر نماز پڑھی اور واپس ہوئے تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ آیت اتری۔ رسولِ کریمؐ نے قولِ عمرؓ کا خیال نہیں کیا۔ آپ نے ظاہر حکم اسلام اور اس کے اس لڑکے کے اکرام کے خیال سے ایسا کیا جس کی سعادت و صلاح مسلم تھی نیز اس کی قوم کی تالیف قلب مقصود تھی۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطابؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب عبداللہ بن ابی مرگیا اور رسول کریمؐ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو میں نے اپنی جگہ چھوڑی اور آپؐ کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ دشمن خدا عبداللہ بن ابی جو اس دن یہ یہ کہتا تھا جس نے فلاں دن یہ یہ کہا اور پھر اس کے شب و روز میں آپ کو گنوا تا رہا۔ رسول کریمؐ برابر مسکراتے رہے یہاں تک کہ میری شدت بڑھنے لگی تو آپؐ نے فرمایا مجھ سے دور رہو اے عمر! مجھے اختیار دیا گیا ہے لہذا میں نے یہ اختیار کیا مجھ سے کہا گیا کہ چاہے تم اس کے لیے ستر بار استغفار کرو اللہ انہیں نہ بخشے گا۔ تو اگر میں جان لوں کہ اگر میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کروں گا تو اللہ بخش دے گا تو میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کروں گا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اس کی مشایعت کی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ سے میں نے جرأت و گستاخی کی اس پر مجھے تعجب ہوا۔ پھر بہ خدا کچھ دیر نہیں ہوئی تھی کہ یہ دونوں آیتیں اتریں "ولا تصل علی احد منھم مات ابدا" پھر رسول کریمؐ نے کسی منافق کی نماز نہیں پڑھائی اور نہ ہی کسی منافق کی قبر پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ رفیق اعلیٰ سے ملے۔

سورۂ براءت

رسول کریمؐ نے ۹ھ ماہ ذی الحجہ (مارچ ۶۳۱ء) میں حضرت ابو بکرؓ کو لوگوں کے ساتھ حج کرنے کے لیے بھیجا۔ آپ تین سو آدمیوں کے ہمراہ مدینہ سے نکلے۔ آپ کے ساتھ آنحضرتؐ نے بیس قربانی کے اونٹ بھی بھیجے تھے جن کی گردنوں میں قلادے پڑے ہوئے تھے خود آں حضرتؐ نے اپنے دستِ حق پرست سے ان پر علامات بنائے تھے۔ ابو بکرؓ قربانی کے اونٹوں کو لے کر چلے اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول کریم صلعم کے ناقہ خاص قصواء پر بیٹھ کر ان سے آملے۔ ابو بکرؓ نے پوچھا کیا آپ کو رسولِ کریمؐ نے عامل حج مقرر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کو سورہ براءت سناؤں اور صاحبان عہد پر ان کا عہد دے ماروں۔ رسول کریمؐ اور مشرکین کے درمیان دو قسم کے عہد تھے عام اور خاص۔ عام تو یہ تھا کہ کسی شخص کو بھی داخلہ بیت اللہ سے نہ روکا جائے اور نہ کسی کو "محترم مہینوں" میں خوف زدہ کیا جائے۔

اور خاص یہ کہ رسول کریمؐ اور دیگر قبائل عرب کے درمیان ایک مدت معینہ تک تھا اور عرب کی عادت تھی کہ اس وقت تک عہد کو کالعدم نہیں سمجھتے تھے جب تک عہد کے برطرف کرنے والے کا قریبی عزیز اعلان خاتمہ عہد نہ کرے۔ اسی لیے رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا اور ابوبکرؓ کو کافی نہیں سمجھا پھر حضرت علیؓ نے قربانی کے دن حجرہ کے نزدیک لوگوں کو سورہ برأت[1] (توبہ) سنایا اور ہر معاہد کے عہد کو (اس کے منہ پر) دے مارا اور فرمایا اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ ہی طواف خانہ کعبہ عریاں ہو کر کر سکے گا۔ پھر یہ دونوں حضرات مدینہ واپس آگئے۔

سریہ خالد بن ولید

۱۰ ربیع الاول ۱۰ھ (جون ۶۳۱ء) میں رسول کریمؐ نے خالد بن ولیدؓ کو چارسو آدمیوں کے ساتھ بنی حارث بن کعب کی جانب نجران میں بھیجا اور خالد کو حکم دیا کہ قتال کرنے سے قبل تین دن تک ان کو دعوت اسلام دو۔ اگر وہ مان لیں تو تم قبول کرلو، ان میں اقامت اختیار کرو ان کو کتاب خدا، سنت نبوی اور ارکان اسلام کی تعلیم دو اور اگر وہ دعوت اسلام کی پذیرائی نہ کریں تو ان سے جنگ کرنا اور اس وقت اہل نجران شریعت عیسٰیؑ پر کاربند تھے۔

خالد اُن کی طرف روانہ ہوتے یہاں تک پہنچ گئے۔ انھوں نے چاروں طرف سوار دوڑا دیے جو لوگوں کو دعوتِ اسلام دیتے تھے اور کہتے تھے "لوگو اسلام لے آؤ سلامتی پاؤ گے"۔ تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور دین الٰہی میں داخل ہو گئے۔ خالدؓ نے وہاں قیام کیا ان کو اسلام، کتاب و سنت کی تعلیم دی پھر خالدؓ نے رسول کریمؐ کو خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمدؐ النبی کی جانب، خالد بن ولید کی طرف سے یہ خط ہے۔ السلام علیک یارسول اللہ! میں آپ کے روبرو اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ امّا بعد، یارسول اللہ آپ نے مجھے بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا اور مجھے حکم دیا تھا کہ جب میں ان تک پہنچوں تو تین دن تک ان سے جنگ نہ کروں اور ان کو دعوت اسلام دوں اگر وہ اسلام لے آئیں تو میں ان کے اسلام کو تسلیم کرلوں اور ان کو اصول اسلام کی تعلیم کتاب و سنت کی تلقین کروں اور اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان سے جنگ کروں۔ جب میں ان کے پاس آیا تو میں نے ان کو تین دن تک دعوت اسلام دی جیسا کہ اللہ کے رسول کا حکم تھا۔ ان میں اپنے سوار بھیجے جو کہتے تھے "یا بنی حارث اسلام لے آؤ، سلامتی پاؤ گے"۔ پھر وہ اسلام لے آئے اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ میں ان میں ٹھہرا ہوا ہوں اور میں اس وقت تک اوامر الٰہی کی بجا آوری اور نواہی الٰہی سے اجتناب کی ان کو تعلیم دعوت اور ارکانِ اسلامی، سنت نبوی کی تلقین و فہمائش کرتا رہوں گا جب تک اللہ کا رسول مجھے ہدایت نامہ نہ ارسال فرمائے۔

---

[1] سورہ براءت یعنی سورہ توبہ صاحب کشاف لکھتے ہیں کہ اس کے مختلف نام ہیں۔ براءت، توبہ، مقشقشہ، مبعثرہ، مشردہ، مخزیہ، فاضحہ، مثیرہ، منکلہ، مدمدمہ اور سورہ عذاب۔

والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس مکتوب میں خالدؓ نے اپنی مہم کی وضاحت کی اور آپ کے احکام پر کاربند ہونے کا اظہار کیا ہے۔ پھر رسول کریمؐ نے مکتوب گرامی تحریر کیا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد النبی کی طرف سے یہ خط ہے خالد بن ولید کی طرف، سلام علیک! اس خدا کی میں حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اما بعد، نجران سے جو خط تم نے ہمیں بھیجا تھا وہ قاصدوں میسنۃ ہمیں ملا۔ والحمد للہ اکہ بنی حارث جنگ سے قبل ہی اسلام لے آئے۔ انھوں نے تمھاری پیش کردہ دعوتِ اسلام کو قبول کیا اور اس امر کو تسلیم کیا کہ کوئی خدا نہیں سوائے اس کے، وہ واحد ہے اور لاشریک ہے اور یہ کہ محمد اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول اور اللہ نے ان کو رسول کی ہدایت سے ہدایت یافتہ کیا ہے۔ پس تم ان کو بشارت دو اور ان کو عذاب الٰہی سے ڈراتے رہو۔ تم آؤ اور تمھارے ساتھ ان کا ایک وفد بھی حاضر خدمت ہو۔ والسلام علیک"۔

خالد بن ولیدؓ رسول کریمؐ کی خدمت میں روانہ ہوئے ان کے ساتھ بنی حارث کا ایک وفد بھی تھا جس میں قیس بن حصین بن یزید بن قنان ذو الغصہ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن المحجل، عبداللہ بن قریظ الزیادی، شداد بن عبداللہ القنانی، عمرو بن عبداللہ الضبابی۔ جب یہ لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے ان کو ملاحظہ کیا تو آپؐ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں جو باشندگانِ اہل ہند ایسے دکھائی دے رہے ہیں۔ جواب دیا گیا یا رسول اللہ یہ بنی حارث بن کعب ہیں۔ جب یہ لوگ آپؐ کی خدمت میں پہنچے تو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تم ہی وہ ہو کہ جب ڈانٹے جاتے ہو تو بہت پیش قدمی کرتے ہو؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ رسول کریمؐ نے اس فقرہ کو چار بار ارشاد کیا۔ اس وقت یزید بن عبدالمدان نے کہا ہاں یا رسول اللہ! ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جب ہم کو خوفزدہ کیا جاتا تو سختی سے آگے بڑھتے ہیں اور اس فقرہ کو چار بار کہا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اگر خالد بن ولید تمھارے بارے میں یہ نہ لکھتا کہ تم نے جنگ نہیں کی اور اسلام لے آئے ہو تو ہم تمھارے سر تمھارے پیروں کے نیچے ڈال دیتے۔ یزید بن عبدالمدان نے کہا بخدا نہ آپؐ کی مدح کریں گے اور نہ خالد کی۔ آپؐ نے فرمایا پھر کس کی مدح کرو گے۔ انھوں نے کہا ہم اس کی حمد کریں گے جس نے ہم کو آپؐ کے توسط سے ہدایت دی۔ آپؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا پھر رسول کریمؐ نے پوچھا۔ دورِ جاہلیت میں جب تم پر کوئی یلغار کرتا تھا تو تم کس وجہ سے غالب آتے تھے۔ انھوں نے کہا ہم کسی سے مغلوب نہیں ہوئے آپؐ نے فرمایا ہاں تم ہمیشہ اپنے دشمن پر غالب رہے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم ہمیشہ اپنے دشمن پر غالب رہے ہم سب بنی عبید ہمیشہ متحد رہے اور کبھی افتراق نہیں آنے دیا اور نہ کسی پر ظلم کرنے میں پہل کی۔ آپؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر رسول کریمؐ نے بنی حارث بن کعب پر قیس بن حصین کو حاکم مقرر کیا۔ بنی حارث کا یہ وفد اپنی قوم کی طرف واپس چلا

گیا اور ابھی ان کو اپنی قوم میں واپس ہوئے چار مہینہ ہوئے تھے کہ رسول کریمؐ کی وفات حسرت آیات ہو گئی۔

وفات جناب ابراہیمؑ

ماہ ربیع الاول ۱۰ھ ۔ جون ۶۳۱ء عمر شریف ۱۶ ماہ

رسول کریمؐ داخل ہوئے، اس وقت آپ عبدالرحمٰن بن عوف کا سہارا لیے تھے اور جناب ابراہیم جان کنی کے عالم میں تھے جب انتقال ہو گیا تو رسول کریمؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ عبدالرحمٰن نے کہا یا رسول اللہ اس چیز سے تو آپ لوگوں کو روکتے تھے مسلمان کب رکیں گے، آپ روئیں گے وہ بھی روئیں گے۔ جب آپ کے آنسو تھمے تو ارشاد فرمایا: "یہ گریہ وزاری تو رحمت ہے اور جو دوسرے پر رحم محسوس نہیں کرتا ہے اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ میں نے لوگوں کو جو روکا ہے وہ بیجا نوحہ بازی سے اور اس امر سے کہ وہ مردے کے ان صفات پر نالہ وزاری کریں جو اس میں نہ ہوں۔"

پھر آپ فرما رہے تھے اگر "وعدۂ ملاقات" نہ ہوتا اور ہمارے آخر اول سے نہ مل سکتے تو ہم اس سے زیادہ رنج کرتے ہم ابراہیمؑ کی موت پر غمناک ہیں آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔ دل غم میں "ڈوبا ہوا ہے مگر ہم خلاف مرضی رب کچھ نہیں کہنا چاہتے۔"

رسول کریمؐ نے ابراہیمؑ کو بقیع میں دفن کرنے کا حکم دیا ان پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور (اسی لیے) تمام علماء نے اجماع کیا ہے کہ بچوں پر نماز ہونا چاہیئے جب وہ پیدائش کے وقت آواز نکال چکے ہوں (مُردہ پیدا نہ ہوئے ہوں) جب ابراہیمؑ دفن ہو گئے تو آپؐ نے ان کی قبر پر ایک مشکیزہ آب چھڑکنے کا حکم دیا اور وہ پہلی قبر تھی جس پر پانی چھڑکا گیا۔ جب قبر برابر کر دی گئی تو آپ نے ایک پتھر سا قبر کی جانب دیکھا، آپؐ نے اس پتھر کو برابر کر دیا اور فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کام کرے تو اس کو پوری مضبوطی سے کرے کیونکہ یہ چیز نفس حزیں کے لیے تسلی بخش ہے۔"

جس دن ابراہیمؑ کا انتقال ہوا، اس دن سورج کو گہن لگا لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ سورج موتِ ابراہیمؑ پر اظہارِ حزن کے لیے گہنا گیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "سورج اور چاند اللہ کے آیات میں سے ہیں یہ کسی کی موت پر کسوف و خسوف میں نہیں آتے۔"

اگر یہ رسولؐ (معاذ اللہ) بناوٹی اور غلط بنی ہوتے تو اس بات کو غنیمت سمجھتے اور تمام طول و عرض میں یہ خبر مشہور کرا دیتے کہ سورج میرے بیٹے کی وجہ سے گہن میں آگیا ہے یا لوگوں کو اسی مشہور بات پر باقی رہنے دیتے اور یہ بھی آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہلایا جاتا، لیکن آپؐ نے ہمیشہ صدق کا اظہار کیا اور حقیقت کو بیان کیا۔

موسیو در منگم اپنی کتاب "حیاتِ محمدؐ" فصل ۲۰ میں اس واقعہ کے ذیل میں لکھتا ہے کہ "محمدؐ بہت ہمہ گیر عقل کے مالک تھے انھوں نے اس "افواہِ جمیل" کی یہ کہہ کر تردید کی "سورج اور چاند کسی کی موت سے منکسف نہیں ہوتے"۔ یہ کلمات ایک جھوٹا پیغمبر نہیں کہہ سکتا تھا۔"

یہی بات ہم بھی ابھی کہہ رہے تھے ظاہر ہے کہ ایک مکار انسان ہمیشہ اوہام کا سہارا لیتا ہے اور اس قسم کے موقعوں کو بسا اوقات غنیمت سمجھتا ہے لیکن رسول کریمؐ اپنے تمام اقوال میں صادق اور اپنے تمام افعال میں سچے تھے وہ اپنی شان بڑھانے اور اپنی شخصیت کو اڑانے کے لیے جھوٹی باتوں کا سہارا نہیں لے سکتے تھے۔

نووی نے "تہذیب الاسماء" میں کہا ہے کہ "یہ جو بعض متقدمین سے روایت ملتی ہے کہ "اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی ہوتے" یہ باطل ہے اور معاملات غیبیہ پر ایک قسم کی جسارتِ کلام اور قیاس آرائی اور ایک عظیم غلطی ہے۔

ابوموسیٰ اشعریؓ۔ معاذ بن جبلؓ

ابو موسیٰ اشعری کا نام عبداللہ بن قیس تھا، یہ قدیمی مسلمان تھے۔ رسول کریمؐ نے ان کو زبید و عدن کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہ وہاں کے عامل رہے تھے ان کو رسول کریمؐ نے جو وہاں عامل مقرر کیا تو اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ آپ بہت عالم ذہین و تجربہ کار تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو رسولِ خدا کبھی ان کو امارت نہ دیتے۔ اسی لیے ان پر حضرت عمرؓ و حضرت عثمان اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اعتماد رہا۔

اگرچہ صفین میں تحکیم کے مسئلہ میں ان سے جن باتوں کا ظہور ہوا ہے اس کی بنا پر خوارج و روافض نے ان کو نادان اور بے شعور تصور کیا ہے۔

معاذ بن جبلؓ: یہ ان ستر انصاریوں میں سے ہیں جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے یہ بدر اور رسول کریمؐ کے ساتھ تمام غزوات و مقامات میں موجود رہے۔ یہ انصاری تھے اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ بہ وقت اسلام ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ رسولِ کریمؐ کی حدیث ہے چار آدمیوں سے تحصیل قرآن کرو: ابن مسعودؓ، ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ، سالمؓ۔

جناب معاذؓ ان لوگوں میں سے تھے جو عہد رسول اللہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ وجاہت، اخلاق اور سخاوت میں تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔ آپ پر بہت قرضہ ہو گیا۔ رسول کریمؐ نے ان کو یمن بھیجا اور فرمایا شاید اللہ تجھے غنی کر دے اور تیرے قرضوں کو اتار دے۔

بخاری میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے معاذ سے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو کلمہ شہادتین کی طرف بلاؤ اگر وہ مان لیں تو انھیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے امیروں سے لے کر ان کے فقیروں پر تقسیم کر دی جائے گی اگر وہ یہ بھی مان لیں تو تم ان کے عمدہ اور بہترین مال سے پرہیز کرو اور مظلوم کی بددعا سے ڈرو کیونکہ اس کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

معاذ کہتے ہیں کہ جب رسول کریمؐ مجھے یمن بھیجنے لگے تو فرمایا: میں تم کو ایک نرم مزاج قوم کی طرف بھیج رہا ہوں تم اپنے فرمانبردار لوگوں کو ساتھ لیکر نافرمانوں سے جنگ کرنا۔"

جب رسول کریمؐ معاذ کو یمن کی طرف بھیج رہے تھے تو آپؐ ان کو ہدایات دیتے ہوئے ہمراہ ہو گئے۔ معاذ سوار تھے اور آپؐ ان کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب "ہدایات" سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو گے اور شاید تم میری مسجد اور میری قبر کی طرف سے گذرو۔ یہ سن کر معاذ فراقِ رسول کریمؐ پر اشکبار ہوئے۔ معاذ یمن ہی میں رہے یہاں تک کہ ابوبکرؓ کے دورِ حکومت میں واپس آ گئے پھر شام چلے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

حضرت علیؓ یمن کی جانب

رمضان ۱۰ھ (دسمبر ۶۳۱ء) میں رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کو یمن کی جانب بھیجا۔ آپ تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے جب اطرافِ یمن میں پہنچے تو آپ نے اپنے اصحاب کو چاروں طرف پھیلا دیا سو وہ سب لوگ، مال غنیمت، عورات، اطفال لے آئے مال غنیمت میں اونٹ اور بکریاں بھی تھیں پھر آپ نے ان کے اجتماع سے خطاب کیا اور دعوت اسلام دی۔ انھوں نے انکار کیا اور مسلمانوں پر تیر اندازی و سنگ باری کی۔ ان میں سے ایک شخص مذحج نامی مبارز طلبی کرتا ہوا نکلا۔ اسود بن خزاعی اس کی طرف بڑھے اور اس کو قتل کر دیا اور اس کا سامان لے لیا۔ پھر حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب کی صف بندی کی۔ پرچم مسعود بن سنان کو دیا۔ جب مخالفین کے بیس آدمی قتل ہو گئے تو وہ متفرق ہو گئے اور شکست خوردہ بھاگ گئے آپ نے ان کے تعاقب سے روکا پھر ان کو دعوت اسلام دی انھوں نے بسرعت اسلام قبول کیا ان کے روٗسا نے اسلام پر بیعت کی۔ حضرتؓ نے مال غنیمت جمع کیا اس کے پانچ حصے کیے ان میں سے ایک حصہ اللہ کا مقرر کیا اور اس پر قرعہ ڈالا۔ پہلا جو حصہ نکلا وہ خمس کا تھا۔ بقیہ مال غنیمت اصحاب پر تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت علیؓ واپس آ گئے اور رسول کریمؐ سے مکہ میں ملے۔ آپؐ اس وقت حج کے لیے (۱۰ھ میں) مکہ آئے ہوئے تھے یہ موسم ربیع کی بات ہے۔

رسول کریمؐ حضرت علیؓ کو ۸ھ میں بھی یمن کی طرف بھیج چکے تھے اور وہ فتح مکہ کے بعد یمن کی طرف پہلی سفارت تھی۔

حضرت علیؓ کو آپؐ نے ہمدان بھیجا ہمدان والے اسلام لے آئے۔ حضرت علیؓ نے رسول کریمؐ کو ان کے اسلام کی تحریری اطلاع دی۔ جب آپ نے خط ملاحظہ فرمایا تو سجدۂ شکر میں گر گئے پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: "السلام علیٰ ہمدان" دوسری مرتبہ آپ کو رمضان ۱۰ھ میں بھیجا گیا اور اس مرتبہ مذحج آپ کی منزل مقصود تھے۔

حجۃ الوداع

ماہ ذوی الحجہ سنہ ۱۰ھ (مارچ سنہ ۶۳۲ء) میں رسول کریمؐ نے حج آخری فرمایا۔ اس حج کو "حج آخری" اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کو وداع فرمایا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریمؐ ۲۵ ذیقعد کو حج آخر کے لیے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ مقام "سرف" پر پہنچے، تو لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عمرہ کھول دیں ہاں وہ لوگ جو قربانی کے اونٹوں کے سائقین (اونٹ چلانے والے) ہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اس وقت رسول کریمؐ بھی سائقین میں سے تھے آپؐ کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ پھر رسول کریمؐ اپنے حج پر چلے گئے اور لوگوں کو اُن کے مناسک اور حج کے مستحبات سے روشناس کرایا اور آپؐ نے لوگوں کے سامنے خطبہ فرمایا۔ (یہ خطبہ ہم خطباتِ رسول کریمؐ میں تحریر کر چکے ہیں (اجتہادی))

اس حج کو آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ کی وجہ سے "حج تمام و کمال" بھی کہتے ہیں اور رسول کریمؐ نے بعد ہجرت اس حج کے سوا کوئی حج نہیں کیا تھا۔ اور جب تک آپ مکہ میں رہے آپؐ سے کوئی حج ترک نہ ہوا تھا۔ کیونکہ دورِ جاہلیت میں قریش حج کو ترک نہیں کیا کرتے تھے اور ان میں سے وہی لوگ حج سے محروم رہتے جو مکہ میں موجود نہ ہوتے یا ان کو ضعف و کمزوری مانع ہوتی تھی۔ ابن اثیرؒ "نہایہ" میں لکھتے ہیں کہ ہجرت کے قبل ہر سال آپؐ نے حج فرمایا تھا۔

مدینہ پر آپؐ نے ابو دجانہ ساعدی اور بقولے سباع بن عرفطہ الغفاری کو مقرر کیا تھا۔ سارے ازواج آپؐ کے ہمراہ تھے۔ ۴ ذی الحجہ اتوار میں حضورؐ مکہ میں داخل ہوئے۔

مسٹر میور لکھتے ہیں: "ترجیح اسی کو ہے کہ آپؐ مدینہ سے ہفتہ ۲۵ ذی قعدہ (۲۳ فروری سنہ ۶۳۲ء) کو مدینہ سے روانہ ہوئے اور اتوار کی رات کو دسویں دن آپؐ مقام سرف پر پہنچے۔ منگل کے دن آپؐ مکہ میں داخل ہوئے۔

آپؐ کے ہمراہ نکلنے والے مسلمانوں کی تعداد نوے ہزار تھی اور بعض لوگ اس سے بھی زائد کہتے ہیں۔ لیکن آپؐ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد تو بلاشبہ اس سے زائد تھی کیونکہ اہل مکہ کو بھی شامل کیا جائے گا اور جو یمن سے مسلمان آئے تھے وہ بھی شریک متصور ہوں گے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ جب رسول کریمؐ عرفہ پر کھڑے ہوئے تو فرمایا یہ موقف ہے اس پہاڑ پر رہنے والوں کا اور ہر عرفہ موقف ہے اور جب آپ جبیہ مزدلفہ کی پہاڑی پر کھڑے ہوئے تو فرمایا یہ موقف ہے اور ہر مزدلفہ موقف ہے پھر جب آپ نے قربانگاہ منی پر قربانی کی تو فرمایا یہ قربانگاہ ہے اور ہر منی قربانگاہ ہے۔ پھر آپؐ نے حج فرمایا لوگوں کو ان کے مناسک سے روشناس کرایا اور ان کو فرائض حج موقف، سنگباری، طواف خانہ کعبہ کی تعلیم

ذی حج کے حلال و حرام سے مطلع کیا اور پھر آپؐ مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔

اسامہ بن زیدؓ

رسول کریمؐ مدینہ واپس ہوئے بقیہ ماہ ذی الحجہ، محرم، صفر تک وہیں اقامت فرمائی۔ لوگوں کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا اسامہ بن زیدؓ کو ان کا امیر بنایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ارض فلسطین کی بلقاء و دوارم سرحدوں پر اپنے گھوڑے دوڑا دیں۔ لوگ تیار ہوئے۔ آپؐ نے اسامہ بن زیدؓ کے ساتھ تمام مہاجرین اولین کو بھی جانے کا حکم دیا۔ لوگ تیاری اور روانگی میں مصروف تھے کہ آپؐ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپؐ کا انتقال ہوا۔

منافقین نے اسامہ کی قیادت پر اعتراض کیا، آپؐ نے ان کی تردید کی اور فرمایا کہ وہ لائق امارت ہے اور اگر آج تم اس کے بارے میں کہہ رہے ہو تو کیا ہوا کل تم اس کے باپ کے بارے میں بھی اسی طرح کہہ رہے تھے حالانکہ وہ بھی امارت کا مستحق و سزاوار تھا۔ اس وقت جناب اسامہ کا سن مبارک بیس سال کا تھا اور ایسی کم سنی ہی میں قیادتِ لشکر پر لوگ اعتراض کر رہے تھے۔

غزوات و سرایا کی تعداد

وہ تمام لڑائیاں جن میں رسول کریمؐ بنفس نفیس خود شریک رہے ہیں ابن اسحاق کی تاریخ کی بنا پر ان غزوات کی تعداد ۲۷ ہوتی ہے اور سرایا کی تعداد ۳۸ ہے۔

طبری کہتے ہیں کہ آپؐ کے غزوات کی تعداد ۲۶ ہے لیکن بعض لوگ غزوات کی تعداد ۲۷ بتاتے ہیں، تو جو لوگ ۲۶ کہتے ہیں وہ غزوۂ خیبر اور غزوۂ وادی القریٰ کو ایک تصور کرتے ہیں کیونکہ خیبر سے آپؐ اپنے گھر کی طرف نہیں پلٹے تھے کہ وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے اس لیے وہ دونوں غزوات کو ایک کہتے ہیں اور جو غزوات کی تعداد ۲۷ بتاتے ہیں وہ غزوۂ خیبر اور غزوہ وادی القریٰ کو الگ الگ مستقل غزوہ مانتے ہیں۔ اس بنا پر وہ تعداد ۲۷ بتاتے ہیں۔

وفود

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بہت سے وفود آئے، جن کا ہم مختصر سا ذکر بیان کرتے ہیں:۔

(۱) — وفد ہوازن، جو جعرانہ میں آپؐ کے پاس آیا تھا۔

(۲) — مالک بن عوف النصری کا وفد جو ۸ھ کے آخر میں آیا تھا۔

(۳) — سریہ عیینہ بن حصن کے سلسلہ میں بنی تمیم کا وفد جو محرم ۹ھ میں آیا۔

(۴) — نصاریٰ نجران کا وفد جو ہجرت کے بعد مدینہ میں آپؐ کی خدمت میں آیا یہ تعداد میں ساٹھ سوار تھے اور

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں مجادلہ کرنے آئے تھے۔ پھر رسول کریمؐ سے جزیہ کی بنیاد پر صلح کر لی۔ آپؐ نے ان کے لیے ایک مکتوب گرامی تحریر فرمایا اور ان کے ساتھ ابوعبیدہ عامر بن جراحؓ کو یہ کہہ کر بھیجا کہ یہ اس امت کے امین ہیں۔ اہل نجران اور ان کے اقوال کی تردید میں قرآن کی بہت سی آیات سورۂ عمران میں نازل ہوئی ہیں[1]۔

(۵) —— داریوں کا وفد آیا، ابوہند داری اور اس کا بھائی نعیم داری اور چار دوسرے داری جو دینِ نصرانیت پر تھے آپؐ کی خدمت میں آئے اور یہ لوگ دو مرتبہ آئے تھے ایک مرتبہ مکہ میں ہجرت سے قبل اور دوسری مرتبہ ہجرت کے بعد۔

(۶) —— ثقیف کا وفد، جب رسولِ کریمؐ تبوک سے مدینہ ماہ رمضان میں تشریف لائے تو یہ وفد آیا تھا۔

(۷) —— بنی عامر کا وفد۔ بنی عامر بن صعصعہ آپؐ کی خدمت میں آئے۔ وفد میں عامر بن طفیل عامری، اربد بن قیس جبار بن سلمی رئیسانِ قوم بھی تھے، عامر بن طفیل ان کا سردار تھا اور بہت طرح دار تھا اور اس کے دل میں رسولِ کریمؐ کی جانب سے مکر و فریب تھا اس نے اسلام لانے کے بعد رسولِ کریمؐ سے امارت طلب کی تھی۔ جب عامر اور اس کے ساتھی اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوئے تو رستہ میں یہ طاعون میں مبتلا ہو کر مر گیا اور یہ مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ عامر بن طفیل کی موت اسلام پر ہوئی ہے تو درحقیقت وہ عامر بن طفیل الاسلمی صحابی رسول کریمؐ تھے۔ عامر بن طفیل عامری نہیں۔

---

[1] تعجب ہے کہ مصنف نے مباہلہ کا واقعہ جو تاریخ اسلام کا عظیم الشان واقعہ تھا اور رسول کریمؐ کی صداقت و حقانیت کا لافانی کارنامہ تھا نہیں پیش کیا۔ مباہلہ کا قصہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں نجران کے نصاریٰ کو رسولِ کریمؐ نے بے حد سمجھایا کہ ان کو خدا کا بیٹا نہ کہو، حضرت آدم کی مثال بھی دی مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر آیت اتری فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ہ (اے رسولؐ ان سے کہدو کہ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں۔ تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں۔ تم اپنے نفسوں کو بلاؤ ہم اپنے نفسوں کو، پھر باہم مباہلہ کریں اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت کریں) پھر یہ قول و قرار ہوا کہ فلاں جگہ فلاں وقت ہم تم دونوں اپنے اپنے بیٹوں، عورتوں اور جانوں کو لے کر جمع ہوں اور ایک دوسرے پر لعنت کرے اور خدا سے عذاب کا خواستگار ہو۔ علی الصبح آپؐ نے جناب سلمان کو ایک سرخ کمبل اور چار لکڑیاں دیکر اس پر ایک چھوٹا سا سائبان کھڑا کرنے کو کہا اور خود اس شان سے برآمد ہوئے کہ امام حسینؑ گود میں، امام حسنؑ کا ہاتھ تھامے ہوئے، جناب سیدہ زہراؑ کو پیچھے لیے ہوئے اور حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے۔ دعا کی کہ خداوندا ہر نبی کے اہلبیت ہوتے ہیں یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان کو ہر برائی سے پاک رکھ۔ جب آپ اس شان سے میدان میں پہنچے تو نصاریٰ کا سردار عاقب کہنے لگا میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے کو کہدیں تو یقیناً وہ ہٹ جائے گا خیریت اسی میں ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھالو ورنہ قیامت تک نسلِ نصاریٰ سے ایک بھی نہ بچے گا۔ آخرکار ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر سؤر کی صورت میں مسخ کر دیتا۔ یہ میدان آگ بن جاتا اور نجران کا ایک متنفس حتیٰ کہ طائر بھی نہ بچتے۔ (تفسیر جلالین، بیضاوی جلد اول، اجتہادی)۔

⑧ —— ۹ھ میں حمام بن ثعلبہ آیا اور آپ سے سوال کیا۔ کہ کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ خدائے واحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے، بت پرستی ترک کی جائے، زکوٰۃ، روزے، حج کو ادا کیا جائے آپ نے فرمایا ہاں اس نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ وہ اسلام لائے اور اپنی قوم کی طرف واپس گئے، لات وعزیٰ کو سب وشتم کیا اور اس وقت تک وہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دیتے رہے جب تک سارے مرد وزن مسلمان نہیں ہو گئے۔

⑨ —— عبدالقیس کا وفد، یہ لوگ بحرین کے رہنے والے تھے ان میں سے جو آپ کے پاس آیا تھا وہ جارود تھا، یہ نصرانی تھا اور کتابیں پڑھ لیتا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ۱۰ھ میں آیا تھا رسول کریم نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا پھر یہ اور اس کے ساتھی اسلام لے آئے ان لوگوں نے آپ سے نبیذ کی بابت استفسار کیا۔ یا رسول اللہ ہماری زمین وبا وگیاہ والی زمین ہے بغیر نبیذ کے گزارہ نہیں۔ آپ نے اس کے پینے کی ممانعت فرمائی۔

⑩ —— بنو حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ تعداد میں سترہ تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ "مسیلمۃ الکذاب" بھی تھا اور اس کا حکم اس کی قوم میں بڑی اہمیت و وزن رکھتا تھا۔ اس نے رسول کریم سے گفتگو کی اور آپ سے درخواست کی کہ "امر نبوت" میں اس کو بھی شریک کرلیں جس طرح اسود عنسی صاحب صنعاء نے ادعاء نبوت کا کیا تھا اسی طرح یہ بھی رسول کریم کی زندگی میں دعویدار نبوت ہوا تھا۔ مسیلمہ اپنے "کلام ہذیانی" کو اسلوب قرآنی سے مشابہ بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ اسی لیے اس نے ایک سجع سورہ کوثر کے اسلوب پر تیار کیا تھا "انا اعطینٰک الجواھر، فصل لربک وھاجر، ان مبغضک رجل فاجر"۔ اس نے اپنی قوم کو نماز سے معافی دے دی تھی اور اس لیے کہ انسانوں میں اس کی پیروی کا جذبہ بڑھے اس نے شراب و زنا کو حلال کر دیا تھا۔

⑪ —— طئ کا وفد۔ اس وفد میں قبیصہ بن اسود اور ان کا سردار زید الخیل تھا۔ یہ سخی، شہسوار اور خلیق تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دعوتِ اسلام دی یہ اور اس کے ساتھی اسلام لائے اور ان سب کا اسلام قابل تعریف ہوا ہے۔

⑫ —— عدی بن حاتم۔ عدی نصرانی تھا اپنی قوم کا سردار تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔

⑬ —— وفد عروۃ المرادی۔

⑭ —— وفد بنی زُبید۔

⑮ —— وفد کندہ۔ یہ یمن کا قبیلہ تھا اور کندہ کی طرف منسوب ہوتا تھا ان کے دادا کا لقب ثور بن عفیر تھا۔ ان میں اشعث بن قیس بھی تھا اور یہ اپنی قوم میں معزز و وجیہہ تھا، اسلام لایا مگر رسول کریم کے بعد مرتد ہو گیا لیکن دورِ حکومت حضرت ابوبکرؓ میں پھر مسلمان ہو گیا۔

⑯ —— وفد ازد شنوءہ۔ یہ لوگ آزد سے تھے اور ان میں صرد بن عبداللہ الازدی تھا اور یہ ان سب میں افضل تھا

آپ نے اس کو اس کی قوم کے مسلمین پر امیر بنایا تھا۔

(۱۷)——— وفد حارث بن کعب۔

(۱۸)——— وفد رفاعہ بن زید الجذامی

(۱۹)——— وفد ہمدان۔ ان ہی میں مالک بن نمط تھا یہ پاکیزہ شاعر تھا جب رسول کریمؐ تبوک سے واپس آ رہے تھے یہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

(۲۰)——— وفد تجیب۔ یہ قبیلہ کندہ سے تعلق رکھتا تھا ان لوگوں نے آپؐ سے قرآن و سنت کے متعلق سوالات کیے تھے۔

(۲۱)——— وفد بنی ثعلبہ۔

(۲۲)——— وفد بنی سعد ہذیم۔ یہ قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے، مسلمان ہوئے اور اسلام پر آپؐ کی بیعت کی۔ اپنی قوم کی طرف واپس گئے اور ان کو مشرف بہ اسلام کیا۔

(۲۳)——— وفد بنی فزارہ۔ ان ہی میں خارجہ بن حصن برادر عیینہ بن حصن تھا ان دونوں نے اسلام کا اقرار کیا۔

(۲۴)——— وفد بنی اسد۔ ان ہی میں حضرمی بن عامر تھے یہ لوگ اسلام لائے اور کہنے لگے یا رسول اللہ دیکھیئے عرب نے آپؐ سے جنگ کی، ہم نے آپؐ سے جنگ نہیں کی۔ آیت اتری: "یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" (وہ لوگ تم پر اپنے اسلام کا احسان جتلا رہے ہیں ان سے کہہ دو کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ہدایت کی اگر تم اسلام لانے میں سچے ہو) یہ لوگ کچھ دن وہیں مقیم رہے اور فرائض کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

(۲۵)——— وفد بنی عذرہ۔ یہ یمن کا قبیلہ تھا اور آپؐ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ کاہنوں سے سوال نہ کیا کریں اور وہ ذبیحے جو اصنام کے نام پر ذبح کرتے ہیں ان کی بھی ممانعت فرمائی تھی۔

(۲۶)——— وفد بلی۔ یہ قضاعہ کا قبیلہ تھا جو مشرف بہ اسلام ہوا۔ قائد وفد ابو الضبیب نے کہا یا رسول اللہ! مجھے مہمان نوازی کا شوق ہے تو کیا مجھے اس کا اجر ملیگا۔ آپؐ نے فرمایا ہر نیکی خواہ وہ فقیر سے کی جائے یا امیر سے وہ صدقہ ہے (سزاوار ثواب) عرض کیا یا رسول اللہ! وقتِ ضیافت؟ آپؐ نے فرمایا تین دن۔ اس کے بعد؟ فرمایا صدقہ۔ اور مہمان کے لیے روا نہیں کہ وہ تمہارے پاس مستقل ٹھہرا رہے اور تمہاری جان ضیق میں کر دے۔

(۲۷)——— وفد بنی مرہ۔ ان کا سردار حارث بن عوف تھا۔

(۲۸)——— وفد خولان۔ یہ یمن کا قبیلہ تھا ان کا ایک صنم تھا جس کی یہ عبادت کرتے تھے اس کا نام "عم انس" جب یہ خدمت عالیہ سے واپس آئے تو اس کو گرا دیا۔

(۲۹)——— وفد بنی محارب۔ ان ہی میں خزیمہ بن سوار تھا۔ یہ لوگ شقی ترین عرب تھے اور جب رسول کریمؐ نے مختلف

موسموں میں مختلف قبائل سے اپنی حفاظت چاہی ہے اور ان کو دعوت الی اللہ دی تو یہ بڑی سختی سے آپ کے ساتھ پیش آئے تھے۔

(۳۰) —— وفد صداء۔ یہ یمنی عربوں کا قبیلہ تھا انھوں نے بر بناء اسلام دست اقدس رسول پر بیعت کی جب واپس اپنی قوم میں گئے تو وہاں اسلام کی نشر و اشاعت کی زیاد بن حارث الصدائی ان لوگوں کا سردار تھا۔

(۳۱) —— وفد سلامان۔ ان ہی میں خبیب بن عمرو السلامانی تھا۔ یہ سب مسلمان ہوئے۔ خبیب نے رسول کریم سے سوال کیا۔ سب سے افضل عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بروقت نماز۔ انھوں نے اس دن آپ کے ساتھ ظہر و عصر کی نماز پڑھی تھی۔

(۳۲) —— وفد بنی عبس۔

(۳۳) —— وفد مزینہ۔ یہ قبیلہ مزینہ کی طرف منسوب تھا جو عمرو بن ادبن طابخہ بن الیاس بن مضر کی زوجہ تھیں۔

(۳۴) —— وفد اشعریین۔ یہ ابوموسیٰ اشعری کی قوم تھی۔ یہ لوگ اشعر بن اُدد کی طرف منسوب تھے۔ ان سب نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ ان ہی کے حق میں رسول کریم نے ارشاد فرمایا تھا "تمھارے پاس اہل یمن ابر بہار کی طرح آئے ہیں اور یہ بہترین مردم ہیں" اور فرمایا: "اشعری جیسے کیسہ مشک"

(۳۵) —— وفد دوس۔ یہ ابوہریرہؓ کی قوم تھی ان کا نسب ازد پر جا کر ختم ہوتا ہے یہ ۷ھ خیبر میں آئے تھے۔

(۳۶) —— وفد بہرا۔ یہ قضاعہ کا قبیلہ تھا یہ لوگ یمن سے آئے تھے، اسلام لائے، فرائض کی تعلیم حاصل کی، پھر اپنے گھر والوں کے پاس یمن لوٹ گئے۔

(۳۷) —— وفد غامد۔ یہ ازد کا قبیلہ تھا جو یمن ۱۰ھ میں آیا تھا۔ انھوں نے اسلام کا اقرار کیا، رسول کریمؐ نے ان کے لیے ایک "ہدایت نامہ" ارسال فرمایا جس میں اصول اسلام مکتوب تھے۔ ابی بن کعب انصاری کو مامور کیا کہ وہ ان کو قرآن کی تعلیم دیں۔

(۳۸) —— وفد ازد۔ یہ لوگ اپنے مورث اعلیٰ ازد بن غوث کی طرف منسوب تھے یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول کریمؐ نے فرمایا: یہ حکماء، علماء ہیں اور قریب ہے کہ اپنے تفقہ سے پیغمبری کے مرتبہ پر آجائیں۔[۱]

(۳۹) —— وفد بنی منتفق۔ یہ عامر بن صعصعہ کا قبیلہ ہے۔ لقیط بن عامر بن صبرہ بن عبداللہ بن منتفق ان ہی میں سے تھا ان ہی کے بارے میں رسول کریمؐ نے فرمایا: "دنیا و آخرت میں یہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں"

(۴۰) —— وفد نخع۔ یہ یمن کا قبیلہ ہے اور یہ آخری وفد تھا یہ لوگ ۱۱ھ محرم دو سو آدمیوں کے ساتھ اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے تھے۔ ان لوگوں نے معاذ بن جبل کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

---

[۱] یہ حدیث وضعی اور جعلی ہے قرآن و عقل نبوت کو کسبی شئی "تصور" نہیں کرتے پھر رسول کریمؐ ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہیں جو خلاف قرآن و عقل ہو۔ حکمت و علم میں کمال انتہا پر پہنچنے کے بعد بھی "نبوت" دسترس سے اونچی ہی حقیقت ہوگی کیونکہ یہ نہ یونیورسٹی کی کوئی ڈگری ہے اور نہ جامعہ کی کوئی سند جو ریاضت اور بلوغ نظر و فکر سے حاصل ہو جائے یہ تو عطیہ ربانی ہے جس کو چاہے وہ عطا کرے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (اجتہاد کا)

وفاتِ رسولِ کریمؐ

دوشنبہ، ۱۲ ربیع الاول – ۷ جون ۶۳۲ء

آخر ماہ صفر ۱۱ھ (۶۳۲ء) میں آپؐ پر مرض کا حملہ ہوا۔ آپ کی مدت مرض ۱۳ دن رہی اور بعض لوگ ۱۰ دن بتاتے ہیں۔ آپ کی زوجہ میمونہؓ کے گھر سے آپ کے مرض کی ابتدا ہوئی۔ جب مرض کی شدت بڑھی تو آپ نے دیگر ازواج سے اجازت لی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کا سہارا لے کر بیتِ عائشہ رضؓ میں تشریف لائے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر پانی چھڑکا جائے۔ آپ پر پانی چھڑکا جاتا تھا کیوں کہ آپ شدید حرارت محسوس کرتے تھے۔ فرماتے تھے جس کھانے کو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اس کی ہمیشہ تکلیف محسوس کرتا رہا اب وقت آگیا ہے کہ اس زہر سے رگ حیات قطع ہو جائے۔

(آخری بار) رسول کریمؐ سر مبارک کو کپڑے سے لپیٹے ہوئے برآمد ہوئے اور منبر کی سب سے نچلے زینے پر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:

لوگو مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ اپنے نبی کی موت سے ڈرتے ہو۔ کیا میرے قبل بھی کوئی نبی اپنی امت میں ہمیشہ رہا ہے کہ میں تم میں ہمیشہ رہوں گا۔ آگاہ ہو جاؤ میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین سے خیر و نیکی سے پیش آنا اور اسی طرح مہاجرین کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اپنے مابین لوگوں پر خیر و احسان رکھیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے: "وَالْعَصْرِ ﴿﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿﴾ (قسم ہے زمانہ کی کہ انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اعمال صالحہ بجالاتے ہیں باہمدگر وصیت حق اور تلقین صبر کرتے ہیں وہ خسارے میں نہیں)

سارے معاملات اللہ ہی کے حکم سے جاری ہوتے ہیں (یاد رکھو) کہ کسی امر کی تاخیر تمہیں عجلت طلبی پر آمادہ نہ کر دے۔ کیوں کہ خداوند جہاں فرد واحد کی عجلت سے تعجیل نہیں کرتا۔ جو اللہ سے مقابلہ کرتا ہے اللہ اس پر غالب رہتا ہے، جو اللہ کو دھوکا دیتا ہے اللہ اس کو (اسی کے) دھوکے میں گرفتار کرتا ہے تو کیا اگر تم والی ہو جاؤ گے تو زمین پر فساد کرو گے اور قطع رحم کرو گے۔

میں تم کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ قبل اس کے کہ تم ان کے ساتھ کوئی نیکی کرو ان لوگوں نے تم کو گھروں میں ٹھہرایا اور ایمان کو اپنایا۔ کیا انھوں نے تم کو اپنے پھلوں کا نصف نہیں دیا؟ کیا انھوں نے تمھارے لیے اپنے گھروں کو وسیع نہیں کیا؟ کیا انھوں نے خسارہ اٹھا کر تم کو اپنے پر ترجیح نہیں دی؟

"آگاہ ہو جاؤ! جب بھی تم میں سے کوئی ان کے دو آدمیوں کے درمیان حکم بنے تو ان کے نیکو کار کی تصدیق کرے اور ان کے بدکار سے درگذر کرے۔ دیکھو ان کے مقابلہ پر اپنے لیے ہر شے مخصوص نہ کر لینا۔"

"آگاہ ہو کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور تم بھی مجھ سے ملنے والے ہو۔ تمہاری وعدہ گاہِ ملاقات "حوضِ کوثر" ہے جو چاہتا ہے کہ وہ کل میرے پاس اس حوض پر آئے وہ اپنے ہاتھ اور زبان کو روک کے رہے۔"

رسول کریمؐ کا یہ آخری خطبہ تھا۔ اس دن کے بعد آپ پھر منبر پر تشریف فرما نہ ہو سکے۔ آپ نے مسلمانوں کو محبت و اتحاد، صلہ رحم والفت کی وصیت فرمائی۔ خواہ وہ مہاجر ہو یا انصاری سب ہی کو دعوت اتحاد دی، حالانکہ آپ اس وقت شدت مرض میں مبتلا تھے۔ پھر بھی آپ نے ان کو تقاطع اور باہمی جنگ و تنفر سے منع فرمایا۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غشی طاری ہوئی۔ جناب عائشہؓ سر آغوش شفاء کی دعا کر رہی تھیں۔ آپ فرما رہے تھے بلاشبہ موت کے لیے سکرات ہے۔ حضرت فاطمہ زہراؓ جب آپ کے کرب کو ملاحظہ کرتیں تو کہتیں: "ہائے بابا کتنے کرب میں ہیں" آپ فرماتے: "بیٹی آج کے بعد تیرے باپ پر پھر کبھی کرب نہ ہوگا۔"

آپ کی وفات دوشنبہ کے دن ماہ ربیع الاوّل ۱۱ھ میں بلا اختلاف تسلیم کی گئی ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ وہ دوشنبہ کس تاریخ کا تھا۔ فقہاء حجاز کہتے ہیں کہ رسولِ کریمؐ نے ۲؍ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن وفات پائی۔ واقدی کا کہنا ہے کہ ۱۲؍ ربیع الاوّل دوشنبہ کا دن تھا۔ دوسرے دن منگل کو نصف النہار کے وقت جبکہ آفتاب جھک چکا تھا آپ دفن ہوئے۔

آپ کی عمر شریف قمری حساب سے ۶۳ سال کی تھی۔ آپ کی پھوپھی صفیہؓ، ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب حضرت ابوبکرؓ اور حسانؓ بن ثابت نے آپ کے مرثیے کہے ہیں۔

آپ کو غسل دیا جا رہا تھا اور آپ کے جسم اطہر پر بحالہ قمیص موجود تھی پانی قمیص کے اوپر ہی ڈالا جا رہا تھا۔ قمیص کے ذریعہ ہی جسم کو ملا جا رہا تھا۔ آپ کو غسل حضرت علی بن ابی طالب دے رہے تھے۔ پانی قباء کے کنوئیں کا تھا۔ جناب عباسؓ اور ان کے بیٹے فضلؓ حضرت علی کے ساتھ جسم شریف کو کروٹ دلانے میں مدد کر رہے تھے۔ آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ یہ کپڑے روئی سے تیار کیے گئے تھے۔ ان میں عمامہ و قمیص نہ تھی جب تجہیز سے فارغ ہوئے تو آپ کو آپ کے بیت الشرف میں سریر پر رکھا۔ گروہ کے گروہ یکے بعد دیگرے آتے اور آپ پر نماز پڑھتے۔ جس مکان میں آپ نے وفات پائی تھی اس فرش کو اٹھانے کے بعد جس پر آپ نے وفات پائی تھی قبر کھودی گئی اور وہ چادر بچھائی گئی جس کو آپ اوڑھتے اور بچھاتے تھے۔ ابوطلحہ زید بن سہل انصاری نے قبر کھودی۔ جس جگہ قبض روح ہوئی تھی اس جگہ لحد کھودی گئی۔ آپ کی قبر میں آپ کے چچا جناب عباسؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت فضلؓ، حضرت قثمؓ اترے۔ قبر مبارک پر حضرت بلالؓ نے مشکیزہ سے پانی ڈالا۔ پانی ڈالنے کا آغاز سرہانے سے کیا۔ پھر قبر پر صحن خانہ کے سُرخ و سفید سنگریزے لگائے اور آپ کی قبر مبارک

کو ایک بالشت اونچا رکھا گیا۔

ہمیں یہ ذکر فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جب منافقین نے اسامہ کی امارت کے بارے میں بیجا چہ میگوئیاں اور داستاں سرائیاں کیں تو آپ بیت الشرف سے اس حال میں برآمد ہوئے (اس وقت آپ شدت درد کی وجہ سے سر مبارک پر کپڑا باندھے ہوئے تھے) آپ نے ان کی تردید فرمائی اور فرمایا: "مجھے خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ اسامہؓ کی امارت پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ اپنی جان کی قسم یہ اس کی امارت کے بارے ہی میں نہیں اس کے قبل اس کے باپ کی امارت کے بارے میں بھی یوں ہی زبان درازی کر چکے ہیں۔ حالانکہ اس کا باپ سردار امارت تھا اور یہ بھی امارت کا مستحق ہے تم لوگ اسامہ کے ساتھ جاؤ"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ کو کس قدر اسامہ کے بھیجنے، مسلمانوں کی درستگی احوال و اتحاد کا آخر دم تک خیال و اہتمام تھا۔

رسول کریمؐ کے انتقال فرمانے پر آپ کی زرہ اہل وعیال کے نان ونفقہ کے لیے یہودی کے پاس رہن کی گئی۔ آپ نے نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، نہ بکری اور نہ اونٹ۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں "آپؐ نے اس حال میں انتقال فرمایا کہ میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کو جاندار کھا سکتا ہو۔ سوائے تھوڑے سے جو کے۔ میں نے اس میں سے کچھ کھا لیے۔ پھر مجھے ضرورت ہوئی اور میں نے وہ سب کھا لیے اس طرح وہ تمام ہو گئے۔ کاش میں ان کو نہ کھاتی"۔

ترمذی نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریمؐ نے اس حال میں انتقال فرمایا کہ نہ وہ خود نانِ جو سے شکم سیر تھے اور نہ ہی اہلِ بیت اور رسول کریمؐ نے سوائے ہتھیار، خچر اور زین کے کچھ نہ چھوڑا اور ان سب کو صدقہ قرار دیا۔

مرثیے

محمد بن عمر الواقدی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسولِ کریمؐ کا مرثیہ کہا (جس کا پہلا شعر یہ ہے)

یا عین فابکی ولا تسأمی   وحق البکاء علی السید

(اے آنکھ روتی رہ اور رونے سے تھکا مت   ایسے سردار پر تو رونا فرض ہو چکا ہے)

حسان بن ثابت نے مرثیہ کہا (جس کا پہلا شعر یہ ہے)

واللہ ما حملت انثیٰ ولا وضعت   مثل النبی رسول الامۃ الھادی

(بخدا اس نبی برحق، رسولِ ہادی امت کی مثل کسی عورت نے انسان نہیں پیدا کیا)

اور دوسرے مرثیہ کہنے والوں کے نام یہ ہیں:۔ کعبؓ بن مالک۔ اروٰیؓ بنت عبدالمطلب۔ عاتکہؓ بنت عبدالمطلب۔ صفیہؓ رضؓ ہندؓ بنت الحارث۔ ہندؓ بنت اثاثہ۔ عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل وام ایمنؓ۔

مدنی سورتیں

مدینہ میں رسولِ کریم ؐ پر تئیس سورے حسبِ ذیل ترتیب سے نازل ہوئے :۔

سب سے پہلے ویل المطففین ، پھر سورہ بقرہ ، سورہ انفال ، سورہ آلِ عمران ۔ حشر ۔ احزاب ۔ نور ۔ ممتحنہ ۔ فتح ۔ النساء ۔ الحج ۔ الحدید ۔ محمد ۔ ھل اتیٰ ۔ الطلاق ۔ لم یکن ۔ الجمعہ ۔ تنزیل السجدہ ۔ المومن ۔ المنافقون ۔ المجادلہ ۔ الحجرات ۔ التحریم التغابن ۔ الصف ۔ المائدہ ۔ براءت ۔ اذا جاء نصر اللہ ۔ الواقعہ ۔ العادیات ۔ المعوذتان ۔

سب سے آخر میں " لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ آخر سورہ تک نازل ہوا ۔ بعض کہتے ہیں سب سے آخر میں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط اترا ہے اور یہی صحیح روایت ہے ۔

مراتب وحی

اس فصل میں ہم مراتب وحی بیان کریں گے پھر ان مستشرقین کی تردید کریں گے جن کا یہ خیال ہے کہ آپ کو (نعوذ باللہ) مرگی کے دورے پڑتے تھے ۔ درحقیقت وہ اس الزام کے پردہ میں نزولِ وحی کا انکار کرنا چاہتے ہیں ۔

مراتب وحی سات ہیں :۔

۱۔ سچے خواب ۔ آپ ان خوابوں کو " ظہورِ صبح " کے مانند دیکھتے تھے ۔

۲۔ (بغیر دیدار ملک) کے ملک کا آپ کے قلب پر القاء کرنا اور اللہ کا اس میں علم ضروری کی تخلیق کرنا تاکہ آپ جان سکیں کہ یہ وحی ہے الہام نہیں ۔

۳۔ صورت بشری میں آکر ملک کا آپ سے خطاب کرنا ۔ اس طرح جو کچھ وہ کہتا آپ حفظ کر لیتے ۔

۴۔ آپ کو ایسی آواز میں مخاطب کرنا جیسے گھنٹہ کی آواز ہوتی ہے اور اس قسم کی وحی آپ پر بہت سخت ہوتی تھی ۔ ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آپ قرآن سے اس شدت کا علاج کرتے تھے ۔

۵۔ جبریل ؑ کا اصلی صورت میں ظاہر ہو کر وحی پیش کرنا ۔

۶۔ وحی جو (براہِ راست) اللہ نے آپ کی طرف کی ہے ، حالانکہ آپ آسمانوں سے اوپر تھے جیسے وجوب نماز وغیرہ کی وحی ۔ یہ وحی اس کلام ازلی کے سننے سے جو بے حرف و صوت تھا دیدار ذات مقدس کے ساتھ حاصل ہوئی تھی ۔

۷۔ جو اللہ نے بلا واسطہ آپ پر وحی کی جس میں آپ نے صرف کلام ازلی کو سنا رویت نہیں ہوئی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام

کے ساتھ ہوا تھا۔

یہ ہیں اقسام وحی چونکہ رسول کریمؐ کو وحی سے شدت واذیت محسوس ہوتی تھی اس لیے مستشرقین نے خیال کیا کہ یہ شدت و کرب جو آپ میں پایا جاتا تھا درحقیقت صرعی دورے تھے لیکن طبی طور پر جو علامات صرعی ہیں ان آثار کے برعکس ہیں، جو آپ پر نزول وحی کے وقت طاری ہوتے تھے۔

مصروع (مرگی زدہ) کو اچانک دورہ پڑتا ہے جس سے اس کا کلام منقطع ہوجاتا ہے جو کچھ وہ ہاتھ میں تھامے ہوتا ہے گر جاتا ہے اس کے حلقہ چشم گہرے ہوجاتے ہیں اس کا چہرہ زرد ہوجاتا ہے۔ کبھی بلند آواز سے چیخنے لگتا ہے۔ اس پر غشی کی سی حالت طاری ہوجاتی ہے اور بہت کوشش کے بعد وہ صحیح حالت پر آتا ہے اسی لیے اکثر وہ زخمی ہوجاتا ہے اور کبھی جل بھی جاتا ہے اگر وہ آگ کے قریب گرے اس کے چہرہ کی رگیں تن جاتی ہیں اور اسی سے جبڑا بھی اکڑ جاتا ہے جس سے مصروع اپنی زبان چبانے لگتا ہے اور تھوک کے ساتھ خون بھی اس کے منہ سے بہنے لگتا ہے جب وہ مرگی سے چھوٹتا ہے تو کچھ دیر تک سوتا رہتا ہے، افاقہ ہوتا ہے تو دردسر اور تعطل عقل کی شکایت کرتا ہے۔ پھر وہ زخم جو اچانک گرنے سے سر میں لگے تھے وہی پھر اس کے ہیجان دماغ کا سبب بنتے ہیں۔

یہ ہیں طب کے بیان کردہ مرگی کے علامات۔ پھر کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو مرگی کے دورے ہوتے تھے۔ جب کہ ہم نے کہیں نہیں پایا کہ آپ غش کھا کر گر پڑے ہوں یا آپ کے سر میں زخم آیا ہو یا آپ نے زبان و لب چبائے ہوں یا آپ کے خون بہا ہو یا آپ جلے ہوں یا آپ کی یادداشت منقطع ہوگئی ہو یا آپ نصب العین سے الگ ہوئے ہوں۔ بلکہ کسی راوی نے یہاں تک نہیں کہا کہ آپ کبھی چیخے تھے۔

کیا ان حالات میں جو ان صرعی آثار سے جن کو ہر طبیب جانتا ہے قطعاً مختلف ہیں ان مستشرقین کی تردید و انکار کے لیے کافی نہیں۔

رسول کریمؐ وحی کی تکلیف کے بعد قرآن کو وضاحت اور حاضر دماغی کے ساتھ املا فرماتے حالانکہ اطباء نے بتایا ہے۔ کہ مصروع دورہ صرع کے بعد حاضر دماغ نہیں رہ سکتا اور یہ محال ہے کہ وہ تندرست ہو قوی ہو اور لمبی عمر پائے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ مصروع نبی ہو یا شارع ہو اور قوائے ذہنیہ وجسمیہ کی حفاظت نہ کر سکے۔ اس کی تصریح ایک اور مولف سیرت نے بھی کی ہے۔

مسٹر بودلی اپنی کتاب "حیات الرسول" (THE MESSEHGEY BY R.V.C (BODIEY) مطبوعہ ۱۹۴۶ء صفحہ ۵۵/۵۶ میں لکھتے ہیں: "معجزات جناب مسیح سے دو ہزار سال قبل بھی پائے جاتے ہیں اور دو ہزار سال بعد بھی پائے جائیں گے۔ اس بنا پر جو محمدؐ کا کوہ حرا پر تمسخر اڑانا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ وہ پہلے موسیٰ کا کوہ طور پر اور عیسیٰ کا کوہ جلیل پر مذاق اڑائے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ پر جو حالت طاری ہوتی ہے اس کا صرع سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔ اور جس کا دل چاہے وہ

اس موضوع پر کتبِ طبیہ دیکھ سکتا ہے تاکہ وہ ہمارے بیان کردہ آثار کی تصدیق کر سکے۔ آپؐ کو جو شدتِ وحی کی کیفیت لاحق ہوتی تھی، کچھ دیر نہ ہوتی کہ وہ کیفیت زائل ہو جاتی۔ اہم ترین آثار صرع یہ ہیں کہ قوائے عقلیہ بیکار ہو جاتے ہیں۔ قوائے جسمیہ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ اور یہ چیز رسولِ کریمؐ کے احوال کے برعکس ہے کیونکہ طولِ حیات کے ساتھ آپؐ کے قوا محفوظ رہے۔ آپؐ اپنی منزل سے دور نہیں ہوئے آخر دم تک تبلیغ رسالت سے رکے نہیں۔ آپ نے اللہ کی طرف دعوت دی۔ شرک و عبادتِ اصنام سے جنگ کی اور اوصاف حمیدہ اخلاق پسندیدہ کے ساتھ آپ نے ساری زندگی گذاری یہاں تک کہ رفیق اعلیٰ سے آپ کا وصال ہوا۔

ازواجِ رسولؐ

رسول کریمؐ نے پندرہ شادیاں کیں، لیکن "شرفِ بستر" "تیرہ" کو ملا۔ گیارہ کو آپؐ نے ساتھ رکھا۔ ۹ کو انتقال کے وقت چھوڑا۔

(۱) ـــــ سب سے پہلے آپ نے جناب خدیجہؓ بنت خویلد سے شادی کی اور ان پر کوئی اور عورت نہیں لائے یہاں تک کہ خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔

(۲) ـــــ جناب سَودہؓ بنت زَمعہ سے شادی کی۔ ان کی شادی پہلے ان کے چچا زاد بھائی سکران بن عمر سے ہو چکی تھی۔ سکران مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ پھر یہ دونوں مکہ آئے۔ سکران کا انتقال ہو گیا۔ سکران نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ پھر رسولِ کریمؐ نے رمضان سنہ نبوی میں جناب خدیجہؓ کی وفات کے بعد جناب سَودہؓ سے شادی کر لی۔ آپؓ کا انتقال حکومت معاویہ کے عہد میں شوال ۵۳ھ مدینہ میں ہوا۔

(۳) ـــــ جناب عائشہؓ بنت ابوبکرؓ سے سنہ نبوی میں شادی ہوئی۔ ان کے سوا کسی کنواری سے آپؐ نے شادی نہیں کی۔ جناب عائشہؓ کی عمر چھ سال کی تھی جب آپؐ نے مکہ میں عقد فرمایا۔ زفاف ۹ سال کی عمر میں مدینہ میں ہوا۔

(۴) ـــــ جناب حفصہؓ بنت عمرؓ ان کی شادی خنیس بن خذافہ سہمی کے ساتھ ہوئی تھی۔ رسول کریمؐ نے ان کو کسریٰ کے پاس بھیجا تھا جب ان کا انتقال ہو گیا اور جناب حفصہؓ رانڈ ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے اس کا ذکر کیا اور ان سے شادی کے لیے کہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کوئی جواب نہیں دیا جس پر حضرت عمرؓ بہت برہم ہوئے۔ چونکہ رقیہؓ فوت ہو چکی تھی اس لیے حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے وہی پیشکش کی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا میں آج کل شادی نہیں چاہتا۔ حضرت عمرؓ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عثمانؓ کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا حفصہؓ سے شادی وہ کرے گا جو عثمانؓ سے افضل ہوگا اور عثمانؓ اس سے شادی کرے گا جو حفصہؓ سے بہتر ہوگی۔ پھر آپؐ نے جناب حفصہؓ کا رشتہ حضرت عمرؓ سے طلب کیا اور غزوۂ احد کے بعد ۳ھ میں شادی کر لی۔ اس وقت جناب حفصہؓ کا سن بیس سال کا تھا۔ آپؓ کا انتقال ۴۵ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔

(۵) ـــــ جناب زینبؓ بنت حزیمہ بن حارث سے ۳ھ میں شادی کی ان کو ام المساکین کہا جاتا تھا۔ کیونکہ کثرت سے مساکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اور ان کو خیرات دیتی تھیں۔ پہلے ان کی شادی عبداللہ بن جحش کے ساتھ ہوئی تھی لیکن وہ احد کے دن شہید ہو گئے تھے۔ آپؓ رسول کریمؐ کے پاس بہت کم زندہ رہیں۔ دو مہینے یا تین مہینے، پھر رسول کریمؐ کی زندگی میں انتقال فرما گئیں۔

(۶) ـــــ زینب بنت جحش آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ ۵ھ میں ان سے نکاح ہوا۔ ازواج رسول کریمؐ میں سب سے پہلے ان ہی کی وفات حضرت عمرؓ کے عہدِ حکومت میں ہوئی۔ ان کی کنیت ام الحکم تھی۔ آپ سابقات مسلمات میں سے تھیں۔ پہلے آپ کی شادی زیدؓ بن حارثہ رسولِ کریمؐ کے آزاد کردہ غلام سے ہوئی تھی تاکہ آپ کو کتاب خدا اور سنت نبیؐ کی تعلیم دی جا سکے۔ آپؓ کا نام برہ تھا لیکن آپؐ نے زینب رکھا۔ آپ ہی کے سبب سے آیہ حجاب نازل ہوئی تھی۔

(۷) ـــــ جناب ام حبیبہؓ۔ آپ کا پہلا نام رملہ تھا۔ ابو سفیان صخر بن حرب آپ کا باپ اور ماں صفیہ بنت ابوالعاص تھیں جو حضرت عثمانؓ کی پھوپھی تھیں۔ مکہ ہی میں پیشتر اسلام لے آئیں۔ اپنے شوہر عبداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی وہاں جا کر عبداللہ نصرانی ہو گئے اور وہیں مر گئے مگر انھوں نے نصرانی ہونے سے انکار کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ رسول کریمؐ نے ان سے ۶ھ میں جبکہ یہ حبشہ ہی میں تھیں شادی کر لی۔

مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں روائت کی ہے کہ ابو سفیان نے آنحضرتؐ سے خواہش کی کہ وہ ام حبیبہ سے شادی کر لیں۔ آپؐ نے اس کی درخواست قبول کر لی لیکن اس روائت کا مسلم کے "اوہام" میں شمار ہوتا ہے کیونکہ رسول کریمؐ نے ام حبیبہ سے اس وقت شادی کی جب آپ حبشہ میں تھیں اور ابو سفیان اسلام نہیں لایا تھا اور اس میں کسی مولف سیرت نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ نجاشی نے چار سو دینار مہر کے طور پر دیئے ان کی ولایت عثمانؓ بن عفان نے کی۔

(۸) ـــــ جناب ام اسامہؓ بنت ابوامیہ بن قعیرہ مخزومی۔ ان کا نام ہند تھا، ان کا پہلا شوہر سلام بن مشکم یہودی تھا۔ اس کے بعد کنانہ بن ابوالحقیق ہوا۔ یہ دونوں شاعر تھے۔ کنانہ خیبر کے دن قتل ہو گیا، تو رسول کریمؐ نے ان سے عقد کر لیا ۶۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۹) ـــــ جناب جویریہؓ بنت حارث بن ابوضرار ۵ھ میں غزوہ بنی مصطلق میں قید ہو کر آئیں۔ ان کا پہلا شوہر مسافع بن صفوان مصطلقی ذوالشفرین تھا۔

حضرت عائشہؓ مروی ہیں کہ جب رسول کریمؐ نے مصطلقی قیدی تقسیم کیے تو جویریہ ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں پھر جویریہؓ نے مکاتبت چاہی۔ یہاں تک کہ آپ سے عقد ہو گیا (سارا قصہ پہلے گذر چکا ہے)

جب لوگوں کو خبر ملی کہ آپ نے جویریہؓ سے شادی کر لی ہے تو لوگ کہنے لگے یہ سارے قیدی رسول کی سسرالی ہو گئے ہیں چنانچہ سب نے اپنے قیدی رہا کر دیئے۔

(۱۰)—— جناب خولہؓ بنت حکیم۔ یہ وہ ہیں جنھوں نے خود رسول کریمؐ کو اپنا نفس ہبہ کیا تھا۔

(۱۱)—— جناب عمرہؓ۔ آپ نے ان سے عقد کیا اور بلا تعرف طلاق دے دی کیونکہ ان کے باپ نے آپ سے کہا یہ کبھی مریض نہیں ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا تو اللہ کے نزدیک اس میں کوئی خیر نہیں اور پھر ان کو طلاق دے دی۔

(۱۲)—— امیہ بنت نعمان۔ ان کو آپ نے قبل تعرف ہی طلاق دے دی۔

آپؐ نے بنو مر بن عوف کی ایک عورت کا رشتہ طلب کیا اس کے باپ نے کہا وہ مبروص ہے جب آپ نے اسے دیکھا تو مبروص پایا۔

"چار سے زائد نہ ہوں" کے حکم سے قبل آپؐ نے مندرجہ ذیل خواتین سے نکاح فرمایا تھا:۔

جناب عائشہؓ، جناب میمونہؓ، جناب صفیہؓ، جناب حفصہؓ، جناب ہندؓ، جناب زینبؓ، جناب جویریہؓ، جناب رملہؓ، جناب سودہؓ۔

کثرت ازواج رسولؐ

بعض مسیحی مؤلفینِ سیرت نے آپ کی کثرت ازواج پر اعتراض کیا ہے اور انھوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ آپ (معاذ اللہ) شہوت پرست آدمی تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کثرت ازواج تسکین شہوت کے لیے نہیں تھی بلکہ اس کے ذریعہ سے آپ اپنے اور اپنے اصحاب و قوم کے درمیان صلہ قوی، رشتہ مستحکم اور تعلقات کو استوار کرنا چاہتے تھے۔ یہ چیز آپ کی ذات کے تحفظ اور دعوت اسلام کی نشر و اشاعت میں ممد و معاون ہوئی تھی۔

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آپؐ انسان کامل تھے اور یہ چیز آپؐ کی زندگی اور احوال سے ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے جناب خدیجہؓ سے اس وقت شادی کی جب کہ خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی اور آپ کی عمر ۲۵ سال یعنی آپ کا عنفوان شباب تھا (اور ان کا سن کہولت) آپ نے ان کے سوا کسی سے شادی نہیں کی یہاں تک کہ خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپؐ کی عمر شریف پچاس سال کی ہو چکی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس عمر میں جذبۂ شہوانی نہیں ہوتا۔

ذرا غور کرو آپ کو کبھی فراغت نصیب نہیں ہوئی، ہمیشہ آپ جہاد میں رہے ابتداء رسالت سے آخری لمحات تک راحت کا مزہ نہیں چکھا سارے لمحات نشر اسلام، بت پرستی سے جنگ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں گزرے، مسلمانوں کا دفاع، ان کی تنظیم، امور دینیہ کی تعلیم میں گزرتے تھے۔ ہر لمحہ مدینہ کی بنیادوں کو مستحکم کرنے اور اس کی خرابیوں کو دور کرنے نیز دشمنوں سے زبان و سیف سے جہاد کرنے میں گزرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ رات اور دن میں عبادت کرتے تھے۔ نیز اکثر آپ ایسے مصائب اٹھاتے تھے جو پہاڑ بھی نہیں اٹھا سکتے۔ مزید برآں ازواج کی کثرت عبادت خداوندی میں مانع اور واجبات رسالت کے

قیام میں سدِّ راہ بھی نہیں ہوتی تھی۔

اب رہا ہمارا یہ کہنا کہ تعددِ ازواج سے آپؐ کا مقصد روابط مصاہرت کا پیدا کرنا، تالیف قلوب، نشرِ دعوت میں زور تعاون پیدا کرنا تھا تو یہ بالکل واضح حقیقت ہے۔

کیونکہ آپ کی زوجہ حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی تھیں، حفصہؓ حضرت عمر بن خطابؓ کی صاحبزادی تھیں حضرت عمرؓ نے ان کے شوہر کے انتقال کے بعد ان کو ابوبکرؓ پر پیش کیا پھر عثمانؓ پر دونوں نے انکار کیا لہذا (تالیف قلوب کے لیے) آپ نے نکاح کر لیا۔

ام حبیبہ۔ یہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ وہ ابوسفیان جو آپ کا سب سے بڑا دشمن تھا اور اشراف قریش میں سے تھا۔ علاوہ ازیں ام حبیبہ قدیمی مسلمہ تھی، حبشہ کی طرف ہجرت کی شوہر نصرانی ہو جاتا ہے مگر آپ نصرانی ہونے سے انکار کر دیتی ہیں۔ رسول کریمؐ نے ازراہ اکرام و اعزاز آپ کو اپنی زوجیت میں لیا۔

میمونہ۔ یہ خالد بن ولید شہسوار عظیم کی خالہ تھیں۔

صفیہ بنت حیی۔ آپ نے ان سے شادی اس لیے کی کہ یہ بادشاہ یہود کی بیٹی تھیں اور آپ کے سوا کسی کو زیبا نہ تھیں اور مسلمانوں میں ان کی وجہ سے نزاع ہو رہی تھی کیونکہ پہلے یہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئی تھیں۔ رسول کریمؐ قوی تھے صحت مند تھے۔ فولاد شکن ارادے کے مالک تھے۔ انسان تھے کھاتے تھے پیتے تھے اور اشتہا بھی رکھتے تھے پھر بھی اللہ نے آپ کو تمام گناہوں سے پاک و معصوم رکھا۔

زینبؓ بنت جحش سے آپ نے عقد کیا یہ آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے پاس تھیں۔ زید نے کراہت کرتے ہوئے ان کو طلاق دی۔ رسول کریمؐ نے صرف اس لیے عقد کیا تاکہ متبنٰی بنانے کی رسم ختم ہو اور "زوجہ متبنٰی حرام ہے" کا اصول ٹوٹ جائے۔

اسباب کثرت ازواج کا یہ خلاصہ تھا، جو بیان کیا گیا (دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ) یہ سب شادیاں اس وقت ہوئی ہیں جب آپ کی عمر پچاس سال کی ہو گئی جوانی کا زمانہ اور شباب شہوت کا دور گذر چکا تھا۔ اور واضح رہے کہ تعدد ازواج عرب کی پسندیدہ رسم تھی (یہ شادیاں ازراہ حظ نفس نہ تھیں۔ اس حقیقت کو عقلاء فرنگ نے بھی محسوس کیا اسی بنا پر انھوں نے ان لوگوں کی تردید کی جو ازراہ کوتاہ نظری آپ پر بہتان شہوت پرستی لگاتے ہیں۔

چنانچہ انگریز فلسفی توماس کارلائل لکھتا ہے: "محمد (صلعم) کو متہم کرنے والوں کے علی الرغم ہم کہنا چاہتے ہیں کہ وہ شہوانی انسان نہ تھے، ہم اس وقت بہت ظلم اور غلطی کرتے ہیں جب اس انسان کو مرد شہوانی تصور کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ سوائے حصول لذات کے اس شخص کا کوئی مقصد نہ تھا حالانکہ محمدؐ کو لذتوں سے کوئی رابطہ نہ تھا۔

آپؐ بےحد زاہد تھے، رہنے سہنے کھانے پینے لباس وغیرہ میں آپ بہت سادہ تھے۔ آپ کا طعام صرف نان و آب ہوتا تھا اور اکثر مہینے گزر جاتے کہ آپؐ کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔

یہ لوگ یہ تو بیان کرتے ہیں اور ٹھیک بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے کپڑوں کا رفو اور اصلاح اپنے ہاتھ سے کرتے تھے تو کیا اب اس کے بعد بھی کوئی اجلال و اعجاز باقی ہے کیا کہنا ہے محمدؐ کا۔ کھردرا لباس، موٹا کھانا، اللہ کی راہ میں ہمہ تن سعی، دن میں برسرِ کار، رات میں بیدار، دینِ الٰہی کی نشر و اشاعت میں ہمہ وقت رواں دواں۔

اس کے علاوہ یہ بھی دیکھئے کہ جناب سلیمانؑ کے تین سو ازواج تھے اور تین سو کنیزیں تھیں اور اس کے باوجود کہ جناب داؤدؑ زاہد تھے اور کدیمین سے روزی کماتے تھے ۹۹ عورتیں کیں جس کو اوریا سے نکاح کر کے سو کر دیا تھا۔

عورت اسلام میں

دورِ جاہلیت میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ بچوں کی طرح اس کو بھی حق میراث نہ تھا وہ کہتے تھے کہ جو نیزہ بازی نہ کرے مرحد کی حفاظت نہ کر سکے اغنیمت کو جمع نہ کرے وہ کبھی وارث نہیں ہو سکتا۔ لیکن خداوند عالم نے عورتوں کے ساتھ نیکی برتاؤ کا حکم دیا (وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ) ان سے نیک سلوک کرو اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مردوں سے تواضع کے ساتھ پیش آئیں "اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَآءِ" (مرد عورتوں پر قائم ہیں)

رسول کریمؐ نے لوگوں کو اس امر کی ہدایت دی کہ وہ عورتوں سے نرمی اور محبت کا برتاؤ کریں۔ ان کے بارے میں مردوں کو وصیت فرمائی کہ عورتوں کے لیے اچھی وصیت کرنا۔ اسلام نے شادی سے قبل عورت کی رضامندی کو شرط قرار دیا اس کی رضامندی کے بغیر اسے لے جانے کو ممنوع قرار دیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ "جنت ماؤں کے پیروں کے نیچے ہے"۔ عورتوں کو میراث میں مردوں کا نصف دلایا۔ قرآن نے لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کو حرام کیا۔ زنا کو حرام کیا۔ بلا عدل تعدد ازواج کو حرام کیا "فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً" (اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک)

طلاق کو جائز کیا، مگر رسول کریمؐ نے صراحت فرمادی "ناپسندیدہ ترین حلال اللہ کے نزدیک طلاق ہے"۔

تعدد ازواج بہر حال پوشیدہ زنا بازی سے بہتر ہے۔ یہ چیز زنا کاری سے روکتی ہے اور عورتوں کو جیسا کہ وہ آج کل بہ کثرت پریشان و پراگندہ ہیں مجرد و بے شوہر رہنے سے روکتی ہے

حکمت کثرت ازواج

دین اسلام عالمگیر مذہب ہے اسی بنا پر تعدد ازواج اس نے جائز قرار دیا ہے ارشاد خداوندی ہے: "فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً" (عورتوں سے اپنی مرضی کے مطابق دو دو تین تین چار چار نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو) اور یہ حکم اجتماعی اور انفرادی ضرورتوں کے ماتحت ہے۔

اجتماعی ضرورت: جنگی میدانوں میں مرد قتل ہوجاتے تھے نتیجۃً مردوں کی تعداد عورتوں سے کم ہوجاتی تھی اور قائدین حکومت علماء مدنیت، معلمین قوم، دولتہائے مشترکہ بھی جنگوں کو روک نہیں سکتیں۔ عالمگیر جنگ کے شعلے اٹھے اور لاکھوں نفوس اس میں ختم ہوگئے اور آج پھر قومیں ازراہ انتقام بہ غرض توسیع مملکت و استعماریت جنگ کے لیے مستعد ہیں۔ طیارے بن رہے ہیں، بحری جہاز تیار ہورہے ہیں، توپیں ڈھل رہی ہیں اور اسلحہ کو بند کرنے والی کانفرنس اپنی مہم میں ناکام ہوچکی ہے۔

مختلف قبائل افریقہ و امریکہ و ایشیا میں غارت گری کرتے رہتے ہیں اور مردوں کی کثیر تعداد ہلاک کرتے ہیں۔ ان جنگوں اور تباہی کا نتیجہ عورتوں کے مقابلہ پر مردوں کی تعداد کی کمی کی صورت میں نکلتا ہے جس سے قباحت کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اور جب مرد عورتوں سے کم ہوں خصوصاً جبکہ کمی کا اوسط زائد ہو تو یہ قوموں کے لیے ہر طرح مضر ہوتا ہے۔ پہلی مضرت یہ کہ دولت کم ہوتی ہے کیونکہ کام کرنے والے ہاتھ کم ہوتے ہیں۔ حربی اعتبار سے بھی یہ ضعیف ہوکر قوی غارتگر قوموں اور استعمار پسندوں کا نشانہ بنتے ہیں تو ایسی قوم قلت تعدد رجال کا شکار ہوکر صرف تعدد ازدواج ہی کے ذریعہ اپنی قوت گذشتہ اور کثرت اولاد کی طرف پلٹ سکتی ہے۔

انگریز عالم ہربرٹ سپنسر اپنی کتاب "اصول علم اجتماع" میں لکھتا ہے: "جس قوم پر یہ حالت طاری ہو کہ جنگ کی وجہ سے اس کے مردوں کی بیخ و بنیاد اکھڑ گئی ہو اور باقی مردوں کے لیے صرف ایک زوجہ ہو اور باقی عورتیں بغیر شوہر کے ہوں تو اس کا نتیجہ اولاد کی تعداد کی کمی کی صورت میں نکلتا ہے اور ان کی تعداد گذرے ہوؤں کے برابر نہیں ہو پاتی۔ پھر جب دو قومیں وسائل معیشت کے اعتبار سے برابر ہوں، آپس میں ٹکرائیں اور ان میں سے ایک قوم اپنی دوسری عورتوں سے اولاد حاصل نہ کرسکے تو وہ اس قوم کے مقابل نہیں ٹک سکتی جس کے مرد تمام عورتوں سے اولاد حاصل کرلیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک زوجہ رکھنے والی قوم متعدد ازدواج رکھنے والی اس قوم کے سامنے فنا ہوجائے گی۔ پھر یہ کہ جب بلا شوہر عورتوں کی کثرت ہو تو اس سے فسق و فجور اور فقر و فاقہ پھیلتا ہے۔ بلاشبہ تعدد ازدواج کا صاحبانِ قدرت کے لیے مباح ہونا ان تمام مذکورہ خرابیوں کا علاج ہے۔

شخصی ضرورت:- یہ ظاہر ہے کہ زنا شرعاً حرام ہے تو اگر اسلام تعدد حرام کردیتا تو ایک متدین، عبادت گزار، مطیع خدا پرہیزگار کے لیے تمام راستے بند تھے کیونکہ ایسے اسباب قہری طور پر پیدا ہوجاتے ہیں جس میں انسان زوجہ واحدہ کے علاوہ بھی شادی پر مجبور ہوتا ہے اس سلسلہ میں ہم کچھ اسباب کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ اکثر زوجہ کی پرانی بیماری شوہر کو اس سے گریزاں کردیتی ہے کیونکہ وہ اس کو ملامست و تمتع کے قابل نہیں سمجھ سکتا کسی اور سے اس کا نکاح ہونا ممکن نہیں تو ایسی عورت کو طلاق دینا مروت و انسانیت کے منافی ہے اور یہ بھی حکمت کے برخلاف ہے کہ اس آدمی کو دوسری شادی سے روک دیا جائے کیوں کہ نسل کے منقطع ہوجانے اور زنا کی طرف مائل ہوجانے

کا خطرہ ہے۔

ایسا ہی ایک واقعہ ایک صالح کے ضبط و صبر کا گزرا ہے۔ یہ مرد صالح محاکم اہلیہ میں قاضی تھے۔ آپ کی شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ کی زوجہ مشلول ہو گئی۔ ان کی حالت ناپسندیدہ ہو گئی وہ حرکت کے قابل نہ رہی اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کھانا کھا سکتی تھی۔ اگر اس کو طلاق دی جاتی تو اس کا کوئی سر پرست نہیں اور ایسا کرنا ان کے لیے بھی ناممکن تھا ان کی فطرت میں بے حد مروّت و شفقت تھی۔ پھر چونکہ ... دیندار تھے اس لیے انھوں نے دوسری شادی کی جبکہ اطباء نے ان کو لاعلاج قرار دے دیا اس کے لیے ایک خادمہ مخصوص کر دی۔ گاہے گاہے خود بھی اس کی خدمت کرتے تھے لیکن اس کا مرض لمبا ہوتا گیا۔ وہ اسی حال پر باقی رہی یہاں تک کہ انتقال کر گئی۔

۲۔ ایام وضع حمل و مدت نفاس میں اور اس کے سبب سے عورت کو جو ضعف و تکلیف ہوتی ہے اس کی وجہ سے مرد اپنی عورت کے پاس نہیں جا سکتا۔

۳۔ عورت کے حسن و جمال کی تاثیر جبکہ مرد جسمانی و مالی حیثیت تعدد پر قدرت بھی رکھتا ہو

۴۔ زوجہ کا سن رسیدہ ہو جانا۔

۵۔ عورت کا بانجھ ہونا حالانکہ مرد کو اولاد کی خواہش ہو۔

۶۔ جاہ و رسوخ کی وجہ سے کثرت نسل کی خواہش ہونا۔

۷۔ اقتصادی اسباب۔ عورتیں اور اولاد مرد کے کام میں ہاتھ بٹاتی ہیں ایسا زیادہ تر زرعی ممالک جیسے ملک مصر وغیرہ میں دیکھا جاتا ہے اور کبھی مرد اپنی بدحالی سے بے حال ہو کر مالدار عورت سے شادی کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

تعدد ازواج کا رواج عرب میں عام تھا لیکن دور جاہلیت میں کوئی قانون تحدید نہ تھا۔ غیلان بن سلمہ اسلام لایا اس کے ماتحت دس عورتیں تھیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: "صرف چار رکھو، باقی کو چھوڑ دو۔"

استاد جوسٹن لوان لکھتے ہیں کہ "بلا شبہ تعدد ازواج جیسا کہ اسلام کی شریعت ہے ایک بہترین نظام ہے اور اس قوم کو جو اس قانون پر کاربند و عمل پیرا ہو ترقی و عروج دینے کا ضامن ہے۔

یہ قانون رشتہ داریوں کی گرہیں مربوط کر دیتا ہے اور تعلقات و روابط کی جڑیں مضبوط کر دیتا ہے۔ یہ راستہ مسلمان عورت کو مرفہ الحال اور شاندار کرتا ہے اور غربی عورت کے مقابلہ میں مرد کے احترام کا زائد حقدار بنا دیتا ہے۔"

آگے چل کر وہ کہتا ہے: "میں نہیں جانتا کہ کس قاعدہ کی بنا پر یورپ والے "تعدد ازواج" کے نظام کو اس "تفرد زوجہ" کے نظام کے مقابلہ میں جو یورپ والوں کے پاس ہے اور کذب و نفاق سے بھرپور ہے کمزور و انحطاط پذیر بتاتے ہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے یہاں ایسے اسباب و احوال ہیں جو ہم کو نظام تعدد ازواج کے قبول کرنے پر مجبور و آمادہ کرتے ہیں اور کوئی تعجب نہیں کہ ہم ان مشرقی لوگوں کو جو ہماری طرف آتے ہیں اور ہمارے شہروں میں پھیل رہے ہیں"

اپنے اس سنگدلانہ فیصلہ سے جوان کے "نظام تعدد ازدواج" کے برخلاف ہم نے کیا ہے حیران و سرگرداں کردیں"۔
جرمنی فلاسفر شوپنہار تعدد ازدواج کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے: "اب ہمارے لیے اس کا وقت آگیا ہے کہ ہم تمام عورتوں کے لیئے "تعدد ازواج" ایک مستحسن حقیقت قرار دیں"۔
وہ لکھتا ہے کہ جب ہم اصلِ اشیاء اور اس کی حقیقت کی طرف جاتے ہیں تو ہم کوئی ایسا معقول سبب نہیں پاتے جو مرد کو ایسی حالت میں دوسری شادی سے روک سکے کہ اس کی زوجہ کسی مرض میں اسیر ہو یا بانجھ ہو یا بڑھیا ہوگئی ہو"۔

مسیحی قوموں میں ایک شادی شدہ مرد پر دوسری شادی مباح نہیں، لیکن درحقیقت ایک مسیحی ایک عورت پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ ہم اس کو دیکھتے ہیں کہ وہ بہت سے "گرلز فرینڈز" بنا لیتا ہے اور جن کو پسند کرتا ہے ان کو اپنے لیے جائز کرلیتا ہے، لیکن وہ جب اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے یا شادی کے موضوع پر قلم اٹھاتا ہے تو وہ تعدد ازدواج پر طعنہ زنی کرتا ہے مسلمانوں کو ظالم اور حقوقِ زوجہ کا دشمن ثابت کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ یہ لوگ شہوت پرست ہیں۔ اس لیے استاد بولون نے یورپ کے "زوجہ واحدہ" کے نظام پر لکھا ہے کہ یہ "کذب و نفاق سے بھرپور ہے"۔ اور اسی کی تصریح شوپنہار بھی کرتا ہے "کہاں ہیں وہ جو درحقیقت ایک زوجہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ درحقیقت ہم اس کا انکار نہیں کرسکتے کہ ہم بعض دنوں میں یا بڑے دنوں میں بہت سی عورتوں کو حاصل کرتے ہیں"۔

اس کے باوجود شریعتِ اسلامی میں جیسا کہ نص قرآنی سے واضح ہے کہ بلا قید و شرط تعددِ ازواج جائز نہیں، بلکہ عدل کی شرط ہے۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ۔ معنی یہ کہ اگر تم ڈرتے ہو کہ اس تعداد میں عدل نہ کرسکو گے جیسا کہ تم ڈرتے تھے اس سے اوپر کی تعداد میں تو ایک کرو۔ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا "اس کی وجہ سے تم کو اظہارِ ظلم و میلان کے اسباب کم ہاتھ آئیں گے۔ اور "نصوص قرآن و سنت" کے مجموعہ سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ کو "تکلیف دینے کے لیے اس پر عورت لائے تو وہ شوہر گنہگار ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد ہے ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن (ان کو تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ) (واضح رہے) کہ اسلام نے مطلقاً تعدد کو جائز قرار نہیں دیا ہے بلکہ عدل کی شرط کردی ہے گویا کہ تعدد کے حدود کو تنگ سے تنگ تر کردیا ہے۔ پھر اگر زائد شادیاں کرنے والے اس شرط کو ملحوظ نہ رکھیں تو درحقیقت وہ دین کے مخالف ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کا کوئی عیب اور فعل ہمارے لیے دین کے بارے میں حجت نہیں بن سکتا۔

اولاد

سوائے ابراہیم کے ساری اولاد جناب خدیجہؓ سے ہوئی۔ جناب ابراہیم مدینہ میں ماریہ قبطیہ کے بطن سے

ہوئے تھے۔ ماریہؓ قریہ حفن ضلع انصنا کی رہنے والی تھیں۔ مقوقس جو بادشاہ قبط تھا اس نے ان کو اور ان کی بہن سیرین کو رسول کریمؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ ارسال کیا تھا۔ آپؐ نے سیرین حسان کو بخش دی۔

آپؐ کے بڑے بیٹے قاسم تھے اور انھیں سے آپؐ کی کنیت ابو القاسم تھی۔ قبل نبوت مکہ میں پیدا ہوئے اور سب سے پہلے انتقال فرمایا۔

پھر حضرت زینبؓ، رقیہؓ، فاطمہ زہراؓ، ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔ پھر دورِ اسلام میں عبداللہ (ان ہی کو طیب و طاہر کہا جاتا تھا) پیدا ہوئے۔ یہ سب حضرت خدیجہؓ کے شکم سے ہوئے تھے۔

حضرت قاسم کے بعد جناب عبداللہ کا انتقال ہوا۔ عاص بن وائل السہمی کہنے لگا ان کا سلسلہ نسل اولاد منقطع ہوگیا۔ یہ ابتر ہیں۔ آیت اتری: "ان شانئک ھو الابتر"۔ تمھارے دشمن کی نسل منقطع ہوگئی۔ جناب عبداللہ حضرت خدیجہؓ کی آخری اولاد ہیں۔

حضرت ابراہیم ۸ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۶ مہینے بقولے اٹھارہ مہینے کی عمر میں ۱۰ھ میں انتقال کیا۔ آپؐ کی ساری بیٹیوں نے عہد اسلام کو دیکھا۔ اسلام لائیں اور آپؐ کے ساتھ ہجرت کی۔

زینبؓ کی شادی ابو العاص بن عزی بن عبد شمس کے ساتھ ہوئی۔ ابو العاص زینب کی خالہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ ہالہ جناب خدیجہؓ کی سگی بہن تھیں۔ زینب کا انتقال ۸ھ میں ہوا۔ ابو العاص سے ان کے دو بچے علی و امامہ ہوئے۔

حضرت فاطمہ زہراؓ کی شادی علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ ہوئی۔

رقیہؓ و ام کلثومؓ کی شادی پہلے عتبہ و عتیبہ فرزندان ابولہب کے ساتھ ہوئی پھر جناب عثمان کے ساتھ ہوئی اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا تھا۔

ان ہی کے پاس انتقال ہوا۔ رقیہ کا انتقال یوم بدر رمضان ۲ھ میں ہوا۔ ام کلثوم کا ۹ھ میں انتقال ہوا۔ آپ کے چار بیٹیاں[1] تین بیٹے ہوئے ہیں۔

عـ۱ معتبر تاریخی روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صرف ایک بیٹی تھیں جن کا نام نامی فاطمہ زہرا تھا (اجتہادی)

حُلیہ وصفات صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ سُرخی آمیز سفید تھا۔ کشادہ جبین، باعظمت سر، دلکش جسم، چوڑی پیشانی، باریک ابرو پیوستہ جن کا باہمی فصل بہت کم اور بغیر غور کیے نظر نہیں آتا تھا۔ لمبی پلکیں، سیاہ آنکھیں، باریک ناک، وسیع رخسار سے جو نہ تو پھولے ہوئے تھے اور نہ ہی اٹھے ہوئے۔ گھنی ڈاڑھی۔ مناسب کشادہ دہن اور عرب ایسے دہن کی مدح کرتے تھے۔ کیونکہ وسعت دہن فصاحت کی نشان دہی کرتی ہے۔ دندان مبارک کھلے کھلے مضبوط دانت۔ چوڑی ہڈی۔ چوڑے کاندھے، بھرے بھرے ہاتھ اور پیر۔ دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت۔ وہ مہر سرخ مثل بیضۂ کبوتر کے تھی۔ غیر مختصر ضخیم انگلیاں۔ کشادہ سینہ۔ نرم شکم۔ فربہ قدم۔ آپ کے پیر کے انگوٹھے کی قریب کی انگلی بیچ کی انگلی سے بڑی تھی۔ بازوؤں، مونڈھوں اور سینہ کے بالائی حصے پر بہت بال تھے، ہاتھ کا گٹا بڑا تھا۔ آپ نہ بہت لمبے تھے اور نہ بہت پستہ قد بلکہ کچھ نکلتے ہوئے قد کے تھے آپ کے بال بہت کالے تھے۔ بال نہ بہت گھونگروالے تھے اور نہ بہت سیدھے۔ جب آپ کسی کی طرف مڑتے تو پورے مڑتے۔ پوشاک صاف استعمال کرتے۔ نرم کلام، دلکش اور توانا آواز۔ بیکار اور بیہودہ گفتگو نہ کرتے ہر انسان سے اس کی فہم کے مطابق خطاب کرتے۔ ہر قبیلہ سے اسی کی زبان میں گفتگو کرتے۔ لغاتِ عرب سے خوب واقف تھے۔ جب مسرور ہوتے نظر کو روک لیتے۔ آپ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا آپ صرف مسکراتے تھے ہنسنا آپ سے بہت کم ظاہر ہوا قہقہہ کبھی آپ نے لگایا نہیں۔ جماہی کبھی آپ نے لی نہیں۔ احتلام آپ کو ہوا نہیں۔ آپ کا جسم ڈھیلا نہ تھا۔ نرم اخلاق ولطیف تھے نہ تند خو تھے نہ تند مزاج نہ آپ شور کرتے تھے نہ فحش گو تھے نہ عیب جو نہ ہنسی مذاق کی خو۔ آپ مزاح کرتے تھے مگر اس میں بھی حق کہتے تھے۔ بُرائی کا بدلہ بھلائی سے، جو قطع رحم کرتا اس سے صلہ رحم کرتے جو محروم کرتا اس کو عطا کرتے جو ظلم کرتا اس کو معاف کر دیتے۔ صرف کلام اس چیز میں کرتے جس کے ثواب کی امید ہوتی۔ اگر کوئی غریب گفتگو اور سوال میں سختی کرتا تو آپ برداشت کرتے۔ کسی کی بات کاٹتے اور نہ ہی بلا ضرورت گفتگو کرتے تھے۔

آپ کے کلام کو ہر سامع محفوظ کر سکتا تھا۔ نعمت کی تعظیم کرتے اگرچہ وہ کم کیوں نہ ہوتی۔ اپنے نفس کے لیے نہ غصہ کرتے اور نہ اس کے بامراد ہونے کی کوشش کرتے۔ جب حق سے کوئی شے تعارض کرتی اس وقت آپ غضبناک ہوتے۔ ہر بزرگ قوم کی عزت کرتے، اور اس کو اس کی قوم پر والی بناتے۔ اپنے اصحاب کی خیریت معلوم کرتے رہتے اور ان کے متعلق پوچھتے رہتے۔ اگر وہ غائب ہوتے تو ان کے لیے دعا کرتے اگر وہ موجود ہوتے تو ان سے ملاقات کرتے اگر وہ مریض ہوتے تو عیادت کرتے جب آپ کسی محفل میں پہنچتے تو ازراہِ تواضع پائیں مجلس بیٹھتے۔ جو آپ کے پاس بیٹھتا اور کسی

معاملہ میں آپؐ سے گفتگو کرتا آپ صبر کرتے یہاں تک کہ وہ واپس جاتا۔ جو آپؐ سے حاجت طلب کرتا آپؐ اس کی حاجت پوری کرتے۔ آپؐ کے نزدیک حق کے نزدیک حق کے معاملہ میں سب مساوی تھے۔ آپؐ کی مجلس علم وحیاء کی محفل ہوتی تھی جس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں اور نہ ہی کسی بات پر نزاع ہوتی، جب آپؐ کلام کرتے تو ہمنشیں اپنا سر جھکا لیتے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ ان کے سروں پر طائر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپؐ فرماتے: "میں مکارم اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں"۔ تمام انسانوں میں آپؐ سب سے زائد اللہ سے ڈرتے تھے۔ کبھی آپؐ نے کسی عورت یا نوکر کو نہیں مارا۔ آپؐ کا حلم غضب پر حاوی تھا اور کسی کی جہالت اور حلم میں اضافہ کرتی۔ آپؐ سب سے زائد سخی اور حیادار تھے۔ نیک فال کو پسند کرتے تھے۔ بُرے نام کو اچھے نام سے بدل دیتے تھے۔ اصحاب سے معاملات میں مشورہ کرتے تھے۔ جب کوئی شے ناگوار ہوتی چہرہ سے ظاہر ہوتی۔ آپؐ کسی کو بری نظر سے نہ دیکھتے اصحاب کے بچوں سے دل لگی کرتے ان کو اپنی آغوش میں بٹھاتے۔ وہ آپؐ سینہ شریف پر بیٹھتے آپ ان کو پیار کرتے سینے سے لگاتے۔ جنازوں کی مشایعت کرتے، عذرخواہ کا عذر قبول کرتے جب کوئی آپ سے کان میں بات کرتا جب تک وہ اپنی گفتگو سے فارغ نہ ہو جاتا آپؐ سنتے رہتے۔ غریبوں، مسکینوں، کمزوروں کے اغراض کے لیے آپ ان کے ساتھ جاتے۔ جب کوئی شخص مصافحہ کرتا تو اس سے آخر میں ہاتھ جدا کرتے۔ ملاقاتی سے سلام میں ابتدا کرتے۔ اپنے اصحاب سے مصافحہ میں ابتدا کرتے، آپؐ کو اصحاب کے درمیان پاؤں پھیلاتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ زمین، چٹائی اور مسند پر بیٹھتے تھے۔ جو آپؐ کے پاس آئے اس کا اکرام کرتے تھے۔ بسا اوقات اس کے لیے چادر بچھاتے۔ دوسروں کو اپنے نیچے کا تکیہ دیتے اگر وہ انکار کرتے تو اس پر زور ڈالتے۔

اپنے اصحاب کو محبوب ناموں اور کنیتوں سے پکارتے۔ آپ جب نماز پڑھتے ہوں اور کوئی آپؐ کے پاس بیٹھ جائے تو آپ نماز کو مختصر کرتے اس سے اس کی غرض دریافت کرتے جب اس سے فارغ ہوتے تو نماز شروع کر دیتے۔ آپؐ خچر پر سوار ہوتے اکثر وہ زین وغیرہ سے خالی ہوتا اپنے پیچھے دوسرے کو بٹھا لیتے تھے۔ آپ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ مسواک کو پسند کرتے۔ سوتے وقت تین تین بار ہر آنکھ میں اثمد کا سرمہ لگاتے۔ سواری پر حج کیا اور اس پر دہ چادر بچھائی جس کی قیمت چار درہم کے برابر ہو گی۔ اور عرض کی: "بارالہا اس کو خالص حج قرار دے یہ نہ دکھانے کے لیے کی گئی ہے اور نہ سنانے کے لیے۔ اکثر آپؐ کی اور اصحاب کی پوشاک روئی کی بنی ہوتی تھی۔ کبھی کبھی صوف اور کتان سے تیار شدہ لباس استعمال کرتے تھے۔ آپؐ بکری کا دودھ خود دوہتے تھے۔ اپنی نعلین خود سیتے تھے اپنے کپڑوں میں پیوند خود لگاتے تھے۔ اپنا کام آپ کرتے تھے۔ گھر کی صفائی کرتے تھے۔ آپؐ کے گھر میں بیکار چیز کبھی دیکھی نہیں گئی۔ خادم کے ساتھ کھاتے تھے اس کے ساتھ آٹا پیستے تھے۔ بازار سے سودا اٹھا کر لاتے۔ خوشبو کو پسند کرتے اور خوشبو لگانے کا حکم دیتے۔ اصحاب کو آگے چلنے کا حکم دیتے۔

آپؐ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ اہل وعیال کے نان ونفقہ کی غرض سے ایک یہودی کے یہاں رہن تھی۔ چھپنے ہوئے

آٹے کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔ آپ مسلسل کئی دنوں تک بھوکے رہتے۔ کبھی آپ نے دسترخوان پر کھانا نہیں کھایا۔ آپ سفرہ پر کھانا کھاتے اور کبھی اپنا کھانا زمین پر بھی رکھ لیتے تھے۔ آپ نے اپنے شکم میں دو کھانے کبھی جمع نہیں کیے اگر گوشت کھایا تو اس پر کچھ اور نہیں کھایا۔ اگر کھجور کھائی تو اس کے علاوہ کچھ نہیں کھایا۔ اگر روٹی کھائی تو اس کے ماسوا کچھ نہیں کھایا۔ آپ چٹائی پر نماز پڑھتے تھے یا دباغت شدہ پوستین پر۔ آپ چٹائی پر ہی سو رہتے جس کا اثر جسم شریف پر نمایاں ہوتا۔ آپ اکثر کھجور کی چھال سے بھرے ہوئے چمڑے پر سوتے تھے۔ آپ سب سے زیادہ فصیح، شستہ کلام، خوش ادا، شیریں سخن تھے۔ آپ کا کلام دلربا اور روح افزا ہوتا تھا۔

جب آپ کلام کرتے تو مفصل اور واضح کلام کرتے، جس کو شمار کرنے والا شمار کرے۔ نہ ایسے فضول سرعت بیان کہ محفوظ نہ کی جا سکے اور نہ ایسی شکستہ گفتگو جس میں مختلف سکتے اور ٹھہراؤ آتے رہے ہوں۔ آپ کا گریہ چیخ کے ساتھ اور اونچی آواز سے نہیں ہوتا تھا جس طرح آپ کا ہنسنا قہقہہ کے ساتھ نہیں ہوتا تھا۔ آپ اکثر نماز شب میں روتے تھے۔

رسول کریمؐ کبھی زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، کبھی منبر پر کبھی اونٹ پر اور کبھی ناقہ پر۔ جب آپؐ خطبہ دیتے تھے تو آپ کی چشم مبارک سرخ ہو جاتی تھیں۔ آواز بلند ہو جاتی، جلال بڑھ جاتا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کسی لشکر کو ڈرا رہے ہیں۔ ہر خطبہ کا افتتاح حمدِ خدا سے کرتے تھے۔ جب آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو لوگوں کی طرف رخ کرتے اور کہتے "السلام علیکم" خطبہ کا خاتمہ استغفار پر کرتے۔ اکثر خطبہ میں قرآنی آیات لاتے جب خطبہ کے لیے کھڑے ہوتے تو عصا ہاتھ میں لے لیتے اور اس پر تکیہ کرتے اور کبھی کمان پر تکیہ کرتے اور کوئی روایت یہ نہیں بتاتی کہ آپؐ نے تلوار پر تکیہ کیا ہو۔

آپ گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے ازواج کے پاس تفتیش و کھوج کے خیال سے اچانک نہیں جاتے تھے جب آپؐ ازواج کے پاس جاتے تو ان کو علم ہوتا کہ آپ آ رہے ہیں۔ آپ ان پر سلام کرتے اور جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو خود کچھ کرتے یا ان سے پوچھتے کبھی کہتے تمھارے پاس کچھ کھانے کو ہے اور کبھی خاموش رہتے یہاں تک کہ جو کچھ میسر ہوتا وہ سامنے آ جاتا۔ جب آپ شب کے وقت داخل ہوتے تو اچھی طرح سلام کرتے۔ سوتے کو جگاتے نہیں تھے۔ بیدار کو سناتے تھے۔ جب کسی کے گھر جاتے تو اس کے دروازے کے بالکل مقابل نہ کھڑے ہوتے بلکہ دروازہ کے دائیں بائیں طرف کھڑے ہوتے اور کہتے السلام علیکم، السلام علیکم۔ آپ نے کبھی ہاتھ، سر اور انگلیوں سے سلام نہیں کیا۔ آپ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو جب تک منہ پر ہاتھ نہ پھیر لیتے ہاتھ نیچے نہیں کرتے تھے۔ اکثر آپ کی دعا "یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك" (اے دلوں کو بدلنے والے مجھ کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ) رہتی تھی۔ جب آپؐ مغموم و محزون ہوتے تو کہتے "حسبی الرب من العباد حسبی الخالق من المخلوقین حسبی الرازق من المرزوقین۔ حسبی الذی هو حسبی حسبی اللہ ونعم الوکیل حسبی اللہ لا الٰہ الا هو علیہ توکلت وهو رب العرش العظیم۔ جب دعا میں زیادہ خضوع و انہماک ہوتا تو کہتے "یا حی یا قیوم" جب کسی چیز کا ارادہ کرتے تو کہتے "اللّٰھم خِر لی و

اختو لی "جب کوئی کشادگی کی بات ہوتی تو شکر خدا کے لیے سجدہ میں جھک جاتے۔ آپ پسند کرتے کہ آدمی کو اس کے محبوب ترین نام سے پکارا جائے۔ جب تعزیت دیتے تو فرماتے "یرحمہ اللہ و یوجوکم" جب تہنیت دیتے تو فرماتے" بارك الله لكم وبارک اللہ علیکم" جب سفر کا ارادہ کرتے تو فرماتے" اللّٰھم بك احول وبك اسیر" جب اذان سنتے تو موذن کے الفاظ دہراتے جب حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح پر موذن پہنچتا تو کہتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ط۔

شمائل محمدی

رسول کریمؐ ۶۳ سال زندہ رہے۔ چالیس سال کے بعد آپ نے دعوت اسلام کا سلسلہ جاری کیا گویا مسلسل تیئیس ۲۳ سال تک بُت پرستی کے خلاف جنگ کرتے رہے، اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور معاشرہ کو توحید وفضیلت کی بنیادوں پر استوار کرتے رہے اور آپ کی عمر شریف کی ساعتیں مہینوں میں، مہینے سالوں میں اور سال قرنوں میں تبدیل ہوتے رہے۔

آپ زبان و شمشیر کے ساتھ جہاد کرتے رہے اپنے اصحاب و متبعین کو امور دینی کی تعلیم دیتے۔ ان کو اپنے افعال اقوال کے ذریعہ اور اپنی سیرت پر عمل پیرا کر کے مؤدب و مہذب بناتے رہے ان کو دین و دنیا کی اصلاح کی طرف ہدایت کرتے، ان کو ارتکابِ معاصی سے ڈراتے، ان کو معروف کا حکم اور منکر سے ہٹاتے۔ اپنی گفتگو میں حکمت اور ان "جوامع الکلم" کو پیش کرتے جس کو کوئی انسان پیش نہیں کر سکتا۔

میدان جنگ میں اپنے اصحاب کی قیادت کرتے، لشکروں کو منظم کرتے۔ سردارانِ لشکر کو احکام دیتے، ان کو جہاد و صبر پر آمادہ کرتے ان کے لیے جنگی لائنیں بناتے، لوگوں میں عدالت کے ساتھ فیصلہ کرتے۔ آپ انسانوں کے لیے معلّم مربّی موؤب، واعظ۔ مرشد۔ بشیر، نذیر، خطیب، امام، شفیق باپ، مخلص بھائی۔ قائد، قانون ساز اور قاضی تھے۔

جب گھر میں جاتے تو اپنی عورتوں کو تعلیم دیتے، ان کے رہن سہن کے طریقے کو درست کرتے، ان میں باہم اتفاق پیدا کرتے ـــــ اپنی ذات کو عبادت رب اور اس کے ساتھ تضرع وخضوع میں محو کر دیتے۔ جب آپؐ نماز و دعوات میں حد درجہ منہمک ہوں تو کوئی آپ کے پاس نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

ہم صاحبانِ قوت واقتدار آدمیوں کو دیکھتے ہیں کہ جب امور دنیا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور احوال عام میں منہمک ہوتے ہیں تو عبادت میں کمی کر دیتے ہیں اور اچھی طرح عبادت نہیں کر پاتے اور جو لوگ عبادت کی طرف مائل ہوتے ہیں وہ اپنے اہل وعیال، خاندان اور دنیاوی معاملات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن رسول کریمؐ نے دین و دنیا دونوں کو جمع کر دیا تھا اور آپؐ نے دنیاوی اور دینی دونوں سعادتیں اس مقام سے حاصل کی تھیں جو فوق بشری سے بلند تھا اسی لیے آپؐ کے ہاتھوں سے جو انقلاب عظیم، چند سالوں میں ہو گیا وہ تمام اقوام سے صدیوں میں نہ ہو سکا۔

جو شخص گہری نظر کے ساتھ رسول کریمؐ کی سیرت کا مطالعہ کرے گا آپؐ کے اخلاق وعادات اور شخصیت پر غور کرے گا

اور آپؐ کے مجموعۂ اخلاق حسنہ ہونے پر نگر کرے گا وہ اعتراف کرے گا کہ آپ درحقیقت "سید الخلق" تھے۔

آپ کے اخلاق و عادات بناوٹی اور نمائشی نہیں تھے کیونکہ ایسا آدمی دیر تک اپنے کردار کو باقی نہیں رکھ سکتا، بلکہ اپنی فطرت کی طرف لوٹنے پر مجبور ہوتا ہے اور یہی چیز تھی جس نے آپ کو عظمت و جلال بخشا تھا۔

لوگ کہتے ہیں کہ خلق ملکہ نفسانیہ ہے کہ جس میں یہ ہو اس سے افعال جمیلہ کا ظہور بلا دقت آسانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ حالانکہ افعال جمیلہ کا اظہار ایک شئ ہے اور سہولت و بلا دقت ان کا مظاہرہ دوسری شے ہے۔ بس وہ حالت جس کی وجہ سے "سہولت" حاصل ہوتی ہے خلق کہلاتی ہے۔ تو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آپؐ سے فضائل و خصائل کا اظہار تکلف و جبریہ طور پر نہیں ہوتا تھا۔

پھر یہ کہ ایک شخص میں بلا تکلف و تصنع اس فضائل جمع ہو جائیں۔ ایک خارق عادت بات ہے کیونکہ انسان میں شہوات بھی ہوتے ہیں اور کسی انسان کے لیے جب تک وہ متعدد سال اپنے نفس کو ریاضت میں نہ ڈلے اور عادت نہ بنا لے یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنی شہوت کو بلا کم و بیش دائرہ اعتدال میں رکھ سکے گا اور اکثر ریاضت کے بعد بھی ایسا نہیں ہو پاتا اور جب بھی ایک عقل مند آدمی اپنے نقص کو محسوس کرتا ہے اور اس سے جنگ کرنا چاہتا ہے اور وہ چاہے کہ اس کو عادت و قوت ارادی سے مٹا دے تو بھی اس کو اس کے مٹانے اور محو کرنے کے لیے ایک طویل زمانہ درکار ہے پھر بھی وہ "اثناء ازالہ عادت" میں لوگوں کا نشانہ بنتا رہے گا۔ کیونکہ اس میں عادت بد اور اس کے آثار اس کے علی الرغم آخر تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور پھر اس وقت اس صفت کو لوگ اس میں دیکھ سکیں گے تو اگر کوئی مرد عظیم ہے تو اس کی سوانح عمری میں ثابت کریں گے کہ وہ (مثلاً) بخیل تھا مگر پھر اس نے سخاوت کی عادت ڈال لی تھی۔ وہ ڈرپوک تھا مگر وہ بہادروں کے ساتھ رہنے سہنے اور ان کی پیروی کر لینے سے دلیر ہو گیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

لوگوں کے ساتھ ربط و ضبط اور تجربہ کی بنا پر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی انسان نہیں جس میں ایک صفت یہ ہو ہاں کبھی یہ انسان کو وہم ہو جاتا ہے کہ وہ کامل ہے اور اس میں کوئی عیب و نقص نہیں۔ کیونکہ بغیر آئینہ کے اپنے کو نہیں دیکھ سکتی اور انسان کا آئینہ اس کے دوست، ساتھی اور رفیق ہیں۔ پھر انسان کا یہ خیال کہ وہ باکمال ہے اور رذائل و قبائح سے پاک صاف ہے اس کو اس کی غلطیوں، لغزشوں اور گراوٹوں پر مطلع نہیں ہونے دیتا اگرچہ اس میں بے شمار کمزوریاں کیوں نہ ہوں۔ ہاں اگر وہ لوگوں کی رائے کو اپنے بارے میں سنے خواہ وہ لوگ مرتبہ کے لحاظ سے اس سے پست کیوں نہ ہوں تو پھر اس پر وہ بہت سے عیوب واضح ہوں گے جو اس کی خود پسندی و نافہمی کی بنا پر چھپے ہوئے تھے۔

اب اگر کوئی ہم پر یہ اعتراض کرے کہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم نے کوئی انسان نہیں دیکھا جس میں ایک نقص ہو تو کیا بات ہے) پھر بھی میں اپنی ذات کے عیوب بیان نہیں کرتا کہ مواخذہ کیا جائے گا۔ اور ہر آدمی میری مدح کرتا ہے اور میری عزت کرتا ہے" تو ہم کہیں گے کہ یہ قول ایک اندھے اور حجاب زدہ انسان کا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے عیوب کے متعلق سوال کرے یہاں تک

کہ اس کو محسوس کرے اور پھر اس کی اصلاح کرے ۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا : حالانکہ ان کا علم و فضل ، صدق و اخلاص کسی پر مخفی نہیں " اللہ اس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے عیوب و نقائص بتائے "۔ معلوم ہوا کہ ان میں عیوب تھے جن کی طرف وہ رہنمائی چاہتے تھے ۔ لیکن آج کل لوگوں میں غرور و ناز و تکبر بڑھ گیا جس کی بنا پر وہ اپنے کو عیوب سے منزہ کہتے ہیں اسی لیے وہ اپنے نفس کی اصلاح سے محروم ہیں ۔

مصائب سے تہی دامن ہونا اور فضائل کا کسی میں مجتمع ہونا محالات میں سے ہے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب انسان معتدل المزاج ، معتدل الشہوت پیدا ہوا ہو اس کا جسم صحیح اور عقل درست ہو اور وہ نسل پاکیزہ سے ہو اس کے اعصاب قوی ہوں اس کی وراثت پسندیدہ ہو وہ مادی خواہشات سے خالی ہو ۔ اور ایسا شخص (عام طور پر) نہیں پایا جاتا ۔

اب رہا انسان کا اپنی بابت " اعتقادِ کمال "۔ تو یہ چیز " حب ذات " میں داخل ہے اور جو اپنی ذات سے محبت کرتا ہے وہ اپنی ذات کے کمال کو بھی پسند کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ وہ صفات کمال سے متصف ہو اور یہ صفت تو بچوں تک میں ہوتی ہے ۔ جب آپ کسی چھوٹے بچے کی تعریف کریں اور وہ سمجھے تو اس کے چہرہ پر آثار سرور نظر آئیں گے اور اگر وہ قبیح منظر ہو اور آپ اس کو جمال سے متصف قرار دیں تو وہ آپ کی بات کو صحیح سمجھے گا اور مسکرائے گا ۔

ایک شاعر نے سوال کیا کہ کون شخص ہے جو عیوب سے خالی ہو کیونکہ اس نے کوئی انسان کامل نہیں دیکھا تھا تو ہاتف نے سنا اور کہا

محمّد الهادی الذی   علیه جبریل هبط

کہ وہ انسان کامل محمدؐ ہیں   جن پر جبریلؑ اترتے تھے

حسان بن ثابت رسول کریمؐ کی مدح اس طرح کرتے ہیں :

خُلقتَ مُبرّأً مِن کُلِّ عَیبٍ   کأنّکَ قد خُلقتَ کما تشاءُ

آپ ہر عیب سے بری پیدا ہوئے تھے   گویا جس طرح آپ نے چاہا اسی طرح آپ پیدا ہوئے

پس وہ شخص جو ہر عیب سے مبرّا پیدا ہوا ہے وہ رسول کریمؐ ہیں جیسا کہ حسان بن ثابت نے کہا ۔ اب رہے دیگر صاحبان فضل ، تو ان کے لیے یہی کافی ہے کہ ان کے مصائب کا " شمار " ہو سکتا ہے ۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے :

من ذا الذی ترضی سجایاہ کلها   کفی المرءُ نبلاً اَن تُعدَّ معایبُهٗ

(کون وہ شخص ہے جس کے تمام اوصاف پسندیدہ ہوں ۔ انسان کی بزرگی کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے معائب شمار کیے جا سکتے ہوں (یعنی اس کے معائب کا محدود و بے انتہا نہ ہونا ہی اس کی فضیلت کے لیے کافی ہے)

رسول کریمؐ میں تمام فضائل جمع ہو گئے ، آپؐ ہر عیب سے پاک تھے کیونکہ خداوند عالم نے آپ ہی کو تمام انسانوں میں تبلیغ رسالت کے لیے منتخب کیا تھا ، آپؐ کو ہر پلیدی سے پاک اور ہر برائی سے محفوظ رکھا ۔ آپ کی تعلیم ، تہذیب و تادیب کی تاکہ آپ لوگوں کے لیے دین و دنیا میں " نشان راہ " اور پیشوا بن سکیں ۔

خود رسول کریمؐ کا کہنا ہے: "ادبنی ربی فاحسن تادیبی"۔ (میرے رب نے مجھے اچھی طرح مہذب و شائستہ بنایا) پھر کہاں ہم اور کہاں وہ جس کو اس کے رب نے اچھی طرح ادب سکھایا ہو۔ خود خداوند عالم نے آپ کی ثناء کی "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (اے رسول تم اخلاق کے عظیم درجہ پر فائز ہو)

رسول کریمؐ کا ارشاد ہے: "میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں"۔ اور یہ ظاہر امر ہے کہ جس کو تکمیل اخلاق کے لیے بھیجا گیا ہوگا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اخلاق و کردار کے اعتبار سے تمام لوگوں سے زائد کامل و مکمل ہو اور یہ بھی مسلم ہے کہ جس میں نقص و عیب ہوگا وہ مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے کسی مہم کو بھی کامیاب نہیں بنا سکے گا۔

قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ سے اخلاق رسول کریمؐ کی بابت سوال کیا گیا۔ آپ نے کہا: "کان خلقه القرآن" آپ کا اخلاق قرآن تھا، یعنی آپ آداب سے آراستہ، محاسن سے پیراستہ تھے اور اوامر و نواہی کا لحاظ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے اس مختصر سے جملہ میں آپؐ کے تمام اخلاق کا مرقع کھینچ دیا ہے۔ کیونکہ تفصیل سے رسول کریمؐ کے اخلاق و عادات بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ لہذا سائل کو آپ نے قرآن اور قرآن کے بیان آداب و اخلاق، فضل و معاملات کے حوالے کر دیا (یعنی قرآن دیکھ لو رسول کے اخلاق کا پتہ چل جائے گا)

خداوند عالم کا ارشاد ہے: "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ"۔ (ہر نامعلوم شے کی تمہیں تعلیم دی گئی) اور فرمایا: "وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا"۔ (اللہ کا تو تم پر بڑا اکرم ہے)

قرآن میں آپ کے اسماء کا ذکر کیا گیا ہے یہ سب کے سب اسماء آپ کی "نعت" ہیں صرف شناختی نام نہیں بلکہ یہ وہ اسماء ہیں جو آپ کے باعث مدح و کمال قائم شدہ صفات سے مشتق ہیں ان میں سے ایک نام "محمدؐ" ہے یہ آپ کا مشہور ترین نام ہے یہ حمد کا اسم مفعول ہے آپ محمدؐ ہیں کیونکہ آپ کے فضائل و خصائل سزاوار حمد و ثنا ہیں۔

احمد: یہ بھی حمد سے مشتق ہے اور اس کے معنی "اپنے پروردگار کی سب سے زیادہ حمد کرنے والا"۔ اور بعض لوگوں نے اس کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ آپ تمام لوگوں سے زائد حمد و مدح کے سزاوار ہیں۔ احمد بھی معنی کے اعتبار سے محمد ہے۔ یہ دونوں اسم آپ کے ان اخلاق حمیدہ و خصائص پسندیدہ سے مشتق ہیں جن کی وجہ سے آپؐ تسمیہ محمدؐ و احمدؐ کے مستحق ہوئے ہیں۔ یعنی آپ وہ ہیں کہ جن کے ان کثیر صفات حسنہ کی حمد اہل ارض و سماء، صاحبان دنیا و عقبیٰ سبھی کرتے ہیں۔ جو شمار کرنے والوں کے شمار اور احاطہ کرنے والوں کے احصا سے باہر ہیں۔

بشیر: یعنی جو اللہ کی اطاعت کرے آپ اس کو ثواب کی بشارت دیتے ہیں۔

نذیر: یعنی جو اس کی نافرمانی کرے اس کو عذاب کی اطلاع دیتے ہیں۔

اور صحیح میں آپ سے روایت ہے: "انا سید ولد آدم ولا فخر" (میں سردار اولاد آدم ہوں اور کوئی فخر نہیں) یعنی کوئی اس سے بڑا فخر نہیں ہو سکتا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے سراجاً منیراً کہا ہے اور سورج کو سراجاً وہاجاً کہا ہے۔ منیر وہ ہوتا ہے جو بغیر جلائے روشن کرے برخلاف وہاج کے کہ اس میں ایک قسم کا احراق ہوتا ہے۔

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ از روئے اخلاق تمام لوگوں سے بہتر تھے اور تمام لوگوں سے زائد بُردبار تھے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول کریمؐ کی خدمت کی مگر آپؐ نے مجھے اُف بھی نہیں کہا اور نہ کسی کام کے لیے یہ کہا کہ کیوں کیا اور نہ کسی چیز کے لیے یہ کہا کہ کیوں نہیں کیا۔

یہ جملے انسؓ کہہ رہے ہیں جو رسول کریمؐ کے خادم تھے تو کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے خادم سے اس قسم کا تعلق و معاملہ رکھے کون ہے جو اپنے خادم کے لیے اف تک نہ کہے۔ حالانکہ یہ ناراضگی، رنج اور برہمی کا کمترین درجہ ہے کون ہے جو خادم سے معارضہ نہ کرے اسے جھڑکے نہیں اس کو گالی نہ دے۔

ان ادباء، علماء، فلاسفر، امراء اور صاحبانِ وجاہت لوگوں کو ہم دیکھا کرتے ہیں کہ کیسا برا سلوک نوکر کے ساتھ کرتے ہیں وہ صرف نوکروں کے ساتھ نہیں بلکہ دوستوں اور خاندان والوں کے ساتھ بھی بُرا سلوک کرتے ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ یہ ایسی صفات ہیں جن تک ہمارا پہنچنا ناممکن ہے۔

عفو اور حلم

روایت ہے کہ جب جنگ احد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور چہرہ زخمی ہو گیا تو یہ چیز آپ کے اصحاب پر بہت ناگوار گذری۔ اصحاب نے کہا کاش آپ ان کے لیے بددعا کرتے۔ آپؐ نے فرمایا "میں لعنت کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہوں، میں تو داعی اور رحمت ہوں، بار الہا میری قوم کو ہدایت کر یہ مجھے پہچانتے نہیں۔" آپ ان کے ظلم و سرکشی پر بددعا نہیں کرتے بلکہ ان کے لیے ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔ یہ ہے حکمت و حسن اخلاق کا مقام آخر۔

ما ہم جن انسانوں کو جانتے ہیں خواہ وہ بزرگانِ قوم کیوں نہ ہوں ان میں سے کوئی بھی یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کو کوئی ایسا جملہ کہا جائے جس سے اس کا احساس زخمی ہو۔ معافی کا تو سوال ہی نہیں وہ سخت غضبناک ہوگا۔ اس کے دل میں کینہ پیدا ہوگا اور انتقام لے گا۔ مکر و حیلہ سے کام لیگا اس پر ٹوٹ پڑنے کے مواقع ڈھونڈھے گا۔ اور کجا یہ کردار کہ دانت ٹوٹ گئے ہیں مگر برائی کا بدلہ احسان کے ساتھ دیا جا رہا ہے۔

جس شخص نے رسول کریمؐ پر قتل کے ارادے سے تلوار کھینچی تھی آپ نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ وہ یہودیہ جس نے آپ کو بکری میں زہر دیا تھا اعتراف کے باوجود اسے معاف کر دیا گیا۔ وہ یہودی جس نے آپ پر سحر کیا تھا اس سے بدلہ نہیں لیا۔ حالانکہ آپ ہر گز سخت سے سخت انتقام لے سکتے تھے تو کیا اس کے بعد حلم و عفو کا کوئی درجہ رہ جاتا ہے۔
آپ کبھی اپنے نفس کے لیے غضبناک نہیں ہوئے اور نہ ہی اس کی خواہش پوری کی۔ آپ صرف اس وقت برہم ہوتے تھے

جب حق سے کوئی ٹکر آتا تھا۔

کرم

رسول کریمؐ سب سے زیادہ سخی تھے آپؐ نے کسی سوال پر "نہیں" نہیں کہا۔

صفوان بن امیہ کہتے ہیں کہ حنین کے دن رسولِ کریمؐ نے مجھے بہت کچھ عطا کیا۔ وہ میری نظر میں ناپسندیدہ ترین آدمی تھے مجھے عطا کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ وہ سب سے زائد مجھے محبوب ہیں۔ جب صفوان نے کثرتِ عطا کا مشاہدہ کیا تو کہا کہ سوائے نبی کے دوسرا ایسی سخاوت نہیں کر سکتا اور پھر اسلام قبول کر لیا۔

صفوان کو رسول کریمؐ نے وہ تمام بھیڑیں دے دی تھیں جس سے وادی کوہ چھلک رہی تھی۔ عباس کو اتنا سونا دیا جس کو وہ اٹھا نہ سکتے تھے۔ آپ کے پاس نوے ہزار درہم آئے جو چٹائی پر رکھے گئے۔ آپؐ نے انھیں تقسیم کرنا شروع کیا۔ کوئی سائل محروم نہیں گیا یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے۔ آپ نے غزوۂ حنین میں سارا مالِ غنیمت تقسیم کر دیا۔ سب سے پہلے مولفۃ القلوب کو دیا۔ ابوسفیان بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیے۔ اتنے ہی اس کے دونوں بیٹے یزید و معاویہ کو دیے۔ حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیے۔ اس نے اور مانگا آپ نے اور دیا۔ نصر بن حارث بن کلاہ کو سو اونٹ دیے اور اتنے ہی اسید بن جاریۃ الثقفی حارث بن ہشام۔ صفوان بن امیہ۔ قیس بن عدی۔ سہیل بن عمرو۔ حویطب بن عبدالعزی۔ اقرع بن حابس التمیمی۔ عینیہ بن حصن۔ مالک بن عوف کو دیے۔

عباس بن مرداس کو ۴۰ اونٹ دیے اس نے اس بارے میں شعر کہے آپ نے اس کو سو اونٹ اور دے دیے مخرم بن نوفل کو پچاس اونٹنیاں دیں۔ اسی طرح علا بن حارثہ، سعید بن یربوع، عثمان بن وہب۔ ہشام بن عمرو عامری پر بارش کرم ہوئی۔ جو اونٹ عطا کیے گئے ان کی تعداد (۱۴۰۵۰) تک پہنچتی ہے۔

ان عظیم عطایا کے بارے میں غور کرو جن کو رسول کریمؐ نے فراخدلی سے تقسیم کر دیا، حالانکہ آپ کے پاس کچھ نہ تھا اور اس میں سے ایک درہم بھی آپ گھر نہیں لے گئے اور نہ ہی کچھ اور جمع کیا۔ اکثر آپ اور آپ کے اہل و عیال بھوکے سو رہتے تھے۔ آپ بھوکے سو رہے ہوں، کھانے کو کچھ نہ ہو اور عباس کو اتنا سونا دے دیا ہو کہ وہ اس کو اٹھا نہ سکیں اور مولفۃ القلوب کو اتنے اونٹ دیے جائیں کہ ان کی عقلیں دنگ اور ذہن گنگ ہو جائیں۔ جب صفوان نے کرم کی یہ بارش دیکھی تو مبہوت ہو گیا اور اسلام لے آیا۔

ذرا اپنے نفس سے پوچھو یا اس شریف آدمی سے جس کو تم جانتے ہو دریافت کرو کیا کسی نے سنا ہے کہ کسی شخص نے اوروں پر اس طرح بخشش و عطا کی ہو اور اپنے کو بالکل محروم رکھا ہو؟ کوئی انسان ایسا نہیں جو اس طرح دے اور خود محروم رہے۔ امریکہ وغیرہ میں مالدار اور سخی آدمی ہیں لیکن اگر وہ راہ خیر میں کچھ خرچ کرتے ہیں تو اپنے لیے اس سے وہ چند رکھ چھوڑتے ہیں اور ان

تمام نعمتوں اور لذتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں، جن کا ہم کو وہم و گمان بھی نہیں گزرتا۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جو صاحبانِ کرم ہیں اور خلق میں خیر مشہور ہیں۔ اب رہے وہ دولت مند جو دولت کو جمع کرتے ہیں اور اس کو دانتوں سے دبائے ہوئے ہیں اور انتہائی مجبوری و اضطراب کے بغیر کچھ نہیں دیتے۔ ہم ایسے لوگوں کی تو بات ہی نہیں کرتے، کیونکہ وہ ہمارے دائرہ بحث سے خارج ہیں ہم ان پر بالکل غور نہیں کرنا چاہتے وہ اس قابل بھی نہیں کہ ہم ان کا تذکرہ کریں۔

پھر کیا تم نے محسوس نہیں کیا کہ رسول کریمؐ کے جود و کرم کا نہ تو کوئی مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ اس مقام تک کوئی پہنچ سکتا ہے۔

شجاعت

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ جن کی شجاعت شہرہ آفاق ہے فرماتے ہیں۔ جب جنگ کی آگ تیز ہو جاتی تھی، سختی بڑھ جاتی تھی اور آنکھیں سُرخ ہو جاتی تھیں تو ہم رسول کریم کا سہارا لیتے تھے اس وقت آپ سے زائد دشمن کے کوئی قریب نہ ہوتا تھا۔ بدر کے دن ہم سایۂ رسالت کی پناہ لیتے تھے۔ اس دن دشمن سے سب سے زائد آپ ہی قریب تھے۔ اس دن سب سے زائد آپ صاحب قوۃ ہو رہے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ شجاع وہ ہے جو حضرتؐ سے زائد قریب ہو کیونکہ آپؐ سب سے زائد دشمن کے نزدیک ہوتے تھے۔

احد کے دن مسلمانوں کو شکست ہوئی لیکن آخر دم تک رسول کریمؐ ثابت قدم رہے۔ کس کی شجاعت رسول کریم کی شجاعت کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ غزوات اور اس کے فتوحات دیکھیے تو آپؐ نے جزیرۂ عرب کو فتح کر لیا۔ لشکروں کی قیادت کی۔ بھوک، سردی، گرمی، دشوار گذار سفر، بڑی بڑی مسافتیں سب برداشت کیں (اور کمیں بھی) دشمن کی کثرت اور ان کے اسلحوں کی افراط آپ کو نامراد و خائف نہ کر سکی۔ اس کے علاوہ ہمارے پیش نظر وہ مقامات و مواقع ہیں جہاں مقامات جنگ و جدل سے زائد شجاعت ثابت قدمی اور دلجمعی کی ضرورت ہوتی ہے۔

جب آپ دعوت اسلام کے لیے کھڑے ہوئے تو تنہا تھے۔ دین کی تنہا نشر و اشاعت کی۔ اپنے مرکز سے وابستہ رہے اور ایک انگل بھی نہ ہٹے، اوامر الٰہیہ کا اتباع اور نواہی خدا سے اجتناب پوری احتیاط کے ساتھ ہمیشہ کرتے رہے۔ اللہ کی راہ میں ہمہ وقت جہاد اور مقصد کی نصرت کرتے رہے توہین اذیتیں، پریشانیاں، ہجرت، دوستوں اور عزیزوں کا قتل و مثلہ ہونا سب برداشت کرتے رہے اور یہی نہیں بلکہ عقل انسانی میں جو بھی تکالیف و مصائب، آلام و صعوبات کی قسمیں آ سکتی ہیں وہ سب کی سب آپ نے برداشت کیں یہاں تک کہ فتح مبین حاصل ہوئی۔ پھر کیا کوئی شجاعت ہے جو رسول کریمؐ کی شجاعت کے ہم پلہ ہو سکے۔

لوگ کہتے ہیں کہ شجاعت "صبر ساعتی" کا نام ہے تو رسول کریمؐ تو عہد سے لے کر لحد تک "صبر مسلسل" ہی کرتے آئے۔ ایسے مقامات پر کیا صبر جہاں بہادروں کی بہادری، صابروں کا صبر رخصت ہو جاتا ہے اور کسی کو بھی صبر کا یارا نہ رہ سکے۔ اور کون ہے جس میں یہ طاقت ہو کہ وہ اپنی عقل اور جسم کو دن رات اتنے سالوں تک ہمہ وقت مشغول رکھے۔ ہر وقت

حرکت میں رہے اور کون ہے جو لوگوں کی تعلیم و تہذیب، ان کے فیصلے، سیاست امور، قیادتِ لشکر، حربی خطوط کی تشکیل، تقسیم غنائم، لوگوں کے عبادات و معاملات کی نگرانی، وفود کا استقبال اور ان سے گفتگو وغیرہ میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف رہے۔ یہ کتاب اپنی وسعت صفحات کے باوجود بھی شمائل رسول کریمؐ کے بالتفصیل ذکر کے لیے گنجائش نہیں رکھتی اور ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ تو جو کل نہ پا سکے وہ سب حصّہ نہیں چھوڑے گا۔

اسلامی تعلیمات کی پیروی

مسلمانو! ہمارا فرض ہے کہ ہم شریعت اسلامیہ سے پیوستہ اور اخلاق رسول کریمؐ سے وابستہ رہیں، تاکہ دین و دنیا میں اوج سعادت حاصل کریں۔

جو شخص بھی کتاب خداوندی کو گہری نظر سے دیکھے گا وہ محسوس کریگا کہ یہ کتاب مکارم اخلاق پر مشتمل ہے اور انسان کو فضائل و آداب عالیہ سے آراستہ ہونے کی دعوت دیتی ہے اور رذائل و معائب سے روکتی ہے۔

تہذیب حاضر باوجودیکہ علوم و فنون میں انتہائی ترقی کر چکی ہے لیکن اسلامی تعلیمات سے اس کا کوئی تعلق نہیں، تو ہم دوسری قوموں کے مقابل پر اس بات کے زائد حقدار ہیں کہ ہر فضیلت سے متصف ہوں اور ہر پستی سے دور رہیں۔

مسلمانوں نے بت پرستی اور جاہلیت کی خرابیوں کے خلاف جنگ کی ان صفات مردانہ اور اخلاق عالیہ کے طفیل جو قرآن و تعلیمات نبویہ سے مستفاد تھے اللہ نے ان کو فتح دی۔ قوموں کی سرداری انھیں حاصل ہوئی اور علوم و فنون کو انھوں نے پھیلایا لیکن آج بلاشبہ یہ المناک بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اخلاق خراب ہو گئے ہیں۔ فساد پھیل گیا ہے اور ہر قسم کا انحطاط نظر آ رہا ہے۔ شعائر دینیہ کی اقامت میں انحطاط، اکتساب علوم اور قوموں کے جذبہ مسابقت میں انحطاط، حقوق وطنیت کے تحفظ میں انحطاط، تحفظ قوم و خاندان میں انحطاط (غرض کہ چارسو انحطاط)

کتنی دردانگیز بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ارادوں میں فتور آگیا ہے واجبات کی ادائیگی میں کوتاہیاں ہو رہی ہیں۔ فضائل سے کنارہ کشی، رذائل سے ہم آغوشی، جرائم، رسوائیوں، بدکاریوں پر فخر و مباہات کیا جا رہا ہے۔ کیا ہمارے غیور اسلاف نے اپنے شہروں کو ہر حریص و دست دراز کا لقمہ یا نشانہ بننے دیا تھا۔ کیا انھوں نے باہم نا اتفاقی، لاتعاونی اور منافرت پیدا کی تھی؟ کیا وہ کمزوروں، مسکینوں پر شفقت نہیں کرتے تھے؟ کیا وہ عزیز داروں سے بھلائی کے ساتھ پیش نہیں آتے تھے؟ کیا وہ مریضوں کی عیادت اور ستم زدوں کی فریادرسی نہیں کرتے تھے کیا ان کے احساسات منجمد تھے اور وہ انسانیت کے مصائب کو محسوس نہیں کرتے تھے کیا وہ حق کو چھپاتے اور باطل سے برسرپیکار نہ ہوتے تھے؛ کیا وہ مظلوم سے انصاف نہیں کرتے تھے اور زخمی کے زخموں پر مرہم نہیں رکھتے تھے۔ کیا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غافل

تھے۔ کیا وہ کہتے تھے کہ ہم عاجز ہیں، مجبور ہیں اور ہمارے پاس کوئی قوت و طاقت نہیں پھر کیا وہ سود قلیل و کثیر کے لالچ میں، جاہ و منصب کی طمع میں، ناپائدار دنیا کی دلفریبیوں میں کھو کر معاملات کی رسی کو حالات کے دوش پر ڈال کر کنارہ کش ہوگئے؟ اگر وہ ایسا کرتے تو یہ ستون قائم نہ ہوتے اور دنیا کی تاریخ میں ان کا یہ پاکیزہ نقش دوام نہ ہوتا۔

غیروں سے پہلے تو ہماری اجتماعی حالت ہمارے انحطاط و جہالت و پستی سے واقفیت حاصل کی پھر یہ فیصلہ کیا کہ اس چیز کو ہمارے جوہر دین اور اس کی تعلیمات میں داخل سمجھا جائے اور یہ صرف ہم کو متنفر و برگشتہ بنانے کے لیے کیا تھا تاکہ اسلام کو پھر کہیں شوکت اولی اور عظمت رفتہ حاصل نہ ہو جائے۔

انھوں نے اپنی باتوں سے بعض کوتاہ نظر مسلمانوں کو بھی فریب دے دیا ان (فریب خوردہ) مسلمانوں نے ان کے افکار اور دین کے بارے میں نکتہ چینیاں شروع کر دیں اس پر طرہ یہ کہ اپنے کو مصلح بھی تصور فرماتے ہیں۔ حالانکہ حقیقتاً انھوں نے فساد کیا اور اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔ اے کاش وہ یہیں پر رک جاتے مگر نہیں وہ بڑھے اور انھوں نے محرمات کو حلال کیا۔ فساد کو پھیلایا، گمراہی کو رواج دیا اور مغربی تمدن کے خصوصیات شراب، بدکاری، کھیل، بے حیائی، شرمناک آزادی سے وابستہ ہوگئے۔ ان کو علم نہ ہو سکا کہ خود علماء مغرب اور دانشمندان یورپ اس فساد سے ناراض ہیں اور اس کو برا سمجھ رہے ہیں اور متعدد بار صراحتہً کہہ چکے ہیں کہ یہ خرابیاں زوال قومی کی نقیب ہیں اور قومی تباہی کے اعلان ہیں حالانکہ وہ لوگ انتہائی قوت و طاقت میں ہیں۔ (پھر ہمارا تو پوچھنا کیا جو ہر قوت و حیات سے تہیدامن ہیں)

یاد رکھو کہ تباہ کن گمراہ مصلحین کی مساعی سے زائد اثر خیز و تیز رو ہوتے ہیں۔ لہذا اپنی تحریروں و تقریروں اور تشریحات میں اللہ سے ڈرو۔ اپنی عظمت پارینہ کو قائم رکھو اور نفع بخش علم سے زاد راہ لو کیونکہ (غلط) علم جہالت سے زائد نقصان پہنچاتا ہے اور جسکو علم فائدہ نہ دے سکے وہ بلاشبہ خسران مبین میں مبتلا ہوگا۔ اور شہرت و مقبولیت کے لیے لوگوں کو ان کے خواہشات (کے کنویں) میں نہ گراؤ۔

اتباع تعلیمات اسلامی کی اہمیت و عظمت کے خیال سے یہ چند سطور میں نے تحریر کیں اور تمام مسلمانوں کو میں اپنی اس خالص نصیحت (پر کاربند ہونے) کی دعوت دیتا ہوں۔

اخلاقِ رسولِ کریمؐ کا اتباع

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ رسول کریمؐ کے اخلاق کی پیروی کریں کیوں کہ وہ ہمارے لیے بہترین "اسوہ حسنہ" ہیں۔ ذوالنون مصری کا قول ہے کہ محبِ خداوندی کی علامت یہ ہے کہ رسولِ کریمؐ کے اخلاق و اعمال اور احکام و سنت پر عمل کرے۔

ہم اس موقع پر آپ کے چند صفات کا تذکرہ کرتے ہیں جو ہم نے آپؐ کی سیرۃ طیبہ سے اخذ کر کے پیش کیے ہیں اور ان صفات کو اپنے میں پیدا کرنے کی دعوت دیتے ہیں اس (تذکرہ صفات) میں ہم نے انتہائی اختصار سے کام لیا ہے۔

۱۔ "رسول کریمؐ صاف ستھرے کپڑے پہنتے تھے":

صفائی ایمان کا جز ہے لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ:

اس کے کپڑے اور اس کا بدن پاک و صاف رہے اور اسی لیے وضو اور غسل فرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ سے فرما رہا ہے: "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ"۔ (اپنے لباس کو پاک و صاف کرو) درحقیقت آپ کے پردے میں ہمیں حکم مل رہا ہے۔

رسولِ کریمؐ جتنا کہ صفائی باطن کا خیال رکھتے تھے، اتنا ہی صفائی ظاہر کا بھی لحاظ رکھتے تھے۔ آپؐ شدت سے مسلمانوں کو مسواک کے لیے کہتے اور ان کو دندان و دہن کی صفائی پر آمادہ کرتے تھے۔ آپ خوشبو لگاتے تھے، بالوں اور ڈاڑھی میں کنگھی کرتے تھے۔ اپنے گھر کی صفائی رکھتے تھے حالانکہ آج کل کے لوگ اپنے ہاتھ سے اپنے گھروں کی صفائی کرنے کو عیب تصور کرتے ہیں۔

۲۔ "آپ کبھی بیہودہ اور فحش کلام نہیں کرتے تھے":

اور ہم کس قدر فضول و فحش کلام کرتے رہتے ہیں اور کس قدر ٹھٹول بازیاں اور گالی گلوچ کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں رسول کریمؐ کی پیروی کرنا چاہیئے اور تحریر و تقریر میں آپ کے داب و آداب کا اقتدا کرنا چاہیئے۔ فضول گوئی و دشنام طرازی، لعنت بازی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

۳۔ "کسی کا کلام قطع نہیں کرتے تھے":

اے مسلمانو! اس ادب، بردباری اور وسعت عقل کو دیکھو یاد رکھو کہ افراط گوئی، قطع کلام، بیہودہ گوئی، سرد مزاح، غیبت، چغلخوری و نمائش، اسلامی اخلاق اور مردانہ اوصاف میں سے نہیں ہیں۔

۴۔ "اپنے اصحاب کی خیر و عافیت معلوم کرتے اور ان کے متعلق پوچھتے رہتے":

اس بارے میں آپ کبیر و صغیر، غنی و فقیر کا فرق نہیں رکھتے۔ لیکن لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ صرف مالداروں کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں، سرمایہ دار حقیروں سے کھچے رہتے ہیں اور اپنے کو ان سے بڑا سمجھتے ہیں۔ اور وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کا خمیر ان کی طینت سے علیحٰدہ تیار ہوا ہے اور یہی وجہ ہے (کہ طبقاتی) عداوت و نفرت پیدا ہوتی اور روابط خاندانی و قومی میں افتراق و اختلال پیدا ہو رہا ہے۔

رسول کریمؐ دلوں کو مسخر کرتے تھے جو قطع رحم کرتا اس سے آپ صلہ رحم کرتے جو محروم کرتا اسے آپ عطا فرماتے جو ظلم کرتا اسے آپ معاف کر دیتے اگر کوئی غریب آدمی گفتگو اور سوال میں سختی کرتا تو آپ برداشت کرتے۔ مریض کی عیادت کرتے جنازوں کی مشایعت کرتے (لہٰذا ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے)

۵: جب کسی مجلس میں پہنچتے تو پائیں مجلس بیٹھتے :

کہاں یہ پاکیزہ خصلتِ تواضع، کہاں وہ لوگ جو حق و ناحق صدر مجلس میں بیٹھنا چاہتے ہیں عام اس سے کہ مجلس خالی ہو یا بھری ہوئی ہو۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انکسار سے پستی اور ضعف آتا ہے حالانکہ تواضع سے بلندی آتی ہے۔ انسان سختی اور تندی سے سیادت نہیں پا سکتا۔

۶: آپ سب سے زائد سخی تھے :

ہم لوگوں سے کہنے پر مجبور ہیں کہ بخیل انتہائی ناپسندیدہ انسان ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بخل درحقیقت بندہ کا اللہ سے سُوءِ ظن ہے۔ ہم کسی ایسے بخیل کو نہیں جانتے کہ لوگ جس کا احترام کرتے ہوں (لہٰذا ہم کو بخل سے پرہیز کرنا چاہیئے)

۷: آپ نے کبھی اصحاب کی محفل میں پیر نہیں پھیلائے :

لیکن ہم آج کل بے پروا ہو کر ہر وہ کام کرتے ہیں جو آداب کے مخالف ہو اور اس کی آزادی سمجھتے ہیں۔ لیکن تمدن و اجتماعیت میں آزادی کا حق صرف ایک کو نہیں ہوتا، دوستوں اور دوسرے لوگوں کے بھی احساسات کا احترام ہم پر فرض ہے اولاد کو چاہیئے کہ وہ بزرگانِ خاندان اور استاد و احباب کی موجودگی میں ادب سے رہیں

۸: کام خود کرتے تھے :

(چنانچہ دیکھا گیا ہے) کہ آنحضرتؐ اپنے نعلین خود ٹانکتے تھے، پیوند کپڑوں میں خود لگاتے تھے اپنا کام خود کیا کرتے تھے اپنا گھر خود صاف کرتے تھے۔ بکری کا دودھ خود دوہتے تھے اور یہ اعتماد نفس کا نتیجہ تھا۔

ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنا کام خود کرے، دوسروں پر بھروسہ نہ کرے، جیسا بھی کام ہو اس کے کرنے میں عار نہ سمجھے۔

جب رسول کریمؐ جو کہ سردار خلائق تھے اور مسلمان آپ کی انگلیوں سے زائد آپ کے مطیع و فرماں بردار تھے پھر بھی اپنے گھر کو خود صاف کرتے ہیں تو کیا اب کوئی گھر والی اپنے کام یا اپنے شوہر و اولاد کے کام سے اس لیے گریز کرے گی کہ وہ کام اس کے لائق نہیں یا یہ کہ وہ مالدار و متمول اور حسین جسم کی مالک ہے۔ اپنے نفس پر اعتماد ایک بڑی قوت و طاقت

اور (سرمایۂ) ترقی واستقلال ہے۔

۹۔ "جب تم میں کوئی کام کرے تو اس کو اچھی طرح کرے"۔

جب آپؐ کے بیٹے ابراہیم کی قبر برابر کردی گئی تو آپ نے قبر کی جانب ایک پتھر (نکلا ہوا) دیکھا، اس کو آپ نے ہاتھ سے برابر کردیا اور فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کام کرے تو اس کو اچھی طرح کرے"۔

مسلمانو! اچھی طرح سے کام کرو۔ کاموں کو حقیر نہ سمجھو اور کسی کام کو معمولی سمجھ کر اس کی تحقیر نہ کرو۔ یاد رکھو تمدن و عمرانیت کی بنیاد (اتقان (اچھی طرح سے کام کرنے پر ہے) اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سستی اور تقصیر ہے جو انحطاط، پستی اور خرابی کی طرف لے جاتی ہے۔

۱۰۔ "رسول کریمؐ اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کرتے تھے"۔

خداوند عالم کا قول ہے: "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"۔ معاملات میں ان سے مشورہ لیا کرو۔

خداوند عالم نے رسول کریمؐ کو حکم دیا حالانکہ وہ سردار خلائق تھے اور عقل علم و اصابت رائے کے اعتبار سے سب سے بلند تھے کہ وہ اصحاب سے مشورہ کریں اور صرف اپنی رائے پر نہ رہیں۔

ضحاک کا قول ہے کہ اس لیے آپ کو مشاورت کا حکم دیا گیا کہ مشاورۃ میں رحمت و فضل ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ آپ کو مشورہ کا حکم دیا تاکہ مسلمان و مومنین ہی اس بارے میں آپ کا اتباع کریں۔ اگرچہ آپ مشورہ سے بے نیاز تھے اور جیسا کہ تم خود دیکھ سکتے ہو کہ استبداد رائے اسلام کے منافی ہے اور علامات کبر و ناز میں سے ہے۔ "مشورہ طلبی" کا مطلب اپنی رائے کی کمزوری اور ضعف نہیں ہے بلکہ یہ دانشمندی، بالغ نظری اور اصلاح پسندی کی دلیل ہے اور اسلام ابتدا سے مشورے کے فوائد حاصل کرتا رہا ہے اور اس پر عامل رہا ہے۔

۱۱۔ "نصب العین پر ثابت قدمی"۔

جو شخص رسول کریمؐ کی سیرت کا مطالعہ کرے گا اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ آپؐ اپنے مرکز اور نصب العین سے کبھی نہ ہٹے۔ مشرکین کی اذیتوں کی ہر طرح برداشت کرتے رہے۔ نشر دین اسلام میں ایک پل بھی راحت کا آپ پر نہ گذرا۔ پھر قریش نے ملک، مال و جاہ پیش کیا مگر قبول نہیں کیا۔ پھر اس ثبات و استقلال کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ مشرکین کو شکست ہوئی ان کے شہر فتح ہوئے۔ اصنام ڈھا دیئے گئے۔ اسلام ہر سو پھیل گیا اور آپ پوری دیانت کے ساتھ پیغام خدا کو پہنچانے اور واجبات کو بہترین طریقے سے ادا کرنے کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے نبیؐ سے عبرت حاصل کریں اور تمام امور میں آپ کی پیروی کریں تاکہ دین و دنیا کی سعادتوں سے ہمکنار ہوں۔

معجزات

معجزہ اس امر خلاف عادت کو کہتے ہیں جس میں تحدی ہو اور اس کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ اس کے مثل لانے سے عاجز ہوتے ہیں۔

معجزہ جس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اس کی صداقت و حقانیت کی دلیل بنتا ہے۔ اور معجزہ اسی وقت کہیں گے، جب وہ مدعی رسالت کے ہاتھ پر ظاہر ہو اس کے دعوی کے مطابق ہو۔

رسول کریمؐ کے اکثر معجزات متواتر ہیں۔ جنکو گروہ در گروہ نقل کیا گیا ہے وہ معجزات مختلف اجتماعات کے موقع پر اور متعدد مجالس و مجمع لشکر کے سامنے ظاہر ہوئے ہیں اور کسی صحابی سے مخالفت معجزہ اور انکار و ردی معجزہ کا اظہار نہیں ہوا۔

معجزۂ قرآن

آپؐ کی نبوت کی عظیم ترین دلیل قرآن کریم ہے۔ آپؐ نے اس کے بارے میں عرب سے تحدی فرمائی کیونکہ اس میں اعجاز تھا۔ آپؐ نے ان کو مقابلہ کے لیے بلایا، لیکن وہ مقابلہ نہ کر سکے، حالانکہ آپؐ امی تھے اور قریش فصاحت و بلاغت شعر و شاعری کے شہسوار تھے اور وہ مختلف محافل و مجالس میں فی البدیہہ کلام کیا کرتے تھے۔

"قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا" (کہہ دو) اے رسول اگر تمام انسان اور جن مل کر بھی اس قرآن کا مثل لانا چاہیں تو اس کا مثل نہیں لا سکتے)

قرآن کے اعجاز کا تعلق صرف نظم الفاظ و بلاغت ہی سے نہیں بلکہ قرآن میں جو کچھ حکمت و اخلاق دین و شریعت، علوم عقلیہ اور گذری ہوئی قوموں کے حالات، غیبی امور کی اطلاع کے متعلق ہے وہ سب کا سب معجزہ ہے۔ حالانکہ نبی کا حال دنیا کو معلوم تھا کہ آپؐ امی تھے اور پڑھنے نہ تھے۔

خود صاحبان فصاحت و بلاغت نے اعتراف کیا ہے کہ قرآن کلام بشری نہیں اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان فصیحان عرب میں سے عتبہ بن ربیعہ تھا، جب اس نے رسول کریمؐ سے قرآن سنا تو قریش کے پاس جا کر کہنے لگا۔ واللہ جیسا کلام آج میں نے سنا اس کے قبل ایسا کلام نہیں سنا۔ بخدا نہ یہ شاعری ہے نہ ساحری اور نہ ہی کہانت ہے۔ بخدا جس قول کو میں نے سنا ہے یہ تو نبوی کلام معلوم ہوتا ہے۔

ان ہی لوگوں میں ولید بن مغیرہ تھا جو قریش میں فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے سب پر مقدم تھا۔ جب رسول کریمؐ نے اس کے سامنے یہ آیۃ تلاوت فرمائی: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی

عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ (خدا تعالیٰ لوگوں کو انصاف کرنے، نیکی کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، بدکاری، حرام اور سرکشی سے روکتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو) تو وہ کہنے لگا ذرا پھر تو سنائیے گا۔ آپؐ نے دوبارہ اس آیت کو پڑھا کہنے لگا: "بخدا اس کلام میں شیرینی اور خوشنمائی ہے اس کا اعلیٰ حصہ ثمر ریز ہے اس کا اسفل حصہ زرخیز ہے۔ ایسا کلام آدمی نہیں کہہ سکتا۔ یہ کلام بلند ہوگا اس پر کوئی فوقیت نہیں حاصل کرسکتا" قریش کہنے لگے ولید صابی ہوگیا ہے۔ بخدا تمام قریش صابی ہوگئے۔

انیس جو ابوذر کے بھائی تھے انھوں نے جاہلیت کے بارہ شاعروں سے مقابلہ کیا تھا جب یہ رسول کریمؐ سے قرآن سن کر پلٹے تو کہنے لگے میں نے مکہ میں ایک ایسا آدمی دیکھا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو رسول بنایا ہے۔ ابوذر نے کہا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہنے لگے لوگ اس کو شاعر، کاہن، ساحر کہتے ہیں۔ میں نے کاہنوں کا قول بھی سنا ہے تو اس کا کلام ان جیسا نہیں۔ میں نے اس کے کلام کو شعر کے اقسام پر بھی رکھ کر دیکھا ہے مگر وہ کسی کلام سے میل نہیں کھاتا۔ بلاشبہ وہ صادق ہے اور سب کاذب ہیں۔

جب عماد بن ثعلبۃ الاسدی نے رسول کریمؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا تو اسلام لے آیا: الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ۔

حضرت عمرؓ نے جو رسول کریمؐ کے شدید ترین دشمن تھے جب اپنی بہن فاطمہ بنت خطاب کے یہاں قرآن پڑھا تو فوراً اسلام لے آئے (ان کا قصہ تفصیل سے گزر چکا ہے)

اسی طرح طفیل بن عمرو الدوسی جو شاعر مشہور تھا، جب رسول کریمؐ نے اس کے سامنے آیاتِ قرآنی تلاوت کیے تو کہنے لگا میں نے کوئی کلام اس سے بہتر اور کوئی امر اس سے عادل تر نہیں دیکھا"

(ہم اس کے واقعہ اسلام کو تحریر کرچکے ہیں جس کا دل چاہیے وہاں دیکھ لے)

چونکہ اہل عرب فصاحت و بلاغت کا مرکز تھے اس لیے جو ان میں منصف مزاج ہوتے تھے وہ قرآن سنتے ہی بغیر معارضہ و مکابرہ کے سر تسلیم خم کر دیتے کیونکہ حق اسی قابل ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لیکن جن کے دلوں میں کجی اور نقص تھا لوگ ہرممکنی کوشش اس بات کی کرتے کہ کوئی شخص رسول کریمؐ کو قرآن تلاوت کرتے نہ سن لے اور ایسا وہ تاثیر قرآن اور ان کے مسلمان ہوجانے کے خوف سے کرتے تھے۔

ابوعبیدہؓ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے ایک شخص "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ" تلاوت کرتے سنا وہ سجدہ میں گر پڑا اس نے کہا میں نے اس فصاحت کلام کو سجدہ کیا ہے۔ ایک اور اعرابی نے ایک شخص کو "فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا" پڑھتے سنا۔ کہنے لگا میں اعتراف کرتا ہوں کہ کوئی انسان اس قسم کا کلام نہیں کہہ سکتا۔

یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب تک دنیا ہے قرآن باقی رہے گا لیکن دوسرے انبیا کے معجزات ختم ہوگئے اور ان کے

دور کے لوگوں کے سوا کوئی بھی ان معجزات کو نہ دیکھ سکا۔

اصمعی کہتا ہے کہ میں نے ایک لڑکی دیکھی جس کی عمر پانچ یا چھ سال کی تھی وہ کہہ رہی تھی: "میں اپنے تمام گناہوں کی اللہ سے معافی چاہتی ہوں۔" میں نے اس سے کہا کہ تم اتنی کمسن ہو، غیر مکلف ہو اور تم استغفار کر رہی ہو۔ اس نے دو شعر پڑھے میں نے کہا تو کتنی فصیح ہے۔ اس نے جواب دیا کیا خداوند عالم کے اس قول کے بعد بھی اس قول کی فصاحت رہ جاتی ہے۔

وَ اَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ (ہم نے مادر موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ تم اس کو دودھ پلاؤ جب تمہیں خطرہ محسوس ہو تو اس کو دریا میں ڈال دو۔ نہ گھبرانا اور نہ ہی اداس ہونا ہم اس کو تمہارے پاس واپس لے آئیں گے اور اس کو اپنا رسول بنائیں گے)

اس آیت میں دو امر، دو نہی، دو خبریں اور دو بشارتیں جمع ہو گئی ہیں۔

دو امر:- ان ارضعیه - والقیه ۔ دو نہی: ولا تخافی - ولا تحزنی ۔

دو خبریں: واوحینا - فاذا خفت

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دو بشارتیں: انا رادوہ الیك - وجاعلوه من المرسلین ہیں۔ کیونکہ یہ ایک جہت سے خبر اور ایک اعتبار سے بشارت ہے۔

بعض لوگوں نے قرآن کا مقابلہ بھی کرنا چاہا، لیکن اس کے مقابلہ پر مضحکہ خیز اور کمترین کلام لائے۔ مسیلمہ کذاب جو خالص عربی تھا اس نے قرآن کے مقابلہ پر کلام پیش کیا ہے: یا ضفدع کم تنقین اعلاك فی الماء واسفلك فی الطین - لا الماء تکدرین ولا الشراب تمنعین۔

اور جب خداوند عالم کا یہ قول سنا: "وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا" تو اس نے جواباً کہا: والمزارعات زرعًا، والحاصدات حصدًا، والذاریات قمحًا والطاحنات طحنًا والخافزات خبزًا والثاردات ثردًا واللاقمات لقمًا لقد فضلت علی اهل الوبر وما سبقکم اهل المدر۔

یہ بھی اس کا کلام ہے: الم تر کیف فعل ربك بالحبلی - اخرج من بطنها نسمة تسعی من بین شراسیف واحشاء۔

اور بعض نے یوں بھی کہا: الفیل وما ادراك ما الفیل له ذنب وثیل، مشفر طویل وان ذلك من خلق ربنا القلیل۔

ظاہر ہے کہ ان اقوال و کلمات میں نہ کوئی لطف ہے نہ شیرینی معنی سے خالی نہ گوش ذوق اسے سننا چاہتا ہے اور نہ اس کو سن کر سامع ہنسنے سے اپنے آپ کو روک سکتا ہے۔

ایک شخص نے سورۂ اخلاص کا جواب دینا چاہا، مگر وہ پریشان ہوگیا اس کے قلب پر رقت طاری ہوگئی۔ پھر اس نے توبہ کی۔
ابن مقفع نے بھی قرآن کا جواب دینا چاہا تھا، مگر جواب نہ دے سکا۔ بالآخر اعجاز قرآن کے اعتراف پر مجبور ہوا۔
قرآن کا خواہ قلیل حصہ ہو یا کثیر، سب کا سب معجزہ ہے۔

قرآن میں "غیبی خبریں" بھی ہیں جن کا تعلق ماضی سے تھا، وہ بھی ہیں جن کا تعلق عہد نزول سے تھا وہ بھی ہیں جن کا تعلق مستقبل سے تھا جیسا کہ آیۂ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ (تم لوگ انشاء اللہ امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے) یہ آیت سال حدیبیہ سے پہلے نازل ہوئی تھی اور آیت "غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ" (زمین کے تھوڑے حصہ میں رومی ہار گئے مگر یہ لوگ عنقریب چند سالوں میں غالب آجائیں گے۔) اور آیت "لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" (تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب رکھے) اور یہ آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" (ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے) اور یہ قول "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ" (تم میں سے جن لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے اور اچھے اچھے کام کیے ہیں ان سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا)

اور "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" اور "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" (اللہ لوگوں سے تم کو محفوظ رکھے گا) جب یہ آیت اتری تو آپ نے اپنے اصحاب کو اپنی پاسبانی وحفاظت سے روک دیا۔ اور یہ آیت رسول کریمؐ کی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ اس میں آئندہ کی خبر ہے جو سچ ہوا کہ آپ کو کوئی قتل کرسکا اور نہ ہی قید کرسکا حالانکہ آپ کے بہت دشمن تھے اور قرآن کی یہ آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (لشکر شکست کھا جائے گا اور پیٹھ موڑ کر بھاگیں گے) یہ آیت مکی ہے اور اس وقت مسلمان بے حد کمزور تھے اور وہ یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ یہ کونسا مجمع ہے جو شکست کھائے گا اور نہ اس آیت کے مفہوم ہی کو جان سکتے تھے۔ لیکن جب بدر کا دن آیا اور نزول آیت کے سات سال کے بعد آیا۔ رسول کریمؐ نے زرہ پہنی اور کہا "سیہزم القوم ویولون الدبار- یعنی مخالف شکست کھائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ اس وقت ہیں اس آیت کا مطلب سمجھا۔

میں اس موقع پر مناسب سمجھتا ہوں کہ عالم اسلامی کے سامنے ایک انگریز عالم کی رسول کریمؐ کے بارے میں رائے پیش کردوں اس عالم کا نام MR. BOSWONTH ہے جس نے MOHAMMED & MOHAMMEDANISM نامی کتاب لکھی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ قارئین کرام دوسرے پہلوؤں سے قطع نظر کرتے ہوئے گہری نظر سے اس عبارت کا مطالعہ کریں گے: اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ ایک مرد مسیحی ہے لیکن منصف مزاج ہے اور اس کے نفس نے اس کو حق گوئی پر آمادہ کیا ہے۔
وہ کہتا ہے "وہ معجزہ دائمی جس کا آپ نے دعویٰ کیا تھا قرآن ہے اور درحقیقت یہ معجزہ ہے کیونکہ جب ہم آپ کے اس دور پر جس میں آپ زندگی گذار رہے تھے غور کرتے ہیں اور ان کے عقیدتمندوں کا احترام بے پایاں دیکھتے ہیں

اور پھر کلیسائی پاپاؤں اور قرون وسطیٰ کے قدسیوں سے آپ کا موازنہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ محمد رسول اللہ میں جو سب سے بڑا معجزہ تھا وہ یہ تھا کہ آپ نے ظہور معجزات پر اپنی قدرت کا دعا نہیں کیا اور جو کہا وہ کر کے دکھایا اور اسی وقت اپنے پیروں کو دکھایا اور صحابہ نے آپ کی طرف ان معجزات کو منسوب نہیں کیا جو آپ نے پیش نہیں کیے تھے یا یہ کہ آپ سے ان کے صدور کا انکار کیا۔ پھر اس سے زائد اُن کے اخلاص پر اور کونسی قطعی و یقینی دلیل پیش کی جا سکتی ہے۔ محمدؐ آخر زندگی تک وہی دعویٰ کرتے رہے جو ابتداء امر میں کیا تھا یعنی یہ کہ آپ اللہ کے رسول برحق ہیں اور میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ فلسفہ عالیہ اور مسیحیہ صادقہ عنقریب کبھی دنوں میں اس چیز کے اعتراف پر مجبور ہوگی۔

شق القمر

آپ کے معجزات میں سے شق القمر بھی ہے۔ قرآن نے اس کی بابت کہا ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (ساعت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا، یہ کفار جب کوئی معجزہ دیکھ لیتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو بڑا زبردست جادو ہے)

تمام مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ یہ معجزہ آپؐ کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوا اور اس بارے میں مختلف طریقوں سے متعدد احادیث بھی آئی ہیں جن سے اس سلسلہ میں قطع و یقین پیدا ہونا ناگزیر ہے۔

فخرالدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ چاند شق ہو گیا اور اس میں انشقاق پیدا ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور روایتیں بھی واقعہ شق القمر کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں اور صحیح میں خبر مشہور ہے جس کو بہت سے صحابہ نے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ سے معجزہ کے طور پر شق القمر کا مطالبہ کیا گیا آپ نے اپنے رب سے دعا کی اس نے چاند کو شق کر دیا اور بعض مفسرین نے "انشق" کے معنی جو سینشق (شق ہوگا) کے لیے ہیں وہ غلط ہیں اور اس کے کوئی معنی نہیں بنتے کیونکہ جو انشقاق کا مخالف ہے وہ فلسفی ہے اور وہ اس کو ماضی و مستقبل (دونوں میں) ممتنع قرار دیگا اور جو انشقاق کو جائز سمجھے گا اس کو ظاہر ہے کہ اس تاویل کی حاجت نہیں۔ تاویل کی طرف وہ لوگ گئے ہیں جو شق قمر کو ایک خوفناک حادثہ سمجھتے ہیں (ان کا خیال یہ ہے کہ اگر ایسا ہوا ہوتا) تو تمام روئے زمین پر دیکھا جاتا اور یہ حد تواتر تک پہنچ جاتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ جب رسول کریمؐ نے قرآن کے ساتھ تحدی (یعنی اس کا مقابل لاؤ) کی تو وہ لوگ کہتے تھے کہ ہم ہر کلام سے فصیح تر کلام لا سکتے ہیں۔ لیکن (بالآخر) ان کو عاجز ہونا پڑا معلوم ہوا کہ قرآن قیامت کے لیے لاثانی معجزہ ہے اور دوسرے معجزہ سے تمسک کی ضرورت نہیں اور یہی وجہ ہے کہ علماء نے اس کو حد تواتر تک نقل نہیں کیا۔ اب رہے مورخین تو انھوں نے اس کو اس لیے چھوڑ دیا کہ اکثر معاملات میں تاریخ کا استعمال منجم کرتے ہیں۔ اب جب یہ واقعہ ہوا ہوگا تو وہ کہنے لگے ہونگے: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاند کو گہن لگ گیا اور فضا میں دوسرے مقام پر نصف قمر

کی شکل پر ایک چیز دکھائی دے رہی ہے"۔ اسی بنا پر انھوں نے تاریخ میں اس واقعہ کو نظر انداز کر دیا۔

سب سے بڑی دلیل قرآن ہے اور اس کے ثبوت کے لیے قوی ترین حجت ہے اور اس میں شک کا امکان نہیں ہو سکتا اور جبکہ اس کے متعلق صادق امین (رسول کریمؐ) نے خبر دے دی تو اس واقعہ کے وقوع کا اعتقاد واجب ہو گیا۔ اب رہی یہ بات کہ "خرق والتیام" محال ہے تو یہ صرف وہم و خیال ہے اور ہم اس کے قبل سموات میں خرق و تخریب کا جواز ثابت کر چکے ہیں۔ لہٰذا اس مقام پر اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں"۔

حذیفہؓ سے روایت ہے کہ وہ مدائن میں خطبہ دے رہے تھے کہنے لگے "آگاہ ہو کہ ساعت قریب آگئی اور بلاشبہ چاند تمھارے نبی کے دور میں شگافتہ ہوا۔

زمخشری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"شق القمر رسول کریمؐ کے آیات و معجزات میں سے ہے۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ کفار نے رسول کریمؐ سے معجزہ طلب کیا۔ چنانچہ چاند دو مرتبہ شق ہوا اسی طرح ابن عباس و ابن مسعود سے روایت ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے ایک حصہ رہ گیا ایک حصہ چلا گیا۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے حرا کو چاند کے دو حصوں کے درمیان دیکھا اور بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن چاند شق ہوگا تو قرآن کی یہ آیت: وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ" (کہ یہ کفار جب کوئی معجزہ دیکھ لیتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو زبردست جادو ہے) اس نظریہ کی تردید کے لیے کافی ہے اور قرأت حذیفہ میں ہے قد انشق القمر۔ یعنی ساعت قریب آئی اور اس ساعت کے قرب کی نشانی یہ ہوئی کہ چاند شق ہو گیا جس طرح تم کہتے ہو کہ امیر آ گیا کیونکہ اس کے آنے کی اطلاع دینے والا آیا ہے۔

تفسیر طبری میں ہے کہ قول خداوندی وانشق القمر کا مطلب ہے وانفلق القمر چاند پھٹ گیا اور یہ اس وقت ہوا جب آپ ہجرت مدینہ سے قبل مکہ میں تھے اس وقت کفار مکہ نے آپؐ سے نبوت کی نشانی طلب کی آپؐ نے ان کو شق القمر کا معجزہ دکھایا جو آپ کی صداقت کلام و نبوت کی روشن حجت تھی مگر انھوں نے اعراض کیا اور آپ کی تکذیب کی اور کہا یہ "سحر مستمر" ہے جو محمدؐ نے ہم پر کر دیا ہے۔ آیت اتری: "وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ"۔

انس بن مالک سے ہے کہ اہل مکہ نے رسول کریمؐ سے معجزہ طلب کیا۔ آپؐ نے ان کو دو مرتبہ چاند شق کر کے دکھایا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ چاند شق ہوا اور ہم اس وقت رسول کریمؐ کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ یہاں تک کہ ایک گروہ پہاڑ کے پیچھے گیا رسول کریمؐ نے فرمایا گواہ رہنا یہ بھی عبداللہ کا قول ہے کہ "رسول کریمؐ کے زمانہ میں چاند شق ہوا اور اس بارے میں دو فرقے ہو گئے۔ رسول کریمؐ نے ابوبکرؓ سے کہا، ابوبکر گواہ رہنا۔ مشرکین نے کہا کہ چاند پر سحر کر دیا گیا اس لیے وہ شق ہو گیا۔ قسطلانی شارح بخاری کہتے ہیں کہ یہ معجزہ آپ کے ان معجزات میں سے ہے جو معجزات انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں۔

کیونکہ معجزات انبیاء ارضیات ہی سے متعلق رہتے تھے (اور آپ کا یہ معجزہ سموات سے متعلق تھا)

معجزہ شق القمر نص قرآنی کے ذریعہ ثابت ہے اب رہا وہ جو یہ کہتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "شق ہوگا" تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو وہ سرے سے معجزات ہی کا منکر ہے یہاں تک کہ جو قرآن میں بھی معجزات ہیں ان کا بھی منکر ہے یا پھر وہ زبان عربی سمجھتا نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے: "وان یروا آیۃ الخ کیونکہ کفار نے جب قمر کو شق ہوتے دیکھا تو ہٹ دھرمی پر اُتر آئے اور کہنے لگے یہ سحر مستمر ہے۔ اگر آیت سے یہ ظاہر ہوتا کہ قمر دشق نہیں ہوا ہے بلکہ شق ہوگا تو پھر آیہ مذکورہ کا کیا مفہوم ہوگا۔ آیہ مذکورہ میں آیت سے مراد وہی شق القمر ہے اور جن لوگوں نے اس معجزہ کے مشاہدہ کے بعد بھی انکار کیا وہ کفار قریش تھے اور یہ ان کی پرانی عادت تھی۔

اہل سنن جیسے بخاری، مسلم، امام احمد، بیہقی نے اور بقیہ اہل سنن نے بھی حدیث شق القمر روایت کی ہے۔ عظیم مفسرین کی تفاسیر کا تو ہم ذکر ہی کر چکے ہیں۔

شیخ حمزہ فتح اللہ اپنی کتاب "باکورۃ الکلام فی حقوق النساء فی الاسلام" میں لکھتے ہیں: "اس سے واضح ہوا کہ معجزہ شق القمر کو جو ہمارے رسولؐ کے لیے رونما ہوا تھا، ماننے میں کوئی حرج نہیں اور مستقبل کو ماضی کے مقام پر رکھ کر تاویل آیت کی کوشش کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ اس کا وقوع متحقق ہو چکا ہے چہ جائیکہ اس کو خلاف صحیح سمجھا جائے۔

اغیار کے جرائد میں ایک مقالہ چھپا تھا جس کا ترجمہ قسطنطنیہ عالیہ سے شائع ہونے والے "جریدۃ الانسان العربیہ" نے کیا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ "ممالک چین میں ایک قدیم عمارت پر یہ لکھا ہوا دیکھا گیا ہے کہ یہ عمارت اس سال بنی جس سال ایک عظیم حادثہ سماوی ہوا یعنی چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ پھر حساب کیا گیا تو اس عمارت کی تعمیر سال انشقاق کے مطابق نکلی۔

پانی کا آپؐ کے انگشتہائے مبارک کے درمیان سے جاری ہونا بھی آپؐ کے معجزات میں سے ہے اس حدیث کو بہت صحابہ مثلاً انسؓ، جابرؓ، ابن مسعودؓ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔ یہ واقعہ حدیبیہ کے دن اور غزوہ بواط میں ایک کثیر مجمع کے سامنے رونما ہوا تھا اور کسی صحابہ نے اس واقعہ کا انکار نہیں کیا۔

صحیح بخاری میں انس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ مقام زوراء پر تھے کہ آپؐ نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا پانی آپؐ کی انگلیوں میں سے بہنے لگا پھر سب نے اسی سے وضو کیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس سے کہا تم کتنے تھے انھوں نے کہا تین سو یا تین سو کے قریب۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریمؐ کو دیکھا کہ نماز عصر کا وقت آیا لوگوں نے وضو کرنا چاہا تو پانی نہ ملا سب آپ کے پاس وضو کے لیے آئے۔ رسول کریمؐ نے اپنا ہاتھ برتن پر رکھا۔ لوگوں کو حکم دیا کہ وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے جاری تھا۔ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ان کے آخری آدمی تک نے وضو کیا۔

تکثیرِ طعام:- آپ کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ آپؐ کی دعا و برکت سے طعام زائد ہو گیا اور ایسا کئی بار ہوا۔

حنین الجذع - رسول کریمؐ کی مسجد کی چھت کھجور کے تنوں پر بنی ہوئی تھی۔ جب رسول کریمؐ خطبہ دیتے تھے تو ان تنوں میں سے ایک تنہ کے پاس خطبہ دیتے تھے جب آپ کے لیے منبر تیار کیا گیا تو اس تنے سے ایک درد ناک آواز نکلی جس کو اہل مسجد نے سنا یہاں تک کہ مسجد اس آواز سے گونج اٹھی - یہ دیکھ کر لوگوں نے رونا شروع کیا۔ وہ اسی طرح آواز غم نکالتا رہا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا۔ یہ دیکھ کر آپؐ اترے اس کو لپٹایا، سینہ سے لگایا۔ تب وہ ٹھہرا۔ حدیث جذع مشہور ہے اور اس کو گیارہ صحابہ نے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ابیّ بن کعب، جابرؓ بن عبداللہ، انسؓ بن مالک، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباس، سہلؓ بن سعید۔ ابو سعید خدری۔ بریدہ۔ ام سلمہؓ۔ مطلبؓ بن ابی وداعہ وغیرہ ہیں۔ ہر ایک نے اس حدیث کو اپنے الفاظ میں پیش کیا ہے۔

بخاری نے حدیث جذع کو جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ آپ نے قتادہ کی آنکھ پھر حلقہ چشم میں رکھ دی تھی (اور وہ آنکھ اچھی ہو گئی)

خیبر کے دن حضرت علی کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور آپ کا درد دُور ہو گیا۔

اس کے علاوہ آپ کے معجزات میں سے اسراء و معراج، مکڑی کا غار پہ جالا تننا۔ سراقہ کے ساتھ جو واقعہ ہوا وہ عبدالرحمٰن بن عوف کے لیے برکت کی دعا جس سے آپ مالدار ترین عرب ہو گئے۔

اسی طرح ثعلبہ کی تونگری کے لیے آپ کی دعا و مقبول۔ سعد بن ابی وقاص کے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا جس کا اثر یہ تھا کہ جس کے لیے بھی سعد دعا کرتے قبول ہوتی۔ آپ نے نابغہ سے کہا اللہ تمہارے منہ کو نہیں منتشر کرے گا۔ چنانچہ اس [illegible] ایک دانت نہیں ٹوٹا، حالانکہ اس کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی۔

سنگریزوں کا آپ کے ہاتھ پر تسبیح کرنا۔ ایک شخص تھا جس کا نام بُسر تھا وہ ایک چرواہے کا لڑکا تھا وہ بائیں ہاتھ سے کھاتا تھا۔ آپ نے فرمایا "داہنے ہاتھ سے کھا" اس نے کہا مجھے اس کی قدرت نہیں، آپ نے فرمایا "تجھ میں قدرت نہ ہو" پھر کبھی اس کا داہنا ہاتھ اس کے منہ تک نہیں پہنچا۔ یہ آپ کے معجزات کثیرہ میں سے قدر قلیل معجزات کا بیان ہوا ہے۔ آپؐ کے معجزات میں سے آپ کی وہ دعا ہے جو آپؐ نے حضرت علی کے لیے کی تھی کہ ان کو کبھی سردی و گرمی نہ لگے۔ پھر آپ کو کبھی سردی اور گرمی محسوس نہیں ہوئی۔ ابن عباس کے لیے آپ نے تفقہ فی الدین اور علم تاویل کی دعا کی تھی۔ چنانچہ ابن عباس علم کا دریا بن گئے۔ انسؓ کے لیے کثرت مال و طول عمر کے لیے دعا کی تھی چنانچہ آپ کی اولاد کی تعداد سو تھی۔ سو برس تک زندہ رہے آپ کے کھجور سال میں دو مرتبہ اٹھائے جاتے تھے۔ حضرت عثمان کے بارے میں کہا تھا کہ ان پر عظیم مصیبت پڑے گی۔ چنانچہ وہی ہوا جو فرمایا تھا۔

خصائص نبویؐ

رسول کریمؐ کے خصوصیات میں سے یہ ہے کہ:

- آپؐ پر اور آپؐ کی آل پر صدقہ حرام ہے۔
- تحصیل علم کتابت اور تعلّم شعر، انشاءِ شعر، روایت شعر، بیانِ شعر آپؐ کے لیے ممنوع تھا۔
- جب آپؐ سلاحِ جنگ بدن پر سج لیں تو جب تک اللہ آپؐ کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کردے آپؐ ہتھیار بدن سے علیٰحدہ نہیں کر سکتے تھے اور اس امر میں دوسرے انبیاءؑ بھی آپؐ کے شریک ہیں۔
- کسی کے قتل و ضرب کے لیے خلاف ظاہر آپؐ کا اشارہ کرنا آپؐ کے لیے حرام تھا۔
- جو آپؐ کو ناپسند کرے اس عورت سے آپؐ کا علیٰحدہ رہنا۔
- شہوت کے ساتھ حالت صوم میں بوس و کنار۔
- حالت احرام میں نکاح آپؐ کے لیے جائز تھا۔
- آپؐ کے لیے جائز تھا کہ مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے جو چاہیں منتخب کریں۔
- بغیر مہر کے نکاح آپؐ کے لیے روا تھا جیسا کہ جناب صفیہؓ کے ساتھ ہوا۔
- آپؐ کے لیے جائز تھا کہ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوں۔
- اپنے علم کے مطابق فیصلہ کریں خواہ وہ فیصلہ حدود خداوندی میں کیوں نہ ہو۔
- آپؐ کے لیے ظاہر و باطن دونوں کے ساتھ فیصلہ کرنا جائز تھا۔ آپؐ کے لیے شریعت و حقیقت دونوں جمع کردی گئیں، حالانکہ دوسرے انبیاءؑ کے لیے صرف ایک شے مخصوص کی گئی۔
- جس سے چاہیں ہدیہ قبول کریں۔
- حالت غیظ میں فیصلہ کریں۔
- آپؐ کے لیے جائز تھا کہ آپؐ مال میں سے زکات نہ نکالیں کیونکہ وہ بقیہ انبیاءؑ کی حیثیت رکھتا تھا اور اللہ کی معیت میں وہ ان کی ملکیت نہ تھا اور جو کچھ انبیاءؑ کے ہاتھ میں مال ہوتا ہے وہ اللہ کی ودیعت جس کو وہ اس کے محل پر خرچ کرتے ہیں اور بے محل خرچ نہیں کرتے کیونکہ زکاۃ پاک کرتی ہے اور یہ لوگ ناپاکی سے دور ہیں۔
- دیگر انبیاءؑ کے مقابلہ پر جو خاص خصوصیت آپؐ کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ کے انتقال کے بعد آپؐ کی ازواج کا نکاح دوسرے سے حرام ہے۔

○ آپ کے خصائص میں سے گناہوں سے محفوظ رہنا، جمائی کا نہ آنا، احتلام نہ ہونا بھی ہے۔

○ آپ کے لیے ۴ سے زائد نکاح جائز تھے۔ آپ حالت احرام میں نکاح کرسکتے تھے۔ آپ بغیر ولی وگواہ صرف لفظ ہبہ کے ساتھ ایجاب" بلاقبول" نکاح کرسکتے تھے اور جس کی شادی جس کے ساتھ چاہے کرسکتے تھے۔ آپ جنب کی حالت میں مسجد میں ٹھہر سکتے تھے۔ اپنی ذات یا اولاد کے لیے گواہی اور فیصلہ دے سکتے تھے۔ آپ کی شہادت دو آدمیوں کے برابر تھی۔

○ آپ کے ازواج وکنیزان مقرب دوسروں پر حرام تھیں۔ آپ خاتم الانبیاء تھے۔ سب سے پہلے آپ کے لیے زمین شگافتہ ہوگی۔ آپ شفیع اول ہیں۔ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اللہ نے آپ کی زندگی کی قسم کھائی۔ آپ پیچھے سے بھی دیکھتے تھے اور جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے اسی طرح اندھیرے میں بھی دیکھتے تھے۔ آپ کا سایہ نہ سورج میں ہوتا تھا نہ چاند میں۔ مکھی آپ کے جسم پر بیٹھتی نہ تھی۔ آپ کے سامنے آواز بلند حرام تھا۔ آپ کو آپ کے نام سے اور حجروں کے باہر سے پکارنا حرام ہے اور کسی شخص کا (آپ کا نام) آپ کی کنیت رساتھ ساتھ رکھنا حرام ہے۔ آپ مورث نہیں تھے۔

رسول کریمؐ کے آزاد کردہ غلام

زید بن حارثہ۔ ان کی ماں کا نام سعدی بنت ثعلبہ تھا۔ زید کی کنیت" ابو اسامہ" تھی۔ یہ آپ کے آزاد کردہ غلاموں میں سب سے زائد مشہور ومحبوب تھے۔ یہ جاہلیت کے زمانہ میں قیدی بنے تھے لوگوں نے زید کو پکڑا اور بازار عکاظ میں لے آئے۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی جناب خدیجہؓ کے لیے ان کو خرید لیا۔ جناب خدیجہؓ نے رسول کریمؐ کو دے دیا قبل نبوت مکہ ہی میں ہبہ کردیا۔ اس وقت زید کی عمر ۸ سال کی تھی آپ نے ان کو آزاد کر کے بیٹا بنا لیا۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ ہم زید کو زید بن حارثہ کہہ کر نہیں پکارتے تھے بلکہ زید بن محمدؐ کہہ کر پکارتے تھے۔ یہاں تک کہ آیت اتری، لوگوں کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا کرو۔

جب زید کے باپ حارثہ اور چچا کعب کو معلوم ہوا کہ زید مکہ میں ہیں، تو وہ ان کو چھڑانے کے لیے آئے۔ رسول کریمؐ نے آپ کو اختیار دیا کہ جس کے ساتھ چاہیں رہیں۔ زید نے کہا آپ میرے باپ اور چچا کی جگہ ہیں، چونکہ زید نے آپ سے حسن سلوک وآزادی کا برتاؤ دیکھا تھا تو کہا میں نے اس شخص میں ایسی چیزیں دیکھی ہیں کہ میں اس کے مقابلہ میں کسی کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ رسول کریمؐ نے ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا: حاضرین گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث ہوگا میں اس کا وارث ہوں گا اس کے بعد ان کے باپ وچچا مسرور ومطمئن واپس چلے گئے۔

موالی (آزاد کردہ غلاموں میں) سب سے پہلے آپ ہی اسلام لائے تھے، رسول کریمؐ نے ان کی شادی ام ایمن سے کی، جس سے اسامہ پیدا ہوئے پھر آپ نے ان کی شادی زینب بنت جحش سے کردی۔ جناب زینب آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں

ان ہی سے زید کی طلاق کے بعد آپ نے نکاح فرمایا تھا۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اگر رسول کریمؐ وحی میں کچھ چھپاتے تو یہ آیت چھپاتے: وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰہَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَی النَّاسَ وَ اللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ (اے رسول اس وقت کو یاد کرو جب تم ایک شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دینا اور خود تم اس بات کو چھپا رہے تھے جس کو (آخر کار) خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ خدا اس کا زیادہ حق دار تھا کہ تم اس سے ڈرو)

رسول کریمؐ نے جب جناب زینبؓ کے ساتھ نکاح کیا تو لوگ کہنے لگے انھوں نے اپنے بیٹے کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ آیت اتری: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (تم میں سے کسی مرد کے محمدؐ باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں)

جب رسولِ کریمؐ نے شام کی طرف لشکر بھیجا تو زید بن حارثہ ہی کو امیر لشکر بنایا تھا۔ اصحاب نبیؐ میں سے سوائے زید بن حارثہ کے کسی کا نام قرآن میں نہیں آیا۔

۲۔ شقران ۔ یہ اسی لقب سے مشہور تھے۔ بعض لوگ ان کا نام صالحؓ بتاتے ہیں یہ عبد الرحمٰن بن عوف کے غلام حبشی تھے۔ عبد الرحمٰن نے رسول کریمؐ کو جب آپ حدیبیہ سے پلٹ رہے تھے ہبہ کر دیا تھا۔ آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ یہ مستورات کے ناقوں کی حدی خوانی کرتے تھے۔ یہ حدی خوانی کر رہے تھے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: آہستہ آہستہ اے تیز چلنے والے، آبگینوں کا خیال رہے۔ آپ کی مراد آبگینوں سے عورتیں تھیں۔ بات یہ تھی کہ جب حدی اونٹ سنتے ہیں تو تیز چلتے ہیں جس سے سوار بیقرار ہو جاتا ہے بالخصوص عورتیں اپنی نزاکت کی وجہ سے اس تیز حرکت سے بہت متاثر ہوتی ہیں۔ رسول کریمؐ نے ان کو آبگینوں سے جو تشبیہ دی وہ نزاکت کے خیال سے ہے۔

۳۔ ابو رافع ۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض اسلم، بعض ابراہیم، بعض صالح بتلاتے ہیں۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں عباسؓ بن عبد المطلب کا غلام تھا۔ جب اسلام خاندان والوں میں داخل ہوا تو عباسؓ، ام الفضلؓ اور میں اسلام لائے۔ عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کی مخالفت ناپسند کرتے تھے وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے آپ بہت مالدار تھے اور آپ کی قوم میں آپ کا بہت سامال پھنسا ہوا تھا۔ رسولِ کریمؐ نے ابو رافع کو آزاد کر دیا تھا۔

۴۔ سلمانؓ فارسی ۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اصفہان کے رہنے والے تھے۔ آپ کے حالات گذشتہ اوراق میں آ چکے ہیں۔

۵۔ سفینہ ۔ کہا جاتا ہے کہ آپ فارسی تھے یہ بطنِ نخلہ میں (جو مدینہ کے قریب ایک قریہ تھا) رہا کرتے تھے۔

یہ حضرت ام سلمہؓ زوجۂ رسولؐ کے غلام تھے۔ ام سلمہؓ نے ان کو آزاد کیا اور رسولِ کریمؐ کی خدمت کو مشروط کر دیا۔ بعض لوگ آپ کا نام مہران اور بعض رومان بتاتے ہیں۔ آپ کی کنیت "ابو عبدالرحمٰن" تھی۔ رسولِ کریمؐ نے آپ کا نام سفینہ رکھا۔ کیونکہ آپ صحابہ کرام کے وزنی سامان اٹھاتے تھے۔ رسولِ کریمؐ نے فرمایا: "اٹھا کیونکہ تو سفینہ ہے"۔ یہ رسول کریمؐ کے لیے اذان بھی دیتے تھے آپ کے ساتھ بدر، احد اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔

۶۔ ابو کبشہ۔ ان کا نام سلیم تھا، رسول کریمؐ نے ان کو خریدا اور آزاد کر دیا۔ بدر اور دیگر غزوات میں آپ کے ساتھ رہے جس دن حضرت عمرؓ تخت حکومت پر بیٹھے اس دن ان کا انتقال ہوا۔

۷۔ رُذیقع۔ ابو مویہبہ۔ یہ مولدین مزینہ میں سے تھے۔ رسولِ کریمؐ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

۸۔ رباح الاسود۔ یہ کبھی کبھی رسول کریمؐ کے لیے اذان کہتے تھے۔

۹۔ فضالہ۔ یہ اہل یمن میں سے تھے۔ شام میں اُترے اس کے علاوہ ان کے متعلق کچھ اور تذکرہ نہیں ملتا۔

۱۰۔ بِدْعم۔ سیاہ غلام تھے۔ رفاعہ بن زید الجذامی نے رسول کریمؐ کو "ہدیتہً" پیش کیا۔ آپ نے آزاد کر دیا۔ وادئ قریٰ میں آپ قتل کر دیے گئے۔

۱۱۔ یسار۔ چرواہے تھے آپ کے اونٹ چرایا کرتے تھے۔ ان کو عرینیوں نے قتل کر دیا تھا۔ ان کی آنکھیں پھوڑ دی تھیں۔ ان کی آنکھ اور ان کے لاشہ کو قباء کی طرف بھجوا دیا۔ وہیں یہ دفن ہوئے۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ کا ایک غلام آزاد شدہ تھا جس کا نام یسار تھا۔ آپؐ نے اس کی طرف نظر کی اس وقت وہ اچھی طرح نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے آزاد کر دیا پھر آپؐ نے اس کو ریگستانی زمین کی طرف بھیج دیا وہ وہیں رہا پھر عرینہ کے لوگوں نے اظہار اسلام کیا۔ یہ لوگ مریض تھے ان کے پیٹ بڑھے ہوئے تھے۔ رسولِ کریمؐ نے ان کو یسار کی طرف بھیجا۔ اونٹنیوں کا دودھ پی پی کر ان کے پیٹ ٹھیک ہو گئے پھر انھوں نے اس چرواہے کو قتل کر دیا۔

۱۲۔ مہران۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آلِ ابو طالب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ عطا بن سائب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ام کلثوم بنت علی کی خدمت میں مال صدقہ بھیجا۔ آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ رسول کریمؐ کے آزاد کردہ غلام مہران نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: "ہم آلِ محمدؐ پر صدقہ حرام ہے"۔

۱۳۔ مابور۔ خصی تھے۔ مقوقس نے رسولِ کریمؐ کی خدمت میں ان کو پیش کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہی وہ ہیں جو ماریہ کے ساتھ متہم ہوئے تھے۔ رسول کریمؐ نے حضرت علی رضؓ کو ان کے قتل کے لیے بھیجا تھا مگر اس کو خصی دیکھ کر چھوڑ دیا۔

۱۴۔ سندر۔

عورتوں میں ام ایمن۔ امیمہ۔ سیرین تھیں یہ سیرین وہی ہیں جن کو ان کی بہن ماریہ قبطیہ کے ساتھ مقوقس نے ہدیتہً بھیجا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مقوقس نے ان دونوں کے ساتھ قیسر بھی بھیجی تھی جو ماریہ و سیرین کی بہن تھی۔

رسولِ کریمؐ کے محافظ

آیتہ" وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" اترنے سے پہلے اِن لوگوں نے آپؐ کی حفاظت کی ہے :-

(۱) سعدؓ بن معاذ۔ انھوں نے شب یوم بدر آپؐ کی حفاظت کی اور اس روز حضرت ابوبکرؓ نے بھی آپ کی حفاظت کی۔ آپؐ عریش پر سو رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ تلوار کھینچے پہرہ دے رہے تھے اور بعض مورخین کا کہنا ہے کہ یوم بدر سعد بن معاذ عریش میں ابوبکرؓ کے ساتھ تھے اور حفاظت کر رہے تھے۔

(۲) محمدؓ بن سلمہ۔ انھوں نے رسول کریمؐ کی حفاظت احد کے دن کی تھی۔

(۳) زبیرؓ بن عوام۔ خندق کے دن انھوں نے آپؐ کی حفاظت کی تھی۔

(۴) مغیرہؓ بن شعبہ۔ حدیبیہ کے دن حفاظت کی۔

(۵) ابو ایوبؓ انصاری۔ شبِ زفافِ صفیہ خیبر کے راستہ میں آپؐ کی حفاظت کی۔

(۶) بلالؓ۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ ذکوانؓ بن عبد قیس نے وادی قری میں حفاظت کی۔

(۷) ابن ابی مرشد الغنوی۔ جس شب کی صبح کو واقعہ حنین ہوا اس شب میں جب رسول کریمؐ نے فرمایا: کون آج کی رات حفاظت کرتا ہے؟ تو یہ بولے میں یا رسول اللہ! رسول کریمؐ نے آپ کو دعا دی۔

جب آیہ" واللہ یعصمک من الناس" اتری تو آپؐ نے حفاظت ترک کر دی اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کو اللہ قتل سے محفوظ رکھے گا اور اس میں یہ بھی تنبیہ ہے کہ جو کچھ بھی آپؐ پر مصائب نازل ہوں ان کو برداشت کیجیے۔ یہ آیت احد کے بعد اُتری" ناس" سے مراد" کفار" ہیں۔

انس سے روایت ہے کہ سعد و حذیفہ رسول کریمؐ کی حفاظت کر رہے تھے کہ یہ آیت اتری۔ آپؐ نے چرمی خیمہ سے سر نکال کر فرمایا: "لوگو! تم جاؤ، اللہ میری حفاظت کرے گا" پھر اللہ نے آخر دم تک آپؐ کی حفاظت کی۔

رسول کریمؐ کے امین

(۱) عبدالرحمٰن بن عوف: یہ رسول کریمؐ کے عورات پر امین تھے۔

(۲) اسد بن اسید الساعدی یہ بھی آپؐ کے عورات پر امین تھے۔ بدریوں میں سب سے آخر میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

③ بلال موذن - یہ آپ کے اخراجات کے امین تھے۔
④ معیقب - یہ آپؐ کی مہر کے امین تھے۔

شعراء رسول کریمؐ

حسان بن ثابت - عبداللہ بن رواحہ - کعب بن مالک - یہ لوگ اشعار سے آپ کی حمایت کرتے اور کفار قریش کی ہجو کرتے تھے۔

حسان بن ثابت ان کو شاعر رسول اللہ کہا جاتا تھا اور یہ انصاری تھے۔ رسول کریم ان کے لیے مسجد میں منبر نصب کراتے یہ اس پر کھڑے ہوتے اور رسول کریم کے فضائل بیان کرتے۔ رسول کریم فرماتے: "روح القدس کے ذریعہ اللہ حسان کی اس وقت تک مدد کرتا رہے گا جب تک وہ اللہ کے رسول کی مدافعت کرتا رہے گا۔" حسان حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے تاکہ آپ سے انساب قریش کی واقفیت حاصل کریں اور پھر ان کی ہجو کریں۔ جب قریش نے حسان کے اشعار سنے تو کہنے لگے اس میں ابو قحافہ کا فرزند دکھائی دے رہا ہے۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ مشرکین میں سے رسول کریمؐ کی ہجو پر ابوسفیان بن حارث، عبداللہ بن زبعری، عمرو بن عاص ضرار بن خطاب مقرر کیے گئے اور اسلام میں مشرکین کی ہجو کے لیے تین آدمی متعین کیے گئے۔ حسان بن ثابت، کعب بن مالک، عبداللہ بن رواحہ۔ حسان و کعب کا تو انداز یہ تھا کہ ایام و واقعات و حالات کے بارے میں جو مشرکین کہتے ویسا ہی یہ بھی کہتے اور ان کے عیوب بیان کرتے۔ لیکن عبداللہ بن رواحہ یہ ان کے کفر پر انہیں مطعون کرتے۔ بے نفع بہرے خداؤں کی عبادت پر طنز کرتے ان کا کلام ان پر زائد گراں نہ ہوتا۔ مگر حسان و کعب کا کلام ان پر بہت گراں گذرتا لیکن جب وہ لوگ مسلمان ہوئے اور ان کے سمجھ آئی تو عبداللہ کے کلام کی شدت و گرانی محسوس ہوئی۔

رسول کریمؐ نے حسان کو اپنی کنیز سیرین (جو ماریہ قبطیہ کی بہن تھیں) عطا کی تھی۔ حسان ۱۲۰ سال تک زندہ رہے، ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ۴۰ھ کے قبل حضرت علیؓ کے دور میں وفات پاگئے۔

۲- عبداللہ بن رواحہ- یہ انصاری اور خزرجی تھے اور بنی عبد الحارث سے تھے ان کی کنیت ابو محمد تھی یہ عقبہ میں موجود تھے اور بنی حارث بن خزرج کے نقیب تھے۔ بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، عمرۃ القضا اور دیگر تمام مقامات پر رسول کریم کے ساتھ موجود رہے سوائے فتح مکہ اور اس کے بعد کے موقعوں کے کیونکہ اس کے قبل ہی آپ قتل کر دیے گئے تھے آپ غزوہ موتہ کے امیروں میں سے ہیں اور ان شعراء میں سے تھے جو رسول کریمؐ کی مدافعت و حمایت کرتے تھے۔

۳۔کعب بن مالک انصاری خزرجی۔ عقبہ میں موجود تھے۔ احد کے دن کعب نے زرد رنگ کے اسلحے لگائے۔ اس دن گیارہ زخم آئے۔ یہ رسول کریمؐ کے شعرا میں سے تھے اور مشرکین کو دہشت زدہ کرتے تھے۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ مجھے معتبر خبر ملی تھی کہ دوس کعب بن مالک کے کلام سے ڈر کر مسلمان ہوگئی۔

یہ تین شعراء تھے جو رسول کریمؐ کی اپنے اشعار سے حمایت کرتے تھے اور قریش کی ہجو کرتے تھے اور ان کی بت پرستی پر چوٹیں کرتے تھے مومنین کی فتح پر فخر ومباہات کرتے تھے۔ یہ سب انصاری تھے لیکن مہاجرین میں کوئی شاعر انصار کی طرح نہیں ہوا جو قریش کی ہجو کرتا۔ مشرکین کی ہجو سے مہاجرین کا علیحدہ رہنے کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان سب میں مختلف روابط ورشتے تھے اس لیے یہ لوگ جنگ تو کرتے تھے مگر شاعرانہ ہجو گوئی نہیں کرتے تھے۔

موذن

بلال اور ابن ام مکتوم مدینہ میں اذان دیا کرتے تھے۔ سعد القرظ اور ابو محذورہ مکہ کے موذن تھے (سعد القرظ کا ذکر حلبی نے سیرۃ میں کیا ہے لیکن ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ان کا کوئی تذکرہ نہیں کیا) زبیر اور ان کے چچا مصعب، ابن اسحاق و مسیبی نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ابو محذورہ کا نام اوس تھا۔ رسول کریمؐ نے ان کو "حکایت اذان" کرتے ہوئے سنا ان کی آواز آپ کو پسند آئی۔ آپؐ نے ان کو اذان دینے کا حکم دیا۔ آپؐ جب حنین سے پلٹ کر آئے تھے تو مکہ میں ان کو اذان کا حکم دیا تھا پھر یہ برابر وہاں اذان دیتے رہے۔ ابو محذورہ بہترین آواز کے مالک تھے۔ مکہ میں ۵۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

بلالؓ بن رباح۔ یہ حضرت ابو بکرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ رسول کریمؐ کے موذن تھے اور سابقین اسلام میں سے تھے اللہ کی راہ میں بہت تکلیفیں برداشت کیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے یہ رسول کریمؐ کے سفر وحضر میں ہر جگہ اذان دیتے تھے۔ اسلام میں سب سے پہلے انھوں نے اذان کہی۔ انھوں نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے لیے بھی اذان کہی۔ جب یہ شام میں تھے تو انھوں نے خواب میں جناب رسول کریم صلعم کو دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں: "یہ کیا جفا ہے بلال! اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کرو"۔ یہ دردناک بیدار ہوئے اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قبر نبیؐ پر آئے رونا اور قبر پر لوٹنا شروع کیا۔ امام حسنؑ و امام حسینؑ آئے۔ بلالؓ نے ان دونوں کو پیار کیا اور سینے سے لگایا اور ان سے کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ سحر کو اذان کہی جائے۔ پھر بلالؓ سطح مسجد پر کھڑے ہوئے اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر مدینہ اس صدا سے گونج اٹھا پھر کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ مدینہ میں شور برپا ہوا اور جب کہا اشھد ان محمداً رسول اللہ تو عورتیں پردوں سے نکل آئیں۔ اس دن سے زائد رونے والے اور رونے والیاں نہیں دکھائی دیں۔

جناب بلال کا انتقال دمشق میں ہوا اور باب الصغیر کے پاس ۲۰ھ میں دفن ہوئے۔ اس وقت عمر ۶۱ سال کی تھی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حلب میں انتقال ہوا، باب اربعین میں دفن ہوئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی گندمی رنگ کے تھے اور بہت زائد گندمی تھے، لاغر اندام و نحیف و ضعیف تھے، گلے پچکے ہوئے تھے۔ روایت کی جاتی ہے کہ بلالؓ آخر اذان میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتے تھے۔

خادمانِ رسولؐ

آپؐ کے مشہور ترین خادم انسؓ بن مالک انصاری تھے اور یہ آپؐ کے خادم خاص تھے۔ جب سے آپ مدینہ تشریف لائے اس وقت سے آپؐ کے انتقال تک دس سال مسلسل سفر ہو یا حضر خدمت کرتے رہے۔ سو برس کی عمر پاکر انتقال کیا۔

عبداللہ بن مسعودؓ۔ آپ کے پاس آنحضرتؐ کی مسواکیں اور نعلین رہتی تھیں۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو عبداللہ آپ کو نعلین پہنانے تھے۔ جب آپؐ بیٹھتے تھے تو عبداللہ ان کو ہاتھوں میں اٹھا لیتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کھڑے ہوجاتے (تو پھر پہنا دیتے) آپ عصا لے کر رسول کریمؐ کے آگے آگے چلتے یہاں تک کہ رسولِ کریمؐ بیت الشرف میں داخل ہوجاتے۔

معیقیبؓ الرومی۔ ان کے ذمہ آپ کی مہر کی حفاظت تھی۔

عقبہؓ بن عامر جہنی۔ یہ آپؐ کے خچر کی دیکھ بھال کرتے تھے اور سفر میں اس کی لجام برداری کرتے تھے۔ یہ کتاب خدا اور فرائض اسلام سے واقف تھے۔ شاعر فصیح تھے اور انصاری تھے۔ معاویہ کی طرف سے مصر کے والی بنے اور وہیں انتقال کیا۔

اسقعؓ بن شریک۔ آپؐ کی سواری کے نگران تھے۔

بلالؓ۔ آپؐ کے موذن اور اخراجات کے مہتمم تھے۔

عورتوں میں آپ کی خادمائیں امتہ اللہ بنت رزینہ۔ خولہ حفص بن سعید کی دادی۔

ماریہ ام رباب۔ ماریہ مثنی بن صالح بن مہران کی دادی۔ ماریہ کہتی ہیں کہ رسول کریمؐ کے ہاتھوں سے زائد میں نے کوئی نرم چیز نہیں چھوئی۔

گھوڑے، خچر اور اونٹ

رسول کریمؐ کے پاس سات گھوڑے، چھ خچر اور دو خر تھے۔ تین سواری کے اونٹ تھے۔

(۱) سکب۔ یہ اپنی تیز رفتاری میں پانی کی طرح رواں دجولان تھا اس لیے اسے سکب کہتے تھے اور یہ پہلا فرس

تھا جس کو آپؐ نے ایک بدو عرب سے خریدا تھا۔ اس اعرابی نے پہلے اس کا نام "خرس" رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر سفیدی تھی اس ٹانگوں پر سفیدی نہ تھی اس کا رنگ سُرخی اور سیاہی کے درمیان تھا۔

(۲) مرتجز۔ ایک گھوڑا تھا جس کا نام "مرتجز" تھا اس کے ہنہنانے کا انداز اچھا تھا اس لیے اس کا نام مرتجز قرار پایا۔ مرتجز "رجز" سے ماخوذ ہے اور رجز شعر کی ایک قسم کا نام ہے یہ سفید رنگ کا تھا۔

(۳) لحیف۔ یہ گھوڑا فروہ بن عمر نے سرزمین بلقاء (شام) سے رسول کریمؐ کی خدمت میں ہدیہ کیا تھا۔

(۴) لزاز۔ یہ گھوڑا مقوقس نے دیا تھا۔

(۵) ظرف۔ یہ بہت کریم النسل اور عمدہ گھوڑا تھا۔

(۶) ورد۔ اس کی رنگت سُرخ و سیاہ اور سُرخ و زرد رنگ کے درمیان تھی۔ اس کو تمیم الداری نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو دے دیا۔

(۷) سبحہ۔ تیز رفتاری کی وجہ سے اس کا نام "سبحہ" رکھا گیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ آپؐ کا ایک اور گھوڑا تھا جس کا نام "یعسوب" تھا کیونکہ وہ سب سے بہترین فرس تھا۔

خچر:

(۱) دلدل: یہ خچر مقوقس نے آپ کو ہدیہ کیا تھا۔ دلدل اصل میں قنفذ تھا۔ یہ اسلام میں پہلا خچر ہے جس پر سواری کی گئی رسول کریمؐ مدینہ میں اور مختلف سفروں میں اس پر سوار ہوتے تھے۔ یہ اتنے عرصہ تک زندہ رہا کہ اس کے سارے دانت ٹوٹ گئے۔ پھر اس کے لیے جَو پیسے جاتے تھے۔ اسی پر بیٹھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج سے جنگ کی۔ حضرت علی کے بعد اس پر امام حسن بیٹھے پھر امام حسین و محمد حنفیہ بیٹھے۔

(۲) فضہ: عمرو بن عمرو الجذامی نے آپؐ کو ہدیہ کیا تھا۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو دے دیا۔

(۳) ایک خچر تھا جو کسریٰ نے دیا تھا۔ ایک دومۃ الجندل سے آیا اور ایک خچر نجاشی نے دیا تھا۔

خر:

ایک کا نام یعفور تھا، یہ سفید تھا اور حجۃ الوداع میں مرگیا۔ (دوسرے خر کا نام معلوم نہ ہو سکا)

سواری کے ناقے:

(۱) قصوی: یہ آپ نے ابوبکرؓ سے خریدا تھا اور اسی پر آپؐ نے ہجرت کی

(۲) جدعا۔

(۳) عضبا۔ اس ناقہ سے کوئی آگے نکل نہیں سکتا تھا کہا جاتا ہے کہ اس نے رسول کریمؐ کی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ مرگیا اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تینوں نام ایک ہی ناقہ کے تھے۔

اسلحہ

رسولِ کریمؐ کے پاس ۹ تلواریں، ۷ زرہیں، ۵ کمانیں، ۳ ڈھالیں، ۲ نیزے، ۵ حربے اور ۲ خود تھے۔

تلواریں:

① ماثور: یہ تلوار اپنے والدِ گرامی جناب عبداللہ سے ورثہ میں پائی تھی یہ تلوار مدینہ بھی آپؐ لائے تھے۔

② عضب: یعنی "قطع کرنے والی"۔ جب رسولِ کریمؐ غزوہ بدر کے لیے جا رہے تھے تو سعد بن عبادہ نے یہ تلوار ہدیہ کی تھی۔

③ ذوالفقار: اس تلوار کے بیچ میں کمر کی ہڈی کا سا انداز تھا۔ بدر کے دن غنیمت میں یہ حاصل ہوئی تھی۔ یہ تلوار عاص بن وائل کی تھی۔ رسول کریمؐ اس کو کسی جنگ میں بھی اپنے سے جدا نہیں رکھتے تھے۔

④ صمصامہ: یہ عمر بن معدی کرب کی تلوار تھی۔ جب رسول کریمؐ خالد بن سعید بن عاص کو یمن کا عامل بنانے لگے تو یہ تلوار بھی آپ کو دے دی۔

⑤ قلعی۔ یہ تلوار برج قلعة (جو صحرا میں ایک جگہ تھی) کی طرف منسوب کرنے کی وجہ سے اس تلوار کو قلعی کہا جاتا تھا۔

⑥ حتیف۔ (یعنی موت)

⑦ رسُوب: یعنی دھنس جانے والی۔ گہری ضرب لگانے والی۔ یہ تلوار ان ۹ تلواروں میں سے تھی جو جناب بلقیس نے جناب سلیمانؑ کو ہدیہ کیں تھیں۔

⑧ مخذم: یعنی کاٹنے والی اور یہ دونوں تلواریں قبیلۂ طی کے فلس نامی صنم پر لٹکتی رہتی تھیں۔

⑨ قضیب: یعنی کاٹنے والی۔

زرہیں:

① ذات الفضول: اس کی لمبائی کی وجہ سے اس کا نام "ذات الفضول" تھا۔ جب آپؐ غزوہ بدر کی طرف جا رہے تھے تو سعد بن عبادہؓ نے یہ زرہ خدمت عالی میں پیش کی تھی۔ یہ زرہ لوہے کی تھی۔ اسی زرہ کو آپ نے تیس صاع جَو کے عوض ابوالشحم یہودی کے یہاں گروی رکھا تھا۔

② ذات الوشاح۔

③ ذات الحواشی۔

④ سغدیہ۔ سغد ایک مقام کا نام تھا جہاں زرہیں بنائی جاتی تھیں۔ بعض لوگ اس کا نام سُغدیہ بتاتے ہیں۔

⑤ فضہ۔ بنی قینقاع کی زرہوں میں سے ایک زرہ تھی جس کو فضہ کہتے تھے۔

(۶) تبرا۔ کوتاہ ہونے کی وجہ سے تبرا کہا جاتا تھا۔

(۷) خِرنِق۔ نزاکت و ملائمت کی وجہ سے اس زرہ کو خرنق کہا جاتا تھا۔

کمانیں:

(۱) بیضاء۔ یہ درخت شوحط سے جو ایک پہاڑی درخت ہوتا ہے بنائی گئی تھی۔ اکثر کمانیں اسی درخت سے بنائی جاتی تھیں۔ یہ بنی قینقاع کے ہتھیاروں میں ملی تھی۔

(۲) روحا

(۳) صفرا۔ یہ کمان درخت نبع کی لکڑی سے بنائی گئی تھی۔ اکثر کمانیں اس درخت سے بنتی تھیں۔ اور اس درخت کی شاخوں سے تیر بنائے جاتے تھے۔ یہ کمان غزوہ احد میں ٹوٹ گئی تھی۔

(۴) زورا۔ اس کمان سے جب تیر پھینکا جاتا تھا تو یہ بہت کم آواز دیتی تھی۔ اس لیے اس کمان کو کتوم بھی کہا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہی کمان تھی جس کی تانت احد کے دن ٹوٹ گئی تھی۔

(۵) سداد۔

ڈھالیں:

(۱) زلوق۔ اس پر سے ہتھیار پھسل جاتے تھے۔ اس لیے اسے زلوق کہتے تھے۔

(۲) فتق۔

(۳) ایک ڈھال تھی جس پر عقاب یا مینڈھے کی تصویر بنی تھی۔ رسول کریمؐ اس کو ناپسند کرتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ تصویر مٹا دی۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے اس تصویر پر ہاتھ رکھا اور وہ تصویر مٹ گئی۔

نیزے:

(۱) مثنیٰ۔

(۲) مثوی۔ مثوی کے معنی ہیں قائم رکھنے والا یہ اپنے ہدف کو قائم رکھتا تھا اور اس کو اپنے مقام سے ہلنے نہ دیتا تھا اس لیے اس کا نام مثوی رکھا گیا تھا۔

حربے:

چھوٹے نیزوں کو حربہ کہتے ہیں اور یہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) نبعہ۔

(۲) بیضاء۔

(۳) عنزہ۔ یہ حربہ بہت چھوٹا تھا۔ اس کو عنزہ کہا جاتا تھا۔ اس کو زبیر سرزمین حبشہ سے لائے تھے۔ نجاشی نے

ان کو یہ حربہ بخشا تھا۔ اس حربہ سے زبیر نے نجاشی کے سامنے اس کے دشمن سے جنگ کی تھی۔ پھر نجاشی کو اپنے دشمن پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ غزوہ بدر واحد وخیبر میں بھی یہ حربہ زبیر کے ساتھ تھا۔ لیکن جب رسول کریمؐ خیبر سے پلٹ رہے تھے تو آپؐ نے اس حربہ کو زبیرؓ سے لے لیا۔ یہ حربہ عید کے ایام میں آپ کے سامنے اٹھایا جاتا تھا اور بلالؓ اس کو اٹھا کر چلتے۔ پھر یہ آپؐ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپؐ اس کے سامنے نماز پڑھتے اور سفر میں بھی آپ اس کو حالت نماز میں سامنے رکھتے اور آپ اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر چلتے۔

④ محصر

⑤ نمر

خود :

خود ایک سلاح جنگ کا نام ہے۔ یہ ایک قسم کی مختصر سی زرہ[1] ہوتی تھی : جو کلاہ کے طور پر سر پر رکھی جاتی تھی۔ آپؐ کے ایک خود کا نام موشح تھا اور ایک خود کو "سبوغ" یا "ذات السبوغ" کہا جاتا تھا۔

---

[1] یہ محض مختصر سی زرہ ہوتی تھی بلکہ لوہے کی ایک گنبد نما ٹوپی ہوتی تھی۔ البتہ گردن کو محفوظ رکھنے کے لیے اس میں مختصر سی زرہ لگا دیتے تھے۔

تہذیبِ ربّانی

رسول کریمؐ کا ارشاد ہے کہ "مجھے میرے رب نے تعلیم دی اور بہترین تعلیم دی"۔

قرآن کریم میں بہت سے ایسے آیات ہیں جن کا تعلق رسول کریمؐ کی تعلیم و تہذیب سے ہے۔ آپ ان آیات تعلیمات کو محفوظ رکھتے تھے۔ ان پر عمل کرتے تھے۔ نواہی سے بچتے تھے اوامر کی پیروی کرتے تھے۔ اگر چہ آپ معصوم و بیگناہ تھے پھر بھی خداوند عالم آپ کی نگہداشت کرتا، آپ کو نصیحت کرتا، آپ کو حکم دیتا، آپ کو منع کرتا، کبھی "عتاب حبیبانہ" بھی ہوتا۔ آپ کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا اور ہر شے دکھاتا سمجھاتا۔

آپؐ کی تعلیم و تہذیب خصوصی خداوند عالم کی عنایت خاص نتیجہ تھی اور اسی اطاعت خداوندی "اوامر" کی پیروی اور "نواہی" سے سرکشی نے آپ کو "سردارِ خلائق" بنایا اور تمام انسانوں کے لیے رہنما اور رہبر کر دیا۔

خود خداوند عالم آپ کی شان میں فرماتا ہے "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (بلاشبہ تم خلق عظیم پر فائز ہو) اب اس تعریف کے بعد اور کیا تعریف ہو سکتی ہے۔

آپؐ کا خود ارشاد ہے "میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں"۔ بلاشبہ آپؐ مکارم اخلاق کی اعلیٰ مثال تھے اور اس میں بھی شک نہیں کہ آپ خصوصی تعلیم ربانی کی وجہ سے اس مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے۔

خداوند عالم نے اپنے رسول کو بتایا کہ کس طرح راہِ خدا کی طرف دعوت دی جاتی ہے، ہدایت خلق کس طرح کی جاتی ہے، لوگوں کے درمیان کس طرح عدالت ہو، اصحاب سے کس طرح مشاورت ہو، ایذا رسانیوں پر صبر، بردں سے درگذری، احسان کا بدلہ، خطاب و جدال کے کیا طریقے اور انداز ہوں۔ یہ ساری تعلیمات و ہدایات بہ لحاظ مناسبت مختلف مقامات پر قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور رسول کریمؐ نے ان اوامر و نواہی کی ذرہ برابر پردہ پوشی نہیں کی۔ کیونکہ آپؐ نازل شدہ وحیٔ ربانی کے امین تھے (اور امینِ وحی خیانتِ اخفاء نہیں کر سکتا۔

ہم یہاں چند ایسے "آیات" پیش کر رہے ہیں جن کو خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کے لیے "سرچشمۂ تعلیمات" بنایا تاکہ مسلمان غور کریں۔ بعض آیات رسول کریم کے لیے خاص ہیں اور بعض تمام مومنین کے لیے ہیں:-

مشاورت

خداوندِ عالم نے رسول کریمؐ کو حکم دیا کہ وہ اپنے اصحاب سے مشاورت کیا کریں۔ سورہ ۳ آل عمران میں ہے:

"وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

(اُن سے کام کاج میں مشورہ کر لیا کرو، مگر جب تم کسی بات کا فیصلہ کر لو تو بس خدا پر بھروسہ کر کے (اس کو کر گزرو) اور اللہ تو توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔)

شریعت اسلامیہ ہی وہ پہلی شریعت ہے جس نے "مشاورت" کا حکم دیا ہے۔ اس کے قبل حکومتیں استبداد طریقے سے کام لیتی تھیں اور باہمی مشورہ کو اپنے اوپر فرض نہیں سمجھتی تھیں۔ رسول کریمؐ کو اصحاب سے مشاورت کا حکم دیا جاتا ہے حالانکہ آپؐ کو مشورہ کی احتیاج نہ تھی۔ یہ سب اس لیے کیا گیا تاکہ دوسرے مشاورت کے معاملات میں آپؐ کی اقتداء کریں۔ اور امت میں آپؐ کی یہ "سنت" قائم ہو جائے۔

یتیم و سائل

سورہ ضحیٰ میں ارشاد خداوندی ہے: "فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (دیکھو، یتیم پر ظلم نہ کرنا، سائل کو جھڑکی نہ دینا اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہنا) مطلب یہ ہے کہ یتیم سے ترشروئی کے ساتھ پیش نہ آنا اور اس سے اسی طرح سلوک کرنا جس طرح ہم نے تمہارے ساتھ سلوک کیا۔ ایک روائت میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپؐ جناب خدیجہؓ کی اولاد پر چیختے تھے (یہ روایت مردود ہے اجتہادی) فلا تنہر کا مطلب ہے زجر و توبیخ نہ کرنا۔ سائل سے کوئی خصوصی سائل مراد نہیں بلکہ تمام سائل مراد ہیں۔

فقراء کے بارے میں تین جگہ قرآن کریم میں خداوند عالم نے اپنے رسولؐ پر عتاب کیا ہے (درحقیقت "عتاب رسول" پر نہیں ہے، عتاب دوسروں پر ہے مگر مخاطب "رسول" سے ہے۔ اجتہادی)

ایک مرتبہ آپؐ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے کھجور کے خوشے آپؐ کے سامنے پیش کیے۔ آپؐ نے کھانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ دروازہ پر ایک سائل آیا اور کہنے لگا: "اللہ اس بندے پر رحم کرے جو مجھ پر رحم کرے"۔ آپؐ نے حکم دیا کہ یہ کھجور سائل کو دے دیے جائیں۔ حضرت عثمانؓ کو یہ چیز ناگوار ہوئی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ رسول کریمؐ آپ کے ساتھ کھائیں۔ حضرت عثمانؓ نکلے اور ان کھجوروں کو اس سائل سے خرید لائے، سائل پھر پلٹا اور اس نے اسی طرح سوال کیا۔ اور اُس نے ایسا تین بار کیا کیونکہ آپؐ ہر بار اس کو وہ کھجور دے دیا کرتے تھے۔ آخر میں آپؐ نے فرمایا "تو سائل ہے یا بیچنے والا" آیت اُتری "سائل کو نہ جھڑکو"۔

(مصنف نے شان نزول آیت میں جو قصہ تحریر کیا ہے وہ معتبر کتابوں سے ماخوذ نہیں۔ اجتہادی)

آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کے اردگرد سرداران قریش بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن ام مکتوم جو کہ اندھے تھے آئے بہ عنادید قریش کی گردنوں کو پھلاندتے ہوئے آپؐ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے جو کچھ اللہ نے آپ کو بتایا

مجھے بھی بتایئے۔ رسول کریمؐ پر اُن کا آنا ناگوار ہوا اور آپ برگشتہ اور چیں بر جبیں ہوئے (درحقیقت ابن ام مکتوم سے ترش رُوئی سے پیش آنے کا واقعہ ایک صحابی سے ہوا تھا۔ تاجدار اِنک لعلی خلق عظیم اس تہمت سے بہت بلند ہیں اجتہادی) ایک مرتبہ قریش نے آپ سے کہا ایک نشست گاہ تو آپ فقیروں کی بنایئے اور ایک مجلس ہمارے لیے ترتیب دیجیے پھر آپ کا بھی ارادہ ہوا کہ ایسا ہی کیا جائے۔ آیت اتری: "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ (اے رسول جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں ان کے ساتھ تم اپنے نفس پر جبر کرو)

صبر و عبادت

سورہ مزمل میں خداوند عالم کا ارشاد ہے: "وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ (تم اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کیے رہو۔ گنہگاروں اور ناشکروں کی پیروی نہ کرنا۔ صبح و شام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور کچھ رات گئے اس کا سجدہ کرو اور بڑی رات تک اس کی تسبیح کرتے رہو)

خداوند عالم اپنے رسول کو حکم دے رہا ہے کہ تعمیل احکام میں صبر سے کام لو۔ عبادت و طاعت اور ادائے رسالت میں جو تکالیف تم پر نازل ہو رہی ہیں ان کو برداشت کرو۔ اور کفار و گنہگار کی اطاعت نہ کرنا۔ مقصد یہ ہے کہ انسان تنبیہ و ہدایت کا محتاج ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے "فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ" (جس طرح دوسرے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا اسی طرح تم بھی صبر کرو)

بُرائیوں سے دُور

ارشادِ خداوندی ہے۔ "وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ" گندگی اور بُرائی سے الگ رہو۔ "رُجز" ہر قباحت و گندگی کا نام ہے۔ اس کے معنی رجس (پلیدگی) کے ہیں۔ گویا اس فقرے میں تمام ہی مکارم اخلاق جمع کر دیے (ہر گندگی و بُرائی سے دُور رہنے کے مطلب ہی مکارم اخلاق سے آراستہ ہونے کے ہیں) گویا اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ ظلم و سفاہت اور ہر قبیح شے کو ترک کرو۔ اور یہ مشرکین جو گندگیوں اور بُرائیوں میں آلودہ ہیں ان کے عادات اختیار نہ کرو اور ہمیشہ کے لیے رجس و گند کو ترک کر دو۔ آگے ارشاد ہوتا ہے: "وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ" (اس طرح احسان نہ کرو کہ زائد کے خواستگار بنو) یعنی ان اعمال مشقت طلب کا اپنے رب پر احسان نہ جتلانا۔

حلالِ خدا کو حرام کرنے کی ممانعت

سورۂ تحریم میں خداوند عالم فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اے نبی کیوں تم خدا کے حلال کو حرام کر رہے ہو کیا تم ازواج کی خوشنودی کے لیے (ایسا کر رہے ہو) اور اللہ تو بڑا غفور رحیم ہے)

اس آیت میں خداوند عالم اپنے رسول کو خوشنودیٔ ازواج کے لیے تحریم حلال کی ممانعت کر رہا ہے۔

تفسیر کشاف میں ہے کہ رسول کریمؐ نے حضرت عائشہؓ کی باری کے دن ماریہ قبطیہؓ سے تخلیہؓ فرمایا۔ اس کا علم حضرت حفصہؓ کو ہوگیا۔ آپؐ نے ان سے کہا تم اس چیز کو چھپانا میں نے ماریہؓ کو اپنے نفس پر حرام کر لیا ہے اور میں تمھیں بشارت دیتا ہوں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ میرے بعد مالک امامت ہوں گے۔ حضرت حفصہؓ نے یہ بات حضرت عائشہؓ سے کہہ دی کیونکہ یہ دونوں آپس میں بہت دوست تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حفصہؓ کی باری میں ماریہؓ کے ساتھ ایسا کیا۔ پھر حفصہؓ سے اس معاملہ کا اخفاء چاہا لیکن وہ بات کو نہ چھپا سکیں۔ آپؐ نے ان کو طلاق دے دی اور دیگر ازواج سے کنارہ کش ہو کر ۲۹ دن تک ماریہ قبطیہؓ کے گھر میں مقیم رہے۔ حضرت عمر نے کہا: "اگر آلِ خطاب میں کوئی خیر ہوتا تو وہ کبھی تجھے طلاق نہ دیتے"۔ جبریلؑ نازل ہوئے کہ آپ اس سے رجوع کر لیجیے کیونکہ یہ جنت میں آپؐ کی ازواج میں سے ہوگی۔ روایت ہے کہ آپ نے طلاق نہیں دی تھی صرف طلاق کے لیے کہا تھا۔ ایک روایت اور ہے (اور یہی روایت صحیح ہے اجتہادی) کہ آپ جناب زینبؓ بنت جحش کے یہاں شہد کا شربت پیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ نے باہم قرارداد کے ماتحت آپؐ سے کہا کہ ہمیں تو آپؐ کے منہ سے مغافیرؓ کی بُو آرہی ہے۔ یہ سن کر آپ نے اپنے اوپر شہد حرام کر لیا۔ تو آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ نے تمھارے لیے حلال کیا ہے یعنی ملک یمین و شہد تو تم اس کو اپنے اوپر کیوں حرام کر رہے ہو۔ مسروق کا قول ہے کہ رسول کریمؐ نے اپنے بیٹے کی ماں (ماریہ قبطیہؓ) کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ اس کے قریب نہیں جائیں گے پھر یہ آیت اتری۔ گویا آپ سے کہا گیا کہ حرام تو "حلال" ہے ہی (کیونکہ پہلے سے حلال تھا اور خود آپ نے اپنے اوپر حرام کیا) اب رہی قسم جو تم نے کھائی ہے تو اس کا کفارہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے۔

شعبی کہتے ہیں: قسم حرام کے ساتھ تھی تو حرام کی بابت تو عتاب کیا گیا اور قسم کا کفارہ۔ پس یہی مطلب ہے قول خداوندی کا "قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ (خداوند عالم نے تم لوگوں کے لیے قسموں کے توڑ دینے کا کفارہ مقرر کیا ہے)

سلہ یہ عدل رسالت سے بعید ہے۔ ؎۲ مغافیر ایک قسم کے گوند کو کہتے ہیں، جو درخت عرفط سے نکلتا ہے۔ اس کی خوشبو بُری، اس کا مزہ اچھا ہوتا ہے اور یہ کھایا جاتا ہے۔

لم تحرم" میں جو استفہام ہے وہ انکار کے معنی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے انکار کا مطلب "نہی" ہے۔
اور حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا مکروہ ہے اور حلال صرف اسی وقت حرام ہو سکتا ہے جب اللہ حرام کرے اور یہاں مراد اس تحریم سے یہ ہے کہ ازواج کے ساتھ تمتع نہیں کیا جائے گا۔

جاہلین سے درگذری اور اعراض

خداوند عالم سورۂ اعراف میں ارشاد فرما رہا ہے: "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ٥" (عفو اختیار کرو معروف کا حکم دو اور جاہلوں سے درگذری اختیار کرو)

لغوی اعتبار سے عفو کے معنی ہیں" گناہ کو نظر انداز کرنا اور اس پر عتاب نہ کرنا اور اس کے حقیقی معنی محو اور فنا کرنے کے ہیں اور ہر وہ شخص جو سزا کا مستحق ہو اور تم اسے سزا نہ دو تو گویا تم نے اسے عفو کر دیا اور اس کے گناہ کو بالکل معاف کر دیا۔

"خذ العفو" یعنی ایسا فضل جو بغیر کلفت و تکلیف کے آئے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کے اخلاق کو سہولت کے ساتھ قبول کریں اور ان کی زائد کھوج نہ لگائیں۔ ابن زبیر کی حدیث میں ہے کہ اللہ اپنے نبی کو یہ حکم دے رہا ہے کہ لوگوں کے افعال پر نگاہ عفو ڈالیں یعنی یہ کہ ان کے اخلاق کو برداشت کریں اور جو آسانی و نرمی سے ان سے اخلاق ظاہر ہوں ان کو قبول کریں اور ان کی کھوج اور عیب بینی نہ کریں۔

اس نرمی و سہولت اور عدم تشدد میں ہر وہ چیز آگئی جو حقوق مالیہ سے متعلق ہے اور اس میں یہ بھی آگیا کہ لوگوں کے ساتھ خلق و مدارت کے ساتھ پیش آئیں تندی اور سخت گیری کو ترک کر دیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے" وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ" (اگر تم سخت مزاج و سنگدل ہوتے تو یہ تمہارے ماحول سے نکل جاتے) لیکن امر بالمعروف میں مساہلت و نرمی جائز نہیں ہے۔ آیت میں یہ ٹکڑا بھی ہے" وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ" مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو یہ حکم دے رہا ہے کہ قاطعان رحم کے ساتھ صلہ رحم کرو۔ جو محروم رکھے اسے عطا کرو، جو ظلم کرے اس کو معاف کر دو۔

تواضع

سورہ حجر کی آیت ہے: "وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ٥

(اور ہم نے تم کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا ہے اور ہم نے جوان کفار میں سے کچھ لوگوں کو مال و دولت سے نوازا ہے۔ تو تم اس کی طرف نظر بھی نہ اٹھاؤ اور نہ ان کے (الحاد پر) افسوس کرو اور ایمان والوں کے ساتھ جھک کر ملا کرو۔)

سبع مثانی: حسب قول حضرت علی و عمر و ابن مسعود و ابو ہریرہ وحسن و ابو العالیہ، مجاہد، ضحاک و سعید بن جبیر اور قتادہ، سبع مثانی سے مراد سورہ فاتحہ ہے۔

اور ابو ہریرہ کی ایک روایت ہے کہ رسول کریم نے سورہ فاتحہ پڑھا اور فرمایا یہی سبع مثانی ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ "لا تمدنّ عینیک" کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو متاع دنیا سے ہم نے نہال کیا ہے ان کی تمنا نہ کرو۔ اور اس آیت کی شان نزول یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ یہود ان بنی قریظہ و بنی نضیر کے سات قافلے مختلف شہروں میں آئے۔ ان قافلوں کے پاس مختلف کپڑے، خوشبویات، جواہر اور متعدد ساز و سامان تھا مسلمان کہنے لگے، کاش یہ سامان ہمارا ہوتا، ہم اس کے ذریعہ قوت حاصل کرتے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ہم نے تم کو سات آیتیں دی ہیں جو ان سات قافلوں سے بہتر ہیں۔

"لا تمدن عینیك الی ما متعنا به ازواجا منهم" کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے مال و دولت کی التفات نہ کرو۔ "ولا تحزن علیهم" کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف توجہ نہ کرو۔ پھر ارشادِ خداوندی ہوتا ہے کہ "واخفض جناحك للمومنین" لغت میں خفض کے معنی "منافی رفعت" کے ہیں۔ اور انسان کے ہاتھ اس کے پر ہوتے ہیں۔ "خفض جناح" (پر جھکانے) کا مطلب یہ ہے کہ مومنین کے ساتھ نرمی، مدارات و تواضع کے ساتھ پیش آؤ۔

مقصود خداوندی یہ ہے کہ دولتمندانِ کفر کی طرف توجہ نہ کرو، فقراء ایمان کے ساتھ تواضع اور نرمی اختیار کرو۔ اور اس کی مثال ایک اور آیت میں ہے "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ٥ (مومنین کے لیے متواضع اور کافرین کے لیے سخت)

مجادلہ

سورہ نحل میں ارشاد ہے: "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" (راہ خداوندی کی جانب حکمت و موعظت کے ساتھ دعوت دو بہ طریق احسن ان سے مجادلہ کرو۔) اس آیت میں اللہ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے لوگوں کو دعوت الی الحق دیا کرو۔

حکمت ۱، موعظت ۲ اور خوش گوار انداز سے مجادلہ ۳۔

اقرباء و مساکین کی امداد

سورہ اسراء میں ارشاد ہے: "وَآتِ ذَا الْقُرْبیٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ" (قرابتداروں، مسکینوں اور پردیسیوں کو ان کا حق دو اور فضول خرچی مت کرو بلاشبہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ مال فئے اور مال غنیمت میں اقرباء کے حقوق واجبہ ادا کرو۔ نیز مساکین و مسافرین کے حقوق بھی ادا کرو۔ اور لغت میں "تبذیر" کے معنی فضول خرچی اور اسراف کے ہیں۔ اگرچہ "امور خیر" میں دریا دلی کو اسراف نہیں کہہ سکتے۔

دشمن کے ساتھ رویہ

سورہ فصلت میں ارشاد خداوندی ہے: "وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ" (بھلائی اور برائی کبھی برابر نہیں ہو سکتی تم ان کی تندی بدخلقی) کا مستحسن انداز سے جواب دو تو تم دیکھو گے کہ تمہارا دشمن دلسوز دوست ہو جائے گا)

یعنی ان کی سفاہت و جہالت کا دفاع بہ طریق احسن کیا کرو۔ کیونکہ جب تم ان کی بداخلاقی پر بہم صبر کرو گے اور ان کی جہالت کا جواب غضب سے اور ان کی مضرت رسانی کا مقابلہ ایذارسانی سے نہیں کرو گے تو بالآخر وہ اپنے افعال قبیحہ پر نادم و شرمندہ ہونگے اور وہ اپنے اعمال بد سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ "فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ" یعنی جب تم ان کی بدسلوکی کا بدلہ احسان اور بداعمالی کا جواب خوش کرداری سے دو گے تو وہ اپنی بداعمالی ترک کر دیں گے اور عداوت سے محبت کی طرف بغض سے مودت کی جانب منقلب ہو جائیں گے۔

خرچ کرنے میں اعتدال

"میانہ روی" فضول خرچی اور کنجوسی کے درمیانی شے عربی میں اقتصاد اور اُردو میں میانہ روی کہتے ہیں اور یوں تو ہر فضیلت نقطہ وسط و اعتدال کا نام ہے

خداوند عالم نے بخیلوں اور کنجوسوں اور فضول خرچوں کی مذمت کی ہے۔ لوگ یا تو کنجوس ہوتے ہیں یا فضول خرچ بہت کم درمیانی راستہ اختیار کرتے ہیں۔

تم دیکھتے ہو کہ بخیل اپنے بخل کی تعلیل اور اپنی کنجوسی کو خوبی بنا کر پیش کرتا ہے اور اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ عقل مندی کا تقاضہ یہ ہے کہ نان و نفقہ میں تنگی کی جائے اور مال کو جمع کیا جائے تاکہ عسرت و مصیبت کے وقت اس کو نکالا جا سکے اور وہ اس طرح زندگی بھر خرچ میں تنگی کرتا رہتا ہے اور اسی خیال میں رہتا ہے کہ اوقات عسرت و تنگی میں خرچ کرے گا مالانکہ فضول خرچ اپنے اسراف کے وجوہ بیان کرتا رہتا ہے اور اس کو خوبی بنا بنا کر پیش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مال و دولت کو حرام وغیرہ میں خرچ کرتا ہے اور فقیر ہو جاتا ہے اور دن کی روزی کے حصول پر بھی قادر نہیں رہتا۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے: "إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ" (اسراف کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں) اور جو لوگ مال جمع کرتے ہیں ان کے بارے میں ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝" (جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی اطلاع دے دو۔ جس دن وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے ان کی پیشانیاں پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا تو اب اپنے جمع کیے کا مزہ چکھو)

اسراف اگرچہ ممنوع و معیوب ہے لیکن امور خیر میں "دریا دلی" کو اسراف نہیں کہیں گے۔

خداوند عالم نے ہم حکم دیا ہے کہ ہم خرچ کرنے میں اعتدال سے کام لیں کیونکہ یہی راہ خوش بختی و سعادت ہے۔ سورہ اسراء میں ارشاد ہے: "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝" (اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا رکھو اور نہ بالکل ہی کھول دو اور تم کو ملامت زدہ اور حسرت ناک ہو کر بیٹھنا پڑے۔ بلاشبہ خدا جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ رکھتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے اور ان سے باخبر ہے)

اور خداوند عالم نے اپنے ایماندار بندوں کے اوصاف انفاق کا تذکرہ سورہ فرقان میں کر دیا ہے۔ "وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ۝" (اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ ہی اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی تنگی ان کا خرچ درمیانہ ہوتا ہے۔)

اس مقام پر رسول کریم کو بھی اس وصف کی تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ" یعنی خرچ کرنے میں تنگی نہ کرو کہ اپنے نفس و متعلقین کے ساتھ صلہ رحم اور خیر و خیرات میں کوتاہ دستی نہ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو اپنے ہاتھ کو روکے رکھو اور نہ بندھے ہوئے ہاتھ کی طرح رکھو اور نہ ہی بالکل ہاتھ کھول دو

دو یعنی خرچ کرنے میں انتہائی فیاضی دکھانے لگو کہ تمہارے پاس کچھ نہ رہ جائے فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا" یعنی اپنے نفس کو ملامت کرو اور اصحاب بھی ملامت کریں کہ مال بالکل تباہ ہوگیا اور اہل وعیال نقصان و تکلیف میں آگئے۔
جس طرح خداوند عالم نے اپنے رسول کی تعلیم و تہذیب کی ہے۔ ان کی متعدد مثالوں میں سے یہ چند مثالیں پیش کیں اور اس سلسلہ میں جو آیات وارد ہوئے ہیں اس کا ہم نے مختصر تفسیر کے ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ مسلمان نصیحت حاصل کریں اور یہ بھی جان لیں کہ کس قدر اللہ اپنے رسول پر مہربان و کرم فرما ہے۔

قرآن میں منزلت رسول کریمؐ

جس طرح خداوند عالم نے اپنے رسول کی امر و نہی و عتاب کے ذریعہ تہذیب خصوصی و تعلیم خاص کی ہے اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور اس سلسلہ میں متعلقہ آیات بھی پیش کر چکے ہیں، لیکن اس محل پر قرآن کریم میں جو رسول کریمؐ کی "منزلت خاص" ہے اس کا ہم تذکرہ کرنا چاہتے ہیں:۔

طاعتِ خدا و طاعتِ رسولؐ

خداوند عالم نے اپنی اطاعت کو رسولِ کریمؐ کی اطاعت سے پیوستہ و وابستہ رکھا ہے اور یہ شرف خصوصی تھا جو آپ کو حاصل ہوا ارشاد ہوتا ہے: "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ"
مومنو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور صاحبانِ امر کی اطاعت اور اگر کسی چیز کے بارے میں نزاع ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پیش کرو۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے عظیم کامیابی حاصل کی)

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ" (جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اللہ اس کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی)

معلوم ہوا کہ اطاعت خدا اطاعتِ رسول ہے اور ارشاد ہوتا ہے:۔

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا" (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور اگر کوئی اعراض کرے تو اے رسول ہم نے تم کو داروغہ بنا کے تو نہیں بھیجا) یعنی جس نے اس اعتبار سے رسول کی اطاعت کی کہ آپ رسول ہیں اور احکام خداوندی کے مبلغ ہیں تو اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

مدح اخلاق

خداوند عالم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی قرآن میں مدح فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (تم اخلاق کے عظیم درجہ پر فائز ہو) اس سے بڑھ کر اور کیا ثناء ہو سکتی ہے کیونکہ حسن اخلاق سے بہتر و برتر انسان کی زینت و آرائش اور کیا ہو سکتی ہے۔

رسول کریمؐ "مثل اعلیٰ" ہیں اور اپنے بے عدیل محاسن اخلاق کے اعتبار سے رہنمائے عالم ہیں۔ خود ارشاد فرماتے ہیں: "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ"۔ (میری بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل ہے)

ارشاد الٰہی ہے، "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ" (اے رسول یہ بھی خدا کی مہربانی ہے کہ تم ان کے لیے نرم دل ہو اگر تم تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے ماحول سے نکل چکے ہوتے۔

رسول کریمؐ نرم مزاج۔ خوش اخلاق، نیک صفت، بدمزاجی سے دور۔ لوگوں کے درمیان عدالت کرتے تھے کسی پر ظلم نہ کرتے تھے اسی لیے مومنین کے دل آپ میں جذب ہوگئے اور اگر آپ تند خو ہوتے تو وہ سب آپ سے بگڑتے آپ کو نظرانداز کرتے اور آپ کے گردو پیش سے بھاگ جاتے۔

عالم پر احسانِ عظیم

ارشاد الٰہی ہے: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ" (خدا نے مومنین پر بڑا احسان کیا کہ ان کے واسطے ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے)

"من انفسہم" کا مطلب ہے کہ ان ہی کا ہم وطن اور رشتہ دار کو رسول بنا کر بھیجا)

خداوند عالم نے رسول کی بعثت کو مومنین پر "احسان عظیم" بتایا ہے یعنی اس نے رسول بھیج کو ان پر نعمت نازل کی اور ان پر احسان کیا۔ یہ تمام عالم کے حق میں احسان عام ہے کیونکہ آپ تمام عالم کے لیے بھیجے گئے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے: "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ" (ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا) لیکن نفع صرف انہی لوگوں نے اٹھایا جنھوں نے اسلام قبول کیا اسی لیے احسان کا تعلق صرف مومنین سے رکھا گیا کیونکہ درحقیقت وہی رسول سے فائدہ حاصل کر سکتے تھے)

درود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ

ارشاد ہے: "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" (اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو)

لغت میں "صلی علیہ" کے معنی "اس کے لیے دعا کی" کے ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ کے بارے میں یہ معنی تصور کرنا خلاف عقل ہے کیونکہ وہ دعا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تیسرے آدمی کے لیے طلب نعمت۔ دعا۔ "تیسرے آدمی کے لیے غیر سے طلب نعمت" کو کہتے ہیں۔ لہذا اللہ کا رسول پر صلوات بھیجنا "کا مطلب نزول رحمت و حسن ثناء پروردگار ہے۔ ملائکہ سے صلوات کا مطلب "دعا و استغفار" ہے اور اللہ سے "رحمت" ہے اور اس سے کس قدر عظمت نبی واضح ہوتی ہے۔ رسول کریمؐ سے پوچھا گیا کہ ہم کس طرح آپ پر صلوات بھیجیں۔ آپ نے فرمایا یوں کہو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ادب بارگاہ رسالت

خداوند عالم مومنین کو ہدایت کر رہا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں عظمت و جلال رسول کی وجہ سے مودب رہا کریں:
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ" (اے ایمان والو! اپنی آواز کو پیغمبرؐ کی آواز پر اونچا نہ کرو اور جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے بولتے ہو اس طرح ان کے حضور میں نہ بولا کرو ایسا نہ ہو کہ تمھارے سارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تم کو پتہ بھی نہ چلے)

خداوند عالم نے مومنین کو منع کیا ہے کہ وہ رسول کریمؐ کی بارگاہ میں اپنی آواز کو آپ کی آواز پر اونچا نہ کریں۔ کیونکہ غیر کے سامنے آواز بلند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ متکلم اپنے نفس کو زائد عظیم سمجھ رہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول سے

کوئی زائد باعظمت نہیں) اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ حضور رسالت میں زائد گفتگو نہ کیا کرو کیونکہ آپ کی عظمت و جلالت کے پیش نظر آپ کی محفل اس امر کی روادار نہیں۔ بلند آوازی کی ممانعت کا مقصد آپ کے احترام و حشمت کا اظہار اور احساس ادب پیدا کرنا ہے اور جو ایسا کرے گا اس کے اعمال حبط و باطل ہو جائیں گے۔" یہ درحقیقت آواز بلند کرنے والوں کو ڈرایا گیا ہے اور جو لوگ کہ ادب و لحاظ رکھتے ہیں اور براہِ احترام رسولؐ اپنی آواز کو پست کرتے ہیں ان کی خداوند عالم نے مدح کی ہے ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى۔" جو لوگ رسول کریم کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔

تحکیم رسولؐ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (اے رسول) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک سچے مومن نہ ہو سکیں گے جب تک اپنے باہمی جھگڑوں میں تم کو اپنا حاکم نہ بنالیں (مزید براں) تمہارے فیصلہ سے وہ برداشتہ خاطر بھی نہ ہوں اور ہمہ تن سرِ تسلیم خم نہ کریں)

یہ آیت بتاتی ہے کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ سے راضی نہ ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

رسول سے سرکشی کی سزا

ارشادِ خداوندی ہے: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ (جو شخص ہدایت کے آشکار ہو جانے کے بعد رسول سے سرکشی کرے اور راہ مومنین سے الگ اپنا راستہ بنائے تو جدھر وہ پھر گیا ہے ہم بھی ادھر پھیر دیں گے اور (آخر) اسے جہنم میں جھونک دیں گے)

رسول کی نافرمانی اس وعید کا سزاوار بناتی ہے۔

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ رسول کریم کا تمام گناہوں سے معصوم ہونا واجب ہے اگر رسول کریمؐ سے (نعوذ باللہ) گناہ سرزد ہوتا تو سرکشی واجب تھی۔ لیکن اس آیت نے رسولؐ سے سرکشی حرام کر دی معلوم ہوا کہ آپؐ سے کبھی گناہ صادر نہیں ہو سکتا۔ اور اس آیت سے رسول کریمؐ کے اعمال کی پیروی کا وجوب بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر فعل امت عمل رسول کے خلاف ہوگا تو ایک فعل کا دوسرے فعل کے مخالف ہونا ضروری ہے اور یہی مخالفت ہے۔ اب چونکہ

رسول کریمؐ سے سرکشی حرام ہے لہٰذا آپؐ کے اعمال کا اقتداء واجب ہے۔

یہ ہے وہ مختصر سا تذکرہ ان آیات کا جو خاص منزلتِ رسولؐ و جلالت و رفعت شانِ رسول کے اظہار کے لیے قرآن میں اتری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ آپؐ کی اطاعت کریں اور خداوند عالم نے اپنی اطاعت کو رسول کی اطاعت سے وابستہ کر دیا ہے اور رسول کریمؐ کی نافرمانی کی ممانعت کی اور نافرمانوں کو نارِ جہنم کی وعید دی ہے۔ کیونکہ رسولؐ کی نافرمانی درحقیقت خدا کی معصیت ہے۔ آپ کی مخالفت ممنوع قرار دی ہے کیونکہ آپ گناہوں سے معصوم ہیں اور جو معصوم ہوگا اس کی مخالفت حرام۔

خداوند عالم مومنین کو آپ کی بارگاہ میں مؤدب رہنے کا حکم دیا ہے اور آپ کی محفل میں شور کرنے کی ممانعت کی ہے، کیونکہ وہ عام انسانوں کی طرح نہیں۔ لہٰذا ناروا ہے کہ آپؐ کی بارگاہ میں شور کیا جائے اور بلا ضرورت باتیں کی جائیں۔ اگر بادشاہوں اور حاکموں کا ادب ضروری ہے تو رسول کریمؐ کا ادب بدرجہ اولیٰ ضروری ہے کیونکہ آپ سردار خلائق، محبوب حقائق اور صاحب خلق عظیم ہیں۔

خداوند عالم نے آپؐ کو رسول بنا کر لوگوں پر احسان کیا ہے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رحمت بنایا۔ ارشاد ہوتا ہے: وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ ۝ رسول کریمؐ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ ادب و آداب کا پاس کرتے تھے۔ اور آپؐ کے اصحاب آپ کی صفاتِ جلیلہ کو اخذ کرتے اور آپؐ کی پیروی کرتے تھے۔ خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپؐ پر درود بھیجیں۔

بارالٰہا! ہمیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کی توفیق عطا کر اور ہمیں صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھ، تو ہر شے پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے کے لائق ہے۔

تدوین احادیث نبوی

بخاری نے روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سب سے پہلے تدوین احادیث کا حکم دیا۔ بخاری فرما تے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم الانصاری مدنی کو ایک خط لکھا، جس میں تحریر تھا: جہاں جہاں تمہیں ملے اس کو لکھ لو کیوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں علم معدوم اور علما مرحوم نہ ہو جائیں، صرف حدیث رسول "علم" کو پھیلاؤ، یہاں تک کہ ہر نا واقف واقف ہو جائے اور یاد رکھو کہ علم صرف اخفاء سے ختم ہوتا ہے۔

یہ وہی ابن حزم ہیں جن کو عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی بنایا تھا۔ ۱۲۰ھ میں ان کی وفات ہوئی اور انھوں نے بہت سی احادیث اور آثار نبویہ جمع کیے تھے۔ پھر علماء کرام تدوین و تصنیف پر گامزن ہو گئے۔

کثرت ابواب حسن ترتیب اور حسن تالیف احادیث کے لحاظ سے کوفہ میں ابوبکر بن ابی شیبہ منفرد و یکتا روزگار تھے۔

چونکہ کام کی ابتدا تھی اس لیے احادیث صرف دوسروں کی زبان سے حاصل کیے جاتے تھے اور مصنف سے جب کوئی شخص روایت بیان کرتا تو مصنف اس سے اسناد کا مطالبہ کرتا اور جس سے وہ حدیث اس نے لی اُن کا نام پوچھتا۔ پھر وہ راوی اس حدیث کے اسناد بیان کرتا یہاں تک کہ سند رسول کریم ؐ پر منتہی ہوتی اگر وہ آپ کا کلام ہوتا۔ ورنہ صحابی یا تابعی پر سند منتہی ہوتی اگر وہ ان میں سے کسی کا کلام ہوتا۔ چونکہ احادیث میں کچھ وضعی احادیث بھی آگئے اس لیے مصنفین ایسے "قانون مخصوص" کی تدوین کی طرف مائل ہوئے جس سے "کلام صحیح" قول غلط سے ممتاز ہو سکے۔ پھر انھوں نے اس "قانون" کو مختلف بنیادوں پر قائم کیا۔

بنیاد اوّل۔ فن تاریخ پر رکھی اور مطلب یہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے راوی کی تاریخ اور اس کی وفات کی تاریخ معلوم ہو سکے تاکہ اگر کوئی کہے کہ "مجھ سے فلاں نے بیان کیا ہے۔ حالانکہ اس راوی نے اس کا زمانہ نہ پایا ہو تو اس سے اس راوی کا کذب ثابت ہو سکے۔

اسی لیے امام احمد نے کہا چونکہ راویوں نے "کذب" کا استعمال کیا لہٰذا ہم نے ان کے لیے "تاریخ" کا استعمال کیا۔

بنیاد ثانی۔ فن جرح و تعدیل۔ جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ فلاں ثقہ (قابل اعتبار) ہے جعلساز نہیں۔

بنیاد ثالث: کس طرح راویوں نے ایک دوسرے سے احادیث اخذ کیے ہیں "قراءت" کے ذریعہ "کتابت" کے ذریعہ "مناولت" کے ذریعہ یا "اجازت" کے ذریعہ۔ راویوں کے مراتب پر نظر کرنا، معیار قبول و رد کے لحاظ سے جو علما میں اختلاف ہے اس پر نظر کرنا۔

پھر علماء حدیث نے اس چیز کا لحاظ ان الفاظ میں بھی رکھا ہے جو متن حدیث میں واقع ہیں۔ کہ آیا یہ حدیث غریب ہے یا مشکل مصحف ہے یا مفترق و مختلف اور یہ کہ یہ حدیث ناسخ ہے یا منسوخ اور یہ فن سب سے اہم اور دشوار ہے۔

علماء حدیث نے معللات احادیث کے بارے میں متعدد کتابیں مدون کی ہیں۔ ان علماء میں سے ابو محمد الرامہرمزی ہیں انھوں نے کتاب المحدث الفاضل تالیف کی اور حاکم ابو عبداللہ النیشاپوری ہیں اور ابو نعیم اصفہانی ہیں۔ ان کے بعد اس میدان میں خطیب بغدادی صاحب تاریخ بغداد آتے ہیں اور انھوں نے قواعد روایت پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "الکفایۃ" ہے اور آداب روایت پر کتاب لکھی جس کا نام "الجامع الآداب الشیخ والسامع" رکھا اور شاید ہی کوئی احادیث کی ایسی قسم ہو جس کو انھوں نے کتاب میں نہ لکھا ہو۔ یہاں تک کہ ہر منصف مزاج مانتا ہے کہ خطیب کے بعد محدثین کا زیادہ تر انحصار و اعتماد ان ہی کتابوں پر رہا۔ پھر خطیب کے بعد کچھ لوگ آئے جو اس فن سے بہرہ ور تھے پھر انھوں نے اس میں کچھ تالیفات پیش کیے۔ قاضی عیاض نے ایک عمدہ کتاب لکھی جس کا نام "الالماع" رکھا۔ ابو حفص المیانجی نے ایک حصہ لکھا جس کا نام "مالا یسع المحدث جہلہ" رکھا۔ پھر اس سلسلہ میں بہت سے تصانیف منظر عام پر آئے یہاں تک کہ فقیہہ و حافظ سنت عبدالرحمن شہرزوری المشہور بہ "ابن صلاح" مقیم دمشق اس وادی میں آئے پھر انھوں نے اس فن پر قلم اٹھایا۔ اس لیے بھی کہ وہ مدرسہ اشرفیہ میں درس حدیث کے مہتمم تھے۔ (ان کو اس موضوع سے ربط خاص پیدا ہو گیا تھا) کے بارے میں ان کی کتاب مشہور ہے۔ انھوں نے فن حدیث کی تہذیب کی اور اصطلاحات حدیث کے مدارج قائم کیے۔ ان سے ملحق محی الدین نودی، حافظ عراقی و حافظ ابن حجر آئے اور انھوں نے اس فن پر قلم اٹھایا۔ ان لوگوں نے رسول کریمؐ کی سنت کو جو رسول کریمؐ کے "قول" یا "فعل" یا "تقریر" یا "صفت" سے تشکیل پذیر ہوتی ہے تین قسموں پر منقسم کر دیا۔ صحیح، حسن، ضعیف۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی قسمیں بنائیں۔

صحیح۔ وہ جس کی سند متصل ہو (یعنی کہیں منقطع نہ ہوئی ہو) اور اس کے راوی عادل ہوں اور "بلا شذوذ و علت ضابط حدیث ہوں۔"

عدل۔ کا مطلب یہ ہے کہ ان میں ایسا ملکہ ہو جو ان کو تقوی و انسانیت سے وابستہ رکھے۔

ضابط۔ اس راوی کو کہیں گے کہ جو سنے اس کو سینہ میں محفوظ رکھے اور جب چاہے اس حدیث کے پیش کرنے پر قادر ہو۔ یا ضابط اس راوی کو کہیں گے جو سننے کے بعد اس کو کتاب میں منضبط کر لے اور اس کی تصحیح کرے یہاں تک کہ اس سے دوسرے کو پہنچے۔

بلا شذوذ۔ کا مطلب یہ ہے کہ راوی سوء حفظ کا شکار نہ ہو کہ پھر جو اس سے زائد افضل ہو وہ اس کی مخالفت کرے۔

بلا علت۔ یعنی وہ راوی عیب و علت سے پاک ہو یعنی مرفوع کو مرسل اور مرسل کو مرفوع نہ کر دیا کرتا ہو۔

اسی لیے ضبط رواۃ کے لحاظ سے اور اس لحاظ سے کہ حفظ، تقویٰ و احتیاط کے اعتبار سے راویانِ کرام کی شہرت کیسی ہے "صحیح حدیث" بھی قوت کے اعتبار سے مختلف مدارج رکھتی ہے۔

اسی لیے سب نے اتفاق کیا ہے کہ سب سے زائد صحیح حدیث وہ ہے جس کو بخاری[1] و مسلم[2] نے روایت کیا ہے پھر وہ ہے جس کو صرف بخاری نے روایت کیا ہو پھر وہ ہے جس کو صرف مسلم نے روایت کیا ہو۔ پھر وہ حدیث صحیح ہے جو ان دونوں کی شرائط پر اترتی ہو۔ پھر وہ حدیث صحیح ہے جو صرف شرائط بخاری پر اُترے۔ پھر وہ صحیح ہے جو شرائط مسلم پر ہو۔ پھر وہ صحیح ہے جو ان دونوں کے علاوہ اور ارباب حدیث کے شرائط پر پوری اُترتی ہو۔

دوسری قسم "حسن" ہے اور یہ وہ حدیث ہے جس کی سند کے راوی مشہور ہوں اور عدالت و ضبط میں معروف ہوں اگرچہ راویانِ حدیث صحیح کے پایہ سے کمتر ہوں۔

غریب: اہل حدیث مختلف لحاظ سے ایک حدیث کو غریب کہتے ہیں کبھی اس لیے حدیث کو غریب کہیں گے کہ اس کی روایت وجہ واحد سے ہوتی ہے یعنی اس حدیث کی روایت صرف ایک آدمی پر گردش کرتی ہے۔ اگرچہ اس فرد واحد سے روایت کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے اہل علم کے نزدیک وہ حدیث مشہور کیوں نہ ہو۔ (پھر بھی اس کو غریب کہیں گے)

کبھی حدیث میں زیادتی ہونے کی وجہ سے علماء حدیث کو غریب کہتے ہیں لیکن اگر وہ زیادتی ان لوگوں کی طرف سے ہو جن کے حفظ پر اعتماد ہے تو وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ محدثین کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا یہ حدیث ضعیف ہے۔ یہ صرف ظاہر اسناد کے اعتبار سے کہا جاتا ہے قطع و یقین کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے۔

تیسری قسم ضعیف۔ ضعیف وہ حدیث ہے جس کے اسناد رتبہ حسن تک نہیں پہنچتے ہیں۔ درجہ صحیح تک ان کا نہ پہنچنا باب اولیٰ میں سے ہے۔

ضعیف کی بہت سی قسمیں ہیں بعض وہ ہیں جن کے خاص القاب ہیں جیسے مضطرب۔ مقلوب۔ موضوع۔ منکر اور بعض وہ ہیں جن کے خاص القاب نہیں۔

۱۲ ربیع الاول ۱۹۶۰ء

نصیر الاجتہادی

۶ میکلوڈ روڈ، لاہور

---

[1] بخاری ۱۹۳ھ (۸۱۰ء) میں پیدا ہوئے۔ ۲۵۶ھ (۸۷۰ء) میں وفات پائی۔ ۶ لاکھ حدیثوں میں سے سات ہزار احادیث اپنی صحیح میں سولہ سال کی مدت میں جمع کیے۔ [2] مسلم ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے ۲۶۱ھ انتقال کیا تکرارات کے ساقط کرنے کے بعد ان کی جمع کردہ احادیث کی تعداد چار ہزار بنتی ہے۔

تاریخی جدول

۵۴۵ء	ولادت جناب عبداللہ
۵۷۰ء	حادثہ فیل
۲۰ راگست	ولادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵۷۳ء	ولادت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
۵۷۵-۵۷۶ء	وفات جناب آمنہ (مادر گرامی رسول کریمؐ)
۵۷۹ء	وفات عبدالمطلب (جد امجد رسول کریمؐ)
۵۸۱ء	ولادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۵۸۲ء	شام کی طرف جناب ابوطالب کے ساتھ رسول کریمؐ کا پہلا سفر
۵۸۶-۵۹۰ء	حرب الفجار
۵۹۵ء	شام کی طرف رسول کریمؐ کا دوسرا تجارتی سفر
۵۹۵ء	جناب خدیجہؓ سے نکاح
۶۰۰-۶۰۱ء	ولادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۶۰۵ء	تجدید بناء کعبہ
۶۱۰ء	ابتداء وحی
۶۱۳-۶۱۴ء	ولادت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
۶۱۵ء	حبشہ کی طرف پہلی ہجرت
۶۱۷ء	بنی ہاشم و ابوطالب سے قریش کا مقاطعہ
۶۲۰ء	وفات ابوطالب و وفات حضرت خدیجہؓ
۶۲۰ء	رسول کریمؐ کا سفر طائف
۶۲۱ء	اسرا و معراج
۶۲۱ء	فریضۂ نماز

سنہ ۶۲۱ء — بیعت عقبہ اولیٰ

سنہ ۶۲۲ء ۲۸ جون — مدینہ کی طرف ہجرت

سنہ ۶۲۲ء — کعبہ قبلہ ہوا

سنہ ۶۲۳ء — جناب حمزہؓ کو آپؐ نے بھیجا

سنہ ۶۲۳ء — سریہ عبیدہ بن حارث

سنہ ۶۲۳ء (جون) — غزوہ ابوا — ماہ صفر ہجرت کے بارھویں مہینے کے بعد

سنہ ۶۲۳ء جولائی — غزوہ بواط — ماہ ربیع الاول ہجرت کے تیرہ مہینے بعد

سنہ ۶۲۳ء اکتوبر — غزوہ عشیرہ

سنہ ۶۲۳ء نومبر — سریہ عبداللہ بن جحش

سنہ ۶۲۴ء جنوری — غزوہ بدر کبریٰ

سنہ ۶۲۴ء فروری — غزوہ بنی قینقاع

سنہ ۶۲۴ء اپریل — غزوہ سویق

سنہ ۶۲۴ء جولائی — قتل کعب بن اشرف

سنہ ۶۲۴ء ستمبر — سریہ زید بن حارثہ

سنہ ۶۲۵ء جنوری — غزوۂ احد

سنہ ۶۲۵ء — غزوہ حمراء الاسد

سنہ ۶۲۵ء مئی — رجیع

سنہ ۶۲۵ء مئی — سریہ بئر معونہ

سنہ ۶۲۵ء جون — غزوہ بنی نضیر

سنہ ۶۲۶ء جولائی — غزوہ دومۃ الجندل

سنہ ۶۲۶ء دسمبر — غزوہ بنی مصطلق

سنہ ۶۲۷ء فروری — غزوہ خندق

سنہ ۶۲۷ء اپریل — غزوہ بنی قریظہ

سنہ ۶۲۷ء جون جولائی — غزوہ بنی لحیان

سنہ ۶۲۷ء جولائی — غزوہ ذی قرد

۶۲۷ء اگست	سریۃ الغمر
۶۲۷ء ستمبر	سریہ زید بن حارثہ بہ جانب عیص
۶۲۷ء اکتوبر	سریہ زید بن حارثہ بہ جانب حسمی
۶۲۷ء دسمبر	سریہ عبداللہ بن عتیک
۶۲۸ء جنوری	سریہ عبداللہ بن رواحہ
۶۲۸ء فروری	حدیبیہ
۶۲۸ء مئی	ارسال مکاتیب بہ جانب روم و فارس
۶۲۸ء اگست	ام حبیبہؓ سے نکاح
۶۲۸ء اگست	غزوہ خیبر
۶۲۹ء فروری	عمرۃ القضاء
۶۲۹ء ستمبر	سریہ موتہ
۶۲۹ء اکتوبر	سریہ ذات السلاسل
۶۲۹ء نومبر	سریہ الخبط
۶۲۹ء دسمبر	سریہ ابوقتادہ بہ جانب نجد
۶۳۰ء جنوری	فتح مکہ
۶۳۰ء فروری	غزوۂ حنین
۶۳۰ء فروری	غزوہ طائف
۶۳۰ء اپریل	ولادت ابراہیمؑ
۶۳۰ء اپریل	سریہ عیینہ بن حصن الفزاری بہ جانب تمیم
۶۳۰ء جولائی	سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی بہ جانب حبشہ
۶۳۰ء جولائی	سریہ علی بن ابی طالب۔ بہ جانب فلس
۶۳۰ء اکتوبر	غزوہ تبوک
۶۳۱ء مارچ	حج حضرت ابوبکرؓ
۶۳۱ء جون	سریہ خالد بن ولید
۶۳۱ء جون	وفات ابراہیم

سنہ ۶۳۱ء دسمبر — حضرت علی بہ جانب یمن

سنہ ۶۳۲ء مارچ — حجۃ الوداع

سنہ ۶۳۲ء مئی — جیش رسالہ شام کی طرف عزم جنگ

سنہ ۶۳۲ء جون — وفات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمت بالخیر